حسب فرمائش۔!

مکتبہ القریش کے توسط سے "خبیث" اور "برمچاری" کے بعد "درخشاں" پیش خدمت ہے۔

برادرم محمد علی قریشی کا اصرار ہے کہ میں "درخشاں" کے بارے میں کچھ لکھوں۔ عجیب سی بات ہے کہ یہ رسم اب متعدی مرض کی طرح عام ہو گئی ہے کہ مصنف اپنی ہی تخلیق کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھے اور تخلیق کار اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر کچھ نہ کچھ کی آڑ میں بہت کچھ لکھ جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنے دہی کو کوئی کھٹا کیوں کہے گا؟

کسی نہات دوراندیش اور معاملہ فہم دانشور نے بڑے عام فہم انداز میں یہ نکتہ خواندہ اور ناخواندہ لوگوں کے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی تھی کہ..... "جس روز ہمارے عوام اس حقیقت کو سمجھ لیں گے کہ کالا اونٹ کالا اور بھورا اونٹ بھورا ہوتا ہے اس روز رنگ اور نسل کی تفریق ختم ہو جائے گی اور انسان ایک دوسرے سے پیار و محبت سے پیش آنے کا ہنر سیکھ لے گا کہ یہی انسانیت کا تقاضہ بھی ہے" بہرحال "درخشاں" کے بارے میں سب سے پیشتر میں اس بات کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا مرکزی خیال میں نے کہیں اور سے لیا تھا' پھر رائی کا پہاڑ بنتا چلا گیا' کہانی کا کینوس اتنا وسیع و عریض تھا کہ ایک نئی "طلسم ہوشربا" وجود میں آ سکتی تھی لیکن میں نے حسب عادت گریز سے کام لیا ــــ جن دوستوں اور واقف کاروں نے میری سلسلہ وار کہانی "انکا" کا مطالعہ کیا ہے وہ اب بھی اس بات کے شاکی ہیں کہ میں نے اس سلسلے کو ختم کر کے دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا اس لئے کہ "انکا" ہر دور کی اہم ضرورت ثابت ہو سکتی تھی ــــ آج مجھے بھی اکثر "انکا" کی کمی کا احساس بڑی شدت سے ہوتا ہے...... وہ ہوتی تو دہشت گردوں کے سروں پر جا جا کر ان کو انسانیت کا درس دے سکتی تھی۔ سیاست برائے

لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا خون پی کر وہ انہیں عوام کا خون پینے سے باز رکھ سکتی تھی۔ پھر شاید حالات وہ نہ ہوتے جو آج ہیں۔!!

"درخشاں" کی کہانی ایک حسین خواب ہے جو ایک سرپھرے نواب زادے کی روح کو تسکین دیتا ہے، اس کی زندگی میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اس کو پر کرنے کی خاطر مہم جوئی پر آمادہ کرتا ہے۔ حقیقت کیا تھی؟ اس کا اندازہ آپ کو کہانی پڑھنے کے بعد ہی ہو سکے گا، مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ کہانی میں کچھ ایسی پراسرار اور حیرت انگیز سچویشن بھی آ گئی ہے جسے شاید آپ کی عقل سلیم قبول نہ کرے لیکن جسے ہم کل تک تسلیم نہیں کرتے تھے اسے آج حقیقت کے روپ میں دیکھ کر تسلیم کرنا پڑا۔ اور آج جو کچھ ہمیں محض "فکشن" نظر آ رہا ہے ہو سکتا ہے کل وہ ٹھوس شکل میں ظاہر ہو کر ہمیں اپنی رائے تبدیل کرنے پر مجبور کر دے ___ مشیت ایزدی کے آگے انسان کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی لاٹھی "نیل آرمسٹرانگ (NEIL ARMSTRONG)" کے سر پر ضرور پڑی ہوتی جس نے 21 جولائی 1969ء کو چاند کی سرزمین پر قدم رکھنے کی جسارت کی تھی۔

میں "درخشاں" کی اشاعت کے سلسلے میں "جاسوسی ڈائجسٹ" کے روح رواں محترم معراج رسول صاحب کا بھی بیحد شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اسے کسی دوسرے ادارے سے شائع ہونے کی اجازت دے کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

انوار صدیقی

بحری عقاب سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کا سینہ چیرتا ہوا اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔ میں عرشے پر کھڑا ریلنگ پر مضبوطی سے دونوں ہاتھ جمائے سمندر کی موجوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ صرف ایک روز پہلے ہی جہاز کے بوڑھے اور تجربہ کار کپتان ایسٹلے نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ ہم عنقریب بحرالکاہل کے بدترین طوفان سے دوچار ہونے والے ہیں۔ ایسٹلے کا تعلق پرتگال کے ایک عیسائی خاندان سے تھا۔ بحری عقاب پر وہ تقریباً اٹھارہ سال سے کپتان تھا اور اس جہاز پر اس نے دنیا کے بیشتر ممالک کا دور دراز کا سفر بارہا کیا تھا۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کا تجربہ بھی وسیع اور گہرا ہو گیا تھا۔ جہاز کے نام سے اس کی شخصیت بھی بڑی حد تک مناسبت رکھتی تھی۔ اس کی آنکھیں ہر وقت کسی ایسے عقاب ہی کے مانند چمکتی رہتی تھیں جو اپنے دشمن پر جھپٹنے کے لیے بے قرار رہتا ہے۔ بظاہر وہ ایک سیدھا سادا اور رحم دل شخص واقع ہوا تھا لیکن اس کی شخصیت کی گہرائی اور اس کے تجربے کا اندازہ اس کے چہرے اور پیشانی پر نظر آنے والی شکنوں سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ اس کی رنگت جلے ہوئے تانبے کی طرح اور بال بھورے تھے۔ عمر کی پچاس سے زیادہ منزلیں طے کر لینے کے باوجود اس کے قویٰ بیحد مضبوط تھے۔ وہ ہر وقت مستعد اور چاق و چوبند رہنے کا عادی تھا۔ اس وقت بھی کہ جب میں ریلنگ سے لگا کھڑا لہروں کا نظروں سے موجوں کے تلاطم سے لطف اندوز ہو رہا تھا ایسٹلے اپنے مخصوص انداز میں دوربین نظروں سے لگائے کسی آنے والے خطرے کو محسوس کرنے میں منہمک تھا۔

میں کچھ دیر تک عرشے پر تنہا کھڑا رہا، میرا وفادار کتا حامی میرے قریب ہی موجود تھا۔ اس کی ہلتی ہوئی دم ایک بار میرے پیروں سے ٹکرائی تو میں نہ جانے کیوں ساری جان سے

WWW.PAKSOCIETY.COM

لرزا تھا، میری محویت ٹوٹ گئی، میں نے نظریں نیچی کر کے ٹامی کو دیکھا جو میرے اچانک چونکنے سے ایک لمحے کو خود بھی گڑبڑا گیا تھا پھر جب اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اُس نے اپنی زبان باہر نکال لی اور مجھے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جس میں شرمندگی کا اظہار کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ مجھے ٹامی پر بے اختیار پیار آ گیا، میں نے قدرے جھک کر اُس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا تو اُس کی آنکھیں خوشی سے چمک اُٹھیں اور اُس نے عقیدت سے میرے قدموں پر اپنی تھوتھنی مسلنی شروع کر دی میں یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ٹامی کو اس بحری سفر میں اپنے ساتھ لینے میں میرے ارادے کو مطلق کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ ٹامی مجھے اپنی موجودہ تنہا اور المناک زندگی میں بہت عزیز تھا لیکن میں نے اچانک جس خطرناک سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ کیا تھا اس میں ٹامی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے اپنے ملازم کو ٹامی کے سلسلے میں سختی سے تاکید کی تھی کہ میری غیر موجودگی میں ٹامی کا خاص خیال رکھا جائے اور اُسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ پھر جب ملازم ٹامی کو میرے سامنے سے ہٹا کر دوسرے کمرے میں لے گیا تو میں تیز تیز قدم اُٹھاتا اپنی شاندار حویلی سے باہر آ گیا جہاں میرے ساتھی کار میں میرے منتظر تھے۔ ڈرائیور نے مجھے آتا دیکھ کر بڑی مستعدی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا۔ میں ابھی کار کے قریب ہی پہنچا تھا کہ پشت سے ملازم کے چیخنے کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی پھر میں نے ٹامی کو دیکھا جو جست بھرتا میرے قریب آ کر میرے قدموں میں یوں لوٹنے لگا جیسے وہ کسی قیمت پر میرا ساتھ چھوڑنے کو آمادہ نہیں ہے مجھے اس بے زبان مگر وفادار جانور پر ترس آ گیا اور یوں ٹامی بھی میرا ہم سفر بن گیا۔

عرشے پر اس وقت میرے اور ٹامی کے سوا کوئی تیسرا فرد موجود نہیں تھا۔ میں نے نظریں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جہاں گہرے اودے رنگ کے بادل کسی لمحے بھی پوری گھن گرج کے ساتھ برس پڑنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ ہوا بھی بتدریج تیز ہو رہی تھی۔ میں نے ایک سرسری نگاہ بوڑھے ایشلے پر ڈالی جو کنٹرول روم کے شیشے سے ٹیکا ہوا اپنا بل کھایا ہوا بے ہنگم پائپ سلگانے میں محو تھا۔ میں نے ٹامی کی زنجیر ریلنگ سے نکال کر اپنے ہاتھ میں لی پھر قدم اُٹھاتا اپنے کیبن کی سمت جا رہا تھا کہ ایک موڑ پر اچانک جہاز کا نائب کپتان جیکسن جو ڈنمارک کا رہنے والا تھا، سامنے آ گیا۔ حسبِ معمول اس وقت بھی اُس نے میرے بجائے پہلے ٹامی پر ایک گہری نظر ڈالی پھر اُس کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار تبسم اُبھر آیا۔ جیکسن کی اس مخصوص عادت کو میں بحری سفر کے آغاز ہی سے متعدد بار نوٹ کر چکا تھا۔ جانے کیوں وہ ٹامی کو دیکھتے ہی کسی گہری سوچ میں غرق ہو جاتا پھر اُس کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ اُبھر آتی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید جیکسن کو کتے پالنے کا شوق رہا ہو گا لیکن بحری ملازمت میں وہ اس شوق کی تکمیل کرنے سے مجبور تھا مگر ایک روز جب میں نے یوں ہی برسبیلِ تذکرہ جہاز کے کپتان ایشلے سے اس امر کا تذکرہ کیا تو بوڑھے کپتان کی کشادہ پیشانی پر ناگوار تاثرات کے اظہار کے طور پر بے شمار آڑی ترچھی لکیریں اُبھر آئیں۔ چند ثانیے تک وہ اپنی تجربہ کار نگاہوں سے مجھے گھورتا رہا پھر ہونٹ چباتے ہوئے قدرے مدھم آواز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے جیکسن کو ٹامی کے جسم کے اندر بھی کوئی پُراسرار روح بھٹکتی نظر آ رہی ہو۔"

"کیا مطلب؟" ایشلے کی زبان سے کسی بھٹکتی ہوئی پُراسرار روح کا ذکر سن کر میرے دل کی دھڑکنیں اچانک تیز ہو گئیں۔ میں نے اس بوڑھے کو دزدیدہ نظروں سے دیکھا ایک لمحے کو میرے دل میں یہی خیال اُبھرا کہ شاید ایشلے کو کسی طرح میرے سفر کی غرض و غایت کا علم ہو گیا ہے، ممکن ہے میرے دوست سرجن کیلاکش نے ایشلے کو ان دُور دراز جزیروں کے بارے میں کریدنے کی کوشش کی ہو جو اپنے تاریخی پس منظر کے اعتبار سے پُراسرار مشہور تھے اور جہاں ہم جانے کا ارادہ بھی رکھتے تھے، ہو سکتا تھا کہ بوڑھے کپتان نے جو بحری سفر کا طویل تجربہ رکھتا تھا محض کیلاکش کی زبانی ان جزیروں کا نام سُن کر ہمارے سفر کے بارے میں کچھ نتائج اخذ کر لیے ہوں اور پُراسرار روحوں کا ذکر صرف ایک اتفاقیہ مطابقت ہو جس نے مجھے وقتی طور پر چونکنے پر مجبور کر دیا۔

میں بدستور ایشلے کو وضاحت طلب نظروں سے گھورتا رہا۔

معاً میرے ذہن میں اپنے دوسرے دوست جیکب کا خیال بڑی سرعت سے اُبھرا۔ جیکب ایک اینگلو انڈین پادری کا لڑکا تھا باپ کے انتقال کے بعد حالات نے اُسے فادر جیکب بنا دیا تھا، رنگ اور شکل و صورت کے اعتبار سے وہ اینگلو انڈین کے بجائے انگریز لگتا تھا۔ گورا چٹا، دراز قد اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک لیکن بقول سرجن کیلاکش کے اُس کے پاس سوائے عقل کے اور کسی چیز کی کمی نہ تھی اور اس کمی کو پورا کرنے کی صرف ایک صورت تھی۔ جیکب کی بھس بھری کھوپڑی کا آپریشن کر کے اس میں تھوڑا سا بھیجہ رکھ دیا جاتا۔ بہرحال ہم تینوں ہی بہت گہرے دوست تھے اور اسی لیے میں نے اصرار کر کے کیلاکش اور جیکب دونوں کو اپنا شریکِ سفر بنا لیا تھا۔ عجب نہیں تھا کہ جیکب نے اپنی معصوم حماقت

کا ثبوت دیتے ہوئے کپتان ایشلے کو میرے سفر کی پُراسرار نوعیت سے آگاہ کر دیا ہو اور وہ بوڑھا پرتگالی اس وقت بھٹکتی ہوئی روحوں کا تذکرہ چھیڑ کر میرا بھید لینے کی کوشش کر رہا ہو، میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے قدرے درشت لہجے میں اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "بھلا ٹامی کی ذات کا کسی بھٹکتی ہوئی روح سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟"

"ٹامی کا نہ سہی لیکن جیکسن کا بھٹکتی ہوئی روحوں سے بہرحال بہت گہرا تعلق ہے۔" ایشلے نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ "اُس کا دعویٰ ہے کہ وہ روحوں کو بلانے کا عمل جانتا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے بوڑھے کو کریدتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تم جیکسن کے دعوے کی تصدیق نہیں کرو گے؟"

"مجھے غلط سمجھنے کی کوشش مت کرو میرے عزیز۔" ایشلے نے بڑے سپاٹ اور خشک لہجے میں کہا۔ "جیکسن میرا ہم پیشہ ہے، گزشتہ اٹھارہ سال سے وہ بھی اسی جہاز پر اپنے فرائض انجام دے رہا ہے، ہمارے درمیان آج تک کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا لیکن......"

"لیکن کیا؟" میں نے ایشلے کے اچانک خاموش ہو جانے پر بے چینی سے دریافت کیا۔

"ذاتی طور پر میں ان فضول باتوں کا قائل نہیں ہوں۔" ایشلے نے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔ "میں نے آج تک کبھی جیکسن کو روحوں کو بلانے کا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ اس جہاز پر سفر کرنے والے اکثر شوقین سیاحوں نے جیکسن کے دعوے کی تصدیق کی ہے۔"

"جیکسن کی شخصیت کے بارے میں تمہاری ذاتی رائے کیا ہے؟" میں نے بات کو ذرا آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

"نہایت دلیر اور تجربہ کار شخص ہے، میرے ساتھ اُس کا طرزِ عمل ہمیشہ دوستانہ رہا ہے، آج تک اُس نے کبھی بحیثیت کپتان کے مجھے اپنے کسی عمل سے شکایت کا موقع نہیں دیا، خطروں کے وقت وہ ہمیشہ پیش پیش رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ موت برحق ہے شاید اسی لیے جیکسن کبھی ہراساں نظر نہیں آتا، مجھے اُس کی یہ عادت بیحد پسند ہے۔"

"کیا وہ شادی شدہ ہے؟" میں نے یوں ہی دریافت کیا۔

"بارہ سال پُرانی بات ہے۔" ایشلے نے زنگ آلود تیلی کی سلائی سے پائپ کی راکھ کو کریدتے ہوئے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "جیکسن نے جزیرہ ہوائی کی ایک نوخیز اور الھڑ سی حسینہ سے اپنی پسند کی شادی کی تھی، اس وقت وہ بے انتہا خوش تھا لیکن اُس کی یہ خوشی بڑی عارضی اور ناپائیدار ثابت ہوئی، شادی کے صرف دو روز بعد ہوائی سے جزیرہ سولومن کے سفر کے دوران اُس کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس سے روٹھ گئی۔ اُس کی موت اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ جہاز کے عملے کے تمام افراد حیران رہ گئے۔ اُس روز میں نے پہلی اور آخری بار جیکسن کو کسی معصوم بچے کی مانند پھوٹ پھوٹ کر اور بلک بلک کر روتے دیکھا تھا پھر اُس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کو سمندر کی بیتاب لہروں کے حوالے کر دیا اور......"

"اور کیا؟" میں نے تجسس بھری آواز میں پوچھا۔

"اس دن کے بعد سے جیکسن نے روحوں کو بلانے کا عمل سیکھنا شروع کر دیا۔" ایشلے نے پائپ کی سرد راکھ کو نیچے گراتے ہوئے جواب دیا۔ "شروع شروع میں میں نے اُسے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن جب اُس کا شوق دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا تو میں نے اپنی زبان بند کر لی، یوں بھی ہم اپنی اپنی مرضی کے مختار ہیں، بلاوجہ ایک دوسرے کے معاملات میں ٹانگ پھنسانا اکثر دشواریوں اور حادثات کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ ڈیڑھ پونے دو سال تک جیکسن پر ہر وقت روحوں کو بلانے کا عمل سیکھنے کا بھوت سوار رہا پھر وہ نارمل نظر آنے لگا شاید وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا ——— ایک بار اُس نے مجھ سے کہا بھی تھا کہ اب وہ جب چاہتا ہے اپنی روٹھی ہوئی محبت کو دوبارہ غیر مادی صورت میں حاصل کر لیتا ہے اور پہروں اس سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ میں نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا، زیرِ لب مسکرا کر چپ ہو گیا۔ جیکسن کو غالباً میری خاموشی گراں گزری تھی شاید اسی لیے اُس نے دوبارہ کبھی اس مسئلے پر مجھ سے گفتگو نہیں کی۔"

میں ایشلے سے کچھ اور معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن عملے کے ایک کارندے نے اُسے آ کر انجن روم کی بابت کچھ بتایا تو وہ مجھ سے معذرت طلب کرتا ہوا نہایت برق رفتاری سے انجن روم کی جانب چلا گیا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ اُس کے بعد کچھ تو سفر کے سلسلے میں اور کچھ اپنے دوستوں کے ساتھ اتنا مصروف رہا کہ جیکسن کی ذات میں مزید دلچسپی نہ لے سکا لیکن اُس وقت اچانک مڈبھیڑ ہوئی اور ٹامی کو دیکھ کر اُس کے ہونٹوں پر پھر وہی پُراسرار تبسم اُبھرا تو میں ضبط نہ کر سکا اور خود اُس کے قریب رُکتے ہوئے بولا۔

"میرے دوست اگر تم کو میرا ٹامی پسند آ گیا ہے تو میں بخوشی اسے تمہاری نذر کر سکتا ہوں۔"

"شکریہ محترم۔" اُس نے بڑے مہذب انداز میں جواب دیا۔ "آپ کا ٹامی حقیقتاً بہت خوب صورت ہے۔"

"تم چاہو تو اسے لے سکتے ہو۔" میں نے دوستانہ انداز میں اُسے دوبارہ پیش کش کی تو وہ مسکرا دیا۔

"مجھے پالتو جانوروں کا کبھی اس حد تک شوق نہیں رہا کہ انھیں گلے کا ہار بنا لوں۔" جیکسن نے کہا پھر ٹامی کو غور دیکھنے لگا۔

"کیا تمھیں میرے ٹامی میں کوئی خاص بات نظر آ رہی ہے؟" میں نے اُس کی محویت کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔" وہ یک لخت گہری سنجیدگی سے بولا پھر لا پروائی سے کہنے لگا۔ "آپ ممکن ہے میری بات کو مذاق سمجھیں لیکن میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ سفر میں ٹامی آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بےحد اہم ثابت ہوگا۔ ہو سکتا ہے کسی خاص موقع پر ٹامی آپ تینوں کے لیے نجات دہندہ بھی بن جائے۔"

"بہت خوب۔" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے بے تکلفی سے کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ تمھیں مستقبل میں جھانکنے کا شوق بھی ہے؟"

"نجوم اور پامسٹری سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں میرے محترم ورنہ مغرب میں ایسے افراد کی کمی نہیں جو چھوٹے موٹے شعبدوں پر بھی ایمان لے آتے ہیں اور بازی گروں کو منہ مانگی رقم دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔" جیکسن نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر محتاط ہو کر بولا۔ "ہاں میں نے یوں ہی تفریح طبع کے لیے روحوں کو بلانے کے دو تین گر سیکھ رکھے ہیں۔"

"اوہ۔" میں اس طرح چونکا جیسے اُس کی یہ صفت پہلی بار میرے علم میں آئی ہو۔ "پھر تو تم ہمارے لیے بےحد کارآمد آدمی ثابت ہو سکتے ہو۔ مثلاً تم کسی روح کو طلب کر کے یہ بھی دریافت کر سکتے ہو کہ ہمارا یہ سفر کامیاب ہوگا یا نہیں اور۔ یہ کہ ہم نے جس مقصد کے لیے یہ سفر اختیار کیا ہے اس میں ہمیں کس حد تک کامیابی ہوگی۔"

"کیوں نہیں۔" وہ بڑے پُراعتماد لہجے میں بولا۔ "روحوں کو آنے والے حالات کا بخوبی علم ہوتا ہے لیکن۔ لیکن سیاح قسم کے لوگ اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے، وہ اسے محض وقت گزاری کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔"

"کیا تم ہمارے لیے بھی اپنے اس فن کا مظاہرہ کر سکتے ہو؟"

"کیوں نہیں۔ بشرطیکہ آپ اسے پسند کریں۔"

"ٹامی کے سلسلے میں تمھیں روح نے کیا اطلاع دی ہے؟" میں نے جیکسن کو ذرا چھیڑنے کی خاطر زیرِ خندہ سے پوچھا۔

ایک لمحے کو جیکسن کے چہرے کے تاثرات میں کھنچاؤ پیدا ہو گیا اُسے میری بات گراں گزری تھی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اپنے ہونٹوں پر تبسم بکھیرتے ہوئے نہایت خندہ پیشانی سے بولا۔ "میرے محترم۔ غیب کا علم خدا کے سوا کسی اور کو نہیں ہو سکتا مگر قیاس کرنے پر کوئی پابندی کبھی نہیں۔ علم نجوم کے بارے میں بھی میں نے پڑھے لکھے لوگوں سے بہت کچھ سن رکھا ہے کالے جادو کے بارے میں تو میں نے بے شمار لوگوں کو قسم کھاتے سنا ہے۔ مگر بات اپنے اپنے عقیدے کی ہے میں آواگون کے مسئلے کو نہیں مانتا لیکن ہندو دھرم کے بڑے بڑے پنڈت پجاری اُس پر اعتقاد رکھتے ہیں۔"

"میں عقیدوں اور اعتقاد کی باتوں میں نہیں اُلجھنا چاہتا میرے دوست۔" میں نے جیکسن کے لہجے کی کاٹ کو محسوس کرتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہا۔ "البتہ ٹامی میں تمھاری بڑھتی ہوئی دلچسپی کا سبب ضرور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"فی الحال میں آپ کو صرف اتنا بتا سکتا ہوں میرے محترم! ٹامی آپ کے لیے کسی موقع پر ایسی ڈھال ثابت ہوگا جو موت اور زندگی کے بھیانک کھیل میں بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ٹامی ہمیں کسی وقت موت کے منہ سے باہر نکال لے گا۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں پھر کسی وقت تفصیل سے اس مسئلے پر آپ سے گفتگو کروں گا بشرطیکہ آپ پسند کریں۔" جیکسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس وقت میں فوری طور پر کپتان ایشلے سے مل کر اُسے یہ بتلانے جا رہا ہوں کہ آج کی رات بحری عقاب اور اس کے مسافروں کے لیے بھاری ہے۔"

"ایشلے مجھے پہلے ہی بتا چکا ہے کہ ہم عنقریب بحرِ شمال کے خطرناک سائیکلون سے بھی دوچار ہو سکتے ہیں۔" میں نے لاپروائی سے جواب دیا۔

جیکسن نے مجھے دیکھنے کے بجائے ایک بار پھر ٹامی کو دلچسپ نظروں سے دیکھا پھر مسکراتا ہوا کنٹرول روم کی سمت چلا گیا۔ غالباً اُس نے میری بات پر توجہ نہیں دی تھی یا پھر دیدہ و دانستہ اُس نے میری ذات سے زیادہ ٹامی کے وجود کو اہمیت دینے کی کوشش کی تھی۔ میں چند ثانیے اپنی جگہ خاموش کھڑا رہا پھر قدم اٹھاتا ہوا اپنے کیبن میں آ گیا۔ اس وقت شام کے پانچ کا عمل رہا ہوگا۔

⭘

بحری عقاب ڈنمارک کے ایک بگڑے دل رئیس زادے کا انتہائی خوب صورت جہاز تھا جسے اُس نے اپنے ذاتی اور خاص استعمال کے لیے تیار کرایا تھا لیکن جب اُس کا دل اُکتا گیا تو اُس نے اپنے لیے دوسرا جہاز بنوا لیا اور بحری عقاب کو کرائے

پر چلانا شروع کر دیا۔ اس میں عملے کے رہائشی کمروں کے علاوہ کچھ پُرتعیش کیبن، ایک کامن روم اور علیحدہ علیحدہ ڈرائنگ اور ڈائننگ روم بھی موجود تھے، دو مختصر کیبن بھی تھے جو غالباً مخصوص ملازموں کے لیے بنوائے گئے تھے، غرضیکہ بحری عقاب سیاحوں کے لیے ہمیشہ توجہ کا مرکز بنا رہتا تھا، میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گا کہ میں نے جس خطرناک سفر کا ارادہ کیا تھا اس کے لیے مجھے بحری عقاب بہ آسانی مل گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ میرے بہترین اور عزیز ترین دوست کیلاکش اور جیکب بھی خلافِ توقع اس سفر پر میرے ساتھ شریک ہونے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ شاید اس لیے کہ انھیں اس سفر کے دوران پیش آنے والے ان سنگین اور ہولناک واقعات کا وہم و گمان بھی نہیں تھا جن کا ذکر میں آگے کروں گا۔

ہمارے اس بحری سفر کا آغاز سیلون سے ہوا تھا۔ روانگی سے قبل میں نے سفر کے دوران استعمال ہونے والا تمام سامان وافر مقدار میں خرید لیا تھا، کیلاکش نے دواؤں کے علاوہ اپنا تحریری کا سامان بھی ساتھ لے لیا تھا، جیکب نے اپنی مذہبی کتابیں خاص طور پر اپنے ہمراہ رکھی تھیں، اس کے علاوہ بحرالکاہل کے ان دیکھے جزائر میں بولی جانے والی مختلف زبانوں کی کتابیں بھی جیکب ہی کے اصرار پر خریدی گئی تھیں، جیکب کا خیال تھا کہ زبان کا مسئلہ حل ہو جانے کے بعد وہ ان جزائر میں جہاں ابھی تک مذہب کی کرن نہیں پہنچی تھی اور لوگ مذہب سے دور بھاگتے تھے اپنی شخصیت سے انھیں مرعوب و مسحور کر کے بہ آسانی اپنے رنگ میں ڈھال سکے گا۔ ہر چند کہ میں ایسی کتابوں کو خریدنے کے حق میں نہیں تھا لیکن کیلاکش کی سفارش پر میں نے جیکب کی بات مان لی تھی۔ ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ مجھے بعد میں ہوا۔

بہرحال ہمارے سفر کا آغاز انتہائی خوشگوار حالات اور موسم میں ہوا، سیلون اور پھر فری مینٹل سے ہوتے ہوئے ملبورن تک کا سفر نہایت فرحت انگیز تھا، ملبورن کی بندرگاہ سے ہم نے ایندھن کے سامان کے علاوہ دیگر کچھ ضروری اشیا بھی خرید لیں، ملبورن سے کپتان اسٹیلے کی سفارش پر ایک سیامی جوڑا بھی ہمارا شریکِ سفر بن گیا۔ اس جوڑے کو آسٹریلیا کی حکومت نے اپنی حدود سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا تھا، کپتان اسٹیلے کو سیامی عورت کی آہ و زاری پر رحم آ گیا۔ چنانچہ ہم نے ان میاں بیوی کو ملازموں کی فہرست میں شامل کر کے اپنے ساتھ لے لیا اور وہ چھوٹا کیبن اُن کے تصرف میں دے دیا جو خاص ملازموں کے لیے وقف تھا، جیکب نے دبی زبان میں اس سیامی جوڑے کو ساتھ لینے کی مخالفت کی تھی لیکن کیلاکش نے انسانیت کے نام پر اُسے چپ رہنے کی تاکید کی تو وہ خاموش ہو گیا۔

ملبورن سے سڈنی کے سفر کے دوران کوئی ایسا قابلِ ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جس کا تذکرہ ضروری ہو۔ سڈنی سے ہمارا جہاز سووا (SUVA) کی طرف روانہ ہوا جو سڈنی سے سترہ سو میل کے فاصلے پر تھا، خوشگوار موسم سڈنی تک ہمارے ساتھ رہا لیکن سڈنی کی بندرگاہ سے روانہ ہوتے ہی بوڑھے پرتگالی کپتان نے ہمیں خطرناک طوفانوں سے مقابلے کے لیے تیار رہنے کی تاکید کر دی تھی، کیلاکش مہم جو طبیعت کا مالک تھا اس پر طوفانوں کے ذکر کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن جیکب کی حالت طوفان آنے سے پیشتر ہی غیر ہونے لگی، وہ ہر وقت ہونٹوں کے درمیان کچھ بڑبڑاتا رہتا اور بار بار یوں آسمان کی جانب نظریں اٹھاتا تھا جیسے خداوند سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہو۔

رات کے کھانے کے بعد ہم ڈرائنگ روم میں جمع ہوئے تو اس وقت بھی جیکب کا چہرہ زرد ہی رہا تھا اور ہونٹوں کی جنبش بدستور آہستہ آہستہ جاری تھی، باہر بارش کا زور شروع ہو چکا تھا لیکن بارش کی وجہ سے ہوا کی شدت میں کمی آ گئی تھی اور میرا خیال تھا کہ سمندری سفر میں تیز بارشیں اتنی خطرناک نہیں ہوتیں جتنی تیز ہوائیں زحمت کا باعث بن جاتی ہیں، میں نے کرسی پر آرام سے بیٹھتے ہوئے ایک نظر اپنی دستی گھڑی پر ڈالی، اس وقت رات کے سوا نو کا عمل تھا، کھانے کے بعد آخری بار جب میں عرشے کی طرف گیا تھا تو موسلا دھار بارش کا تانتا لگا ہوا تھا، کپتان اسٹیلے نے بحرِ شمالی میں آنے والے سائیکلون کی تباہ کاریوں کے امکانات کے پیشِ نظر ہمیں محتاط رہ کر حالات سے مقابلے کا مشورہ دیا تھا لیکن جیکسن نے بڑے واضح طور پر کہا تھا کہ آج کی رات بحری عقاب اور اس کے مسافروں پر بھاری ہے۔

ہر چند کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں کچھ عقیدوں کا قائل نہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے جیکسن کی پیشین گوئی میں وزن محسوس ہوا تھا۔ اسی وجہ سے میں کھانے کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس طرح جیکب کی پریشانی بھی کچھ کم ہو گئی تھی لیکن چہرے کی زردی ابھی تک برقرار تھی۔ میں نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کیلاکش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"جیکسن کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟"

"اچھا خاصا صحت مند آدمی ہے، بظاہر اسے کوئی ایسی بیماری لاحق نہیں جسے ہماری زبان میں مہلک یا خطرناک کہا جا

لیکن۔" کیلاکش نے اچانک میرے چہرے کی سنجیدگی نوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "تم کو اس وقت جیکسن کا خیال کیسے آ گیا؟"

"سنا ہے وہ روحوں کو بلانے کا عمل جانتا ہے۔"

"تمھیں کیسے معلوم ہوا؟"

"بوڑھے کپتان نے بتایا تھا۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر قدرے توقف سے بولا۔ "جیکسن میرے ٹائی میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے، میں نے اس غرض سے اسٹیلے کو ٹٹولنا ضروری سمجھا تھا کہ جیکسن کا ٹائپ سمجھ سکوں۔"

"کیسی دلچسپی؟" جیکب نے حیرت سے کہا پھر برجستہ بنا کر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ "ہو سکتا ہے بحری ملازمت اختیار کرنے سے پہلے وہ میونسپلٹی کا ملازم ہو اور آوارہ کتوں کو پکڑ کر ٹھکانے لگانا اس کے فرائض میں شامل رہا ہو۔"

"بکواس مت۔" کیلاکش نے اُسے گھورتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے ڈانٹا۔ "اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تم ہمارے درمیان نہ ہوتے، اب تک وہ تمھیں بھی کہیں نہ کہیں ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔"

"تم سے اس سے زیادہ معیاری مذاق کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔" جیکب نے حقارت سے کہا۔

"جیکسن کا خیال ہے کہ میرا ٹائی کسی موقع پر ہمیں موت کے منہ سے بچانے میں بے حد کارآمد ثابت ہو گا۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"شعبدہ بازی۔" جیکب کیلاکش کو گھورتے ہوئے بولا۔ "اکثر اناڑی ڈاکٹر اور سرجن بھی مریض کو دیکھتے ہی بلاوجہ اس کے معمولی مرض کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں، صرف اپنی اہمیت بڑھانے کے لیے مگر میرے نزدیک یہ نہایت گھٹیا اور لچر طریقہ ہے۔"

"ایک ماہر سرجن کا فرض ہے کہ وہ مرض اور مریض دونوں کو دیکھ کر کوئی رائے قائم کرے۔" کیلاکش مسکرایا۔ "اور تمھارے بارے میں جو رائے میں قائم کر چکا ہوں وہ نہایت مستند ہے۔"

"جیکسن نے ایک اہم بات اور بھی کہی ہے جس کا تعلق آج رات سے ہے۔" میں نے کیلاکش اور جیکب کی نوک جھونک نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا کہنا ہے کہ آج کی رات جہاز اور اس کے مسافروں پر بھاری گزرے گی۔"

"مجھے اس کا اندازہ اُس وقت ہو گیا تھا جب تم دونوں نے سیامی جوڑے کو جہاز پر جگہ دی تھی۔" جیکب کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"تم بھول رہے ہو جیکب کہ ان میاں بیوی کو جہاز پر سوار ہوئے کئی دن گزر چکے ہیں جبکہ جیکسن نے آج کی رات کو ہمارے لیے بھاری قرار دیا ہے۔" کیلاکش نے جیکب کو سمجھاتے ہوئے کہا پھر دبی زبان میں بولا۔ "تم نے شاید اس سیامی عورت کو غور سے نہیں دیکھا، سر سے پاؤں تک قیامت ہی قیامت نظر آتی ہے، بے حد خوب صورت اور حسین۔"

"شیطان ہمیشہ ایسے ہی خوب صورت اور حسین چہروں میں نظر آتا ہے۔"

"اگر تمھارا یہی خیال ہے تو پھر تم فجی جزیرے پر جہاز سے نیچے اترنے کی زحمت گوارا نہ کرنا اس لیے کہ وہاں تمھیں قدم قدم پر حسین چہروں سے واسطہ پڑے گا۔" کیلاکش نے جیکب کو چھیڑتے ہوئے کہا۔ "میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ فجی جزیرے کی حسین لڑکیاں پادریوں کو اپنے خوب صورت جال میں پھانس کر ہمیشہ کے لیے پابند بنا لیتی ہیں۔"

ابھی کیلاکش اور جیکب میں یہ دلچسپ نوک جھونک جاری تھی کہ کمرے میں جیسے اچانک بھونچال آ گیا، یقیناً کسی تیز لہر نے پوری شدت سے بحری عقاب کی قوت کو للکارا تھا اور نتیجہ کے طور پر جہاز کے ہچکولا کھانے سے ڈرائنگ روم کی بیشتر آرائشی چیزیں اپنی جگہ چھوڑ کر فرش پر آ گئیں، میرے ذہن میں جیکسن کی پیشین گوئی کے الفاظ گونجنے لگے، کیلاکش بھی یک لخت سنجیدہ ہو گیا اور جیکب کے چہرے کو دیکھ کر تو یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ اس کے ہونٹوں کی بڑبڑاہٹ بھی تیز ہو گئی تھی۔

ہم نے خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا لیکن پیشتر اس کے کہ کچھ تبادلۂ خیال کر سکتے جہاز نے ایک جھکولا اور کھایا۔ میں نے اگر کرسی کے ہتھوں پر اپنی گرفت مضبوط نہ کی ہوتی تو یقیناً منہ کے بل فرش پر لڑھک گیا ہوتا، کیلاکش نے بھی نہایت پھرتی سے خود کو سنبھال لیا لیکن جیکب دوسرے جھٹکے کی زد سے خود کو نہ بچا سکا اور اپنی نشست سے لڑھک کر نیچے فرش پر گر پڑا تھا۔

"خداوندا رحم۔" جیکب کی خوف زدہ آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔

جہاز کے دوسرا ہچکولا کھاتے ہی ٹائی نے جو میرے قدموں کے قریب خاموش بیٹھا تھا کریہہ آواز میں بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ حالات نے اس قدر اچانک اور غیر متوقع طور پر کروٹ لی تھی کہ ہم بڑبڑا کر رہ گئے، پھر کیلاکش نے غالباً جیکب کو فرش سے اُٹھانے کے لیے اپنی نشست چھوڑی تھی کہ تیسرے ہچکولے کے ساتھ وہ بھی لڑکھڑاتا ہوا فرش پر بچھے دبیز قالین پر ڈھیر ہو گیا۔ اسی لمحے ایک ملاح بھاگتا ہوا کیبن کے دروازے پر

نمودار ہوا اور چیخ کر بولا۔ "حضرات باہر شدید طوفان ہے، خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کیجیے۔"

ملاح کے جاتے ہی میں نے کیلاکش کو دوبارہ سنبھل کر اٹھتے ہوئے دیکھا لیکن جہاز جو غالباً طوفانی لہروں کے درمیان پھنس چکا تھا بُری طرح ہچکولے کھانے لگا تھا۔ "نامی بدستور بھونکے جا رہا تھا۔ کیلاکش بڑی مشکل سے ایک ستون کا سہارا لیتا ہوا دوبارہ اپنی کرسی پر آ گیا۔ میرے لیے کرسی پر ہونے کے باوجود اپنا توازن برقرار رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ باہر سے اٹھنے والا موجوں اور ہواؤں کے تیز جھکڑوں کا ملا جلا شور کان کے پردوں کو پھاڑنے لگا تھا۔ بحری عقاب جس کے بارے میں سفر کے آغاز کے وقت ہمارا اندازہ تھا کہ وہ بڑے سے بڑے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے اس وقت خوفناک لہروں کے سامنے پوری طرح بے بس ہو کر اپنی بقا کے لیے تڑپ رہا تھا اور ہچکولے کھا رہا تھا۔

"فادر جیکب۔" کیلاکش نے پوری قوت سے چیختے ہوئے جیکب کو مخاطب کیا جو جہاز کے ہچکولوں کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر فرش پر گردش کر رہا تھا اور کسی ٹھوس چیز سے ٹکرا کر کسی خطرناک حادثے سے دوچار بھی ہو سکتا تھا۔ "ہوش میں آؤ۔ ہمت سے کام لو۔ کوشش کر کے کسی کرسی یا میز کے پائے کو مضبوطی سے پکڑ لو ورنہ۔۔۔"

ورنہ کے بعد کیلاکش کی آواز بھی حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔ اس بار کسی بپھری ہوئی طوفانی لہر نے اتنی قوت سے جہاز کو اچھالا تھا کہ ہمارے دل دہل گئے، کرسیوں کے ہتھوں پر ہماری گرفت مضبوط نہ رہ سکی اور دوسرے ہی لمحے میں اور کیلاکش بھی منہ کے بل فرش پر آ گئے، میں نے فرش پر لڑھکتے ہوئے فرش سے جڑی ہوئی میز کے ایک پائے کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے پورا کیبن گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا، شاید جہاز کے ڈائنمو نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔

تاریکی کے باعث میں میز کے پائے کو نہ تھام سکا اور پوری قوت سے لڑھکتا ہوا کیبن کی دیوار سے ٹکرا کر رک گیا۔ "نامی برابر خوفناک انداز میں بھونکے جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی وفاداری میں کوئی فرق نہیں آیا، اندھیرے کے باوجود میری بُو سونگھتا ہوا قریب آ کر میرے پیروں سے چمٹ گیا تھا۔ یہ دیگر بات ہے کہ طوفانی لہر کے دوسرے ریلے نے اس بے زبان کو پھر مجھ سے دور کر دیا۔

"جم۔۔۔ جما۔۔۔ل۔۔۔ تم۔۔۔ کس۔۔۔ طر۔۔۔ رف۔۔۔ ہو۔"

کیلاکش کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، وہ میرے قریب ہی بائیں جانب کہیں تھا لیکن مجھے اس طوفانی شور و غل میں اس کی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے کیلاکش کو اپنی پوزیشن سے آگاہ کرنا چاہا لیکن اسی لمحے آنکھوں کے سامنے ان گنت جگنو چمک کر گھپ اندھیرے میں غائب ہو گئے، میرا سر کسی ٹھوس اور وزنی شے سے ٹکرایا، چوٹ اتنی شدید تھی کہ میرا ذہن تاریکیوں میں مدغم ہونے لگا، موت کا تصور میرے اعصاب کو جھنجھوڑ گیا، اس وقت بات کا ہوش نہیں تھا لیکن ڈوبتے ہوئے ذہن میں ایک سوال صدائے بازگشت بن کر بار بار گونج رہا تھا۔

'کیا میں اپنی کامل۔ اپنی درخشاں کو دوبارہ حاصل کر سکوں گا؟'

طوفان کی شدت کتنی دیر برقرار رہی اور ہم کتنی دیر تک بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار رہے اس کا اندازہ ہی نہیں تھا البتہ دوسری بار میرے ذہن نے آہستہ آہستہ اس وقت جاگنا شروع کیا تھا جب کیبن کے دروازے کو باہر سے پوری شدت سے پیٹا جا رہا تھا، میں غنودگی اور نیم بے ہوشی کی حالت میں لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور بمشکل دروازے تک جا کر اسے کھول دیا، شاید رات کو ہم میں سے کسی نے اسے اندر سے مقفل کرنے کی حماقت کر دی تھی یا پھر طوفان کی وجہ سے از خود لاک ہو گیا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی سورج کی نیم گرم روشنی اور ہوا کے تازہ جھونکوں نے میرے ذہن پر بڑا خوشگوار اثر ڈالا، میرے ذہن میں گزرے ہوئے طوفان کی یاد تازہ ہونے لگی۔ میں نے دروازے کے باہر کھڑے ہوئے جہاز کے عملے کے چار افراد کو دیکھا جو غالباً کپتان کے حکم پر دروازہ توڑنے کے لیے وہاں پہنچے ہوئے تھے، ایشلے ان کے پیچھے فکرمند کھڑا تھا، دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے لپک کر سامنے آ گیا۔

"میرے عزیز۔ خدا کا شکر ہے کہ میں تمہیں زندہ سلامت دیکھ رہا ہوں۔ لیکن تمہارے دوسرے ساتھی۔۔۔"

"میں بھی خیریت سے ہوں۔" میری پشت سے کیلاکش کی آواز ابھری۔ میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا، اس کے چہرے پر ایک دو جگہ معمولی سی خراشیں تھیں لیکن بظاہر کوئی شدید چوٹ نظر نہیں آ رہی تھی، اسی لمحے "نامی بھی میرے قریب آ کر دم ہلانے لگا۔ وہ پوری طرح تازہ دم نظر آ رہا تھا۔

"جیکب کا کیا حال ہے؟" میں نے کیلاکش سے دریافت کیا۔

"وہ فرش پر آبنوسی میز کے نیچے اوندھا پڑا ہے۔ اس کی نبض ٹٹول چکا ہوں، فکر کی کوئی بات نہیں، معمولی چوٹ ہے جو کچھ دیر بعد آپ ہی آپ دور ہو جائے گی۔" کیلاکش نے لاپروائی سے کہا پھر ایشلے سے بولا۔ "رات کا طوفان کس نوعیت کا تھا؟"

"رب عظیم کی برکتوں کا نتیجہ ہے میرے عزیز کہ رات کا طوفان بہت جلد ٹل گیا اور ہمیں کسی جانی یا مالی نقصان سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔" کپتان نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر زیر لب مسکراتے ہوئے بولا۔ "سمندر میں اس قسم کے طوفان تو آتے ہی رہتے ہیں۔"

"کیا آئندہ بھی ایسے طوفانوں سے دوچار ہونے کا امکان ہے؟" کیلاکش نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"ابھی تو ابتدا ہوئی ہے عزیز۔" ایشلے نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "سمندر کی گہرائی جتنی بڑھتی جائے گی طوفانوں کے خطرے بھی اتنے ہی بڑھتے جائیں گے لیکن ان طوفانوں سے کیا ڈرنا، ملاح اور سیاح تو طوفانوں کو بحری سفر کا ایک ضروری حصہ سمجھتے ہیں۔"

"میرا مقصد کچھ اور تھا۔" کیلاکش نے جلدی سے بات بدلتے ہوئے سوال کیا۔ "میں دراصل یہ تو پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا جہاز شدید اور منہ زور طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہے؟"

"میرے عزیز۔ قبل از وقت یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" ایشلے نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔ "جہاں تک بحری عقاب کی مضبوطی کا تعلق ہے تو میں گزشتہ اٹھارہ برسوں سے اس کی کارکردگی دیکھ رہا ہوں، اس نے بڑے بڑے طوفان دیکھے اور برداشت کیے ہیں لیکن اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ معمول درجے کے طوفانوں نے اس سے زیادہ بڑے بڑے مضبوط جہازوں کو غرق کر دیا ہے۔ موت اور زندگی کا اختیار قدرت کے ہاتھوں میں ہے۔"

کپتان اور اس کے ساتھی کچھ دیر بعد چلے گئے تو ہم ڈرائنگ روم میں آ گئے جہاں ہر طرف افراتفری کا سماں تھا۔ زیادہ تر وزنی فرنیچر فرش سے جڑے ہوئے تھے اس لیے اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئے لیکن ڈیکوریشن کا سامان اور دیواروں پر لگی ہوئی تصاویر ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں، صوفوں اور کرسیوں کے درمیان آبنوسی میز کے نیچے جیکب بدستور اوندھے منہ پڑا تھا، اس کی گردن کچھ عجیب انداز سے مڑی ہوئی نظر آ رہی تھی جسے دیکھ کر مجھے تشویش ہونے لگی، میں نے کیلاکش سے کہا۔

"کیلاکش۔ ذرا دیکھو کہیں اس غریب کی گردن کی ہڈی نہ ٹوٹ گئی ہو۔"

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔" کیلاکش نے فرش پر بیٹھ کر دوبارہ جیکب کی نبض کی رفتار دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ پوری طرح زندہ ہے اور عنقریب ہوش میں آنے والا ہے۔ یوں بھی ڈھیٹ قسم کے لوگ آسانی سے نہیں مرا کرتے۔"

مجھے کیلاکش کا وہ بے وقت ریمارک بالکل پسند نہیں آیا، یہ درست ہے کہ ہم تینوں ایک دوسرے کے نہ صرف یہ کہ ہم جماعت رہ چکے تھے بلکہ بہترین جگری دوست بھی تھے لیکن اس کے باوجود آڑے وقتوں میں ہمیں ایک دوسرے کے لیے بری بات زبان سے نکالنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ جیکب اور کیلاکش میں ہر وقت ٹھنی رہتی لیکن وہ دل کی گہرائیوں سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے، بہرحال میں کیلاکش کی بات سن کر اس کے بے وقت مذاق پر کوئی سخت تنقید کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ جیکب نے آہستہ سے خود کو فرش پر چت پوزیشن میں لا کر کراہتے ہوئے کہا۔

"کاش میں مر ہی گیا ہوتا۔ اتنی اذیت تو نہ برداشت کرنی پڑتی۔"

"فکر نہ کرو۔ وہ وقت بھی دور نہیں جب دھرتی تمہارے بوجھ سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کرے گی لیکن فی الحال تمہیں موت کی نہیں اس آب حیات کی ضرورت ہے۔" کیلاکش نے سنجیدگی سے کہا پھر قریب رکھی ہوئی برانڈی کی بوتل اٹھا کر جیکب کے منہ سے لگا دی اور میں جو ایک لمحہ پیشتر کیلاکش کو سرزنش کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا بے اختیار مسکرانے لگا۔ برانڈی سے جیکب کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو وہ اٹھ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا طوفان گزر گیا؟" اس نے آرام سے بیٹھنے کے بعد کیلاکش سے دریافت کیا۔

"نہیں۔" کیلاکش نے تیزی سے کہا۔ "تمہیں بے ہوش دیکھ کر وقتی طور پر ٹل گیا تھا اب دوبارہ شروع ہو جائے گا۔"

"تم بتاؤ جمال۔" جیکب نے مجھے مخاطب کیا۔ "کیا ہم سب واقعی محفوظ ہیں؟"

"ہاں۔ خدا کا شکر ہے کہ جو مصیبت آئی تھی وہ بخیر و خوبی ٹل گئی۔" میں نے جیکب کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ "کوئی جانی و مالی نقصان بھی نہیں ہوا۔"

"پھر بھی۔ جو پیش گوئی جیکسن نے کی تھی وہ درست ثابت ہوئی۔" جیکب کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"اوہ۔" میں چونکا۔ "جیکسن کو تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

"میں نہیں مانتا۔" کیلاکش نے تیزی سے کہا۔ "تجربہ کار جہاز راں اس قسم کی پیش گوئیاں اکثر کرتے ہیں۔ ہمارے دیش میں ہر قسم کی پیش گوئیاں کرنے والوں کا حال دیکھ لو۔ جہاں

پانی کا کوئی قطرہ آسمان سے ٹپکا یا آکاش پر اوٹے کالے بادلوں کی کوئی ٹکڑی نظر آئی، دوسرے دن برشٹ دھڑلے سے دھواں دھار بارش کی خبر آجاتی ہے۔"

"تم اپنے دیش اور اپنے دھرم کی بات مت کرو۔" جیکب اڑ گیا۔ "تمہارے دھرم میں تو آواگون (دوسرا جنم لینے کا عقیدہ) کو بھی مانا جاتا ہے۔"

"کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو فادر۔" کیلاکش نے سپاٹ لفظوں سے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے دھرماتماؤں کے مطابق آتما ایک شریر کو چھوڑ کر اگر دوسرے شریر کو اپنا سکتی ہے یا جنم لے سکتی ہے تو کیا شریر سے نکلی ہوئی اسی آتما کو جنتر منتر کے ذریعہ بلایا نہیں جا سکتا۔" جیکب نے دلیل پیش کی۔

"گویا تم دونوں اس بات پر ایمان لے آئے ہو کہ جیکسن روحوں کو بلانے کا عمل جانتا ہے اور اس کے منہ سے جو بات نکلے گی وہ ہمیشہ سچ ثابت ہوگی۔" کیلاکش نے ہم دونوں کو گھورتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"غیب کا حال سوائے خدا کے کسی اور کو نہیں معلوم ہو سکتا لیکن بہرحال جیکسن نے گزشتہ رات کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ بھی غلط نہیں تھا۔" میں نے دبی زبان میں جواب دیا۔ نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ جیکسن کی شخصیت یقینی طور پر پراسرار ہے۔

"بہت خوب۔" کیلاکش قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "عجیب منطق ہے۔ ایک طرف تم لوگ خدا کے وجود کو عظیم و برتر مان رہے ہو اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرنے کے لیے مجبور ہو کہ جیکسن کی کہی ہوئی بات بھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔"

"ہم اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے جیکسن کا امتحان بھی لے سکتے ہیں۔" جیکب نے تجویز پیش کی۔

"تجویز معقول ہے۔" میں نے جیکب کی تائید کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"مغرب کے لوگ بلیک میجک کو بہت زیادہ مانتے ہیں۔" جیکب نے کیلاکش کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تم ان کو کیا کہو گے؟"

"وہ بھی تمہاری ہی طرح احمق کہلانے کے مستحق ہیں۔" کیلاکش نے الجھتے ہوئے جواب دیا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "ہمیں چل کر اپنے کیبنوں کا حال بھی دیکھنا چاہیے۔ خدا جانے وہاں کیا افراتفری ہماری توجہ کی منتظر ہو۔"

کیلاکش یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا تو جیکب کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ بڑی رازداری سے بولا۔

"تم نے دیکھا میرے دوست کیلاکش میری دلیلوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری۔" میں نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "کیلاکش بنیادی طور پر سرجن ہے۔ چیر پھاڑ کرنا اس کی عادت ہے۔ ذرا بچ کر رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی تبلیغی صلاحیتوں کو اس پر آزمانے کی کوشش کرو اور وہ تمہیں بھی چیر پھاڑ کر رکھ دے۔"

"خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ جیکسن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔" جیکب نے بڑی خوبصورتی سے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس کی صلاحیتوں کا امتحان لے ڈالیں۔ اگر وہ سچا ہے تو آیندہ ہمارے لیے بہت کارآمد ہو سکتا ہے۔"

"تم کیلاکش کو آمادہ کر لو۔ جیکسن کو عملی مظاہرے کے لیے تیار کرنا میرا کام ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کیلاکش کو رام کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

جیکب بھی اٹھ کر میرے ساتھ ہو لیا۔ ہم دونوں ڈائننگ روم سے ایک ساتھ ہی نکلے۔ جیکب خاصے خوشگوار موڈ میں تھا لیکن باہر نکلتے ہی اس کی نظر سب سے پہلے جس چیز پر پڑی وہ وہی سیاہی عورت تھی جسے ہم نے ملبورن کی بندرگاہ سے ساتھ لیا تھا۔ وہ اس وقت تنہا اپنے کیبن کے سامنے کھڑی اپنی دراز زلفوں کو سنوارنے میں مصروف تھی۔ جیکب روزِ اوّل ہی سے اس سیاہی جوڑے کو منحوس قرار دے رہا تھا اس لیے ظاہر ہے کہ اس عورت کو دیکھتے ہی اس کا خوشگوار موڈ یکدم چوپٹ ہو گیا۔ اس نے اس قدر حقارت سے منہ بنا کر اپنا چہرہ دوسری طرف گھمایا کہ مجھے بے اختیار ہنسی آگئی پھر قبل اس کے کہ میں اس سے کچھ کہتا وہ تیز تیز قدم مارتا اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔ چند ثانیے میں اپنی جگہ کھڑا جیکب کی ضعیف الاعتقادی پر مسکراتا رہا پھر خاموشی کے ساتھ اپنے کیبن کی سمت بڑھ گیا۔

❁

رات کے طوفان نے ہم سب ہی کی حالت غیر کر دی تھی چنانچہ ہم صرف دوپہر کے کھانے کے وقت ایک ساتھ جمع ہوئے پھر اپنے اپنے کیبنوں میں واپس چلے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ شام تک موسم اور خوشگوار ہو گیا اور گزشتہ رات کی تھکن اور خوف کا اثر بھی جاتا رہا۔ شام کو چائے پینے کے بعد ہم کیبنوں کے سامنے ریلنگ کے قریب کرسیاں ڈال کر بیٹھ گئے، جہاز کا عملہ نہ صرف یہ کہ اس وقت بھی مستعد نظر آرہا تھا بلکہ ان کے چہروں پر بشاشت بھی موجود تھی۔ میں نے ان کے چہروں سے یہی اندازہ لگایا تھا

کہ عنقریب ہم کسی نئے طوفان سے دوچار نہیں ہوں گے۔ جہاز کا کپتان کنٹرول روم کے باہر چھوٹے سے چبوترے کا پلیٹ فارم پر ریلنگ پر کہنیاں ٹکائے کھڑا "تا حدِ نظر پھیلے ہوئے نیلگوں سمندر میں غالباً اپنی جوانی کے بیتے ہوئے خوب صورت ایام کی یاد تازہ کرنے میں محو تھا۔

معاً مجھے جیکسن کا خیال آگیا۔ وہ گزشتہ رات کے بعد سے اب تک کہیں نظر نہیں آیا تھا جیکسن کا خیال آتے ہی میں نے اشاروں اشاروں میں جیکب سے دریافت کیا کہ کیا وہ کیلاکشس کو دعوں کو بلانے والا عمل دیکھنے کے لیے آمادہ کر چکا ہے۔ جیکب نے نفی میں اشارہ کیا۔ کیلاکشس اس وقت دوسری طرف متوجہ تھا مگر اُس نے جیکب کو نفی میں سر ہلاتے دیکھ لیا جیکب کو بھی اس کا احساس ہو گیا کہ اُس کی چوری پکڑی گئی ہے اس لیے اُس نے خود کو لاپروا ثابت کرنے کے لیے اپنے چہرے پر حزنیہ تاثرات پیدا کرنے کی کوشش کی اُس نے کیلاکشس کو اور زیادہ چونکنے پر مجبور کر دیا مجھے جیکب کی معصوم اداکاری پر ہنسی آئی تو کیلاکشس کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ اُس کے خلاف ضرور کوئی خاموش سازش ہو رہی ہے۔

"کیا بات ہے میرے عزیز دوست!" کیلاکشس نے جیکب کو سنجیدگی سے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم اپنی گردن میں کچھ تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

"بالکل نہیں" جیکب نے تیزی سے جواب دیا۔

"پھر ابھی تمہاری یہ سارس کی طرح لمبی گردن جھٹکے کیوں کھا رہی تھی"

"یونہی" جیکب نے بات بنانے کی کوشش کی "معمولی سا درد ہے، جاتا رہے گا"

"تم جس درد کو معمولی سمجھ رہے ہو وہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے" کیلاکشس نے پر تشویش لہجہ اختیار کر لیا "طوفان گزر جانے کے بعد جمال نے تمہیں جس انداز میں پڑا دیکھا تھا اس وقت اُسے بھی شبہ ہوا تھا کہ شاید تمہاری گردن ٹوٹ چکی ہے"

"موسم اس وقت خاصا خوش گوار ہو رہا ہے" جیکب نے کیلاکشس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے موضوع بدلنے کی کوشش کی "ہوا بھی خاصی خنک اور فرحت بخش محسوس ہو رہی ہے"

"اور ہوا کی یہی خنکی تمہاری گردن کے معمولی درد میں آکر بیٹھ گئی تو تمہارے دُنیا سے اُٹھ جانے کا سبب بھی بن سکتی ہے" کیلاکشس بدستور سنجیدہ تھا۔

"لعنت ہے" جیکب جھلا گیا "کیا تم میری گردن کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتے"

"سیدھی طرح بتاؤ تم میرے خلاف جمال سے کیا سازش کر رہے تھے ورنہ تمہاری گردن سچ مچ توڑ دوں گا" کیلاکشس نے اچانک جیکب کی گردن پکڑ لی۔

"تمہیں انجیلِ مقدس کی قسم۔ میری گردن پر قوت آزمائی مت کرو" جیکب نے گڑگڑاتے ہوئے کہا پھر اصل بات بھی اگل دی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس قسم کی لغویات سے مجھے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی" کیلاکشس نے جیکب کی گردن چھوڑتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے ابھی تک شادی بھی نہیں کی" جیکب نے گردن سہلاتے ہوئے پوچھا "کیا تم شادی بیاہ کی ضرورتوں کو بھی لغویات کی فہرست میں شامل کر چکے ہو"

"شادی" کیلاکشس کے چہرے کی سنجیدگی یک لخت دور ہو گئی۔ بڑے رومانی انداز میں مسکراتے ہوئے اُس نے جیکب کو نیم باز و خوابیدہ نظروں سے دیکھا اور مدھم آواز میں بولا "میرے دوست، میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے بروقت زندگی کی ایک اہم ضرورت کا احساس دلا دیا۔ مجھے اب پہلی فرصت میں شادی کر ڈالنی چاہیے"

"ہوش میں آجاؤ میرے بھائی" جیکب نے اسکے چہرے کے سامنے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا "ہم اس وقت ہند وستان کی سرزمین پر نہیں بحر الکاہل میں سفر کر رہے ہیں"

"میں اس میامی حسینہ سے معلوم کروں گا" کیلاکشس نے بے حد سنجیدگی سے خلا میں گھورتے ہوئے کہا "اگر اس کی کوئی بہن ہوئی تو"

"لعنت ہے تم پر" جیکب نے یک لخت برا سا منہ بنا کر تیزی سے کہا "اتنے خوش گوار موسم میں اتنی گھٹیا بات"

میں جیکب اور کیلاکشس کی دلچسپ چھیڑ چھاڑ پر خاموش بیٹھا مسکرا رہا تھا کہ ایک ملاح گھبرایا ہوا کیلاکشس کے قریب آکر بڑی لجاجت سے بولا "ڈاکٹر صاحب، اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو میرے ساتھی کو چل کر دیکھ لیں۔ اُس کی حالت بہت تیزی سے خراب ہو رہی ہے"

"چلو"

کیلاکشس فوراً ہی اُٹھ کھڑا ہوا، لپک کر کیبن سے وہ اپنا ایمرجنسی بیگ لایا پھر ہم سب تیز تیز قدم اٹھاتے اُس ملاح کے ساتھ ہو گئے، جہاز پہ ملاحوں یا مسافروں کی طبیعت اکثر خراب ہوتی رہتی ہے، بیشتر لوگوں کو پہلے سمندری سفر کے دوران شدید چکر اور الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں کچھ بسیار خوری کی عادت کی بنا پر فوڈ پوائزن کا بھی شکار ہو جاتے ہیں ممکن ہے

اس ملاح کے ساتھی کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی معمولی حادثہ پیش آیا ہو لیکن اس کے لب و لہجے میں یقیناً کوئی ایسی خاص بات ضرور تھی جس نے میرے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیا۔ سفر کے آغاز پر ہی یہ بات جہاز کے بیشتر عملے کو معلوم ہو گئی تھی کہ کیلاکشس سرجن ہے چنانچہ سفر کے دوران اکثر عملے کے افراد کو اس کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اور کیلاکشس ہمیشہ نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے ان کے کام آتا تھا لیکن اس وقت ملاح کی بوکھلاہٹ نے اُسے بھی جانے کیوں گڑبڑا دیا تھا۔

ہم آگے پیچھے تیز تیز قدم اٹھاتے ایک مختصر سے کیبن میں داخل ہوئے جہاں ایک ملاح فرش پر پڑا ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا، صورت شکل اور جسمانی اعتبار سے اُسے بے حد تندرست و توانا کہنا بیجا نہ ہو گا، اُس کی صحت قابلِ رشک تھی لیکن اس وقت اُس کے چہرے پر شدید کرب اور اذیت کے ملے جلے تاثرات ابھر رہے تھے وہ کسی ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح آپ ہی آپ فرش پر پچھاڑیں کھا رہا تھا۔ اس کے دانت سختی سے ایک دوسرے سے جکڑے ہوئے تھے اور منہ سے جھاگ اُٹھ رہے تھے، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بری طرح اکڑ کر رہ گئی تھیں یوں جیسے اُنھیں شکنجوں میں جکڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔ ایک بات جو میں نے پہلی نظر میں خاص طور پر محسوس کی وہ یہ تھی کہ کرب کی حالت سے دوچار شخص کے تمام جسم پر خون کی سُرخی نظر آ رہی تھی — لیکن اُس کے چہرے اور گردن پر ہلدی جیسی زردی چھائی ہوئی تھی۔

"اسے یقیناً مرگی کا دورہ پڑا ہے۔ میں اس کے حق میں دعا کرتا ہوں" جیکب نے ہمدردانہ انداز میں کہا پھر کیبن سے باہر جا کر آسمان کی جانب چہرہ بلند کر کے اور آنکھیں موند کر کچھ پڑھنے میں معروف ہو گیا۔

کیبن میں آدمیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اس لیے کیلاکشس نے میرے اور بیمار کے ساتھی کے علاوہ باقی تمام افراد کو باہر نکالا پھر ایمرجنسی بیگ کھول کر وہ کوئی انجکشن تیار کرنے لگا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میرا ساتھی ٹھیک تو ہو جائے گا؟"

"اُوپر والے پر بھروسہ رکھو۔ وہ بہتر کرتا ہے" کیلاکشس نے انجکشن تیار کرتے ہوئے مریض کے ساتھی سے کہا۔ "اسے پوری قوت سے پکڑ لو تاکہ میں اسے ٹیکہ لگا سکوں"

میں نے جھک کر ملاح کے ساتھ مریض کو جکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ہوش میں نہیں تھا، اُس کے جسم میں نہ جانے کون سی ایسی شیطانی قوت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ہم دونوں کے سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا اور پچھاڑیں کھاتا ہوا بار بار ہماری گرفت سے نکل جاتا تھا، میں محسوس کر رہا تھا کہ آہستہ آہستہ زردی اُس کی گردن سے نیچے اترتی آ رہی ہے ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کے جسم کا خون غائب ہوتا جا رہا ہو۔

"جمال" کیلاکشس نے مجھے انگریزی میں مخاطب کرتے ہوئے تیزی سے کہا "اسے ایک لمحے کو جکڑنے کی کوشش کرو۔ تاکہ میں انجکشن کے ذریعے دوا اس کے جسم میں پہنچا سکوں، اگر اسے فوری طور پر انجکشن نہ دیا گیا تو اس کی حالت تشویش ناک حد تک خراب ہو جائے گی"

میں نے پھر پوری قوت صرف کر دی مریض کا دوسرا ساتھی بھی پسینے پسینے ہو رہا تھا لیکن مریض کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آ رہا تھا، میں نے تجویز پیش کی ایک دو آدمیوں کو وقتی طور پر کیبن کے اندر بلا لیا جائے تاکہ مریض کو انجکشن دیا جا سکے، کیلاکشس نے میرے مشورے سے متفق ہو کر ہاتھ کے اشارے سے دو تندرست آدمیوں کو اندر بلا لیا پھر ہم چاروں نے مل کر بمشکل مریض کو اس حد تک جکڑ لیا تھا کہ کیلاکشس اپنا کام انجام دے سکتا، کیلاکشس کے بموجب مریض کی زندگی بچانے کے لیے ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی اور اہم تھا چنانچہ مریض کے قابو میں آتے ہی کیلاکشس نے اسپرٹ میں ڈوبی ہوئی روئی اُس کے بازو کی تڑپتی ہوئی مچھلی پر پھیری اُس کے بعد جو کچھ بھی رونما ہوا اس نے ایک لمحے کو ہم سب کو گنگ کر دیا۔ کیلاکشس نے بازو پر اسپرٹ لگانے کے بعد بڑی سرعت سے انجکشن لگانے کی کوشش کی تھی مگر اچانک مریض کے جسم نے اتنی حیرت انگیز قوت اور برق رفتاری سے جھٹکا کھایا کہ نہ صرف ہم چاروں کی گرفت سے نکل گیا بلکہ اس کا ہاتھ پوری قوت سے لہرا کر کیلاکشس کے منہ پر پڑا، ضرب اتنی شدید اور غیر متوقع تھی کہ کیلاکشس جو گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھا تھا پلٹ کر دوسری طرف چاروں شانے چت گرا اور سرنج اس کے ہاتھ سے نکل کر کیبن کی دیوار سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ ہماری عقلیں حیران رہ گئیں پھر قبل اس کے کہ ہم مریض کی جان بچانے کے لیے دوبارہ سنبھل کر کوئی تدبیر اختیار کرتے وہ آنکھیں کھول کر پاگلوں کی طرح اٹھا اور باہر کی جانب دوڑا، انداز ایسا تھا جیسے کوئی غیبی قوت اُسے کنٹرول کر رہی ہو، باہر کھڑا ہوا مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا، کچھ لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ کسی بلا خیز عفریت کی طرح ہاتھ اُٹھا کر بھاگتا ہوا عرشے کی طرف گیا اور ایک ہی جست میں چھلانگ لگا کر ریلنگ کے

اُوپر سے گزرتا ہوا سمندر کی لہروں میں گم ہوگیا۔

اِس حادثے کی اطلاع بجلی کی طرح عملے کے افراد میں پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عملے کے بیشتر لوگ عرشے پر جمع ہوگئے، وہ ریلنگ پر جھکے اپنے اس ساتھی کو دیکھنے کی کوشش کررہے تھے جس کا نام نارمن تھا۔ نارمن جو کچھ دیر پیشتر اُن کے درمیان تھا لیکن اب سمندر کی تہوں میں کہیں گم ہوکر رہ گیا تھا۔ ہمیشہ کے لیے۔

کپتان اسٹلے نے تیس منٹ کی کوشش کے بعد لوگوں کو واپس اُن کے کام پر جانے کی تلقین میں کامیابی حاصل کرلی تھی، ایک گھنٹے بعد سب کچھ دوبارہ نارمل ہوگیا، عملے کے جذبات میں پیدا ہونے والی گرمی بھی سرد ہوچکی تھی البتہ نارمن کے کیبن میں اس کے ساتھ رہنے والا دوست اڈگر ابھی تک اپنے کیبن کے سامنے کھڑا مغموم نگاہوں سے سمندر کی جانب گھورے جارہا تھا، ہم دوبارہ اپنی کرسیوں پر واپس آگئے۔ ہم میں سے کسی نے اس حادثے کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی گم صم بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھے، اپنے اپنے طور پر اس پراسرار حادثے اور نارمن کی حیرت انگیز موت کے بارے میں غور کررہے تھے۔ کیلاکشس ہمیشہ سے خوش مزاج مہم جو اور نڈر ہونے کے ساتھ ساتھ ہم سب سے زیادہ طاقتور بھی تھا، اپنے پیشے کے اعتبار سے اسے سنگدل بھی کہا جاسکتا تھا لیکن اس وقت خلافِ توقع وہ بھی گہری فکرمندی کا شکار نظر آرہا تھا۔ خاصی دیر تک ہمارے درمیان خاموشی طاری رہی پھر میں نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کیلاکشس سے دریافت کیا۔

"کیا تم نارمن کی موت کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ اخذ کرسکے ہو؟"

"موت بہرحال موت ہی کہلائے گی۔" کیلاکشس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ "البتہ نارمن کا مرض ابھی تک میری سمجھ سے بالاتر ہے، پہلی نظر میں میری تشخیص یہی تھی کہ اُسے مرگی کا دورہ پڑا ہے لیکن دورے کی حالت میں یوں اچانک اُٹھ کر بھاگنا اور خاص طور پر خودکشی کا اقدام کرنا۔ یہ تمام باتیں قابلِ توجہ ہیں۔ میں نے آج تک ایسا پیچیدہ اور حیرت انگیز کیس نہیں دیکھا۔"

"خودکشی ہی کیوں؟" جیکب نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "وہ اگر دیوانگی کی حالت سے دوچار تھا تو باہر کھڑے لوگوں پر حملہ کرسکتا تھا کسی اور چیز سے ٹکراسکتا تھا لیکن جس انداز میں اس غریب نے ریلنگ کے قریب پہنچ کر چھلانگ لگائی تھی اُس سے تو بظاہر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی شیطانی قوت پوری طرح سے اُس کے ذہن پر حاوی تھی اور مرنے والا اس نادیدہ قوت کے ہاتھوں بے بس اور لاچار تھا۔"

"یہ سب توہم پرستی ہے۔" کیلاکشس ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔

"پھر تم اُس کی موت کو کیا کہو گے؟" میں نے کیلاکشس کو سوالیہ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم بھول رہے ہو کہ نارمن پر عین اس وقت شیطانی دورہ پڑا تھا جب تم انجکشن کی سوئی اُس کے جسم میں داخل کرنے والے تھے۔"

"دورہ کسی وقت بھی پڑسکتا ہے، اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں کیا جاسکتا۔" کیلاکشس نے تلملاتے ہوئے جواب دیا لیکن انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ خود بھی اپنی باتوں سے مطمئن نہیں ہو۔

"تم خواہ کچھ بھی کہو لیکن میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ نارمن کی موت کی پشت پر کسی شیطانی قوت کا ہاتھ ضرور شامل ہے۔" جیکب نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا۔ "جادو ٹونے کا ذکر تو مقدس کتابوں تک میں موجود ہے، کیا تم اسے رد کرسکو گے؟"

کیلاکشس نے سخت نظروں سے گھور کر جیکب کو دیکھا پھر ہونٹ کاٹنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ غور و فکر میں ڈوبا رہا پھر اُس نے اڈگر کو اشارے سے قریب بلایا، وہ بیچارہ ابھی تک مغموم تھا اُس کی بھیگی پلکیں بتا رہی تھیں کہ وہ نارمن کی موت پر بے حد غم زدہ ہے۔ کیلاکشس کا دوسرا اشارہ پاکر وہ ہمارے قریب ہی آلتی پالتی مار کر فرش پر بیٹھ گیا۔

"ہمیں نارمن کی موت کا اتنا ہی دکھ ہے میرے عزیز جتنا تمھیں ہے۔" کیلاکشس نے اڈگر سے نہایت نپے تلے اور ہمدردانہ انداز میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ مہارت سے کہا۔ "اُس کی جوان اور بے وقت موت پر جتنا غم کیا جائے کم ہے لیکن اب۔ ہم صرف یہی کرسکتے ہیں کہ آخرت میں اُس کے لیے نیک صلے کی دعا کریں۔"

"ربِ عظیم مرنے والے کے حق میں بہتر کرے گا۔" جیکب نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمھارے ساتھی کو اس قسم کا دورہ پہلے بھی پڑتا رہا ہے؟" کیلاکشس نے اڈگر کو کریدنے کی خاطر پوچھا۔

"نہیں صاحب۔ آج پہلی بار اُس کی حالت اچانک خراب ہوئی تھی بس بیٹھے بیٹھے اُس نے ہذیان بکنا شروع کردیا پھر دیکھتے ہی دیکھتے فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔" اڈگر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں فوراً ہی آپ کو خبر کرنے دوڑا تھا۔ اُس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہوا۔"

"دورہ پڑنے سے پہلے اُس نے کچھ کھایا پیا تو نہیں تھا، میرا مطلب ہے کوئی ایسی شے جو زہریلی ہو اور جس نے تمھارے دوست کی ذہنی حالت کو یک لخت بے قابو کردیا ہو؟" کیلاکشس نے آہستہ سے سوال کیا۔

"نہیں صاحب۔ اُس نے دوپہر کا کھانا اور شام کا قہوہ میرے ساتھ ہی لیا تھا۔" اڈگر نے مرنے والے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ "ہم دونوں نے چار سال پہلے بحری عقاب پر ایک ساتھ ہی ملازمت اختیار کی تھی، نارمن کو باڈی بلڈنگ کا شوق دیوانگی کی حد تک تھا، جو کام چار آدمی مل کر نہ کرسکیں وہ اُسے اکیلا ہی کر ڈالتا تھا، کپتان سے لے کر نچلے عملے تک تمام لوگ اُس سے بے پناہ محبت کرتے تھے، وہ تھا بھی ایسا ہی کہ اُس سے محبت کی جائے۔ ہر وقت ہنستے بولتے رہنا اُس کی عادت تھی۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے صاحب جیسے میرا ایک بازو ٹوٹ گیا ہو۔"

"کیا تمھارا دوست شادی شدہ تھا؟" میں نے بھی گفتگو میں شامل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں صاحب۔ وہ شادی کے سخت خلاف تھا۔ کہا کرتا تھا عورت وہ دیمک ہے جو اگر مذہب کو لگ جائے تو اُسے بھی چاٹ جاتی ہے۔"

"پھر تو وہ اپنے قریب عورت کے وجود کو بھی برداشت نہ کرتا ہوگا۔" جیکب نے کہا۔ "مجرد ہونا بڑی بات ہے، ایسے لوگ تبلیغی کاموں کے لیے بڑے کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ کاش، وہ کچھ دنوں اور زندہ رہتا۔"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ نارمن کی کبھی کسی سے دشمنی نہیں ہوئی تھی؟" کیلاکشس نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔ "ہوسکتا ہے کہ تمھارے دوست کی موت کا سبب کوئی پرانی عداوت ہو۔"

"میں بھی نہیں صاحب۔" اڈگر نے تیزی سے چہرہ اُٹھا کر کیلاکشس کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"ہوسکتا ہے کہ کسی دشمن نے تمھارے دوست کو کالے جادو یا سفلی کا نشانہ بنادیا ہو۔"

کیلاکشس کے منہ سے پہلی بار کالے جادو یا سفلی کا نام سن کر میرے علاوہ جیکب کو بھی تعجب ہوا تھا لیکن کیلاکشس کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ بدستور ٹکٹکی باندھے اڈگر کو دیکھ رہا تھا جو کالے جادو کے نام پر یوں چونکا تھا جیسے اچانک کوئی بھولی ہوئی مگر اہم بات یاد آگئی ہو، کوئی ایسی بات جو اُس کے لاشعور میں محفوظ تھی اور کیلاکشس کے کریدنے سے شعور کے پردوں پر اُبھر آئی ہو۔

ایک لمحے تک وہ کیلاکشس کو پلکیں جھپکائے بغیر گھورتا رہا، اُس کی آنکھیں چمک رہی تھیں جیسے الجھی ہوئی ڈور کا سرا اچانک اُس کے ہاتھ آگیا ہو، آہستہ آہستہ وہ غیرارادی طور پر اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا، اُس کے اندر یقینی طور پر کوئی طوفان سر اُبھار رہا تھا، جذبات کی طغیانی نے اُس کے چہرے سے مغمومیت کے پھیکے تاثرات یک لخت دھو ڈالے تھے۔ آہستہ آہستہ اُس کے اعصاب میں نمایاں تناؤ سا پیدا ہورہا تھا پھر اُس نے اپنے ہونٹ کے گوشے کو دانتوں تلے روندنا شروع کردیا۔

"اڈگر۔" کیلاکشس کی آواز آہستہ سے اُبھری۔ "کیا میرا اندازہ درست ہے؟"

"جی۔" وہ یوں چونکا جیسے اچانک کسی جذبے نے اُسے ہم لوگوں کی موجودگی سے کچھ دیر کے لیے بے خبر کردیا ہو۔ "آپ نے کچھ کہا صاحب؟"

"کیا تم بدروحوں اور اُن کے انتقام پر اعتقاد رکھتے ہو؟" کیلاکشس نے نئے زاویے سے اُسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"روح اگر جسم کو متحرک رکھ سکتی ہے تو انتقام بھی لے سکتی ہے صاحب۔" اڈگر نے اپنے معیار کے مطابق منطق پیش کرتے ہوئے کہا۔ "جسم انتقام لے تو تمام دنیا کو نظر آجاتا ہے لیکن روح کے انتقام پر کسی قانون کا عمل دخل نہیں ہوتا۔"

"گویا ڈاکٹر صاحب کا خیال درست ہے۔" اس بار جیکب بولا۔ "تمھارا دوست نارمن کسی پرانی دشمنی کا شکار ہوا ہے۔"

"شاید۔" اڈگر ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں زور زور سے بھینچنے لگا، اُس کی دونوں کنپٹیوں کے قریب کی نسیں پھول کر خاصی اُبھر آئی تھیں، خون کی تمازت بھی چہرے پر دوچند ہوگئی تھی۔

"تم جانتے ہو کہ نارمن کا دشمن کون تھا!" میں نے اڈگر کی حالت کو بدلتے دیکھ کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں۔" اس بار بھی اُس کا جواب بڑا مختصر مگر معنی خیز تھا، وہ فوری طور پر ہمارے سامنے کھل کر کسی بات کے اقرار سے گریز کررہا تھا لیکن اُس کے چہرے کے تاثرات اِس بات کی ترجمانی کررہے تھے کہ وہ اپنے دوست کی پُراسرار موت کے راز کو پا چکا ہے۔

"کیا اس دشمن کا تعلق بھی بحری عقاب سے ہے؟" میں نے لوہے کو تپتا دیکھ کر دوسری ضرب لگائی، مجھے اپنے سوال سے مایوسی نہیں ہوئی، نارمن یوں چونک کر حیرت سے مجھے دیکھنے لگا جیسے وہ مجھ سے زبانِ خاموشی سے دریافت کررہا ہو کہ مجھے اِس بات کا علم کس طرح ہوا اور اڈگر کی اِس اضطرابی کیفیت پر میرے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔

میں نے جو تیر محض اندازے سے اندھیرے میں چھوڑا

تھا وہ ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا میرے ذہن میں بس یونہی جیکسن کا خیال آگیا تھا جس کے بارے میں جہاز کے بوڑھے کپتان نے بتایا تھا کہ وہ روحوں کو بلانے کا عمل جانتا ہے اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ جیکسن اپنے اس عمل کے بارے میں کسی قسم کا مذاق برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے لہٰذا جہاز کے عملے کے تمام افراد اس سلسلے میں محتاط رہتے تھے۔

نارمن عملے کے کارندوں میں سب سے زیادہ تنومند اور طاقت ور تھا اس لیے ممکن ہے اُس نے کسی موقع پر جیکسن کو مذاق میں کوئی ایسی بات کہہ دی ہو جو اُسے ناگوار گزری ہو اور پھر۔ نارمن نے جس انداز میں دیوانگی کی حالت میں خودکشی کے عمل کا مظاہرہ کیا تھا اُس کے پیچھے بھی مجھے کسی بدروح یا کالے جادو کا ہاتھ نظر آیا تھا۔ موت سے قبل وہ یقینی طور پر کسی ایسی نادیدہ قوت کے زیرِ اثر تھا جو اس پر پوری طرح حاوی تھی۔ بہرحال میرا اندازہ ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ آڈگر کچھ دیر تک مجھے حیرت بھری نظروں سے گھورتا رہا پھر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اچانک اُس کی نظر عرشے پر بائیں جانب پڑی اور دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے اُٹھا اور ہم سے کچھ کہے بغیر تیر کی طرح اپنے کیبن کی طرف واپس چلا گیا، جاتے وقت اُس کی آنکھوں میں خون کی سرخیاں بڑی نمایاں طور پر جھلک اُٹھی تھیں۔

میں نے آڈگر کے جانے کے بعد غیر اختیاری طور پر عرشے کی بائیں جانب نظر ڈالی تو خود بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا، وہاں جیکسن انتہائی لاپرواہی سے ریلنگ پر جھکا کھڑا سگریٹ کے کش لگانے میں محو تھا۔ مجھے یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ نارمن کی موت میں کسی نہ کسی زاویے سے جیکسن کا ہاتھ ضرور شامل ہے اور آڈگر اس کو دیکھنے کے بعد ہی ہمارے قریب سے اٹھ گیا تھا۔ میرے علاوہ جیکب اور کیلاکش نے بھی آڈگر کے اچانک اُٹھ کر وہاں سے اضطراری حالت میں جانے اور عرشے پر جیکسن کی موجودگی کو نوٹ کیا تھا۔

"آئی سی" کیلاکش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں تفکرات کے گہرے تاثرات موجود تھے۔ اُس کی نظریں بدستور جیکسن پر جمی ہوئی تھیں۔

"گویا تم بھی ایمان لے آئے" جیکب نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا "مجھے پہلے ہی شک تھا کہ نارمن کی موت غیر طبعی حالات میں ہوئی ہے"

"ہمیں اب سنجیدگی سے جیکسن کے سلسلے میں غور کرنا پڑے گا" میں قدرے حقارت سے بولا۔

"تشخیص اگر غلط ہوجائے تو مرض بڑھ کر کسی مریض کو موت کے گھاٹ تک پہنچا دیتا ہے" کیلاکش نے بڑے سلجھے ہوئے لہجے میں کہا "ہمیں کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ جو ہم سوچ رہے ہوں وہ غلط ہو اور محض ہماری باتوں نے آڈگر کے دل میں بھی جیکسن کی طرف سے نفرت، حقارت اور انتقام کے جذبے کو ہوا دے دی ہو۔ ظاہر ہے نارمن کی موت سب ہی کے لیے پراسرار ثابت ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں نارمن کے قریبی دوستوں کی ذہنی حالت نارمل ہونے میں کچھ دقت ضرور لگے گی لیکن کبھی کبھی توہم کی جڑیں انسانی وجود میں اچانک اتنی گہری اور مضبوط ہو جاتی ہیں کہ ایک معمولی سی مطابقت بھی شکوک کا پیش خیمہ بن جاتی ہے اور اس کے بعد حالات سنگین صورت بھی اختیار کر جاتے ہیں"

"اگر تم سرجن نہ بنتے تو ایک کامیاب مقرر ضرور بن سکتے تھے" جیکب نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا "ہمارے دیش کے نیتا بھی تمہارے ہی انداز میں سیدھی سادی باتوں کو اُلجھا کر اور غلط رنگ دے کر عوام کو بہکانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میرا مشورہ ہے کہ سرجری چھوڑ کر لیڈری کے پیشے کو اپنا لو"

کیلاکش نے جیکب کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا مسکرا کر یوں ٹال گیا جیسے اُس نے جیکب کو کوئی اہمیت دینا مناسب نہ سمجھی ہو۔

"بہرحال" میں نے کیلاکش کو قائل کرنے کی کوشش کی "اتنا تو تم مانتے ہو کہ آڈگر جیکسن کو دیکھنے کے بعد ہی ہمارے پاس سے اُٹھا تھا"

"سو فیصد تسلیم کرتا ہوں لیکن اس سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ نارمن کی موت میں جیکسن ہی کا ہاتھ ہوسکتا ہے" کیلاکش نے جرح شروع کر دی "ٹھوس ثبوت کے بغیر دنیا کا کوئی قانون کسی شخص کو مجرم یا قاتل نہیں گردان سکتا"

"شک و شبہ تو کیا جا سکتا ہے" جیکب تیزی سے بولا۔

"وہ تو تمہاری ذات پر بھی کیا جا سکتا ہے" کیلاکش جھلا گیا "ہوسکتا ہے تم نے نارمن کو تبلیغ کے ذریعہ اپنے مذہب میں شامل کرنے کی کوشش کی ہو اور اُس کے انکار پر تم نے ربِ عظیم سے اس کے حق میں بھیانک اور ہولناک موت کی دعا مانگی ہو جو قبول ہوگئی ہو"

"گویا اب تم مجھے ..."

"بجو مت" کیلاکش نے اُس کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے کہا "آڈگر پر نارمن کی موت نے بڑا گہرا اثر کیا ہے اور

حالت میں آڈگر کے ذہن کو ایک ذرا سی کوشش سے کے خلاف بھی بہ آسانی بھڑکایا جا سکتا ہے"

"میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں لیکن کیا تم جیکسن کی کو یکسر فراموش کر سکتے ہو؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ حالات کے پیشِ نظر اُس کی ذات اور پراسرار وجود کو نظر کر دینا دانش مندی کے مترادف ہوگا؟"

"تم بھی جذباتی ہو رہے ہو جمال" کیلاکش نے بدستور گی سے جواب دیا "میں نے کب کہا کہ جیکسن کی ذات شبہے مکانات سے بالاتر ہے' ہوسکتا ہے کہ تم لوگوں کے خیال مطابق اصل مجرم جیکسن ہی ہو لیکن ہمیں اُس کے خلاف فرد عائد کرنے سے پہلے کچھ ایسے ٹھوس ثبوت تلاش کرنے ہوں جو نارمن کی پُراسرار موت کا متحرک بنے ہوں اور اس تحریک میں ن کا ہاتھ بھی ملوث ہو"

"اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم جیکسن کے قریب نے کی کوشش کریں" جیکب نے کہا۔

"اسٹلے نے مجھے بتایا تھا کہ جیکسن مسافروں کی تفریحِ طبع لیے اُن کی فرمائش پر روحوں کو بلانے کے عمل کا مظاہرہ کرتا رہتا" میں نے جیکب کی تائید کرتے ہوئے کہا "ہم بھی جیکسن سے ش کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ تم بھی آمادہ ہو" آخری جملے پر میں دیدہ و دانستہ زیادہ زور دیا تھا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں" کیلاکش بولا "نارمن کی موت کے یں بھی جیکسن کی ذات میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا ہوں"

"دیکھو۔ وہ ہماری ہی طرف آرہا ہے" جیکب نے آہستہ سے کہا۔

ہم نے پلٹ کر دیکھا' جیکسن حسبِ معمول مسکراتا ہوا ہماری نب آرہا تھا، ہم اپنی اپنی نشستوں پر سنبھل کر بیٹھ گئے لیکن ل طرح کہ جیکسن کو یہ احساس بھی نہیں ہونے دیا کہ ہم اُس کی ات پر شک کر رہے ہیں یا اُس کی وجہ سے محتاط ہوئے ہیں۔

"میرے محترم۔ آج آپ کا ساتھی نظر نہیں آرہا؟" جیکسن نے ریب آکر براہِ راست مجھ سے دریافت کیا۔

"اوہ" میں نے قدرے مسکرا کر جواب دیا "نارمن کی موت کے بعد میں اُسے کیبن میں بند کر آیا تھا"

"مجھے بھی نارمن کی موت پر دکھ ہوا ہے"۔ جیکسن نے یک لخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا "وہ عملے میں سب سے زیادہ جاں نثار اور کارآمد تھا"

"تمہارا کیا خیال ہے میرے دوست" میں نے اس بار بے تکلفی سے پوچھا "کیا نارمن کی موت کو تم پُراسرار نہیں کہہ سکتے؟"

"دنیا میں ہزاروں ایسے اسرار و رموز موجود ہیں عقل جن کی توجیہہ پیش کرنے سے قاصر ہے، ہم ہزاروں باتوں پر ایک دوسرے سے متفق نہیں ہوتے اور انہیں ضعیف الاعتقادی کہہ کر درگزر کر جاتے ہیں لیکن جب ایسی ہی کوئی ناقابلِ یقین بات یا حادثہ ہمارے علم میں آتا ہے تو ہم اُس کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں مگر بہت جلد ایسے حادثوں کو کھرچ کر اپنے ذہنوں سے نکال پھینکتے ہیں" جیکسن کا چہرہ کسی قسم کے اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا' وہ نہایت سنجیدگی سے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا "ہوسکتا ہے کہ آپ حضرات نارمن کی موت کو بھی ناقابلِ توجیہہ سمجھ رہے ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ اُس کی موت کالے جادو کا نتیجہ تھی"

"کالا جادو" کیلاکش نے چونکنے کی بڑی شاندار اداکاری کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"تمہیں اس بات کا یقین کیسے ہے کہ نارمن کی موت کالے جادو کے سبب ہوئی ہے؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم غالباً اُس کی موت کے وقت کہیں قریب موجود بھی نہیں تھے" جیکب دبی زبان میں بولا۔

"آپ کا خیال درست ہے ہولی فادر" جیکسن نے بڑے احترام سے جیکب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا "جس وقت نارمن کی موت واقع ہوئی اس وقت میں انجن روم میں جہاز کے فرسٹ انجینئر مسٹر باسٹن کے ساتھ تھا۔ آپ چاہیں تو تصدیق کر سکتے ہیں"

"اس کے باوجود تم اتنے وثوق کے ساتھ نارمن کی موت کو بلیک میجک کا کرشمہ کیسے کہہ رہے ہو؟" جیکب نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے سوال کیا' اس وقت وہ خلافِ توقع بڑی دانش مندی کی باتیں کر رہا تھا۔

"وہ حالات جو مجھے میرے ساتھیوں نے بتائے ہیں" جیکسن بولا "روحیں جب کسی کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانا چاہتی ہیں تو وہ جیتے جاگتے انسانوں کی مداخلت برداشت نہیں کرتیں۔ شاید اسی لیے ڈاکٹر صاحب انجکشن دینے میں بھی ناکام رہے اور مرنے والے نے سب لوگوں سے فرار حاصل کر کے خود کو سمندر کی آغوش میں پھینک دیا"

"وہ تو ٹھیک ہے مسٹر جیکسن لیکن ...."

"ایک منٹ ڈاکٹر" جیکسن نے کیلاکش کی بات کاٹتے ہوئے کہا "ابھی میں نے اپنی بات ختم نہیں کی۔ مجھے میرے ساتھیوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ نارمن کے چہرے اور گردن پر خون کی تمازت کے بجائے زردی پھیلی ہوئی تھی اور یہی چیز اُس

بات کی علامت ہے کہ وہ بلیک میجک کا شکار رہا ہے۔ ویسے ممکن ہے کہ کچھ لوگ نارمن کی موت میں میرا ہاتھ محسوس کر رہے ہوں۔"

جیکسن کا آخری جملہ سن کر کیلاکش کے علاوہ میں بھی چونک اٹھا، جیکسن کی گفتگو نے اچانک پیچیدہ اور پُراسرار صورت اختیار کر لی تھی، ایک طرف تو وہ پورے یقین سے نارمن کی موت کو کسی بد روح کا انتقام بتا رہا تھا اور دوسری طرف اس نے بڑی خوب صورتی سے اور صفائی کے ساتھ اپنی ذات کو بھی شامل کر لیا تھا۔ مگر کیوں؟... کیا اسے ہماری باتوں کی سُن گُن مل گئی تھی یا پھر اس کی پُراسرار قوتوں نے اسے ہمارے دلوں کے بھید سے آگاہ کر دیا تھا اور محض ہمارا مضحکہ اڑانے کے لیے ایسی باتیں کر رہا تھا۔ میں نے ایک بار پھر بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیا مگر اب وہ بالکل نارمل نظر آ رہا تھا۔ میں اس کی لاپروائی پر اندر ہی اندر تلملا کر رہ گیا شاید اس لیے کہ میں نہ جانے کیوں اسے مجرم سمجھنے لگا تھا۔

"تمہارا ہاتھ؟" کیلاکش نے حیرت سے پوچھا۔ "میں سمجھا نہیں جب تم موقع واردات پر موجود ہی نہیں تھے اور جہاز کے ایک ذمہ دار آفیسر کے ساتھ انجن روم میں تھے تو پھر تمہارے اوپر کیوں کر شبہ کیا جا سکتا ہے؟"

"اس لیے کہ یہ بات جہاز کے کپتان سے لے کر عملے کے تمام افراد کو معلوم ہے کہ میں روحوں کو بلانے کا عمل کرتا ہوں اور اس ضمن میں کسی کا مذاق برداشت نہیں کرتا۔" جیکسن نے اس بار بھی لاپروائی سے کہا۔ "ایک روز پیشتر ہی کی بات ہے، نارمن نے اڈگر کی موجودگی میں میرے اس فن پر کچھ رکیک جملے کہے تھے لیکن میں ہنس کر ٹال گیا تھا، دوسرا کوئی ہوتا تو شاید میں برداشت نہ کرتا مگر نارمن کی بات اور تھی۔ میں اسے اس کی محنت اور جانفشانی کی وجہ سے بہت پسند کرتا تھا لیکن اس کی موت کے بعد۔ ہو سکتا ہے اڈگر میری ذات پر شبہ کر رہا ہو۔"

"اڈگر کا شبہ بے بنیاد ہے۔" کیلاکش تیزی سے بولا۔ "تم فکرمند نہ ہو، ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ تم حادثے کے وقت وہاں موجود نہیں تھے۔"

"جیکسن۔" میں نے اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں پر بمشکل قابو پاتے ہوئے کہا۔ "کیا تم روحوں کو بلانے کا عمل کر کے معلوم کر سکتے ہو کہ نارمن کی موت کے پیچھے کیا راز پوشیدہ ہے؟"

"کیوں نہیں۔" جیکسن نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا پھر قدرے سنجیدہ ہو کر بولا۔ "مگر میری بات پر یقین کون کرے گا۔ لوگ میرے عمل دیکھ کر اسے شعبدہ بازی کہتے ہیں۔"

"لیکن ہم تمہارا عمل ضرور دیکھنا پسند کریں گے۔" کیلاکش نے دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اور میں تو پہلے ہی تم سے اپنی دلچسپی کا اظہار کر چکا ہوں۔" میں خون کے گھونٹ پی کر بے تکلفی سے بولا۔ "خاص طور پر اس لیے کہ تم نے میرے شامی کو اس سفر میں ہمارے لیے بہت کارآمد بنایا تھا۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا میرے محترم۔ شامی کیا ہے اس کا اندازہ آپ کو قبل از وقت نہیں ہو سکتا مگر آنے والا وقت اور حالات شاید میری بات کی تصدیق ضرور کریں گے۔"

"کیا خیال ہے۔" کیلاکش بولا۔ "کیوں نہ آج رات کھانے کے بعد ہم تمہارے کیبن میں آ جائیں؟"

"یہ میری خوش قسمتی ہوگی لیکن آج کی رات اگر مجھے معاف کر دیں تو میں بے حد شکر گزار ہوں گا۔"

"کیوں۔ کیا آج کی رات روحوں کو بلانے کے لیے سازگار نہیں ثابت ہوگی؟" کیلاکش مسکرا دیا۔

"آپ غلط سمجھے ڈاکٹر۔" کیلاکش کی ہنسی کو جیکسن نے محسوس کرتے ہوئے پہلی بار ناگوار لہجے میں کہا پھر فوراً ہی خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "آج رات میری ڈیوٹی کنٹرول روم میں ہے اور میں ڈیوٹی کے معاملے میں مسٹر لیسلے کو اپنی جانب سے شکایت کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا۔"

"آئی سی... ٹھیک ہے ہم کل رات تمہارے کیبن میں موجود ہوں گے۔" کیلاکش نے جلدی سے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔ شاید اس نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ اس کی مسکراہٹ اور طنز بھرا ریمارک جیکسن کو ناگوار گزرا تھا۔

"میں آپ حضرات کا منتظر رہوں گا۔" جیکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر سر کو خم دیتا ہوا چلا گیا۔

جیکسن کے جانے کے بعد ہم بڑی دیر تک اس کی پراسرار باتوں پر بحث کرتے رہے۔ مجھے خاص طور پر اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ اب کیلاکش بھی میری اور جیکب کی طرح جیکسن کی ذات میں دل چسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔

اس رات کھانے کے بعد میں اپنے کیبن میں سونے کی غرض سے جا کر لیٹ تو گیا مگر نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی، نارمن کی حیرت انگیز موت اور جیکسن کی پراسرار شخصیت نے میرے ذہن کو بُری طرح پراگندہ کر دیا تھا، بڑی دیر تک میں اپنے بستر پر کروٹیں بدلتا رہا لیکن کسی طرح نیند نہ آئی، میں نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی ابھی کچھ ایسی زیادہ رات بھی نہیں ہوئی تھی، ساڑھے نو کا عمل تھا، میں پڑھنے کے ارادے سے اٹھ بیٹھا پھر نہ جانے کیوں مجھے خیال آیا کہ وہ اپنی داستان قلم بند

کر ڈالوں، زندگی اور موت کا کوئی اعتبار نہ تھا، پھر جو سفر میں نے اختیار کیا تھا اس کی کامیابی کا بھی کیا یقین تھا کسی وقت بھی کوئی حادثہ ہماری سانس کو ہمارے جسم کی قید سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر سکتا تھا۔

اپنی داستان رقم کرنے کا خیال مجھے کچھ یوں بھی زیادہ ہوا کہ میں اپنی جائداد کا تنہا وارث تھا اور میری اچانک موت کی صورت میں میرے عزیز و اقارب جن سے میں نے سارے رشتے ترک کر دیے تھے میری جائداد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے جو مجھے مرنے کے بعد کسی صورت میں منظور نہیں تھا چنانچہ میں نے بہر دے جذباتی انداز میں ایک موٹی سی مجلد کاپی نکالی اور اپنے ماضی کے واقعات کو ایک ایک کر کے اس میں لکھنے بیٹھ گیا تاکہ میری موت کے بعد بھی اگر میری خود نوشت داستان باقی رہ جاتی تو وہ میری جائداد کے لیے قانونی طور پر تحفظ کا سامان پیدا کر سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ماضی میں مجھے حیرت انگیز واقعات پیش آئے تھے اور وقت نے مجھے جن راستوں سے گزارا تھا میں دنیا والوں کے لیے انھیں بھی رقم کرنا چاہتا تھا۔ کاپی اور قلم لے کر میں میز پر آ گیا، ذہن کی یکسوئی کے لیے میں نے ایک سگریٹ جلا کر اس کے متعدد طویل کش لیے پھر لکھنا شروع کیا۔

"میرا نام جمال اصغر ہے۔ چالیس سال قبل میں نے ایک جاگیردار گھرانے میں آنکھ کھولی تھی، میرے والد اصغر حسین نے میری پیدائش پر پوری جاگیر میں دل کھول کر دھوم دھڑکا کیا اس لیے کہ میں بڑی منتوں اور مرادوں کے بعد پیدا ہوا تھا، میری پیدائش پر جہاں میرے والدین کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہاں میرے دور کے قریبی عزیزوں اور رشتے داروں کے سینوں پہ سانپ بھی لوٹتے تھے اس لیے کہ میں اپنے والد کی جاگیر کا جائز حق دار بن کر ان کے ارمانوں پہ اوس بن کر ٹپک پڑا تھا۔

میرے والد میں غرور و تکبر نام کو نہ تھا، انھیں کبھی بھی دولت کی ریل پیل یا جاگیر سے وہ لگاؤ نہیں رہا جو سرمایہ دارانہ ذہنیت رکھنے والے جاگیرداروں کو ہوتا تھا، وہ انتہائی دیانت دار اور صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے، غریبوں سے ان کا برتاؤ ہمیشہ بڑا ہمدردانہ ہوتا خواہ وہ کسی ذات یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں لوگوں کے دکھ درد میں کام آنا اور ہر طرح سے ان کی دل جوئی کا خیال رکھنا ان کی عادت تھی شاید اسی لیے وہ جاگیردار اصغر حسین کے بجائے مولوی اصغر حسین کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ ان کی خدا ترسی اور نیک فطرت نے جہاں ان کے لاکھوں دوست بنا دیے تھے وہاں کچھ ایسے دشمن بھی تھے جو والد صاحب کو نقصان پہنچانے اور بدنام کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھے تھے۔

میری پیدائش نے والد صاحب کو بڑھاپے میں جینے کا نیا حوصلہ بخش دیا تھا لیکن کاتب تقدیر کو شاید میرے مختصر خاندان کی خوشیاں منظور نہیں تھیں، میں ابھی بارہ تیرہ برس کے سِن کو پہنچا تھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا، ماں کے انتقال نے میرے والد کی کمر توڑ دی لیکن وہ اب میرے لیے زندہ رہنے پر مجبور تھے۔

ماں کی موت کے کچھ عرصے بعد والد صاحب نے تعلیم میں میری بڑھتی ہوئی دلچسپی اور ذہانت کو دیکھتے ہوئے مجھے کروی سے (جو چترکوٹ کے قریب ایک بڑا قصبہ ہے) الٰہ آباد بھیج دیا، انھیں میری جدائی ایک پل کو بھی منظور نہیں تھی لیکن انھیں میرا مستقبل بھی عزیز تھا اس لیے مجبوراً خود سے جدا کرنا پڑا، میری نگہداشت کے لیے انھوں نے اپنا ایک پرانا اور قابل اعتماد ملازم میرے ساتھ کر دیا۔

مجھے اپنے والد کی محبت اور غم دونوں کا اندازہ تھا، حالات نے انھیں زندگی کے ایک عجیب دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا جہاں ایک سمت اولاد کی محبت انھیں جینے پر مجبور کر رہی تھی اور دوسری طرف بیوی کی طویل رفاقت کے بعد اچانک جدائی کا غم ان کے لیے ناقابل برداشت تھا، مجھے ان باتوں کا بخوبی احساس تھا چنانچہ میں نے پوری محنت اور دل جمعی سے پڑھنا شروع کیا، میری محنت رائیگاں نہیں گئی، میٹرک کا امتحان میں نے اعلیٰ درجے اور ممتاز نمبروں سے پاس کیا، میرے والد کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، میں کچھ دنوں کے لیے چھٹیوں میں کروی آ گیا، میری شان دار کامیابی نے میرے والد کے غم کو بڑی حد تک ہلکا کر دیا تھا۔

میٹرک کے بعد میں نے بی اے بھی الٰہ آباد سے کیا اور اس بار پہلی پوزیشن حاصل کی، میری تصویر تمام مقامی اخباروں میں پہلے صفحے پر شائع ہوئی، میرے والد کی مسرتیں دوچند ہو گئیں، ان کی خواہش تھی کہ اب میں کروی میں مستقل قیام کروں اور جاگیر کی ذمہ داریاں سنبھال لوں لیکن مجھے جاگیرداری سے زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق تھا اس لیے میرے والد نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی، میرے والد خود بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اس لیے میری ضد کے آگے مجبور ہو کر انھوں نے مجھے لندن جانے کی اجازت دے دی جہاں سے میں بار ایٹ لا کی ڈگری لے کر واپس آیا اور الٰہ آباد میں باقاعدہ پریکٹس شروع کر دی۔

میرے والد کے پاس دولت اور میرے پاس ذہانت کی کوئی

کمی نہیں تھی، ہرچند کہ قانون کے میدان میں میرے مقابلے پر بڑے بڑے سورما اور مردِ میدان موجود تھے جو برسوں سے اسی پیشے سے منسلک تھے اور جن کی پیروی کسی بھی مقدمے کی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی تھی لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری اور بہت کم مدت میں اپنی لگن اور شب و روز کی انتھک کوششوں سے اپنا مقام بنا لیا اور صفِ اوّل کے قانون دانوں میں شمار ہونے لگا۔

میرے پاس بھی ہر وقت موکلوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی لیکن پھر اچانک ایک مقدمے نے مجھے ایسی شہرت بخشی جس سے الٰہ آباد میں میرے نام کا طوطی بولنے لگا۔ یہ ایک جائیداد کی وراثت کا کیس تھا جس کی ایک فریق مرنے والے کی بیوہ اور اُس کی اکلوتی لڑکی تھی اور دوسری طرف مرنے والے کے چند ایسے عزیز دار تھے جو ہر قیمت پر بیوہ کو جائیداد سے بے دخل کر کے اُس کا حق بھی غصب کرنا چاہتے تھے، مجھے اندرونی حالات کا اندازہ نہیں تھا، عام طور پر میں ایسے کیس بھی نہیں لیتا تھا جس میں مجھے کسی بیوہ یا یتیم کے خلاف کھڑا ہونا پڑتا مگر مذکورہ کیس میں نے جان بوجھ کر اپنے ذمّہ لے لیا اس لیے کہ بیوہ کا کیس الٰہ آباد کے سب سے بڑے بیرسٹر گھوش بنرجی لڑ رہے تھے اور بنرجی کے مقابلے پر آکر دوسرے بیرسٹر اپنی ساکھ کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے پھر یہ کہ فریق دوم کے پاس اتنا کمزور مواد تھا جو دوسری تیسری پیشی ہی میں مقدمہ ختم کرا دیتا۔

جب میں نے اس کیس کے سلسلے میں ہامی بھر لی تو فریقِ دوم کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، میرے خاص منشی نے مجھے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی، میرے دوست اور بہی خواہ بیرسٹروں نے بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ کیس میں کوئی جان نہیں، مفت میں بنی بنائی ساکھ اور عزت کو داؤ پر لگانے سے کیا فائدہ، وکالت نامہ واپس لے لو۔ لیکن میں نے چونکہ فریق دوم کو زبان دے دی تھی اس لیے اب میرے لیے پیچھے ہٹنا یا پشت دکھا کر اپنی شکست کا اعتراف کر لینا ناممکن تھا۔

گھوش قانون کے میدان میں میرا سب سے بڑا حریف اور دشمن تھا، بہت عرصے سے ہم دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ابھی تک ہمیں ایک دوسرے کے سامنے آنے کا موقع نہیں ملا تھا، گھوش بنا ہر بڑا ملنسار اور خوش مزاج آدمی تھا لیکن اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے بالکل برعکس تھا، انتہائی کینہ پرور اور گندی ذہنیت رکھتا تھا، دوسروں پر کیچڑ اچھالنا اور اُن کو ذلیل کرنا اُس کی دل پسند ہابی تھی، عمر میں وہ چونکہ مجھ سے بڑا تھا اس لیے میں اس کا احترام کرتا تھا۔ بہرحال جس روز میں نے ہائی کورٹ میں اپنا وکالت نامہ داخل کرایا اُس کے دوسرے ہی دن بنرجی نے فون کر کے میرا مضحکہ اُڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"جمال بیٹے۔ میں نے سُنا ہے کہ بیوہ کی جائیداد والے کیس میں تم نے دوسرے فریق کی پیروی کرنے کی ہامی بھر لی ہے۔"

"یس انکل" میں نے دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیوں کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"بیوہ کا کیس میں لڑ رہا ہوں۔" بنرجی نے ٹھوس لیکن گھٹیا انداز میں اپنی برتری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا مشورہ مانو تو اپنا وکالت نامہ واپس لے لو اس لیے کہ تم ابھی بچے ہو تمھیں قانون کے میدان میں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے، میں نہیں چاہتا کہ تمھاری ساکھ کو موجودہ کیس میں کوئی ایسا شدید دھچکا پہنچے کہ تمھاری پریکٹس کو نقصان پہنچ جائے۔"

"انکل۔ آپ میرے بزرگ ہیں اس لیے میں آپ کا ہمیشہ بہت احترام کرتا ہوں مگر مجھے افسوس ہے کہ ایک بار وکالت نامہ داخل کرا دینے کے بعد اُسے واپس لینا میرے اصول کے خلاف ہے۔" میں نے نہایت مؤدب لہجے میں کہا پھر ہلکا سا طنز کرتے ہوئے بولا۔ "ہاں اگر بیوہ کے معاملے میں آپ کا کوئی ذاتی مفاد شامل ہے تو دوسری بات ہے، آپ کے مفاد کی خاطر میں آپ کا ہر حکم مان سکتا ہوں۔"

"بیٹے جمال۔ تم ذہین اور ہوشیار ہو اس لیے میں تمھاری قدر کرتا ہوں لیکن ذرا سوچو۔ کیس ہارنے کے بعد جب مقامی اخبارات تصویر کے ساتھ تمھاری شکست کے حقائق کو نمک مرچ لگا کر شائع کریں گے تو تمھارے دل پہ کیا گزرے گی۔" بنرجی نے اس بار کھلے الفاظ میں مجھے نہ صرف بے وقعت ثابت کرنے کی کوشش کی تھی بلکہ یہ بھی باور کرانا چاہا تھا کہ مقدمہ ہار جانے کی صورت میں وہ میرے خلاف اس کیس کی تشہیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا اور مجھے ذلیل و خوار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گا۔ میرا دل چاہا کہ اسی انداز میں پلٹ کر کوئی ایسی تلخ اور سخت بات کہوں کہ دوبارہ بنرجی کو یوں کسی کا مضحکہ اُڑانے کی ہمت نہ پڑے مگر میں نے ضبط سے کام لیا۔

"انکل۔ جو لوگ شکست پر نظر نہیں رکھتے وہ شاذ و نادر ہی فاتح کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔" میں نے خون کا گھونٹ پیتے ہوئے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر جھلا کر ریسیور کریڈل پر دے مارا۔

بنرجی کا فون موصول ہونے کے بعد سے میں نے اپنی

تمام تر توجہ اسی کیس پر صرف کرنی شروع کر دی میں نے پورے کیس کی نئے سرے سے اسٹڈی کی۔ جہاں جہاں جھول تھا اُسے پُر کرنے کے لیے نئے دلائل اور نکات جمع کیے۔ موکلوں کو بلا کر انھیں نئے سرے سے پوری صورتِ حال اور کیس کے اہم پہلوؤں کے بارے میں آگاہ کیا، گواہوں کی فہرست میں بھی تھوڑی رد و بدل کی اور اُن کے بیانات پوری طرح انھیں فرداً فرداً طلب کر کے ذہن نشین کرا دیے۔ غرضیکہ کیس کی صورت ہی کچھ ایسے انداز میں بدل دی کہ پہلی ہی پیشی پر بنرجی تلملا کر رہ گیا۔

کسی کیس میں مقدمے کی ہار جیت کا انحصار دلائل اور ٹھوس ثبوت پر ہوتا ہے اور کسی بھی صورت میں ایک کامیاب وکیل یا بیرسٹر کو ہر مقدمے کو اپنی اَنا کا مسئلہ نہیں بنا لینا چاہیے ورنہ وہ جذباتی ہو جاتا ہے اور جذبات کی رَو میں بہک کر اکثر ایسی فاش غلطیاں کر بیٹھتا ہے جو مقدمے کی بساط کو یکسر پلٹ کر رکھ دیتی ہیں کچھ یہی پوزیشن مذکورہ کیس میں بنرجی کے ساتھ بھی درپیش آ رہی تھی، میں بلا کسی جھجک تسلیم کرتا ہوں کہ بنرجی میرے مقابلے میں کہیں زیادہ تجربہ کار دُور اندیش اور گھاگ قسم کا کھلاڑی تھا، بیوہ کے کیس کے سلسلے میں اُسے ضرورت سے کچھ زیادہ ہی اس بات کا اعتماد تھا کہ وہ جب چاہے گا کیس جیت لے گا چنانچہ وہ مجھے غصہ دلانے کی خاطر ڈھیل دیتا رہا لیکن اُس کا ضرورت سے زیادہ اعتماد ہی اُسے لے ڈوبا اور ڈیڑھ سال بعد جو کیس کا فیصلہ ہوا تو وہ میرے موکلوں کے حق میں تھا۔

اُس روز مجھے جس قدر خوشی ہوئی اُس کا اندازہ میرے سوا اور کون لگا سکتا تھا، وہ اخبارات جو بنرجی کے خلاف تھے میری شان میں روزانہ قصیدے چھاپ رہے تھے، مجھے ہر طرف سے مبارکباد کے پیغام موصول ہو رہے تھے، بنرجی کو اپنی شکست کا اتنا افسوس ہوا کہ اُس نے کورٹ آنا جانا بند کر دیا۔ وہ وکیل اور بیرسٹر جو بنرجی کا نشانہ بن چکے تھے انھیں بنرجی کے خلاف زبان کھولنے کا بہانہ ہاتھ آگیا تھا غرضیکہ ایک ہی مقدمے نے مجھے فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا تھا لیکن میری یہ خوشی بھی بہت عارضی ثابت ہوئی۔ خوشیوں کے ان ہی ایام میں مجھے ایک دن اچانک وہ منحوس خبر سننی پڑی جس نے مجھے میرے موجودہ پیشے سے بددل کر دیا۔

کروہی سے میرے والد کے سب سے دیرینہ ملازم دیوان جی نے مجھے میرے والد کی اچانک موت کی اطلاع دی تو دُنیا میری نگاہوں میں اندھیر ہو گئی، میں اسی حالت میں دفتر سے اُٹھ کر کروہی کے لیے روانہ ہو گیا۔ مجھے اپنے والد کی موت کا گہرا صدمہ ہوا تھا، رسومات وغیرہ ختم ہونے کے بعد ایک روز دیوان جی نے جائیداد کے سلسلے میں والد صاحب کا وصیت نامہ میرے حوالے کیا تو میری آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برس پڑیں، والد صاحب نے اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میرے نام کر دی تھی میرے سینے پر سے غموں کا بوجھ کچھ ہلکا ہوا تو مجھے ایک نیا زخم سہنا پڑا، دیوان جی نے مجھے دبی زبان میں بتایا کہ بیوہ والے مقدمے میں میری کامیابی کی خبر ہی میرے والد کے لیے مہلک ثابت ہوئی تھی اس لیے کہ میری جیت نے ایک بیوہ کے بسے بسائے آشیانے کو اُجاڑ دیا تھا، اس کے علاوہ میرے والد کو اس بات کا علم بھی تھا کہ جن لوگوں نے بیوہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا وہ بے ایمان اور جھوٹے لوگ تھے، انھوں نے جھوٹے کاغذات تیار کرائے تھے جو اُن کی کامیابی کی ضمانت بن گئے۔

میں ہاتھ مَل کر رہ گیا۔ جو تیر کمان سے نکل چکا تھا واپس نہیں آسکتا تھا، تقدیر میرے حق میں جو فیصلہ صادر کر چکی تھی وہ اٹل تھا، میری پشیمانی یا شرمندگی میرے مرحوم باپ کی روح کو تسکین تو پہنچا سکتی تھی لیکن میری یتیمی کے داغ کو دھو نہیں سکتی تھی شاید اس لیے کہ میں نے زندگی کی ابتدا ہی میں اپنے لیے غلط راستے کا انتخاب کر لیا تھا، یہ میرے والد کی تربیت کا نتیجہ ہو یا میری فطرت، مجھے بہرحال جھوٹ اور مکر و فریب سے شدید نفرت تھی جبکہ میرے پیشے کی بنیاد ہی جھوٹ پر تھی، ایک بیرسٹر ہونے کے ناتے اپنے موکل کا تحفظ کرنا میرا فرض تھا، لوگ قتل کرتے تھے مجھے اُن کو قانون کی نگاہوں میں مظلوم ثابت کرنا پڑتا۔ وہ گناہ کرتے اور مجھے انھیں بے گناہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑتا، مجھے اسی بات کا معاوضہ ملتا تھا۔ میں نے ہر چند کہ غلط اور جھوٹے مقدموں سے اپنا دامن بچانا چاہا تھا لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ اس پیشے میں زندگی کی سب سے اہم کامیابی ہی میری یتیمی کا باعث بن جائے گی اور والد صاحب یوں خاموشی سے مجھے داغِ مفارقت دے کر دنیا سے منہ موڑ لیں گے۔ بہرحال باپ کی موت کے غم اور صدمے سے میرا دل اتنا بیزار ہوا کہ میں نے وکالت کا پیشہ ہمیشہ کیلئے ترک کر دینے کا فیصلہ کر لیا، لوگ میرے اس فیصلے پر انگشت بدنداں رہ گئے۔ میرے بہی خواہ دوستوں نے مجھے سمجھانا چاہا میرا فیصلہ واپس لینے کے لیے پُر زور اپیلیں کیں لیکن میرا فیصلہ اٹل تھا۔ اس میں کسی لچک یا ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

وقت کے ساتھ میرے دل کے زخم بھی مندمل ہوتے گئے، میں الٰہ آباد کی رہائش ترک کر کے کروہی آگیا۔ دولت کی فراوانی ہو تو فکرِ معاش کیسے ہوتی ہے، جاگیر سے ہونے والی آمدنی کے

علاوہ والد صاحب کی چھوڑی ہوئی دولت اور جائداد میرے لیے اِس قدر کافی تھی کہ اگر میں چاہتا تو تمام عمر ہاتھ پر ہاتھ رکھے آرام سے گزار سکتا تھا لیکن آرام طلبی سے میرا دل بہت جلدی ہی اکتا گیا، جاگیر کے کاموں سے مجھے شروع ہی سے نفرت تھی اِس لیے میں نے اِس کا انتظام دیوان جی کے سپرد کیا اور خود وقت گزاری کے لیے لکھنے کو اپنا مشغلہ بنا لیا، میرے نام کی شہرت دُور دُور تک تھی لہٰذا میری پہلی کتاب ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی، دوسری کتاب بھی بازار میں آتے ہی غائب ہو گئی، میری بڑھتی ہوئی شہرت نے اخبار والوں کو میری طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا، میں نے اُن کے لیے جرأت مندانہ مضامین لکھنے شروع کیے جو غلطی مجھ سے ایک بار سرزد ہو گئی تھی اُس کے تدارک اور تلافی کی خاطر میں نے سماج کے رِستے ہوئے ناسوروں کو اپنا موضوع بنایا تھا، عوام میں میری شہرت اخبارات میں لکھنے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو گئی تھی لیکن اِس طرح ایک طرف اگر میں نے پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگوں میں اپنا ایک مخصوص اور اعلیٰ مقام بنا لیا تھا تو سماج کے طاقتور اور منہ زور ٹھیکیداروں کو اپنا دشمن بھی بنا لیا تھا۔

وہ اخبارات جو بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھوں بکے ہوئے تھے انھوں نے میرے خلاف مہم شروع کر دی، میرے مضامین کو عوام کے سامنے غلط رنگ دے کر پیش کرنے کی کوشش کی گئی، مجھ پر فحاشی اور آوارگی کے الزامات تراشے گئے، یہاں تک لکھا گیا کہ میں نے وکالت کا پیشہ باپ کی موت کے بعد اِس لیے ترک کیا کہ اُن کی چھوڑی ہوئی دولت کو لٹاؤں اور عیاشی کروں، یہ سارے الزامات ہر چند کہ بے بنیاد اور انتہائی گندہ ذہنوں کی پیداوار تھے لیکن میں نے دِل برداشتہ ہو کر لکھنے سے بھی توبہ کر لی اور جاگیر سے دُور جا کر اپنے محل نما مضافاتی مکان میں رہنے لگا۔ جو حسین آباد میں واقع تھا، وہاں کی آبادی تقریباً تین ہزار کے لگ بھگ تھی اور وہاں ہر مذہب کے لوگ رہتے تھے۔

میری حسین آباد والی حویلی اتنی بڑی اور وسیع و عریض علاقے میں پھیلی ہوئی تھی کہ اُس کے بعض حصے دیکھنے کی فرصت کبھی بھی نہ حاصل ہو سکی، حویلی کے دو جانب وسیع باغ تھے اور قریب ہی ایک جنگل بھی تھا جو شکارگاہ کہلاتا تھا، یہ چونکہ پہاڑی علاقہ تھا اِس لیے یہاں قدرتی حسن کی بہتات تھی اور ہر سمت حسین نظارے بکھرے ہوئے تھے، مجھے شکار سے کبھی بھی کوئی دِل چسپی نہیں تھی بلکہ میں خوب صورت پرندوں اور چرندوں کو محض شوق کی تکمیل کی بنا پر مارنا ناپسند نہیں کرتا تھا اِس لیے میں نے حسین آباد میں رہتے ہوئے جنگل کا رُخ کبھی نہیں کیا، چوں کہ وقتی طور پر کوئی اور مصروفیت نہیں تھی اِس لیے میں اپنا بیشتر وقت یا تو مطالعہ میں گزارتا یا پھر صبح و شام فطرت کے حسین مناظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے سیر کرنے کی غرض سے دور دور نکل جایا کرتا۔

حسین آباد میں کچھ عرصے تک میں بڑے سکون سے رہا لیکن پھر وہاں بھی تنہائی مجھے راس نہ آئی، ایک نوجوان اور دولت مند جاگیردار کی گوشہ نشینی بلاشبہ تعجب خیز بات تھی لہٰذا وہاں بھی میرے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کچھ لوگوں نے جو بلاوجہ دوسروں کو بدنام کرنے میں لطف محسوس کرنے کے عادی ہوتے ہیں یہ افواہ پھیلانی شروع کر دی کہ میں نے حویلی کو عیاشی کا اڈہ بنا رکھا ہے، ہر چند کہ مضافاتی علاقے کی بیشتر آبادی میرے حق میں تھی لیکن مجھے بہرحال یہ فکر لاحق ہو گئی کہ مجھے بے کار رہنے کے بجائے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ تاکہ لوگوں کی زبان بند ہو سکے اور میں سکون کا سانس لے سکوں۔

اُن ہی دنوں جب میں اپنی تنہائی دُور کرنے کی تدبیر سوچ رہا تھا مجھے ایک دن اپنے دوست جیکب کا خط ملا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد اب فادر جیکب بن چکا تھا اور کروی کے ایک گرجا گھر کا پادری تھا، جیکب کے بارے میں مجھے اِس بات کا قطعی علم نہیں تھا کہ وہ مجھ سے اِس قدر قریب ہے، حسین آباد میں بھی ایک پُرانا اور چھوٹا سا گرجا گھر موجود تھا لیکن کسی پادری کے نہ ہونے کے سبب غیر آباد تھا چنانچہ علاقے کے عیسائی گھرانے کرسمس منانے کے لیے کروی جایا کرتے تھے، میں نے دِل میں ایک اسکیم مرتب کی اور فوراً ہی جیکب کو لکھا کہ وہ اپنی بیوی سمیت حسین آباد آ جائے، تیسرے روز جیکب میرے پاس تھا اُس کی بیوی سلویا گو کہ بڑی خوب صورت اور صحت مند تھی لیکن انتہائی شکی مزاج واقع ہوئی تھی اور ہر لمحہ جیکب کی ڈور مضبوطی سے کھینچے رہتی تھی کہ کہیں وہ بے لگام ہو کر کسی دوسری لڑکی یا عورت کے جال میں نہ پھنس جائے، پادری ہونے کے ناتے جیکب کا واسطہ اکثر و بیشتر عیسائی لڑکیوں اور عورتوں سے پڑتا رہتا تھا۔

مجھے سلویا کی فطرت کچھ پسند نہ آئی لیکن اُس کی یہی فطرت میرے کام آ گئی۔ میں نے جیکب کو جب حسین آباد میں مستقل قیام کرنے کی پیش کش کی اور کہا کہ میں اس کی خاطر مقامی گرجا گھر کی حالت از سرِ نو بہتر بنا دوں گا اور اُسے ایک ہزار روپے ماہوار تاحیات دیتا رہوں گا تو جیکب میری پیش کش سے اُلجھن میں پڑ گیا۔ غالباً میری دیرینہ دوستی کی وجہ سے اُسے یہ ملازمت منظور نہیں تھی لیکن سلویا نے فوراً ہامی بھر لی اِس لیے کہ حسین آباد میں اُسے جیکب کی طرف سے اتنا خطرہ نہیں تھا جتنا کروی

میں تھا سلویا کے ہاں کر دینے کے بعد جیکب کے فرشتے بھی انکار نہیں کر سکتے تھے لہٰذا ایک ہفتے بعد ہی جیکب اور سلویا کروی سے منتقل ہو کر حسین آباد آ گئے۔ میری خواہش تھی کہ جیکب اور سلویا میرے ساتھ ہی حویلی میں قیام کریں لیکن جیکب نے میری اِس پیش کش کو کسی طرح قبول نہیں کیا اور میری حویلی کے قریب ہی ایک چھوٹا سا خوب صورت کاٹیج نما مکان کرائے پر لے کر سلویا کے ساتھ آباد ہو گیا۔

جیکب اور سلویا کے آجانے سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ ہم روزانہ کچھ وقت ساتھ گزارتے اور اپنے ماضی کے قصّوں کو دہرا کر قہقہے لگایا کرتے ایک دن میں نے سوچا کیوں نہ کیلاش کو بھی حسین آباد بلا لیا جائے، کالج کے زمانے میں ہم تینوں دوست تھے، حسین آباد میں لوگوں کے علاج معالجے کے لیے کوئی معقول بندوبست بھی نہیں تھا، جیکب نے میرے خیال کی پُرزور تائید کی لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ کیلاش اب سرجن بن چکا ہے اور کروی کے سرکاری اسپتال میں تعینات ہے، شاید وہ اتنی بڑی جگہ چھوڑ کر چھوٹی جگہ آنا پسند نہ کرے، جیکب کا خیال کسی حد تک درست تھا لیکن مجھے اپنی دوستی پر اعتماد تھا چنانچہ میں نے کیلاش کو ایک تفصیلی خط لکھا پھر جیکب کی شادی کی اطلاع دیتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ وہ سنیچر کی شام کو ہر قیمت پر حسین آباد آ جائے اور اِس دعوت میں ضرور شرکت کرے جو میں نے سلویا اور جیکب کی شادی کی خوشی میں دی ہے، میں نے یہ خط اپنے ایک کارندے کے ہاتھ دستی روانہ کیا تھا، دوسرے روز کیلاش کا جواب آ گیا کہ وہ دو روز کی چھٹی لے کر جیکب کی شادی پر ہنگامہ کھڑا کرنے کے ارادے سے پہنچ رہا ہے۔

سنیچر کی شام کو ہم تینوں دوست یک جا ہوئے تو میری حویلی میں خوشیوں اور مسرّتوں کا طوفان آ گیا، جیکب اور کیلاش کی نوک جھونک پر سلویا بھی دل کھول کر قہقہے بکھیرتی رہی پھر کھانے کے بعد وہ جیکب کو ہمارے بے حد اصرار پر حویلی میں چھوڑ کر اپنے گھر چلی گئی تو ہمارے درمیان بے تکلف ماحول پیدا ہو گیا، میں نے انہی خوش گپیوں کے دوران کیلاش کو بتایا کہ حسین آباد میں کوئی ڈھنگ کا اسپتال نہیں ہے جس کی وجہ سے مقامی لوگوں کو اکثر سخت تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، میرا اشارہ پا کر اور طے شدہ پروگرام کے تحت جیکب نے کیلاش کو اکساتے ہوئے اس بات کی پیش کش کی کہ اگر وہ اسپتال چلانے کی ذمہ داری قبول کرے تو پرانے اسپتال کی بوسیدہ عمارت کو جدید اور ماڈرن شکل بھی دی جا سکتی ہے، کیلاش ہماری سازش کو سمجھ چکا تھا، جیکب کو اُمید نہیں تھی کہ وہ ہماری پیش کش قبول کر لے گا مگر جب کیلاش نے ہامی بھر لی تو میں بھی خوشی سے اچھل پڑا۔

میں نے دوسرے ہی دن سے اسپتال کی پرانی عمارت پر نئے سرے سے کام شروع کرا دیا، کیلاش ایک ماہ بعد ملازمت چھوڑ کر حسبِ وعدہ میرے پاس آ گیا پھر میری اور کیلاش کی مشترکہ کوششوں سے وہ اسپتال جدید ترین عمارت میں تبدیل ہو گیا اور اُس کا شمار بہت جلد ایسے معیاری اسپتالوں میں ہونے لگا کہ دُور دراز کے مریض بھی وہاں علاج کی غرض سے آنے لگے، حسین آباد کے پُرفضا اور پُرسکون ماحول اور سرجن کیلاش کی دیرینہ شہرت نے اِس اسپتال کو بہت جلد اتنی کامیابی عطا کر دی کہ ہمیں اسپتال کے لیے دوسرے قابل اور تجربے کار ڈاکٹروں اور نرسوں کا بھی بندوبست کرنا پڑا۔

میری خدمات نے میرے علاقے کے لوگوں کو میرا گرویدہ بنا دیا، اُن کی زبانیں جو کبھی میرے خلاف زہر اگلا کرتی تھیں اب میرا کلمہ پڑھنے لگیں، میں کیلاش اور جیکب کے آجانے سے بے انتہا مسرور تھا، کیلاش چونکہ میری ہی طرح تنہا تھا اِس لیے میرے کہے بغیر ہی اُس نے حویلی کے ایک حصے پر اپنا قبضہ جما لیا تھا، ہم دونوں رات گئے تک ساتھ رہتے اور دنیا جہان کی باتیں کیا کرتے، جیکب بھی ہماری محفلوں میں برابر کا شریک رہتا لیکن سلویا کے ڈر سے وہ کوئی نہ کوئی بہانہ تراش کر مغرب کے فوراً ہی بعد چلا جاتا، ایک دن جیکب نے اچانک بیٹھے بیٹھے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یار جمال۔ کیا تم دونوں کو اِس طرح زندگی گزارتے ہوئے کچھ عجیب سا نہیں لگتا؟“

”کیا مطلب؟“ میں نے مشروب کا گلاس درمیانی میز پر رکھتے ہوئے جیکب کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

”ربِ عظیم نے تمھیں بہت کچھ دے رکھا ہے، تمھارے پاس دولت ہے، جائداد ہے لیکن عورت کے بغیر زندگی مکمل نہیں کہی جا سکتی۔“ جیکب نے سنجیدگی سے باری باری مجھے اور کیلاش کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”میرا مشورہ ہے کہ تم دونوں اب شادی کر ڈالو۔“

”شادی۔“ کیلاش نے بے اختیار ایک فلک شگاف قہقہہ بلند کرتے ہوئے کہا۔ ”بھگوان کے لیے کوئی اور بات کرو۔“

”کیوں۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے؟“

”میرے باپ کی توبہ“ کیلاش نے مسکرا کر کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے جواب دیا۔ ”بھائی جیکب تمھارا حشر دیکھ لینے کے بعد کون کم بخت اب شادی کی حماقت کے بارے میں

سوچ سکتا ہے۔"

"تم دونوں نرے احمق اور گاؤدی ہو۔" جیکب غصے سے بولا۔ "سلویا اور میں ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے ہیں تم لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔"

"وہ تو تمھاری صورت ہی سے ظاہر ہے۔" کیلاکش بولا۔ "اوّل درجے کے جورو کے غلام لگتے ہو۔"

"میری زبان میں ایسے لوگوں کو بے دُم کا لبودم کہتے ہیں۔" میں نے آہستہ سے گرہ لگائی تو جیکب تلملا اٹھا۔

"گویا تم لوگوں کے نزدیک بیوی کی باتیں مان لینا یا اُس کے مشوروں پر عمل کرنا غلامی ہے؟" اُس نے کیلاکش سے سوال کیا۔

"کسی دن بھابی کی بات نہ مان کر دیکھو، تمھیں خود ہی اپنی اوقات کا اندازہ ہو جائے گا۔" کیلاکش مسکرا کر بولا۔

"بھابی — آپ! ابھی تو آٹھ بھی نہیں بجے۔" میں نے یکلخت جیکب کی پشت پر کھلنے والے دروازے کی سمت نظر اٹھا کر اتنی بیساختگی سے کہا کہ جیکب بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جب کیلاکش نے فلک شگاف قہقہے لگا کر جیکب کا مذاق اڑانا شروع کیا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں اب اجازت چاہوں گا۔" وہ جھینپتے ہوئے بولا۔ "اگر سچ مچ سلویا آگئی تو تم لوگوں کے سامنے اور کرکری ہوگی۔"

جیکب کے جانے کے بعد بھی میں اور کیلاکش اُس کے بارے میں باتیں کرکے ہنستے رہے پھر تقریباً آدھی رات گزرنے کے بعد کیلاکش بھی جمائیاں لیتا ہوا اٹھ گیا اس لیے کہ اُسے صبح اسپتال بھی جانا تھا۔ اس روز میں نے جی کھول کر جیکب کی شادی والی بات پر اُس کا مذاق اڑایا تھا لیکن اُسی رات جب میں اپنے نرم و گرم بستر پر سونے کے ارادے سے دراز ہوا تو پہلی بار تنہائی کا احساس مجھے کسی کوڑیالے ناگ کی طرح ڈسنے لگا۔ مجھے اپنے گرد و پیش سے بیزاری ہونے لگی۔ بڑی دیر تک میں بستر پر لیٹا کروٹیں لیتا رہا۔ مجھے اپنے جسم پر لاتعداد سرخ اور ننھی منی چیونٹیاں رینگتی محسوس ہو رہی تھیں۔ میں نے اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے اپنا خشک گلا تر کیا اور سگریٹ جلا کر اپنی تنہائی کو بہلانے کی خاطر اپنی خواب گاہ میں چہل قدمی کرنے لگا۔ پھر۔ پھر میں نے اس رات ایک اہم فیصلہ کر لیا۔ شادی کرنے کا فیصلہ اور اسی فیصلے نے میری زندگی میں ہولناک اور اذیت ناک انقلاب پیدا کر دیا۔ میری ہنستی کھیلتی زندگی کا رُخ موڑ دیا۔ مجھے وطن سے دور دربدر کر دیا اور — اور ۔ ۔ ۔"

میرے کیبن میں لگی ہوئی دیوار گیر گھڑی نے ایک ناخوش گوار کھرکھراہٹ کی آواز کے ساتھ رات کے بارہ بجنے کا اعلان شروع کیا تو میرے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنی ڈائری لکھنی بند کر دی، طویل انگڑائی لے کر اٹھا، باہر شاید سمندر پُرسکون تھا ورنہ میں اتنی دیر تک سکون سے کیسے لکھ سکتا تھا، تبھی بجھا کر میں دوبارہ اپنے بستر پر آگیا۔ ابھی میرے ذہن پر ہلکی ہلکی غنودگی اور نیند کا خمار ہی طاری ہوا تھا کہ وہی جانا پہچانا اور مانوس سا خوب صورت اور حسین پیکر میرے تصورات کے پردوں پر آہستہ آہستہ اُبھر آیا۔

اُس کے دل کش اور گداز نقوش بتدریج واضح ہوتے گئے، اُس نے شب خوابی کا ہلکا آسمانی لباس پہن رکھا تھا، پلکوں پر جادو جگاتی، ہونٹوں پر مسکراہٹیں سجائے اور خوابیدہ نگاہوں میں سحر سمیٹے وہ آہستہ آہستہ میرے سرہانے آکر بیٹھ گئی۔ وہ۔ وہ یقیناً میری کامل تھی۔ میری درخشاں تھی۔ میں اُسے دُنیا کی تمام حسین عورتوں اور نوخیز کلیوں کے ہجوم میں بھی دُور سے شناخت کر سکتا تھا۔ میں بھلا اُسے کیسے بھول سکتا تھا؟ میں اُس کے جسم سے پھوٹنے والی خوشبو کو اپنی سانسوں سے بہت قریب محسوس کر رہا تھا۔ میں نے اُٹھنے کی کوشش کی تو اُس نے ایک ہاتھ میری آنکھوں پر رکھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے میرے اُلجھے ہوئے بالوں میں کنگھی کرتے ہوئے نشے میں ڈوبی آواز میں بولی۔

"نہیں جمال۔ تم سوتے رہو۔ تمھیں آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ ابھی تمھیں مجھے دوبارہ پانے کے لیے طویل سفر کرنا ہے۔ ایسا سفر جس کے بارے میں میں نے تمھیں یقین دلایا ہے میں اب بھی تمھیں یقین دلاتی ہوں۔ جمال محبت لازوال ہوتی ہے۔ کبھی فنا نہیں ہوتی۔ تم یقین رکھو۔ میں تم کو دوبارہ ملوں گی۔ بہت جلد لیکن شرط یہ ہے کہ تم ہمت نہ ہار دینا۔ میری تلاش میں تھک کر نہ بیٹھ جانا۔"

اُس کی آواز میرے کانوں میں رس گھول رہی تھی اور پھر میں گہری نیند کی آغوش میں گم ہو کر دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

صبح میں سو کر اٹھا تو رات کے خواب کا اثر میرے ذہن پر بدستور طاری تھا، میرا جسم بوجھل بوجھل ہو رہا تھا اور بری طرح ٹوٹ رہا تھا، میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے، میری رفیقۂ حیات کو مجھ سے جُدا ہوئے، رُوٹھے ہوئے، دنیا سے منہ موڑے ہوئے چھ ماہ سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا تھا لیکن اس کی یادوں کی مہک ابھی تک میرے وجود سے لپٹی ہوئی تھی، میں ہر لمحہ اسے اپنے سے قریب تر محسوس کرتا تھا، اس کی باتیں میرے کانوں میں بیشتر وقت گونجا کرتی تھیں، اس کے قدموں کی آہٹ اور معطر لباس کی سرسراہٹ دبے قدموں میرا تعاقب کرتی رہتی اور کبھی کبھی تو میں اسے خود سے اس قدر قریب محسوس کرتا کہ چونک اٹھتا لیکن وہ مادی صورت میں میرے لیے ناپید ہو چکی تھی صرف میری محبت کی شدت میں اسے روپ اور لباس بدل بدل کر میرے تصور میں اجاگر کر دیتی تھیں۔

خاصی دیر تک میں بستر پر لیٹا اپنی بے چین زندگی کے بارے میں سوچتا رہا پھر اس خیال سے کہ شاید رات اس کا قرب بھی محض میرے تخیلات کا ایک خیالی ہیولا ہو میں نے بستر چھوڑ دیا، طویل انگڑائی لیتا ہوا اٹھا، سب سے پہلے میری نظر اس مجلد کاپی پر پڑی جس پر میں نے گزشتہ رات سے اپنی پُراسرار اور حیرت انگیز داستان لکھنی شروع کی تھی، میں نے آگے بڑھ کر لکھے ہوئے صفحات پر ایک نظر ڈالی، ایک بار میرا دل چاہا کہ اس ہولناک داستان کو صرف اپنے سینے کی گہرائیوں میں دفن رہنے دوں کسی اور کو ان تلخیوں کی بھنک بھی نہ ہونے دوں جنھوں نے میرا سینہ فگار کر رکھا تھا، میرے وجود سے جونک بن کر چمٹ گئی تھیں اور آہستہ آہستہ مجھے اندر ہی اندر کھوکھلا کرتی جا رہی تھیں لیکن میں نے ایسا نہیں کیا، کاپی اٹھا کر احتیاط سے الماری میں بند کی پھر غسل خانے میں نہانے کے ارادے سے چلا گیا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ اپنی داستان ضرور قلم بند کروں گا تاکہ مر جانے کی صورت میں لوگ میری موت کو محض دیوانگی خیال نہ کریں۔

ناشتے کی میز پر ہم تینوں دوست جمع ہوئے تو کیلاکش مسکرا رہا تھا لیکن جیکب خلافِ توقع کچھ سنجیدہ نظر آ رہا تھا، میں نے سوچا شاید ان کے درمیان پھر کوئی نوک جھونک ہوئی ہو، وہ دونوں ایک دوسرے کو چھیڑے اور ستائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ کچھ دیر کے لیے وہ سنجیدہ ہو جاتے پھر کچھ دیر بعد ہی یوں ہنستے نکلتے دوستوں کی طرح ہنسنے بولنے لگتے جیسے ان کے درمیان کبھی کسی تلخی نے سر سے جنم ہی نہ لیا ہو۔

"میرا خیال ہے رات موسم کچھ زیادہ خوش گوار نہیں رہا؟" میں نے جیکب کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کیلاکش سے پوچھا۔

"رات تو آسمان بالکل صاف اور کھلا ہوا تھا، سمندر کی موجیں بھی پُرسکون تھیں البتہ صبح سے مطلع کچھ کچھ ابر آلود نظر آ رہا ہے۔" کیلاکش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے بوندا باندی کا امکان ہو۔"

"فضا میں کچھ کثافت بھی شامل معلوم ہوتی ہے۔"

"مجھے تو ضمیر بھی گرد آلود دکھائی دیتا ہے۔" کیلاکش نے نہایت حاضر جوابی سے فقرہ چست کیا۔

"کیا میں احمق ہوں؟" اچانک جیکب غصے سے بولا۔

"ہاں!" کیلاکش نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم پر اچانک اس حقیقت کا انکشاف کس طرح ہو گیا؟"

"تم دونوں کی احمقانہ گفتگو اور جملے بازی سن کر۔" جیکب نے جھلا کر جواب دیا۔ "کیا میں اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اس وقت موسم اور فضا کی کثافت کا ذکر کس لیے چھیڑا گیا ہے۔"

"جمال۔" کیلاکش نے سنجیدگی سے مجھے گھورا۔ "یہ سراسر تمھاری زیادتی ہے، موسم کا ذکر تم نے شروع کیا تھا۔"

"براہِ راست مجھ سے بھی دریافت کیا جا سکتا تھا کہ میری سنجیدگی کی کیا وجہ ہے؟" جیکب نے بدستور خفگی سے کہا۔

"چلو اب بتا دو۔" میں نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

"پہلے وعدہ کرو کہ تم دونوں میری بات کا مذاق نہیں اڑاؤ گے۔"

"وعدہ رہا۔" ہم دونوں نے بیک زبان جواب دیا۔

"اس چڑیل نے کل رات گئے میرے کیبن کے دروازے پر دستک دی تھی۔" جیکب نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چڑیل کون؟" کیلاکش نے نہایت معصومیت سے پوچھا۔

"وہی سیاہ فام عورت۔" جیکب نے جواب دیا۔ "اس کے جسم پر شب خوابی کا انتہائی ناکافی لباس تھا اور وہ منحوس عورت مجھ سے سر درد کی گولیاں طلب کرنے آئی تھی۔"

"تمھیں کس چیز پر زیادہ اعتراض ہے؟" میں نے یوں ہی غیر ارادی طور پر دریافت کیا۔ "شب خوابی کے لباس پر یا سر درد کی گولیوں پر؟"

"دونوں پر۔" جیکب تلملا کر بولا۔ "آخر اسے کیا ضرورت تھی، اتنی رات گئے میرے کیبن پر دستک دینے کی۔"

"بے وقوفی کی باتوں سے پرہیز کیا کرو۔" کیلاکش نے کہا۔ "ہو سکتا ہے اس غریب کے سر میں واقعی درد رہا ہو اور میرے

دھوکے میں وہ تمہارے کیبن پر چلی گئی ہو۔"

"ہاں، وہ مجھے ڈاکٹر ہی سمجھ کر آئی تھی لیکن خود کیوں آئی؟ اگر سر میں درد تھا تو اپنے شوہر کو گولی لینے بھیج دیتی۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ اسے سر درد کے علاوہ کوئی اور بھی تکلیف لاحق ہو۔" میں نے جیکب کی نظریں بچا کر کیلاکش کو آنکھ مارتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"مثلاً دل کی تکلیف۔" کیلاکش نے میرا اشارہ سمجھتے ہوئے جیکب سے پوچھا۔ "بہرحال کیا تم نے اسے گولی دے دی تھی؟"

"رب عظیم کی قسم، اگر وہ میرے دھتکارنے پر فوراً میرے کیبن کے سامنے سے چلی نہ گئی ہوتی تو میں شاید گلا گھونٹ کر ہمیشہ کے لیے اسے سر درد سے نجات دلا دیتا۔" جیکب ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "میری بات کا یقین کرو، وہ عورت نہ صرف یہ کہ منحوس ہے بلکہ بدکردار بھی ہے۔"

"گویا تمہارا منہ صبح سے اسی وجہ سے سوجا ہوا ہے کہ رات ایک ایسی عورت نے جو شب خوابی کے لباس میں ملبوس تھی تمہارے کیبن کے دروازے پر دستک کیوں دی۔ یہی بات ہے نا؟" کیلاکش نے پوچھا۔

"تم اسے معمولی بات سمجھ رہے ہو۔ ذرا سوچو، اگر سلویا زندہ ہوتی تو؟"

"لعنت ہے تمہاری سوچ پر۔" کیلاکش جھلا گیا۔ "بیوی کے مرنے کے بعد بھی غلامی کی بو باس نہیں گئی۔"

"بات غلامی کی نہیں میری حیثیت کی ہے۔" جیکب نے بھی تلملا کر کہا۔ "تم لوگ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر کسی کو میری شخصیت اور میرے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع مل گیا تو میری سالہا سال کی محنت اکارت جائے گی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں بات کی نزاکت کو۔" میں نے درمیان میں جلدی سے بولتے ہوئے کہا۔ "میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ ہمیں اگلی بندرگاہ پر اس سیاہی جوڑے کو جہاز سے اتار دینا چاہیے۔"

"میرا خیال اس کے برعکس ہے۔" کیلاکش بولا۔ "کسی بھی طویل سفر میں کسی عورت کا ساتھ ہونا اشد ضروری ہے۔ اس سے تھکے ہوئے اعصاب کو سکون ملتا ہے۔"

جیکب نے گھور کر کیلاکش کو دیکھا لیکن بات ناشتہ آ جانے کی وجہ سے ختم ہو گئی۔ میں نے دوبارہ نارمن کی پُراسرار موت کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ کیلاکش کا خیال تھا کہ کیبن میں جا کر روحوں کو بلانے کا عمل دیکھنے سے پیشتر اڈگر کو مزید کریدا جائے۔ اس طرح ممکن تھا کہ جیکسن کے بارے میں کچھ اور ایسے ثبوت مل جاتے جو ہمارے شبہات کو تقویت پہنچا سکتے۔ مگر میں نے اس خیال کی تردید کر دی مبادا کہ جیکسن کو اس کی بھنک مل جاتی اور وہ ہم لوگوں سے اور زیادہ محتاط ہو جاتا۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ اڈگر اب کسی قیمت پر اپنی زبان نہیں کھولے گا۔ ہماری باتوں سے قاتل کا ایک دھندلا سا سراغ مل جانے کے بعد ہی اس کی آنکھیں انتقامی جذبوں سے چمک اٹھی تھیں اور وہ جیکسن کو دیکھتے ہی ہمارے قریب سے ہٹ گیا تھا۔ جانے کیوں مجھے رہ رہ کر یہی خیال آ رہا تھا کہ اڈگر کسی نہ کسی طرح اپنے مرحوم دوست کا انتقام جیکسن سے ضرور لے گا۔ پھر یکلخت میرے ذہن میں ایک اور خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ اگر کہیں رات ہونے سے پیشتر ہی اڈگر نے جیکسن کو ٹھکانے لگا دیا تو کیا ہوگا؟ ایک لمحے کو میں الجھ کر رہ گیا مگر دوسرے ہی لمحے مجھے خود اپنی حماقت پر شرمندگی ہونے لگی۔

اگر یہ بات درست تھی کہ جیکسن ہی نے بدروحوں کے ذریعے نارمن کے ذہن کو تسخیر کر کے اسے ہولناک موت سے ہمکنار کر دیا تھا تو پھر اس کے تابع روحوں نے اسے یہ بھی ضرور بتا دیا ہوگا کہ بحری عقاب پر نارمن کا ایک دوست اسے مار ڈالنے کی خاطر گھات لگائے بیٹھا ہے۔ بھلی بات تھی کہ اگر جیکسن ہی نارمن کی موت کا ذمہ دار تھا تو وہ حالات سے غافل بھی نہیں رہا ہوگا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اس بات کے امکانات کو بھی یکسر طور پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا کہ جیکسن کی زندگی کو اڈگر کی طرف سے قاتلانہ حملے کا خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔

ہم ناشتے سے فارغ ہو کر عرشے پر آ گئے۔ سمندر اس وقت بے حد پُرسکون اور خاموش تھا۔ ہوا بھی زیادہ تیز نہیں تھی۔ نہایت خنک اور خوشگوار تھی۔ ناشتے کے بعد جیکب کا موڈ بھی ٹھیک ہو گیا۔ ہمارے درمیان آئندہ سفر سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی کہ ایسٹلے آ گیا۔

"صبح بخیر میرے عزیز۔" اس نے میرے قریب آ کر کہا پھر سمندر کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔ "میری آمد آپ لوگوں کے لیے کسی مداخلت کا باعث تو نہیں بنی؟"

"نہیں مسٹر ایسٹلے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ہمارے درمیان کوئی راز و نیاز کی باتیں نہیں سفر سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔"

"میں بھی یہی دریافت کرنے کی غرض سے آیا تھا کہ فجی جزیرے کی سیر کے بعد آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟"

"جزیرہ فجی کے بعد ہم ہوائی جزیرہ بھی دیکھنا پسند کریں گے۔" میں نے اپنے ذہن میں طے شدہ پروگرام کو دہراتے ہوئے

کہا۔ "جزیرہ ہوائی سے واپسی پر ہم درمیان کے کچھ اور جزیروں مثلاً کرسمس اور فیننگ (CHRISTMAS AND FANNING) کو بھی دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد ہم خاص طور پر ایسٹر جزیرے پر جائیں گے اور پھر کومل سی کو عبور کر کے ہم نیو گنی بھی جانا پسند کریں گے۔"

میں یاد کر کر کے اپنے سفر کے مقامات گنتا رہا۔ بحری عقاب کا بوڑھا پرتگالی کپتان نہایت خاموشی اور توجہ سے میری باتوں پر غور کرتا رہا، اس کا چہرہ کسی اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری اور سپاٹ نظر آ رہا تھا لیکن جب میں خاموش ہوا تو اس نے مجھے بہت غور سے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے عزیز، آپ نے بحری عقاب اور اس کے عملے کی خدمات پورے دو ماہ کے لیے حاصل کر رکھی ہیں اس لیے ہمارا فرض ہے کہ آپ کے ہر حکم کی بلا کسی چون و چرا کے تعمیل کی جائے لیکن بحیثیت کپتان مجھ پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ آپ حضرات کو سفر کے دوران پیش آنے والی مشکلات سے قبل از وقت آگاہ کر دوں۔"

"کیا تمہارے خیال میں کوئی بحری سفر بغیر مشکلات کے بھی ختم ہوا ہے؟" کیلاکش نے جو طبعیتاً ہی مہم جو واقع ہوا تھا ایسٹلے سے سوال کیا۔

"آپ نے میری بات کا غلط مطلب لیا ہے میرے عزیز۔" ایسٹلے نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "مشکلات سے میری مراد موسم سے تھی جو بدلتے رہتے ہیں۔ بحری سفر کے دوران ہمیں سیزن اور موسم کے متوقع تغیرات کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے۔"

"تمہیں کیا اندازہ ہے مسٹر ایسٹلے۔" میں نے بوڑھے کپتان سے دریافت کیا۔ "کیا میں نے جو پروگرام مرتب کیا ہے اس کے دوران موسم کا تغیر کہیں حائل ہوتا ہے؟"

"میں آپ کو سفر کے اختصار کا مشورہ دوں گا میرے عزیز۔" ایسٹلے نے اپنا پائپ بھرتے ہوئے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔ "اپیا کی بندرگاہ سے جزیرہ ہوائی جانے کے بعد اگر ہم ایسٹر آئی لینڈ کی طرف اپنا رخ موڑ لیں تو ان متوقع طوفانوں سے بچ جائیں گے جو ہمارے لیے پریشان کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ دوسری صورت میں ہمیں وقت بچانے کے لیے جزیرہ ایسٹر کا پروگرام ترک کرنا ہوگا۔ لیکن یہ صرف میرا مشورہ ہے ہم دو ماہ تک بہرحال آپ کا ہر حکم ماننے کو تیار ہیں اس لیے کہ کھرا اور سچا جہاز راں سائیکلون اور موت دونوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر دم تازہ دم رہتا ہے۔"

"اور نڈر اور بے خوف مہم جو بھی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کا عادی ہوتا ہے۔" کیلاکش بولا۔ "سیاح اگر موت سے ہراساں ہونے لگیں تو پھر وہ دنیا کے ان عجائبات کی سیر نہیں کر سکتے جو قابلِ دید ہوتے ہیں۔"

"آپ نے درست کہا میرے عزیز لیکن جان بوجھ کر خطروں کو دعوت دینا اور آنکھ موند کر اندھے کنویں میں چھلانگ لگا دینا بھی میرے نزدیک دانشمندی نہیں۔" اس بار ایسٹلے نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری جانب سے آپ حضرات کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم اپیا کی بندرگاہ سے جزیرہ ہوائی کا سفر اختیار کریں اور اس کے بعد موسم کے تیور دیکھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں گے۔" میں نے بوڑھے کپتان کے لہجے کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ شاید ایسٹلے کو کیلاکش کی بات ناگوار گزری تھی۔

"میں نے سنا ہے کہ جزیرہ ایسٹر کے کھنڈرات تاریخ سے قبل کے دور کی بہترین یادگاریں ہیں اور وہاں کی ہر چیز نہ صرف یہ کہ ناقابلِ اعتبار اسرار اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ ہر لحاظ سے قابلِ دید بھی ہے۔" کیلاکش نے اپنی معلومات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے درست سنا ہے میرے عزیز۔" ایسٹلے بدستور سنجیدگی سے بولا۔ "لیکن ایک جزیرہ ایسٹر پر ہی کیا موقوف ہے، اس وسیع و عریض دنیا میں کروڑوں ایسے حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں عقل جن کی کوئی توجیہہ پیش کرنے سے قاصر ہے اور ہزاروں مقامات ایسے بھی موجود ہیں جہاں ابھی تک علم اور تہذیب کی روشنی نہیں پہنچ سکی۔ افریقہ کے گھنے جنگلات اور دور دراز علاقوں میں آج بھی وہی تہذیب موجود ہے جو ہزاروں سال پہلے تھی۔ ہم جس سمندر کی لہروں پر سفر کر رہے ہیں اس کے نیچے بھی ایک پُراسرار عجیب و غریب دنیا موجود ہے لیکن اس پُراسرار اور نادیدہ دنیا کی سیر کرنے کی خاطر ہم دیدہ و دانستہ اگر اپنا جہاز غرق کر دیں تو میرے نزدیک یہ عمل دانشمندی کے منافی ہوگا۔ سیاحوں اور جہاز رانوں کے بھی کچھ اصول مقرر ہوتے ہیں۔"

بوڑھے کپتان کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے وسیع تجربے کے آگے کیلاکش کے کتابی اور سطحی تجربے کی باتیں سن کر جھلا گیا تھا، کیلاکش نے بھی ایسٹلے کی بات سن کر برا سا منہ بنایا اس لیے کہ ہم نے بہرحال بحری عقاب کو دو ماہ کے لیے کرائے پر حاصل کر لیا تھا اور اس عرصے میں لنے

اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا حق رکھتے تھے۔

میں حالات کی نزاکت کو سمجھ رہا تھا، ایشلے کے خلاف کھل کر کوئی حکم جاری کرنے کی صورت میں بھی سفر کے دوران ہمیں بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا اس لیے کہ اس کی حیثیت بہر حال ناخدا کی تھی، دوسری طرف اگر میں کیلاکش کو کپتان کے سامنے سمجھانے کی کوشش کرتا تو وہ بھی میری باتوں کا برا مان سکتا تھا، ابھی میں کوئی درمیانی راستہ نکالنے کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ جیکب نے ایشلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"رب عظیم کی قسم، میں بھی موت سے نہیں ڈرتا لیکن منحوس اور نادیدہ قوتوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"فادر جیکب۔ میں آپ کا اشارہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔" بوڑھے کپتان نے پائپ کا ایک کش لے کر جیکب کی سمت وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کے خیال میں میں نے کوئی غلط بات......؟"

"نہیں میرے دوست۔" جیکب جلدی سے بولا۔ "تم میرا مطلب نہیں سمجھ سکے، دراصل میرا اشارہ اس سیاہ جوڑے کی طرف تھا جو ہمارے ساتھ اسی جہاز میں سفر کر رہا ہے اور...!"

"کل رات اس سیاہ عورت نے شب خوابی کے باریک لباس میں آدھی رات گئے فادر جیکب کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی تھی۔" میں نے جیکب کا جملہ تیزی سے کاٹتے ہوئے کچھ ایسے انداز اور لہجے میں یہ بات کہی کہ بوڑھا کپتان بھی زیر لب مسکرانے پر مجبور ہو گیا۔

"اوہ۔" ایشلے نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے اور جیکب کے چہرے پر ابھرنے والی جھلاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ عورت اچھے کردار کی مالک نہیں ہے تو میں اسے اور اس کے ساتھی کو کبھی بحری عقاب پر پناہ نہ دیتا۔"

"مجھے بھی صرف یہی شکایت ہے میرے دوست۔" جیکب نے معصوم صورت بنا کر ایشلے کو مخاطب کیا۔ "تم نے جسے پناہ دی ہے میں اس سے بھی پناہ مانگنے پر مجبور ہو گیا ہوں اور میرے یہ دونوں عقل مند دوست میری بے بسی کو سمجھنے کے بجائے مجھ پر فقرے چست کرنے سے باز نہیں آتے۔"

"آپ مطمئن رہیں فادر جیکب، میں اس عورت کو نہ صرف یہ کہ تنبیہہ کر دوں گا بلکہ اگلی بندرگاہ پر اسے اتار بھی دوں گا۔"

اور ایشلے کی بات سن کر جیکب نے سکون کا اتنا لمبا سانس لیا تھا کہ اس کی پوزیشن اور مضحکہ خیز بن گئی، ایشلے مسکراتا ہوا اپنے کیبن کی طرف چلا گیا تو میں نے بھی اطمینان کا سانس لیا لیکن کیلاکش جیکب پر برس پڑا۔

"تمہیں ایشلے کے سامنے حماقت کی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔"

"حماقت ہی سہی لیکن رب عظیم کی قسم، مجھے یہ سن کر بے حد سکون ملا ہے کہ بہت جلد ہم اس منحوس اور ناپسندیدہ جوڑے سے نجات حاصل کر لیں گے۔"

"اگر تم نے مزید حماقت کی بات کی تو میں اس سیاہ جوڑے کو اپنا مہمان بنا کر سفر کی دعوت دینے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔"

"میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر رحم کی درخواست پیش کرتا ہوں۔" جیکب نے رو دینے والی آواز میں ہاتھ باندھتے ہوئے کہا تو کیلاکش بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد میں آرام کرنے کی غرض سے اپنے کیبن میں آ گیا، ایشلے کی باتوں نے میرے ذہن کو اور الجھا دیا تھا۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھے روحوں کی واپسی کا یقین نہیں تھا، ہندو دھرم میں آواگون کا تصور ضرور موجود ہے، ان کے عقیدے کے مطابق روح کبھی نہیں مرتی، موت ایک عارضی جدائی ہوتی ہے اور روح ایک جسد خاکی کو چھوڑ دینے کے بعد پھر کسی اور رنگ روپ اور جسم میں واپس آ جاتی ہے، کیلاکش نے مجھے یہی بتایا تھا لیکن میرا عقیدہ اس سے مختلف تھا پھر مجھے اس بات کا یقین کیوں نہیں آ رہا تھا کہ درخشاں مجھ سے ہمیشہ کے لیے روٹھ چکی ہے، اس کو میرا ساتھ چھوڑے پورے چھ ماہ ہو چکے تھے، یہ اور بات تھی کہ میں اس کی یاد کو ابھی تک اپنے وجود سے لپٹائے ہوئے تھا، یہ محبت کی شدتیں تھیں جو میری ماضی کی حسین یادوں کو تازہ کیے ہوئے تھیں لیکن محبت کی شدتیں مرنے والوں کو نئی زندگی تو نہیں عطا کر سکتی تھیں، پھر میں مرنے والی کے تعاقب میں کیوں بھاگ رہا تھا؟ کیا صرف اس لیے کہ اس نے مجھے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ ہماری جدائی عارضی ہے اور ہم دوبارہ پھر ملیں گے؟

ہو سکتا ہے میری زندگی نے میری محبت کی شدتوں کا اندازہ لگا لیا ہو اور محض سکونِ دل کی خاطر اس نے مجھے دوبارہ ملاقات کی نوید دی ہو، خواب ہمیشہ سچ تو نہیں ثابت ہوتے، کبھی کبھی ان کی تعبیریں بڑی بھیانک اور ہولناک ثابت ہوتی ہیں، میں ان باتوں کو سمجھتا تھا لیکن پھر بھی شاید اس لیے سفر پر نکل کھڑا ہوا کہ یہ مرنے والی کی آخری خواہش تھی، اس کی آرزو تھی جس کی تکمیل کی خاطر میں نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا، جب میں نے زندگی میں اس کی کسی بات کی نفی نہیں کی، اس کے کسی تصور کو غلط نہیں کہا۔ اس کی کسی خواہش کو رد نہیں کیا تو پھر اس کے مرنے کے بعد اس کی روح کو صدمہ کیوں کر پہنچا سکتا تھا، شاید اسی لیے میں ایک ایسے سفر پر نکل کھڑا ہوا تھا جس کی کوئی منزل معین نہیں تھی پہلے سے کوئی مقام طے نہیں تھا بس سفر برائے سفر کے سوا کچھ نہ تھا اس لیے کہ اس نے۔ میری کاملہ نے، میری درخشاں نے مجھے طویل سفر کا حکم دیا تھا۔

ایشلے کی باتوں نے مجھے سفر میں آئندہ پیش آنے والے اندیشوں کے بارے میں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا، شاید وہ بھی ہم سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ ہمیں وہ بے مقصد اور بے معنی سفر ترک کر دینا چاہیے، فانیا اس نے میرے دل کا چور پکڑ لیا تھا اور باور کرانا چاہتا تھا کہ مجھے کسی سائے کے پیچھے بھٹکنے سے پرہیز کرنا چاہیے لیکن کیلاکش کی باتوں نے اسے ناراض کر دیا تو وہ خاموش ہو گیا تھا بالکل اس سمندر کی طرح جس کی ساکت لہروں کے اندر بھی ہزاروں بھیانک اور خوفناک طوفان چھپے ہوتے ہیں۔ موجوں کی خاموشی اور سکون میں ایک فریب ہوتا ہے، سراب کی مانند جسے پانی سمجھ کر مسافر بھاگنا شروع کر دیتا ہے لیکن اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی تشنگی اور بڑھ جاتی ہے۔

میں بھی شاید سراب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا، زندگی کی مسرتیں ایک ایک کر کے مجھ سے روٹھ چکی تھیں، زمانے نے مجھے جو زخم دیے تھے اس سے میرا سینہ یوں ہی فگار تھا اس لیے سراب کے پیچھے اندھا دھند بھاگنے میں بھی میرے لیے ایک کیف تھا، ایک کسک تھی، فریب ہی سہی مگر اس فریب میں تلخیوں کے بجائے میری کھوئی ہوئی محبت کی کچھ حسین یادیں پوشیدہ تھیں، اگر یہ دھوکا تھا تو میں نے خود اسے دیدہ و دانستہ کھانے کی کوشش کی تھی، اچانک دوسروں کے ہاتھوں سے جو زخم ملتے ہیں اس کے مقابلے میں یہ دھوکا بھی میرے لیے بہت کم اذیت ناک تھا۔ امیدوں کے سہارے کچھ وقت تو گزر رہا تھا، البتہ میں نے اپنے دو جگری دوستوں کو ساتھ لے کر شاید خود غرضی کا ثبوت دیا تھا۔ مجھے اپنی زندگی پر اختیار تھا لیکن مجھے اس بات کا حق تو نہیں تھا کہ اپنے دوستوں کو بھی اپنی بدنصیبیوں میں کچھ بتائے بغیر شامل کر لیتا، جیکب کی بات جدا تھی، وہ بھی میری ہی طرح ستم رسیدہ تھا اس کی بیوی بھی اسے اچانک داغِ مفارقت دے گئی تھی لیکن کیلاکش نے تو ابھی تک اس سفر کا آغاز ہی نہیں کیا تھا جو شادی کے بعد دو ہمسفر مل جل کر ایک ساتھ شروع کرتے ہیں۔

میرا ذہن ان ہی باتوں سے الجھ رہا تھا کہ میرے کیبن کے دروازے پر کسی نے آہستہ سے دستک دی میرے خیالات کا شیرازہ منتشر ہو گیا ابھی کچھ دیر پیشتر ہی ہم تینوں دوست کھانے کی میز پر موجود تھے اس لیے دستک دینے والا یقینی طور پر جیکب یا کیلاکش کے سوا کوئی اور تھا۔ میں نے ایک لمحے کو سوچا، ممکن ہے وہ آواز میرا وہم ہی ہو لیکن جب دوسری بار دستک کی آواز سنائی دی تو میں بستر سے اٹھا، کیبن کا دروازہ کھولا تو اگر لیک کر اتنی تیزی سے اندر داخل ہوا کہ ایک لمحے کو میں سہم گیا، اندر آ کر مجھ سے اجازت لیے بغیر اس نے کیبن کو اندر سے بولٹ کر دیا۔ اس کے

جیسے پر وحشت اور دیوانگی کے "ملے جلے" تاثرات موجود تھے میں نے موقعے کی نزاکت کو بڑی سرعت سے محسوس کیا گزرے ہوئے حالات اور ماضی کے اندوہناک حادثات نے مجھے خود اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے کا عادی بنا دیا تھا، جتنی دیر میں اڈگر نے کیبن کو بولٹ کیا میں تیزی سے لپک کر اپنے بستر کے پاس آگیا جہاں تکیے کے نیچے میرا امریکن کولٹ پستول موجود تھا، کسی خطرے سے نمٹنے کے لیے اب میں پوری طرح تیار تھا، اڈگر اور میرے درمیان گز کر تین گز سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا مگر جتنی دیر میں کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہونے کے لیے چھلانگ لگاتا میں پستول تکیے کے نیچے سے نکال کر اس کا جسم بہ آسانی چھلنی کر سکتا تھا میری عقابی نگاہیں اڈگر پر جمی ہوئی تھیں دل اندر ہی اندر دھڑک رہا تھا لیکن میں نے چہرے سے کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ پھر وہ جیسے ہی دروازے کو بولٹ کر کے گھوما، میں نے تیز اور بھنچتے ہوئے لہجے میں پوچھا

"تم اس وقت مجھے ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان اور الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہو؟"

"صاحب" اس نے پرامید نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے دبی زبان میں کہا "مجھے آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں"

"جیکسن کے سلسلے میں؟" میں نے سوال کیا تو اس نے بڑی سرعت سے اثبات میں سر کو جنبش دی۔

کچھ دیر خاموش رہ کر وہ بڑی رازداری سے بولا "صاحب مجھے شبہ ہے کہ میرے دوست نارمن کو اسی جیکسن نے کسی بدروح کا نشانہ بنایا ہوگا"

"تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اس بات کا؟" میں نے اڈگر سے سپاٹ لہجے میں سوال کیا، اس کی جانب سے متوقع خطرہ دور ہو جانے کے بعد میں اطمینان سے اپنے بستر پر بیٹھ گیا۔

"ثبوت تو نہیں ہے صاحب لیکن موت سے صرف ایک روز قبل نارمن نے جیکسن کا مذاق اڑایا تھا" اڈگر نے سرگوشی کرتے ہوئے پلٹ کر دروازے کی سمت کچھ ایسی مشکوک نظروں سے دیکھا جیسے اسے شبہ تھا کہ باہر کوئی دروازے سے لگا کھڑا اس کی باتیں سن رہا ہے۔

"دوستوں کے درمیان تو ہنسی مذاق کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے" میں نے اس بار اپنے حامی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا جو کیبن کے ایک گوشے میں خاموشی سے بیٹھا ہم دونوں کی باتوں کو بے حد غور سے کان لگائے سن رہا تھا۔

"آپ نہیں سمجھے صاحب' نارمن نے روحوں کو بلانے والے عمل کے سلسلے میں جیکسن کا مذاق اڑایا تھا" اڈگر نے اپنے نفس پر قابو پاتے ہوئے کہا "جیکسن اس بات کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرتا کہ اس عمل کے سلسلے میں کوئی اس کا مذاق اڑائے' اس نے نارمن سے کہا بھی تھا کہ اسے وہ مذاق بہت مہنگا پڑ سکتا ہے"

"گویا تمہارا خیال ہے کہ جیکسن نے کسی بدروح کے ذریعہ نارمن کو موت کے گھاٹ اتروا دیا؟"

"یہی بات ہے صاحب"

"لیکن تم اس قتل کو ثابت کیوں کر کرو گے؟" میں نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ ثبوت کے بغیر اسے بھلا کس طرح قاتل ٹھہرایا جا سکتا ہے؟"

"بدروحوں کے خلاف دنیا کا کوئی قانون ثبوت نہیں پیش کر سکتا" اس بار اڈگر کا لہجہ بڑا سرد اور سفاک تھا "اگر جیکسن بھی کسی ایسے حادثے کا شکار ہو جائے جس کا ثبوت نہ مل سکے تو کیسی رہے گی؟"

"کیا مطلب؟" میں نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

"جس وقت نارمن پر دیوانگی کا دورہ پڑا تھا اس وقت جیکسن جہاز کے ایک ذمہ دار افسر مسٹر باسٹن کے ساتھ انجن روم میں موجود تھا، میں نے اس بات کی تصدیق بھی براہ راست مسٹر باسٹن سے کر لی ہے"

"اور اس کے باوجود تم جیکسن کو قاتل سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں صاحب۔ اس لیے کہ جیکسن ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں بھی کوئی حرکت کیے بغیر جسے چاہے مار سکتا ہے" اڈگر نے کہا "بدروحیں نظر تو نہیں آتیں لیکن عمل کرنے والے کے اشاروں پر ناچنے کے لیے ضرور مجبور ہوتی ہیں"

"تمہاری باتیں میرے لیے معمہ سے کم نہیں" میں مسکراتے ہوئے بولا "اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ جیکسن ہی نے کسی بدروح کے ذریعے نارمن کو اس کے مذاق کی عبرت ناک سزا دی ہے تو کیا وہ تمہیں بھی۔ میرا [illegible] ہے کہ جیکسن کی روحیں اس بات سے بھی خبردار کر سکتی ہیں کہ تم اسے قاتل سمجھ رہے ہو"

"جیکسن کے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہو سکتا" اڈگر نے مسکراتے جواب دیا "میں نے بھی اسے قتل کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ اپنی جگہ مکمل ہے اور میرے خلاف بھی قتل کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جا سکتا"

"گویا تم جیکسن کو قتل کر دو گے" میں نے چونکتے ہوئے اسے گھورا۔

"اس وقت دوپہر کے دو بج کر ٹھیک تین منٹ ہوئے ہیں" اس نے میرے کیبن میں لگی ہوئی گھڑی کو بغور دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا "مجھے آپ کے کیبن میں آئے تقریباً پندرہ منٹ ہو چکے ہیں یعنی میں آپ کے پاس ٹھیک ایک بج کر اڑتالیس منٹ سے موجود ہوں' اب اگر اس عرصے میں کوئی تیسرا شخص جیکسن کے ناپاک وجود کو ختم کر دے یا جیکسن از خود کسی حادثے سے دوچار ہو کر مر جائے تو کیا آپ یقین کر لیں گے کہ اسے میں نے موت کے گھاٹ اتارا ہے؟"

اڈگر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی شیطانی مسکراہٹ دیکھ کر میں اچھل پڑا۔ اس نے یقیناً جیکسن کے خلاف کوئی خطرناک منصوبہ بنایا تھا اور مجھے بھی بلاواسطہ اپنا گواہ بنانا چاہتا تھا' میرے ذہن میں بجلی کوند اٹھی، اڈگر نے نہایت خوب صورتی اور چالاکی سے مجھے اپنی سازش میں شریک کرنے کی کوشش کی تھی میرا دل متوقع اندیشوں سے دھڑکنے لگا، میں نے اڈگر کو بغور گھورا، اس کے ہونٹوں پر بدستور بڑی معنی خیز اور زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی، میں نے خود کو بے پروا ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میرے نادان دوست' ممکن ہے تم نے جیکسن کے خلاف جو خونی منصوبہ بنایا ہے اس میں کامیاب بھی ہو جاؤ لیکن تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ تم ایک ذمہ دار شخص کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف بھی کر چکے ہو"

"میں تسلیم کرتا ہوں صاحب لیکن مجھے آپ پر پورا پورا اعتماد ہے" وہ یک لخت سنجیدگی سے بولا "مجھے یقین ہے کہ آپ میرے خلاف گواہی نہیں دیں گے"

"اس یقین کی کوئی وجہ بھی ضرور ہوگی" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"جی ہاں" اڈگر نے ہونٹ چباتے ہوئے میری نظروں میں نظریں ڈال کر کہا "آپ اور آپ کے دوست' نارمن کی عبرت ناک موت کے عینی شاہد ہیں' اس وقت تک میرا ذہن جیکسن کی طرف نہیں گیا تھا' میں نارمن کی موت کو مشیت ایزدی سمجھ رہا تھا لیکن جب آپ لوگوں نے مجھے کریدا اور کسی دشمن کا حوالہ دیا تو میرا ماتھا ٹھنک اٹھا۔ صاحب' ایمان سے کہیے گا کیا آپ لوگ بھی جیکسن کی شخصیت کو مشکوک نہیں سمجھ رہے ہیں؟"

"تم نے جیکسن کو قتل کرنے کے لیے کیا منصوبہ بنایا ہے؟" میں نے اڈگر کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا، اس کی دلیل اتنی معقول تھی کہ میں نے اسے ٹال جانا ہی مناسب سمجھا تھا۔

"مجھے افسوس ہے صاحب کہ میں قبل از وقت آپ کو اپنے منصوبے سے آگاہ نہیں کر سکتا، بہرحال میں آپ کے سامنے اعتراف کرتا ہوں کہ میں جیکسن کو ہر قیمت پر مار کر ہی دم لوں گا خواہ اس کے لیے مجھے خود اپنی جان کی بازی کیوں نہ لگانی پڑے" اڈگر ٹھوس آواز میں بولا۔

"اگر تم نے کسی دوسرے شخص کو اعتماد میں لے کر جیکسن کو قتل کرانے کی کوشش کی ہے تو یہ سراسر تمہاری حماقت ہوگی" میں نے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا "اگر وہ شخص پکڑا لیا گیا تو اپنی جان بچانے کے لیے یقینی طور پر تمہاری سازش کو بے نقاب کر دے گا"

"ایسا نہیں ہوگا صاحب" اڈگر نے گھڑی پر دوبارہ نظر ڈالی' اس وقت دو بج کر گیارہ منٹ ہو رہے تھے' وہ دروازے کی سمت جانے کے لیے پلٹا پھر دروازے کا بولٹ گراتے ہوئے گھوم کر کہنے لگا "کیا میں یقین رکھوں کہ آپ میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے؟"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، صرف اڈگر کو سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا، وہ میری خاموشی کو میری نیم رضامندی سمجھتے ہوئے تیزی سے دروازہ کھول کر کیبن سے باہر چلا گیا' میرا حامی بدستور اپنی جگہ آنکھیں کھولے چپ چاپ بیٹھا تھا' میں نے اٹھ کر کیبن کو دوبارہ بولٹ کر دیا۔ اڈگر کی آمد اور اس کی باتوں نے میرے سکون کو مزید درہم برہم کر دیا تھا، جس انداز میں اس نے مجھے اچانک قابل اعتماد سمجھ لیا تھا وہ بھی میرے لیے کچھ کم تعجب خیز نہیں تھا اس کی باتیں عجیب اور مبہم سی تھیں' اس نے مجھے گواہ بنا کر اپنی پوزیشن مضبوط کر لی تھی' اگر میں اس کے اعتماد پر پورا اترتا تو بلاشبہ اسے مجرم نہیں سمجھا جا سکتا تھا لیکن اس کا یہ یقین کہ قاتل بھی قانون کی گرفت میں آ جانے کے باوجود اپنی زبان بند رکھے گا اس کی خوش فہمی ہی کہا جا سکتا تھا یا پھر شاید اڈگر نے بھی جیکسن کو راستے سے ہٹانے کے لیے کوئی انوکھا اور پراسرار طریقہ ہی اختیار کیا ہوگا ورنہ وہ اتنا پر اعتماد کیسے ہو سکتا تھا؟

میں ابھی اڈگر کی باتوں سے ذہن میں ابھرنے والی ان ہی گتھیوں کو سلجھانے میں منہمک تھا کہ اچانک کرب میں ڈوبی ہوئی ایک اذیت ناک چیخ میرے کانوں میں گونجی انداز کچھ یوں تھا جیسے کسی تنومند آدمی کو اچانک دس بارہ آدمیوں نے گھیرے میں لے کر انتہائی بیدردی سے ذبح کرنے کی کوشش کی ہو' چیخ سن کر میرا بے اختیار اچھل پڑنا قدرتی بات تھی لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ابھرنے والی چیخ پوری شدت سے بلند ہو کر اچانک ہی گھٹتی چلی گئی۔

اسی لمحے حامی نے بھونکنا شروع کر دیا۔ میں نے لپک کر تکیے کے نیچے سے اپنا پستول نکالا اور جیب میں ڈالتا ہوا باہر آگیا جہاں میرے کیبن سے داہنی جانب انجن روم والے راستے پر دس بارہ افراد کا ہجوم پہلے ہی سے اکٹھا تھا، میں تیزی سے قدم اٹھاتا مجمعے کے قریب پہنچا تو حیرت سے میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اڈگر جو چند منٹ پہلے میرے سامنے کھڑا جیکسن سے نارمن کی موت کا انتقام لینے کا دعویٰ کر رہا تھا اس وقت بڑی کسمپرسی کی حالت میں بجلی کے تاروں میں الجھا پڑا تھا، اس کی آنکھیں خوف زدہ انداز میں حلقوں سے ابل کر باہر آگئی تھیں اور پھر موت نے انھیں ساکت و جامد کر کے بڑا بھیانک انداز بخش دیا تھا، اس کا سارا جسم اکڑ کر رہ گیا تھا اور جلد کی رنگت یوں سیاہ ہو گئی تھی جیسے ننگے تاروں میں دوڑنے والے کرنٹ نے مرنے والے کو ضرورت سے کچھ زیادہ ہی روسٹ کر دیا ہو۔ لوگ اسے دور کھڑے حیرت سے گھور رہے تھے۔ بوڑھا کپتان ہجوم کو مرنے والے سے دور رہنے کی ہدایت کر رہا تھا، شاید اڈگر جن تاروں سے الجھا تھا وہ ابھی تک جاگ رہے تھے چند لمحوں بعد بجلی آف کی گئی تو اڈگر کو ان تاروں سے علیحدہ کیا گیا جس سے ٹکرا کر وہ منٹوں میں موت سے ہمکنار ہو گیا تھا۔

جیکب کے علاوہ کیلاشس بھی چیخ کی آواز سن کر آگیا تھا اس نے اڈگر کی موت کی تصدیق کر دی تو دوسرے ملاح اس کی مڑی تڑی اور سیاہ لاش کو اٹھا کر ضروری رسومات کے لیے لے گئے ان لوگوں کے جانے کے بعد میں پلٹا تو جیکسن بھی مجھے نظر آگیا۔ اڈگر کی موت سے وہ بھی کچھ پریشان پریشان لگ رہا تھا لیکن پیشتر اس کے کہ میں اسے مخاطب کرتا یا پاس بلاتا وہ تیزی سے میرے برابر سے گزرتا ہوا ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا جو بجلی کے تاروں کو سمیٹ کر لپٹنے سے ہٹا رہے تھے۔

بظاہر اڈگر کی موت کو ایک اتفاقیہ حادثہ کہا جا سکتا تھا' کچن کے قریب بجلی کا تار جھول کر قدرے نیچے آگیا تھا جسے ہم پہلے بھی ایک دو بار دیکھ چکے تھے، کسی ضرورت کے تحت تاروں کی مرمت درمیان سے کر کے انھیں جوڑا گیا تھا لیکن اوپر نہیں کیا گیا، مجھ سے رخصت ہونے کے بعد اڈگر کسی سے ملنے کچن کی طرف جا رہا ہو گا کہ غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ تاروں سے مس ہو گیا... شاید تاروں کو جوڑنے والی ٹیپ درمیان سے کہیں ہٹ گئی ہو گی' اڈگر کو کرنٹ لگا تو اس نے ہاتھ ہٹانے کے بجائے ممکن ہے تاروں کو مضبوطی سے تھام لیا ہو پھر جو کچھ نتیجہ ہو سکتا تھا وہ ہماری نظروں کے سامنے تھا۔ کیلاشس اور جیکب نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا لیکن میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔ اڈگر تو ممکن ہے اپنی لڑکھلاہٹ کا شکار ہو گیا ہو لیکن جیکسن کیسے زندہ نظر آرہا تھا'

میرا ذہن کچھ اس قدر الجھ رہا تھا کہ میں نے جیکب اور کیلاشس کو بھی یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ مرنے والا کچھ دیر پیشتر میرے کیبن میں کھڑا کسی اور کی متوقع موت پر پُراسرار انداز میں مسکرا رہا تھا، چند سرسری باتیں کرنے کے بعد میں اپنے کیبن میں آکر بے سدھ ہو کر بستر پر لیٹ گیا اور جیکسن کے بارے میں

سوچنے لگا جس کی شخصیت ہر لمحہ پُراسرار اور ہولناک رخ اختیار کرتی جا رہی تھی۔

❁

پروگرام کے عین مطابق ہم رات کے کھانے کے بعد جیکسن کے کیبن میں جمع ہو گئے۔ میری اور جیکب کی آنکھیں حیرت سے کیبن کے چاروں طرف دیواروں پر گھومنے لگیں جہاں انواع و اقسام کے جانوروں کی مردہ کھوپڑیوں کے ڈھانچے اور ہنر مندی سے سلیقے سے لٹکائے گئے تھے ان کے علاوہ بھیانک اور ڈراؤنی صورت والے مرد اور عورتوں کی تصویریں بھی فریم میں موجود تھیں' ان تصویروں کے نیچے دنیا کے مشہور و معروف جادوگروں اور جادوگرنیوں کے نام درج تھے۔ ان کے چہروں کو کچھ ایسے ہی ماہرانہ انداز میں پینٹ کیا گیا تھا کہ دیکھنے والا انھیں بھوت اور چڑیل بھی سمجھ سکتا تھا' درمیان میں فرش سے جڑی ہوئی گول میز پر شیشے کے دو سفید گلوب رکھے ہوئے تھے' غرضیکہ کیبن کے ماحول کو مکمل طور پر پُراسرار بنانے کے تمام تر ساز و سامان موجود تھے' میں نے کیبن کے ساز و سامان پر نظر ڈالنے کے بعد کیلاشس کی سمت دیکھا اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ جمی ہوئی تھی یوں جیسے وہ خود کو بے پروا اور ماحول سے لاتعلق رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

جیکسن نے بڑے پُرتپاک انداز میں ہمارا خیر مقدم کیا' مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ جیکب یا کیلاشس نے شام کی چائے یا رات کے کھانے کے درمیان بھی اڈگر کی موت کے سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کی ممکن ہے ان دونوں نے آپس میں گفتگو کی ہو...

لیکن میری موجودگی میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہوا' میں نے بھی جان بوجھ کر اس بات کو گول ہی رہنے دیا۔ میرا خیال تھا کہ اڈگر کی موت کے بعد جیکب ضرور کچھ پریشان ہو گا اس لیے کہ وہ اڈگر کے بارے میں اپنے شبے کا اظہار اسی روز کر چکا تھا جس دن نارمن پُراسرار حالات میں موت کا شکار ہوا تھا لیکن جیکب بھی خلاف توقع مطمئن اور نارمل نظر آرہا تھا۔

ہم جیکسن کے کہنے کے مطابق گول میز کے اطراف کرسیوں پر بیٹھ گئے' تو جیکسن نے نہایت ادب سے کیلاشس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے محترم سب سے پہلے میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ کوئی سوال کریں' میں روحوں کے ذریعے اس کا جواب دینے کی کوشش کروں گا"

"اس قسم کے کھیل تماشے میں ہندوستان میں اکثر لب سڑک کشادہ فٹ پاتھوں پر بھی دیکھ چکا ہوں جہاں اکثر دق کے مریض جیسا کوئی لاغر اور مفلوک الحال شعبدہ باز سیاہ رنگ کے لمبے چغے اور گول اور لمبی سی بے ہنگم ہیٹ میں ملبوس کھڑا لوگوں کو اپنی آستین کے اندر سے رنگ برنگے رومال نکال کر تالیاں بجانے پر مجبور کر دیتا کرتا تھا پھر کھیل ختم ہونے کے بعد اپنی اسی بے ہنگم ہیٹ میں لوگوں سے ریزگاری جمع کر کے اپنا پیٹ پالتا تھا" کیلاشس نے جیکسن کی دعوت پر مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا "میرے دوست تم نے غالباً ہمیں سوال جواب کے لیے یہاں جمع نہیں کیا بلکہ روحوں کو بلانے کا عمل دکھانے کا دعویٰ کیا تھا"

میرا خیال تھا کہ جیکسن کیلاشس کی بات پر خفا ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا، کیلاشس کی بات کو اس نے بے حد سنجیدگی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے کہا "مجھے خوب یاد ہے میرے محترم کہ میں نے کیا کہا تھا لیکن اس کھیل شروع ہونے سے پیشتر اگر ہم سوال جواب کے ذریعے خود کو ماحول کے سانچے میں ڈھال لیں تو کیا یہ مناسب نہ ہو گا؟"

"میں یہاں کھیل کھیلنے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں" کیلاشس نے مسکراتے ہوئے کہا "تم جانتے ہو کہ میں ایک مشہور و معروف سرجن ہوں اور ہماری میڈیکل سائنس ان باتوں کی نفی کرتی ہے' بہرحال میں روحوں کو بلانے کا عمل دیکھنا ضرور پسند کروں گا بشرطیکہ تم اس کا مظاہرہ کر سکو"

میرا دل دھڑکنے لگا اس لیے کہ کیلاشس برابر ایسے جملے بول رہا تھا جو جیکسن کو برے اور ناگوار محسوس ہو سکتے تھے۔ وہ ہمیں باور بھی کرا چکا تھا کہ اپنے فن کے سلسلے میں کسی قسم کا مذاق برداشت کرنے کا عادی نہیں ہے، کیلاشس کو ان حالات کا اندازہ بھی نہیں تھا جن کے تحت اڈگر کی موت واقع ہوئی تھی۔ ممکن ہے وہ محض ایک اتفاقیہ حادثہ ہی رہا ہو لیکن حالات اور واقعات نے مجھے نہ جانے کیوں خوف زدہ کر دیا تھا' میں کیلاشس کو اشارے سے ٹوکنا چاہتا تھا کہ وہ ذرا محتاط رہ کر گفتگو کرے لیکن جیکسن نے اسی وقت ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے دودھیا رنگ کے گلوب کو روشن کر دیا اور کیبن کی دوسری بتیاں گل کر کے دونوں ہاتھ گلوب کے اردگرد لہرا لہرا کر کوئی عمل پڑھنے لگا، اس کے ہونٹ متحرک تھے' نگاہیں پوری توجہ سے روشن گلوب پر مرکوز تھیں اور ہاتھوں کی پھیلی ہوئی انگلیاں بدستور گلوب کے چاروں طرف منڈلا رہی تھیں۔

کچھ دیر تک کیبن میں موت کی سی خاموشی طاری رہی پھر روشن گلوب اور پرچھائیاں اور چھوٹے چھوٹے سے سائے منڈلانے لگے، کیلاشس نے غالباً اس موقعے پر کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن جیکسن نے تیزی سے اسے گھور کر دیکھا' اس کی آنکھیں خون اگلتی نظر آرہی تھیں' کیلاشس کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے دوبارہ گلوب پر اپنی نظریں جما دیں

پھر کچھ توقف کے بعد اس کی ٹھوس آواز مدھم سروں میں سرسراتی ہوئی کیبن میں گونجنے لگی وہ گلوب سے مخاطب تھا۔

"مقدس روح! میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ آج پھر تم نے میری دعوت پر یہاں آنے کی زحمت گوارا کرلی۔ میں تمہارے درمیان بھٹکنے والی ایک روح جس کا جسمانی نام ماریا تھا کا شوہر ہوں اور اسے کھونے کے بعد میں نے تمہارا سراغ پایا ہے، میں آج پھر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کیبن میں اپنی نادیدہ موجودگی کا کوئی ایسا ثبوت پیش کرو کہ میرے مہمان جو اس وقت میرے ساتھ بیٹھے ہیں تمہارے وجود کا تماشا دیکھ سکیں اور اس پر یقین کرسکیں۔ میں ماریا کے رشتے سے تم سے مخاطب ہوں مقدس روح مجھے یقین ہے کہ تم جیکسن کو مایوس نہیں کرو گی۔"

جیکسن ٹھوس آواز میں بولتا رہا پھر جیسے ہی وہ خاموش ہوا کیبن کے مغربی گوشے میں رکھا ہوا ستار آپ ہی آپ بجنے لگا، کھونٹی پر ٹنگے ہوئے جیکسن کے کپڑے وہاں سے اتر کر یوں فضا میں گردش کرنے لگے جیسے کسی نادیدہ جسم نے انھیں پہن کر باقاعدہ رقص شروع کردیا ہو، کچھ انجانی آوازیں بھی گونجنے لگیں اس کے بعد دیواروں پر موجود جانوروں کے ڈھانچے اور پنجر بھی متحرک ہونے لگے، جیکسن کی نظریں بدستور گلوب پر جمی ہوئی تھیں البتہ اب اس کے ہونٹ حرکت نہیں کررہے تھے۔

میں نے تھوک نگل کر اپنے خشک گلے کو تر کرتے ہوئے جیکب کو کنکھیوں سے دیکھا، اس کے چہرے اور پیشانی پر بھی پسینے کے قطرے جھلملا رہے تھے لیکن کیلاش اس وقت بھی سنجیدہ نظر آرہا تھا پھر جب جیکسن نے روشن گلوب کی لائٹ آف کرکے دوسری بتیاں روشن کیں اور کیلاش کی جانب داد طلب نظروں سے دیکھا تو کیلاش نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

"یہ درست ہے کہ تم نے کچھ حیرت انگیز حرکتوں اور عمل کے ذریعے وقتی طور پر ہمارے ذہنوں کو تسخیر کرلیا مگر میں اب بھی...."

"ڈاکٹر پلیز۔" جیکسن نے تیزی سے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ "ہر وہ چیز یا عمل جو ناقابلِ یقین ہو پُراسرار کہلاتی ہے لیکن اسے شعبدہ یا نگاہوں کا فریب تو نہیں کہا جاسکتا، ان باتوں کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک ضرور ہوتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں لیکن اس محرک کو روحوں کی پُراسرار موجودگی بھی نہیں کہا جاسکتا۔" کیلاش نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ہوسکتا ہے کہ اس وقت ہم نے جو کچھ دیکھا وہ پہلے سے کسی خاص طریقے سے ترتیب دے گیا ہو اور ہمارے انہماک اور ذہنوں میں پہلے سے موجود واہموں نے اسے ایک شکل دے دی ہو، ستار کی آواز اور کھونٹیوں کی حرکت کسی برقی عمل کا کرشمہ بھی ہوسکتی ہے۔ رہا کپڑوں کا رقص تو اس میں بھی یہ سب کچھ ممکن ہے۔"

"میرے محترم!" جیکسن نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے کاٹتے ہوئے پوچھا "کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے جو آپ کو یہ باتوں کا یقین دلا سکے؟"

"روحوں کی موجودگی کو ثابت کرنا تمہارا کام ہے، میرا نہیں اس لیے طریقے کا انتخاب بھی تمہیں خود کرنا چاہیے۔" کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" جیکسن اچانک اپنی کرسی سے اٹھتا ہوا بولا پھر دروازے کے بائیں جانب رکھی ہوئی الماری کھول کر اس میں سے پلان چیٹ نکال لایا۔ یہ ایک عجیب سا آلہ تھا جو دو پہیوں اور ایک پنسل پر قائم تھا اور جب کوئی شخص اس پر انگلی رکھتا تھا تو پنسل خود بخود حرکت کرنے لگتی تھی، پلان چیٹ کو میز پر کیلاش کے سامنے رکھتے ہوئے پہلے جیکسن اس آلے کے بارے میں تفصیل بتائی پھر بڑی تیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ "ڈاکٹر! کیا آپ کو یاد ہے کہ اس سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر آپ نے آخری آپریشن کس کا کیا تھا؟"

"وہ ایک انتہائی خوب صورت اور حسین عورت تھی اور آپریشن کے بعد اسے سینے کے کینسر سے نجات مل گئی تھی اگر یہ آپریشن نہ ہوتا تو کینسر کی جڑیں اسے زندگی سے محروم کر دیتیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا آپ کو اس عورت کی شکل اچھی طرح یاد ہے؟"

"کیوں نہیں۔ وہ ہندوستان کے ایک کروڑپتی تاجر کی بیوی تھی اور آپریشن کے بعد تو ہمارے درمیان بالکل خاندانی تعلقات استوار ہوگئے تھے۔"

"اب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس معزز خاتون کا نام چھپا کر کاغذ پر لکھیں اور اپنے پاس محفوظ کرلیں۔"

کیلاش نے جیب سے قلم نکال کر اپنا ہاتھ میز کے نیچے کرکے اپنی ہتھیلی پر آشا ماتھر لکھا جسے قریب بیٹھے ہونے کے سبب میں نے بھی پڑھ لیا تھا، نام لکھنے کے بعد کیلاش نے اپنی مٹھی بند کرلی، جیکب چونکہ دوسری جانب تھا اس لیے وہ لکھے ہوئے نام کو نہ پڑھ سکا مگر اب تک جیکسن نے جو کچھ عمل بھی پیش کیا تھا جیکب اس سے بری طرح متاثر اور مرعوب نظر آرہا تھا۔

"اس مریضہ کا نام میری ہتھیلی پر محفوظ ہے۔" کیلاش نے جیکسن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"اب آپ اپنا سیدھا ہاتھ اس پنسل پر آہستہ سے رکھ دیں اور کچھ دیر کے لیے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور اس وقت تک دوبارہ آنکھیں نہ کھولیں جب تک میں آپ سے ایسا کرنے

کو نہ کہوں۔"

کیلاش نے مسکرا کر جیکسن کو دیکھا پھر پلان چیٹ والی پنسل پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کرلیں، جیکسن کے ہونٹ اچانک دوبارہ متحرک ہوگئے وہ کوئی عمل پڑھ رہا تھا اور اس بار اس کی نظریں اس سادہ کاغذ پر مرکوز تھیں جس پر اس نے پلان چیٹ رکھا تھا۔ کیبن میں ہماری سانسوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی پھر اس وقت میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب پنسل نے آپ ہی آپ سادہ کاغذ پر حرکت کرنی شروع کردی اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کاغذ پر ایک حسین اور خوب صورت عورت کے چہرے کے نقوش اجاگر ہونا شروع ہوگئے، تصویر بڑی تیزی سے مکمل ہورہی تھی میرے علاوہ جیکب کی پلکیں بھی جھپکنا بھول چکی تھیں پھر اس وقت تو میں حیرت سے اچھل پڑا جب تصویر مکمل ہونے کے بعد پنسل نے متحرک ہوکر اس کے نیچے آشا ماتھر کے نام کے حروف مکمل کردیے۔

جیکسن کے کہنے پر جب کیلاش نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تصویر پر نظر ڈالی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اس نے چونک کر جیکسن کی جانب دیکھا جس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ رقص کررہی تھی۔

"اب کیا خیال ہے محترم ڈاکٹر، کیا آشا ماتھر کی اس تصویر کو بھی آپ نگاہوں کا فریب یا شعبدہ بازی کہیں گے؟"

"نہیں۔ یہ ہو بہو اسی عورت کی تصویر ہے جس کا آپریشن میں نے آج سے تقریباً تین سال پہلے کیا تھا۔" کیلاش نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔ "ہر چند کہ میں روحوں کی پُراسرار کارکردگی کو نہیں مانتا لیکن...."

"آج آپ کو بہرحال اس کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے۔" جیکسن نے تیزی سے جملہ مکمل کیا، اس کے ہونٹوں پر بدستور فاتحانہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"ہاں۔ میں اب اس بات سے انکار نہیں کرسکتا۔" کیلاش نے اپنی شکست تسلیم کرلی۔

"ربِ عظیم کی قسم۔ تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو۔" جیکب نے جیکسن کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اپنے عمل کے ذریعے میری مرحوم بیوی سلویا سے میری ملاقات کراسکتے ہو؟"

"کسی مخصوص روح کو طلب کرنا میرے امکان سے باہر ہے فادر جیکب، البتہ اگر آپ اپنے کسی سوال کا جواب پوچھنا چاہیں تو پلان چیٹ کے ذریعے معلوم کرسکتے ہیں، یہ آپ کے ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے۔"

"اور اگر تم سلویا سے ملاقات پر بضد ہو تو میں بحیثیت سرجن بھی تمہاری یہ خواہش پوری کرسکتا ہوں۔" کیلاش نے اپنی جھینپ مٹانے کی خاطر جیکب کو چھیڑا۔ "مجھے صرف تمہاری شہ رگ پر ایک تیز نشتر لگانا پڑے گا، دوسرے ہی لمحے تم ہمیشہ کے لیے سلویا کا قرب حاصل کرلوگے۔"

"اس کے بعد میں بدروح بن کر تمہارا جینا بھی دوبھر کردوں گا اور وہ سارے حساب کتاب بے باق کردوں گا جو موجودہ صورت میں میرے لیے ممکن نہیں۔" جیکب نے پلٹ کر کہا۔

"یہ تمہارے بس کی بات نہیں مرنے کے بعد سلویا تمہاری روح کو بھی اپنا غلام بنالے گی۔" کیلاش نے برجستہ جواب دیا۔

خاصی دیر تک ہمارے درمیان اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی جیکسن نے اپنی حیرت انگیز جادوئی مشین سے ہمارے بے شمار سوالوں کے جواب دیے جو حرف بحرف درست ثابت ہوئے، میرے جی میں آئی کہ اپنے سفر کے انجام اور اپنی درخشاں کے بارے میں بھی دریافت کرلوں کہ آیا وہ مجھے دوبارہ حاصل ہوسکے گی یا نہیں مگر میں نے اس سوال کو پھر کسی دوسرے وقت کے لیے ملتوی کردیا۔ جیکب اور کیلاش کی موجودگی میں کوئی ایسا سوال کرنا مناسب نہیں تھا جو انھیں میرا مذاق اڑانے کا موقع فراہم کردیتا۔

ہم جیکسن کے کیبن سے باہر آئے تو ہوا کے سرد اور خشک جھونکوں نے ہمارا استقبال کیا، سمندر کی لہروں کا شور آج روز کے مقابلے میں کچھ زیادہ تھا شاید اس لیے کہ چاند کی تاریخ بڑھتی جارہی تھی، ہمارے درمیان عرشے سے گزرتے ہوئے بھی جیکسن کے عمل پر بحث ہورہی تھی اچانک جیکب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں جیکسن کی پُراسرار مشین سے ایک سوال تو کرنا بھول ہی گیا۔"

"اچھا ہوا جو تم نے خود کو ایک حماقت سے باز رکھا۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ نارمن کے بعد اڈگر کی موت کیوں کر واقع ہوئی۔" جیکب نے کیلاش کے جملے کو نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیوں؟ کیا تمہارے خیال میں نارمن کے بعد تمہاری موت واقع ہونی چاہیے تھی؟" کیلاش نے دوبارہ چوٹ کی تو جیکب جھلا گیا۔

"آخر تم یہ ہر وقت میرے ہی پیچھے کیوں پڑے رہتے ہو؟"

"تمہیں یہ احساس دلانے کی خاطر کہ تمہاری اکثر و بیشتر باتیں حماقت انگیز ہوتی ہیں۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں گونگا بن جاؤں؟"

"ایسی صورت میں اور زیادہ مسخرے اور مضحکہ خیز نظر آؤ گے"۔
"سمندر میں چھلانگ لگا دوں"۔ جیکب چیخ اٹھا۔
"پہلی بار تم نے ایک دانش مندی کی بات کی ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ تم اس پر عمل نہیں کرو گے"۔
"یار جمال"۔ جیکب نے مجھے مخاطب کر کے اکتائے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا تم کوئی ایسا طریقہ نہیں بتا سکتے کہ اس شخص کی فضول باتوں سے کسی طرح میری جان محفوظ ہو جائے"۔
"سلویا ہی جیسی کوئی لڑکی تلاش کر کے کیلاش کے پلے باندھ دو، مجھے یقین ہے کہ اس غریب کو تمھارا آلو کیا خود اپنا ہوش بھی نہیں رہے گا"۔ میں نے سنجیدگی سے مشورہ دیا جیکب نے ایک سرد آہ بھر کر آسمان کی سمت دیکھا پھر چپ اختیار کر لی۔

عرشے پر کچھ دیر تک چہل قدمی کرنے کے بعد ہم اپنے اپنے کیبنوں میں آ گئے، جیکب کی بات کو میں ہر چند کہ ہنسی میں اڑا گیا لیکن اب مجھے خود بھی احساس ہو رہا تھا کہ اڈگر کی موت کے سلسلے میں جیکسن سے معلوم کرنا چاہیے تھا، ہو سکتا تھا کہ اس کی حیرت انگیز پلان چیٹ خود اسی کے خلاف تحریری ثبوت مہیا کر دیتی لیکن ہم میں سے کسی کو بھی اس وقت اس کا خیال نہیں آیا تھا، شاید اس لیے کہ جیکسن نے ہمارے ذہنوں کو اس قدر الجھا دیا تھا کہ ہم اڈگر کی موت کو یکسر فراموش کر بیٹھے تھے، یہ بھی ممکن تھا کہ جیکسن نے روحوں کے ذریعے اڈگر اور نارمن کی اموات کے سلسلے میں ہماری زبانوں پر تالے ڈال دیے ہوں، بہر حال میں نے طے کر لیا تھا کہ کسی دوسری ملاقات میں جیکسن سے اپنے بقیہ سوالوں کے جواب ضرور طلب کروں گا خاص طور پر اپنے سفر کے انجام کے بارے میں۔

بستر پر سونے کے ارادے سے لیٹا تو مجھے اپنی اس موٹی کاپی کا خیال آ گیا جس میں میں نے اپنی زندگی کی داستان لکھنا شروع کی تھی، کچھ سوچ کر میں اٹھ بیٹھا، کاپی اور قلم نکال کر میز پر آ گیا اور اپنی المناک داستان کا بقیہ حصہ لکھنے بیٹھ گیا جانے کیوں میری یہ خواہش تھی کہ جلد از جلد اپنے ماضی کے حالات کو قلم بند کر کے اسے حال سے ملا دوں تاکہ میرے مرنے کے بعد لوگوں کو میری زندگی کے ان نشیب و فراز کا علم ہو سکے جنھوں نے مجھے اپنی جاگیر، اپنے وطن، اپنی بے پناہ دولت، عزت و شہرت اور خود اپنے آپ سے بھی بیگانہ بنا دیا تھا۔ میں نے پورے انہماک سے قلم سنبھالا اور لکھنا شروع کیا۔

❁

• شادی کا فیصلہ کرنا قطعی طور پر ایک فطری بات تھی۔

ں میں ہر بالغ نوجوان پر ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے جب بھی حسین سہارے کا احساس بڑی شدت سے ٹوٹ کر ہوتا جیکب کی باتوں نے مجھے بھی میری تنہائیوں کا احساس دلا میرے ذہن میں ایک بار پھر اضطرابی کیفیت پیدا ہو تھی، میں نے وکالت کا پیشہ ترک کر کے لکھنا شروع کیا تھا حالات نے میرے قلم کی موشگافیوں پر پابندی عائد کر ن تو میں نے وقت سے مقابلہ کرنے کے بارے میں نہیں سوچا، جوان تھا، میری شریانوں میں تازہ اور گرم خون موجود تھا، ں چاہتا تو دنیا والوں سے بغاوت کر سکتا تھا، ان کو منہ توڑ جواب سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اس لیے کہ جو لوگ مجھ پر عرصۂ یات تنگ کر دینے کے درپے تھے ان میں بہت سارے چہرے نے پہچانے تھے، یہ میرے اپنے تھے جو دشمن بن کر مجھے برباد ناچاہتے تھے اور ان کی ناپاک اور گھناؤنی سازشوں کے یچھے صرف ایک ہی جذبہ کارفرما تھا۔ وہ میرے خون اور میری ولت کے پیاسے تھے۔

والد صاحب نے اپنی زندگی میں جو وصیت لکھوائی تھی س کی رو سے میرے سوا اور کوئی ان کی چھوڑی ہوئی جائداد یں شریک نہیں ہو سکتا تھا، انھیں ہونا بھی نہیں چاہیے تھا اس لیے کہ وہ ہمارے قریبی عزیز دار نہیں تھے، زندگی کے کسی موڑ پر انھوں نے ہمارے دکھ درد میں سچے دل سے شریک ہونے کی کوشش نہیں کی تھی، ہمیشہ میرے والد کی موت کی دعائیں مانگی تھیں تاکہ وہ ان کی بے پناہ دولت اور جائداد کو ہڑپ کر سکتے لیکن میں نے جنم لے کر ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر دیا۔ چنانچہ وہ مجھ سے محبت کس طرح کر سکتے تھے، وہ میرے خلاف جو کچھ بھی کر رہے تھے اس میں حق بجانب تھے اس لیے کہ قدرت نے میری تقدیر اور میرے نصیب میں جو کچھ روز اول رقم کر دیا تھا وہ ہر قیمت پر پورا ہونا تھا، مشیتِ ایزدی کے خلاف تو میں کچھ نہیں کر سکتا تھا، پھر دوسروں کے خلاف بھی کچھ کرنا میرے لیے بے سود ہی تھا۔

خدا نے مجھے میری حیثیت سے بڑھ کر نوازا تھا، مجھے دنیا کی ہر آسائش مہیا کر دی تھی، کروڑوں روپے بینک میں جمع تھے، لاکھوں کی جائداد تھی، جاگیر کی علیحدہ آمدنی تھی، رہنے کے لیے شان دار حویلی تھی، گھومنے پھرنے کے لیے کاریں تھیں خدمت کے لیے ملازم ہر وقت میرے ایک اشارے کے منتظر رہتے لیکن اس کے باوجود میں تنہا تھا، دولت جسم کو راحت مہیا کر سکتی تھی لیکن روح کی تسکین کے لیے میرے پاس کیا تھا؟ میری زندگی کا مقصد کیا تھا؟ وہ دوسرا کون تھا جو میرے والد کی دولت اور جائداد کا وارث بنتا؟ کیا میرے وہی دیرینہ دشمن جو پہلے میرے والد کی موت کی دعا مانگتے تھے اور اب مجھے موت سے ہمکنار کرنے کے لیے مضطرب اور بے چین تھے؟

باپ کی تربیت نے میرے کردار کے پیروں میں بیڑیاں ڈال رکھی تھیں، وہ عیش و عشرت مجھے پسند نہیں تھے جو مجھ جیسے امیرزادوں کے لیے مقصدِ حیات ہوتے ہیں، مجھے تو ایک ایسے حسین ہمسفر کی ضرورت تھی جو صرف میری ساتھی ہوتی، زندگی کے ہر نشیب و فراز میں میرا ہاتھ تھامے رہتی میری رازدار ہوتی، میرے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر میرے احساسات کو جان سکتی، میرے غموں کے بوجھ کو بانٹ سکتی، میری غمگسار ہوتی اور جب میں دنیا کے ہنگاموں سے تھکا ہارا شام کو گھر واپس آتا تو اس کی گھنیری اور مہکتی زلفوں کی ٹھنڈی چھاؤں تلے آرام کر سکتا، اس کی بے پایاں محبت میں ڈوب کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا، خوابوں کی حسین وادیوں میں کہیں اس طرح گم ہو جاتا کہ کوئی میرا سراغ نہ پا سکتا مجھے ایک ایسی شریکِ زندگی درکار تھی جو میرے درد کا درماں بن سکتی، میرے غموں کا مداوا کر سکتی اور میری دولت اور جائداد کے لیے وارث پیدا کر سکتی جو میرے بڑھاپے کا سہارا ہوتی اور میرے دشمنوں کے ارمانوں پر ایسی بجلی بن کر ٹوٹتی کہ ان کے خواب ہمیشہ کے لیے جل کر خاکستر ہی ہو جاتے۔

لیکن میں ایسا کر سکنے کے باوجود نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ میں دنیا میں تنہا تھا اور میرے دشمنوں کی تعداد بے شمار تھی جو مجھے قدم قدم پر ڈسنے کے لیے کنڈلی مارے بیٹھے تھے، میں جس گھر میں بھی شادی کا پیغام بھیجتا میرے دشمن اس گھر کی خوشیوں کو بھی پامال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے، میں چوری چھپے شادی کر لیتا تو میرے اوپر چاروں طرف سے انگلیاں اٹھنی شروع ہو جاتیں، میرے لیے لڑکیوں کی کوئی کمی نہ تھی، والد کی موت کے بعد ہی سے میرے دشمنوں نے مجھے اپنی حسین لڑکیوں کی خوب صورت زلفوں کے جال میں پھانسنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی، میرے لیے اچانک بے شمار رشتوں کی پیش کش آ گئی۔ رشتے، جن کے پیچھے ہوس تھی، خود غرضی تھی، شاطرانہ چالیں پوشیدہ تھیں، میں نے ان تمام رشتوں کو نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیا۔ دنیا سے کٹ کر میں نے خود کو اپنی حویلی تک محدود کر لیا تھا لیکن اب یہاں بھی تنہائی کا احساس مجھے ڈس رہا تھا، جیکب کے شادی کے مشورے نے میرے ذہن میں ایسی ہلچل برپا کر دی کہ میرا جی ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا، میں نے سوچا کیوں نہ سب کچھ چھوڑ کر گوتم بدھ کی طرح بن باس لے لوں کسی جنگل میں جا کر گیان حاصل کروں اور امر ہو جاؤں، ہر چیز سے کنارہ

کرلیں لیکن مشکل کتنی ہے کہ زندگی سے فرار حاصل کرکے بھی بے چین روح کو قرار نہیں تھا، یوں بھی ترکِ دنیا اسلام میں جائز نہیں، میں دنیا سے بغاوت کرسکتا تھا، حالات کو منہ توڑ جواب دینے کی طاقت رکھتا تھا لیکن باپ کی دی ہوئی تعلیم اور تربیت کے پیشِ نظر اپنے مذہب سے دور نہیں جاسکتا تھا۔ پھر۔

اچانک ایک دن میں نے فیصلہ کرلیا کہ کچھ دنوں کے لیے اپنے ملک ہی سے دور چلا جاؤں اور کچھ عرصہ سکون سے گزار دوں، یہ طے کرکے میں نے سفر کی تیاریاں شروع کردیں اور کیلاکشس اور حبیب کو حیران چھوڑ کر ایک روز سفر پر روانہ ہوگیا، جانے سے پہلے میں نے دیوان جی کو تمام ضروری ہدایتیں کردی تھیں، خاص طور پر اس بات کی کہ میری عدم موجودگی میں میرے دوستوں کا زیادہ خیال رکھا جائے اور انھیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیا جائے، اپنے دوستوں کو میں نے صرف یہی بتایا تھا کہ کسی ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں اور جلد ہی واپس لوٹ آؤں گا۔

ذہن میں نہ کوئی منصوبہ تھا نہ قبل از وقت کسی منزل کا تعین کیا تھا، جہاں گردوں کے لیے اس کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، یورپ سے میرا دل بار ایٹ لا کرنے کے زمانے ہی میں بھر چکا تھا، وہاں کی رنگین فضاؤں میں تصنع اور بناوٹ کے سوا... کچھ بھی نہ تھا، ہر چیز بکاؤ مال تھی جسے جب چاہے خریدا جاسکتا تھا اور جی اچاٹ ہوجانے کے بعد پرانے کھلونوں کے مانند توڑ کر پھینکا جاسکتا تھا، وہاں کا ہر تعلق مادی تھا جس کا روح کی گہرائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا، ہر رشتے کے لیے ایک قیمت مقرر تھی جن کے پاس دولت ہوتی وہ جذبات سے عاری ان رشتوں کو جس وقت چاہتے خرید سکتے تھے غرضیکہ وہاں کی فضا مجھے پسند نہیں تھی اس لیے میں نے پہلے کلکتہ کا رخ کیا، جب کلکتہ میں دل نہ لگا تو برما کی راہ لی۔

میرا خیال تھا کہ رنگون میں رہ کر کچھ دنوں کے لیے میرا دل بہل جائے گا، بدھ مت کے پگوڈاؤں کے بارے میں میں نے بہت کچھ سن اور پڑھ رکھا تھا، میں انھیں قریب سے دیکھنے کا آرزومند تھا، میں جاننا چاہتا تھا کہ بدھ مت کے پجاریوں نے زندگی کے کس پہلو کو اختیار کرکے خود کو دنیا کی الجھنوں سے دور کر رکھا ہے، وہ باہر اور اندر سے اس قدر پُرسکون کیسے نظر آتے ہیں، کیا ان کی زندگی میں کبھی کوئی ہلچل نہیں ہوتی، کبھی مد و جزر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، میں ان کے سکون اور ٹھہراؤ کا راز جاننا چاہتا تھا لیکن جب میں نے ان پگوڈاؤں کی چار دیواری کے اندر قدم رکھا تو وہاں بھی مجھے جسم کا کاروبار جاری نظر آیا، تمام پگوڈاؤں میں تو ایسا نہیں تھا لیکن مت کی آڑ لے کر وہاں جو کھیل کھیلا جاتا تھا اسے دیکھ محسوس کرکے میرا ذہن چکرا گیا۔

برما سے دل اکتایا تو میں نے واپس ہندوستان کا کوچ کیا، مدراس میں چند روز بسر کرنے کے بعد میں سیلون یہاں بھی حسبِ معمول میں نے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کیا، ایک گائیڈ کی خدمات حاصل کیں صبح سے شام تک خاص مقامات کی سیر کرتا پھر رات کو آکر ہوٹل میں پڑ ایک ہفتے بعد میں نے سیلون کو بھی خیرباد کہنا چاہا لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ روانگی سے ایک روز قبل میں مقامی اخبار میں پریم ناتھ جی کا نام دیکھ کر چونکا، پریم ناتھ جی والد صاحب کے دیرینہ دوستوں میں تھے اور مجھے بھی پیار کرتے تھے، ان دنوں وہ سیلون میں سفیر کی حیثیت تعینات تھے، کچھ پرانی یادوں نے ذہن میں کروٹ لی تو میں نے ہوٹل سے سفارت خانے فون کیا۔ پریم ناتھ جی پہلے آواز سن کر چونکے پھر مجھے پہچان جانے کے بعد اس بات پر برہم ہوگئے کہ میں نے کسی ہوٹل میں قیام کرنے کی ہمت کیسے کی، میں نے انھیں اپنی لاعلمی کا یقین دلانا چاہا اور اپنی روانگی کے بارے میں بتایا تو انھوں نے نہ جانے کیوں دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کردیا، میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی، مجھے پریم ناتھ جی سے یک لخت ایسی بے رخی کی توقع نہیں تھی، وہ ہمیشہ سے بہت چاہتے تھے، میں انھیں چاچا جی کہا کرتا تھا اور چاچی جی مجھے ہمیشہ بیٹا جمال کہہ کر مخاطب کرتی تھیں، بالکل ماں کی طرح محبت کرتی تھیں لیکن وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ شاید پریم ناتھ جی اور چاچی کی محبت بھی بدل گئی تھی۔

ایک میں تھا جو نہیں بدلا تھا، آج بھی میرے سوچنے کا انداز ویسا ہی تھا جیسا پہلے تھا، فون کا ریسیور رکھ کر میں چاچی کے بارے میں سوچنے لگا، وہ مجھے آج بھی یاد تھیں، وہ بے حد حسین اور خوب صورت تھیں، ان کے تراشیدہ ہونٹوں پر ہمیشہ بھری مسکراہٹیں رقص کیا کرتی تھیں، ان کی عادت تھی کہ سب سے بے حد پیار اور بڑی اپنائیت سے ملتی تھیں اور ان کی آنکھیں اگر بنگال کا سحر واقعی کوئی حقیقت رکھتا ہے تو وہ چاچی جی کی آنکھوں میں موجود تھا، کس قدر پیاری پیاری اور سحر آلود آنکھیں تھیں، جسے دیکھتی تھیں اپنا بنا لیتی تھیں اور ان کے پیار کی یہی کشش تھی جس نے مجھے پریم ناتھ جی کو فون کرنے پر مجبور کیا تھا، میں سیلون چھوڑنے سے پہلے چاچی جی سے ملنا چاہتا تھا کہ دوسری جانب سے اچانک رابطہ ختم کیا گیا تو میرا دل ٹوٹ گیا۔

میں بڑی دیر تک ماضی کے حسین دھندلکوں میں گم رہا جب کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی تو میرے خیالات کا حسین شیرازہ بکھر گیا، میں نے بجھے ہوئے دل سے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حیرت سے میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا، میرے سامنے پریم ناتھ جی کھڑے مسکرا رہے تھے، انھوں نے اپنی حیثیت سے زیادہ والد صاحب سے اپنے پرانے تعلقات کا خیال کیا تھا جبھی تو سفارت خانے سے اٹھ کر سیدھے میرے پاس ہوٹل آگئے تھے پھر قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا وہ بڑی گرم جوشی سے آگے بڑھے اور "ہمارا جمال بیٹا" کہتے ہوئے بے اختیار مجھے سینے سے لگا لیا پھر انھوں نے میری ایک نہ چلنے دی، اسی وقت مجھے اپنے ساتھ اپنی کار میں بٹھا کر گھر لے گئے اور اپنے ملازم کو ہوٹل چھوڑ گئے تاکہ وہ بل وغیرہ ادا کرکے میرا سامان گھر لے آئے۔

گھر پہنچ کر انھوں نے مجھے میرا کمرہ دکھایا پھر کپڑے تبدیل کرنے کی غرض سے اندر چلے گئے، کچھ دیر بعد ان کا ملازم ہوٹل سے میرا بستر باندھ کر لے آیا اور میرے منع کرنے کے باوجود خود اپنے ہاتھوں سے میرا سامان کھول کھول کر کمرے میں سجانے لگا۔

"مہاشے" میں نے ملازم کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ "تم میرا کام بڑھا رہے ہو، کل سیلون سے میری روانگی ہے، جہاز میں میری سیٹ بک ہوچکی ہے اب یہ سامان مجھے دوبارہ باندھنا پڑے گا۔"

"اس کی نوبت فی الحال نہیں آئے گی۔" اس نے نہایت ادب سے جواب دیا۔ "بڑے سرکار نے ہوٹل جانے سے پیشتر ہی آپ کی سیٹ کینسل کرادی تھی اور مجھ سے یہی کہا تھا کہ آپ ابھی کچھ دنوں یہاں قیام کریں گے۔"

میرے پاس خاموشی کے سوا اور کیا چارہ تھا، ملازم سے بحث فضول تھی، ویسے مجھے خوشی ہوئی کہ پریم ناتھ جی نے سابقہ تعلقات کو فراموش نہیں کیا تھا بلکہ پہلے کی نسبت زیادہ اپنائیت کا ثبوت دیا تھا، شام کی چائے میں نے اپنے کمرے میں پی اس لیے کہ پریم ناتھ جی کسی سرکاری کام سے گئے ہوئے تھے، مجھے حیرت تھی کہ ابھی تک چاچی جی میرے سامنے نہیں آئی تھیں نہ ہی مجھے طلب کیا گیا تھا۔ چراغ جلے بعد میں پریم ناتھ جی کے ساتھ ان کے خوب صورت ڈرائنگ روم میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا، وہ اب کچھ بوڑھے ہونے لگے تھے، گفتگو کے دوران میں نے انھیں والد صاحب کی موت کی خبر سنائی تو وہ رو پڑے، میں نے ان کا ذہن بٹانے کے لیے چاچی جی کے بارے میں پوچھا تو ان کی آنکھیں اور برسنے لگیں، وہ بھی پریم ناتھ جی سے اپنے جیون کے تمام بندھن توڑ کر ملکِ عدم کو روانہ ہوچکی تھیں، اس خبر کو سن کر میری پلکوں کے گوشے بھی بھیگ گئے۔

ابھی میری آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی باقی تھی کہ میرے سامنے کا دروازہ کھلا اور میں دم بخود رہ گیا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے چاچی اچانک زندہ ہوکر میرے سامنے آگئی تھیں، وہی رنگ و روپ، وہی ناک و نقشہ، وہی سحر میں ڈوبی ہوئی خوابیدہ خوابیدہ سی آنکھیں، بالکل ویسی ہی سیاہ اور لانبی زلفیں، ناگن کی طرح شانوں پر بکھری اور بل کھاتی ہوئی، میں اسے حیرت زدہ نظروں سے گھورنے لگا جیسے ——— میں کوئی خواب دیکھ رہا تھا پھر پریم ناتھ جی کی آواز میرے کانوں میں گونجی تو میری محویت کا طلسم ٹوٹ کر کرچیوں کی طرح ریزہ ریزہ ہوگیا۔

"تم بھی اسے دیکھ کر دھوکا کھا گئے۔ مجھے وشواس تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔" پریم ناتھ جی نے مسکراتے ہوئے کہا پھر دروازے کے قریب کھڑی لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ "ادھر آؤ کاجل بیٹی۔ ان سے ملو، یہ میرے بہت ہی پیارے اور سورگ باشی مترکے اکلوتے بیٹے ہیں۔"

"تسلیم۔" میں نے اس کے احترام میں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"نمستے۔" وہ ہاتھ باندھ کر بولی پھر لہراتی بل کھاتی بڑھی اور پھولوں سے لدی کسی مہکتی شاخ کی طرح جھک کر باپ کے قریب بیٹھ گئی۔

"کیوں جمال بیٹے! ہے نا ہوبہو اپنی ماں کی تصویر۔" پریم ناتھ جی نے مسکراتے ہوئے مجھ سے سوال کیا۔

"میں تو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے جاگتے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔" میں نے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "ایسی حیرت انگیز مماثلت شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے، رائی برابر بھی تو فرق نہیں محسوس ہوتا۔"

"اب شاید آپ رائی کا پربت بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" کاجل کی مترنم آواز گونجی اور میرے کانوں میں رس گھول گئی۔

"دیکھا تم نے۔" پریم ناتھ جی بیٹی کی بات سن کر بولے۔ "بالکل اپنی ماں کی طرح شوخ و چنچل بھی ہے، اب یہ تمھیں سیلون کی سیر کرائے گی، اپنی ماں کی طرح اسے بھی گھومنے پھرنے اور نئے نئے علاقے دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے چاچا جی۔" میں نے بے تکلفی سے کہا۔ "گائیڈ کے پیسے بھی بچ جائیں گے۔"

پریم ناتھ جی کے علاوہ کاجل بھی میرا جواب سن کر مسکرا دی تھی۔

تقدیر میرے حالات کے گرد نئے تانے بانے بننے میں مصروف تھی۔ میں یکسوئی کی تلاش میں دنیا کی سیاحت کو نکلا تھا اور قسمت نے مجھے سیلون کی بھول بھلیوں میں الجھا رکھا تھا۔ کاجل میری زندگی میں اس قدر دبے قدموں اور چور دروازے سے داخل ہوئی کہ میں سوچ بھی نہ سکا۔ اس وقت چونکا جب بات میرے اختیار سے باہر ہو چکی تھی۔

پریم ناتھ کے حکم کے بموجب کاجل نے مجھے سیلون اور اس کے اطراف کے علاقے دکھانے شروع کر دیے۔ ایک حسین دلبر کے ساتھ میں نے جی بھر کر سیر کی۔ وہ جلد ہی مجھ سے یوں گھل مل گئی جیسے ہم برسوں سے ایک دوسرے سے واقف رہے ہوں اور سالہا سال کی جدائی کے بعد دوبارہ ہماری ملاقات ہوئی ہو۔ میں چاچا جی کا بے حد احترام کرتا تھا، ہمارے تعلقات دیرینہ تھے اس لیے گھر میں کسی قسم کی روک ٹوک کا سوال ہی نہیں تھا اور پھر روکنے والا تھا بھی کون؟ چاچی جی پہلے ہی سورگ باش ہو چکی تھیں رہے چاچا جی، انھیں اوّل تو اپنے سفارتی کاموں سے چھٹی نہیں ملتی تھی اور اگر کچھ وقت بچتا تو وہ اسے پنڈت اور پجاریوں کے درمیان گزارتے تھے۔ اپنے دھرم کے معاملے میں وہ بے حد سخت اور کٹر واقع ہوئے تھے اور گیان دھیان کی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، ان کے گھر کے ملازم بھی زیادہ ہندو تھے اور پریم ناتھ کی طرح وہ بھی پوجا پاٹ اور دھرم کے معاملے میں پکے تھے۔

میں جانتا تھا کہ کاجل سے میرا ملاپ ناممکن ہے میں اس سے محض دوستوں کی طرح بڑی اپنائیت سے ملا تھا لیکن کاجل نے تو جیسے میرے دل و دماغ پر جادو کر دیا تھا، میری دنیا ہی بدل دی تھی، اس کی سیاہ اور نشیلی آنکھوں کا سحر میرے ہوش حواس پر چھاتا چلا گیا، اس کے باریک گلاب جیسے ہونٹوں کی مسکراہٹ میرا سب کچھ لوٹ لے گئی، میرے پاس کچھ بھی باقی نہ بچا۔ اس کی مدھر آواز میں جھرنوں کا ترنم تھا اور میں اس ترنم میں پوری طرح کھو چکا تھا، جب جاگنے کی کوشش کی تو دل نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ کاجل نے مجھے جو پیار دیا تھا وہ میرے لیے زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ تھا، میں اس دولت کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا، اس حسین وجود سے اپنی تنہا زندگی کے سونے گوشوں کو مہکانا اب میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ پریم ناتھ جیسا کٹر ہندو اور دھرماتما میری خواہش کو کبھی پورا نہ ہونے دے گا اور مذہب کی دیوار مجھے کاجل سے کبھی قریب تر نہ ہونے دے گی۔ میں نے اس مسئلے پر جتنا سوچا میرا ذہن اتنا ہی الجھتا گیا۔

میرے دل و دماغ میرے احساسات اور میرے [illegible] کاجل کا قبضہ تھا۔ میں اس کی آنکھوں کی جھیل میں ایسا گم ہوا اپنے گرد و پیش تک کی خبر نہ رہی تھی۔ مجھے ہمیشہ یوں لگتا ایک دوسرے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں، جیسے ہما[را ملنا] اتفاقیہ نہیں تھا، قدرت مجھے خود کاجل سے ملانے سیلون تک کھینچ لائی تھی، جذبات کی رو میں بہہ کر کاجل ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے بہت دور نکل ہم نے ایک ساتھ جینے اور ایک ساتھ مرنے کی قسم عہد و پیماں کیے تھے کہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہ[وں گے] اور زندگی کے پُر پیچ راستوں پر ہمیشہ ایک دوسرے [کا ہاتھ] تھامے ہنستے مسکراتے اور گنگناتے آگے بڑھتے رہیں گے۔

محبت نے ہم دونوں کو اندھا کر دیا تھا شاید [اس لیے کہ] محبت کا کوئی دین دھرم نہیں ہوتا۔ محبت کا جذبہ دنیا [کے سب] جذبوں سے پاک اور مقدس ہوتا ہے لیکن ہم یہ بھول [گئے] تھے کہ ہمارے درمیان سماج کی دیوار کسی مضبوط قلعے [کی طرح] حائل تھی، کاجل اگر کسی درمیانہ طبقے سے تعلق رکھتی تو [اور بات] تھی لیکن وہ ایک سفارت کار کی بیٹی تھی اور اس کا با[پ] دھرم کا پکا تھا، میرے ذہن میں کاجل سے جدائی کا تصو[ر آتے ہی] تو میں دیوانہ ہو گیا۔ میں کاجل کو حاصل کرنے کے لیے [ساری] دنیا سے ٹکرا سکتا تھا لیکن پریم ناتھ میرے والد کے دو[ستوں] میں سے تھے اور باپ کی تربیت مجھے پریم ناتھ کے خلا[ف کچھ] کرنے سے روک رہی تھی، ایک روز میں نے سوچا کہ چپ[چاپ] سامان باندھ کر وہاں سے چلا جاؤں لیکن کاجل کے پ[یار نے] میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں، میں اس سے [ایک پ]ل کی دوری بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا مگر یہ بھی [حقیقت] تھا کہ محبت کی یہ گھڑیاں گنی چنی رہ گئی ہیں، محبت کی [خوشبو کو] دوسروں سے پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا تھا، جس دن بھی [کسی] کو ہمارے تعلقات کا علم ہوتا اس روز گھر میں طوفان اٹھ [کھڑا] ہوتا — انھی پریشان خیالات نے میری دنیا اندھیری کر دی [تھی]۔ ایک دن کاجل نے میری بے چینی محسوس کرتے ہوئے پو[چھا]۔

"کیا بات ہے جمال، تم کچھ دنوں سے اکھڑے اکھڑے کھوئے کھوئے کیوں رہتے ہو؟"

"تمھاری محبت نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے کاجل۔" [میں] نے اسے بہلانے کی کوشش کی۔

"مجھے بناتے ہو۔" وہ نشیلی آنکھوں سے مجھے دیکھتے ہوئے بولی۔ "سچ بتاؤ جمال، کیا بات ہے، تمھاری پریشانی کا کارن کیا ہے؟"

"کچھ بھی تو نہیں۔" میں نے اس کا نرم و ملائم ہاتھ اپنے [ہاتھ]وں میں لیتے ہوئے کہا۔ "تمھیں وہم ہو گیا ہے۔"

"تمھیں میری سوگند۔"

میں کاجل کے قسم دلانے پر تڑپ اٹھا، کاجل مجھے اپنی [زندگ]ی سے زیادہ عزیز تھی، میں اس کی قسم کے آگے مجبور ہو گیا۔ [جو خیالات] لیٹے میرے ذہن میں آتش فشاں کی طرح اندر ہی اندر [پک ر]ہے تھے میں نے وہ سارے کے سارے کاجل کے سامنے [بیان] کر دیے، وہ بھکا بکا میری باتیں سنتی رہی، میں نے اپنے [دل] کے سارے زخموں کو کھول کر رکھ دیا تو وہ کچھ دیر گم صم رہی [پھر اس]نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا تو میں تڑپ اٹھا، [اس ک]ی ہرنیوں جیسی آنکھیں بھیگ گئی تھیں، میں نے جلدی [سے رو]مال نکال کر اس کے آنسو جذب کیے پھر بے اختیار اسے [اپنے] بازوؤں کے حصار میں لیتا ہوا بولا۔

"کاجل، خدا کے لیے ان آنسوؤں کو روک لو ورنہ میں مر [جاؤ]ں گا۔"

"نہیں جمال، ہم زندہ رہیں گے۔" اس نے اچانک میرے [بازو]ؤں کے حصار سے نکل کر بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "ہم نے جیون [بھر] ایک دوسرے کے سنگ سنگ رہنے کا وعدہ کیا ہے، ہم آزاد [پنچھی]وں کی طرح اڑ کر کہیں دور چلے جائیں گے، کسی ایسی جگہ [جہا]ں محبت کے بیری ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر سکیں۔"

"اس دھرتی پر ایسی کوئی جگہ نہیں کاجل۔" میں نے [جذب]اتی لہجے میں جواب دیا۔ "ہم جہاں بھی جائیں گے دھرم کی [دیوار] ہمارے درمیان حائل رہے گی۔"

"ہم اس دیوار کو توڑ دیں گے۔" وہ بڑے یقین سے بولی۔ "[محب]ت میں بڑی شکتی ہوتی ہے۔"

"لیکن تمھارے پتا جی؟"

"میں جانتی ہوں۔" کاجل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ [نہ مان]یں گے لیکن ہمیں ایک نہ ہونے دیں گے اس لیے کہ اگر ایسا [ہوا] تو دھرم کے نام پر کالک لگ جائے گی اور وہ اسے کبھی [سہن] نہیں کریں گے۔"

"میں بھی یہی سوچتا ہوں کاجل کہ چاچا جی کیا کہیں گے۔" [میں] نے دبی زبان میں کہا۔ "میں نے ان کے وشواس کو ٹھیس [پہن]چائی ہے، کیا منہ دکھاؤں گا ان کو۔"

"ایسا مت سوچو جمال، ہم نے پریم کیا ہے کوئی پاپ نہیں کیا۔" [اس نے] میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "پریم تو امر ہوتا ہے۔"

"تمھارے لیے میں تمام دنیا سے ٹکرا سکتا ہوں مگر تمھارے چاچا جی کے سامنے زبان نہیں کھول سکتا۔" میں تڑپ کر رہ گیا۔

"ایک بات پوچھوں جمال؟"

"کیا تمھیں اجازت کی ضرورت ہے؟" میں نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"اگر میں تم کو نہ مل سکی تو...؟" کاجل نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"تو..." میں تڑپ اٹھا۔ "شاید میں زندہ نہ رہ سکوں۔"

"اتنا پیار کرتے ہو مجھ سے؟" وہ مسکرا دی۔

"تمھارے ایک اشارے پر سب کچھ قربان کر سکتا ہوں، چاہو تو آزما کر دیکھ لو۔"

"آزمائش وہاں ہوتی ہے جہاں من میں کھوٹ ہوتا ہے۔" وہ بدستور مسکراتے ہوئے بولی۔ "تم اپنا من میلا نہ کرو جمال، پتا جی سے میں خود ہاتھ پھیلا کر اپنا ادھیکار مانگوں گی۔"

"وہ تمھاری بات نہیں مانیں گے۔" میں نے کہا۔ "ہماری شادی کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔" کاجل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر پتا جی نے میری بات نہ مانی تو تمھیں پانے کے لیے میں اپنا دھرم بدل لوں گی، مسلمان ہو جاؤں گی تو پھر دھرم کی دیواریں بھی ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی۔ ہمارے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔"

اور پھر کاجل نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا کر دکھایا، اس نے اپنے والد کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو پورے گھر میں جیسے بھونچال آ گیا، پریم ناتھ نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ کاجل کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ تو اتار سکتے ہیں لیکن اسے مجھ سے شادی کی اجازت نہیں دے سکتے، انھیں اپنا دھرم اولاد کی محبت سے زیادہ عزیز تھا، ہونا بھی چاہیے تھا۔ انھوں نے کاجل کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو کاجل خاموش ہو گئی، اس نے بات بڑھانے کی کوشش نہیں کی، کسی بپھرے ہوئے طوفان کی طرح وقتی طور پر چپ ہو گئی۔ پریم ناتھ جی نے یہی سمجھا کہ ——— میں نے ——— کاجل کو بہکا کر ان کے گھر کا سکون برباد کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے وہ بپھرے ہوئے زخمی درندے کی طرح مجھ پر برس پڑے۔ میں گردن جھکائے ان کی باتیں سنتا رہا، وہ غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے، جو ان کے منہ میں آیا کہتے چلے جا رہے تھے، میں کاجل کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا اس لیے خاموش رہا، پریم ناتھ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے تو میں نے ڈرتے ڈرتے دبی زبان میں کہا۔

"چاچاجی میں کاجل کو حاصل کرنے کی خاطر..."

"خبردار، چپ ہوجا" وہ دوبارہ بھڑک اٹھے "میں کسی قیمت پر کاجل کو تیرے حوالے نہیں کرسکتا، پاپی اپرادھی اگر تو میرے متر (دوست) کالڑکا نہ ہوتا تو میں تیری زبان گدی سے کھینچ کر اپنے چرنوں تلے روند ڈالتا۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ چپ چاپ اپنا سامان لے کر میرے گھر سے چلا جا اور جتنی جلدی ممکن ہو سیلون سے بھی دور چلا جا نہیں تو تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔"

"میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاتا ہوں چاچاجی۔"

"خبردار جو تو نے اب مجھے چاچاجی کہا" وہ گرج کر بولے۔ "جا۔ دور ہوجا میری نظروں کے سامنے سے۔"

میرے لیے اب کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں تھی پریم ناتھ نے ملازموں کے سامنے میری جو بے عزتی کی تھی وہی بہت تھی شاید اگر میں مزید کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو وہ مجھے دھکے دے کر اپنے گھر سے نکلوا دیتے چنانچہ میں نے جلدی جلدی سامان سمیٹا اور وہاں سے چل دیا۔ پریم ناتھ کے بوڑھے ملازم رام پرشاد نے میرے ساتھ اتنی مہربانی کی تھی کہ میرے لیے ٹیکسی لا دی تھی پھر جب میں ٹیکسی میں بیٹھنے لگا تو اس نے میری گود میں ایک مڑا تڑا کاغذ پھینکا اور پلٹ کر تیزی سے اندر چلا گیا۔

ٹیکسی میرے بیٹھتے ہی چل پڑی، میں نے ڈرائیور کو اسی ہوٹل کا پتہ بتایا جہاں میں نے شروع میں قیام کیا تھا، رام پرشاد کا پھینکا ہوا کاغذ کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا، میرا دل بری طرح دھڑک رہا تھا، میں جانتا تھا کہ اس کاغذ کے ٹکڑے میں کاجل کا کوئی پیغام ہوگا، اسی لیے میں اسے کھولتے ہوئے ڈر رہا تھا، کاغذ کا وہ مختصر ٹکڑا میری موت اور زندگی کا مسئلہ بن گیا تھا۔ کاجل نے باپ کے سامنے جس طرح خاموشی اختیار کرلی تھی اس سے یہی ظاہر ہوا تھا کہ وہ باپ سے خوف زدہ ہوگئی ہے لیکن دوسری طرف اس نے مجھ سے بھی محبت کے سیکڑوں عہد و پیماں کیے تھے، بڑی دیر تک میں کاغذ کے ٹکڑے کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اسے کھول کر دیکھا۔ پیغام بڑا مختصر تھا۔ کاجل نے صرف اتنا لکھا تھا کہ "جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کر بیٹھنا، میرا انتظار کرنا۔"

سیلون میں اب ایک منٹ کے لیے میرا رکنے کو جی نہیں چاہتا تھا، اگر کاغذ کا وہ ٹکڑا میرے قدموں کی زنجیر نہ بن جاتا تو شاید میں اسی دن اپنی قسمت کی بدنصیبیوں کو سمیٹے وہاں سے کسی اور ملک کے لیے روانہ ہوجاتا لیکن کاجل

...ڈالنا میرے اختیار کی بات نہیں تھی، اس نے انتظار کرنے ...ا تھا اور میں مرتے دم تک اس کا انتظار کرنے کو تیار تھا۔ میں نے خود کو ہوٹل کے کمرے تک محدود کرلیا، مجھے ہنگاموں ...شدید نفرت ہوچکی تھی، چار روز تک میں اپنے کمرے میں پڑا رہا، اس دوران نہ تو کاجل نے کوئی پیغام بھیجا نہ فون پر ...سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ میری امیدیں لمحہ لمحہ دم ...رہی تھیں پھر میں نے سوچا کہ کاجل کو بھلا کیا خبر ہوگی کہ ...نے کہاں قیام کیا ہے، ہوسکتا ہے وہ میری تلاش میں بھٹکتی ...رہی ہو، اس خیال نے میرے رہے سہے سکون کو بھی برباد کر ...میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں، پریم ناتھ کے گھر فون ...قیامت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور اس کے سوا ...ل کا حال احوال معلوم کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہ تھا۔

گزرتے وقت کا ایک ایک لمحہ میرے لیے بڑا اذیت ناک ...میں نے دو روز انتظار کیا پھر مایوس ہوکر سیلون کو خیرباد ...نے کا ارادہ کرلیا چھٹے روز بعد میں نے شیو کیا اور کپڑے تبدیل ...کے اپنی سیٹ بک کرانے کی خاطر ہوٹل سے جانے کا ارادہ ...رہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے۔ اندر آجاؤ۔" میں نے یہ سوچ کر کہ کوئی ہوٹل ...بیرا ہوگا جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور رام پرشاد گھبرایا گھبرایا سا ...میرے سامنے موجود تھا، میرا دل یک لخت دھڑکنے لگا۔

"رام پرشاد۔ تم؟" میں نے تیزی سے اس کے قریب جاتے ...ہوئے کہا۔ "سب خیریت تو ہے؟"

رام پرشاد نے لرزتی نظروں سے میرے چہرے کی ...ست دیکھا پھر اپنی بنڈی سے ایک لفافہ نکال کر میری طرف ...بڑھا دیا، میں نے تیزی سے لفافہ چاک کیا۔ اندر سے کاجل کا لکھا ...ا پیغام ملا۔ "جمال مجھے امید ہے کہ تم ابھی تک میرا انتظار کررہے ...ہوگے، کچھ مجبوریاں تھیں جو میں تم کو پہلے کچھ نہ لکھ سکی لیکن اب ...حالات استوار ہوگئے ہیں، رام پرشاد میرے بھروسے کا آدمی ...ہے اس لیے اس کو تمہارے پاس بھیج رہی ہوں کیونکہ ہے اس ...سے زیادہ نہیں لکھ سکتی، میری بات دھیان سے سنو، کل شام ...ٹھیک سات بجے بندرگاہ پر سامان سمیت میرا انتظار کرنا، ...باقی سارا بندوبست میں نے کرلیا ہے۔ تم نراش مت ہونا، ...کاجل کو دنیا کی کوئی طاقت تم سے جدا نہیں کرسکتی۔ موت ...بھی نہیں۔"

میں خط پڑھنے میں اتنا محو تھا کہ مجھے کسی بات کا ہوش ...نہیں تھا، کاجل کا خط پاکر میں آسمانوں پر اڑ رہا تھا، اس نے مجھے زندگی کی نوید دی تھی میں بار بار اس خط کو پڑھتا رہا پھر نظریں اٹھائیں تو رام پرشاد وہاں موجود نہیں تھا، میں ہاتھ ملتا رہ گیا، رام پرشاد سے میں اپنی کاجل کے بارے میں بہت کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن وہ غالباً کچھ دیر رک کر واپس چلا گیا تھا۔

کاجل کا خط پالینے کے بعد میری مسرتوں کا کوئی ٹھکانا نہ تھا، ملاپ کی گھڑیوں نے عارضی جدائی کے لمحات کو بڑا کٹھن بنادیا تھا، کل تک میں کتنا اداس کس قدر مایوس تھا لیکن محبت کے ایک حقیر پرزے نے جیسے میرے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی تھی، میں نے سوچا کاجل کو فون کروں، فون وہ ریسیو کرتی تو دو چار باتیں کرلیتا، کوئی اور کال ریسیو کرتا تو میں فون بند کرسکتا تھا لیکن میں نے اپنے دل کو سمجھایا، اتنی بے چینی بھی اچھی نہیں اور وقت گزارنے کے لیے اپنا سامان پیک کرنا شروع کردیا، میرے لیے ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل ہورہا تھا۔

خدا خدا کرکے وقت گزرا، اگلے روز میری بے چینی قابل دید تھی، میں نے ساڑھے پانچ بجے ہی ٹیکسی منگوالی پھر ٹھیک چھ بجے بندرگاہ پہنچ گیا، کاجل نے سات بجے کا لکھا تھا میں سامان رکھوا کر اسے ہجوم میں تلاش کرنے لگا مگر اس کے آنے میں ابھی دیر تھی بہرحال میں نے یہ معلوم کرلیا کہ جو جہاز اس وقت کنارے پر لنگر انداز تھا اسے ٹھیک ساڑھے سات بجے بمبئی کے لیے روانہ ہونا تھا، میں نے کاجل کے انتظار میں چہل قدمی شروع کردی، میری نگاہیں بار بار لوگوں کے ہجوم کی جانب اٹھ جاتی تھیں، وقت چیونٹی کی رفتار سے گزر رہا تھا، مسافروں نے جہاز پر چڑھنا شروع کردیا تو میرا اضطراب بڑھنے لگا۔ پونے سات بجے ایک نو وارد جو کوئی مقامی ہی باشندہ نظر آرہا تھا، اچانک میرے سامنے آکر رک گیا، اس کا انداز اس قدر بھونڈا تھا کہ مجھے غصہ آگیا۔ جن نظروں سے وہ مجھے گھور رہا تھا اس سے یہی ظاہر ہورہا تھا جیسے وہ کوئی سراغرساں ہو اور میں کوئی عادی مجرم جو اچانک اس کے ہاتھوں پکڑ لیا گیا تھا مجھے اس کی حرکت سخت گراں گزری میں نے تیوری پر بل ڈال کر اسے تیکھی نظروں سے دیکھا، کچھ بولنا چاہا لیکن نو وارد نے پہل کردی۔

"کیا مسٹر جمال اصغر آپ ہی کا نام ہے؟"

"جی۔" میں اپنا نام سن کر چونکا۔ "جی ہاں میں جمال اصغر ہوں لیکن آپ؟"

"مجھے یہ لفافہ آپ تک پہنچانے کا حکم ملا تھا۔" اس نے ایک لفافہ میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس میں آپ کے کاغذات اور ٹکٹ موجود ہیں۔"

"شکریہ" میں نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بے چینی سے پوچھا: "باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"آئی ایم سوری مجھے باقی باتوں کا کوئی علم نہیں" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر تیزی سے گھوم کر ہجوم میں گم ہو گیا۔

میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے لفافہ کھولا اس میں فرسٹ کلاس کے کیبن کا بمبئی تک کا ٹکٹ موجود تھا بندرگاہ پر لگے ہوئے اسپیکر پر بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ مسافر پریشانی سے بچنے کی خاطر جلد از جلد افسر رابطہ سے مل کر جہاز پر پہنچنے کی کوشش کریں' میں نے دستی گھڑی دیکھی۔ سات بجنے میں دو منٹ باقی تھے، میں نے ایک بار پھر ہجوم پر نگاہ ڈالی لیکن کاجل کا دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا، اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ کاجل کی آڑ میں پریم ناتھ نے مجھے دھوکا دے کر سیلون سے بھگانے کے لیے چال چلی ہو۔ اس خیال سے میرا دل ڈوبنے لگا لیکن پھر یہ خیال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لیے کہ پریم ناتھ کے گھر سے روانہ ہوتے وقت بھی رام پرشاد نے کاجل کا پیغام مجھے دیا تھا اور بندرگاہ تک پہنچنے کا پیغام بھی وہی لایا تھا، میں نے اپنے دل کو سمجھایا پھر اس خیال سے کہیں کاجل پہلے ہی سے جہاز میں نہ موجود ہو اور اس نے مجھے دیر سے پہنچنے کی تاکید اس لیے کی ہو کہ بندرگاہ پر ہم دونوں کا ایک ساتھ دیکھا جانا ہمارے لیے پریشانیوں کا سبب بھی بن سکتا تھا۔ میں نے جلدی جلدی ضروری کارروائی مکمل کرائی اور سامان سمیت اپنے کیبن میں آ گیا لیکن کاجل وہاں بھی نہیں تھی۔

میں سامان کیبن میں رکھوا کر باہر نکل آیا، میری الجھن قابلِ دید تھی میری نگاہیں جہاز پر اور نیچے کھڑے ہوئے لوگوں میں کاجل کو تلاش کر رہی تھیں گزرتا ہوا ایک ایک پل میری وحشتوں میں اضافہ کر رہا تھا پھر جب جہاز اور ساحل کو ملانے والی سیڑھیاں ہٹائی گئیں تو میں تڑپ اٹھا' جہاز کے روانہ ہونے میں اب صرف دس منٹ باقی تھے لیکن کاجل نہیں آئی تھی' میرا دل ڈوبنے لگا، پلکوں کے نیچے مایوسی کا گھپ اندھیرا چھانے لگے، میرے ساتھ کہیں نہ کہیں کوئی دھوکا ضرور ہوا تھا لیکن میرا دل یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ کاجل نے میرے ساتھ دیدہ و دانستہ بے وفائی کی ہو گی۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے جہاز کو حرکت ہوئی اور آہستہ آہستہ وہ ساحل سے دور ہونے لگا، مسافروں اور بندرگاہ پر کھڑے ہوئے لوگوں کے درمیان الوداعی سلام کا سلسلہ ابھی جاری تھا، ہاتھ ہلا ہلا کر وہ ایک دوسرے کو رخصت کر رہے تھے' میری امیدیں ایک ایک کر کے ٹوٹ چکی تھیں میں ریلنگ پر جھکا کھڑا ان مو... دیکھ رہا تھا جو جہاز اور ساحل کے درمیان تڑپ رہی تھیں... یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرا سانس گھٹ کر رہ جائے... نے سوچا کیوں نہ خود کو بھی سمندر کی ان موجوں میں گرا دوں... ساحل تک تڑپ کر جاتی تھیں اور سر ٹکرا کر بے نیل و مرام... آ جاتی تھیں۔ بہت دیر تک میں ریلنگ تھامے کھڑا حالات... ستم ظریفی پر غور کرتا رہا پھر جب بندرگاہ کے برقی قمقمے... لگے تو میں کسی لٹے ہوئے مسافر کی طرح گردن ڈالے اپنے... میں آ گیا اور تب۔ تب مجھے یوں لگا تھا جیسے میں کوئی... دیکھ رہا ہوں مجھ پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہونے لگ... نے جلدی جلدی آنکھیں مل کر غور کیا مگر وہ خواب نہیں... وہ حقیقت تھی جو میری کاجل کے روپ میں میرے کیبن... اندر میرے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

"تم۔ کاجل تم؟" میں نے حیرت سے اس کے قریب... ہوئے پوچھا۔

"ہاں جمال" "میں ہوں تمہاری کاجل" اس نے بڑ... دل آویز انداز میں کہا "کیا تمہیں یقین نہیں آ رہا؟"

"کاجل۔ تم نہ آتیں تو میں....."

"چھی" اس نے میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر تیزی... کہا "خوشی کے موقعوں پر ایسی بری باتیں منہ سے نہیں نکا...

"کاجل۔ میری زندگی" میں نے بے خود ہو کر پہلی بار ا... اپنی آغوش میں پوری شدت سے بھینچ لیا۔ اتنا قریب ک... ہمارے دل کی دھڑکنیں بھی آپس میں ٹکرانے لگیں۔ کائنا... کا ذرہ ذرہ ہمارے ہم آغوش ہونے پر جھوم اٹھا۔

بمبئی پہنچ کر ہم نے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ق... کیا، دوسرے دن کاجل اپنا دھرم بدل کر مسلمان ہو گئی، میں... اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر اس کے ارادے اٹل تھے' وہ... مرضی اور خوشی سے مسلمان ہونے کا ارادہ کر کے آئی تھی' اس... باقاعدہ اور ٹھوس قدم اٹھایا تھا، میں نے اس کا نام درخشاں... تجویز کیا جسے اس نے بخوشی قبول کر لیا۔

کاجل سے درخشاں بننے کے بعد ہم نے اسلامی طریق... سے دو معزز گواہوں کی موجودگی میں شادی کر لی' وہ رات میری... زندگی کی حسین ترین رات تھی اس رات دو بے چین روحیں... ایک ہوئی تھیں' اس رات میں نے درخشاں کے ساتھ مل کر ایک... نئی زندگی کے حسین سفر کا خوب صورت آغاز کیا، درخشاں... اس رات اپنے ماں باپ کی یاد بھی آئی جو فطری بات تھی لیکن... مجھے پا لینے کے بعد وہ بھی بہت مسرور تھی۔

میں نے شادی کے دوسرے روز کیلاکش اور جیکب کو بھی اس کی اطلاع کر دی' دیوان جی کو پیغام روانہ کیا کہ حویلی کو نئے سرے سے آراستہ کیا جائے تاکہ درخشاں کا شاندار استقبال ہو سکے، درخشاں کو پا لینے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے تمام کائنات کی خوشیاں اور نعمتیں سمٹ کر میرے دامن میں آ گئی ہوں' وہ جاگتی ہوتی تو میں اس کے سامنے بیٹھا اس کی پرستش کرتا رہتا، وہ سو جاتی تو میں اس کے خوابیدہ حسن کو پہروں اس طرح تکتا رہتا جیسے وہ سب کچھ ایک خواب ہو۔

میں درخشاں کے ساتھ پورے ہندوستان اور پوری دنیا کی سیر کرنا چاہتا تھا لیکن درخشاں بضد تھی کہ پہلے وہ اپنے اصل گھر جائے گی پھر کوئی دوسرا پروگرام مرتب کیا جائے گا' چنانچہ میں نے دیوان جی کو اپنے پہنچنے کا تار روانہ کیا اور تیسرے ہی روز حسین آباد پہنچ گیا جہاں کیلاکش اور جیکب نے توقعات سے بڑھ کر ہمارا شاندار اور پُرتپاک خیر مقدم کیا' سلویا نے سگی بہنوں کی طرح آگے بڑھ کر درخشاں کو گلے لگا لیا۔

دیوان جی نے میرے حکم کے بموجب حویلی کا نقشہ ہی بدل ڈالا تھا، ہر چیز کو نئے سرے سے ترتیب دیا گیا تھا اور نہایت سلیقے سے سجایا گیا تھا میرے ملازمین بھی میری شادی پر بہت خوش تھے' میں ان سب سے بڑی گرم جوشی سے ملا پھر درخشاں اور اپنے دوستوں کے ساتھ اندر آ گیا۔

"بھگوان قسم جمال' تم تو استری کے بجائے دیوی اٹھا لائے ہو" کیلاکش نے درخشاں کی تعریف کرتے ہوئے کہا "میں نے تو سپنوں میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری بھابی اتنی سندر اور کومل ہو گی۔ بھگوان سدا تم دونوں کی جوڑی بنائے رکھے۔"

"کوّے کے چونچ میں انگور والی مثال صادق آ رہی ہے" جیکب نے سرد آہ بھر کر شوخی سے کہا "میں بھی تمہارے انتخاب کی داد دیتا ہوں اور یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ بھابی کی قدر اسی طرح کرنا جس طرح....."

"خبردار جمال" کیلاکش تیزی سے بول پڑا "اس پادری کے سائے سے بھی دور رہنا ورنہ تم بھی جورو کے غلام بن جاؤ گے۔"

"پوت کے پاؤں پالنے میں نظر آ جاتے ہیں کیلاکش جی" جیکب سنجیدگی سے بولا "میں تو خیر جو ہوں وہ ہوں لیکن جمال۔ تم ان مہاشے کو بھی دیکھ لینا، میرا دعویٰ ہے کہ بیوی اتنی خوب صورت اور حسین ہو تو مرد....."

"مرد نہیں رہتا۔ فادر جیکب بن کر بیوی کے تلوے چاٹنے لگتا ہے" کیلاکش نے برجستہ کہا تو میں مسکرا دیا، جیکب بھی جھینپ کر رہ گیا۔

درخشاں اور سلویا بھی ہمارے قریب آ گئیں' سلویا نے بھی مجھے مبارک باد دی اور بڑی حسرت سے کہا کہ درخشاں اتنی خوب صورت اور حسین ہے کہ اس دنیا کی مخلوق نہیں لگتی، پریوں کے دیس کی راج کماری لگتی ہے' درخشاں اپنی تعریف سن کر مسکرا دی پھر اس نے اپنے حسنِ اخلاق سے فوراً ہی کیلاکش اور جیکب کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا، کچھ دیر بعد اجنبیت کا ماحول ختم ہو گیا اور ہم سب مل جل کر ایک ساتھ لیں قہقہے لگا رہے تھے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔

دوسرے روز جیکب اور کیلاکش نے مل کر ہماری دعوت کا اہتمام کیا، اس پُرتکلف دعوت میں حسین آباد اور کرڈی کے خاص خاص لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور کچھ سرکاری افسروں کو الٰہ آباد سے بھی بلایا گیا تھا، رات گئے تک دعوت کا سلسلہ جاری رہا میرے دوستوں نے مجھے اپنی پُرخلوص مبارک باد اور قیمتی تحائف سے نوازا پھر وہ ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے' میں کیلاکش اور جیکب کے ساتھ مل کر مہمانوں کو رخصت کرنے میں لگا ہوا تھا کہ دیوان جی نے آ کر مجھے ایک طرف بلایا پھر آہستہ سے بولے۔

"سرکار' چیز کورٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب آپ کو تخلیے میں بلا رہے ہیں۔"

میں نے دیوان جی کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ان کے ساتھ اندر چلا گیا جہاں ڈپٹی کمشنر آنند کمار اور پنڈت اوم پرکاش ایک کمرے میں میرے منتظر تھے، آنند کمار کو میں پہلے سے جانتا تھا' ہمارے درمیان کوئی مستقل راہ و رسم نہیں تھی لیکن جاگیر کے سلسلے میں دو تین بار ملاقات کے دوران اچھی خاصی سلام دعا ہو گئی تھی' پنڈت اوم پرکاش کو کیلاکش نے مدعو کیا تھا۔ اس لیے کہ وہ کرڈی کے سب سے بڑے پنڈت تھے اور ہندوؤں کے حلقے میں ان کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

میں کمرے میں داخل ہوا تو ڈپٹی کمشنر آنند کمار نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے مجھ سے مصافحہ کیا لیکن پنڈت اوم پرکاش نے مجھے دیکھتے ہی کچھ ایسا کڑوا سا منہ بنا کر نظریں پھیریں کہ میرا ماتھا ٹھنکے بغیر نہ رہ سکا۔ میں نے زیادہ توجہ اس لیے نہیں دی کہ مجھے معلوم تھا کہ پنڈت پجاری قسم کے لوگ علاقے میں ہونے والی دعوتوں میں شریک ہونے سے انکار تو نہیں کرتے لیکن جہاں مسئلہ غیر مذہب اور دھرم کا آ جائے وہاں کچھ زیادہ ہی چھوت چھات کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں تاکہ اپنے حلقے میں ان کی زیادہ شہرت ہو سکے۔

"میں آپ کو شادی کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں مسٹر جمال" ڈپٹی کمشنر نے بڑی گرم جوشی سے مجھے مبارک باد دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر آنند" میں نے بھی مسکرا کر جواب دیا پھر پوچھا۔ "فرمائیے! میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں؟"

"اس خوشی کے موقعے پر مجھے اپنی سرکاری حیثیت کا اظہار کرتے ہوئے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے لیکن میں آپ سے کچھ ضروری باتیں دریافت کرنے کے لیے مجبور ہوں۔"

"تکلف چھوڑیے آنند جی۔" میں نے ڈپٹی کمشنر کے لہجے کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "آپ جو دریافت کرنا چاہتے ہیں خوشی سے دریافت کیجیے۔"

"آپ کی بیوی کا نام کیا ہے؟" ڈپٹی کمشنر نے سگریٹ نکال کر جلاتے ہوئے پوچھا۔

مجھے آنند کمار کے سوال پر ایسا لگا جیسے بھرے مجمعے میں کسی نے میرے کپڑے اتار لیے ہوں۔ میں نے حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے پنڈت اوم پرکاش کے چہرے پر نظر ڈالی جو بدستور منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ آنند کمار کے سوال کے ساتھ ہی پنڈت جی کی کشادہ پیشانی پر لاتعداد آڑی ترچھی شکنیں بھی ابھر آئیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے سسر پریم ناتھ جی نے مجھے ہراساں کرنے کی خاطر غالباً اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے اس بات کا اندازہ پہلے نہیں تھا۔ میرا خیال تھا کہ پریم ناتھ کو اس بات کی خبر ضرور مل گئی ہوگی کہ کاجل اب کاجل نہیں بلکہ اپنی مرضی سے درخشاں بن چکی ہے اور اس بات کے علم میں آجانے کے بعد پریم ناتھ کو بات بڑھا کر خود اپنی جگ ہنسائی نہیں کرانی چاہیے تھی لیکن شاید وہ بھی اپنی دھرم برادری کے ہاتھوں مجبور ہو کر حماقت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ ایک لمحے کو میں نروس ضرور ہو گیا لیکن پھر میں نے بڑی سنجیدگی سے ڈپٹی کمشنر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا مسٹر آنند؟"

"میں نے آپ کی بیوی کا شبھ نام دریافت کیا تھا۔" آنند کمار نے سنجیدگی سے اپنا سوال دہرا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ نے دعوت نامہ پڑھنے کی ضرورت نہیں سمجھی تھی ورنہ میری بیگم کا نام دریافت کرنے کی زحمت سے ضرور بچ جاتے۔" میں نے زہرخند سے ڈپٹی کمشنر کو گھورتے ہوئے جواب دیا تو وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ پنڈت اوم پرکاش اپنی گنجی کھوپڑی سہلانے لگا۔

"آپ نے پریم ناتھ جی کا نام تو سنا ہوگا؟" ڈپٹی کمشنر نے پینترا بدل کر کہا۔ "سیلون میں سفیر کے عہدے پر تعینات ہیں۔"

"خوب اچھی طرح واقف ہوں۔" میں ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "وہ میرے والد کے بڑے اچھے اور پرانے دوستوں میں سے ہیں۔"

"پھر تو آپ نے پریم ناتھ کی بیٹی کاجل کا نام بھی ضرور سنا ہوگا؟" آنند کمار نے الفاظ چباتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔" میں قدرے تیز ہو گیا۔ "آپ جس کاجل کا ذکر کر رہے ہیں وہ مسلمان ہو چکی ہے اس کا نام اب درخشاں ہے اور وہ میری بیوی ہے، فرمائیے اور کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں آپ؟"

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے زبردستی کاجل کو مسلمان کر کے اس سے شادی کرلی ہے۔" ڈپٹی کمشنر نے آواز اونچی اٹھانے کی کوشش کی۔

"مسٹر آنند" میں نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔ "اگر آپ یہاں رنگ میں بھنگ ڈالنے آئے ہیں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں اور اگر آپ کا مقصد قانون کے دائرے میں رہ کر واقعات کی چھان بین کرنا ہے تو میں صبح آپ کے دفتر بھی آسکتا ہوں۔"

"اپنی عزت پر میل آیا تو تم کیسے ناچ اٹھے۔" پنڈت اوم پرکاش نے اٹھتے ہوئے تیز آواز میں کہا۔ "دوسروں کی عزت کا بھی کچھ دھیان ہے تمہیں؟"

"پنڈت جی۔" میں نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کو میرے معاملات میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں، اگر آپ اپنی زبان بند رکھیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔"

"کیا کرلوگے تم میرا؟" پنڈت نے لال پیلا ہوتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ملازموں سے دھکے دے کر نکلوا دوگے؟"

"مسٹر آنند" میں نے قدرے سخت لہجے میں ڈپٹی کمشنر سے احتجاج کیا۔ "پنڈت جی کو روکنے کی کوشش کیجیے ورنہ میں بھی تلخ کلامی پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کی کوئی عزت ہے تو آپ کو میری عزت اور حیثیت کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔"

"حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے مسٹر جمال۔"

آنند کمار نے مجھے آپے سے باہر ہوتا دیکھ کر پنڈت اوم پرکاش کو اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ "میرے پاس اس بات کی تحریری رپورٹ موجود ہے کہ آپ نے ایک ہندو لڑکی کو ورغلا کر پہلے مسلمان کیا پھر اس سے شادی کرلی، بحیثیت ڈپٹی کمشنر مجھے اختیار ہے کہ واقعات کی چھان بین کروں۔"

"اور چھان بین کے لیے آپ نے اسی وقت کا انتخاب کیا ہے۔" میں نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔

"آپ کو اگر یہ وقت مناسب نہیں لگتا تو کل صبح آپ میرے دفتر تشریف لے آئیں۔" آنند کمار نے میری جھلاہٹ دیکھ کر زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے۔" میں دانت پیس کر بولا۔ "کل میں آپ کے دفتر آجاؤں گا۔"

"اگر زحمت نہ ہو تو اپنے ساتھ ثبوت کے طور پر ضروری دستاویز بھی لے آئیے گا تاکہ بعد میں دوبارہ پریشانی نہ اٹھانی پڑے گی۔"

"آل رائٹ۔" میں نے بات ختم کرنے کی غرض سے خون کے گھونٹ پیتے ہوئے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔

"اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو اپنی مسز کو بھی ساتھ لے آئیں مجھے ان کا بیان بھی درکار ہوگا۔" آنند کمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار آگ پر تیل چھڑک رہا تھا، میں اس خوشی کے موقعے پر کوئی بدمزگی نہیں چاہتا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ وہ آسانی سے نہیں ٹلیں گے اور میں بات کو جتنا ختم کرنے کی کوشش کروں گا وہ اتنا ہی شیر ہوتے جائیں گے چنانچہ میں نے کچھ سوچ کر کہا۔

"مسٹر آنند۔ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں بار ایٹ لا بھی ہوں۔"

"اوہ۔ آئی سی۔" ڈپٹی کمشنر سنجیدہ ہو گیا۔ "یہ بات تو میں بھول ہی گیا تھا۔ اچھا، اب اجازت چاہتا ہوں۔"

"ون منٹ۔" اس بار میں نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "آپ کو اگر زحمت نہ ہو تو اپنے دفتر سے میرے نام کا ایک نوٹس ضرور جاری کرا دیجیے گا اس لیے کہ میں بغیر نوٹس کے کسی دفتر میں جا کر اپنا وقت برباد کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نوٹس اور سمن جاری ہونے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کیس فائل پر آجاتا ہے اور اس کی روداد اخبار والوں کو بھی بہ آسانی ملتی رہتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟" آنند کمار نے چونکتے ہوئے مجھے گھورا۔

"میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی جو سمجھ میں نہ آسکے۔" میں تلخ آواز میں بولا۔ "تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی اس کے لیے دوسرے ہاتھ کا ہلانا بھی ضروری ہوتا ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ اگر پریم ناتھ خود اپنی بدنامی چاہتے ہیں اور اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے خاموش رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر قانونی نوعیت کی کوئی ذاتی دستاویز بار بار کا جھگڑا نمٹانے کے لیے ایک بار اخبار

میں نمایاں طور پر شائع کرا دی جائے تو اس سے دو فائدے ہوتے ہیں، اول یہ کہ انسان بہت ساری زحمتوں سے بچ جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے دوسرے فریق کی شہرت کو بھی خاصی پبلسٹی مل جاتی ہے۔ ایسی پبلسٹی جو اس کے نام اور کارناموں کو راتوں رات بڑے اونچے مقام پر پہنچا دیتی ہے۔"

"اس سے نقص امن کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔" آنند کمار نے پہلی بار ہونٹ چباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"تحریری رپورٹوں کو پایا بھی تو نہیں جا سکتا مسٹر آنند۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا پھر معصوم صورت بنا کر پوچھا۔ "بہرحال میرے لیے کیا حکم ہے آپ کا۔ دوسری ملاقات کب اور کہاں مناسب رہے گی؟"

"میں آپ سے فون پر بات کر کے طے کرلوں گا۔" آنند کمار نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"جیسی آپ کی مرضی ڈپٹی کمشنر صاحب۔" میں نے زہرخند سے جواب دیا۔

آنند کمار پلٹ کر تیزی سے باہر جانے لگا، پنڈت.... اوم پرکاش نے وقتی طور پر اپنی زبان بند کرلی تھی لیکن اس کی نگاہوں سے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں ابل رہی تھیں، جاتے جاتے اس نے مجھے ایسی نظروں سے گھورا جیسے کہنا چاہتا ہو۔ "بالک۔ تم نے ہمیں چھیڑ کر اچھا نہیں کیا۔ تمھیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا۔"

میں نے پنڈت اوم پرکاش کے منہ لگنا مناسب نہیں سمجھا، خاموش کھڑا اسے گھورتا رہا، جب وہ بھی کمرے سے چلا گیا تو میں نے اطمینان کا سانس لیا اور قدم اٹھاتا ہوا باہر آگیا جہاں دوسرے مہمان میری راہ دیکھ رہے تھے، میں انہیں رخصت کرنے میں مصروف ہو گیا، بظاہر میں خود کو بڑا پرسکون رکھنے کی کوشش کرتا رہا تھا لیکن اندر ہی اندر یہ خیال بھی مجھے پریشان کر رہا تھا کہ کھیل ابھی ختم نہیں ہوا۔ شروع ہوا ہے۔

کاجل کو درخشاں کے روپ میں حاصل کر کے مجھے جو سکون ملا تھا وہ اسے برباد کرنا چاہتے تھے۔ بڑے احمق اور نادان لوگ تھے، اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ اب جمال اور درخشاں ایک جان دو قالب بن چکے تھے، ہماری خوشیاں اور غم مشترک تھے، یہ کیسے ممکن تھا کہ جسم کے ایک حصے کو گزند پہنچتا اور دوسرے کو مطلق احساس نہ ہوتا۔ جانے وہ کس انداز میں سوچ رہے تھے۔

میرا خیال تھا کہ شادی کے بعد پریم ناتھ دانش مندی کا ثبوت دیتے ہوئے خاموشی اختیار کرلیں گے۔ وہ پڑھے لکھے تھے، سوجھ بوجھ رکھتے تھے جب ہی تو اعلیٰ عہدے پر تعینات تھے، انھیں سمجھ لینا چاہیے تھا کہ تیر کمان سے نکل چکا ہے، اسے واپس لانے کی کوشش بے سود تھی۔ ان کا ترکش یوں بھی خالی ہوچکا تھا، انھیں ہتھیار ڈال دینے چاہیے تھے، کاجل بالغ تھی، ہوشیار تھی، تعلیم یافتہ تھی، اس نے اپنی زندگی اور اپنے مستقبل کے لیے جو فیصلے کیے تھے بہت سوچ سمجھ کر اپنی مرضی اور خوشی سے کیے تھے، دنیا کا کوئی قانون اسے اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کرسکتا تھا، یوں بھی کاجل سے درخشاں بن کر اس نے پرانے رشتوں کے درمیان مذہب کی دیوار حائل کرلی تھی مگر وہ شاید دیوانے ہوگئے تھے جب ہی تو ہماری زندگی میں خوشیوں کے بجائے زہر گھولنے کی کوشش کررہے تھے۔

پریم ناتھ نے ہماری شادی کو اپنے دھرم کی آن کا مسئلہ بنالیا تھا، شاید اسے اس کے حلقے کے پنڈت پجاریوں نے اکسا دیا تھا، دیوی دیوتاؤں کی لازوال ماورائی قوتوں کے احساس نے غالباً ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی تھیں یا پھر حکومت نے انھیں غیرت دلائی تھی اور اس بات کا دباؤ ڈالا گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو، ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کردیا جائے، غرضیکہ وہ اوچھا وار کرنے پر اتر آئے تھے۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ درخشاں کو حالات کا علم ہو اور اس کا معصوم وجود خزاں کی تپش محسوس کر کے کمہلانے لگے اس لیے میں نے دعوتوں کو قبول کرنے کا سلسلہ ہی ختم کردیا۔ میری جاگیر اور علاقے کے لوگ چاہتے تھے کہ مجھے مدعو کریں میں نے ان کے لیے اسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں جو کچھ کیا تھا وہ اس کا اظہارِ عقیدت کرنا چاہتے تھے اس کے لیے انھیں موقعے کی تلاش تھی اور میری شادی نے وہ موقع انھیں فراہم کردیا تھا، مگر میں ان کے خلوص کو اپنے اندیشوں کے پیشِ نظر بڑی خوب صورتی سے ٹالتا رہا، کسی نہ کسی بات کا بہانہ کر کے دعوتوں سے پہلو تہی کرجاتا تھا مبادا کہ پھر کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آسکے جو درخشاں کے لیے بھی باعثِ پریشانی ثابت ہو۔

میں نے دیوان جی کے علاوہ دوسرے تمام ملازمین کو بھی اس بات کی سختی سے تاکید کردی تھی کہ کسی اجنبی کو حویلی کی حدود میں میری اجازت کے بغیر نہ داخل ہونے دیا جائے، میں نے ملاقات کا کمرہ بھی حویلی کے باہر قائم کرادیا تھا تاکہ وہ قدم حویلی کے اندر نہ آسکیں جو ہمارے گلشن کے لیے منحوس ثابت ہوں اور ہماری بہاروں کو تاراج کردیں، میں کسی بھی قیمت پر ان باتوں کو درخشاں کے کانوں تک نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا ورنہ وہ ہراساں ہوجاتی، میری زندگی اسے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز تھی، اسی لیے اس نے اپنا دھن دولت، دھرم اور گھربار چھوڑ کر مجھے اپنا لیا تھا، اس نے میری خاطر جو قربانیاں دی تھیں وہی بہت تھیں، بیرونی سازشوں سے آگاہ کر کے میں اسے کسی نئی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

کیلاش اور جیکب والی دعوت نے مجھے محتاط ہوجانے پر مجبور کردیا تھا۔ میں ڈپٹی کمشنر آنند کمار سے خائف نہیں تھا، اسے بھی میری حیثیت کا بخوبی اندازہ تھا، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر معاملہ عدالت تک پہنچا اور درخشاں نے اپنی مرضی سے مسلمان ہونے کا بیان عدالت کے روبرو دے دیا اور اسلام قبول کرنے کی سند پیش کردی تو آنند کمار کی کرکری ہوجائے گی۔ آنند کمار خاصا سمجھ دار اور ہوشیار تھا۔ وہ افسر ہونے کی وجہ سے کسی طرح دھونس دھڑلے سے کام نکالنا چاہتا تھا اسی لیے اس نے دعوت کے درمیان مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی اور آنکھیں لال پیلی کر کے اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ مگر جب میں بھی سنجیدہ ہوگیا تو وہ پنڈت اوم پرکاش کو لے کر خاموشی سے چلا گیا۔ بات بڑھ جانے کی صورت میں اس کی شخصیت پر حرف بھی آسکتا تھا۔ میں اس پر ہتک عزت کا دعویٰ کردیتا تو اسے جان بچانی مشکل ہوجاتی۔ اس نے موقعے کی نزاکت کو بھانپ لیا اسی لیے تیزی سے چلا گیا اور اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہورہا تھا، مجھے وہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ گربہ کشتن روزِ اول کے مصداق عمل کرتا تو وہ دوبارہ کھل کر سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکتے لیکن وقت گزر چکا تھا، اب اس پر پچھتانا یا کفِ افسوس ملنا بیکار تھا بہرحال میں نے طے کرلیا تھا کہ اگر دوبارہ میری عزت پر حملہ کرنے کی کوئی کوشش کی گئی یا میری غیرت کو سرِ بازار اچھالا گیا تو میں بھی خاموش نہیں رہوں گا، اینٹ کا جواب پتھر سے دوں گا۔

میں نے آنند کمار اور پنڈت اوم پرکاش والی گفتگو

کا تذکرہ کیلاش یا جیکب سے دیدہ و دانستہ نہیں کیا، میں حالات کا رنگ دیکھنا چاہتا تھا، مجھے یقین تھا کہ اوم پرکاش کیلاش کو صورتِ حال سے ضرور مطلع کرے گا، کیلاش میرا دوست تھا لیکن وہ بہرحال ہندو تھا، کچھ لوگوں کے لیے دوستی دنیا کے تمام رشتوں سے زیادہ اہم ہوتی ہے، دوستی کی خاطر وہ سب کچھ قربان کردیتے ہیں لیکن کچھ لوگ مذہب کو دوسری تمام باتوں پر ترجیح دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ میں کیلاش کو آزمانا چاہتا تھا کہ وہ کس شمار و قطار میں ہے۔ حویلی کے ایک حصے میں میرے ساتھ رہنے اور دوستی کے مقدس رشتے کی بنا پر بھی وہ مجھ سے سب سے زیادہ قریب تھا۔ وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے رات کے گھپ اندھیرے میں عقب سے میری پشت میں چھرا گھونپ سکتا تھا۔ مجھے سب سے پہلے کیلاش کے سلسلے میں سوچنا چاہیے تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا، مجھے اپنی دوستی پر اعتماد تھا اور میں نے اسی اعتماد کو آزمانے کے لیے خاموشی اختیار کررکھی تھی۔

دیوان جی جاگیر کے سب سے پرانے اور قابلِ اعتماد ملازم تھے، والد صاحب بھی ان پر اندھا اعتماد کرتے تھے، چنانچہ میں نے بھی دیوان جی کو جاگیر کے کاموں کے سلسلے میں مکمل طور پر تمام سیاہ و سفید کا مالک بنا رکھا تھا، وہ ہر معاملے میں مجھ سے مشورہ کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور میں ہر بار یہی جواب دیتا تھا کہ وہ جو مناسب سمجھیں کریں، میری طرف سے کلی اختیار ہے۔ دیوان جی کا اصل نام خان شہباز خان تھا۔ ہماری ملازمت اختیار کرنے سے پہلے وہ پولیس میں ہیڈ کانسٹیبل کے عہدے پر تعینات تھے، اپنے سرکاری عہدے اور اختیارات سے جتنا فائدہ دیوان جی نے اٹھایا تھا وہ شاید ہی کسی اور نے اٹھایا ہو۔ خان شہباز خان صرف نام ہی کے نہیں کام کے بھی شہباز تھے، انھوں نے اپنے علاقے میں کبھی جرم کو پروان چڑھنے کی اجازت نہیں دی، بڑا رعب اور دبدبہ تھا ان کا لیکن دوسرے علاقے میں بیشتر جوئے کے اڈے، ناجائز شراب خانے اور کالے دھندے خان شہباز خان ہی کے دم سے زندہ تھے۔

والد صاحب کے کہنے کے مطابق خان شہباز خان نڈر، بے خوف اور جان دار آدمی تھا۔ ایک دو قتل میں بھی اس کا نام ملوث تھا لیکن کوئی ٹھوس ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے اس پر کوئی آنچ نہیں آئی تھی۔ وہ خود بھی کھاتا تھا اور دوسروں کو بھی کھلانے کا عادی تھا لیکن کسی کی دھونس اور برتری برداشت کرنا اس کے اصول کے خلاف تھا اسی وجہ سے افسر بھی اس کے منہ لگنے سے گریز کرتے تھے اور یہی وجہ تھی جو تھانہ انچارج کے بجائے شہباز خان دیوان جی کے نام سے پورے علاقے میں مشہور ہوگئے تھے۔

دور دراز کے علاقوں تک شہباز خان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کیا مجال تھی کہ کوئی پرندہ بھی اشارے کے بغیر اس کے علاقے میں پر مار جاتا۔ شروع شروع میں اسے اپنی دھاک جمانے کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے تھے، ان لوگوں سے ٹکرانا پڑتا تھا جو پہلے سے اپنے قدم جمائے ہوئے تھے۔ کسی کے منہ سے تر نوالا چھین لینا بچوں کا کھیل نہیں، شہباز کو اپنا لوہا منوانے کے لیے اچھی خاصی محنت کرنی پڑی تھی، متعدد بار اسے حریفوں کے ہاتھوں گہری چوٹ بھی برداشت کرنی پڑی تھی لیکن وہ دھن کا پکا تھا، اس نے ہمت نہیں ہاری۔

دوسرے بدمعاشوں اور غنڈوں کی طرح شہباز تاریکی میں چھپ کر وار کرنے اور دشمنوں کا صفایا کرنے کا عادی نہیں تھا وہ للکار کر اپنے دشمن پر حملہ کرنے کا عادی تھا اس کا کہنا تھا کہ جو لوگ پشت سے وار کرتے ہیں وہ مرد نہیں، زنخے ہوتے ہیں چنانچہ شہباز کو مرد بننے کے لیے اچھی خاصی جدوجہد کرنی پڑی تھی تب کہیں جاکر اس کا سکہ چلنا شروع ہوا تھا۔ بڑے بڑے بدمعاشوں نے شہباز کے نام کے آگے کان پکڑ کر توبہ کرلی تھی اور اس کو بڑا مان لیا تھا۔

کئی برسوں تک اس کے نام کا ڈنکا دور دور تک بجتا رہا پھر شہباز کی زندگی میں بھی ایک انقلاب آیا۔ شراب اور جوئے کے ساتھ ساتھ اسے جوان اور خوب صورت لڑکیوں کی بھی لت پڑ گئی تھی، اس میدان میں بھی وہ خاصی شہرت حاصل کرچکا تھا جو لڑکی اسے پسند آجاتی وہ اسے حاصل کیے بغیر دم نہیں لیتا تھا۔ اس کے ڈر اور خوف سے شریف لڑکیوں نے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا تھا لیکن شہباز کے گرگے اسے کسی نہ کسی طرح خبر پہنچا دیتے تھے کہ فلاں گھر کے اندر ایک نئی کلی نے مہکنا شروع کیا ہے اور شہباز خان پہلی فرصت میں اس کلی کو پھول بنانے کے منصوبے بنانا شروع کردیتا۔ اسے اپنے ارادوں میں کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا تھا، جو رکاوٹ درمیان میں آتی اسے شہباز کے گرگے ٹھوکر مار کر دور کردیا کرتے تھے۔

شہباز خان کا نام اور کام زور شور سے چل رہا تھا، والد صاحب کی جاگیر کے قریب ہی وہ ایک گاؤں میں دو کمروں کے مکان میں تنہا رہتا تھا۔ اس کے بزرگوں یا عزیز رشتے داروں کے بارے میں بھی کو کوئی خبر نہ تھی، ایک دوبار کچھ لوگوں نے اس سے دریافت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شہباز نے ہر بار مونچھوں پر تاؤ دے کر ایک ہی جواب دیا: ”میں آسمان سے

اولوں کے ساتھ ٹپکا تھا۔ میرے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کے بارے میں عجیب و غریب باتیں مشہور کر رکھی تھیں مگر شہباز نے ان باتوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا اس لیے کہ یہی باتیں اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی تھیں لوگ اس سے خائف رہنے لگے تھے اور ان کا یہی خوف شہباز کے لیے علاقے میں اور علاقے کے باہر قدم جمانے میں بڑا کارآمد ثابت ہوا پھر جب اس نے ایک بار دشمنوں کو زیر کر لیا تو رادی نے اس کے حق میں چین لکھنا شروع کر دیا تھا۔

ڈیوٹی سے فراغت پانے کے بعد شام کو شہباز خان اپنے کچے پکے مکان کے سامنے کھلے میدان میں اپنی محفل جماتا تھا۔ اس کی محفل میں اس کے گرگوں کے علاوہ اکثر دوسرے علاقے کے افراد اور پولیس کے نچلے طبقے کے کارندے بھی نظر آتے شہباز پچھے کنویں کے قریب نیم کے درخت کے نیچے اپنی چارپائی پر لیٹا کارندوں کی رپورٹ اور کارگزاری سنتا رہتا اور وہیں ہاتھ کے ہاتھ فیصلے بھی جاری کرتا رہتا۔ اس کے اندر بلا کی ذہانت اور چالاکی موجود تھی۔ ذاتی طور پر وہ صرف چار جماعتیں پڑھا ہوا تھا لیکن جب باتیں کرتا تھا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے عالم فاضل اور منشی فاضل کے تمام امتحانات پاس کر رکھے ہوں قد و قامت جسامت اور خد و خال کے اعتبار سے بھی وہ ببر شیر لگتا تھا۔ بڑے بڑے بال اور گھنیری مونچھوں نے اس کی شخصیت کو اور رعب دار بنا دیا تھا لیکن زندگی کے ایک ہی انقلاب نے اس کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

یہ ان دنوں کی بات تھی جب شہباز خان کے نام کا سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا۔ اس روز وہ اچھی خاصی ترنگ میں بیٹھا تھا جب ایک گرگے نے موقع پا کر اس کے کانوں میں رامو کمہار کی اکلوتی لڑکی کا نام پھونک دیا جو جوانی کی سرحدوں میں قدم رکھ چکی تھی۔ شہباز ایک دوبار پہلے بھی بندیا کا نام سن چکا تھا وہ کسی نیچی ذات پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہیں سمجھتا تھا مگر اس روز شہباز کے خاص گرگے نے کچھ ایسے دلچسپ انداز میں ہونٹ کاٹ کاٹ کر بندیا کا ذکر کیا کہ شہباز کا نشہ دو آتشہ ہو گیا۔ اس نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ بندیا بھی اس کی آغوش میں ضرور چہکے گی اور پھر یوں بھی چڑھتی جوانی کی کوئی ذات پات نہیں ہوتی، جوانی صرف جوانی ہوتی ہے وہ اگر سرکش بھی ہو تو اسے زیر کرنے میں زیادہ لطف آتا ہے۔

شہباز نے اسی گرگے کو حکم دیا کہ وہ دو تین آدمیوں کے ساتھ رات کا اندھیرا پھیلتے ہی جائے اور چپ چپاتے بندیا کو اٹھا لائے۔ گرگے نے فوراً ہی ہامی بھر لی اس لیے کہ وہ رامو کمہار کا مقروض تھا اور لین دین کے معاملے میں رامو سے کئی بار دوسروں کے سامنے ذلیل بھی کر چکا تھا چنانچہ اس نے رامو سے اپنا انتقام لینے کی خاطر شہباز کے کان بندیا کی اٹھتی جوانی کے ذکر سے بھر دیے تھے۔

شہباز کا اشارہ پا کر اس شخص کی آنکھیں چمک اٹھیں اسی رات وہ دو آدمیوں کے ساتھ رامو کے گھر جا پہنچا اور بندیا کو اٹھا لایا۔ رامو نے مزاحمت کی کوشش کی تو پوری قوت سے ایک لٹھ اس کے سر پر پڑا اور وہ ہمیشہ کے لیے چپ اختیار کر کے اپنے کچے آنگن کے فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ بندیا کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر ڈھاٹا باندھ دیا گیا تھا۔ کام اس قدر ہوشیاری اور خاموشی سے کیا گیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور بندیا کو شہباز خان کے کمرے میں لا ڈالا گیا۔ شہباز نے بندیا کو دیکھا تو پھڑک اٹھا، اس نے اپنے آدمیوں کو انعام دے کر رخصت کیا پھر کمرے کی کنڈی چڑھا کر دوبارہ مونڈھے پر بیٹھ کر دارو کی چسکی لگانے لگا۔ اس کی نظریں بندیا کے حسین سراپا پر جمی ہوئی تھیں جو اس کے سامنے فرش پر بندھی پڑی تھی لیکن بڑی حقارت بھری نظروں سے شہباز کو گھور رہی تھی۔

شہباز خان مدہوش ہو کر اٹھا اور اس نے بندیا کو بندشوں کی قید سے آزاد کر دیا پھر اس کے منہ سے کپڑا بھی نکال پھینکا۔ وہ شہباز خان کے جسمانی پھیلاؤ کو سہمی سہمی نظروں سے دیکھ رہی تھی شیر اور بکری کا کوئی مقابلہ نہیں تھا اس لیے بندیا کی آنکھوں میں حقارت کے بجائے رحم کی درخواست مچلنے لگی۔ اس نے شہباز خان کے آگے ہاتھ جوڑ کر خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی اسے دیوی دیوتاؤں کے نام پر خطرناک ارادے سے باز رکھنے کے لیے منت سماجت کرنے لگی۔ شہباز خان مونچھوں پر تاؤ دیتا اور بندیا کو عجیب سی نظروں سے گھورتا آگے بڑھا تو بندیا نے اسے خدا اور رسولؐ کا واسطہ بھی دیا لیکن شہباز خان ایسے خوب صورت موقعوں پر گونگا اور بہرہ ہو جانے کا عادی تھا۔ وہ آہستہ آہستہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔

بندیا خوف زدہ انداز میں پیچھے ہٹتی رہی ہاتھ جوڑ جوڑ کر التجا کرتی رہی خوف و دہشت نے اس کے چہرے پر خون کی تمازت بڑھا دی تھی، اس کا تنفس بے ترتیب ہو رہا تھا لیکن اسی بے ترتیبی نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیے تھے۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے شہباز کو دیکھتی رہی پھر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا، وہ دیوار سے ٹکرا کر رک گئی تھی۔ پیچھے جانے کا راستہ ختم ہو گیا تھا، آگے اس کی بربادی نشے میں جھومتی لڑکھڑاتی آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اچانک بندیا نے ایک اہم فیصلہ کر لیا: وہ مر جائے گی لیکن اپنی عزت کو کسی درندے کے ہاتھوں نہیں لٹنے دے گی:

شہباز خان نے قریب پہنچ کر اسے اپنے ہاتھوں کے آہنی حصار میں سمیٹنے کی کوشش کی تو بندیا بڑی تیزی سے جھکائی دے کر دروازے کی جانب بھاگی۔ شہباز نے اسے پکڑنے کے لیے دوڑنے بھاگنے کی زحمت گوارا نہیں کی، قہقہہ لگانا شروع کر دیا تھا۔ بندیا سے پہلے دوسری لڑکیوں نے بھی فرار کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکی تھیں۔ شہباز جب اندر شکار کر رہا ہوتا تو اس کے دو خاص آدمی باہر پہرہ دیتے رہتے اور فرار ہونے کے ارادے سے باہر بھاگنے والی لڑکیوں کو دوبارہ پکڑ کر اندر ان کی قربان گاہ میں پہنچا دیا کرتے تھے۔ شہباز کو یقین تھا کہ بندیا بھی بچ کر نہیں جائے گی چند لمحوں میں اس کے وفادار اور تجربہ کار ساتھی اسے بے بس کر کے دوبارہ اس کے قدموں میں لا ڈالیں گے۔ اسی خیال کے تحت اس نے قہقہہ لگانا شروع کر دیا پھر آگے بڑھ کر دارو کا گلاس بھرنے لگا۔ وہ بندیا کو حاصل کرنے سے پیشتر پوری طرح نشے میں ڈوب جانا چاہتا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے شہباز خان کا سارا نشہ ہرن ہو گیا۔ اس کے دونوں ساتھی گھبرائے ہوئے اندر داخل ہوئے پھر انھوں نے خبر دی کہ بندیا نے ان کے گھیرے سے بچنے کے لیے پچھے کنویں میں چھلانگ لگا دی ہے۔

دارو کا گلاس شہباز خان کے ہاتھوں سے نیچے گر گیا۔ اس نے باہر جا کر بندیا کو کنویں سے باہر نکلوایا لیکن وہ اس کی دسترس سے بہت دور جا چکی تھی، اس نے مر کر شہباز خان کو اتنی کھری اور اذیت ناک شکست دی تھی کہ شہباز خان تلملا کر رہ گیا اس کے گرگوں نے راتوں رات بندیا اور رامو کی لاشوں کو اس طرح ٹھکانے لگا دیا کہ ان کا سراغ پانا مشکل تھا لیکن شہباز خان۔ وہ مہینوں بندیا کی دی ہوئی شکست کے احساس سے چھٹکارا نہ پا سکا، اس کے کانوں میں ہر وقت بندیا کی آہ و زاری گونجتی رہتی جسے وہ نیچ ذات سمجھ رہا تھا اس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی خاطر اپنی موت کو گلے لگا کر شہباز خان کی تنی ہوئی گردن پر ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ وہ بلبلا اٹھا اور پھر شہباز خان کے اندر سویا ہوا انسان جاگ اٹھا۔ اس نے ایک روز اچانک ملازمت سے استعفیٰ دے دیا، کچھ دنوں بیکار رہا پھر اس نے والد صاحب کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ ملازمت کی درخواست کرنے سے پیشتر اس نے والد صاحب کے سامنے اپنا پورا ماضی کھول کر رکھ دیا تھا وہ اپنے ماضی پر شرمندہ تھا۔ وہ عزت کی زندگی گزار کر اپنے گناہوں کے بوجھ کو کچھ ہلکا کرنا چاہتا تھا چنانچہ والد صاحب نے اسے مایوس نہیں کیا اور ملازم رکھ لیا۔

شروع شروع میں والد صاحب اس کی طرف سے محتاط رہے اس کی ایک ایک نقل و حرکت پر کڑی نگرانی رکھی گئی لیکن وقت نے یہ ثابت کر دیا کہ شہباز خان نے خود کو یکسر بدل دیا ہے اور باقاعدہ نماز روزہ شروع کر دیا ہے، والد صاحب کا اعتماد بحال ہوا تو انھوں نے شہباز خان کو ترقی دینی شروع کر دی۔ اسے صرف دیوان جی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اس لیے کہ شہباز خان کو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے مار کر دفن کر دیا تھا اور صرف دیوان جی رہ گیا تھا۔ دیوان جی جسے میں نے پوری جاگیر کی ذمے داری سونپ رکھی تھی۔

آنند کمار اور پنڈت اوم پرکاش کے سلسلے میں بھی دیوان جی نے مجھے اطلاع دی تھی پھر شاید اس نے ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن لی تھی وہ اس بات کو بھی محسوس کر لیا تھا کہ میں کیلاش اور جیکب والی دعوت کے بعد سے بہت زیادہ محتاط ہو گیا ہوں میں نے لوگوں سے ملنا جلنا بھی بند کر دیا تھا، دعوتوں میں شرکت سے بھی کترانے لگا تھا۔ دو روز تک وہ نظریں جھکائے خاموشی سے سب کچھ دیکھتا رہا، تیسرے روز میں صبح کے وقت باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ وہ اچانک میرے پاس آ گیا اور ہاتھ باندھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

”کہیے دیوان جی! کوئی خاص کام ہے؟“ میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

”چھوٹے سرکار! مجھے آپ سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں۔“ اس نے قدرے تامل سے کہا۔

”جاگیر کا کوئی معاملہ ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”جی نہیں۔“ اس کا جواب بڑا مختصر اور نامکمل تھا۔

”کچھ پیسوں کی ضرورت تو نہیں درپیش آ گئی ہے؟“ میں نے اصل بات معلوم کرنے کی خاطر قیاس آرائی شروع کر دی۔

”آپ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے چھوٹے سرکار!“ دیوان جی بولے۔ ”مالک کا کرم ہے جو اس نے آپ لوگوں کے سائے تلے مجھے عزت دی ہے۔“

”کیا مجھ سے کوئی شکایت ہے؟“ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”میری اتنی کہاں مجال کہ ایسی گستاخ نگاہیں اونچی کر سکوں۔“ دیوان جی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ”مجھے کوئی شکایت نہیں چھوٹے سرکار، لیکن ... لیکن ....“

”لیکن کیا دیوان جی؟“ میں نے قدرے الجھتے ہوئے کہا — ”آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہہ ڈالیے۔“

”چھوٹے سرکار!“ دیوان جی نے پہلی بار مجھ سے نظریں ملاتے ہوئے کہا۔ ”میرا خیال ہے کہ اب اس جاگیر اور حویلی کو میری خدمات

کی ضرورت نہیں رہی۔ میں آپ سے رخصت لینے آیا ہوں۔"

"دیوان جی!" میں چونکتے ہوئے بولا۔ "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کو کس بات سے یہ احساس ہوا کہ مجھے یا جاگیر کو آپ کی ضرورت نہیں رہی کہیں کیلاکش یا جیکب کی کسی بات سے تو آپ کی دل شکنی نہیں ہوئی؟ اگر ایسی بات ہے تو میں....."

"خدا کے لیے چھوٹے سرکار! اس کے آگے کچھ کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کیجیے گا۔" دیوان جی نے ہاتھ باندھتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"کچھ پتہ تو چلے۔ آخر بات کیا ہے؟" میں نے نرمی سے دریافت کیا۔

"دراصل مجھ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی ہے۔" دیوان جی نظریں جھکا کر بولے۔ "میں اسی کی تلافی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کھل کر بات کیجیے دیوان جی! میں ابھی تک کچھ نہیں سمجھ سکا۔" میں نے وضاحت طلب نظروں سے پوچھا۔

"دعوت والے روز میں نے آپ کی اور ڈپٹی کمشنر آنند کمار کی باتیں سن لی تھیں۔" دیوان جی سنجیدگی سے بولے۔

"اوہ۔" میں نے مسکراتے ہوئے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ "تو یہ بات ہے۔"

"یہ بات اتنی معمولی نہیں ہے چھوٹے سرکار!" دیوان جی نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "ہماری خاموشی ہمارے دشمنوں کو اور اچھلنے کودنے کا موقع فراہم کرے گی۔ آپ ان پنڈت پجاریوں کو مجھ سے زیادہ نہیں جانتے، اگر ابھی سے ان کی گوشمالی نہ کی گئی تو یہ ہمارا جینا حرام کر دیں گے۔ آپ کا ان لوگوں کے منہ لگنا ٹھیک نہیں ہوگا لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے کس زبان میں بات کی جاتی ہے۔"

"والد صاحب نے مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا دیوان جی!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی وفاداری کی قدر کرتا ہوں مگر آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ میں بیرسٹر بھی ہوں؟ اگر آنند کمار نے کسی حماقت کا ثبوت دیا تو میں اس کے دانت کھٹے کر دوں گا۔"

"ایسے معاملات قانون یا کورٹ کچہری کے ذریعے نہیں سلجھائے جاتے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آنند کمار نے صرف اپنی حیثیت کی آڑ لے کر آپ کو ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی تھی لیکن ان پنڈت پجاریوں کا چکر کچھ اور ہی ہوتا ہے یہ ہمیشہ چھپ کر اندھیرے میں پیچھے سے وار کرتے ہیں اور وہ بھی جنتر منتروں کا۔ اوپر سے جتنے بگلا بھگت نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی سیاہ اور کالے ہوتے ہیں۔"

"آپ کے خیال میں ہمیں پنڈت اوم پرکاش کے ساتھ کیا برتاؤ اختیار کرنا چاہیے؟" میں نے دیوان جی سے سوال کیا۔

"اس سے پہلے کہ وہ کوئی شرارت کرے ہمیں اسے جتا دینا چاہیے کہ ہم نے بھی ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔" دیوان جی بولے۔ "آپ مجھے حکم دیں میں پنڈت جی کو ایسی زبان میں سمجھا دوں گا کہ وہ دوبارہ حویلی کی طرف نظر اٹھانے کی جرأت بھی نہیں کریں گے۔"

"ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہاں اگر ان کی طرف سے کوئی بات ہوئی تو پھر دیکھا جائے گا۔"

دیوان جی تھوڑی دیر تک مجھے پنڈت پجاریوں کے بارے میں اپنے تجربات سے نوازتے رہے پھر میرے سمجھانے پر یہ وعدہ لینے کے بعد واپس ہوئے کہ اگر دوسری جانب سے کوئی کارروائی شروع ہوئی تو وہ بھی خاموش نہیں رہیں گے۔ اسی رات جب میں کھانے سے فارغ ہو کر درخشاں کے ساتھ اپنی خوابگاہ میں جا رہا تھا کیلاکش نے مجھے روک لیا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ مجھ سے اسپتال کے سلسلے میں کچھ اہم اور ضروری باتیں کرنا چاہتا ہے۔ میں درخشاں کو خوابگاہ تک چھوڑ کر کیلاکش کے ساتھ اس کے کمرے میں آ گیا۔ کیلاکش خلافِ توقع کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں آرام کرسی پر بیٹھ گیا تو اس نے بغیر کسی تمہید کے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جمال! میں چاہتا ہوں کہ تم بھابی کو ساتھ لے کر کچھ دنوں کے لیے حسین آباد سے کہیں دور چلے جاؤ۔"

"خیریت؟" میں نے چونکتے ہوئے کیلاکش کو دیکھا۔ "کیا اس وقت تم نے مجھے صرف یہی مشورہ دینے کے لیے بلایا تھا؟"

"ہاں۔" کیلاکش بولا۔ "شادی کے بعد تمہیں ہنی مون منانے کے لیے دور دراز علاقوں کا تفریحی سفر اختیار کرنا چاہیے اور تم ہو کہ حویلی میں گھس کر بیٹھ گئے ہو۔ بھگوان نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے، میری مانو تو کل ہی کسی پہاڑی علاقے کی طرف نکل جاؤ۔" کیلاکش نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا۔ "یہی دن تو سیر تفریح کے ہوتے ہیں۔ بچے پیدا ہونے شروع ہو جائیں تو پھر گھومنے پھرنے کا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے۔"

"یہ مشورہ تم مجھے پہلے بھی دے سکتے تھے۔" میں نے کیلاش کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "سچ بتاؤ، کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"تم تو بلاوجہ ہر بات کے پیچھے ادھیڑنے بیٹھ جاتے ہو۔" کیلاکش نے دوستانہ لہجے میں جواب دیا۔ "میں تمہیں تفریح کے لیے کسی پرفضا مقام پر جانے کا مشورہ دے رہا ہوں۔ دام پر نہیں بھیج رہا جو تمہاری جان نکلی جا رہی ہے۔"

"محاذِ جنگ پر ڈٹے رہنا ہی مردانگی کی دلیل ہے۔ دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے بزدل کہلاتے ہیں۔" میں مسکرا کر بولا۔

"بہت خوب۔" کیلاکش نے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ "تم نے ناول لکھنے لکھانے کا کام پھر شروع کر دیا ہے۔"

"تمہارے خیال میں سیر و تفریح کے لیے کون سا پہاڑی مقام زیادہ مناسب رہے گا؟" میں نے کیلاکش کی باتوں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ میں جان رہا تھا کہ وہ مجھے حسین آباد سے دور جانے کا مشورہ کیوں دے رہا ہے، شاید اسے بھی حالات کا علم ہو گیا تھا یا پھر اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر میں حسین آباد میں رہا تو مجھے زیادہ خطرہ پیش آ سکتا ہے۔

"نینی تال چلے جاؤ۔" وہ بے پروائی سے بولا۔ "آج کل سیزن بھی ہے اور وہاں میرے واقف کاروں کے دو ایک رہائشی مکان بھی ہیں، تمہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی اور ہنی مون بھی شاندار رہے گا۔"

"فساد کی آگ جب پھیلتی ہے کیلاکش تو صرف میدانی علاقوں تک محدود نہیں رہتی، صحرا اور پہاڑ بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔" میں نے کیلاکش کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یہ بتاؤ، تم نے کیا سنا ہے؟"

"کیا سنا ہے!" کیلاکش نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "یہ اچانک تمہاری کھوپڑی پر بقراط کہاں سے سوار ہو گیا؟ کیا بے پر کی اڑا رہے ہو؟"

"بے پر کی نہیں، بڑے پتے کی بات پوچھ رہا ہوں۔" میں نے سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بتاؤ کہ پنڈت..... اوم پرکاش نے تم سے کیا باتیں کی ہیں؟"

"اوہ۔" کیلاکش یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "گویا تمہیں بھی تمام باتوں کی خبر ہو گئی ہے۔"

"مجھے اسی روز خبر ہو گئی تھی میرے دوست جس دن آنند کمار اور پنڈت اوم پرکاش تمہاری دعوت میں آ کر یہاں براجمان ہوئے تھے۔"

"کیا اوم پرکاش نے براہِ راست بھی تم سے کچھ کہا تھا؟" کیلاکش نے چونکتے ہوئے سوال کیا تو میں سمجھ گیا کہ اسے دعوت والے روز کی باتوں کا علم نہیں ہے، وہ میرا دوست تھا میرے ساتھ ایک ہی چھت کے نیچے رہتا تھا۔ میں نے اس سے کچھ چھپانا مناسب نہیں سمجھا اور آنند کمار سے اپنی تمام گفتگو شروع سے آخر تک دہراتا چلا گیا۔ کیلاکش میری باتوں کو بہت غور سے سن رہا تھا، اس کے چہرے پر خون کی گردش

ہر لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی جب وہ تمام روداد سن چکا تو اٹھ کر دبیز قالین پر ٹہلنے لگا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور غصے کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے میں اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور تکتا رہا، اچانک کیلاکش ٹہلتے ٹہلتے رک گیا۔

"جمال! تمہیں ابھی پوری طرح حالات کا اندازہ نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "پنڈت اوم پرکاش اور اس کے چیلے تمہارے ساتھ بڑے پیمانے پر محاذ آرائی کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔"

"کیا چاہتے ہیں وہ مجھ سے؟" میں نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"وہ کاجل کی واپسی چاہتے ہیں۔"

"کاجل نہیں۔ درخشاں۔" میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا پھر بولا۔ "تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"تم نے کیا اندازہ لگایا ہے میرے بارے میں؟" اچانک کیلاکش نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے حد سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا میں اتنا نیچ ہو سکتا ہوں کہ تم کو بھابی کی واپسی کا مشورہ دوں گا؟"

"میں نے......"

"نہیں۔" اس نے بڑے کرب میں ڈوبے لہجے میں میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم

دوستی کے مقدس رشتوں کو ذات پات سے کمتر سمجھتے ہو؟ کیا اس دھرتی پہ پیار و محبت اور دوستی سے زیادہ بھی کوئی انمول شے موجود ہے؟"

"مجھے غلط مت سمجھو کیلاش۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "میں نے صرف تم سے مشورہ طلب کیا تھا۔"

"میں بھی تو دوست ہوں۔" کیلاش جھلاتے ہوئے بولا۔ "ایک ڈاکٹر ہوں اور سرجن بھی ہوں، میرے ہاتھوں میں مریضوں کی زندگیاں ہوتی ہیں۔ ان مریضوں میں ہر رنگ و نسل اور ذات پات کے لوگ ہوتے ہیں لیکن جانتے ہو ایک ڈاکٹر کا دھرم کیا ہوتا ہے۔ مریض کی سچے دل سے سیوا کرنا اور اسے زندگی کی خوشیوں سے ہمکنار کرنا۔ جو ایسا نہیں کرتے وہ انسان نہیں درندے ہوتے ہیں، راکشس ہوتے ہیں اور میں۔ میں تو تمہارا دوست ہوں۔"

"اگر میری کسی بات سے تمہیں دکھ پہنچا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں لیکن حالات نے میرا ذہن بری طرح الجھا رکھا ہے۔" میں نے کیلاش کے خلوص کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "میری جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی گڑبڑا جاتے۔"

"تم نے کیا سوچا ہے؟"

"میں اپنی خوشیوں کو اتنی آسانی سے غموں کے حوالے نہیں کروں گا۔" میں نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "میں اپنے دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کروں گا۔ میں آنند کمار کو بتاؤں گا کہ میرے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے، پنڈت۔۔۔ اوم پرکاش نے اگر دھرم کرم کا چکر چلایا تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ میں نے اب تک بہت برداشت کیا لیکن اب۔۔۔ زندگی میں پہلی بار میں نے سکون کا سانس لینے کی کوشش کی ہے تو وہ میرا سکون برباد کر دینا چاہتے ہیں مگر خدا کی قسم میرے دوست انھوں نے جمال اصغر کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ بات اگر صرف میری اپنی خوشیوں کی ہوتی تو شاید میں دامن بچا کر کترا کر نکل جاتا۔ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا لیکن درخشاں کی خوشیاں مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہیں اس لیے جو ہاتھ اس کی خوشیوں کی طرف بڑھیں گے کاٹ دیے جائیں گے، جس گندی اور ناپاک زبان پر درخشاں کا مقدس نام آئے گا میں اس زبان کو گدی سے گھسیٹ کر اپنے جوتے تلے مسل ڈالوں گا۔ میں آخری سانسوں تک ان کے مقابلے پر ڈٹا رہوں گا۔"

میں جذبات کی رو میں بہتا رہا، کیلاش خاموشی سے میری باتیں سنتا رہا پھر میں خاموش ہوا تو وہ بولا۔ "پنڈت اوم پرکاش آج میرے پاس اسپتال آیا تھا کر دی اور پاس پڑوس کے علاقوں میں وہ سب سے بڑ مانا جاتا ہے۔ وہ مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں طرح درخشاں بھابی کو پریم ناتھ جی کے پاس جانے پر تیار کر لوں۔"

"تم نے کیا جواب دیا؟"

"میں نے اوم پرکاش کو باور کرانے کی کوشش کہ کاجل اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی ہے اور کسی قیمت پر باپ کے گھر واپس جانے پر تیار نہ ہوگی۔"

"پھر؟"

"پھر کیا۔ وہ مجھے یہ دھمکی دے کر چلا گیا کہ اگر گھی انگلیوں سے نہ نکلا تو وہ دوسرا طریقہ اختیار کریں گے۔"

"اور تم اسی لیے مجھے حسین آباد سے دور چلے جانے کا مشورہ دے رہے تھے۔" میں زہرخند سے بولا۔ "ان باتوں سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیلاش، اگر پنڈت اوم پرکاش اور پریم نے مجھ سے دشمنی کی ٹھان لی ہے تو پھر میں بھی خاموش نہیں رہوں گا۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں میرے دوست لیکن تمہیں ان کی طاقت کا اندازہ نہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے دیا پھر میری نگاہوں میں ابھرنے والی نفرت اور حقارت محسوس کرتے ہوئے تیزی سے بولا۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو جمال بعزت کی خاطر ایک شخص جان ہتھیلی پر رکھ کر دشمن سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن نادیدہ اور گندی قوتیں جہاں ہوں وہاں انسان بے بس اور مجبور ہو کر رہ جاتا ہے۔"

"مایوسی میرے مذہب میں حرام ہے کیلاش۔" میں اٹھتے ہوئے کہا۔ "قدرت نے ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ پیدا کیا ہے۔"

پھر میں کچھ دیر بعد واپس اپنی خواب گاہ میں آگیا۔ درخشاں میری منتظر تھی۔ میں نے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر لیں تاکہ وہ میرے اندر کا راز نہ بھانپ سکے۔ میں اسے کی سازشوں سے لاعلم رکھنا چاہتا تھا۔ اس لیے کہ اس نے میری اجاڑ زندگی کو بڑی قربانیاں دے کر آباد کیا تھا۔ میری کایا پلٹ دی تھی، اس نے ہر شے کو نئے سرے سے آراستہ کیا تھا، ہر کونے کو ترتیب دی تھی۔ اس نے ہر شخص کو اپنا گرویدہ بنا لیا میرے علاوہ حویلی کے تمام ملازمین بھی اس کے اشاروں پر جان دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔ وہ آزاد پنچھی کی طرح حویلی میں اڑتی پھرتی اور میں اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا۔ دن بھر ہم ساتھ مل جل کر تمام کام انجام دیتے، شام کو سلویا جیکب اور کیلاش

[illegible] خوش گپیاں ہوتیں پھر ہم سب کو رخصت کر کے [illegible] خواب گاہ میں آ جاتے۔

اس وقت بھی میں کیلاش کے پاس سے اٹھ کر خواب گاہ [illegible] میں ہوا تو درخشاں نے مسکرا کر خندہ پیشانی سے میرا [illegible] استقبال کیا تھا۔

کیلاش سے ہونے والی خشک گفتگو نے میرا سارا موڈ چوپٹ [illegible] لیکن درخشاں کی ایک ادا، ایک مسکراہٹ نے میرے [illegible] کو فرحت بخشی وہ اپنی مثال آپ تھی۔ اس کی آنکھوں کے [illegible] خمار کی ایک جھلک نے مجھے بھی مدہوش کر دیا۔

صبح میری آنکھ قدرے دیر سے کھلی میرے ذہن پر رات [illegible] سے ہونے والی گفتگو اور درخشاں کی لازوال محبت کا [illegible] تاثر باقی تھا۔ درخشاں کی آواز دراندے سے ابھری تو [illegible] جلدی سے بستر چھوڑ کر غسل خانے میں گھس گیا۔ وہ ملازم [illegible] ناشتے کی میز لگوا رہی تھی۔ میں جلدی جلدی اپنا حلیہ درست [illegible] باہر آیا تو وہ کولہے پہ ہاتھ رکھے میرے سامنے کھڑی ہوگئی۔ [illegible] "جانتے ہو اس وقت کیا بج رہا ہے؟" اس نے مجھے [illegible] بھری نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ساڑھے نو۔" میں نے دیوار پر لگی کلاک کو کنکھیوں سے [illegible] ہوئے نہایت سادگی سے جواب دیا۔

"تیسری بار ناشتے کی میز لگوائی گئی ہے۔" اس کے ہونٹوں [illegible] مسکراہٹ آمیز خفگی ابھر آئی۔

"کل سے جلدی اٹھنے کی کوشش کروں گا۔" میں نے [illegible] وعدہ کر لیا۔

پھر ہم دونوں ہنستے مسکراتے ناشتے کی میز پر آ گئے۔ ناشتے [illegible] سے فراغت پانے کے بعد درخشاں سلویا سے ملنے کے ارادے سے [illegible] جانے لگی تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ حویلی اور جیکب کے مکان کا درمیانی [illegible] فاصلہ کچھ اتنا زیادہ بھی نہیں تھا لیکن نہ جانے کیوں میں نہیں [illegible] چاہتا تھا کہ درخشاں حویلی سے باہر قدم نکالے۔ حالات کے [illegible] پیش نظر میں ایک ذرا سا بھی خطرہ مول لینے کو تیار نہیں تھا اور [illegible] کوئی یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ باہر ہمارے دشمن گھات لگائے [illegible] ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دینے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ [illegible] میں نے درخشاں کو روکنے کے لیے باتوں میں الجھا لیا [illegible] سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اسے باہر جانے سے [illegible] گریز کروں لیکن پھر قدرت نے میری مشکل حل کر دی۔ سلویا [illegible] کسی کام سے آ گئی تو میں نے سکون اور اطمینان کا لمبا [illegible] سانس لیا پھر ان دونوں کو چھوڑ کر باہر آ گیا۔ میرا ذہن بدستور پراگندہ ہو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اگر اس وقت سلویا نہ آتی تو درخشاں کو روکنے کے لیے کیا بہانہ تراشتا اور بہانے آخر کب تک تراشے جا سکتے تھے، کب تک حالات کی پردہ پوشی کی جا سکتی تھی۔ میں بہت دیر تک انھی خیالوں میں الجھا رہا۔ پھر اچانک میں نے ایک فیصلہ کر لیا۔ اندر جا کر میں نے لباس تبدیل کیا باہر آ کر گاڑی نکلوائی اور ڈرائیور کو ڈپٹی کمشنر آفس چلنے کی ہدایت کر کے آرام سے سیٹ کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

وقت اور حالات نے میری شریانوں میں دوڑتے لہو کی گردش اچانک ہی تیز کر دی تھی۔ پریم ناتھ کی جانب سے مجھے پریشان کرنے کی ابتدا ہو چکی تھی۔ میں خون کا گھونٹ پی کر صبر کر گیا تھا۔ میں آنند کمار سے اچھی طرح واقف تھا، خوب جانتا تھا کہ وہ کس قماش اور کس کینڈے کا آفیسر ہے۔ اس کی شخصیت اس کی حیثیت کے مقابلے میں بڑی گھٹیا تھی، اس کی ترقی کا راز اس کی ذاتی اہلیت نہیں اس کی بیوی تھی جو نہایت بے باک اور موڈرن واقع ہوئی تھی۔ آنند کمار نے ترقی کے جتنے مدارج طے کیے تھے وہ سب اس کی بیوی کماری نرملا کے بدولت تھے۔ نرملا سے شادی سے پہلے آنند کمار صرف پولیس انسپکٹر تھا لیکن نرملا اس کی زندگی میں لکشمی بن کر داخل ہوئی۔ صرف پانچ سال کے مختصر عرصے میں وہ انسپکٹر سے ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک جا پہنچا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے سامنے دوسروں کی کوئی عزت اور وقعت نہیں سمجھتا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ وہ باہر سے جتنا دلیر اور نڈر نظر آتا ہے۔ اندر سے اتنا ہی بزدل اور کائر تھا اسی لیے میں نے اس وقت اچانک اس سے ملاقات کرنے کی ٹھان لی تھی۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ درخشاں سے میری شادی کے سلسلے میں کبھی بھی قانونی نوٹس بھیجنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو خود کو گلے گلے بھنور میں پھنسا لیتا۔ میں اسے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کر کے جتنا ذلیل و رسوا کرتا اسے اس کا احساس پہلے ہی ہو گیا تھا۔ وہ بیرسٹر کی حیثیت سے میری کارکردگی سے بخوبی واقف تھا اسی لیے اس نے دعوت سے جانے کے بعد خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن کیلاش سے پنڈت اوم پرکاش کے گندے عزائم معلوم ہو جانے کے بعد میں نے خود پہل کرنے کی ٹھانی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اس طرح کم از کم اپنے دشمنوں کو اس بات کا احساس دلا دوں کہ میں نے ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں میری خاموشی میرے دشمنوں کے حوصلے بڑھا سکتی تھی چنانچہ میں نے اچانک سامنے آ کر ان کے حوصلے پست کر دینے

کا ارادہ کرلیا تھا۔ میں ان کو باور کرانا چاہتا تھا کہ اگر انھوں نے میری جانب ایک اینٹ پھینکی تو میں اس کا جواب پتھروں سے دوں گا۔ بدنام و بدنہاد اور سفلی قوتوں کا معاملہ تو مجھے اس کے بارے میں زیادہ تجربہ نہیں تھا مگر میں نے اتنا ضرور سن رکھا تھا کہ ان گندی طاقتوں کا مقابلہ بھی گندی، ہی طاقتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ کم از کم اس وقت تک میرے علم میں یہی بات تھی۔

حسین آباد سے روانہ ہونے کے تقریباً دو گھنٹے بعد میں ڈپٹی کمشنر آفس میں موجود تھا۔ میں نے چپراسی کے ذریعے اپنا وزیٹنگ کارڈ اندر بھجوا دیا۔ میرا خیال تھا کہ آنند کمار مجھے ٹالنے کی کوشش کرے گا یا پھر مجھے اپنے دروازے کے باہر انتظار کرا کے دوسروں پر اپنی برتری کا رعب جمانے کی کوشش ضرور کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا اس نے مجھے فوراً ہی اندر بلوالیا۔ ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو میں نیچے اتر آیا۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں میرے کچھ واقف کار بھی موجود تھے جو میرے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں گردن کے اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیتا اندر پہنچا تو آنند کمار اپنے کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ اس کی لکشمی ہوی نرملا بھی وہاں موجود تھی جس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ مسکراتی نظروں سے میرا استقبال کیا۔ مجھے اس بات کا اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی کہ میری فوری طلبی کی اصل وجہ نرملا تھی۔ غالباً آنند کمار سے یہ حماقت سرزد ہوگئی تھی کہ اس نے نرملا کو میرے بارے میں کچھ بتا دیا تھا چنانچہ نرملا مجھے دیکھنے کے لیے بے چین ہوگئی اور اسی کی ایما پر مجھے فوراً طلب کرلیا گیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر آنند کمار کے چہرے پر بھی ناگواری کے بجائے پسندیدگی کے تاثرات نمایاں ہونے چاہییے تھے۔ مجھ سے ہاتھ ملاتے وقت بھی آنند کمار نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا البتہ نرملا مجھے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہی تھی میں کرسی پر بیٹھ گیا تو آنند کمار نے اپنی نشست پر کسمساتے ہوئے نہایت سرد اور خشک لہجے میں پوچھا۔

"فرمائیے مسٹر جمال! کیسے زحمت کی آپ نے؟"

"میرا خیال ہے کہ میں ناوقت آگیا ہوں۔" میں نے آداب محفل کا لحاظ رکھتے ہوئے جان بوجھ کر نرملا کی سمت دیکھا تو آنند کمار ایک لمحے کو تلملا گیا لیکن پھر فوراً خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"یہ میری مسز ہیں۔ کماری نرملا۔" آنند کمار نے کماری پر خاصا زور دیا تھا۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" میں نے براہِ راست نرملا کو مخاطب کیا۔

"مجھے بھی آپ کو دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔" نرملا ... ہوئے جواب دیا۔ "آنند اس وقت جلدی میں تھے ... آپ کا کارڈ دیکھ کر آپ کو اندر بلوایا اور سنائیے آپ ... کیوں چھوڑ دی؟ میرا مطلب ہے کہ میں نے اخبارات میں ... بیرزجی کے مقابلے میں آپ کی شان دار جیت کی ... تھیں مگر بعد میں یہ جان کر دکھ ہوا کہ آپ نے اچانک ... ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا!"

"اس وقت حالات کا تقاضا یہی تھا کہ میں اپ... کر دیتا لیکن اب۔" میں نے ذرا رک کر کہا۔ "سوچ رہا ... دوبارہ پریکٹس شروع کردوں۔"

"او، شیور، شیور۔" نرملا نے بے تکلفی سے کہا ... لہجے میں بولی۔ "میرا خیال ہے کہ پریکٹس دوبارہ شروع کر... خیال آپ کو شادی کے بعد آیا ہے؟"

"جی ہاں۔" میں نے کرسی پر سنبھلتے ہوئے جواب د... انسان کو بہت کچھ کر گزرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔"

"آپ بڑے دلچسپ اور زندہ دل معلوم ہوتے ..." نرملا مسکرائی۔

"ذرہ نوازی ہے آپ کی۔" میں نے اخلاقاً کہا پھ... سنجیدگی سے آنند کمار کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "میں اس وقت ایک چھوٹی سی زحمت دینے کے ارادے سے حاضر ہوا تھ... تحریری شکایت کی ایک نقل درکار ہے جو آپ کی عدال... میرے خلاف غالباً پریم ناتھ جی نے پیش کی ہے۔"

"جی۔" آنند کمار اچھل پڑا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "میں... پریم ناتھ کا نام کب لیا تھا؟"

"خیال ہے میرا۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا... ملے گی تو اصل آدمی کی نشان دہی بھی ہو جائے گی۔"

"فی الحال میں نے اس درخواست کے بارے میں کو... فیصلہ نہیں کیا۔" آنند کمار نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ ... کارروائی کی ضرورت محسوس کی تو آپ کو نوٹس بھی کر... جائے گا۔"

"درخواست کی نقل کے بارے میں کیا فیصلہ صادر... ہیں آپ؟" میں نے نرم لہجے میں دریافت کیا۔ "اگر اس... کا پی مل جاتی تو میں بھی جوابی کارروائی کی کچھ تیاری...

"ابھی اس شکایت کو باقاعدہ فائل پر نہیں لایا گیا... لیے نقل کی فراہمی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" آنند کمار ... میں افسری موجود تھی۔

"گویا اب تک بے قاعدگی سے کام لیا گیا ہے۔" ...

... اور ٹھوس لہجے میں طنز کیا۔

"مسٹر جمال!" اس بار نرملا نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ... سنا ہے آپ نے کسی ہندو لڑکی سے شادی کر کے اسے ... کرلیا ہے؟"

"پیشے کے اعتبار سے آپ مجھے اس وقت بھی بیرسٹر جمال ... سکتی ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "قانونی باتوں میں الفاظ ... کا ہیر پھیر خاصی اہمیت رکھتا ہے اس لیے میں آپ کی ... کے لیے تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہوں گا۔ میں نے جس ... سے شادی کی ہے وہ پہلے مسلمان ہوئی تھی اس کے بعد ... نکاح میں آئی ہے۔"

"عورت ہر حال میں عورت ہی رہتی ہے۔ دھرم بدل جانے ... کے حسن میں کوئی کمی نہیں آجاتی۔"

"لیکن کچے شیشوں میں بال ضرور آجاتا ہے۔" میں نے ... آنند کمار پر چوٹ کی۔ "کچھ لوگ اسے اپنی انا کا مسئلہ ... بنا لیتے ہیں اور کچھ لوگ بلا وجہ درمیان میں آکر پس جاتے ہیں اور ... بنی بنائی ساکھ کا ستیاناس کر لیتے ہیں۔"

"آنند کا کہنا ہے کہ اس لڑکی کو زبردستی مسلمان ہونے پر ... مجبور کیا گیا ہے۔" نرملا نے نہایت سلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "میں ... شادی کو کوئی عیب نہیں سمجھتی لیکن کسی لڑکی کو مجبور ... کرنا میرے نزدیک مردانگی نہیں ہے۔"

"میں آپ کے خیال کی قدر کرتا ہوں نرملا دیوی! میں ... نرملا کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا۔ "کبھی تشریف لائیے تو ... گھر اسی بہانے آپ میری بیوی سے تصدیق کر سکتی ہیں کہ ... زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے یا وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی تھی۔"

"ضرور آؤں گی۔" نرملا مسکراتے ہوئے بولی۔ "مجھے ایک ... میں آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔ آپ کی مسز سے ملاقات ... ہو جائے گی۔"

"مجھے آپ کے آنے کی دلی مسرت ہوگی۔"

"مسٹر جمال۔" نرملا نے کچھ توقف سے کہا۔ "آپ کا کیا خیال ... کیا محبت کی بھی کوئی ذات پات یا دین دھرم ہوتا ہے؟"

"شادی بیاہ کے معاملات میں یہ باتیں میرے نزدیک ... پسند کے سوا کچھ نہیں۔" میں نے کہا۔ "دو دلوں کا ملاپ خدا ... نے دنیا والوں کو اتنا برا کیوں لگتا ہے۔"

"جہاں دھرم کی بات آجائے وہاں لوگ جذباتی بھی ہو ... تے ہیں۔" آنند کمار نے پائپ جلاتے ہوئے کہا۔ "فرقہ وارانہ ... فسادات محض تفریحاً تو نہیں ہوتے، ان فسادات اور بلوؤں کے ... پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔"

"میں یہاں آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن صرف اس حد تک کہ ان فسادات کا محرک نیک نہیں ہوتا۔ جو فساد فرقہ وارانہ ہوتے ہیں ان کے پیچھے یقیناً کچھ گندے عوامل کار فرما ہوتے ہیں کچھ لیے سیاسی یا ذاتی اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جو گندے ذہنوں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ ان جھگڑے فساد میں بہت سے لوگ اپنا الو بھی سیدھا کر لیتے ہیں۔ کچھ بے موت مارے جاتے ہیں لیکن دونوں ہی صورتوں میں زہر کے بیج دلوں کے اندر بو دیے جاتے ہیں جو رفتہ رفتہ پروان چڑھتے رہتے ہیں۔ میری ہی مثال لے لیجیے۔" میں نے آنند کمار کو گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "پریم ناتھ جی خاصے پڑھے لکھے اور سمجھ دار آدمی ہیں سفارتی عہدے پر تعینات ہیں، اتنی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں کہ کامل کے درخشاں ہو جانے کے بعد وہ قانونی طور پر بے بس ہو گئے ہیں لیکن جس قسم کے اوچھے وار ان کی جانب سے کیے جا رہے ہیں، اسے آپ کیا کہیں گے؟"

"کامل۔" نرملا نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔ "ہاؤ سویٹ، کتنا خوب صورت نام ہے۔"

"خود بھی وہ اپنے نام ہی کی طرح خوب صورت ہے۔"

"گریٹ۔" نرملا نے تیزی سے کہا۔ "آپ پہلے آدمی ہیں جس کے منہ سے میں بیوی کی تعریف سن رہی ہوں ورنہ۔" اس نے کنکھیوں سے اپنے شوہر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیوی اگر اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر دے پھر بھی اس میں کوئی نہ کوئی برائی ضرور تلاش کر لی جاتی ہے۔"

"اپنے اپنے ظرف اور اپنی اپنی سوچ کی بات ہوتی ہے نرملا دیوی۔" میں نے موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "وقت اور کام نکل جانے کے بعد آنکھیں پھیر لینا تو آج کل کے مردوں کا شیوہ بن چکا ہے۔"

"مسٹر جمال۔" آنند کمار نے جلدی سے درمیان میں بولتے ہوئے مجھ سے کہا۔ "لوگوں کی سوچ اور ان کے ذہن برابر نہیں ہوتے۔ تعلیم یافتہ اور جاہل آدمی کے درمیان بہرحال کوئی نہ کوئی فرق تو ضرور ہونا چاہیے۔" میں سنجیدگی سے بولا۔

"دولت اور شہرت پاس ہو تو انسان کو اپنی عزت کا احساس بھی زیادہ ہوتا ہے۔" آنند کمار نے نہایت بھونڈی مثال دی۔ "ایسا شخص ہر بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتا ہے۔"

"عہدوں کا لالچ بھی اکثر انسانوں کو ان کی سطح سے گرا دیتا ہے۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ "ابھی تک کوئی ایسا پیمانہ بھی ایجاد نہیں ہوا جو عزت، شہرت اور دولت کو تول کر اس کا کوئی معیار مقرر کر سکے ممکن ہے ایک فریق جو

اپنے آپ کو دوسرے فریق کے مقابلے میں زیادہ دولت مند اور شہرت یافتہ سمجھ رہا ہو اس سے کہیں زیادہ کمتر ہو، ایسی صورت میں آپ کیا کہیں گے؟"

"میں آپ کے ساتھ بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔" آنند کمار تلملا کر افسرانہ شان پر اتر آیا۔ "بہرحال میرا مشورہ ہے کہ اگر موجودہ معاملے میں آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے کام لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"گویا دوسرے لفظوں میں آپ مجھے بحیثیت ڈپٹی کمشنر یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ دو کوڑی کے لوگ میرے منہ لگنے کی کوشش کریں اور میں خاموش رہوں، مذہب کے نام پر شعبدے بازی کرنے والے بازاری لوگ میرا سکون برباد کرنا چاہیں اور میں چپ بیٹھا دیکھتا رہوں، مجھ سے طاقت کے نام پر یہ مطالبہ کیا جائے کہ میں اپنی بیوی کو زبردستی گھر سے دھکے مار کر اس لیے نکال دوں کہ اس کے باپ کو یہ رشتہ پسند نہیں۔" میں یکلخت تیز ہو گیا، ڈپٹی کمشنر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجدار آواز میں بولا۔ "اگر کوئی ایسا ہی مطالبہ آپ سے کیا جائے تو آپ کے دل پر کیا گزرے گی؟"

"میں سمجھی نہیں مسٹر جمال۔" آنند کمار کے بجائے نرملا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا پریم ناتھ جی یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی دھرم پتنی کو ان کی خاطر چھوڑ دیں؟"

"جی ہاں۔ دوسری صورت میں عرصۂ حیات میرے اوپر تنگ کر دیا جائے گا۔" میں زہریلے ناگ کی طرح بل کھا کر بولا۔ "پریم ناتھ اور اس کے ماتحت افسروں نے غالباً مجھے بزدل سمجھ رکھا ہے۔"

"آئی سی۔" نرملا نے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بڑی ناانصافی کی بات ہے آنند۔"

"میں قانونی پوزیشن سمجھ رہا ہوں مسٹر جمال۔" آنند کمار نے پہلی بار غالباً نرملا کی وجہ سے ایک اہم حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ "دنیا کا کوئی قانون کسی بالغ لڑکی کو اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور ایسی صورت میں کہ جب اس نے اپنا دھرم بدل کر باقاعدہ شادی بھی کر لی ہو۔"

"کچھ قوانین اور بھی ہیں مسٹر ڈپٹی کمشنر۔" میں نے دانت پیستے ہوئے بے باکی سے کہا۔ "پنڈت پجاریوں کا قانون جو مندروں اور دھرم شالاؤں میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر دھرم کی آڑ لے کر وضع کیا جاتا ہے، جنتروں اور منتروں کا قانون جو پوتر مرگ چھالا (پاک صاف کپڑے) پر آسن جما کر دوسروں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اور سفلی قوتوں کا قانون جو گندے ذہنوں کی گندی پیداوار ہوتا ہے لیکن دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دم لیتا ہے۔ آپ جس قانون کی بات کر رہے ہیں وہ بھی اندھا ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان قوانین سے بہتر ہے جن کی مثالیں میں نے دی ہیں مگر آپ کا قانون ان قوانین کے خلاف کوئی فردِ جرم عائد نہیں کر سکتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" ڈپٹی کمشنر نے جھلاتے ہوئے درمیان سے کاٹ دی۔ "آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟"

"میں آپ کو قبل از وقت حالات سے باخبر کرنا چاہتا ہوں جناب والا۔" میں نے پیشہ ورانہ لب و لہجہ اختیار کر کے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ کل حالات اچانک خراب صورت اختیار کر لیں اور قانون کو بلاوجہ کسی ایک فریق سے نمٹنا پڑے۔"

"میں اس جملے کی وضاحت چاہوں گا۔" آنند کمار نے الفاظ چباتے ہوئے افسرانہ انداز میں کہا۔

"پنڈت اوم پرکاش جو آپ کے ساتھ میرے گھر میں بھی آ چکا ہے گھٹیا طریقے اختیار کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔" میں دبنگ آواز میں بولا۔ "اس روز دعوت میں آپ کی موجودگی میں بھی مجھ سے گستاخی کی کوشش کی تھی ۔۔۔ اب اس نے سرجن کیلاش سے مل کر یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کو اس کے گھر واپس بھیج دوں بصورت دیگر انجام بہتر نہ ہوگا۔"

"کیا سرجن کیلاش تحریری طور پر اپنا بیان دے سکتے ہیں؟"

"میں فی الحال اپنے کسی دوست کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا، البتہ اگر آپ چاہیں تو میں جمال اصغر بار ایٹ لا باقاعدہ تحریری بیان دینے کو تیار ہوں اور ان چہروں کی نشاندہی بھی کر سکتا ہوں جو پریم ناتھ کے گندے مشن میں اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔" میں نے اس بار سخت لہجے میں کہا پھر فوراً ہی معنی خیز انداز میں آنند کمار کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "بات اگر آگے بڑھی تو میں بھی دوسروں کے ماضی کو بے نقاب کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔"

"آپ چنتا نہ کریں، جمال صاحب۔" آنند کمار کے بجائے نرملا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس معاملے میں آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔"

"شکریہ نرملا دیوی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں بھی چاہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ انصاف نہ کیا جا سکے تو بے انصافی سے بھی گریز کیا جائے۔ میں اگر دوسروں کی مجبوریاں سمجھ رہا ہوں تو دوسروں کا بھی فرض ہے کہ وہ ان حالات کو سمجھنے کی کوشش کریں جو انسان کو مجبوراً شرافت کو خیرباد کہہ کر کوئی اور راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔"

"استری مرد کی عزت ہوتی ہے اور اپنی عزت بچانے کے لیے منش سب کچھ کر گزرتا ہے۔" نرملا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ایسا کرنا میرے نزدیک پاپ نہیں بلکہ پن ہے۔"

"بہت بہت شکریہ نرملا دیوی! میں صرف یہی جواب سننے کی خاطر یہاں حاضر ہوا تھا۔" میں نے نرملا کو تشکر آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا پھر پلٹ کر سنجیدگی سے آنند کمار کی سمت دیکھا جو نرملا کے جواب پر اندر ہی اندر تلملا رہا تھا، جھلس کر رہ گیا تھا لیکن سوائے ہونٹ چبا کر چپ ہو جانے کے وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا مجھے اس کی بے بسی دیکھ کر مسرت ہو رہی تھی۔

"میں اب اجازت چاہوں گا مسٹر آنند۔" میں نے ڈپٹی کمشنر کو مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ میرا وعدہ ہے کہ پہل میری جانب سے نہیں ہوگی لیکن اگر میرے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی گئی تو اپنے بچاؤ کے لیے اور زندہ رہنے کے لیے مجھے بھی ہاتھ پاؤں مارنے پڑیں گے۔"

پھر میں آنند کمار سے مصافحہ کر کے واپس آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں مچلنے والا اضطراب میرے لیے بڑا تسکین بخش ثابت ہوا۔ میری کھری کھری باتیں سن کر وہ الجھ گیا تھا۔ وہ ایک ذمہ دار افسر تھا، علاقے میں امن و امان برقرار رکھنا اس کی ذمہ داری تھی لیکن حالات سے مجبور ہو کر اس نے جس غیر ذمہ داری کا ثبوت مورت والے روز دیا تھا۔ وہ اس کے لیے اب سر درد بن گیا تھا۔ جلدبازی میں شاید وہ بھول گیا تھا کہ جمال اصغر بار ایٹ لا نے وقتی طور پر وکالت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی لیکن وہ مرا نہیں۔ زندہ تھا۔

آنند کمار کے کمرے سے نکلتے وقت میں نے خاص طور پر اس کے چہرے کے تاثرات کو پڑھا تھا۔ میری اچانک آمد اور بے باک باتوں نے اسے ذہنی طور پر الجھا دیا تھا لیکن نرملا کی حالت اس کے برعکس تھی۔ شاید اسے مکمل حالات کا اندازہ نہیں تھا یا پھر وہ ان خشک باتوں میں الجھ کر اپنے جسم کی تر و تازگی اور چہرے کی شگفتگی کو متاثر نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میرے کمرے سے رخصت ہوتے وقت بھی اس کی بے باک اور مسکراتی نظروں نے دروازے تک میرا تعاقب کیا تھا، ان نگاہوں میں کسی اجنبیت کا نہیں بلکہ اپنائیت کا اظہار تھا۔ شاید وہ حسین اور ساحرانہ نظریں ہر آمد شخص سے اپنائیت اور بے تکلفی کا اظہار کرنے کی عادی ہو چکی تھیں۔

✻

اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے کیبن کے دروازے

پر کوئی آہستہ آہستہ دستک دے رہا ہو میں غیر اختیاری طور پر اٹھ کھڑا ہوا۔ قلم اور کاپی بند کر کے جلدی سے الماری میں رکھا پھر بستر پر بیٹھ کر دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ مجھے خود بھی اپنی اس اضطرابی کیفیت پر تعجب ہوا دستک کی آواز سن کر مجھے اصولی طور پر دروازے کے قریب جانا چاہیے تھا مگر نہ جانے وہ کون سی قوت تھی جو مجھے دروازے کے قریب جانے سے روک رہی تھی۔

بحری عقاب آہستہ آہستہ ہچکولے لے رہا تھا جس کا واضح مطلب یہی تھا کہ باہر سمندر کی موجوں میں تلاطم موجود ہے۔ میں نے دیوار پر لگی گھڑی پر نظر ڈالی اس وقت رات کے تقریباً ڈیڑھ کا عمل تھا۔ میں ڈائری لکھنے میں اتنا مستغرق ہو گیا تھا کہ وقت کا اندازہ نہ رہا لیکن دستک کی وہ آواز مدھم ہونے کے باوجود اس قدر پر اثر تھی کہ میری محویت ٹوٹ گئی۔

میں بستر پر بیٹھا دروازے کو تکے جا رہا تھا۔ میرا یہ فعل یقینی طور پر احمقانہ اور بچگانہ تھا، اس لیے کہ باہر اگر کوئی تھا تو دروازہ کھلے بغیر نظر نہیں آسکتا تھا پھر میں بلاوجہ دروازے کو کیوں ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا۔ باہر سے موجوں کا شور بھی صاف سنائی دے رہا تھا۔ دستک کی آواز میرا وہم بھی ہو سکتی ہے۔ میں نے اپنے ذہن کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ ڈائری میں میں نے اپنی ماضی کی داستان جہاں تک رقم کی تھی اس کے آگے جو واقعات اور حادثات رونما ہوئے تھے وہ آج بھی میرے لیے ناقابلِ فہم تھے، اگر ان پُراسرار اور حیرت انگیز واقعات کا ذکر کسی اور نے کیا ہوتا تو شاید میں تمام عمر ان باتوں پر یقین نہ کرتا لیکن وہ سب کچھ میرے ساتھ گزرے تھے، میری آنکھیں ان ہولناک واقعات کی چشم دید گواہ تھیں میں ان پُراسرار باتوں کو بھلا کیسے فراموش کر سکتا تھا جنھوں نے آج تک مجھے کرب اور اذیت سے دوچار کر رکھا ہے۔ ان حادثات کا ایک ایک نقش آج بھی میرے ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ ہے۔

شاید ان ہی ناقابلِ توجیہہ واقعات کا اثر تھا جو میرے لاشعور میں دبے ہوئے واہموں نے اس دستک کو میرے شعور میں بیدار کر دیا تھا۔ وہ یقیناً میرا وہم تھا۔ میں نے خود کو سمجھایا پھر کیبن کی لائٹ آف کر کے سونے کے ارادے سے بستر پر دراز ہو گیا۔ باہر سمندر کی لہریں بحری عقاب سے ٹکرا کر شڑاپ شڑاپ کی جو آوازیں پیدا کر رہی تھیں وہ لوری بن کر میرے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ مجھ پر آہستہ آہستہ غنودگی طاری ہونے لگی، میری آنکھوں کے پپوٹے بوجھل ہونے لگے، نیند کا خمار مجھے تھپک تھپک کر سلا رہا تھا کہ دستک کی آواز پھر میرے کانوں میں گونجی اور میں بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔ یوں جیسے کسی نے مجھے جھنجوڑ کر سوتے سے بیدار کر دیا ہو۔

آواز ہر چند کہ بڑی مدھم اور کمزور تھی لیکن میں نے اسے صاف طور پر سنا تھا۔ کچھ سوچ کر میں نے تکیے کے نیچے سے اپنا پستول نکال کر ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا اور دبے قدموں چلتا ہوا دروازے کے قریب آگیا۔ میرا یہ عمل بھی بلاشبہ حماقت پر مبنی تھا اس لیے کہ بحری جہاز پر مجھے کسی سے اپنی جان کے متعلق کوئی خطرہ نہ تھا کسی سے میری دشمنی بھی نہیں تھی جو اس حملے کی توقع کی جا سکتی۔ بہرحال شاید ماضی میں گزرے ہوئے ہولناک واقعات اس وقت میرے ذہن پر زیادہ اثر انداز تھے جو میں پستول لے کر دروازے کی سمت جا رہا تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر میں نے اپنا کان اس سے لگا دیا تاکہ دوسری جانب کی سن گن لے سکوں۔ کیبن کے اندر مجھے کوئی خطرہ درپیش نہیں آ سکتا تھا اس لیے کہ میں آیت الکرسی کا ورد رکھتا تھا اور حصار کھینچے بغیر سونے کا عادی نہیں تھا۔ ڈائری لکھنے کے لیے بیٹھنے سے پہلے ہی میں نے حصار کھینچ دیا تھا۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا عقیدہ ہے کہ حصار کے اندر دنیا کی کوئی دیدہ یا نادیدہ قوت کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

دو منٹ تک میں دروازے سے کان لگائے کھڑا رہا۔ باہر سے صرف موجوں اور ہواؤں کے ملے جلے شور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ مجھے اپنی بزدلی پر غصہ آنے لگا۔ میں دروازے کے قریب سے جھلا کر ہٹنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ دستک کی باریک اور مدھم آواز پھر سنائی دی۔ ایسا لگا تھا جیسے کوئی صرف انگلیوں کے پوروں سے دروازے کے نچلے حصے پر دستک دے رہا ہو۔ دستک دینے کا وہ انداز بھی نہ صرف یہ کہ قابلِ غور بلکہ عجیب و غریب تھا پھر جو میں نے نہایت آہستگی سے دروازے کے بولٹ گرائے اور ایک دم دروازہ کھول دیا مگر دوسرے ہی لمحے میں خوف و دہشت سے مارے اچھل کر دو قدم پیچھے بھی ہو گیا۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ بھی تعجب انگیز تھا۔

کیبن کے دروازے کے باہر ایک سیاہ رنگ کا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور اپنا پھن کاڑھے میری جانب متوجہ تھا۔ جس دستک کی آواز میں سن رہا تھا وہ یقینی طور پر میری موت کی دستک تھی۔ اگر میں فوراً ہی اچھل کر پیچھے نہ ہٹ گیا ہوتا تو شاید موت کا وہ ہرکارہ جو پورے چاند کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا مجھے ڈس چکا ہوتا۔ شاید میرے خوف کی یہی وجہ تھی اور قدرت مجھے کچھ دنوں اور زندہ رکھنا چاہتی تھی۔

میری نگاہیں سانپ پر جمی ہوئی تھیں میرا اور اس کا

درمیانی فاصلہ بمشکل دس فٹ رہا ہوگا۔ وہ مجھے اپنے سامنے دیکھ کر غضب ناک انداز میں پھنکار رہا تھا اور سر مار رہا تھا لیکن حصار توڑ کر اندر داخل ہونے سے قاصر تھا۔ میں نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے پستول پر اپنی گرفت مضبوط کی۔ جلدی سے سانپ کے پھن کا نشانہ لیا، ٹریگر دبانا چاہتا تھا کہ یک لخت پستول پر میری گرفت ڈھیلی ہو گئی، میرے تنفس کی رفتار تیز ہو گئی۔ میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے سانپ کے پھن کو دیکھنے لگا جس کے اندر مجھے اپنی درخشاں کی جیتی جاگتی صورت نظر آ رہی تھی۔ وہ موت کے ہرکارے کے پھن میں جیسے محصور ہو کر رہ گئی تھی۔ وہ میری درخشاں ہی تھی جسے میں لاکھوں میں شناخت کر سکتا تھا۔

میں کوئی خواب نہیں دیکھ رہا تھا حقیقت سے دوچار تھا میری نظریں مجھے دھوکا نہیں دے رہی تھیں پھر درخشاں کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور اس کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی۔

"جمال!! اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہو کیا تمھیں اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا ہے؟"

"درخشاں... میں... تم... سانپ..." میں نے بے ربط الفاظ بولنے شروع کر دیے۔

"ہاں جمال! تم سے ملنے کے لیے تمھیں ایک نظر دیکھنے کے لیے مجھے طرح طرح کے روپ اختیار کرنے پڑتے ہیں لیکن یہ روپ عارضی ہیں میں تمھارے سامنے آ کر تمھیں بار بار یقین دلانا چاہتی ہوں کہ ہم اسی دنیا میں ایک بار پھر ملیں گے۔"

"درخشاں!" میں نے ہانپتے ہوئے کہا "تمھیں تلاش کرتے کرتے میں بہت تھک گیا ہوں۔"

"ہمت سے کام لو جمال! ہم بہت جلد ایک ہو جائیں گے۔" اس نے بڑی اپنائیت سے کہا پھر شکایت بھرے لہجے میں بولی۔ "تم مجھ سے اتنی دور کیوں کھڑے ہو...؟ کیا تمھیں شاید میرا یہ روپ پسند نہیں آیا۔"

"درخشاں۔ درخشاں۔ درخشاں۔" میں نے اپنے بال نوچتے ہوئے کرب ناک لہجے میں کہا "میں پاگل ہو جاؤں گا درخشاں۔"

"میرے قریب آؤ جمال! ڈرو نہیں۔"

درخشاں کی آواز سن کر میرے دل کی کیفیت ڈانواڈول ہو رہی تھی میں نے ایک قدم آگے بڑھایا پھر ٹھٹک کر رک گیا میرے دل نے کہا۔ اگر وہ درخشاں ہے تو حصار کے اندر آنے سے کیوں گریز کر رہی ہے؟ اس سے پہلے بھی وہ میرے قریب آ چکی تھی پھر آج کیوں ہچکچا رہی تھی؟ اچانک میرے تن بدن میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ ماضی میں بھی میرے دشمنوں نے مجھے ان گنت فریب دیے تھے میری معصوم درخشاں بھی ایک ایسے ہی فریب کا شکار ہو کر موت کے جنگل میں جا پھنسی تھی اس کی موت کے بعد سے گندی طاقتوں نے میرا پیچھا چھوڑ دیا تھا لیکن شاید اب ایک بار پھر وہ میری اور درخشاں کی ملاقات کے درمیان حائل ہونا چاہتے تھے۔ درخشاں نے مجھ سے دور دراز سفر کے بعد عورت کے روپ میں ملنے کو کہا تھا پھر وہ سانپ کے روپ میں کیوں آئی تھی؟

سیاہ سانپ کی حقیقت کو آزمانے کے لیے میں نے اچانک اپنے چہرے پر کرختگی کے تاثرات نمایاں کر لیے اور پستول اٹھا کر دوبارہ اس پر تان لیا۔ میری اس اچانک حرکت پر درخشاں کی آنکھوں میں بھی خوف کی جھلکیاں ابھر آئیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری درخشاں نہیں بلکہ کوئی سفلی طاقت ہے جو درخشاں کے بعد اب مجھے خوب صورت فریب دے کر موت سے ہمکنار کرنا چاہتی تھی مگر وہ بہ حال درخشاں کا روپ دھار کر سامنے آئی تھی اس لیے میں نے فائر کرنے میں جلد بازی نہیں کی۔ للکارتی ہوئی سرد آواز میں بولا۔

"اگر تم درخشاں ہو تو اندر آ جاؤ ورنہ میں تمھیں شوٹ کر دوں گا۔"

سیاہ سانپ نے غضب ناک ہو کر زمین پر پھن مارا۔ ناکامی کے خیال نے اسے سر مارنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرا کوئی پرانا دشمن ہے جو مجھے درخشاں کی پرچھائیں سے بھی دور رکھنے کے لیے ابھی تک میرا تعاقب کر رہا تھا۔ میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میں نے اللہ کا نام لے کر ٹریگر دبا دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی سانپ تڑپ کر گرا پھر اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں نے کیبن سے باہر نکل کر اس کا تعاقب کرنے کی حماقت نہیں کی تھی۔ ماضی کے بے شمار واقعات اچانک میرے ذہن کے پردوں پر ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے میرے دل کی دھڑکنیں پورے شباب پر تھیں، آنکھوں کے سامنے تاریکی پھیلنے لگی تو میں نے بڑھ کر کیبن کے دروازے کو دوبارہ بولٹ کیا پھر لڑکھڑاتا ہوا اپنے بستر پر آ گیا۔ میرا تمام جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ میں نے آہستہ سے خود کو پرسکون رکھنے کے لیے آنکھیں موند لیں۔

صبح ناشتے کی میز پر جیکب خلافِ توقع خاموش نظر آ رہا تھا۔ میں نے کیلاش کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا لیکن اس نے اشارے سے مجھے یہی سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ بھی جیکب کی خاموشی کی وجہ سے لاعلم ہے۔ یہ سوچ کر کہ ممکن ہے وہ رات دیر تک جاگتا رہا ہو اور نیند کا خمار ابھی تک اس کے ذہن پر موجود ہو ہم نے اسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ ذاتی طور

پر میں الجھا ہوا تھا رات والا سیاہ سانپ ابھی تک میرے ذہن میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا اور میں اسے غضبناک انداز میں پھنکارتے سن رہا تھا۔

ایک عرصے بعد پھر ماضی کے زخم تازہ ہونے لگے۔ بیتی باتوں کے تجربے نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ بحری عقاب پر میرا کوئی دشمن ضرور موجود ہے، کوئی ایسا واقف کار دشمن جو میری سابقہ زندگی کے واقعات سے بخوبی واقف تھا اور مجھے درخشاں سے دور رکھنے کے لیے میرے خون کا پیاسا ہو رہا تھا لیکن وہ کون تھا؟

"جیکسن!" میرے ذہن میں اچانک نائب کپتان کا نام ابھر آیا۔ وہ پُراسرار شخصیت کا مالک تھا۔ روحوں کو بلانے کا عمل جانتا تھا، پلان چیٹ کے ذریعے ہر بات کا جواب طلب کر سکتا تھا۔ ممکن ہے میرے دشمنوں نے سیلون سے روانگی کے وقت اس کی خدمات حاصل کر لی ہوں اور اب وہ آہستہ آہستہ مجھے اپنے جال میں پھانس رہا ہو۔ روحوں کے ذریعے وہ نہ صرف میرے ماضی کو کھنگال سکتا تھا بلکہ وہ جگہ بھی دریافت کر سکتا تھا جہاں درخشاں نے ایک نئے انداز اور ایک نئے روپ میں مجھ سے دوبارہ ملنے کو کہا تھا۔ یقیناً وہ جیکسن ہی ہو سکتا تھا جو میری موت کا خواہش مند تھا۔ میرے دشمنوں نے اس کی خدمات حاصل کرنے کے لیے بلاشبہ بھاری رقم دی ہو گی۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ گزشتہ رات شامی نے بھی کسی بدروح کی موجودگی کا نوٹس نہیں لیا، بے خبر سوتا رہا۔

میرے ذہن میں آندھیاں چلنے لگیں۔ حالات نے مجھے اس بار جس بھنور میں پھنسا دیا تھا اس سے بچ نکلنا میرے لیے دشوار تھا۔ بحری عقاب پر جیکسن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ملاح سے لے کر کپتان تک سب ہی اس سے روحوں کے عمل کی وجہ سے کتراتے تھے۔ بات کسی شہر، گاؤں یا ملک کی ہوتی تو میں زندگی بچانے کے لیے دوڑ دھوپ کر سکتا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ فرار ہو سکتا تھا لیکن سمندر پر تیرنے والے جہاز کی دنیا بڑی محدود ہے اور جیکسن اس دنیا کا بلاشرکت غیرے بادشاہ تھا۔ میں پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھا۔ میری حالت اس چوہے کی مانند تھی جو خونخوار بلی کے پنجوں میں کھلونا بن جاتا ہے۔ وہ دل بھر کر اس سے کھیلتی ہے، ایک لمحہ کو آزاد چھوڑ دیتی ہے، وہ سہما سہما بیٹھا رہتا ہے پھر زندگی کو موت کے بے رحم ہاتھوں سے بچانے کی خاطر اچانک بھاگ کھڑا ہوتا ہے لیکن اسے پناہ نہیں ملتی۔ بلی ایک ہی جست میں دوبارہ اسے اپنے نوکیلے پنجوں میں دبوچ کر نڈھال کر دیتی ہے اور یہ کھیل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بلی کا دل نہیں اکتا جاتا۔ اس کے بعد وہ ایک ہی وار میں اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ میری حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ جیکسن ابھی مجھ سے کھیل رہا تھا۔ خوف زدہ کر کے ڈھیل دے رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ میرے لیے پناہ کی کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔ میں راہِ فرار حاصل کرنے سے قاصر تھا، پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھا لیکن اب شاید وہ موت اور زندگی کے اس کھیل کو تیز کر دینے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس نے گزشتہ رات جس روح کو سانپ کے روپ میں میری موت کا ہرکارہ بنا کر بھیجا تھا میں نے اسے زخمی کر دیا تھا۔ مجھے شکار سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی لیکن اتنا ضرور جانتا تھا کہ چوٹ کھایا ہوا شکار ہمیشہ خطرناک انداز میں پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ جیکسن بھی اب مجھے کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھے گا۔ اس کا دوسرا وار یقینی طور پر نپا تلا اور بھرپور ہو گا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر ہم عرشے پر آ گئے۔ سمندر کی موجوں میں اس وقت بھی درمیانہ درجے کا انتشار موجود تھا لیکن اتنا زیادہ بھی نہیں کہ ہم کیبن کے سامنے بچھی ہوئی کرسیوں پر نہ بیٹھ سکتے۔ ہوا خاصی تیز اور خنک تھی۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ عرشے پر آہستہ آہستہ زندگی بیدار ہو رہی تھی۔ بحری عقاب کے عملے کے افراد بیدار ہو کر اپنے اپنے کام میں مصروف ہو چکے تھے۔

"کیا تمہیں سانپ سونگھ گیا ہے؟" کیلاش نے جیکب کی طویل خاموشی سے اکتاتے ہوئے کہا۔ سانپ کا نام سن کر میں بھی چونک اٹھا۔ کیلاش بدستور جیکب کو گھورتے ہوئے بولا۔ "کچھ پتہ تو چلے کہ آخر بات کیا ہے، کیا سیامی عورت نے کل رات پھر شب خوابی کے لباس میں تمہارے دروازے پر دستک دی تھی؟"

"نہیں۔" جیکب نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "کل رات مجھے دستک کی آواز نہیں سنائی دی تھی لیکن میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سیامی جوڑا ہمارے لیے بے حد منحوس ثابت ہو رہا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہارا دماغ بالکل ہی چل گیا ہے۔" کیلاش جھلا کر بولا۔ "بلاوجہ کسی کے پیچھے پڑ جانا اخلاق کے خلاف ہے۔"

"کپتان اسٹلے نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اس جوڑے کو اگلی بندرگاہ پر بحری عقاب سے اتار دے گا۔" میں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہم دو روز بعد فجی جزیرے پر لنگر انداز ہوں گے۔"

"میں رب عظیم سے یہی دعا کروں گا کہ یہ دن آسانی اور خیر خوبی سے گزر جائیں۔"

"بھائی جیکب۔" کیلاش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "کیا تم نے طے کر لیا ہے کہ جب تک وہ منحوس جوڑا جہاز پر موجود ہے تم اسی طرح منہ پھلائے ہمیں بور کرتے رہو گے؟ اس سے تو بہتر ہے کہ تم دو روز کے لیے اپنے کیبن میں بند ہو کر بیٹھ جاؤ۔"

"تم سرجن ہو میرے دوست، ہر بات کی نفی کرنے کے لیے اپنی میڈیکل سائنس کو درمیان میں گھسیٹ لاتے ہو اس لیے تم سے کچھ کہنا ایسا ہی ہے جیسے گدھے کے آگے بین بجانا۔" جیکب نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"محاورے میں اقربا پروری نہیں چلتی میرے بھائی۔" کیلاش نے بڑی برجستگی سے جواب دیا۔ "بھینس کے آگے بین بجانا صحیح محاورہ ہے۔"

"عقل کے مقابلے میں تم بھینس کو بھی جسامت کے اعتبار سے بڑا مانتے ہو اس لیے تمہارے سامنے زبان سے کوئی بات نکالنا بے سود ہی ہے۔" جیکب سنجیدگی سے بولا۔

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو کل رات پھر جیکب کے ساتھ کوئی حادثہ گزرا ہے۔" میں نے کہا پھر براہِ راست جیکب سے پوچھا۔ "کیوں جیکب؟"

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے لیکن میڈیکل سائنس ....."

"سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے؟" کیلاش نے مذاقاً جیکب کی گردن پر ایک ہاتھ سے گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔ "اگر اب تم نے میری میڈیکل سائنس کی شان میں ایک حرف بھی کہا تو گردن توڑ کر رکھ دوں گا۔"

"بتاتا ہوں۔ گردن تو چھوڑ دو۔" جیکب نے تیزی سے کہا۔ پھر کیلاش کا ہاتھ ہٹا کر گردن سہلاتے ہوئے بولا۔ "کل رات تقریباً ڈیڑھ پونے دو بجے اچانک کوئی میرے کیبن سے اس طرح ٹکرایا تھا جیسے نشے میں دھت ہو۔ دروازے پر کھڑکھڑاہٹ کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ پہلے میرا اندازہ سو فیصد یہی تھا کہ وہ عملے کا کوئی فرد ہو گا جس نے ضرورت سے زیادہ پی لی ہو گی اور نشے میں ہوش و حواس گم کر کے میرے کیبن سے ٹکرا گیا ہو گا لیکن بعد میں مجھے اپنے خیال کی تردید کرنی پڑی اور پھر۔ پوری رات میں نے جاگ کر گزاری ہے۔"

"کیوں؟" کیلاش نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ "کیا کل رات وہ شب خوابی کے لباس کے بغیر ہی آ گئی تھی؟"

"وہ ہوتی تو یقین مانو میں کل رات ہی اس کا گلا گھونٹ کر ہمیشہ کے لیے اس کی نحوست سے نجات حاصل کر لیتا۔"

"پھر؟" میں نے جیکب سے دریافت کیا "تمھارے رات بھر جاگتے رہنے کی وجہ کیا تھا؟"

"مجھ سے یہ حماقت سرزد ہوگئی کہ میں نے اٹھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا تھا۔" جیکب نے نہ جانے کیوں جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ "دراصل میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے جو نشے میں دھت ہوچکا ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ اسے اس کے کیبن تک جاکر چھوڑ آؤں گا مبادا کہ وہ اس کیفیت میں سمندر کی لہروں پر چہل قدمی کا ارادہ نہ کرلے لیکن جانتے ہو پھر کیا ہوا؟"

"کیا ہوا؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔ کیلاش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی، وہ جیکب کو گھورے جا رہا تھا۔

"وہاں مجھے کوئی ذی روح نظر نہیں آیا۔" جیکب نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ "البتہ کسی کے کراہنے کی آواز بڑے واضح طور پر میرے کانوں میں آرہی تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن وہاں کسی کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔"

"ممکن ہے کوئی اپنے کیبن کے اندر کراہ رہا ہو۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "تم نرے گاؤدی اور احمق ہو اتنی سی بات سے ڈر کر رات بھر جاگتے رہے۔"

"ربِ عظیم کی قسم، وہ میرا وہم نہیں تھا۔" جیکب نے قسم کھاتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ آواز میرے کیبن کے بہت نزدیک سے آرہی تھی۔ میں نے اس آواز کا تعاقب بھی کیا تھا۔ خدائے بزرگ و برتر کا سایہ مجھ پر برقرار رہے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی میرے کیبن کے دروازے کے بائیں جانب دیوار سے لگا بیٹھا ہولے ہولے کراہ رہا ہو۔ جیسے وہ زخمی رہا ہو اور اس نے اپنی آنکھیں بند کررکھی ہوں اسی لیے وہ مجھے دیکھنے سے قاصر تھا۔ میں دو منٹ تک اس کی آوازیں سنتا رہا پھر میں نے دل پر جبر کرکے اس نادیدہ زخمی کو مخاطب کرتے ہوئے للکارا۔ "کون ہے؟" اور پھر۔" جیکب نے دوبارہ جھرجھری لے کر کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم یقین کروگے کہ میرے للکارتے ہی وہ آواز یک لخت معدوم ہوگئی تھی؟"

جیکب کی بات سن کر کیلاش کے ہونٹوں پر مضحکہ خیز تبسم ابھر آیا لیکن میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ میں اس سیاہ سانپ کے بارے میں غور کرنے لگا جو رات میرے پستول کی گولی سے زخمی ہوکر اچانک نگاہوں سے اوجھل ہوگیا تھا۔ میں جس وقت ڈائری لکھنا بند کرکے اٹھا تھا اس وقت ڈیڑھ کا عمل تھا، جیکب نے ڈیڑھ پونے دو کے عمل کا حوالہ دیا تھا اور میرا کیبن بھی جیکب کے بائیں ہاتھ پر واقع تھا۔ اتنی ساری باتیں محض اتفاق نہیں ہوسکتی تھیں، جیکب جو کچھ کہہ رہا تھا حرف بحرف درست تھا۔ وہ نادیدہ قوت جو سانپ کا روپ اختیار کرکے مجھے ڈسنے آئی تھی میری گولی سے زخمی ہوئی پھر نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ اس کے بعد غالباً وہی پُراسرار طاقت جیکب کے کیبن سے ٹکرائی اور جیکب نے کراہ کی جو آواز سنی تھی وہ بھی اسی نادیدہ قوت کی رہی ہوگی۔ لیکن وہ کون قوت تھی؟ کیا وہ جبکین کی شرارت تھی؟ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"میں تمھیں سنجیدگی سے ایک مشورہ دوں گا بشرطیکہ تم اسے مذاق نہ سمجھو۔" کیلاش نے اپنی شریر مسکراہٹ کو سنجیدگی میں تبدیل کرتے ہوئے جیکب سے کہا۔ "کچھ عرصے کے لیے یہ بھول جاؤ کہ تم پادری ہو۔"

"پھر؟"

"سنسنی خیز انداز کے پُراسرار ڈرامے لکھنا شروع کردو۔ مجھے یقین ہے کہ بحیثیت ڈرامہ نگار تم زیادہ کامیاب ثابت ہوسکتے ہو۔"

"لعنت ہو تمھاری سنجیدگی اور تمھارے مشورے پر۔" جیکب تلملا کر بولا پھر اٹھ کر اپنے کیبن میں چلا گیا۔ کیلاش اس کی جھلاہٹ پر مسکراتا رہا۔

"میرا خیال ہے کہ جیکب جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صرف مذاق نہیں ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

"کیا تم بھی اس قسم کی فضولیات پر یقین رکھتے ہو؟" کیلاش نے مجھے حیرت سے گھورا۔

"کیوں، کیا تم بھول گئے ہو کہ ماضی میں اس قسم کے بے شمار حادثات میرے ساتھ پیش آچکے ہیں؟"

"وہ پنڈت پجاریوں اور سفلی کرنے والوں کی شرارت تھی۔"

"کل رات جیکب نے جو کچھ محسوس کیا وہ بھی پرانے واقعات کے سلسلوں کی ایک کڑی ثابت ہوسکتی ہے۔"

"لیکن اب انھیں تمھاری ذات سے کیا دلچسپی باقی رہ گئی ہے؟"

"میری ذات سے نہ سہی لیکن درخشاں کی ذات سے ان کی دلچسپی بہرحال ختم نہیں ہوسکتی۔" میں نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "تم کو یاد ہوگا کہ اس نے مرتے وقت کیا کہا تھا۔ ہم اسی دنیا میں بہت جلد دوبارہ پھر ملیں گے۔"

"میں نہیں مانتا۔" کیلاش تیزی سے بولا۔ "تم سے شادی سے قبل وہ درخشاں نہیں کاجل تھی۔ ہوسکتا ہے مرتے وقت اسے آواگون کے عقیدے کا دھیان آگیا ہو اور اس نے تمھارا دل بہلانے کے لیے وہ بات کہہ دی ہو۔"

"اگر وہ بات صرف میرا دل رکھنے کو کہی گئی ہوتی تو پھر

بے دشمن مجھے کل رات موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش بھی نہ کرتے۔"

"کیا؟" کیلاش اچھل پڑا، وہ نہایت سنجیدگی سے مجھے... ہونے لگا۔

"ہاں میرے دوست۔" میں نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "جیکب نے جس نادیدہ قوت کی کراہ کی آواز سنی تھی وہ میرے پستول کی گولی سے زخمی ہوئی تھی۔"

کیلاش کے اصرار پر میں نے اسے گزشتہ رات کے واقعے کی تفصیل سنادی وہ بڑی دیر تک خاموش بیٹھا کرسی پر پہلو بدلتا رہا۔ متعدد بار اس نے مجھے ایسی نظروں سے بھی گھورا جیسے اسے میری صحیح الدماغی پر شبہ ہو پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"اگر تمھاری بات تسلیم کرلی جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اب تک زندہ کس طرح ہو، میرا مطلب ہے کہ وہ پُراسرار قوت جو تم پر رات کو حملہ آور ہونا چاہتی تھی دن کی روشنی میں بھی نظر آئے بغیر تمھیں ختم کرسکتی ہے۔"

"اس کا جواب بھی وہی گندی قوتیں دے سکتی ہیں جو میرے درپئے آزار ہیں۔" میں جھلاتے ہوئے بولا۔ "بہرحال، ایک بات تقینی ہے کہ وہ مجھے اس سفر سے باز رکھنے کی کوشش کررہی ہیں۔"

"جمال۔" کیلاش نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "اگر تمھارا یہی خیال ہے تو پھر تمھیں اپنی زندگی بچانے کی خاطر یہ سفر فوراً ترک کردینا چاہیے۔ ایک دوست کی حیثیت سے میں بھی تم کو یہی مشورہ دوں گا۔"

"شکریہ۔" میں نے زہرخند سے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ کیا تمھیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے؟"

"موت برحق ہے میرے دوست، جہاں اور جس گھڑی لکھ دی گئی ہے انسان اس سے مفر حاصل نہیں کرسکتا۔" میں نے سمندر کی متلاطم لہروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "رہا میری زندگی کا سوال تو تم جانتے ہو کہ وہ درخشاں کی صورت میں مجھ سے روٹھ چکی ہے۔"

"ہم جبکین سے مستقبل کے بارے میں معلوم کرسکتے ہیں۔" کیلاش نے تھوڑے توقف سے مشورہ دیا تو میں اس کی محبت کی شدتوں کو محسوس کرکے مسکرا دیا۔ وہ جادو ٹونا اور مستقبل بینی وغیرہ کو فضولیات میں شمار کرتا تھا لیکن میری خاطر آج وہ خود مجھے جبکین سے ملنے کا مشورہ دے رہا تھا۔ اس نے پیار بھری نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "آشا ماتھر کی تصویر اپنی نگاہوں سے دیکھ لینے کے بعد میں

بھی اس کا قائل ہو گیا ہوں۔"

"بیکار ہے کیلاکش۔" میں نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔ "گزری ہوئی باتوں کے بارے میں کچھ بتا دینا اور بات ہے لیکن مستقبل کے بارے میں سوائے خدا کے اور کوئی کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"ان راجا اور نوابوں کو کیا کہو گے جنھوں نے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے بڑے بڑے نجومی جوتشی اور رمل کے ماہر پال رکھے ہیں؟"

"وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں۔ مستقبل ان کی نگاہوں میں روشن ہوتا تو وہ دوسروں کی ملازمتیں کرنے کے بجائے خود اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوئی سبیل تلاش کرتے اور راجا مہاراجاؤں کی طرح ٹھاٹھ سے زندگی گزار رہے ہوتے۔"

"پھر بھی، ہو سکتا ہے کہ جیکسن ہمیں ہمارے سفر کے بارے میں کچھ بتا سکے۔"

اسٹیلے کے آ جانے سے ہمارے درمیان جیکسن کا مسئلہ ختم ہو گیا۔ میں خود بھی اس ضمن میں کیلاکش یا جیکب سے کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ ذاتی طور پر میں نے طے کر لیا تھا کہ جیکسن کو ٹٹولے بنا آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ اگر وہی میری جان کا لاگو تھا تو میں اسے بتا دینا چاہتا تھا کہ وہ میری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے، میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ میں اچانک اس کے سامنے جا کر اسے ششدر کر دینا چاہتا تھا۔ میں نے ماضی میں اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا۔ میں کیلاکش کو گزشتہ رات کے واقعات بھی کبھی نہ بتاتا لیکن مجھے جیکب پر رحم آ گیا تھا۔ میں کیلاکش کو مطمئن نہ کرتا تو کئی دنوں تک وہ نادیدہ قوت کی زخمی کراہ کا حوالہ دے کر جیکب کی عافیت تنگ کرتا رہتا۔ اسٹیلے نے اس وقت اچانک نمودار ہو کر میری ایک بڑی مشکل حل کر دی تھی۔

کیلاکش کی کیفیت میرے برعکس تھی۔ وہ اسٹیلے کی ناوقت مداخلت پر تلملا کر رہ گیا تھا شاید اسی لیے اس نے اسٹیلے کو آتا دیکھ کر ہی اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی تھی لیکن میں نے جان بوجھ کر اسٹیلے کا خیر مقدم مسکراتی نظروں سے کیا۔ ہاتھ کے اشارے سے میں نے اسے خالی کرسی پر بیٹھنے کی دعوت دی تو وہ ایک لمحے کو کیلاکش کو دیکھ کر ٹھٹکا پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ اس وقت میری آمد آپ لوگوں کے لیے کسی مداخلت کا سبب نہیں بنی ہو گی۔"

"اوہ، مسٹر اسٹیلے! تم۔" کیلاکش نے اس کی آواز پر چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھا پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم کو ہی یاد کر رہا تھا۔ اگر کہاوتیں اپنے اندر وزن رکھتی ہیں تو یقیناً تمھاری عمر بہت طویل ہو گی۔"

"میرے لائق کوئی خدمت؟" اسٹیلے نے کیلاکش سے بڑی گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں۔ دراصل میں تم سے سفر کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔"

"آج آپ کے ساتھ فادر جیکب نظر نہیں آ رہے؟" اسٹیلے نے کیلاکش کی بات کو بڑی خوب صورتی سے نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "انھیں اب تو سیامی خاتون سے کوئی شکایت نہیں۔ ویسے میں نے ان دونوں میاں بیوی کو تنبیہ کر دی ہے کہ وہ آیندہ محتاط رہیں۔"

"تم نے برا کیا مسٹر اسٹیلے۔" کیلاکش بولا۔ "ایک اچھی خاصی تفریح ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ میں تو سوچ رہا تھا سیامی خاتون کو کسی طرح اس بات پر آمادہ کر لیا جاتا کہ وہ جیکب میں اپنی دلچسپی کا اظہار شروع کر دیتی۔ بھگوان کی سوگند، سفر نہایت دلچسپی اور آسانی سے گزر جاتا۔"

"اور یہ بھی ممکن تھا کہ یا تو جیکب خود سمندر میں چھلانگ لگا کر اس سے گلو خلاصی حاصل کر لیتا یا پھر اس عورت کو جان سے مروا ڈالتا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"میرا ذاتی اندازہ بھی یہی ہے کہ فادر جیکب نہایت نیک دل اور پرہیزگار شخصیت کے مالک ہیں۔" اسٹیلے نے اپنا خیال ظاہر کیا پھر موضوع بدلتے ہوئے بولا۔ "میں اس وقت دراصل آپ لوگوں کو شکار کی دعوت دینے کی غرض سے حاضر ہوا تھا بشرطیکہ آپ حضرات پسند کریں۔"

"شکار؟" کیلاکش نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا بحری عقاب اس وقت کسی خشک اور گھنے جنگل کے درمیان سے گزر رہا ہے؟"

"آپ دلچسپ آدمی ہیں سر جن کیلاکش۔" بوڑھے پرتگالی کپتان نے جواب دیا۔ "شکار سے میری مراد وہیل مچھلی کا شکار تھی۔ ہم اس وقت سمندر کے جس حصے سے گزر رہے ہیں وہ چھوٹی وہیل سے بھرا پڑا ہے۔ مچھلیوں کا شکار میرا پسندیدہ مشغلہ ہے اس لیے میرے ساتھیوں نے بطور خاص آج اس کا اہتمام کیا ہے۔ اگر آپ بھی شریک ہونا پسند کریں تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔"

"کیا خیال ہے جمال، ہو جائے شکار؟"

"تم بڑے شوق سے شکار کھیلو۔ میں اتنی دیر میں ایک دو

اہم کام نمٹا لیتا ہوں۔" میں نے کیلاکش کو ٹالنے کی خاطر کہا۔ "البتہ تم جیکب کو ضرور ساتھ لے جاؤ اس لیے کہ ان کے بغیر تمھیں مزہ نہیں آئے گا۔"

"اور اگر جیکب کو دیکھ کر مچھلیوں نے جال میں پھنسنے سے انکار کر دیا تو؟" کیلاکش نے ہنستے ہوئے کہا پھر وہ جا کر جیکب کو زبردستی پکڑ لایا تھا۔

کیلاکش اور جیکب اسٹیلے کی دعوت پر شکار کھیلنے کے لیے عرشے کے سامنے والے حصے کی جانب چلے گئے تو میں نے اطمینان کا سانس لیا کچھ دیر کے لیے میں اٹھ کر اپنے کیبن میں چلا گیا تاکہ کیلاکش یا جیکب میں سے کوئی فوراً کسی وجہ سے مجھے دیکھنے آئے تو میری بات غلط نہ ثابت ہو۔ مجھے علم تھا کہ وہیل مچھلی کا شکار کس قدر دلچسپ اور فرصت طلب ہوتا ہے۔ میرے لیے جیکسن سے تنہائی میں ملاقات کرنے کا یہ بہترین موقع تھا۔ میں اس سے مل کر اپنے ذہن کی کچھ الجھی گرہوں کو سلجھانا چاہتا تھا یہ بھی اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور رات میرے ساتھ جو پراسرار اور حیرت انگیز حادثہ پیش آیا تھا اس میں جیکسن کا کس قدر ہاتھ ہے۔

نصف گھنٹہ اپنے کیبن میں گزارنے کے بعد میں باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا جیکسن کے کیبن پر جا پہنچا لیکن مجھے اپنی حماقت کا احساس اس کے کیبن پر پہنچنے کے بعد ہی ہو سکا تھا۔ اسٹیلے کی غیر موجودگی میں جیکسن کا کنٹرول روم میں ہونا لازمی بات تھی چنانچہ اس وقت وہ کنٹرول روم ہی میں تھا۔ میں نے ایک لمحے کو سوچا کہ واپس جا کر کیلاکش اور جیکب کے ساتھ شکار میں مصروف ہو جاؤں لیکن پھر اس ارادے کو ترک کر کے میں کنٹرول روم کی جانب قدم بڑھانے لگا۔

جیکسن وہاں تنہا نہیں تھا۔ بحری عقاب کا فرسٹ انجینئر باسٹن بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان کے درمیان کسی بات پر زوردار بحث ہو رہی تھی جو میرے پہنچ جانے سے ختم ہو گئی۔ جیکسن نے مجھے دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میرے محترم۔ آپ! کیا آپ کو شکار سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟"

"اپنی تفریح اور شوق کی خاطر کسی کو جان سے مارنا میرے نزدیک بے رحمی ہے مسٹر جیکسن۔" میں نے موقعے کی مناسبت سے قدرے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اپنا اپنا نظریہ ہے میرے عزیز۔" جیکسن نے ایک نظر مسٹر باسٹن پر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "کچھ لوگ دوسروں کی جان لینا گناہ سمجھتے ہیں اور کچھ پیشے کے اعتبار سے کسی ذی روح کو مارنا اپنی شان سمجھتے ہیں۔"

"تم اپنا شمار کس صف میں کرو گے؟" میں نے جیکسن کا جواب سن کر چونکتے ہوئے دریافت کیا۔ "میرا مطلب ہے کہ کیا کسی بھاری معاوضے کی امید تمھیں کسی دوسرے کی جان لینے پر اکسا سکتی ہے؟"

"ابھی تک کسی ایسے تجربے سے میرا واسطہ نہیں پڑا۔" جیکسن مسکراتے ہوئے بولا۔ "ممکن ہے تگڑی رقم کی لالچ مجھے گناہ پر اکسا بھی دے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی انسان کو قتل کر دینا سب سے بڑا اور ناقابلِ معافی گناہ ہے اور دولت کی ہوس کی خاطر کسی کو موت کے گھاٹ اتارنا میرے نزدیک ذہنی قلاشی کی دلیل ہے۔ ہاں اگر بات عزت اور آن کی آ جائے تو پھر مشتعل انسان کو آدم خور درندوں سے بھی زیادہ خونخوار اور بے رحم بنا دیتا ہے۔"

باسٹن کی موجودگی میں جیکسن سے کھل کر بات نہیں کی جا سکتی تھی اس لیے میں ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا پھر جب باسٹن کچھ دیر بعد چلا گیا تو میں نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جیکسن! میں کسی وقت بالکل تنہائی میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ملاقات قطعی نجی اور ذاتی نوعیت کی ہو گی، میں یہی چاہوں گا کہ اس ملاقات کا علم میرے دوستوں کو بھی نہ ہو سکے۔"

"اگر میں آپ کے کسی کام آ سکا تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔" جیکسن نے میرے چہرے کے تاثرات کو پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہے؟"

"ہاں۔" میں نے گہری سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اس مسئلے کا تعلق میری موت اور زندگی سے ہے۔"

"نہیں۔" جیکسن میرا جواب سن کر چونکا۔ "آپ میرے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں؟"

"یہ مذاق نہیں حقیقت ہے میرے دوست۔" میں نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اس وقت تمھارے سامنے موجود ہوں، ورنہ عین ممکن تھا کہ گندی طاقتیں مجھے کل رات ہی ختم کر چکی ہوتیں۔"

"میرے محترم! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟" جیکسن کے چہرے پر ابھرنے والا اضطراب قطعی طور پر تصنع و بناوٹ سے پاک تھا۔ اگر وہ اداکاری تھی تو پھر مجھے یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ نیچرل اداکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہو گا۔ بہرحال وہ میرے بیان پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بحری عقاب پر آج تک نادیدہ قوتوں نے۔ لیکن

نہیں۔" اچانک جیکسن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "مجھے نارمن کی پُراسرار موت کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ میں اسے فراموش کر چکا تھا لیکن اب مجھے سنجیدگی سے ان باتوں پر غور کرنا ہوگا۔ کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ کل رات آپ کے ساتھ کیا گزری تھی؟"

"آج رات کھانے کے بعد تمھارے کیبن میں آؤں گا۔۔۔۔" میں نے جیکسن کی بات کو ٹالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "مچھلی کے شکار کے بعد میرے ساتھی یقیناً تھک کر بہت جلد سونے کی کوشش کریں گے۔ میرا انتظار کرنا مسٹر جیکسن آج رات کھانے کے بعد۔" پھر اس سے پیشتر کہ جیکسن میری بات کا کوئی جواب دیتا میں تیزی سے پلٹ کر کنٹرول روم سے باہر آگیا۔

میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ دن بھر مچھلی کا شکار کھیلنے کے بعد جیکب اور کیلاکش بری طرح تھک کر چُور ہو گئے تھے۔ چھوٹی موٹی ندیوں یا جھیلوں کے کنارے نسی لگا کر مچھلی پکڑنا اور بات ہے لیکن کھلے سمندر میں لوہے کے بڑے بڑے تیروں اور مشینوں کے ذریعے وھیل یا شارک کا شکار کرنا خاصا دشوار اور تھکا دینے والا کام ہوتا ہے چنانچہ میرے دوستوں کی حالت بھی غیر ہو رہی تھی۔ رات کا کھانا بھی انھوں نے خلافِ معمول جلدی کھا لیا پھر اپنے اپنے کیبنوں میں جا کر گھوڑے بیچ کر سو گئے۔ میرا راستہ صاف تھا۔ میں جیکسن کے کیبن پر گیا تو وہ پروگرام کے مطابق میرا منتظر تھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ میں نے اس کے چہرے کے تاثرات سے یہی اندازہ لگایا کہ وہ میرے آنے سے پہلے ہی سے میرے بارے میں سوچتا رہا ہے۔ شاید وہ کوئی نتیجہ بھی اخذ کر چکا تھا۔

یہاں میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا دل چونکہ جیکسن کی طرف سے گزشتہ رات والے حادثے کے بعد سے صاف نہیں تھا اس لیے اس کے کیبن میں جانے سے پہلے ہی میں نے خود کو پوری طرح حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ میرا آٹومیٹک خفیہ طور سے میرے ڈریسنگ گاؤن کے نیچے موجود تھا جسے میں حسبِ ضرورت فوری طور پر استعمال کر سکتا تھا۔ جیکسن کے اصرار پر میں نے اس کے ساتھ کافی پی پھر ہم اسی میز پر آگئے جہاں بیٹھ کر ایک بار پہلے بھی میں روح کو بلانے کا عمل دیکھ چکا تھا۔ کچھ توقف کے بعد میں نے جیکسن کو گزشتہ رات سیاہ سانپ کے نمودار ہونے کا پورا واقعہ تفصیل سے سنا دیا اور وہ قصہ بھی سنا دیا جس کا ذکر جیکب نے کیا تھا۔ جیکسن نہایت سنجیدگی سے میری روداد سنتا رہا۔ خلافِ توقع اس وقت وہ چونکنے یا حیرت کا کوئی اظہار کرنے کے بجائے بے حد پُرسکون اور نارمل نظر آرہا تھا البتہ سنجیدہ ضرور تھا۔ میں پوری تفصیل سنا چکا تو جیکسن نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اب آپ مجھ سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟"

"سب سے پہلے میں تم سے نارمن اور ڈاگر کی موت کے بارے میں معلوم کرنا پسند کروں گا۔" میں نے جیکسن کے اطمینان کو محسوس کرتے ہوئے کہا "کیا تم بتاؤ گے کہ ان دونوں کی موت کے پیچھے کون سی طاقت کارفرما تھی؟"

"بحری عقاب پر اس قسم کے پُراسرار واقعات پہلی بار رونما ہوئے ہیں میرے محترم۔" جیکسن نے سنجیدگی اور اطمینان سے جواب دیا "اور اگر میں یہ کہوں کہ ان واقعات کا تعلق صرف آپ کی ذات سے ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔"

"کیا مطلب؟" میں تیزی سے بولا "کیا تم نارمن اور ڈاگر کی موت کا تعلق بھی میری ذات سے منسوب کرو گے؟"

"ناراض نہ ہوں میرے محترم دوست! کچھ سازشوں کی جڑیں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ ان کی تہہ تک پہنچنا ناممکن ہوتا ہے لیکن آپ نے وہ مثال بھی ضرور سنی ہوگی کہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔" جیکسن نے اپنی دستی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "موجودہ حادثات میں بھی ایک گہری سازش کام کر رہی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ آج کی رات ان سازشوں کی آخری رات ہو۔"

جیکسن نے آخری جملہ کہتے وقت میری جانب دیکھ کر جس انداز میں معنی خیز لہجہ اختیار کیا تھا اسے محسوس کر کے میری ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ میں نے احتیاطاً اپنے سیدھے ہاتھ سے الٹے بازو کو سہلایا اور انگوٹھے سے ٹٹول کر اس بات کا دوبارہ یقین کر لیا کہ میں اپنا بھرا ہوا آٹومیٹک ساتھ لانا نہیں بھولا تھا۔ آخری رات پر جیکسن نے خاص طور پر زور دیا تھا اور فوری طور پر مجھے یہی خیال گزرا تھا کہ شاید وہ آج کی رات مجھے ختم کر دینے کا فیصلہ کر چکا ہے اور غالباً میں نے اس کے کیبن میں آکر سخت حماقت اور نادانی کا ثبوت دیا تھا۔ بہرحال جو تیر کمان سے نکل چکا تھا واپس نہیں آسکتا تھا لہٰذا میں نے خود پر کسی حد تک قابو پاتے ہوئے جیکسن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر قدرے خشک آواز میں پوچھا۔

"سازشوں کی آخری رات سے تمھاری کیا مراد ہے؟"

"کچھ دیر اور صبر سے کام لیجیے میرے محترم! آپ کو آپ کے سوالات کے جواب مل جائیں گے۔" جیکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے انتظار کی کوفت انسان کے صبر کے پیمانوں کو لبریز کر کے چھلکا دیتی ہے اور۔۔۔۔"

"اور وہ جذبات کی رو میں بہک کر گاؤن کے نیچے سے اپنا آٹومیٹک پستول نکال کر بلا سوچے سمجھے۔۔۔۔"

"تمھارا خیال ٹھیک ہے مسٹر جیکسن۔" میں نے بڑی پھرتی سے اپنا پستول گاؤن کے اندر سے نکالا پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جس انداز میں جیکسن نے میرا جملہ درمیان سے کاٹا تھا اسی انداز میں میں نے بھی اس کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔ میرے لیے یہ ایک لمحہ اہم تھا۔ میں جیکسن کو سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا اس لیے اس کو پستول کی زد پر لیتے ہوئے نہایت سفاک لہجے میں بولا "مجھے تمھاری ذات پر شبہ تھا اس لیے میں پوری تیاری کر کے آیا ہوں۔ خبردار! کسی حماقت کا ثبوت دینے کی کوشش فضول ہی ہوگی۔ میں بے دریغ تمھارا جسم چھلنی کر ڈالوں گا۔"

"عقل مندی سے کام لینے کی کوشش کیجیے میرے محترم۔" جیکسن نے بے پروائی سے جواب دیا "اگر میں آپ کا دشمن ہوتا تو پستول کی موجودگی کا اظہار کرنے کے بجائے اچانک اور اس قدر بھرپور وار کرتا کہ آپ کو بچاؤ کا موقع نہ مل پاتا۔ آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کر دوں کہ میں روحوں کے ذریعے تمام حالات معلوم کر چکا ہوں اور حالات سے نمٹنے کے لیے میں نے ایک روح کو روک بھی لیا تھا جو اس وقت میرے کیبن میں موجود ہے اور۔۔۔۔"

"اور تم شاید مجھے باتوں میں الجھا کر کچھ وقت حاصل کرنا چاہتے ہو۔" میں نے ایک بار پھر جیکسن کے جملے کو درمیان سے اچکتے ہوئے کہا "بہتر ہوگا کہ تم میرے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جواب دیتے رہو ورنہ۔۔۔۔"

میری نگاہیں بدستور جیکسن کے اوپر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے اپنی جگہ سے ایک معمولی سی جنبش بھی نہیں کی البتہ اس کی پلکوں اور آنکھ کی پتلیوں نے کچھ عجیب انداز میں حرکت کی تھی۔ یوں جیسے کسی کو اشاروں میں آگے بڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے اور پھر اچانک میرے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ کسی نے یک لخت پوری قوت سے میرے سیدھے بازو پر اتنا شدید وار کیا کہ آٹومیٹک پستول میرے ہاتھ سے نکل کر جیکسن کے قدموں کے قریب جا پڑا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ کیبن میں میرے اور جیکسن کے علاوہ کوئی تیسری شخصیت موجود نہیں تھی۔ یقیناً وہاں کوئی روح موجود تھی جس نے جیکسن کی پلکوں کی جنبش کا مفہوم سمجھ کر مجھ پر اچانک حملہ کر دیا تھا۔ میں نے دوبارہ سہمے ہوئے انداز میں جیکسن کی سمت دیکھا۔ وہ میرا پستول فرش سے اٹھا چکا تھا۔

"میں شرمندہ ہوں میرے محترم! لیکن زندگی بچانے کی خاطر مجھے مجبوراً روح کی مدد حاصل کرنی پڑی۔" اس نے میرا پستول میز پر میری نشست کے سامنے رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "آئیے، تشریف رکھیے۔"

میں آگے بڑھ کر اپنی کرسی پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ پستول اٹھا کر میں نے ہولسٹر میں ڈال لیا۔ جیکسن کی طرف سے میرا دشمن ہونے کا شبہ دور ہو چکا تھا اور اب مجھے اپنی جلد بازی پر غصہ آرہا تھا۔ کیبن میں چند ثانیے تک مکمل خاموشی رہی پھر جیکسن نے میرے تاثرات کو پڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی وہی سوچتا جو آپ نے سوچا ہے۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا موجودہ پُراسرار واقعات میں ایک گہری سازش کام کر رہی ہے اور یہ اسی کا ردعمل تھا کہ آپ مجھے اپنا دشمن سمجھنے پر مجبور ہو گئے۔"

"تو کیا نارمن بھی اسی سازش کا شکار ہوا تھا؟" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔" جیکسن نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا "دشمن کی کوشش یہ تھی کہ وہ نظر میں آئے بغیر مجھے آپ لوگوں کی نگاہوں میں مشکوک کر دیں اور پھر اپنا کام خاموشی سے کر گزریں لیکن کل رات ان سے ایک بھول ہو گئی۔ ان کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ آپ رات کے وقت اپنے کیبن کے گرد حصار باندھ دیتے ہیں۔ اس بات کے علم میں آنے کے بعد ہی انھوں نے کسی بہانے سے آپ کو اس حصار سے باہر لانے کی کوشش کی تھی لیکن انھیں کامیابی نہیں ہوئی البتہ اس طرح آپ کے دل میں میرے خلاف۔۔۔"

"مسٹر جیکسن۔" میں نے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا "یہ درست ہے کہ میں رات کو جہاں بھی سوتا ہوں ایک مخصوص حلقے میں حصار کھینچ دیتا ہوں لیکن آخر رات ہی کیوں؟ کیا میرے دشمن دن میں مجھ پر حملہ آور نہیں ہو سکتے؟"

"یہ ایک طویل بحث ہوگی مسٹر جمال۔" جیکسن نے کہا۔ "فی الحال آپ یہ سمجھ لیں کہ کچھ قوتیں ایسی ہوتی ہیں جو رات کے گھپ اندھیروں میں زیادہ حیرت انگیز اور پُراسرار قوتوں کی مالک بن جاتی ہیں اور اتنی خوب صورتی سے اپنے دشمن کو موت سے ہمکنار کرتی ہیں کہ دنیا کا کوئی قانون ان کے خلاف ایک رتی برابر بھی شبہ نہیں کر سکتا۔"

"درست ہے۔ لیکن نارمن اور ڈاگر کی موتیں تو روزِ روشن میں واقع ہوئی تھیں؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں میرے محترم کہ نارمن اور

اڈگر کی موت کے ذریعے دشمن میرے خلاف ثبوت پیدا کرکے مجھے مجرم ثابت کرنا چاہتا تھا۔" جیکسن نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "نارمن نے اپنی موت سے ایک روز قبل میرے روحوں کو طلب کرنے والے عمل کا مذاق اڑایا تھا اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ میں اپنے اس عمل کے سلسلے میں کوئی مذاق برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں اور ایسا کرنے والوں کو ہمیشہ کسی عتاب کا نشانہ بننا پڑا ہے۔"

"مسٹر جیکسن!" میں نے کچھ سوچ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔ "اگر تمھاری بات درست ہے تو اس کے دو مطلب نکلتے ہیں۔ پہلا یہ کہ سازش کرنے والوں کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ نارمن نے تمھارا مذاق اڑایا ہے اور دوسرا۔ دوسرا یہ کہ وہ سازشی اس وقت بھی بحری عقاب پر موجود ہیں کیوں میرے دوست! میرا اندازہ غلط تو نہیں ہے؟"

"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا میرے محترم۔" جیکسن زیرِ خند سے بولا پھر اپنی دستی گھڑی دیکھنے لگا۔ اس بار میری نظر بھی اس کی گھڑی کی جانب اٹھ گئی جو رات کے ساڑھے نو کا اعلان کر رہی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھے احساس ہو رہا تھا کہ کوئی پُراسرار واقعہ پھر رونما ہونے والا ہے جس کا علم جیکسن کو روحوں کے ذریعے ہو چکا ہے اور شاید اسی لیے وہ بار بار اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈال کر وقت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میرا دل چاہا کہ اس ضمن میں بھی اسے کریدوں لیکن میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ ہو سکتا تھا کہ بار بار گھڑی پر نظر ڈالنا اس کی عادت بن گئی ہو جسے میں نے پہلے محسوس نہ کیا ہو۔

"اگر میرا وہ دشمن اسی جہاز پر موجود ہے تو تم اس سے واقف بھی ضرور ہو گے۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"صبر سے کام لیجیے میرے محترم۔" جیکسن بڑے پُراعتماد انداز میں بولا۔ "آج کی رات بحری عقاب پر جنم لینے والی گندی سازشوں کی آخری رات ہو گی۔"

"لیکن۔ وہ کون ہے؟" میں نے فطری بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سوال کیا۔ "اب میری ذات سے اس کو کیا دلچسپی ہے؟"

"میں نے تفصیل میں جانے کی کوشش نہیں کی لیکن روحوں نے مجھے یہی بتایا ہے کہ وہ آپ کو اس سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔"

"سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں؟" میں نے جیکسن کے جملے کو حیرت سے دہرایا۔

میری حالت غیر ہونے لگی۔ درخشاں کے کہے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجنے لگے۔ اس نے مرنے سے کچھ دیر [illegible] بڑے سکون اور اعتماد کے ساتھ کہا تھا۔ "وقت بہت [illegible] ہے جمال۔ میرے سرتاج! مجھ سے وعدہ کرو کہ تم میری موت [illegible] پریشان نہیں ہو گے۔ مجھے دیکھو! میں اس وقت کتنی [illegible] ہوں۔ اس لیے کہ ہم دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ تم میری [illegible] ایک دور دراز کے سفر پر روانہ ہو گے۔ اس سفر کے اختتام پر تم ایک نئی سرزمین پر قدم رکھو گے جہاں میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں گی۔ شاید کچھ بدلے ہوئے روپ میں مگر تم مجھے اپنے دل کی بے قرار دھڑکنوں سے پہچان لو گے۔ [illegible] لو گے کہ میں تمھاری درخشاں ہوں۔"

اور جیکسن کو بھی روحوں نے یہی بتایا تھا کہ میرے [illegible] مجھے اس سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ تو کیا درخشاں نے [illegible] کچھ کہا تھا وہ درست تھا؟ کیا میں اسے دوبارہ حاصل کر سکتا تھا؟ اگر نہیں تو پھر نادیدہ قوتیں مجھے اس سفر سے کیوں روکنا چاہتی تھیں؟ میرے ذہن میں بے شمار سوالات ابھرنے لگے۔ خنکی کے باوجود میرے چہرے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے۔ جیکسن خاموش بیٹھا حیرت سے میری کیفیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میں اس سے اپنے سفر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوتِ گویائی جیسے سلب ہو گئی تھی۔ میرا دل جیسے اندر ہی اندر ڈوبتا جا رہا تھا۔ میرے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے لگے تھے۔ میری آنکھیں ضرور کھلی ہوئی تھیں لیکن میرے وجود پر گہرا خمار آہستہ آہستہ طاری ہو رہا تھا پھر۔

اچانک جیکسن نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی اور یک لخت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ شاید وہ گھڑی آن پہنچی تھی جس کا وہ منتظر تھا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک بڑی بھیانک اور خوف ناک تھی۔ اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے محترم۔ اٹھیے اور خاموشی سے میرے پیچھے پیچھے آ[illegible]" جیکسن یہ کہتا ہوا دروازے کی سمت بڑھ گیا اور میں مشینی انداز میں اٹھ کر اس کے پیچھے ہو لیا جیسے میں اس کی بات ماننے پر مجبور تھا۔ جیسے وہ اپنی پُراسرار قوتوں سے مجھے پوری طرح تسخیر کر چکا تھا۔

جیکسن کی آواز میں سحر تھا، میں کسی معمول کی طرح اس کے پیچھے پیچھے قدم اٹھاتا رہا۔ میرے ذہن میں اس وقت بھی درخشاں کی آواز کہیں دور سے ابھرتی محسوس ہو رہی تھی۔ میں جیسے خواب بیداری کی کیفیتوں سے دوچار تھا۔ راستے سے گزر کر جیکسن میرے کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ باہر پاؤں کی آہٹ سن کر اندر سے ٹامی نے بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ وہ جانور تھا، لیکن میرے انتظار میں ابھی تک جاگ رہا تھا۔ ٹامی کے بھونکنے کی آواز سن کر میرے ذہن پر طاری غنودگی یک لخت چھٹ گئی۔ میں نے چونک کر جیکسن کو دیکھا، وہ اس وقت بے حد پُراسرار نظر آ رہا تھا۔ مجھے اس کی باتیں یاد آنے لگیں۔ میں نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر جیکسن! کیا ہم آج رات اسی طرح گم صم گزار دیں گے؟"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ ٹامی کو ساتھ لے لیں۔" جیکسن نے میرے سوال کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ ہماری مشکل بہتر طور پر آسان کر دے گا۔"

میں ہونٹ چبا کر رہ گیا، کیبن کا دروازہ کھول کر میں نے ٹامی کو ساتھ لے لیا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے بھونکنا بند کر دیا تھا۔ جیکسن ٹامی کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ گھٹنے کے بل بیٹھ کر اس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا اور بار بار اس کے کانوں کو چومنے لگا۔ ٹامی سے اس کی محبت میرے لیے کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں تھی، جیکسن نے ٹامی کے لیے بھی عجیب و غریب پشیں گوئیاں کی تھیں، وہ جب بھی ٹامی کو دیکھتا اس کی نگاہیں چمک اٹھتی تھیں لیکن نہ جانے کیوں اس وقت مجھے ٹامی سے جیکسن کا والہانہ عشق کچھ اچھا نہیں لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔" میں نے خشک اور تیز لہجے میں کہا۔

"صبر میرے محترم، جلد بازی کام کو خراب کر دیتی ہے۔" جیکسن سنجیدگی سے بولا پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس جانب قدم بڑھانے لگا جدھر ملازموں کے لیے دو چھوٹے کیبن بنے ہوئے تھے، وہ اس کیبن کے سامنے پہنچ کر رک گیا جس میں سیاہی جوڑا ٹھیرا ہوا تھا، میں نے جیکسن کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا، کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر دروازے سے کان لگا کر کچھ سنتا رہا۔ ٹامی ایسے موقعوں کو خاص طور پر پُراسرار سمجھ کر بھونکنا شروع کر دیتا تھا اور خصوصاً رات کے وقت مگر خلافِ توقع وہ اس وقت بالکل خاموش تھا البتہ زبان باہر نکال کر اس نے ہانپنا شروع کر دیا تھا۔ ساتھ ہی وہ بار بار گردن اوپر اٹھا کر اس طرح جیکسن کو دیکھنے لگتا تھا جیسے کسی حکم یا اشارے کا منتظر ہو۔

میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلکنے والا تھا، میں نے جیکسن کو غصے سے دیکھا، وہ ابھی تک کیبن کے دروازے سے کان لگائے کھڑا تھا اور اس کے ہونٹ تیز تیز ہل رہے تھے۔ شاید وہ کچھ پڑھ رہا تھا، میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے کو چھوا تو وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے موت نے اسے دبوچنے کی کوشش کی ہو، خوف سے اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے چمک اٹھے۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔

جیکسن نے میری بات کا کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا، آہستہ سے کیبن کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولا اور لپک کر اندر داخل ہو گیا۔ میں اور ٹامی بھی جیکسن کے ساتھ ساتھ اندر داخل ہو گئے۔ ہماری نظروں کے سامنے سیاہی جوڑا کھڑا ہمیں پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، عورت ہمیں دیکھ کر سہم گئی تھی لیکن مرد کی آنکھوں سے حقارت ابل رہی تھی وہ جیکسن کو کھا جانے والی نظروں سے ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا پھر اچانک اس نے چونک کر کیبن کے دروازے کی سمت دیکھا اور اس کی نگاہوں میں بھی خوف ابھر آیا، میں نے تیزی سے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا پھر وہ شخص چونکا کیوں تھا؟ اور جیکسن مجھے اس کیبن میں کس غرض سے لایا تھا؟ میں ابھی ان سوالوں پر غور کر رہا تھا کہ معاً میری نگاہ سیاہی مرد کے بائیں بازو پر پڑی جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی، اسی لمحے جیکسن کی سپاٹ آواز کیبن میں سرسراتی ہوئی سنائی دی۔

"مسٹر لاسا! مجھے افسوس ہے کہ اس وقت تمھیں تکلیف دے رہا ہوں لیکن کام کچھ ایسا ہی ہے کہ ہم تمھیں زحمت دینے پر مجبور ہو گئے۔"

"تم۔ تم اندر کیسے آ گئے؟" لاسا نے تعجب سے کہا۔ "کیبن کو میں نے اندر سے خود اپنے ہاتھوں سے بولٹ کیا تھا۔"

"تمھارا خیال ہے میرے دوست۔" جیکسن بولا۔ "اگر دروازہ بند ہوتا تو ہم اندر کس طرح آتے؟"

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔" لاسا اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے بولا پھر عورت کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "روپا! کیا تو نے دروازہ کھولا تھا؟"

"نہیں۔" سیاہی عورت نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں تو تمھارے زخموں کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھی۔"

"یہ تمھارا ذاتی مسئلہ ہے لاسا۔" جیکسن نے ٹھوس اور خشک آواز میں کہا۔ "میں ایک خاص مسئلے میں تمھاری مدد لینے کی غرض سے آیا ہوں۔"

"میری مدد۔" لاسا چونک اُٹھا۔ "میں سمجھا نہیں مسٹر جیکسن۔"

"مسٹر ایشلے نے تم کو بحری عقاب پر پناہ دے کر احسان کیا ہے۔ کیا تم اس احسان کا بدلہ نہیں چکاؤ گے؟" جیکسن کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

میں ویسے پھاڑ پھاڑ کر جیکسن اور لاسا کو دیکھ رہا تھا ان کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں البتہ لاسا کے بازو کا زخم نہ جانے کیوں مجھے رہ رہ کر کھٹک رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس زخم سے میری ذات کا کوئی گہرا تعلق ضرور ہے ٹامی کی نظریں بھی لاسا پر جمی ہوئی تھیں وہ غصے میں بڑی تیزی سے اپنی دُم ہلا رہا تھا لیکن مجھے حیرت تھی کہ اس نے ابھی تک ایک بار بھی بھونکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"میں مسٹر ایشلے کا یہ احسان تمام زندگی یاد رکھوں گا۔" لاسا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اگر میں آپ کے کسی کام آسکوں تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔"

"تمھیں جہاز کے کپتان سے زیادہ مسٹر جمال اصغر کا شکر گزار ہونا چاہیے اس لیے کہ بحری عقاب کو انھوں نے دو ماہ کے لیے کرائے پر حاصل کر رکھا ہے۔"

"میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں مسٹر جمال۔" لاسا نے میری جانب دیکھ کر کہا لیکن اس کی نگاہوں میں اظہار تشکر کے بجائے مجھے نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات نظر آرہے تھے۔ شاید وہ میرا وہم ہی رہا ہو۔

"گزشتہ رات ایک سیاہ ناگ نے مسٹر جمال اصغر کو ڈسنے کی کوشش کی تھی لیکن جمال صاحب نے اسے زخمی کر کے بھگا دیا۔" جیکسن نے لاسا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں چاہتا ہوں مسٹر لاسا کہ تم اس ناگ کو پکڑنے میں میری مدد کرو۔"

لاسا نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ جیکسن کو خوں خوار نظروں سے گھورنے لگا اور تب اچانک میرا ذہن جاگ اٹھا۔ لاسا کے بازو کا زخم، اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے نفرت اور حقارت کے جذبے اور پھر اس کا جیکسن کو خطرناک نظروں سے گھورنا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں میری نگاہوں میں خون اتر آیا۔ میں لاسا کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگا۔ ٹامی کی اضطرابی کیفیت بھی بڑھتی جارہی تھی مگر وہ بدستور خاموشی سے اپنی دُم کو تیز تیز حرکت دے رہا تھا۔

"تم نے میری درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔" جیکسن نے زہر خند سے کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ تم ہمارے دشمن کو پکڑنے میں ہماری مدد نہیں کرنا چاہتے؟"

اس بار بھی لاسا چپ چاپ کھڑا جیکسن کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا رہا، اس کی نظریں ایک بار پھر میری جانب اٹھ گئیں پھر اس نے اچانک بڑی برق رفتاری سے زمین پر جھک کر لوٹ لگائی لیکن کراہ کر رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔

"لوہے کو ہمیشہ لوہا ہی کاٹتا ہے۔" جیکسن حقارت سے بولا۔ "میں نے یہاں داخل ہونے سے پہلے ہی روحوں کو تمھارے اردگرد تعینات کر دیا تھا تاکہ تم پھر کوئی چمتکار دکھانے کی کوشش نہ کرو اور پھر تمھارے بازو سے بھی خاصا خون ضائع ہو چکا ہے، ایسی حالت میں تمھارا زیادہ اچھل کود کرنا مناسب بھی نہیں۔"

"میں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" لاسا ہونٹ چباتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ "شاید تمھیں میرے متعلق کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"میں اس غلط فہمی کو ابھی دور کیے دیتا ہوں۔" جیکسن سرد آواز میں بولا پھر اس نے گردن گھما کر میرے ٹامی کی طرف کھوئی ہوئی نظروں سے دیکھا، ان خوابیدہ نظروں میں مجھے روحوں کا بھیانک رقص نظر آرہا تھا اور پھر۔

ٹامی نے اچانک خوں خوار انداز میں بھونکتے ہوئے جست بھری اور لاسا کی طرف لپکا، روپا سہم کر ایک طرف ہٹ گئی۔ لاسا نے خود کو بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیے اور کیا کیا بڑبڑا کر ہاتھ چلانے لگا لیکن ٹامی غضب ناک ہو چکا تھا، اس نے لاسا کو نیچے گرا کر بھنبھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ لاسا کی کرب ناک چیخیں اور ٹامی کے بھونکنے کی آواز نے مل جل کر عجیب ماحول پیدا کر دیا تھا۔ روپا بدستور ایک جانب دیوار سے لگی کھڑی ہانپ رہی تھی، مجھے حیرت تھی کہ شور و غل کی بلند آوازوں نے ابھی تک جہاز کے عملے کے کسی فرد کو ہماری طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔

رفتہ رفتہ لاسا کی قوتِ مدافعت کمزور پڑتی جا رہی تھی، ٹامی کے تیز دانت اس کے جسم کو لہولہان کر رہے تھے۔ لاسا کی چیخ پکار کی آوازیں مدھم پڑنے لگیں تو جیکسن نے آگے بڑھ کر ٹامی کو رک جانے کا اشارہ کیا اور اس وقت میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے ٹامی کو یک دم پیچھے پلٹتے دیکھا، وہ سر جھکائے یوں لاسا کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔ یک لخت کیبن میں اس کی موجودگی کو فراموش کر بیٹھا،

نے پلٹ کر لاسا کی طرف دیکھا، اس کا لباس تار تار ہو چکا تھا بم لہولہان نظر آرہا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"جیکسن۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے جیکسن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا لاسا مر گیا؟"

"یہ مرے گا نہیں میرے محترم دوست، البتہ ٹامی کے دانتوں نے اس کی یادداشت اور سفلی طاقتوں کو ہمیشہ کے لیے زنگ آلود ضرور کر دیے گا۔" جیکسن نے بڑے اطمینان سے کہا۔ "اب یہ ہمارے لیے قطعی بے ضرر ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا ذہنی توازن ہی بگڑ جائے، ایسی صورت میں ہمیں اسے باندھ کر رکھنا ہوگا۔"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ سیاہ ناگ اسی کا دوسرا روپ تھا؟" میں نے لاسا کی طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"روپا۔" اچانک جیکسن کی آواز میں پھر وہی خوابیدہ سحر بیدار ہو گیا جو میں نے اس کے کیبن سے اٹھتے وقت محسوس کیا تھا۔ وہ میری بات کا جواب دینے کے بجائے روپا کی طرف دیکھ رہا تھا جو بدستور کیبن کی دیوار سے لگی کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے لاسا کا حسرت ناک انجام دیکھ رہی تھی لیکن جیکسن کی آواز سن کر اس طرح چونکی جیسے طویل نیند سے اچانک بیدار ہو گئی ہو۔ "میرے قریب آؤ روپا۔" جیکسن نے اسے نرم آواز میں حکم دیا تو وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی، ٹامی میرے قریب آکر میرے قدموں میں خاموش بیٹھ گیا تھا۔

مجھے وہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا تھا، جیکسن میری توقعات سے کہیں زیادہ پُراسرار اور طاقت ور ثابت ہو رہا تھا جس انداز میں اس نے تمام فتنوں کو اپنے قابو میں کیا تھا وہ حیرت انگیز تھا ——— یقیناً اس نے میرے ٹامی کے کانوں میں بھی کوئی سحر پھونک دیا تھا جو وہ بھی اس کا مطیع و فرماں بردار بن گیا تھا اور اب وہ روپا کے اوپر اپنی نادیدہ پُراسرار قوتوں کا عمل کر رہا تھا۔

"روپا۔" جیکسن کی نرم اور ٹھوس آواز کیبن میں ابھری۔ "تم لاسا کو کب سے جانتی ہو۔ تمھارے اور اس کے درمیان کیا رشتہ ہے؟"

"میں اس کی داسی ہوں۔" روپا نے یوں بولنا شروع کیا جیسے وہ خواب میں بڑبڑا رہی ہو۔ "ہماری ملاقات بنارس میں ہوئی تھی میں دیوی درشن کے لیے وہاں کے بڑے مندر گئی اور لاسا کے چرنوں میں دل ہار بیٹھی۔"

"لاسا نے کل رات ناگ کا روپ کیوں اختیار کیا تھا؟" جیکسن نے بدستور روپا کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

"وہ اس دشٹ (بدمعاش) کو مارنا چاہتا تھا جو ایک ویاکل آتما (بے چین روح) کا پیچھا کر رہا ہے۔" روپا نے جواب دیا۔ "لاسا کو ایک مہان پجاری نے حکم دیا تھا کہ وہ اس کام کو ترنت (جلدی) نمٹانے کی کوشش کرے لیکن کل رات وہ خود زخمی ہو گیا۔"

"کیا پجاری لاسا نے تم کو بھی جنتر منتر سکھا رکھے ہیں؟" جیکسن نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا کام کیول... اپنے شریر کی سندرتا سے لاسا کا من بہلانا ہے۔"

"روپا۔ کیا تم جانتی ہو کہ لاسا اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے؟"

"ہاں۔" روپا نے پلکیں جھپکائے بغیر کہا۔ "اس سمے وہ میرے پاس اسی کیبن میں ہے، اسے جہاز کے مسٹنڈے نائب کپتان نے زخمی کر دیا ہے، اس نردوشش پر کتا چھوڑ دیا تھا جس نے میرے دیوتا کے اجلے شریر کو بھنبھوڑ ڈالا ہے۔"

"نہیں۔" اچانک جیکسن کی آواز ٹھوس اور بھاری ہو کر ابھری۔ "تم کو حالات کا کوئی علم نہیں، تمھیں کچھ نہیں معلوم کہ لاسا کیسے زخمی ہوا۔ میری بات دھیان سے سنو داسی روپا، تم لاسا کے زخمی ہونے کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں، تم لاسا کے پہلو میں بے خبر سو رہی تھیں، صبح تمھاری آنکھ کھلی تو لاسا تمھیں زخمی نظر آیا۔ کیوں، کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو؟"

"ہاں، میں سمجھ رہی ہوں۔" روپا نے خوابیدہ لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے لاسا کے زخمی ہونے کا کارن نہیں معلوم، صبح میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے دیوتا کو زخمی پایا تھا۔"

"تم بہت سندر ہو روپا۔ اب تمھیں نیند آرہی ہے تم سب کچھ بھول کر سو جاؤ۔ گہری نیند۔" جیکسن نے بدستور روپا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا پھر اس نے آگے بڑھ کر روپا کو ایک بازو سے سہارا دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی آنکھوں کو آہستہ سے بند کر کے فرش پر لٹا دیا۔ اور ہم باہر آگئے۔

جیکسن نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ اب لاسا میرے خلاف کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا، مجھے اس کی باتوں پر یقین کر لینے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا، جیکسن کی پُراسرار شخصیت جس انداز میں اچانک ابھر کر میرے ذہن پر مسلط ہوئی تھی اس نے مجھے اس کی باتوں پر اعتماد کر لینے کو مجبور کر دیا تھا، مجھے

میرے کیبن تک چھوڑنے کے بعد وہ بڑی بے پروائی سے سیٹی پر کوئی دھن بجاتا اپنے کیبن کی جانب چلا گیا۔ جانے سے پیشتر اس نے مجھے سختی سے تاکید کر دی تھی کہ میں ان باتوں کا ذکر کسی اور سے نہ کروں، اپنے دوستوں سے بھی نہیں ورنہ وہ دوبارہ میرے کسی کام نہیں آئے گا اور میں نے صدقِ دل سے اس سے مہر بلب رہنے کا وعدہ کر لیا اس لیے کہ وہ میرے لیے آیندہ بھی بہت کار آمد ثابت ہو سکتا تھا، مجھے ابھی اس سے اپنے سفر کے بارے میں، اپنی درخشاں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرنا تھا۔

اس رات میں بڑی دیر تک اپنے بستر پر لیٹا جیکسن کی پُراسرار شخصیت کے بارے میں سوچتا رہا پھر کب نیند نے آہستہ سے بڑھ کر مجھے اپنی آغوش میں لیا اور کب میں دنیا و مافیہا کے ہنگاموں سے بے خبر ہوا، مجھے اس کی مطلق کوئی خبر نہیں۔

دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی، کیلاکش اور جیکب بھی دیر سے اٹھے، مچھلی کے شکار کی تھکن اس وقت بھی ان دونوں کے چہروں سے عیاں تھی جب ہم ناشتے کے لیے ڈائننگ روم میں جمع ہوئے۔ خاص طور پر جیکب کا حال قابلِ دید تھا۔ جس انداز میں وہ ناشتے کی میز تک آیا تھا اس سے یہی ظاہر ہوا تھا جیسے وہ اپنے وجود کو زبردستی اپنی ٹانگوں پر گھسیٹ رہا ہو، اس کے چہرے پر کرب ہی کرب نظر آ رہا تھا۔ کیلاکش بھی تھکا تھکا تھا لیکن اس نے جیکب کی تھکن کا دل کھول کر مذاق اڑانا شروع کر دیا تھا اور اس طرح بڑی حد تک اپنی تھکن کو بھول گیا تھا۔ ناشتے کے دوران بھی اس نے جیکب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کپتان ایشلے سے ایک بار پھر شکار کا بندوبست کرنے کی درخواست کروں۔" کیلاکش نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیوں برادرم جیکب تمہارا کیا خیال ہے؟"

"بڑا نیک خیال ہے۔" جیکب بولا۔ "لیکن اس بار میں آرام کروں گا اور جمال تمہارے ساتھ ہو گا۔"

"پھر وہی بات۔" کیلاکش نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ جمال کو چرندوں، پرندوں اور درندوں کے شکار سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"جانتا ہوں۔" جیکب مجھے دیکھ کر بولا۔ "لیکن آبی مخلوق کا تجربہ جمال کے لیے یقیناً دلچسپ ہو گا۔"

"ہو سکتا تھا۔ لیکن تمہاری حالت دیکھ لینے کے بعد میرے فرشتے بھی اس تجربے کی حماقت نہیں کریں گے۔" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر یہ شخص مجھے زبر گھسیٹ کر لے گیا۔" جیکب نے کیلاکش کی سمت اشا کرتے ہوئے کہا۔ "یقین مانو جمال، جوڑ جوڑ ملے درد پھوڑا بن گیا ہے، میں مر رہا ہوں اور اس مردِ احمق کو سوجھ رہا ہے۔"

"شکار کیسا رہا؟" میں نے کیلاکش سے پوچھا۔

"ایشلے اس میدان کا خاصا پرانا اور تجربہ کار کھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے وہ مجھ پر برتری لے گیا۔ ویسے عمدہ درمیانہ سائز کی مچھلیوں کے پیٹ میں نے بھی نیز چاک کر دیے البتہ جیکب ضرور بال بال بچ گیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے وضاحت چاہی۔ "کیا شکار میں شمولیت نہیں اختیار کی تھی؟"

"نہیں۔" کیلاکش نے سنجیدگی سے ایک طویل سان جواب دیا۔

"گویا یہ صرف شکاریوں کے ساتھ ساتھ تھے۔" نے جیکب پر فقرہ چست کیا۔

"جو تم کہہ رہے ہو وہ بھی غنیمت ہوتا لیکن یہ مرد شکار کے وقت ہاتھ باندھے اور معصوم صورت بنائے بیٹھ" کیلاکش نے جیکب کا مذاق اڑاتے ہوئے نہایت سنجیدگی "میں نے وجہ دریافت کی تو جانتے ہو اس نے کیا جواب د"

"کیا؟" میں نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کہنے لگا مچھلی چونکہ مونث ہوتی ہے اس لیے ا غلامی بھی فرض ہے۔" کیلاکش نے کہا پھر خود ہی جھلا کر "یار جمال! اس شخص کی منطق میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ب بات اور تھی لیکن تمام مونث چیزوں کی غلامی....."

"تمہیں ربِ عظیم کا واسطہ۔" جیکب نے رو دینے وا میں کہا۔ "اب میرا پیچھا چھوڑ دو اور اگر ہو سکے تو کوئی تجویز کر دو جو مجھے جوڑوں کی تکلیف سے نجات دلا مقدس انجیل کی قسم جینا بھی دو بھر ہو رہا ہے۔"

"تمہاری تھکن اور جوڑوں کے درد کا بہترین علا سیاہی حسینہ ہے جسے تم منحوس گردان چکے ہو۔"

"لعنت بھیجو۔" وہ برا سا منہ بنا کر بولا۔ "اگر میر کی بات ہوتی تو ان دونوں کے ٹکڑے کر کے مچھلی ڈال دیتا ہمیشہ کے لیے قصہ پاک ہو جاتا۔"

لاسا اور روپا کے تذکرے پر مجھے بھی سنجیدگی اختی پڑی، جیکسن کی پُراسرار قوتوں نے لاسا کو جس انداز میرے لیے غیر موثر بنانے کی خاطر جارحانہ کارروائی کی تھی

نی خبر تھی۔ اس نے لاسا کو اپنی روحوں کے ذریعے بے بس دیا تھا پھر خود ملوث ہوئے بغیر میکر نامی کے ذریعے اس رے وجود کو خونم خون کرا ڈالا۔ روپا ان تمام باتوں کی واحد دیدگواہ تھی یا ایک میں تھا لیکن جیکسن نے اپنی ماورائی طاقتوں اس کے ذہن کو بھی یکسر ملیٹ کر رکھ دیا تھا، شاید وہ مسمریزم ل تنویم میں بھی دخل رکھتا تھا۔ اس نے روپا کے ذہن میں ما کے زخمی ہونے کے سلسلے میں ایک کہانی بٹھا دی تھی اور بے پروا ہو گیا تھا جیسے اب اسے کسی بات کی کوئی فکر ہی ں تھی۔

جیکسن کی شخصیت میرے لیے روز بروز پُراسرار ہوتی ہی تھی اس کے جوہر آہستہ آہستہ کھل رہے تھے، وہ صرف حوں کو بلانے کا عمل ہی نہیں جانتا تھا بلکہ کچھ اور پُراسرار علوم میں بھی عمل ں رکھتا تھا، اس کی نادیدہ قوتوں نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ ں نے بغلی ہولسٹر میں اس کے لیے آتشی کھلونا چھپا رکھا تھا۔ یدہ دلوں کا مخفی حال پڑھنے کی بھی قوت رکھتا تھا۔ ممکن ہے ے میرے سفر کرنے کی اصل وجہ بھی معلوم ہو گئی ہو، روحوں نے ے میرے بارے میں یقینی طور پر سب کچھ بتا دیا ہو گا۔ وہ یہ ں جانتا ہو گا کہ ہمارے بحری سفر کا اختتام کہاں ہو گا۔۔۔ وہ ن سی سرزمین ہو گی جہاں درخشاں کی پیش گوئی کے مطابق ر قدم پہلی بار پڑیں گے۔ جہاں درخشاں ایک نئے روپ میں ری راہ دیکھ رہی ہو گی۔ اور۔۔۔ اور جیکسن کو درخشاں کے اس روپ کے بارے میں بھی روحوں نے بتا دیا ہو گا، وہ میرے ی کی مکمل داستان بھی روحوں کی زبانی سن چکا ہو گا لیکن اس ان باتوں کا ذکر مجھ سے نہیں کیا، میں نے سفر کے بارے میں اسے دریافت بھی کیا تھا مگر وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال شاید وہ یک لخت نہیں کھلنا چاہتا تھا، آہستہ آہستہ ی پُراسرار شخصیت کا ایک ایک پہلو اجاگر کر کے مجھے مرعوب ا چاہتا تھا۔ وہ آکٹوپس کی طرح بے انتہا زہریلا اور خطرناک یسکن ۔

جیکسن نے مجھے کوئی زک نہیں پہنچائی تھی میری مدد کی تھی۔ ہ لاسا کی خطرناک اور پوشیدہ شخصیت کو بے نقاب کرتا شاید جلد یا بدیر لاسا کی کالی اور سفلی طاقتیں میرا قصہ بھی ہمیشہ لیے پاک کر دیتیں، میں تاریکی میں بڑی آسانی سے مار لیا جاتا۔ کن نے میری جان بچا کر مجھ پر احسان کیا تھا اس لیے مجھے ے محسن کے بارے میں غلط انداز میں نہیں سوچنا چاہیے تھا، ی کی دوستی اور رفاقت میرے لیے بڑی فائدہ مند ثابت سکتی تھی۔

"کاش۔ جیکسن مجھے پہلے مل گیا ہوتا۔" میں نے سوچا، میری اس کی ملاقات اس وقت ہو گئی ہوتی جب میرے دشمن درخشاں کو مجھ سے چھین لینا چاہتے تھے، ان کی نادیدہ قوتیں میرے سکون کو برباد کرنے کے درپے تھیں میرے پاس مفر کی گنجائش نہ تھی، میں درخشاں کو اپنے بازوؤں میں سمیٹے موت کے آہنی اور سرد پنجوں سے بچانے کے لیے شہروں شہروں بھاگتا پھرتا تھا میرے لیے دنیا کی وسعتیں ان نادیدہ شیطانی قوتوں کی وجہ سے بہت تنگ ہو گئی تھیں اور پھر۔ میں تھک کر نڈھال ہو گیا، درخشاں کے قدموں میں ایک نئے وجود کی کروٹوں نے بیڑیاں ڈال دیں، وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہ گئی۔ طویل بھاگ دوڑ اور پریشانیوں کے بعد جب ممتا کی خوشیوں نے بیدار ہو کر اس کے وجود پر اپنی نرم اور ٹھنڈی چھاؤں کا سایہ کرنے کی کوشش کی.... تو پنڈت پجاریوں کے جنتر منتر اس کی خوشیوں سے گھن بن کر چمٹ گئے اور اسے اندر ہی اندر چاٹ گئے۔ کاش۔ کاش، جیکسن کی رفاقت مجھے اس وقت حاصل ہوتی تو شاید میں بے بسی کا شکار نہ ہوتا۔ درخشاں مجھ سے نہ چھینی جا سکتی اور شاید آج میں یوں تنہا اور اداس نہ ہوتا۔

"جمال۔ جمال۔ یہ بیٹھے بیٹھے تم کہاں غائب ہو گئے؟"

"آں۔ ہاں، کچھ بھی نہیں۔" میں نے جیکب کی آواز پر چونکتے ہوئے کہا۔ "تم دونوں کی چھیڑ چھاڑ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔"

"دوسرا کون؟" جیکب نے مجھے غور سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیلاکش کو تو وہ منحوس عورت بلا کر لے گئی ہے، کیا تمہیں اس کے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی، کہاں کھو گئے تھے؟"

میں نے سنبھل کر حالات کا جائزہ لیا، کیلاکش واقعی وہاں موجود نہیں تھا، جیکب کے کہنے کے بموجب روپا آ کر اسے ساتھ لے گئی تھی غالباً لاسا کے علاج کے لیے مگر مجھے مطلق خبر نہ ہوئی، شاید میں جیکسن کی شخصیت اور اپنے ماضی کے تانے بانوں میں الجھ کر اتنا محو ہو گیا تھا کہ روپا کے آنے اور کیلاکش کے جانے کی خبر بھی نہ ہو سکی، میں جیکب کو مطمئن کرنے کی خاطر جلدی سے بولا۔

"رات میں دیر تک جاگتا رہا شاید اسی لیے کچھ دیر کو میری آنکھ لگ گئی لیکن کیلاکش...؟"

"وہ منحوس عورت کچھ دیر قبل گھبرائی ہوئی یہاں آئی تھی۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "اس نے کیلاکش کو بتایا کہ رات وہ اور اس کا مرد بڑے سکون اور آرام سے گہری نیند سوئے تھے لیکن صبح وہ بیدار ہوئی تو کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور لاسا اسے خون میں لت پت نظر آیا۔ کیلاکش یہ سنتے ہی اس

کے ساتھ چلا گیا۔"

"کیا تمہیں اس حادثے سے کوئی دل چسپی نہیں؟" میں نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا "انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے میرے دوست۔ آؤ، ہمیں بھی چل کر دیکھنا چاہیے کہ ان بے چاروں پر کیا گزری ہے۔" میں یہ کہتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔

میرے ذہن میں گزشتہ رات کا ایک ایک منظر گھوم گیا' روپا نے وہی بیان دیا تھا جو اسے جیکسن نے ذہن نشین کرایا تھا لیکن میں قریب پہنچ کر حالات کا جائزہ لینا چاہتا تھا، روپا کی طرف سے میرے دل میں کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن لاسا۔ جیکسن نے اسے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ لاسا ہوش میں آنے کے بعد اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گا' ٹامی کے دانتوں کا زہر اس کے جسم میں سرایت کرکے اس کی... یادداشت الٹ پلٹ کر رکھ دے گا۔ لیکن یہ ضروری تو نہیں تھا مضبوط اعصاب والے افراد اپنے اندر بڑی سے بڑی ٹوٹ پھوٹ بھی برداشت کر جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں' لاسا تو گندی طاقتوں کا مالک تھا، ہو سکتا تھا کہ کسی کالی قوت نے بے ہوشی کی حالت میں بھی اس کی مدد کی ہو اور اس کے ذہن کو محفوظ رکھا ہو۔

میں تیز تیز قدم اٹھاتا عرشے پر آ گیا' لاسا کے کیبن کے سامنے اچھا خاصا ہجوم ہو چکا تھا —— اندر سے اس کی چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں میں نے اپنی رفتار اور تیز کر دی' بھیڑ کو چیرتا ہوا اندر داخل ہوا تو میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں' لاسا کے جسم پر وہی لباس تھا جو اس نے رات پہن رکھا تھا اور جسے میری نظروں کے سامنے ٹامی نے اپنے تیز دانتوں سے تار تار کر ڈالا تھا مگر اس وقت وہ لباس ثابت نظر آ رہا تھا البتہ اس پر خون کے جمے ہوئے دھبے ضرور موجود تھے۔

لاسا کو جہاز کے عملے کے دو افراد نے جکڑ رکھا تھا۔ اس کی پیشانی پر زخم کا خاصا بڑا نشان نظر آ رہا تھا اور وہ پاگلوں کی طرح واہی تباہی بک رہا تھا' اس کی ذہنی رو بہک چکی تھی شاید اسی لیے دو تنومند آدمیوں نے اسے مضبوطی سے جکڑ رکھا تھا اور کیلاکشش قریب بیٹھا اس کا معائنہ کر رہا تھا۔ میں ابھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے لاسا کی وحشت اور دیوانگی کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ جیکسن میرے قریب آ کر کھڑا ہو گیا' وہ اس وقت بھی قطعی نارمل اور بے پروا نظر آ رہا تھا' میں نے غیر اختیاری طور پر اسے مخاطب کرنا چاہا۔

"مسٹر جیکسن' کل رات......"

"میں سن چکا ہوں میرے محترم۔" جیکسن نے پلٹ کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے تیزی سے کہا "کل رات [...] میاں بیوی نہایت آرام اور سکون کی نیند سوئے تھے لیکن جب عورت بیدار ہوئی تو اس نے اپنے مرد کو زخمی دیکھا [...] کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔"

جیکسن کی آنکھوں میں کوئی ایسا سحر ضرور موجود تھا [...] جھرجھری لیے بغیر نہ رہ سکا، پھر مجھے یاد آ گیا کہ اس نے گز[شتہ] رات سختی سے تاکید کی تھی کہ میں ان باتوں کا ذکر کسی اور کے سامنے نہ کروں ورنہ وہ آئندہ کبھی میرے کام نہیں آئے گا [...] کی گھورتی نظروں نے مجھے اچانک اپنی حماقت کا احساس [دلایا] تو میں سنبھل گیا اور بات بدلتے ہوئے بولا۔

"یہ سب کچھ اچانک کس طرح ہو گیا؟ میرا مطلب ہے [...] رات تک تو اسے عملے کے افراد نے بھی ٹھیک ٹھاک حال[ت] میں دیکھا تھا۔"

"مشیت ایزدی اسی کو کہتے ہیں۔" جیکسن سرد آہ بھر[کر] بولا "کل رات تک اس غریب کو بھی اس بات کا وہم [و گمان] نہ ہو گا کہ اگلی صبح کا سورج اس کی دیوانگی اور پاگل پن [کا] پیغام لے کر طلوع ہو گا۔"

تارمن اور ڈاگر کی موت کے بعد لاسا کی دیوانگی نے [جہاز] کے عملے کے افراد کو خاصا متاثر کیا تھا' وہ کیبن کے باہر [جمع] اور آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے لیکن ایشلے نے آ کر انھیں [ان کے کاموں] پر واپس جانے کی تلقین کی تو وہ سر جھکا کر واپس چلے گئے۔ [ایشلے] اونچی آواز میں بڑبڑاتا اندر داخل ہوا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب لوگ شراب کے دو گھونٹ بھی ہضم نہیں کر سکتے تو پوری بوتل خالی کرنے کی حماقت کرتے ہیں۔"

"باس —— کیا آپ نے دیکھا تھا کہ یہ...؟" جیک[ب] ایشلے کی طرف دیکھ کر سوال کیا لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنا [جملہ] مکمل کرتا ایشلے نے بڑی صفائی سے اسے آنکھ ماری پھر [وہ] اونچی آواز میں بڑبڑانے لگا۔

"ہاں میں اس وقت عرشے پر چہل قدمی کر رہا تھا جب [یہ] نشے میں دھت ہاتھ میں پوری بوتل لیے لڑکھڑاتا ہوا [اپنا] کیبن کھول کر چوری چوری باہر نکلا تھا پھر اس نے کیب[ن سے] ذرا دور جا کر بوتل دوبارہ منہ سے لگا لی اور آدھی بوتل نیچے اتار گیا' اس کے بعد اگر میں نے اسے نہ سنبھالا ہوتا [تو] یہ بھی لڑھکتا ہوا بوتل ہی کی طرح کھلے سمندر میں گر کر [غائب ہو] جاتا۔" ایشلے اپنے آدمیوں کو مطمئن کرنے کے لیے ایک نئی [کہانی] سنا رہا تھا۔ "جہاز نے ایک ذرا ہچکولا کھایا تو یہ اپنا تواز[ن]

نہ رکھ سکا لیکن اس کی قسمت اچھی تھی جو یہ ریلنگ کے لوہے سے ٹکرا کر رک گیا پھر میں نے دوڑ کر اسے پکڑ نہ لیا ہوتا تو شاید دوسرے چھلے میں یہ لہروں کے درمیان پڑا غوطے کھا رہا ہوتا۔ پیشانی کے زخم اور شراب کی تلخی نے اسے بے ہوش کر دیا تھا' میں نے اسے اٹھا کر واپس اس کے کیبن میں ڈال دیا تھا — لیکن اب یہ پاگلوں کی طرح شور کیوں مچا رہا ہے؟"

"یہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے مسٹر ایشلے۔" کیلاکشش نے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "اگلی بندرگاہ تک ہمیں اسے باندھ کر رکھنا ہو گا۔"

"باندھ دو۔ باندھ دو۔" ایشلے نے اپنے آدمیوں کو بے پروائی سے حکم دیا۔ "رائی کی کچی شراب زیادہ مقدار میں پی لی جائے تو کھوپڑی اسی طرح پلٹ کر رہ جاتی ہے' دو تین دنوں میں آپ ہی آپ ٹھیک ہو جائے گا۔"

ایشلے کے حکم پر لاسا کو اس طرح رسیوں سے جکڑ دیا گیا کہ وہ ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتا تھا، کچھ دیر میں یہ خبر جہاز کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیل گئی کہ لاسا کثرت مے نوشی کی وجہ سے پاگل ہوا ہے۔ وہ انتشار جو کچھ دیر پیشتر عملے کے افراد کے ذہنوں پر طاری تھا یک لخت بادلوں کی طرح چھٹ گیا اور اب وہ دل کھول کر لاسا کی دیوانگی کا مذاق اڑا رہے تھے' البتہ روپا سکتے کی حالت سے دوچار تھی اور ٹکٹکی باندھے لاسا کو گھورے جا رہی تھی۔

ہم لاسا کے کیبن سے نکل کر دوبارہ عرشے پر آئے تو جیکسن اجازت لے کر کنٹرول روم کی سمت چلا گیا، کیلاکشش کو تنہائی ملی تو اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "یار جمال - یہ لاسا والا کیس بھی میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے وضاحت چاہی۔

"یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن اس کی وجہ شراب نہیں کچھ اور ہے۔"

"کیا لاسا کی پیشانی کا زخم تشویش ناک نہیں ہے' میرا مطلب ہے ہو سکتا ہے کہ زخم کی وجہ سے اس کے ذہن کو دھچکا لگا ہو اور اس کی یادداشت متاثر ہو گئی ہو۔" میں نے کیلاکشش کو مطمئن کرنے کے لیے اپنا خیال ظاہر کیا "دیوانگی اور پاگل پن وقتی بھی ہو سکتا ہے۔"

"شاید۔" کیلاکشش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑا مختصر سا جواب دیا۔ اس کا ذہن ابھی تک لاسا میں الجھا ہوا تھا لیکن جب وہ اپنے کیبن میں داخل ہوا تو جیکب کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اچانک شریر مسکراہٹ ابھر آئی۔ میں بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا۔

جیکب کیلاکشش کے کیبن میں آنکھیں بند کیے کھڑا منہ ہی منہ میں کچھ بدبدا رہا تھا اور بار بار ہاتھ سے سینے پر صلیب کے نشان بنا رہا تھا، ہمارے قدموں کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں پھر کیلاکشش کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیسی حالت ہے اس منحوس کی' زندہ ہے یا قصہ پاک ہو گیا؟"

"فکر مند مت ہو۔" کیلاکشش شوخی سے بولا۔ "تمہارے راستے کا کانٹا نکل چکا ہے یعنی لاسا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن اس کی حسین و جمیل بیوی روپا بخیر و عافیت ہے اور تمہاری خیریت اب ہم لوگ خدا سے نیک چاہتے ہیں۔"

"تمہیں رب عظیم کی قسم، ٹھیک ٹھیک بتاؤ - کیا بات ہے؟" جیکب نے تلملاتے ہوئے پوچھا۔

"لاسا کو آج صبح اچانک اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ اس کی بیوی نے ایک رات تمہارے کیبن کے دروازے پر شب خوابی کا باریک لباس پہن کر دستک دی تھی چنانچہ وہ یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور......"

"پاگل ہو کر ہمارے لیے اور زیادہ منحوسیت پھیلانے کے لیے زندہ ہے۔" جیکب جھلاتے ہوئے بولا۔

"یہ تمہارے لیے سنہری موقع ہے فادر جیکب۔" کیلاکشش نے کہا۔ "روپا کی دلجوئی کے لیے اس وقت تمہیں اس کے پاس ہونا چاہیے۔"

جواب میں جیکب نے کوئی تلخ اور سخت بات کہنی چاہی تھی لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور ہمیں کھا جانے والی قہر آلود نگاہوں سے گھورتا ہوا کیلاکشش کے کیبن سے باہر چلا گیا۔ جیکب کے جانے کے بعد کیلاکشش نے پھر لاسا کی دیوانگی کے سلسلے میں سنجیدگی اختیار کرنی چاہی لیکن میں اس ذکر سے بچنا چاہتا تھا اس لیے کچھ دیر میں یوں ہی ہاں ہوں کرتا رہا پھر اٹھ کر اپنے کیبن میں آ گیا۔

جیکسن نے جو چاہا تھا اور جس انداز میں سوچا تھا سب کچھ اسی طرح ہوا، کیبن میں آ کر میں بہت دیر تک اس کے بارے میں سوچتا رہا پھر میرا ذہن درخشاں کی طرف چلا گیا' مجھے ایک مسلمان کی حیثیت سے یقین نہیں تھا کہ وہ مجھے اسی دنیا میں دوبارہ مل سکے گی لیکن واقعات اور حالات میرے اس عقیدے کی نفی کر رہے تھے' پنڈت پجاریوں اور جوگیوں نے درخشاں کی زندگی میں بھی میرے اوپر آدم خور گدھوں کی طرح یلغار کر دی

تھی۔ ہر وقت وہ منحوس بگولوں کی مانند میری خوشیوں پر سائے کی طرح منڈلاتے رہتے ان کی خواہش تھی کہ درخشاں کو مجھ سے چھین لیں مجھے بربادیوں سے ہمکنار کردیں میں نے ان کے چنگل سے فرار حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کچھ پاک روحوں اور مقدس طاقتوں نے میرا ساتھ بھی دیا تھا، مجھے وہ نورانی چہرے آج بھی یاد ہیں جنھوں نے بارہا مجھے موت کے منہ سے بچایا تھا' اس دیوانے کی صورت آج بھی میری آنکھوں میں نقش بنی ہوئی ہے میں جسے پاگل سمجھا تھا میرا خیال تھا کہ وہ کسی حسین، خوب رو، پری پیکر دوشیزہ کی زلف گرہ گیر میں الجھ کر اپنا ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے کسی کی عشوہ طرازیوں نے پہلے اس کا دل موہ لیا پھر اس کے مال و دولت کا صفایا کرکے اس طرح اپنی دہلیز سے نکال باہر کرکے دھتکارا ہوگا کہ وہ اپنا ذہنی توازن نہ برقرار رکھ سکا ہوگا، ہوش مند ہوتا تو کپڑے پھاڑے دیوانوں کی طرح گلی کوچوں اور ویران قبرستانوں میں گردکیوں اٹاتا پھرتا۔

میں نے اس کے بارے میں کچھ یہی سوچا تھا لیکن وہ اس کے برعکس نکلا، وہ عشقِ مجازی کا نہیں عشقِ حقیقی کا دیوانہ تھا' اس کی پرواز میرے ذہن کی بلندیوں سے کہیں زیادہ ثابت ہوئی' وہ میری سطح سے بہت اونچا تھا، اس کی آنکھوں کی وحشتوں میں کائنات عریاں ہوکر رہ گئی تھی' وہ زمان و مکاں کی قید سے آزاد تھا' فاصلے اس کے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے۔ اللہ کے اس پیارے اور نیک بندے نے بھی میری مدد کی تھی لیکن قصور ان کا نہیں میرے نصیب کا تھا۔ میری حماقتوں نے مجھے اچھے اور برے کی شناخت بھلادی تھی۔ میں راہ سے بھٹک گیا تھا۔ قدرت نے درخشاں کو میرے وجود سے علیحدہ کرنے کی ٹھان لی تھی پھر میں کیا کرسکتا تھا سوائے آنسو بہانے کے اور اپنا لہو پینے کے۔

درخشاں کی یاد نے ماضی کے زخموں کی کھرنڈ پھر ادھیڑی تو زخم ہرے ہوگئے۔ اندر ہی اندر رسنے لگے لیکن اب اس درد میں وہ تڑپ اور بے چینی نہیں تھی۔ وہ کرب اور اذیت نہیں تھی جسے محسوس کرکے میں چیخ اٹھتا تھا اور سسکنے لگتا تھا۔ اس وقت درخشاں میرے ساتھ تھی۔ اس کی جدائی کا تصور بھی میرے لیے ناقابلِ برداشت تھا مگر اب میں تنہا تھا۔ درخشاں کے تصور سے کھیلنا میری روح کی غذا بن گیا تھا۔ اس کی زلفوں تلے بیتے ہوئے وہ لمحے بھی مجھے بہت عزیز تھے جب میرے دشمنوں نے زندگی کی مسرتیں مجھ پر حرام کردی تھیں، ان ہی یادوں نے تو ابھی تک درخشاں کے تصور کو میری ذات سے منسلک کررکھا تھا' وابستگی برقرار تھی' ایک تعلق قائم تھا، یادوں کی کسک اور زخموں

کی ٹیس ہی اب میرے وجود کے لیے مرہم بن گئی تھی میں درخشاں کے تصور کو ہمیشہ تازہ رکھنا چاہتا تھا۔

اپنے کیبن میں آنے کے بعد میں بہت دیر تک ماضی کے جھرنکوں میں بھٹکتا رہا، لاسا نے درمیان میں آکر مجھے پھر اس وہم میں مبتلا کردیا تھا کہ میں درخشاں کو دوبارہ حاصل کرلوں گا، خود درخشاں نے بھی یہی کہا تھا اور حالات کے نشیب و فراز بھی یہی نشاندہی کررہے تھے کہ اب درمیانی فاصلے گھٹتے جا رہے ہیں بس کوئی لمحہ ایسا آنے والا تھا جب سمندر کا طویل سفر ختم ہوگا میرے قدم ایک نئی سرزمین پر اتریں گے جہاں میری درخشاں میری زندگی' میری روح، میری دنیا ایک نئے روپ میں میری منتظر ہوگی اور میرے دل کی دھڑکنیں اسے بدلے ہوئے روپ میں بھی شناخت کرلیں گی۔ اس نے شاید ٹھیک ہی کہا تھا' چہروں کا کیا ہے' یہ تو آنکھوں کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں' زمانے کی سرد و گرم سے جھلس کر اپنی تازگی، اپنی شگفتگی، اپنا حسن سب کچھ کھو دیتے ہیں مسخ ہوجاتے ہیں تو ان کی پہچان مشکل ہوجاتی ہے لیکن روح کا رنگ ایک ہوتا ہے' وہ اپنی اصلیت کبھی نہیں بدلتی' دھڑکن بن کر دل کے نہاں خانوں کو گرماتی رہتی ہے' اسی تپش سے وجود کا احساس باقی رہتا ہے یہی دھڑکنیں شناخت کا بہترین ذریعہ ہوتی ہیں جو تعلق دل کی گہرائیوں سے قائم کیا جائے کبھی فنا نہیں ہوتا، اس کی یادیں کبھی نہیں مٹتیں البتہ پھولوں کی مہک بن کر ہواؤں میں کہیں گم ضرور ہوجاتی ہیں اور میں اسی مہک کی تلاش میں سرگرداں تھا جو میرے ہرے بھرے گلشن سے روٹھ کر کہیں دور ویرانوں میں گم ہوگئی تھی۔

تشنگی کی شدتوں نے مجھے سراب کے پیچھے سرپٹ بھاگنے اور دوڑنے پر مجبور کردیا تھا' میری تڑپ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی' زندہ تھی اور اسی تڑپ نے مجھے کسی کی آخری خواہش کی تکمیل پر اکسا دیا تھا، میں اسے بھی اپنی دیوانگی سمجھ رہا تھا، جان بوجھ کر خود کو ایک حسین فریب دے رہا تھا لیکن شاید یہ فریب نہیں تھا' بحری عقاب پر لاسا کی موجودگی نے اس فریب کو ایک رنگ عطا کردیا تھا۔ وہ میری جان کا لاگو تھا۔ مجھے ختم کردینا چاہتا تھا اس لیے کہ میں اپنا سفر جاری نہ رکھ سکوں' پنڈت اور پجاریوں نے دیوی دیوتاؤں کے اشارے سمجھ لیے ہوں گے' وہ جانتے ہوں گے کہ اگر میرا سفر کامیاب رہا تو اس کی منزل درخشاں کے روپ میں میرے سامنے ہوگی' وہ مجھے منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کردینا چاہتے تھے' یہ صرف میرا ذاتی خیال نہیں تھا، جیکسن نے بھی روحوں سے یہی کچھ دریافت کیا تھا۔

میں نے یکے بعد دیگرے کئی سگریٹ پھونک ڈالے' میرا اضطراب بڑھتا جارہا تھا۔ منزل کی توقع نے میرے اندر ایک نئی تڑپ پیدا کردی تھی، جیکسن کی باتوں نے میری آتش شوق کو ہوا دی تھی، میں اپنے کیبن میں ٹہلتا رہا، جب دل کو کسی طور چین نہ آیا تو میں نے الماری کھول کر مجلد کاپی اور قلم نکالا اور اپنی داستان کا بقیہ حصہ' جو میرا ماضی تھا اور مجھے بہت عزیز تھا۔ لکھنے بیٹھ گیا۔

❋

ڈپٹی کمشنر آنند کمار سے ملاقات کرنے کے بعد میں خود کو بڑا ہلکا محسوس کررہا تھا میرے ذہن پر جو بوجھ تھا اسے میں نے آنند کمار کے مفلر میں اپنے شانوں سے اتار پھینکا تھا، کل حالات کیا رخ اختیار کرتے' کسے علم تھا لیکن میں نے وہ تر من چکتا کردیا تھا جو آنند کمار دعوت والے روز چڑھا گیا تھا' نرملا کی موجودگی نے مجھے اور شیر بنادیا۔ میں جانتا تھا کہ اس کی موجودگی میں آنند کمار کل پرزے نکالنے کی جسارت نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ نرملا کی ایما پر ہی مجھے اندر طلب کیا گیا تھا' وہ نہ ہوتی تو شاید مجھے اس ملاقات کے لیے دو چار چکر اور لگانے پڑتے' یوں بھی مجھے معلوم تھا جو مرد عورت کو اپنی ترقی کا زینہ بناتے ہیں وہ اس کی موجودگی میں زیادہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے سے گریز کرتے ہیں' انھیں ہردم یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ اگر بلندیوں تک جانے والی سیڑھیاں کہیں اچانک پیروں تلے سے نکل گئیں تو وہ منہ کے بل واپس زمین پر آگریں گے۔

آنند کمار کا بھی یہی حال تھا، نرملا اس کی دکھتی رگ تھی' اسی کی وجہ سے آنند کمار نے ترقی کی منزلیں طے کی تھیں اس لیے وہ اس سے ڈرتا تھا وہ اس کی بیوی ہونے کے باوجود اس پر حاوی تھی' اس لیے کہ اس نے آنند کمار کی خوشیوں کی خاطر اپنے جسم اور اپنی روح کی پاکیزگیوں کی قربانی دی تھی' آنند کمار کو بلندیوں تک لے جانے کے لیے خود پستیوں میں گرگئی تھی' آنند کمار اور اس کے درمیان صرف ایک ہی قدرِ مشترک تھی' دونوں ہی بے غیرت تھے' فرق صرف اتنا تھا کہ آنند کمار بے غیرتی کا مظاہرہ کرنے کے باوجود نرملا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا لیکن نرملا اگر کھل کر بے غیرتی پر اتر آتی تو شاید آنند کمار کو بھاگنے کا راستہ نہ ملتا یہی وجہ تھی کہ نرملا کی موجودگی میں وہ اندر ہی اندر کھولتا رہا، خون کے گھونٹ پیتا رہا لیکن خاموش رہا، ایک دوبار اس نے کرسی کی طاقت کے نشے میں پھریری لینے کی کوشش کی لیکن نرملا جس بے تکلفی سے مجھ سے ہمکلام تھی اسے دیکھ کر

وہ خود کو ٹھنڈا دکھنے پر مجبور ہو گیا۔

آنند کمار کے آفس سے نکل کر میں سیدھا حویلی کی طرف واپس ہو لیا' میرا دل چاہ رہا تھا کہ آج کا کام کل پر ٹالوں اور پنڈت اوم پرکاشس سے بھی دو دو ہاتھ کرتا چلوں لیکن حویلی سے میری زیادہ دیر غیرحاضری درخشاں کو پریشان کر سکتی تھی اس لیے میں نے اوم پرکاشس سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا، یوں بھی میں دو پہر کے کھانے سے قبل حویلی پہنچنا چاہتا تھا لیکن ڈرائیور کی چابکدستی اور برق رفتاری کے باوجود میں پونے دو بجے سے پہلے حویلی نہیں پہنچ سکا، میرا اندیشہ غلط نہیں تھا' درخشاں میرے لیے سخت پریشان تھی۔ میں جاگیر کے کام کا بہانہ تراشس چکا تھا۔ درخشاں مطمئن ہو گئی۔ اس نے فوری طور پر مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ دل آویز مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیر کر میرا استقبال کیا' لباس تبدیل کرنے میں میری مدد کی پھر جب میں اس کے ساتھ میز پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو اس نے دبی زبان میں کہا۔

"جمال۔ میری بھی یہی خواہش تھی کہ آپ جاگیر کے کاموں میں دلچسپی لینا شروع کر دیں لیکن ایک درخواست ہے میری۔"

"حکم دو درخشاں" میں نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"درخواست کا لفظ تمھاری زبان پر جچتا نہیں"

"مجھے اپنا مقام معلوم ہے جمال" وہ مسکرا کر بولی — "میری جگہ آپ کے قدموں میں ہے، مجھے وہیں رہنے دیجیے"

"تم قدموں میں رہو گی تو آغوش خالی ہو جائے گی۔ وہاں کون رہے گا"

"آپ کو اختیار ہے" اس نے شرماتے ہوئے جواب دیا۔ "کسی اور کو آغوش کی زینت بنا لیں' میں اعتراض نہیں کروں گی۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو جان من" میں نے لپٹے ہاتھ سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا "میں اور تمھارے سوا کسی اور کے بارے میں سوچوں۔ خدا کرے اس سے پہلے ....!"

"میں منع کرتی ہوں" وہ یکدم گھبرا کر بولی "ایسی بری باتیں زبان پر مذاق میں بھی نہ لایا کیجیے"

"چلو غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو اور یہ بتاؤ کیا کہنا چاہ رہی تھیں؟" میں نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ حویلی سے کہیں باہر جایا کریں تو مجھے بتا کر جایا کریں" اس نے آہستہ سے کہا۔ "اس طرح مجھے بھی اطمینان رہے گا"

"اطمینان۔ میں سمجھا نہیں؟" میں نے چونک کر درخشاں کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا' میرا دل اچانک دھڑکنے لگا' میں نے سوچا کہیں درخشاں کو ان حالات کا علم تو نہیں ہو گیا جو میں اس سے پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا۔

"مجھے غلط نہ سمجھیے" وہ پریشان سی ہو گئی "میں آپ پر کوئی بندشس یا پابندی عائد نہیں کرنا چاہتی لیکن...."

"لیکن کیا درخشاں؟" میں نے پیار بھرے انداز میں کہا "تم مجھ سے کیا کہنا چاہتی ہو۔ کچھ کہتے کہتے رک کیوں گئیں؟ جو کہنا ہے کہہ ڈالو میری جان' اس طرح ذہن کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے"

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے لیکن" اس نے ایک ادائے دلبرانہ سے کہا "دراصل میں آپ سے زیادہ دیر الگ رہوں تو جانے کیوں میرا دل آپ ہی آپ دھڑکنے لگتا ہے' الٹے سیدھے خیالات من کو پریشان کرتے رہتے ہیں"

"مثلاً؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"آپ سمجھنے کی کوشش کریں جمال" وہ اکتا کر بولی "ہر وقت بس بچے بنے رہتے ہیں' کبھی تو بالغوں کی طرح بات کو سمجھ لیا کریں"

"درخشاں" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "خدا کی قسم میں تمھاری باتوں کا مفہوم نہیں سمجھ سکا' تمہیں پالینے کے بعد میں واقعی بچہ بن گیا ہوں' اب بالغ بننے کی کوئی خواہش نہیں رہی' دل چاہتا ہے ہمیشہ تمھاری گود میں سر رکھے لیٹا رہوں اور تم مجھے تھپک تھپک کر لوریاں دیتی رہو"

"دن بھر سوتے رہو اور رات آئے تو" وہ خود ہی اپنی سوچ پر بل کھا کر شرم سے دوہری ہونے لگی پھر شکایت کرتے ہوئے بولی "کیا ہے جمال! کھانے کے دوران تو کچھ دیر کے لیے سنجیدہ ہو جایا کرو"

"اچھا سرکار' چلیے کھانا کھا لیجیے' باقی باتیں اپنے کمرے میں چل کر ہوں گی"

ہم دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے، درخشاں بار بار میری طرف دیکھتی اور اپنی کہی ہوئی بات کو سوچ کر جلدی سے نظریں جھکا لیتی، میں خاموشی سے کھانا کھاتا رہا لیکن میرا ذہن درخشاں کی بات سے الجھ گیا تھا' مجھے خدشہ تھا کہیں وہ بدلتے حالات سے واقف نہ ہو گئی ہو' کھانے کے بعد ہم اپنے کمرے میں جا کر لیٹے تو میں نے درخشاں کی — مہکتی زلفوں سے کھیلتے ہوئے اسے کریدا۔

"اب بتاؤ، وہ کیا بات تھی جو تم کھانے کے دوران مجھے سمجھانا چاہ رہی تھیں"

"جمال" وہ میری طرف کروٹ لے کر بولی "تمھارا کیا خیال ہے کیا ڈیڈی کو میرے جدا ہو جانے کا دکھ نہ ہو گا؟"

"درخشاں" میں کانپ اٹھا "کیا تمھیں اپنی غلطی پر ملال ہو رہا ہے"

"پھر وہی بچوں کی طرح سوچنا شروع کر دیا" اس نے میرے چہرے کے تاثرات پڑھے تو پیار سے میرے گالوں پر چٹکی لیتے ہوئے شوخی سے بولی "اگر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوتا تو تم سے نہ کہتی' چپکے سے تمھیں چھوڑ کر پھر ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہے' میں نے تمھیں من کی گہرائیوں سے ٹوٹ کر چاہا ہے' اپنی مرضی سے اپنا دھرم بدل کر پرانے رشتوں سے منہ موڑ لیا ہے۔ تمھیں پانے کے لیے اپنا دھرم ترک کیا' میں اپنا جیون بھی بلیدان کر سکتی تھی" وہ آہستہ آہستہ جذباتی ہونے لگی۔

"ایک بات کہوں جان من" میں نے اس کی سنجیدگی ختم کرنے کی خاطر اسے چھیڑا "تمھاری زبان سے ہندی کے لفظ بڑے میٹھے لگتے ہیں"۔

"میری طرف سے اپنے دل میں ایسا خیال کبھی نہ آنے دینا' یہ میری اور میرے پیار کی توہین ہو گی" اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے میری بات کو نظرانداز کر کے آہستہ سے کہا۔

"اچھا بابا' نہیں سوچوں گا ایسی باتیں" میں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا پھر اسے گھور کر بولا "تم ہو بڑی چالاک' وہ بات پھر بڑی خوب صورتی سے ٹال گئیں جو کھانے کی میز پر شروع ہوئی تھی"

"جمال' میں چاہتی ہوں کہ تم کہیں جایا کرو تو مجھے بتا دیا کرو تاکہ —— میں پریشان نہ ہوا کروں" وہ سنجیدگی سے میری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کے لہجے میں مٹھاس تھی، اپنائیت تھی اور اس کی جھیل جیسی گہری نیلی آنکھوں میں میرے لیے پیار ہی پیار نظر آ رہا تھا۔

"پریشانی سے تمھاری کیا مراد ہے۔ کیا میں بچہ ہوں جو سڑک پر کھیلتے کھیلتے کہیں گم ہو جاؤں گا یا کوئی مجھے ٹافی کی لالچ دے کر اٹھا لے جائے گا؟"

"تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے" درخشاں نے میری طرف جھکتے ہوئے کہا پھر میرے بالوں میں اپنی انگلیوں کو گھماتے ہوئے بولی "زخم تازہ ہو تو درد اور تڑپ کا احساس زیادہ نہیں ہوتا لیکن ...."

"خدا کے لیے درخشاں" میں نے الجھتے ہوئے کہا "جو کچھ کہنا ہے ایک بار کہہ ڈالو' زیادہ پریشان نہ کرو"

"میں تمھیں ڈیڈی اور ان کے پنڈت پجاریوں کے جتھے کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں" وہ جلدی سے بولی "تم ان لوگوں سے واقف نہیں ہو' میں جانتی ہوں کہ وہ اوپر سے جتنے اجلے اور صاف نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی میلے اور سیاہ ہیں"

"مجھے ان لوگوں سے کیا لینا ہے؟" میں چڑ گیا پھر اس خیال سے کہ کہیں میری بات سے درخشاں کی دل آزاری نہ ہو میں نے مسکراتے ہوئے کہا "مجھے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکا' اب ان لوگوں سے مجھے کچھ نہیں چاہیے' بھول جاؤ انھیں"

"میں انھیں بھول چکی ہوں جمال لیکن وہ۔ وہ ہمیں آسانی سے نہیں بھولیں گے" درخشاں نے سنجیدگی سے کہا "ڈیڈی کے حلقے کے لوگ انھیں چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے' چرکے لگاتے رہیں گے' کچوکے دیں گے' وہ ہر قیمت پر مجھے تمھاری زندگی سے واپس نکال لے جانے کی کوشش کریں گے"

"اور تمھارا کیا خیال ہے؟ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے دور بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں گا" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا "انھیں کھل کر سامنے آنے دو' خدا کی قسم میں ان کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتاروں گا، میری زندگی میں وہ تم کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے"

"وہ اپنے دھرم کی آن کی خاطر اس سے بھی زیادہ دور تک سوچ سکتے ہیں" درخشاں ہاتھ ملتے ہوئے بولی "وہ کالی کے مندر کے پجاری ہیں' دلوی نے انھیں چھوٹ دے رکھی ہے' وہ خود کو اپنی کالی قوتوں کی وجہ سے بہت بلوان سمجھتے ہیں' کٹھن جاپ اور تپسیا نے ان کو مغرور کر دیا ہے' اپنی طاقت کے آگے وہ کسی اور کو کچھ نہیں سمجھتے، بیٹھک اور جاپ کر کے انھوں نے جنتر منتر بھی سیکھ لیے ہیں' ایک سے ایک گیانی پڑا ہے جمال۔ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ تمھیں اکیلے میں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں' وہ بڑے نیچ ہیں' گری سے گری حرکت کر گزرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے"

"ایک بات پوچھوں؟" میں نے درخشاں کو کریدنے کی خاطر پوچھا "ہماری شادی کو آج پورا ایک ماہ ہو چکا ہے تمھیں آج ہی ان باتوں کا خیال کیسے آ رہا ہے؟"

"آج سے پہلے تم اتنی دیر کے لیے باہر بھی تو نہیں گئے تھے" وہ بڑی معصومیت سے بولی۔

"ان واہموں کو دل سے نکال دو درخشاں" میں اسے تسلی دیتے ہوئے بولا "اول تو یہ جوگی سادھو اور پنڈت پجاری میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور اگر کبھی ایسا ہوا تو پھر دیکھا جائے گا' ابھی سے ان باتوں کو سوچ سوچ کر اپنا خون جلانے سے فائدہ؟"

"خدا کرے میری عمر بھی تمھیں لگ جائے جان' لیکن میں چاہتی تھی کہ تمھیں یہ تمام باتیں بتا دوں" تاکہ تم محتاط رہو" درخشاں میرے بالوں کی ایک آوارہ لٹ کو اپنی نرم انگلی سے چھیڑتے ہوئے

بولی: "وہ بڑے چنڈال لوگ ہیں۔ دیوی دیوتاؤں نے انہیں دشمن کے ساتھ دیا کرنا نہیں سکھایا، گندی طاقتوں نے ان کے ذہنوں کو بھی گندا کر دیا ہے۔ ان کے جنتر منتر کے بیر بھی ان ہی کی طرح دکھشش ہوتے ہیں۔"

"درخشاں" میں نے اسے موضوع سے ہٹانے کے لیے کہا۔ "سنا ہے تمہارے مندروں کے اندر یہ جو سندر سندر اور بھولی بھالی پجارنیں ہوتی ہیں یہ اندر سے بڑی رس بھری اور زہریلی ہوتی ہیں۔ یہ ان پنڈت پجاریوں کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہوں گی۔"

"ان پجارنوں کی مت پوچھو جمال۔ یہ پنڈت اور پجاریوں کے لیے اپنے شریر کی بھینٹ کو بھی بڑا پن سمجھتی ہیں۔" درخشاں زیر لب مسکرا کر بولی۔

"شریر کی بھینٹ اور پن۔ میں سمجھا نہیں ہے۔"

"جسم کی قربانی ان پجارنوں کے لیے ثواب ہوتی ہے۔"

"سچ" میں شوخ ہو گیا۔ "بڑی لیٹ انفارمیشن دی تم نے، پہلے بتایا ہوتا تو کسی مندر میں پتھر کی مورتی کے سامنے آلتی پالتی مار کے دھونی رمانے بیٹھ گیا ہوتا۔ پھر یہ بھی حسن و شباب کی ٹھنڈی ٹھنڈی پھوار پڑتی اور برکھا برستی۔"

"جمو بھی تم نے پھر شروع کر دیں وہی باتیں۔"

"پجارن" میں نے بہکے ہوئے انداز میں اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔ "آنکھیں کھولو۔"

"بری بات" اس نے شوخی بھری سنجیدگی سے مجھے ڈانٹا۔ "اچھے بچے ضد نہیں کرتے، کھانے کے بعد چپ چاپ آنکھ موند کر سو جاتے ہیں، چلو۔ موند و آنکھیں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر میری آنکھیں بند کر دیں اور آہستہ آہستہ گنگنانے لگی، وہ مجھے لوری دے کر سلانا چاہتی تھی، میں آہستہ سے جماہی لیتا ہوا کچھ اور اس کے قریب ہو گیا پھر اس کے لباس اور جسم کی مہک نے بیچ بیچ میرے ذہن پر غنودگی طاری کرنا شروع کر دی۔

*

درخشاں نے جن خطروں کا اظہار کیا تھا وہ میرے پیش نظر تھے لیکن میں اسے اس کے باپ کے کرتوت بتا کر دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا، اس طرح لاعلم بنا رہا جیسے میں سرے سے کچھ نہیں جانتا، دو روز تک میں درخشاں کے قریب رہا لیکن تیسرے روز میں حویلی سے باہر نکلا اور کروی کی طرف چل پڑا، پنڈت اوم پرکاش کا قرض ابھی میرے اوپر باقی تھا، میں اسے بھی چکتا کر دینا چاہتا تھا۔ ڈرائیور میرے اعتماد کا آدمی تھا پھر بھی میں نے اسے سختی سے ہدایت کر دی کہ اگر کوئی تیسرا شخص میرے بارے میں کچھ دریافت کرے تو اسے صرف یہی بتایا جائے کہ میں جاگیر پر گیا تھا۔

کروی پہنچ کر میں نے اپنی گاڑی بڑے مندر سے تقریباً ایک فرلانگ دور ہی رکوا دی، میں نہیں چاہتا تھا کہ ڈرائیور کو بھی اس بات کا علم ہو سکے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ گاڑی سے نیچے اتر کر میں پیدل ہی بڑے مندر کی طرف چل دیا جو ایک وسیع و عریض احاطے کے اندر سرخ پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا، میں اس مندر کو باہر سے ہزاروں بار آتے جاتے دیکھ چکا تھا لیکن اس کے اندر داخل ہونے کا اتفاق پہلے نہیں ہوا تھا پھر بھی میں بے دھڑک بڑے پھاٹک سے احاطے میں داخل ہو گیا اور نظریں جھکائے تیز تیز قدم بڑھاتا اوپر چبوترے کی سمت جانے والی سیڑھیوں کے قریب پہنچ گیا، مندر کی تعمیر زمین سے تقریباً بیس فٹ بلند ایک چبوترے پر کی گئی تھی۔

چبوترے کے قریب رک کر میں نے آس پاس کے ماحول کا جائزہ لیا، سادھو اور پنڈت پجاری کھڑاؤں پہنے ادھر ادھر آتے جاتے نظر آ رہے تھے، ان کے جسم پر صندل کے برادے جیسی کوئی چیز ملی ہوئی تھی، بال یا تو بے حد بڑھے ہوئے تھے یا سر انڈے کے چھلکے کی مانند صاف تھا، کچھ پجاریوں کے ہاتھوں میں پیتل کی کٹیائیں بھی تھیں جو جل پانی کے لیے استعمال کی جاتی تھیں ان کے لباس گیروے یا سفید رنگ کے تھے، گلے میں مالائیں جھول رہی تھیں ان میں سے اکثر "اوم ہری اوم" کی صدا بلند کر رہے تھے مندر کے اندر سے گھنٹیوں کی آوازیں بھی بلند ہو رہی تھیں۔

میں سیڑھیوں کے قریب کھڑا اپنے اگلے اقدام کے بارے میں سوچتا رہا، ایک مسلمان کی حیثیت میں میرا بڑے مندر کے اندر دندناتے ہوئے داخل ہونا کچھ مناسب نہیں تھا اس طرح بات اور خراب ہو سکتی تھی لیکن مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ پنڈت اوم پرکاش سے اس وقت مندر کے کس حصے میں ملاقات ہو سکے گی، مندر کی پشت پر رہائشی مکانات تھے جن میں پنڈت اور پجاری رہا کرتے تھے لیکن میں نے اس طرف جانے سے گریز کیا مبادا کہ میرا کوئی جاننے والا مل جائے اور مندر

میں میری چل قدمی کو غلط رنگ میں پیش کیا جائے۔ سیڑھیوں کے قریب میرا اس طرح کھڑا رہنا بھی نامناسب تھا، آتے جاتے پنڈت اور پجاریوں کی نظریں بار بار میری جانب اٹھ رہی تھیں، ابھی میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ ایک پجارن مندر سے باہر آئی، میں اس کا حسن اور جوانی دیکھ کر ششدر رہ گیا، سرخ ساری میں وہ جوالا مکھی نظر آ رہی تھی، اس کا چہرہ غازے اور لپ اسٹک کی قید سے آزاد تھا پھر بھی حسن کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں، شرمائی شرمائی، لجائی لجائی نظریں جھکائے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چبوترے کے کنارے آئی۔ جھک کر آخری بار مندر کی سمت دیکھ کر ڈنڈوت کیا پھر آہستہ سے پلٹی اور ساری کا پلو سنبھالتی، لچکتی، بل کھاتی، جادو جگاتی سیڑھیوں سے نیچے اترنے لگی۔ میں نے محسوس کیا کہ اس وقت بے شمار نگاہیں اس پجارن کے نازک ریشمی بدن پر پھسل رہی تھیں لیکن وہ ان نگاہوں کی کاٹ سے بے نیاز نیچے اترتی رہی، میرے قریب سے گزری تو ہوا کا ایک مست جھونکا اس کے جسم کی مہک سے میرے وجود کو معطر کر گیا۔

"سنو" میں نے غیر اختیاری طور پر اسے آواز دی۔ اس میں میرے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔ اس کی کمسنی کے پرجمال نظارے نے جیسے مجھ پر بے خودی طاری کر دی تھی، جیسے میں اس کی آنکھوں کے سحر میں کھو کر رہ گیا تھا۔ جیسے وہ آواز میرے لبوں سے نہیں دل کی گہرائیوں سے نکلی تھی۔

"جی" وہ یکدم رک گئی۔ آہستہ سے گھومی، نظریں جھکائے مترنم آواز میں پوچھا۔ "آپ نے مجھے آواز دی تھی بابو جی؟"

"مم... میں آج پہلی بار اس مندر میں داخل ہوا ہوں۔" میں روانی میں کہہ گیا۔

"سیڑھیاں چڑھ کر سیدھے اوپر چلے جایئے، بھگوان کے چرنوں تک پہنچنے کے لیے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔" اس کے لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی، شاید وہ مجھے بھی کوئی بوالہوس پنڈت یا حریص پجاری سمجھ رہی تھی۔ یقیناً اس کے کان اس قسم کی آوازیں سننے کے عادی ہو چکے ہوں گے۔ جبھی تو اس نے نظر اٹھا کر مخاطب کرنے والے کو دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، بڑے سیدھے سادے مگر طنز بھرے انداز میں جواب دے کر چپ ہو گئی تھی۔

"میں ایک ضرورت کے تحت یہاں آیا ہوں۔" میں جلدی سے بولا۔ "مجھے پنڈت اوم پرکاش سے ملنا ہے اور ... اور میں ہندو نہیں مسلمان ہوں۔"

اس نے پہلی بار چونک کر میری طرف دیکھا۔

"سلام مالک۔"

"تم ... تم مجھے جانتی ہو؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میں مالتی ہوں سرکار، جیون لال مالی کی بیٹی۔" اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "مجھے شما کر دیجئے میں آپ کو بھی پنڈت پجاری سمجھ بیٹھی تھی۔ پتاجی کو خبر ہوئی تو وہ ناراض ہوں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔" میں نے اطمینان کا سانس لیا پھر ایک پجاری کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سپاٹ لہجے میں بولا۔ "مجھے پنڈت اوم پرکاش سے ملنا ہے، کیا تم مجھے اس کا پتہ بتا سکتی ہو؟"

"وہ مندر کے پیچھے املی والے پیڑ کے نیچے رہتے ہیں۔" مالتی نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "کسی سے بھی پوچھ لینا۔"

"شکریہ۔" میں نے مختصراً کہا۔ پجاری قریب آ چکا تھا، مالتی نے اسے دیکھا تو جلدی سے نظریں جھکا لیں، جسم کو لچکا کر اس نے مجھے تعظیم دی پھر پلٹ کر لمبے لمبے پگ بھرتی بڑے پھاٹک کی جانب چلی گئی۔

پجاری میرے قریب پہنچ کر رک گیا، اس نے جاتی ہوئی مالتی کو نہایت میلی نظروں سے دیکھا پھر پلٹ کر مجھے سر سے پاؤں تک یوں گھورنے لگا جیسے اس نے مکمل لباس میں پہلی بار کسی آدمی کو دیکھا ہو، اس کی نگاہوں میں میرے لیے حقارت اور نفرت کا احساس جھلک رہا تھا، ممکن ہے اس نے پہچان لیا ہو کہ میں مسلمان ہوں، چند ثانیے وہ اپنی بڑی بڑی خون خوار آنکھوں سے مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کرتا رہا پھر خشک لہجے میں بولا۔

"کون ہو تم؟ اس چھوکری سے کیا باتیں کر رہے تھے؟"

"پنڈت اوم پرکاش کا پتہ دریافت کر رہا تھا۔" میں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"مسلمان لگتے ہو۔ کیوں؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔" میں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر تیزی سے پلٹ کر مندر کے پچھلے راستے کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

املی کے پیڑ کے نیچے دوسرے مکانوں سے الگ تھلگ ایک خوب صورت اور شان دار مکان موجود تھا، میں سیدھا اسی طرف گیا، میرا اندازہ ٹھیک ہی تھا، مکان سے باہر نکلنے والے ایک پجاری نے مجھے اس چبوترے پر ــــ بیٹھنے کو کہا جو درخت کے تنے کو درمیان میں لے کر بڑی خوب صورتی سے بنایا گیا تھا، غالباً اوم پرکاش اسی چبوترے پر بیٹھک جمانے کا عادی تھا میں چبوترے کی طرف پلٹا تو ٹھٹک کر رک گیا، وہی ہٹا کٹا پجاری جو مجھے مندر کی سیڑھیوں کے قریب ملا تھا اس وقت

بھی وہ کھڑا خون خوار نظروں سے مجھے گھور رہا تھا۔ شاید وہ مالتی کے پرستاروں میں سے تھا اور اسے میرا مالتی سے باتیں کرنا برا لگا تھا۔ میں اسے نظر انداز کر کے چبوترے کے قریب گیا اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ ہٹا کٹا پجاری بدستور دور کھڑا مجھے گھورے جا رہا تھا۔ میں نے نفرت سے منہ پھیر کر اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی، یوں بھی میں چھوٹے موٹے پنڈت پجاریوں کو منہ لگا کر اپنی حیثیت خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا۔ دو منٹ بعد ہی پنڈت اوم پرکاش اپنے مکان سے باہر نکلا لیکن مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات تیکھے ہو گئے۔ کشادہ پیشانی پر لاتعداد آڑی ترچھی لکیریں پیدا ہو گئیں، ہاتھ کے اشارے سے اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے پجاری کو واپس اندر جانے کا اشارہ کیا پھر سینہ تان کر قدم اٹھاتا میرے قریب آ گیا۔ اس کے تیور ہر لمحہ خطرناک ہوتے جا رہے تھے۔ وہ میری غیر متوقع آمد سے کچھ الجھ بھی گیا تھا، شاید اسے مجھ سے اس جسارت کی امید نہیں تھی۔

"کیا بات ہے بالک!" اس نے قریب آ کر کھردرے لہجے میں پوچھا۔ "یہاں کیوں آیا ہے؟"

"آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنا ہیں مہاراج۔" میں نے نرم آواز میں جواب دیا۔

"باتیں!" اس نے الفاظ چباتے ہوئے کہا پھر زہر خند سے بولا۔ "کیا چاہتا ہے؟"

"اس روز دعوت میں آپ سے کھل کر باتیں نہیں ہو سکی تھیں۔" میں نے کہا۔ "اسی لیے میں یہاں حاضر ہو گیا ہوں۔"

"تو نے آنند کمار سے بھی ملاقات کی تھی۔ کیوں؟" اوم پرکاش نے مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کا خیال ٹھیک ہے مہاراج۔" میں سپاٹ آواز میں بولا۔ "تین روز پیشتر میں آنند کمار جی سے بھی مل چکا ہوں۔"

"ہم۔" وہ حقارت سے بولا۔ "ابھی تک بدھی (عقل) ٹھکانے نہیں آئی، ہواؤں میں اونچا اڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"مہاراج۔" میں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "کیلاش میرا متر (دوست) ہے اس نے مجھے تمہارا پیغام دیا تھا۔"

"پھر۔ کیا سوچا ہے تو نے؟" اوم پرکاش کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔ "مکتی چاہتا ہے تو نادی کو لے جا کر اس کے پتا کے حوالے واپس چھوڑ آ۔"

"اور اگر میں انکار کر دوں؟"

"مورکھ۔" وہ کڑک کر بولا۔ "نظریں نیچی کر کے بات کر۔ تو نہیں جانتا کہ اس سمے کس سے باتیں کر رہا ہے۔"

"سنو مہاراج۔" میں نے یک لخت تیور بدل کر تیز آواز میں کہا۔ "میں تمہیں یہی بتانے آیا ہوں کہ میرا پیچھا چھوڑ دو، میں نے آنند کمار جی سے بھی یہی کہا ہے کہ میرا راستہ کاٹنے کی کوشش نہ کریں ورنہ......"

"خود کو بہت بلوان سمجھتا ہے۔ آخ تھو۔" اوم پرکاش نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے حقارت سے کہا پھر زمین پر تھوک کر بولا۔ "دھن دولت نے تیرا دماغ خراب کر دیا ہے، چار پستکیں (کتابیں) پڑھ کر بولنا سیکھ گیا، اجلے کپڑے سے تن ڈھانکنا سیکھ کر آکاش پر اڑنے کی کوشش کر رہا ہے، پرنتو اتنا یاد رکھ مورکھ کہ ابھی تک تیرا پالا کائروں سے پڑا ہے، کبھی پنڈت پجاری سے پنجہ لڑائے گا تو پتہ چلے گا کہ شکتی کسے کہتے ہیں۔"

"میں یہاں تم سے شکتی یا اکھاڑے کے داؤ پیچ سیکھنے نہیں آیا ہوں پنڈت۔" میں نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ پریم ناتھ جی جس کاجل کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ اب مسلمان ہو کر درخشاں بن گئی ہے اور میری بیوی ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت مجھ سے نہیں چھین سکتی۔"

"کال کے سیوکوں سے نگاہیں ملا کر بات کر رہا ہے، بھسم ہو جائے گا مورکھ۔" اوم پرکاش بل کھا کر بولا۔ "سمے کی قدر کر۔ جا، جا کر کسی جوتشی کو ہاتھ کی ریکھائیں دکھا، وہ تجھے بتائیں گے کہ تیرے بھوش (مستقبل مقدر) میں کیا لکھا ہے۔ جا۔ چلا جا۔"

"میں یہاں تمہارا بھاشن سننے نہیں آیا ہوں مہاراج، صرف بھکنے آیا ہوں کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔" میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "بہتر ہو گا کہ تم میرا راستہ چھوڑ دو ورنہ مجھے بھی اپنے بچاؤ کے راستے آتے ہیں، میں بھی آنکھیں نیلی پیلی کر کے مات کرنے کا انداز جانتا ہوں۔"

"اپنی جوانی پر بڑا گھمنڈ ہے تجھے۔ کیوں؟" اوم پرکاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے سامنے کھڑا ہوں پنڈت مہاراج، تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ساری سندرتا اوپر ہی اوپر کی ہے، اندر سے بالکل کھوکھلا ہے۔ ایک دم کنگال۔"

"اس کا فیصلہ تو وقت ہی کر سکتا ہے۔" میں نے اوم پرکاش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

"بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا بھی سیکھ گیا ہے۔" پنڈت نے زہر خند سے کہا۔ "ان کے منہ آنے کی کوشش کر رہا ہے جنھوں نے دیوی دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لیے اپنا جیون تیاگ دیا ہے۔"

میں جا رہا ہوں اوم پرکاش۔ میری باتوں کا دھیان رکھنا۔

نے تیزی سے کہا۔ "میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے لیکن نے مجھے چھیڑنے کی کوشش کی تو پھر مجھے بھی جوابی کارروائی پڑے گی۔"

میں جانے کے ارادے سے پلٹا، ایک قدم آگے بڑھایا پھر ٹھٹک کر رک گیا۔ وہی ہٹا کٹا پجاری جس نے مالتی کے سامنے مجھ سے باز پرس کی تھی میرا راستہ روکے کھڑا تھا۔ جسمانی لحاظ سے میرا اس کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ میرے مقابلے میں بہت زیادہ تنومند اور مضبوط قویٰ کا مالک نظر آ رہا تھا لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ جنگ میں جیت ہمیشہ اسی فریق کی ہوتی ہے جس کے حوصلے بلند ہوں، میں تنہا اس مندر میں اس لیے نہیں آیا تھا کہ دو پجاری میرا راستہ روکیں اور میں اپنی شکست تسلیم کر لوں، میں تو جان ہتھیلی پر رکھ کر گھر سے نکلا تھا، سوچ کر آیا تھا کہ یا تو خود مر جاؤں گا یا اپنے دشمنوں کو مار ڈالوں گا۔

پجاری کو سامنے دیکھ کر میرا خون گردش میں آ گیا، میں حقارت بھری نگاہوں سے اسے گھورا، اسے باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ مجھ سے ٹکرا کر اپنی موت اور بربادی کو دعوت دے رہا ہے، جواب میں وہ مسکرا دیا۔ جیسے اسے میری بات سن کر ہنسی آ گئی ہو، میرا غصہ اور تیز ہو گیا لیکن قبل اس کے کہ میں اسے اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے کوئی اقدام کرتا پنڈت اوم پرکاش کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"راستہ چھوڑ دے گردھاری، جانے دے اس اپرادھی کو۔"

"مہاراج۔" گردھاری نے احتجاج کیا۔ "یہ تمہارا اپمان کر رہا تھا۔"

"ہٹ جا۔ چھوڑ دے اس کا راستہ۔" اوم پرکاش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے چرنوں کی دھول ہوں مہاراج۔" گردھاری نے ہاتھ باندھ کر بنتی کی۔ "مجھے آگیا دو۔ میں اس ملیچھ کو ایسا سبق دینا چاہتا ہوں جو اسے سارا جیون ویاکل رکھے گا۔"

"نہیں۔" اوم پرکاش سرد لہجے میں بولا۔ "میں اس پوتر استھان پر گندا خون نہیں گرانا چاہتا، اسے جانے دے گردھاری ابھی اس کا سمے پورا نہیں ہوا۔"

گردھاری اوم پرکاش کے حکم پر نظریں جھکا کر میرے راستے سے ہٹ گیا۔ میں نے گھوم کر پنڈت کو دیکھا، وہ غصے سے کھڑا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا۔ میرا جی چاہا آگے بڑھ کر اس کا گلا گھونٹ دوں اس کے ناپاک وجود کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں اور گردھاری کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں لیکن میں نے خود کو سمجھایا کہ یہ اقدام دانش مندی کے منافی ہو گا، مندر کے احاطے کے اندر اگر میں ان سے دست و گریباں ہو جاتا تو قانون کی نظروں میں میری حیثیت بے حد کمزور ہو جاتی چنانچہ میں خون کا گھونٹ پی کر مندر کے احاطے سے باہر آ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا گاڑی تک گیا، ڈرائیور نے جلدی سے لپک کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا میں اسے واپس حویلی چلنے کا حکم دے کر اندر بیٹھ گیا، نشست سے ٹیک لگا کر میں نے آنکھیں بند کر لیں، مجھے سکون کی ضرورت تھی۔ گردھاری اور اوم پرکاش کی باتوں نے میرے خون کی گردش تیز کر دی تھی، میں خود کو حویلی پہنچنے سے پہلے نارمل کر لینا چاہتا تھا لیکن حالات نے اچانک ایک نیا رخ اختیار کر لیا میری جھلاہٹ کم ہو جانے کے بجائے اور بڑھ گئی۔

احمد علی میرے والد کے وقتوں کا ڈرائیور تھا۔ دس سال سے ہمارے ہاں ملازم تھا، اپنے کام میں بڑا ماہر تھا لیکن اس وقت اس نے نہ جانے کیوں گاڑی ایک نیم پختہ دیوار سے ٹکرا دی تھی، میری آنکھ دھماکے کی آواز سن کر ہی کھلی تھی۔ ہم اس وقت کیلاش کے ہسپتال کے قریب تھے، حویلی بمشکل ایک میل دور رہ گئی تھی، میں تیزی سے پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اترا، سڑک پر ایسا کوئی خاص ٹریفک بھی نہیں تھا کہ احمد علی جیسا مشاق ڈرائیور گھبرا کر کسی حادثے سے دوچار ہو جاتا، گاڑی جس انداز میں سڑک سے کچھ نیچے ڈھلان پر بنی ہوئی نیم پختہ دیوار سے ٹکرائی تھی اس سے پہلی نظر میں یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ڈرائیور یا تو نشے میں دھت تھا یا پھر اسٹیرنگ پر بیٹھے ہی بیٹھے سو گیا تھا لیکن احمد علی میں یہ دونوں خامیاں نہیں تھیں، ڈیوٹی کے اوقات میں وہ ہمیشہ نہایت مستعد اور چاق و چوبند رہنے کا عادی تھا اور شراب کو اس نے کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا، بہر حال یہ وقت ان باتوں کے سوچنے کا نہیں تھا۔

حسین آباد میں چونکہ میرے بے شمار جاننے والے تھے۔ اس لیے دیکھتے ہی دیکھتے دس بارہ آدمی میرے قریب جمع ہو گئے۔ حادثے میں کوئی ایسا خاص نقصان بھی نہیں ہوا، گاڑی کا اگلا حصہ تھوڑا سا اندر کی جانب پچک گیا تھا البتہ احمد علی اسٹیرنگ پر سر رکھے اس طرح بے حس پڑا تھا جیسے بے ہوش ہو گیا ہو، دو آدمیوں نے میری مدد کی، ہم احمد علی کو اٹھا کر ہسپتال کے اندر لے گئے، کیلاش موجود تھا، اسے خبر ملی تو بھاگتا ہوا آ گیا، احمد علی کو فوری طور پر طبی امداد پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن وقت گزر چکا تھا۔ احمد علی نے طبی امداد ملنے سے پیشتر ہی دنیا سے اپنا تعلق ختم کر لیا تھا، میں کیلاش کے ساتھ اس کے

ے میں جا کر بیٹھ گیا، احمد علی کی اچانک موت نے میرے ذہن
بت گہرا اثر کیا لیکن قدرت کو شاید یہی منظور تھا۔
"میرا خیال ہے کہ شاید اس غریب کی حرکت قلب اچانک
رک گئی ہیں نے اداس آواز میں کہا۔ "یہ بھی غنیمت ہوا کہ
ا اسپتال قریب تھا ورنہ مجھے زیادہ دشواریوں کا سامنا
ا پڑتا۔"
"کہاں سے آرہے تھے؟" کیلاکش نے پوچھا۔
"جاگیر کے ایک ضروری کام کے سلسلے میں کچھ لوگوں سے
ملنے کرنے تھے۔" میں نے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا
ر پھر، "احمد علی کی موت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"
"ڈاکٹر عارف نے اسے اٹینڈ کیا تھا، وہی تفصیلی رپورٹ
لانے ہیں۔"
میں نے ہسپتال کے ایک آدمی کو بھیج کر گیراج سے مستری
بلوایا اور اپنی گاڑی ٹھیک کرنے کے لیے اس کے حوالے کر دی۔
دو میں نے کیلاش کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا اور درخشاں کو بھی اپنے
ارادے سے باخبر کرا دیا تھا البتہ احمد علی کی موت کی خبر کو چھپا گیا
تھا اس لیے کہ درخشاں بھی مرنے والے کو بہت عزیز رکھتی تھی۔
کیلاش اور میں بیٹھے اس کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر
عارف بھی کمرے میں آ گئے۔
"کیا رہا ڈاکٹر؟" کیلاکش نے پوچھا۔ "ہارٹ فیلیور؟"
"نو سر۔" ڈاکٹر عارف نے سنجیدگی سے کہا۔ "ڈرائیور کی موت
برین ہیمرج کا نتیجہ ہے۔"
"کیا مطلب؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"اس کے دماغ کی شریانیں اچانک کسی دباؤ سے پھٹ گئیں
اور خون جم گیا تھا اس لیے اس کی موت واقع ہوئی۔"
"آپ نے رپورٹ تیار کر لی؟" کیلاکش نے پوچھا۔
"جی ہاں۔"
ڈاکٹر عارف کے جانے کے بعد کیلاکش نے دیوان جی کو بلوا کر
لاش کی تجہیز و تکفین کے لیے ضروری ہدایتیں دے دیں پھر وہ میری
دوسرے پہلے کی تیاری کرنے لگا۔ میں خاموش بیٹھا احمد علی کی
موت کے بارے میں غور کرتا رہا، وہ مجرد زندگی گزار رہا تھا لیکن
ہمیشہ بہت خوش و خرم رہنے کا عادی تھا میرے علم میں ایسی
کوئی بات نہیں تھی جسے اس کی پریشانی یا ذہنی دباؤ کا سبب
سمجھا جا سکتا۔ اس کی تنخواہ بھی خاصی معقول تھی درخشاں نے
خوش ہو کر اس میں تھوڑا اضافہ بھی کر دیا تھا، وہ حویلی کے
اس حصے میں رہتا تھا جہاں ملازموں کے کوارٹر بنے تھے۔ تنہا آدمی
تھا اس لیے میں نے اس کی آسانی کے لیے بطور خاص اس کے
کھانے کا بندوبست بھی حویلی کے خاص باورچی خانے سے کر رکھا
تھا بظاہر وہ بڑا خوش حال اور مطمئن نظر آتا تھا۔
کیلاکش اپنی تیاری مکمل کر کے تقریباً نصف گھنٹے بعد
دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تو کچھ الجھا الجھا اور سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔
"اگر تمہیں یہاں کچھ ضروری کام ہیں تو میں تنہا چلا جاتا
ہوں، حویلی کا فاصلہ ہی کتنا ہے۔" میں نے کیلاکش کی الجھن کو
محسوس کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ڈاکٹر عارف کو
ضروری ہدایات دے دی ہیں، یوں بھی آج مجھے فرصت ہی فرصت
ہے۔" کیلاکش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر میرے ساتھ
باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی ہسپتال کے احاطے سے نکل
کر کھلی سڑک پر آئی تو اس نے تھوڑے توقف کے بعد بڑی سنجیدگی
سے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جمال، کیا تم بتا سکتے ہو کہ احمد علی
کو ایسی کون سی پریشانی لاحق تھی جو وہ برین ہیمرج کا شکار ہو گیا۔"
"یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے۔" میں نے مذبذب
کی حالت میں جواب دیا۔ "جہاں تک میرا خیال ہے وہ ہر طرح
سے آسودہ حال تھا۔"
"پھر اچانک ذہنی دباؤ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟"
"اس کا اندازہ تو تم مجھ سے بہتر کر سکتے ہو۔"
"کچھ باتیں انسان کی سمجھ سے بالاتر بھی ہوتی ہیں۔" کیلاش
نے سامنے سڑک پر نظر جماتے ہوئے جواب دیا۔ "میڈیکل سائنس
ماورائی طاقتوں کے ذریعے پیش آنے والی اموات کو نہیں مانتی
ہماری اصطلاح میں موت دو قسم کی ہوتی ہے۔ طبعی اور غیر طبعی
اور ان دونوں اقسام میں مختلف قسم کی اموات کے مختلف نام
اور اس کی وجہ بھی ہوتی ہے لیکن....."
"تم آخر کہنا کیا چاہ رہے ہو؟" میں نے کیلاکش کی گفتگو
سے الجھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا احمد علی کی موت ماورائی قوتوں کا
نتیجہ ہے؟"
"ہاں۔ اور تم اس کی وجہ جانتے ہو۔" کیلاش بھی سنجیدہ تھا۔
"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"جمال، کیا یہ درست ہے کہ تم کرودی کے بڑے مندر میں
پنڈت اوم پرکاکش سے ملنے گئے تھے؟"
"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا۔
"پنڈت اوم پرکاکش نے احمد علی کو اپنی پراسرار
طاقتوں کا نشانہ بنا کر تمہیں آئندہ کے لیے ہوشیار رہنے کا
اشارہ کیا ہے۔"
"اوہ۔" میں ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "تمہیں کیسے معلوم

ہوا کہ میں بڑے مندر گیا تھا؟"

"جس وقت میں ہسپتال سے روانگی کی تیاری کر رہا تھا اس وقت پنڈت اوم پرکاش نے اپنے ایک چیلے کو میرے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ مجھے احمد علی کی موت کا سبب بتا جائے۔" کیلاشں نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں ان باتوں کو نہیں مانتا لیکن احمد علی کا میرے ہسپتال کے قریب پہنچ کر حادثے سے دوچار ہونا اور اچانک برین ہیمرج کیا تم ان باتوں کو اتفاق کہو گے۔"

"کیلاشں!" میں نے غصے سے اپنا ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہارے پنڈت اوم پرکاش نے میرے لیے پھر کوئی پیغام بھیجا ہے؟"

"نہیں، اس کا چیلا مجھے صرف احمد علی کی موت کا کارن بتا کر الٹے قدموں واپس چلا گیا تھا۔"

"تمہارا کیا مشورہ ہے؟" میں نے کیلاشں کو کریدنے کی کوشش کی۔ "کیا پہلے ہی قدم پر میں اپنی شکست قبول کر لوں، کیا پنڈت اوم پرکاش کے اشارے پر خوف زدہ ہو کر درخشاں سے زبردستی کنارہ کشی اختیار کر لوں؟"

"ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔ مفاہمت کا کوئی ایسا راستہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔" کیلاشں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "جہاں تک بھابی کو چھوڑنے کا سوال ہے تو میں اگر تمہاری جگہ ہوتا تو موت کو ترجیح دیتا۔"

"زندہ باد۔" میں نے اپنی مسرت کا اظہار کیا۔ "میں تمہاری زبان سے یہی ایک جملہ سننا چاہتا تھا۔"

"لیکن تم نے پنڈت اوم پرکاش کو چھیڑ کر اچھا نہیں کیا۔" کیلاشں بولا۔ "تم نہیں جانتے کہ اس نے کٹھن تپسیاؤں کے بعد کتنی مہان شکتیاں پراپت کر لی ہیں، اس کی نظروں کا ایک بدلا ہوا اشارہ قیامت بن سکتا ہے، اس کی پیشانی کا ایک بل کسی کی موت کا سبب بھی بن سکتا ہے، احمد علی کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔"

"موت برحق ہے میری جان۔" میں نے کیلاشں کو دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کی۔ "ایک نہ ایک دن تو جانا ہی ہے پھر بزدلی سے کیوں، بہادری سے خم ٹھونک کر اور دشمن کے دانت کھٹے کرنے کے بعد کیوں نہ رختِ سفر باندھا جائے۔"

"دانش مندی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔" کیلاشں تلملا کر بولا۔

"اور دانش مندی اسی میں ہے کہ تم درخشاں کے سامنے ان باتوں کا کوئی تذکرہ نہیں کرو گے ورنہ وہ پریشان ہو جائے گی۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔

میں حویلی کے اندر داخل ہوا تو درخشاں نے آگے بڑھ کر مجھ پر سوالوں کی بوچھار کر دی، اسے احمد علی کی موت کی خبر مل گئی تھی، میں نے اس سے وہ بات چھپانی چاہی تھی کہ اسے بتا دیا تھا کہ مرنے والا اچانک ایک غیر متوقع شکار ہو گیا ہے۔ میں نے درخشاں کو بہلانے کی کوشش کی۔ احمد علی کی موت برین ہیمرج کا نتیجہ ہے، کیلاشں نے اس بیان کی تصدیق کر دی، درخشاں بظاہر مطمئن ہو گئی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں کی الجھن اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ کیلاشں یا میری بات کے علاوہ کوئی اور بات سوچ رہی ہے۔ ہم آرام کرنے کی غرض سے جب کمرے میں گئے اس وقت بھی وہ بجھی بجھی نظر آ رہی تھی، کن خیالوں میں گم تھی۔

"اوہ۔ تم ان درخشاں۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔ "مجھے بھی بے حد عزیز تھا لیکن ہماری اداسی یا آنسو اسے واپس تو نہیں لا سکتے۔"

"دکھ تو ہوتا ہے اپنوں کے بچھڑ جانے کا۔" درخشاں نے کہا۔ "انسان جانور پالتا ہے تو اس کے مر جانے پر بھی اداس ہو جاتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو لیکن....!"

"جمال۔" درخشاں نے میرا جملہ کاٹ کر سوالیہ نظروں سے میری جانب دیکھا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ احمد علی برین ہیمرج کا شکار ہوا ہے؟"

"کیا مطلب؟" میں نے قدرے کھنچے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا تمہیں میری اور کیلاشں کی باتوں پر بھی یقین نہیں؟"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" اس نے میری بات پر زور دے کر کہا۔

"تم کیا سمجھ رہی ہو؟" میں نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔

"میری باتوں کا برا نہ منانا جمال لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ شاید پتا جی نے اپنے چیلے چپاٹے میدان میں چھوڑ دیے ہیں۔"

"بہت خوب۔" میں نے درخشاں کی بات کو ہنسی میں اڑاتے ہوئے کہا۔ "گویا تمہارا خیال ہے کہ احمد علی کو تمہارے کسی پنڈت پجاری نے مارا ہے لیکن کیسے؟ جس وقت حادثہ پیش آیا اس وقت میں مرنے والے کے ساتھ تھا اسے کس طرح مارا گیا؟"

"تم ان گندی طاقتوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "جنتر منتر جاننے والے پنڈت پجاری مہان شکتیوں کے مالک ہوتے ہیں، سفلی علم جاننے والے اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، وہ میلوں دور بیٹھ کر بھی اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ وہ جادو کی ہانڈی بھی اڑاتے ہیں جو دشمن سے ٹکرا کر اسے برباد کر دیتی ہے۔"

"اور غالباً اس ہانڈی میں گیس بھی بھری ہوتی ہو گی جو دھماکے سے پھٹ جاتی ہو گی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بے اختیار درخشاں کو آغوش میں لے کر بولا۔ "جانِ من، یہ سب حماقت کی باتیں ہیں۔ قسمت میں جو لکھا ہے ہر حال میں پورا ہوتا ہے پھر پریشان ہو کر اپنا خون جلانے سے فائدہ؟"

"مجھے صرف تمہاری فکر پریشان کیے رہتی ہے جمال!" اس نے میرے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

"گھبراؤ نہیں، مجھے کچھ نہیں ہوتا۔" میں نے شوخی سے کہا۔ "رہنا ہے تمہارے ہاں ہو گا۔"

"شریر۔" درخشاں نے بڑے پیار سے کہا پھر میری آغوش سے نکل کر بھاگتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

مجھے خوشی تھی کہ میں درخشاں کے ذہن سے احمد علی کی موت کا خیال دور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن دوسری جانب کیلاشں کی باتوں کا یقین بھی آ گیا تھا، احمد علی یقیناً گندی طاقتوں کا شکار ہوا تھا، درخشاں نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔

کھیل شروع ہو چکا تھا، پنڈت اوم پرکاش نے ڈرائیور کی زندگی ختم کر کے اعلانِ جنگ کر دیا تھا۔ مجھے کیلاشں کے ذریعے ایک بار پھر باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اس کی قوتیں لازوال ہیں اور اگر میں نے اس کی باتوں پر سرِ تسلیم خم نہ کیا اور درخشاں سے دست بردار نہ ہوا تو میرا انجام بھی احمد علی سے مختلف نہ ہو گا، وہ دور رہ کر کوئی کسر نہیں چھوڑے گا، مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا لیکن اگر وہ ایسا کر سکتا تھا تو پھر اسے انتظار کس بات کا تھا؟ میرے بعد درخشاں آزاد ہو جاتی، پھر وہ اسے واپس لے جا سکتے تھے، دوبارہ اپنے رنگ میں رنگ سکتے تھے، اپنے سانچوں میں ڈھال سکتے تھے مگر نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ درخشاں کے دل میں میری محبت کی جڑیں بہت گہری اور مضبوط تھیں، انہیں آسانی سے نہیں اکھاڑ سکتے تھے، میری موت کے بعد درخشاں کی نفرت ان کے لیے دو چند ہو جاتی، وہ اس راستے کی طرف واپس جانے سے انکار کر دیتی جسے چھوڑ کر اس نے مجھے اپنایا تھا۔ اچانک موت درخشاں کے دل میں ایک خلیج بن کر حائل ہو جاتی۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ پھر۔ وہ کیا چاہتے تھے؟ شاید وہ یہ سمجھتے تھے کہ میں درخشاں کو ٹھکرا دوں، اس سے منہ موڑ لوں، یہی چاہتے تھے، میری محبت نفرت میں تبدیل ہوتی تو درخشاں کے دل پر چوٹ لگتی، شاید وہ ... دھتکار دی جاتی ... نہ برداشت کر سکتی، مجھ سے دل برداشتہ ہوتی اور پھر چار و ناچار اپنے پرانے گھر کی سمت واپس پلٹ جاتی، وہ یقیناً ایسا ہی سوچ رہے تھے جبھی تو میرے اوپر براہِ راست وار کرنے سے گریز کر رہے تھے، وہ نہایت مکار اور چالباز تھے، دغا بازی سے کام لے کر درخشاں کے دل میں میری نفرت کے بیج بونے کی کوشش کر رہے تھے۔ درخشاں کو شکار کرنے کے لیے میرے شانے پر بندوق رکھ کر داغنا چاہتے تھے۔

میں بڑی دیر تک خیالات کے تانے بانوں میں الجھا رہا، مجھ پر ایک بات واضح ہو چکی تھی، وہ کھل کر مجھے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اس خیال نے مجھے ایک نئی قوت بخش دی۔ میرے سر سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا لیکن اسی شام ایک اور حادثہ پیش آ گیا جس نے میرے ذہن کے وقتی سکون کو پھر متلاطم کر دیا۔ درخشاں کے ساتھ شام کی چائے پینے کے بعد میں یوں ہی چہل قدمی کرنے کی غرض سے اپنے باغ میں آ گیا، درخشاں بھی میرے ساتھ آنا چاہتی تھی لیکن سلویا کے آ جانے سے اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ سلویا کو لے کر ڈرائنگ روم میں چلی گئی تھی۔

باغ کا ایک چکر لگا کر میں واپس حویلی کی جانب آ رہا تھا کہ مجھے سامنے سے اپنے کروی والے بنگلے کا مالی جیون لال دیوان جی کے ساتھ آتا دکھائی دیا۔ جیون لال کو خلافِ توقع حسین آباد میں دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا اس لیے کہ صبح ہی میں اس کی بیٹی مالتی سے بڑے مندر میں مل چکا تھا۔ وہ شاید پجاری گردھاری لال یا پنڈت اوم پرکاش کا کوئی نیا پیغام لے کر میرے پاس آیا تھا، اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میرے تیور بدل گئے۔ مجھے اس وقت دیوان جی پر بھی غصہ آ رہا تھا، میں نے سختی سے ہر شخص کو منع کر رکھی تھی کہ کسی کو میری اجازت کے بغیر حویلی کے احاطے میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ شاید دیوان جی اسی لیے جیون لال کے ہمراہ تھے، میں روش پر رک کر جیون لال کو نفرت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

"پرنام مالک۔" قریب آ کر جیون لال نے ہاتھ جوڑ کر مجھے سلام کیا۔

"کیا بات ہے؟" میں نے گردن کی خفیف جنبش سے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔ "تم اس وقت حسین آباد میں کیا کر رہے ہو؟"

"یہ میرے پاس آیا تھا چھوٹے سرکار اور۔ میں اسے سیدھا آپ کے پاس پکڑ لایا۔" دیوان جی تیزی سے بولے اس کے چہرے پر بڑی گمبھیر سنجیدگی مسلط تھی۔ جیون لال نے دیوان...

جی کو بوتا دیکھ کر جلدی سے اپنی نظریں جھکا لیں۔ بات یقیناً اہم تھی۔

"کیا بات ہے دیوان جی؟" میں نے دیوان جی کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"باہر بیٹھک میں آجائیے چھوٹے سرکار، وہاں آرام سے باتیں ہوں گی۔" دیوان جی نے حویلی کی سمت دیکھتے ہوئے کہا تو میری الجھن کچھ اور بڑھ گئی، شاید وہ کچھ ایسی ہی بات تھی جسے درخشاں سے پوشیدہ رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے مزید وضاحت مناسب نہیں سمجھی اور جیون لال کو گھورتا ہوا اس ملاقاتی کمرے کی سمت قدم بڑھانے لگا جو حویلی کے احاطے سے باہر محض اسی لیے مخصوص کیا گیا تھا کہ غیر ضروری لوگوں کو حویلی سے دور رکھا جائے، کیلاکشس اور بیکب والی دعوت کے بعد سے میں بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا، میں ملاقاتی کمرے میں آکر بیٹھا تو دیوان جی نے جیون لال کو گھورتے ہوئے قدرے سخت اور ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "چل شروع ہو جا، جو کچھ تو نے مجھے بتایا ہے چھوٹے سرکار کے سامنے بھی منہ سے اگل دے، خبردار، اگر تو نے ہیرا پھیری کرنے کی کوشش کی تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

"جیون لال۔" میں نے دیوان جی کے بگڑتے ہوئے تیور دیکھ کر مالی سے پوچھا۔ "کیا بات ہے تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مالک میں آپ سے ایک بنتی کرنے آیا ہوں۔" جیون لال ہاتھ باندھ کر بولا۔ "مجھے اپنی ملازمت سے جواب دے دیجیے؟"

"اس کی کیا ضرورت ہے؟" میں نے تیزی سے کہا۔ "اگر تم ملازمت نہیں کرنا چاہتے تو خود استعفیٰ دے کر چلے جاؤ لیکن جانے سے پیشتر میں تم سے یہ ضرور معلوم کرنا چاہوں گا کہ اچانک تمھیں میری ملازمت چھوڑنے کا خیال کیسے آگیا۔ کیا تمھیں مجھ سے یا میرے کسی کارندے سے کوئی شکایت ہے؟"

"آپ دیوتا ہیں مالک، میں آپ کے چرنوں کی دھول بھی نہیں۔" وہ ہاتھ جوڑے جوڑے بولا۔ "مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے مالک لیکن میں پھر بھی بنتی کروں گا کہ آپ مجھے دھتکار کر اپنے چرنوں سے دور کر دیں۔"

"کیوں؟" میں نے جیون لال کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا یہ ضروری ہے کہ میں تمھیں ملازمت سے برطرف کروں؟"

"ہاں مالک۔" اس نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔ "اگر ایسا نہ ہوا تو وہ مجھے کبھی شما نہیں کرے گا اور میں مر جاؤں گا لیکن آپ کے ساتھ نمک حرامی نہیں کروں گا۔"

"دیوان جی۔ یہ سب کیا چکر ہے؟" میں نے الجھتے ہوئے دیوان جی سے دریافت کیا۔ "یہ جیون لال کیا کہنا چاہتا ہے؟"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا چھوٹے سرکار کہ یہ پنڈت پجاری

پیدائش اور علم نجوم	گر	15/-
رنگ لائے گا لہو	اکرام ال	15/-
جہاد پاکستان	آغا	100/-
مراۃ العروس	ڈپٹی نذیر احمد	60/-
انار کلی	ڈاکٹر عارف	75/-
لال قلعہ کا آخری تاجدار	خلیل احمد	150/-
خلافت اندلس	نواب ذوالقدر جنگ	150/-
عظیم مدبر عظیم قائد	زاہد حسین	125/-
قائد ملت لیاقت علی خان	زاہد حسین	100/-
مضامین فرحت	مرزا فرحت اللہ	125/-
دختران ہند	پروفیسر علم الدین	125/-

مکتبہ القریش

اُردو بازار۔ لاہور 2

...زات ہوتے ہیں، ان کو جتنی ڈھیل دی جائے اتنا ہی ...تے ہیں۔" دیوان جی نے حقارت سے ہونٹ چباتے ہوئے جیون لال کی ترجمانی کرتے ہوئے بولے۔ "کرودی کے بڑے ...بجاری گردھاری لال نے اسے آج مندر بلوایا تھا اور ...یا کام اسے سونپا ہے جو یہ کسی قیمت پر کرنے کو تیار ...ہے، اس کے بچاؤ کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ آپ ...بی طرف سے کسی غلطی کا مرتکب ٹھہرا کر ملازمت سے برطرف ...اس نے خود ملازمت چھوڑ دی تو وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ان ...ہے انکار کر رہا ہے۔"

"اسے کیا سونپا گیا ہے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے ...کیا۔

"اس... گردھاری لال نے اسے مٹی کا ایک پتلا دیا ہے جس ...م میں سوئیاں پیوست ہیں۔" دیوان جی نے روانی میں گردھاری ...شان میں ایک گالی چٹخارتے ہوئے غصے سے کہا۔ "اور وہ ...یون لال کو یہاں لا کر آپ کی حویلی میں کسی ایسی جگہ مٹی ...دبانا تھا جہاں سے آپ کا اور مالکن کا گزر ہوتا ہو۔"

"مٹی کا پتلا!" میں نے چونک کر جیون لال کو دیکھا، میری ...ل دھڑکنیں یکلخت تیز ہو گئیں، میں نے بزرگوں سے ...رکھی تھا کہ اگر مٹی کا پتلا پڑھی ہوئی سوئیوں سمیت کہیں دفن ...جائے تو اس وقت تک اس آدمی کو کسی کروٹ چین نہیں ...جب تک پتلے کو زمین سے دوبارہ نہ نکالا جائے اور اس میں ...ہوئی سوئیاں واپس نہ نکال لی جائیں، جتنے عرصے پتلا دفن ...ہے، پتلے کا مشکل کرب و اذیت سے دوچار تڑپتا رہتا ہے۔

...اب احمد علی کے بعد وہ میرے پیچھے لگ گئے تھے اور میری ...ی کو زندہ درگور کر دینا چاہتے تھے۔ میں کچھ دیر تک ہونٹ ...تا رہا۔ پھر میں نے دیوان جی سے پوچھا۔ "وہ پتلا کہاں ہے؟"

"میں اسے تین بار ٹھکانے کر ندی میں بہا آیا ہوں اس کا ...اتو ڑ مناسب تھا چھوٹے سرکار۔" دیوان جی بولے۔ "میں بھی ...میدان کا پرانا کھلاڑی ہوں گردھاری کو تو ایسا مزہ چکھاؤں گا ...وہ تمام عمر یاد رکھے گا۔"

"جیون لال۔" میں دیوان جی کی بات نظر انداز کرتے ہوئے ...رہ گردھاری نے تمھیں کیا ہدایت دی تھی؟"

"اس نے یہی کہا تھا مالک کہ میں پتلا آپ کی حویلی میں ...دفن کر دوں۔" جیون لال نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "اس نے مجھے سات ...ن کی مہلت دی ہے مالک، اور...؟"

"اور کیا؟" میں نے تیزی سے سوال کیا۔ "تم کچھ کہتے کہتے ...کیوں رک گئے؟"

"اس نے کہا تھا مالک کہ اگر میں نے اس کی آگیا کا پالن نہ کیا تو وہ مالتی کے کومل اور اُجلے شریر کو گندا کر کے اسے کوٹھے پر بٹھا دے گا اور مجھے ایسا سراپ دے گا کہ میں سارا جیون تڑپ تڑپ کر گزاروں گا۔" جیون لال رندھی ہوئی آواز میں بولا۔ "اسی کارن میں بنتی کر رہا ہوں مالک کہ آپ مجھے نوکری سے نکال باہر کریں۔ میرے بچاؤ کا کیول یہی ایک اُپائے ہے۔"

"تم گردھاری سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ تم نے وہ پتلا حویلی میں دفن کر دیا ہے۔" میں نے ایک تجویز پیش کی۔ "اس طرح تمھاری ملازمت بھی بچ جائے گی اور گردھاری کو تم سے کوئی شکایت بھی نہیں ہو گی!"

"یہ طریقہ نہیں چلے گا چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "گندی طاقتیں گردھاری کو بتا دیں گی کہ جیون لال جھوٹ بول رہا ہے اور پھر اس غریب کی مٹی اور زیادہ پلید ہو جائے گی۔ بہتر یہی ہے کہ میں اسے دو چار روز میں کسی بہانے سے چلتا کیے دیتا ہوں، رہا اس کا انعام تو وفاداری اور نمک حلالی کے صلے میں اس کی تنخواہ اس کے پاس پہنچتی رہے گی۔"

"کوئی اور مناسب اور موثر طریقہ سوچو دیوان جی۔" میں نے اٹھ کر کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا۔ "جیون لال کے بعد گردھاری کسی اور کو بھی اس کام پر تعینات کر سکتا ہے۔"

"حویلی کے احاطے کے اندر وہ آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔" دیوان جی نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ "ایک چھوڑ ایک ہزار پتلے بھی دفن کر دیے جائیں تب بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔"

"کیا مطلب؟"

"بڑے سرکار نے پوری حویلی کو احاطے سمیت ایک پہنچے ہوئے بزرگ عالم سے کلوا دیا تھا۔" دیوان جی نے کہا۔ "کچھ دشمنوں نے انھیں بھی پریشان کرنے کی کوشش کی تھی، چھوٹی موٹی شرارتیں اور چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے تھے اس لیے آپ کے والد کے ایک شناسا بزرگ عالم نے تانبے کی کیلوں پر آیت الکرسی اور سورۂ یٰسین پڑھ کر چاروں کونوں پر ٹھونک دیا تھا، اس حصار کے اندر کوئی بھی گندی طاقت آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

"یہ اطلاع میرے لیے نئی ہے دیوان جی لیکن نہایت سکون بخش بھی ہے۔" میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میرے لیے کیا حکم ہے چھوٹے سرکار؟" دیوان جی ہونٹ چباتے ہوئے بولے۔ "آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر دوسری طرف سے پہل کی گئی تو پھر مجھے اجازت ہو گی۔"

"دیوان جی، مجھے آپ کی وفاداری اور محبت پر مکمل یقین

ہے اس لیے میں آپ کو اس آگ میں نہیں جھونکنا چاہتا۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "آپ کی باتوں سے البتہ ایک نیا خیال میرے ذہن میں ابھرا ہے، ہمیں شیطانی قوتوں کو نیچا دکھانے کی خاطر روحانی طاقتوں کو تلاش کرنا ہوگا۔"

"آپ کے والد صاحب، خدا جنت نصیب کرے خود مولوی تھے سرکار۔" دیوان جی نے کہا۔ "میں بڑے مالک کے ایک ایسے مہربان، عالم دوست کو بھی جانتا ہوں جو بہت پائے کے اور پہنچے ہوئے بزرگ ہیں، کل ہی چل کر ملاقات کرائے دیتا ہوں لیکن گردھاری کے سلسلے میں اب آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ اس نے آپ سے دشمنی مول لینے سے پہلے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ میں بھی اسی حویلی کا پروردہ ہوں۔"

"آپ پہلے مجھے ان بزرگ سے ملوا دیجیے پھر دیکھا جائے گا۔" میں نے دیوان جی کو ٹالنے کی خاطر کہا پھر جیون لال کو مخاطب کر کے بولا۔ "جیون لال میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے بروقت مجھے ایک بڑے خطرے سے آگاہ کر دیا۔"

"آپ کا سیوک ہوں مالک، چرنوں کی خاک ہوں۔" جیون لال نے پھر ہاتھ باندھ لیے۔

"میں تمہارا یہ احسان تمام عمر یاد رکھوں گا۔" میں نے سنجیدگی اور خلوص سے کہا پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسے زبردستی دیتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہارا انعام ہے اور تمہاری تنخواہ جب تک میں زندہ ہوں تم جہاں بھی رہو گے پہنچتی رہے گی۔"

"آپ کی کرپا ہے مالک آپ نے میری پھول جیسی بچی کو بچا لیا، وہ ساری جیون آپ کو دعا دے گی۔"

میں کمرے سے باہر نکلا تو دیوان جی اور جیون لال بھی میرے پیچھے پیچھے باہر آ گئے۔ میں دیوان جی کو جیون لال کے سلسلے میں مزید ہدایت دینا چاہتا تھا لیکن مجھے اس کا موقع نہ مل سکا۔ جیون لال کمرے سے قدم باہر نکالتے ہی زمین پر گر کر اس طرح لوٹ پوٹ ہونے لگا جیسے کسی بھڑ نے کاٹ کھایا ہو، دیوان جی کے علاوہ مجھے بھی حیرت ہو رہی تھی۔ اچانک جیون لال نے ہذیانی انداز میں چلانا شروع کر دیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے شما کردو، میں نے کوئی پاپ نہیں کیا، مم... میں نردوش ہوں... نر... دو... شش...."

پھر جو کچھ ہوا اس نے میری عقل بھی گنگ کر دی، جیون لال چیختا چلاتا بمشکل اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکا تھا کہ اس کا پیٹ اچانک بیچ سے یوں چاک ہو گیا جیسے کسی نے تیز دھار آلے سے اس میں شگاف لگایا ہو، اس کی آنتیں ابل کر شکم سے باہر آ گئیں، وہ مجھے حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا دوبارہ زمین پر گرا اور ٹھنڈا ہو گیا، یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ دیوان جی کی طرح میں بھی خاموش تماشائی بنا کھڑا رہا، بعد دیوان جی کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"چھوٹے سرکار آپ لیٹ کر حویلی کے اندر جائیے، اس غریب کے کریا کرم کا بندوبست کرتا ہوں۔"

میں کسی مشینی انسان کی طرح آہستہ سے گھوم کر حویلی کی جانب قدم اٹھانے لگا، میرا ذہن معطل ہو رہا تھا، سمجھنے کی طاقت مفقود ہو کر رہ گئی تھی، میرا پورا وجود برف کی مانند سرد ہو رہا تھا، میرے اعصاب شل ہوتے جا رہے تھے، ایک جملہ رہ رہ کر میرے ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا۔

"جمال اصغر، تم کب تک پراسرار اور گندی قوتوں کا مقابلہ کر سکو گے، کب تک بچو گے۔ آخر کب تک؟"

میں دیوان جی کی ایما پر قدم مارتا حویلی کے اندر داخل ہو گیا، جیون لال کی موت ایک ہی دن میں دوسرا حادثہ تھا جس نے میرے پورے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ پریم ناتھ اس کے گرگوں نے مجھے بوکھلانے کے لیے تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیے تھے، وہ مجھے سوچنے کی مہلت نہیں دینا چاہتے تھے۔ مطالبہ منوانے اور مجھے ہراساں کرنے کے لیے تمام داؤ آزما رہے تھے، احمد علی بے قصور مارا گیا پھر جیون لال کا جو انجام ہوا میرے لیے انتہائی کربناک تھا، وہ مجھے اپنے چمتکار دکھا رہے تھے، ان کے لیے فاصلوں کی کوئی قید نہیں تھی، ان کی نظریں دور تک دیکھ سکتی تھیں، ان کے کان دنیا جہان کی آوازیں سن سکتے تھے، شاید انھوں نے جیون لال کی وفاداری کی باتیں بھی سن لی تھیں اس لیے اسے سزا دینے میں دیر نہیں کی، وہ ہر جگہ پہنچ سکتے تھے لیکن میری حویلی ان کے شر سے محفوظ تھی، مجھے اس بات کا علم پہلے سے نہیں تھا۔ دیوان جی نے اس راز سے پردہ اٹھا کر بڑا احسان کیا تھا۔ مجھے ایک ایسی پناہ گاہ سے آگاہ کر دیا تھا جہاں جادو ٹونے اور سفلی کا اثر نہیں چل سکتا تھا لیکن یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آخر میں کب تک حویلی میں بند رہ سکتا تھا، کب تک درخشاں کو جھوٹی تسلیاں دے کر بہلا سکتا تھا، وہ نو بیاہتا تھی، آزادی اور گھومنے پھرنے کی امنگ اس کے جوان دل میں بھی ضرور مچلتی ہو گی۔ میں نے اسے حویلی کے اندر قید کر دیا تھا لیکن اس میں میرا قصور بھی نہیں تھا، پریم ناتھ نے حالات ہی ایسے پیدا کر دیے تھے، میں محتاط ہونے پر مجبور ہو گیا تھا۔

میں نے خوف و ہراس کے اس گھیرے کو توڑنے کی

کوشش کی تھی۔ میں نے آنند کمار کے دفتر میں جا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کی تھیں، پنڈت ادم پرکاش سے دو بدو گفتگو کرنے کے لیے بے دھڑک بڑے مندر جا پہنچا، میرا خیال تھا کہ میری دیدہ دلیری اور سینہ زوری انہیں پیش قدمی سے روک دے گی۔ آنند کمار کے سلسلے میں مایوسی نہیں ہوئی، وہ پڑھا لکھا سمجھدار آدمی تھا، کیس کی نزاکت سمجھ رہا تھا اس لیے اس نے مجھ سے الجھنے کی کوشش نہیں کی، خون کا گھونٹ پی کر رہ گیا لیکن پنڈت ادم پرکاش کے سلسلے میں، میں نے پہل کر کے شاید غلطی کی تھی، مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں نے.... بھڑکتے خوفناک چھتے کو چھیڑ دیا تھا۔ میں سب کے مقابلے پر اگر وہ دس بھی ہوتے تو میں کمال مردانگی سے ان کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن نادیدہ قوتوں سے نبرد آزما ہونا میرے بس سے باہر تھا۔

درخشاں ابھی تک سلویا کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی، راہ داری سے گزرتے ہوئے اس کے قہقہوں کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی، یہ بھی اچھا تھا کہ وہ اس وقت میرے سامنے نہیں تھی ورنہ شاید میرے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حالات کی نزاکت بھانپ لیتی، میں راہ داری سے گزرتا ہوا اپنی خوابگاہ میں چلا گیا، بستر پر پڑا حالات کا جائزہ لیتا رہا اس کے بعد اٹھ کر لائبریری روم میں آ گیا اور یونہی کتابیں الٹنے پلٹنے لگا۔ کتابوں سے جی اکتایا تو میں نے بلاوجہ سگریٹیں پھونکنی شروع کر دیں، میں کب تک سگریٹ کا دھواں اڑاتا رہا مجھے اس کا ہوش نہ رہا پھر اس وقت بری طرح چونک اٹھا جب درخشاں نے دبے پاؤں اسٹڈی روم میں داخل ہو کر پیچھے سے میری آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"کک... کون؟" میں ہڑبڑا کر اٹھا۔ گھبراہٹ میں میرا ہاتھ ایش ٹرے سے ٹکرا گیا، ایش ٹرے میز سے نیچے گر کر ٹوٹ گئی، بجھی ہوئی سگریٹیں اور راکھ فرش پر بکھر گئی۔ دل کی دھڑکنیں یکلخت تیز ہوئیں تو چہرے پر پسینے کے قطرے جھلملا اٹھے۔

"جمال!" درخشاں نے میری کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا بات ہے۔ تم کہاں کھوئے ہوئے تھے؟"

"کک۔ کچھ نہیں۔ یوں ہی۔"

"مجھے بتاؤ جمال! تم اس قدر پریشان کیوں نظر آ رہے ہو؟"

"وہ۔ وہ میں دراصل ایک ہولناک کہانی پڑھ رہا تھا۔" میں نے سامنے رکھی ہوئی کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے اچانک آنکھوں پر ہاتھ رکھا تو میں مارے خوف کے اچھل پڑا۔ کیا سلویا گئی؟"

"ہاں۔" درخشاں نے کتاب کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا پھر شرماتے ہوئے بولی۔ "جانتے ہو سلویا آج مجھ سے کیا کہہ رہی تھی؟"

"کیا؟" میں نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"کسی کا نام تجویز کر رہی تھی۔ کمال چندر۔" درخشاں زیر لب مسکراتے ہوئے بولی۔

"آدھا تیتر آدھا بٹیر۔" میں نے پیار سے درخشاں کے ہاتھ تھام کر کہا۔ "خوب صورت نام ہے، پسند آیا تمھیں؟"

"وہ تو دیوانی ہو رہی ہے۔" درخشاں نے کہا۔ "روز آ کر سب سے پہلے خیریت دریافت کرتی ہے اور آج نام بھی تجویز کر بیٹھی، یہ تو وہی مثل ہوئی کہ سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا۔"

"اب ہم ایسے گئے گزرے بھی نہیں ہیں۔" میں نے شوخی سے کہا۔ "ابھی ایک مہینہ ہی گزرا ہے شادی کو۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔"

"شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں؟" درخشاں نے مجھے منہ چڑاتے ہوئے جواب دیا پھر مسکرا کر تیزی سے پلٹی اور باہر بھاگ گئی۔ میں اپنی ساری کلفتیں بھول کر اسے پکڑنے کے لیے اس کے تعاقب میں دوڑ پڑا۔

اس رات میں دیر تک کیلاش، حبیب اور سلویا کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف رہا، درخشاں بھی ہماری باتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ ایک ہی دن میں رونما ہونے والے دو حادثوں نے میرے ذہن کی چولیں ہلا دی تھیں، بے تکلف دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر میں اپنے اعصاب کو تھوڑی تقویت دینا چاہتا تھا۔ کیلاش کو جیون لال والے حادثے کی اطلاع بھی مل چکی تھی لیکن حبیب ابھی تک تمام واقعات سے بے خبر تھا چنانچہ وہ اس وقت سلویا کے سامنے بیٹھا خاصی خوش مزاجی کا ثبوت دے رہا تھا اور بات بات پر چہک رہا تھا۔

"یار جمال سنا ہے تم نے کوئی نام ابھی سے سوچ رکھا ہے؟" سلویا کے اشارے پر حبیب کا رخ سخن اچانک میری طرف ہوا تو میں بھی سنبھل کر بیٹھ گیا۔

"بہت دنوں سے کیلاش کا اصرار تھا اس لیے آج میں نے ایک نام سوچ ہی لیا۔" میں نے کیلاش کو حبیب سے نظریں بچا کر آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ "نہایت موزوں اور خوب صورت نام ہے بشرطیکہ تمھیں بھی پسند آ جائے۔"

"یقیناً حبیب کو پسند آئے گا۔" کیلاش نے میرا اشارہ سمجھتے ہوئے کہا۔ "انتہائی حسب حال اور چبھتا ہوا نام ہے۔"

"بہت خوب۔" حبیب مسکراتے ہوئے سلویا کو دیکھ کر

بولا۔ "یہاں تو اندر ہی اندر کھچڑی پک رہی تھی اور کسی کو کان و کان خبر بھی نہ ہوئی۔"

"ہمیں اندیشہ تھا کہ تم کو ہمارا تجویز کردہ نام پسند نہیں آئے گا" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور مجھے یہ خطرہ تھا کہ اس نام کی اصلیت بھانپتے ہی تم ہتھے سے اکھڑ جاؤ گے۔" کیلاش بولا۔ "بہر حال تمھارا اصرار ہے تو بتا دیتے ہیں کہ ہم نے تمھارا نام شترِ بے مہار رکھا ہے۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟" درخشاں نے جو ابھی تک میٹھی شرارہی تھی چونکتے ہوئے سوال کیا۔

"میں بھی آج پہلی بار یہ نام سن رہی ہوں۔" سلویا بولی۔ "ویسے رومانٹک لگتا ہے۔"

"رومانٹک نہ ہوتا بھابی تو تم اسے ایک منٹ بھی اپنے قریب بیٹھنے دیتیں۔" کیلاش نے مسکرا کر سلویا کو مخاطب کیا تو وہ بھی جیکب کو دیکھ کر مسکرا دی۔

"کیا مطلب ہوتا ہے۔ شترِ بے مہار کا؟" درخشاں نے پوچھا۔

"بے نکیل اونٹ کو کہتے ہیں۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا تو درخشاں بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی۔

"بھگوان کی بڑی کرپا ہے کہ تم بھی سمجھتے ہو ورنہ ہمیں نکیل کا مطلب بھی سمجھانا پڑتا۔" کیلاش نے چوٹ کی۔ "ویسے تمھارے لیے بغلول بھی خوب صورت نام رہتا۔"

"تم تو اپنی چونچ بند ہی رکھو لنڈورے سرجن۔" جیکب نے جھینپ مٹانے کے لیے کیلاش کا نام رکھتے ہوئے قدرے سنجیدگی سے کہا۔ "بالغوں کی بات میں بچوں کو دخل نہیں دینا چاہیے، اسے تہذیب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔"

رات گئے تک گفتگو کا یہ دل چسپ سلسلہ جاری رہا پھر سب سے پہلے جیکب ہی نے جمائیاں لیتے ہوئے محفل برخاست کرنے کی تجویز پیش کی تھی اور اس کی وجہ بھی کیلاش ہی تھا جس نے دل سے گڑھ گڑھ کر جیکب کے طالب علمی کے زمانے کے قصے سنانے شروع کر دیے تھے، جیکب کے ساتھ سلویا بھی اٹھ گئی تو کیلاش اور مجھے بھی اخلاقاً اٹھنا پڑا۔

اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے جیکب اور سلویا کو رخصت کر کے میں نے کیلاش کو وش کیا پھر درخشاں کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں آ گیا، درخشاں تھکی ہوئی تھی اس لیے جلد ہی سو گئی لیکن میں دیر تک جاگتا رہا۔ حالات کی نزاکت پر غور و خوض کرتا رہا پھر میں نے طے کر لیا کہ دیوان جی کے مشورے کے بموجب میں پہلی فرصت میں والد صاحب کے حلقے کے کسی بزرگِ کامل سے مل کر اپنے حق میں دعا کرنے کی درخواست کروں گا، مجھے یقین تھا کہ اگر کوئی پیرِ مرد مجھے مل گیا تو میری تمام پریشانیاں اور الجھنیں دور ہو جائیں گی۔ ذہن کچھ ہلکا ہوا تو میرے ذہن پر بھی غنودگی طاری ہونے لگی۔ میں نے درخشاں کے خوابیدہ حسن پر ایک بھرپور نظر ڈالی آہستہ سے کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں۔

آہستہ آہستہ میرے اعصاب پُرسکون ہونے لگے کا خمار مجھے اپنی آغوش میں لے کر تھپکیاں دینے لگا پھر۔ پھر میں نے دیکھا کہ والد صاحب کا نورانی چہرہ میری نظروں کے سامنے ہے، وہ سر سے پاؤں تک سفید لباس میں ملبوس میرے سامنے کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ میں سبز دانوں کی تسبیح تھی جس پر ان کی انگشتِ شہادت آہستہ آہستہ حرکت کر رہی تھی، ان کے ہونٹ متحرک تھے شاید وہ کوئی وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں میرے لیے محبت اور شفقت کا دریا موجزن تھا، میں نے والد صاحب کو اتنے قریب پایا تو پیار سے آگے بڑھ کر بولا۔

"بابا جانی، آپ تو ہماری دنیا سے منہ موڑ گئے تھے"

"ہاں، لیکن تمھاری پریشانی مجھے واپس کھینچ لائی۔" والد صاحب کی نرم آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"کیا روحیں جسم کی قید سے آزاد ہونے کے بعد بھی اصل روپ دوبارہ اختیار کر سکتی ہیں؟" میں نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

"کفر مت بکو جمال۔" وہ برہمی سے بولے۔ "روحیں پرواز کرنے کے بعد دنیا سے بے تعلق ہو جاتی ہیں، صرف روحانی تعلق اور تصوراتی رابطہ برقرار رہتا ہے۔"

"بابا جانی۔" میں نے دبی زبان میں کہا۔ "حالات کی ظریفیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔"

"بزدلی اور مایوسی گناہ ہے بیٹے۔" ان کے لہجے میں نرمی تھی۔ "ہمت سے کام لو، خدا تمھاری مدد ضرور کرے گا۔"

"میرے دشمن گندی اور نادیدہ قوتوں کا سہارا لے کر مجھے زیر کرنا چاہتے ہیں۔"

"تم ایمان کا دامن تھامے رہو، کفر کا طلسم دیر پا نہیں ہوتا۔" والد صاحب نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرتے ہوئے بڑی شفقت سے کہا۔

"بابا جانی۔ وہ میری خوشیاں پامال کرنے کے لیے منتر اور سفلی طریقوں کو بروئے کار لا رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "دیوان جی کا مشورہ ہے کہ میں آپ کے حلقے کے بزرگوں سے رابطہ قائم کروں۔"

"بزرگوں کی صحبت سے ہمیشہ فیض ملتا ہے، ایمان تازہ ہوتا ہے، رہبری ہو جاتی ہے لیکن بندے کو براہِ راست معبودِ حقیقی سے مانگنا چاہیے۔" والد صاحب نے فرمایا۔ "اس کے یہاں دیر ہے لیکن اندھیر نہیں، ہمیں اس کی رحمتوں اور عنایتوں پر نظر رکھنی چاہیے۔"

"وہ ناشائستہ حرکتوں اور اوچھے واروں پر اتر آئے ہیں" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "انھوں نے احمد علی اور جیون لال کو بے قصور مار ڈالا۔"

"موت برحق ہے۔ قدرت اس کے لیے ایک وقت، ایک جگہ اور ایک انداز مقرر کر دیتی ہے جسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔"

"لیکن وہ کیوں میرے اوپر عرصۂ حیات تنگ کر دینا چاہتے ہیں؟" میں تڑپ اٹھا۔ "میں نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔"

"جمال بیٹے۔" والد صاحب نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "تم اپنی ماں کو بھول گئے ہو، کبھی کبھی اسے بھی یاد کر لیا کرو۔"

"م۔ میں سمجھا نہیں بابا جانی۔" میں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ماں بہر حال میں ماں ہوتی ہے، اس کی دعا عرشِ اعظم کے پائے بھی ہلا دیتی ہے۔" والد صاحب نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "اسے یاد کر لیا کرو جمال اصغر۔"

"میں۔ میں معافی کا خواستگار ہوں بابا جانی۔"

"گھبراؤ نہیں، ہماری دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔" والد صاحب نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔ آپ کے دوست پریم ناتھ کی بیٹی کاجل سے شادی کر لی ہے۔" میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ "وہ مسلمان ہو گئی ہے اس کا نام درخشاں ہے۔"

"تم نے ثواب کا کام کیا ہے لیکن درخشاں....." وہ کہتے کہتے رک گئے، ان کے نورانی چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔

"آپ۔ آپ خاموش کیوں ہو گئے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"درخشاں۔" وہ آہستہ سے دبی زبان میں بولے۔ "اچھا نام ہے، سماعت کو بھی بھلا لگتا ہے۔"

"لیکن۔ پریم ناتھ جی اور ان کے پنڈت پجاریوں نے ہماری شادی کو اپنی آن کا مسئلہ بنا لیا ہے۔" میں نے کہا۔ "وہ ہلکی سی سازشوں کو مذہبی رنگ دے کر پامال کرنا چاہتے ہیں، وہ درخشاں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔"

"مجھے معلوم ہے۔"

"مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے بابا جانی۔" میں نے والد صاحب کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے بڑی عاجزی سے کہا۔

"اللہ پر بھروسہ کرو۔ وہ بہتر کرے گا۔" والد صاحب کی آواز میرے کانوں میں گونجی پھر وہ تشویش بھرے انداز میں سر گھما کر بائیں جانب دیکھنے لگے۔

والد صاحب کے نورانی چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات دیکھ کر میں تڑپ اٹھا، وہ کچھ مضطرب نظر آ رہے تھے، میں نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں بائیں سمت دیکھا تو اپنی ہی خواب گاہ کو دیکھ کر چونک اٹھا، پھر معاً میری نظر درخشاں پر پڑی جو شب خوابی کا ہلکا آسمانی رنگ کا لباس پہنے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی خواب گاہ سے باہر جا رہی تھی اس کا چہرہ اس وقت سپاٹ نظر آ رہا تھا اور چلنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے، اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں بالکل ہی بے نور دکھائی دے رہی تھیں جیسے ان میں زندگی کی کوئی حرارت باقی نہ رہ گئی ہو، جیسے وہ خواب میں چل رہی ہو۔

میں خاموش لیٹا درخشاں کو دیکھتا رہا، خواب گاہ میں مدھم روشنی کا بلب جل رہا تھا، اس روشنی میں درخشاں کی ایک ایک حرکت مجھے بہت صاف نظر آ رہی تھی، دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی میشینی انداز میں ہاتھ بلند کر کے اس نے چٹخنی نیچے گرائی اور اس کھٹ کی آواز کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی، میں نے پلٹ کر بستر پر نظر ڈالی، درخشاں وہاں موجود نہیں تھی۔ میں تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا، میں نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا اور حیرت سے اچھل پڑا۔ درخشاں خواب گاہ کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی۔

میں نے جلدی جلدی آنکھوں کو ملنا شروع کیا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا، جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ خواب نہیں حقیقت تھی۔

درخشاں کا یوں آدھی رات کے بعد اپنی خواب گاہ سے چوروں کی طرح دبے قدموں باہر نکلنا میرے لیے حیرت انگیز تھا، آنکھ کھلنے سے پیشتر میں جو خواب دیکھ رہا تھا اس کا اثر ابھی تک میرے ذہن پر باقی تھا قبلہ والد صاحب ہی نے میری توجہ خواب سے حقیقت کی دنیا کی سمت پھیر دی تھی، میں درخشاں کو آنکھیں پھاڑے تعجب سے دیکھتا رہا، وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں گئی تو میں ضبط نہ کر سکا، ایک جھٹکے سے اٹھا اور لپکتا ہوا راہداری میں جا کر درخشاں کے سامنے اس کی راہ کی دیوار بن گیا۔ اس نے مجھے دیکھا تو اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے لیکن اس کی پھٹی پھٹی نظریں جذبات سے قطعی عاری نظر آ رہی تھیں، مجھے اپنے راستے میں حائل پا کر اس نے کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کیا، ٹکٹکی باندھے مجھے حیرت سے یوں دیکھتی رہی جیسے وہ درخشاں نہیں بلکہ اس کی کوئی ہمشکل تھی جس نے پہلی بار مجھے دیکھا تھا اور دیکھ کر شناخت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

درخشاں کی نگاہوں —— میں اپنے لیے اجنبیت کا احساس دیکھ کر میں تڑپ اٹھا، میں نے اسے آہستہ سے نرم لہجے میں مخاطب کیا۔

"تم۔ اس وقت۔ اتنی رات گئے کہاں جا رہی ہو؟"

میری آواز سن کر درخشاں کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات کچھ اور گہرے ہو گئے، اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا، چند لمحے مجھے خالی خالی نظروں سے تکتی رہی پھر مشینی انداز میں آہستہ سے پلٹی اور دوبارہ خواب گاہ کی جانب قدم اٹھانے لگی،

میں اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا، میرے دل کی دھڑکنیں ہر لحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں، آج پہلی بار میں نے درخشاں کو اس حالت میں دیکھا تھا، وہ غالباً سحر کی حالت سے دوچار تھی اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں سامنے کی جانب اٹھی ہوئی تھیں اور اس کے قدم جانے پہچانے راستوں پر اٹھ رہے تھے، خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے دروازے کے بولٹ کو اندر سے بند کیا پھر نہایت اطمینان سے آگے بڑھ کر بستر پر لیٹی اور آنکھیں بند کر لیں۔

میرے لیے سب کچھ ناقابلِ یقین تھا، میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں، طوفان اٹھ رہے تھے، میں نے درخشاں کی بے اعتنائی کو کسی غلط رنگ میں محسوس کرنے کی کوشش نہیں کی، مجھے علم تھا کہ میرا واسطہ جن دشمنوں سے ہے۔ وہ بڑے شقی القلب اور بے رحم واقع ہوئے تھے لیکن وہ اپنی سطح سے اس حد تک گر سکتے تھے، میں نے خواب میں بھی اس کا اندازہ لگانے کی کوشش

نہیں کی تھی۔

احمد علی اور جیون لال کی موت کے بعد میرا خیال تھا کہ مجھے سوچنے کی مہلت ضرور دیں گے، تھوڑا انتظار کریں گے، ردِعمل دیکھنے کی زحمت گوارا کریں گے اور پھر اگر ان کو دوبارہ مایوسی ہوئی تو وہ براہِ راست مجھے نشانہ بنانے کے بارے میں کریں گے لیکن درخشاں۔ میرے ذہن میں دھماکے ہو رہے ایک سوال رہ رہ کر میرے دماغ میں کچوکے لگا رہا تھا، اگر درخشاں اس حصار سے باہر نکل جاتی جو حویلی کے گرد میرے مر

کے بزرگ عالم دوست نے قائم کیا تھا تو کیا ہوتا؟"
میرا وجود سرتاپا لرز رہا تھا، میں متضاد کیفیتوں سے دوچار میرا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا اور میں یوں اپنی جگہ کپکپا رہا تھا جیسے مجھے شدید سردی لگ رہی ہو، میری ہوں نے درخشاں کو جس حال میں دیکھا تھا اس کا ہوشمندی کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا، وہ مجھ سے اس قدر بے نیاز ہو سکتی، محبت کی شدتیں اتنی جلدی نفرت اور حقارتوں انتہا کو جنم نہیں دے سکتی تھیں۔ وہ یقیناً پنڈت اور پجاریوں جنتر منتر کا شکار تھی، میں نے سوچا: کیا پریم ناتھ بھی رشتوں کی شناخت بھول کر درخشاں کی زندگی کا دشمن بن گیا ہے؟ وہ اور اس کے ساتھی اخلاق اور تہذیب کی تمام سرحدیں پھلانگ کر پستیوں میں گلے گلے ڈوب چکے تھے؟ ان کے ضمیر مردہ ہو چکے تھے، وہ انسانیت کو بھول کر درندگی پر کمربستہ ہو گئے تھے، خود اپنے لہو سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے؟

میں نے ٹہلتے ٹہلتے پلٹ کر درخشاں کی سمت دیکھا۔ وہ خواب تھی اس کے چہرے پر پھر مریم کا تقدس اور فرشتوں کی پاکیزگی نظر آ رہی تھی، میں آہستہ سے اس کے قریب گیا۔ پھر اس کے بالوں کو اپنے چہرے پر بکھیر کر آنکھیں موند لیں اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

صبح میری آنکھ کھلی تو درخشاں حسبِ معمول روزمرہ کے کاموں میں مصروف تھی، کسی ادھ کھلے گلاب کی مانند وہ تازہ اور شگفتہ نظر آ رہی تھی۔ رات کی باتوں کا ایک ہلکا سا عکس بھی تو نہیں نظر آ رہا تھا اس کے چہرے پر، جیسے وہ ہر خیال سے بے نیاز تھی، جیسے رات کی باتیں محض ایک خواب تھیں جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا، میں نے بھی ان باتوں کا تذکرہ مناسب نہیں سمجھا، میں اس کے ذہن کو کرید کر اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ناشتے کے بعد میں کیلاش کی طرف چلا گیا، میں نے اسے درخشاں کی رات والی کیفیت بتائی تو وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم نے بھابی سے رات والی کیفیت کے سلسلے میں کوئی بازپرس کی؟"

"نہیں۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا۔"

"دوراندیشی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تم ان باتوں کا ذکر بھابی کے سامنے نہ کرنا ورنہ ان کا ذہن شعوری طور پر بھی الجھ جائے گا۔"

"تم کس نتیجے پر پہنچے؟" میں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"بظاہر تو یہ خوابِ بیداری کا کیس معلوم ہوتا ہے۔" کیلاش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "اس مرض میں مریض نیند کی حالت میں بھی بالکل جاگتے ہوئے انسانوں کی طرح اٹھ کر چلتے پھرتے ہیں لیکن ان کا شعوری طور پر دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس کیفیت میں وہ جو کچھ بولتے دیکھتے یا محسوس کرتے ہیں، بیدار ہونے کے بعد یکسر فراموش کر دیتے ہیں اور ان کے سامنے اس ذکر کو چھیڑا جائے تو ان کے ذہنوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ ایک بات اور یاد رکھنا۔ جس وقت بھابی خوابِ بیداری کی کیفیتوں سے دوچار ہوں اس وقت انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کبھی نہ کرنا، ایسا کرنے سے مریض کے ذہن کو اتنا شدید جھٹکا لگتا ہے کہ وہ اکثر اپنا ذہنی توازن بھی کھو بیٹھتا ہے۔"

"لیکن کل رات سے پہلے درخشاں بالکل ٹھیک تھی۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ کیلاش نے مرض کی جو نوعیت بتائی تھی اس نے مجھے مزید الجھا دیا تھا۔

"یہ بھی ممکن ہے کہ تم کو کل رات پہلی بار اس کی بیماری کا علم ہوا ہو۔" کیلاش نے جواب دیا۔ "بہرحال تمہیں اب زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، میں تمہیں آئندہ سے خواب گاہ اندر سے مقفل کر کے سونے کا مشورہ دوں گا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تم تالے کی چابی کسی ایسی جگہ رکھو گے جس کا علم بھابی کو نہیں ہونا چاہیے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "کیلاش، کیا تمہیں یقین ہے کہ درخشاں کو خوابِ بیداری کا مرض لاحق ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی اور بات تو نہیں ہے؟"

"اور بات سے تمہاری کیا مراد ہے؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر خود ہی میری بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں فی الحال کل رات والی کیفیت کو پنڈت پجاریوں کی شرارتوں سے منسوب نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ تم کو ابھی پنڈت پجاریوں کے جاپ اور جنتر منتر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر کل رات کسی پنڈت کی شرارت کا دخل ہوتا تو بھابی تمہیں دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس جا کر اپنے بستر پر کبھی محوِ خواب نہ ہوتیں بلکہ تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش

WWW.PAKSOCIETY.COM

کرمیں۔"

"ہوسکتا ہے کہ پریم ناتھ جی کے گرگے درخشاں کو حویلی کے احاطے سے صرف باہر نکالنا چاہتے ہوں۔" میں نے دیوان جی کی بتائی ہوئی بات پر غور کرتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھی نہیں۔" کیلاش نے مجھے حیرت سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ یوں ہی خیال تھا میرا۔" میں نے جلدی سے بات بنادی۔

کیلاش میرا جگری دوست تھا لیکن حالات کے پیشِ نظر میں نے اس سے بھی احتیاط ضروری سمجھی۔ میں نے اسے حویلی یا اس کے گرد قائم حصار کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد واپس آگیا۔ درخشاں بدستور ملازموں کے ساتھ گھر کے کاموں میں معروف تھی۔ مجھے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ میں نے اس کے قریب جاکر بڑے پیار سے پوچھا۔

"رات تمہیں مجھ سے کوئی شکایت تو پیش نہیں آئی؟"

"اوں ہونہہ۔" اس نے شرماتے ہوئے شوخی سے کہا۔ "کل رات میں بڑے سکون کی نیند سوئی ہوں۔"

"آج کا کیا پروگرام ہے؟"

"اچھے بچوں کی طرح سوئیں گے اور۔۔۔ بس۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "پندرہ روز کی چھٹی آپ پہلے ہی منظور کرچکے ہیں۔"

"وہ بات تو غلطی سے میری زبان سے پھسل گئی تھی۔"

"بری بات ہے جمال۔" اس نے مجھے ٹوکتے ہوئے کہا۔ "مرد کی زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہونا چاہیے۔"

"اچھا بابا من۔" جیسی تمہاری مرضی۔ میں نے والہانہ لہجے میں جواب دیا پھر بولا۔ "اگر جناب کی اجازت ہو تو دو تین گھنٹوں کے لیے باہر ہو آؤں جاگیر کے کچھ کام دیکھنے ہیں۔"

"بڑے شوق سے جائیے لیکن۔ گاڑی کون ڈرائیو کریگا؟"

"دیوان جی۔ میں نے انہیں کل رات ہی ہدایت کردی تھی کہ کسی دوسرے معقول ڈرائیور کا انتظام ہونے تک یہ ڈیوٹی بھی انہیں انجام دینا ہوگی۔"

"یہ بڑا اچھا کیا آپ نے۔" درخشاں نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "دیوان جی نہایت ایماندار اور جاں نثار آدمی ہیں۔"

درخشاں نے خوشی خوشی میرا لباس نکالا۔ میں تیار ہو رہا تھا کہ ملازم نے اطلاع دی کہ دیوان جی آگئے ہیں، لباس تبدیل کرکے میں درخشاں کو الوداع کہتا ہوا باہر آکر گاڑی میں بیٹھ گیا، گاڑی حویلی سے نکلی تو میں نے دیوان جی سے کہا۔ "پہلے مجھے ان عالم بزرگ کے پاس لے چلیں جن کا ذکر آپ نے جیون لال کی موت کے موقعے پر مجھ سے کیا تھا۔" دیوان جی نے اثبات میں سر کو خفیف سی جنبش دے کر گاڑی کی رفتار تیز کی تو میں نے نشست کی پشت گاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلیں اور حالات پر غور کرنے لگا۔ تقریباً بیس منٹ تک میں اپنے خیالات میں گم رہا پھر اچانک مجھے رات والا خواب یاد آگیا۔ والد صاحب نے مجھے ماں کو یاد کرنے کا اشارہ دیا تھا۔ مجھے اپنی کوتاہی کا احساس بڑی شدت سے ہوا۔ تقریباً دو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا جب میں نے آخری بار والدین کی قبر پر حاضری دی تھی۔ قبرستان حویلی سے کچھ زیادہ دور نہیں تھا لیکن حالات اور الجھنوں نے مجھے اس فریضے کی ادائیگی سے روک رکھا تھا۔ میں نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ اتفاق سے گاڑی اس وقت ہمارے آبائی قبرستان کی کچی چہار دیواری کے سامنے سے گزر رہی تھی۔

"دیوان جی۔ گاڑی قبرستان کے پھاٹک پر لے چلیں۔" میں نے بے اختیار ہوکر کہا۔ "میں والدین کی قبر پر فاتحہ پڑھنا چاہتا ہوں۔"

دیوان جی نے میرے حکم کی تعمیل میں بڑی مستعدی کا مظاہرہ کیا اور گاڑی سڑک سے کچے میں اتار کر قبرستان کے پھاٹک کے قریب ایک سایہ دار درخت کے نیچے روک دی۔ پھر قبل اس کے وہ نیچے اتر کر پچھلی نشست کا دروازہ میرے لیے کھولتے، میں خود ہی اس کام کو انجام دے کر نیچے اتر آیا۔ دیوان جی خاموشی سے ایک طرف ہوگئے۔ نہ جانے کیوں مجھے اچانک اس بات کا خیال ہوا کہ دیوان جی آج خلافِ توقع چپ چپ ہیں۔ مجھے ان سے جیون لال کے بارے میں بھی دریافت کرنا تھا کہ اس کی موت کے سلسلے میں کسی نے ہم پر شک کا اظہار تو نہیں کیا اور اس کی لڑکی مالتی کا کیا ہوا جو باپ کی موت کے بعد بے سہارا ہوگئی تھی؟ مجھے دیوان جی سے ساری باتیں دریافت کرنا تھیں لیکن گزشتہ رات درخشاں جس نئی کیفیت سے دوچار ہوئی تھی اس نے میرے ذہن کو الجھا دیا تھا۔

میں نے دیوان جی پر ایک سرسری نظر ڈالی پھر قبرستان کے احاطے میں داخل ہوگیا۔ پہلے والد کی قبر پر حاضری دی پھر والدہ کی قبر پر کھڑا ہوکر فاتحہ پڑھنے لگا۔ میں نے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ ماں کی یاد میں ڈوب کر ان کی مغفرت کی دعائیں مانگتے وقت میری آواز رندھ گئی، میری آنکھوں سے

آنسو جاری ہوگئے مجھ پر آہستہ آہستہ رقت طاری ہونے لگی تو میں نے آہستہ سے قبر کے قریب دوزانو بیٹھ کر گردن جھکالی، یہ گویا ندامت کا اظہار تھا۔ میں ماں کی مقدس روح سے معافی کا طلب گار تھا کہ اچانک میری نظروں کے سامنے ماں کا تصوراتی نورانی چہرہ ابھر آیا اور پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ماں نے آگے بڑھ کر بڑی محبت اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"جمال بیٹے۔ پریشان مت ہو، خدا کی مہربانیوں اور کرم نوازیوں پر نظر رکھو، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔"

میں نے آنکھیں کھول دیں، میری آنکھوں سے بدستور آنسو بہہ رہے تھے، میں نے فاتحہ پڑھ کر چہرے پر ہاتھ پھیرا پھر قبر کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا، جیب سے رومال نکال کر آنسو خشک کیے۔ باپ کی قبر کو دیکھا پھر نظریں جھکا کر احاطے سے باہر آگیا اور دوبارہ اس پگڈنڈی پر ہولیا جو قبرستان کے پھاٹک کی طرف بل کھاتی چلتی گئی تھی میرے والدین کی قبر سے پھاٹک کا درمیانی فاصلہ مشکل تیس چالیس گز رہا ہوگا۔ میں اپنے خیالوں میں ڈوبا والدین کی جدائی کا احساس لیے قدم بڑھا رہا تھا کہ اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے الٹی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ کر دو حصوں میں منقسم ہوگئی ہو، وہ ضرب اتنی ہی شدید تھی کہ میں بلبلاتا ہوا ٹانگ پکڑ کر نیچے بیٹھ گیا پھر قہر آلود نظروں سے اس پاگل کو گھورنے لگا جس نے ایک آڑی ترچھی لکڑی سے اچانک میری ٹانگ کو تختۂ مشق بنایا تھا اور اب نیم کے درخت سے دو قدم دور کھڑا مجھے دیوانوں کی طرح پلکیں جھپکا جھپکا کر دیکھ رہا تھا۔

اس کا حلیہ اس کی دیوانگی کی غمازی کررہا تھا۔ اس کے جسم پر صرف ایک میل سے چکٹا ہوا پاجامہ موجود تھا جو جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا، اس کی داڑھی اور سر کے بال خودرو جھاڑیوں کی طرح بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ الجھے الجھے گندے بالوں میں بھی دنیا جہان کی غلاظتیں نظر آرہی تھیں، اس کے جسم پر میل کی موٹی موٹی تہیں موجود تھیں، شاید اس نے برسوں سے نہانے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی، اس کے سینے پر بائیں جانب زخم کا ایک گہرا نشان تھا جس کے اطراف گاڑھا گاڑھا خون جما نظر آرہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں خون کی سرخیاں تیرتی دکھائی دے رہی تھیں، اسے روزِ روشن میں دیکھ کر پہلی بار مجھے بھی جھرجھری آگئی۔ اگر میں نے اسے رات میں دیکھا ہوتا تو شاید خوف سے چیخ اٹھتا، اس کی ہیبت کچھ ایسی ہی ہیبت ناک اور ڈراؤنی تھی آج میں نے اسے پہلی بار قبرستان میں دیکھا تھا۔ مجھے تکلیف پہنچا کر وہ جس دلچسپ انداز میں دور کھڑا میری تڑپ کا تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے میرا خون کھولا دیا۔ میں اسے خونخوار نظروں سے گھورتا، درد کی شدت کو بمشکل برداشت کرتا ہوا اٹھا تو وہ مسخروں کی طرح دونوں پیروں سے بیک وقت پھدکتا ہوا چار چھ قدم اور پیچھے ہٹ گیا پھر میری ٹانگ سے بہتا ہوا خون دیکھ کر بچوں کی طرح اپنا ہاتھ ران پر مارتے ہوئے بولا۔

"ہوگیا۔ ہوگیا۔ زخمی ہوگیا۔"

"بکواس بند کر۔" میں زور سے گرجا تو وہ سہم کر ایک قدم اور پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اِدھر آ، میرے قریب۔"

"تو۔ تو کیا کرے گا، پلٹ کر مجھے مارے گا؟" دیوانے نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "شکل سے چرڑی مار لگتا ہے۔ تیری غلیل کہاں گئی؟"

"کمین کے بچے۔ ٹھہر جا میں بتاتا ہوں تجھے۔" میں نے حقارت سے کہا پھر ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ کراہ کر رہ گیا۔ میرے زخم میں جیسے آگ لگ رہی تھی۔

"وہ مارا سالے کو۔" پاگل نے میری کراہ سن کر خوشی سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ "اب گر کر زمین پر لوٹ لگائے گا۔ چرڑی مار کی دُم۔"

"میں۔ تیرا خون ہی پی جاؤں گا۔" میں نے پاگل کو گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔ "ٹھہر تو جا بدبخت۔"

"خون پیے گا۔" وہ مجھے زبان نکال کر چڑاتے ہوئے بولا پھر بڑے معنی خیز انداز میں گردن آگے کرکے کہا۔ "چاٹ لے۔۔۔ تھوڑا سا خون چاٹ لے۔۔۔" پھر اٹھ کر دوڑ لگائے۔ "سرپٹ۔ ایڑ لگا کر۔ بگٹٹ۔"

"دلوان جی" میں حلق کے بل چیخا تو دلوانہ اچھل کر ایک قدم اور پیچھے ہو گیا پھر اس نے بڑے عجیب و غریب انداز میں گردن گھما کر قبرستان کے پھاٹک کی جانب دیکھا جہاں سے دلوان جی میری آواز سن کر تیز تیز قدم مارتے چلے آ رہے تھے۔

"تیرا باپ آ گیا" پاگل نے مجھے گھورتے ہوئے کہا "دوسرا چڑی مار۔ تھوڑا سا خون اسے بھی چٹا دے پھر سر کے بل الٹا کھڑا ہو جا تالیاں بجا بجا کر"

"مردود۔ بدبخت" میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا" میں نے چیخ کر کہا تو دلوان جی ایک لمحے کو رک گئے پھر ان کی نظر میرے پیر سے بہتے ہوئے خون پر پڑی تو وہ "چھوٹے سرکار" کہہ کر دوڑنے لگے۔

دلوانہ جلدی جلدی گردن گھما کر کبھی میری طرف اور کبھی دلوان جی کی طرف دیکھنے لگا پھر اچانک اس نے ایک اور غلیظ حرکت کر ڈالی، کھنکھار کر میری طرف تھوکا پھر اچھل کر بھاگتا ہوا ایک تناور درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کے تھوک کی چھینٹ میرے منہ پر پڑی تو میں اور غضب ناک ہو گیا۔ دلوان جی نے قریب آ کر مجھ سے خیریت دریافت کی تو میں نے انھیں پاگل کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ دلوان جی نے قرب و جوار کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن وہ کہیں نہ ملا غالباً وہ پشت کی چہار دیواری پھلانگ کر جنگل کی سمت نکل گیا تھا جو قبرستان کی عقبی دیوار کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلا ہوا تھا۔

دلوان جی نے فوری طور پر اپنا رومال بھگو کر میرے زخم پر باندھ دیا پھر مجھے سہارا دے کر گاڑی تک لے آئے۔ میری اجلی پتلون چونکہ خون سے بھیگ رہی تھی اس لیے میں نے بزرگ عالم کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ سیدھا کیلاش کے ہسپتال چلا گیا جہاں ڈاکٹر عارف نے میرے زخم کی مرہم پٹی کر دی۔ دیوانے نے راستے میں آ کر میرا پروگرام اور موڈ دونوں چوپٹ کر دیے تھے موجودہ حالت میں نہ تو میں بزرگ کی خدمت میں حاضری دے سکتا تھا نہ حویلی واپس جا سکتا تھا۔ میرا ذہن بری طرح جھلا رہا تھا۔

کیلاش کچھ دیر بعد ہسپتال پہنچا اس نے میری حالت دیکھی تو ایک لمحے کو پریشان ہو گیا پھر اسے حادثے کی تفصیل معلوم ہوئی تو بے اختیار قہقہہ لگاتے ہوئے بولا "یار جمال! تم نے سنا ہے آج کل پاگلوں سے زیادہ مکرا ہے بن پنڈت پجاری کیا کم تھے کہ اب دیوانوں نے بھی تمہاری ٹانگ پکڑنا شروع کر دی"

"مجھے تو یہ بھی پنڈت پجاریوں ہی کی حرکت معلوم ہوتی ہے" میں دانت پیستے ہوئے بولا "شاید ان کو علم ہو گیا کہ میں کہاں جا رہا تھا۔ اسی لیے وہ میرا راستہ روکنا چاہتے تھے، وہ پاگل بھی ان ہی کا کوئی چیلا رہا ہوگا"

کیلاش مجھے سنجیدہ دیکھ کر خود بھی سنجیدہ ہو گیا دلوان جی نے میرے لباس کی مشکل حل کر دی۔ حویلی جا کر وہ میرے لیے دوسری پینٹ لے آئے لیکن اس طرح کہ درخشاں کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ پینٹ کی فراہمی کے سلسلے میں دلوان جی نے خود حویلی کے اندر قدم رکھنے کی حماقت نہیں کی تھی بلکہ ایک دوسرے ملازم کو صورتِ حال سے آگاہ کر کے اس کام پر آمادہ کیا تھا اور چلتے چلتے اسے یہ تنبیہہ بھی کر آئے تھے کہ اگر زنان خانے میں خبر پہنچی تو اس کی خیر نہیں۔

پینٹ تبدیل کر کے میں دوبارہ گاڑی میں آ بیٹھا۔ ذہن چونکہ پراگندہ ہو چکا تھا اس لیے میں نے بزرگ کی خدمت میں حاضری کا پروگرام کسی اور دن پر ملتوی کر دیا۔ پینٹ کا مسئلہ حل ہو گیا تھا لیکن زخم اپنی جگہ موجود تھا اور یہ ناممکن تھا کہ درخشاں کی نظر اس پر نہ پڑتی۔ مجھے اس زخم کے لیے بھی کسی مناسب بہانے کی تلاش تھی۔ چنانچہ میں نے دلوان جی سے کہا وہ گاڑی کرپی والی رہائش گاہ کی جانب موڑ دیں میں اکثر اس کی دیکھ بھال کے لیے وہاں آیا جایا کرتا تھا۔ دلوان جی نے اس بار بھی جواب دینے کے لیے سر کی خفیف جنبش سے کام لیا تو میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کیا بات ہے دلوان جی۔ آپ آج خلاف توقع بہت چپ چپ ہیں خیریت تو ہے؟"

"مالتی کے بارے میں سوچ رہا ہوں چھوٹے سرکار"

دلوان جی بولے "جیون لال کا کریا کرم کرنے کے بعد اسے اپنے پاس لے آیا ہوں"

"کیا مطلب؟" میں چونکا "کیا مالتی کو جیون لال کی موت کا علم ہو گیا؟"

"میں نے اسے بتا دیا" دلوان جی نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا لیکن آپ فکر نہ کریں، مالتی بڑی سوجھ بوجھ کی مالک ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جیون لال کی موت بہرحال ہیں آنی ہے اگر وہ تپلا حویلی میں دبانے میں کامیاب ہو جاتا تو بھی گردھاری لال اسے زندہ نہ چھوڑتا"

"دلوان جی حالات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے" میں نے نشست پر پہلو بدلتے ہوئے کہا "اگر پولیس درمیان میں آ گئی اور مالتی کا بیان ہمارے خلاف ہو گیا تو ہم قانون کی نظروں میں قاتل ہوں گے"

"قانون کی باتیں آپ سمجھیں چھوٹے سرکار" میں تو صرف نا جانتا ہوں کہ میری زندگی میں دنیا کا کوئی ہاتھ آپ کی جانب نہیں بڑھ سکتا" دلوان جی سپاٹ آواز میں بولے ان کے لہجے میں بے پروائی تھی۔

"میں مالتی سے براہِ راست ملنا چاہتا ہوں" میں نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا وہاں جا کر مالتی سے ملنا ٹھیک نہ ہوگا" دلوان جی نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی "البتہ اگر آپ چاہیں تو اسے حویلی لا کر آپ سے ملوا سکتا ہوں"

"آپ نہیں سمجھ سکتے دلوان جی" میں نے الجھتی ہوئی آواز میں کہا "میرا مالتی سے ابھی اور اسی وقت ملنا —— نہایت ضروری ہے"

"آپ کی مرضی چھوٹے سرکار" دلوان جی نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا پھر گاڑی کا رخ دوبارہ حسین آباد کی سمت موڑ دیا۔ انھیں شاید میرا اصرار ناگوار گزرا تھا، میں نے بھی کوئی بات چھیڑنا مناسب نہیں سمجھی، آنکھیں بند کر کے مالتی کے سوال پر سنجیدگی سے غور کرنے لگا۔

راستہ بڑی خاموشی سے طے ہوا لیکن یہ خاموشی کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ ہو گی، میں نے یہ بات خوابوں میں بھی نہیں سوچی تھی البتہ ایک اضطراب تھا جو مجھے پریشان کر رہا تھا۔ مالتی کا دلوان جی کے گھر پر ہونا میرے خیال میں نامناسب تھا اس لیے کہ جیون لال ماورائی قوتوں کا نشانہ بن چکا تھا۔ اوم پرکاش اور پجاری گردھاری لال نے اسے ٹھکانے لگا دیا تھا اور اب مالتی ان کے لیے تر نوالہ تھی جسے دلوان جی اٹھا لائے تھے بات آگے بڑھ جاتی تو ہندو مسلم فساد کو بہ آسانی ہوا دی جا سکتی تھی یوں بھی جو گندی طاقتیں جیون لال کو دور بیٹھے بیٹھے موت کے گھاٹ اتار سکتی تھیں، مالتی کے ذہن کو پلٹ کر ہمارے خلاف زہر اگلنے پر بھی مجبور کر سکتی تھیں اور مالتی کا بیان اگر ہمارے خلاف ہوتا تو ہم بے گناہ ہونے کے باوجود گلے گلے پھنس سکتے تھے، آنند کا جو ایک بار حالات کی نزاکتوں کو محسوس کرتے ہوئے خاموش ہو گیا تھا۔ مالتی کے بیان کے بعد شیر ہو سکتا تھا، دلوان جی کی ضمانت ہونا بھی مشکل ہو جاتی۔

مجھے دل ہی دل میں دلوان جی کی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ نہایت دلیر، نڈر اور چالاک شخصیت کے مالک تھے مگر لہی کے سلسلے میں انھوں نے ہلکے پن کا ثبوت دیا تھا ممکن ہے اس کی وجہ مالتی کی غوب صورتی ہو۔ دلوان جی کی جوانی ضرور ڈھل چکی تھی لیکن شاید مالتی کی خوبصورتی اور زہریلے خدوخال نے دلوان جی کے ماضی کو ہرا دیا ہو اور وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مالتی کو اپنے گھر اٹھا لائے ہوں۔

میں ان ہی خیالات میں غرق تھا، راستہ کب گزرا مجھے اس کا مطلق کوئی احساس نہ ہوا لیکن جب گاڑی رکی تو میں نے آنکھیں کھول دیں دلوان جی نے دانش مندی کا ثبوت دیا تھا جو گاڑی اپنے مکان سے نصف فرلانگ دور روکی تھی۔ میں نیچے اترنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ دلوان جی بول پڑے۔

"چھوٹے سرکار میں ایک بار پھر یہی مشورہ دوں گا کہ آپ کا میرے گھر پر مالتی سے ملاقات کرنا مناسب نہ ہوگا"

"دلوان جی" میں نے دلوان جی کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "کیا آپ کو احساس ہے کہ مالتی کو گھر لا کر آپ نے کس قدر حماقت کا ثبوت دیا ہے"

میرا لہجہ تیز تھا دلوان جی نے چونک کر مجھے دیکھا ان کے چہرے پر خان شہباز خان کی جوانی کا رنگ ایک ثانیے کو ابھرا لیکن پھر فوراً وہ خود پر قابو پاتے ہوئے پرسکون ہو گئے۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولے۔

"چھوٹے سرکار، میرا خیال ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ عین مصلحت ہے"

"اگر مالتی کا بیان ہمارے خلاف ہوا تو جانتے ہیں کیا ہوگا؟"

"میں اس میدان کا بہت پرانا کھلاڑی ہوں جمال میاں" دلوان جی اس بار بزرگی کا انداز اختیار کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولے "میں جانتا ہوں کہ مالتی کی نازک کھوپڑی پنڈت پجاریوں کے گندے عمل کے آگے نہیں ٹھہر سکتی اسی لیے میں اسے اپنے گھر لے آیا ہوں"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟" میں نے انھیں وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"سمجھنے کی کوشش کیجیے چھوٹے سرکار" دلوان جی بولے۔ "مالتی اگر میرے گھر سے برآمد ہوئی تو سارا الزام میرے ہی سر آئے گا۔ دوسری شکل میں گندگی کی چھینٹیں حویلی کے اونچے

نام کو بھی خراب کر سکتی ہیں۔"

"اوہ۔" میں چونکا، میرا سر دیوان جی کی عظمت کے آگے نگوں ہونے لگا۔ دیوان جی نے میرے خاطر جو قربانی پیش کرنے کی کوشش کی تھی وہ بے مثال تھی۔ میں اپنے لب و لہجے پر شرمندہ ہو رہا تھا۔

"آپ گھر تشریف لے جائیں جمال میاں۔" دیوان جی نے دبی زبان میں کہا۔ "باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے ہوتے آپ پر یا آپ کی عزت پر کوئی آنچ نہیں آپائے گی۔"

"ماورائی اور نادیدہ طاقتوں کے آگے آپ بھی بے بس ہو جائیں گے دیوان جی۔" میں نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا پھر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "میں یہاں تک آگیا ہوں تو مالتی سے ملے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔"

دیوان جی نے نظریں اٹھا کر مجھے غور سے دیکھا پھر شانے اچکاتے ہوئے قدم آگے بڑھانے لگے۔ نصف فرلانگ کا فاصلہ پیدل طے کرنے کے بعد ہم نے مطلوبہ مکان کے احاطے میں قدم رکھا تو دیوان جی ٹھٹھک کر رک گئے۔ مہندی کی باڑھ کے قریب ہی ایک شخص اوندھے منہ کچی زمین پر پڑا تھا۔ دیوان جی نے تیزی سے لپک کر اسے سیدھا کیا تو میں بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ دیوان جی کا نائب دلاور مرزا تھا جو اس وقت بے سدھ تھا ——— بظاہر اس کے جسم پر زخم یا چوٹ کا کوئی واضح نشان نظر نہیں آرہا تھا لیکن چہرے کی ہلدی جیسی رنگت بتا رہی تھی کہ اس وقت وہ ہوش میں نہیں ہے۔ دیوان جی نے ایک نظر بھر کر دلاور مرزا کو دیکھا پھر چیتے جیسی پھرتی سے اچھل کر میرے قریب آتے ہوئے دبی زبان میں کہا۔

"چھوٹے سرکار، اندر کچھ گڑبڑ معلوم دیتی ہے آپ گاڑی لے کر حویلی کی سمت لوٹ جائیں۔ میں اس مائی کے لال کو دیکھتا ہوں جس نے شیر کی کچھار میں گھس کر شکار کرنے کی کوشش کی ہے۔"

دیوان جی لمحوں میں جوان ہو گئے تھے۔ دلاور مرزا کو دیکھتے ہی ان کے جسم میں بلا کی چستی اور توانائی آگئی تھی۔ غیظ و غضب سے ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، آنکھیں خون اگلتی دکھائی دے رہی تھیں۔ حالات کے پیش نظر میرا وہاں رکنا یقیناً دانش مندی کے منافی تھا۔ دیوان جی نے مجھے وہاں سے ہٹ جانے کا جو مشورہ دیا تھا وہ نہایت مناسب تھا مگر قبل اس کے کہ میں واپسی کے لیے پلٹتا اندر سے ایک نسوانی چیخ کی اذیت ناک آواز ابھری۔ دیوان جی نے آدم خور بھیڑیے کی مانند پلٹ کر تیزی سے مکان کی سمت دیکھا پھر نہایت برق رفتاری سے پنجوں کے بل چلتے ہوئے اندر چلے گئے۔ غالباً مالتی کسی خطرناک سچویشن سے دوچار تھی ایسی حالت میں دیوان جی کو تنہا چھوڑ کر چلا جانا مردانگی کے خلاف لگا، دلاور کو بے ہوش دیکھ لینے کے بعد یوں بھی میرے خون کی گردش تیز ہو گئی تھی چنانچہ دوسرے ہی لمحے میں بھی دبے قدموں مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ مجھے وہ کمرہ تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی جہاں سے چیخ کی آواز ابھری تھی۔ دروازہ پوری طرح کھلا ہوا تھا، اندر سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے کسی کو گلا گھونٹ کر سسک سسک کر مرنے پر مجبور کیا جا رہا ہو۔ میں احتیاط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بے دھڑک کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گیا پھر جو کچھ میری گنہگار نظروں نے دیکھا اسے دیکھنے کے بعد میں ایک جھٹکے سے رک گیا۔

میری نگاہوں کے سامنے کوڑی کے بڑے مندر کا پجاری گردھاری لال موجود تھا۔ مالتی بے بسی کی حالت میں گردھاری لال کے شکنجوں میں پھنسی پھڑپھڑا رہی تھی۔ تنومند پجاری نے ایک ہاتھ کو کہنی کے قریب سے گھما کر مالتی کی نرم و نازک گردن میں پھنسا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے مالتی کے سیدھے ہاتھ کو جکڑ رکھا تھا کہ وہ خود کو بھیانک موت کے ہولناک تصور سے بچانے کے لیے کوئی جدوجہد نہ کر سکے۔ مالتی کی خوبصورت اور سحر انگیز آنکھیں حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں اور بے حد بھیانک نظر آرہی تھیں۔ اس کے حسین چہرے پر موت کے کربناک سائے منڈلا رہے تھے۔ اس کا پورا جسم یوں کانپ رہا تھا جیسے موت کے سرد ہاتھ اسے آہستہ آہستہ زندگی کی سرحدوں سے دور لے جا رہے ہوں۔

گردھاری لال کے مکروہ چہرے پر خباثتیں رقص کر رہی تھیں۔ شاید وہ اپنی فتح کا جشن منانے کی خاطر اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا لیکن مجھے اچانک سامنے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو چونکا پھر اس کے گندے ہونٹوں پر بڑی غلیظ مسکراہٹ ابھر کر پھیلتی چلی گئی۔ مجھے حقارت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے وہ بولا۔

"تو بھی آگیا بدمعاش۔ مجھے یقین تھا کہ تو ضرور آئے گا۔ لیکن اب تیرے ہاتھ گندے برتن ہی آئیں گے۔" پجاری نے زہرخند سے کہا۔

"گردھاری لال۔" میں نے کرخت آواز میں اس بدبخت کٹے پجاری کو للکارا۔ "خوبصورت اور کمزور عورت پر ہاتھ

اٹھانا بہادروں کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اگر مرد ہو تو مالتی کو چھوڑ کر میرے مقابلے پر آؤ پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ مردانگی کسے کہتے ہیں۔"

"سندر ہی ہے مالتی۔" گردھاری نے مالتی کو مخاطب کرتے ہوئے بازاری انداز میں کہا۔ "تیرا یار تیری مدد کو آگیا ہے۔ تیرے کارن یہ دیوی دیوتاؤں کے چرنوں کے داس گردھاری سے مقابلہ کرے گا۔"

پھر گردھاری نے مالتی پر اپنی گرفت ڈھیلی کی تو وہ کسی کٹے ہوئے نازک پودے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گئی۔ اس کی آنکھیں بدستور کھلی ہوئی تھیں لیکن جسم بظاہر زندگی کی حرارتوں سے عاری نظر آرہا تھا۔ میرا خون جوش مارنے لگا، میں ایک لمحے کو دیوان جی کو بھی بھول گیا جو مکان میں داخل ہونے کے بعد نہ جانے کس کونے کھدرے میں دبک کر چھپ گئے تھے۔

"گردھاری۔" میں نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "چیونٹی کی موت قریب ہوتی ہے تو اس کے پر نکل آتے ہیں، تیرا وقت بھی قریب آگیا ہے۔"

"بھونکنا چھوڑ دے۔" گردھاری غضب ناک آواز میں دھاڑتے ہوئے بولا۔ "آگے بڑھ اور تو بھی اپنے من کی حسرتیں آزما لے، میں وچن دیتا ہوں کہ تیرے مقابلے میں اپنی آدھی شکتی سے کام لوں گا۔"

میں نے گردھاری کے ناپاک جسم کو ہاتھ لگانا کسر شان سمجھتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑی پھرتی سے اپنا ریوالور نکال لیا۔

"کتے۔ غلیظ سور۔" میں دانت پیستے ہوئے بولا۔ "میں تیرا جسم چھلنی کر کے رکھ دوں گا۔"

گردھاری میرے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر ایک لمحے کو چونکا پھر اس نے اپنا الٹا پاؤں اٹھا کر زور سے زمین پر مارا تو ریوالور سے شعلے بلند ہونے لگے۔ میں نے بوکھلا کر ریوالور دور پھینک دیا، گردھاری نے موقعے کی نزاکت بھانپتے ہوئے بروقت کوئی منتر آزمایا تھا۔ ریوالور میرے ہاتھ سے نکل کر دور گرا تو وہ مسکرانے لگا۔

"کھلونے سے کھیلنا چھوڑ دے نادان۔" اس نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "مردانگی کا دعویٰ ہے تو شریر کی شکتی بھی آزما لے پر اتنا یاد رکھنا کہ تو نے گردھاری کو چھیڑ کر ان مصیبتوں کو آواز دی ہے جو اب تجھے سارا جیون چین سے نہیں رہنے دیں گی۔"

میرا وجود دہکتی بھٹی کی مانند سلگ رہا تھا، مجھے اس بات کا احساس بھی تھا کہ میں تنہا ماورائی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن گردھاری کی باتوں نے میرے خون کی گردش کو تیز کر دیا۔ میں نے خدا کا نام لے کر پینترا بدلا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ گردھاری کسی آہنی چٹان کی طرح سینہ تانے کھڑا مجھے مضحکہ خیز نظروں سے گھور رہا تھا لیکن پھر اچانک ہی اس کی مسکراہٹ کرب میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے یکلخت اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے تھے۔ اس کے چہرے پر بڑی کربناک اذیت نمودار ہو رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ہاتھ پھیلائے اپنے قدموں پر گھومنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی قوت جواب دے گئی۔ وہ تیورا کر گرا تو میں اس کی پشت پر دیوان جی کو کھڑا دیکھ کر چونکا پھر گردھاری کے اوندھے منہ زمیں بوس ہوتے ہی مجھے وہ خنجر بھی نظر آگیا جو دستے تک اس کی پیٹھ میں اتر چکا تھا۔

"دیوان جی۔" میں نے حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ آپ نے کیا کیا؟"

"ایک پاگل کتے کو مار دیا۔" دیوان جی نے گردھاری کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "اس کا یہی علاج تھا۔"

"لیکن اب آپ....؟"

"میں ہاتھ باندھ کر درخواست کرتا ہوں جمال میاں، آپ گاڑی لے کر حویلی چلے جائیں، باقی باتیں مجھ پر چھوڑ دیں۔" دیوان جی نے بڑی عاجزی سے کہا۔ ان کے چہرے پر طوفان کی شدتیں تڑپ رہی تھیں۔

"میں جا رہا ہوں دیوان جی لیکن آپ ذرا ہاتھ پاؤں بچا کر کام کیجیے گا۔"

"آپ میری فکر نہ کریں سرکار۔" دیوان جی بڑی سفاک آواز میں بولے۔ "ابھی تو صرف مرحوم احمد علی کی روح کو سکون ملا ہوگا۔ جیون لال اور مالتی کا قرض تو ابھی چکتا کرنا باقی ہے اور پھر دلاور مرزا کی بے ہوشی کا حساب بھی تو کسی کھاتے میں لکھا جائے گا۔"

"کیا۔ مالتی بھی؟" میں نے حیرت سے مالتی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"خدا کے لیے چھوٹے مالک۔ آپ جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے چلے جائیں۔" دیوان جی ہونٹ چباتے ہوئے بولے۔ "جو کھیل اب شروع ہوا ہے وہ آپ جیسے شریف آدمیوں کے کھیلنے کا نہیں۔ اچھا ہوا جو گردھاری نے براہ راست شہباز خاں کو چھیڑ دیا۔"

دیوان جی کو میں نے اس روز سے پہلے کبھی اتنے غضبناک

انداز میں نہیں دیکھا تھا۔ گردھاری کی موت اس قدر اچانک اور تیزی سے واقع ہوئی تھی کہ خود گردھاری کو بھی اس پر حیرت کا اظہار کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ اگر اسے سنبھلنے کا موقع مل جاتا تو شاید وہ اپنی گندی قوتوں کو بروئے کار لاکر بساط پلٹ چکا ہوتا لیکن دیوان جی نے اس کے مقابلے میں زیادہ مہارت اور تجربہ کاری کا ثبوت دیا تھا۔

میں محسوس کر رہا تھا کہ دیوان جی کے اندر سویا ہوا شہباز خان کچی نیند میں بیدار ہو کر تلملا اٹھا تھا، جھنجلا رہا تھا، چڑچڑا ہو رہا تھا چنانچہ میں نے اس وقت کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھا۔ ایک نظر مالتی کے چہرے پر ڈالتا ہوا باہر آگیا پھر بڑی عجلت سے گاڑی میں بیٹھ کر حویلی کی سمت روانہ ہوگیا۔

درخشاں نے مجھے دیکھتے ہی اپنے یاقوتی لبوں پر ایک دل آویز تبسم سجالیا، اسے میرے جلدی واپس لوٹ آنے کی خوشی تھی لیکن میری پتلون کی تبدیلی زیادہ دیر تک اس کی نظروں سے اوجھل نہ رہ سکی۔ اس نے چونک کر پتلون کو دیکھا تو میں نے بے اختیار قہقہے لگانا شروع کر دیے پھر میں نے اسے قبرستان میں ملنے والے پاگل کے بارے میں بتایا تو وہ بھی ہنسنے لگی۔ زخم پر کی گئی بینڈیج نے اسے مطمئن کر دیا تھا۔ بات آئی گئی ہوگئی۔

درخشاں دوپہر کے کھانے کے لیے خانساماں کو ضروری ہدایات دینے گئی تو میں اپنے اعصاب پر طاری بوجھل تھکن کو دور کرنے کی خاطر خواب گاہ میں آگیا۔ گردھاری اور مالتی والے حادثے نے میرے ذہن کو منجمد کر دیا تھا۔ دیوان جی نے سچ کہا تھا مجھے مالتی سے ملنے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔ اگر میں وہاں نہ گیا ہوتا تو شاید بساط کسی اور انداز میں پلٹی جاتی۔ دیوان جی نے یقیناً مجھے بچانے کی خاطر انتہائی قدم اٹھالیا تھا۔ مالتی کو بھی وہ اسی وجہ سے اپنے گھر لے گئے تھے کہ اگر حالات مخدوش موڑ اختیار کرتے تو میں محفوظ رہتا۔ تمام تر ذمہ داری دیوان جی کے سر جاتی۔

میں بڑی دیر تک بگڑتے ہوئے حالات پر غور کرتا رہا۔ قبرستان میں ملنے والے دیوانے نے سارا پروگرام چوپٹ کر دیا تھا اور وقت کی گردش اچانک تیز ہوگئی تھی۔ ہر چند کہ گردھاری لال کی موت کا میرے سوا کوئی دوسرا عینی گواہ نہیں تھا لیکن پنڈت اوم پرکاش اور اس کے گرگے یقینی طور پر میری ذات پر شبہ کریں گے۔ بڑے مندر جا کر میں نے جس حوصلہ مندی اور جرأت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تھی وہی میرے لیے موجودہ حالات میں پریشانی کا سبب بھی بن سکتا تھا۔ میں تمام رات یہی سوچتا رہا کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ درخشاں نے میری پریشانی اور خاموشی کی وجہ دریافت کی تو میں نے پاؤں کی چوٹ کی تکلیف کا بہانہ کر کے اسے مطمئن کر دیا۔ اس رات جیکب اور سلویا بھی زیادہ دیر نہیں رکے تھے، کیلاش کسی مریض کو دیکھنے گیا ہوا تھا اس لیے میں کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد درخشاں کے ساتھ اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔

دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی، شاید چوٹ کی تکلیف کی شدت تھی یا پھر میں رات دیر تک ذہنی جمناسٹک کرتا رہا تھا، سر بوجھل بوجھل ہو رہا تھا۔ درخشاں نے ناشتے کے بعد دو کپ گرما گرم کافی کے پلائے تو خاصا سکون ملا۔ کیلاش میری مزاج پرسی کے لیے آیا تو خلاف توقع کچھ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔ میرا ماتھا ٹھنکا، صبح ہی صبح کیلاش کے چہرے پر نظر آنے والی گمبھیر سنجیدگی یقینی طور پر کوئی معنی رکھتی تھی۔ میں نے درخشاں کو ایک فائل لانے کے بہانے سے اسٹڈی میں بھیجا پھر تنہائی ملتے ہی کیلاش سے پوچھا۔

"کیا بات ہے۔ تم صبح ہی صبح اس قدر سنجیدہ کیوں نظر آرہے ہو؟"

"تم نے شاید ابھی تک اخبار نہیں دیکھا۔" کیلاش نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"اخبار۔" میں چونکا۔ میرے دل کی دھڑکن اچانک تیز ہوگئی۔ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہے اخبار میں؟"

"جیون لال کی بیٹی مالتی اور پجاری گردھاری لال قتل کر دیے گئے۔"

"قتل۔" میں نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ "تفصیل کیا ہے؟"

"جمال۔" کیلاش نے میری بات نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم نے کل ہسپتال میں مجھے کسی دیوانے کی کہانی سنائی تھی۔"

"ہاں۔ کیوں؟"

"کہیں تمہارا ٹکراؤ گردھاری سے تو نہیں ہوا تھا؟" کیلاش نے مجھے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا مطلب؟" میں نے کیلاش سے اپنی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں میرے بیان پر یقین نہیں ہے؟"

"مجھے پورا یقین ہے میرے دوست لیکن تم نہیں سمجھ سکتے کہ گردھاری کی موت اس آگ پر پٹرول کا کام بھی کر سکتی ہے جو تمہارے دشمن تمہارے لیے بھڑکانا چاہتے ہیں۔"

"میں نے پوری جاگیر میں ہونے والی اموات کا کوئی

ٹھیکہ یا ذمہ داری نہیں لے رکھی ہے۔" میں نے حقارت سے جواب دیا۔ "میں قسم کھا سکتا ہوں کہ میں نے گردھاری یا مالتی کو قتل نہیں کیا لیکن میرے ذلیل دشمن اگر ایسا سوچتے ہیں تو سوچتے رہیں، میرے پاس ان کے وہم کا کوئی علاج نہیں۔"

کیلاش کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن باہر سے درخشاں کے آنے کی آہٹ ابھری تو اس نے بڑی خوبصورتی سے بات بنا دی اور اجازت لے کر چلا گیا۔ میں چند لمحے اس فائل کے کاغذات کو بلاوجہ یونہی الٹتا پلٹتا رہا پھر درخشاں کام کاج کے سلسلے میں ملازموں کو ضروری ہدایات دینے کچن میں گئی تو میں تیزی سے اٹھ کر باہر لان پر آگیا جہاں صبح کے اخبارات موجود تھے۔ میں نے تیزی سے ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کیلاش کی اطلاع نے مجھے جس قدر پریشان کر دیا تھا اخبارات کی تفصیل نے مجھے اسی قدر مطمئن کر دیا۔ میں دل ہی میں دیوان جی کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔

اخبارات میں شائع ہونے والی کہانی بڑی دلچسپ اور مربوط تھی۔ مالتی اور پجاری گردھاری کی لاشیں کرودی کے ایک پرانے تالاب کے کنارے سے دستیاب ہوئی تھیں، دونوں کیچڑ میں لت پت پائے گئے تھے اس لیے پولیس کے لیے قاتل کے نشانات تلاش کرنے میں خاصی دشواری پیش آرہی تھی۔ لاشوں کی اطلاع کرودی کے ایک مہاجن نرنجن لال نے پولیس کو دی تھی۔ وہ دوپہر کے وقت تالاب والے سنسان راستے سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر لاشوں پر پڑی جس کی اطلاع اس نے فوری طور پر قریبی پولیس چوکی تک پہنچا دی تھی۔

لاشوں کی ابتدائی طبی رپورٹ کے مطابق بچاری مالتی کو موت کے گھاٹ اتارنے سے پیشتر عصمت جیسے گوہر نایاب سے محروم کر دیا گیا تھا پھر قاتل نے اسے گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا۔ مالتی اور گردھاری کی لاشیں جس انداز میں پولیس کو دستیاب ہوئی تھیں اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ گردھاری زبردستی مالتی کو ———— اٹھا کر پرانے تالاب پر لے گیا۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جانے کے بعد اس نے مالتی کو موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن اسی وقت کسی تیسرے شخص نے عقب سے گردھاری پر خنجر سے بھرپور حملہ کیا اور ایک ہی وار میں اس کا قصہ پاک کر دیا۔ گردھاری کی لاش مالتی کے قدموں کے اوپر اوندھے منہ پڑی ملی تھی۔ پولیس کے ذرائع کے مطابق خنجر کے دستے پر سے بھی کسی قسم کے نشانات نہیں مل سکے تھے۔ آخر میں فرار ہو جانے والے قاتل کے سلسلے میں پولیس کے پاس صرف ایک ہی نام تھا اور وہ نام بچاری مالتی کے باپ جیون لال کا تھا۔ مالتی کی لاش برآمد ہونے کے بعد پولیس نے حالات کے پیش نظر سب سے پہلے جیون لال سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کرودی یا اس کے قرب و جوار کے علاقے میں کہیں نہ مل سکا۔ پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق جیون لال ہی قاتل تھا اس نے اپنی بیٹی کی عصمت کا داغ پجاری گردھاری کے خون سے دھو ڈالا پھر خود موقع واردات سے فرار ہوگیا۔

میں نے ایک ایک کر کے تمام اخبارات تفصیل سے پڑھ ڈالے، دیوان جی کی ذہانت اور دور اندیشی قابل داد تھی انھوں نے نہ صرف یہ کہ موقع واردات کو بدل دیا تھا بلکہ جیون لال کی موت کو بھی گردھاری اور مالتی کی موت کے ساتھ نتھی کر کے پولیس کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں۔ جیون لال کی گمشدگی اسے قاتل ثابت کرنے کے لیے بہت کافی تھی، دیوان جی نے کمال ہوشیاری سے ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی تھی اور پوری طرح کامیاب بھی رہے تھے۔ اصلیت کیا تھی یہ صرف میں جانتا تھا یا پھر کیلاش کو بھی اس بات کا علم تھا کہ جیون لال ایک دن قبل گندی طاقتوں کا شکار ہو چکا تھا۔ کیلاش کا نام ذہن میں ابھرتے ہی میں چونک اٹھا۔ کیلاش نے مجھے گردھاری اور مالتی کے سلسلے میں اخبار کا حوالہ دے کر کریدنے کی کوشش کی تھی۔ میں ایک لمحہ کو پریشان ہوگیا مگر پھر میں نے اس پریشانی کو جھٹک کر ذہن سے نکال دیا اس لیے کہ کیلاش میرا جگری دوست تھا اور مجھے اس پر مکمل اعتماد تھا۔

میرے ذہن پر جو بوجھ گزشتہ اٹھارہ بیس گھنٹوں سے طاری تھا وہ اخبارات میں شائع ہونے والی تفصیل پڑھتے ہی چند لمحوں میں اتر گیا۔ ایک کامیاب بیرسٹر کی حیثیت سے میں نے ان تمام واقعات کی ایک ایک کڑی کو قانونی اعتبار سے پوری طرح چیک کر لیا تھا۔ ان واقعات میں کہیں کوئی جھول نہیں تھا اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ حادثے کی اطلاع ایک باحیثیت ہندو مہاجن نے دی تھی جو مقامی لوگوں کے لیے قابل اعتماد تھا۔ دیوان جی نے جو حالات پیدا کر دیے تھے وہ ہر چند کہ نقلی تھے لیکن اصل سے زیادہ ٹھوس نظر آرہے تھے۔ میں ابھی ان ہی خیالات میں گم تھا کہ دیوان جی کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا۔ وہ میرے بائیں جانب نہایت سعادت مندانہ انداز میں کھڑے تھے، ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا، وہ ویسے ہی نارمل نظر آرہے تھے جیسے ہر روز دکھائی دیتے تھے۔

"دیوان جی۔" میں نے جذباتی لہجے میں انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ نے اخبارات دیکھ لیے؟"

"کوئی خبر ہے چھوٹے سرکار؟" دیوان جی نے ایسے اجنبی انداز میں پوچھا کہ میں سٹپٹا گیا۔ ان کے چہرے پر بلا کی معصومیت اور سکون طاری تھا۔

"میں آپ کو آپ کی شاندار کارکردگی کی داد دیتا ہوں۔" میں نے دیوان جی کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "پولیس کے فرشتے بھی مالتی یا گردھاری کے سلسلے میں ہمارے اوپر شک نہیں کر سکتے۔"

"کوئی اور بات کیجیے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی بولے۔ "ہمیں ان نیچ ذات لوگوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے اور پھر مرنا جینا تو لگا ہی رہتا ہے۔"

"آپ بہت گہرے ہیں۔" میں مسکرایا۔ "مہاجن نرنجن لال کے درمیان میں آجانے سے صورت حال اور بہتر ہو گئی ہے۔"

"پولیس کو کچھ دشواریاں بھی پیش آ رہی ہیں۔" دیوان جی ادھر ادھر دیکھ کر سرگوشی کرتے ہوئے بولے۔ "کل رات کسی سنگدل نے بے چارے نرنجن لال کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔ "نرنجن لال کو کس نے مارا ہے؟"

"اب جیون لال کا حساب بھی چکتا ہو گیا۔" دیوان جی نے دبی زبان میں کہا۔ "ایک دلاور مرزا کی بے ہوشی کھلنے میں باقی رہ جاتی ہے لیکن اس کی ضد ہے کہ اپنا حساب کتاب وہ خود ہی نمٹانے کی کوشش کرے گا۔"

"نہیں دیوان جی۔ نہیں۔" میں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "زیادہ کشت و خون ہوا تو وہ بھی چونک اٹھیں گے۔ بات بڑھ جائے گی۔"

"میں گاڑی لے آیا ہوں۔" دیوان جی میری بات نظر انداز کرتے ہوئے بولے۔ "آپ کو شاید اپنے والد کے بزرگ عالم دوست سے ملنے جانا ہے۔"

"ہاں۔ اب یہ ملاقات بہت ضروری ہو گئی ہے۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "آپ میرا انتظار کریں میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔"

میں چلنے کے لیے اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ آنند کمار اور پولیس کے کچھ افسران مجھ سے فوراً ملنا چاہتے ہیں۔ میں پولیس کی آمد کی اطلاع سن کر ایک لمحے کو گھبرا گیا پھر دیوان جی کے اشارے پر ملازم سے کہا وہ آنند کمار اور اس کے ساتھیوں کو عزت سے اندر لے آئے۔

ملازم کے جانے کے دو منٹ بعد ہی ڈپٹی کمشنر آنند کمار ایک ڈی ایس پی اور دو مسلح سپاہیوں کے ساتھ آتا نظر آیا۔ ان کے ساتھ پولیس کی ایک عورت بھی تھی جسے دیکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ غالباً وہ مفرور جیون لال کو میری حویلی میں تلاش کرنے کی غرض سے آئے تھے ان کا خیال تھا کہ جیون لال چونکہ میرا پرانا مالی تھا اس لیے میں نے اسے اپنی حویلی میں پناہ دے رکھی ہو گی۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ آنند کمار نے قریب پہنچ کر بڑی گرم جوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"مسٹر جمال، ہم آپ کو تھوڑی سی زحمت دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔"

"فرمائیے، اگر میں آپ کے کسی کام آ سکا تو یہ میری خوش قسمتی ہو گی۔"

"آپ نے غالباً آج کے اخبارات میں گردھاری لال اور مالتی کو پیش آنے والے حادثے کی تفصیلات پڑھ لی ہوں گی؟"

"صرف سرسری طور پر سرخیاں دیکھی ہیں۔" میں نے بے پروائی سے دریافت کیا۔ "کوئی خاص بات ہے؟"

"پولیس کا خیال ہے کہ گردھاری کا قتل آپ کے مالی جیون لال نے کیا ہے۔"

"اوہ۔ آئی سی۔" میں نے بات کو سمجھنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "آپ اس ضمن میں مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہیں؟"

"پولیس جیون لال کو گرفتار کرنے کے لیے متعدد چھاپے مار چکی ہے لیکن وہ ابھی تک ہماری دسترس سے محفوظ ہے اور۔ گزشتہ رات اس نے ہمارے مخبر نرنجن لال کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"حیرت انگیز۔" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "بظاہر تو جیون لال بڑا نیک اور شریف معلوم ہوتا تھا۔"

"کبھی کبھی حالات انسان کو درندگی پہ آمادہ کر دیتے ہیں۔" آنند کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے بولا۔ "ہم نے تمام علاقے کی ناکہ بندی کر رکھی ہے، ہمارا خیال ہے کہ قاتل ابھی تک یہیں کہیں روپوش ہے اور..."

"اور آپ جیون لال کے سلسلے میں میری حویلی کو بھی کھنگالنا چاہتے ہیں۔ کیوں مسٹر آنند؟" میں نے تیزی سے ڈپٹی کمشنر کی بات پوری کر دی۔

"میں مجبور ہوں اور آپ کے خیال سے اسی لیے خود آ گیا ہوں کہ آپ کہیں اس تلاشی پر کسی اور انداز میں سوچنے کی کوشش نہ کریں۔" آنند کمار نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "اس کے پیچھے میں سچائی کے علاوہ فرائض کی انجام دہی کی

بیان بھی شامل تھیں پھر اس نے جیب سے تلاشی کا باقاعدہ ...ٹ نکال کر مجھے دکھانے کی کوشش کی تو مجھے ہنسی آ گئی، ...ند کمار کو شاید اب میری حیثیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

"جب آپ تشریف لے آئے ہیں تو اس کاغذ کے پرزے ...یا ضرورت ہے؟" میں نے سرچ وارنٹ پر نظر ڈالتے ہوئے ...ت انداز میں کہا۔ "آپ بڑے شوق سے حویلی کی تلاشی لے ... اپنا اطمینان کر لیں۔"

"شکریہ مسٹر جمال۔" اس بار آنند کمار کے بجائے ڈی ...س پی نے کہا۔

...یں ڈپٹی کمشنر کو لے کر اندر آ گیا۔ مجھے صرف یہی خیال تھا ...درخشاں پولیس کی اچانک آمد اور حویلی کی تلاشی سے پریشان ...رگی چنانچہ میں نے پہلے درخشاں کو آنند کمار کی موجودگی میں حالات ...ے آگاہ کیا پھر دیوان جی کو پولیس والوں کے ساتھ بھیج کر خود... ...رائنگ روم میں آ گیا آنند کمار بھی ہمراہ تھا اور ——— ...خشاں کو بار بار کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ دقت ...ندہ تھا کہ درخشاں کے سلسلے میں ان باتوں کی تصدیق کر رہا ...ا جو میں نے اس سے کر رکھی تھیں۔

درخشاں، خانہ تلاشی کی اہمیت سمجھ لینے کے باوجود کچھ ...ھی الجھی نظر آ رہی تھی۔ کچھ دیر وہ اسی گھٹن سے دوچار رہی ...پھر اس نے اچانک چونکتے ہوئے آنند کمار سے پوچھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے آنند کمار جی؟ معاف کیجیے گا۔ ...ں آپ کے ساتھ پولیس کی پلٹن دیکھ کر کچھ گھبرا گئی تھی۔"

"تکلف کی کیا ضرورت ہے۔" آنند کمار نے مسکرا کر جواب ...یا۔ "اس وقت میں آن ڈیوٹی ہوں۔ پھر کبھی آؤں گا تو اطمینان سے ...بیٹھ کر کھا پی لوں گا۔"

"ایک بات پوچھوں آنند جی۔" درخشاں دبی زبان میں ...بولی۔ "آپ کو اس بات کا شبہ کیسے ہو گیا کہ ہم نے قانون ...سے بھاگے ہوئے کسی قاتل کو اپنی حویلی میں پناہ دے رکھی ہو گی؟"

"آنند جی اپنے فرائض سے مجبور ہیں درخشاں۔" میں نے ...بلدی سے کہا پھر چہکتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اچھا ہے، اس ...طرح وہ شبہات بھی دور ہو جائیں گے جو حالات نے پیدا ...کر دیے ہیں، پھانس اگر جڑ سے نہ نکلے تو اندر ہی اندر کھٹکتی اور ...درد دیتی رہتی ہے۔"

"آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں مسٹر جمال۔" آنند کمار جھینپ مٹاتے ہوئے بولا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک ہم ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے درخشاں کچھ دیر بعد نارمل ہو گئی تھی پھر اس نے میری باتوں کی کاٹ کو محسوس کرتے ہوئے خود بھی نہایت بے تکلفی سے ایسی باتیں شروع کر دیں کہ آنند کمار کا یہ شک بھی دور ہو گیا کہ وہ زبردستی اپنا دھرم بدلنے پر مجبور ہوئی ہے۔ آنند کمار بار بار بغلیں جھانک رہا تھا پھر اس کی گلوخلاصی اسی وقت ہوئی جب ڈی ایس پی اور اس کے ساتھیوں نے آ کر بتایا کہ جیون لال انہیں حویلی میں کہیں نہیں ملا۔

آنند کمار کو رخصت کرنے کے لیے درخشاں بھی میرے ساتھ حویلی کے دروازے تک آئی تھی ———

❁

دو تین روز تک میں نے خود کو حویلی کے احاطے تک محدود رکھا۔ درخشاں نے گردھاری لال اور مالتی کی موت اور جیون لال کی پراسرار گمشدگی کی خبریں اخبار میں پڑھ لی تھیں۔ حویلی کی تلاشی کے بعد سے اس نے مجھ سے اس مسئلے پر کوئی گفتگو نہیں کی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر پنڈت بجادیوں کی موت کے بارے میں ——— حالات کی کڑیاں ملانے میں الجھی ہوئی ہے۔ میں نے ایک آدھ بار دبی زبان میں کریدا بھی مگر وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال گئی، میں نے اسے زیادہ چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

مجھے کیلاش کی طرف سے بھی اس بات کی فکر لاحق تھی کہ وہ جیون لال کے بارے میں مجھ سے باز پرس ضرور کرے گا۔ بات تھی بھی قابلِ غور، جیون لال ایک دن پہلے پراسرار طاقتوں کا شکار ہوا تھا دوسرے دن اسے مالتی اور گردھاری کے علاوہ نرنجن لال کے قتل میں ملوث کر کے مفرور قرار دیا گیا اور پولیس اس کی تلاش میں کرونی حسین آباد اور آس پاس کے تمام علاقوں میں متواتر چھاپے مار رہی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ جیون لال نے کسی نہر میں چھلانگ لگا کر یا کنوئیں میں کود کر خودکشی کر لی ہے مگر ابھی تک پولیس کی ٹولیاں اس کی لاش بھی دریافت نہیں کر سکی تھیں۔ دیوان جی نے جس مہارت سے ایک ہی چال میں پوری بساط کا نقشہ بدل دیا تھا وہ قابلِ ستائش تھی۔

غرض کہ میں نے دیوان جی کے مشورے پر ہی خود کو حویلی کے احاطے کے اندر تک محدود کر لیا تھا۔ تمام دن میں گھریلو کام کاج کے سلسلے میں درخشاں کا ہاتھ بٹاتا یا پھر اسٹڈی روم میں بیٹھا کتابوں کا مطالعہ کرتا، شام کو ہم دونوں پائیں باغ کی سیر کرتے اور پھر کیلاش اور حبیب کے ساتھ رات گئے تک ادھم چوکڑی مچاتا، درخشاں اور سلویا بھی ہمارے ساتھ شریک رہتیں لیکن جب ہمارے درمیان زیادہ بے تکلفی سے کھلے الفاظ

میں باتیں شروع ہو جاتیں تو درخشاں اور سلویا اٹھ کر مسکراتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی جاتی تھیں۔

اس رات بھی کھانے کے بعد ہم سب ڈرائنگ روم میں جمع ہو گئے۔ روزمرہ کی طرح ہمارے درمیان ہنسی مذاق ہوتا رہا پھر جیکب نے اچانک نہ جانے کیوں درخشاں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیے، حسن صورت و سیرت کے سلسلے میں ایسی ایسی مثالیں دینی شروع کیں کہ ہم اور کیلاکشں دونوں حیرت سے جیکب کا منہ دیکھنے لگے۔

"تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو گے۔" جیکب مجھ سے مخاطب تھا۔ "لیکن یقین جانو میرے دوست کہ تمہاری بیوی جنت کی حوروں کے مقابلے میں بھی زیادہ خوش پوش اور سلیقہ مند ثابت ہوئی ہے۔"

"کیا مطلب؟" کیلاکشں نے یکدم سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم نے جنت کی حوروں کا لباس بھی دیکھ رکھا ہے؟" کیلاکشں کے جملے پر درخشاں اور سلویا دونوں مسکرا دیں۔

"تمہارا ذہن چونکہ بدبودار خواؤں اور اسپرٹ کی تیز مہک سے ہر وقت پراگندہ رہتا ہے اس لیے تم میری لطیف باتوں اور معیاری تشبیہات کو سمجھنے سے قاصر ہو۔" جیکب نے کیلاکشں کو سرزنش کرنے کے انداز میں گھورا۔ "اور ایسی صورت میں کہ جب انسان خود کو حالات اور ماحول کے سانچوں میں ضم کرنے سے قاصر ہو یا تعلیم اور تجربے کی کمی اس کی لب کشائی کو حماقت کی دلیل ثابت کرتی ہو تو انسان کے لیے سربلب ہو جانا نہایت مناسب ہوتا ہے۔ میں تمھیں بھی یہی مشورہ دوں گا میرے سرجن دوست کہ اگر خود کو لگام دینے سے قاصر ہو تو کم از کم زبان کو قابو میں رکھو تاکہ وہ قلعی اتر جائے جو تم نے اپنے بھونڈے وجود کو چمکانے کے لیے اپنی اصلیت پر چڑھا رکھی ہے۔"

"یار جمال۔ یہ بغلول تو آج بڑے تمسخر میں بول رہا ہے۔" کیلاکشں نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ آج بھابی نے اس کی نکیل چھوڑ دی ہے۔"

"ایسا بھی نہیں ہے۔" سلویا جلدی سے بولی۔ "یہ درخشاں کی تعریف کر رہے ہیں اس لیے میں خاموش ہوں۔ کسی اور خاتون کی بات ہوتی تو میں انھیں اس طرح بولنے کی اجازت کبھی نہ دیتی۔"

"تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کہ خداوند بزرگ و برتر نے تمھاری انگشت حیات کے لیے ایک ایسا چمکتا انمول اور نایاب ہیرا فراہم کر دیا ہے جس کے تم اہل نہیں تھے۔" جیکب نے سلویا کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی جانب دیکھ کر بولا۔ "میں آپ کے حسنِ انتخاب کی داد دینے سے معذور ہوں لیکن آپ کے حسنِ ظن کی تعریف ضرور کروں گا کہ آپ اس جیسے کندۂ ناتراش کے ساتھ گزارا کر رہی ہیں۔"

"بالکل یہی بات میں سلویا بھابی کو سمجھانے والا تھا۔" کیلاکشں تیزی سے بولا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔" کیلاکشں نے جیکب کو گھورتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "سسٹر ماریا کی چرب زبانی نے تمھیں بھی اچھا خاصا بولنا سکھا دیا ہے۔"

"سسٹر ماریا؟" سلویا چونکی۔ "یہ کون ہے؟"

"ہسپتال میں کام کرتی ہے۔" کیلاکشں نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "صورت شکل تو کوئی خاص نہیں ہے البتہ جسمانی طور پر خاصی گداز واقع ہوئی ہے، جیکب آج کل اسے اپنی دھواں دھار تبلیغ کے ذریعے راہبہ بنا کر چرچ میں شامل کرنا چاہتے ہیں اور ماریا کا کہنا ہے کہ وہ بہت جلد جیکب کو انسان بنا دے گی۔"

سلویا کے لیے کیلاکشں کا وہ خوب صورت اور سفید جھوٹ بھی کم نہ تھا، اس نے جیکب کو اچانک گھوم کر زہریلی نظروں سے گھورا تو جیکب نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ "ربِ عظیم کی قسم سلویا ڈارلنگ، یہ مردود سرجن محض لغاظی سے کام لے کر تمھیں میرے خلاف اکسا رہا ہے، یہی وہ شیطان ہے جس نے آدم کو دانۂ گندم کھانے پر مجبور کر کے جنت سے نکلوا دیا تھا۔"

جیکب نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ سلویا کو مطمئن کر سکے لیکن وہ ہتھے سے اکھڑ چکی تھی چنانچہ میں نے درخشاں کو اشارہ کیا اور وہ بمشکل سلویا کو سمجھا بجھا کر اندر لے گئی۔ سلویا کے جانے کے بعد بھی جیکب بہت دیر تک جھلاتا رہا پھر کیلاکشں کی دل چسپ باتوں نے اسے دوبارہ نارمل کر دیا تو میں نے پوچھا۔

"اچھا، یہ بتاؤ کہ آج تم درخشاں کو کس سلسلے میں مکھن لگانے کی کوشش کر رہے تھے؟"

"میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہ مذاق نہیں حقیقت تھی۔" جیکب معاً سنجیدہ ہو گیا۔ "تمھاری بیوی اتنی معصوم، نیک، فرشتہ خصلت اور وفا شعار ہے کہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہو جو بھولے سے راہ بھٹک کر ہماری دنیا میں آ گئی ہے، مجھے تمھاری قسمت پر بھی رشک آتا ہے، تم کو خداوند نے بے حساب دولت دی ہے۔ روزی کمانے کے لیے تمھیں محنت بھی نہیں کرنی پڑتی اس کے باوجود مٹی بھی تمھارے حق میں سونا ثابت ہوتی ہے، دولت اور عزت کے علاوہ خداوندِ بزرگ و برتر نے تمھیں ایک ایسی انمول اور بے مثل شریکِ حیات بھی

عطا کر دی ہے جو فرشتوں سے بھی زیادہ قابلِ احترام اور حوروں سے بھی زیادہ۔ بلند و برتر نظر آتی ہے لیکن ....."

"لیکن کیا؟" میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تم بولتے بولتے چپ کیوں ہو گئے؟"

"ہو سکتا ہے میری بات تمھیں کڑوی لگے لیکن میں اس بات کو نہیں مانتا کہ قدرت نے کسی ایک شخص کے حصے میں شروع سے آخر تک خوشیاں ہی خوشیاں رقم کر دی ہوں۔" جیکب نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "جہاں صرف مسرتیں ہی مسرتیں ہوتی ہیں وہاں لمحات بڑے عارضی اور ناپائیدار ہوتے ہیں۔ کوئی زندگی ایسی نہیں ہوتی جو دکھ درد اور غموں سے خالی ہو اس لیے تمھیں بھی اپنے حصے کا دکھ ضرور اٹھانا ہو گا۔"

"جیکب!" کیلاکشں تیزی سے بول پڑا۔ "یہ تم نے کیا حماقت کی باتیں شروع کر دیں۔"

"میرے دوست۔" میں نے جیکب سے زہرخند سے کہا۔ "تم شاید میرے اندرونی حالات سے واقف نہیں ہو۔ درخشاں کے سلسلے میں کئی مخالفتیں سر اٹھا رہی ہیں۔"

"یہ سب عارضی اور وقتی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ دکھ درد اور غموں کی تڑپ اور چیز ہوتی ہے۔" جیکب نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "وقتی پریشانیاں اور مخالفتیں آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہیں لیکن درد کی ٹیسیں برسوں اندر ہی اندر غموں کے احساس کو تازہ کرتی رہتی ہے۔"

"تم۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" کیلاکشں نے جھلا کر پوچھا۔

"میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جمال کو بھی اپنے حصے کا بوجھ ضرور اٹھانا ہو گا۔ اس کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے مثلاً ہو سکتا ہے کہ جمال کی تمام دولت اچانک مٹی کا ڈھیر ہو جائے اور یہ کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جائے۔" جیکب نے میری طرف دیکھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "برا نہ ماننا میرے دوست۔ یہ بھی ممکن ہے تمھاری دولت، عزت اور شہرت میں دو چند اضافہ ہو جائے اور غموں کا بوجھ کسی اور انداز میں تمھیں ملے۔ ہو سکتا ہے کہ درخشاں، تمھاری فرشتہ خصلت اور نیک طینت بیوی تم سے اچانک روٹھ کر اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔ میرا مشاہدہ تو یہی کہتا ہے کہ نیک اور پاک باز روحیں زیادہ دنوں تک دنیا میں قیام نہیں کرتیں۔ انھیں خداوند کے اشارے پر آسمانوں پر بلا لیا جاتا ہے۔"

جیکب کی بات سن کر میں گنگ رہ گیا۔ میرا دل اندر ہی اندر جیسے بیٹھنے لگا۔ درخشاں کی جدائی کے تصور ہی نے میرے ہوش و حواس گم کر دیے تھے۔ میں سکتے کی حالت سے دوچار ہو کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے جیکب کو دیکھنے لگا۔ میرا وجود جیسے آہستہ آہستہ سرد ہو رہا تھا۔ پھر کیلاکشں کی تیز اور سخت آواز میرے کانوں میں گونجی، وہ جیکب سے کہہ رہا تھا۔

"تمھیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کے بارے میں اس قدر منحوس اور بے ہودہ قسم کی فرضی باتیں کرو۔ اگر تم میرے اور جمال کے کلاس فیلو اور دوست نہ ہوتے تو شاید میں سب سے پہلے تمھارا گلا گھونٹ کر تمھاری روح کو عالمِ بالا کی طرف روانہ کر دیتا۔"

"موت اور زندگی انسان کے نہیں، خدا کے ہاتھ میں ہے اس لیے میں تمھاری باتوں کا برا نہیں مانوں گا۔" جیکب نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"پھر تمھیں کسی کی دل آزاری کا کیا حق ہے؟" کیلاکشں غصے سے تلملا کر بولا۔ "اور اگر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے جانتے میں محض مذاق کیا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ تمھارا یہ مذاق انتہائی گھٹیا، پست اور غیر معیاری تھا۔"

"کچھ خیالات اچانک انسان کے ذہن میں کلبلا کر ابھرتے ہیں اور اپنا نقش جمانے چلے جاتے ہیں۔" جیکب بدستور سنجیدگی سے بولا۔ "میں نے اس وقت جمال کے بارے میں جو کچھ بھی کہا ہے وہ مذاق نہیں ہے۔ خداوند کی لازوال قوتوں نے میرے ذہن میں جو روشنی پیدا کی تھی میں نے اس کی ترجمانی اپنے سیدھے سادے جملوں میں کر دی ہے۔ میں ان باتوں کو حقیقت ہی سمجھ رہا ہوں اور حقیقت ہمیشہ بڑی تلخ ہوتی ہے۔"

"تم۔ تم ایک ادنیٰ درجے کے معمولی پادری ہو جیکب۔" کیلاکشں غصے سے دانت پیستے ہوئے کرخت آواز میں بولا۔ "کوئی پیغمبر یا دیوتا نہیں ہو جو لوگوں کے مستقبل میں جھانک کر آنے والے حالات کی پیش گوئی کر سکو۔ یوں بھی ایک دوست کے رشتے سے تمھیں جمال کے بارے میں اپنی کالی اور منحوس زبان سے ایسی باتیں نہیں نکالنی چاہیے تھیں جو تمھاری پست ذہنیت کی بھی ترجمان ہوں۔"

"تم میری ذہنیت کے بارے میں جو چاہو اندازہ لگا لو لیکن تمھارے مفروضے تقدیر کے فیصلوں کو نہیں بدل سکتے۔" جیکب نے ٹھہرے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ "قسمت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں جنھیں دوستی یا ہمدردی کے جذبے بھی ٹس سے مس نہیں کر سکتے۔"

"جیکب!" کیلاکشں طیش میں آ کر چیخا۔ "کیا تم اپنی کالی زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"نہیں۔" جیکب نے اپنے گلے میں لٹکی ہوئی صلیب کو چومتے ہوئے کہا۔ "میں پھانسی کے پھندے یا سولی پر لٹکنے کے باوجود راست گوئی سے باز نہیں آ سکتا۔"

"دو کوڑی کے پادری۔" کیلاکشن آپے سے باہر ہوگیا۔ "اگر تم حقیقت اور راست گوئی کو اتنا ہی پسند کرتے ہو تو پھر میری ایک بات بھی گرہ میں باندھ لو' درخشاں بھابی کی صحت بھی ان کی صورت اور سیرت کی طرح قابلِ رشک ہے اس لیے مستقبل قریب میں ان کے جمال سے روٹھ جانے کا کوئی امکان نہیں' البتہ تمھاری بیوی دل کے ایک مہلک عارضے میں ضرور مبتلا ہے اور ایسے مریض چار پانچ ماہ سے زیادہ اپنی حیات کا بوجھ اپنے ناتواں کاندھوں پر نہیں گھسیٹ سکتے۔ یہ ایک سرجن کا تجربہ بول رہا ہے۔ اب کہو کیا اس حقیقت کا انکشاف تمھارے لیے تلخ اور اذیت ناک نہیں کہ تمھارا اور سلویا کا ساتھ بڑا مختصر اور ریت کے اس ٹیلے کی مانند ہے جو کسی وقت بھی بیٹھ سکتا ہے۔"

"کیلاکشن میرے دوست' اگر خدائے بزرگ و برتر کی یہی مرضی ہے کہ وہ سلویا کی محبت اور رفاقت کو مجھ سے چھین لے تو میں اس سے کوئی شکوہ یا شکایت کرنے کے بجائے اس کی رضا کے آگے نہایت عقیدت سے سربسجود ہو جاؤں گا۔"

"تم۔ تم انتہائی جھکی' کرخت مغز اور نامعقول شخص واقع ہوئے ہو۔" کیلاکشن غصے سے کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

گفتگو نے بڑی تلخ صورت اختیار کرلی تھی لہٰذا میں نے فوراً مداخلت کی اور کیلاکشن اور جیکب کے درمیان نہ صرف یہ کہ صلح وصفائی کرائی بلکہ انھیں گلے بھی ملوا دیا۔ جیکب کی باتوں نے ماحول میں تلخی کا جو زہر گھول دیا تھا وہ آہستہ آہستہ چھٹ گیا پھر درخشاں اور سلویا ہمارے لیے مشروب بنا کر لائیں تو فضا کا رنگ ہی بدل گیا۔ میں نے دل پر جبر کرکے ہنسی مذاق شروع کر دیا۔ جیکب کو چھیڑتا رہا اور کیلاکشن پر بھی جملے چست کرتا رہا۔ بظاہر میں نے خود کو بالکل نارمل کرلیا تھا لیکن جیکب کی بات نہ جانے کیوں بار بار میرے دل کی گہرائیوں میں چبھ رہی تھی۔ مجھے رہ رہ کر یہی خیال ستا رہا تھا کہ جیکب نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہے۔

دوسرے روز میں تیار ہو کر حویلی سے نکلا۔ دیوان جی کی زبانی مجھے باہر کی تمام باتیں معلوم ہوتی رہتی تھیں' پولیس کو ابھی تک جیون لال کی تلاش تھی لیکن اب انھوں نے اندھا دھند چھاپے مارنے اور گھروں کی تلاشی کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔ بظاہر انھوں نے یہ بھی مشہور کر دیا تھا کہ جیون لال نے خودکشی کرلی ہے اور اس کی سڑی گلی لاش ایک پرانے اندھے کنویں سے برآمد کرلی گئی ہے لیکن حقیقت صرف مجھے معلوم تھی' شاید اس طرح وہ ڈھیل دے کر اصل مجرم کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنے جال میں دبوچ لینا چاہتے تھے لیکن وہ خواب دیکھ رہے تھے' وہ تمام زندگی جیون لال کو گرفتار نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ وہ ان کی دسترس سے بہت دور جا چکا تھا۔ وہ احمق تھے جو ابھی تک سادہ لباس اور مختلف حلیوں میں گلی کوچوں اور سڑکوں پر جگہ جگہ گھات لگائے بیٹھے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ جیون لال ان کی لسٹ پر آنے سے پہلے ہی دیوان جی کے ہاتھوں منوں مٹی کے نیچے دفن ہو چکا تھا۔

میں گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھا حالات پر غور کرتا رہا۔ دیوان جی انتہائی خاموشی سے اسٹیئرنگ سنبھالے ہوئے تھے۔ میں پہلی فرصت میں والد صاحب کے بزرگ اور دوست سے ملنا چاہ رہا تھا۔ جیکب کی باتوں نے مجھے الجھا دیا تھا۔ مجھے پنڈت اوم پرکاش کی خاموشی پر بھی حیرت ہو رہی تھی' وہ اگر مہان شکتیوں کا مالک تھا اور فاصلوں کی قید سے آزاد ہو کر دلوں کے احوال پڑھنے کی طاقت رکھتا تھا تو اب تک اسے جان لینا چاہیے تھا کہ گردھاری لال کی موت کی اصلیت کیا تھی۔ جیون لال بھی گندی طاقتوں کا شکار رہا تھا' ممکن ہے اسے گردھاری نے موت کے گھاٹ اتارا ہو۔ شاید اوم پرکاش کو صورتِ حال کا علم نہیں تھا یا پھر اس کی خاموشی میں بھی کوئی راز تھا۔ کوئی خطرناک مصلحت پوشیدہ تھی جو وہ قبل از وقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا' کسی مناسب وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ ہوسکتا ہے وہ میرے حویلی سے باہر نکلنے ہی کا منتظر ہو۔ اس خیال کے آتے ہی میرے اندر بے چینی شروع ہو گئی۔ میں نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ ہم مضافاتی علاقے کی ایک چھوٹی سی بستی کے قریب تھے۔

"دیوان جی۔" میں نے خود کو بہلانے کی خاطر دیوان جی سے پوچھا۔ "آپ نے کہا تھا کہ یہ پنڈت پجاری بڑی شیطانی قوتوں کے مالک ہوتے ہیں اور دلوں کا بھید بھی جان لیتے ہیں۔"

"جی ہاں چھوٹے سرکار۔"

"پنڈت اوم پرکاش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟" میں نے دریافت کیا۔ "کیا وہ حالات سے باخبر نہ ہوگا' میرا مطلب ہے کہ اس نے اپنے جنتر منتر کے ـــــــــ ذریعے اصل معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہ کی ہوگی؟"

"ضرور کی ہوگی لیکن شیطانی قوتیں' رحمانی طاقتوں کے آگے ہمیشہ بے بس ہو جاتی ہیں' یہ میرا ایمان ہے۔" دیوان جی نے کہا پھر اپنے الٹے بازو پر ہاتھ مارتے ہوئے بڑے اعتماد سے بولے۔ "میں نے ایک میاں جی کا تعویذ باندھ رکھا ہے چھوٹے سرکار' پنڈت پجاریوں کے باپ بھی میری ہوا نہیں پا سکیں گے' ہاں اگر اوپر سے لکھ دی گئی ہے تو پھر شہباز خان کے فرشتے بھی دم نہیں مار سکتے۔"

"سمجھا۔" میں نے دل چسپی لیتے ہوئے کہا۔ "شاید اسی لیے گردھاری تمھارے اوپر کوئی جنتر منتر نہیں آزما سکا تھا۔"

"میں نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی کہاں دیا تھا۔"

"تمھارا نشانہ بھی بڑا سچا ہے۔" میں نے تعریف کی۔ "خنجر کا پھل گردھاری کے دل میں ترازو ہوگیا تھا اسی لیے وہ جاں بر نہ ہو سکا۔"

"میں جو کچھ بھی ہوں' بندگوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی بولے۔ "وہ میاں جی اللہ کو پیارے ہو گئے جنھوں نے مجھے تعویذ دیا تھا' زندہ ہوتے تو میں آپ کو سیدھا ان ہی کے پاس لے جاتا۔ بڑا تیز اور جلدی کام کرتے تھے' صورت دیکھتے ہی اندر باہر کی تمام کیفیت' لمحوں میں جان لیتے تھے۔ شاہ صاحب بھی بڑے پہنچے ہوئے ہیں' جس کے حق میں دعا کردیں اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔"

"شاہ صاحب کون؟"

"جہاں میں آپ کو اس وقت لیے چل رہا ہوں۔" دیوان جی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "پورا نام تو حضرت ابرار علی شاہ ہے لیکن مریدوں میں شاہ صاحب کے نام سے مشہور ہیں' دلاور مرزا بتا رہا تھا کہ ایک بار وہ بدبخت بھی شاہ صاحب کے قدموں میں ایک درخواست لے کر حاضر ہوا تھا لیکن اسے چوکھٹ ہی سے دھتکار دیا گیا۔"

"میں سمجھا نہیں' دلاور مرزا نے ایسی کیا درخواست کی تھی جو اسے دھتکار دیا گیا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"اب آپ کے سامنے زبان نہیں کھول سکتا جمال میاں۔" دیوان جی نے دبی زبان میں کہا۔ "کچھ آنکھوں کی شرم وحیا بھی رکھنا پڑتی ہے' رتبے کا خیال بھی ہوتا ہے۔"

"پھر بھی' کچھ پتہ تو چلے کہ بات کیا تھی؟" میں نے دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کو تو معلوم ہوگی اس کی درخواست۔"

"میں تو دلاور مرزا کی رگ رگ سے واقف ہوں۔" دیوان جی بولے۔ "بڑا چلتا پرزہ ہے' جتنا اوپر سے دکھائی دیتا ہے اتنا ہی اندر بھی ہے' دیکھنے میں مریل نظر آتا ہے لیکن اس کی نس نس میں بجلی بھری ہوئی ہے' کوندنے پر آتا ہے تو بڑے بڑے سورماؤں کا پتا پانی کر دیتا ہے لیکن جہاں اس کے اندر ہزاروں خوبیاں ہیں وہاں ایک خرابی بھی ہے۔ لنگوٹ کا بڑا کچا اور سچا ہے لیکن نظر کا ندیدہ واقع ہوا ہے۔ الو کا پٹھا ایک لڑکی کو رام کرانے کے لیے شاہ صاحب کے پاس تعویذ لینے پہنچ گیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا تو میں نے بھی اسے جی بھر کر گالیاں سنائیں پھر جا کر شاہ صاحب کے پیروں پر سر رکھ دیا تب کہیں ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا ورنہ اگر جلال میں کوئی بددعا منہ سے نکل جاتی تو دلاور مرزا کے ساتھ ساتھ میری کم بختی بھی آ جاتی۔"

"یہ دلاور مرزا کرتا کیا ہے؟"

"میری خدمت کرتا رہتا ہے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی بڑے پیار سے بولے۔ "اس کے آگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہے' ایک بار مجھ سے ٹکر لینے کے گھمنڈ میں میرے ہی ہاتھوں زخمی ہوگیا تھا' اس وقت اس کی مسیں بھی نہیں بھیگی تھیں' کسی کے کہنے میں آکر موت کو دعوت دے بیٹھا تھا' مجھے ترس آیا تو میں اسے اپنے پاس اٹھا لایا' آٹھ سال پرانی بات ہے۔ تب سے میرے ہی ٹھکانے کا ہو کر رہ گیا ہے' مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے۔"

دیوان جی مجھے دلاور مرزا کی کہانی سناتے رہے پھر انھوں نے ایک نیم پختہ مکان کے قریب گاڑی روک دی جہاں نیم کے درخت کے نیچے ایک سفید ریش بزرگ چٹائی پر آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے' ان کے سامنے دس بارہ عقیدت مندوں کا مجمع دم سادھے خاموش بیٹھا تھا۔

میں نے گاڑی سے اتر کر ایک نظر شاہ صاحب کے نورانی چہرے پر ڈالی پھر نظریں جھکائے دبے قدموں آگے بڑھا اور ہجوم کی پچھلی قطار میں ننگی زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ دو چار نظریں میری جانب اٹھیں پھر جھک گئیں' پھر دیوان جی بھی آہستہ سے میرے برابر بیٹھ گئے۔ پندرہ منٹ تک شاہ صاحب مراقبے میں رہے پھر انھوں نے یک لخت آنکھیں کھول دیں۔ ان کی آنکھیں نورانی چہرے سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی تھیں' ان میں خون تیر رہا تھا' ایسا لگ رہا تھا جیسے انھیں کچی نیند میں جھنجوڑ کر زبردستی جگا دیا گیا ہو۔ میں ان کے داہنی ہاتھ کی جانب ذرا ہٹ کر پچھلی قطار میں بیٹھا تھا لیکن آنکھ کھولتے ہی انھوں نے جس انداز میں گردن کو خم دے کر براہِ راست میری طرف دیکھا اس سے یہی ظاہر ہوا جیسے انھیں میری آمد کا علم اچانک ہوا تھا۔ ایک لمحے کو ہماری نگاہیں چار ہوئیں' میں ان جلالی نظروں کی تاب نہ لا سکا' جلدی سے نگاہیں زمین پر گاڑ دیں مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میرے تن بدن میں ان نظروں کی تپش نے ایک آگ سی لگا دی ہو' میرے دل کی دھڑکنیں میرے قابو سے باہر ہو رہی تھیں' مجھ پر ایک عجیب سی بے ہوشی اور سرمستی کا جذبہ طاری ہو رہا تھا۔

"تم آخر کار یہاں تک آ گئے۔" شاہ صاحب کی نرم اور ٹھوس آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "دو بار تمھارا راستہ روکا گیا تھا۔"

بزرگِ کامل مجھ سے مخاطب تھے لیکن میری ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ نظریں اٹھا کر ان نگاہوں سے نگاہیں چار کر سکتا جن کی چبھن ابھی تک میں اپنے تن بدن میں محسوس کر رہا تھا۔

"جمال میاں" دیوان جی نے مجھے کہنی سے ٹھوکا مارتے ہوئے دوبارہ سرگوشی کی "نظریں اٹھائیے۔ شاہ صاحب آپ ہی سے مخاطب ہیں"

میں نے ہمت کر کے بمشکل چہرہ اونچا کیا۔ ڈرتے ڈرتے نظریں اٹھائیں لیکن شاہ صاحب دوبارہ مراقبے میں جا چکے تھے۔ مریدوں کی نگاہیں بار بار میری جانب اٹھ رہی تھیں۔ شاید انھیں میری خوش قسمتی پر رشک آ رہا تھا کہ میں اتنی جلدی شاہ صاحب کی نظرِ عنایت کا مستحق کیوں کر ہو گیا ان میں سے کچھ نگاہوں میں نفرت بھی تھی، غالباً وہ میری سیاہ بختی پر ماتم کناں تھے، میری بدبختی کا ملال کر رہے تھے کہ ایک پیرِ مرد اور بزرگِ کامل نے مجھے مخاطب کیا اور میں نظریں جھکائے بیٹھا رہا خود مجھے بھی اپنی حماقت کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا لیکن میں مجبور تھا، میری قوتِ گویائی سلب ہو گئی تھی تو میں زبان کس طرح ہلاتا۔ میری نظریں آپ ہی آپ جھک گئیں اور اب وقت گزر چکا تھا۔

شاہ صاحب دوبارہ مراقبے میں چلے گئے تو مریدین نے ایک ایک کر کے وہاں سے اٹھنا شروع کر دیا۔ وہ آہستہ سے اٹھتے الٹے قدموں پیچھے ہٹتے پھر کمر کو خم دے کر عقیدت کے اظہار کے طور پر جھکاتے اور آہستہ سے پلٹ کر واپس چلے جاتے وقت تیزی سے گزرتا رہا، دوپہر کا وقت ہوا تو دیوان جی نے مجھے کھانے کا یاد دلایا لیکن میں نے دیوان جی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا ٹکٹکی باندھے شاہ صاحب کو دیکھتا رہا۔ دوپہر کے بعد شام آئی اور وہ بھی گزر گئی۔ اجالوں کی جگہ اندھیرے پھیلنے لگے تو ایک معصوم بچی نے جلتی ہوئی لالٹین لا کر نیم کے تنے کے قریب رکھ دی اور چپ چاپ واپس ہو گئی، شاہ صاحب بدستور مراقبے میں تھے اور میں بھی اپنی جگہ جیسے پتھر کا بن گیا تھا وقت اور لمحات کا حساب میرے ذہن سے مٹ چکا تھا۔ میری نظریں اس نورانی چہرے پر جمی ہوئی تھیں جو کسی اور دنیا میں مستغرق تھا۔

"جمال میاں" دیوان جی نے مجھے شانے سے پکڑ کر کہا۔ "حویلی میں سب لوگ پریشان ہوں گے۔ اندھیرا پھیل چکا ہے"

میں نے دیوان جی کی آواز سنی تھی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی دور سے مجھے مخاطب کر رہا ہو، میں نے اس آواز پر زیادہ دھیان نہیں دیا، پوری توجہ اور انہماک سے ٹکٹکی باندھے شاہ جی کو دیکھتا رہا۔ میں نے طے کر لیا تھا کہ چاہے دن مہینوں اور مہینے صدیوں میں کیوں نہ تبدیل ہو جائیں میں اس آستانے سے بے نیل و مرام واپس نہیں جاؤں گا۔ میں نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ بلند مرحلوں کے لیے استغراق بنیادی شرط ہے چنانچہ میں نے ہمت نہ ہاری پوری لگن سے اپنی جگہ جما بیٹھا رہا۔ دیوان جی نے پریشان ہو کر پہلو بدلنا شروع کر دیا تھا۔ متعدد بار انھوں نے مجھے آواز دی، ہاتھ پکڑ کر ہلانے جلانے کی کوشش بھی کی لیکن میں شاید ہر بات سے بے نیاز ہو کر ڈوب گیا تھا۔ مجھے مایوسی کا شکار نہیں ہونا پڑا۔ شاہ صاحب نے اپنا مراقبہ ختم کر دیا۔ نظر اٹھا کر میری طرف گھورا۔ میں لڑکھڑانے لگا لیکن میں نے نظریں نیچی نہیں کیں۔ مجھے اپنے اندر آگ سی سلگتی محسوس ہو رہی تھی میں جھلس رہا تھا، خاکستر ہو رہا تھا، شعلوں کی تپش مجھے بتدریج راکھ کے ڈھیر میں منتقل کر دینا چاہتی تھی مگر میں اپنی جگہ ڈٹا رہا، اگر اس وقت لغزش آ جاتی تو پھر میری ریاضت کا زیاں ہو جانا بھی عین ممکن تھا۔ کئی لمحے یوں ہی گزر گئے، بزرگِ کامل مجھے نگاہوں نگاہوں میں تولتے رہے پھر نہایت نرم اور شفقت بھرے لہجے میں بولے۔

"میاں۔ تم مولوی اصغر حسین کے صاحب زادے ہو"

"جی ہاں" میں نے ہاتھ باندھ کر باادب جواب دیا۔ "آپ کی خدمت میں اپنی بپتا سنانے حاضر ہوا ہوں"

"مجھے علم ہے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ وقت کی نامساعد گردش نے تمھیں الجھا رکھا ہے"

"میں حل کی تلاش میں بھٹک رہا ہوں قبلۂ محترم آپ کی مدد کی ضرورت ہے" میں نے بڑی عاجزی سے کہا "بڑی آس لے کر یہاں تک پہنچا ہوں"

"شرک کی باتوں سے پرہیز کی عادت ڈالو" شاہ صاحب تیزی سے بولے "جو کچھ مانگنا ہو بس اوپر والے سے مانگو"

"مجھے وسیلے کی ضرورت ہے" میں نے انکساری سے کام لیا "آپ ہاتھ تھام کر اس نئے راستے پر لگا دیں، باقی سفر میں خود طے کر لوں گا"

"جو دوسروں کی انگلی تھام کر چلنے کے عادی ہوں۔ وہ محتاج کہلاتے ہیں"

"گھپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بھی بھٹکے ہوئے کو راہ دکھا دیتی ہے"

"تمھارے والد بھی ضدی طبیعت کے مالک تھے" شاہ صاحب نے مجھے پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "میں تمھارے حق میں نیلی چھتری والے سے دعا کروں گا"

"مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دوا کی بھی ضرورت ہے" میں نے التجا کی "گندی طاقتوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے"

"میں سب جانتا ہوں میاں، جو گزر گیا۔ جو بیت رہا ہے اور جو کچھ پیش آنے والا ہے لیکن جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ ہر حال میں پورا ہو گا"

"مجھے سکون کی تلاش ہے" میں تڑپ کر بولا "میں بدذات بچاریوں کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں"

"زخم کریدتے رہو۔ یہ ناسور بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمھیں پریشان نہیں کر سکے گی" شاہ صاحب نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں میرے محترم" میں نے کہا "آپ کس زخم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں"

"افسوس۔ افسوس" اچانک شاہ صاحب نے ہاتھ ملنا شروع کر دیا۔ ان کی حرکتوں میں اضطراب کی شدت موجود تھی پھر وہ آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر بولے "تیری شان ہے میرے مالک جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے"

"میں اب بھی کچھ سمجھنے سے قاصر ہوں" میں نے الجھتے ہوئے کہا "میری رہنمائی فرمائیے"

"ماں کی قبر پر جلدی جلدی حاضری دیا کر۔ تیری مراد وہیں سے پوری ہو گی" شاہ صاحب نے بے چینی سے جواب دیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ کوئی بات ان کی زبان تک آتے آتے رہ جاتی ہے، وہ کھل کر کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن زبان میں لکنت آ جاتی تھی۔

"قبلۂ محترم" میں نے عاجزی اختیار کی "کیا میں یہاں سے خالی ہاتھ واپس چلا جاؤں"

شاہ صاحب میری بات سن کر پھر تذبذب کی کیفیتوں سے دوچار ہو گئے۔ کچھ دیر تک ہاتھ ملتے رہے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"نہیں میرے محترم۔ نہیں" میں چیخ اٹھا "آپ میرے مرحوم والد کے دوست ہیں۔ میں دوستی کے اسی مقدس رشتے کی ڈور تھامے یہاں تک آیا ہوں، خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا واللہ اگر۔ مایوسی میرا مقدر بن چکی ہے تو پھر میں یہیں اپنا سر پھوڑ کر مر جاؤں گا"

"نہیں" شاہ صاحب نے جلدی سے آنکھیں کھول کر میرے اضطراب کا اندازہ لگایا پھر خشک آواز میں بولے "خدمت کر۔ میری بات مان لے، اپنی والدہ کی قبر پر بار بار حاضری دیا کر، جو ملنا ہے وہیں سے ملے گا"

"وہاں پاگل میری راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں، مجھ پر تھوکتے ہیں اور میری ٹانگوں پر لکڑیاں برساتے ہیں" میں نے تڑپ کر کہا۔

"تو۔ تو اندھا ہو گیا ہے" شاہ صاحب کے چہرے پر اچانک جلال آ گیا "جب تک تیری بینائی بحال نہیں ہوتی تو بھٹکتا رہے گا"

"مجھے آپ کی بددعاؤں کی نہیں دعاؤں کی ضرورت ہے" میں نے بزرگِ کامل کے جلال کو محسوس کرتے ہوئے کہا "میں اس آستانے سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا"

"میں کہتا ہوں جا۔ چلا جا" شاہ صاحب نے مجھے دھتکارتے ہوئے کہا "بھیک مانگنے نکلا ہے اور پھٹی جھولی لیے گھوم رہا ہے۔ پہلے جا کر دامن رفو کرا لے"

"میں پاگل ہو جاؤں گا میرے محترم" میں سسک اٹھا۔ "میں اس آستانے کے پتھروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دے دوں گا لیکن خالی نہیں جاؤں گا"

شاہ صاحب کے چہرے پر شدید غم و غصے کی ملی جلی کیفیت طاری تھی، وہ میری کس بات پر خفا ہوئے تھے میں اس کی تہہ تک پہنچنے سے عاری تھا، پہلے انھوں نے مجھ سے بڑی شفقت سے گفتگو کی تھی پھر یک لخت بھڑک اٹھے اور مجھے دھتکارنے لگے مگر میں نے طے کر لیا تھا کہ ان سے کچھ لیے بغیر نہیں ٹلوں گا۔ میری تقدیر میں اگر سر پھوڑ کر مرنا ہی لکھا تھا تو مجھے یہ بھی منظور تھا۔ شاہ صاحب مجھے سخت نظروں سے گھورتے رہے، ان کے چہرے پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا، بار بار وہ ہاتھ اٹھا کر اپنی ران پر ملتے تھے اور بے چینی سے یوں سر جھٹکنے لگتے جیسے کسی شدید ذہنی خلفشار میں مبتلا ہوں، کسی اندرونی کشمکش سے دوچار ہوں، کبھی نظریں اٹھا کر آسمان کی سمت

دیکھتے اور ہونٹ چبانے لگتے کبھی ان کی آنکھوں سے اشک بہنے لگتے پھر وہ مجھے سرخ سرخ نظروں سے گھورتے، ان نگاہوں میں نفرت اور محبت کا ملا جلا احساس موجود ہوتا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ ان ہی متضاد کیفیتوں سے دوچار رہے پھر جھلا کر اپنے ہاتھ میں دبی ہوئی تسبیح زور سے میری طرف پھینکی اور اشارے سے مجھے دھتکارتے ہوئے ایک بار پھر مراقبے میں چلے گئے۔

میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے تسبیح اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی، آنکھوں سے ملا پھر شاہ صاحب کو دیکھتا ہوا اٹھا اور گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ مجھے خوشی تھی کہ میں خالی ہاتھ وہاں سے نہیں آیا تھا، شاہ صاحب کی تسبیح میرے لیے کسی تبرک سے کم نہ تھی، میں نے بڑی عقیدت سے اسے چوم کر شیروانی کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔ دیوان جی نے گاڑی کی رفتار تیز کر رکھی تھی مجھے اب احساس ہو رہا تھا کہ حویلی سے میری طویل غیر حاضری نے یقیناً سب کو پریشان کر دیا ہوگا۔

عشاء سے ذرا بعد میں نے حویلی کے احاطے میں قدم رکھا تو درخشاں کے علاوہ جیکب، سلویا اور کیلاکش بھی میرے منتظر تھے۔ ایک دو ملازم بھی پریشانی کے عالم میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ درخشاں کی نظروں میں میرے لیے لاتعداد سوالات مچل رہے تھے، کیلاکش مجھے وضاحت طلب اور معنی خیز نگاہوں سے گھور رہا تھا، سلویا نے مجھے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا لیکن جیکب نے اس وقت بھی حماقت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ کیلاکش جی۔ مسٹر ماریا کا چکر کس کے ساتھ چل رہا ہے؟"

"یار جیکب" کیلاکش تلملا کر بولا "کبھی تو موقع محل دیکھ کر بات کر لیا کرو۔"

"اور تم جو اس روز میری بیوی کی موجودگی میں مجھے ماریا کے ساتھ نتھی کر رہے تھے۔" جیکب منہ بنا کر بولا "کیا وہ مذاق مناسب تھا؟"

میں جیکب اور کیلاکش کو آپس میں الجھتا چھوڑ کر اندر آیا تو درخشاں نے مجھ سے کوئی باز پرس کرنے کے بجائے بڑی نرمی سے کہا۔

"آپ چل کر غسل کریں۔ میں لباس لے کر آتی ہوں نہانے سے دن بھر کی تکان دور ہو جائے گی۔"

"درخشاں" میں نے آگے بڑھ کر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں دن بھر کہاں غائب رہا۔"

"مجھے آپ پر مکمل اعتبار اور بھروسہ ہے جمال! البتہ آج آپ نے اتنی دیر لگا دی کہ مجھے ہول اٹھنے لگا تھا۔" درخشاں نے مسکرا کر پیار سے جواب دیا تو میری دن بھر کی تکان دور ہو گئی۔

"میں دراصل اپنے والد کے ایک پرانے بزرگ دوست کے پاس چلا گیا تھا۔" میں نے صاف گوئی سے کہا "وہاں مجھے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا جمال! میں بھی آپ کو مشورہ دینے والی تھی کہ آپ بزرگوں اور پیروں کی صحبت میں اٹھا بیٹھا کریں۔"

"اس مشورے کی کوئی معقول وجہ بھی ہو گی؟" میں نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"ہو سکتا ہے حالات نے مجھے وہم میں مبتلا کر دیا ہو لیکن میرا دل بار بار یہی کہتا ہے کہ پتا جی اور ان کے دوست پنڈت پجاری، ہمیں سکھ اور چین سے نہیں رہنے دیں گے۔" درخشاں نے اداس لہجے میں کہا "مجھے یہ خیال بھی ستاتا رہتا ہے کہ میں شاید زیادہ دنوں تک تمہارے سائے میں پناہ نہ لے سکوں گی اور یہ گندی طاقتیں، مجھے تم سے دور کرنے کے لیے موت کے گھاٹ اتارنے سے بھی دریغ نہیں کریں گی۔"

"درخشاں" میں چیخ اٹھا، مجھے جیکب کے کہے ہوئے جملے یاد آ گئے۔ میں نے درخشاں کو پوری شدت سے اپنی بانہوں میں سمیٹتے ہوئے کہا "خدا کے لیے ایسی باتیں زبان پر نہ لایا کرو ورنہ میرا دل غموں کے احساس ہی سے پھٹ جائے گا۔ میں تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہیں گے۔ ایک ساتھ جئیں گے، ایک ساتھ مریں گے۔ واہموں کو دل سے نکال دو درخشاں! پنڈت پجاری ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"کیا تم نے اپنے پیر بابا کو تمام باتیں بتا دی ہیں؟" درخشاں نے معصومیت سے پوچھا "وہ کیا کہتے ہیں؟"

"انھوں نے بھی یقین دلایا ہے کہ گندی طاقتیں ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی، کچھ وقت پریشانیوں میں ضرور گزرے گا لیکن اس کے بعد راحت ہی راحت ہو گی۔" میں نے درخشاں کو تسلی دی۔

"ایک بات پوچھوں جمال؟" درخشاں نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑی اپنائیت سے کہا۔

"پوچھو جانِ من۔ تمھیں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔"

"آپ کو میری جان کی قسم کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کیجیے گا۔" درخشاں نے مجھے اپنی قسم دی پھر بولی "یہ گردھاری لال، مالتی اور جیون لال کی موت کا کیا قصہ ہے۔ ڈپٹی کمشنر بذاتِ خود ہماری حویلی کی تلاشی لینے کے لیے کیوں دوڑا چلا آیا تھا؟"

درخشاں کے اس اچانک سوال نے ایک لمحے کو مجھے بوکھلا دیا۔ اس نے مجھے اپنی جان کی قسم دے کر عجیب مخمصے میں

ڈال دیا تھا کچھ دیر تک میں خاموش رہا پھر میں نے دل پر جبر کر کے شروع سے آخر تک کی تمام تفصیل درخشاں کو سنا ڈالی۔ مجھے یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن کسی نہ کسی طرح اسے حالات کا علم ضرور ہو جاتا اس روز وہ مجھ سے شکوہ اور شکایت کر سکتی تھی اس لیے ابتدا ہی میں اس کا حالات سے باخبر ہو جانا زیادہ مناسب تھا۔ وہ دوسروں کے مقابلے میں مجھے بہتر طور پر مشورہ دے سکتی تھی۔ میں نے شاید اب تک اس سے تمام باتیں پوشیدہ رکھ کر غلطی کی تھی میرے ذہن پر جو بوجھ تھا وہ درخشاں کو راز دار بنا لینے کے بعد بڑی حد تک کم ہو گیا۔ درخشاں نہایت سنجیدگی اور غور سے میری باتیں سنتی رہی پھر بڑی بے پروائی سے مسکرا کر بولی۔

"فی الحال آپ نہا دھو کر تازہ دم ہو جائیں کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کریں پھر رات کو اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"

"رات کو تمھارے ساتھ سنجیدہ رہنا بڑا دشوار ہے۔" میں نے درخشاں کو چھیڑتے ہوئے کہا "تم نے عادتیں جو خراب کر رکھی ہیں۔"

"شریر کہیں کے۔" درخشاں نے میری نگاہوں کی گرمی سے پگھل کر شرماتے ہوئے کہا پھر وہ میرا لباس لینے چلی گئی تو میں گنگناتا ہوا غسل خانے میں گھس گیا۔

❁

کیبن کے دروازے پر ہونے والی تیز دستک کے ساتھ ہی جیکب کی آواز بھی میرے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالی، اس وقت شام کے پانچ بجے تھے۔ ڈائری کو بند کر کے میں نے جلدی سے الماری میں رکھا پھر لپک کر دروازہ کھول دیا۔ جیکب آندھی اور طوفان کی طرح دندناتا ہوا کیبن میں داخل ہوا اس کے چہرے پر زلزلے کی سی کیفیت طاری تھی سرخ سرخ آنکھیں کسی آتش فشاں کا منظر پیش کر رہی تھیں، لرزتے ہوئے تنفس اور غصے کی شدت کو کنٹرول کرنے کی خاطر وہ ہانپتا ہوا آگے بڑھ کر میرے بستر پر بیٹھ گیا۔

جیکب کی وحشت قابلِ دید تھی۔ میں نے کیبن سے باہر جھانک کر دیکھا۔ کیلاکش وہاں موجود نہیں تھا البتہ باہر کا سماں بے حد پیارا لگ رہا تھا نیلا کھلا آسمان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور دور تک پھیلا ہوا نیلگوں سمندر جس کی لہریں بلاگ الاتی ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو رہی تھیں، عرشے پر میرے کیبن کے سامنے کوئی بھی نہیں تھا۔ میں نے سوچا یقیناً کیلاکش نے پھر جیکب کی کسی دکھتی رگ کو چھیڑ دیا ہو گا

میں نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ ابھی تک اپنی ہچکی ہچکی سانسوں پر قابو پانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔

"کیا بات ہے میرے دوست؟" میں نے پوچھا "تم اس قدر درہم برہم کس لیے نظر آ رہے ہو؟"

"تم... میں... اسے گولی مار دوں گا۔" جیکب نے غصے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیلاکش کی بات کر رہے ہو؟" میں مسکرا دیا۔

"وہ بھی قابلِ گردن زدنی ہے۔" جیکب نے بدستور ہانپتے ہوئے جواب دیا "میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن بے ہودہ مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مقدس مسیح کی قسم اگر وہ بے لباس، میرے سامنے آئی تو میں اس کا خون پی جاؤں گا۔"

"کیا مطلب۔" میں چونکا "کون تمھارے سامنے بے لباس آنے والی ہے۔"

"روپا۔" جیکب نے تلملا کر کہا "کیلاکش نے اسے سمجھایا ہے کہ اگر میں لاسا کے حق میں صدقِ دل سے دعا کر دوں تو اس کی ذہنی حالات اعتدال پر آ سکتی ہے ـــــ وہ دوبارہ نارمل ہو سکتی ہے۔"

"اوہ۔" میں زیرِ لب مسکرا دیا "جہاں تک دعا کا تعلق

ہے تو بحیثیت پادری کے تم پر فرض ہے کہ ضرورت مندوں کے لیے اپنی مذہبی خدمات پیش کرتے رہو۔ لیکن ۔ روپا کو اس طرح آنے کا مشورہ کس نے دیا ہے؟"

"اسی سرجن کی دُم نے" جیکب دانت پیستے ہوئے بولا۔ "اس نے روپا کو باور کرا دیا ہے کہ اگر اس نے اس طرح میرے سامنے جھولی پھیلائی تو میں ہر قیمت پر اس کی مراد پوری کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

"دماغ سے کام لینے کی کوشش کرو میرے بھائی" میں نے نہایت سنجیدگی سے جیکب کی وحشتوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے جواب دیا۔ "جب روپا اس طرح تمہارے سامنے آ جائے گی تو پھر دامن کہاں سے پھیلائے گی، رہا مراد پوری ہونے کا سوال تو میرا خیال ہے کہ خسارہ روپا ہی کا ہو گا۔"

"تم ۔ تم بھی میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔" جیکب نے مجھے حیرت سے گھورا۔ "میری حماقت تھی جو تم جیسے لفنگوں کے ساتھ سفر پر آنے کو تیار ہو گیا لیکن میں جزیرہ فجی سے آگے نہیں جاؤں گا۔"

"کیا مطلب کیا تم بھی روپا اور لاسا کے ساتھ اگلی بندرگاہ پر اتر جاؤ گے؟"

جیکب نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ اسی وقت کیلاکشس کیبن میں داخل ہوا اور جیکب کو گھورتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے بولا —

"تم ۔ یہاں جمال کے کیبن میں کیوں آ گئے؟"

"میں جہنم میں بھی جا سکتا ہوں، تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے" جیکب جھلا گیا۔

"شرم آنا چاہیے تمہیں، پادری ہو کر یہ چاہتے ہو کہ ایک مجبور، بے سہارا، حسین اور خوبرو لڑکی، دو آدمیوں کی موجودگی میں اپنے جسم کی نمائش کرے؟"

کیلاکشس ایک دم ہی چڑھتا چلا گیا۔ "بولو، جواب دو۔ کیا تمہاری غیرت اسے گوارا کرے گی؟ کم از کم مجھے تم سے اس بے ہودگی کی توقع نہیں تھی۔"

"قصہ کیا ہے؟" میں نے کیلاکشس کی خوب صورت اداکاری اور جیکب کی بوکھلاہٹ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے انجان بن کر پوچھا۔

"کچھ نہیں" کیلاکشس جیکب کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "روپا اپنے ساتھی لاسا کی دماغی حالت کی وجہ سے بے حد پریشان ہے اور اپنی دیوی ——— کا آشیرواد لے کر اس گورے بابا سے لاسا کے حق میں دعا کرانا چاہتی ہے۔"

"دعا کرنا میرا فرض ہے" جیکب نے کیلاکشس کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "لیکن روپا کو یہ لیسا بے ہودہ مشورہ کیوں دیا ہے؟"

"وہ، میں نے تمہاری آسانی کے لیے کیا تھا" کیلاکشس تیزی سے بولا۔ "تم ہندو دھرم کے رسم و رواج اور عقیدوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے میں نے بڑی بڑی ستی ساوتریوں کو بھی ایسے ہی عجیب و غریب انداز میں پوجا کرتے دیکھا ہے۔"

"رحم ۔ خداوند رحم" جیکب نے استغفار کے لیے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"مروت" کیلاکشس نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "روپا نے اس وقت تمہارے پاس آنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔"

"بہتر یہی ہو گا کہ تم روپا کو سمجھا دو" میں نے جیکب کی حمایت میں کیلاکشس سے کہا۔

"روپا خود سمجھ دار ہے" کیلاکشس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس وقت جہاز پر خاصی چہل پہل ہے۔ عملے کے افراد ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہیں، ایسی حالت میں وہ بھی اپنے کیبن سے ——— نکلنا پسند نہ کرے گی لہٰذا اس نے فیصلہ کیا ہے کہ رات کو ٹھیک بارہ بجے جب ہر طرف ہیبت ناک سناٹے طاری ہوں گے اور سمندر کی بپھری ہوئی موجیں بحری عقاب سے سر ٹکرا رہی ہوں گی وہ بھی کسی ننگ دھڑنگ پادری سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جانے کا عزم لے کر اپنے کیبن سے نکلے گی۔"

"تم ۔ تم" جیکب ہکلانے لگا۔

"آج کی رات روپا کی آخری رات ہو گی جب وہ لاسا کے لیے اپنا دامن پھیلا کر فادر جیکب سے رحم کی درخواست کر سکتی ہے" کیلاکشس نے نہایت ڈرامائی انداز میں سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "اگر آج وہ کامیاب نہ ہوئی تو پھر دیوی اور دیوتا بھی اس کی پکار نہیں سنیں گے، کل کا سورج اسے ہم سے جدا کر دے گا۔ وہ آنے والی بندرگاہ پر لاسا کا ہاتھ تھامے، اپنی بچپن کی امنگوں کو سینے میں سمیٹے، فادر جیکب کی کڑیل جوانی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہوئی جہاز کی سیڑھیوں کے ذریعے تیزی سے خشکی پر واپس پلٹ جائے گی۔"

"تم انتہائی گھٹیا اور بے ہودہ قسم کے مسخرے ہو" جیکب نے عاجز آ کر رو دینے والے لہجے میں کہا پھر تیز تیز قدم اٹھاتا میرے کیبن سے باہر چلا گیا۔ میں نے اسے دو تین آوازیں بھی دیں لیکن اس نے رکنے کے بجائے اپنی رفتار اور تیز کر دی تھی۔

"بڑا معصوم اور دل چسپ آدمی ہے" کیلاکشس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر یہ نہ ہوتا تو ہمارا یہ سفر انتہائی بدمزہ اور بور ثابت ہوتا۔"

"میرا خیال ہے کہ اب جیکب کو کل صبح تک اس کے کیبن سے نکالنا دشوار ہی ہو گا" میں نے مسکرا کر کہا۔ پھر سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا تم نے دوبارہ لاسا کا معائنہ کیا تھا؟"

"ہاں ۔ مگر میں ابھی تک اس کی بیماری کی وجہ نہیں دریافت کر سکا۔"

"ذہن پلٹ جانے کے لاکھوں بہانے ہو سکتے ہیں" میں نے جلدی سے کہا۔ "میڈیکل سائنس دیوانگی یا پاگل پن کی نشاندہی تو کر سکتی ہے لیکن ہر کیس کی مخصوص وجہ بتانے سے قاصر ہے۔ اکثر کوئی معمولی صدمہ بھی اچھے بھلے انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ اسے تم کیا کہو گے؟"

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں لیکن تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ نارمن بھی کچھ ایسے ہی حالات کا شکار ہوا تھا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرا خیال ہے کچھ گندی طاقتیں بحری عقاب میں بھی اپنا جال پھیلا رہی ہیں" کیلاکشس سنجیدہ تھا۔

"فکر مت کرو" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "صرف ایک رات کی بات اور ہے کل اس سیاہی جوڑے کو اگلی بندرگاہ پر اتار دیا جائے گا۔"

"لعنت بھیجو" کیلاکشس نے بھی سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ "ہم بلاوجہ اپنا وقت فضول باتوں میں کیوں برباد کریں۔ آؤ باہر عرشے پر کچھ دیر چہل قدمی کرتے ہیں، ٹھنڈی ہوا کے تم جھونکے یقیناً ہمارے اعصاب کے لیے فرحت بخش ثابت ہوں گے۔"

میں کیبن بند کر کے کیلاکشس کے ساتھ عرشے پر آ گیا جہاں عملے کے بیشتر افراد ادھر اُدھر ریلنگ کے قریب کھڑے کھلے آسمان اور بپھرے سمندر کی پرسکون لہروں سے لطف اندوز ہو رہے تھے جیکسن مجھے کنٹرول روم کے آگے کھڑا نظر آیا۔ اس نے دوربین نظروں سے لگا رکھی تھی اور نہایت انہماک سے کچھ دیکھنے میں مصروف تھا۔ جہاز کا بوڑھا کپتان ایسٹلے حسب معمول اس وقت بھی اپنا پائپ منہ میں دبائے عرشے پر ٹہل رہا تھا۔ اپنے فرائض کے معاملے میں وہ کچھ زیادہ ہی مستعد اور چاق و چوبند نظر آتا تھا، فرصت اور ڈیوٹی پر صرف نہ ہونے والے اوقات کا بیشتر حصہ بھی وہ عملے کے افراد کے درمیان گزارنے کا عادی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات بحری عقاب کے کارکنوں کے لیے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

ہم ٹہلتے ہوئے ایسٹلے کے قریب جا کر رکے تو اس نے بڑھ کر ہمیں سلام کیا پھر کیلاکشس کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

"کیا خیال ہے میرے عزیز ۔ دھیل کے شکار کا کوئی پروگرام پھر مرتب کیا جائے؟"

"مجھے بے حد خوشی ہو گی لیکن ہمارے دوست فادر جیکب کو شکار کے لیے آمادہ کرنا آپ کی ذمہ داری ہو گی" کیلاکشس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں نہیں ۔ کیوں نہیں" ایسٹلے بولا۔ "میں فادر جیکب سے بھی درخواست کروں گا اور ۔ اس بار جمال صاحب بھی یقیناً ہمارے ساتھ ہوں گے ۔ کیوں میرے عزیز؟"

"مجھے شکار سے کوئی دل چسپی نہیں مسٹر ایسٹلے لیکن آپ سب کی خوشی کے لیے میں ضرور شریک ہو جاؤں گا" میں نے ایسٹلے کا دل رکھنے کی خاطر کہہ دیا۔

"آئندہ سفر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے مائی ڈیر کپتان؟" کیلاکشس نے پوچھا۔ "اگر موسم اتنا ہی خوش گوار رہا تو ہم یقیناً اپنے پروگرام کے مطابق سفر کر سکیں گے۔"

"مجھے آپ لوگوں کی خدمت کر کے خوشی ہو گی میرے عزیز۔ لیکن بحری سفر کے بارے میں آئندہ کے لیے پورے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا، ساحلی کناروں کے ساتھ ساتھ سفر کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن کھلے سمندر میں ہم ہواؤں اور بادلوں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں" ایسٹلے نے سنجیدگی سے کہا۔ "اوپر کے حالات موافق بھی ہوں تو اندر کے حالات کے بارے میں تشویش لاحق رہتی ہے، سمندر کے اندر پوشیدہ آتش فشاں کب اپنا دہانہ کھول دیں اور کب دیو ہیکل جہاز تنکے کی طرح الٹ پلٹ ہو جائے۔ کون کہہ سکتا ہے؟"

"بحرِ شمال کے سائیکلون کے بارے میں تمہارا تجربہ کیا کہتا ہے؟" کیلاکشس نے قدرے چبھتے ہوئے انداز میں سوال کیا تو ایسٹلے کے چہرے کے تاثرات یک لخت بدل گئے۔

"میرے عزیز" اس نے کیلاکشس کو سپاٹ نظروں سے گھورتے ہوئے خشک آواز میں کہا۔ "میری کوشش اور میری دعا یہی ہو گی کہ بحری عقاب کو ہر قیمت پر بحرِ شمال کے بدترین طوفانوں سے محفوظ رکھ سکوں۔"

کیلاکشس کے علاوہ میں نے بھی ایسٹلے کے بدلے ہوئے لہجے کو محسوس کیا۔ غلطی بہرحال کیلاکشس کی تھی جس نے پرانگالی کپتان کے تجربے کو دوسری بار اپنے مذاق کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ میں نے گفتگو کا رخ بدل کر ایسٹلے کو نارمل کرنا چاہا مگر قبل اس کے کہ میں کوئی مناسب اور ہلکا پھلکا موضوع چھیڑتا، روپا تیزی سے بھاگتی ہوئی ہمارے قریب آئی اور کیلاکشس سے بولی۔

"ڈاکٹر ۔ لاسا کی حالت خراب ہو رہی ہے وہ نہ جانے

کیا کیا بک رہا ہے۔ میں منتی کرتی ہوں کہ اسے بے ہوشی کا ٹیکہ لگا کر شانت کر دو۔" اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "میں سدا جیون تمہارا یہ احسان یاد رکھوں گی۔"

کیلاش نے ایک نظر میری جانب دیکھی پھر خاموشی سے روپا کے ساتھ ہولیا۔ میں بھی ایشلے کے ساتھ لاسا کے کیبن کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ پرتگالی کپتان کے چہرے پر ابھرنے والے ناخوشگوار تاثرات لاسا کی خبر سن کر کچھ اور گہرے ہو گئے تھے۔

"نہ جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی جب میں نے اسے جہاز پر پناہ دینے کی ہامی بھر لی تھی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے بولا۔ "فادر جیکب نے اسے پہلے ہی دن ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا تھا۔"

"اب ان باتوں سے کیا فائدہ میرے بزرگ دوست۔" میں نے ایشلے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ "صرف ایک رات کی بات اور ہے۔"

"ہاں میرے عزیز۔ لیکن کبھی کبھی ایک لمحہ بھی انسان پر بہت بھاری ثابت ہوتا ہے۔"

میں نے اس بار ایشلے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیلاش اپنا ایمرجنسی بیگ لیے تیزی سے ہمارے قریب آگیا۔ روپا نے جلدی سے کیبن کا دروازہ کھول دیا، ہم اور کیلاش ایک ساتھ ہی اندر داخل ہوئے، ایشلے باہر رک گیا تھا۔ شاید وہ نہیں چاہتا تھا کہ عملے کے افراد وہاں بھیڑ کی صورت میں جمع ہو جائیں۔

لاسا کا جسم رسیوں میں جکڑا ہوا تھا، اس کی حالت خاصی ابتر نظر آ رہی تھی، وہ ہمیں باری باری پاگلوں کی طرح دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا رہا پھر اس انداز میں گلا پھاڑ کر قہقہے لگانے لگا جیسے ہم اس کے لیے پاگل رہے ہوں۔ نہ جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس وقت لاسا کی ذہنی حالت پہلے کے مقابلے میں بدرجہا بہتر ہے۔ اس کے قہقہے مجھے عجیب لگ رہے تھے یوں جیسے وہ ہمارا مذاق اڑا رہا ہو۔ مجھے اس کی آواز بھی کچھ بدلی بدلی سی محسوس ہو رہی تھی۔

کیلاش نے آگے بڑھ کر اس کا سرسری معائنہ کیا لیکن وہ ہنستا رہا۔ آج اس نے نہ تو کوئی گالی بکی، نہ پاگلوں کی طرح اپنا سر ستون سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ کیلاش اس کا معائنہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی شاید میری طرح وہ بھی لاسا کی کیفیت میں حیرت انگیز تبدیلی کو محسوس کر چکا تھا۔ روپا بھی پھٹی پھٹی نظروں سے لاسا کو دیکھ رہی تھی۔

"ہمارے آنے سے پہلے یہ کیا واہی تباہی بک رہا تھا؟" کیلاش نے لاسا کو گھورتے ہوئے روپا سے سوال کیا۔

"یہ۔ یہ کہہ رہا تھا کہ اس کا سمے پورا ہو چکا ہے، وہ سے ناتا توڑ کر آکاش کی طرف اڑنے کو کہہ رہا تھا اور نہ جانے کیا کیا الٹی سیدھی بکواس کر رہا تھا۔" روپا نے لاسا کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ "کہہ رہا تھا کہ اس کی آتما اس وقت تک شانت نہیں ہوگی جب تک یہ ناگ کا روپ دھار کر اپنے دشمنوں کو ڈس نہیں لے گا۔ بار بار چیخ چیخ کر کالی کرا... رٹے رہا تھا۔"

کیلاش ہمہ تن گوش تھا لیکن ناگ کے روپ کا حوالہ سن کر میں حیرت سے اچھل پڑا اور ٹھیک اسی وقت لاسا نے میری طرف دیکھ کر بڑے زہریلے انداز میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو ایک بار پھر اپنے علم اور چالاکی کے باعث بچ گیا ہے لیکن اتنا یاد رکھ کہ کالی کے پجاری دوزخ کے دروازے تک تیرا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ وشنو کے خادم تجھے ایسی اذیتیں دیں گے کہ تیری روح کانپ اٹھے گی۔ زمین کے کسی حصے پر تجھے ہم سے پناہ نہ مل سکے گی۔"

لاسا کی آواز حیرت انگیز طور پر بدلی ہوئی تھی۔ کیلاش بھی چونک اٹھا۔ روپا دوڑ کر لاسا کے قریب چلی گئی۔ "میرے سرتاج! تم ٹھیک ہو گئے۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ "آخر بھگوان نے میری سن لی۔"

لاسا نے اس کی طرف توجہ دیے بغیر اپنی بات جاری رکھی۔ "لاسا کا ابھی صرف ایک روپ بگاڑنے کی کوشش کی ہے، ہم تجھے قدم قدم پر ایسے کرشمے دکھائیں گے کہ تیری روح بے چین ہو جائے گی۔ یہ بات یاد رکھنا۔ تیری تقدیر میں کیا لکھا ہے، یہ تو تجھے وقت ہی بتائے گا۔"

پھر جو کچھ ہوا اس نے کیلاش کے اوسان بھی خطا کر دیے۔ لاسا کے جسم سے اچانک شعلے بلند ہونے لگے تھے، روپا نے بچانے کی کوشش کی لیکن ماورائی قوتوں نے اسے بھی آگ کے جہنم میں دھکیل دیا۔ شعلوں نے تیزی سے بھڑک کر روپا کے جسم کو بھی پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر۔ اس سے پیشتر کہ ہم کوئی کارروائی کر پاتے لاسا اور روپا کے جسم کوئلہ بن کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

میں اور کیلاش کیبن کے فرش پر گنگ کھڑے کوئلے کے دو بے جان مجسموں کو پھٹی پھٹی نگاہوں سے گھور رہے تھے۔

لاسا اور روپا کی پراسرار موت نے بحری عقاب کے عملے میں خوف و ہراس کی لہر دوڑا دی تھی۔ ہرچند کہ کپتان ایشلے نے ان دونوں کی موت کو راز رکھنے کی کوشش کی مگر وہ واقعہ اتنا ہولناک اور ناقابل یقین تھا کہ خود ایشلے بھی انگشت بدنداں رہ گیا۔ بہرحال اس نے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعے اسی وقت روپا اور لاسا کے جسموں کو جو کوئلے کے مجسموں میں تبدیل ہو چکے تھے اٹھوا کر سمندر کی موجوں کے حوالے کر دیا۔ کیبن کو مقفل کرا دیا۔

کیلاش میرے ساتھ ابھی تک عرشے پر ریلنگ تھامے کھڑا سمندر کی موجوں کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ لاسا کو پیش آنے والے حادثے کا اس کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ میں نے اسے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اس لیے کہ خود میری حالت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ میں بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ کیا بخیر و خوبی یہ سفر پورا کر سکوں گا۔ لاسا کے وہ الفاظ ابھی تک میرے ذہن میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے تھے جو اس نے شعلوں میں بھسم ہونے سے کچھ دیر قبل کہے تھے۔

اس نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر قسمت کی مہربانی نے مجھے اس کے عتاب سے نجات دلا دی ہے تو میں اسے زندگی کی ضمانت نہ سمجھوں اس لیے کہ نادیدہ، گندی قوتیں مرتے دم تک میرا تعاقب کرتی رہیں گی۔ کالی کے نام لیوا میرے اوپر عرصۂ حیات تنگ کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ مجھے ایسی گردش سے دوچار کیا جائے گا جس کی اذیتیں مرتے دم تک برقرار رہیں گی۔

لاسا نے جو کچھ کہا تھا، وہ حرف بحرف درست تھا۔ اگر کیلاش نے بروقت میری مدد نہ کی ہوتی اور روحوں کی پراسرار قوتوں سے لاسا کی گندی قوتوں کو تسخیر نہ کیا ہوتا تو میری موت یقینی تھی۔ میں اور کیلاش اپنے اپنے خیالات میں محو تھے کہ ایشلے نے ہمارے قریب آتے ہوئے کہا۔

"میرے عزیز! جو کچھ ہوا وہ میری اٹھارہ سالہ سمندری زندگی میں اپنی نوعیت کا عجیب و غریب حادثہ ہے لیکن کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم اس منحوس حادثے کی یاد کو اپنے ذہنوں سے جھٹک دینے کی کوشش کریں؟ عملے کے افراد بے حد خوفزدہ ہیں اور ایسی صورت میں اگر ہم نے دور اندیشی سے کام نہ لیا تو وہ لوگ

اگلی بندرگاہ پر ہمارا ساتھ چھوڑ دینے میں مطلق پس وپیش نہ کریں گے۔"

"آپ درست سوچ رہے ہیں مسٹر ایسٹلے لیکن اس سلسلے میں بھلا ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟" میں نے کپتان کے بوڑھے چہرے پر چھائی ہوئی گہری سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ جب عملے کے افراد آپ کے قابو سے باہر ہو جائیں گے تو ہم جو اُن کے لیے مسافروں یا سیاحوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے، انھیں کس طرح سمجھا سکیں گے؟"

"سمندری سفر میں مجھے اکثر و بیشتر سخت اور پریشان کن حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے لیکن موجودہ حادثے نے خود میری کھوپڑی بھی ہلا کر رکھ دی ہے۔" ایسٹلے نے اپنا سگار ہونٹوں کے درمیان چلاتے ہوئے کہا۔ "آگ کے وہ شعلے ابھی تک میرے ذہن میں بھڑک رہے ہیں جنھوں نے پل بھر میں ان دونوں کو جلا کر کوئلہ بنا دیا۔ اور پھر۔۔۔۔ کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں کہ بھڑکتی ہوئی آگ اپنا کام ختم کرنے کے بعد فوراً ہی بجھ گئی اور اس کی تپش سے کیبن کی کسی اور چیز کو مطلق کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ میں نے اسی غرض سے کیبن کو مقفل کرا دیا ہے کہ میرے ساتھی اس منحوس حادثے کے بارے میں مزید چھان بین سے گریز کریں۔"

"آپ نے یقیناً دور اندیشی سے کام لیا ہے۔" میں نے یونہی تائید کر دی۔

"لیکن۔۔۔۔۔۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟" ایسٹلے نے اس بار میری نگاہوں میں جھانکتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "اس سے پہلے تو بحری عقاب پر اس قسم کے ناقابلِ یقین واقعات کبھی رُونما نہیں ہوئے۔"

"تمھارا کیا خیال ہے؟" کیلاش بوڑھے کپتان کو گھورتے ہوئے خشک آواز میں بولا۔ "کیا یہ سب کچھ ہماری ایما پر ہو رہا ہے یا ہم جان بوجھ کر خود اپنے سفر میں دشواریاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟"

ایسٹلے کیلاش کی معقول بات سن کر ایک لمحے کو گڑبڑا گیا۔ پھر سگار کا ایک طویل کش لے کر بولا۔ "آپ کا کہنا بھی بجا ہے میرے عزیز! لیکن بحیثیت کپتان کے میرا فرض ہے کہ عملے کے جان و مال اور ان کی زندگیوں کا خیال رکھوں۔"

"یہ سوچنا تمھارا کام ہے۔" کیلاش نے رُوکھے لہجے میں جواب دیا۔

"میں اس وقت اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں میرے دوست!" ایسٹلے نے کیلاش کے جملے کو بمشکل ہضم کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "میرے ساتھی بحرِ جنوبی کے طوفانوں سے مردانہ وار مقابلہ کر چکے ہیں۔ وہ موت سے نہیں ڈرتے پر نادیدہ قوتوں کا مقابلہ کون کر سکتا ہے؟"

"ہم آپ کا مقصد سمجھ رہے ہیں لیکن کچھ کرنے سے قا[صر] ہیں۔" کیلاش نے بے پروائی سے کہا۔

"اگر آپ میری پریشانیوں کو محسوس کر رہے ہیں تو پھ[ر] میری خاطر ایک جھوٹ بول سکتے ہیں۔" ایسٹلے نے ہا[تھ] ملتے ہوئے کہا پھر اس سے پیشتر کہ ہم وضاحت طلب کر[تے] اس نے اطراف پر نظر ڈالتے ہوئے دبی زبان میں کہا۔ "دو[نوں] بدنصیب مسافروں کی موت میں کسی ماورائی یا نادیدہ قوت کو [نہیں بلکہ] آپ کی ایک غلطی کو دخل تھا۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"لاسا کو انگشتری لگاتے ہوئے اسپرٹ کی بوتل آپ [کے] ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئی اور پھر اسپرٹ نے آگ پکڑ کر ان دو[نوں] کو جلا ڈالا۔"

"لیکن اسپرٹ کو آگ لگنے کا کیا جواز ہو گا جب کہ وہا[ں] لیمپ یا ایسی کوئی دوسری چیز نہیں جل رہی تھی؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"کیپٹن!" کیلاش نے ایسٹلے کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تمھیں یقین ہے کہ اس طرح تم اپنے عملے کے افراد کو مط[مئن] کر سکو گے؟"

"میں جانتا ہوں میرے عزیز! کہ میری دلیل زیادہ وز[ن] نہیں رکھتی مگر پھر بھی آپ میری خاطر میرے ساتھیوں سے اتنا ضرور کہہ دیں کہ اس کیبن میں اسپرٹ کی وجہ سے آگ بھڑ[کی] تھی۔۔۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔"

"میں تمھاری پوزیشن کو سمجھ رہا ہوں مائی ڈیئر! لیکن اس موقع پر تمھارا نائب تمھارے کسی کام نہیں آ سکتا؟"

"جیکسن؟" ایسٹلے نے چونکتے ہوئے جیکسن کے [نام] کو دُہرایا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ [بحری] عقاب پر رُونما ہونے والے اس منحوس حادثے کے بارے میں روحوں کی مدد سے اصل صورتِ حال دریافت کر لے۔۔۔ مگر [میں] نہیں سمجھتا کہ وہ اس معاملے میں ہماری کوئی مدد کر سکے گا۔۔۔ اگر اس نے ایسا کیا تو عملے کے لوگ اس سے اور زیادہ خائف ہو جائیں گے اور یہ صورتِ حال ہمارے لیے نئی دشواریوں کا باعث ثابت ہو گی۔"

"کیوں؟۔۔۔ کیا تمھیں اپنے نائب پر اعتماد نہیں؟"

"بات اعتماد کی نہیں میرے عزیز۔۔۔ اعتقاد کی ہے۔"

[ایسٹ]لے ہونٹ کاٹتا ہوا بولا۔ "میں ان علوم پر یقین نہیں رکھتا [جن]ہیں جیکسن نے سیاحوں کا دل لبھانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔"

"جو حادثہ لاسا اور روپا کے ساتھ پیش آ چکا ہے، اُسے [کس] خانے میں فٹ کیا جا سکتا ہے؟" میں نے جیکسن کے سلسلے [میں] کپتان ایسٹلے سے اُلجھتے ہوئے کہا۔ "کیا اس حادثے نے ہماری [عق]لوں کو مفلوج نہیں کر دیا؟"

"میں نے کالے جادو کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔" [کی]لاش بولا۔ "مشرق کے لوگ تو اس علم پر خاصا یقین رکھتے ہیں۔"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ایک اچھے اور تجربے کار [م]لاح کو صرف اپنے کمپاس اور موسم کے تغیرات پر نظر رکھنا چاہیے۔" [ای]سٹلے نے ہماری گفتگو سے اُکتاتے ہوئے جواب دیا، پھر بولا۔ "[می]ری درخواست ہے کہ آپ عملے کے افراد کے سامنے اسپرٹ کے [ذر]یعے آگ بھڑکنے کی کہانی سنا دیں۔۔۔۔ اس کے بعد میں انھیں [مط]مئن کر لوں گا۔"

کپتان چلا گیا تو کیلاش نے ایک طویل جماہی لی پھر اپنے [ب]ازوؤں کو فضا میں پھیلا کر یوں جوڑ بیٹھوں کو حرکت دینے [ل]گا جیسے اپنے اعصاب کو پُرسکون رکھنے کی سعی کر رہا ہو۔ اس کے [چہ]رے پر تھکن کے تاثرات بدستور موجود تھے اور آنکھوں سے [ا]لجھن عیاں تھی۔ شاید ابھی تک وہ لاسا اور روپا کے سلسلے میں [ذ]ہنی طور پر مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"اب کیا ارادہ ہے تمھارا؟" میں نے کیلاش کو کریدنے کی خاطر دبی زبان میں پوچھا۔

"کس سلسلے میں؟" اس نے چونک کر مجھے گھورا۔

"سفر جاری رکھنے کے سلسلے میں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "لاسا نے مرتے وقت یہی کہا تھا کہ دیوی اور دیوتاؤں کی پُراسرار طاقتیں مجھے پاتال میں بھی سکون کا سانس نہیں لینے دیں گی۔"

"میں سن چکا ہوں۔۔۔ مگر کیا تمھارے سفر ترک کر دینے سے یہ گندی قوتیں اپنے ناپاک ارادوں سے باز آ جائیں گی؟"

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو جمال؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ میرے دشمن چاہتے ہیں کہ میں یہ سفر ترک کر دوں۔"

"سفر ترک کر دو۔۔۔ مگر کیوں؟۔۔۔ کس لیے؟"

"خیال ہے میرا!" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کیا عجب ہے کہ نادیدہ قوتیں جانتی ہوں کہ اس سفر کا اختتام کہاں ہو گا۔"

"جمال۔۔۔ میرا خیال ہے کہ تم کوئی اہم بات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"میں اُلجھ گیا ہوں میرے دوست!" میں نے اُکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "ماضی میں میرے ساتھ جو کچھ بیت چکی ہے تم اس کے گواہ ہو اور کل کیا ہونے والا ہے ہمیں مطلق کوئی خبر نہیں۔"

"ہمت سے کام لو۔" کیلاش نے مجھے دلاسا دیا۔ "ہم نے یہ سفر محض اس غرض سے اختیار کیا ہے کہ کچھ وقت دنیا کے ہنگاموں سے دُور گزارا جا سکے۔ لہٰذا تم اِن باتوں کو بھولنے کی کوشش کرو جو ماضی میں تمھارے لیے زندگی کا ناسور بن گئی تھیں۔"

"لیکن میرے دشمن مجھے سمندر کی گود میں بھی سکون سے نہیں دیکھ سکتے۔" میں نے ایک سرد آہ بھری۔ "شاید وہ دشمن ماضی کی یادوں کو بھی میرے ذہن اور دل و دماغ سے کھرچ ڈالنا چاہتے ہیں۔ کتنے احمق اور نادان ہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ رُوح کے بغیر جسم کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔"

میں جذباتی ہونے لگا تو کیلاش نے بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رُخ بدل دیا۔ اور طالب علمی کے واقعات دُہرانے لگا۔ ہر چند کہ ان باتوں سے میری دلجوئی نہیں ہو سکتی تھی لیکن کیلاش کی خاطر میں نے یہی تاثر دیا کہ جیسے میں وقتی طور پر بہل گیا ہوں۔

رات کے کھانے پر جیکب بھی ہمارے ساتھ تھا۔ کیلاش نے اُسے بمشکل کیبن سے باہر آنے پر مجبور کیا اور وہ بھی اِس یقین دہانی پر کہ وہ روپا کے سلسلے میں کوئی فضول گفتگو نہیں کرے گا۔ کچھ دیر تک کیلاش اپنے وعدے پر قائم رہا پھر اُس نے جیکب کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

"تمھارا کیا خیال ہے جمال۔ کیا بھٹکی ہوئی بے چین رُوحوں کو اُن کے ارادوں سے باز رکھا جا سکتا ہے؟"

"ایمان شرط ہے۔" جیکب جلدی سے بول پڑا۔ "رُوحیں بھی اُن لوگوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں جو اپنے عقائد میں پختہ ہوتے ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر تم نے ایک عورت سے ڈر کر خود کو اپنے کیبن کے اندر کیوں بند کر لیا تھا؟" میں نے جیکب کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

"بدنامی کے خوف سے اور اس خیال سے کہ کچھ اپنے لوگ بھی میری عزت اور شہرت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔" جیکب کا اشارہ کیلاش کی جانب تھا۔ میرا خیال تھا کہ کیلاش پلٹ کر کوئی سخت جواب دے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ کیلاش نے جیکب کی بات کو یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔

"تم غالباً کیلاش کو موجودہ حالات کا ذمے دار ٹھہرا رہے ہو۔"

"اور تمھیں تائید کرنا پڑے گی کہ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا۔" جیکب نے ایک بار پھر کیلاش کو دزدیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "وہ جو اوپر سے بے حد سنجیدہ اور بردبار نظر آتے ہیں، اپنے اندر دنیا جہان کی شرارتیں بھرے رکھتے ہیں۔"

"اور اب تم کریدکرید کر سوئے ہوئے آتش فشاں کو بیدار کرنے کے خواہش مند نظر آ رہے ہو۔"

"میں بپھرے ہوئے طوفانوں کا بھی مقابلہ کر سکتا ہوں مگر اپنی مذہبی شخصیت کو کسی قیمت پر داغدار ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔" جیکب نے کہنا جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "یوں بھی سلویا کی جدائی کے بعد اب میں کسی اور عورت کا تصور گناہ سمجھتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تیز نظروں سے جیکب کو گھورا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بھابی سلویا کی زندگی میں تم دوسری عورتوں کا وجود برداشت کر سکتے تھے لیکن ان کی موت کے بعد۔"

"کاش میں اس کے سیاہ مجسمے کو حاصل کر سکتا۔" کیلاش نے جو بظاہر ہماری گفتگو سے بے نیاز نظر آتا تھا اچانک ایک طویل سرد آہ بھرتے ہوئے، بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بھگوان ہی جانے آبی جانوروں نے اس کے کومل شریر کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہوگا۔"

"تم۔۔۔ تم کس مجسمے کی بات کر رہے ہو؟" جیکب نے معصومیت سے پوچھا۔ لاسا اور روپا کے ساتھ جو حادثہ پیش آچکا تھا وہ ابھی تک اس سے لاعلم تھا۔

"وہی جو زندگی سے بھرپور تھا۔" کیلاش نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "جس کے انگ انگ میں جوانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی لیکن ظالموں نے اُسے برباد کر دیا۔۔۔ روند ڈالا۔۔۔ اس کے کندن ایسے شریر کو کوئلے کے مجسمے میں بدل ڈالا۔۔۔ کاش میں بھی اس کے ساتھ سمندر کی موجوں میں کہیں غرق ہو جاتا۔"

کیلاش اس وقت اپنی اداکارانہ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کر رہا تھا۔ اس کی نگاہیں یوں خلا میں بھٹک رہی تھیں، جیسے سچ مچ وہ کسی کی تلاش میں ہوں۔ جیکب نے مجھ سے اشاروں میں اس کی وجہ دریافت کی تو میں نے اونچی آواز میں اُسے بتا دیا کہ لاسا اور روپا ایک اچانک رونما ہونے والے حادثے کے تحت جل کر کوئلہ بن گئے تھے اور ان کے جسموں کو ایسٹلے کی ایما پر سمندر کی لہروں کے حوالے کیا جا چکا ہے۔

"خداوند کی قوتیں لازوال ہیں۔" جیکب نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ پھر کیلاش کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "مجھے تم سے ہمدردی ہے میرے مظلوم دوست۔۔۔ مگر صبر کرو کہ وہ جس کے بارے میں تم بے چین اور مضطرب ہو اب تک بھوکی مچھلیوں کی غذا بن کر ان کے معدوں میں منتقل ہو چکی ہوگی۔"

"فادر جیکب!" کیلاش نے سنجیدگی سے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تم سے مسیح مقدس کے نام پر درخواست کرتا ہوں کہ روپا کے لیے دوسری دنیا میں سکون اور چین کی دعا کرو۔"

"میں نے اس کے لیے بدترین سزاؤں کی درخواست کی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ میری دعا قبول ہو گئی۔"

"اس کے باوجود تم روپا کی بھٹکی ہوئی بے چین روح کے انتقام سے نجات نہیں پا سکو گے۔" اچانک کیلاش نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے سخت اور ناگوار لہجے میں کہا۔ "مرتے وقت اس نے جو کچھ کہا تھا وہ ضرور پورا ہوگا۔"

"کیا کہا تھا اس شیطان کی خالہ نے؟" جیکب نے نفرت سے دریافت کیا۔

"اس نے دیوی دیوتاؤں کو گواہ بنا کر قسم کھائی تھی کہ جب تک تمھارا وجود اس دھرتی پر قائم ہے وہ تمھیں سکون کا ایک پل بھی نہیں لینے دے گی۔ کسی نہ کسی طور تمھیں پریشان کرتی رہے گی، حادثات سے دوچار کرتی رہے گی اور مختلف روپ میں تمھارے سامنے نمودار ہو کر تمھیں ڈراتی رہے گی۔"

"تم اس وقت ایک قابل سرجن کے بجائے مجھے کسی تھرڈ کلاس تھیٹر کے مسخرے نظر آ رہے ہو۔" جیکب نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "تمھاری باتیں مجھے خوفزدہ نہیں کر سکیں۔۔۔ اس لیے جن کے سروں پر خداوند کا سایہ ہو وہ کسی کے سامنے سرنگوں نہیں ہوتے۔۔۔ کم از کم میرا یہی عقیدہ ہے۔"

"بہرحال۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمھیں خوش ہونا چاہیے کہ اب لاسا اور روپا کا قصہ پاک ہو چکا ہے۔"

حادثے کی تفصیل سن کر جیکب کو بے حد مسرت ہوئی۔ کیلاش اسے بہت دیر تک چھیڑتا رہا لیکن جیکب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر رات بھیگنے لگی تو ہم ایک دوسرے کو شب بخیر کہہ کر اپنے اپنے کیبنوں میں آ گئے۔ میں نے بستر پر لیٹ کر سونے کی کوشش کی۔ پیش آنے والے واقعات نے میرے اعصاب جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ میں بہت دیر تک کروٹیں بدلتا رہا لیکن نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ لاسا کی زبان سے نکلے ہوئے آخری جملے ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ اس نے اپنی دیوی اور دیوتاؤں کے نام پر مجھے تاز یست اذیتوں سے دوچار رہنے کی بددعا دی تھی۔

لیکن کیوں؟

میرا قصور کیا تھا؟

میں نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟

مجھے درخشاں کا خیال آیا جو مجھ سے تمام رشتے توڑ کر بہت دور جا چکی تھی۔۔۔ بس اس کی یادیں تھیں جو مجھے سہارا دیے ہوئے تھیں لیکن میرے دشمن درخشاں کی یادوں کو بھی چھین لینا چاہتے تھے۔۔۔ وہ مجھے اس سفر سے باز رکھنے کے خواہش مند تھے جو میں نے درخشاں کی آخری خواہش پر اختیار کیا تھا۔

مسلمان ہونے کے ناتے میرا عقیدہ تھا کہ روح جسم انسانی سے ایک بار رخصت ہو جانے کے بعد دوبارہ کبھی مادی شکل میں سامنے نہیں آتی لیکن درخشاں نے مرتے وقت مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اسی دنیا میں دوبارہ مجھ سے ایک نئے روپ میں ملے گی۔ یہ شاید اس بات کا اثر تھا کہ اس کی پیدائش ایک ہندو گھرانے میں ہوئی تھی۔۔۔ اگرچہ بعد میں وہ مسلمان ہو گئی تھی لیکن پرانے اعتقادات اس کے ذہن کے دور افتادہ گوشوں میں موجود تھے۔۔۔ اس نے کہا تھا کہ اُسے دوبارہ حاصل کرنے کے لیے مجھے ایک طویل سمندری سفر اختیار کرنا پڑے گا۔ اور میں نے درخشاں کی اس خواہش کے احترام میں وہ سفر اختیار کیا تھا۔ میں مرنے والی کی روح کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ درخشاں سے میرا ملاپ ممکن ہوگا، لیکن اس کی خواہش کی تکمیل کے ساتھ ساتھ میں کچھ عرصے کے لیے اس ماحول سے بھی چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا جہاں کے ایک ایک گوشے سے درخشاں کی معصوم یادیں وابستہ تھیں۔

میں اضطراب کی کیفیتوں سے دوچار اپنے بستر پر پڑا کروٹیں بدلتا رہا۔ رات کے سناٹے میں تیز ہواؤں اور سمندر کی موجوں کا شور بڑا بھیانک محسوس ہو رہا تھا۔ میں نے وقت گزارنے کی خاطر اٹھ کر الماری سے وہ ڈائری نکالی جس پر اپنی زندگی کے بیتے واقعات رقم کر رہا تھا۔ قلم کھول کر اپنی بکھری یادوں کو سمیٹنے لگا تو معاً میرے ذہن میں جیکسن کا تصور ابھر آیا۔

جیکسن نے اگر بروقت میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید آپ اس وقت میری یہ داستان نہ پڑھ رہے ہوتے۔۔۔ وہ یقیناً پراسرار شخصیت کا مالک تھا جبھی تو اس نے روحوں کے ذریعے میرے دشمن کو تلاش کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔۔۔ وقتی طور پر مجھے موت کے بے رحم ہاتھوں سے نجات دلا دی تھی۔ اگر روحوں کے ذریعے وہ لاسا کی شخصیت کے تاریک پہلوؤں کا راز جان سکتا تھا تو یقیناً یہ بھی بتا سکتا تھا کہ سفر کے دوران آئندہ مجھے کن مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے اور یہ کہ میں نے جس مقصد کے لیے سفر کیا تھا، اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوگا۔

پہلے بھی میں نے جیکسن سے اپنے ذہن میں کلبلانے والے سوالات کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تھا لیکن مجھے اس کا موقع نہ مل سکا تھا۔ مگر اب وقت آ گیا تھا کہ میں پہلی فرصت میں جیکسن سے مل کر ان باتوں کے بارے میں دریافت کرتا۔

ڈائری کو دوبارہ الماری میں مقفل کر کے میں نے احتیاطاً اپنا پستول اٹھا کر جیب میں ڈالا اور آہستہ سے باہر نکل کر جیکسن کے کیبن کی سمت روانہ ہو گیا۔ میری قسمت اچھی تھی جو وہ اپنے کیبن ہی میں مل گیا ورنہ اس وقت اپنی ڈیوٹی پر بھی ہو سکتا تھا۔۔۔ تیسری بار دستک دینے پر جیکسن نے آنکھیں ملتے ہوئے دروازہ کھولا وہ نیند کی حالت میں تھا مگر مجھے دیکھتے ہی چونک اٹھا۔ بڑی سرعت سے مجھے کیبن میں بلا کر اس نے دروازہ بند کیا پھر سرسراتی آواز میں پوچھا۔ "میرے محترم! خیریت تو ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ اس وقت میری آمد سے تمھارے سکون و آرام میں خلل پڑا ہے لیکن میرے لیے یہ ملاقات اشد ضروری تھی۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے لیے کوئی حکم؟"

"ہاں جیکسن۔" میں نے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "میں تم سے آئندہ کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"تشریف رکھیے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت گرم گرم کافی ہم دونوں کے لیے باعث سکون ہوگی۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے آگے بڑھ کر اسی میز کے گرد بیٹھ گیا جس پر وہ دودھیا گلوب موجود تھا جسے روشن کر کے روحوں کو طلب کیا جاتا تھا۔ جیکسن جتنی دیر کافی کی تیاری میں مشغول رہا، میں اپنے ذہن میں ان سوالات کو ترتیب دیتا رہا جو دریافت کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جب جیکسن کافی کا برتن اٹھائے میز پر آیا اور میرے سامنے دوسری نشست پر بیٹھ گیا تو میں نے سنبھل کر نہایت محتاط انداز میں گفتگو کا آغاز کیا۔ "میں موجودہ سفر کے بارے میں تم سے کچھ اہم باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"اگر میں آپ کے کسی کام آ سکا تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔"

"سب سے پہلے میں تمھارا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔۔۔ اگر تم نے لاسا کے سلسلے میں۔۔۔۔"

"اس بات کو بھول جائیے میرے محترم!" جیکسن نے تلخ کافی کا ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے بے پروائی سے کہا۔ "میں نے آپ سے پہلے بھی درخواست کی تھی کہ ان باتوں کا ذکر زبان پر لانا مناسب نہ ہوگا۔"

"کیا تم میری خاطر اس وقت بھی روحوں کو طلب کر کے میرے کچھ سوالوں کے جواب دے سکو گے؟" میں نے اپنی غلطی محسوس کرتے ہوئے پہلو بدل کر کہا۔

جیکسن چند ثانیے میری نگاہوں میں نگاہیں ڈالے مجھے گھورتا رہا۔ اس کی تیز اور پُراسرار نظروں کی تپش مجھے اپنے جسم کی گہرائیوں میں محسوس ہو رہی تھی۔ غالباً وہ اپنا عمل شروع کر چکا تھا اور اپنی نادیدہ قوتوں کے ذریعے میرے دل کا بھید جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اپنی نظریں اُس کی تیز نظروں سے بچانا چاہیں لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اور پہلی بار مجھے شبہ ہوا کہ وہ شاید ٹیلی پیتھی کے فن میں بھی ماہر ہے۔ اور اپنی ساحرانہ قوتوں سے میرے وجود کو تسخیر کر رہا ہے۔

کچھ دیر تک کیبن میں ہماری سانسوں کی ملی جلی آواز سرسراتی رہی پھر جیکسن نے کافی ختم کر کے اپنی نظر میرے چہرے سے ہٹائی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اچانک ہلکا ہو گیا ہوں کوئی نادیدہ بوجھ میرے جسم سے اتر گیا ہو۔۔۔ میں دوبارہ اپنی نشست پر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ البتہ میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جیکسن کی تیز نظروں سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کروں گا مبادا وہ مجھے اپنا معمول بنا لے۔

مگ میں بچا ہوا کافی کا آخری گھونٹ ختم کر کے میں نے اسے میز کے نیچے فرش پر رکھ دیا پھر از سرِ نو اپنا سوال دوہرایا۔ جیکسن نے میری بات کا جواب دینے کے بجائے سفید گلوب کو روشن کیا پھر حسبِ معمول اُس کے ہونٹ تیز تیز حرکت کرنے لگے۔ شاید وہ رُوحوں کو بلانے کا عمل پڑھ رہا تھا۔ اُس کی نظریں جھکے بغیر پوری توجہ سے روشن گلوب پر مرکوز تھیں میں خاموش بیٹھا اس کی حرکتوں کا جائزہ لیتا رہا۔۔۔

دس منٹ بعد جب جیکسن کی محویت ختم ہوئی اور اُس نے میری جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں انگاروں کی مانند سُرخ اور روشن تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ بدستور گلوب پر معلق تھے۔

"میرے محترم! مقدس اور پاک رُوحیں آپ کے سوالوں کا جواب دینے کی خاطر کیبن میں موجود ہیں۔" اس کی ٹھوس آواز کیبن کے پُرہول سناٹے میں گونجی۔

"میں اپنے بحری سفر میں آیندہ پیش آنے والے حادثات اور واقعات کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر دریافت کیا۔

"بحری سفر یوں بھی پُرخطر ہوتے ہیں۔ پانی کی لہروں پر ڈولتا ہوا جہاز ہواؤں کی زد پر ہوتا ہے۔ بحرِ جنوبی کے بھیانک اور ہولناک طوفان کسی وقت بھی جہاز کو تنکے کی مانند تہہ و بالا کر سکتے ہیں۔" جیکسن نے خلاؤں میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آواز اچانک اور حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو چکی تھی۔

مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ جیکسن کی اپنی آواز نہیں تھی، کوئی بھٹکی ہوئی بے چین رُوح اس کے جسم میں حلول کر چکی تھی اور جیکسن کی ایما پر وہی مجھ سے مخاطب تھی۔ وقت اور ماحول کی نزاکتوں کو محسوس کر کے مجھے جھرجھری آ گئی۔ ایک لمحے کو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان شیطانی اور نادیدہ قوتوں سے بچنے کے لیے اُٹھ کر کیبن سے بھاگ جاؤں۔ لیکن میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ حالات سے فرار حاصل کرنا میرے اختیار سے باہر تھا جو میرے مقدر میں رقم کیا جا چکا تھا۔ اُسے ہر حال میں پورا ہونا تھا۔

میں نے چند لمحے تامل کیا، پھر جیکسن کے چہرے کے تاثرات کو گھورتے ہوئے بولا۔ "لاسا نے مرتے وقت کہا تھا کہ گندی قوتیں برابر مجھے نقصان پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھیں گی۔"

"وہ اُس کی اپنی زبان نہیں تھی۔" جیکسن نے بدستور بدلے ہوئے سپاٹ اور خشک لہجے میں کہا۔ "وہ اپنے دیوتاؤں کی مرضی کا پابند تھا۔ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔ ماورائی قوتیں تمھیں ایک خاص مدت تک برابر پریشان کرتی رہیں گی۔"

"وہ مدت کب پوری ہو گی؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"اس میں وقت لگے گا اور شیطانی قوتوں کا سحر ٹوٹنے سے پہلے تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو سخت امتحانات سے گزرنا ہو گا۔"

"کیا بحری عقاب کا سفر خیر و عافیت سے پورا ہو جائے گا؟"

"سفر ضرور پورا ہو گا۔ لیکن خیر و عافیت سے نہیں۔"

"کیا یہ مناسب نہیں ہو گا کہ میں اپنا سفر ترک کر دوں؟" میں نے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔ "اس طرح کیا مجھے پیش آنے والی مشکلات سے نجات مل سکے گی؟"

"کچھ باتیں انسان کے بس سے باہر ہوتی ہیں۔۔۔ تم اور تمھارے ساتھی حالات کے جس بھنور میں پھنس چکے ہو وہ تمھاری مرضی یا سفر ترک کر دینے سے ختم نہیں ہو گا۔ تمھیں وقت کا انتظار کرنا ہو گا۔"

"میں نے یہ سفر ایک خاص مقصد سے اختیار کیا ہے۔"

"رُوحیں وقت اور فاصلوں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔ ہاں، ہمیں معلوم ہے کہ تم نے یہ سفر کیوں اختیار کیا ہے۔ دلوں کے بھید ہمارے لیے پوشیدہ اور ڈھکے چھپے نہیں رہتے۔ ہم کو ایک ایک لمحے کی خبر ہوتی ہے۔ کل کیا ہو چکا ہے اور یہ

بھی کہ کل کیا ہونے والا ہے۔"

"تو کیا۔ کیا میں اسی دُنیا میں درخشاں سے دوبارہ مل سکوں گا؟" میں نے اپنے دل کی دھڑکن کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"تم نے ایک طویل اور لمبی بحث چھیڑ دی ہے۔" جیکسن نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "رُوح جب جسم سے اپنا تعلق ختم کر لیتی ہے تو آزاد ہو جاتی ہے۔ جو زندہ بستے ہیں وہ مرنے والوں کے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں البتہ قیاس آرائیاں بے چین دلوں کے لیے سکون فراہم کرتی ہیں۔ اس کے برعکس روحیں زندہ انسانوں کے شب و روز سے بخوبی واقفیت رکھتی ہیں۔"

"میں صرف درخشاں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے بے چینی سے پوچھا۔ "کیا اسی دُنیا میں میرا اور اس کا ملاپ دوبارہ ممکن ہے؟"

"موت ایک پُراسرار بھید ہے۔۔۔ ایک ایسا راز جسے آج تک بڑے بڑے عالم، سائنسداں اور دانش ور بھی لاکھوں جتن کے باوجود حل نہیں کر سکے اور پھر موت اور زندگی کے سربستہ راز اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے عقیدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ تم جس درخشاں کی بات کر رہے ہو، وہ پیدا ہوتے وقت دُوسرے مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ تمھارے اور اس کے عقیدوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لیے تم جو کچھ سوچ رہے ہو، سمجھ رہے ہو۔۔۔ وہ ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی۔"

"نہیں۔۔۔" میں تڑپ کر بولا۔ "مجھے درخشاں کے بارے میں گول مول نہیں، واضح اور ٹھیک ٹھیک جواب درکار ہے۔"

"وقت نے حالات پر جو پردے ڈال رکھے ہیں، انھیں پڑا رہنے دو۔ دُوسری جانب کیا ہے، اسے قبل از وقت جاننے کی کوشش مت کرو۔"

"کیا میں یہ سمجھوں کہ رُوحوں کی سرحدیں بھی محدود ہیں! انھیں اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہوتی؟" میں نے مخاطب رُوح کو اکساتے ہوئے کہا۔

"تم کسی حد تک درست سوچ رہے ہو۔ لیکن اس میں بھی اپنے اپنے عقیدوں کا دخل ہے۔ تم جس بات کو ناممکن سمجھتے ہو، وہ دُوسرے عقیدوں کے مطابق ممکن بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ رہا درخشاں کا مسئلہ تو وہ دو عقیدوں کے درمیان الجھ کر رہ گئی ہے۔"

"یہ سراسر الزام ہے۔" میں نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "میری رُوح، میری زندگی، میری درخشاں مسلمان تھی۔ جب ہم نے ایک دُوسرے کا ہاتھ تھاما تھا اس وقت وہ اپنی مرضی اور خوشی سے میرے مذہب اور میرے عقیدوں کو قبول کر چکی تھی۔"

"لیکن جب بھگوان نے ایک آتما کو تمھاری پتنی کے شریر میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا اس وقت وہ کاجل تھی۔ صرف کاجل۔"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ صرف اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ درخشاں سے میرا دوبارہ ملاپ ممکن ہے یا نہیں۔"

جیکسن کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔ اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی شدید ذہنی کشمکش سے دوچار ہے۔ کیبن میں چند لمحے پُرہول سناٹا طاری رہا۔ پھر جیکسن کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔

"تم جس بحث کو لمحوں میں ختم کرنا چاہتے ہو وہ ازل سے جاری ہے اور ابد تک قائم رہے گی۔ حالات کے زاویوں کے ساتھ ساتھ وقت کی گردشیں بھی اپنا رُخ تبدیل کرتی رہتی ہیں اور جو زندہ ہیں، اپنے مرکز سے بھٹک کر غلط راستوں پر نکل پڑتے ہیں لیکن اُوپر آسمانوں پر ایک بار جو لکھا جا چکا ہے، وہ اٹل ہے، اس لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔"

"مجھے اندھیروں کی نہیں، روشنی کی تلاش ہے۔" میں جھنجلا گیا۔ "تم اگر صاحبِ اختیار ہو تو کھل کر میرے سوال کا جواب دو ورنہ۔۔۔ انھی ویرانوں اور تاریکیوں میں گم ہو جاؤ، جو تمھارا مقدر بن چکی ہیں۔"

"تم روحوں کی قوت کا مذاق اڑا رہے ہو۔۔۔ انسان تمھاری دنیا کا سب سے خوفناک اور وحشی درندہ ہے جو ہمیشہ اپنی خواہشات کی غلامی کرتا ہے۔ تم بھی ایک انسان ہو جو اپنی خواہش کی تکمیل کی خاطر دُوسروں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہو۔۔۔ اپنی خوشی کی خاطر دوسروں کی بربادی پر تُل گئے ہو۔ تم انسانی درندوں نے اپنی مطلب براری کے لیے ہمیشہ دوسروں کو وقت کی صلیب پر لٹکایا ہے اور آج تم ایک رُوح کو بھی سیدھے راستے سے بھٹکانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"جن کے عقیدے آہنی اور ٹھوس ہوتے ہیں وہ موت سے نہیں گھبراتے۔" میں نے جیکسن کی ویران آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سخت لہجہ اختیار کیا۔ "تم جیسی گندی اور نادیدہ قوتوں سے بھی نہیں جو سیدھے سادے اور نیک لوگوں کے ایمان سے کھیلنے کی خاطر آج بھی زمین اور آسمان کے درمیان خلاؤں میں بھٹکنے پر مجبور کر دی گئی ہوں۔ آسمانوں نے تمھیں جن عتاب سے دوچار کر رکھا ہے تم اس کا انتقام معصوم لوگوں کے کچے عقیدوں سے لیتی ہو لیکن میں تمھاری حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکا ہوں۔ تم بھی اپنی جگہ مجبور و بے بس ہو اس لیے تم مجھے میری درخشاں کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتیں۔"

"تمھارا یہ سفر جاری رہے گا۔" کچھ توقف کے بعد جیکسن کے لبوں کو جنبش ہوئی۔ "تم اور تمھارے دوست زندہ رہیں گے لیکن

وقت کی گردش تمہیں سکون کا سانس نہیں لینے دے گی، تم ناقابلِ یقین اور ہولناک واقعات و حادثات سے دوچار ہوتے رہو گے ۔۔۔ تمہارا گزر اُن سرزمینوں سے ہوگا جہاں کا تصور بھی مہذب دُنیا کے لیے قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔ دیوتاؤں کی پُراسرار طاقتیں تمہارے گرد اپنا جال بچھا چکی ہیں۔ تمہیں ہر حال میں ان مشکلوں کو جھیلنا پڑے گا جو تمہارا مقدر بن چکی ہیں۔"

جیکسن کے چہرے پر طاری کرب بڑھتا جا رہا تھا۔

میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا۔ جو رُوح مجھ سے مخاطب تھی وہ یقیناً کسی ہندو عقیدے کے زیرِ اثر تھی ورنہ دیوی دیوتاؤں کی پُراسرار قوتوں کا ذکر بار بار نہ کرتی۔ وہ نادیدہ قوتیں جو میلوں دُور بیٹھ کر لاسا اور ربا کو کنٹرول کر سکتی تھیں، اُن کے لیے جیکسن کو بھی وقتی طور پر تسخیر کر لینا دشوار نہیں تھا۔

اِس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میں تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ جیکسن کو حقارت سے گھورتا ہوا بولا۔ "اگر تم مجھے درخشاں کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتیں تو دفع ہو جاؤ۔"

میرا جواب سُن کر جیکسن کی حالت غیر ہونے لگی۔ اُس کی نگاہوں سے خون چھلکنے لگا، شعلے بلند ہونے لگے۔ جن نظروں سے وہ مجھے گھور رہا تھا اُن میں قہر تھا۔ انتقام تھا۔ اُس کے ہاتھوں کی گردش روشن گلوب پر بتدریج تیز ہونے لگی۔ کیبن کے ساز و سامان یوں کھڑکھڑانے لگے جیسے زلزلے کی حالت سے دوچار ہوں۔

میں اپنی جگہ دم بخود کھڑا جیکسن کو دیکھتا رہا پھر اس وقت میرے اعصاب بھی جواب دے گئے جب روشن گلوب یکلخت بھڑک کر تاریک ہو گیا اور جیکسن کا سر میز پر یوں جھکتا چلا گیا جیسے اس میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہ رہ گئی ہو۔

کیبن میں تاریکی پھیلتے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے لاتعداد رُوحیں آسیب بن کر میرے وجود سے چمٹ گئی ہوں، وہ جہاں میرے وہم اور خوف کی پیداوار تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے جیکسن کے کیبن میں ایک پل کے لیے بھی رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ تیزی سے پلٹ کر دروازے کے بولٹ کھولے اور لپکتا ہوا نکل کر اپنے کیبن میں آ گیا جہاں میرا بے زبان ٹامی ابھی تک میرے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر ٹامی پر ڈالی۔ بڑی احتیاط سے دروازے کو اندر سے مقفل کیا پھر اپنے بستر پر لیٹ کر حالات کی نوعیت پر غور کرنے لگا۔ اس رات میں کب تک اپنے پریشان خیالات سے الجھتا رہا، اور کب نیند کی آغوش میں پہنچ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوا، مجھے مطلق یاد نہیں ۔۔۔

دُوسری صبح میری آنکھ خلافِ توقع بہت جلد کھل گئی۔ رات کی باتوں کا عکس ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا ۔۔۔ جیکسن کی شخصیت میرے لیے بے حد پُراسرار تھی۔ لاسا کے سلسلے میں اُس نے غیر معمولی ذہانت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اگر اس نے ایک معمولی سی غلطی بھی کی ہوتی تو عجب نہیں کہ ماورائی قوتوں کو اپنے گندے اور ناپاک عزائم میں سرخرو ہونے کا موقع مل جاتا۔ لیکن گزشتہ رات جو کچھ پیش آیا اس نے جیکسن کی پوزیشن کو بھی مخدوش کر دیا تھا۔

گلوب روشن کرنے اور رُوح کو بلانے کا عمل پڑھتے وقت وہ پوری طرح ہوش و حواس میں نظر آ رہا تھا۔ کیبن میں رُوحوں کی آمد کی اطلاع بھی اس نے مجھے اپنے لب و لہجے میں دی تھی مگر اس کے بعد اس کی آواز یکسر تبدیل ہو گئی۔ جو باتیں اس کی زبان سے نکل رہی تھیں وہ میرے سوالوں کا گول مول جواب تھیں اور وہ بار بار عقیدوں کی تکرار کر رہا تھا۔ پھر گلوب کے تاریک ہوتے ہی جیکسن بھی کسی بے جان مجسمے کی طرح میز پر اوندھے منہ الٹ گیا تھا۔

میں نے بستر سے نکل کر دانتوں کو برش کیا اور اپنا ڈریسنگ گاؤن پہنتا ہوا باہر عرشے پر آ گیا۔ مجھے فوری طور پر جیکسن کی خبر لینا تھی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ گزشتہ رات میرے چلے آنے کے بعد اُس پر کیا بیتی۔ اُس نے رُوحوں کو بلانے کا عمل میری ایما پر کیا تھا لیکن میں جس انداز میں اُسے چھوڑ کر چلا آیا تھا وہ یقیناً میری خود غرضی ہی تھی۔ خدا جانے بدرُوحوں نے اس غریب کا کیا حال کیا ہوگا اور یہ کہ خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ وہ زندہ بھی تھا یا۔

جیکسن کی موت کا تصور میرے ذہن میں ابھرا تو میں سرتاپا لرز اٹھا۔ اگر میرے مخالف جیکسن کو اتنی آسانی سے ختم کر سکتے تھے تو اُن کے لیے میری موت بھی زیادہ دشوار طلب نہیں ہوگی۔ میں نے عرشے پر چاروں طرف نظر دوڑائی۔ وہاں کوئی نہیں تھا البتہ بحری عقاب کا بوڑھا کپتان ایسٹلے انجن رُوم کے سامنے آنکھوں سے دُوربین لگائے کھڑا سمندر کی لہروں کا مطالعہ کرنے میں بے حد مستغرق نظر آ رہا تھا۔

میں نے اپنا رُخ تبدیل کیا اور ٹہلتا ہوا جیکسن کے کیبن کی سمت قدم اٹھانے لگا۔ مختلف وسوسے میرے ذہن کو پراگندہ کر رہے تھے۔ کیبن میں مجھے جیکسن حسبِ معمول زندہ مل سکتا تھا۔ اور یہ بھی ممکن تھا کہ رُوحوں نے اس کا انجام لاسا کے مقابلے میں زیادہ بھیانک انداز میں پیش کیا ہو۔ جس وقت میں اُس کے کیبن میں قدم رکھوں اس کی لاش میرے سامنے پڑی ہو۔ آنتیں اُس کے شکم سے باہر نکل چکی ہوں اور کیبن کا سامان تمام کا تمام اُلٹا

باقی آئندہ...

میں خود اپنے ہی ذہن میں ابھرنے والے خوفناک تصورات سے الجھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک جیکسن اپنے کیبن سے نکل کر میرے سامنے آگیا۔ ہماری نگاہیں چار ہوئیں تو وہ یوں ٹھٹک کر اپنی جگہ تھم گیا جیسے اتنی صبح اسے مجھ سے مڈبھیڑ کی توقع نہ رہی ہو۔ ایک پل کے لیے اس کے چہرے پر تفکرات کے اثرات پھیلے پھر وہ خود کو سنبھالتا ہوا میرے قریب آگیا۔ "صبح بخیر میرے محترم!"

"خدا کا شکر ہے کہ میں تمھیں زندہ و سلامت دیکھ رہا ہوں۔" میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں میرے محترم!" جیکسن نے تعجب سے مجھے گھورا پھر اچانک کچھ سوچ کر بولا۔ "اوہ ــــ شاید آپ رات میرے کیبن میں ہونے والی روحوں کی گفتگو کے بارے میں فکرمند ہیں؟"

"وہ آواز جو میں نے کل رات سنی تھی تمھاری اپنی نہیں کسی غیر کی تھی۔" میں سنجیدہ ہو گیا۔

"ہوتا ہے۔" جیکسن نے خود کو بے پروا ظاہر کرتے ہوئے جواب دیا۔ "بعض روحیں براہ راست جواب دینے کی خاطر عامل کے جسم میں حلول کر جاتی ہیں۔ گزشتہ رات بھی ایسا ہی ہوا ہو گا۔"

"جیکسن! کیا تمھیں علم ہے کہ میں تمھارے کیبن سے کب رخصت ہوا تھا اور ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی؟" اس بار میں نے قدرے خشک انداز میں جیکسن کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ میرا مقصد اسے یہ باور کرانا تھا کہ میں اس کے رویے میں اچانک پیدا ہونے والے تغیر کو بھانپ چکا ہوں۔

"میرا خیال ہے کہ گلوب کے اچانک تاریک ہو جانے کی وجہ سے ۔۔۔"

"گویا تم کو تمام باتوں کا بخوبی علم ہے؟" میں نے جلدی سے پوچھا۔ میں جیکسن کو سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ میری چھٹی حس بار بار مجھ سے یہی کہہ رہی تھی کہ جیکسن کوئی اہم راز مجھ سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہا ہے اور میں ہر قیمت پر وہ راز اس سے اگلوانا چاہتا تھا۔

جیکسن نے فوراً ہی میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر تک میری نگاہوں میں جھانکتا رہا پھر ایک سرد آہ بھر کر بولا۔ "آپ کا اندازہ کسی حد تک درست ہے میرے محترم! آپ کے رخصت ہو جانے کے بعد روحوں نے مجھے تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔"

"کیا تم کو یہ بھی علم ہے کہ گلوب کے تاریک ہو جانے کے بعد تمھارا جسم مردہ انسانوں کی طرح میز پر ڈھلک گیا تھا؟"

"روحوں کو بلانے کا عمل اکثر ہلاکت خیز بھی ثابت ہوتا ہے میرے عزیز!" جیکسن نے ہاتھ ملتے ہوئے اضطرابی انداز میں جواب دیا۔ "گزشتہ رات آپ نے روحوں کی لازوال قوتوں کا مذاق اڑا کر اچھا نہیں کیا۔ اگر تمھیں میرا خیال نہ ہوتا تو شاید ۔۔۔۔۔"

"جیکسن میرے دوست! کیا میں یہ تصور کر لوں کہ تم مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟" میں زہرخند سے بولا۔ "موت برحق ہے یہ میرا عقیدہ ہے۔ گندی طاقتیں انسان کو پریشان کر سکتی ہیں ــــ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں لیکن ایک بات تم بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ جو مقدر میں لکھا جا چکا ہے، اس کے برخلاف اور کچھ نہیں ہوتا ــــ روحوں کی عظیم اور لامحدود قوتیں بھی ان حادثات کو نہیں ٹال سکتیں جو لوحِ محفوظ پر رقم کیے جا چکے ہیں۔"

"میں آپ کو خوف زدہ نہیں کر رہا میرے محترم!" جیکسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کل کیا ہونے والا ہے، اس کا جواب تو وقت ہی دے سکتا ہے۔"

"لاسا کی موت کے سلسلے میں روحوں کی طاقت کا کرشمہ میرے پیشِ نظر ہے لیکن رات تم نے جس روح کو طلب کیا تھا وہ میرے سوالوں کا جواب دینے سے قاصر تھی اور اسی لیے میں نے اسے اُکسانے کی کوشش کی تھی۔"

"میں آپ کے خیالات کی تردید نہیں کروں گا ــــ لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ روحوں نے دیدہ دانستہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی نقاب کشائی سے گریز کیا ہو۔"

"کیا مطلب؟" میں چونک پڑا۔ "کیا تم کو علم ہے کہ میرے سفر کا انجام کیا ہو گا؟"

"مجھے افسوس ہے میرے عزیز! کہ میں اس سوال کا کوئی جواب دینے سے قاصر ہوں۔" جیکسن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "البتہ میں ایک بات بڑے یقین اور پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بحرِ جنوبی کے تمام طوفان یکجا ہو کر بھی آپ کا یا آپ کے ساتھیوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

"اور میرے ٹامی کے سلسلے میں تمھاری کیا پیش گوئی ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"ٹامی کی حیثیت اس وقت خواہ کچھ بھی ہو لیکن بحری سفر کے بعد وہی آپ کا راہبر ثابت ہو گا۔"

"میں تمھاری اس بات کو یاد رکھنے کی کوشش کروں گا۔" میں نے جیکسن کے جواب کو مذاق میں اڑاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ میرے محترم!" جیکسن نے قدرے تلخ انداز میں جواب دیا۔ پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا انجن روم کی جانب چلا گیا۔

اس وقت جیکسن کا رویہ میرے لیے حیرت انگیز تھا اور نہ جانے کیوں مجھے رہ رہ کر یہی خیال ستا رہا تھا کہ وہ میرے سفر کے بارے میں کسی اہم راز سے واقف ہو چکا ہے مگر کچھ ناگزیر حالات کی بنا پر اسے زبان تک لانے سے گریز کر رہا ہے۔

درخشاں کا خوابِ بیداری کی کیفیت میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر حویلی میں چکراتے پھرنا میرے لیے باعثِ تشویش تھا۔ کیلاش نے مجھے بتایا تھا کہ ایسے مریض خواب کی حالت میں جو کچھ کر گزرتے ہیں وہ ہوش آتے ہی یکسر بھول جاتے ہیں اور اگر مریض کو ایسی حالت میں بیدار کرنے کی کوشش کی جائے تو اس کے ذہن پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔

میں نے احتیاطاً کیلاش کے ذریعے درخشاں کا چیک اپ بھی کرایا لیکن بظاہر ایسی کوئی علامت نہیں ملی جسے اس کی بیماری کا سبب سمجھا جا سکتا۔ چنانچہ صرف ایک ہی بات قرینِ قیاس تھی، پریم ناتھ کے گرگے اور چیلے مجھ پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے درپے ہو گئے تھے۔ وہ اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے بھی تلملا اٹھے تھے۔ جو اب تک ان کی گندی سازشوں کی خاطر حالات کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ غرضیکہ درخشاں کی خوابِ بیداری کی کیفیت نے میری راتوں کی نیند حرام کر دی تھی، اس خیال سے کہ کہیں وہ دورے کی حالت میں کسی خوفناک حادثے کی شکار نہ ہو جائے میں اس کے سرہانے بیٹھا تمام رات پلکوں کے نیچے سے جاگ جاگ کر گزار دیتا۔

اس رات بھی میں خواب گاہ میں اپنی آرام کرسی پر نیم دراز تھا جب دیوار گیر کلاک نے رات کے دو بجنے کا اعلان کیا ــــ مجھ پر ہلکی سی غنودگی طاری تھی جو گھنٹے کی آواز سے جاتی رہی ــــ میں نے آنکھیں ملتے ہوئے درخشاں کے بستر پر نظر ڈالی تو اچھل پڑا۔ وہ اپنی مسہری پر نہیں تھی۔ پھر میری نظر خواب گاہ کے کھلے دروازے پر پڑی تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہو گئیں۔ کیلاش کے مشورے پر میں نے اپنی خواب گاہ کو اندر سے مقفل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور قفل کی چابی اپنے گاؤن کی اندرونی جیب میں رکھتا تھا۔

میں نے تیزی سے اپنی جیب ٹٹولی ــــ اچھل کر کھڑا ہوا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر راہداری میں آگیا۔ درخشاں نے خواب ہی کی حالت میں میری جیب سے چابی نکالی اور دروازے کا قفل کھول کر باہر چلی گئی۔ یہ سب کچھ کس وقت اور کیسے ممکن ہوا مجھے اس کی قطعی خبر نہ ہو سکی۔ غالباً دو تین راتوں تک مستقل جاگتے رہنے کی وجہ سے میں غنودگی کی گہری حالت سے دوچار ہو گیا تھا۔ اور اسی عرصے میں درخشاں اپنا کام کر گئی۔

راہداری عبور کر کے میں لان کی سمت آیا تو درخشاں کا ہیولا مجھے نظر آگیا۔ وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس تھی اور آج اس کا رخ صدر دروازے کے بجائے پشت والے اس پھاٹک کی طرف تھا جو ملازموں کے لیے مخصوص تھا۔ احتیاط کے پیشِ نظر میں نے لوہے کی جالیوں سے بنے ہوئے اس پھاٹک کو بھی مقفل کرا دیا تھا۔

درخشاں کو دیکھ لینے کے بعد میں نے اپنی رفتار مدھم کر دی، اور پنجوں کے بل چلنے لگا کہ میرے قدموں کی آہٹ ہی کہیں اس کی بیداری کا سبب نہ بن جائے۔ میں نظریں اس پر مرکوز کیے اس کی حرکات و سکنات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ میری جیب سے چابیوں کا جو گچھا غائب تھا وہ اس وقت درخشاں کے سیدھے ہاتھ میں موجود تھا۔

جالیوں والے پھاٹک کے قریب پہنچ کر وہ رک گئی ــــ اس نے بالکل ہوشمند انسانوں کی طرح گچھے سے مطلوبہ چابی کا انتخاب کیا۔ پھر وہ قفل کھولنے کے ارادے سے جھکی لیکن اس کا سر لوہے کی جالی سے ٹکرا گیا۔ وہ یوں چونکی جیسے کوئی ہولناک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو ــــ ماحول کی تبدیلی نے اسے یقیناً خوفزدہ کر دیا ہو گا ــــ میں چونکہ اس کی پشت پر تھا اس لیے اس کے چہرے کے تاثرات کو نہ دیکھ سکا لیکن جس انداز میں وہ تیزی سے پچھلے قدموں پھاٹک سے دور ہوئی تھی، وہ اس کی اضطرابی کیفیت کی ترجمانی کر رہا تھا۔

میں صورتِ حال کا اندازہ لگانے کے بعد لپکتا ہوا درخشاں کے قریب گیا تو مجھے دیکھ کر وہ ایک ثانیے کو سکتے کی کیفیت سے دوچار ہوئی پھر بے اختیار میرے سینے سے لپٹ کر سسکنے لگی۔ اس کے تنفس کی تیزی اور دل کی غیر متوازن دھڑکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ کس قدر خوف زدہ اور سہمی ہوئی ہے۔ اس نے پوری قوت سے مجھے یوں اپنی نرم باہوں کے حلقوں میں جکڑ رکھا تھا جیسے اگر اس کی گرفت ایک ذرا کمزور پڑی تو میں اسے چھوڑ کر فرار ہو جاؤں گا۔ وہ سر تا پا بیدِ مجنوں کی طرح کپکپا رہی تھی۔ میں نے اس کے بکھرے بالوں کو سہلاتے ہوئے اپنائیت اور محبت بھری آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"درخشاں، میری زندگی ــــ آؤ، خوابگاہ میں چلیں۔"

"مجھے ۔۔۔ یہاں کون لایا تھا؟" اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑی معصومیت سے سوال کیا۔

"تم یہاں ۔۔۔۔" میں کچھ کہتے کہتے یکلخت سنبھل گیا پھر درخشاں کے کندھوں کو تھپتھپایا اور بولا۔ "ہم تازہ ہوا کھانے کی غرض سے چہل قدمی کرتے ہوئے ادھر آنکلے تھے، پھر ۔۔۔۔"

"پھر کیا ہوا؟" اس نے مجھے گھورتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ "پھر کیا ہوا تھا جمال؟"

"تمھیں شاید چکر آگیا۔" میں نے اس کو سہارا دیتے اور خوابگاہ کی سمت قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم نے حویلی کے

غیر ضروری کاموں میں بھی خود کو حد درجہ ملوث کر لیا ہے اور اپنی صحت کی طرف سے بالکل بے پروا ہو گئی ہو۔ میں صبح ہی کیلاش سے کہوں گا کہ وہ تمہارے لیے طاقت بحال کرنے والی دوائیں تجویز کر دے ورنہ تمہاری کمزوری بڑھتی رہے گی۔"

خواب گاہ تک درخشاں نے میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن بستر پر لیٹنے کے بعد اس نے بڑی حسرت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لیے کپکپا رہے تھے۔ میں نے اس کی غزالی آنکھوں کے گوشے نمناک ہوتے محسوس کیے تو تڑپ اٹھا۔

"کیا بات ہے جانِ من۔ تم کیا سوچ رہی ہو؟"

"جمال۔" اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر آہستہ سے کہا۔ "میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ صرف اس بار تم مجھے معاف کر دو۔"

"اوہ کم آن ڈارلنگ۔" میں نے اس کے ذہن کو پرسکون رکھنے کی خاطر تسلی دی۔ "تم شاید ابھی تک غنودگی کی حالت سے دوچار ہو۔ غلطی تمہاری نہیں میری تھی جو میں تمہیں اپنے ساتھ چہل قدمی کی خاطر لے گیا۔"

"مجھے بہلانے کی کوشش مت کرو جمال! میں اس وقت پوری طرح ہوش میں ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "مجھ سے بھول ہو گئی تھی۔ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ دھرم تبدیل کر دینے کے بعد میں پچھلے تمام رشتے ناتے اور سمبندھ توڑ چکی ہوں۔ مجھے خواب گاہ سے باہر جانے سے پہلے تم سے اجازت لینا چاہیے تھی۔"

"تم کیا بھول گئی تھیں اور مجھ سے کس بات کی اجازت لینا چاہیے تھی؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"جمال۔" درخشاں نے اپنی پلکوں سے آنسوؤں کی نمی کو خشک کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "پتا جی آئے تھے۔"

"کون۔ پریم ناتھ جی؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ہاں جمال! وہ مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے مجھے حویلی کے باہر بلایا تھا۔ اور میں پتا جی کی خواہش کے پیش نظر تم سے پوچھے بنا چلی گئی۔ پھر شاید تمہاری نیند بھی اچاٹ ہو گئی اور تم نے میرا راستہ روک لیا۔" اس نے دبی زبان میں کہا۔ "تم نے اچھا کیا۔ اگر تم نہ آ جاتے تو شاید میں ......" وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی میرے سینے میں منہ چھپا کر سسکنے لگی۔

درخشاں کی باتیں سن کر میرے دل پر جو بیت رہی تھی اس کا اندازہ میرے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ وہ جو کچھ کہہ رہی تھی، اس کا تعلق ہوش مندی سے نہیں تھا۔ اس نے یقیناً کوئی خواب

دیکھا تھا یا پھر ماورائی قوتوں نے اس کے معصوم ذہن کو ایک مخصوص رشتے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ ہر قیمت پر درخشاں کو حویلی سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ اس حصار کے اندر میرے دشمنوں کی ناپاک سازشیں کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ جو میرے مرحوم والد کے بزرگ اور عامل دوست نے قائم کیا تھا۔ مجھے یہ بات دیوان جی نے بتائی تھی۔

"اگر وہ درخشاں کو حویلی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے تو۔ تو کیا ہوگا؟" میرے ذہن میں یہ سوال ابھرا تو میں سرتاپا لرز کر رہ گیا۔ میرا جسم پسینے میں بھیگنے لگا۔ میں نے اپنے دشمنوں کے بارے میں غور کیا۔ وہ اخلاق اور شرافت کی تمام حدوں کو پھلانگ کر پستیوں میں ڈوب چکے تھے۔ ان کے ضمیر مردہ ہو چکے تھے۔ وہ انسان نہیں درندے تھے جو خود اپنے ہی لہو سے اپنی پیاس بجھانا چاہتے تھے۔ مذہب کی آڑ لے کر وہ خون کی ہولی کھیلنا چاہتے تھے۔

"تم کیا سوچ رہے ہو جمال؟" درخشاں نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا پھر آہستہ سے بولی۔ "کیا تم میری ایک چھوٹی سی بھول کو معاف نہیں کرو گے؟ میں وعدہ کرتی ہوں کہ۔"

"درخشاں۔ میری زندگی۔ میری روح۔" میں نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑے پیار سے کہا۔ "تم سے کوئی بھول کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی۔ تم نے شاید کوئی خواب دیکھا تھا جس کا اثر تمہارے ذہن پر ابھی تک قائم ہے۔"

"کیا مطلب؟ کیا پتا جی یہاں نہیں آئے تھے؟" اس نے حیرت سے مجھے دیکھا۔

"سب کچھ بھول کر سونے کی کوشش کرو میری جان! تمہیں آرام اور سکون کی اشد ضرورت ہے۔"

اس نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نظریں گھما کر گھڑی دیکھی پھر اپنے شب خوابی کے لباس کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑی۔

"جمال۔" اس نے سہمی ہوئی آواز میں مجھ سے دریافت کیا۔ "یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ کیوں ہو رہا ہے؟"

"اپنے ذہن پر زور مت ڈالو میری زندگی۔" میں نے پوری طرح اسے اپنے وجود کی گہرائیوں میں محفوظ کرتے ہوئے کہا۔ "خدا نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ رات میرے صبر کی آخری رات تھی۔ میری خاموشی میرے حق میں نقصان دہ ثابت ہو رہی تھی۔ چنانچہ دوسری صبح میں نے ایک اہم فیصلہ کر لیا۔ کیلاش کے کلینک جا کر وہاں سے میں نے براہِ راست پریم ناتھ سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ وہ میری آواز سن کر دنگ رہ گئے۔ انھیں شاید توقع نہیں تھی کہ میں اب تک

سینہ تان کر ان کے سامنے آ جاؤں گا۔

پریم ناتھ جی نے مجھ سے بڑے تلخ اور سخت لہجے میں گفتگو کا آغاز کیا۔ وہ بڑے عہدے پر فائز تھے۔ کرسی کے نشے نے انھیں بے خود کر دیا تھا۔ ان کا پہلا مطالبہ یہی تھا کہ میں درخشاں کو فوری طور پر طلاق دے دوں ورنہ دوسری صورت میں وہ مجھے سکون کا سانس نہیں لینے دیں گے۔ ان کے دوست پنڈت اور پجاری میری زندگی اجیرن کر دیں گے۔ میرا انجام میری توقع سے کہیں زیادہ اذیت ناک اور عبرت ناک ہوگا۔ وہ مجھے پاتال سے بھی نکال کر اس وقت تک سڑکوں پر گھسیٹتے رہیں گے جب تک میں درخشاں کے حق سے دستبردار نہیں ہو جاؤں گا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہا۔ پھر میں نے زبان کھولی تو ان کی زبان گنگ ہو گئی۔ میں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت، مجھے اور درخشاں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔ میں نے پریم ناتھ جی کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے اوچھے ہتھکنڈے ترک کر دیں ورنہ میں بھی ان پر سکون کا ایک ایک لمحہ حرام کر دوں گا۔ آخر میں میں نے کہا تھا۔ "پریم ناتھ جی! اگر تم نے اپنے پنڈت پجاریوں کو سمجھانے کی کوشش نہیں کی تو پھر میری طرف سے بھی جوابی کارروائی کے لیے تیار رہو۔ محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ ملک کے ہر بڑے روزنامے میں یہ خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہو کہ حکومت کے ایک معزز سفیر کی بیٹی کاجل نے مسلمان ہو کر ملک کے ایک نامور بیرسٹر جمال صفدر سے شادی کر لی اور یہ کہ لڑکی کا باپ اسے ہر قیمت پر طلاق دلا کر پنڈت، پجاریوں کی ہوس کا نشانہ بنانے کا خواہش مند ہے اور اسے نرتکی (رقاصہ) کے روپ میں دیوی دیوتاؤں کے سامنے رقص کرتے دیکھنا چاہتا ہے اور۔"

"جمال۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔" وہ میری تلخ کلامی سن کر بوکھلا اٹھے۔

"ابھی میرا سلسلۂ کلام ختم نہیں ہوا پریم ناتھ جی۔" میں نے نفرت سے کہا۔ "میں جس خبر کی اشاعت کی بات کر رہا ہوں وہ درخشاں کے اقبالی بیان کی حیثیت سے اخبارات کو جاری کی جائے گی۔ کہیے کیا آپ کی غیرت یہ سب کچھ برداشت کر لے گی؟"

دوسری طرف سے مجھے فوراً ہی کوئی جواب نہیں ملا۔ میرے دشمن غالباً ایک ہی جوابی حملے میں بوکھلا گئے تھے۔ انہیں شاید امید نہیں تھی کہ میں اس حد تک آگے بڑھ جاؤں گا۔ میں ریسیور ہاتھ میں لیے منتظر رہا۔ چند لمحوں بعد میرے سسر کی مدھم اور ٹوٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ "کیا کاجل میرے خلاف اتنا گھناؤنا بیان دینے

پر تیار ہو جائے گی؟"

"کاجل نہیں، درخشاں کہو پریم ناتھ۔" میں بدستور حقارت سے بولا۔ "اب صرف درخشاں زندہ ہے۔ تمہاری کاجل مر چکی ہے۔ اب جو مسلمان لڑکی زندہ ہے، وہ اپنے مجازی خدا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔"

"جمال ـــ کیا میں اپنی بیٹی سے دو باتیں کر سکتا ہوں؟"

پریم ناتھ کا دم خم ٹوٹ چکا تھا۔ اس کی آواز کی گھن گرج جو پہلے تھی، پل بھر میں اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی لیکن میں نے کسی رحمدلی کا مظاہرہ نہیں کیا، بدستور تلخ اور سپاٹ لہجے میں بولا۔

"نہیں، جب تک تم اور تمہارے گرگے اپنے اوچھے ہتھکنڈوں کا استعمال بند نہیں کریں گے، تم درخشاں کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھ سکو گے۔"

"تمہارا خیال غلط ہے جمال بیٹے۔" پریم ناتھ کی آواز میں درد تھا۔ "کوئی باپ اپنی اولاد کی خوشیوں کا گلا خود اپنے ہاتھوں سے کبھی نہیں گھونٹتا لیکن دھرم کا مسئلہ آ جائے تو آدمی مجبور ہو جاتا ہے۔" اس نے بےبسی سے کہا۔

"تم جس دھرم کے نام لیوا ہو تمہاری بیٹی اس سے منہ موڑ چکی ہے۔" میں نے کہا۔

"میں سمجھ رہا ہوں لیکن پنڈت اور پجاریوں نے اسے اپنی آن کا مسئلہ بنا لیا ہے، میں بالکل بےقصور ہوں۔"

"تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم درخشاں کے دشمن نہیں ہو؟"

"میں اس کا باپ ہوں، کیا یہ ثبوت کم ہے؟"

"مجھ سے پہلے دار باتیں مت کرو پریم ناتھ جی!" میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں دو دن کی مہلت دے رہا ہوں اگر تم نے اپنے ساتھیوں کو ہمارے راستے سے نہ ہٹایا تو پھر میں بھی جوابی کارروائی کے لیے مجبور ہو جاؤں گا۔"

میں نے اس کے بعد دوسری جانب سے کچھ سننا ضروری نہیں سمجھا۔ اپنی بات ختم کر کے ریسیور کریڈل سے علیحدہ رکھ دیا مبادا وہ مجھے فون کر کے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے بہلانے کی کوشش کرے۔

میری جوابی کارروائی رائیگاں نہیں گئی۔ ایک ہفتے بعد ہی مجھے میرے آدمیوں کے ذریعے اس بات کی اطلاع مل گئی کہ پریم ناتھ ملازمت سے لمبی رخصت لے کر ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ اس نے ہمارے راستے سے خود کو علیحدہ کر لیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ پریم ناتھ کے درمیان سے ہٹ جانے کے بعد اس کے پنڈت اور پجاری بھی میرا راستہ کاٹنے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن میرا اندازہ درست نہیں ثابت ہوا۔

بہرحال مجھے یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ کم از کم پریم ناتھ نے درخشاں کے سلسلے میں اپنی دشمنی ختم کر دی تھی۔ ایک طرف سے سکون مل جانے کے بعد میں نے طے کر لیا کہ اب پنڈت پجاریوں سے بھی نمٹنے کے لیے کوئی جوابی کارروائی ضرور کروں گا۔ شاہ صاحب کی بخشی ہوئی تسبیح میرے گلے میں موجود تھی اور مجھے یقین تھا کہ ایک کامل بزرگ کی یہ نشانی جب تک میرے ساتھ ہے کوئی گندی طاقت میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔

میں نے کچھ دنوں کے لیے خود کو حویلی کے اندر محدود کر لیا۔ مجھے اپنی چار دیواری کے اندر کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن باہر کی فضا میرے حق میں آہستہ آہستہ مکدّر ہوتی گئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ میرے دشمنوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ پنڈت اور پجاریوں نے دھرم کے نام پر حسین آباد اور گردی میں ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد کو میرے خلاف اکسا دیا۔ انھیں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ میں نے کاجل کو زبردستی مسلمان کر لیا ہے۔ اور اس کی مرضی کے بغیر اس سے شادی کر لی ہے۔

میں سمجھ رہا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ حویلی کے اندر اُن کے جنتر منتر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اس لیے وہ مجھے حویلی سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ میں شب و روز اپنے مخالفین کو کچلنے کی ترکیبیں سوچتا رہتا۔ کیلاش کا مشورہ تھا کہ میں کچھ دنوں کے لیے درخشاں کو ساتھ لے کر ملک سے باہر چلا جاؤں لیکن میں بزدلوں کی طرح راہِ فرار نہیں اختیار کرنا چاہتا تھا۔

ان ہی دنوں ایک روز جب درخشاں نے مجھے بتایا کہ اس کے نازک وجود میں ہماری لازوال محبت کی نشانی کلبلانے لگی ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کیلاش اور جیلب، کو خبر ہوئی تو وہ بھی میری خوشی میں شریک ہو گئے۔ سلویا نے بطورِ خاص اس خوشخبری کے بعد سے درخشاں کا بے حد خیال رکھنا شروع کر دیا۔ اور میری خوشی کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا۔ باپ بننے کے خیال نے مجھے تمام باتوں سے بے نیاز کر دیا۔ سلویا کے ساتھ ساتھ میں بھی ہمہ وقت درخشاں کی دلجوئی اور دیکھ بھال میں لگا رہتا۔ لیکن ایک روز میرا یہ سکون پھر درہم برہم ہو گیا۔

دیوان جی نے مجھے بتایا کہ پنڈت اوم پرکاش اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے میرے اطراف جو جال پھیلائے تھے اُن کا حلقہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے حویلی سے باہر نکالنے کی خاطر انھوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ میری جاگیر اور املاک کو نقصان پہنچایا جا رہا تھا۔ وہ لوگ جو میرے ہمدرد تھے، انھیں پریشان کیا جا رہا تھا۔ اُن کی عزت سے کھیلا جا رہا تھا۔ ہر وہ حربہ استعمال کیا جا رہا تھا جو مجھے حویلی سے باہر نکالنے میں اُن کے لیے

ثابت ہو سکتا۔ میں اس خبر پر تلملا اٹھا۔

"دیوان جی! آپ کا کیا مشورہ ہے؟"

"میں صرف ایک بات جانتا ہوں چھوٹے سرکار! آپ کی ...تی ہمارے دشمنوں کو خم ٹھونکنے پر اکسا رہی ہے۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں؟" میں نے دیوان جی کو وضاحت طلب ...وں سے دیکھا۔

وہ بڑے پُرسکون انداز میں بولے۔ "میں دنیا میں زندہ ...ے کا ایک اصول جانتا ہوں۔ سب کے ساتھ نیکی اور محبت ...برتاؤ کرو لیکن اگر کوئی دشمنی سے انگلی اٹھائے تو پہلی فرصت میں ...کا ہاتھ کاٹ دو۔ زہر کے اثرات فوری طور پر ختم کرنے کے ... جسم کے کچھ حصے کو اگر کاٹ دیا جائے تو اسے حماقت نہیں، ...نشمندی کہتے ہیں۔"

"اس طرح فساد کی آگ اور بھڑک جائے گی۔" میں نے ہاتھ ...تے ہوئے جواب دیا۔ "کوئی ایسا راستہ سوچیے دیوان جی جس سے ...پ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"چھوٹے سرکار!" دیوان جی نے میرے لہجے کی کمزوری کو ...وس کرتے ہوئے تعجب سے پوچھا۔ "کیا آپ اتنی جلدی ہمت ہار بیٹھے ہیں؟"

"آپ نہیں سمجھتے دیوان جی!" میں نے انھیں درخشاں کی ...یت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایسے وقت میں اگر درخشاں ...کشت و خون کی اطلاع ملی تو اس کی صحت پر بہت برا اثر ...ڑے گا۔"

"پھر تو ایک ہی صورت ہے۔"

"وہ کیا؟"

"آپ... اپنے اس پرانے نمک خوار کو بھی اپنی خوشیوں ...ں جشن منانے کا موقع عنایت کر دیجیے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"مجھے کچھ دنوں کے لیے آزاد کر دیجیے۔" دیوان جی نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "خدا کی قسم مالک! اگر میں آپ کے دشمنوں کو ...یک ایک کر کے واپسی کا ٹکٹ نہ کٹوا دوں تو شہباز خان نہیں کسی ...مار کی اولاد سمجھیے گا۔"

"مجھے آپ کی محبت پر اعتماد ہے لیکن فی الحال یہ مناسب نہیں ہوگا۔" میں نے دیوان جی کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "ابھی تک قانون کے نگہبانوں کو ہمارے خلاف کوئی مواد نہیں ملا۔ لیکن ایسا کوئی ثبوت اگر اُن کے ہاتھ آ گیا تو پھر وہ حویلی کے اندر گھس آنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔"

"شہباز خان کی زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔" دیوان جی نے ہونٹ چباتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "قانون کے نگہبانوں کی دکھتی رگیں بھی میرے ہاتھ میں ہیں۔ رہا پنڈت پجاریوں کا چکر تو دو چار کے ٹھکانے لگتے ہی وہ بھی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلیں گے۔ آج پنڈت اوم پرکاش کے سر پر پائے بنا کر کسی بڑے چوراہے پر ڈال دیے جائیں۔ کل ہی سے اُن کا زور ٹوٹ جائے گا۔"

"آنند کمار ہماری طرف سے کسی ایسی ہی کارروائی کا منتظر ہوگا۔ اس کے ہاتھ اچانک مضبوط ہو جائیں گے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ کماری نرملا کو کیوں بھول رہے ہیں؟" دیوان جی نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "میرے پاس اس کے کرتوتوں کے سیکڑوں ثبوت موجود ہیں۔ ایک بھی سامنے لے آیا تو آنند کمار اپنی عزت بچانے کی خاطر پالتو کتوں کی طرح حویلی کے پھاٹک پر کھڑا دم ہلاتا نظر آئے گا۔"

"ایک آنند کمار درمیان سے ہٹ گیا تو دوسرے اس کی جگہ لے لیں گے۔"

"شہباز خان نے بھی ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔" دیوان جی سرد آواز میں بولے۔ "آپ صرف ایک بار میری کھلی چھٹی کا پروانہ جاری کر دیں، پھر میں جانوں اور میرا کام۔"

مجھے دیوان جی کی شخصیت کے ہر پہلو کا علم تھا لیکن میں ایک مخلص انسان کو کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ درخشاں کی حالت کے پیشِ نظر بھی ضروری تھا کہ ہر قدم نہایت سوچ سمجھ کر اٹھایا جاتا چنانچہ میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "دیوان جی! کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم ایک بار پھر شاہ صاحب سے ملنے کی کوشش کریں۔"

"میں گیا تھا وہاں لیکن شاہ صاحب عرس میں شرکت کے لیے الٰہ آباد جا چکے ہیں۔"

دیوان جی کے جواب نے مجھے ایک لمحے کو مایوس کر دیا۔ پھر مجھے شاہ صاحب کی باتیں یاد آنے لگیں۔ انھوں نے مجھے بار بار اور جلدی جلدی ماں کی قبر پر حاضری دینے کی تاکید کی تھی ـــ شاہ صاحب کی دی ہوئی تسبیح میرے گلے میں پڑی تھی۔ لہٰذا میں نے اسی وقت ماں کی قبر پر حاضری دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اور درخشاں سے ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے دیوان جی کے ساتھ ہو لیا۔

راستے میں کچھ دیر تک ہمارے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ دیوان جی اپنے خیالات میں گم تھے اور میں اپنے حالات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ اگر بات میرے اختیار کی ہوتی تو میں درخشاں کو اپنی بانہوں میں چھپا کر ہندوستان کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیتا۔

لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ میرے دشمن ہمارا خیال اپنے گندے ذہنوں سے نکال دیں گے۔

درخشاں امید سے تھی۔ یہ خبر سن کر میری خوشیوں اور مسرتوں کا کوئی ٹھکانا نہ تھا لیکن یہ خیال بھی میرے لیے حد اذیتناک تھا کہ وہ حویلی کے احاطے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کا حویلی سے باہر نکلنا مناسب نہیں تھا، دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے وہ جان لینے اور دینے پر آمادہ تھے، درخشاں کی موت کو بھی وہ اپنی جیت اور میری شکست سمجھ رہے تھے۔ ان حالات میں میرے لیے سکون کا ایک ایک لمحہ محال ہو گیا تھا۔

"چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "دلاور مرزا مجھے بتا رہا تھا کہ وہ الہ آباد کے جگن چمار سے پرانی واقفیت رکھتا ہے۔"

"جگن چمار۔" میں چونکا۔

"جی ہاں، جس زمانے میں دلاور مرزا رنگین مزاجی کرتا تھا، اسی زمانے میں اس نے ایک لڑکی کو قابو کرنے کے لیے جگن سے یارانہ گانٹھ لیا تھا۔" دیوان جی بولے "پہلے وہ شاہ صاحب کے پاس گیا تھا، وہاں سے دھتکارا گیا تو کسی نے اسے جگن کے راستے پر لگا دیا۔"

"لیکن یہ جگن کرتا کیا ہے؟" میں نے خشک لہجے میں کہا۔ "میں نے ہمیشہ اپنے بازو پر بھروسہ کیا ہے۔ اپنے کالے پیلے کام والوں سے کبھی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن دلاور مرزا بتا رہا تھا کہ جگن کے کاٹے کا کوئی منتر نہیں سفلی کا کام بڑا تیز اور یقینی کرتا ہے۔"

"اوہ۔"

"آپ کہیں تو کسی وقت دلاور مرزا کے ساتھ اُسے بھی دیکھ لوں؟" دیوان جی نے سنجیدگی سے کہا "لوہے کو کاٹنے کے لیے لوہا ہی مناسب ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جگن کا سفلی کارنامہ آپ کے دشمنوں کا تیا پانچا کر دے۔"

"دیوان جی۔ کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہم اپنی حفاظت کے لیے کسی چمار کی خدمات مستعار لیں؟"

"وقت پر تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے، رہا جگن کا مسئلہ، تو جو لوگ آپ کے دشمن بن گئے ہیں وہ بھی بھنگیوں سے کم نہیں جو چھپ چھپ کر زنخوں کی طرح پشت سے وار کر رہے ہیں مرد ہوتے تو کھل کر مقابلے پر آ جاتے۔" دیوان جی نے روانی میں ایک بھدی سی گالی بکتے ہوئے کہا "آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اس لیے مجبور ہوں ورنہ۔۔۔ اوم پرکاش کی پنڈتی کو ایسی جھاڑ پھٹک دیتا کہ وہ کبھی منہ دکھانے کی ہمت بھی نہ کرتا۔"

"یہ بات میں بھی سمجھ رہا ہوں دیوان جی کہ تمھی سب بھی تکلیفوں سے

آسیب زدہ

انوار صدیقی (زیر طبع)

نہیں نکلے گا لیکن درخشاں کے خیال سے مجبور رہوں۔" میں نے ... کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "اُسے اگر حالات کی اطلاع مل گ... وہ پریشان ہو جائے گی۔"

"بات ہمیشہ ڈھکی چھپی نہیں رہتی۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر جب تک وہ بے خبر ... اچھا ہے۔"

دیوان جی نے میری کیفیت کا اندازہ لگایا تو خاموشی ... کر لی۔ مجھے اندازہ تھا کہ خان شہباز خان نے اپنے نام کو کبھی نہیں لگنے دیا۔ جب تک میدان میں رہے مونچھوں پر تاؤ دے ... سینہ تان کر دشمنوں کا سر کچلتے رہے۔ وہ عملی شخصیت کے ... تھے۔ اس لیے میری مصلحتیں ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔

قبرستان پہنچ کر میں نے ماں کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔ احا... کی منڈیر پر بیٹھا بڑی دیر تک ماں کی آخری آرامگاہ کو حسر... بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر جانے کے ارادے سے پلٹا ... یکلخت میرا موڈ آف ہو گیا۔ میرے سامنے تھوڑے فاصلے ... وہی ننگ دھڑنگ کھڑا مجھے یوں پلکیں جھپکا جھپکا کر دیکھ رہا ... جیسے میں انسان نہیں دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہوں۔ اس کے ... جسم پر اس وقت بھی دنیا جہان کی غلاظتیں جمی ہوئی تھیں ... میں دبی جلی ہوئی ٹیڑھی میڑھی لکڑی موجود تھی۔ جس کی ... سے وہ ایک بار پہلے بھی مجھے زخمی کر چکا تھا۔ میری طبیعت ... دیکھ کر مکدر سی ہو گئی۔ ایک بار جی میں آئی کہ پتھر اٹھاؤں ... اُسے لہولہان کر ڈالوں لیکن پھر اسی لمحے مجھے شاہ جی کی کہی ہو... بات یاد آ گئی۔

"زخم کو رِسنے دو۔ یہ ناسور بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمھیں پریشان نہیں کر سکے گی۔"

میں شاہ صاحب کے اشارے کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا لیکن ... اس وقت اچانک وہ جملہ میرے ذہن میں گونجا تو یکلخت مجھے ... اپنی بائیں ٹانگ کا زخم یاد آ گیا۔ جو دیوانے کے لکڑی مارنے ... پیدا ہوا تھا۔ میں نے چونک کر دیوانے کی سمت غور سے دیکھا تو ...

...زدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"سنو۔" میں نے دھڑکتے دل سے اسے آواز دی "تم چاہو ... دوسری ٹانگ بھی زخمی کر سکتے ہو۔"

"تو۔۔۔ تو مجھے پتھر تو نہیں مارے گا؟" دیوانے نے مجھے ... کی طرح گھورتے ہوئے دیدے نچا کر پوچھا۔

"جو خود زخمی ہو وہ کسی اور کو کیا پتھر مارے گا۔" میں نے ... کھائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ جانے کیا بات تھی جو اب ... اس دیوانے سے نفرت نہیں ہو رہی تھی۔ کوئی بات ضرور ... مجھے اندر ہی اندر اس سے قریب ہونے کے لیے اکسا ... رہی تھی۔

"نیم کے درخت سے اُلٹا لٹک جا۔" اچانک دیوانے ... ایک قہقہہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "رام بھلی کرے گا۔"

"تم۔۔۔ تم کون ہو؟" میں نے مدھم آواز میں دریافت کیا۔

وہ دیوانہ وار پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا پھر یکلخت ... سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں بولا "سٹہ ... گا؟"

"نہیں۔۔۔ میں جوا نہیں کھیلتا۔"

"نہیں کھیلے گا تو پھر ہار جیت کا فیصلہ کیسے ہو گا۔ تیری ... سر کے بل کھڑا ہو کر چلنے کی عادت ڈال لے، دنیا سیدھی ... آنے لگے گی۔" دیوانے نے سرگوشی کی "کبھی کبھی کنکوے ... بھی اڑا لیا کر۔ ڈور کٹے گی تو پیچ لڑانا بھی سیکھ جائے گا۔"

"تم۔۔۔ تم مجھے دیوانے نہیں لگتے۔" میں نے اُسے ... لینے کی خاطر پانسا پھینکا۔ "تم کچھ اور ہو۔۔۔"

"آدھا تیتر۔۔۔ آدھا بٹیر۔" دیوانہ اپنے ہونٹوں پر انگلی ... رکھ کر بولا۔ "خبردار! کسی اور سے نہ کہنا ورنہ قبرستان کے سارے ... اُٹھ کر آبادیوں کی طرف دوڑ لگا دیں گے۔"

"تم بھیس بدل کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہو۔" میں ... برداشت نہ کر سکا، چڑ کر بولا "میں تمھاری اصلیت جان گیا ہوں۔"

"نکل گیا۔ نکل گیا۔ نکل گیا۔" دیوانے نے میری بات سن کر ... کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا "اناڑی کی دُم فاختہ۔ چلا تھا ... مرغ کا شکار کھیلنے۔ ایک چوہا بھی نہ مار سکا۔"

"میں۔۔۔ میں تمھیں پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دوں گا۔" ... میں نے اُسے دھمکانے کی خاطر سخت لہجہ اختیار کیا تو وہ بندروں کی طرح اچھلتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف دوڑنے لگا۔ پھر ... اچانک رُک کر پلٹا اور مجھے آنکھ مار کر بولا۔

"زلفیں دراز کر لے۔ تو بھی لوٹن کبوتر بن جائے گا۔"

مجھے غصہ آ گیا، پتھر اٹھانے کے بہانے سے میں نے جھکی دی تو وہ شور مچاتا ہوا درختوں کی آڑ میں ہو گیا۔ میں نے اُسے ذہن سے جھٹک دیا اور واپس قبرستان کے پھاٹک کی طرف قدم اٹھانے لگا جہاں دیوان جی گاڑی کے پاس میرے منتظر تھے۔ میں لمبے لمبے قدم مارتا آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دیوانے کی بے سر و پا باتوں نے میرا موڈ خراب کر دیا تھا۔

دیوان جی نے خاموشی سے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی کو بیک کیا پھر کچے راستے کو عبور کر کے پختہ سڑک پر جانے کے ارادے سے اسٹیئرنگ کو کاٹا ہی تھا کہ اچانک سامنے سے ایک جیپ نے نمودار ہو کر ہمارا راستہ روک لیا۔ دیوان جی نے اگر ذرا غفلت سے کام لیا ہوتا تو حادثہ ہو جانا لازمی تھا۔

اچانک بریک لگنے سے ایک لمحے کو میں بھی گڑبڑا گیا پھر سنبھل کر جیپ کی سمت دیکھا تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ جیپ کے اندر تین مٹے کٹے پجاری بیٹھے میری کار کی جانب حقارت بھری نظروں سے گھور رہے تھے۔ اُن میں ایک اوم پرکاش بھی تھا لیکن اس کا دوسرا ساتھی صورت شکل اور چہرے مہرے کے اعتبار سے زیادہ بھاری بھرکم نظر آ رہا تھا۔ اس کے تیور زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے۔ تیسرا پجاری اسٹیئرنگ پر دھرنا جمائے بیٹھا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہونے لگیں۔ انھوں نے ہمیں آبادی سے دور ویرانے میں محض تفریحاً نہیں گھیرا تھا۔ وہ یقیناً میرے کریا کرم کا ارادہ ٹھان کر وہاں آئے ہوں گے۔

میں نے دبی زبان میں دیوان جی کو مخاطب کیا۔ "ریوالور ہو گا آپ کے پاس؟"

"ہے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے تینوں پجاریوں پر نظریں جماتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر یہ دنگا فساد کی کوشش کریں تو بے دریغ گولی مار دیجیے گا۔" میرا انداز تحکمانہ تھا۔ "بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔"

دیوان جی میری بات کا جواب دینے کے بجائے دروازہ کھول کر نیچے اُترے تو مجھے بھی اُن کی پیروی کرنا پڑی۔ جیپ میں بیٹھے ہوئے تینوں پجاری بھی ایک ایک کر کے نیچے آ گئے۔ سب سے آگے وہی پجاری تھا جس کے تیور مجھے زیادہ خطرناک لگے تھے۔ اوم پرکاش اس کے سیدھے ہاتھ پر ایک قدم پیچھے موجود تھا۔

"جیپ ہٹاؤ راستے سے۔ ہمیں اوپر جانا ہے۔" دیوان جی نے انھیں گھورتے ہوئے دبنگ لہجے میں مخاطب کیا۔

"دھیرج سے کام لو بالک! ہم ابھی تمھیں اوپر پہنچائے دیتے ہیں۔" بھاری بھرکم پجاری نے زہرخند سے جواب دیا پھر اوم پرکاش سے پوچھا۔ "ان میں سے ہمارا بیری کون ہے؟"

پنڈت اوم پرکاش نے میری جانب اشارہ کیا تو بھاری

پھر کم پجاری مجھے دیکھ کر حقارت سے بولا۔ "تو تم ہو جمال اصغر۔ جس نے ایک کم ذد کنیا (لڑکی) سے وواہ رچا کر ہمارے دھرم پر کیچڑ اُچھالنے کی کوشش کی ہے۔"

"تم کون ہو؟" میں نے غصے سے دریافت کیا۔ "کیا چاہتے ہو؟"

"خادم کو پجاری رام لال کہتے ہیں۔ کاشی کے بڑے مندر سے تمھارے لیے یہاں تک آیا ہوں۔" رام لال نے مجھے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "تم سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ کاجل رانی کو اپنے بندھنوں سے آزاد کر دو۔ اسی میں تمھاری نجات ہے۔"

"تم جس کاجل رانی کی بات کر رہے ہو، وہ مر چکی ہے۔ اب صرف میری بیوی درخشاں جیات ہے۔" میرے خون کی گردش تیز ہونے لگی۔

"ذات پات اور دھرم کے کاموں کو تو تم سے زیادہ نہیں سمجھتا۔" پنڈت اوم پرکاش نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "رام لال مہاراج کا وقت برباد مت کر۔ سیدھی طرح بات مان لے۔ نہیں تو پچھتائے گا۔"

"تم درمیان میں مت بولو پنڈت۔" اوم پرکاش کے جواب میں دیوان جی نے حقارت سے کہا۔ "ہمیں ذرا سوچنے دو رام لال مہاراج نے ہماری خاطر کاشی سے یہاں تک سفر کرنے کی زحمت کیوں گوارا کی ہے۔"

"ہم کالی کے خدمتگار ہیں، وشنو کے قدموں کی دھول ہیں بالک! اس لیے ہمارے سامنے آنکھیں نیلی پیلی کرنے سے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" رام لال نے دیوان جی کے چہرے پر ایک نظر ڈال کر کہا۔ "میں نے اوم پرکاش سے تیرے بارے میں بھی سن رکھا ہے۔ جوانی کے دنوں میں تو نے جو رنگ رلیاں منائی ہیں انھیں بھول جا مورکھ! جوڑ پٹھوں کی طاقت ڈھلتی چھایا ہے۔ اس پر زیادہ مان کرنا ٹھیک نہیں۔"

"تم نے ٹھیک کہا مہاراج!" دیوان جی سنجیدگی سے بولے۔ "جوانی ڈھل جائے تو انسان کو لنگوٹ کھول دینا چاہیے لیکن ایسا بھی نہیں کہ دوسرے ہمارے اوپر کیچڑ اُچھالیں اور ہم کان میں تیل ڈالے بیٹھے رہیں۔ اکھاڑے کے داؤ پیچ تو پہلوانوں کو مرتے دم تک یاد رہتے ہیں۔"

رام لال کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے۔ دیوان جی کو اس نے بڑی خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "گلیوں میں کھیل تماشا دکھانا اور بات ہے لیکن پنڈت پجاریوں سے بھڑنے لڑانا تیرے بس کا روگ نہیں۔ میری مان تو نظریں نیچی کر کے ہمارے راستے سے الگ ہو جا۔"

"میں بھی تم لوگوں کو یہی مشورہ دوں گا مہاراج!" دیوان جی

نے پینترا بدل کر کہا پھر ایک نظر اوم پرکاش پر ڈالتے ہوئے "پنڈت جی نے شاید تمھیں پوری کہانی نہیں سنائی۔"

"مہاراج۔" پنڈت اوم پرکاش نے بل کھاتے ہوئے کہا۔ "یہی وہ بدمعاش ہے جو اب تک ہمارا راستہ کھوٹا کرتا چلا ہے۔ مجھے گردھاری اور نرنجن لال کی موت میں بھی اسی کا ہاتھ نظر آتا ہے۔"

"یقین سے باتیں کرنا سیکھو پنڈت!" دیوان جی سینہ تان کر بولے۔ "پہل تمھاری جانب سے ہوئی تھی۔ ہماری حویلی میں جیون لال کے جسم سے خون کے چھینٹے تمھاری گندی طاقتوں نے اڑائے تھے۔ گردھاری نے شیر کی کچھار میں گھسنے کی حماقت کی تھی۔ اس لیے اس کی گوشمالی ضروری تھی۔ رہا مہاجن نرنجن لال وہ بے چارا مفت میں کام آ گیا۔ تم چاہو تو اسے ہمارے ڈرائیور احمد علی کے حساب میں برابر کر لو۔"

اوم پرکاش نے پلٹ کر کچھ کہنا چاہا لیکن رام لال نے اشارے سے روک دیا۔ اس کی نگاہوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ دیوان جی کی گفتگو نے اس کے غصے کو ہوا دے کر بھڑکا دیا تھا۔

...ے چہرے پر خون کی تمازت ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ حویلی سے دور ویرانے میں کسی قسم کی فیصلہ کن جنگ مجھے ...ہیں تھی۔ اس لیے میں نے جلدی سے درمیان میں بولتے ہوئے ...بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا رام لال! تم اگر اپنی تسلی ...چاہو تو حویلی چل کر خود درخشاں سے پوچھ لو۔ وہ اپنی مرضی سے ...یہاں ہوئی ہے۔"

"کیا خیال ہے مہاراج۔" دیوان جی نے رام لال سے معنی خیز ...میں پوچھا۔ "حویلی چلو گے ہمارے ساتھ؟"

"میں دیکھ رہا ہوں مورکھ۔" رام لال کسی زہریلے سانپ ...کی طرح خطرناک انداز میں پھنکارتے ہوئے بولا۔ "تیرے جسم پر ...جو تعویذ بندھا ہوا ہے اس نے تیری عقل کو پلٹ دیا ہے۔ شاید ...اسی لیے تو ہمارے سامنے کھڑا ہے ورنہ برباد ہو چکا ہوتا۔"

"تم اپنی کالی طاقتوں سے منہ موڑنے کا عہد کر لو، میں تعویذ ...دیتا ہوں۔ کیا خیال ہے؟"

"پُراسرار طاقتیں حاصل کرنے کے لیے آدمی کو زندگی کا راستہ ...بدلتا ہے۔" رام لال نے غصے سے بل کھا کر کہا۔ "برسوں کٹھن ...تپسیا کرنا پڑتی ہے تب کہیں جا کر آدمی کندن بنتا ہے لیکن تو ...ان کو نہیں سمجھ سکے گا۔ کسی گیانی کے لکھے ہوئے چار الفاظ ...جسم پر باندھ کر تو آسمان پر اُڑ رہا ہے، اپنے آپ کو بھول رہا ہے۔"

"جنتر منتر کی باتیں چھوڑو رام لال جی!" دیوان جی نے تیزی ...سے کہا۔ "تم ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ بات یہیں ختم ہو جائے گی۔"

"بات تو اب شروع ہوئی بالک!" رام لال نے دیوان جی ...کو نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تو نے ...بڑھ کر باتیں کرنا سیکھ لی ہیں۔ تجھے سدھارنے کے لیے مجھے ...کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔"

"مہاراج!" پنڈت اوم پرکاش بولا۔ "مجھے اجازت دو۔ ...میں اس پاپی کے سارے کس بل نکالے دیتا ہوں۔"

"بہت ہو چکا پنڈت۔" اچانک دیوان جی نے ریوالور ...کا رُخ دشمنوں کی سمت کرتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ ..."اگر جان بچانا چاہتے ہو تو خاموشی سے پلٹ جاؤ ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا کرے گا تو؟" رام لال نے گرج کر پوچھا۔

"تمھارے ناپاک جسموں کو چھلنی کر دوں گا۔" دیوان جی ...کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔

"کھلونے سے کھیلنا چھوڑ دے پاپی۔ یہ گیان دھیان ...کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔" رام لال نے خشک آواز میں ...کہا، اور اس کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ بلند کر کے دیوان جی ...کی طرف تیزی سے جھٹکتے ہوئے بولا۔ "اگر تو اپنی ہمت دیکھنا ہی چاہتا ہے تو اب اس کھلونے کو بھی آزما کر دیکھ لے۔"

دیوان جی نے جواب میں رام لال کا نشانہ لے کر گولی داغ دی لیکن رام لال اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ دیوان جی نے جھلا کر دوسرا فائر کیا مگر اس بار بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دیوان جی نے گفتگو میں جو وقت ضائع کر دیا تھا وہی ہمارے دشمنوں کے لیے باعث رحمت بن گیا۔ رام لال نے یقیناً اپنے کسی جنتر منتر سے ریوالور کی گولیوں کو بے اثر کر دیا تھا۔

دیوان جی نے تیسرا فائر بھی جھونک دیا، پھر وہ تلملا کر آگے بڑھے لیکن کسی نادیدہ قوت سے ٹکرا کر تیزی سے پیچھے ہو گئے میں نے پہلی بار دیوان جی کے چہرے پر خوف و دہشت کے تاثرات محسوس کیے۔

"رک کیوں گیا مورکھ؟" رام لال نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "پہلے تو بہت اچھل کود کر رہا تھا۔ ابھی تو تیرے ریوالور میں گولیاں باقی ہوں گی۔ انھیں بھی داغ کر من کے ارمان پورے کر لے۔"

دیوان جی نے ایک بار پھر پنجوں کے بل اچھل کر رام لال پر چھلانگ لگانے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی وہ کسی نادیدہ رکاوٹ سے ٹکرائے اور کراہ کر پیچھے الٹ گئے۔ مجھے پھریری آ گئی۔ رام لال نے یقیناً اپنی کالی قوتوں کو بروئے کار لا کر دیوان جی کے گرد کوئی حصار قائم کر دیا تھا۔ شاید تعویذ کی موجودگی میں وہ دیوان جی کو براہ راست کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا بالک! بلوانوں سے پنجے لڑانا تیرے بس کا روگ نہیں۔"

"بہت اچھل کود کر رہا تھا بندروں کی طرح۔" پنڈت اوم پرکاش نے دیوان جی کو گھورتے ہوئے کہا۔ "اب کہاں گئی تیری وہ طاقت؟"

دیوان جی نے ایک بار پھر بڑی سرعت کے ساتھ اپنی جگہ سے پلٹ کر ہٹنے کی کوشش کی لیکن وہ حصار نہ توڑ سکے جو رام لال نے اُن کے گرد باندھ دیا تھا۔

"ہم چاہیں تو تجھے ایک اشارے سے جلا کر بھسم بھی کر سکتے ہیں لیکن نہیں۔ جو عظیم طاقت حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنے سے چھوٹے اور نیچ جات لوگوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے۔" رام لال نے حقارت سے کہا پھر پلٹ کر مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تو کس سوچ میں گم ہے بالک! کاجل رانی کو ہمارے حوالے کر دے، ہم تجھے کوئی سزا نہیں دیں گے۔"

"اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دو رام لال۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "درخشاں میری بیوی ہے

جسے میں کسی قیمت پر اپنی زندگی سے علیحدہ نہیں کروں گا۔ ہاں، اگر وہ خود سے واپس جانا چاہے تو میں اسے روکوں گا بھی نہیں۔"

"جیون کسی خوبصورت عورت کے نازک جسم سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے مورکھ۔" رام لال نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔ "مجھے تیری جوانی پر ترس آ گیا جو کاشی سے چل کر سمجھانے کے لیے یہاں تک چلا آیا۔ ورنہ اگر چاہتا تو کالی کے چرنوں میں بیٹھے بیٹھے ہی تیرا کریا کرم کر سکتا تھا۔"

"موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے رام لال۔۔۔" میں نے خوف کے لمحے اس کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے دبنگ آواز میں جواب دیا۔ "تم اور تمھارے گرو گھنٹال میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ اور میرا ایک آخری فیصلہ بھی سن لو۔ جب تک میرے جسم سے روح کا تعلق باقی ہے تم درخشاں کو مجھ سے جدا نہیں کر سکو گے۔"

"سمجھ گیا۔" رام لال مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تو بھی گلے میں صندل کی مالا ڈال کر گھمنڈی ہو گیا ہے۔"

رام لال کی بات سن کر مجھے اچانک اس تسبیح کا خیال آ گیا۔ جو شاہ صاحب نے عنایت کی تھی اور اس وقت میرے گلے میں موجود تھی۔ مجھے اپنی قوت کا اندازہ ہوا تو میں نے رام لال کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ "تمھیں بھی تو اپنی پاپی قوتوں پر بڑا ناز اور غرور ہے۔"

رام لال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے گھورتا ہوا وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ زمین سے درخت کی ایک ٹوٹی ہوئی خشک ٹہنی اٹھا کر اس نے دیوان جی کی طرف اچھال دی۔ میں اس کی اس حرکت کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب خشک ٹہنی فضا میں ہی دیوان جی سے کچھ فاصلے پر جل کر راکھ ہو گئی تو میری سمجھ میں بات آ گئی۔ رام لال مجھے اپنی بے پناہ قوتوں سے مرعوب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دیوان جی کے گرد جو حصار قائم کیا تھا وہ اتنا ہی خطرناک تھا۔ جو چیز بھی اس کی زد میں جاتی جل کر خاک ہو جاتی۔

"ضد سے باز آ جا مورکھ۔" رام لال نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے بعد کہا۔ "وقت بیت جائے تو آدمی کے پاس سوائے پچھتاوں کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔"

"میں تمھیں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں جس میں کسی ردّ و بدل کی کوئی گنجائش نہیں۔"

"مہاراج! یہ پاپی ایسے نہیں مانے گا۔" پنڈت اوم پرکاش نے جھلا کر کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لے۔" رام لال نے اوم پرکاش کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "تجھے ابھی ہماری شکتی کا اندازہ نہیں۔"

"اور تم بھی میرے بارے میں غلط اندازہ لگا رہے ہو رام لال۔" میں نے تلملا کر کہا۔ "میں مسلمان ہوں اور مسلمان اپنے خدا کے سوا کسی کے آگے کسی حالت میں سر نہیں جھکاتا۔"

"تیری مرضی۔" رام لال نے مجھے گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر کوئی منتر پڑھ کر پھونکا تو مجھے یوں لگا میری قوتِ گویائی سلب ہو گئی ہو۔ مجھے اپنا جسم مفلوج ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ میں اپنے قدموں پر ضرور کھڑا تھا لیکن نہ بول سکتا تھا نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا اور تب مجھے دیوان جی کی خاموشی کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ رام لال نے کالی قوتوں کے ذریعے انھیں بھی بے بس کر دیا تھا۔

مجھے حیرت تھی کہ ایسا کیوں کر ممکن ہو گیا، خود رام لال نے میرے گلے میں پڑی تسبیح کا حوالہ دیا تھا، دیوان جی کے بازو پر ایک پیر کامل کا تعویذ تھا لیکن ہم دونوں بے بس تھے۔

"پریشان مت ہو بالک! میں جانتا ہوں کہ تیرے من میں کیا ہے۔" رام لال نے میرے دل کی بات پڑھتے ہوئے کہا۔ "تو نے اپنے گلے میں جو مالا ڈال رکھی ہے اس کی موجودگی میں ہم تجھے موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتے لیکن اتنا بے بس کر سکتے ہیں کہ تو ہمارے قدموں میں ناک رگڑنے پر مجبور ہو جائے۔ ہم نے دیوی دیوتاؤں کے من جیتنے کے لیے برسوں کٹھن تپسیا کی ہے۔ ویرانوں میں مہینوں بیٹھک لگائی ہے تب کہیں جا کر کچھ پایا ہے۔"

میں نے جھلا کر رام لال کو جواب دینا چاہا لیکن الفاظ میرے حلق میں گھٹ کر رہ گئے، دوسری طرف دیوان جی کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہیں تھی۔ پنڈت اوم پرکاش سامنے کھڑا ہمیں حقارت بھری نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"تیرے بڑوں نے حویلی کو چاروں اطراف سے باندھ دیا ہے، ہم اس کے اندر نہیں جا سکتے لیکن اتنا ضرور کر سکتے ہیں کہ اپنے بیروں کے ذریعے کاجل رانی کو بہکا کر حویلی سے باہر نکالیں۔ اس کے بعد اس دیوانی کا من پلٹنا بھی ہمارے لیے کچھ دشوار نہیں ہو گا۔"

میں اندر ہی اندر کھولتا رہا اور اپنی بے بسی پر خون کے آنسو روتا رہا۔

"چپ کیوں ہے بالک!" رام لال نے میرا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "کچھ دیر پہلے تو تیری زبان فر فر چل رہی تھی۔ اب کیا سانپ سونگھ گیا؟ زبان بند ہو گئی ہے تو من کی آنکھوں سے دیکھ لے۔ کیا تو ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اب بھی مان لے۔ کاجل رانی کو بھول جا، نہیں تو پریم روگ تجھے تمام زندگی بے چین رکھے گا۔ درخشاں کا خیال آیا تو میں تڑپ اٹھا، میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ میں نے حقارت سے رام لال اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا لیکن ان کے خلاف کچھ کر گزرنا میرے اختیار میں نہیں تھا۔

درخشاں نے حویلی سے باہر نکل کر غلطی کی تھی۔ لیکن ماں کی قبر پر دیا جلانے دینے کا مشورہ مجھے شاہ صاحب نے دیا تھا۔ میرا ذہن الجھنے لگا۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں اور ماں کی ممتا کو یاد کرنے لگا۔

"جو جیون سے اپنا ناتا توڑ چکے ہیں انھیں کیوں دکھی کر رہا ہے مورکھ!" رام لال جو دل کے بھید پڑھنے کی صلاحیت رکھتا تھا میری کیفیت محسوس کرتے ہوئے سپاٹ آواز میں بولا۔۔۔ "ایک عورت کی خاطر بلاوجہ کیوں ہمارا وقت برباد کر رہا ہے؟"

"مہاراج! اس مُسلے سے کہو کہ اب یہ اپنے عالموں کو آواز کیوں نہیں دیتا۔" اوم پرکاش کی زہریلی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ میں نے آنکھیں کھول کر اسے نفرت سے گھورا مگر میں کوئی جواب دینے سے قاصر تھا۔ اس لیے ہاتھ مل کے رہ گیا۔

"ہم تجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں مورکھ۔" رام لال نے مجھے مخاطب کیا۔ "ہم نے تیرے چاروں طرف جو گھیرا قائم کر دیا ہے، اسے ہمارے سوا کوئی اور نہیں توڑ سکتا اور نہ ہی کوئی تیری مدد کو آ سکتا ہے۔ حویلی سے تیری لمبی غیر حاضری کاجل رانی اور تیرے ساتھیوں کو ضرور پریشان کرے گی۔ اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ کاجل رانی حویلی سے باہر آ جائے۔ اس کے بعد دنیا کی تمام قوتیں بھی اسے ہمارے چنگل سے آزاد نہیں کرا سکیں۔"

رام لال نے ٹھیک ہی سوچا تھا۔ حویلی سے میری طویل غیر حاضری کیلاش اور جیکب کے علاوہ درخشاں کو بھی پریشان کر سکتی تھی۔ اور درخشاں اس وقت جس نازک حالت سے دوچار تھی اس میں کوئی ذہنی الجھن یا پریشانی اس کے علاوہ بچے کے لیے بھی بے انتہا نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی۔

مجھے اور دیوان جی کو جس مقام پر بے بسی کی کیفیت میں چھوڑا گیا تھا وہ جگہ پختہ سڑک سے قدرے ہٹ کر تھی اس لیے سڑک سے گزرنے والے کسی راہگیر کی نظر ہمارے اوپر نہیں پڑ سکتی تھی اور اگر کوئی دیکھ بھی لیتا تو کالی قوتوں سے ٹکرانا اس کے لیے محال تھا۔ مجھے درخشاں کی خاطر موت بھی گوارا تھی۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ وہ میرے مرنے کے بعد درخشاں کو پریشان نہیں کریں گے اور اسے اپنی مرضی کی زندگی گزارنے دیں گے، تو میں اس کی خاطر موت کو بھی ہنسی خوشی گلے لگا لیتا۔ مگر میں جانتا تھا کہ وہ میری خوشیوں کے ساتھ ساتھ میری شریکِ حیات کی مسرتوں کے بھی دشمن ہیں۔ وہ ہر قیمت پر اسے اسی دھرم پر واپس لانا چاہتے تھے جسے چھوڑ کر اس نے مجھے اپنایا تھا۔

میری نگاہیں بدستور رام لال اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے سینہ تانے کھڑے ہماری حالت پر مسکرا رہے تھے۔ مجھے اپنی بے بسی پر رونا آنے لگا۔ میری پلکوں کے گوشے بھیگنے لگے تو پنڈت اوم پرکاش نے حقارت سے تھوکتے ہوئے کہا۔ "مرد ہو کر آنسو بہا رہا ہے؟ چلا تھا پنڈت پجاریوں سے مقابلہ کرنے۔ اب کہاں گئی تیری ساری اکڑفوں، بڑا گھمنڈ تھا تجھے اپنے مشٹنڈے دیوان جی پر۔ اسے بھی دیکھ لے۔ زنخوں کی طرح زمین پر اکڑوں بیٹھا ہے۔ پہلے ہم تجھ سے نمٹ لیں پھر اس کا بھی کریا کرم کریں گے جس نے میرے ساتھی گردھاری پر نامردوں کی طرح پشت سے وار کیا تھا۔"

"اپنی زبان گندی مت کرو اوم پرکاش۔" رام لال نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "یہ بیچارا تو پہلے ہی ہمارے رحم کا بھکاری ہے۔"

"تو کرو رحم مہاراج۔" اوم پرکاش نفرت سے بولا۔۔۔ "بلاوجہ سسکا سسکا کر مارنے سے کیا فائدہ۔ تمھاری تو آنکھوں کا ایک اشارہ ہی ان دونوں کو دوزخ میں پہنچا سکتا ہے۔"

"یوں نہیں اوم پرکاش۔" اس بار رام لال نے بڑے سفاک لہجے میں جواب دیا۔ "صبر سے کام لو۔ ابھی تو مجھے اس مُسلے کی گردن اپنے قدموں پر جھکانا ہے۔ میں اسے ایسی اذیت ناک موت سے دوچار کروں گا کہ پھر کرم دین یا حسین آباد کا کوئی مُسلا پنڈت پجاریوں کی طرف آنکھ اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے گا۔ اور ابھی تو مجھے یہ دیکھنا ہے کہ اس کی مدد کے لیے کون میرے مقابلے پر آتا ہے۔ سنا ہے اس نے اپنے بچاؤ کے لیے کچھ عالموں سے مدد مانگی تھی۔ پر سب نے اسے دھتکار دیا۔ اب میں اسے بتاؤں گا کہ دیوی اور دیوتاؤں کے خدمتگاروں سے چھیڑ کرنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔"

پھر وہ جانے کے لیے پلٹے تھے لیکن ٹھٹک کر رک گئے۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا تو وہی دیوانہ جس نے میری ٹانگ زخمی کی تھی، جیپ کے قریب کھڑا رام لال اور اس کے ساتھیوں کو بڑی عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جانے کیوں میرے دل کی دھڑکنیں اچانک تیز ہو گئیں۔

دستک

انوار صدیقی (زیرِ طبع)

دیوانے کے آجانے سے ان کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے، پنڈت اوم پرکاش کو اس کی مداخلت بری لگی، اس کی پیشانی شکن آلود ہوگئی لیکن رام لال سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا عادی لگتا تھا۔ اس نے کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا خاموش کھڑا اس دیوانے کو گھورتا رہا جو جیپ کے قریب ہاتھ میں لکڑی لیے انھیں عجیب نظروں سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

اس ویرانے میں دیوانے کی اچانک آمد میرے لیے سکون کا باعث ثابت ہو رہی تھی، ہر چند کہ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ ہٹے کٹے پجاریوں کے مقابلے میں میرے کسی کام آسکے گا لیکن پھر بھی اس کی موجودگی میرے لیے ڈوبتے کو تنکے کے سہارے سے کم نہ تھی۔ میں اپنے دل کی دھڑکنوں کا شمار کرنے لگا۔

دیوان جی کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہ تھی، رام لال نے جنتر پھونک کر میری طرح انھیں بھی بے دست و پا کر دیا تھا مجھے دیوان جی پر غصہ بھی آرہا تھا میرے کہنے کے بموجب اگر وہ ریوالور نکالتے ہی بے دریغ فائر کر دیتے تو میرے دشمنوں کو جوابی کارروائی کا موقع میسر نہ آسکتا مگر دیوان جی کو بھی شاید اس بات کی امید نہیں تھی کہ رام لال یا پنڈت اوم پرکاش اتنی جلدی داؤ پیچ شروع کر دیں گے اور ہمیں سنبھلنے کا وقت نہ مل سکے گا۔

بہرحال میری نظریں دیوانے پر جمی ہوئی تھیں جو بدستور میرے دشمنوں کی جیپ کے قریب ہونقوں کی طرح منہ کھولے کھڑا

رام لال اور اس کے ساتھیوں کو پلکیں جھپکا جھپکا کر گھور رہا تھا، کچھ دیر تک رام لال دیوانے کو نگاہوں نگاہوں میں تولتا رہا پھر اس کے چہرے کا کھنچاؤ ختم ہوگیا۔ ہاتھ اٹھا کر اس نے دیوانے کو جیپ سے دور جانے کا اشارہ کیا تو وہ سہم کر جیپ سے دو قدم دور ہٹ گیا، انداز ایسا ہی تھا جیسے رام لال کی بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو مگر اس کی نظریں بدستور تینوں پجاریوں پر باری باری اٹھ رہی تھیں "کوئی پاگل لگتا ہے"۔ اوم پرکاش بولا۔

"ایسے پاگلوں پر پتھر اٹھانے میں جلدی کبھی نہ کرنا"۔ رام لال نے کہا "یا د رہے جتنے میلے اور گندے ہوتے ہیں اندر سے ان کا من اتنا ہی اجلا اور چمکیلا ہوتا ہے"۔

"مہاراج۔ کیا آپ اسے کوئی برگزیدہ شخص سمجھ رہے ہیں؟"

"من کا بھید وہی سمجھ سکتا ہے جو باہر کی دنیا سے آنکھیں موند کر دیوتاؤں کے لیے جیون تیاگ دے"۔ رام لال نے سنجیدگی سے جواب دیا "تپ کا میل کبھی کبھی من کی سندرتا کو کندن بنا دیتا ہے"۔

"کیا یہ پاگل بھی؟" پنڈت اوم پرکاش نے کچھ دریافت کرنا چاہا لیکن رام لال نے اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ آہستہ "چپ چاپ نکل چلو اوم پرکاش۔ بہروپیوں سے الجھنا اچھا نہیں ہوتا"۔

اوم پرکاش نے رام لال کو غور سے دیکھا پھر وہ دو آگے بڑھے تھے کہ اچانک دیوانے نے اپنی لکڑی کو بندوق کی شکل میں تھام کر اس کا رخ اوم پرکاش کی طرف کر دیا، وہ دہ

بجاتا ہوا وحشت ناک لہجے میں بولا۔

"خبردار۔ اگر دم دبا کر اڑنے کی کوشش کی تو تمھیں سے دم بوق چلا دوں گا"۔

"تم کون ہو مہاتمے؟" رام لال نے خلافِ توقع بڑی نرم آواز میں دیوانے کو مخاطب کیا "ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"کالی کالی رات میں تم اس جنگل میں خرگوش پکڑنے آئے ہو۔ کیوں؟" دیوانے نے لکڑی پر گرفت جماتے ہوئے سنجیدگی سے کہا پھر مسخروں کے انداز میں پینترا بدل کر بولا "بھاگ جاؤ۔ اگر طوفان آگیا تو چمگادڑیں انڈے دینا چھوڑ دیں گی"۔

"مجھے پہچانو مہاتمے۔ میں رام لال ہوں کاشی کے بڑے مندر کا سیوک"۔ رام لال ٹھوس آواز میں بولا۔

"ہاں۔ تم وہی ہو۔ بالکل وہی"۔ دیوانے نے اس بار بے حد محتاط انداز میں ایک قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا "پچھلے سال لکاوٹ کے مہینے میں سات درخت لوٹ کر آسمان کی طرف بھاگ گئے تھے"۔

"تم ایک مہان پجاری کے بازو کی طاقت دیکھنا چاہتے ہو؟" رام لال نے اس مرتبہ جھلا کر پوچھا۔

"پیروں میں گھنگھرو باندھ کر ٹھمکا لگانا شروع کر دے۔ فصل اچھی پیدا ہوگی"۔

"جو طوفان ہوتے ہیں پردوں کی آڑ میں چھپ کر وار نہیں کرتے"۔ رام لال ہونٹ چباتے ہوئے بولا "اندھیرے دور کر کے اجالوں میں آجاؤ تو پنجہ لڑانے میں زیادہ مزہ آئے گا"۔

"کبوتروں کو پنجرے میں بند کر کے آگ لگا دے"۔ دیوانے نے بدستور لکڑی کو بندوق کے انداز میں تھامے ہوئے بگڑ کر کہا "مرغی کے ڈربے کی غلاظت اٹھا کر بدن کو پاک کر لے نہیں تو کالے کالے ناگ بڑپ کر جائیں گے"۔

میں حیرت بھری نظروں سے دیوانے کی حرکتیں دیکھتا رہا وہ پاگلوں کی طرح واہی تباہی بک رہا تھا لیکن رام لال کا صبر و تحمل بھی قابلِ دید تھا۔ اس نے ابھی تک قدم آگے بڑھانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا، مختلف زاویوں سے دیوانے کو ٹٹولتا رہا لیکن پنڈت اوم پرکاش کے چہرے سے بیزاری جھلک رہی تھی۔ تیسرا پجاری بھی دیوانے کو حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"بارود کو چنگاری دکھانے کی کوشش مت کرو مہاتمے"۔ رام لال نے مٹھیاں بھینچ کر خشک آواز میں کہا "آگ بھڑک اٹھی تو اس کے شعلے آکاش تک بلند ہوں گے"۔

دیوانے نے بوکھلا کر لکڑی نیچے کر لی پھر زمین پر اکڑوں بیٹھ کر یوں آسمان کی طرف دیکھنے لگا جیسے بھڑکتے اور بلند ہوتے ہوئے شعلوں کو تلاش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر خوف و دہشت طاری تھی۔

"مہاراج"۔ پنڈت اوم پرکاش نے تلملا کر کہا "مجھے اجازت دو۔ میں اس گندی بلا کو ٹھوکر مار کر راستے سے ہٹائے دیتا ہوں"۔

"بڑے پتھر راہ میں آجائیں تو ان سے کترا کر گزر جانا چاہیے"۔ رام لال نے الجھتے ہوئے کہا "ٹھوکر مار کر اپنے پاؤں زخمی کرنا اچھا نہیں ہوتا"۔

دیوانہ بدستور آسمان کی جانب زاویے بدل بدل کر گھورنے میں مصروف تھا اور میں اب بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا کہ رام لال نے ابھی تک اسے ڈھیل کیوں دے رکھی ہے۔ یکبارگی میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا کہیں وہ دیوانہ کوئی مجذوب تو نہیں؟ یقیناً وہ کسی خاص اور اہم حیثیت کا مالک تھا ورنہ رام لال اس سے ٹکرانے سے یوں گریز نہ کرتا۔ اس نے اوم پرکاش کو بھی ڈھکے چھپے لفظوں میں دیوانے سے کترا کر گزر جانے کا مشورہ دیا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں یک لخت تیز ہوگئیں۔ مجھے شاہ صاحب کے جملے یاد آنے لگے۔ انھوں نے جلد ہی جلد ہی ماں کی قبر پر حاضری دینے کی تاکید کی تھی۔ یہ بھی کہا تھا کہ زخم رسنے دو۔ وہ ناسور بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ یہ معرفت کی باتیں تھیں۔ بزرگوں کے رمز تھے۔ راز و نیاز تھے جن کا مفہوم میری سمجھ میں پہلے نہیں آسکا اور اب وقت گزر چکا تھا، حالات نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔

مجھے اپنی بے چارگی پر رونا آگیا۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو دوڑ کر دیوانے سے لپٹ جاتا، اس کے قدموں پر گر کر لوٹ لگاتا، اس کے جسم کی ساری غلاظتوں سے اپنا مقدر روشن کر لیتا، گڑگڑا کر وہ لکڑی طلب کر لیتا جس نے مجھے بھٹکنے سے روکا تھا، سیدھا راستہ دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن اس وقت میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے جھلا کر دیوانے کو مارنے کی خاطر پتھر اٹھا لیا تھا آج بھی اس نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میں نے زور دھمکا کر اسے بھگا دیا لیکن اس وقت بھی میری نجات کے لیے پھر سامنے آگیا۔ اور میں بے دست و پا کھڑا اسے دیکھتا رہا، اپنی کم نظری اور کوتاہ بینی پر کفِ افسوس ملتا رہا، اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

رام لال میرے مقابلے میں زیادہ معاملہ فہم تھا جو اس نے ابھی تک دیوانے کو چھیڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دیوی دیوتاؤں کے لیے کٹھن جاپ کرنے کے بعد اس نے بڑی

قوتیں حاصل کر لی تھیں مگر پھر بھی اس نے دور اندیشی سے کام لیا۔ دبی دبی زبان میں وہ دیوانے کو ٹٹولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شاید ابھی تک وہ مجذوب کی گہرائی نہیں پا سکا تھا۔

"تم۔ اسے اتنے دھیان سے کیوں دیکھ رہے ہو مہاراج؟" پنڈت اوم پرکاش اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "کیا یہ پاگل ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟"

"نقصان کا خطرہ صرف پاگلوں ہی سے ہوتا ہے میرے دوست۔" رام لال نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ جو دیوتاؤں کے پریم میں اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیتے ہیں ان کی طاقت بے حساب ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی مدد آسمانی طاقتیں کرتی ہیں۔"

"تو کیا یہ پاگل بھی کوئی پہنچا ہوا عابد و زاہد ہے؟"

"ہو سکتا ہے میری نظریں دھوکا کھا رہی ہوں۔ پر میں اتنا ضرور سمجھ رہا ہوں کہ اگر یہ صرف دیوانہ ہوتا تو ہمارا راستہ کھوٹا نہیں کرتا۔"

"پھر۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں اسے چھیڑ کر دیکھتا ہوں۔"

دیوانہ ابھی تک آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ رام لال نے جھک کر زمین سے مٹی کی ایک چٹکی لی پھر اس پر کوئی منتر پڑھ کر ہوا میں اچھال دیا۔ دوسرے ہی لمحے مٹی کے ذرات دہکتے انگاروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ مجھے یقین تھا کہ اب دیوانہ بھی رام لال کی گندی طاقتوں کا شکار ہو جائے گا۔ انگاروں نے فضا میں تیرتے ہوئے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا لیکن دیوانے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ رام لال کے چہرے پر غور و فکر کے تاثرات ابھر آئے۔

"مہاراج۔" اوم پرکاش نے اسے آواز دی۔

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا۔" رام لال نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "اس نے اپنے چاروں طرف منڈل کھینچ لیا ہے۔"

"پھر۔ اب کیا ہوگا؟"

"میں کالی کا خدمتگار ہوں پنڈت۔ وشنو اور گنیش دیوتا کے لیے میں نے اپنے جیون کے بیس سال برباد کیے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ ... یہ کتنی دیر میرے سامنے اپنے قدم جما سکتا ہے۔"

رام لال نے دیوانے پر دوسرا منتر آزمایا تو بھڑکتے شعلوں نے اچانک بلند ہو کر اسے گھیرے میں لینے کی کوشش کی مگر اس بار جو کچھ ہوا وہ میری سمجھ سے بالاتر تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ رام لال نے اپنی کالی قوت کے ذریعے جو شعلے بھڑکائے تھے وہ مجذوب کے قریب پہنچ کر پانی بن کر زمین میں جذب ہو گئے اور انگارے پھول بن کر اس کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔ میں پلک جھپکائے بغیر مجذوب کو دیکھتا رہا۔ اب اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ جسے میں دیوانہ سمجھ کر دھتکار چکا تھا اللہ کا کوئی برگزیدہ بندہ تھا۔

رام لال کا دوسرا منتر بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے مجذوب کو دیکھ رہا تھا۔ پنڈت اوم پرکاش اور تیسرے پجاری کی حالت بھی قابلِ دید تھی۔ پھر میں نے مجذوب کو اٹھتے دیکھا۔ اس نے قدموں میں پڑے ہوئے پھول کو اٹھا کر سونگھا۔ ایک نظر میرے دشمنوں پر ڈالی پھر پھول سونگھ کر اسے دیوان جی کی سمت اچھال دیا۔ فضا میں بجلیاں سی کوند گئیں۔ وہ حصار جو گندی قوتوں نے قائم کیا تھا لمحوں میں ٹوٹ گیا۔ میری قوتِ گویائی واپس آگئی۔ میں نے سب سے پہلے مجذوب کو آواز دی۔

"بابا۔ میری خطاؤں کو درگزر کر دو۔"

"زلفیں دراز کر لے۔ بگڑے کام سنور جائیں گے۔" مجذوب نے آنکھ مار کر کہا۔ "بالوں میں کنگھی گھمایا کر۔ سر کی جوئیں چٹ پٹ ہو کر ختم ہو گئیں تو خشکی بھی جاتی رہے گی۔"

"رام لال۔ زندگی چاہتے ہو تو ہمارا راستہ چھوڑ دو۔" دیوان جی کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ انھوں نے کالی طاقتوں کا اثر زائل ہوتے ہی رام لال کو للکارا تھا۔

"کھیل ختم۔ پیسہ ہضم۔" مجذوب نے اچھلتے ہوئے کہا پھر لپک کر قبرستان کی جانب دوڑنے لگا۔

"بابا۔ رک جاؤ۔" میں نے مجذوب کو آواز دی لیکن وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جاتے جاتے وہ ہاتھ کی لکڑی سے زمین پر ایک لکیر کھینچ گیا تھا جو جیپ اور کار کے درمیان نظر آ رہی تھی۔

"اسے بھول جاؤ۔" رام لال کی کرخت آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "وہ میری عظیم طاقت سے ڈر کر بھاگ گیا۔ اب تمہاری مدد کے لیے واپس نہیں آئے گا۔"

دیوان جی نے ریوالور چلا دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی جیپ کا ایک ٹائر دھماکے سے پھٹ گیا۔

"دیوان جی۔" میں نے چیخ اٹھا۔ "گولیاں ضائع مت کرو۔"

رام لال کے ہونٹوں پر مکروہ مسکراہٹیں کھیل رہی تھیں۔ مجذوب کے غائب ہو جانے کے بعد وہ پھر شیر بن گیا۔ مجھے حقارت اور نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے بڑے سفاک لہجے میں بولا۔

"میری بات دھیان سے سن مورکھ۔ کامنی رانی کو آزاد کر دے۔ اسی میں تیری بھلائی ہے۔"

"درخشاں کے بغیر مجھے زندگی نہیں موت چاہیے۔" میں سنسنا کر بولا۔ "تم مجھے میری زندگی سے کبھی دور نہیں کر سکو گے۔"

رام لال میرا جواب سن کر کسی زخمی درندے کی طرح جل کر رہ گیا۔ اس کی خوفناک آنکھوں سے انتقام کی چنگاریاں ابلنے لگیں۔ اس کے ہونٹ متحرک ہو گئے۔ شاید وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر کوئی خطرناک منتر پڑھ رہا تھا۔

"چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے لپک کر میرے قریب آتے ہوئے کہا۔ "آپ گاڑی لے کر نکل جائیں۔ ریوالور میں صرف ایک گولی باقی رہ گئی ہے۔ میں ان کمینوں کو روکنے کی کوشش کروں گا۔"

"فضول ہے دیوان جی۔" میں نے مایوس انداز میں جواب دیا۔ "ناپاک طاقتوں سے لڑنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"مایوسی گناہ ہے مالک۔ جلدی کیجیے۔" دیوان جی نے مجھے گاڑی کی سمت دھکیلتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میرے علاوہ دیوان جی بھی حیرت سے اچھل پڑے۔ رام لال نے اس بار بڑا مہلک وار کیا تھا۔ میں سہمے ہوئے انداز میں دو قدم پیچھے ہو گیا۔ میرے سامنے شعلوں کا طوفان تھا جو اپنا حجم بڑھاتا تیزی سے ہماری جانب لپک رہا تھا۔ ہمارے لیے فرار کے راستے مسدود ہو گئے تھے۔ پیچھے قبرستان تھا اور بھڑکتے شعلوں کے سمندر کی دوسری سمت میرے دشمن کھڑے میری بے بسی پر فلک شگاف قہقہے بلند کر رہے تھے۔ موت اور زندگی کا فاصلہ بتدریج گھٹ رہا تھا کہ ایک آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"خدا کی رحمتوں سے ناامید ہونا گناہ ہے۔ آگے بڑھ اور گاڑی میں بیٹھ کر واپس حویلی میں چلا جا۔ دشمن تجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔"

میں اس آواز کو سن کر چونکا۔ تیزی سے چاروں اطراف نظر دوڑائی وہاں کوئی نہیں تھا لیکن میں مجذوب کی آواز پہچان چکا تھا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس بڑی شدت سے ہوا۔ میں مسلمان ہو کر بھول گیا تھا کہ موت برحق ہے اور زندگی اور موت کا اختیار خدا کے سوا کسی اور کو نہیں۔

مجذوب کی آواز نے مجھے سہارا دیا تو خوف کا اثر جاتا رہا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا۔ بھڑکتے ہوئے شعلے اس لکیر کے قریب پہنچ کر رک گئے تھے جو مجذوب نے لکڑی سے کھینچی تھی۔ میں نے دیوان جی کا ہاتھ تھام کر گاڑی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ موقع غنیمت ہے۔ ہم دشمن کی نظروں میں دھول جھونک کر نکل سکتے ہیں۔"

"ہم دونوں مارے جائیں گے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے احتجاج کیا۔ "بہتر یہی ہے کہ اب ہم پچھلے راستے سے ....!"

• دلوان جی :" میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا: "آپ گاڑی اسٹارٹ کیجیے۔ ہم اسی راستے سے واپس جائیں گے جس راستے سے آئے تھے۔"

دلوان جی نے نظر اٹھا کر مجھے حیرت سے دیکھا شاید انھیں مجھ سے اتنی سخت کلامی کی توقع نہیں تھی۔ انھوں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے گاڑی کی جانب قدم اٹھانے لگے البتہ غصے کے اظہار کے طور پر اپنا ریوالور بھڑکتے شعلوں کی طرف اچھال دیا۔ پھر وہی ہوا جو مجذوب کی آواز نے کہا تھا ہم گاڑی میں بیٹھ کر رام لال اور اس کے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے سے گزر کر حویلی کی طرف روانہ ہو گئے اور میرے منحوس دشمن ہماری روانگی سے قطعی لاعلم رہے۔

❁

حالات اور وقت کی نزاکت نے مجھے ایک بار پھر حویلی کی سرحدوں کے اندر چوہوں کی طرح بند ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ باہر پنڈت اوم پرکاش اور پجاری رام لال میرے خلاف محاذ مضبوط کر رہے تھے میری حویلی کے اندر جتنا سکون تھا حویلی کے باہر اتنی ہی افراتفری پھیلی ہوئی تھی مجھے کیلاش جیب اور دلوان جی کے ذریعے ایک ایک پل کی خبریں مل رہی تھیں۔

میری حتی الامکان کوشش یہی تھی کہ درخشاں کو بیرونی حالات سے لاعلم رکھا جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ وہ میری کیفیت دیکھ رہی تھی اخبارات کے ذریعے جو خبریں مل رہی تھیں وہ ان سے بھی حالات کا اندازہ لگا رہی تھی پھر سب سے بڑی بات یہ تھی کہ میں نے حویلی سے نکلنا یکسر بند کر دیا تھا۔ ان تمام باتوں نے اسے یقیناً چونکا دیا تھا مگر میری دل جوئی کی خاطر وہ ہمہ وقت خود کو خوش و خرم اور بے خبر ظاہر کرنے کی کوشش کرتی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باہر کی فضا بھی مخدوش ہوتی جا رہی تھی میرے دشمن مجھے حویلی سے باہر نکالنے کی خاطر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے تھے ایک دن کیلاش اسپتال سے واپس لوٹا تو خلافِ توقع بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے کیلاش کے اعصاب کو بھی جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے ورنہ ایک ماہر سرجن اور ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے وہ ان باتوں کا خاص خیال رکھتا تھا کہ کوئی ایسی بات درخشاں کی موجودگی میں نہ ہو سکے جو اس کی یا بچے کی حالت پر اثر انداز ہو چنانچہ اسے سنجیدہ دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ درخشاں اس وقت میرے قریب ہی موجود تھی جب کیلاش اسپتال سے واپس لوٹا۔ غالباً وہ خبر جس نے کیلاش کو بوکھلا دیا تھا یقیناً اتنی ہی اہم تھی کہ کیلاش ایک لمحے کو بھول گیا کہ درخشاں کی موجودگی میں احتیاط لازم تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے درخشاں کی موجودگی کے احساس نے اسے اپنا ارادہ ملتوی کرنے پر مجبور کر دیا۔ ایک ثانیے کو وہ گڑبڑا گیا پھر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن درخشاں بچی نہیں تھی کیلاش کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔ کیلاش نے جلدی سے اس کی خیریت دریافت کی تو وہ مسکرا کر بولی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ...؟"

"میں آج بے حد تھک گیا ہوں۔" کیلاش نے بات بنانے کی کوشش کی۔ "مریضوں کی بھیڑ نے دماغ کی تمام چولیں ہلا کر رکھ دیں۔"

"خیریت تو ہے؟" درخشاں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ "یہ اچانک ہمارے پرسکون علاقے میں مریضوں اور زخمیوں کی تعداد بڑھنے کیوں لگی؟"

"جب کوئی وبا پھیلتی ہے تو ہمیشہ درمیانہ اور نچلے طبقے کے لوگ ہی زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔" کیلاش نے خود کو بے پروا رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "پریشانی کی کوئی بات نہیں، ہم حالات پر بہت جلد قابو پا لیں گے۔"

"ایک بات کہوں کیلاش جی۔ آپ برا تو نہیں مانیں گے۔"

"آپ نے یہ کیسے اندازہ لگا لیا کہ میں آپ جیسی پیاری پیاری بھابی کی کسی بات کا برا بھی مان سکتا ہوں۔" کیلاش بڑی اپنائیت سے بولا۔ "آپ جو کہنا چاہتی ہیں بلاتکلف کہہ ڈالیے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ اگر سرجن کے بجائے اداکاری کا پیشہ اپناتے تو زیادہ کامیاب رہتے۔"

"میں سمجھا نہیں؟" کیلاش چونکا۔

"پھر کبھی اطمینان سے سمجھانے کی کوشش کروں گی۔ فی الحال آپ کو گرما گرم کافی کی سخت ضرورت ہے۔" درخشاں نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "جب تک آپ اپنے دوست سے دل بہلائیے۔" درخشاں قدم اٹھاتی کمرے سے چلی گئی لیکن میرے دل کی دھڑکنیں بدستور تیز تھیں میرا خیال تھا کہ اس نے کیلاش کی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا اور اسی وجہ سے اسے اداکار بننے کا مشورہ دیا تھا اور پھر وہ کمرے سے بھی اسی لیے اٹھ کر چلی گئی تھی کہ کیلاش کو میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنے کا موقع مل جائے۔

"کیلاش :" میں نے درخشاں کے جانے کے بعد سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا آج حویلی سے باہر کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے تمھیں بھی الجھا دیا ہے؟"

"مجھے افسوس ہے جمال! میں اپنی بوکھلاہٹ پر قابو نہ پا سکا لیکن وہ حادثہ...."

"ایک منٹ :" میں نے فوری طور پر کیلاش کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر اٹھ کر اس امر کی تصدیق کے لیے دروازے کے قریب جا کر راہ داری میں جھانکا کہیں درخشاں چھپ کر ہماری گفتگو نہ سن رہی ہو لیکن میرا شبہ درست نہیں تھا۔ درخشاں وہاں موجود نہیں تھی۔

کیلاش کی نظریں مجھ پر مرکوز تھیں میں واپس اپنی نشست پر آیا تو کیلاش نے دبی زبان میں کہا۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم پہلی فرصت میں بھابی کو ساتھ لے کر خاموشی سے کسی دور دراز علاقے کی طرف نکل جاؤ۔ حسین آباد اور کروی کے علاقے اب تم دونوں کے لیے محفوظ نہیں رہے۔"

"تم کسی حادثے کا ذکر کر رہے تھے۔" میں نے کیلاش کی بات نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"آج رام لال اور پنڈت اوم پرکاش نے میرے لیے ایک خاص تحفہ بھیجا ہے۔" کیلاش یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

"وہ کیا؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"دلوان جی کے دست راست دلاور مرزا کی لاش کے ٹکڑے۔"

"نہیں۔" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ دلوان جی اور دلاور مرزا ایک جان دو قالب تھے۔ اور یہ بھی کہ میرے دشمنوں نے دلاور مرزا کو موت کے گھاٹ اتار کر دلوان جی کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح وہ غالباً یہ چاہتے تھے کہ ہماری جانب سے بھی کوئی جوابی کارروائی ہو اور اس کی آڑ میں کوئی ٹھوس ثبوت حاصل کر کے پولیس کے ذریعے مجھے یا درخشاں کو کسی بہانے حویلی سے باہر نکالا جائے۔ دلاور مرزا کی موت کے بعد دلوان جی کا نچلا بیٹھنا یا خاموش رہنا ممکن نہیں تھا۔

"کروی کے بڑے مندر کے دو پجاری دلاور مرزا کی لاش کے ٹکڑے میرے کمرے تک پہنچا کر خاموشی سے چلے گئے۔ اس کے بعد پجاری رام لال نے مجھ سے فون پر رابطہ قائم کیا تھا۔" کیلاش نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "اس نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں کسی طرح تم کو اور بھابی کو حویلی سے باہر نکالنے کی کوشش کروں۔"

"اوہ۔ تو تم اسی لیے مجھے حویلی سے نکل کر کسی دور دراز علاقے کی طرف جانے کا مشورہ دے رہے تھے۔" میں نے کیلاش کو گھورتے ہوئے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ ایک لمحے کو میرا دل اپنے دوست کی طرف سے کھوٹا ہو گیا۔

"رام لال نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے مشورے پر عمل نہ کیا تو وہ مجھے بھی اپنا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کریں گے۔" کیلاش نے میرے جملے کی تلخی کو نظر انداز کرتے ہوئے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

"اگر بات تمھاری زندگی کو کوئی مہلک خطرہ درپیش آنے کی ہے تو میں تمھاری خاطر حویلی سے باہر قدم نکالنے کو تیار ہوں۔"

"حماقت کی باتوں سے پرہیز کرو۔" کیلاش نے مجھے گھورتے ہوئے سرزنش کی۔ "بات میری یا تمھاری زندگی کی نہیں بھابی کے تحفظ کی ہے جس کی خاطر ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ آخر حویلی کی چار دیواری میں کب تک بند رہا جا سکتا ہے۔"

"تمھاری کیا مرضی ہے؟" میں نے غصے سے پوچھا۔ "کیا حسین آباد سے دور چلے جانے کے بعد رام لال اور اس کے ساتھی میرا پیچھا چھوڑ دیں گے؟"

"میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی گندی سازشوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ تمھاری بیوی چھ سات مہینے بعد ماں بننے والی ہے اور ایسی حالت میں کسی ایک جگہ بند ہو کر اور

گھٹ کر قید ہو جانا کیا ان کی صحت کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے؟"

"مجھے ان باتوں کا احساس ہے لیکن۔۔۔۔"

"ہمت ہار دینا بزدلوں کا شیوہ ہے۔" کیلاشں بولا۔ "جو کچھ سوچنا اور کرنا ہے جلدی کر ڈالو۔"

"درخشاں کی خاطر میں اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا سکتا ہوں۔"

"جذباتی باتوں سے کام نہیں چلے گا۔" کیلاشں نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ "دلاور مرزا کا قتل دیوان جی کو بھڑکا کر کچھ کر گزرنے پر اکسانے کی خاطر کیا گیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے دیوان جی کو سمجھایا جائے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو قانونی طور پر تمھاری پوزیشن کمزور کر دے۔"

میں اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گیا۔ کیلاشں نے بھی وہی سوچا تھا جو میرا خیال تھا۔ میں جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ درخشاں ملازم کے ساتھ کافی کی ٹرے سمیت اندر داخل ہوئی۔ کیلاشں نے جلدی سے ماحول کی گھٹن دور کرنے اور گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر کہا۔ "بھگوان سے میری یہی دعا ہے کہ وہ آپ کو ایک چاند سا بیٹا دے۔"

"شکر ہے کہ آپ کی طبیعت اب پہلے سے بہتر نظر آ رہی ہے۔" درخشاں نے مسکرا کر کہا پھر کافی بنا کر ہمارے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔ "میرا خیال ہے کہ اب آپ کو اپنے بارے میں بھی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔"

"کس سلسلے میں؟" کیلاشں نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے بڑے انداز سے پوچھا۔

"اپنے لیے ایک جیون ساتھی تلاش کرنے کے سلسلے میں۔" درخشاں نے کہا۔ "آخر کب تک مریضوں سے دل بہلاتے رہیں گے۔"

"مشورہ تو نیک ہے لیکن میں جمال کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع نہیں دینا چاہتا۔"

"میں سمجھی نہیں؟" درخشاں نے معصومیت سے دریافت کیا۔

"بھگوان نے اسے آپ جیسی سندر اور کومل بیوی عطا کر دی ہے اگر میں مار کھا گیا تو یہ شخص میرا جینا دوبھر کر دے گا۔"

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ شادی کے بندھن سے بچنا چاہتے ہیں۔"

ادھر اُدھر کی باتوں سے وقتی طور پر ماحول کی گھٹن دور ہو گئی۔ درخشاں کیلاشں کے ساتھ نوک جھونک میں لگی رہی اور میں دلاور مرزا کے قتل کے نتائج کے بارے میں اور دیوان جی کی طرف سے اٹھائے جانے والے ممکنہ اقدامات کے سلسلے میں غور کرتا رہا۔ میرا خیال تھا کہ دلاور مرزا کی موت کی خبر دیوان جی کو جنونی حالت سے دوچار کر دے گی۔ مالتی کی موت کے وقت

دلاور مرزا کو محض بے ہوش پا کر دیوان جی کی جو حالت ہوئی تھی وہ بھی میرے ذہن میں محفوظ تھی۔

رات کے کھانے پر بھی کیلاشں اور درخشاں کے درمیان شادی کا معاملہ دوبارہ چھڑ گیا۔ جیجب نے موقع غنیمت دیکھ کر درخشاں کی حمایت میں بولنا شروع کر دیا۔ میرا خیال تھا کہ درخشاں کے ذہن سے وہ بوجھ اتر گیا ہوگا جو تمام کیلاشں کو سنجیدہ دیکھ کر طاری ہوا تھا لیکن یہ میری خوش فہمی تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر کچھ دیر تک ہم ڈرائنگ روم میں بیٹھے خوش گپیاں کرتے رہے اور پھر جب خواب گاہ میں سونے کے ارادے سے گئے اور لباس تبدیل کر کے بستر پر لیٹے تو درخشاں نے کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد مجھے بڑے پیار اور اپنائیت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"جمال! کیا تم سچے دل سے مجھے اپنا دوست اور ہمدرد سمجھتے ہو؟"

"درخشاں!" میں نے چونک کر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا تم کو میری محبت اور چاہت پر اعتماد نہیں رہا؟"

"جو چیز ایک مقررہ حد سے تجاوز کر جائے وہ پریشانی اور الجھن کا باعث بن جاتی ہے۔" وہ نہایت سلجھے ہوئے انداز میں بولی۔ "یہی حال محبت اور چاہت کا بھی ہے۔"

"میں تمھارا مقصد نہیں سمجھا۔"

"مجھے صرف اتنا بتا دو جمال کہ کیا تم مجھے شریکِ زندگی اور شریکِ غم نہیں سمجھتے؟"

"خدا گواہ ہے درخشاں کہ میں تمھیں دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں اور سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔"

"اس کے باوجود ہر دکھ درد کو تنہا برداشت کر رہے ہو۔" وہ شکایت کرتے ہوئے بولی۔ "بیوی شریکِ غم بھی ہوتی ہے مگر تم نے دنیا کے تمام غم اکیلے جھیلنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کیا تم اپنی زندگی کے ساتھ انصاف کر رہے ہو؟"

"درخشاں۔۔۔۔"

"نہیں جمال! مجھے درمیان میں مت روکو۔ جو کچھ کہنا چاہتی ہوں کہہ لینے دو۔" درخشاں نے تیزی سے کہا پھر ایک ادائے دلربا سے میرے الجھے بالوں میں اپنی نرم و ملائم انگلیاں گھماتی ہوئی بولی۔ "دانشوروں نے بھی یہی کہا ہے کہ عورت اور مرد دو پہیوں کی طرح ہیں جو زندگی کی گاڑی کو مل جل کر ساتھ گھسیٹتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک پر زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے تو گاڑی کا توازن بگڑ جاتا ہے اور وہ کسی وقت بھی اچانک خوفناک حادثے کا شکار ہو سکتی ہے۔"

درخشاں کی باتیں میرے ذہن میں تیر و نشتر بن کر چبھ رہی تھیں۔ میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا۔ مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اور اس بات کا دکھ بھی کہ وہ جسے میں نے اپنا یا تھا اور جس کے شانہ بشانہ زندگی کی طویل شاہراہوں پر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر گھومتے رہنے کا خواب دیکھا تھا۔ وہی میری بدنصیبی کا شکار ہو کر محض ایک مسکن کے حدود کے اندر قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے مجھ سے شکایت کرنا چاہیے تھی، میرا دامن تھام کر اپنا حق مانگنا چاہیے تھا لیکن وہ اس کے برعکس میرا غم بانٹنے کے لیے مضطرب تھی۔

میں اس کی معصوم شفاف آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کے خوب صورت دل کی گہرائیوں میں موجزن ان جذبوں کو دیکھ رہا تھا جو سچے تھے۔ صادق تھے، ان میں کوئی ملاوٹ کوئی کھوٹ نہیں تھا۔ میرے کان اس کی باتوں پر لگے تھے، وہ مجھے بڑے پیار سے سمجھا رہی تھی۔

"وقت اور حالات کبھی یکساں نہیں رہتے، موسموں کی طرح بھی بدلتے رہتے ہیں اس لیے انسان کو اتنی جلدی ہراساں نہیں ہونا چاہیے، مل جل کر ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنا چاہیے۔ انسان اور درندوں میں بس یہی ایک فرق تو ہے کہ انسان سوجھ بوجھ کا مالک ہوتا ہے، تعلیم اس کے ذہن کو جلا بخشتی ہے، وقت اور حالات اسے آزمائش کی کسوٹیوں پر پرکھتے ہیں اور کندن بنا دیتے ہیں اور جانور کچھ سوچے سمجھے بغیر خطروں میں گھر کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔"

"مجھے تم کیا باور کرانا چاہتی ہو؟" میں نے آہستہ سے اس سے دریافت کیا۔

"صرف یہ کہ تم جن حالات سے دوچار ہو اس کا کچھ اندازہ مجھے بھی ہے۔" درخشاں نے سنجیدگی اختیار کر لی۔ "تم مجھے خوش رکھنے کے لیے تنہا جو دکھ جھیل رہے ہو وہ میرے لیے زیادہ تکلیف دہ اور اذیت ناک ہیں۔ تم یہی کوشش کرتے ہو کہ مجھے حالات سے بےخبر رکھا جائے لیکن یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ ہمارے دشمن جدا نہیں، مشترک ہیں۔ وہ اگر تمھارے اور میرے سکون کا ایک ایک لمحہ پامال کر دینا چاہتے ہیں تو بھلا مجھے چین سے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ جمال وہ فون کے ذریعے مجھے بھی کچوکے لگاتے رہتے ہیں۔"

"درخشاں۔ میری زندگی۔ میری روح۔"

میں نے بے اختیار درخشاں کو بازوؤں میں سمیٹ کر اپنے دل کی گہرائیوں میں چھپا لیا۔ ٹیلی فون کا ذکر آتے ہی میرے دل کی دھڑکنیں یک لخت تیز ہو گئیں۔ مجھے خود اپنی معصومیت پر رونا آ گیا۔ درخشاں کو اندھیروں سے دور رکھنے کی خاطر میں نے اس کے گرد دنیا جہان کے اجالوں کو جمع کر دیا تھا لیکن یہ فراموش کر بیٹھا تھا کہ میرے دشمن ٹیلی فون کے ذریعے درخشاں سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور جب درخشاں نے مجھے میری اس کوتاہی کا احساس دلایا تو مجھے اپنی بےبسی پر رونا آ گیا۔ نہ جانے میرے دشمنوں نے اب تک درخشاں کو کیسی کیسی ذہنی اذیتیں پہنچائی ہوں گی اور کیسے کیسے پریشان کن وسوسوں سے دوچار کیا ہوگا۔

بہت دیر تک میں اسے اپنے سینے کی گہرائیوں میں چھپائے رہا۔ ہمارے لب خاموش تھے لیکن دل کی دھڑکنیں احساسات کی ترجمان بن گئی تھیں پھر درخشاں نے آہستہ سے کہا۔

"جمال۔ آخر ہم کب تک موت کے خوف سے اس طرح حویلی کے اندر بند رہیں گے۔"

"جب تک ہم دوست بن نہیں ہو جاتے۔" میں نے مسکرا کر بےپروا انداز اختیار کیا۔ "تم کو قدرت نے جن خوش گوار لمحوں سے دوچار کر رکھا ہے جب تک اس کی مدت پوری نہیں ہو جاتی اور ہماری مسرتوں کی جیتی جاگتی نشانی ہمارے سامنے نہیں آ جاتی ہم حویلی سے باہر نہیں جائیں گے۔"

"وہ اسے ہماری بزدلی سمجھ کر اور شیر ہو جائیں گے۔"

"انھیں بھونکنے دو۔ بھونکتے بھونکتے تھک جائیں گے تو خود ہی اپنے راستوں پر پلٹ جائیں گے۔" میں نے درخشاں کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ "ہمیں حویلی کے اندر کس بات کی کمی ہے اور پھر سچ پوچھو تو اب میں تم سے ایک لمحہ بھی دور نہیں رہنا چاہتا۔ تمھارے پہلو میں رہ کر اپنی آنے والی خوشیوں کا انتظار کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تمھارے جذبوں کی قدر کرتی ہوں لیکن تم جن لوگوں کو انسان نما دشمن سمجھ رہے ہو وہ خون آشام درندوں سے بھی زیادہ بھیانک اور ہول ناک خصلتوں کے مالک ہیں۔ وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے، قیامت تک گھات لگائے بیٹھے رہیں گے۔"

"بیٹھا رہنے دو انھیں۔ جب وقت آئے گا تو ان سے بھی دو دو ہاتھ کر لوں گا۔"

"مجھے خوشی ہے جمال کہ قدرت نے مجھے تمھارا جیسا شوہر عطا کیا ہے لیکن انسان وہ ہے جو اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی خوشیوں اور مسرتوں کا بھی خیال رکھے۔" درخشاں بولی۔ "دیوان جی نے قدم قدم پر اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر ہماری خوشیوں کا تحفظ کیا ہے تو کیا آج یہ مناسب ہوگا کہ ہم ان کی پریشانی میں ساتھ نہ دیں۔"

"درخشاں۔" میں دل مسوس کر رہ گیا۔

"ہمت سے کام لو جمال، تم مسلمان ہو اور مسلمان کا ایمان ہوتا ہے کہ موت برحق ہے اور اس کے لیے خدائے بزرگ و برتر نے جو وقت معین کر دیا ہے اسے آندھی اور طوفان کی شدتیں بھی نہیں ٹال سکتیں پھر موت سے فرار کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔" درخشاں نے کہا۔ "اور یہ بھی سوچو کہ دلاور مرزا کی لاش کے تحفے کے ساتھ تمھارے دوست کیلاکش جی کو کیا پیغام ملا ہے۔ اگر انھوں نے ہمارے دشمن کی تاکید پر عمل نہ کیا تو انھیں بھی نشانہ بنا دیا جائے گا۔ کیا تم اپنی مسرتوں کی خاطر اپنے دوست کو.....؟"

"نہیں۔" میں چیخ اٹھا۔ درخشاں کی باتوں نے میرے اندر سوئے ہوئے انسان کو جھنجوڑ کر بیدار کر دیا۔ میں نے اپنی خوشیوں کی خاطر جو پروگرام مرتب کیا تھا وہ میری خود غرضی تھی۔ میں بھول گیا تھا کہ موت اور زندگی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ درخشاں کے لازوال پیار اور اولاد جیسی نعمت کی توقع نے مجھے اندھا کر دیا تھا لیکن جب درخشاں نے مجھے میری کوتاہیوں کا احساس دلایا تو میں تڑپ اٹھا۔ ٹھوس لہجے میں بولا۔ "تم فکر مت کرو میری زندگی میں اپنی خاطر اپنے کسی دوست پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

"وہ ہمیں ہر قیمت پر حویلی سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔" درخشاں نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا انھوں نے تم سے بھی کچھ کہا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں جمال۔" وہ سہمے ہوئے انداز میں بے اختیار میرے قریب ہو گئی۔ "انھوں نے مجھے بڑی اذیت ناک دھمکی دی ہے۔ وہ مجھے تم سے ہمیشہ کے لیے الگ کر دینا چاہتے ہیں، وہ مجھے واپس اپنی دنیا میں بلا رہے ہیں اور... انھوں نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے ان کا کہنا نہ مانا تو وہ....."

وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی، میرے سینے پر سر رکھ کر سسکنے لگی۔ میں جانتا تھا کہ میرے دشمنوں نے درخشاں کو میری موت کی دھمکی دی ہو گی اس لیے میں نے اسے کریدنے کی کوشش نہیں کی۔ وقت کی نزاکتوں کو محسوس کرتے ہوئے بولا۔

"پریشان مت ہو میری زندگی۔ موت کے سوا دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔ ہم حالات کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔ البتہ اگر تم نے ان باتوں کا اثر لیا اور گھبرا گئیں تو میری ہمت بھی ٹوٹ جائے گی۔ میں بزدل ہو جاؤں گا۔ ہاں درخشاں مجھے تمھاری خوشیوں کی ضرورت ہے، تمھارے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹیں میرا حوصلہ بلند کر دیتی ہیں۔"

"ایک وعدہ کرو جمال۔" درخشاں نے جلدی سے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔ "تم آیندہ مجھے حالات سے لاعلم رکھنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ ہر بات مجھے بتا دو گے۔"

"تم بھی ایک عہد کرو۔" میں نے اس کے سوگوار چہرے کو ہاتھوں میں لے کر بڑی اپنائیت سے تاکید کی۔ "آیندہ تمھارے ہونٹوں پر صرف اور صرف مسکراہٹوں کا راج رہے گا۔ تم کبھی رونے بسورنے کی کوشش نہیں کرو گی۔"

"وعدہ۔"

درخشاں نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر وعدہ کر لیا تو میں نے ماحول کی گھٹن دور کرنے کی خاطر اس کے ساتھ چھیڑ خانی شروع کر دی، خوش گوار باتوں سے اسے ہنساتا رہا پھر جب رات بھیگنے لگی اور سرگوشیاں کرنے لگی تو ہم بھی ہر بات سے بے نیاز ہو گئے۔

دوسری صبح میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ایک ملازم کو بھیج کر دیوان جی کو طلب کیا۔ میں انھیں سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ جلد بازی میں کوئی جوابی قدم اٹھانے سے گریز کریں۔ درخشاں کی خواہش کے پیش نظر میں انھیں یہ بھی باور کرانا چاہتا تھا کہ میں ان کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہوں۔

ملازم کو دیوان جی کی طرف روانہ کر کے میں باہر آیا تو کیلاکش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ وہ اسپتال جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر رک گیا۔ میں نے خود کو مطمئن کرنے کی خاطر کیلاکش کو وہ تمام باتیں بتا دیں جو رات میرے اور درخشاں کے درمیان ہوئی تھیں۔ میں نے کیلاکش کو یہ بھی بتا دیا کہ اب میں

[حویلی] کے اندر چھپ کر دشمنوں کو للکارنے کا موقع نہیں دوں گا بلکہ [کھل] کر ان سے مقابلہ کروں گا۔ کیلاکش میری بات خاموشی [سے] سنتا رہا۔ میں نے اپنے دل کی بھڑاس ختم کی تو اس نے مجھے [سمجھا]تے ہوئے کہا۔

"تمھاری طرح میں بھی اسی عقیدے کا قائل ہوں کہ موت [کا] وقت مقرر ہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا لیکن اس عقیدے کے [پیش] نظر اگر تم جان بوجھ کر بھڑکتے شعلوں کے اندر چھلانگ لگا [دو] تو اسے بہادری نہیں۔ حماقت اور نادانی سے تعبیر کیا جائے گا۔ [میرا] مشورہ مانو تو دو ایک روز صبر و سکون سے بیٹھ کر حالات پر [ٹھن]ڈے دل سے غور کرو پھر کوئی حتمی فیصلہ کرنا۔"

"میں اتنا جذباتی بھی نہیں کہ بلا سوچے سمجھے اندھے کنویں [میں] چھلانگ لگا دوں لیکن یہ بھی طے ہے کہ اب میں اینٹ کا [جو]اب پتھر سے دوں گا۔" میں نے ٹھوس آواز میں کہا۔

"کیا تم شیطانی اور گندی طاقتوں کا مقابلہ کر سکو گے۔"

"میں کسی کو نقصان پہنچانے کی خاطر نہیں محض اپنی عزت [کے] تحفظ کی خاطر ان کا مقابلہ کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر [میرا] ایمان پختہ ہے تو خدا بدی کی قوتوں کے مقابلے میں میری مدد [ض]رور کرے گا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر اس کے باوجود میرا مشورہ یہی ہے [کہ] جو بھی قدم اٹھانا بہت سوچ سمجھ کر اٹھانا۔" کیلاکش اسپتال [چ]لا گیا تو میں حویلی کے احاطے میں کشادہ لان پر چہل قدمی کرنے [لگ]ا۔ میرے ذہن میں مختلف خیالات ابھر رہے تھے۔ درخشاں [کی] باتوں نے میرے دل کے بوجھ کو بڑی حد تک ہلکا کر دیا تھا [ل]یکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم تھی کہ درخشاں کے خیال ہی [نے] مجھے بزدل بنا دیا تھا۔ ایک اپنی اکیلی اور تنہا ذات ہوتی تو [ش]اید میں سینہ تان کر دشمنوں کو شکست دینے کے لیے ان کے سامنے [چ]لا جاتا لیکن میرے بعد درخشاں کا کیا ہوگا؟ یہ ایسا سوال تھا [ج]س کا تصور ہی میرے لیے بے حد اذیت ناک تھا۔

مجھے اس بات کا احساس بھی تھا کہ میرے خلاف پنڈت اور پجاریوں کا ایک پورا گروہ برسر پیکار ہو گیا ہے، وہ مل جل کر اس کا حل تلاش کر رہے تھے جو درخشاں کی حیثیت سے میری بیوی بن چکی تھی وہ اسے واپس بت پرستی پر مجبور کر دینے کے درپے تھے۔ انھوں نے دو دلوں کی پاکیزہ محبت کو ذات پات اور دھرم کا مسئلہ بنا لیا تھا۔ وہ اندھے ہو گئے تھے جبھی تو ہنستی کھیلتی زندگیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے پر آمادہ تھے۔ روشن چراغوں کو گل کر کے اندھیرا کر دینا چاہتے تھے۔ مذہب کو درمیان میں لا کر انھوں نے خود کو اتنا مشتعل کر لیا تھا کہ ہوش مندی کی سرحدوں کو بھی پھلانگ گئے تھے، مارنے یا مر جانے پر کمربستہ تھے اور بات صرف یہیں تک محدود نہیں رہی تھی، وہ ہمیں حویلی سے باہر نکالنے کی خاطر بے گناہ ہوں کے خون سے ہولی کھیلنا بھی اپنا دھرم سمجھ رہے تھے۔ کتنے نادان لوگ تھے جو انسان ہو کر انسانیت کے کلیجے میں خنجر گھونپتے پھر رہے تھے۔

میں اپنے خیالوں میں محو تھا کہ دیوان جی آ گئے۔ میں نے ان کے چہرے کے تاثرات کو بغور دیکھا۔ دور دور تک مجھے کوئی ایسی علامت نظر نہیں آئی جو اس بات کی تصدیق کر سکتی کہ انھیں دلاور مرزا کے قتل کی خبر مل چکی ہے، وہ قطعی طور پر مطمئن اور بے پروا نظر آ رہے تھے۔ میں مخمصے میں پڑ گیا۔

"خیریت تو ہے جمال میاں؟" میرے بجائے دیوان جی نے خیریت پوچھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے مجھے یاد کیا تھا؟"

"ہاں۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے۔ "سنا ہے کہ باہر کے حالات دن بدن زیادہ مخدوش ہوتے جا رہے ہیں۔"

"آپ نے درست سنا ہے۔" دیوان جی نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "وہ کھسیانے کتے کھمبے نوچنے پر آمادہ ہو گئے ہیں، بڑے مندر میں دن بھر پنڈت پجاریوں کی میٹنگ ہوتی ہیں، سنا ہے رام لال کی مدد کے لیے اجودھیا کا ایک بڑا پنڈت گنیش بھی آ گیا ہے۔"

"کیلاکش بتا رہا تھا کہ میری وجہ سے انھوں نے بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنے شروع کر دیے ہیں۔" میں نے دیوان جی کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"یہی ان کی بزدلی کی نشانی ہے سرکار۔" دیوان جی بولے۔ "پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دشمن دوسرے کو ہلاک کرنے کی خاطر بھیڑ بھاڑ میں گھس کر، ہجوم کو خوف زدہ کرنے کے لیے چھرے گھونپنے کی وارداتیں نہیں کرتا تھا۔ مخالف کو للکار کر مارنا بہادری سمجھا جاتا تھا مگر اب وقت نے عجیب کروٹ بدلی ہے، نہتے اور بے قصور لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار کر بازوؤں کی طاقت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے لیکن ایسے لوگ زیادہ عرصے تک میدان میں قدم نہیں جما پاتے، اپنی موت آپ مر جاتے ہیں۔"

"یہ سب کچھ ایک میری جان لینے کی خاطر ہو رہا ہے دیوان جی! اس لیے میں نے طے کر لیا ہے کہ اب حویلی سے باہر نکل کر حالات کا مقابلہ کروں گا۔" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "میری خاموشی میرے دشمنوں کو اور بھڑکا رہی ہے۔"

"ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں زحمت کرتے ہیں اور پھر اگر چھوٹی بیگم صاحبہ کو....."

"انھیں ایک ایک بات کا علم ہو چکا ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میرے دشمنوں نے فون کے ذریعے درخشاں کو سب کچھ بتا دیا ہے، وہ ہمیں چین و سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔"

"پھر بھی موجودہ حالات میں آپ کا حویلی سے قدم باہر نکالنا مناسب نہ ہوگا۔" دیوان جی ہاتھ ملتے ہوئے بولے۔ "صرف دو دن اور صبر کر لیجیے چھوٹے سرکار!"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"میں نے آپ سے پوچھے بغیر دلاور مرزا کو حالات کے پیشِ نظر الٰہ آباد روانہ کر دیا ہے۔" دیوان جی نے اس بار بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "لوہے کو کاٹنے کے لیے لوہے کا استعمال اب ضروری ہو گیا ہے۔ جگتی چار بس صبح شام میں یہاں پہنچنے والا ہے، وہ آ گیا تو پھر برابر کی چوٹ رہے گی۔"

"آپ نے دلاور مرزا کی بھی کوئی خیر خبر لی؟" میں نے روانی میں پوچھ لیا پھر بات بناتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب ہے کہ اگر ہمارے دشمن شیطانی طاقتوں سے لیس ہیں تو وہ دلاور مرزا کو ہر قیمت پر جگتی تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔"

"قلعوں کی مضبوطی کی خاطر اس کی بنیادوں میں انسانی خون کا استعمال بڑی پرانی بات ہے چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے مٹھیاں بھینچ کر سرد آواز میں جواب دیا۔ "دلاور مرزا میرا لنگوٹیا ہے، یہ بات دشمن بھی جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ خان شہباز خان اگر دوبارہ زندہ ہو گیا تو انھیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ دلاور مرزا کامیاب واپس لوٹے گا؟" میں نے مضطرب انداز میں سوال کیا۔

"کامیابی اور ناکامی اوپر والے کے اختیار کی بات ہے مالک۔ بندے کا کام تو صرف کوشش کرنا ہے۔"

میں نے دیوان جی کو کریدنے کی خاطر مختلف پہلو آزمائے لیکن یا تو انھیں دلاور مرزا کے سلسلے میں کوئی علم نہیں تھا یا پھر وہ کسی خاص مصلحت کے پیشِ نظر اس منحوس خبر کو مجھ سے پوشیدہ رکھنا چاہتے تھے جو کیلاش کے ذریعے مجھے مل چکی تھی۔ ایک بار میں نے سوچا کہ جی کڑا کر کے دیوان جی کو بتا دوں کہ وہ اپنے جس عزیز دوست کا انتظار کر رہے ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن میں نے ایسا کرنے سے گریز کیا۔ اگر ابھی تک دیوان جی کو ——— دلاور مرزا کے عبرت ناک انجام کی اطلاع نہیں ملی تھی تو میں وہ خبر سنا کر ان کے دل کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا تھا چنانچہ میں نے درمیانہ راستہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"دیوان جی! درخشاں نے مجھے یہی مشورہ دیا ہے کہ جب موت برحق ہے تو پھر اس سے بھاگنا فضول ہے۔"

"ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے چھوٹے سرکار لیکن مصلحت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔"

"ہماری مصلحتیں ہمارے دشمنوں کو اور اچھل کود کرنے پر اکسا دیں گی۔ وہ بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلتے رہیں گے۔"

"خون کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔ رنگ ضرور لاتا ہے۔" دیوان جی نے دبی زبان میں کہا۔ "میرے مشورے پر دو تین دن اور انتظار کر لیجیے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہوگا۔"

دیوان جی کے جانے کے بعد بھی میں بڑی دیر تک ذہنی طور پر الجھتا رہا۔ ان کی گفتگو سے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ دلاور مرزا کی موت کی خبر ابھی ان کے کانوں تک نہیں پہنچی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ انھیں اپنے دوست کی قربانی کا حال معلوم ہو چکا ہے۔ مجھے واقعات سے بے خبر رکھنے کے لیے دیوان جی نے بڑے صبر و ضبط سے کام لیا ہے اور یہ کہ اگر میرے دل کی دھڑکنیں مجھے دھوکا نہیں دے رہی ہیں تو دیوان جی بہت جلد ایک بار پھر خان شہباز خان کے روپ میں زندہ ہو جائیں گے۔

دن بھر میں بدلتے حالات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا لیکن شام کو جیکب نے چرچ سے واپسی پر مجھے جو خبر سنائی اس نے مجھے چونکنے پر مجبور کر دیا۔ میں پھٹی پھٹی نظروں سے جیکب کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ اس نے مجھے جس حادثے کی اطلاع دی تھی وہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔

جیکب کے بیان کے مطابق کسی نے ہندوؤں کی ایک چھوٹی عبادت گاہ کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ موقعۂ واردات پر تین پجاریوں کی لاشیں اس طرح ادھڑی ہوئی ملی تھیں کہ ان کا پیٹ چاک تھا، آنتیں جسم سے باہر پڑی تھیں اور مرنے والوں کے دونوں ہاتھ کاٹ کر علیحدہ کر دیے گئے تھے۔ لاشوں کے قریب ایک ٹوپی بھی ملی تھی اور جیکب کا خیال تھا کہ وہ ٹوپی کسی اور کی نہیں دیوان جی کی تھی جسے وہ بارہا دیوان جی کے استعمال میں دیکھ چکا تھا۔

"تمھیں اس حادثے کی اطلاع کیسے ملی؟" میں نے جیکب سے سوال کیا۔

"چرچ سے واپسی پر وہ مندر میرے راستے میں پڑتا ہے جہاں یہ ہولناک حادثہ پیش آیا ہے۔ میں نے خود اپنی گناہ گار آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ لاشوں کے قریب پائی جانے والی ٹوپی دیوان جی کی ہے؟"

ہوسکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن یہ حقیقت اپنی ہے کہ عبادت گاہوں سے کھیلنے والوں کی سزا بڑی ہوتی ہے۔" جیکب نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "جو دنیا میں قانون کی نظروں سے بچ جاتے خداوند کے روبرو مجرم ہوتے ہیں اور ان کو رب عظیم کی سزاؤں سے دوچار کرتا ہے۔"

ہی اسے علاوہ دوسرے لوگوں کا کیا خیال ہے؟" میں کہتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "کیا کسی اور نے بھی اس بارے میں اس شبہے کا اظہار کیا ہے کہ وہ دیوان جی ہے؟"

نہیں۔ میں نے کسی کو ایسا کہتے نہیں سنا لیکن ایک بات اس حادثے میں کسی نہ کسی مسلمان کا ہاتھ ضرور شامل ہے۔"

تم اتنے یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو؟" میں نے تیز ار کیا۔ "یہ بھی تو ممکن ہے کہ جو کچھ تمھاری نظروں نے ہیں کسی ہندو ہی کا ہاتھ ہو اور اس حادثے کے ذریعے فرقہ وارانہ فساد کو ہوا دینے کی کوشش کی ہو۔"

یری دلیل معقول تھی جیکب ایک لمحے کو خاموش ہو بولا۔

ایک کامیاب بیرسٹر کی حیثیت سے تم جس قدر قانونی فیوں سے واقف ہو وہ ایک علیحدہ حقیقت ہے۔ یہ سکتا ہے کہ تم نے اس حادثے کو جس نظر سے دیکھا ہے بت ہو لیکن وہ ٹوپی۔"

وہی ٹوپی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اصل واقعات رنے کی کوشش کی گئی ہے۔" میں نے جیکب کی بات تے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے اس طرح مجرم نے ایک تیر سے لینے کی کوشش کی ہو۔"

ہو سکتا ہے۔ مگر دیوان جی سے پوچھ لینے میں بظاہر ج بھی نہیں ہے۔"

یں ضرور دریافت کر لوں گا لیکن تم اس سلسلے میں اپنی مد رکھو گے۔" میں نے جیکب کو باور کراتے ہوئے کہا۔ "ہو ہے کہ پولیس اس حادثے کے سلسلے میں ہم سے بھی رابطہ ہے۔"

میں تمھارا اشارہ سمجھ رہا ہوں میرے دوست لیکن مجھے ہے کہ میں تمھاری بات نہیں مان سکتا۔"

کیا مطلب؟"

پادری ہونے کی حیثیت سے کچھ اخلاقی ذمہ داریاں مجھ پر عائد ہوتی ہیں۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ "دنیا کا مبلغ اسی بات کی تلقین کرتا ہے کہ سچ کہنے سے کبھی گریز نہ کرو کہ دروغ گوئی دنیا کی بدترین لعنت ہے جو انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کر کے ان راستوں کی طرف لے جاتی ہے جو تباہی اور بربادی کے راستے ہیں۔"

"گویا تم پولیس کے روبرو اپنے شبہے کا اظہار ضرور کرو گے؟" میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں دریافت کیا۔

"ہاں۔ اگر مجھ سے دریافت کیا گیا تو میں اپنے شبہے کا اظہار کرنے میں ہچکچاؤں گا نہیں۔"

جیکب کے دو ٹوک جواب نے میری رگوں میں دوڑتے خون کی حدت تیز کر دی لیکن میں نے کسی جھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مجھے بخوبی علم تھا کہ پھانسی کے تختے پر بھی زندگی کا لالچ دے کر جیکب کو اس کے مذہبی عقائد سے نہیں بھٹکایا جا سکتا لہٰذا میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا ضبط کرتے ہوئے بولا۔ "میں تمھیں کسی غلط بیانی کے لیے مجبور نہیں کروں گا لیکن اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ جب تک تم سے براہِ راست کوئی بات نہ پوچھی جائے تم اپنی زبان بند رکھو گے۔"

جیکب نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک نظر مجھے غور سے دیکھا پھر سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ اس کی خاموشی اس بات کا اقرار تھی کہ وہ از خود اپنی زبان کھولنے سے گریز کرے گا۔ مجھے اس کی طرف سے اطمینان ہو گیا لیکن جو خبر اس نے مجھے سنائی تھی وہ میری الجھنوں میں اضافہ کر رہی تھی۔

ایک قانون داں ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس حادثے کے دونوں پہلو قابلِ غور تھے۔ جیکب نے لاش کے قریب پائی جانے والی جس ٹوپی پر اس شبہے کا اظہار کیا تھا کہ وہ دیوان جی کی ہے وہ کسی اور کی بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ رام لال اور اس کے گرگوں نے دیوان جی کو مجرم ثابت کرنے کی خاطر ان کی ٹوپی کسی طرح چوری کر کے جائے واردات پر بطور ثبوت پھینک دی ہو اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ دیوان جی نے جن کا ماضی شاطرانہ کارناموں سے لبریز تھا از خود اپنی ایک نشانی کے ذریعے قانون کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہو۔

جو شخص دن دہاڑے تین آدمیوں کا ہولناک قتل کرنے کی جرأت کر سکتا تھا وہ اتنی حماقت کا مرتکب نہیں ہو سکتا تھا کہ پھانسی کے پھندے کو اپنی گردن میں ڈالنے کی خاطر ایک اہم ثبوت چھوڑ جاتا۔ پولیس عینی شاہدوں کے بغیر محض ایک ٹوپی کی بنیاد پر کسی کے خلاف قاتل ہونے کا الزام نہیں ثابت کر سکتی تھی۔

میرے ذہن میں مختلف باتیں آ رہی تھیں جیکب نے

جس حادثے کی اطلاع دی تھی وہ میرے لیے اس اعتبار سے بھی اہم تھا کہ میرے علاقے میں اس واردات سے اشتعال پھیل سکتا تھا۔ مجھے دیوان جی کی شخصیت ایک اعتبار سے مشکوک بھی نظر آ رہی تھی۔ انھوں نے صبح مجھ سے کہا تھا کہ خون کبھی رائیگاں نہیں جاتا، اپنا رنگ ضرور لاتا ہے۔ اس وقت میں نے اس جملے پر کوئی غور نہیں کیا تھا لیکن اس وقت میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ دیوان جی کو دلاور مرزا کے انجام کی خبر مل چکی تھی۔ انھوں نے مجھے محض اس لیے تاریکی میں رکھنے کی کوشش کی کہ میں انھیں کسی سخت جوابی کارروائی سے باز رہنے کی تاکید نہ کر سکوں۔

درخشاں کو حالات کا علم ہوا تو وہ بھی سہم گئی کشت و خون اور دنگے فساد کی اور بات تھی لیکن مذہبی تقدس کی پامالی پیٹرول کو آگ دکھانے کے مترادف ہو سکتی تھی۔ اور یہی ہوا۔ جس کی اطلاع مجھے کیلاش نے اسپتال سے واپسی پر دی۔ ایک فرقے کے کچھ مشتعل افراد نے ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اس کش مکش میں پیش امام کو شہید کر دیا۔

حالات جس تیزی سے سنگین صورت اختیار کر گئے تھے مجھے اس کی امید نہیں تھی اور ابھی میں کیلاش اور درخشاں کے ساتھ بیٹھا اس خطرناک مسئلے کا حل سوچ رہا تھا کہ فون پر مجھے ایک نئے حادثے کی اطلاع ملی۔ دیوان جی کے مکان کو آگ لگا دی گئی تھی۔ ان کا سارا اثاثہ شعلوں کی نذر ہو گیا تھا اور وہ خود زخمی حالت میں اسپتال میں پڑے تھے۔

فون چونکہ کیلاش کے اسپتال سے ڈاکٹر عارف نے کیا تھا اس لیے اس میں کسی شک و شبہے کی گنجائش نہیں تھی البتہ اس حادثے کی اطلاع نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ دیوان جی کی خدمات بے مثال تھیں اس لیے میں درخشاں کے مشورے پر تمام احتیاط اور مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر کیلاش کے ہمراہ اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

ڈاکٹر عارف نے ہماری رہنمائی اس کمرے تک کر دی جہاں دیوان جی پٹیوں میں لپٹے ہوئے ایک بستر پر پڑے تھے ڈاکٹر عارف کے بیان کے مطابق ان کے جسم پر بے شمار زخم آئے تھے اور کچھ حصے آگ میں بری طرح جھلس گئے تھے لیکن اس کے باوجود ان کے لبوں سے کوئی کراہ نہیں بلند ہوئی تھی۔

میں نے دیوان جی کو اس حالت میں دیکھا تو میری آنکھیں بھر آئیں وہ بستر پر آنکھیں بند کیے بے حس و حرکت لیٹے تھے۔ سر اور چہرے کا بیشتر حصہ پٹیوں سے بندھا ہوا تھا۔

میں حسرت بھری نظروں سے انھیں دیکھتا رہا۔ کیلاش عارف کو لے کر باہر چلا گیا۔ غالباً وہ دیوان جی کی حالت بارے میں تفصیل معلوم کرنے گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس اس کے چہرے پر سنجیدگی مسلط تھی۔

"کیلاش!" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سرگو "ڈاکٹر عارف کا کیا خیال ہے؟"

"زخم خاصے تشویش ناک ہیں لیکن ہمیں ناامید نہیں چاہیے۔" کیلاش نے آہستہ سے کہا۔ "اگلے اڑتالیس گھ کے لیے بے حد کٹھن ہوں گے اس کے بعد ہی یقین کے کچھ کہا جا سکے گا۔"

"کیلاش۔" میں نے رندھی آواز میں کہا۔ "تم جانتے دیوان جی کے احسانات میرے خاندان پر بے حساب ہی خدانخواستہ انھیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو بالکل تنہا محسوس

"ہمت سے کام لو جان۔" کیلاش نے مجھے دلاسہ د آہستہ سے ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر لے آیا۔

"تم گواہ ہو کہ میرے دشمن حد سے تجاوز کرنے جا ہیں۔" میں نے کیلاش کے کمرے میں آنے کے بعد خود پر پانے ہوئے کہا۔ "اگر درخشاں کا خیال لاحق نہ ہوتا تو شا سب کچھ نہ ہوتا جواب ہو رہا ہے۔"

"میں تمھاری پریشانی سمجھ رہا ہوں لیکن وہ جو تمھا دشمن ہیں اندھے ہو چکے ہیں۔"

"اگر میں نے بھی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تو کیا ہو گا؟"

"میں تمھیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" کیلاش "میرا خیال ہے کہ تمھیں پہلی فرصت میں دیوان جی کے سا پیش آنے والے حادثے کی اطلاع پولیس میں درج کرا دینا چا

"تم شاید بھول رہے ہو کہ آنند کمار شروع ہی سے پنڈ اوم پرکاش کا ساتھ دے رہا ہے کیا اس سے کسی انصاف توقع کی جا سکتی ہے؟"

"ر کارروائی کی خانہ پری بہرحال ضروری ہے۔"

"ضروری تو یہ بھی ہے کیلاش کہ میں دیوان جی کا لینے کی خاطر ان دشمنوں کے سینے چھلنی کر دوں جو مجھ پر زند عذاب کیے ہوئے ہیں۔" میں نے جذباتی انداز میں کہا۔ "جو ہونا ہے ایک ہی بار ہو جائے۔"

"تم بیرسٹر ہو۔ قانون کے تقاضوں کو مجھ سے زیاد سمجھتے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں صبر و سکون سے کام لینا

"وہ ہماری موت کے خواہاں ہیں۔"

"تمھیں خود سے زیادہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا چاہیے

ش بولا۔ "موجودہ حالات میں بھابی کو تمھاری شدید ضرورت ہے۔"

"اسی خیال نے مجھے بزدل بنا دیا ہے۔" میں نے ہاتھ ہوئے کہا۔

"آؤ۔ واپس حویلی چلتے ہیں۔" کیلاش نے اٹھتے ہوئے یوان جی کی طرف سے مطمئن رہو انھیں یہاں ہماری ئی میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ میں نے ڈاکٹر ن کو بھی تاکید کر دی ہے۔"

کیلاش نے ٹھیک ہی کہا تھا اسپتال میں میری موجودگی جی کے کسی کام نہیں آ سکتی تھی میں نے شاید حویلی سے اہر نکل کر غلطی کی تھی، درخشاں کے لیے ایک معمولی ذہنی بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ حویلی سے میری غیر ی بھی اس کے لیے یقیناً پریشان کن تھی لیکن دیوان جی بات کے عوض اس نے مجھے کیلاش کے ساتھ آنے ازت دے دی تھی۔ بہرحال میں کیلاش کے مشورے کھڑا ہوا۔

میری حالت اس وقت کسی ایسے زخمی درندے سے مختلف ی جسے جال میں پھانس کر بے بس کر دیا گیا ہو۔ ایک طرف ی کی مخدوش حالت مجھے دشمنوں سے انتقام لینے پر ی تھی اور دوسری طرف درخشاں کا خیال میرے قدموں ی بن گیا تھا۔

میں اپنے خیالات سے الجھتا اسپتال سے باہر نکلا تو میرے ہوئے قدم یک لخت رک گئے۔ کیلاش کی گاڑی کے پنڈت اوم پرکاش اور پجاری رام لال کے علاوہ ایک ہجاری بھی موجود تھا جو سب سے آگے سینہ تانے کھڑا مجھے بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔ غالباً وہ اجودھیا کا گنیش مہاراج تھا جسے میری ہلاکت کی خاطر حسین آباد ا دعوت دی گئی تھی۔

دیوان جی نے مجھے اس کا یہی نام بتایا تھا۔

❀

بحری عقاب کا سفر جاری تھا۔

لاسا اور روپا کے پراسرار اور بھیانک انجام نے جہاز کے دلوں پر جو خوف طاری کیا تھا وہ رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا کپتان کی حکمت عملی اور کیلاش کے بیان نے اکثر لوگوں بات کا یقین دلا دیا کہ لاسا کے کیبن میں لگنے والی آگ گر جانے کے سبب بھڑکی تھی۔

میرے دشمنوں کا جو انجام ہوا وہ بے حد عبرت ناک تھا لیکن جیکب کو خاص طور پر اس بات کی بے حد خوشی تھی کہ اسے روپا سے نجات مل گئی۔ میں نے اسے بارہا سمجھانے کی کوشش کی کہ روپا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کرنے میں کیلاش نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا لیکن ان تمام یقین دہانیوں کے باوجود جیکب بدستور اسی رائے پر اڑا رہا کہ وہ کردار کے اعتبار سے قابل بھروسہ عورت نہیں تھی اور زندہ رہتی تو نہ جانے کتنے سیدھے سادے اور نیک لوگوں کی پارسائی خطرے میں پڑ جاتی۔

میں شام کے وقت اپنے کیبن سے نکل کر عرشے پر چہل قدمی کرنے میں مصروف تھا کہ جیکب دندناتا ہوا تیزی سے میرے قریب آ کر رک گیا۔ مجھے اسے دیکھ کر حیرت ہوئی اس لیے کہ وہ شام نہایت سہانی اور خوب صورت تھی۔ سمندر کی لہریں بھی اس روز بے حد پرسکون نظر آ رہی تھیں لیکن جیکب کے چہرے پر جو تاثرات موجود تھے وہ کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہے تھے۔ میں نے پہلی نظر میں یہی خیال کیا کہ شاید دیر تک سوتے رہنے کی وجہ سے وہ ابھی تک کسل مندی کا شکار ہے لیکن غور سے دیکھنے پر مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا پڑی۔

جس انداز میں وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے کاٹ رہا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ حسب معمول وہ پھر کیلاش سے کسی بات پر الجھ گیا ہے ان دونوں میں خاصی گاڑھی چھنتی تھی۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں کہ اگر کیلاش اور جیکب میرے رفیق اور ہم سفر نہ ہوتے تو شاید میں درخشاں کی خواہش کے احترام میں سمندری سفر کو زیادہ دنوں تک جاری نہ رکھ پاتا اور بہت جلد اکتاہٹ کا شکار ہو کر کسی بندرگاہ پر اچانک بحری عقاب اور اس کے عملے کا حساب بے باق کر کے انھیں واپس کر دیتا اور خود کسی دور دراز علاقے میں سکونت اختیار کر کے گوشہ نشین ہو جاتا لیکن کیلاش اور جیکب کی دل چسپ چھیڑ چھاڑ نے سفر کو خاصا خوش گوار بنا دیا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے بہترین دوست ہونے کے باوجود اکثر ذرا ذرا سی بات پر دست و گریباں ہونے کی حد تک بھڑک اٹھتے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ جیکب ٹھوس عقیدوں اور اصولوں کا مالک تھا اور مذاق میں بھی کوئی ایسی بات تسلیم کر لینے کا عادی نہیں تھا جو اسے اس کے مسلک سے بھٹکا دینے کا سبب بن سکتی۔ کیلاش اس کی کمزوری سے بخوبی واقف تھا چنانچہ وہ اکثر جیکب کو بھڑکانے کی خاطر کوئی ایسا مسئلہ چھیڑ دیتا تھا جو جیکب کے لیے بارود میں چنگاری دکھانے کے مترادف ہوتا۔ ایسے موقعوں پر کیلاش بھی اپنے اوپر اتنی

گہری سنجیدگی مسلط کرلیتا کہ واقعی نقصِ امن کا خطرہ درپیش ہو جاتا اور ایسے موقعوں پر ہمیشہ مجھے ثالث کی حیثیت سے دونوں کے درمیان صلح صفائی کرانا پڑتی۔

اس وقت بھی مجھے جیکب کے چہرے پر نظر آنے والی زلزلے کی کیفیت کی پشت پر کیلاکش کی شخصیت اور اس کی شرارت کارفرما نظر آ رہی تھی۔ میں نے فوری طور پر اسے کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔ ٹہلتا ہوا ریلنگ کے قریب آ گیا۔ ہاتھ اٹھا کر بدن توڑتے ہوئے ایک طویل انگڑائی لی اور تاحدِ نظر پھیلے ہوئے نیلگوں سمندر کو دیکھتا ہوا بولا۔

"شام کا یہ سہانا منظر کس قدر دل فریب اور روح افزا ہے۔"

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، بدستور منہ پھلائے کھڑا رہا۔ "اگر موسم یوں ہی سازگار رہے اور طوفان کی بدترین شدت میں سر نہ ابھاریں تو سمندری سفر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔"

جیکب نے اس بار بھی خاموشی برقرار رکھی البتہ اس کے ہونٹ پھڑپھڑانے لگے۔ انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے آتش فشاں کے پھٹنے سے پیشتر اس کے دہانے پر جمی مٹی نے آہستہ آہستہ لاوے کے ابلنے کے لیے جگہ بنانا شروع کر دی ہو۔ میں نے قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا بات ہے؟ تم اس قدر حسین اور خوش گوار موسم کے باوجود...."

"جمال!" جیکب ایک دم بول پڑا۔ "بہتر ہوگا کہ تم اسے سمجھا لو ورنہ میں اگلی کسی بندرگاہ سے اپنا سفر ترک کر کے واپس لوٹ جاؤں۔"

"اب کیا بات ہے؟" میں نے دریافت کیا۔ "روپا تو سمندر رسید ہو چکی ہے۔"

"لیکن اس کے جسم کی مہک سرجن کیلاکش کو تلی ہوئی مچھلیوں کے رگ و ریشے سے پھوٹتی محسوس ہو رہی ہے۔" جیکب نے تلملاتے ہوئے جواب دیا۔ "اس کا کہنا ہے کہ مچھلیاں روپا کے سندر شریر کو ہڑپ کر کے اور زیادہ لذیذ ہو گئی ہیں۔"

"کیلاکش نے مذاق کیا ہو گا۔"

"مگر میں اس قسم کے بے ہودہ مذاق کا عادی نہیں ہوں۔"

"ایک مشورہ ہے میرا۔" میں نے اپنی مسکراہٹوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "تم سمندری مچھلیوں کا استعمال بند کر دو۔ روپا کے جسم کی خوشبو تمھیں پریشان نہیں کرے گی۔"

"اس کے ذکر کی ضرورت ہی کیا ہے؟" جیکب نے جھلا کر کہا۔

"روحیں جسم سے آزاد ہو جائیں تو خاکی بدن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔"

"میں تمھاری اس بات کی تائید کرتا ہوں۔"

"لیکن وہ جو سرجن کی دم بنا پھرتا ہے مستقل ایک لگائے ہوئے ہے۔"

"کیا؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"کل تک درخشاں بھابی کے سلسلے میں وہ تکبیر باور کراتا رہا ہے کہ موت سے ہمکنار ہونے کے بعد مادی کا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے لیکن آج وہ اپنے دھرم عقیدوں کے پیشِ نظر مجھے اس بات کا یقین کرنے پر مجبور کر روح ایک جسم سے چھٹکارا پانے کے بعد کسی دوسرے جسم منتقل ہو کر ایک نیا جنم لے لیتی ہے۔"

"آواگون کے مسئلے کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو کیلاکش غلط نہیں ہے۔"

"لیکن یہی کیا ضروری ہے وہ جل پری بن کر بحر کے عرشے پر یا مسافروں کے کیبنوں میں گھس کر.... زندہ پھرے۔" جیکب نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "یہ بھی تو ہو سکتا اس کا دوسرا جنم کسی حقیر چیونٹی کی شکل میں ہو جسے آ سے قدموں تلے روندا جا سکے۔"

"میرا خیال ہے کہ دنیا کا کوئی مذہب کسی ذی روح بوجھ کر ہلاک کرنے یا ایذا رسانی کی اجازت نہیں دیتا" جیکب کی باتوں کے پس پردہ کیلاکش کی شرارتوں کو محسوس ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمھاری اطلاع کے لیے یہ بھی گوش گزار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ روح ایک شکل و صورت کے جسم سے چھٹکارا حاصل کرتی ہے آواگون عقیدے کے تحت اسی قسم کے دوسرے جسم میں نمودار ہوتی جسمانی طور پر ان ہی حرکات و سکنات کا مظاہرہ کرتی ہے جنم میں کر چکی ہوتی ہے۔ یہی ایک مخصوص نشانی ہے کے عقیدے کو تقویت پہنچانے کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔"

"تم اس خیال کو ذہنیت کی گندگی اور فضولیات تعبیر کر سکتے ہو۔" جیکب اور زیادہ بھڑکتے ہوئے بولا۔

"میں اپنی یا تمھاری بات نہیں کر رہا۔ کیلاکش کا ذکر کر رہا ہوں۔"

"اور میرا خیال ہے کہ تم بھی در پردہ کیلاکش کی کر رہے ہو۔" جیکب نے مجھے تیز اور شکایتی نظروں سے گھورا نے ہر موقعے پر یہی محسوس کیا ہے کہ تم دونوں ایک ہو کر مجھے مشقِ عشق بنا لیتے ہو۔"

"تم خواہ مخواہ سنجیدہ ہو رہے ہو۔" میں نے بات رفع کرنے کی خاطر بے پروائی سے جواب دیا۔ "کیلاکش نے

پڑنے کی خاطر روپا کا ذکر...."

"پھر اسی منحوس عورت کا ذکر جو اب ہمارے درمیان نہیں" جیکب نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "کیا دنیا اور تمام موضوعات ختم ہو چکے ہیں جو بار بار اسی ایک قابلِ نفرت شخصیت کا تذکرہ شروع کر دیا جاتا ہے؟"

"میں کیلاکش کو سمجھا دوں گا کہ وہ دوبارہ روپا کے نام زبان پر نہ لائے۔"

"تمھارا کیا خیال ہے۔" وہ تمھاری بات مان لے گا؟" جیکب نے مجھے گھورتے ہوئے سوال کیا پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے "اس مردود نے جہنم رسید ہو جانے والی اس قابلِ نفرت عورت کو میری چڑ بنا لیا ہے۔ آج میں نے قسم کھا لی ہے کہ اس کے جسم کے بدترین تصور کے پیشِ نظر دوبارہ کبھی مچھلی کی ڈش کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا لیکن یہ سلسلہ اگر اسی طرح جاری رہا اور وہ احمق سرجن اس منحوس عورت کے جسم کی بدبو اور غلاظتوں کو دوسرے پسندیدہ کھانوں اور ڈشوں سے تعبیر دیتا رہا تو مجھے فاقوں کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔"

میں جیکب کو جواب دینا چاہتا تھا۔ اس کی دل چسپ باتوں کی وجہ سے مجھے اپنی بے ساختہ مسکراہٹوں پر قابو پانا خاصا دشوار محسوس ہو رہا تھا۔ پھر کیلاکش کے آ جانے سے میری جان بچ گئی۔ میں نے اپنی توجہ کیلاکش کی جانب مبذول کر دی جو اس وقت بظاہر بے حد سنجیدہ اور بردبار موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

جیکب نے اسے قریب آتے دیکھا تو ہونٹ کاٹتے ہوئے نفرت سے اپنا منہ دوسری جانب کر لیا۔

"جمال۔ کیا تم نے کپتان اسٹیلے کو کہیں دیکھا ہے؟" کیلاش نے جیکب کی موجودگی کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

"کیوں۔ تمھیں اچانک بحری کپتان کا خیال کس طرح آ گیا؟"

"میں اسٹیلے کو مچھلیوں کے شکار پر آمادہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیلاکش! پلیز، میں تم سے درخواست...."

"تم میرے خوابوں کی تعبیر نہیں سمجھ سکو گے۔" کیلاش نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے خاموش رہنے کی تاکید کی اور میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے بولا۔ "میں نے ابھی کچھ دیر پیشتر لباس تبدیل کرتے وقت ایک نہایت سنجیدہ خواب دیکھا ہے۔ اگر اس کے ذریعے ہم کسی سیاہ رنگ کی مچھلی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمارے سفر کی تمام مشکلات یکسر ختم ہو سکتی ہیں۔ جلے ہوئے کوئلے کی رنگت والی مچھلی کے ذریعے حیرت انگیز طور پر اپنی مرادیں پوری کر سکتے ہیں اور...."

"وہ منحوس مچھلی ہمیں دنیا کے تمام مخفی خزانوں کے پوشیدہ راز بتا سکتی ہے جسے حاصل کرنے کے بعد ہمارے پاس زر و جواہر کا اتنا ڈھیر سارا انبار جمع ہو جائے گا کہ ہم بہ آسانی اس کے بوجھ تلے دب کر اور گھٹ گھٹ کر نہایت کرب ناک اور اذیت ناک موت مر سکتے ہیں۔" جیکب نے جلے بھنے انداز میں جھلا کر کیلاکش کا جملہ مکمل کیا تو میں اپنی ہنسی پر قابو نہ پا سکا۔ یہ اور بات ہے کہ جیکب چونکہ کیلاکش کی طرف متوجہ تھا اس لیے میری مسکراہٹ نہ دیکھ سکا ورنہ اس کا بھڑک اٹھنا یقینی تھا۔

"میں تم سے نہیں۔ جمال سے مخاطب ہوں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور میں بھی تم کو نہیں بلکہ جمال کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اسی طرح منحوس اور مکروہ باتوں میں الجھے رہے تو تباہی اور بربادی کے سوا ہمیں کچھ حاصل نہ ہو گا۔" جیکب نے سمندر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "یہی خاموش سمندر جو سیاہ رنگ کی مچھلی اگل سکتا ہے۔ ہول ناک اور ہلاکت خیز طوفانوں کو جنم دے کر بحری عقاب کو بھی تنکے کی طرح غرقِ آب کر سکتا ہے۔"

"ایسی صورت میں ہم سب بھی مچھلیوں کی خوراک ثابت ہوں گے۔"

"موت برحق ہے اس لیے میں موت سے نہیں ڈرتا۔"

"لیکن ایک مردہ عورت کے تذکرے سے تمھاری جان نکلنے لگتی ہے۔" کیلاش نے کہا۔ "کیا تمھیں اس مجبور و بے بس اور حسین و جمیل دوشیزہ پر کوئی ترس نہیں آتا جو جوانی کی امنگیں اور مرادوں کی حسرتیں اپنے سندر شریر میں سمیٹے بھڑکتے شعلوں کی غذا بن گئی؟"

"خداوند نے چاہا تو اس کی روح بھی روزِ قیامت تک بدترین حالات کا شکار رہے گی۔" جیکب نے آسمان پر ایک نظر ڈالتے ہوئے نہایت حقارت سے جواب دیا پھر وہ مجھے گھورتا ہوا تیزی سے پلٹا اور ہونٹ چباتا ہوا اپنے کیبن کی جانب واپس لوٹ گیا۔

"کیوں تم نے اس غریب کا ناطقہ بند کر رکھا ہے؟" جیکب کے جانے کے بعد میں نے کیلاش سے کہا۔ "وہ روپا کے نام سے بھی الرجک ہو گیا ہے۔"

"میرا خیال ہے جیکب اگر ہمارے ہمراہ نہ ہوتا تو ہمارا یہ سفر بڑا غیر دل چسپ اور خشک ثابت ہوتا۔"

"لیکن اسے اتنا زیادہ تنگ بھی نہ کرو کہ وہ خودکشی پر آمادہ ہو کر سمندر میں چھلانگ لگا دے۔"

"ناممکن۔ سمندر کی تہوں میں روپا کے جسم کی موجودگی کا تصور ہی اسے خودکشی کے ارادے سے باز رکھنے کے لیے بہت کافی ہو گا۔"

ہمارے درمیان جیکب کے متعلق دل چسپ گفتگو کا سلسلہ زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکا۔ بحری عقاب کے بوڑھے پرتگالی کپتان اینسلے کے آجانے کی وجہ سے موضوع تبدیل ہوگیا اور ہم اپنے آیندہ سفر کے بارے میں تجربہ کار کپتان سے باتیں کرنے لگے جس نے ہمیں یہ خوش خبری بھی سنائی کہ ہم دو روز بعد ایک نئے ساحل پر لنگر انداز ہوں گے۔

اپیا (APIA) کی بندرگاہ تک کوئی ایسا قابلِ ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جو قلم بند کیا جاسکے البتہ جیکسن کی شخصیت میرے ذہن میں رہ رہ کر کھٹک رہی تھی۔ میرے سفر کے بارے میں وہ یقیناً کسی اہم راز سے واقف تھا لیکن جانے کیوں وہ ان باتوں کو زبان تک لانے سے گریز کر رہا تھا۔

میں نے ایک آدھ بار اسے کریدنے کی کوشش کی لیکن وہ بڑی خوب صورتی سے میری بات ٹال گیا۔ اس نے مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی کہ میرے سفر کے انجام کے بارے میں روحوں نے بھی کوئی یقینی بات نہیں بتائی لیکن میں جیکسن کی اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے کہ اگر وہ میرے سفر کے انجام سے بے خبر ہوتا تو مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش بھی نہ کرتا کہ اس سمندر کے بدترین طوفان بھی مجھے یا میرے ساتھیوں کو بحری سفر کے اختتام تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے لیکن خشکی پر پہنچنے کے بعد کیا ہوگا اور یہ کہ درخشاں مجھے دوبارہ مل سکے گی یا نہیں۔ اس ضمن میں جیکسن نے مکمل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ روحوں نے اسے بھی درخشاں اور میری ملاقات کے سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں بتائی لیکن نہ جانے کیوں مجھے یقین تھا کہ روحوں نے اسے تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے مگر وہ کسی وجہ سے روحوں کی پیش گوئی زبان تک لانے سے کترا رہا تھا۔

مجھے وہ رات آج بھی اچھی طرح یاد ہے جب بحری عقاب کے کپتان نے ہمیں اگلی صبح اپیا کے ساحل پر اترنے کی خوش خبری سنائی تھی۔ وہ لوگ جو دور دراز کے بحری سفر کر چکے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ کھلے سمندر میں اکتا دینے والے حالات کے بعد کسی ساحل یا بندرگاہ کی خوش خبری ان کے لیے کس قدر مسرت کن ہوتی ہے اور خاص طور پر بحرِ جنوبی کے طوفانوں سے مقابلہ کرنے کے بعد خشکی کا تصور کتنا خوش گوار ثابت ہوتا ہے چنانچہ میرے ساتھیوں کو بھی اگلی صبح خشکی پر اترنے کی اطلاع نے خوشیوں سے ہمکنار کر دیا۔

کپتان اینسلے نے ہمیں جو خوش خبری سنائی وہ ہمارے بحری سفر کی آخری خوش خبری تھی۔ کاش! ہمیں علم ہوتا کہ آیندہ ہمیں کس قسم کے ہول ناک اور ناقابلِ یقین حالات سے دوچار ہونا پڑے گا تو کم از کم میں کیلاش اور جیکب کو اپنے ساتھ سفر جاری رکھنے پر کبھی مجبور نہ کرتا، لیکن نہ تو ہمیں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کا اندازہ تھا نہ ہی جیکسن نے ہمیں کوئی بات کھل کر بتائی تھی البتہ جیکب نے یہ مشورہ ضرور دیا تھا کہ ہم اگر اپیا سے بحری سفر ترک کر کے ہوائی راستے سے واپس لوٹ جائیں تو مناسب ہوگا۔ کیلاش نے وجہ دریافت کی تو جیکب کوئی ٹھوس جواب یا معقول دلیل پیش کرنے سے قاصر رہا لیکن اس نے بڑے وثوق سے کہا تھا۔

"میں نہ کوئی پیشہ ور نجومی ہوں نہ کسی پُراسرار علم کا ماہر کہ اپنے مشورے کی کوئی وجہ بتا سکوں لیکن میرا دل یہی گواہی دے رہا ہے کہ اگر ہم نے ایک بار خشکی پر اترنے کے بعد دوبارہ بحری عقاب پر قدم رکھا تو مصیبتیں اور پریشانیاں ہمارا مقدر بن جائیں گی۔"

"تم نے اپنے لیے زندگی کی جو راہ اختیار کی ہے وہ بڑی قابلِ فخر ہے لیکن ابھی تم اس مقام تک نہیں پہنچ سکے جہاں زبان سے نکلنے والی ہر بات یقینی بن جاتی ہے۔" کیلاش نے جیکب پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔ "البتہ میں ایسے بے شمار مذہبی شعبدہ بازوں سے واقف ہوں جو مذہب کے نام پر اور اس کی آڑ لے کر سیدھے سادے لوگوں کو نہ صرف ان کے راستوں سے بھٹکا دیتے ہیں بلکہ الٹی سیدھی باتیں کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں محض اس لیے کہ وہ دوسروں کو اپنی ذات بے صفات سے متاثر کرسکیں۔"

"میں تمھاری اس بات کا برا نہیں مانوں گا اس لیے کہ تم جس قسم کے افراد کا ذکرِ خیر کر رہے ہو ان کی کثیر تعداد ہمارے درمیان موجود ہے اور ایسے ہی رنگے سیار قسم کے مذہبی رہنما لوگوں کی گمراہی کے ذمہ دار بھی ہیں۔" جیکب نے خلافِ توقع بڑے ٹھنڈے انداز میں جواب دیا۔ "میں اس بات کا دعویٰ بھی نہیں کرتا لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہی ثابت ہوگا۔"

"پھر، تم کیا کہنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"ایک سیدھی سادی سی بات جو میرے دل میں تھی میں نے تم لوگوں سے بیان کر دی۔ اسے ماننا یا نہ ماننا تمھارے اختیار میں ہے۔" جیکب نے کہا۔ "میں نے جو مشورہ دیا ہے اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ نہیں ہے۔"

"لیکن ہر مشورے کے پسِ پردہ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔" کیلاش نے جیکب کو چھیڑنے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "چنانچہ تم ہمیں کسی معقول دلیل سے قائل کردو یا پھر اس بات کو تسلیم

...ری ہونے کے باوجود ایک مردہ عورت کے تصور سے خوف زدہ ہو... ہمیں بھی بزدلی پر اکسانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"جمال!" جیکب نے میری طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "...اس احمق مرجن کو میری بات کا مقصد سمجھانے کی کوشش ...تہ ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ اس وقت ہم اگر اس بے مقصد بحث کو ختم ...کر اگر ہم کافی سے لطف اندوز ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔" ...نے بات ختم کرنے کی خاطر مشورہ دیا۔ "سردی کی تندت کو ...کرنے کے لیے بغیر دودھ کی کافی یقیناً ہمارے اعصاب پر خوش گوار ...ڈالے گی۔"

کیلاش نے میرے مشورے کی تائید میں آواز بلند کی تو ...خاموش ہوگیا۔ بات آئی گئی ہوگئی لیکن اگر اس رات ہم ...جیکب کا مشورہ مان لیا ہوتا تو شاید ہمیں ان خونی اور حیرت انگیز ...واقعات سے نجات مل جاتی جن کی بھولی بسری یاد آج بھی میرے ...کے رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔

بہرحال میں جس رات کا ذکر کر رہا ہوں اسی رات جیکسن ...نصف شب گزر جانے کے بعد میرے کیبن کے دروازے پر ...دی تھی۔ میں غنودگی کی حالت سے دوچار تھا۔ دستک کی آواز ...سن کر میں نے یہی سوچا کہ شاید وہ جیکب ہوگا جو اکیلے میں مجھے ...ایک بار پھر اپنے مشورے سے نوازنے کے لیے آیا ہوگا۔ مجھے جیکب ...کی سادگی پر رحم بھی آیا اور غصہ بھی، جو بات وہ اتنی رات گئے ...مجھ سے کرنا چاہتا تھا وہ صبح بھی اکیلے میں ہوسکتی تھی چنانچہ ...میں نے دستک کی آواز کو نظر انداز کر دیا مگر جب تھوڑے تھوڑے ...وقفے سے دستک کی آواز بلند ہوتی رہی تو میں اٹھنے پر مجبور ہوگیا۔

سابقہ تجربوں کی بنا پر میں نے احتیاطاً اپنا آتشی کھلونا ...تکیے کے نیچے سے نکال کر جیب میں ڈالا اور اٹھ کر دروازہ ...کھول دیا۔ میرے سامنے جیکب کے بجائے جیکسن موجود تھا۔

"تم!" میں نے جیکسن کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔

"مجھے افسوس ہے میرے محترم کہ میں نے اتنی رات گئے ...آپ کو نیند سے بیدار کیا لیکن......"

"اندر آجاؤ۔" میں نے بے پروائی سے بات کاٹتے ہوئے ...کہا پھر جیکسن کے کیبن میں آجانے کے بعد دروازہ بند کر لیا اور ...خاموشی سے بستر پر نیم دراز ہوکر اسے وضاحت طلب نظروں سے ...گھورتے ہوئے بولا۔ "اب کہو، تم نے اتنی رات گئے کیسے زحمت کی؟"

"کل صبح ہمارا جہاز اپیا کے ساحل پر لنگر انداز ہوگا۔" جیکسن نے دبی زبان میں کہا۔

"یہ اطلاع ہمیں کپتان اینسلے سے مل چکی ہے۔" میں نے

سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو آپ شاید ابھی تک مجھ سے کچھ خفا ہیں۔" جیکسن بولا۔ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کسی موقعے پر بھی دیدہ و دانستہ کوئی حرکت ایسی نہیں کی جو آپ کی خفگی کا سبب بن سکتی۔"

"کیا تم نے اس وقت محض یہی بات کہنے کی خاطر مجھے نیند سے بیدار کیا ہے؟"

"میں ایک بار پھر معافی کا خواست گار ہوں لیکن..."

"جیکسن!" میں نے تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم اپنا اور میرا وقت ضائع کرنے کے بجائے محض کر دو ٹوک وہ بات بیان کردو جو تمھیں اتنی رات گئے میرے کیبن تک لے آئی ہے؟"

جیکسن نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، ایک لمحے خاموش رہا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"ہوسکتا ہے کہ آپ کو میرا مشورہ عجیب لگے لیکن اس کے باوجود میں آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ اگر آپ مسٹر کیلاش اور فادر جیکب کو اپنے ساتھ سے علیحدہ کردیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونکتے ہوئے کہا۔ "یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"میرا مقصد وہ نہیں جو آپ سمجھ رہے ہیں۔" جیکسن نے جلدی سے اپنا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آپ کے لیے تنہا سفر کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔"

"بہت خوب۔" میں نے جیکسن کے چہرے کے تاثرات کو بغور محسوس کرتے ہوئے جواب دیا۔ "گویا تم اب روحوں کی آڑ لے کر مجھے کوئی نئی کہانی سنانے کی غرض سے آئے ہو۔"

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں وقت سے پہلے ظاہر نہیں

کیا جا سکتا۔" جیکسن ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ خلاف توقع وہ اس وقت کچھ الجھا الجھا اور پریشان سا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ تم میرے سفر کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور ہو؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کل کیا ہونے والا ہے اس کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں مگر احتیاط ہر صورت میں لازم ہے۔"

"درخشاں کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟" میں نے ٹھوس آواز میں سوال کیا۔

"آپ نے اسی کی آخری خواہش کے احترام میں یہ سفر اختیار کیا ہے۔ روحوں نے مجھے یہی بتایا ہے۔"

"درخشاں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ہم اسی دنیا میں ایک بار پھر ایک دوسرے سے ملیں گے۔" میں نے تیزی سے پوچھا۔ "اس سلسلے میں روحوں نے تمہیں کیا جواب دیا ہے؟"

"قسمت کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم اپنے اپنے عقیدوں کے غلام ہیں۔" جیکسن نے گول مول جواب دیا تو میں جھلا گیا۔

"تم مجھے الجھانے کی کوشش کر رہے ہو۔" میں تلملا کر بولا۔

"کچھ مرحلے ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں ضد بحث مناسب نہیں ہوتی۔" جیکسن نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "میں نہایت خلوصِ نیت سے آپ کو یہ مشورہ دینے آیا ہوں کہ اگر آپ تنہا سفر جاری رکھیں تو حالات آپ کے حق میں بہتر ہوں گے۔"

"میں شکر گزار ہوں مسٹر جیکسن کہ تم نے لاسا کے سلسلے میں میری مدد کی تھی لیکن مجھے افسوس ہے کہ وجہ معلوم کیے بغیر میں اپنے بہترین دوستوں کو اس سفر میں خود سے جدا نہیں کر سکتا۔"

"کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے؟"

"ہاں۔"

"کاش میں آپ کو اس فیصلے سے باز رکھ سکتا۔" جیکسن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر وہ جانے کے ارادے سے پلٹا تو میں بستر سے اچھل کر اس کی راہ میں دیوار بن گیا۔

"مسٹر جیکسن! تمہیں اپنی زبان کھولنا پڑے گی۔" میں نے خشک لہجے میں اسے باور کرانے کی کوشش کی۔ "یہ مت بھولو کہ میں نے بحری عقاب اور اس کے عملے کی خدمات کو ایک معینہ مدت تک کے لیے حاصل کر رکھا ہے۔"

جواب میں جیکسن نے مجھے قہر آلود نگاہوں سے گھورا، میری بات سن کر ایک ثانیے کو وہ اپنے آپے سے باہر ہو گیا۔ اس کی نظروں میں شعلے بھڑک اٹھے لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔

نرم آواز میں بولا۔

"صرف دو روز اور انتظار کر لیجیے میرے محترم۔ اس کے بعد آپ کو بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تو جیکسن نے مجھ سے ہاتھ ملانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ظاہر کی۔ یہ گویا اس بات کا اظہار تھا کہ وہ اپنے وعدے پر قائم رہے گا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کیبن کا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

جیکسن کے جانے کے بعد میں دوبارہ اپنے بستر پر آ گیا۔ خوشی تھی کہ میں اپنے ارادے میں ناکام نہیں ہوا۔ آخر کار میری حکمت عملی اور ایک ذرا سی ترش روئی نے جیکسن کو میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے اپنی زبان پر جو قفل ڈال رکھے تھے وہ دو روز بعد کھلنے والے تھے اور پھر مجھے قوی امید تھی کہ وہ تمام راز جو میرے سفر سے متعلق اس کے سینے میں دفن تھے باہر آ جائیں گے۔ میں جیکسن کے کیبن میں روحوں کے کرشمے دیکھ چکا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ روحیں میرے سفر میں آئندہ پیش آنے والے ایک ایک لمحے سے واقف ہوں گی اور صرف دو روز بعد وہ تمام باتیں میرے علم میں بھی آ جائیں گی۔

بڑی دیر تک میں بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا پھر خمار آہستہ آہستہ میرے اوپر غالب آنے لگا۔ میری سوچیں بتدریج گھپ اندھیروں میں گم ہونے لگیں، شعوری طور پر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا اور تب کسی کے مانوس قدموں کی آہٹ نے میرے لاشعور کے دروازوں پر دستک دینا شروع کی۔ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس انسانی ہیولے کو دیکھنے لگا جو فضا میں پرواز کرتا میرے نزدیک آ رہا تھا۔ میں پلکیں جھپکائے بغیر اسے تکتا رہا پھر میرے دل کی دھڑکنیں یک لخت تیز ہو گئیں۔

درخشاں شب خوابی کے ہلکے آسمانی رنگ کے لباس میں سراپا قیامت بنی میری نگاہوں کے سامنے موجود تھی۔ پلکوں پر جادو جگاتی، ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھیرے اور خوابیدہ نگاہوں میں دنیا جہان کا سحر سمیٹے وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آ رہی تھی۔ وہ یقیناً میری کاجل، میری درخشاں، میری زندگی تھی جو مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی مجھے حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میری نگاہیں دھوکا نہیں کھا سکتی تھیں۔ میں اپنی درخشاں کو دنیا کی تمام حسیناؤں کے ہجوم میں بھی آسانی سے شناخت کر سکتا تھا۔ اس کی ایک ایک ادا میرے ذہن پر نقش تھی۔ اس کی گفتگو کا بانکپن، اس کے چلنے کا قیامت انداز، اس کے لباس کی حریری سرسراہٹ اور اس کے دل

ہم کے ایک ایک رنگ سے پھوٹنے والی خوشبو جو میری سانسوں میں آج بھی رچی بسی تھی۔

میں نے درخشاں کے استقبال کے لیے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی۔ میرے تنفس کی رفتار ڈانواڈول ہو رہی تھی۔ درخشاں کو اتنے قریب پا کر میرے ذہن پر نشے کی کیفیتیں طاری ہو رہی تھیں۔ میں نے اسے سرگوشی میں آواز دی۔

"درخشاں! یہ تم ہو؟"

"ہاں جمال۔ میں تمہاری درخشاں ہوں۔"

"تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھیں؟"

"یہاں۔ اس کیبن میں میرا دم گھٹ رہا ہے۔ آؤ باہر کھلی فضا میں چلتے ہیں۔"

درخشاں نے حکم دیا تو میں خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ بے اختیار آگے بڑھوں اور اس کے خوب صورت وجود کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لوں، تشنگی کی شدتوں کو جی بھر کر سیراب کر لوں لیکن نہ جانے وہ کون سی پراسرار قوت تھی جو مجھے میرے ارادوں کی تکمیل سے روک رہی تھی۔

عرشے پر پہنچ کر درخشاں نے سکون کا ایک طویل سانس لیا، سرد ہواؤں کے جھونکے میرے بدن سے ٹکرائے تو مجھے جھرجھری آ گئی، رات کے گھپ اندھیرے میں سمندر کی لہروں کی پرشور آواز اور ہواؤں کی سرسراہٹ نے مل جل کر ماحول کو بے حد پراسرار اور ڈراؤنا بنا دیا تھا لیکن میں ہر شے سے بے نیاز ہو کر اپنی درخشاں کو ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔

"جمال۔ تمہیں ان گھپ اندھیروں اور تاریکیوں میں خوف تو نہیں محسوس ہو رہا۔" درخشاں نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

"تمہارا قرب مجھے ہر احساس سے بے نیاز کر دیتا ہے میری زندگی لیکن یہ اندھیرے....."

"یہ اندھیرے عارضی ہیں جمال، ان کے عقب سے بہت جلد نور کی کرنیں پھوٹیں گی۔"

"تمہاری جدائی کا احساس میرے لیے ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے۔" میں نے اپنی کیفیت بیان کی تو درخشاں ایک لمحے کو مضطرب ہو گئی۔ اس کی نیلگوں آنکھوں میں نمی ابھر آئی پھر وہ بڑے پیار سے بولی۔

"مجھے تمہاری تڑپ کا اندازہ ہے میرے رفیق ہمسفر جدائی کے یہ لمحے بھی دیرپا نہیں ثابت ہوں گے۔"

"درخشاں۔ تم نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ہم بہت جلد اسی دنیا میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔"

"لگن سچی ہو تو جذبے کبھی فنا نہیں ہوتے۔" اس نے ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ بکھیر کر کہا۔ "میں نے تم سے غلط نہیں کہا تھا، ہم بہت جلد ایک دوسرے سے ملنے والے ہیں لیکن۔"

درخشاں کچھ کہتے کہتے اچانک اداس ہو گئی تو میں نے تڑپ کر پوچھا۔

"تم خاموش کیوں ہو گئیں میری زندگی۔ کیا تمہیں ہمارے ملاپ پر کوئی شبہ ہے؟"

"شبہ نہیں جمال۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم دوسروں کے کہے میں آ کر میرا خیال اپنے دل سے نہ نکال دو۔"

"ایسا ناممکن ہے درخشاں۔" میں نے درخشاں کے لہجے میں حسرت و یاس کی آمیزش محسوس کی تو جلدی سے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں اپنے جمال پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔"

"تم۔ تم اس طویل سفر سے اکتا تو نہیں جاؤ گے؟"

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تمہاری خاطر تو میں زندگی کے دوسرے کنارے تک سفر کرنے کو تیار ہوں۔"

"سچ جمال؟"

"حکم دے کر آزما لو۔ تمھارے ایک اشارے پر میں سمندر میں بھی چھلانگ لگا سکتا ہوں۔" میں جذباتی بن گیا۔

"نہیں۔ خدا کے لیے ایسا مت کرنا۔" درخشاں کی آواز میرے ذہن سے ٹکرائی۔ "اگر تم نہ رہے تو میرے خواب بھی ادھورے رہ جائیں گے، تمھیں پانے کی خاطر میں نے وقت سے جو لمحے مستعار لیے ہیں وہ رائیگاں چلے گئے تو میری روح تاقیامت تمھاری تلاش میں بھٹکتی رہے گی۔"

"درخشاں۔" میں تیزی سے بولا۔ "ایسی مایوسی کی باتیں مت کرو ورنہ میرے حوصلے بھی ٹوٹ جائیں گے۔"

"جمال۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اپنا سفر ترک نہیں کرو گے۔ اس وقت تک جب تک ہم ایک دوسرے کو دوبارہ نہ پالیں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔" میں نے بڑے خلوص سے کہا۔ "دنیا کی کوئی قوت مجھے تمھاری راہ سے بھٹکا نہیں سکے گی۔"

میرا جواب سن کر درخشاں کے چہرے پر چھائی مایوسی چھٹ گئی۔ اس کی پلکوں پر امیدوں کے سیکڑوں چراغ روشن ہو گئے۔ اس کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹیں رقص کرنے لگیں، وہ مجسم قیامت بن گئی اور تب میں خود پر قابو نہ پاسکا۔ درخشاں کے حسین وجود کو اپنی بے قرار باہنوں میں سمیٹنے کے ارادے سے تیزی سے لپکا تو تکلیف سے میرے منہ سے کراہ نکل گئی۔

میں نے آنکھیں ملتے ہوئے ماحول پر غور کیا تو سرد ہواؤں کے باوجود میری پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے۔ اس وقت میں اپنے کیبن کے بجائے عرشے پر کھڑا تھا اور جس شے سے میرا سر ٹکرایا تھا وہ درخشاں کا حسین و گداز جسم نہیں بلکہ ریلنگ کا آہنی ستون تھا۔

خوف کی ایک لہر میرے وجود سے ٹکرائی تو میں سر تا پا لرز اٹھا۔ جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ محض ایک خواب تھا، ایک بھیانک خواب جو آہنی ستون کے درمیان میں آجانے سے ٹوٹ گیا تھا ورنہ اس خواب کی تعبیر میری موت بھی ہو سکتی تھی۔

☘

بحری عقاب کے عملے نے خشکی پر قدم رکھا تو ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے ـــ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انھیں موت کے منہ میں جاتے جاتے اچانک زندگی مل گئی ہو۔ میں نے جہاز کے انجینئر باسٹن سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے بڑی سنجیدگی سے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔

"لاساکی پُراسرار موت کے بعد خشکی پر زندہ سلامت قدم رکھنا ہمارے لیے بے حد نیک شگون ہے۔"

باسٹن کا جواب مجھے کچھ عجیب مضحکہ خیز لگا۔ عملے کے دیگر لوگ اتنے پڑھے لکھے یا قابل نہیں تھے اس لیے اگر وہ کسی فرسودہ عقیدے کے شکار ہوتے تو اور بات تھی لیکن باسٹن کو ضعیف الاعتقاد محسوس کر کے مجھے حیرت ہوئی تھی۔ بظاہر وہ نہایت سلجھے ہوئے ذہن کا مالک لگتا تھا۔ سفر کے دوران ہمارا بار بار ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہوا لیکن ہر بار باسٹن خاموشی سے نظریں جھکا کر گزر جاتا۔ نہ ہم نے کبھی اس سے گفتگو کی ضرورت محسوس کی نہ اس نے کبھی ہم سے قریب ہونے کی خاطر بلاوجہ بات کرنا چاہی۔ نارمن کی موت کے موقع پر جیکسن نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے باسٹن کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن اس وقت بھی ہم نے باسٹن کو کریدنے کی زحمت نہیں مول لی تھی۔ غرضیکہ میرا ذاتی نظریہ اس انجینئر کے بارے میں یہی تھا کہ وہ محنتی، جفاکش، کم سخن اور اپنے کام سے کام رکھنے والا ایک بردبار اور نہایت سنجیدہ شخص ہے ـــ لیکن عملے کی خوشی کے سلسلے میں اس نے میرے سرسری سوال کا جو ٹھوس اور سنجیدہ جواب دیا وہ میرے لیے باعث حیرت ہی ثابت ہوا۔

"مسٹر باسٹن ـــ" میں نے اس کی شخصیت کو مزید کریدنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا آپ جیسا ہوشیار اور عقلمند انجینئر بھی جو بحری عقاب جیسے قوی ہیکل جہاز کے مشینی کل پرزوں کے بارے میں مکمل واقفیت اور پوری مہارت رکھتا ہے۔ ایسی باتوں پر یقین کر سکتا ہے جن کی کوئی توجیہہ ممکن نہ ہو؟"

"ہر وہ بات جو عقلِ سلیم سے بالاتر ہو انسان کے لیے پریشان کن ثابت ہوتی ہے۔"

"لاسا کی موت کے بارے میں آپ نے کیا نظریہ قائم کیا ہے؟"

"میں اپنے ساتھیوں سے الگ تو نہیں ـــ" باسٹن نے نہایت سنجیدگی سے ایک عجیب منطق پیش کرتے ہوئے کہا۔ "ہم جب اپنے گھروں سے دور دراز سفر پر روانہ ہونے کے لیے جہازوں پر سوار ہوتے ہیں تو ہمیں اپنی واپسی کا زیادہ یقین نہیں ہوتا اور اسی لیے ہم جتنا عرصہ ایک ساتھ رہتے ہیں ایک خاندان اور ایک قبیلے کی صورت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہماری سوچیں بھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتیں۔"

"گویا آپ کا بھی یہی خیال ہے کہ لاسا کی موت ...."

"اس تذکرے کو اب ختم کر دیجیے مسٹر جمال۔" باسٹن نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "مسٹر ایسٹلے نے جس خوبصورتی سے اس حادثے کو ذہنوں سے مٹانے کے لیے ایک مدلل جواز پیش کیا تھا میں اس سے بخوبی واقف ہوں، لیکن یہی بات اگر عملے کے دیگر کارکنوں کے علم میں بھی آگئی تو وہ کسی قیمت پر دوبارہ بحری عقاب پر قدم رکھنے پر آمادہ نہیں ہوں گے۔"

"بہت خوب ـــ" میں نے باسٹن کی بات سن کر اس پر گہرا طنز کیا۔ "یہ اطلاع بھی میرے لیے خاصی دلچسپ اور اہم ہے کہ خاص طور پر لاسا کی پُراسرار موت کے سلسلے میں اصل راز معلوم ہونے کے باوجود آپ نے اپنے خاندان یا قبیلے کے دوسرے افراد کو آگاہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔"

"موت کا بھیانک تصور زندگی کی بے پناہ مسرتوں سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے باسٹن کے چہرے پر اچانک ابھرنے والے متضاد تاثرات کو بطور خاص محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا لاسا کی موت کے اصل راز کے انکشاف پر آپ کو اپنی موت کا بھی خطرہ تھا؟"

"میرا یہی مطلب ہے ـــ"

"لیکن ..."

"میرا خیال ہے آپ جیکسن کے قریب رہتے رہتے اسے بخوبی سمجھ چکے ہوں گے۔" باسٹن نے ناخوشگوار انداز میں اپنا نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے قدرے دبی زبان میں جواب دیا۔ "جیکسن سے ملاقات ہونے سے قبل میرا ذاتی نظریہ بھی صرف یہی تھا کہ موت اور زندگی کا اختیار صرف اسی کو ہے جو جسم میں روح داخل کرنے کی قوت رکھتا ہو لیکن جیکسن کی پُراسرار اور ناقابلِ یقین قوتوں کو دیکھنے اور محسوس کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے تبدیل کرنا پڑ گئی۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا میرے دوست کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" میں نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

"فی الحال میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر جیکسن نے لاسا کے سلسلے میں مجھے زبان بند رکھنے کی تاکید کر دی تھی اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے اس کے حکم کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو میرا انجام لاسا کے مقابلے میں زیادہ بھیانک اور پُراسرار ہوگا۔"

"میرا بھی یہی اندازہ ہے مسٹر باسٹن کہ جیکسن نے جو روحوں کو طلب کرنے کا علم جانتا ہے۔ عملے کے بیشتر افراد پر اپنی شخصیت کی دہشت بٹھا رکھی ہے۔"

"اور میرا خیال ہے کہ نارمن اور پھر اس کے بعد اڈگر کی موت نے آپ کے اندازے کی تصدیق بھی کر دی ہوگی۔" باسٹن ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کی بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن کپتان ایسٹلے کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گے؟ میرا مقصد ہے کہ میں نے جب بھی اسے جیکسن کے سلسلے میں ٹٹولنے کی کوشش کی یا اس کی ذاتی رائے دریافت کرنا چاہی۔ اس نے ہمیشہ ناگواری ہی کا اظہار کیا۔" میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا ان حالات کے باوجود کپتان ایسٹلے کی زندگی آپ کے لیے حیرت انگیز نہیں جبکہ آپ جیکسن کو زیادہ قوت کا مالک سمجھتے ہیں؟ کیا اب آپ یہ کہیں گے کہ جیکسن نے محض اس لیے کپتان کو ڈھیل دے رکھی ہے کہ اس کے بغیر بحری عقاب کی گردش تھم جائے گی؟"

"مجھے افسوس ہے مسٹر جمال کہ میں جیکسن کے سلسلے میں آپ کے ساتھ مزید کوئی گفتگو نہیں کر سکتا۔" باسٹن اپنا جملہ مکمل کر کے تیزی سے جانے کے لیے پلٹا پھر ایک جھٹکے سے رکا اور دوبارہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے بولا۔ "میں درخواست کروں گا کہ اس وقت میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کا علم کسی تیسرے شخص کو نہیں ہونا چاہیے۔"

"تمھارا اشارہ غالباً...."

"میں درخواست کرتا ہوں جناب۔" باسٹن ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "مجھے اپنی بیوی اور اپنی معصوم بیٹی سے بے پناہ پیار ہے، مارتھا نے میری محبت میں اپنے والدین اور گھر بار کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا ہے۔ میرے علاوہ مارتھا اور میری معصوم بیٹی مارگریٹ کا کوئی اور سہارا نہیں ہے۔"

باسٹن کی عاجزی اور اس کے چہرے پر نظر آنے والے رحم طلب تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کس حد تک جیکسن سے خائف ہے چنانچہ میں نے اسے مایوس نہیں کیا وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم یقین رکھو باسٹن ـــ میں جیکسن سے اس ملاقات کا کوئی ذکر نہیں کروں گا۔"

"شکریہ میرے محسن ـــ" باسٹن کی آنکھوں میں زندگی واپس لوٹ آئی۔ میرا شکریہ ادا کرنے کے بعد وہ تیزی سے قدم بڑھاتا اس ہجوم میں جا کر گم ہو گیا جو خشکی پر آباد لوگوں نے بحری عقاب

کو ننگرانداز دیکھ کر ساحل پر لنگار رکھا تھا۔

میں ابھی باسٹن کی باتوں کی روشنی میں جیکسن کی پُراسرار شخصیت کو پرکھنے کی خاطر ذہنی جمناسٹک کر رہا تھا کہ کیلاش نے میرے قریب آتے ہوئے کہا۔

"بھگوان کے لیے جمال ـــ تم اس بھوندو کو سمجھانے کی کوشش کرو۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اسی کند ذہن اور بدھو پادری کی جس نے خود کو اپنے کیبن میں اندر سے مقفل کر رکھا ہے اور باوجود میرے بے حد سمجھانے کے اسی بات پر اڑا ہوا ہے کہ وہ کسی قیمت پر خشکی پر قدم نہیں رکھے گا ـــ ابھی تک وہ اسی وہم میں مبتلا ہے کہ اگر اس نے خشکی پر قدم رکھنے کے بعد دوبارہ بحری سفر اختیار کیا تو بربادیاں اور تباہیاں اس کا مقدر بن جائیں گی۔"

"جیکب کے دماغ میں پیدا ہونے والا یہ خلل نہ صرف یہ کہ اس کی سادہ لوحی اور شرافت کی دلیل ہے بلکہ اس میں تمھاری شرارتوں کو خاصا دخل ہے ـ" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک میں اسے پریشان نہ کروں میرا کھانا ہضم نہیں ہوتا لیکن تمھیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ وہ رفتہ رفتہ بزدلی اور رواہموں کا شکار ہوتا جا رہا ہے ـــ"

"اس میں بھی تمھاری ذات کا دخل ہے۔" میں نے جیکب کی طرف داری کرتے ہوئے کہا۔ "تم جانتے ہو کہ وہ بے حد خاندانی قسم کا پادری واقع ہوا ہے اور کسی ایسی بات کو پسند نہیں کرتا جو اسے اس کے عقیدے سے بھٹکا دے۔"

"مجھے بھی اس کی ان تمام کمزوریوں کا علم ہے لیکن میں نے اس احمق کو کبھی اس کے مذہب سے بغاوت کرنے پر نہیں اکسایا۔"

"تم اپنی جگہ درست ہو لیکن جیکب جو کچھ محسوس کر رہا ہے وہ بھی غلط نہیں۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"تم اس بات سے بخوبی واقف ہو کہ جیکب کو سلویا سے کتنا پیار تھا۔" میں نے کیلاش کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "سلویا اب اس دنیا میں نہیں ہے ـــ جیکب اپنی زندگی کے اس دور سے گزر رہا ہے۔ جہاں ہر فرد کو ایک حسین سہارے کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے لیکن جیکب نے آج بھی سلویا کو اپنے ذہن میں اس طرح بسا رکھا ہے جیسے وہ مری نہ ہو، زندہ ہو ـــ اور اس تصور کو شعوری طور پر بھی زندہ رکھنے کے لیے وہ کسی اور خوبصورت یا نوجوان عورت کا قرب تو کیا اس کا ذکر بھی پسند نہیں کرتا لیکن تم نے روپا کے سلسلے میں بار بار تو تذکرے اور شرارتیں جیکب کے ساتھ کی ہیں۔ اس نے غریب پادری کو لاشعوری طور پر خوفزدہ کر دیا۔"

"آئی سی ـــ" کیلاش نے کہا۔ "اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے باقاعدگی سے اس کا علاج کرنا پڑے گا۔"

"کیا تم یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟"

"اتنی ہی سنجیدگی سے جتنی سنجیدگی سے اب میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ جیکب کے لیے فوری طور پر ایک خوبصورت اور حسین ساتھی کی ضرورت بڑی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔"

"خدا کے لیے کیلاش ـــ" میں تیزی سے بولا۔ "اس سلسلے میں اپنی زبان فی الحال بند ہی رکھنا ورنہ جیکب اگر ایک بار بدک گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے ہمارے ساتھ سفر جاری رکھنے پر آمادہ نہیں کر سکے گی۔"

کیلاش کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی ہاتھوں میں تازے ناریل لیے ہمارے قریب آگئی۔ کیلاش ناریل خریدنے کی خاطر لڑکی سے باتوں میں مصروف ہوا تو میں جیکب کو سمجھانے کی خاطر دوبارہ بحری عقاب کو سمت روانہ ہو گیا۔

جیکب کو خشکی پر لانے کی خاطر مجھے کچھ پاپڑ ضرور بیلنے پڑے۔ وہ اپنے واہمے پر اڑا ہوا تھا۔ بار بار یہی رٹ لگا رہا تھا کہ اگر اس نے جہاز سے اتر کر خشکی پر قدم رکھا تو آنے والے حالات اس کے حق میں بے حد اذیت ناک ثابت ہوں گے۔ میں نے اسے راہِ راست پر لانے کی خاطر مختلف دلیلیں پیش کیں لیکن وہ نہ مانا۔ مگر جب میں نے مذہب کو درمیان میں لا کر اسے باور کرایا کہ خدا کی مرضی کے بغیر کوئی حقیر تنکا بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تو وہ بادلِ ناخواستہ میری بات مان گیا اور کیبن کھول کر شرمندہ شرمندہ سا نیچے اتر آیا۔ مجھے جیکب کی سادگی اور معصومیت پر اس وقت بے حد ترس آ رہا تھا۔ دنیا داری میں الجھ کر وہ اپنے مسلک سے اکثر بھٹک جاتا تھا لیکن مذہب کے نام پر وہ اپنی جان بھی بے دریغ قربان کر سکتا تھا۔

میری اس داستان کے شیرازوں کو منتشر ہوئے ایک طویل مدت گزر چکی لیکن بیتی باتوں کا احساس جب پوری شدت سے ماضی کی بھولی بسری یادوں کو ہوا دیتا ہے تو میں آج بھی تڑپ اٹھتا ہوں، انسان غلطیوں کا پتلا ہے، خود کو زندہ رکھنے کی خاطر اس نے نہ جانے کیا کیا حیلے اور بہانے بنا رکھے ہیں۔ اپنی من مانی کرنے کی خاطر موقع و محل کے اعتبار سے نئی نئی منطقیں تلاش کر لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ گناہ و ثواب کی راہوں میں یہ جب چاہتا ہے اپنے نفس کی خواہشات کے پیشِ نظر نت نئی تاویلیں تراش لیتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ قدموں کی ایک

...ی جنبش اور لڑکھڑاہٹ اس کے تمام کیے کرائے پر پانی پھیر ...تی ہے۔ وہ آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں کی جانب منہ ...ل گرتا ہے اور پھر ایک خلش تمام زندگی اس کے وجود کو ...کے لگاتی رہتی ہے۔

میرے ساتھ بھی قدرت نے یہی مذاق کیا۔ میں نے خود ...بہلانے کی خاطر اور ایک روح کی آخری خواہش کی تکمیل کی خاطر ...پنے بے گناہ اور معصوم دوستوں کو بھی اپنا ہم سفر بنا لیا تھا۔ وہ ...ری خودغرضی تھی جس کا احساس آج بھی مجھے ملامت کرتا ...تا ہے، وقت اور حالات کے بدلتے دھاروں نے بارہا مجھے ...ہہ کہ جو سفر میں نے اختیار کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ مخدوش ہے ...خطرناک بھی ہے۔ طوفانوں نے متعدد بار مجھے واپسی کا راستہ ...یار کرنے کی تلقین کی۔ مگر بربادیاں میرا مقدر بن چکی تھیں۔ ...بھلا ان حالات اور حادثات سے کیسے فرار حاصل کر سکتا تھا ...میرے نصیب میں رقم کی جا چکی تھیں۔

کہتے ہیں کہ جب انسان کسی بڑی مشکل میں الجھنے والا ہوتا ...تو واقعات اور ساعتیں وقفے وقفے سے اس کی نشاندہی کرتی ...تی ہیں۔ اکثر اس کی اپنی چھٹی حس بھی جاگ اٹھتی ہے اور کوئی بات ...ت بے ارادہ اس کی زبان سے ایسی نکل جاتی ہے جس کے ...ے وہ کوئی جواز نہیں پیش کر سکتا لیکن اس کی بات اپنی جگہ پتھر ...لکیر ثابت ہوتی ہے۔

جیکب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ خدا کا وہ نیک اور معصوم ...روح آج اس دنیا میں نہیں لیکن اس کی یاد آج بھی زندہ ہے۔ ...ے سفر کے دوران قدرت نے اس فرشتہ خصلت انسان ...بانی میرا نوشتۂ تقدیر مجھے سنوانے کی کوشش کی مگر ہم شاید ...ندھے اور بہرے ہو گئے تھے کہ ہم نے جیکب کی کسی بات پر دھیان ...نہ دیا اور ہر بار مذہب کی آڑ لے کر اس غریب کو بھی خاموش ...رہنے پر مجبور کر دیا لیکن آج جب میں پلٹ کر پیچھے دیکھتا ...ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جیکب کی روح دبے ...پاؤں میرا تعاقب کر رہی ہے۔ مجھے ملامت کر رہی ہے مگر اب ...ان باتوں کو یاد کرنے سے بھلا کیا حاصل، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔

غرضیکہ میں جیکب کو اپنے ساتھ جہاز سے نیچے خشکی پر لانے ...میں کامیاب ہو گیا۔ جہاں جزیرے کے لوگوں نے جہاز کی آمد پر ...حسبِ معمول میلہ سا لگا دیا تھا۔ جہاز کے عملے کے افراد اپنی ضرورتوں ...کے پیشِ نظر خرید و فروخت میں لگے ہوئے تھے اور جزیرے کی ...خوش رنگ اور حسین لڑکیوں کے ساتھ ہنس بول کر اپنے سفر ...کی تھکان دور کرنے میں مصروف تھے۔ کیلاش ایک بردبار انسان ...اور ماہر سرجن ہونے کے باوجود بالکل بچہ بنا ہوا تھا۔ ابھی تک

وہ اسی ناریل فروخت کرنے والی لڑکی کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ جس کے ساتھ چھوڑ کر میں جیکب کو لینے جہاز پر گیا تھا۔ اس نے تنکوں والی ایک عجیب سی بے ہنگم ہیٹ اپنے سر پر جما رکھی تھی اور ہنس ہنس کر لڑکی سے باتیں کر رہا تھا۔ میں یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا کہ اس اجنبی لڑکی نے کیلاش کو بہت زیادہ متاثر کر لیا ہے۔ بہت تھوڑے وقت میں وہ ایک دوسرے سے خاصے بے تکلف ہو گئے تھے۔ میں جیکب کے ساتھ قریب گیا تو کیلاش نے مجھے دیکھ کر لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ٹوکیلا ـــ جزیرے پر اپنے بوڑھے اور اپاہج باپ کے ساتھ رہتی ہے۔"

"خوبصورت نام ہے ـــ ٹوکیلا!" میں نے یوں ہی کہہ دیا۔

جیکب بدستور سنجیدہ سنجیدہ سا نظر آ رہا تھا۔ کیلاش جس نے کتابوں کے ذریعے دورانِ سفر مختلف علاقوں کی مختلف زبانوں کے بہت سارے الفاظ یاد کر لیے تھے۔ جیکب کو چھیڑنے کی خاطر بطورِ خاص لڑکی سے اس کا تعارف کراتے ہوئے بولا۔

"یہ ہمارا نوجوان مذہبی باپ ہے ـــ فادر جیکب۔"

"میگوواکی ـــ" لڑکی نے اپنی زبان میں غالباً جیکب کو باور کرانے کی کوشش کی تھی وہ اس سے مل کر خوش ہوئی ہے۔ جس انداز میں وہ جیکب کو مخاطب کرتے وقت گھٹنے توڑ کر جھکی تھی اس سے بھی یہی ظاہر ہوا تھا کہ وہ ایک مذہبی شخص کا احترام خود پر لازم سمجھتی ہے۔

جواب میں جیکب نے بھی اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی پھر مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔ "میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو ٹوکیلا نے سرجن کیلاش کو وہ انجکشن لگا دیا ہے جو اچھے بھلے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟" میں نے تعجب سے وضاحت چاہی تو جیکب نے دبی زبان میں کہا۔

"اس کے سر پر تنکوں والی ہیٹ دیکھ رہے ہو جس نے اس کی شخصیت کو بے حد مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔"

"لیکن۔۔۔۔"

"ایسا صرف اسی حالت میں ہوتا ہے جب انسان اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے۔" جیکب نے میری بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر قدرے توقف سے بولا۔ "کیا تم دوسرے لوگوں کو نہیں دیکھ رہے جو بار بار کنکھیوں سے ٹوکیلا اور کیلاش کی طرف یوں دیکھ رہے ہیں جیسے انھیں اس بات پر خوشی ہو کہ ان کے قبیلے کی ایک خوبصورت اور حسین لڑکی ایک موٹے تازے سیاح کو بطور شکار اپنے جال میں پھانسنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔"

" اتنی تنگ نظری کی باتیں مت کرو۔" میں نے جیکب کو مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" دوردراز کے سفر اور پکنک کے موقعوں پر ایک دوسرے سے گھل مل جانا یا دوسروں کے طور طریقے وقتی طور پر اپنا لینا محض تفریح طبع کے لیے ایک بہانہ ہوتا ہے۔ اور تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ لیبیا کے ساحل پر ہمارا قیام بڑا مختصر ہے۔ رات کی سیاہی پھیلتے ہی ہم دوبارہ جہاز پر واپس چلے جائیں گے اور پھر کپتان ایسٹلے کے کہنے کے مطابق رات کے پچھلے حصے میں ہمارا سفر دوبارہ شروع ہو جائے گا۔"

" تم خواہ کچھ بھی کہو لیکن میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ سرجن کیلاش جو دوسروں کا علاج کرنے میں مہارت رکھتا ہے آج خود ایک لاعلاج مرض کا شکار ہو گیا ہے ۔"

کیلاش لوکیلا سے باتوں میں مصروف تھا اس لیے غالباً وہ جیکب کی باتیں نہیں سن سکا۔ میں نے لوکیلا کی شخصیت میں کیلاش کی دلچسپی کا اندازہ لگایا تو وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا۔ جیکب کے ساتھ قدم بڑھاتا ہوا آگے نکل گیا۔

سمندر کے بیچوں بیچ وہ جزیرہ ہر چند کے رقبے اور آبادی کے اعتبار سے بہت زیادہ وسیع نہیں تھا لیکن وہاں بسنے والوں نے اپنے سلیقے سے اسے سیاحوں کے لیے بے حد پرکشش بنا دیا تھا۔ میں جیکب کے ساتھ ٹہلتا ہوا دور نکل گیا۔ جیکب بدستور لوکیلا کو کیلاش کے لیے ایک مہلک جراثیم ثابت کرنے کے سلسلے میں میرا سر کھا رہا تھا اور میں اس بات پر بضد تھا کہ جیکب جو کچھ محسوس کر رہا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ ہمارے درمیان بحث کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ اچانک ایک مقامی باشندہ سامنے آ کر ہمارے راستے میں حائل ہو گیا۔

میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ وہ ادھیڑ عمر سے کچھ نکلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا لیکن اس کی صحت قابل رشک نظر آ رہی تھی البتہ اس نے خود کو مضحکہ خیز بنانے کی خاطر اپنے جسم کے مختلف حصوں کو مختلف رنگوں سے رنگ رکھا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں کسی مردہ جانور کی سال خوردہ ہڈیوں کا بے ہنگم ڈھانچہ موجود تھا جسے ہمارے سامنے رکنے کے بعد اس نے بڑی عقیدت و احترام سے چوما تھا۔

" اس نے ہمارا راستہ کیوں روکا ہے؟" میں نے جانے کیوں یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جیکب سے دریافت کیا۔

" میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو یہ کوئی مقامی مسخرہ ہے جو اپنی وضع قطع اور حرکتوں سے ہمیں محظوظ کر کے اپنی روزی پیدا کرنے کا خواہشمند ہے۔"

" ہو سکتا ہے۔"

میں نے جیب سے ایک سکہ نکال کر نووارد کی سمت اچھالا پھر کترا کر آگے بڑھنا چاہا تو وہ تیزی سے پلٹ کر دوبارہ ہمارے سامنے آ گیا۔ میرا اچھالا ہوا سکہ زمین پر پڑا چمک رہا تھا لیکن اس کی چمک نووارد کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک کے سامنے ماند پڑ رہی تھی۔ اس بار جیکب کو بھی اس کی حرکت ناگوار گزری مگر قبل اس کے کہ ہم اس پر اپنی ناراضی کا اظہار کرتے اس نے ہڈیوں کے بے ڈھنگے ڈھانچے کو ایک بار پھر بڑے احترام سے بوسہ دیا۔ پھر ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بولا۔

" میرا نام گابا ہے۔ میں کوئی فقیر نہیں ہوں۔ میں ایک نجومی ہوں جو سیاحوں کو ان کی قسمت کا حال بتا کر ان کے برے اور بھلے سے آگاہ کرتا ہوں اور اسی بہانے مجھے چار پیسے مل جاتے ہیں۔"

" اوہ۔" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔" تو تم ہمیں ہماری قسمتوں کا حال بتانا چاہتے ہو۔"

" کل کیا ہونے والا ہے اس کا علم سوائے خداوند کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا۔" جیکب نے گابا کو گھورتے ہوئے تنبیہ کی۔" تم دوسروں کے ساتھ ساتھ اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہو۔ پیٹ پالنے کے لیے اور بھی بہت سارے طریقے اختیار کیے جا سکتے ہیں۔"

" آپ کا کہنا درست ہے مقدس باپ۔" گابا نے سنجیدگی سے جیکب سے کہا۔" لیکن میں نے جس علم کو ذریعہ معاش بنایا ہے وہ دیوتاؤں کا بنایا ہوا ہے۔"

" تم میرے بارے میں کیا بتا سکتے ہو؟" جیکب نے بڑا سا منہ بنا کر دریافت کیا لیکن اس وقت ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب گابا نے جیکب کے بارے میں مکمل تفصیل بیان کر دی۔ وہ خلا میں گھور رہا تھا اور اس کی زبان یوں فر فر چل رہی تھی جیسے وہ کسی کتاب کے اوراق پڑھ رہا ہو۔ پھر اس نے اپنی بات ختم کی اور جیکب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

" فادر جیکب۔ میں نے جو کچھ اپنے علم کے زور سے معلوم کیا ہے کیا وہ غلط ہے؟"

" نہیں۔" جیکب نے سٹپٹاتے ہوئے کہا۔" تم نے سب ٹھیک بتایا ہے لیکن......"

" گابا۔" میں نے جیکب کی بات کاٹتے ہوئے گابا سے کہا۔" کیا تم ہمیں ہمارے سفر کے بارے میں بھی کچھ بتا سکتے ہو؟"

" کیوں نہیں۔" اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ گابا کی آنکھیں اندھیروں کا سینہ چیرنے کی قوت رکھتی ہیں۔ بے شک اس کی زبان سے نکلی ہوئی کوئی بات غلط نہیں ثابت ہوئی۔ اس نے جو کہا صحیح ہوا۔ جو سوچا درست سوچا اور جو سمجھا وہ پتھر کی لکیر بن گیا۔"

" میں اپنے سفر کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔" میں نے گابا

کی چرب زبانی کا احساس دلایا تو وہ سنبھل گیا۔ ایک لمحے تک خلا میں گھورتا رہا پھر ہڈیوں کے ڈھانچے کو چومتا ہوا بولا۔

" جو گزر چکا ہے میں وہ بھی دیکھ رہا ہوں اور جو آنے والا ہے وہ بھی میری نگاہوں میں ہے۔ کالی قوتوں اور گندی طاقتوں نے قدم قدم پہ اپنا جال بن رکھا ہے لیکن وہ جھاگ کی مانند بیکار اور بے اثر ہوتی جا رہی ہیں۔ سمندر کے سینوں میں پوشیدہ طوفان گھات لگائے بیٹھا ہے۔ موجوں کا شور میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔ سیاہ اور نادیدہ قوتیں ایک خوفناک اور تباہ کن طوفان کو جنم دینے والی ہیں۔ سمندر کی موجیں آتش فشاں بن کر ابلنے کو تڑپ رہی ہیں۔ سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا لیکن تم۔ ہاں میرے خوش نصیب دوست! تم اور تمہارے ساتھی ہر حالت میں محفوظ رہیں گے۔ تم ایک ایسی سرزمین پر قدم رکھو گے جہاں ہر چیز تمہارے لیے انوکھی، پراسرار، حیرت انگیز اور ناقابل یقین ہوگی۔ اس سرزمین پر موت اپنا بازو پھیلائے تمہاری جانب لپکے گی لیکن......"

" لیکن کیا؟" گابا کہتے کہتے رکا تو میں نے تیزی سے کہا۔ " تم خاموش کیوں ہو گئے؟"

" کیا تمہارے ساتھ کوئی کتا بھی سفر کر رہا ہے؟"

" ہاں۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا۔" میرا وفادار کتا نامی بھی میرے ساتھ ہے۔"

" وہی۔ وہی تمہیں مصیبتوں سے نجات دلائے گا اور وہی تمہاری رہنمائی بھی کرے گا۔"

جیکب گم صم کھڑا گابا کی شکل دیکھ رہا تھا۔ اسے نجومیوں کے نام ہی سے نفرت تھی مگر گابا جو کچھ کہہ رہا تھا اس نے جیکب کو انگشت بدنداں کر دیا۔ میرے لیے بھی اس کی باتیں تعجب خیز تھیں۔ وہ بھی مجھے وہی باتیں بتا رہا تھا جو جیکسن کی طلب کردہ روحوں نے مجھے بتا رکھی تھیں بلکہ گابا زیادہ کھلے الفاظ میں مجھے آئندہ پیش آنے والے خطروں سے آگاہ کر رہا تھا۔

" گابا۔ کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے یہ سفر کیوں اختیار کیا ہے؟"

" ہاں۔ تم ایک روح کی آخری خواہش کی تکمیل میں اپنی جان خطروں میں ڈال رہے ہو۔"

" کیا۔ کیا میں اسے دوبارہ حاصل کر سکوں گا؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

گابا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ میرے بارے میں، میرے سفر کے بارے میں اور درخشاں کی بے چین روح کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ وہ غالباً یہ بھی جانتا تھا کہ درخشاں کے کہنے کے مطابق میری اور اس کی ملاقات ہوگی یا نہیں لیکن قدرت نے اسے زبان کھولنے کا موقع نہیں دیا۔

میری نگاہیں گابا کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میرا آخری سوال سن کر اس نے ایک نظر آسمان پر ڈالی پھر وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں دبا ہوا ہڈیوں کا ڈھانچہ اس کی گرفت سے نکل کر ہوا میں لہراتا ہوا اتنی برق رفتاری اور شدت سے اس کی پیشانی سے ٹکرایا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا، تیورا کر فرش پر ڈھیر ہو گیا اور جہاں ہڈیوں کا ڈھانچہ ٹکرایا تھا۔ پیشانی پر عین اسی جگہ سے خون کی دھار پھوٹ کر اس کے چہرے کو سرخ بنانے لگی۔

" گابا۔" میں لپک کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔" یہ تمہیں اچانک کیا ہو گیا؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

" آج۔ آج۔ زندگی میں پہلی بار ہڈیوں کے پراسرار اور عظیم ڈھانچے نے میری زبان بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔" گابا نے بڑی نقاہت بھری آواز میں کہا۔ " شاید۔ روحوں کو یہ منظور نہیں کہ آنے والے حالات پر سے قبل از وقت پردہ اٹھایا جائے۔"

" گابا۔" میں نے اس کی ڈوبتی سانسوں کو محسوس کرتے ہوئے اسے لالچ دیا۔" میں تمہیں منہ مانگی رقم دینے کو تیار ہوں، مجھے صرف اتنا بتا دو کہ کیا میں اپنی درخشاں کو دوبارہ حاصل کر سکوں گا؟"

گابا نے حسرت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ خون سے تر بتر ہو کر بے حد ڈراؤنا اور بھیانک نظر آ رہا تھا۔ پھر اس نے جواب میں کچھ کہنے کے لیے ہونٹوں کو جنبش دی۔ لیکن آواز اس کے حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔ اس نے ایک آخری ہچکی لی اور اس کا چہرہ ایک جانب ڈھلک گیا۔

جیکب نے ایک سرد آہ بھر کر اپنے سینے پر انگلیوں سے صلیب کا نشان بنایا پھر جیب سے ایک رومال نکال کر گابا کے چہرے پر ڈال دیا اور میں بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ جو بات گابا جانتا تھا وہ یقینی طور پر جیکسن کو بھی روحوں کی زبانی معلوم ہو چکی تھی۔ جیکسن نے اس راز کو سینے کی گہرائیوں میں دفن کر رکھا تھا

اس لیے وہ ابھی زندہ تھا۔ گابانے زبان کھولنے کی حماقت کی اس لیے وہ غریب نادیدہ طاقتوں کا شکار ہو گیا۔

لیکن ـــــ وہ راز کیا تھا؟

اپیا کے ساحلی علاقے پر گابا کی شخصیت اپنے لوگوں میں بے حد ہر دل عزیز تھی چنانچہ اس کی اچانک موت نے وہاں کے مقامی لوگوں کو بھی الجھا دیا۔ وہ اپنے تمام ہنگامے چھوڑ کر گابا کی لاش کے اطراف پھیل گئے اور اس کی موت کا سبب دریافت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ بیشتر افراد مجھے اور جیکب کو ایسی مشکوک نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے ہم نے دیدہ دانستہ اسے قتل کیا ہو۔ خود کیلاش نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا: "کیا تم نے ...."

"لمبی کہانی ہے۔" میں نے سرگوشی کرتے ہوئے کیلاش سے کہا: "اس ہجوم سے نکلنے کی کوشش کرو۔"

"ٹوکیلا مجھے بتا رہی تھی کہ گابا کو مقامی لوگوں میں مذہبی پیشواؤں جیسی حیثیت حاصل تھی۔" کیلاش نے ٹوکیلا کی جانب دیکھتا ہوا دبی زبان میں بولا: "اس کی موت نے اپیا کے عوام کو ششدر کر دیا ہے وہ گابا کی موت کو جزیرے کے لیے اچھا شگون نہیں سمجھ رہے ان کا خیال ہے کہ اب جزیرہ بہت جلد تباہ ہو کر سمندر کے سینے میں غرق ہو جائے گا۔"

"ہو سکتا ہے گابا نے مقامی لوگوں کو اپنی پُراسرار شخصیت سے مرعوب کرنے کے لیے ایسا کہہ دیا ہو۔" جیکب نہایت سنجیدگی سے بولا: "ایسی باتیں کرنا نہ صرف حماقت اور جہالت کی دلیل ہے بلکہ اس بات کی نشاندہی بھی کرتا ہے کہ یہاں کے مقامی لوگ مذہب اور تہذیب سے قطعی بے بہرہ ہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ انھیں باور کرا سکوں کہ جو ایک دن اس دنیا میں جنم لیتا ہے اس کی موت بھی یقینی ہوتی ہے اور ...."

"بھگوان کے لیے تم اپنی زبان بند ہی رکھنا۔" کیلاش نے تیزی سے کہا: "جمال کے کہنے کے مطابق ہمیں سب سے پہلے یہاں سے نکلنے کی سبیل کرنا چاہیے۔"

"لیکن مذہب کی تبلیغ عین عبادت ہے۔"

"خبردار ـــ" کیلاش نے جیکب کو تنبیہ کی۔ "ٹوکیلا نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ مقامی لوگ گابا کے سلسلے میں پہلے بھی متعدد بار جذباتی مظاہرے کر چکے ہیں۔ یوں بھی ایسے سنگین موقع پر مذہب کی تان لگانا مناسب نہ ہوگا۔"

"جلدی کرو کیلاش۔" میں نے مجمع پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "آہستہ آہستہ یہاں کے جاہل عوام ہمیں اپنے حلقے میں گھیرنے کے لیے پھیل رہے ہیں۔ اگر ان کا دائرہ مکمل ہو گیا تو پھر ہمارے لیے فرار کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔"

ہم ابھی سراسیمگی کی کیفیت سے دوچار تھے کہ جیکسن مجمع کو چیرتا ہوا سامنے آ گیا۔ اس کی نظریں بھی گابا کے چہرے پر مرکوز تھیں چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ گابا کی موت نے اس کو بھی شدید جھٹکا پہنچایا ہے۔ کچھ دیر تک وہ خاموش بت بنا کھڑا مرنے والے کو ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا پھر وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر یوں بار بار اپنا سر زمین پر ٹیکنے لگا جیسے گابا کی موت پر اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کر رہا ہو۔ دو چار منٹ تک وہ اسی عمل میں مصروف رہا پھر آہستہ سے اٹھ کر وہ دو قدم آگے بڑھا اور جھک کر ہڈیوں کے اس عجیب و پُراسرار ڈھانچے کو اٹھا کر چومنے لگا۔

ہمارے گرد جو ہجوم اکٹھا تھا وہ جیکسن کی حرکتوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہم بھی دم بخود کھڑے آنے والے لمحات کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ جیکسن کے ہاتھ میں دبے ہوئے ہڈیوں کے ڈھانچے سے شعلے بلند ہونے لگے۔ جیکسن نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھا لیا اور ان شعلوں کو گھورنے لگا جو بار بار ڈھانچے سے نکل کر آسمان کی جانب پرواز کر رہے تھے۔

"مقدس مسیح کی قسم ـــ یہ شخص مجھے کسی شیطان سے کم نہیں لگتا۔" جیکب نے جیکسن کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ اپنی پُراسرار حرکتوں کے ذریعے مقامی لوگوں کے غم و غصے کو دور کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔" کیلاش نے کہا۔

"اور میرا اندازہ یہ ہے کہ جیکسن ہڈیوں کے اس پُراسرار ڈھانچے کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس نے مرحوم گابا کو مقامی لوگوں میں بلند تر کر رکھا تھا۔" میں نے بڑے یقین سے کہا: "جیکسن اس ڈھانچے کا راز جان چکا ہے۔"

"ان احمقوں کو دیکھو جو زمین پر سجدہ ریز ہو گئے۔" جیکب نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے حقارت سے کہا: "کیا یہ ان کی مذہبی گمراہی نہیں جو انھیں ایک عام انسان اور ایک بازاری شعبدہ باز کے آگے سجدہ کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔"

ہم نے جو کچھ دیکھا وہ یقیناً جہالت اور گمراہی کی انتہا تھی۔ جیکسن نے گابا کی موت پر جس شعبدہ بازی کا مظاہرہ کیا وہ مقامی باشندوں کے لیے صرف حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ قابلِ احترام بھی تھا جو وہ یکے بعد دیگرے زمین پر سجدہ ریز ہو کر جیکسن کو اپنی عقیدت مندی اور اس کی بلندی کا یقین دلا رہے تھے اور جیکسن درمیان میں کھڑا بڑی سنجیدگی سے انھیں دیکھ رہا تھا۔

"خداوند ان جاہلوں پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔" جیکسن نے ایک سرد آہ بھر کر کہا: "کاش میں ان گمراہوں کے کسی کام آ سکتا اور انھیں نیک و بد کی تمیز سکھا سکتا۔"

"اپنی زبان بند ہی رکھنا ورنہ تمھاری وجہ سے ہم سب مارے

ے۔" کیلاش بولا۔

م اپنی فکر مت کرو۔ ٹوکیلا کی دوستی یقیناً تمھارے لیے ابت ہوگی۔" جیکب نے کہا پھر ٹوکیلا کو گھورنے لگا جو ، لوگوں کی طرح زمین پر بیٹھی وجد کی حالت میں اپنے سر کو ل شکل میں گردش دے رہی تھی۔

یہ موقع غنیمت ہے ـــ" میں نے تیزی سے کہا: "ہمیں ی ممکن ہو جہاز پر واپس چلا جانا چاہیے۔"

یلاش کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ کپتان ایسٹلے لمبے لمبے تا ہمارے قریب آ گیا۔ خلاف توقع اس وقت وہ بھی بے حد در پریشان پریشان نظر آ رہا تھا۔ قریب آتے ہی اس نے لہجے میں ہمیں مخاطب کیا۔

میرے عزیز ـــ ہمیں فوری پر اپنے جہاز پر واپس لوٹنا ہوگا۔"

سٹر ایسٹلے، کیا تم بھی گابا کی موت سے ـــ" کیلاش نے کچھ امگر ایسٹلے نے بڑی سرد مہری سے اس کا جملہ کاٹ دیا۔

میرے عزیز ـــ یہ وقت بیکار بحث کرنے کا نہیں۔ میں عملے کے تمام افراد کو جہاز کی واپسی کا حکم دے کر روانہ کر دیا اب آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ واپسی میں دیر نہ کریں۔"

میں نے کوئی بحث مناسب نہیں سمجھی۔ کیلاش اور جیکب مام کر واپس ہو لیا۔ ساحل کی سمت جانے والا راستہ خالی تھا ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ مجھے اس بات پر حیرت ر کچھ دیر قبل جو ہجوم ہمیں گابا کا قاتل سمجھ رہا تھا اب ہمیں انداز کر کے جیکسن کو سجدہ کرنے میں اس درجہ منہمک تھا ے ہماری نقل و حرکت پر کوئی توجہ نہیں دی۔

جہاز تک جانے کے لیے ساحل پر ایک کشتی ہماری منتظر پر باسٹن پہلے سے موجود تھا کشتی پر بیٹھنے کے بعد مجھے جیکسن کا خیال آیا۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ جیکسن نے بدہ بازی کا مظاہرہ کیا تھا اس میں اس کے کسی ذاتی مفاد ھ ساتھ ہمارے بچاؤ کے خیال کو بھی ضرور دخل تھا۔ روحوں ننے کے بعد وہ ہر قسم کے شعبدے کا مظاہرہ کر سکتا تھا۔ پہلے بھی وہ مجھے موت کے منہ سے نکال چکا تھا البتہ درخشاں ملاقات کے سوال کے جواب میں اس نے اپنی زبان بند ی اور میں اس کی خاموشی کی وجہ سے ناراض تھا مگر اس بن کو تنہا ساحل پر چھوڑ دینا میرے نزدیک خود غرضی کے تھا چنانچہ میں نے ایسٹلے سے دریافت کیا۔

کیا جیکسن ہمارے ساتھ نہیں جائے گا؟"

ہ پُراسرار شخصیت کا مالک ہے میرے عزیز۔" ایسٹلے ی سے جواب دیا: "آج پہلی بار میں نے جیکسن کو کوئی عملی مظاہرہ کرتے دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ ہمارے بچاؤ کے لیے ہے، اگر بر وقت وہ اپنے پُراسرار ذرائع کو بروئے کار لا کر جزیرے کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کر لیتا تو ہمارا اتنی آسانی سے بچ نکلنا ممکن نہیں تھا۔ میں ان لوگوں سے بخوبی واقف ہوں، مذہبی عقائد میں یہ جنگلی درندوں سے بھی زیادہ خونخوار اور دہشت ناک ثابت ہوتے ہیں۔ جیکسن کو بھی یہ بات معلوم تھی چنانچہ وہ جو کچھ کر رہا ہے ہمارے بچاؤ کے لیے کر رہا ہے۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے لیکن اگر مقامی لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ انھیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟" میں نے بڑی سنجیدگی سے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

"جہاز کی روانگی میں ابھی پندرہ سولہ گھنٹے باقی ہیں اور جیکسن کے لیے یہ وقت بہت کافی ہوگا۔" کپتان نے بے پروائی سے جواب دیا پھر اس کے اشارے پر کشتی جہاز کی طرف روانہ ہو گئی۔

جیکب خاموش بیٹھا غالباً جزیرے کے لوگوں کی مذہبی گمراہی کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ کیلاش بڑا مضطرب نظر آ رہا تھا جس کی وجہ شاید ٹوکیلا کی جدائی کا احساس تھا جس نے بڑے مختصر وقت کے باوجود اپنی شخصیت اور معصوم باتوں کے جال میں اسے پھانس لیا تھا۔ اس کی نظریں بدستور دور ہوتے ہوئے ساحل کو بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھیں لیکن میرا ذہن نہ جانے کیوں ابھی تک جیکسن کی ذات میں الجھا ہوا تھا چنانچہ میں نے تھوڑے توقف کے بعد پھر ایسٹلے کو مخاطب کیا۔

"کیا ساحل پر ہمارے کسی ایک ساتھی کا ہونا ضروری نہیں۔ جو جیکسن کو جہاز پر واپس لانے میں اس کا مددگار ثابت ہو؟"

"جیکسن پُراسرار اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے۔ اسے کسی مددگار کی مطلق کوئی ضرورت نہیں ہوگی ـــ وہ جب چاہے گا جزیرے کے لوگوں کی نگاہوں میں دھول جھونک کر اپنے تابع پُراسرار روحوں کی مدد سے جہاز پر واپس آ جائے گا۔"

"کیا اُسے اس بات کا علم ہے کہ ہماری روانگی کس وقت عمل میں آئے گی؟"

"وہ ایک ماہر جہازراں ہے میرے عزیز۔ اسے ہر بات کا علم ہے۔" ایسٹلے نے اپنا پائپ سلگاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا: "وہ جس لمحے بھی واپسی کا ارادہ کرے گا نادیدہ قوتیں اس کی مدد کریں گی۔"

میں نے ایسٹلے کی بات سن کر اپنی زبان بند کر لی لیکن میرا ذہن بدستور جیکسن کی پُراسرار شخصیت میں الجھا رہا۔

گابا کی موت نے میرے اعصاب کو بُری طرح جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ درخشاں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اسی دنیا میں مجھ سے دوبارہ

ملے گی۔ میرا عقیدہ درخشاں کی لقین دہانی کی نفی کرتا تھا۔ میں نے اسی لیے جیکسن کی طلب کردہ روحوں سے اسکا جواب مانگا تھا مگر وہ جیکسن کے کیبن میں افراتفری پھیلا کر واپس چلی گئی تھیں۔ ازاں بعد جیکسن نے بھی اس ضمن میں اپنی زبان بند کرلی اور ہونٹوں کو سی لیا۔ مجھے لقین تھا کہ وہ میرے سفر کے بارے میں آئندہ پیش آنے والے بہت سارے رازوں سے واقف ہے لیکن کسی خاص وجہ سے وہ اپنی زبان کھولنے سے خوفزدہ تھا۔ اس خوف کی وجہ گاباکی موت نے میرے اوپر ظاہر کردی کردی۔ وہ درخشاں کے سلسلے میں اپنی زبان ہلانا چاہتا تھا لیکن پراسرار، نادیدہ اور کالی طاقتوں نے ہمیشہ کے لیے اس کی زبان بند کردی۔

جیکسن گابا اور اس کے راز کے تکون نے میری شخصیت کو پوری طرح تسخیر کرلیا۔ میں ذہنی طور پر بُری طرح اُلجھ رہا تھا۔ درخشاں کی ایک آخری خواہش کی تکمیل کی خاطر میں جو قدم اٹھا چکا تھا اسے واپس موڑنا میرے بس کی بات نہیں تھی اور آئندہ جو حالات پیش آنے والے تھے ان کا راز جیکسن کے سینے میں دفن تھا جسے کھولنے سے وہ گریز کررہا تھا۔

جہاز پر واپسی کے بعد بھی میرا انتشار برقرار رہا۔ کیلاش نے میری حالت دیکھی تو مجھے پُرسکون رکھنے کی خاطر نیند کا انجکشن لگا دیا۔ جیکب اور کیلاش نے مل کر مجھے میرے کیبن تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں بس اتنا یاد ہے کہ کیلاش اور جیکب میرے قریب بیٹھے مجھ سے گفتگو کررہے تھے اور اسی گفتگو کے دوران میں غنودگی کی شدید کیفیتوں سے دوچار ہوا اور پھر ہر بات سے بے نیاز ہوکر گہری نیند سوگیا۔

دوبارہ میری آنکھ کھلی تو میں نے خود کو اپنے کیبن میں اپنے بستر پر پایا۔ میرے دماغ پر ابھی تک بوجھل بوجھل سی کیفیت اور نیند کا خمار باقی تھا۔ میں نے ایک طویل جماہی لے کر اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میری آنکھ کم و بیش چوبیس گھنٹوں کے بعد کھلی تھی۔ میرے ذہن کا بھاری پن غالباً اسی طویل نیند کی وجہ سے تھا۔ میں نے کیبن پر نظر ڈالی تو کیلاش میرے بائیں جانب ایک آرام کرسی پر نیم دراز نظر آیا۔ مجھے دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھ کر میرے قریب آگیا۔

"اب کیا محسوس کررہے ہو؟" اس نے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"میں ۔۔ میں شاید پورے چوبیس گھنٹے تک بے خبر سوتا رہا ہوں۔"

"ہاں ۔۔ تمہارے لیے یہ آرام بے حد ضروری تھا۔" کیلاش بولا۔ "گاباکی موت نے تمہارے اعصاب کو بُری طرح متاثر کیا تھا۔ اس لیے تمہیں سکون اور آرام کی شدید ضرورت تھی۔"

"جیکب کہاں ہے؟" میں نے تکان دور کرنے کی خاطر ایک طویل انگڑائی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"ابھی کچھ دیر قبل یہیں میرے پاس بیٹھا بکواس کررہا تھا۔" کیلاش مسکراتے ہوئے بولا۔ "اس نے ٹوکیلا کے نام کو پر چڑھ بنانے کی کوشش کی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ میں ٹوکیلا کے سحر میں گرفتار ہوچکا ہوں۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"ٹوکیلا پُرکشش اور حسین خدوخال کی مالک تھی۔ وہ قابل تھی کہ اسے چاہا جاتا لیکن وقت نے مجھے اس کی مہلت دی۔" کیلاش نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا پھر ہونٹوں پر ایک شرارت بھری مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے بولا۔ "بہرحال میں نے فادر جیکب پر بھی ظاہر کیا ہے کہ ٹوکیلا کے بغیر میری زندگی میں جو خلا اچانک پیدا ہوگیا ہے وہ تمام زندگی مجھے بے چین رکھے گا۔ اور تم دیکھنا کہ میں نے ٹوکیلا ہی کے ذکر سے جیکب کو اگر بند نہ کردیا تو میرا نام بھی کیلاش نہیں۔"

کیلاش اس وقت تک میرے کیبن میں موجود رہا جب تک میں پوری طرح نارمل نہیں ہوگیا۔ کیلاش کے جانے کے بعد میں نے غسل کیا تو ذہن کا غبار بڑی حد تک ہلکا ہوگیا۔ لباس تبدیل کرکے میں عرشے پر آیا تو موسم بے حد خوشگوار تھا۔ کچھ دیر میں عرشے پر چہل قدمی کرتا رہا، پھر اچانک مجھے جیکسن کا خیال آگیا۔ اس کی خیریت دریافت کرنے کی خاطر میں قدم بڑھاتا ہوا اس کے کیبن تک گیا جو باہر سے مقفل تھا۔ شاید جیکسن اس وقت ڈیوٹی پر ہو! میں یہ سوچ کر انجن روم کی طرف جانے لگا تو مڈبھیڑ باسٹن سے ہوگئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا میری ہی طرف آرہا تھا۔

"صبح بخیر مسٹر جمال!" وہ میرے قریب آکر سپاٹ لہجے میں بولا۔ پھر جیب سے ایک لفافہ نکال کر میری طرف بڑھا دیا۔ "یہ لفافہ مجھے جیکسن نے دیا تھا اور تاکید کی تھی اسے کھولے بغیر آپ تک پہنچا دیا جائے لیکن یہ شرط بھی رکھی تھی کہ ایپا کے ساحل سے روانہ ہونے کے آٹھ گھنٹے بعد تک آپ کو اس لفافے سے لاعلم رکھا جائے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے لفافہ لیتے ہوئے پوچھا۔ "کیا اس لفافے میں کوئی ایسی بات درج ہے جو جیکسن براہ راست مجھ سے نہیں کہہ سکتا تھا۔"

"یہ میں نہیں جانتا۔ البتہ آپ کی اطلاع کیلیے یہ ضرور عرض کرتا ہوں کہ جیکسن اب بحری عقاب پر موجود نہیں ہے۔"

"موجود نہیں ہے!" میں اس اطلاع پر چونک اٹھا۔

"جی ہاں ۔۔ وہ ایپا کے ساحل پر ہی ہم سے جدا ہوگیا تھا۔" باسٹن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس نے مجھے گاباکی موت سے پہلے اپنے ارادے سے آگاہ کردیا تھا۔ کسی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ سفر جاری نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے لفافہ دیتے وقت یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ اگر میں نے قبل از وقت اپنی زبان کھولی تو اس کا انجام خطرناک ہوگا چنانچہ میں نے ۔۔۔"

"کیا کپتان اسٹلے کو علم ہے کہ جیکسن ہمارے ساتھ موجود نہیں؟" میں نے باسٹن کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہوسکتا ہے۔ لیکن ہمارے درمیان ابھی تک جیکسن کی غیر موجودگی کا ذکر نہیں ہوا۔"

باسٹن کی اطلاع نے میرے دل کی دھڑکنوں کو ایک بار پھر تیز کردیا۔ میں نے لفافہ جیب میں رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عرشے پر آگیا۔ اپنے کیبن میں جاکر میں سب سے پیشتر جیکسن کا وہ خط پڑھنا چاہتا تھا جو اس نے میرے لیے تحریر کیا تھا۔ راستے میں مجھے کپتان اسٹلے نظر آیا تو میرے قدم خود بخود اس کی جانب اٹھ گئے۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ کیا اسٹلے کو جیکسن کی غیر موجودگی کا علم ہے یا نہیں۔ اور اس نے جیکسن کے سلسلے میں کیا قدم اٹھایا ہے۔ چند رسمی کلمات کے بعد میں نے جیکسن کے بارے میں دریافت کیا تو اسٹلے نے سپاٹ آواز میں مجھے بتایا کہ جیکسن بحری عقاب پر موجود نہیں ہے۔

"کیا اسے جہاز پر واپس بلانے کی کوشش کی گئی تھی؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"عملے کے کارندوں کا خیال رکھنا میرا فرض ہے جناب اور میں نے اس فرض کے پیش نظر روانگی سے پیشتر جیکسن کو اپنے ایک معتمد آدمی کے ذریعے بلوایا تھا لیکن اس نے انکار کردیا۔" اسٹلے نے اس بار قدرے ناخوشگوار انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جیکسن نے گاباکی جگہ لے لی ہے اور ایپا کے مقامی باشندوں نے اسے اپنا مذہبی رہنما تسلیم کرلیا ہے۔"

"ہوسکتا ہے کہ وہ حالات کے سامنے بے بس اور مجبور ہوگیا ہو۔" میں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

"ایسا نہیں ہے میرے عزیز۔ میرے آدمی نے واپسی پر مجھے بتایا کہ جیکسن نے اپنی مرضی اور خوشی سے ہمارے ساتھ واپس جانے

سے انکار کیا ہے ورنہ اگر وہ چاہتا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی تھی۔"

"کیا عملے کے دوسرے افراد نے جیکسن کی کمی کا کوئی اثر نہیں لیا؟"

"نہیں" ایشلے نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا "بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ خوف جو جیکسن کی موجودگی کے سبب دوسروں پر مسلط رہتا تھا۔ اب بڑی حد تک دور ہو چکا ہے۔"

میں نے ایشلے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا خاموشی سے پلٹ کر اپنے کیبن میں آ گیا۔ دروازہ اندر سے بولٹ کر کے دھڑکتے ہوئے دل سے لفافہ چاک کیا اور جیکسن کا خط نکال کر پڑھنے لگا۔ اس نے لکھا تھا۔

"میرے محترم۔ اس سے پیشتر کہ آپ بحری عقاب سے میری بلا اجازت غیر حاضری پر کوئی غلط رائے قائم کریں میں دست بستہ التجا کروں گا کہ خط کے ہمراہ جو دوسرا لفافہ ہے اسے اس وقت تک نہ کھولیے گا جب تک آپ جہاز کو خیرباد نہ کہہ دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دوسرے لفافے کی تحریر پڑھنے کے بعد مجھے اس جرم سے ضرور معاف کر دیں گے کہ میں نے اچانک سفر کے درمیان آپ کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا۔ فی الحال میں آپ کو اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ آپ معہ اپنے ساتھیوں کے بخیریت اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے ہو سکتا ہے کہ کسی موڑ پر ہم پھر ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں اس وقت میں براہ راست آپ سے معافی طلب کر لوں گا۔

اور اب میں اس دعا کے ساتھ آپ سے رخصت ہوتا ہوں کہ خدا آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر نیک اور مقدس روحوں کا سایہ برقرار رکھے۔ ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ دوسرا لفافہ قبل از وقت نہ کھولا جائے ورنہ روحوں کی ناراضی واقعات کی ترتیب الٹ پلٹ بھی کر سکتی ہے۔ آپ کے لیے نیک تمناؤں کا خواہش مند۔ خادم جیکسن۔"

جیکسن کا خط پڑھ کر مجھے اس بات کا یقین آ گیا کہ اس نے جان بوجھ کر اپیا کی بندرگاہ پر ایسے واقعات پیدا کیے تھے جو ہمارے درمیان ایک خلیج پیدا کر دیں وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہو گیا تھا اور میں اس کی غیر ذمہ دارانہ حرکت پر سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بار میرا جی چاہا کہ دوسرے لفافے کو بھی چاک کر کے اس کا مضمون پڑھ ڈالوں لیکن کسی انجانے خوف نے مجھے میرے ارادے سے باز رکھا۔

میرے ذہن میں اس رات کی باتیں از سر نو تازہ ہونے لگیں جس رات جیکسن نے روحوں کو میری ایما پر طلب کیا تھا لیکن درخشاں کے سلسلے میں میرے سوالات کے جواب دینے کے بجائے وہ بے ہوشی کا ناٹک رچا کر بڑی خوبصورتی سے زبان بند رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کا انجام بھی گاباسے مختلف نہ ہوتا۔

پسپا

دو روز کے اندر اندر حسین آباد کی فضا بے حد کدر ہو گئی تھی۔

پہلے کیلاش کے بیان کے مطابق رام لال اور اوم پرکاش نے ملا ورمرزا کی لاش کے ٹکڑے اسپتال کر کے مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ اگر میں نے اب ان کی بات نہ مانی تو وہ خون ریزی سے باز نہیں آئیں گے۔ پھر جیکب نے مجھے خبر دی تھی کہ کسی نے ایک مقامی مندر کے قریب تین پجاریوں کے پیٹ چاک کر کے ان کی آنتیں کھینچ لی تھیں۔ جیکب کا خیال تھا کہ پجاریوں کے قتل میں [illegible] جی کا ہاتھ ہے اس لیے کہ ان کی ٹولی موقعۂ واردات پر تھی۔ اس واقعہ کے بعد مخالف گروہ کے لوگوں نے ایک مسجد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور وہاں کے پیش امام کو شہید کر دیا اور پھر قبل اس کے کہ میں ان پے در پے ہونے والی وارداتوں کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کر سکتا دیوان جی کے گھر کو جلا کر خاک کے ڈھیر میں بدل دیا گیا، خود دیوان جی زخموں سے اسپتال میں داخل تھے۔

جو حادثات رونما ہو رہے تھے ان کی کڑیاں ملانا میرے لیے کچھ دشوار نہ تھا میرے دشمنوں نے حسین آباد کی پر سکون فضا میں جو زہر گھول دیا تھا اس کے اثرات پوری آبادی میں پھیلتے جا رہے تھے، ہندو اور مسلمانوں کی موت کے قصے عام ہو کر فساد کی صورت بھی اختیار کر سکتے تھے۔

میں نے درخشاں کی خاطر خود کو اپنی حویلی تک محدود کر لیا تھا لیکن دیوان جی کو پیش آنے والے حادثے کی اطلاع نے مجھے حویلی سے باہر قدم نکالنے پر مجبور کر دیا۔ درخشاں نے مجھے یہی کہا تھا کہ موت برحق ہے اور جس صورت میں رقم ہو چکی ہے اس سے فرار حاصل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیلاش نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ میرا حویلی سے نکلنا ٹھیک نہیں مگر میں نے اس کی بات رد کر دی مجبوراً وہ بھی میرے ہمراہ ہو لیا اور جب دیوان جی کی مزاج پرسی کے بعد میں واپس حویلی جانے کے ارادے سے اسپتال سے نکلا تو پنڈت اوم پرکاش، رام لال اور راجو دھیا کا بڑا [illegible]

[illegible] میرے راستے میں حائل ہو گئے شاید انھیں یقین تھا کہ [illegible] دیوان جی کی مزاج پرسی کی خاطر حویلی سے باہر ضرور آؤں گا [illegible] کا خیال غلط ثابت نہیں ہوا اور انجام کار اس وقت وہ سینہ [illegible] میرے سامنے کھڑے مجھے حقارت اور نفرت بھری نظروں [illegible] دیکھ رہے تھے۔

کیلاش بھی موت کے ان ہرکاروں کو اچانک سامنے دیکھ کر [illegible] ہلا گیا۔

"مہاراج" اوم پرکاش نے گنیش مہاراج کو میری سمت [اش]ارہ کرتے ہوئے کہا "یہی ہے وہ ظالم جس نے کاجل رانی کو [زبر]دستی اپنی حویلی میں بند کر رکھا ہے۔"

"پچھلی بار ہم نے اسے گھیر لیا تھا مہاراج" رام لال ہونٹ [چبا]تے ہوئے سرد لہجے میں بولا "ہمیں پورا یقین تھا کہ ہم اس [...]زدی کو بڑی آسانی سے کتوں کی طرح مار لیں گے پر ایک دیوانے [نے] سامنے آ کر ہمارا راستہ کھوٹا کر دیا۔"

رام لال اور اوم پرکاش گنیش مہاراج کو میرے بارے میں [معلومات] فراہم کر رہے تھے اور وہ ٹکٹکی باندھے مجھے گھورے جا رہا [تھ]ا۔ کیلاش نے موقعے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے دبی زبان [...] مجھ سے کہا۔

"جمال۔ تم بھاگ کر اندر چلے جاؤ، میں کسی طرح پولیس کو [حا]لات سے باخبر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"اب یہ سب فضول ہے کیلاش" میں نے خشک آواز [میں] جواب دیا۔ "پولیس کے آنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا، تم [جا]نتے ہو کہ آنند کمار شروع ہی سے میرا مخالف ہے۔"

"لیکن تم تنہا کیا کر سکو گے؟"

"میں اپنے دشمنوں کو اس امر کا یقین دلانے کی کوشش [ک]روں گا کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا اور اگر اس کا ایمان سچا [ہو] تو وہ تنہا بھی سیکڑوں پر بھاری ہوتا ہے۔"

"میں اسے حماقت سمجھتا ہوں" کیلاش نے تیزی سے [سرگو]شی کی۔ "تمھیں اگر اپنا خیال نہیں ہے تو بھابی کا خیال [ک]رو انھیں اگر کچھ ہو گیا تو؟"

"وہ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انھیں ان باتوں کا تردد [ن]ہیں ہوتا" میں نے ٹھوس لہجے میں کہا "تم ایک طرف ہو جاؤ [ک]یلاش میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مصیبت [می]ں گرفتار ہو۔"

میرے دشمن ابھی تک آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے [ا]ن کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے وہ سیاہ [ع]لموں کے مالک تھے ہزاروں جنتر منتر جانتے تھے لیکن نہ جانے ابھی تک انھوں نے مجھے ہلاک کرنے کے لیے کوئی وار کیوں نہیں کیا تھا جانے انھوں نے میرے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا۔

میں نے وہاں سے بھاگنے یا فرار ہونے کی کوشش نہیں کی ان کے سامنے ڈٹا کھڑا رہا، شاید اسی لیے ابھی تک انھوں نے کوئی فوری کارروائی نہیں کی تھی وہ جاننا چاہتے تھے کہ میں تنہا ہونے کے باوجود اس قدر نڈر اور بے خوف کیوں نظر آ رہا ہوں رام لال ایک بار جلد بازی کا انجام دیکھ چکا تھا اس روز مجذوب نے سامنے آ کر انھیں ششدر کر دیا تھا، وہ اندھے ہو گئے تھے اور میں ان کے سامنے سے بچ کر صاف نکل گیا تھا۔ گنیش مہاراج غالباً کوئی عملی قدم اٹھانے سے پیشتر پوری طرح چوکس ہونا ضروری سمجھ رہا تھا۔

بہت دیر تک ہم ایک دوسرے کی طاقت کو نگاہوں نگاہوں میں تولتے رہے پھر گنیش مہاراج کی سرد مگر ٹھوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"بالک۔ میری مان لے، کاجل رانی کا دھیان من سے نکال دے اور۔۔۔"

"خبردار" میں نے گرج کر کہا "اگر تمھاری گندی زبان پر میری درخشاں کا نام آیا تو اچھا نہ ہوگا۔"

"ہم خوش ہوئے بالک" گنیش مہاراج زہرخند سے بولا "بہادر وہی کہلاتا ہے جو اپنی چتا پر کھڑا ہو کر مسکرانے کی ہمت رکھتا ہو۔"

"تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو پنڈت" میں نے گنیش کو گھورتے ہوئے نفرت سے جواب دیا "میں تمھارے گرگوں کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ وہ جس کاجل کا پیچھا کر رہے ہیں وہ مر چکی ہے اب صرف درخشاں زندہ ہے جو میری بیوی ہے اور میں اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا۔"

"سوچ لے بالک۔ جو وقت بیت جائے وہ واپس نہیں آتا" گنیش مہاراج نے سپاٹ آواز میں کہا "ہم تجھے سوچنے سمجھنے کا موقع دے سکتے ہیں پر ایک ہی شرط پر۔ تو ہماری بات مان لے گا۔"

"تم شاید مجھے اپنی باتوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو" میں نے پلٹ کر غصے سے جواب دیا۔

"پنڈت پجاریوں سے ٹکرانا تیرے بس کا روگ نہیں ہے نادان" گنیش مہاراج کا لہجہ اچانک تلخ ہو گیا "کیوں اپنی جان گنوانا چاہتا ہے تیری بھلائی اسی میں ہے کہ پریم ناتھ جی کی پتری (لڑکی) انھیں واپس کر دے دھرم کی باتوں کو تو ہم سے زیادہ نہیں جانتا۔"

"تم لوگ جو سندر سپنے دیکھ رہے ہو وہ میری زندگی میں کبھی پورے نہیں ہوں گے۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "رہا موت اور زندگی کا معاملہ تو یہ بھی سن لو احمقو۔ آدمی موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے۔ تم اور تمہارے جیسے لاکھوں انسان نما وحشی درندے بھی اگر مل کر مجھے مارنا چاہیں تو اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک مشیت ایزدی شامل نہ ہو۔"

"مہاراج۔" پنڈت اوم پرکاش نے سامنے تنتے ہوئے کہا۔ "اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس ملیچھ کا کریا کرم کردوں۔"

"یہ ہماری عظیم طاقتوں کا مذاق اڑا رہا ہے مہاراج۔" رام لال نے احتجاج کیا لیکن اس نے سینہ تان کر سامنے آنے کی کوشش نہیں کی، اپنی ہی جگہ کھڑا پیچ و تاب کھاتا رہا۔

"میں تجھے ایک آخری موقع اور دے رہا ہوں نادان۔" گنیش مہاراج نے خشک آواز میں کہا۔ "کیوں اپنی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے۔"

"تم میری فکر مت کرو مہاتمے! اپنے ساتھیوں سے کہو کہ یہ اپنے بازوؤں کی طاقت آزمالیں۔" میں نے جذباتی انداز میں کہا۔ "اگر قدرت کو میری موت منظور ہے تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے پناہ نہیں دے سکتی لیکن اگر خدا کو میری زندگی منظور ہے تو پھر تم لوگ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔"

"بڑی اونچی اونچی باتیں کرنا سیکھ لی ہیں۔" گنیش مہاراج نے حقارت سے کہا۔

پھر پنڈت اوم پرکاش اچانک گنیش مہاراج کا اشارہ پا کر میرے سامنے آگیا۔ اس نے کسی منتر کا ورد شروع کر دیا تھا۔ اس کے ہونٹوں کی حرکت بے حد پراسرار نظر آ رہی تھی، میں نے دل میں اپنے خدا کو یاد کیا، کیلاش ابھی تک میرے قریب خاموش کھڑا حالات کا جائزہ لے رہا ہے۔ میری نظریں بدستور اوم پرکاش کے منحوس چہرے پر مرکوز تھیں پھر اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اوم پرکاش کسی کرب کی کیفیت سے دوچار ہو۔ اس کے ہونٹوں کی جنبش بند ہو چکی تھی اور وہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا یوں سہلا رہا تھا جیسے اس کی سانس اندر ہی اندر گھٹ رہی ہو۔ اس کی قہرآلود آنکھیں جو کچھ دیر قبل میرے خلاف نفرت اور حقارت کی چنگاریاں اگل رہی تھیں اب آہستہ آہستہ زرد پڑتی جا رہی تھیں۔ جیسے اس کے جسم کا سارا خون بڑی تیزی سے خشک ہو رہا ہو۔

گنیش مہاراج نے اوم پرکاش کی بدلتی حالت کو محسوس کیا تو اس کی کشادہ پیشانی شکن آلود ہو گئی لیکن قبل اس کے کہ وہ کوئی کارروائی عمل میں لاتا اوم پرکاش کسی کٹے ہوئے تناور درخت کی مانند سڑک پر گرا اور لوٹ پوٹ کر مر گیا۔ اس کی آنکھیں یوں حلقوں سے ابل کر باہر آگئی تھیں جیسے کسی نادیدہ قوت نے اسے گلا گھونٹ کر موت کی نیند سلا دیا ہو۔

رام لال نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن گنیش مہاراج نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اس کی آنکھوں سے اب فکر و پریشانی عیاں تھی۔ اوم پرکاش کی لاش سے نظر اٹھا کر اس نے میری سمت دیکھا پھر آنکھیں موندلیں، کچھ دیر تک آنکھیں بند کیے کھڑا رہا پھر اچانک اس نے آنکھیں کھول کر میرے بائیں جانب دیکھنا شروع کر دیا جہاں راہ چلتے مسافروں کی خاصی تعداد جمع ہو گئی تھی۔

"مہاراج۔" رام لال نے اسے آواز دی۔

"صبر سے کام لو۔" گنیش مہاراج نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میری آنکھیں اس نادیدہ ہستی کو تلاش کر رہی ہیں جس نے میرے سیوک کو مارا ہے۔"

"وہی پاگل دیوانہ ہو گا جس نے ایک بار پہلے بھی...!"

"نہیں۔" گنیش مہاراج نے رام لال کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔ "اس بار کوئی گندی طاقت ہمارے مقابلے پر آئی ہے۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے۔" رام لال نے سرد لہجے میں تیزی سے دریافت کیا۔

"کوئی فکر مت کرو رام لال۔ ہمیں پہلے اپنے اس دشمن سے نمٹنا ہو گا جس نے اپنے چاروں طرف حصار کھینچ رکھا ہے پردہ زیادہ دیر تک میری آنکھوں سے اوجھل نہیں رہ سکے گا۔" گنیش مہاراج نے بل کھاتے ہوئے کہا پھر اچانک میری جانب دیکھ کر انتہائی سرد اور سفاک آواز میں بولا۔ "میں اس وقت جا رہا ہوں بالک پر ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تو نے کاجل رانی کو آزاد نہ کیا تو ہماری عظیم طاقت اسے تیرے جیون سے ہمیشہ کے لیے دور کر دے گی اور تو۔ تو ہماری بددعا سے سارا جیون بے کل رہے گا۔"

میں نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ پنڈت اوم پرکاش کی پراسرار موت نے خود میری عقل بھی دنگ کر دی تھی میرے ذہن میں اسی مجذوب کا تصور ابھرا جس نے مجھے ایک بار پہلے موت کے آہنی شکنجے سے نجات دلائی تھی لیکن گنیش مہاراج نے میرے خیال کی نفی کرتے ہوئے اسے گندی طاقت بتایا تھا۔ کوئی ایسی طاقت جس نے اپنے گرد حصار کھینچ کر خود کو دوسروں کی نظروں سے اوجھل کر لیا تھا۔ میں اسی طاقت کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

گنیش مہاراج کی حالت اس وقت قابل دید تھی۔ وہ اجودھیا سے محض میرے کس بل نکالنے آیا تھا لیکن پہلے ہی مقابلے میں اپنے ایک اہم پجاری سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اس کی

بصیرت چوٹ کھائے ہوئے کسی آدم خور درندے سے کم نظر نہیں آ رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ کھا جانے والی نظروں سے اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا مجھے گھورتا رہا پھر وہ جانے کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ پولیس آگئی۔ جیپ سے سب سے پہلے جو افسر نیچے اترا وہ ڈپٹی کمشنر آنند کمار کے سوا کوئی اور نہیں تھا پھر پنڈت اوم پرکاش کی لاش دیکھ کر آنند کمار کے ہاتھوں کے طوطے بھی اڑ گئے۔

"مہاراج۔ یہ کیا ہوا۔" اس نے گنیش مہاراج سے پوچھا پھر کنکھیوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"بھگوان کو یہی منظور تھا بالک۔" گنیش مہاراج نے خلاف توقع بڑے نرم انداز میں کہا۔ "ہم اسے علاج کے لیے یہاں لائے تھے پر اس کا وقت پورا ہو چکا تھا۔"

"لیکن۔ کل تک تو پنڈت جی بھلے چنگے تھے اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟"

"بھگوان کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔"

گنیش مہاراج پنڈت اوم پرکاش کی موت کو ایک قدرتی امر قرار دے کر رام لال کے ساتھ واپس چلا گیا تو آنند کمار نے کاغذات کی خانہ پری شروع کر دی۔ اس کی نظریں بار بار میری جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اس موقع پر اس نے مجھے چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اس لیے کہ جو کچھ پیش آیا تھا اس کے بے شمار عینی شاہد بھی موجود تھے۔

کیلاش نے مجھے وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا لیکن حالات کے پیش نظر میں نے اس کا مشورہ قبول نہیں کیا۔ پولیس کی کارروائی مکمل ہو گئی تو اوم پرکاش کی لاش اٹھوا دی گئی پھر آنند کمار نے کیلاش کا بیان بھی قلم بند کیا۔ کیلاش نے صرف یہی کہا کہ وہ جس وقت اسپتال سے جانے کے لیے باہر آیا اوم پرکاش اور اس کے ساتھی وہاں موجود تھے اور پھر گنیش مہاراج کے کہنے کے مطابق اوم پرکاش کا وقت پورا ہو چکا تھا جو وہ اچانک گر کر تڑپنے لگا اور قبل اس کے کہ اسے کوئی طبی امداد بہم پہنچائی جاتی اس کا جسم اکڑ کر سرد ہو گیا۔

"خان شہباز خان بھی غالباً آپ ہی کے اسپتال میں داخل ہے۔" آنند کمار نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"جی ہاں۔"

"کیا آپ کو امید ہے کہ وہ اپنے زخموں سے جانبر ہو سکے گا؟"

"کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور آپ مسٹر جمال۔" اچانک آنند کمار نے پہلی بار مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ یہاں دیوان جی کی عیادت کے لیے تشریف لائے ہوں گے؟"

"آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو آنند کمار نے مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھا پھر ہونٹ چباتا ہوا واپس چلا گیا۔

اسپتال سے واپسی کے وقت کیلاش اپنے خیالات میں گم تھا اور میں اس پراسرار ہستی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے گنیش مہاراج جیسے بلوان سے ٹکرا کر مجھے بچانے کی کوشش کی تھی۔ اگر وہ میرے خیال کے مطابق مجذوب نہیں تھا تو پھر اور کون ہو سکتا تھا؟

○

حسین آباد کے آسمان پر تباہی و بربادی کے جو بادل منڈلا رہے تھے وہ وقتی طور پر چھٹ گئے۔ میرے دشمنوں نے جانے کیوں خاموشی اختیار کر لی تھی ایک ہفتے تک مجھے کسی ہنگامے کی اطلاع نہ ملی تو مجھے تعجب ہوا۔ شاید گنیش مہاراج اور اس کے ساتھی پنڈت بھی اس نادیدہ قوت سے خوف زدہ ہو گئے تھے جو دو موقعوں پر میری جان بچا چکی تھی۔ یا پھر وہ میرے خلاف کوئی اچانک بھرپور اور منظم حملے کے بارے میں سر جوڑے بیٹھے کوئی منصوبہ مرتب کر رہے تھے۔

دوسری بار دشمنوں کے سامنے جانے کے بعد میری ہمت کھل گئی۔ میں نے دن میں ایک بار حویلی سے باہر نکلنا بھی شروع کر دیا لیکن زیادہ دور نہیں جاتا تھا۔ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میرے دشمن کن سازشوں میں مصروف ہیں۔ اب تک پے در پے جو حادثات رونما ہو چکے تھے وہ پولیس کے فائل پر آ چکے تھے لیکن سمجھ دار لوگوں نے ان واقعات کو دبا دیا تھا ورنہ مسجد کے پیش امام کی شہادت اور مندر کے باہر تین پجاریوں کی ادھڑی ہوئی لاشیں کسی بڑے فساد کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتی تھیں۔

مجھے دیوان جی کی فکر لاحق تھی جو میری خاطر بلاوجہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان آکر پس گئے تھے۔ تین روز تک کیلاش مجھے بہلاتا رہا مگر چوتھے دن اس نے مجھے یقین دلا دیا کہ دیوان جی کی حالت اب خطرے سے باہر ہے البتہ زخموں کے مندمل ہونے میں وقت ضرور لگے گا۔

درخشاں بظاہر بے حد مطمئن اور مسرور نظر آتی تھی لیکن اکثر بیٹھے بیٹھے وہ یوں گم صم ہو جاتی جیسے کسی گہری سوچ میں غرق ہو یا کوئی ذہنی گتھی سلجھانے میں حد درجہ منہمک ہو۔ میں نے ایک دو بار اسے کریدنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ بڑی خوب صورتی سے مجھے ٹال گئی۔ اس خیال سے کہ میرے زیادہ فکرمند ہونے سے اس کی ذات بھی متاثر ہو گی میں نے درخشاں کو زیادہ

ٹٹولنا بند کر دیا لیکن میں یہ بات اچھی طرح محسوس کر رہا تھا کہ کوئی ایسی الجھن ضرور ہے جو اسے بیٹھے بٹھائے اور ہنستے بولتے ملول کر دیا کرتی تھی۔

پنڈت اوم پرکاش والے حادثے کے بعد سے میں درخشاں کا بہت زیادہ خیال رکھنے لگا۔ سلویا غریب بھی شب و روز اس کی دل جوئی میں لگی رہتی اور اپنا زیادہ تر وقت حویلی میں گزارتی لیکن پھر ایک دن وہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئی۔ اس کی موت سب ہی کے لیے حیران کن تھی۔ رات کے کھانے کے بعد وہ سب کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہنسی مذاق میں مصروف تھی کہ اچانک اس کی حالت غیر ہونے لگی، بار بار وہ اپنا الٹا ہاتھ جھٹکنے لگی۔ کیلاکشس نے اس کی وجہ دریافت کی تو سلویا نے بڑی مشکل سے بتایا کہ وہ اپنے سینے میں کچھ جلن سی محسوس کر رہی ہے اور یہ کہ اس کا الٹا ہاتھ آہستہ آہستہ سن ہوتا جا رہا ہے۔

کیلاکشس نے تیزی سے اٹھ کر سلویا کی نبض دیکھی پھر اسے لیٹنے کی تاکید کرتا ہوا بڑی جلدی میں اپنے کمرے کی جانب چلا گیا لیکن قبل اس کے کہ وہ سلویا کو کوئی طبی امداد دے سکتا اس نے ایک آخری ہچکی لی اور دنیا سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑ لیا۔ مجھے اس وقت کیلاکشس کی وہ بات یاد آ گئی جو اس نے ایک موقع پر جبکہ سے کہی تھی۔ اس نے بہت پہلے اظہار کر دیا تھا کہ سلویا ایک خطرناک عارضہ قلب میں گرفتار ہے اور کسی وقت بھی اچانک ختم ہو سکتی ہے۔

سلویا کی موت نے ہم سب کو ملول کر دیا لیکن جبکب نے اس عظیم صدمے کو بھی خدا کی رضا سمجھ کر بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیا البتہ بیوی کی موت کے بعد سے وہ اپنا زیادہ تر وقت چرچ میں گزارنے لگا۔ شاید سکونِ قلب کی خاطر اس نے یہی مناسب سمجھا تھا۔ درخشاں نے ہمارے مقابلے میں سلویا کی جدائی کا بہت زیادہ اثر لیا اور یہ قدرتی امر تھا اس لیے کہ اتنی وسیع و عریض حویلی میں سلویا واحد عورت تھی۔ وہ درخشاں کی بہترین دوست اور سہیلی تھی۔ کیلاکشس نے مجھے مشورہ دیا کہ وقتی طور پر میں درخشاں کی خدمت اور دوسرا کے لیے کسی اور عورت کا بندوبست کر دوں لیکن میں نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا۔ حالات نے مجھے اس درجہ خائف کر دیا تھا کہ میں کسی اجنبی کا گزر حویلی کی حدود کے اندر ایک لمحے کو بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں نے کیلاکشس سے تو ہامی بھر لی لیکن اس پر عمل کرنے کی مطلق کوئی ضرورت نہیں محسوس کی۔

ایک روز میں درخشاں کے ساتھ لپنے پائیں باغ میں بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ میرے ملازم نے یہ اطلاع دی کہ کوئی مجھ سے ملنے آیا ہے۔ اس وقت شام کے جھٹپٹے کا وقت تھا۔ مجھے ملازم کی مداخلت سخت ناگوار گزری۔ اول تو میں نے حویلی پر لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ بالکل بند کر رکھا تھا، دوسرے یہ کہ ملازموں کو بھی سختی سے تاکید کر دی تھی کہ وہ کسی اجنبی یا نووارد کو اس سلسلے میں مطلق کچھ نہ بتائیں کہ میں حویلی میں موجود ہوں یا نہیں۔ لہٰذا ملازم کی زبانی کسی اجنبی کی آمد کی اطلاع سن کر میرا موڈ خراب ہو گیا۔

"کیا نام بتایا ہے؟" میں نے ملازم کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں نے پوچھا تھا سرکار، لیکن اس نے اپنا نام نہیں بتایا۔ لیکن وہ یہی کہہ رہا ہے کہ اسے آپ سے جاگیر کے سلسلے میں کوئی بہت اہم اور ضروری بات کرنا ہے۔"

"کیا تم نے اسے پہلے کبھی دیکھا ہے؟"

"جی نہیں سرکار۔"

"کوئی مقامی شخص ہے یا.....؟"

"الٰہ آباد سے آیا ہے سرکار۔" ملازم نے تیزی سے کہا۔ "اس نے مجھے بس اتنا ہی بتایا ہے۔"

"جا کر کہہ دو کہ میں حویلی پر کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ اگر اسے کوئی ضروری بات کرنا ہے تو فون پر رابطہ قائم کر لے۔"

ملازم سہمے ہوئے انداز میں واپس جانے کے لیے مڑا تو درخشاں نے اسے آواز دے کر روک لیا پھر مجھ سے کہا کہ اگر کوئی شخص اتنی دور سے جاگیر کے سلسلے میں کوئی ضروری بات کرنے آیا ہے تو مجھے اسے ٹالنے کے بجائے اس سے مل لینا چاہیے۔ درخشاں کے اصرار پر مجھے چار و ناچار ملازم کے ساتھ اس بیٹھک تک آنا پڑا جو میں نے احاطے کے آخری سرے پر پھاٹک کے قریب ملاقاتیوں کے لیے مخصوص کر رکھی تھی۔

بیٹھک میں جو شخص مجھے نظر آیا وہ میرے لیے بالکل اجنبی تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس وضع قطع کے شخص کو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ گہری سیاہ رنگت اور دراز قد کا مالک تھا اس کے ہونٹ نہ صرف یہ کہ بے حد موٹے بلکہ انتہائی بھدے معلوم ہوتے تھے۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں، پیشانی خلافِ معمول کچھ زیادہ ہی کشادہ تھی اور سر پر بالوں کی بہتات ہونے کے باوجود انھیں سلیقے سے جمانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی تھی اس کے جسم پر معمولی درجے کے کھدر کا میلا کچیلا لباس تھا۔ پہلی نظر میں اسے دیکھ کر یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ کسی نچلے طبقے سے تعلق رکھتا ہے البتہ اس کی آنکھوں کی پراسرار چمک یقینی طور پر ایک عام آدمی سے جدا تھی۔ میں نے بیٹھک میں قدم رکھا تو وہ بڑی بے پروائی سے ایک صوفے پر بیٹھا بیڑی کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا مجھے دیکھ کر اس نے بیڑی کو فرش پر ڈال کر پیروں تلے مسلا پھر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سلام مالک۔" اس نے ہاتھ باندھ کر مجھے سلام کیا۔

"تم الٰہ آباد سے آئے ہو؟" میں نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

"جی ہاں مالک۔" اس کا جواب اس کے قد کے مقابلے بے حد مختصر تھا۔

"کوئی خاص بات کرنا ہے؟"

"پندرہ دن سے حسین آباد میں ٹھہرا ہوا ہوں۔" اس نے بے ڈھنگے انداز سے کہا۔ "آج دل چاہا کہ مالک کے درشن بھی کر لوں بس اسی لیے بھاگا بھاگا آپ کے دروازے چلا آیا۔"

"ملازم نے مجھے بتایا تھا کہ تم جاگیر کے سلسلے میں مجھ سے اہم اور ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہو؟" میں نے سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ نووارد کی چرب زبانی اور گفتگو کا بے ہودہ انداز مجھے کھٹک رہا تھا۔

"ہم نیچ ذات کے لوگ ہیں مالک! جاگیر سے بھلا ہمارا کیا کام۔" اس نے تیزی سے کہا پھر بڑے ہی معنی خیز انداز میں بولا۔ "آپ کے پیر چھونے تھے اس لیے ملازم سے جھوٹ بول دیا۔"

"الٰہ آباد میں کیا کرتے ہو؟" میں نے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کوئی مستقل پیشہ نہیں ہے مالک۔" اس نے بدستور مسکراتے ہوئے بڑی بے پروائی سے جواب دیا۔ "البتہ کبھی ضرورت مند آ جاتا ہے تو پیٹ پوجا کے لیے کچھ نہ کچھ ہو جاتا ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"خادم کو جگن کہتے ہیں مالک۔ جگن چمار۔"

جگن کا نام سن کر میں چونک اٹھا۔ دیوان جی نے مجھے بتایا تھا کہ جگن چمار سفلی عمل کے کاموں میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ دلاور مرزا اسی کو بلانے کی خاطر الٰہ آباد گیا تھا لیکن دشمنوں نے اسے ٹھکانے لگا دیا اور دیوان جی بدقسمتی سے خود بھی اپنا جھلسا ہوا بدن لیے اسپتال میں پڑے تھے۔ اس وقت پر جگن کی آمد میرے لیے بے حد کارآمد ثابت ہو سکتی تھی۔ مجھے دیوان جی کی زبانی یہ بات بھی معلوم ہو چکی تھی کہ ان کے دلاور مرزا اور جگن کے تعلقات آپس میں خاصے اچھے تھے۔

میں نے ایک بار پھر جگن کو سر تا پا بہت غور سے دیکھا پھر کچھ توقف کے بعد بولا۔

"کیا تمہیں دلاور مرزا کے بارے میں علم ہو چکا ہے کہ وہ؟"

"مجھے سب کچھ معلوم ہے سرکار۔" جگن نے میری بات کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "دلاور مرزا میرا یار تھا مالک۔ بس مجھے یہاں تک آنے میں کچھ دیر ہو گئی اور دشمن اپنا کام کر گئے۔"

"حسین آباد کے حالات دن بدن مخدوش صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔" میں نے جگن کو ہموار کرنے کی خاطر کہا۔ "دیوان جی میرے لیے دستِ راست تھے لیکن میرے دشمن انھیں بھی راستے سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔"

"اس وہم کو ذہن سے نکال دو مالک۔" جگن معنی خیز انداز میں بولا۔ "خان شہباز کو آپ جگن سے زیادہ نہیں جانتے وہ لنگوٹ کھول چکا ہے لیکن اب بھی کوئی مائی کا لال اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے خبر ہے کہ آپ کے دشمن جنتر منتر میں اپنا جواب نہیں رکھتے لیکن خان شہباز دوسرے کینڈے کا مالک ہے، وہ جب چاہے اپنی کینچلی بدل سکتا ہے۔ اس کے خون پر پہتاے بزرگوں کا جو تعویذ موجود ہے اس کی موجودگی میں کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

"تم کو غالباً تفصیل سے حالات کا علم نہیں ہے۔" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میرے دشمنوں نے دیوان جی کا گھر جلا کر خاک کر دیا ہے، آگ کے شعلوں نے دیوان جی کو بری طرح جھلسا دیا ہے اور وہ اسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔"

"خان شہباز کی چالیں شطرنج کے گھوڑے سے بھی زیادہ خطرناک اور زہریلی ہوتی ہیں۔" جگن چمار نے بڑی رازداری سے سرگوشی کی۔ "اگر اس کا گھر برقرار رہتا اور وہ ہٹا کٹا سینہ تانے سڑکوں پر دندناتا رہتا تو اسپتال کے بجائے جیل کی کسی کال کوٹھری میں پڑا سڑ رہا ہوتا۔ یہ جو آنند کمار قسم کے پولیس افسر ہیں یہ گلیوں میں آوارہ پھرنے والے کتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ذرا سی آہٹ پا کر بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔ خان شہباز نے چالاکی سے کام نہ لیا ہوتا تو یہ کتے اس سے لپٹ کر اس کی بوٹیاں نوچنا شروع کر دیتے۔"

"تم کیا کہنے کی کوشش کر رہے ہو؟" میں نے جگن کو گھورتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔ اس کی باتوں نے میرے دل کی دھڑکن تیز کر دی تھی۔

"مندر کے باہر تین پجاریوں کی بھنبھوڑی ہوئی لاشوں کے قریب خان شہباز کی ٹوپی کا پایا جانا بارود کے لیے کسی چنگاری سے کم نہ ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کتوں کے کان کھڑے ہوتے دیوان جی نے دھوبی پاٹ مار کر حالات کا نقشہ ہی بدل لیا۔"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا وہ آگ خود دیوان جی نے لگائی تھی؟"

"شکاری کتوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا سرکار! لیکن اب فکر کرنے کی کوئی بات نہیں، آپ کا یہ خادم جب تک یہاں موجود ہے کوئی حرام کا تخم آپ کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔"

جگن کے لہجے میں بلا کا اعتماد تھا۔ میں نے اسے اپنے حق میں مزید ہموار کرنے کی خاطر کہا۔

"دیوان جی میرے محسن ہیں لیکن غریب دلاور مرزا میری خاطر بے گناہ مارا گیا۔"

"آپ اس کی بھی فکر نہ کریں۔" جگن حقارت سے بولا۔ "ابھی تو صرف اوم پرکاش کام آیا ہے۔ اپنے یار کا حساب چکا کرنے کی خاطر میں نے دوسرا نمبر کاشی کے مہان پجاری رام لال کا لگا دیا ہے۔ جگن کا وار آج تک کبھی خالی نہیں گیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت سے چونکتے ہوئے کہا۔ "کیا پنڈت اوم پرکاش کو تم نے موت کے گھاٹ اتارا تھا؟"

"ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے مالک۔" جگن نے بدستور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ "ابھی تو مجھے اجودھیا کے پنڈت گنیش مہاراج کی تلاش ہے جو میرے ڈر سے کسی منڈل میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے۔"

"رام لال کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟" میں نے پوچھا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ حسین آباد میں زیادہ کشت و خون مناسب ہو گا۔ اس طرح میری پریشانیاں اور بڑھ جائیں گی۔"

"پریشانیاں تو ضرور بڑھیں گی سرکار۔ پر تمھاری نہیں، آنند کمار کی۔" جگن زہرخند سے بولا۔ "میں اس کھونٹے ہی کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا جس کے بل پر پنڈت پجاریوں نے قانون کو مذاق سمجھ رکھا ہے۔"

جگن کی گفتگو سن کر میرے ذہن سے پریشانیوں کا خاصا بوجھ اتر گیا۔ دیوان جی کے سلسلے میں جو تشویش لاحق تھی وہ بھی بڑی حد تک دور ہو گئی۔ دیوان جی نے میری خاطر جس بہادری اور ہمت کا ثبوت پیش کیا تھا اس کی مثال ملنا مشکل تھی۔ انھوں نے یقیناً نہایت دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے بساط پلٹ دی تھی ورنہ پجاریوں کی لاکشں کے قریب ان کی ٹوپی کا پایا جانا ان کے حق میں بازی مات کر دینے کے لیے بے حد اہم اور خطرناک مہرہ ثابت ہو سکتا تھا۔

میں بڑی دیر تک جگن سے باتوں میں مصروف رہا۔ میں نے اس کی خدمات کے عوض اسے ایک بھاری رقم پیش کرنا چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے دلاور مرزا کے قتل کے انتقام کے طور پر کر رہا ہے البتہ اگر ہم کی ضرورت پیش آئی تو میرے سامنے ہاتھ پھیلانے سے دریغ نہیں کرے گا۔

جگن نے واپسی کی اجازت چاہی تو مجھے اچانک گنیش مہاراج کے وہ جملے یاد آ گئے جو اس نے اوم پرکاش کے مرنے کے بعد مجھ سے کہے تھے۔ اس نے مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر میں نے درخشاں کو آزاد نہ کیا تو وہ گندی قوتوں کے ذریعے اسے میری زندگی سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیں گے۔ میں نے جگن سے اس بات کا ذکر کیا تو ایک لمحے کو وہ گنگ ہو گیا پھر مجھے دلاسہ دیتے ہوئے بولا۔

"گنیش مہاراج کو ایک بار میرے سامنے آ لینے دیں میں اسے ایسے ہول ناک حالات سے دوچار کر کے ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کر دوں گا کہ پھر کوئی پنڈت یا پجاری آپ کی طرف نظریں اٹھانے کی ہمت نہیں کرے گا۔"

جگن کے جانے کے بعد میں اندر گیا تو درخشاں بے چینی سے میری منتظر تھی۔ اس کے بے حد اصرار پر میں نے اسے جگن سے اپنی گفتگو کی تفصیل بتائی تو وہ فکرمند ہو کر بولی۔

"آخر یہ خون خرابہ کب تک جاری رہے گا، کیا ہم چین اور سکون کا سانس نہیں لے سکیں گے؟"

"خدا پر بھروسہ رکھو۔ اس نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" میں نے درخشاں کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا پھر اس کا ذہن بٹانے کی خاطر آنے والے دنوں کی باتیں چھیڑیں تو اس کا چہرہ شرم سے تپ کر گلنار ہو گیا۔ ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتی حویلی کے اندر چلی گئی۔

جگن نے دیوان جی کے سلسلے میں جو انکشاف کیا وہ میرے لیے حیرت انگیز تھا۔ اگر اس کا بیان درست تھا تو دیوان جی نے یقیناً حقِ نمک ادا کر دیا تھا۔ انھوں نے دشمنوں کو گمراہ کرنے کی خاطر جو چال چلی تھی وہ نہایت کامیاب ثابت ہوئی۔ شاید اسی لیے دیوان جی نے مجھ پر بھی دلاور مرزا کے قتل کو راز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ انھیں دوست کے ہول ناک انجام کے بارے میں کوئی علم نہیں اور میں بے خبر رکھ کر اپنی چال چلنے کی اسکیم مرتب کر چکے تھے۔

دلاور مرزا کے جواب میں انھوں نے تین پجاریوں کے جسم روئی کی طرح دھن ڈالے تھے پھر اس خیال سے کہ جائے واردات پر ان کی ٹوپی کی موجودگی ان کے اور میرے لیے کسی مصیبت اور پریشانی کا باعث نہ بن جائے دیوان جی نے مخالف گروہ کے افراد کو ملوث ثابت کرنے کی خاطر خود اپنا گھر پھونک دیا اور زخمی حالت میں اسپتال میں داخل ہو گئے۔

اگر جگن مجھے صحیح صورتِ حال سے باخبر نہ کرتا تو شاید میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دیوان جی محض ایک ثبوت کو پولیس کی نظروں سے چھپانے کی خاطر اتنی بڑی قربانی پیش کر سکتے ہیں۔ جگن کے حویلی میں چلے جانے کے بعد میں بڑی دیر تک دیوان جی کے بارے میں سوچتا رہا۔ دیوان جی نے غیر ہونے کے باوجود آڑے وقت میں مجھ پر اپنی جان قربان کر دینے کی ٹھان لی تھی اور وہ جو میرے اپنے تھے وہ والد صاحب کی موت کے بعد میرے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے۔ میری موت کے خواہاں تھے، ہر لمحہ یہی سوچنے میں مصروف تھے کہ کب میرا قصہ پاک ہو اور کب جاگیر کا بٹوارہ ان کے حق میں ہو سکے۔ میں ان ہی خیالات میں گم تھا کہ کیلاش اسپتال سے واپس آ گیا۔ میں نے سب سے پیشتر دیوان جی کی حالت دریافت کی۔

"تمھیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ دیوان جی بہت تیزی سے زندگی کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں۔ آج وہ کچھ دیر تک مجھ سے باتیں بھی کرتے رہے۔" کیلاش نے کہا۔ "تمھاری خیریت وہ بطورِ خاص دریافت کر رہے تھے۔"

"انھیں اسپتال سے باہر آنے میں کتنے دن لگیں گے؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر جس حیرت انگیز طور پر ان کی طبیعت سنبھل رہی ہے اگر یہی صورت جاری رہی تو میرا خیال ہے کہ پندرہ بیس دنوں بعد وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے۔ البتہ زخموں کے نشان ضرور باقی رہیں گے۔"

"میرے بارے میں کچھ کہہ رہے تھے؟"

"مجھے تاکید کر رہے تھے کہ تمھیں اس وقت تک حویلی سے باہر نہ نکلنے دیا جائے جب تک وہ اپنے قدموں پر دوبارہ کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو جائیں۔"

"مجھے یقین ہے میرے دوست کہ دیوان جی کو سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر لمحہ اور ہر پل میرا خیال لاحق ہو گا۔" میں نے بڑے اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ دیوان جی کی عظمت کی وہ داستان کیلاش کے بھی گوش گزار کر دوں جو مجھے جگن چمار کی زبانی معلوم ہوئی تھی لیکن حالات کے پیشِ نظر میں نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا۔ مجھے کیلاش پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں تھا لیکن اگر دیوان جی کے سلسلے میں کسی کو اس راز کی بھنک بھی مل جاتی تو پولیس ان کا جینا حرام کر دیتی چنانچہ میں نے جلدی سے گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے پوچھا۔

"اور سناؤ۔ کیا تمھیں میرے دشمنوں کے بارے میں بھی کوئی اہم بات معلوم ہوئی؟"

"نہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں نے اس سلسلے میں اپنے حلقے کے خاص اور قابلِ اعتماد افراد کو بھی کرید نے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی قابلِ ذکر بات نہیں معلوم ہو سکی۔"

"وہ اتنے شریف اور سیدھے سادے بھی نہیں ہیں کہ تمام واقعات سے پردہ پوشی کر کے کہیں گوشہ نشین ہو گئے ہوں۔" میں تلملا کر بولا۔ "وہ یقیناً کہیں چھپے بیٹھے میری موت کی سازشیں مرتب کر رہے ہوں گے۔ نئے سلسلے سے بساط ترتیب دینے میں مصروف ہوں گے۔"

"ہو سکتا ہے تمھارا اندازہ درست ہو۔" کیلاش نے کہا۔ "پنڈت اوم پرکاش کی پراسرار موت کے بعد رام لال اور گنیش مہاراج کا یوں خاموشی سے واپس چلا جانا خود میرے لیے بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں اس لیے کہ وہ دونوں بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں۔ دیوی اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کی خاطر گنیش مہاراج نے تو برسوں ویرانوں میں جا کر کٹھن جاپ اور تپسیا کی ہے۔ ان کے جنتر منتر کے آگے تناور درخت بھی تنکے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ میرا خیال ہے کہ اوم پرکاش کی موت نے انھیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہو گا۔"

"اوم پرکاش کی موت کے بارے میں تمھاری میڈیکل سائنس کی کیا دریافت ہے؟" میں نے کیلاش سے پوچھا۔

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اوم پرکاش ڈپتھیریا کے خطرناک مرض کے اچانک حملے کا شکار ہوا ہے۔" کیلاش نے مجھے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔ "اس مرض میں حلق کی نالی پر مکڑی کے جالے نما ایک سفید دھند تیزی سے اپنا حجم بڑھاتی ہے اور اگر فوری طبی امداد نہ دی جائے تو مریض دم گھٹ کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ بے حد خطرناک اور موذی مرض ہے۔"

"کیا میرے دشمنوں کو بھی تمھاری پوسٹ مارٹم کا علم ہو گیا ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آنند کمار نے اس رپورٹ کو بہت زیادہ اہمیت دے رکھی ہے۔"

"وہ ایسا کرنے پر مجبور ہے۔" میں بے اختیار مسکرا دیا۔ "پنڈت اوم پرکاش کی موت کو اگر اتفاقیہ اور طبعی ظاہر نہ کیا گیا تو حسین آباد میں فرقہ وارانہ فساد پھیلنے کا خطرہ ہے اور اگر ایسا ہوا تو آنند کمار کی کرسی بھی ضرور متاثر ہو گی۔"

"آج میں نے ایک بات اور بھی محسوس کی ہے" کیلاش نے کچھ توقف سے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا "ممکن ہے وہ میرا وہم ہی ہو لیکن میرا خیال ہے کہ کچھ لوگ بھیس بدل کر اسپتال کی کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"لیکن اسپتال کو کوئی نقصان پہنچا کر انھیں کیا حاصل ہوگا؟"

"اگر وہ محض اسپتال کو نقصان پہنچانا چاہتے تو اس کے لیے نگرانی کی کیا ضرورت تھی، رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ جب چاہیں ایسا کر سکتے ہیں۔"

"پھر، وہ اور کس چیز کی تلاش میں ہیں؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو وہ دیوان جی کی نگرانی پر تعینات کیے گئے ہیں۔" کیلاش نے دبی زبان میں کہا "پجاریوں کی لاشوں کے پاس دیوان جی کی جو ٹوپی ملی تھی وہ یقیناً پولیس کے ریکارڈ میں بڑی اہمیت کی حامل ہوگی لیکن اسی رات چونکہ دیوان جی کے مکان کو بھی آگ لگا دی گئی اس لیے بات دب کر رہ گئی۔"

"وہ اگر چاہیں تو دیوان جی کا بیان بھی لے سکتے ہیں، اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میرے دشمنوں نے دیوان جی کو پھنسانے کی خاطر ایک خوب صورت جال بنایا ہو اور.....!"

"میں ہر حال میں تمھارا دوست ہوں جمال۔" کیلاش نے میری بات کا مقصد سمجھتے ہوئے کہا پھر بولا "میرا خیال ہے کہ جو لوگ اسپتال کی نگرانی کر رہے ہیں وہ پولیس کے سادہ لباس والے نہیں ہو سکتے۔"

"پھر۔ وہ کون ہوں گے ؟"

"ہمارے دشمن۔ انھیں یقیناً دیوان جی کے سلسلے میں ایک ایک لمحے کی خبر درکار ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دیوان جی کو ٹھکانے لگانے کے لیے اسپتال کے اردگرد منڈلا رہے ہوں۔"

"کیلاش، تم.....!"

"گھبراؤ نہیں۔" کیلاش نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا "موت اور زندگی بھگوان کے اختیار کی بات ہے لیکن میں نے اپنی طرف سے اسپتال کے عملے کو دیوان جی کا ہر طرح خیال رکھنے کی تاکید کر دی ہے، اس کے علاوہ ایک قابل اعتماد چوکیدار کی خفیہ ڈیوٹی بھی لگا دی ہے کہ اگر اسپتال کے جانے پہچانے عملے کے علاوہ کوئی شخص کمرے میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ کوئی نرم برتاؤ نہ کیا جائے۔"

کیلاش کی بات سن کر میں ایک لمحے کو لرز کر رہ گیا۔ اگر دشمن دیوان جی کی موت کے خواہاں تھے تو وہ اسپتال کے عملے کے کسی فرد کو بھی بھاری معاوضہ دے کر خرید سکتے تھے اور اس طرح زہر دلوا کر، انھیں بہ آسانی موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا تھا۔ میں نے اس تشویش کا اظہار کیلاش پر بھی کرنا چاہا لیکن پھر مجھے اچانک جگن کا خیال آ گیا۔ وہ حسین آباد میں دلاور مرزا کے خون کا انتقام لینے آیا تھا۔ اس نے دیوان جی کی حفاظت کے خیال کو بھی نظرانداز نہیں کیا ہوگا اور پھر مجھے اس تعویذ کا خیال بھی آ گیا جو دیوان جی کے بازو پر موجود تھا۔ اس برکتی تعویذ کی موجودگی میں ناپاک اور گندی طاقتیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں۔

"تم کس سوچ میں گم ہو گئے؟" کیلاش نے میری اچانک خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے پوچھا پھر خود ہی مجھے یقین دلاتے ہوئے کہا "تم میرے عزیز ترین دوست ہو جمال، مجھ پر اعتماد رکھو۔ اگر کوئی ضرورت پیش آئی تو میں دیوان جی کی خاطر اپنی زندگی قربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔"

"مجھے یقین ہے کیلاش۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا "کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم دیوان جی کو اسپتال سے اپنی حویلی میں منتقل کر دیں؟"

"میں اس پہلو پر بھی غور کر چکا ہوں۔ میں نے دیوان جی کی دل جوئی کی خاطر ان کے سامنے بھی یہی مشورہ پیش کیا تھا لیکن انھوں نے بڑی سختی سے میری تجویز مسترد کر دی۔" کیلاش نے مجھے بتایا "دیوان جی کا خیال ہے کہ اگر انھیں حویلی میں لایا گیا تو پولیس ان کی طرف سے زیادہ چوکنا ہو جائے گی۔"

"کیا تم ان چہروں کو پہچانتے ہو جو اسپتال کے اردگرد منڈلا رہے ہیں؟"

"نہیں۔ میں نے انھیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے وہ جس حلیے میں مجھے نظر آئے ہوں وہ ان کے اصل حلیے نہ ہوں۔"

"کیا یہ مناسب ہوگا کہ تم اپنی طرف سے پولیس میں اس بات کی رپورٹ درج کرا دو کہ کچھ مشکوک لوگ تمھارے اسپتال کے آس پاس منڈلاتے دیکھے جا رہے ہیں؟" میں نے کہا "اس طرح ضابطے کی کارروائی بھی مکمل ہو جائے گی اور خدانخواستہ اگر حالات نے کوئی سنگین صورت اختیار کر لی تو یہی رپورٹ ہمارے لیے کارآمد بھی ثابت ہو سکے گی۔"

"میں نے بھی یہی سوچا تھا، اب تمھارا بھی یہی مشورہ ہے تو میں کل ہی متعلقہ تھانے میں اپنی تحریری رپورٹ پیش کر دوں گا۔" کیلاش نے جواب دیا پھر مجھ سے درخشاں کی خیریت دریافت کرنے لگا۔

رات کے کھانے پر جیکب بھی ہمارے ساتھ شریک تھا۔

سلویا کی اچانک موت نے اسے حد درجہ سنجیدہ بنا دیا تھا۔ اس وقت بھی وہ سر جھکائے خاموشی سے کھانے میں مصروف تھا تب کیلاش نے اچانک ایک نیا مسئلہ چھیڑ دیا۔

"جیکب، میں دیکھ رہا ہوں کہ بھابی سلویا کے بعد سے تم نے دنیا کے ہنگاموں میں دل چسپی لینا قطعی ترک کر دیا ہے۔"

"یہ دنیا ایک ناپائیدار اور عارضی جگہ ہے میرے دوست۔" جیکب نے گلاس اٹھا کر پانی کا ایک گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے کہا "جو یہاں کے ہنگاموں میں الجھ جاتے ہیں وہ اپنی عاقبت کا ستیاناس کر لیتے ہیں۔"

"لیکن سلویا کی زندگی میں تو تم خاصے ہنس مکھ اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔" کیلاش نے کہا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا "کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکو گے کہ ہنسنا بولنا اور خوش رہنا صحت کے لیے بے حد مفید اور زندگی کی بہترین علامتیں ہیں۔"

"تم مجھے کیا درس دینے کی کوشش کر رہے ہو؟" جیکب نے خشک لہجے میں دریافت کیا۔

"میں تمھیں ایک موٹی سی بات بتانا چاہتا ہوں۔ انسان وہی ہے جو اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے خوش رہنے اور مسکرانے کا عادی ہو۔"

"میں اب بھی تمھارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"میرا اشارہ درخشاں بھابی کی طرف ہے۔" کیلاش نے اپنا کھانا جاری رکھتے ہوئے کہا "جب تک سلویا زندہ تھی وہ بھابی کی خدمت اور دل جوئی میں اپنا بیشتر وقت صرف کرتی تھی، اب یہ ذمے داری تمھارے اوپر عائد ہوتی ہے۔"

کیلاش کے اس جملے پر میں زیر لب مسکرا دیا۔ درخشاں چونک کر کیلاش کو ——— دیکھنے لگی اور جیکب نے یوں بے وقوفوں کی طرح منہ کھول کر پلکیں جھپکانا شروع کر دیں جیسے کیلاش کی بات اس کے سر سے گزر گئی ہو۔

"مجھے یقین تھا کہ تمھاری موٹی عقل میری بات کو ہضم نہیں کر سکے گی۔" کیلاش نے بدستور سنجیدگی سے کہا "دراصل میں تم کو یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ ہنسنا بولنا بھی عین عبادت ہے اور تم نے آج کل یہ عبادت ترک کر رکھی ہے۔"

"جیکب بھائی۔" درخشاں نے کیلاش کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا "سلویا کی موت کا غم مجھے بھی ہے، اس کی جدائی کی وجہ سے میں خود کو بالکل تنہا محسوس کرنے لگی ہوں لیکن قدرت کو یہی منظور تھا۔"

"میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم اب اپنی ضد چھوڑ دو اور حویلی میں آ جاؤ۔" میں نے تجویز پیش کی "سلویا کی زندگی میں تمھارا علیحدہ رہنے کا مقصد سمجھ میں آتا تھا لیکن اب.....!"

"ہو سکتا ہے کہ اب بھی یہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر علیحدہ رہنا پسند کر رہا ہو۔" کیلاش نے لقمہ دیا تو جیکب کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

"میں تم سے کسی معیاری جواب کی توقع بھی نہیں کر سکتا تھا۔" اس نے برا سا منہ بنا کر خشک لہجے میں کہا۔

"تمھاری دوری ہی کی وجہ سے میرا معیار بھی بری طرح متاثر ہوا ہے اسی لیے ہماری درخواست ہے کہ تم اب حویلی میں ہمارے ساتھ رہو۔" کیلاش نے نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا پھر درخشاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "کیوں بھابی۔ کیا آپ کو ہمارے ننگے سروں پر فادر جیکب کے مقدس سائے کی کمی نہیں محسوس ہوتی؟"

"کیوں جیکب بھائی۔ کیا آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے؟" درخشاں نے براہ راست جیکب کو مخاطب کیا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن.....!"

"شرط یہ ہے کہ آپ آئندہ سے جیکب بھائی کے بجائے اسے صرف جیکب کہا کریں۔" کیلاش نے درمیان میں لقمہ دیا تو جیکب کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیلاش کو گھورتے ہوئے غصے سے بولا۔

"تم انتہائی بے ہودہ شخصیت کے مالک ہو۔"

"اور تم انتہائی سخت گیر قسم کے کھوسٹ پادری واقع ہوئے ہو جسے اتنا بھی نہیں معلوم کہ کسی کے وقت پر کام آ جانا اور کسی کا دل نہ توڑنا بھی ایک افضل عبادت ہے۔" کیلاش نے تیزی سے کہا "درخشاں بھابی تم سے کس قدر اپنائیت اور پیار سے حویلی میں قیام کرنے کو کہہ رہی ہیں اور تم ہو کہ منہ پھلائے بیٹھے ہو۔"

"یہ میرا اور مسز جمال کا ذاتی معاملہ ہے۔ تم اس حویلی کے مالک نہیں ہو۔" جیکب نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"اسی لیے تو تمھیں سمجھا رہا ہوں کہ مفت کی قاضی کو بھی حلال ہوتی ہے۔" کیلاش برجستہ بولا "چلے آؤ پہلی فرصت میں سامان سمیٹ کر مکان کا کرایہ ہی بچتا رہے گا۔"

"تم اس سے زیادہ اور سوچ بھی کیا سکتے ہو۔ ڈاکٹر جو ٹھہرے جس کا کام ہی سیدھے سادے مریضوں کو لوٹنا ہوتا ہے۔"

"کبھی مریض بن کر میرے اسپتال میں آ گئے تو تمھاری بھی خیر نہیں۔"

"بری بات ہے کیلاش۔" میں نے جیکب کی حمایت کرتے ہوئے کہا "تم کیوں بلاوجہ جیکب کو چھیڑ رہے ہو۔"

"آپ بھی اب تیار ہو جائیے نا جیکب بھائی۔" درخشاں نے اصرار کیا۔ "میرا دل بھی بہل جائے گا۔"

"دل بھی بہل جائے گا اور کسی سہیلی کی کمی کا احساس بھی دور ہو جائے گا۔"

کیلاش نے اس بار کچھ اتنی سنجیدگی اور معصومیت سے کہا کہ درخشاں کے علاوہ خود جیکب بھی اپنے ہونٹوں پر ابھرنے والی بے اختیار مسکراہٹ پر قابو نہ پا سکا۔ درخشاں کے ایک دو بار مزید اصرار پر جیکب نے ہامی بھر لی کہ وہ بہت جلد اپنا سامان لے کر حویلی میں ہمارے پاس آجائے گا۔ مجھے اس بات پر بے حد خوشی ہوئی، ہمارے قریب رہنے سے جیکب کو سلویا کے بھلانے میں زیادہ آسانی ہوتی جس کی جدائی نے اسے حد درجہ اداس اور کم سخن بنا دیا تھا۔

اس رات اپنی خواب گاہ میں جانے کے بعد بھی ہم آپس میں بہت دیر تک جیکب کی باتیں کرتے رہے۔ درخشاں کیلاش اور جیکب کے درمیان ہونے والی گفتگو یاد کر کے ہنستی رہی پھر ہم دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئے۔

وہ رات میرے لیے بے حد پرسکون تھی۔ جگن کی آمد نے مجھے حالات کی جانب سے بے فکر کر دیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ گنیش مہاراج اور رام لال نے بھی پنڈت ادم پرکاش کی پُراسرار قوت کے پیچھے کسی مضبوط ہاتھ کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا یہی وجہ تھی جو گنیش مہاراج نے اسپتال سے جانے میں بڑی عجلت سے کام لیا اور پھر خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے اطراف کوئی منڈل (حصار) کھینچ کر دوسروں کی نگاہوں سے روپوش ہو گیا۔

جب تک میں تنہا تھا وہ اپنی شیطانی اور گندی طاقتوں پر اچھلتے کودتے رہے۔ مجھے حویلی سے باہر نکلنے کی خاطر انھوں نے بے گناہوں کے سکون و آرام کو تباہ کر دیا تھا۔ درندوں کی طرح پوری بستی میں دندناتے پھرتے تھے جسے چاہتے بے عزت کر دیتے۔ انھیں اپنے جنتر منتر اور طاقت پر بڑا ناز تھا۔ اسی غرور کے نشے نے انھیں اندھا کر دیا تھا۔ پولیس کی در پردہ حمایت پا کر وہ اپنی من مانی کرنے کے لیے آزاد تھے، انھیں اپنی اکثریت پر بھی گھمنڈ تھا۔ دھرم کی آڑ لے کر جو چاہتے کر گزرتے۔ دیوی دیوتاؤں کے نام پر جس کی پگڑی چاہتے اچھال دیتے۔

پھر وہ خوں ریزی اور خباثت پر اتر آئے۔ انھوں نے بے گناہ دلاور مرزا کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ کیلاش کو بھی اس بات کی دھمکی دی گئی کہ اگر اس نے مجھے اور درخشاں کو حویلی کے احاطے سے باہر لانے میں ان کا ہاتھ نہ بٹایا تو وہ اسے بھی دشمنوں کی فہرست میں شمار کر کے ٹھکانے لگا دیں گے لیکن انھیں جگن کے ایک ہی وار نے پسپا ہو کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ وہ ایک جوابی حملہ بھی برداشت نہ کر سکے کسی کونے کھدرے میں جا کر روپوش ہو گئے۔

رات بھر سوتے میں بھی جگن چمار کا تصور میرے خوابوں میں گھومتا رہا۔ دوسری صبح میں بیدار ہوا تو اخبار کی پہلی سرخی پر نظر پڑتے ہی میرے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ میں نے جلدی سے آنکھیں مل کر دوبارہ اسی سرخی پر نظر ڈالی تو مجھے یقین آگیا کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا ہوں۔

میں پوری توجہ سے رام لال کی موت کی خبر پڑھنے لگا۔

پجاری رام لال کی ہولناک موت کی خبر میرے لیے بے حد تعجب خیز تھی۔ جگن چمار نے صرف ایک دن پہلے کہا تھا کہ اس نے رام لال کا نمبر لگا دیا ہے اور صبح ہوتے ہی اس کی مرضی کے عین مطابق تمام اخبارات میں رام لال کی موت کی خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔

دلوان جی نے مجھ سے کہا تھا کہ جگن سفلی عمل میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ مرحوم دلاور مرزا اسی کو بلانے کے لیے الٰہ آباد گیا تھا لیکن میرے دشمنوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جواب میں جگن کی پراسرار طاقت نے پہلے پنڈت ادم پرکاش کو حیرت انگیز طور پر ٹھکانے لگایا اور اب رام لال کو بھی جہنم رسید کر دیا گیا تھا۔

اخبارات کی اطلاع کے مطابق پجاری رام لال گزشتہ رات تقریباً ایک اور دو بجے کے درمیان اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر آنند کمار کے بنگلے کی پچھلی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوا اور کسی طرح کماری نرملا کی خواب گاہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ کماری نرملا اس وقت اپنے کمرے میں محو خواب تھی جب رام لال نے جو شراب کے نشے میں بری طرح دھت تھا اسے جگا کر اپنی نفسانی خواہشات کا شکار کرنا چاہا۔ کماری نرملا نے پہلے تو اپنے بچاؤ کے لیے بھرپور مزاحمت کی لیکن جب اس نے اپنی عزت خطرے میں دیکھی تو تکیے کے نیچے سے اپنا ریوالور نکال کر رام لال کو بھون ڈالا۔ رام لال کا دوسرا ساتھی جو خواب گاہ کے دروازے پر اس مقصد سے تعینات تھا کہ کسی بیرونی مداخلت کے بارے میں رام لال کو خطرے سے آگاہ کر سکے۔ گولیاں چلتے ہی وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

پریس رپورٹر کے مطابق جس وقت پولیس آنند کمار کے بنگلے پر تفتیش کی غرض سے پہنچی کماری نرملا بری طرح بدحواس تھی، رام لال کے خون نے پوری خواب گاہ کو رنگین بنا دیا تھا۔ کماری نرملا پولیس کے جائے واردات تک پہنچنے تک پجاری

ی لاش کے قریب ہی کھڑی اسے یوں حیرت انگیز یٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے انی پر شبہ ہو رہا تھا۔

فتیش کے دوران کماری نرملا نے یہی بیان دیا کہ وہ اس سے قبل رام لال سے قطعی ناواقف تھی۔ نرملا نے کہا کہ ت نیند سے بیدار ہوئی رام لال اس پر جھکا ہوا اسے ی کوشش کر رہا تھا۔ کسی اجنبی کو اتنی رات گئے اپنی اہ میں دیکھ کر اس کا بوکھلا جانا قدرتی بات تھی پھر بھی اس زی میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کی، ت بچانے کی خاطر وہ برابر جدوجہد کرتی رہی لیکن جب حسوس کیا کہ مقتول اس کے مقابلے میں کہیں زیادہ رہے تو اس نے اپنا ریوالور جو اس کے بستر پر تکیے کے ے موجود تھا نکال کر رام لال پر بے دریغ فائرنگ دی۔

پولیس کو اپنا بیان دیتے وقت کماری نرملا نے اس شبہ کا ا کیا کہ کسی نے اس کے خواب گاہ کے دروازے کی دوسری ا رکھی ہوگی جس کے ذریعے دروازے کو بہ آسانی کھول ن پولیس کو وہاں سے ایسی کوئی چابی نہیں مل سکی۔

مجرم کے سلسلے میں کماری نرملا نے کہا کہ وہ اس کی محض ک دیکھ سکی تھی، خود کو رام لال کی گرفت سے آزاد کرانے یں وہ اس درجہ بوکھلائی ہوئی تھی کہ دوسرے مجرم پر ح توجہ نہ دے سکی البتہ فائرنگ کے بعد جب اس ے کی سمت نگاہ اٹھائی تو وہاں کوئی بھی موجود ا۔

خبارات کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق ڈپٹی کمار الٰہ آباد گئے ہوئے تھے جہاں انھیں اپنے ایک کی شادی میں شرکت کرنا تھی اور ان کی غیر موجودگی اٹھاتے ہوئے مقتول رام لال نے کماری نرملا پر ہاتھ نے کی کوشش کی تھی لیکن اپنے ناپاک ارادے میں ہو سکا۔ تفصیل کے مطابق آنند کمار کا پیاں پریس واپس نہیں آئے تھے۔ پریس رپورٹر نے جہاں دوسری کو بے حد تفصیل کے ساتھ لکھا تھا وہاں اس بات حیرت کا اظہار کیا تھا کہ گولیاں چلنے کی آواز نہ تو سی ملازم نے سنی اور نہ ہی چوکیدار کو اس کی آواز نے کا علم تمام ملازمین کو اس وقت ہوا جب پولیس کی غرض سے موقع واردات پر پہنچی۔

رپورٹ کے مطابق رام لال کے جسم پر پانچ جگہ گولیوں کے نشانات پائے گئے۔ دوسری سب سے اہم اور حیرت انگیز خبر یہ تھی کہ پولیس وہاں کسی عورت کا فون موصول ہونے کے بعد پہنچی تھی جب کہ کوٹھی پر اس وقت کماری نرملا کے علاوہ کوئی دوسری عورت موجود نہیں تھی اور کماری نرملا کا بیان تھا کہ اس نے پولیس کو فون نہیں کیا۔ تفصیلی رپورٹ کے ساتھ ہی جائے واردات کی کچھ تصاویر بھی شائع ہوئی تھیں جن میں کماری نرملا شب خوابی کے لباس میں کھڑی تھی اور اس کے چہرے سے دہشت نمایاں نظر آ رہی تھی ایک دوسری تصویر رام لال کی اکڑی ہوئی لاش کی تھی۔ لاش خواب گاہ میں مسہری کے قریب فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ رام لال کی نگاہیں حلقوں سے اس طرح ابلی ابلی نظر آ رہی تھیں جیسے اسے خود بھی اپنی موت پر حیرت ہو۔

میں نے پوری خبر کو دو تین بار بے حد غور اور دھیان سے پڑھا۔ کچھ باتیں ایسی تھیں جنھوں نے مجھے بھی ششدر کر دیا۔ رپورٹ کے مطابق کماری نرملا کے ریوالور سے پوری پانچ گولیاں چلائی گئی تھیں جو ساری کی ساری مقتول کے جسم میں پیوست ہو گئی تھیں لیکن پانچ بار فائرنگ کی آواز گونجنے کے بعد بھی کسی ملازم کو کانوں کان اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ کوٹھی کے تین ملازم پولیس کے آنے کے بعد ہی جگائے گئے تھے البتہ چوکیدار صدر دروازے پر اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا لیکن اس نے بھی گولیاں چلنے کی کوئی آواز نہیں سنی تھی۔ دوسری اہم بات رام لال کا خواب گاہ میں داخل ہونا تھا۔

کماری نرملا کے بیان کے مطابق اس نے سونے سے پیشتر حسب معمول خواب گاہ کے دروازے کو خود اپنے ہاتھوں سے مقفل کیا تھا، دروازہ بند کرنے کے بعد اس نے چابی اپنے بستر پر چادر کے نیچے رکھ دی تھی جو بعد میں اسی جگہ سے دستیاب ہو گئی۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر خواب گاہ کی دوسری چابی بنوائی گئی تھی تو وہ چابی کہاں گئی۔ کیا دوسرا شخص فرار ہوتے وقت اسے اپنے ساتھ لے گیا؟

اور وہ دوسرا شخص کون تھا۔

میں خاصی دیر تک ذہنی جمناسٹک کرتا رہا اور آخر کار تھک ہار کر جگن کی پیش گوئی کے پیش نظر اسی نتیجے پر پہنچا کہ رام لال کی موت میں جو نکتے پولیس اور سراغرسانوں کے لیے بھی باعث تشویش اور ناقابل یقین ثابت ہو سکتے ہیں ان کی پشت پر سوائے جگن چمار کے سفلی عمل کے اور کسی کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔

اس خیال سے کہ کہیں درخشاں اس واردات سے متاثر نہ

ہو میں نے اخبارات اٹھا کر ڈرائنگ روم میں رکھوا دیے یوں بھی درخشاں اخبار پڑھنے کی عادی نہیں تھی لیکن میں نے پھر بھی احتیاط لازم سمجھی۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد درخشاں باورچی خانے میں خانساماں کو کھانے کے بارے میں ضروری ہدایت دینے چلی گئی تو میں ٹہلتا ہوا باہر لان پر آ گیا جہاں موسم نہایت خوش گوار تھا لیکن میرا ذہن موسم سے زیادہ رام لال کی موت کا عقدہ حل کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کسی طرح فوری طور پر جگن سے ملاقات کر کے اس سے اصل بات معلوم کر سکوں جہاں تک بچاری رام لال کی موت کا تعلق تھا جگن اس کا نمبر لگا چکا تھا لیکن میرے لیے جو بات اہمیت رکھتی تھی تو وہ یہ تھی کہ جگن نے کماری نرملا اور آنند کمار کی ذات کو رام لال کی موت کے ساتھ کس لیے نتھی کر دیا تھا۔

شام تک میرا ذہن رام لال اور جگن کی ذات میں الجھا رہا میرا خیال تھا کہ شاید جگن چمار از خود مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حالات کی نزاکت کے تحت غالباً اس نے مجھ سے دور رہنا ہی زیادہ مناسب سمجھا تھا۔

درخشاں کو اس واردات کے بارے میں مطلق کوئی علم نہیں تھا لیکن اس وقت جب وہ پائیں باغ میں سبزے پر میرے ساتھ بیٹھی چائے پی رہی تھی اور ملازم نے خلافِ توقع مجھے ڈپٹی کمشنر آنند کمار کے آنے کی اطلاع دی تو میرے علاوہ درخشاں بھی چونک اٹھی۔ میں نے ملازم سے کہا کہ وہ آنند کمار کو عزت سے ڈرائنگ روم میں بٹھائے، میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔

”کیا بات ہے جمال؟“ ملازم کے جانے کے بعد درخشاں نے بے حد سنجیدگی سے دریافت کیا۔ ”یہ آنند کمار اس وقت کس مقصد سے آیا ہے؟“

”میرا خیال ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سلسلے میں مجھ سے کوئی قانونی مشورہ لینے کی غرض سے آیا ہوگا۔“ میں نے بظاہر بے پروائی سے کہا۔

”کیا ہوا اس کی بیوی کو؟“ درخشاں نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

”کل رات کسی نے خواب گاہ میں داخل ہو کر اس کی عزت سے کھیلنے کی کوشش کی تھی اور نرملا نے خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔“ میں نے بدستور بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔ ”میرا خیال ہے کہ آنند کمار اسی سلسلے میں آیا ہوگا۔“

میں درخشاں کو تسلی دینے کے بعد لباس تبدیل کر[کے ڈرائنگ] روم میں داخل ہوا تو میری توقع کے عین مطابق آن[ند کمار اس] وقت بے حد فکرمند نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے [...] ٹپک رہی تھی، وقت کی ایک ہی کروٹ نے اس کے [...] نکال دیے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھ[ڑا ہوا]۔

”مسٹر جمال!“ وہ بنا کسی تمہید کے بولا۔ ”میں [...] نرملا کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ [...] اخبارات کے ذریعے واقعات کا تھوڑا بہت علم ہو گیا [ہوگا]۔“

”مجھے بے حد افسوس ہے مسٹر آنند۔“ میں نے [...] کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ ”[...] میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں؟“

”میری درخواست ہے کہ آپ کسی طرح نرملا [...] کرا لیں۔“ آنند کمار نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ”[اس] کیس میں اپنے کسی ذاتی اثر و رسوخ کو نہیں استع[مال کرنا] چاہتا۔“ میں دنگ رہ گیا۔ کیوں کہ علاقے میں ا[...] تھے جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی شاید یہ بھی [...] کارنامہ تھا۔ ”آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن آپ تو [...] میں نے پریکٹس......!“

”پلیز مسٹر جمال۔“ آنند کمار تیزی سے میری با[ت کاٹتے] ہوئے بولا۔ ”میری عزت بچا لیجیے۔ میں جیون بھر آ[پ کا یہ] احسان یاد رکھوں گا۔“

میں نے کچھ پس و پیش کے بعد مصلحتاً آنند کما[ر کی درخواست] قبول کر لی تو اس کی آنکھوں میں امید کی کرن جا[گ اٹھی]۔

”کیا اخبارات میں جو تفصیلات آ چکی ہیں وہ د[رست ہیں؟]“ میں نے کچھ توقف کے بعد سوال کیا۔

”کچھ نئے حالات بھی سامنے آئے ہیں۔“ آ[نند کمار نے] تیزی سے جواب دیا۔ ”میں ابھی یہاں سے جاتے ہی [انسپکٹر] جگدیش کو ہدایت کر دوں گا کہ وہ آپ کے ساتھ [تعاون] کرے۔ کیس کی تفتیش اسی کے ذمے ہے آپ [...] پوری فائل کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔“

”میں صبح ہوتے ہی کماری نرملا کے سلسلے [میں] وکالت نامہ داخل کر کے ضمانت کی کوشش شرو[ع کر دوں گا] اور مجھے امید ہے کہ میں ضمانت کرانے میں کامیا[ب ہو] جاؤں گا لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ میں وکالت نامہ دا[خل کرنے] سے پیشتر کماری نرملا سے ملاقات کر سکوں؟“

”کیا یہ ملاقات ضروری ہے؟“

”جی ہاں۔“ میں نے پیشہ ورانہ انداز میں [...]

[...] وکالت نامہ پر دستخط کرانے کے علاوہ میں کچھ ضروری باتیں [...]بھی دریافت کرنا چاہوں گا۔ کچھ ایسے اہم نکتے جن پر ضمانت [کا] انحصار ہوگا۔“

”میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں بھی جگدیش آپ کی [مد]د کر سکے گا۔“

”ٹھیک ہے۔ آپ گھر پہنچ کر انسپکٹر جگدیش کو ضروری [ہد]ایت کر دیں، میں اندھیرا پھیلنے کے بعد کسی وقت بھی اس [س]ے رابطہ قائم کر لوں گا۔“

”مسٹر جمال! میں......!“

”پلیز مسٹر آنند۔“ میں نے ڈپٹی کمشنر کی آنکھوں سے [...]ں کے احساسات کا اندازہ لگاتے ہوئے جلدی سے کہا۔ ”[آ]پ مجھ پر بھروسہ رکھیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ [بح]یثیت بیرسٹر میں کماری نرملا اور آپ کی عزت اور [شہ]رت کا تحفظ کرنا اپنا اولین فرض سمجھوں گا۔“

”میں آپ کا یہ احسان......!“

”دوستوں کے حساب ہمیشہ دل میں ہوتے ہیں۔“ میں نے [ا]یک بار پھر آنند کمار کو جملہ مکمل کرنے کا موقع نہیں دیا۔ پھر [کچ]ھ دیر بعد اسے رخصت کرنے کی خاطر میں بطورِ خاص حویلی [کے] بیرونی پھاٹک تک اس کے ساتھ گیا تھا۔

وقت میرے حق میں سازگار ہو رہا تھا، حالات نے [آن]ند کمار کو میری دہلیز پر جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں نے اس [مو]قعے کو رائیگاں نہیں جانے دیا۔ اسی رات میں انسپکٹر جگدیش [سے] ملا جسے میرے سلسلے میں آنند کمار کی جانب سے ہدایت مل [چ]کی تھی بظاہر اس نے بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا مگر [اس] کی آنکھوں میں تعصب کی جو چنگاریاں روشن تھیں وہ میری [نگ]اہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے [مص]افحہ کیا پھر کچھ دیر بعد میں انسپکٹر جگدیش کے ہمراہ حوالات [میں م]وجود تھا جہاں مجھے کماری نرملا سے ملاقات کرنا تھی۔

پہلی نظر میں کماری نرملا مجھے بے حد مختلف نظر آئی۔ [ح]الات کی ستم ظریفی نے ایک ہی جھٹکے میں اس کے چہرے [کی ت]مام زندگی نچوڑ کر رکھ دی تھی۔ اس کی آنکھیں بے نور اور [...]م نظر آ رہی تھیں، گداز ہونٹ جن کی ایک مسکان ہی دلوں [کو ج]لا کر خاکستر کر دیتی تھی، ماند ماند سی تھی۔ گالوں پر وہ میک اپ [بھی] نہیں تھا جو اس کے حسن کو چار چاند لگا دیتا تھا۔ لباس [بھ]ی بے حد معمولی درجہ کا تھا جسے غالباً محض ستر پوشی کے [لی]ے زبردستی زیبِ تن کر لیا گیا تھا۔

نرملا آنند کمار کی دوسری بیوی اور آنند کمار کے لیے کلیدِ کامیابی تھی اس کے حسن کے پرستاروں اور چاہنے والوں میں وہ سربرآوردہ افراد بھی شامل تھے جن کی آنکھوں کا ایک اشارہ اسے حوالات سے باہر لا سکتا تھا لیکن موقعے کی نزاکت کے پیشِ نظر انھوں نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں اور آنند کمار کو مجبوراً میری چوکھٹ تک آنا پڑا۔

چند لمحے میں خاموش کھڑا کماری نرملا کو دیکھتا رہا، جس وقت میں حوالات میں داخل ہوا وہ اپنے خیالوں میں گم نظریں جھکائے بیٹھی تھی میری آواز پر وہ یوں چونکی جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گئی ہو اور پھر اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے تو جلدی سے اس نے اپنا منہ دیوار کی جانب کر لیا۔

”انسپکٹر!“ میں نے آہستہ سے جگدیش کو مخاطب کیا۔ ”کیا میں تنہائی میں نرملا دیوی سے گفتگو کر سکتا ہوں؟“

جگدیش نے میرا سوال سن کر کوئی جواب نہیں دیا۔ پلٹ کر مجھے تیز نظروں سے گھورا، وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر کچھ سوچ کر سر کو اثبات میں خفیف سی جنبش دی اور ایڑیوں کے بل گھوم کر حوالات سے باہر چلا گیا میں نے اپنا وکالت نامہ جو پہلے سے تیار تھا فائل سے نکالا اور اسے نرملا کے سامنے کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

”نرملا دیوی۔ براہِ کرم اس وکالت نامہ پر اپنے دستخط کر دیجیے۔“

وہ میری بات سن کر تیزی سے پلٹی، شاید اسے اپنی قوتِ گویائی پر شبہ ہو رہا تھا۔ مجھے حیرت سے گھورنے کے بعد اس نے وکالت نامہ کو بہت غور سے دیکھا پھر اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے بھینچ لیا۔ شرمندگی کے احساس اور وقت کی ستم ظریفی نے اسے مہر بلب کر دیا تھا۔

”یہ درست ہے کہ میں وکالت کے پیشے سے منہ موڑ چکا ہوں لیکن آپ کی ضمانت کی خاطر مجھے......“

”مسٹر جمال!“ وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔ ”آنند اگر چاہتا تو وہ بھی میری ضمانت کے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن وہ اپنی شہرت اور ساکھ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ پھر آپ میری خاطر کیوں زحمت اٹھا رہے ہیں۔ پلیز مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے۔“

میں نے نرملا کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات اور اس کی غزالی آنکھوں میں آنند کمار کے نام کے ساتھ کوندنے والی نفرت کو بہت غور سے دیکھا۔ وہ اپنی جگہ حق بجانب تھی۔

"میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ میرا فرض ہے۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیوں۔ کس لیے؟" نرملا نے تیز لہجے میں پوچھا۔ "جب آپ بیرسٹری چھوڑ چکے ہیں تو محض میری خاطر کیوں زحمت اٹھا رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ میری اور آپ کی موجودہ حیثیت اور دگرگوں حالات ایک دوسرے سے بڑی یکسانیت رکھتے ہیں۔" میں نے نہایت چابک دستی سے ایک نفسیاتی حربہ استعمال کرتے ہوئے اسے مطمئن کیا پھر جیب سے قلم نکال کر آہستہ سے نرملا کی جانب بڑھا دیا۔

ایک ثانیے تک وہ میرے جملوں پر غور کرتی رہی۔ وہ میری بات کی گہرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے قلم لیا اور وکالت نامہ پر دستخط کر کے مجھے واپس کر دیا۔

"میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری درخواست رد نہیں کی۔" میں نے وکالت نامہ تہہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ میری ضمانت ہو جائے گی؟" نرملا نے سوال کیا۔ اس کے لہجے میں وہ تڑپ اور بے چینی موجود تھی جو آزادی سلب ہو جانے کے بعد شروع شروع میں ہوتی ہے۔

"میں نے کبھی مایوس ہونا نہیں سیکھا۔" میں نے کہا۔ "میری بھرپور کوشش یہی ہوگی کہ پہلی پیشی پر ہی آپ کی ضمانت ہو جائے۔"

وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"کیا آنند آپ سے ملا تھا؟"

میرے لیے نرملا کا سوال غیر متوقع نہیں تھا لیکن میں مصلحتاً اس کے جواب سے گریز کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"نرملا دیوی کیا آپ اس مفرور شخص کو پہچان سکتی ہیں جو مقتول پجاری رام لال کے ہمراہ تھا؟"

"نہیں۔ میں نے فرار ہوتے وقت اس کی محض ایک جھلک دیکھی تھی۔"

"آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ سونے سے پیشتر آپ خواب گاہ کا دروازہ مقفل کرنا نہیں بھولی تھیں؟"

"جی ہاں۔" وہ سپاٹ اور پژمردہ آواز میں بولی۔ "میں نے اپنے ہاتھوں سے دروازہ لاک کیا تھا۔"

"آپ کے پتی دیو آنند کمار کل رات اپنے دوست کی شادی میں شرکت کرنے کی غرض سے الہ آباد گئے ہوئے تھے اس

بات کا علم آپ کے علاوہ اور کس کو تھا؟" میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ کیا ملازموں کو بھی اس وقت معلوم تھا کہ آنند کمار باہر گئے ہوئے ہیں؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن میرا خیال ہے کہ آنند نے میرے سوا کسی اور سے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہوگا۔" نرملا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "آپ کو جو حالات درپیش ہیں ان کی وجہ سے وہ اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے کا عادی ہو گیا ہے۔ اپنی نقل و حرکت کے سلسلے میں وہ میرے سوا کسی اور پر اعتماد نہیں کرتا۔"

"موجودہ افسوس ناک حادثے کے سلسلے میں آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟"

"میں۔ آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔"

"کیا رام لال اس واردات سے قبل بھی آپ سے ملا تھا؟"

"جی نہیں۔ لیکن......"

"بات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے نرملا دیوی۔" میں نے [illegible] سے کہا۔ "رام لال گنیش مہاراج اور دوسرے پنڈت پجاریوں میں میری ذات سے جو دشمنی لاحق ہے اس کی وجہ تو بیشتر لوگوں کے علم میں ہے لیکن رام لال یا کوئی دوسرا پنڈت پجاری آپ کا دشمن بن جائے اس کی بظاہر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

"آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟"

"اخبارات کی اطلاع اور پولیس رپورٹ کے مطابق مقتول رام لال جس وقت آپ کی خواب گاہ میں داخل ہوا اس وقت وہ نشے میں بری طرح دھت تھا اور تفصیلات کے مطابق اس کی نیت بھی اچھی نہیں تھی لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر مقتول نشے میں ڈوب کر محض اپنی ہوس کی آگ کو بجھانا چاہتا تھا تو اس کے ذہن میں آپ ہی کا خیال کیوں آیا اور پھر آپ کے خواب گاہ کی چابی اس کے پاس کہاں سے آئی؟"

"یہی سوالات تمام رات میرے ذہن میں [illegible] رہے ہیں۔" نرملا نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ایک ذاتی نوعیت کا سوال اور کروں گا۔" [illegible] میں ایک اور تیر چھوڑتے ہوئے سنجیدگی سے [illegible] کیا۔ "آپ نے کبھی میرے سلسلے میں اپنے پتی سے کوئی ایسی بات [illegible] تھی جس میں میری ذات سے ہمدردی کا جذبہ بھی شامل [illegible]"

غالباً میرا چھوڑا ہوا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا تھا۔

"ایک بیرسٹر کی حیثیت سے حادثے کے پس منظر [illegible] کے بارے میں کریدنے کی کوشش کی تھی۔ میں [illegible] جاننا

[illegible] زاویے سے بھی جگن چمار کا نام درمیان میں آئے۔ اگر جگن سفلی [illegible] میں بدنام تھا تو جاگیریں اس کی موجودگی دوسروں کو بھی [illegible] پر مجبور کر سکتی تھی۔ اسی غرض سے میں باتوں کو الجھا کر [illegible] اپنے حق میں ہموار کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اپنے ارادے میں [illegible] نہیں ہوئی۔

"آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے۔" نرملا نے بڑے جذباتی [illegible] میں اپنا ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "میں نے متعدد بار آنند [illegible] کہا تھا کہ وہ آپ کے سلسلے میں اپنی تعصبانہ کارروائی ترک [illegible] لیکن اس نے ہر بار مجھے سختی سے جھڑک دیا۔"

"میرا خیال ہے مسٹر آنند بھی حالات کے سامنے گھٹنے ٹیکنے [illegible] مجبور ہیں۔" میں نے نرملا کے جواب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا پھر [illegible] چونکنے کی نہایت خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے [illegible] "کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گی کہ آپ کے ملازموں میں [illegible] کمار کے لیے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد کون ہو سکتا ہے؟"

"بانکے لال۔" نرملا نے حقارت سے کہا۔ "آنند نے اسے [illegible] کی مخالفت کے باوجود ملازم رکھا ہے۔"

"آپ کی مخالفت کے باوجود۔ میں سمجھا نہیں۔"

"وہ... آنند کمار کو غلط قسم کی لڑکیوں سے بھی ملواتا [illegible] ہے۔" نرملا نے بانکے لال کی شان میں ایک گندی گالی [illegible] ہوئے کہا پھر بپھرے ہوئے انداز میں بولی۔ "ہو سکتا ہے کہ [illegible] خواب گاہ کی چابی اسی۔۔۔ نے رام لال کو فراہم کی ہو۔"

"میں ایک درخواست کروں گا۔" میں نے لوہے کو گرم [illegible] کر ایک آخری ضرب لگاتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ [illegible] گفتگو اس وقت میرے اور آپ کے درمیان ہوئی ہے [illegible] کا علم کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔ آنند کمار کو بھی نہیں [illegible] حالات اور زیادہ سنگین صورت اختیار کر سکتے ہیں۔"

"میں احتیاط رکھوں گی۔" نرملا نے مٹھیاں بھینچ کر ایک [illegible] سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں نفرت اور [illegible] کی چنگاریاں بھڑک کر آہستہ آہستہ شعلے کا روپ اختیار [illegible] جا رہی تھیں۔

"میں اب اجازت چاہوں گا نرملا دیوی۔" میں نے [illegible] دانستہ بڑی رازداری سے دبی زبان میں کہا پھر پلٹ کر [illegible] قدم اٹھاتا حوالات سے باہر آ گیا جہاں تنگ راہداری [illegible] انسپکٹر جگدیش میری راہ دیکھ رہا تھا۔

میں انسپکٹر جگدیش سے رسمی گفتگو کرنے کے بعد [illegible] کے لیے روانہ ہوا تو میرے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔ حالات کی بدلتی کروٹوں نے کچھ ایسا رخ

اختیار کر لیا تھا کہ نرملا کو اپنی بربادی میں آنند کمار اور بانکے لال کی مشترکہ سازش نظر آنے لگی تھی۔ میں نے بھی کماری نرملا کو اشاروں کنایوں میں یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ رام لال کا شراب کے نشے میں دھت ہو کر اتنی رات گئے کسی بری نیت سے اس کی خواب گاہ میں داخل ہونا کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے اور اس سازش میں گھر ہی کے فرد یا افراد کا ہاتھ شامل تھا۔

میرا ہاتھ اسٹیئرنگ پر تھا نظریں ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سڑک پر جمی ہوئی تھیں اور ذہن کماری نرملا کو پیش آنے والے حادثے کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ اچانک حویلی کے قریب ایک سنسان موڑ پر میں نے فل بریک مار کر گاڑی کو روک لیا۔ میرا یہ عمل ہر چند کہ بے حد اضطرابی اور بے اختیار تھا لیکن بلا مقصد نہیں تھا۔

موڑ کاٹتے ہوئے ہیڈ لائٹس کی تیز روشنی محض ایک پل کے لیے اس شخص کے چہرے پر پڑی جو سڑک کے کنارے درخت سے ٹیک لگائے کھڑا تھا لیکن میں نے اسی ایک پل میں اسے پہچان لیا۔ وہ جگن کے سوا کوئی اور نہیں تھا جو گاڑی رکتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا قریب آ گیا۔

"تم۔" میں نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"آپ کی واپسی کی راہ تک رہا تھا مالک۔" جگن نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "کیا رہا آپ کی اور کماری نرملا کی ملاقات کا؟"

"میں نرملا سے وکالت نامے پر دستخط کرانے گیا تھا۔" میں نے تیزی سے کہا پھر بولا۔ "کیا تمہیں حالات کی تفصیل معلوم ہو چکی ہے؟"

"میرا نمبر پنڈت گنیش مہاراج کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ سور کا تخم جگن کی شکتی سے ڈر کر کہیں چھپ گیا ہے۔"

"جگن۔" میں نے بڑی عجلت سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "نرملا کا بیان ہے کہ رام لال کے ہمراہ ایک شخص اور بھی تھا۔"

"یہ سب کالی قوتوں کے کرشمے ہیں مالک آپ ان باتوں میں اپنا سمے کیوں برباد کرتے ہیں؟" جگن نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر اپنا مکروہ چہرہ میرے قریب لاتے ہوئے بڑی رازداری سے بولا۔ "آپ کوئی فکر نہ کریں سرکار۔ کل صبح پہلی ہی پیشی پر نرملا دیوی کی ضمانت ہو جائے گی۔"

"ضمانت ہو جائے گی۔" میں نے تعجب سے پوچھا۔ "لیکن تم۔۔۔۔۔"

"بانکے لال سرکار" جگن نے میرا جملہ کاٹ کر بڑے بے ہودہ انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ "وہ بھری عدالت میں اگر اپنے جرم کا اقرار کرلے تو نرملا دیوی پر کوئی آنچ بھی نہیں آسکے گی۔"

"کیا واقعی بانکے لال بھی اس واردات میں ملوث ہے؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"پھر کبھی آرام سے بتاؤں گا مالک ابھی تو مجھے کسی شمشان گھاٹ (جہاں ہندو مردے جلائے جاتے ہیں) پر بیٹھ کر بانکے لال کا کریا کرم پورا کرنا ہے۔" جگن نے اس بار بے حد سرد اور سفاک لہجے میں جواب دیا پھر اس سے پیشتر کہ میں کوئی دوسری بات کرتا وہ تیزی سے پلٹ کر دوڑتا ہوا تاریکی میں گم ہوگیا۔ میں نے جیب سے رومال نکال کر پیشانی صاف کی پھر کار کو کھلی سڑک پر ڈال دیا۔

دوسری صبح میرے لیے بے حد سنسنی خیز ثابت ہوئی۔ میں نے کچہری پہنچ کر کماری نرملا کے سلسلے میں ضمانت کے کاغذات کے ساتھ اپنا وکالت نامہ داخل کیا تو میری آمد کی خبر نے میرے پرانے واقف کاروں اور ہم پیشہ دستوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی میرے کچھ ساتھی مجسٹریٹ اور جج بھی بن چکے تھے انھوں نے مجھے مبارک باد پیش کی لیکن وہ وکیل اور بیرسٹر جنھیں میری آمد سے اپنی ساکھ اور شہرت ڈوبتی محسوس ہوئی وہ بے حد پریشان تھے میں نے ان باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اس لیے کہ کچہری کا رخ میں نے محض نرملا اور آنند کی خاطر کیا تھا۔ بیرسٹری کا پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ تو میں بہت پہلے ہی کر چکا تھا۔

کماری نرملا کے ضمانت کے کاغذات جس مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے گئے وہ نہایت متعصب اور راشی واقع ہوا تھا پیش کار نے مجھے دبی زبان میں بتا دیا کہ اگر میں نے قبل از وقت ایک معقول نذرانہ مجسٹریٹ صاحب کی خدمت میں پیش نہ کیا تو کسی قیمت پر ضمانت کے معاملے میں میری کامیابی ممکن نہ ہوگی، میں نے پیش کار کی بات ہنس کر ٹال دی شاید اس لیے کہ مجھے یقین تھا کہ جگن نے قبل از وقت کماری نرملا کے سلسلے میں گزشتہ رات جو حتمی فیصلہ کر دیا تھا وہ درست ثابت ہوگا۔

دوپہر تقریباً گیارہ بجے نرملا کے کاغذات مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے گئے۔ عدالت کے روبرو میرے علاوہ سرکاری وکیل بھی موجود تھا جس نے ضمانت کی منظوری کی شدید مخالفت کی اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے اس نے مجسٹریٹ کو باور کرانے کی کوشش کی کہ قاتلہ ایک ذمہ دار اور اہم عہدے پر فائز افسر

ہے اور اگر اس کی ضمانت منظور ہوئی تو حقائق کو مسخ کرنے کی جو کوششیں ہوں گی وہ یقیناً بار آور ثابت ہوں گی ... سے جائز تقاضوں کو پورا کرنے میں دشواریاں پیدا ... سرکاری وکیل پورے آدھے گھنٹے تک اپنی دھواں دھار ... قانونی نکتوں اور اسی قسم کے سابقہ حوالوں سے ... متاثر کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ میں خاموش کھڑا ... کو دھیان سے سنتا رہا۔ جب میری باری آئی تو ... عدالت کے روبرو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ میری ... یہ کہ ایک ذمہ دار افسر کی بیوی ہے بلکہ خود بھی ... ذمہ دار اور قانون کا احترام کرنے والی خاتون ہے۔ ... رام لال اور اس کے ساتھی نے اپنی ناپاک اور مذموم ... کے نتیجے میں عدالت کے کٹہرے میں ایک مجرم اور ... حیثیت سے لا کھڑا کیا ہے۔

... دلائل پیش کرتے ہوئے میں نے عدالت کو یہ بھی باور کرانے کی کوشش کی کہ رام لال کو ٹھکانے ... بعد میری موکلہ نے ایک مجرم اور قاتل کی حیثیت ... ہے لیکن اگر وہ اپنی عزت کی حفاظت نہ کرتی اور اس ... کو لٹ جانے دیتی جو ایک شریف باعزت عورت ... قیمتی اور انمول زیور ہوتی ہے تو وہ معاشرے میں بری ... نظروں سے دیکھی جاتی۔ مجرم رام لال کو اس جرم کی پاداش ... دی جاتی وہ ایک عورت کی لٹی ہوئی عزت کے ... بہت کم ہوتی اور یہ کہ قانون میری موکلہ کی کھوئی ... عزت واپس نہیں دلا سکتا تھا اس لیے میری موکلہ نے ... کو ایک وحشی درندے سے بچانے کی خاطر جو انتہائی ... اقدام کیا وہ ہر چند کہ خلافِ قانون ہے لیکن اسے قابلِ ... قرار نہیں دیا جا سکتا اور جن حالات کے پیش نظر ... ہوا وہ ٹھوس ثبوت کے بعد قابلِ معافی ہے اس لیے ... ضمانت رد کی گئی تو یہ سراسر ناانصافی ہوگی۔ اس کا اثر ... پر برا پڑے گا اور وہ اس زیادتی کے صدمے سے اپنا ... ذہن بھی کھو سکتی ہے جس کا تدارک عدالت کے لیے ... ہوگا۔

عدالت میں آنند کمار بھی موجود تھا جو نہایت اضطرابی ... سے دوچار نظر آرہا تھا۔ میری اور سرکاری وکیل کی ... بحث کے دوران وہ بار بار اپنی نشست پر پہلو بدلنے ... آنند کمار سے زیادہ مجسٹریٹ کے چہرے پر ابھرنے والے ... تاثرات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ سرکاری وکیل کے دلائل سننے کے ... انداز میں اپنے سر کو اثبات کے طور پر جنبش دیتا

اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سرکاری وکیل سے اتفاق کر رہا ہے اس کے برعکس جب میں اپنے ٹھوس دلائل پیش کرنے لگتا تو وہ برا سا منہ بنا کر یا تو مجھے ناگوار نظروں سے گھورتا رہتا یا محض وقت گزارنے کی خاطر اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کے کاغذات الٹنے پلٹنے لگتا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک میرے اور سرکاری وکیل کے درمیان گرما گرم بحث کا سلسلہ جاری رہا پھر اچانک میں نے عدالت میں انسپکٹر جگدیش اور آنند کمار کے ملازم بانکے لال کو داخل ہوتے دیکھا تو یک لخت میرے ذہن کے پردوں پر جگن چمار کا ہیولا ابھر آیا۔ بانکے لال کے ہاتھوں میں ہتھکڑی دیکھ کر ہی میرا ماتھا ٹھنکا تھا۔ پولیس کے درمیان وہ جس انداز میں گردن جھکائے عدالت کے اندر داخل ہوا وہی اسے مجرم ثابت کر رہا تھا۔

انسپکٹر جگدیش نے سرکاری وکیل سے اجازت لینے کے بعد ایک فائل عدالت کے روبرو پیش کی تو کچھ دیر کے لیے سناٹا طاری ہوگیا۔ آنند کمار بھی بانکے لال کو عدالت میں اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا لیکن میں سمجھ چکا تھا کہ اب جگن چمار کا سفلی عمل بساط کا رخ میرے حق میں پلٹنے والا ہے۔

پھر وہی ہوا جو گزشتہ رات جگن نے کہا تھا۔ مجسٹریٹ نے انسپکٹر جگدیش کی پیش کردہ فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد بانکے لال کو حوالات بھیجنے کا حکم صادر فرمایا اور کماری نرملا کی ضمانت منظور کرلی بعد میں مجھے انسپکٹر جگدیش کے ذریعے اس بات کا علم بھی ہوگیا کہ بانکے لال نے اپنے اقبالی بیان میں اس جرم کا اقرار کرلیا تھا کہ وہ مقتول پجاری رام لال سے ملا ہوا تھا نرملا کی خواب گاہ کی دوسری چابی اسی نے بنوا کر رام لال کو دی تھی جس کے عوض رام لال نے اسے دو ہزار روپے دیے تھے۔ انسپکٹر جگدیش نے بانکے لال کے اقبالی بیان کے ساتھ ہی دوسری چابی اور وہ دو ہزار روپے جو اس نے بانکے لال کے کوارٹر سے تلاشی لینے پر برآمد کیے تھے پیش کر دیے جس کے بعد عدالت کے پاس کماری نرملا کی ضمانت منظور کرلینے کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار نہیں تھا۔

میں عدالت سے باہر نکلا تو آنند کمار نے میرے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔

"مسٹر جمال۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

"میں نے جو کچھ کیا وہ میرا فرض تھا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر کہا۔ "ابھی تو صرف ضمانت ہوئی ہے اصل خوشی تو مجھے اس دن ہوگی جس روز کماری نرملا کو باعزت طور پر قتل کے جرم سے بری کر دیا جائے گا۔"

"بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔"

"ہمت سے کام لیجیے مسٹر آنند۔" میں نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ "خدا جو بھی کرتا ہے اس میں انسان کی کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔"

"مجھے اس نمک حرام بانکے لال سے ایسی غداری کی امید نہیں تھی۔" آنند کمار ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ وہ اس حد تک گر سکتا ہے تو میں اسے گولی مار دیتا۔"

"جو شخص لڑکیوں کے کاروبار میں ملوث ہو اس سے شرافت اور نمک حلالی کی توقع کبھی نہیں کی جا سکتی۔"

"کیا مطلب؟" آنند کمار میرا جواب سن کر چونکا۔

"میرا مشورہ ہے کہ جب تک عدالت اس کیس کا کوئی آخری فیصلہ صادر نہ کرے آپ بانکے لال کے سلسلے میں اپنا رویہ اگر حسب سابق دوستانہ ہی رکھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ دوسری شکل میں اس کی زبان کھل گئی تو صورت حال اور زیادہ خراب ہو جائے گی۔"

میرا دوسرا جملہ زیادہ کاری ثابت ہوا۔ آنند کمار اس طرح حیرت سے مجھے گھورنے لگا جیسے میں نے اسے کوئی سنگین جرم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا ہو۔ جواب میں وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں اسے ششدر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا جہاں میرا ڈرائیو میری راہ دیکھ رہا تھا۔

دوپہر کو میں کھانے کی میز پر بیٹھا درخشاں کو حالات کی تفصیل سنا رہا تھا کہ ملازم نے مجھے کماری نرملا کے فون کی اطلاع دی۔ میں نے اپنے ذرائع سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ عدالت کے فیصلے پر اسے فوری طور پر کاغذات کی خانہ پری کے بعد ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔ مجھے اتنی جلدی نرملا کی جانب سے رابطہ قائم کیے جانے کی توقع نہیں تھی چنانچہ جب ملازم نے مجھے فون کی اطلاع دی تو میں درخشاں سے معذرت کرتا ہوا تیزی سے باہر آ گیا جہاں کریڈل سے دور رکھا ہوا ریسیور میری راہ تک رہا تھا۔

"ہیلو۔ جمال اسپیکنگ۔" میں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔

"نرملا۔" دوسری جانب سے نرملا کی آواز سنائی دی۔ "میں آپ کی شکر گزار ہوں مسٹر جمال کہ آپ نے۔۔۔"

"میں آپ کو رہائی کی مبارک باد پیش کرتا ہوں کماری نرملا۔" میں نے اس کی بات پوری ہونے سے پیشتر کہا۔ "اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ کیس سے بھی آپ کو باعزت طور پر بری کرانے کی پوری کوشش کروں گا۔"

"مجھے آپ پر اعتماد ہے۔" نرملا نے جواب دیا۔ "آنند کمار کے یا اعتماد ملازم کے سلسلے میں آپ کا شبہ ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ میں آپ کی ذہانت کی داد دیتی ہوں۔"

"قانونی معاملات میں کامیابی کا سہرا ہمیشہ اسی کے سر ہے جو باریک بینی کا عادی ہو۔" میں نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا پھر پوچھا۔ "کیا مسٹر آنند نے اس مجرم کو تلاش کرنے میں کوئی کامیابی حاصل کی جو حادثے والی رات موقعۂ واردات سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا؟"

"میں نے ابھی تک اس سلسلے میں آنند سے کوئی بات نہیں کی۔" نرملا کے لہجے میں نفرت اور حقارت بھری تھی۔

"آپ اس وقت کہاں سے بول رہی ہیں؟" میں نے اس سے دریافت کیا۔

"فی الحال میں آنند کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوں لیکن کیس کے بعد ہمارے راستے مختلف ہوں گے۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر آپ کو میری ضرورت پیش آئے تو میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گی۔" نرملا نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "میں نے آپ کو محض اسی مقصد سے فون کیا تھا کہ میرے مقدمے کے سلسلے میں آپ آئندہ جو بھی اقدام کریں اس کا علم میرے اور آپ کے سوا کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔"

"کیا مسٹر آنند کو بھی نہیں؟" میں نے نرملا کو کریدنے کی خاطر سنجیدگی سے پوچھا۔

"آنند کو بھی کسی بات کی ہوا نہیں لگنا چاہیے۔" اسے بھی حقارت سے جواب دیا گیا پھر اس کے ساتھ ہی دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ مجبوراً میں نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

مجھے نرملا کے فون سے خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ دشمن کی بساط کا ایک اہم مہرہ اب پوری طرح میرے قبضے میں تھا۔ وقت کی کروٹ میرے حق میں بے حد ساز گار ہوتی جا رہی تھی۔ کل تک آنند کمار میری موت کا خواہاں تھا لیکن اب حالات کے پیش نظر اسے میری زندگی کی ضرورت تھی۔ وہ اگر چاہتا تو میرے خلاف اب کوئی سخت قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اس لیے کہ میں نرملا کا کیس لڑ رہا تھا اور اس لیے بھی کہ وہ پوری طرح میری مٹھی میں تھی۔ نرملا جو آنند کمار کی دکھتی رگ تھی اور اس کے پاس بے شمار ایسے راز بھی محفوظ تھے جن کا اظہار آنند کمار کی تمام ساکھ اور شہرت کو ایک لمحے میں خاک میں ملا سکتا تھا۔

اسی رات مجھے آنند کمار نے فون کر کے ایک نئی اطلاع دی۔ اس کے بیان کے مطابق بانکے لال حوالات میں

پراسرار حالت میں مردہ پایا گیا تھا۔ اس کے جسم پر نہ تو کسی قسم کے زخم کا کوئی نشان تھا نہ ہی بظاہر اس بات کی کوئی علامت نظر آتی تھی جس سے زہر کھا کر خودکشی کے امکانات پر غور کیا جاتا۔ اس کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے کڑی نگرانی میں پولیس کو اسپتال روانہ کر دیا گیا تھا۔

پولیس کو لاش کے پاس سے سرخ رنگ کا ایک کچا دھاگہ ملا تھا جس کے بارے میں یہی خیال کیا جا رہا تھا کہ اس کا رنگ انسانی خون کی وجہ سے سرخ ہو گیا ہے۔ پولیس کے ڈاکٹر نے فوری طور پر لاش کے معائنے کے بعد یہ حیرت انگیز انکشاف بھی کیا تھا کہ بانکے لال کی موت جسم کا سارا خون اچانک خشک ہو جانے کے سبب واقع ہوئی ہے اور اسی انکشاف کی روشنی میں لاش کے قریب پائے جانے والے سرخ دھاگے کو مقتول کی پراسرار موت سے خاص نسبت دی جا رہی تھی لیکن ابھی تک یہ بات ہر شخص کے لیے باعث حیرت بنی ہوئی تھی کہ محض کچے دھاگے کا ایک حقیر ٹکڑا کسی اچھے بھلے اور صحت مند آدمی کی موت کا سبب کیسے بن سکتا ہے؟

آنند کمار سے گفتگو ختم ہونے کے بعد میں نے بانکے لال کی موت کے بارے میں سوچا تو میرے ذہن کے پردوں پر ایک خاکہ ابھر کر تیزی سے واضح ہوتا چلا گیا۔ اور وہ خاکہ جگن ہمار کے سوا کسی اور کا نہیں تھا۔

✿

میں اپنی داستان عبرت کو طول دینے کے بجائے سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ اگر واقعات کو ترتیب اور تفصیل سے لکھوں تو شاید میری عمر وفا نہ کرے اور میری خواہش ہے کہ میں اپنی زندگی کے ان المناک واقعات کو جتنی جلدی ممکن ہو اپنی ڈائری میں قلم بند کر لوں کہ کل نہ جانے حالات کیا رخ اختیار کریں۔

مجھے اپنی جائداد، دھن دولت اور جاگیر سے کوئی دل چسپی نہیں لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری موت کے بعد میرے وہ عزیز و اقارب جو تمام زندگی میری موت کا انتظار کرتے رہے دنیا کو دکھانے کی خاطر مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے سامنے آجائیں اور میرے والد کی جائداد کو ہڑپ کر جائیں۔ آج میرے ساتھ جو کچھ پیش آ رہا ہے وہ مشیت ایزدی بھی ہے لیکن اس میں میرے عزیزداروں کا ہاتھ بھی شامل ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کی مرضی کے بغیر ٹہنی سے ٹوٹا ہوا کوئی سوکھا پتا بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا لیکن بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انسان خود اپنی قسمت رقم کرتا ہے۔ میرے عزیزداروں نے اگر میرے والد کی وفات کے بعد مجھے پریشان نہ کیا ہوتا تو شاید میں نے اکتا کر سفر کرنے کی ٹھانی نہ ہوتی۔ بھٹکتے بھٹکتے میں سری لنکا نہ گیا ہوتا تو کاجل سے میری ملاقات بھی نہ ہوتی اور اگر کاجل سے ملاقات نہ ہوتی تو درخشاں کا نام میری زندگی میں کبھی نہ سنائی دیتا۔

لیکن شاید قدرت کو یہی منظور تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ درخشاں کے ساتھ زندگی کا سفر بے حد سکون و آرام سے طے ہو جائے گا اور میرے عزیز و اقارب جو زہریلے ناگوں کی طرح دور دور کنڈلی مارے بیٹھے مجھے ڈس لینے کے منصوبے بناتے رہتے تھے میری جائداد کے ایک جائز وارث کی پیدائش کے بعد میرا تعاقب چھوڑ دیں گے۔ مگر ایسا نہیں ہوا، میں نے جو خواب دیکھے تھے وہ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے، ہر خواب کی تعبیر میری توقع کے برعکس بڑی بھیانک اور المناک ثابت ہوئی اور میں اب اس روداد کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جگن کے آجانے سے میرے دشمنوں کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔ وہ جو کل تک بڑھ بڑھ کر مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی ٹھان رہے تھے اب اپنی اپنی کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ پنڈت اوم پرکاش اور پھر پجاری رام لال کی موت ان کے ذہنوں کو مفلوج کر گئی تھی پھر حالات میرے حق میں آہستہ آہستہ ساز گار ہوتے چلے گئے۔

کماری نرملا کی ضمانت کے بعد آنند کمار بھی درپردہ میری حمایت کرنے لگا۔ اسے صرف اس بات کا خطرہ تھا کہ بانکے لال کہیں عدالت کے روبرو پیش ہونے کے بعد اپنے سابقہ بیان سے منکر نہ ہو جائے۔ اس کا خطرہ اپنی جگہ درست تھا۔ فوجداری مقدمات میں یہی ہوتا ہے کہ مجرم پولیس کی بے حد اور اندھا دھند مار کٹائی سے بچنے کے لیے اقرار جرم کر لیتا ہے مگر عدالت میں پیش ہونے کے بعد وہ اپنے بیان سے منحرف ہو جاتا ہے اور یہ بھی بتا دیتا ہے کہ اس نے محض پولیس کے ظلم و تشدد سے بچنے کی خاطر جبری طور پر اپنی مرضی کے خلاف بیان دیا تھا اور تب اس کے دیے ہوئے بیان کی ساری اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

آنند کمار کو اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ بانکے لال نے کماری نرملا کے سلسلے میں مرحوم رام لال سے کیوں ساز باز کی، اگر بانکے لال ذہنی طور پر ٹھیک ہوتا تو شاید وہ خود بھی اپنے بیان پر ششدر رہ جاتا لیکن وہ غریب تو مکمل طور پر سفلی کے ناپاک عمل کے زیر اثر تھا اس نے جو کچھ کیا وہ جگن کی مرضی کے عین مطابق تھا۔

بانکے لال کی پراسرار موت نے قانونی پیچیدگیوں کو میرے لیے اور آسان کر دیا۔ مرحوم جو تحریری بیان دے چکا تھا وہ پولیس

کی فائل پر موجود تھا جس نے کماری نرملا کو بچانے میں میری بے حد مدد کی۔ جگن کی گندی طاقت بھی میری پشت پناہی کر رہی تھی اس لیے مجسٹریٹ نے کماری نرملا کو پچاس ہزار روپے جرمانہ اور تا برخواست عدالت کی معمولی سزا دے کر معاف کر دیا۔ اس روز جب وہ عدالت سے بری ہو کر باہر آئی تو اسے خوش ہونا چاہیے تھا لیکن وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی نظر آ رہی تھی۔

"نرملا دیوی میں آپ کو مقتول رام لال کے قتل کے جرم سے رہائی پانے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔" میں نے نرملا کو مبارک باد پیش کی تو اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مگر زہریلا تبسم ابھر آیا۔

"یہ سب آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے مسٹر جمال۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں آپ کا یہ احسان زندگی کی آخری سانسوں تک یاد رکھوں گی۔ آپ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ورنہ مجھے اپنے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔"

"آپ کو میرے بجائے مرحوم بانکے لال کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے حقیقت کا انکشاف کر کے میری مشکل حل کر دی۔"

"بانکے لال کی موت کا مجھے بے حد افسوس ہے۔" کماری نرملا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی کشادہ پیشانی شکن آلود ہو گئی تو میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر دبی زبان میں یاد دلایا۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں نرملا دیوی۔ بانکے لال نے اگر مقتول رام لال کے ساتھ اس کی ناپاک سازش میں اعانت نہ کی ہوتی تو—"

"تو بانکے لال کی جگہ کوئی دوسرا ملازم لے لیتا۔" نرملا نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھ سکا؟"

"مجھے یقین ہے کہ اب آنند کا دل مجھ سے اکتا چکا ہے۔" نرملا کے لہجے میں نفرت کے ساتھ ساتھ انتقام کا جذبہ بھی شامل تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ محض آپ کا وہم ہو۔"

"اس کا فیصلہ بھی بہت جلد ہو جائے گا کہ کون غلطی پر ہے۔" نرملا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر دوبارہ بڑی گرم جوشی سے میرا شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔

آنند کمار نے بھی شکریے کے ساتھ مجھے اپنی وفاداری اور حمایت کا بھرپور یقین دلایا تھا۔ میں کچہری سے حویلی واپس آیا تو بے حد خوش تھا۔ درخشاں نے میری کامیابی اور نرملا کی رہائی کی خبر سنی تو وہ بھی خوش ہو گئی — وہ عورت تھی اس لیے دوسری عورت کی پریشانی سے نجات کی خبر سن کر اسے سکون آ گیا۔

وقت کی بساط پر حالات نے جو اپنا رخ تبدیل کیا تھا اس کی تمام تر ذمہ داری جگن کے سر تھی جس کے آ جانے سے میرے تمام دشمن میدان سے بھاگ گئے تھے۔ میرے لیے اب راستے صاف تھے اب حویلی سے نکلتے ہوئے مجھے اس بات کا خطرہ لاحق نہیں رہتا تھا کہ زرد کپڑے میں ملبوس پنڈت اور پجاری اپنے دھرم کی آڑ لے کر مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر راستے میں کہیں چھپے بیٹھے ہوں گے۔ زندگی ان دنوں بڑے چین اور آرام سے گزر رہی تھی۔ جیکب اور کیلاش کو بھی یقین آ چکا تھا کہ اب میری اور درخشاں کی شادی کے سلسلے میں مخالفین دوبارہ اپنا سر نہیں اٹھائیں گے میرا اپنا اندازہ بھی یہی تھا کہ پے در پے ناکامیوں اور اوم پرکاش اور رام لال کو کھو دینے کے بعد میرے دشمنوں کا زور ٹوٹ چکا ہوگا لیکن یہ ہماری خوش فہمی تھی۔

میرے دشمن جو جگن کے اچانک منظر عام پر آ جانے سے بوکھلا کر میرے راستے سے ہٹ گئے تھے مجھے بھولے نہیں تھے اندر ہی اندر خود کو منظم کر رہے تھے۔ خوف ناک منصوبے بنا رہے تھے ان کے ارادے کس قدر مکروہ اور سفاک تھے اس کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پنڈت گنیش مہاراج اور اس کے گرگوں نے میرے اور درخشاں کے درمیان خلیج حائل کرنے کی خاطر اندر ہی اندر کتنی خطرناک اور گہری سرنگیں کھودنا شروع کر دی تھیں۔ آج بھی جب مجھے وہ باتیں یاد آتی ہیں تو میرے جسم کے رونگٹے الف ہو جاتے ہیں۔ بہرحال اب میں اختصار سے کام لے کر اپنی داستان کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔

دلوان جی جنھوں نے میری خاطر اپنا گھر پھونک دیا تھا اب بڑی تیزی سے روبہ صحت ہو رہے تھے۔ میں نے ان کی وفاداری اور خدمات کے عوض انہیں ایک دوسرا مکان خرید دیا۔ میں دلوان جی کی خاطر جو کچھ بھی کرتا وہ کم تھا اس لیے کہ انھوں نے متعدد موقعوں پر اپنی جان جوکھم میں ڈال کر مجھے موت کے منہ سے نکالا تھا۔ میری خاطر اور حالات کو مسخ کرنے کے ارادے سے انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بھرے گھر کو آگ لگا دی تھی، خود کو بھڑکتے شعلوں میں ڈال کر جھلسا ڈالا تھا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید واقعات کا رخ کچھ اور ہوتا لیکن دلوان جی کی ذہانت اور دلیری نے پانسہ پلٹ دیا تھا۔ میری زندگی کی خاطر انھوں نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی اور اسی داؤ پیچ میں وہ اپنے رفیق دلاور مرزا کو بھی کھو بیٹھے تھے۔ جگن چمار بھی دلوان جی اور مرحوم دلاور مرزا کی کوششوں کی وجہ سے میری مدد پر آمادہ ہوا تھا۔ غرض کہ دلوان جی کی مہربانیاں اور قربانیاں میرے حق میں بے شمار تھیں اور اگر میں یہ کہوں کہ وہ مجھے بالکل اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے تو شاید بے جا نہ ہوگا۔

میں دلوان جی کی عیادت کے لیے ہر دوسرے دن اسپتال جایا کرتا تھا۔ اس دن بھی میں حسب معمول تیاری کر رہا تھا کہ درخشاں نے بھی میرے ساتھ جانے کی فرمائش کر دی۔ میں نے اسے سمجھانے کی بہتیری کوشش کی لیکن درخشاں نے کسی طرح میری بات نہیں مانی وہ ہر قیمت پر دلوان جی کی مزاج پرسی کی خاطر میرے ساتھ جانے پر بضد تھی۔ اس خیال سے کہ اب حالات بہتر ہو چکے ہیں اور درخشاں نے ایک عرصے سے حویلی کے باہر قدم نہیں رکھا میں اس کے اصرار کے آگے مجبور ہو گیا۔ اور وہی میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی جس کی خاطر میں آج تک پچھتا رہا ہوں۔ کاش، مجھے اندازہ ہوتا کہ درخشاں کو زچگی کی حالت میں حویلی سے باہر لے جانا میرے لیے زندگی کا ایک رِستا ہوا ناسور بن جائے گا تو میں کسی حال میں بھی اسے اپنے ساتھ نہ لے جاتا لیکن قسمت میں جو رقم کیا جا چکا ہو اسے بھلا کون مٹا سکتا ہے۔

کیلاش کے بیان کے مطابق دلوان جی پوری طرح صحت مند ہو چکے تھے اور انہیں اسپتال سے گھر منتقل کیا جا سکتا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ دلوان جی کچھ دن اور آرام کر لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

بہرحال جب دلوان جی نے درخشاں کو میرے ساتھ دیکھا تو ایک لمحے کو وہ بھی خوشی سے نہال ہو گئے۔ کیلاش نے درخشاں کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا لیکن اس کی موجودگی میں کچھ کہنے سے گریز کیا۔ ہم خاصی دیر تک دلوان جی کے پاس رہے پھر درخشاں نے اسپتال کا تفصیلی جائزہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیلاش اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ میں دلوان جی کے پاس ہی بیٹھا رہا۔

"جمال میاں! آپ نے بیگم صاحبہ کو ساتھ لا کر اچھا نہیں کیا۔" درخشاں اور کیلاش کے جانے کے بعد دلوان جی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"میں نے درخشاں کو منع کیا تھا لیکن وہ کسی طرح آمادہ نہیں ہوئی چنانچہ حالات کے پیش نظر۔"

"نہیں سرکار۔" دلوان جی نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "آپ کو دور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ دشمن کو حقیر سمجھنا میرے نزدیک سب سے بڑی حماقت ہے اور جہاں ناپاک اور گندی قوتوں کا عمل دخل ہو وہاں تو انسان کو بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا چاہیے۔"

"میں آئندہ احتیاط رکھوں گا۔"

"میرا بھی یہی مشورہ ہے چھوٹے سرکار کہ جب تک آپ کی حویلی میں خوشی کے شادیانے نہ بج جائیں آپ کو ہر طرح سے محتاط رہنا چاہیے۔"

"کیلاش کا خیال ہے کہ آپ اب گھر جا سکتے ہیں۔" میں نے گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر کہا پھر دلوان جی کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر جلدی سے بولا۔ "آپ نے میری خاطر اپنے جس گھر کو آگ لگا دی اب دوبارہ وہاں آپ کا جانا مجھے پسند نہیں چنانچہ میں نے آپ کے لیے حویلی سے قریب ہی ایک دوسری رہائش گاہ خرید لی ہے۔"

"میں خادم ہوں جمال میاں۔" دلوان جی شدت جذبات سے مغلوب ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "آپ کی خاطر اگر میری جان بھی کام آ جائے تو میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گا۔ آپ نہیں جانتے، بڑے سرکار کے جو احسانات مجھ پر ہیں وہ بے شمار ہیں۔ شاید میں مر کر بھی ان احسانوں کا بدلہ نہ چکا سکوں گا۔"

"کچھ حساب دل میں بھی ہوتے ہیں دلوان جی!" میں نے مدھم لہجے میں جواب دیا پھر موضوع بدل کر بولا۔ "میں جگن کو اس کی خدمات کے عوض کچھ رقم دینا چاہتا ہوں۔ آپ کا کیا مشورہ ہے؟"

"جو گندے اور ناپاک عمل کرتے ہیں ان کی ذہنیت بھی بے حد گندی اور غلیظ ہوتی ہے۔" دلوان جی نے کہا۔ "آپ سے پہلے میرے ذہن میں بھی یہی خیال آیا تھا کہ جگن چمار کی مٹھی گرم کر دی جائے۔ بندہ کام کا ہے اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکانے بھی لگا سکتا جو ہمارا جینا حرام کیے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے خوش کرنے کی خاطر ذکر چھیڑا بھی تھا لیکن اس نے سختی سے انکار کر دیا۔"

"کیوں؟"

"مجھے اس کا انکار سن کر حیرت ہوئی تھی لیکن اس کے خون میں شاید شرافت کے دو چار قطرے ابھی باقی ہیں۔" دلوان جی بولے۔ "میں نے رقم کا نام لیا تو وہ دلاور مرزا کو یاد کر کے رونے لگا پھر کہنے لگا۔ کیسی بات کرتا ہے یار شہباز، میں بھلا اپنے لنگوٹیا یار کے دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے دام کھرے کروں گا۔ ذات کا چمار ضرور ہوں لیکن اتنا نیچ بھی نہیں کہ دوست کے کفن کا مول تول شروع کر دوں۔"

"پھر بھی۔ ہمیں کسی نہ کسی طور تو اس کی خدمات کا اعتراف کرنا ہی ہوگا۔"

"میں ذرا اسپتال سے نکلوں تو پھر کچھ سوچ لوں گا۔"

"پنڈت گنیش اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جگن کا کیا خیال ہے؟" میں نے کچھ توقف سے دریافت کیا۔

"میں نے اس سلسلے میں بھی جگن کو کردیا تھا۔"

"پھر؟"

"اس کا خیال ہے کہ ہمارے دشمنوں نے خود کو دیوی دیوتاؤں کے نام پر کسی منڈل میں چھپا رکھا ہے لیکن وہ جیسے ہی نظر آئے گا جادو کی ہانڈی ان کا تہس نہس کردے گی۔"

"جادو کی ہانڈی۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ کیا بلا ہوتی ہے؟"

"سفلی کرنے والوں کا سب سے خطرناک حملہ یہی ہانڈی ہوتی ہے۔" دیوان جی نے کہا پھر مسکرا کر بولے۔ "بانکے لال کی موت ہی کو لے لیجیے۔ جگن نے بس ایک سفید رنگ کے کچے دھاگے پر کوئی پلید جنتر منتر پھونک کر اسے رات کے وقت سونے میں بانکے لال پر ڈلوا دیا تھا۔ نتیجہ سامنے ہے ذرا سا دھاگہ بانکے لال کے جسم کا سارا خون چٹ کر گیا اور ماہرین ابھی تک سر جوڑے بیٹھے ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ جگن کے کالے کا توکوئی منتر ہی نہیں دریافت ہوا۔ البتہ جہاں روحانی چیزیں موجود ہوں وہاں ان شیطانوں کی دال نہیں گل پاتی۔"

کیلاش اور درخشاں ہنستے بولتے اسپتال کے معائنے سے واپس لوٹے تو ہمارے درمیان گفتگو کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ درخشاں بے حد خوش اور مسرور نظر آرہی تھی کیلاش اور ڈاکٹر عارف ہمیں گاڑی تک چھوڑنے کی خاطر باہر تک آگئے درخشاں گاڑی میں بیٹھ گئی تو کیلاش نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے اس حماقت کی توقع نہیں تھی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"تمھیں بھابی کو حویلی سے باہر نہیں نکالنا چاہیے تھا۔"

"لیکن......"

"ابھی نہیں۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "شام کو تفصیل سے بات ہوگی۔"

اس خیال سے کہ درخشاں کو شبہ نہ ہو کہ ہم اس سے چھپا کر کوئی گفتگو کررہے ہیں میں نے اثبات میں سر کو خفیف سی جنبش دی پھر گاڑی میں بیٹھ کر حویلی کی طرف روانہ ہوگیا۔ بظاہر خود کو نارمل ثابت کرنے کی خاطر میں درخشاں کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگا مگر نہ جانے کیوں مجھے بھی بڑی شدت سے اس بات کا احساس ہورہا تھا کہ میں نے درخشاں کو حویلی سے باہر لاکر دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ اس وقت کسی گہری سوچ میں

ڈوبی ہیں۔"

"آں۔ نہیں تو۔" میں نے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمھیں یہ خیال کیسے آگیا؟"

"میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ گفتگو کرتے کرتے کھو جاتے ہیں۔"

"وہم ہے تمھارا۔ ورنہ اب تو ہمارا راستہ بالکل صاف ہوگیا ہے۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

"کیا مطلب۔" میں چونکا۔ "کیا تمھیں میری بات کا یقین نہیں ہے؟"

"بات یقین کی نہیں دھرم کی ہے جمال۔" درخشاں نے اس بار گہری سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ ان پنڈت پجاریوں اور ان کے جاپ منتروں سے اتنا واقف نہیں جتنا میں ہوں۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"یہ شیطان ایک بار جس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ جائیں مرتے دم تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔"

"اور تم نے یہ بھی ضرور سنا ہوگا کہ ہر دور میں ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ ضرور ہوتا ہے جو اس کے غرور کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اوم پرکاش اور رام لال کا کیا انجام ہوا تم یہ بھی جانتی ہو۔"

"خدا کرے کہ ان کا غرور خاک میں مل جائے اور وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں۔"

"ایسا ہی ہوگا۔ لیکن تمھیں اچانک اس وقت ان باتوں کا خیال کہاں سے آگیا؟"

"اسپتال میں میری ملاقات لیڈی ڈاکٹر شکنتلا سے ہوئی تھی۔" درخشاں نے کہا۔ "اس نے مجھے دیکھ کر ایک عجیب بات کہی ہے۔"

"کیا؟"

"میں جو آنے والے دنوں کے حسین خواب دیکھ رہی ہوں اس کی تعبیر الٹی ہوگی۔"

"درخشاں۔" میں تلملا گیا پھر جلدی سے خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "جس وقت تمھاری ملاقات لیڈی ڈاکٹر سے ہوئی اس وقت کیلاش کہاں تھا؟"

"وہ ایک مریض کو دیکھنے اس کے کمرے میں چلا گیا تھا۔"

"تم نے کیا نام بتایا ہے اس لیڈی ڈاکٹر کا؟"

"شکنتلا۔ کیوں؟"

"میں کسی وقت اس سے مل کر تمھارے بارے میں تفصیل سے دریافت کروں گا۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

حویلی پہنچ کر درخشاں لباس تبدیل کرنے کی غرض سے خواب گاہ میں چلی گئی تو میں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر فون اٹھا کر اسپتال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کردیے۔ لیڈی ڈاکٹر شکنتلا کا نام میں نے درخشاں کی زبان سے پہلی بار سنا تھا جہاں تک میرے علم میں تھا۔ اسپتال میں اس نام کی کوئی ڈاکٹر نہیں تھی اور اگر تھی بھی تو اسے کم از کم درخشاں سے پہلی ہی ملاقات میں ایسی غیر ذمے داری کی بات نہیں کہنی چاہیے تھی۔

"ہیلو۔" دوسری جانب سے کیلاش کے بجائے کسی اجنبی نے فون ریسیو کیا۔ شاید اس وقت کیلاش اپنی سیٹ پر موجود نہیں تھا اور اسپتال کے کسی عملے نے میری کال ریسیو کر لی تھی۔ "مجھے کیلاش سے بات کرنا ہے۔" میں نے کہا۔

"آپ غالباً حویلی سے بات کررہے ہیں۔"

"یس۔ جمال اصغر۔" میں نے اپنا نام بھی بتا دیا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم حویلی پہنچتے ہی فون ضرور کرو گے۔" دوسری جانب سے جس بے تکلفی اور بے ہودگی سے جواب دیا گیا وہ میرے لیے حیرت انگیز تھا۔ اسپتال کے کسی دوسرے عملے سے میری کوئی بے تکلفی نہیں تھی اور کیلاش کی آواز میں لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔ پھر وہ کون تھا؟

"کون ہو تم۔" میں نے سختی سے دریافت کیا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں لیکن تمھارا دوست نہیں ہوں۔" اس بار حقارت سے کہا گیا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم نے فون کرنے کی زحمت کیوں اور کس لیے گوارا کی ہے اور تم کیلاش سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"تم۔ تم......"

"ہکلانے کی کوشش مت کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم اعصابی طور پر خود کو بے حد کمزور محسوس کررہے ہوگے۔" دوسری جانب سے تعزیت بھرے انداز میں جواب ملا۔ "تمھاری اطلاع کے لیے بتا دوں کہ اسپتال میں لیڈی ڈاکٹر شکنتلا نامی کسی ڈاکٹر کا کوئی وجود نہیں ہے۔"

"تم کون ہو اور تمھیں ان باتوں کا علم کیسے ہوگیا؟" میں روانی میں پوچھ بیٹھا۔

"میں پنڈت گنیش مہاراج کا ایک سیوک ہوں حالانکہ اور تمھیں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ تم نے کاجل رانی کو حویلی سے باہر لاکر ہماری کٹھنائیوں کو دور کردیا۔ ہم اس کے لیے تمھارے شکر گزار ہیں اور تمھیں یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ شکنتلا رانی نے تمھاری پتنی سے جو کہا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ تم جو سپنا دیکھ

بہ ہو وہ کبھی پورا نہیں ہوگا اور یہ بات بھی دھیان میں رکھنا کہ ہم پنڈت اوم پرکاش اور پجاری رام لال کی موت کو بھولے نہیں ہیں۔"

"تم۔ کیا چاہتے ہو؟"

"ہم جو چاہتے تھے وہ پورا ہو گیا مہاشے لیکن اس کا ثبوت تمہیں آنے والا سمے دے گا اور اس بات کو بھی گرہ میں باندھ لو کہ ہم تمہاری زندگی کی آخری سانس تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ہم تمہیں ایسی عبرت ناک سزا دیں گے جو تمہیں ساری زندگی بے چین رکھے گی اور......"

اور میں نے دوسری جانب کی جانے والی بکواس سننا مناسب نہیں سمجھا میرے ذہن میں بے شمار خطروں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ میں نے جو نمبر گھمائے تھے وہ کیلاش کے سوا کسی اور کے نہیں تھے اور کیلاش کے فون سے جو گفتگو مجھ سے کی گئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسپتال کے اندر کوئی گہری سازش پوری طرح سے اپنا جال پھیلا چکی ہے اور اگر میرا اندازہ ٹھیک تھا تو پھر کیلاش اور دیوان جی کی زندگیاں بھی خطرے میں تھیں۔

اگر میں نے جلدی میں غلط نمبروں کو گھما دیا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ نمبر کس کے تھے اور وہ شخص کون تھا جو میرے بارے میں تفصیل سے اس قدر جانتا تھا؟ تسکنتلا کا نام بھی اس نے خود ہی لیا تھا اور اس کے علاوہ اس نے جو باتیں مجھ سے کی تھیں وہ کسی اجنبی کے علم میں کیسے آ سکتی تھیں؟ پنڈت اوم پرکاش اور رام لال کا حوالہ بھی میرے دورانِ خون کو تیز کر دینے کے لیے بہت کافی تھا۔

میں چند ثانیے بت بنا کھڑا اپنے دل کی دھڑکنوں کو شمار کرتا رہا پھر کچھ سوچ کر میں نے دوبارہ ریسیور اٹھایا اور نہایت احتیاط سے کیلاش کے نمبروں کو گھمانے لگا۔ دوسری جانب گھنٹی کی آواز ابھری تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں پھر کیلاش کی مانوس آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"ہیلو —— کیلاش اسپیکنگ۔"

"مم۔ میں۔ میں جمال بول رہا ہوں۔"

"مجھے تمہارے ہی فون کا انتظار تھا۔" کیلاش نے کہا۔ "اگر تمہارا فون نہ آتا تو میں تمہاری خیریت دریافت کرنے کے لیے فون کرتا۔"

"کیوں؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تمہیں میری طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہے؟"

"ڈونٹ بی سلی۔ حماقت کی باتیں مت کرو۔" کیلاش تیزی سے بولا۔ "کسی کی خیریت پوچھنے کے مطلب تو ہرگز نہیں ہوتا کہ اسے کوئی خطرہ درپیش ہے' البتہ میں ایک بار پھر تم سے اتنا ضرور کہوں گا کہ تم نے بھابی کو ساتھ لا کر اچھا نہیں کیا۔"

"کیلاش۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم کسی لیڈی ڈاکٹر تسکنتلا سے واقف ہو؟"

"تسکنتلا۔ تسکنتلا... نہیں' میں آج پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں مگر تمہیں کسی لیڈی ڈاکٹر کی......؟"

"تم کچھ دیر پہلے کہاں تھے؟" میں نے کیلاش کی بات کاٹتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔

"تمہیں رخصت کرنے کے بعد سے میں یہیں اپنے کمرے میں موجود ہوں لیکن......!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم درمیان میں کسی مریض کو دیکھنے بھی نہیں گئے تھے؟"

"میں ایک لمحے کو بھی اپنی سیٹ سے نہیں اٹھا لیکن بات کیا ہے' تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟"

"ایک اہم بات اور بھی ہے۔ کیا درخشاں جس وقت تمہارے ساتھ اسپتال کا راؤنڈ لینے گئی تھی تم اس کے ساتھ تھے یا کچھ دیر کے لیے اس سے دور بھی ہوئے تھے؟"

"جمال' آخر بات......؟"

"میرے سوال کا جواب دو کیلاش۔" میں نے جھلاتے ہوئے کہا۔ "کیا تم درخشاں سے کچھ دیر کے لیے علیحدہ ہوئے تھے؟"

"ہاں۔ لیکن محض دو منٹ کے لیے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ایک مریض کی حالت اچانک بگڑ گئی تھی' اسے دیکھنا ضروری تھا مگر کچھ بتاؤ تو سہی تم اس بات کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟"

"تم جس وقت اپنے مریض کو دیکھنے گئے اسی وقت لیڈی ڈاکٹر تسکنتلا نامی ایک عورت نے درخشاں سے ملاقات کی اور اسے یاد کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ اولاد کے سلسلے میں جو خواب دیکھ رہی ہے اس کی تعبیر الٹی ہوگی۔"

"لیکن اسپتال میں اس نام کی......"

"محض دو منٹ پیشتر میں نے تم کو فون کیا تھا لیکن اس وقت کسی دوسرے شخص نے کال ریسیو کی تھی۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کیلاش کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا پھر تمام باتوں کی تفصیل دہراتا چلا گیا۔

"بھابی اس وقت کہاں ہیں؟" کیلاش نے تفصیل معلوم ہونے کے بعد سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"اپنی خواب گاہ میں لباس تبدیل کرنے کی غرض سے گئی ہے۔"

"تم بھابی سے فون والی گفتگو کا تذکرہ کرنے کی حماقت نہ کر بیٹھنا۔ میں فوراً آ رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ میں نے آہستہ سے ریسیور واپس کریڈل پر رکھا پھر تھکے تھکے انداز میں سر پکڑ کر قریب رکھی ہوئی آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔

میری ایک ذرا سی غلطی نے میرا سارا سکون برباد کر ڈالا تھا۔

کیلاش نے میرے بے حد اصرار پر قرب و جوار کے تمام اسپتالوں میں چھان بین کرا لی لیکن تسکنتلا نام کی کوئی لیڈی ڈاکٹر وہاں بھی نہیں مل سکی۔ کیلاش اور جیکب دونوں کا خیال تھا کہ درخشاں نے جو واقعہ مجھے سنایا ہے وہ محض اس کے ذہن کی پیداوار ہے۔ ممکن ہے وہ اس طرح سے مجھے قبل از وقت کسی آئندہ پیش آنے والے حادثے کے لیے تیار کرنا چاہتی ہو۔ جہاں رفاقتیں حد سے زیادہ ہوں اور محبت عشق کی سرحدوں کو پار کر کے جنون کے علاقوں میں داخل ہو جائے وہاں فریقین ایک دوسرے کی خاطر اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے درد کا درماں بن جانا تو بڑی معمولی بات ہوتی ہے۔

لیکن اگر جیکب اور کیلاش کا خیال درست تھا تو بھی میری پریشانی کم نہ ہو سکی۔ میں نے ان دونوں سے ان کی پیش کردہ دلیل پر کوئی بحث نہیں کی مگر یہ بھی تسلیم کر لینا میرے اختیار کی بات نہیں تھی کہ درخشاں نے محض میرے مستقبل کے سکون کو برقرار رکھنے کی خاطر میرے حال کے زخموں پر نشتر لگا کر انہیں ناسور بنانے کی کوشش کی ہوگی۔

وہ بات اگر میری زندگی سے متعلق ہوتی یا درخشاں نے اپنے بارے میں کسی خدشے کا اظہار کیا ہوتا تو عین ممکن تھا کہ لیڈی ڈاکٹر تسکنتلا والی بات کو دل کا بہلاوہ سمجھ کر قبول کر لیتا لیکن درخشاں نے جو بات کہی تھی وہ ہم دونوں کی مشترکہ خوشیوں اور مسرتوں سے متعلق تھی۔ میں باپ تھا لیکن وہ ماں بننے والی تھی اور دنیا کی کوئی ماں اپنے ہونے والے بچے کے بارے میں ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتی پھر میں جیکب اور کیلاش کی بات بھلا کس طرح مان لیتا۔

ان دنوں حویلی کے اندر میری اور درخشاں کی حیثیت اسٹیج کے ان اداکاروں سے مختلف نہیں تھی جو اپنا اپنا کردار اپنی مرضی کے خلاف بھی ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہم دونوں اسپتال سے واپسی کے بعد سے اپنی اپنی جگہ بے حد پریشان تھے لیکن جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو بظاہر ایسا محسوس ہوتا جیسے ہر غم سے آزاد ہوں۔ درخشاں میری خوشی کی خاطر اپنے ہونٹوں پر تبسم بکھیر لیتی اور میں اسے ہنستا مسکراتا دیکھنے کی خاطر اپنے غم کو سینے کی گہرائیوں میں چھپا کر دنیا جہان کی رنگینیوں کے قصے کہانیاں لے بیٹھتا لیکن ایک خلش سی تھی جو ہم دونوں کے وجود کی گہرائیوں میں پھانس بن کر چبھ رہی تھی۔

دس روز تک میں شب و روز پریشان رہا پھر میں نے دیوان جی کو جو دو روز قبل ہی اسپتال سے منتقل ہو کر اپنے گھر میں آ گئے تھے' بلا بھیجا۔ وہ ملازم کے ساتھ ساتھ ہی آ گئے۔ ان کی صحت پہلے کے مقابلے میں کچھ کم ہی نظر آ رہی تھی لیکن چہرے پر وہی رعب و دبدبہ موجود تھا جو ماضی کے خان شہباز خان کا خاصہ تھا۔ آنکھوں میں سرخی مائل ویسی ہی چمک تھی جسے محسوس کر کے کبھی ان کے مخالفین کے پتے پانی ہو جایا کرتے تھے۔

ملازم کی اطلاع پر میں ملاقاتی کمرے میں پہنچا تو دیوان جی وہاں میری راہ دیکھ رہے تھے۔ میں نے کسی تمہید کے بغیر انہیں اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو دیوان جی کے چہرے پر بھی اضطرابی کیفیت پھیل گئی۔ ہونٹ کو دانتوں تلے دبائے وہ چند لمحے کسی گہری سوچ میں غرق رہے پھر مدھم آواز میں بولے۔

"چھوٹے سرکار' آپ نے درخشاں بی بی کو حویلی سے باہر لے جا کر اچھا نہیں کیا۔"

"وہ تو جو ہونا تھا ہو چکا۔ یہ سوچیے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے' ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ لیڈی ڈاکٹر تسکنتلا کا راز کیا ہے اور وہ شخص کون تھا جس نے کیلاش کے نمبروں پر مجھ سے تفصیلی گفتگو کی' اگر ہم یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے تو بات نہیں بنے گی اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے دشمن اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب ہو جائیں۔"

"بات اگر مردوں کی ہوتی چھوٹے سرکار تو آپ کا یہ نمک حلال ایک ایک سے نمٹ لیتا لیکن ہمارا پالا ان نخوں سے پڑ گیا ہے جو سامنے آ کر اور کھل کر وار کرنے کے بجائے اپنی کالی طاقتوں کو آزما رہے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ جگن اس سلسلے میں ضرور ہماری مدد کر سکتا ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔"

"صرف سوچنے سے کام نہیں چلے گا۔" میں نے بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں فوری طور پر کوئی جوابی کارروائی کرنا ہوگی۔"

"آپ فکر نہ کریں جمال میاں' خدا جو کرتا ہے اس میں انسان

کی کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ میں آج ہی جگن کو تلاش کرتا ہوں اور اسے پہلی فرصت میں گھسیٹ کر لیے آتا ہوں آپ کے پاس۔"

دیوان جی مجھے تسلی دے کر چلے گئے۔ میں واپس حویلی میں آگیا جہاں درخشاں اور جیکب ڈرائنگ روم میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ جیکب کب گرجا سے واپس آیا مجھے اس کی مطلق کوئی خبر نہ ہو سکی بہرحال میں اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ درخشاں کو میری مصروفیت کا علم نہ ہوگا لیکن میرا اندازہ غلط تھا اس نے مجھے دیکھتے ہی پہلا سوال دیوان جی کے بارے میں کیا۔

"دیوان جی کی طبیعت اب کیسی ہے؟"

"خدا کا شکر ہے کہ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں تھوڑی بہت کمزوری جو اتنے دنوں بستر پر پڑے رہنے سے جوڑ پٹھوں میں آگئی ہے رفتہ رفتہ وہ بھی جاتی رہے گی۔"

"آپ نے انھیں کسی خاص مقصد سے بلوایا تھا؟"

"اوہ۔ ہاں۔" میں نے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "جاگیر کے سلسلے میں ایک اہم کام بہت دنوں سے درپیش تھا۔ میں نے دیوان جی کو بلا کر وہ کام ان کے سپرد کر دیا ہے۔"

"کبھی فرصت ملے تو اپنا چوکھٹا بھی آئینے میں دیکھ لینا۔" اس بار جیکب نے مجھے مخاطب کیا۔

"کیوں؟ میری صحت کو کیا ہوا؟"

"اس کا درست جواب تو بھابی ہی دے سکتی ہیں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ تم پہلے کے مقابلے میں کچھ جھٹک گئے ہو۔"

"تم نے شاید میری صحت کا جائزہ اپنے آئینے میں لیا ہے۔" میں نے درخشاں کے قریب بیٹھتے ہوئے بے پروائی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب ہے تمھاری اس بات کا؟"

"یہی کہ بھابی سلویا کی جدائی نے تمھارے ذہن پر جو اثر ڈالا ہے وہ آج بھی جوں کا توں برقرار ہے۔"

"شاید تمھارا اندازہ درست ہو۔" جیکب نے اپنی نشست پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "کچھ رشتے اتنے قریبی اور عزیز ہوتے ہیں کہ آسانی سے نہیں بھلائے جا سکتے، بھلانے کی کوشش کی جائے تو اور شدت سے یاد آنے لگتے ہیں۔"

"میرا ایک مشورہ قبول کرو گے؟"

"کیا؟"

"تم اپنے زخموں کو مندمل کرنے کی خاطر بطور مرہم ایک دوسری بیوی کا بندوبست کر ڈالو۔" میں نے جیکب کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

درخشاں جلدی سے بولی۔ "اگر جیکب بھائی آمادہ ہوں تو میں ان کے لیے چاند سی دلھن تلاش کرنے کا وعدہ کرتی ہوں۔"

"ایسا غضب بھی نہ کرنا۔" میں یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "اگر تم نے اس کے لیے چاند جیسی دلھن تلاش کر لی تو اس کا دماغ ہر وقت آسمان پر ہی رہے گا۔ میرے خیال میں تو جیکب کے لیے کسی انتہائی مضبوط اور فربہ خاتون کی ضرورت ہے جو شوہر کا بوجھ بھی اٹھا سکے اور اس کے زخموں پر وافر مقدار میں مرہم بھی رکھ سکے۔"

"کیا مطلب؟" جیکب نے ہماری خاطر مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس نئی آنے والی کے بوجھ تلے دب کر رہ جاؤں۔ نا بابا مجھے معاف ہی رکھو بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ بخشو میاں جمال، تو جیکب لنڈورا ہی بھلا تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"لنڈورے تو تم شادی کے بعد بھی نظر آتے تھے۔" میں نے جیکب پر چوٹ کی تو درخشاں بول پڑی۔

"ہمیں بھی تو بتائیے۔ لنڈورا کسے کہتے ہیں؟"

"محاورے میں استعمال ہو تو اسے بے یار و مددگار کہتے ہیں اگر محاورے سے نکال کر دیکھا جائے تو دم کٹا نظر آتا ہے۔"

درخشاں میری وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑی لیکن فوراً ہی جیکب کی دل آزاری کے خیال سے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ جیکب نے اس موقعے پر میرے اوپر جملہ چست کرتے ہوئے درخشاں سے کہا۔

"یوں سمجھ لیجیے بھابی کہ اگر جمال کو آپ سے علیحدہ کر دیا جائے تو پھر یہ انسان کے بجائے دم کٹا ہی نظر آئے گا۔"

"تمھاری صحبت میں رہا تو عین ممکن ہے کہ بھونکنے کی عادت بھی پڑ جائے۔"

"مجھے مفت میں کیوں گھسیٹ رہے ہو۔ تم اگر بھونکنا چاہتے ہو تو بڑے شوق سے بھونکو، مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔" جیکب نے اس بار بھی بڑی حاضر دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔ "البتہ کارپوریشن والوں سے خطرہ ہے کہ کہیں وہ نہ پکڑ لے جائیں۔"

"اسی لیے تو مشورہ دے رہا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو گلے میں پٹا ڈال لو۔" میں نے برجستہ کہا تو جیکب لاجواب ہو کر ہنسنے لگا۔

شام کو چائے پینے کے بعد درخشاں رات کے کھانے کے سلسلے میں ملازموں کو ہدایت دینے کی خاطر کچن روم میں چلی گئی میں وقت گزارنے کی خاطر اسٹڈی روم کی طرف جا رہا تھا کہ ملازم نے دیوان جی کی آمد کی اطلاع دی میں فوری طور پر واپس

یکن پھر ملازم کو یہ تاکید کرنے کی خاطر ایک لمحے کو رک گیا شاں کو میرے بارے میں کچھ نہ بتایا جائے اگر وہ ملاقاتی ی طرف جانے لگے تو مجھے بروقت اس کی اطلاع مل چاہیے۔

لازم کو ضروری تاکید کرنے کے بعد میں لمبے لمبے ڈگ مارتا ہر کے ملاقاتی کمرے میں داخل ہوا تو وہاں دیوان جی تھ جگن چمار کو دیکھ کر میرے دل کی دھڑکن آپ ہی آپ ئی چند لمحے ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر میں نے جی کو مخاطب کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا آپ نے جگن کو تمام حالات سے باخبر کر دیا ہے؟"

"میں پوری کتھا سن چکا ہوں سرکار۔" جگن نے کہا۔ "ہمارے ے کی تاک میں تھے، وہ اپنا کام کر گئے۔"

"لیکن وہ لیڈی ڈاکٹر......"

"وہ کوئی کمینی رہی ہوگی جس نے شکنتلا کا روپ دھار کر ے ملاقات کی پھر چمپت ہو گئی اور آپ سے جس بدمعاش ن پر بات چیت کی ہے وہ بھی ہمارے دشمن کا کوئی ا ہوگا۔" جگن نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں نے ھلنے کے کارن بڑا سندر جال پھیلا رکھا تھا لیکن آپ ا کھیل تماشا چوپٹ کر دیا۔ اگر مالکن کو حویلی سے باہر نے سے پیشتر مجھے خبر کر دی ہوتی تو میں اپنے جال کو اور دیتا اور وہ جو اپنا وار کر گئے اس سمے میری مٹھی میں ہوتے۔"

"جگن کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ عورت جو درخشاں کو اس کی باتوں کا مقصد کیا تھا؟" میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو بو پانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اگر صرف بات کر کے چلی گئی ہے تو اب بھی کچھ نہیں لیکن میں نہیں مان سکتا۔ میرا وشواس ہے کہ اس پلید کی نے مالکن سے ہاتھ ضرور ملایا ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"جمال میاں۔" اس بار دیوان جی نے دبی زبان میں مجھے مخاطب جگن کا کہنا ہے کہ وہ اب بھی اپنی کالی قوتوں کے زور یڈی ڈاکٹر کا روپ اختیار کرنے والی عورت کو سامنے مجبور کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے چھوٹی مالکن سے کچھ ضروری دریافت کرنا ہوں گی۔"

میں دیوان جی کا مفہوم سمجھ گیا۔ کچھ دیر تک میں غور کرتا درخشاں کو جگن کے سامنے لاؤں یا نہ لاؤں پھر کچھ سوچ ہامی بھر لی اور اسی وقت جگن اور دیوان جی کو ڈرائنگ روم میں آگیا۔ درخشاں کو جگن کے سامنے لانے سے پہلے میں نے اسے مختصراً کچھ باتیں بتا دیں مبادا کہ وہ بعد میں پریشان نہ ہو پھر میں درخشاں کو لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو دیوان جی اور جگن دونوں تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے دیوان جی نے بڑے ادب سے سلام کیا اور جگن ہاتھ باندھ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

درخشاں میرے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔ چند لمحے ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ درخشاں نے بطور خاص دیوان جی سے ان کی صحت اور نئے گھر کے بارے میں دریافت کیا پھر میں نے جگن کی آمد کا مفہوم دوبارہ ظاہر کیا تو وہ سنبھل کر بیٹھ گئی میں نے جگن کو اشارہ کیا تو وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"مالکن مجھے آپ سے دو باتیں پوچھنی ہیں۔"

"کیا؟"

"اس عورت کا حلیہ کیا تھا جس نے اپنے آپ کو لیڈی ڈاکٹر بتایا تھا؟"

درخشاں اس سوال پر ایک لمحے کو جز بز ہو گئی پھر اپنی یادداشت کو کریدتے ہوئے اس نے نہایت تفصیل سے اس عورت کا حلیہ بتا دیا۔ جگن پوری توجہ سے سب کچھ ذہن نشین کر رہا تھا۔ درخشاں خاموش ہوئی تو اس نے دوبارہ ہاتھ باندھ کر التجا کرتے ہوئے کہا۔

"دوسری بات یہ ہے مالکن کہ کیا اس عورت نے آپ سے صرف سپنوں کی بات کی تھی یا کوئی اور حرکت بھی کی تھی؟"

"حرکت سے تمھاری کیا مراد ہے؟"

"کیا اس نے اپنے پلید ہاتھوں سے آپ کو چھونے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں اپنا تعارف کراتے ہوئے اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا تھا لیکن اس کے بعد وہ صرف ایک دو باتیں کر کے چلی گئی۔ غالباً وہ کسی مریضہ کو دیکھنے جا رہی تھی۔"

"بس مالکن، سیوک کو اور کچھ نہیں پوچھنا۔"

درخشاں دوبارہ اندر چلی گئی تو میں نے وضاحت طلب نظروں سے جگن کو دیکھا جو کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر دیوان جی پر ڈالی تو وہ بھی گم صم نظر آ رہے تھے۔ یہ معاملہ یقیناً اہم تھا۔ جگن نے درخشاں سے ملنے سے پیشتر یہی کہا تھا کہ اگر نامعلوم عورت نے محض درخشاں سے بات کی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کے ساتھ جگن نے بے حد یقین سے اس بات کی پیش گوئی بھی کی تھی اس نے درخشاں سے ہاتھ ضرور ملایا ہوگا اور اب اس کی تصدیق ہو جانے کے بعد وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا تھا۔ مجھے یہ سب کچھ سوچ کر

ہول آنے لگا۔ میں نے بڑی بے چینی سے جگن کو مخاطب کیا۔

".. جگن۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اس عورت کا مقصد کیا ہے؟"

"آپ فکر نہ کریں مالک! میں کل کا سورج نکلنے سے پیشتر اس کلنکنی کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔" جگن نے نہایت سفاک انداز میں کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "مجھے اجازت دیں سرکار۔ ابھی مجھے بہت سارے کام کرنا ہوں گے۔"

"تم نے اس عورت کے ہاتھ ملانے کا مقصد نہیں بتایا۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"اسے سامنے آ لینے دیجیے سرکار۔ باتیں باقی خود ہی کھل جائیں گی۔"

جگن اپنا جملہ مکمل کر کے تیزی سے دروازے کی سمت بڑھا پھر یک لخت کسی اچانک خیال کے تحت دوبارہ پلٹ کر میرے قریب آتے ہوئے دبی زبان میں بولا۔

"سرکار۔ کیا آپ اس عورت سے ملنا پسند کریں گے؟"

"کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟" میں نے پرجوش لہجے میں اس سے پوچھا۔

"جگن ناممکن کو بھی ممکن بنانے کی قوت رکھتا ہے سرکار۔" جگن نے سرسراتی آواز میں جواب دیا پھر اس نے اپنی دھوتی کے بل کھول کر اس میں سے ایک چاندی کی ڈبیا نکالی ڈبیا کے اندر خشک مٹی کا سفوف بند تھا۔ مٹی کی ایک چٹکی وہ بڑی احتیاط سے میری ہتھیلی پر رکھتا ہوا بولا۔ "اسے پڑیا بنا کر اپنے جیب میں ڈال لیجیے سرکار۔ جگن نے پورے ایک سو ایک دن شمشان گھاٹ کے ویرانوں میں بیٹھ کر کٹھن جاپ کیا ہے تب جا کر یہ مٹی حاصل کی ہے۔"

"لیکن میں اس مٹی کا کیا کروں گا؟"

"یہ مٹی نہیں کسوٹی ہے سرکار کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے والی کسوٹی۔" جگن نے تیزی سے کہا۔ "میں اندھیرا پھیلنے کے کچھ دیر بعد اس کلنکنی کا ایک پتلا بنا کر آپ کی بیٹھک کی دہلیز کے نیچے دبا جاؤں گا اور پھر اگر وہ حرافہ سات سمندر پار بھی بیٹھی ہوئی تو بھی چاند ڈوبنے سے پیشتر آپ کے پاس پہنچے گی۔ پر آپ ذرا احتیاط اور ہوشیاری سے کام لیجیے گا۔ ایک بار اگر وہ ہمارے چنگل میں آ کر نکل گئی تو دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گی۔"

"تم فکر مت کرو۔ میں بے چینی سے اس کی آمد کا انتظار کروں گا۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"انتقام کی آگ انسان کو اندھا کر دیتی ہے سرکار۔ اسی کارن میں نے آپ کو مرگھٹ کا یہ سونا (مٹی) دیا ہے۔ آپ بھول کر بھی اس کلنکنی کو ہاتھ نہ لگائیے گا اور اگر من میں آگ بھڑک اٹھے تو اس مٹی کو اس کے پلید شریر پر ڈال دیجیے گا۔ باقی کام خود بخود نمٹ جائے گا۔"

جگن ڈرائنگ روم سے نکل گیا تو دیوان جی نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"جمال میاں۔ آپ کا یہ خادم ابھی زندہ ہے۔ کسی بات کی فکر نہ کیجیے گا اور۔ آج کی رات میں بھی اسی حویلی میں آپ کے ساتھ گزاروں گا۔"

"دیوان جی۔"

"مجھے منع مت کیجیے گا چھوٹے سرکار! میرے اوپر اس حویلی کے بہت سارے احسانات ہیں۔" دیوان جی نے مجھے کچھ کہنے کا موقع نہیں دیا۔ اپنی بات کہی پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے وہ بھی جگن کے تعاقب میں باہر چلے گئے اور میں اپنی جگہ کسی بت کی طرح ایستادہ خاموش کھڑا حالات پر غور کرنے لگا۔

✽

وہ رات میری زندگی سب سے زیادہ منحوس بھیانک اور خوف ناک رات ثابت ہوئی۔

درخشاں کو صرف یہی معلوم تھا کہ میں نے جگن کو لیڈی ڈاکٹر شکنتلا کی اصلیت کا راز معلوم کرنے کے لیے ہی طلب کیا ہے۔ بعد کی گفتگو کے بارے میں وہ قطعی لاعلم تھی اگر حالات کی سنگینیوں سے باخبر ہوتی تو شاید وہ رات اپنی دراز پلکوں تلے گزار دیتی لیکن وہ جس دور سے گزر رہی تھی اس میں میں نے اسے مزید کچھ بتانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ پھر بھی اس نے سونے سے پیشتر بڑی محبت اور خلوص سے میری گردن میں بانہیں ڈال کر دریافت کیا تھا۔

"جمال۔ جگن نے تمہیں کوئی خطرے کی بات

...ی؟"

"خطرہ؟" میں نے چونکنے اور خود کو بے پروا ظاہر کرنے کی ...ب صورت اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔ "خطرہ کیسا؟"

...میں نے یونہی ایک بات پوچھ لی تھی۔" وہ میرے بالوں ...ہوئے بولی۔ "آپ نے وعدہ کیا ہے کہ مجھ سے کوئی بات ...بخل سے کام نہیں لیں گے۔"

"...سو جاؤ میری زندگی! رات خاصی ہو چکی ہے۔"

"...اچھا۔" اس نے کسی سعادت مند بچے کی طرح جواب ...ری معصومیت سے آنکھیں بند کر لیں میں پیار سے ...نے کر آہستہ آہستہ تھپکنے لگا۔ میری خواہش تھی کہ ...جلد از جلد سو جائے اور اسی مقصد کے پیش نظر اس رات ...لی بار اپنی شریکِ زندگی کے ساتھ ایک دھوکا کیا۔ اسے ...خواب آور دوا بھی پلا دی تا کہ وہ اس عورت کو دوبارہ ...ے جس کی ملاقات اس کی زندگی میں ایک تلخ زہر ...تھی۔

...میری نظریں بار بار دیوار گیر گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں ...کے ساڑھے دس بجے جب درخشاں خوابِ خرگوش ...ش ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گئی تو میں نے اس ...ے بازوؤں کے حصار سے آزاد کیا۔ نہایت آہستہ سے اٹھ ...گاہ کا دروازہ کھولا اور دبے قدموں چلتا ہوا باہر آ گیا۔ ...ملازموں کو خواب گاہ کی طرف سے چوکس رہنے کی تاکید ...ے بعد میں احاطے والے ملاقاتی کمرے میں آ گیا جہاں دیوان ...صوفے پر نیم دراز تھے مجھے دیکھتے ہی وہ جلدی سے ...اٹھ بیٹھے۔

ملازم میری ہدایت کے مطابق تھرماس میں تیار چائے بھر کر رکھ گیا تھا۔ بدلتے حالات اور جگن کی پراسرار باتوں نے ...اب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا چنانچہ میں نے چائے کا ایک پیالہ پی کر خود کو قدرے پرسکون کیا پھر دیوان جی سے بولا۔ ...کیا آپ کو امید ہے کہ وہ عورت جو ہماری دشمن ہے اور ہمارے دشمنوں کی کسی خطرناک سازش کو عملی جامہ پہنانے ...راستال میں درخشاں سے ہاتھ ملایا تھا، دوبارہ ہمارے ...نے کی حماقت کرے گی؟"

...بحیثیت مسلمان تو میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا ...لیکن ماضی میں جو تجربے اور واقعات میری نظروں ...پہنچے ہیں ان کے پیش نظر سب کچھ سوچا جا سکتا ہے۔" ...ہسپتال سے واپسی پر آپ کے اور جگن کے درمیان کیا گفتگو ...میں نے اپنے اعصاب کو مزید سکون بخشنے کی خاطر ایک سگار سلگاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا اس نے آپ کو یہ بتایا کہ وہ عورت درخشاں سے کیوں ملی تھی اور اس کا اصل مقصد کیا تھا؟"

میں نے جگن کو کریدنے کی کوشش کی تھی مگر وہ مجھے بھی ٹال گیا۔

"گویا وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

"میرا یہی اندازہ ہے لیکن وہ بات یقیناً اتنی ہی اہم اور خاص ہو گی جسے وہ خود اپنی زبان سے نہیں کہنا چاہتا۔" دیوان جی نے اپنی نشست پر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا۔ "میرے اصرار پر اس نے یہی کہا تھا کہ وہ عورت اپنی زبان سے سب کچھ قبول دے گی۔"

"اگر وہ عورت نہ آئی تو؟"

"خدا پر بھروسہ رکھیے۔" دیوان جی مجھے تسلی دیتے ہوئے بولے۔ "جو بھی ہو گا اسی کے حکم اور اشارے پر ہو گا۔ اس کی مرضی کے بغیر کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

"آپ یہاں سے جانے کے بعد جگن کے ساتھ کتنی دیر تک رہے ہیں؟" میں نے سگار کا ایک طویل کش لیتے ہوئے وکیلوں جیسے انداز میں دریافت کیا۔

"تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک وہ میرے ساتھ ہی رہا۔" دیوان جی نے سنجیدگی سے کہا۔ "اسی دوران میں نے جگن کا وہ کرشمہ بھی دیکھ لیا جو اس نے شکنتلا نامی عورت کو بلانے کی خاطر کیا ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے اضطراری کیفیت سے دریافت کیا۔

"وہ صرف سفلی ہی کا ماہر نہیں ہے پتلے بنانے میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتا۔ میری موجودگی میں اس نے چھوٹی بیگم کے بتائے ہوئے ناک نقشے کے عین مطابق کوئی پینتیس چالیس منٹ کے اندر اندر مٹی کا وہ پتلا تیار کر لیا پھر اس نے پتلے کے دل اور دماغ کی جگہ کچھ سوئیاں بھی نہ جانے کون سا عمل پڑھ کر پیوست کر دیں۔ میں نے ان سوئیوں کے بارے میں دریافت کیا تو جگن نے کہا کہ وہی پڑھی ہوئی سوئیاں اس عورت کو ہمارے سامنے آنے پر مجبور کریں گی۔"

"وہ پتلا کہاں دفن کیا گیا ہے؟"

"اسی بیٹھک کے باہر۔" دیوان جی نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ "جمال میاں! وہ سفوف تو آپ کے پاس ہے نا جو جگن دے گیا تھا؟"

"ہاں۔ موجود ہے۔" میں نے جیب میں پڑی ہوئی اس شیشے کی ڈبیہ کو ٹٹولتے ہوئے کہا جس میں میں نے جگن کی دی ہوئی مٹی کو محفوظ کر لیا تھا۔

"وہ ہمارے لیے بے حد کارآمد ہو گا۔" دیوان جی نے کہا۔

"جگن کے کہنے کے مطابق وہ عورت کسی بھی روپ میں ہمارے سامنے آسکتی ہے۔ اس کی اصلیت جاننے کی خاطر وہی مرگھٹ کی مٹی ہمارے کام آئے گی اور۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عورت محض ایک فریب ہو دھوکا ہو۔"

"میں چونک اٹھا۔" میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

"مطلب تو ابھی تک میری کھوپڑی میں بھی نہیں آسکا چھوٹے سرکار مگر جگن نے یہی کہا تھا کہ ایسے گندے عمل کرنے کی خاطر اکثر ان روحوں کو تسخیر کر لیا جاتا ہے جو برسوں پہلے اپنے خاکی جسم کو چھوڑ چکی ہوتی ہیں اور عارضی طور پر کسی جسم میں حلول ہو کر عامل کے اشارے پر اس کا کام کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔"

"کیا آپ ان باتوں کو تسلیم کرتے ہیں؟"

"ہندو دھرم میں آواگون کا عقیدہ بھی موجود ہے اور پھر یہ دنیا کسی عجائب خانے سے کم تو نہیں۔" دیوان جی بولے۔ "آج بھی بے شمار ایسی رسمیں موجود ہیں جو عقل کو حیران کر دیتی ہیں۔ ایسے علاقے بھی ضرور موجود ہوں گے جہاں ابھی تک انسان کا گزر نہ ہوا ہوگا۔ وہاں کے اسرار نہ جانے کیا ہوں گے اور۔۔۔"

اور پھر قبل اس کے دیوان جی اپنا جملہ مکمل کرتے دروازے پر ہونے والی دستک نے انھیں ایک دم خاموش کر دیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں بھی دستک کی آواز سن کر تیز ہو گئیں میں نے دستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ گیارہ بج کر چالیس منٹ کا عمل تھا۔ میں نے دیوان جی کو دیکھا جن کی نظریں بدستور دروازے پر مرکوز تھیں اور ان کے ہونٹ تیزی سے حرکت کر رہے تھے غالباً وہ کوئی وظیفہ پڑھ رہے تھے۔

دوسری بار دستک کی آواز ابھری تو دیوان جی آہستہ سے اٹھے اپنا وظیفہ ختم کر کے انھوں نے پہلے میرے اوپر دم کیا پھر اپنے سینے پر پھونک مارتے ہوئے آگے بڑھے اور دروازے کی چٹخنی کھول دی۔ خوف کی ایک انجانی لہر میرے اعصاب پر طاری ہو گئی۔ مگر دیوان جی نے دروازہ کھولا تو ان کے علاوہ میں بھی دم بخود رہ گیا۔ ہمارے سامنے دروازے کے بیچوں بیچ جو عورت کھڑی تھی وہ آنند کمار کی ہوی کماری نرملا کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔ اس کے جسم پر اس وقت شب خوابی کا خوب صورت گاؤن موجود تھا۔ شاید وہ کسی اہم ضرورت کے پیش نظر اتنی جلدی میں اپنے گھر سے نکلی تھی کہ لباس کی تبدیلی کا دھیان بھی نہ کر سکی۔ اس کی آنکھوں کی ویرانی بتا رہی تھی کہ وہ کسی سنگین صورت حال سے دوچار ہونے کے بعد ہی ہمارے پاس آئی ہے۔

"کماری نرملا۔ آپ؟" میں نے تیزی سے اٹھتے ہوئے حیرت سے دریافت کیا۔ "خیریت تو ہے؟"

"جمال صاحب۔ میں آپ کو اس وقت ایک اہم بات بتانے آئی ہوں میرے پاس وقت بہت کم ہے اگر کسی کو اس بات کا علم ہو گیا کہ میں نے یہ راز آپ کو بتا دیا ہے تو سب کچھ بگڑ جائے گا۔" نرملا نے بے حد بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا پھر اندر آ کر دروازہ بھیڑ دیا۔ دیوان جی نرملا کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئے تھے۔

"آپ پریشان نہ ہوں میری حویلی میں آپ بالکل محفوظ ہیں۔" میں نے نرملا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "پہلے بیٹھ کر دیر سستا لیں پھر آرام سے اپنے آنے کا مقصد بیان کریں۔"

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے مسٹر جمال۔" نرملا نے بدستور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "آپ نے ضمانت کرا کے مجھ پر جو احسان کیا ہے میں اس کا کچھ بوجھ کم کرنے کی خاطر سیکڑوں خطرات سے گزر کر یہاں آئی ہوں میری بات غور سے سنیے۔ وہ عورت جو درخشاں سے اسپتال میں ملی تھی وہ مرے ہوئے بائیس سال گزر چکے ہیں پنڈت گنیش مہاراج نے اپنی شکتی کے زور سے اس کی آتما کو ایک خوب صورت عورت کے روپ میں ڈھلنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس نے آپ کی دھرم پتنی سے اس لیے ہاتھ ملایا تھا کہ وہ آپ کی خوشیوں کو برباد کر سکے۔"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔ "کیا وہ درخشاں کو مارنا چاہتے ہیں؟"

"میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن ڈر ہے کہ گنیش مہاراج جو جگن کے ڈر سے دیوی کی شرن میں بیٹھا ہے وہ تمھاری دھرم پتنی اور اس کے ہونے والے بچے دونوں کو مارنا چاہتا ہے۔"

"آپ کو یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"آنند کمار کے ذریعے۔" نرملا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "وہ آج نشے میں بُری طرح دھت تھا اس کے اسی عالم میں اس نے سب کچھ بتا دیا لیکن یہ تاکید بھی کی ہے کہ میں یہ بات صرف اپنی ذات تک محدود رکھوں میں اسے دھوکا دے کر بڑی مشکلوں سے بھاگ کر یہاں تک آئی ہوں اور اب میری واپسی بھی بہت ضروری ہے۔"

"نرملا دیوی۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ گنیش مہاراج کس مندر میں اور کون سی دیوی کی پناہ میں ہے؟" میں نے تلملاتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا نام بھی درمیان میں نہیں آئے گا لیکن آپ گنیش مہاراج کا کیا کریں گے؟"

"میں اسے کتوں کی موت ماروں گا وہ میری زندگی اور میری خوشیاں مجھ سے چھیننا چاہتا ہے لیکن میں اس سے پہلے اس کے منحوس اور گندے وجود کو نیست و نابود کر ڈالوں گا۔"

"مجھے افسوس ہے مسٹر جمال! میں آپ کو گنیش مہاراج کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ میں مجبور ہوں۔"

"نرملا دیوی۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز! گنیش مہاراج کا پتہ بتا دیجیے۔" میں نے بڑی لجاجت سے کہا۔

"نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ میں مجبور ہوں اور۔۔۔ اب میں واپس جا رہی ہوں۔"

نرملا واپس جانے کے لیے مڑی تو دیوان جی جو ہماری گفتگو کے دوران خاموش کھڑے تھے ایک دم لپک کر نرملا اور دروازے کے درمیان حائل ہو گئے۔ مجھے دیوان جی کی وہ حرکت بے حد گراں گزری لیکن قبل اس کے کہ میں دیوان جی سے کچھ کہتا انھوں نے نرملا کو گھورتے ہوئے خشک آواز میں مخاطب کیا۔

"تمھیں گنیش مہاراج کا پتہ ہر قیمت پر بتانا ہوگا۔"

"دیوان جی۔" نرملا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "تمھارا یہ ملازم کچھ زیادہ ہی بے ہودہ معلوم ہوتا ہے اس سے کہو کہ میرا راستہ چھوڑ دے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"دیوان جی آپ۔۔۔"

"آپ بیچ میں نہ بولیں چھوٹے سرکار۔" دیوان جی نے تیور بدلتے ہوئے تیوری سے میری بات کاٹتے ہوئے کہا پھر نرملا سے بولے۔ "نرملا دیوی کیا تم خان شہباز خان کو یہ بتانا پسند کرو گی کہ تمھاری اصلیت کیا ہے اور تم ہمارے دشمن کا پتہ بتانے سے کیوں کترا رہی ہو؟"

دیوان جی کا لب و لہجہ بے حد گستاخانہ تھا۔ میں نے آگے بڑھنا چاہا تو دیوان جی چیخ اٹھے۔

"جمال میاں۔ خبردار آگے نہ بڑھیے گا۔"

"دیوان جی۔" میں نے کڑک کر کہا۔ "کیا آپ اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہیں؟"

"جب کسی نحوست اور شیطانی طاقتوں کے اثرات مند ناز نگاہوں کے سامنے ہو تو انسان کو ہوش میں رہنا پڑتا ہے۔" دیوان جی نے نرملا کو گھورتے ہوئے کہا پھر بلند آواز میں بولے۔ "آپ جب تک کماری نرملا کو کسوٹی پر نہیں پرکھ لیں گے میں اس وقت واپس نہیں جانے دوں گا۔"

اس کے حوالے پر مجھے جگن کی دی ہوئی مرگھٹ کی مٹی یاد آ گئی جسے دیوان جی کے کہنے پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگائی اور جیب سے نکال کر اس کی مٹی نرملا کی سمت اچھال دی اور

پھر جو کچھ ہوا اس کی یاد آج بھی میرے جسم کے رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے۔ مرگھٹ کی مٹی جیسے ہی نرملا کے جسم سے ٹکرائی وہ ایک بھیانک چیخ مار کر فرش پر لوٹ پوٹ ہونے لگی پھر اس کے جسم کا گوشت آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں صرف سالخوردہ ہڈیوں کا ڈھیر رہ گیا پھر دھند کا ایک دائرہ اچانک نمودار ہوا اور ان ہڈیوں کو بھی نہ جانے کس طرح چھومنتر کر گیا۔

کمرے میں میرے اور دیوان جی کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ میں سکتے کی کیفیت سے دوچار اپنی جگہ بت بنا کھڑا اس جگہ کو پھٹی پھٹی نظروں سے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا۔ جہاں محض ایک منٹ پیشتر کماری نرملا کا جسم شب خوابی کے بیش قیمت لباس میں ملبوس نظر آ رہا تھا لیکن وہ سب ہماری نظروں اور کانوں کا فریب تھا۔ اگر دیوان جی نے بروقت اپنی حاضر دماغی سے کام نہ لیا ہوتا تو شاید لیڈی ڈاکٹر شکنتلا کا راز ہمیشہ راز ہی رہتا۔

وہ رات میری زندگی کی سب سے ہولناک رات تھی میں ایک لمحہ کو بھی نہ سو سکا اور صبح ہوتے جب مجھ پر غنودگی طاری ہو رہی تھی تو فون کی گھنٹی کی تیز آواز نے مجھے دوبارہ ہڑبڑا کر بیدار ہونے پر مجبور کر دیا۔ عام حالات میں میرا اصول تھا کہ خواب گاہ میں رکھے ہوئے فون کا کنکشن سونے سے پیشتر علیحدہ کر دیا کرتا تھا۔ بہرحال میں نے اس خیال سے کہ کہیں درخشاں کی نیند اچاٹ نہ ہو جائے فوری طور پر ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔" میں نے مدھم آواز میں ماؤتھ پیس میں کہا۔ "جمال اصغر۔"

"میں آنند بول رہا ہوں مسٹر جمال۔ آپ کو ایک بری خبر سنانا ہے۔"

"کیا؟"

"نرملا نے اپنے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لی ہے۔"

"یہ کب ہوا؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"گزشتہ رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے۔ میں نے اس وقت آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔"

آنند کمار کا جواب سن کر مجھے جھرجھری آ گئی اور ریسیور میرے ہاتھ سے چھوٹ کر دبیز قالین پر گر گیا۔

دلوان جی کی بروقت مداخلت نے ایک بار پھر مجھے دشمنوں کے فریب سے بچالیا۔ جگن نے یہی کہا تھا کہ اگر ایک بار لیڈی ڈاکٹر تسکنندا کا روپ اختیار کرنے والی روح میرے سامنے آکر واپس چلی گئی تو دوبارہ ہاتھ نہیں آسکے گی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے موذی دشمنوں نے اپنی سازش کامیاب بنانے کی خاطر کسی بھٹکتی ہوئی روح کے لیے کماری نرملا کا جسم خالی کرالیا ہوگا۔

آنند کمار ایک ذی حیثیت اور کارآمد شخص تھا، درخشاں کے سلسلے میں وہ درپردہ پنڈتوں اور پجاریوں کا ساتھ دے رہا تھا پھر ایک موڑ پر اسے کماری نرملا کو بچانے کی خاطر میری ضرورت درپیش آگئی، میں نے نرملا کی ضمانت کرائی تو وہ میرا گرویدہ ہو گیا، میرے دشمنوں کو غالباً اس کی نیت کا اندازہ ہو گیا تھا، ان کے ہاتھ بہت لمبے تھے، وہ اپنی شکتی اور کالی قوتوں کے زور سے دلوں کا بھید بھی پڑھ سکتے تھے، انھوں نے آنند کمار کے ذہن میں جھانک کر اندازہ لگالیا ہوگا کہ اب وہ ان کے کام کا نہیں رہا اور تب ہی انھوں نے کماری نرملا کو خودکشی پر مجبور کرکے آنند کو تنبیہہ کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اس طرح انھوں نے ایک تیر سے دو شکار کیے تھے۔

لیکن مجھے نرملا کی موت یا آنند کمار سے کوئی دلچسپی نہیں تھی تسکنندا کون تھی؟ اس کی روح دنیا میں کب سے اور کیوں بھٹکتی پھر رہی تھی؟ مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی اور سروکار نہیں تھا، میرے ذہن میں تو بس روح کی کہی ہوئی ایک بات صدائے بازگشت بن کر گونجتی پھر رہی تھی، اس نے مجھے یہی بتایا تھا کہ پنڈت گنیش مہاراج جو کسی مندر میں چھپا بیٹھا ہے میری درخشاں اور اس کے وجود میں پرورش پانے والی معصوم اور بے گناہ روح کو مارنے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ اپنی ناپاک سازش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر ہی اس نے تسکنندا کی روح کو درخشاں سے ہاتھ ملانے پر مجبور کیا تھا۔

وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو چکے تھے اور اس بات کا علم ہو جانے کے بعد میری جو کیفیت تھی اس کا اندازہ میرے سوا اور کون لگا سکتا تھا؟ پنڈت اوم پرکاش کی موت کے وقت گنیش مہاراج نے مجھے اس خطرے کا قبل از وقت ایک مبہم سا اشارہ کیا تھا، کاش میں اس کا اشارہ سمجھ گیا ہوتا تو اسی روز یا تو گنیش مہاراج کو ختم کر دیتا یا پھر درخشاں اور اپنے معصوم بچے کی جان بچانے کی خاطر خود قربان ہو جاتا۔ لیکن میں مجبور تھا۔ قدرت نے میری قسمت میں جو المناک داستان رقم کر دی تھی اسے بھلا میں خود اپنے ہاتھوں کیسے مٹا سکتا تھا۔

دوسری صبح میں دلوان جی کو ساتھ لے کر جگن کی طر
میں پہلی فرصت میں جگن سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ جاننا چاہتا تھا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے اور درخشاں اس کے ہونے والے بچے کی زندگی کس طرح دشمنوں کی نا گندی سازشوں سے محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔

جگن مجھے اپنے ٹھکانے پر مل گیا، گزشتہ رات جو رونما ہوئے تھے وہ ان کی تفصیل جانتا تھا، دلوان جی اسے آئندہ پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں کر ہونٹ چبانے لگا، اس کے چہرے پر جو تاثرات ابھر اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کسی ذہنی کشمکش میں الجھتا جا رہا ہے، اس کی آنکھوں کی چمک اس وقت کچھ پھیکی پھیکی اور ماند سی نظر آرہی تھی۔ خاصی دیر خاموش بیٹھا اپنے خیالوں میں گم رہا تو مجھے اس کی گراں گزرنے لگی، دلوان جی نے میری کیفیت محسوس جگن سے بولے۔

"اندھیروں میں کہاں بھٹک رہا ہے۔ کچھ منہ گا بھی؟"

"راستہ کھو گیا ہے استاد۔" جگن نے پہلو بدل سے جواب دیا۔ "ڈور کا سرا تلاش کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"تم لوگوں نے جلدی کرکے سارے کھیل تماشے کر دیا ——— میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ایک سے نکل گئی تو دوبارہ قابو نہیں آئے گی۔"

"لیکن ہم سے کیا غلطی ہوئی؟" میں نے بڑی سے دریافت کیا۔

"آپ نے نرملا کے شریر میں چھپی آتما پر مٹی جلدی کر دی۔"

"کیا مطلب ہے تیرا؟" دلوان جی کا لہجہ تیکھا ہو نے وہ مٹی ہمیں اپنی قبر پر ڈالنے کی خاطر دی تھی؟"

"غلطی ہوا استاد!" جگن نے وضاحت ہوئے کہا۔ "تمہیں اس پر مرگھٹ کی مٹی اچھالنے پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج نکال لینا چاہیے"

"مگر اس نے کہا تھا کہ وہ گنیش مہاراج کے اپنی زبان نہیں کھول سکتی۔ وہ مجبور تھی۔" میں جلدی سے جواب دیا۔

"اسے گنیش مہاراج نے منع کر دیا تھا مالک، چھوڑ دینے کا لالچ دیتے تو وہ کھل جاتی۔"

وہ تو جو ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟" دلوان ٹہلتے ہوئے دریافت کیا۔

ہم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے استاد۔" جگن ہاتھ ملتے بولا۔ "اگر مجھے پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج مل جائے بڑی آسانی سے ٹھکانے لگا سکتا ہوں لیکن جب زندہ ہے خطرات ہمارے سروں پر منڈلاتے رہیں گے۔"

یری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟"

کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے ہم ایک بیٹھے اپنی شکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دشمن کو بھی بہ آسانی ٹھکانے لگا سکتے ہیں لیکن جہاں ور دیوتاؤں کا بیچ آجائے وہاں ہماری شکتی کسی کام سکتی۔"

تو اپنے جنتر منتر کے موکلوں کو ذرا ادھر ادھر دوڑا دیکھ تو سہی ہو سکتا ہے کہ گنیش کہیں کونے کھدروں یا نظر آجائے۔"

میں سارے جتن کر چکا ہوں، مجھے یقین ہے کہ اس نے کہیں کالی کے چرنوں میں پناہ لی ہوگی۔"

کالی گوری کو تو جان اور تیرا کام جانے۔ ہم تو تجھ سے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مالکن کو خدانخواستہ خطرہ تو درپیش نہیں؟"

جگن نے اس سوال پر چونک کر میری طرف دیکھا پھر ے پہلو بدل کر بولا۔ "گنیش ایک بار ہاتھ آجائے تو لٹے کام سیدھے ہو سکتے ہیں۔"

وہ اگر ہاتھ نہ آیا تو کیا ہوگا؟" میں نے دھڑکتے ہوئے پوچھا۔ جگن کے جواب سے مجھے اس کی مایوسی اور کا اندازہ ہو رہا تھا۔

میں کوئی اور راستہ تلاش کرنے کی کوشش کروں گا شش۔"

جہنم میں گیا گنیش۔" دلوان جی میری کیفیت اور باتوں کا اندازہ لگاتے تھے تلملا کر بولے۔ "سیدھی یوں نہیں کہتا کہ تو ہمارے دشمنوں کے آگے جھول ہے۔"

وقت وقت کی بات ہے استاد ورنہ جگن کے آگے کسی کا چراغ روشن نہیں ہو سکا۔"

جگن۔" میں نے بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تم میرے وال کا ٹھیک ٹھیک جواب دو گے؟"

پوچھیے مالک۔"

"درخشاں اور اس کے ہونے والے بچے کو کیا خطرہ پیش آسکتا ہے؟"

"دشمنوں نے تسکنندا کی گندی آتما سے جو کام لیا ہے وہ بڑا خطرناک ہے مالک۔" جگن نے دبی زبان میں کہا۔ "اگر اس کا توڑ نہ ہوا تو ....."

"تو۔ تو کیا ہوگا؟" میں چیخ اٹھا۔

"پریشان مت ہو مالک، میں اپنی ——— ایک آخری کوشش اور کرتا ہوں۔"

جگن کے جواب میں بدستور مایوسی جھلک رہی تھی، وہ دیوی اور دیوتاؤں کے آگے بے بس ہو گیا تھا، میں نے دیوان جی کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ کسمسا کر کھڑے ہو گئے، جگن کو گھور کر بولے۔

"میں سمجھ گیا۔ تو نے گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔"

"نہیں استاد لیکن ....."

"دلاور مرزا تیرا یار تھا جگن۔" دلوان جی نے خشک آواز میں کہا۔ "میں تجھے تیرے یار کی یاری کا واسطہ دیتا ہوں کہ ہمارے ساتھ دغا مت کرنا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

"تم۔ تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو استاد۔" جگن نے چونک کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ "میں برا ضرور ہوں پر اتنا بھی نہیں کہ تم لوگوں کے ساتھ کسی فریب سے کام لوں۔"

"کوئی راستہ نکالنے کی کوشش کر۔ میں تجھ سے پھر ملوں گا۔"

دلوان جی نے بدستور تیکھے انداز میں کہا پھر باہر آگئے۔ جگن کی بے بسی محسوس کرکے میری پریشانی دوچند ہو گئی، ہرچند کہ اس نے کھل کر درخشاں کے بارے میں کوئی آخری بات نہیں کی تھی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ میری بربادی کے دن قریب آچکے ہیں، درخشاں مجھ سے بچھڑ جائے گی اور وہ معصوم زندگی جو ابھی تک ایک ماں کے پیٹ میں پروان چڑھ رہی ہے دنیا میں آنے سے پہلے ہی حالات کا شکار ہو جائے گی۔ میرے احساسات میں طغیانی آئی تو میری آنکھیں بھیگنے لگیں، مجھے اپنی بے چارگی پر رونا آرہا تھا، میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ تھا، دھن دولت، نوکر چاکر، جاگیر، عزت، شہرت اور درخشاں جیسی حسین اور وفا شعار شریک حیات لیکن ایک سکون تھا جو مجھ سے روٹھ گیا تھا۔

دلوان جی گاڑی کی اگلی نشست پر خاموش بیٹھے کسی گہری سوچ میں غرق تھے، ڈرائیونگ کرتے کرتے ایک بار انھوں نے شیشے میں میرا عکس دیکھا تو خاموش نہ رہ سکے، مجھے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔ "مایوسی گناہ ہے جمال میاں۔ خدا جو کرے گا بہتر ہی کرے گا۔"

"مجھے اپنی نہیں۔ درخشاں کی فکر ستا رہی ہے دیوان جی!" میں نے مایوسی سے جواب دیا۔ "خدا جانے وہ غریب میرے دشمنوں کی کس ناپاک سازش کا شکار ہو گئی ہے۔"

"سب سے بڑی قوت مالکِ دو جہاں کی ہے، وہ چاہے تو مُردوں میں بھی جان ڈال سکتا ہے۔" دیوان جی مجھے تسلیاں دیتے رہے، میں بھی اپنے دل کو سمجھاتا رہا لیکن مجھے کسی پہلو چین نہیں آرہا تھا پھر اچانک مجھے وہ شاہ صاحب یاد آگئے جنھوں نے مجھے بار بار ماں کی قبر پر حاضری دینے کی تاکید کی تھی کچھ سوچ کر میں نے دیوان جی سے گاڑی کا رخ قبرستان کی جانب موڑنے کو کہا، میں باپ کی شفقتوں اور ماں کی ممتا سے محروم ہو چکا تھا لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں مجھے ماں کی قبر پر جا کر بے حد سکون ملتا تھا۔ اس وقت بھی جب میں نے قبرستان پہنچ کر ماں کی قبر پر فاتحہ پڑھی تو میرے دل کو ایک عجیب قسم کا سکون ملا لیکن میری آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برسنے لگیں، میں خاموش کھڑا آنسو بہاتا رہا اور ماں کی قبر کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتا رہا، ماں کا تصور اور باپ کا خیال میرے لیے بے حد اثر انگیز تھا، مجھے یاد نہیں کہ میں کتنی دیر تک احاطے کی منڈیر سے لگا کھڑا رہا لیکن جب مجھے وقت کا احساس ہوا اور میں اپنے آنسوؤں کو خود اپنے دامن میں جذب کرنے کے بعد واپسی کے ارادے سے پلٹا تو چونک اٹھا۔ مجھ سے بمشکل آٹھ دس قدم کے فاصلے پر املی کے گھنے درخت کے قریب وہی دیوانہ کھڑا مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا جو مجھ سے پہلے بھی مل چکا تھا اسی نے ایک بار رام لال اور پنڈت اوم پرکاش کے چنگل سے مجھے نجات دلائی تھی، وہ یقیناً کوئی مجذوب ہی تھا اور شاید اسی لیے شاہ صاحب نے بار بار ماں کی قبر پر حاضری کی تاکید کی تھی؛ یہ بھی کہا تھا کہ میں اپنی ٹانگ کے زخم رِسنے دوں۔

میں اپنی جگہ ٹھٹک کر رک گیا، میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں، میں دیوانے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے دیکھتا رہا پھر مجھے یوں لگا جیسے میرا جسم اندر ہی اندر چٹخ رہا ہو، تپش کا احساس شدید ہوا تو میں نے پلکیں جھپکانی شروع کر دیں۔ "بس؟" دیوانے نے عجیب انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی ہمت ہار گیا۔"

"بابا۔" میں بڑی عاجزی سے بولا۔ "میری رہنمائی کرو۔ میں بھٹک گیا ہوں۔"

"نادان میں غوطے لگا۔ غلاظتوں میں قلابازیاں کھاتا رہ۔ اور مقدر کے پیچھے ڈنڈے لے کر دوڑ لگاتا رہ۔"

"بابا۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔ "مجھے اپنی فکر نہیں تھا دو، میرے قدم ڈگمگانے لگے ہیں۔"

"حجامت کرنا ترک کر دے۔" دیوانے نے مجھے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ "داڑھی کھجایا کر۔"

"تم چاہو تو مجھے راہ دکھا سکتے ہو۔" میں نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ "میں گھپ اندھیروں میں گھر گیا ہوں، میرا دم گھٹنے لگا ہے۔"

"گلے میں پھندا ڈال کر نیم کے درخت سے الٹا لٹک جا۔ حالات کے ساتھ کبڈی کھیلتا رہ۔"

دیوانہ اپنی ترنگ میں بول رہا تھا لیکن میں نے اس کی کسی بات کا برا نہیں مانا، اس کے ہاتھوں میں دبی لکڑی لینے کی خاطر بڑھا تو وہ اچھل کر اور پیچھے ہو گیا، میں نے اپنے قدم زمین پر گاڑ دیے، تعاقب سے خدا کے اس برگزیدہ بندے کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ تھا، میں نے اسے رحم طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے فریاد کی۔ "میرے دشمن میرے خون کے پیاسے ہیں، وہ میری موت کے خواہاں ہیں۔"

دیوانہ جواب دینے کے بجائے جلدی جلدی آنکھیں جھپکانے لگا۔ یوں جیسے وہ میری بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میں نے ایک ہندو لڑکی سے محبت کی، اسے مسلمان کر کے اپنا گھر آباد کر لیا مگر وہ ہماری بربادی چاہتے ہیں۔" دیوانے نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ کان میں انگلی ڈال کر تیز تیز گردش دینے لگا، جیسے کان کا میل صاف کر کے میری بات سننے کی سعی کر رہا ہو اس کی نظریں بدستور میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"پنڈت پجاریوں نے میرے خلاف ایک محاذ بنا رکھا ہے۔" میں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "میں بالکل تنہا رہ گیا ہوں۔"

"کنکوے اڑایا کر۔" دیوانہ بڑی حقارت سے منہ بنا کر بولا۔ "آسمان پر نظر جمانا سیکھ جائے گا۔"

"میں منتشر ہو رہا ہوں بابا۔ تم چاہو تو میرا ہاتھ تھام سکتے ہو۔"

"آنکھ مچولی کھیل۔ آنکھ مچولی۔" وہ بائیں آنکھ دباتا ہوا معنی خیز انداز میں بولا۔ "سیاہ چادر کے اندر دبک کر بیٹھ جا۔"

"میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔" میں ہاتھ باندھ کر بے حد عاجزی سے بولا۔ "مجھے زندگی نہیں چاہیے لیکن درخشاں اور اس کے بچے کو بچا لو۔ وہ بے گناہ ہیں، میرے دشمن میرا گھر اجاڑنے کی سازش کر رہے ہیں۔"

"مقدر کے دُم میں دھاگہ اٹک چکا ہے۔ زیادہ جھٹکے مارے گا تو دُم بھی کٹ جائے گی۔ بچے لنڈورا لنڈورا کہہ کر تیرے پیچھے تالیاں بجائیں گے۔ ہاہا۔ ہاہا۔" دیوانہ قہقہے لگاتے ہوئے بولا۔

پھر یک لخت سنجیدہ ہو کر سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "میری ایک بات مانے گا؟"

"بولو۔" میں نے بڑی حسرت سے جواب دیا۔

"آنکھ موند کر وقت کی تپائی کے نیچے چھپ جا۔ جہاں ستیاناس وہاں سوا ستیاناس۔"

"تم۔ تم مجھے مایوس کر رہے ہو بابا۔" میں نے تذبذب کو گھول کر "میں آسانی سے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا، اگر تم خدا کے محبوب بندے ہو تو تمہیں میری مدد کرنا پڑے گی۔"

"شور مت مچا پاگل۔" دیوانے نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے رازداری سے کہا۔ "پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے، غوطہ مارنے سے بہتر ہے کہ ڈوب جا۔ ہاتھ پاؤں باندھ لے یا پھر ہانڈیاں اڑانی شروع کر دے۔ کالی تیلی۔ نیلی کالی۔"

دیوانے کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں، شاید وہ اشاروں کنایوں میں مجھے مشیت ایزدی سے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر میرا ذہن الجھا ہوا تھا، وقت اور حالات نے میرے سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو جیسے سلب کر دیا تھا۔ درخشاں اور ایک معصوم زندگی کی موت کا تصور میرے لیے اس قدر بھیانک اور ہول ناک تھا کہ میں خود کو سمیٹنے کے بجائے اور بکھر گیا تھا۔

"مجھے اپنی لکڑی عنایت کر دو بابا۔ نہیں تو میں زبردستی چھین لوں گا۔" میں نے تنگ آ کر کہا تو دیوانہ خوف زدہ ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹا پھر "کبڈی ——— کبڈی ——— کبڈی" کا نعرہ بلند کرتا ہوا بھاگ کے درختوں کی آڑ میں گم ہو گیا ——— میں نے اس کے تعاقب میں قبرستان کا کونا کونا چھان مارا، ایک ایک درخت کو کھنگال ڈالا لیکن وہ میری دسترس سے دور ہو چکا تھا، میں تھک ہار کر قبرستان سے باہر آ گیا، دیوان جی نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ میں نڈھال ہو کر پچھلی نشستوں پر بیٹھ گیا دیوان جی سے واپس حویلی چلنے کی تاکید کر کے آنکھیں بند کر لیں۔

*

آسمان میرے اوپر تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ جگی کے آ جانے سے میری جو ڈھارس بندھی تھی وہ بھی نرملا کی موت کے بعد ٹوٹ گئی، آنند کمار زخمی درندے کی مانند نرملا کے قاتلوں کی تلاش میں دربدر کی خاک چھانتا پھر رہا تھا، اس کے ماتحتوں کی پوری ٹیم سرگرم عمل تھی، وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ نرملا خودکشی کر سکتی ہے۔

آنند کمار کی زندگی میں نرملا ایک لکشمی کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی، وہ ترقی کا زینہ تھی جس سے گزر کر آنند کمار نے بڑی کم مدت میں ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر قدم جما لیے تھے لیکن اب وہ زینہ اس کے قدموں تلے سے نکل چکا تھا۔ آنند کمار اپنی ترقی کے راز سے بخوبی واقف تھا۔ نرملا اس کی دوسری بیوی تھی، وہ بے حد حسین، خوب صورت اور تیکھے انداز کی مالک تھی، اس کا حسن دیکھنے والوں کو اپنے سحر میں مبتلا کر لیتا تھا، آنند کمار نے شادی کرنے کے بعد نرملا کو مکمل آزادی دے رکھی تھی اور اسی آزادی کا نتیجہ تھا کہ نرملا کی ذاتی کوششوں نے آنند کمار کو زمین سے آسمان تک پہنچا دیا پھر وہ کیسے یقین کر لیتا کہ ترقی کے اس زینے نے جس پر سیکڑوں قدموں کے نشان تھے محض ایک رام لال کی وجہ سے اپنی زندگی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا۔

آنند کمار کو نرملا کی موت کے پیچھے ان ماتحتوں کا ہاتھ نظر آ رہا تھا جنھیں پیچھے چھوڑ کر وہ محض نرملا کی بدولت آگے نکل گیا تھا، اسی سلسلے میں وہ ایک دن میرے پاس بھی آ گیا۔ میں نے اس کی کیفیت کا اندازہ لگانے میں دیر نہیں کی۔ وہ کسی ایسے جواری کی طرح دکھائی دے رہا تھا جس کی تمام پونجی ایک ہی داؤ پر اس کے ہاتھ سے نکل گئی ہو اندر سے کسی آتش فشاں کی طرح بھرا ہوا آنند کمار مجھے پہلی بار کچھ غیرت مند نظر آ رہا تھا۔

یہ وہی آنند کمار تھا جو درخشاں کے والد پریم ناتھ اور اس کے گرگوں کے اشاروں پر کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح میر اوپر چڑھ دوڑا تھا، اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو شاید آنند کمار کے تجربے کار اور نوکیلے دانت اس کے جسم کی بوٹیاں اڑا چکے ہوتے لیکن میں قانون کی گتھیوں میں مہارت رکھتا تھا اس لیے وہ میرے سلسلے میں ناکام رہ گیا۔ اسی آنند کمار نے ایک موقع پر بھری محفل میں پنڈت اوم پرکاش کے ساتھ مل کر میری عزت کی دھجیاں بکھیرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے مایوسی ہوئی اور یہ وہی آنند کمار تھا جس نے مجھے اپنے دفتر میں دیکھ کر یوں کڑوا سا منہ بنا لیا تھا جیسے میرا وجود اس کے لیے ناقابل برداشت ہو اور آج قسمت اسی آنند کمار کو میری حویلی تک ایک ضرورت مند کے روپ میں لے آئی تھی۔

کچھ دیر تک ہمارے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں پھر وہ اصل مقصد کی طرف آ گیا، مجھے ان مشکوک افراد کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگا جنھیں وہ نرملا کی موت کا ذمے دار سمجھ رہا تھا، میں خاموش بیٹھا اس کی باتیں سنتا رہا جب وہ دل کی بھڑاس نکال چکا تو میں نے دبی زبان میں کہا۔ "میں اس حد تک آپ کے خیال سے متفق ہوں کہ کماری نرملا نے خودکشی نہیں کی لیکن......"

"لیکن کیا؟" اس نے میری خاموشی پر بل کھاتے ہوئے بے چینی سے دریافت کیا۔

"کماری نرملا کو مجبور کر دیا گیا تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال کر سولی پر لٹک جائے۔"

"اور نرملا نے انتہائی اذیت ناک حالات سے دوچار ہو جانے کے بعد مجبوراً وہ قدم اٹھایا ہو گا۔"

"یہ بھی ممکن ہے کہ خودکشی کرتے وقت کماری نرملا اپنے ہوش و حواس ہی میں نہ رہی ہو۔"

"کیا مطلب؟" آنند کمار میری بات سن کر چونک اٹھا۔

"ترقی حاصل کرنے کے معاملے میں اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچنے میں آپ نے جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے یا جو لوگ آپ کی اس ترقی سے متاثر ہوئے ہیں۔ وہ اگر چاہتے تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی کر سکتے تھے۔"

"وہ ایسا کرنا چاہتے تھے لیکن...." آنند کمار کچھ کہتے کہتے یک لخت خاموش ہو گیا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "انھیں اس بات کا خطرہ بھی لاحق تھا کہ اگر انھوں نے میرے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو ان کے خلاف بھی کوئی محکمہ جاتی کارروائی کھڑی ہو سکتی تھی جو ان کے ریکارڈ کا ستیاناس کر دیتی اور وہ آئندہ ہونے والی ترقیوں سے محروم ہو جاتے۔ آپ میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔"

"خوب اچھی طرح۔" میں نے زیر خند سے جواب دیا پھر قدرے سنجیدگی سے بولا۔ "آپ مجھ سے کیا خدمت لینا چاہتے ہیں؟"

"میں۔" آنند کمار نے کسی چوٹ کھائے ہوئے زخمی اور زہریلے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ "میں ان لوگوں کو قانونی شکنجوں میں پھانس کر ہمیشہ کے لیے اپنے راستے سے ہٹا دینا چاہتا تھا جو نرملا کی موت کے بعد میرا مذاق اڑا رہے ہیں یا میرے خلاف سر جوڑ کر منصوبے تیار کر رہے ہیں۔"

"قانونی کارروائی کا جواز کیا ہو گا؟"

"مواد میں فراہم کروں گا، باقی کام آپ کریں گے۔" آنند کمار بڑی رازداری سے بولا۔ "میرے پاس ان کے خلاف لاتعداد دستاویزی ثبوت موجود ہیں جو ان کا کیریئر برباد کر سکتے ہیں۔"

"اوہ۔" گویا آپ کا خیال ہے کہ کماری نرملا کے بعد وہ اپنی حق تلفیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"پنڈت گنیش مہاراج کا کیا حال چال ہے؟" میں نے اچانک گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "بہت دنوں سے ان کی کوئی خیر خبر نہیں ملی۔"

"آئی سی۔" آنند کمار نے روکھے انداز میں جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ آپ مجھے پرانی باتیں یاد دلا کر شرمندہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ غلط سمجھے مسٹر آنند میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔" میں نے جلدی سے وضاحت کی پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں دراصل آپ کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے آپ کو میری دوستی مہنگی پڑی ہو۔"

"میں سمجھا نہیں۔" آنند کمار مجھے حیرت سے گھورنے لگا۔

"یہ بات بے شمار لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے کماری نرملا کے ضمانت کے کیس میں دل چسپی لی تھی۔" میں اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا۔ "آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا میرے دشمنوں کو جو آپ سے دوستی کی توقع رکھتے تھے یہ بات پسند آئی ہو گی؟"

"لیکن......"

"میں آپ سے ایک درخواست کروں گا مسٹر آنند۔" میں نے لوہا گرم دیکھ کر ایک بھرپور ضرب لگاتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں کہا۔ "آپ گنیش مہاراج کا کھوج لگا کر مجھے اس کے ٹھکانے سے مطلع کر دیں، میں آپ کے دشمنوں کو ٹھکانے لگانے میں آپ سے بھرپور تعاون کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"پنڈت گنیش مہاراج کا کھوج لگانے سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"شاید آپ کو ابھی تک اس بات کا علم نہیں کہ رام لال کی موت کے بعد سے گنیش مہاراج کہیں روپوش ہو گئے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کماری نرملا گنیش مہاراج ہی کی مہان شکتی کا نشانہ بنی ہو اور اس طرح بچاری رام لال کا انتقام لیا گیا ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔" آنند کمار نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔ "میں نے ابھی تک اس لائن پر غور نہیں کیا تھا۔"

"اب بھی زیادہ وقت نہیں گزرا۔ آپ چاہیں تو گنیش مہاراج کا کھوج لگا کر میرے شبہے کی تصدیق کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اسے بھی دیکھ لوں گا لیکن آپ کو ہر حال میں میری مدد کرنا ہو گی۔"

"اس کا فیصلہ گنیش جی کے سامنے آنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے مائی ڈیئر مسٹر آنند!" میرا لہجہ معنی خیز تھا۔ آنند کمار نے میرے لہجے کی تلخی کو شاید محسوس کر لیا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی وضاحت طلب کرتا درخشاں ملازم کے ہمراہ چائے کی ٹرالی لیے

آگئی تو باتوں کا رخ تبدیل ہو گیا' آنند کمار زیادہ دیر نہیں رکا' درخشاں کے بے حد اصرار پر اس نے محض چائے کے دو تین گھونٹ لیے پھر جانے کے ارادے سے اٹھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد درخشاں کرید کرید کر مجھ سے اس کے آنے کا سبب دریافت کرتی رہی' میں نے اس کو پوری تفصیل بتا دی البتہ گنیش مہاراج کی گم شدگی اور لیڈی ڈاکٹر تسکینلا کی پراسرار شخصیت سے کماری نرملا کی موت کے ناقابل تعین تعلق کو چھپا گیا۔

پھر۔ کچھ دیر بعد مجھے دیوان جی نے فون پر ایک نئی اطلاع دی' حویلی سے رخصت ہونے کے بعد آنند کمار سیدھا کرد ہی کے بڑے مندر گیا تھا جہاں وہ پنڈت پجاریوں سے گھل مل کر باتیں کرتا رہا لیکن وہاں سے روانہ ہونے کے فوراً بعد ہی وہ ایک حادثے سے دوچار ہو گیا اور اب وہ سرکاری اسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی آخری سانسیں شمار کر رہا تھا میرے لبوں پر ایک تلخ تبسم پھیل کر گہرا ہوتا چلا گیا' میں نے بڑی حقارت سے ریسیور دوبارہ کریڈل پر رکھ دیا۔

❀

وقت۔ جو پنڈت اوم پرکاش کی موت کے بعد میرے حق میں سازگار ہو گیا تھا رفتہ رفتہ دوبارہ اپنی کینچلی بدلنے لگا' پہلی بار جب میرا ایک دشمن موت کے آہنی شکنجوں میں پھنس کر بے بسی کی حالت میں کرب ناک موت کا شکار ہوا تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ جگن کے آجانے سے مجھے بڑی مسرت ہوئی تھی میرے دشمن پیش قدمی کرنے کے بجائے ایک ہی تلے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وقتی طور پر میں اپنی جگہ دلبر ہو گیا لیکن اس وقت میں معاملات کے دوررس نتائج سے لاعلم تھا' میں جسے اپنا قوتِ بازو سمجھ رہا تھا وہی میری شکستوں اور بربادیوں کا سبب بنتا چلا گیا۔ پنڈت اوم پرکاش کی پراسرار موت نے گنیش مہاراج کے کان کھڑے کر دیے' وہ دور اندیش تھا اس لیے کسی مندر میں دیوی کے قدموں میں پناہ لینے کی خاطر جم کر بیٹھ گیا' رام لال طاقت کے نشے میں سرشار تھا' جوان تھا اس لیے جذبات میں آکر حالات کا شکار ہو گیا' رام لال کی موت نے میرے دشمنوں کو اور زیادہ منظم اور محتاط کر دیا' پہلے وہ میرے سامنے تھے' مجھے نظر آ رہے تھے' ان کی ایک ایک چال میرے علم میں ہوتی تھی لیکن جگن کے سفلی عمل نے انھیں بھی اندھیروں میں پوشیدہ رہ کر خطرناک حربی حملوں پر مجبور کر دیا۔

بچاری رام لال کی موت کے بعد میں نے نرملا کو ایک ذرا سہارا دے کر اپنا ہم خیال بنایا تو میرے دشمنوں نے اسے بھی ٹھکانے لگا دیا' کسی لیڈی ڈاکٹر کی بھٹکتی ہوئی روح کے لیے انھیں ایک جسم کی ضرورت تھی لہٰذا انھوں نے نرملا کے جسم کو اپنی سازش کے لیے انتخاب کر لیا' وہ بے چاری میری وجہ سے مفت میں کام آگئی' پھر آنند کمار کو میں نے جھانسے دے کر اپنا آلۂ کار بنانے کی کوشش کی۔

جگن کو گنیش مہاراج کی تلاش تھی' اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر اسے گنیش مہاراج کا کھوج مل جائے تو وہ سفلی کے عمل سے جادو کی ہانڈی اڑا کر گنیش مہاراج کے کریا کرم کا ایسا مؤثر انتظام کر دیتا کہ موت کے سائے ہمہ وقت اس کے سر پر منڈلاتے رہتے' وہ جب بھی دیوی کے چرنوں سے دور ہو کر مندر سے قدم نکالتا ہانڈی اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی' دیوان جی نے جگن کے دعوے کی تصدیق کی تھی چنانچہ جب آنند کمار میرے پاس اپنے حریفوں کی گوشمالی کا منصوبہ لے کر آیا تو میں نے اسے گنیش مہاراج کے خلاف بھر دیا' ہندو ہونے کے ناتے آنند کمار پنڈتوں اور پجاریوں کے خلاف نہیں جا سکتا تھا لیکن نرملا کی اچانک موت نے اس کے لیے ترقی کے آئندہ دروازے بند کر دیے تھے پھر بانکے لال کی موت اور اپنے حریفوں کے سر اٹھانے کے خیال نے اسے بوکھلا دیا۔

میں نے اسے پوری طرح باور کرا دیا کہ اس کے ستارے محض گنیش مہاراج کی وجہ سے گردش کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ کہ اگر وہ گنیش مہاراج کا کھوج نکالنے میں کامیاب ہو جائے تو حالات دوبارہ اس کے حق میں سازگار ہو سکتے ہیں اور میں بھی اس کی بھرپور مدد کر سکتا ہوں' وہ میری باتوں سے متاثر ہو گیا' اس نے وعدہ کر لیا تھا کہ بہت جلد وہ گنیش مہاراج کو ڈھونڈ نکالے گا لیکن میرے دشمن جو ہر وقت میری بربادی کی گھات لگائے بیٹھے تھے انھیں آنند کمار اور میری باتوں کا علم ہو گیا اور پھر آنند کمار بھی ایک حادثے سے دوچار ہو کر اسپتال پہنچ گیا' دیوان جی کا خیال تھا کہ آنند کمار اس حادثے سے بچ جائے گا لیکن میں جانتا تھا میرے دشمن میرے کسی دوست کو سکون و آرام کا سانس نہیں لینے دیں گے۔

میرا اندازہ درست ثابت ہوا' آنند کمار تین ہفتوں تک اسپتال میں بستر پر پڑا موت کے آہنی شکنجوں میں جکڑا زندگی کی خاطر جدوجہد کرتا رہا' ہاتھ پیر مارتا رہا پھر ایک روز دنیا کے تمام غموں سے چھٹکارا پا کر چتا کے بھڑکتے شعلوں کی نذر ہو گیا' اس کی موت کی اطلاع مجھے کیلاش نے دی تھی۔

اسپتال سے واپسی کے بعد حسبِ معمول شام کی چائے کے وقت کیلاش اور جیکب ہمارے ساتھ میز پر موجود تھے

درخشاں کو خوش رکھنے کی خاطر جیکب اور کیلاش دونوں میرا ہاتھ بٹا رہے تھے لہٰذا جب تک درخشاں میز پر ہمارے درمیان موجود رہی جیکب اپنی معصوم حماقتوں اور کیلاش اپنے برجستہ جملوں سے اسے ہنساتا رہا پھر جب درخشاں گھر کے کام کاج کی خاطر اندر چلی گئی تو ہم تینوں دوست اٹھ کر ڈرائنگ روم میں آگئے جہاں کیلاش نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے مجھے آنند کمار کی موت کی خبر سنائی تھی' مجھے چونکہ اس کی توقع پہلے سے تھی اس لیے میں نے کسی حیرت یا تعجب کا اظہار نہیں کیا لیکن جیکب بول پڑا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ آنند کمار کی جگہ اب جس نئے ڈپٹی کمشنر کی تعیناتی ہو گی وہ نہ جانے کیسا ہو۔"

"تم ٹھیک سوچ رہے ہو۔" میں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "نئے ڈی سی کو پروانہ تقرری کے ساتھ ساتھ میرے سلسلے میں اوپر سے ضروری ہدایتیں بھی یقیناً ملیں گی۔"

"جمال۔ ایک بات کہوں بشرطیکہ تم برا نہ مانو۔" کیلاش نے سنجیدگی سے مجھے مخاطب کیا۔

"کیا تمھیں شبہ ہے کہ میں اپنے مخلص دوستوں کی کسی بات کا برا مان سکتا ہوں؟"

"انسان پریشان ہو تو ذہن کی سوچیں اسے اکثر گمراہ کر دیتی ہیں اور یہ قطعی نفسیاتی عمل ہوتا ہے۔"

"تم کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔" میں نے اکتائے ہوئے انداز میں بات کو مختصر کرنے کی کوشش کی۔

"میرا خیال ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ جگن کے سوا کچھ اور نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"جگن کی نادیدہ اور کالی طاقتوں نے پنڈت پجاریوں کو بھی چھپ کر وار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پہلے وہ سامنے تھے تو روشنی میں تھے لیکن اب ہم ان کی کسی چال سے بھی باخبر نہیں ہو سکتے۔"

"میں تمھارے خیال سے متفق ہوں لیکن یہ سب کچھ تو ہونا ہی تھا' جگن نہ ہوتا تو وہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لیتے۔"

"میں تمھاری اجازت سے کچھ دنوں کے لیے اجودھیا جانا چاہتا ہوں۔"

"کوئی خاص بات؟"

"پنڈت گنیش مہاراج کو اجودھیا ہی سے ہمارے خلاف صف آرا ہونے کی خاطر بلایا گیا تھا۔" کیلاش نے کہا۔ "وہاں ہمارے بڑے بڑے مندر اور دھرم شالائیں موجود ہیں جہاں سارا سال یاتریوں کا ہجوم اکٹھا رہتا ہے' میرا خیال ہے کہ گنیش مہاراج نے اجودھیا ہی کے کسی بڑے مندر میں کالی کے چرنوں میں بیٹھک جمائی ہو گی۔"

"ہو سکتا ہے۔ مگر تم وہاں جا کر کیا کر سکو گے؟"

"میں ان کے آگے ہاتھ باندھ کر درخواست کروں گا کہ وہ بھابی اور ان کی آنے والی خوشیوں کا راستہ صاف کر دیں۔" کیلاش نے بڑے خلوصِ دل سے کہا۔

"تمھارا کیا خیال ہے' وہ تمھاری درخواست قبول کر لیں گے؟"

"میں انھیں دیوی کے چرنوں کے لیے اپنی بھینٹ پیش کروں گا تو وہ مجبور ہو جائیں گے' انکار کی صورت میں وہ دیوی کو ناراض کر دیں گے۔"

"کیلاش۔" میں نے کیلاش کی دوستی اور اس کے جذبوں کو سراہتے ہوئے کہا۔ "میں تمھارے جذبوں کی قدر کرتا ہوں لیکن وہ تیر جو ایک بار کمان سے نکل چکا ہے واپس نہیں آ سکتا' تم ایک پنڈت کو میری دشمنی سے باز رکھنے کی کوشش کرو گے تو دوسرے سیکڑوں پنڈت اور پجاری میری بربادی کی خاطر سامنے آجائیں گے۔ تم کہاں کہاں اپنی زندگی کی بھینٹ چڑھاتے رہو گے' کس کس کا ہاتھ تھام سکو گے' کہاں کہاں میری خاطر بھٹکتے پھرو گے' نہیں میرے دوست' ان باتوں سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ میری قسمت میں اگر محرومیاں رقم کر دی گئی ہیں تو تمھاری کوششیں بھی کاتبِ تقدیر کے فیصلے کو نہیں بدل سکیں گی۔"

"درخشاں بھابی کے سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے؟" جیکب نے پوچھا۔ "کیا تمھاری تشخیص کے مطابق وہ بالکل نارمل ہیں؟"

"ہاں۔ میں نے مکمل چیک اپ کرا کے دیکھ لیا ہے لیکن۔" کیلاش کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تو میں نے جلدی سے کہا۔

"جو کچھ تمھارے دل میں ہے کہہ ڈالو میرے دوست' میں اب ہر بات سننے کا عادی ہو گیا ہوں۔"

"تمھاری عقل تو گھاس چرنے چلی گئی ہے۔" جیکب میرے مایوس لہجے پر تنک اٹھا۔ "مذہب سے دوری نے تم لوگوں کو اتنا گمراہ کر دیا ہے کہ تم وسوسوں اور واہموں کا شکار ہو کر رہ گئے ہو۔"

"کیا باور کرانا چاہتے ہو فادر جیکب؟" میں نے تلخ لہجے میں دریافت کیا۔

"یہی کہ پریشان ہونے کے بجائے اس پر نظر رکھو جس نے ہمیں پیدا کیا ہے' جس نے ہمیں ہر مصیبت سے بچانے کا وعدہ

کیا ہے' خداوند بزرگ و برتر کی قسم' وہ نہ چاہے تو تمام دنیا کے پنڈت پجاری مل کر بھی درخشاں بھابی کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"تم اپنی جگہ ٹھیک سوچ رہے ہو لیکن ہمارے دشمن جس علم کی کالی اور گندی طاقتوں کا سہارا لے کر ہماری موت کے خواہاں ہیں وہ علم بھی بھگوان ہی نے بندوں کو سکھایا ہے۔" کیلاش نے کہا۔

"قناعت اور صبر و شکر کی عادت ڈالو تو ہر غم از خود مرہم بن جاتا ہے۔" جیکب بولا۔ "میری مثال تمھارے سامنے ہے سلویا کی موت میں مشیتِ ایزدی شامل تھی — اس لیے میں نے آنسو نہیں بہائے' نہایت صبر و سکون سے اس صدمے کو خدا کی دین سمجھ کر برداشت کر لیا۔"

"تمھیں کالی طاقتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اس لیے۔"

"کیلاش!" میں نے اس بحث کو ختم کرنے کی خاطر تیزی سے پوچھا۔ "بچے کی ولادت میں اب کتنا عرصہ باقی ہے؟"

"اگر کوئی دشواری پیش نہ آئی تو مجھے یقین ہے کہ چار مہینے بعد تم باپ بن جاؤ گے۔"

"اور باپ بننے سے پیشتر ضروری ہے کہ تم ابھی سے بردباری کی عادت ڈالو اور لغو قسم کی باتوں سے ذہن کو پراگندہ کرنے سے باز آ جاؤ۔" جیکب نے ایک بار پھر مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔

"کیا حویلی میں زچگی کے سارے انتظامات ہو سکیں گے؟"

"کیوں نہیں۔" کیلاش جلدی سے بولا۔ "میرے ہوتے ہوئے تمھیں ان باتوں کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے' فی الحال یہ ضروری ہے کہ اب ہر وقت ایک نرس بھابی کی دیکھ بھال کے لیے حویلی میں موجود رہے۔ تمھیں اعتراض نہ ہو تو میں ایک قابلِ اعتماد نرس کا بندوبست کر دوں۔"

"لیڈی ڈاکٹر شکنتلا اور درخشاں کی ملاقات ہو جانے کے بعد اب تم جو چاہو میری اجازت کے بغیر کر سکتے ہو۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "آگے جو خدا کو منظور ہو۔"

"گڈ۔" جیکب بول پڑا۔ "میں بھی تم کو اتنے دنوں سے یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سب کچھ نیلی چھتری والے پر چھوڑ دو اور اس سے بہتر نتائج کی امید لگائے رکھو۔"

"تمھاری مذہبی باتیں دل کو موہ لیتی ہیں میرے معصوم دوست۔" کیلاش نے جیکب سے کہا' پھر معنی خیز انداز میں بولا۔ "مجھے اب کسی ایسی نرس کی تلاش کرنا ہو گی جو پہلے تمھاری بھابی کی خدمت کر سکے اور پھر بعد میں ہماری بھابی بن کر ہماری خدمت کر سکے۔"

"کبھی کبھی اپنی نظر بھی اتروا لیا کرو۔" خلافِ توقع جیکب نے بھڑک اٹھنے کے بجائے نہایت معصومیت سے کہا۔ "اس وقت تم نے ایک اچھا مذاق کیا ہے' اگر اجازت دو تو میں زبردستی مسکرانے کی کوشش کروں؟"

"جمال۔" کیلاش نے مجھے دیکھتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔ "کچھ سنا تم نے۔ فادر جیکب نے عقلمندوں کی صحبت میں گفتگو کرنے کا ڈھنگ سیکھ لیا۔"

"تخمِ تاثیرِ صحبت کا اثر اسی کو کہتے ہیں۔" جیکب نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

"گویا تم دوسری شادی کرنے پر آمادہ ہو۔" کیلاش نے دریافت کیا۔

"پہلے آپ نرس کا بندوبست کریں۔ میری ہاں یا نا کا انحصار اس کی تیمارداری پر ہو گا۔"

"کس کی تیمارداری کے لیے نرس کا بندوبست کیا جا رہا ہے؟" درخشاں نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر پوچھا تو کیلاش نے برجستہ کہا۔

"ہمارے اور آپ کے بھائی جیکب کو اچانک انتہائی خطرناک دلچسپ کا مالیخولیا ہو گیا ہے۔"

"یہ مالیخولیا کیا ہوتا ہے۔"

"عشق کی ایک پیچیدہ بیماری ہے جس میں مریض کا ذہن معیاری باتوں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور وہ مالی کا پیشہ اختیار کر کے محبوب کی کوٹھی کے لان پر اکڑوں بیٹھے غنچوں کی کتر بیونت کرتا نظر آتا ہے۔"

"کیوں جیکب بھائی۔ کیا یہ سچ ہے؟" درخشاں نے بدستور مسکراتے ہوئے جیکب سے سوال کیا تو وہ کیلاش کو گھورتا ہوا اٹھا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔

✻

جیسے جیسے درخشاں کے ماں بننے کے دن قریب آ رہے تھے میرے وسوسے بڑھتے جا رہے تھے' درخشاں بھی سہمی سہمی اور خاموش رہنے لگی تھی' ہم دونوں نے ہر وقت ایک ساتھ رہنا شروع کر دیا' ہمیں ایک لمحے کی جدائی بھی گوارا نہیں تھی' شاید اس لیے کہ آنے والی ابدی جدائی کے پیشِ نظر ہم زندگی کی ہماہمی سے دل بھر کر استفادہ حاصل کر لینا چاہتے تھے۔

کیلاش' جیکب اور دیوان جی سب ہی نے ہم کو یقین دلایا کہ ہم نے اپنے ذہن میں جو واہمے بٹھا رکھے ہیں انھیں کھرچ کر نکال پھینکیں مگر نہ جانے کیوں ہمیں اس بات کا یقین سا ہو چلا تھا کہ ہماری رفاقت کے دن گنے چنے رہ گئے ہیں اور گزرتے وقت کا کوئی بھی لمحہ ہمارے درمیان وقت کی ایک ناقابلِ عبور

خلیج حائل کر دے گا۔ ہماری حالت قابلِ دید تھی' ہم دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خائف تھے لیکن ایک دوسرے کی دل جوئی کا پورا پورا خیال بھی رکھتے تھے کبھی میری آنکھوں میں خوف ابھرتا تو درخشاں مجھے سمجھانے کی کوشش کرتی' اپنی پیاری پیاری معصوم اور شوخ حرکتوں سے مجھے مسکرانے پر مجبور کر دیتی۔ کبھی اس کی گھنیری اور دراز پلکوں کے گوشے آنے والے اندیشوں کے تصور سے بھیگنے لگتے تو میں تڑپ کر اپنے مجنونانہ پیار سے اس کے اندیشوں کو دور کرنے کی خاطر دنیا جہاں کی باتیں شروع کر دیتا اور اس وقت تک اسے ستاتا رہتا جب تک وہ شرما کر اپنا حسین چہرہ ہاتھوں کے درمیان نہ چھپا لیتی۔ الغرض وقت کے ساتھ ساتھ ہماری اضطرابی کیفیتیں بھی بڑھتی جا رہی تھیں۔

کیلاش نے جس نرس کا بندوبست کیا تھا وہ انتہائی پرخلوص' نرم گفتار' تجربہ کار اور بے حد انسان دوست تھی' ہر وقت درخشاں کا خیال رکھتی' وقت پر اسے دوا کھلاتی' وقت بہ وقت اس کا ضروری معائنہ کرتی اور وقت پر سونے کی تلقین کرتی' رات دن درخشاں کی دل جوئی اور اس کی تیمارداری میں لگی رہتی۔ ایک دن میں نے موقع پا کر تنہائی میں اسے بھی کریدنے کی کوشش کی۔

"نرس۔ تمھارا تجربہ درخشاں کے بارے میں کیا کہتا ہے۔"

"آپ کی بیوی کی حالت بالکل ٹھیک ہے اور خدا نے چاہا تو ہر کام اپنے وقت پر بڑے اطمینان سے انجام پائے گا۔"

"کیا بچے کی حالت بھی نارمل ہے؟"

"بالکل نارمل ہے جناب۔" نرس نے مجھے وثوق سے بتایا۔ "تمام سسٹم ٹھیک کام کر رہا ہے۔"

"لیکن کیلاش کا خیال کچھ اور ہے۔" اس خیال سے کہ کیلاش نے میری پریشانی کے پیشِ نظر نرس کو پہلے ہی سے کسی تکلیف دہ انکشاف سے گریز کرنے کی تاکید کر دی ہو گی' میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر ایک نفسیاتی حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی۔

"سرجن صاحب کا کیا کہنا ہے؟" نرس نے سنجیدگی سے میرے چہرے کے تاثرات کو بغور محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"کیلاش کا خیال ہے کہ مجھے کسی ایک کے حق سے دست بردار ہونا پڑے گا۔" میں نے ایک سرد آہ بھری۔ "یا تو مجھے اپنی بیوی کی زندگی کی خاطر بچے سے ہاتھ دھونا پڑے گا یا پھر....."

"مسٹر جمال۔" نرس نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "آپ شاید میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یا پھر میرے تجربے کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ میں اپنے سابقہ تجربوں اور آپ کی بیوی کی کیفیت دیکھنے کے بعد پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ زچہ اور بچہ دونوں خیریت سے رہیں گے اور میں یہ بات بھی کسی قیمت پر ماننے کو تیار نہیں کہ سرجن کیلاش جیسے ماہر ڈاکٹر نے کسی خطرے کا اظہار کیا ہو گا۔"

"یو آر رائٹ نرس' میں یوں ہی تمھارا امتحان لے رہا تھا۔" میں نے مسکرا کر کہا پھر نرس سے معذرت طلب کر کے بات ختم کر دی لیکن نہ جانے کیوں میرے دل کو کسی طور اطمینان نصیب نہیں ہو رہا تھا' کوئی نادیدہ خوف جیسے میرے ذہن پر جم کر رہ گیا تھا' کسی آنے والے خطرے کا احساس جیسے میرے وجود کو دن رات اندر ہی اندر گھلاتا جا رہا تھا۔

وقت یوں ہی گزرتا رہا' میں حویلی کی باہر کی دنیا کو قطعی فراموش کر چکا تھا' میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا جو میں اپنے دشمنوں یا دوستوں کے بارے میں کچھ سوچ سکتا' دیوان جی نے میری پریشانی کے پیشِ نظر چند دنوں سے ملاقاتی کمرے میں ڈیرہ جما رکھا تھا لیکن مجھے ان کی موجودگی سے بھی کوئی سروکار نہیں تھا۔

کیلاش نے حویلی کے ایک کمرے میں کیس کی تمام ضروریات کا بندوبست پہلے ہی سے کر رکھا تھا لیکن جیسے جیسے درخشاں کے یہاں ولادت کے دن قریب آتے گئے میری پریشانی دوچند ہوتی گئی' ایک رات درخشاں سوتے میں اچانک چیخ مار کر بیدار ہوئی تو میں بھی ہڑبڑا کر جاگ گیا اسے بہلانے لگا۔ شاید وہ کوئی ہولناک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گئی تھی' میں نے اس وقت اسے کریدنا مناسب نہیں سمجھا' دوسری صبح ناشتے کے بعد جب وہ میرے ساتھ پائیں باغ میں آ کر بیٹھی تو میں نے دبی زبان میں پوچھا۔ "رات تم نے غالباً کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا۔"

"ہاں۔" اس نے مختصراً جواب دیا پھر بات ٹالنے کی خاطر بولی۔ "جب سے عذرا (نرس) نے حویلی میں قدم رکھا ہے کیلاش جی نے جیکب بھائی کا جینا دوبھر کر دیا ہے' ہر وقت اسے عذرا کا نام لے کر تنگ کرتے رہتے ہیں۔"

"سچ؟"

"ہاں۔ اور اب تو عذرا نے بھی ادھر کچھ دنوں سے بھائی جیکب کو کنکھیوں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔" درخشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "عذرا بے حد شریف اور خدمت گزار لڑکی

ہے، وقت کی ایک آندھی نے اسے نرس کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کردیا ورنہ اس کا تعلق بہت اچھے خاندان سے ہے۔ ویسے تمھارے ارادے مجھے کچھ خطرناک نظر آتے ہیں۔"

"آپ کسی وقت اپنے دوست کو ٹٹولیے۔ اگر وہ آمادہ ہو جائیں تو عذرا ان کے لیے بڑی اچھی بیوی ثابت ہوگی۔"

"اگر یہ تمھاری خواہش ہے تو میں جیک کے بجھے ہوئے دل میں محبت کی چنگاریاں ضرور روشن کرنے کی کوشش کروں گا لیکن ایک شرط پر۔"

"شرط کیسی؟"

"پہلے وعدہ کرو کہ تم میری شرط ضرور پوری کرو گی۔"

"وعدہ۔" درخشاں نے بڑے معصوم اور دل کش انداز میں وعدہ کرلیا۔

"یہ بتاؤ، تم نے رات کو کیا خواب دیکھا تھا؟" میں نے دوبارہ خواب کا ذکر چھیڑا تو درخشاں یک لخت سنجیدہ ہوگئی، چند لمحے خاموش بیٹھی مجھے خالی خالی نظروں سے گھورتی رہی پھر اپنی نشست پر پہلو بدل کر بولی۔ "رات مجھے لیڈی ڈاکٹر تسکنسلا کا چہرہ نظر آیا تھا۔"

"بھول جاؤ ان باتوں کو۔" میں نے اپنی غلطی کو محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "یہ سب تمھارا وہم ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو بھولے جاتی ہوں۔" اس نے میری دل جوئی کے پیشِ نظر کہا پھر بولی۔ "ایک بات پوچھوں؟"

"پوچھو۔"

"تمھارا کیا خیال ہے۔" اس نے قدرے لجاتے ہوئے پوچھا۔ "تم بیٹے کے باپ بنو گے یا بیٹی کے؟"

"مجھے تمھاری خوشیوں کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔" میں جذباتی بن گیا۔

"میرا مشورہ مانو تو ابھی سے کچھ مناسب نام سوچ لو ورنہ عین وقت پر سر کھجلانے بیٹھ جاؤ گے۔"

"مجھے صرف ایک ہی نام پسند ہے۔ درخشاں۔ درخشاں اور درخشاں۔"

"جمال۔" اچانک درخشاں کی پلکوں کے گوشے نمناک ہوگئے۔ "تمھاری بے پناہ محبت نے مجھے بے حد بزدل بنا دیا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اب میں موت کے تصور سے بھی کانپنے لگتی ہوں۔"

"درخشاں۔ تم نے پھر وہی باتیں شروع کردیں۔" میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جو کچھ بیت چکا ہے اسے بھول جاؤ۔"

"میں بہت کوشش کرتی ہوں لیکن نہ جانے کیوں میرا دل بار بار یہی کہتا ہے کہ میں کچھ عرصے کے بعد تم سے جدا ہو جاؤں گی۔" درخشاں نے مجھے پیار بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے ایک وعدہ کرو جمال۔ تم میری موت سے مایوس نہیں ہو گے۔"

"درخشاں۔" میں چیخ اٹھا۔ "تمھارے بغیر میں زندگی کا تصور بھی گناہ سمجھتا ہوں۔"

"میری بات غور سے سنو جمال۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر بڑی اپنائیت سے بولی۔ "میں نے سچے دل سے کلمہ پڑھ کر تمھارا مذہب قبول کیا ہے، اب میں ان عقیدوں کو نہیں مانتی جو مسلمان ہونے سے پیشتر میری ذات سے وابستہ تھے لیکن کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جنھیں میں بھولنا چاہتی ہوں مگر بھول نہیں سکتی، میں ان باتوں کی کوئی توجیہہ نہیں پیش کرسکتی لیکن انھیں جھٹلا دینا بھی میرے بس کی بات نہیں ہے۔ ان باتوں کا تعلق میری ذات اور میرے گھرانے سے بہت پرانا ہے۔ اس وقت جب میری ماں کا انتقال ہوا تھا تو انھوں نے بھی پتاجی سے یہی کہا تھا کہ وہ بہت جلد کسی اور روپ میں ان کے پاس دوبارہ آجائیں گی سو میں آگئی۔ اور اب مجھے بھی رہ رہ کر یہی خیال آتا ہے کہ میں بھی تم سے کچھ عرصے کے لیے جدا ہو جاؤں گی مگر بہت جلد کسی اور روپ میں تم سے ضرور مل جاؤں گی۔ کب اور کہاں؟ یہ مجھے نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ میری آتما میرے جسم کا ساتھ چھوڑنے کے بعد بھی زیادہ عرصے تک تم سے دور نہیں رہ سکتی۔"

"پلیز درخشاں۔ ان باتوں کو اپنے ذہن سے نکال پھینکو، یہ سب تمھارا واہمہ ہیں۔"

"سچ بتانا جمال۔ تم نے جب پہلی بار مجھے دیکھا تھا تو کیا تمھیں میری ماں یاد نہیں آئی تھیں؟"

"میں انکار نہیں کروں گا لیکن دو صورتوں کی مماثلت کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔ دنیا میں ایسی ہزاروں مثالیں آج بھی موجود ہیں۔" میں نے اسے سمجھاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا۔ "ان باتوں پر غور کرنا چھوڑ دو ورنہ اس کا اثر تمھاری صحت پر ناخوش گوار ثابت ہوگا۔"

"میں بہت کوشش کرتی ہوں۔ لیکن خواب میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔" درخشاں ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "کل رات بھی میں نے یہی دیکھا کہ میں تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو کر موت کی ابدی نیند سو گئی ہوں۔ پھر تم آئے ہو اور مجھے میری طویل نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں تمھاری آواز سن کر اٹھ بیٹھتی ہوں، تمھیں اور اس جگہ کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگتی ہوں لیکن اچانک وہی عورت جو ڈاکٹر تسکنسلا کے

...ہیں مجھ سے ملی تھی میرے اور تمھارے درمیان آجاتی ہے۔ ...ے بڑھ کر میرا گلا دبانے کی کوشش کرتی ہے تو میں ڈر کے ...ر چیخ اٹھتی ہوں۔ گزشتہ رات میں نے تیسری بار یہی ...ب دیکھا ہے۔ اور وہ جگہ۔ میں یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ ...واقع ہے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ جگہ دوسری ...ہیں نہیں۔ اسی دنیا میں کہیں ہے۔"

...ہوسکتا ہے کہ آواگون کے عقیدے کے پیشِ نظر میری محبت ...ہیں ایک حسین خواب کے تصور میں مبتلا کردیا ہو۔ لیکن یہ ...کتابی باتیں ہیں۔" میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش ...روح ایک بار جسم سے جدا ہو جائے تو اسے آسمانوں پر بلا لیا ...ہے، دنیا سے اس کا تعلق ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔"

...اچھا۔ میں کوشش کروں گی کہ دوبارہ ان باتوں پر غور ...ں۔" درخشاں نے بڑی سادگی اور معصومیت سے کہا پھر ٹامی ...رات وہ لپک کر اس کے قریب آگیا اور اس کے قدموں ...لوٹنے لگا۔ میں بہت دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ میرا پالتو ...ی درخشاں سے بہت زیادہ قریب رہنے لگا ہے جب بھی ...اں پریشان ہو کر اسے آواز دیتی وہ لپک کر اس کے قریب ...جاتا اور زبان نکال کر دُم دائیں بائیں گردن گھمانے لگتا ...درخشاں کو اپنے اشاروں کنایوں سے تسلی دینے کی کوشش ...ہو۔ اس وقت بھی یہی ہوا، ٹامی ہم سے تھوڑے فاصلے پر ...تھا لیکن درخشاں کے چمکارتے ہی وہ ایک جست میں ...کے قریب آگیا اور بڑے اضطرابی انداز میں کبھی وہ درخشاں ...موں میں لوٹنے لگتا اور کبھی سر اٹھا کر یوں دیکھنے لگتا جیسے ...درخشاں کی اداسی کا سبب جاننے کے لیے بے چین ہو۔ ...کچھ دیر تک خاموش بیٹھا ٹامی اور درخشاں کو دیکھتا رہا ...مجھ سے ضبط نہ ہوسکا تو میں درخشاں سے ایک ضروری کام ...کا بہانہ کرکے اٹھا اور لمبے لمبے قدم مارتا اپنی اسٹڈی میں آکر ...اپنا غبار دور کرنے کی خاطر بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میرا اضطراب بھی بڑھتا ...تھا، درخشاں کے بغیر ایک لمحے کو بھی زندگی کا تصور ...گوارا نہ تھا، اس کی جدائی کا تصور میرے لیے بے حد تکلیف دہ ...ایک روز میں نے دل کا بوجھ کم کرنے کی خاطر کیلاش ...درخشاں کے خوابوں کا ذکر کیا تو وہ مجھے ایسی نظروں سے ...دیکھنے لگا جیسے اسے درخشاں کے بجائے میری ذہنی حالت ...پر شبہ ہو رہا ہو۔

...تم۔ مجھے ایسی مشکوک نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟" ...میں نے احتجاج کیا۔

"تمھاری حماقتوں پر غور کر رہا ہوں۔" کیلاش بولا۔ "کیا تمھیں بھابی کی باتوں پر یقین آگیا ہے؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست، بات میرے یقین یا اعتبار کر لینے کی نہیں، درخشاں کی پریشانی کی ہے، اگر وہ ان ہی کیفیتوں سے دوچار رہی تو کیا ہوگا؟"

"بھابی کی حالت تم مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔" کیلاش نے مجھے تسلی دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "عذرا انتہائی تجربہ کار نرس ہے، میں اس سے روزانہ بھابی کی خیریت دریافت کرتا رہتا ہوں اور تمھیں یہ سن کر خوش ہونا چاہیے کہ بھابی کی حالت بالکل نارمل ہے۔"

"پھر۔ درخشاں کا وہ خواب؟"

"وہ ایک نفسیاتی ردِ عمل ہے۔" کیلاش نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ "پہلے کیس کے موقع پر دنیا کی بیشتر عورتیں اسی قسم کے واہموں کا شکار ہو جاتی ہیں اور پھر موت کا تصور ان کے ذہنوں میں حقیقت بن کر کوئی نہ کوئی شکل ضرور اختیار کرلیتا ہے جو انھیں سوتے جاگتے اور اٹھتے بیٹھتے ڈراتا رہتا ہے لیکن جب وہ فراغت پا لیتی ہیں تو وہی باتیں سوچ سوچ کر خود اپنی حماقت پر مسکراتی بھی ہیں۔ بھابی بھی چونکہ اسی دور سے گزر رہی ہیں اس لیے ان کی پریشانی اپنی جگہ ایک قدرتی امر ہے۔"

"تم لیڈی ڈاکٹر تسکنسلا کو کیوں فراموش کر رہے ہو؟"

"حوصلے سے کام لو میرے دوست، تم مرد ہو کر اگر ہمت ہار بیٹھے تو پھر بھابی کو کون سنبھالے گا؟"

"کیلاش۔ کیا تمھیں امید ہے کہ میرے دشمن میری طرف سے بے خبر ہوں گے؟"

"دشمن ہر حال میں دشمن ہی ہوتا ہے اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔"

کیلاش نے ایک مخلص دوست اور ایک ماہر سرجن کی حیثیت سے مجھے ہر ممکن یقین دلانے کی کوشش کی کہ درخشاں کا کیس بالکل نارمل ہے اور بظاہر اسے کوئی خطرہ درپیش نہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے کسی کروٹ چین نہیں حاصل ہوتا تھا۔ میری چھٹی حس ہر لمحے مجھے کسی پیش آنے والے خطرے کا احساس دلاتی رہتی پھر کچھ ایسے محیر العقول واقعات پیش آنے لگے جس کی کوئی توجیہہ نہیں پیش کی جاسکتی تھی۔

سرِ شام ہی سے حویلی میں بلیوں کے رونے کا شور بلند ہونا شروع ہو جاتا حالانکہ حویلی میں ایک بلی بھی نہیں تھی لیکن یوں لگتا جیسے ہزاروں بلیاں مل کر میری بدنصیبی پر ماتم کر رہی ہوں اور لطف کی بات یہ تھی کہ اس قیامت خیز شور و

عل کی آوازیں میرے سوا کسی اور کو نہیں سنائی دیتی تھیں شاید میرے دشمنوں نے مجھے پاگل بنا دینے کی خاطر حویلی میں نادیدہ اور گندی قوتوں کا جال بچھا رکھا تھا' پہلی بار میں نے بلیوں کے رونے کی آواز کا ذکر جیکب سے کیا تو وہ حیران ہو کر مجھے گھورنے لگا پھر سنجیدگی سے بولا۔

" میرا مشورہ مانو تو تم اپنی مقدس کتاب کی آیات کا ورد کرتے رہا کرو' جہاں مذہبی قوت موجود ہو وہاں شیطانی طاقتیں اپنا قدم نہیں جما سکتیں۔"

بہرحال مجھے خوشی تھی کہ وہ منحوس آوازیں صرف مجھے پریشان کرتی تھیں' اگر درخشاں کو بھی علم ہو جاتا تو وہ اور خوف زدہ ہو جاتی' جیکب کے مشورے کے مطابق میں نے قرآنی آیات کا ورد بھی شروع کر دیا مگر حویلی میں نادیدہ شیطانی قوتوں کا زور بڑھتا گیا۔ کھانے کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے کسی نے شیشے کے تمام برتن اٹھا کر یکجا فرش پر اچھال دیے ہوں' چھناکے کی آواز سن کر میں بے اختیار چونک اٹھتا لیکن دوسروں کو اس آواز کا مطلق احساس نہ ہوتا' کبھی مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے ان گنت افراد میرے آس پاس چل رہے ہوں' میں حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا' قدموں کی چاپ کی آوازیں میری قوتِ سماعت سے ٹکراتی رہتیں لیکن مجھے کوئی شے نظر نہیں آتی تھی' اکثر حویلی میں نسوانی قہقہوں کی آوازیں بلند ہو کر اتنی شدت اختیار کر لیتیں کہ کان کے پردے پھٹنے لگتے۔ اور پھر اچانک یہ آوازیں گیدڑ کے رونے کی آواز میں بدل کر اتنی مکروہ ہو جاتیں کہ میرے دل کی دھڑکنیں ناقابلِ برداشت ہونے لگتیں مگر میں یہ سب کچھ برداشت کرتا رہتا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ کالی طاقتیں حویلی کے اندر میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی البتہ لیڈی ڈاکٹر شکنتلا کے روپ میں جس بدروح نے درخشاں سے ہاتھ ملایا تھا اس کے نتائج ضرور خراب ہو سکتے تھے۔ اور پھر۔ پھر وہی ہوا جس کی پیش گوئی ایک بدروح نے شکنتلا کے روپ میں کی تھی' میرے دشمنوں کی چال کامیاب ہو گئی' ان کے ناپاک عزائم پورے ہو گئے' کیس کے عین موقع پر درخشاں کی حالت نے کچھ ایسی پیچیدہ صورت اختیار کر لی کہ سب ہی کے ہاتھ پیر پھول گئے' درخشاں کی زندگی بچانے کی خاطر کیلاش کو ہنگامی طور پر آپریشن کرنا پڑا لیکن اس کی تمام مہارت اور کوششیں رائیگاں گئیں' وہ بچے کو نہ بچا سکا' درخشاں کی حالت بھی تشویش ناک تھی اس لیے کیلاش نے مجھے ڈلیوری روم میں جانے کی اجازت دے دی۔

میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کمرے میں قدم رکھا'

درخشاں کی نگاہیں دروازے پر جمی تھیں' وہ میری آمد کی منتظر تھی' ہرچند کہ وہ آپریشن کے تکلیف دہ اور خطرناک مرحلے سے گزر چکی تھی لیکن مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر شگفتگی پھیل گئی' اس کے یاقوتی لبوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ ابھر آئی' اس کی نگاہوں میں حسرت و یاس کی ملی جلی کیفیت موجود تھی۔

" درخشاں۔ میری زندگی۔" میں نے قریب جا کر بڑے پیار سے کہا۔ " مجھے تمہارے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔"

" جمال۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر آہستہ سے بولی۔ " مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں تمہاری خوشیاں نہ دے سکی۔"

" قدرت کو یہی منظور تھا۔" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا پھر اس کی پیشانی چوم کر بولا۔ " تم مجھے مل گئیں میرے لیے یہی بہت ہے۔"

" وقت بہت کم ہے میرے سرتاج' میری باتوں کو غور سے سنو۔" اس بار درخشاں نے مجھے بے چین نظروں سے دیکھتے ہوئے نحیف آواز میں کہا۔ " مجھ سے وعدہ کرو جمال کہ تم میری موت کا سوگ نہیں مناؤ گے۔ مجھے دیکھو میں اس وقت بھی مطمئن ہوں اس لیے کہ ہم دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ اسی دنیا میں۔ مگر مجھے دوبارہ پانے کے لیے تمہیں دور دراز کا سفر کرنا ہو گا اس سفر کے اختتام پر میں تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں گی۔ ایک نئے روپ میں۔"

" درخشاں' میری زندگی! خدا کے لیے مایوسی کی باتیں مت کرو' تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گی۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے درخشاں کو تسلی دی۔

" میں اب بھی صحت مند ہوں جمال۔ طویل سفر اختیار کرنے کے لیے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔" درخشاں نے ہونٹ بھینچ کر اپنی اذیت ناک تکلیف کو برداشت کیا۔ پھر اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان بولی۔ " میں اب رخصت ہو رہی ہوں۔ میری باتوں کو۔۔۔ فراموش مت کر دینا۔ میری خاطر۔۔۔ سفر ضرور کرنا۔۔۔ ہم دوبارہ پھر ملیں گے۔ اسی دنیا میں۔۔۔ اچھا جمال۔۔۔ خدا۔۔۔ خدا۔۔۔ حا۔۔۔ فظ۔۔۔"

درخشاں نے ایک آخری ہچکی لی پھر دنیا کے قید خانے سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو گئی۔ اور میں سکتے کی حالت میں یوں گھورنے لگا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں۔ اس خواب کا طلسم ٹوٹا تو میں چیخ مار کر بے اختیار درخشاں کی بے جان لاش پر گر پڑا۔

*

درخشاں کی موت نے میری حالت اضطراب کی سی کر دی' غشی کے دورے پڑنے لگے' دنیا میری نظروں میں تاریک ہو کر رہ گئی' مجھے سوائے درخشاں کے کسی چیز کا ہوش تھا' وقت نے میرے وجود پر ملالات کی صلیب کندہ کر دی' میں زندگی کی حرارتوں سے بے نیاز ہو گیا تھا' میں نے اور زندگی کے فاصلوں کو ختم کرنے کی خاطر دو تین بار کشی کی کوشش بھی کی' اس طرح میں فاصلوں کی قید سے ہو کر اپنی درخشاں کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن میرے ت اور دیوان جی میری کیفیت اور جنونی حرکتوں کے پیش نظر قت میری نگرانی پر مامور رہتے' میں نے دو ایک بار دیواروں ہی سر ٹکرایا لیکن موت نے مجھے قبول نہیں کیا۔

شاید میں پاگل ہو گیا تھا' دیوان جی' جیکب یا کیلاش مجھے صبر و سکون کی تلقین کرتے تو میں حیرت سے ان کا یکنے لگتا' میں انہیں کیسے سمجھاتا کہ درخشاں کی جدائی نے میرے کو جو زخم عطا کیے ہیں وہ اتنی جلدی بھلا کیسے مندمل نے تھے' ابھی تو ہر شے میں میری محبت کی خوشبو اور درخشاں یادوں کی مہک رچی بسی تھی' حویلی کے در و دیوار میں جیسے ملالی صورت نقش ہو کر رہ گئی تھی' میں جدھر بھی نظر تا درخشاں کا تصوراتی ہیولا میرے سامنے ہوتا' اس کے میرے کانوں میں گونجتے رہتے' اس کی بھولی بھالی اور وم باتیں مجھے یاد آتیں تو میرے زخم پھر سے ہرے ہو جاتے مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے درخشاں دبے قدموں میرا تعاقب رہی ہو' اکثر میرے کانوں میں اس کی آواز یوں گونجتی وہ مجھے آواز دے رہی ہو' میں چونک کر تیزی سے پلٹتا ایک کرب ناک آہ میرے حلق سے خارج ہو کر حویلی کے دیوار میں گم ہو جاتی۔

درخشاں کو مجھ سے جدا ہوئے تین ماہ گزر گئے' وقت جنون کے لیے آہستہ آہستہ اپنا کام کرتا رہا' میری وحشتوں بڑی حد تک کمی آ گئی لیکن میں اب بھی ہر وقت درخشاں تصور میں گم رہتا' اس نے مرتے وقت جو آخری جملے مجھ سے وہ اکثر میرے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجتے میں نے ایک روز کیلاش سے اس کا ذکر کیا تو وہ مجھے گھورنے لگا لیکن جیکب نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

" ہمت اور صبر سے کام لو میرے دوست' زندگی خداوند کی امانت ہوتی ہے اور وہ جب چاہے اپنی امانت واپس لے لیتا ہے۔ جہاں تک تمہاری بیوی نے آخری جملوں کا تعلق ہے میں اسے ماننے کو تیار نہیں البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ محبت کرنے والے زندگی کے آخری لمحوں میں بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں اور ایسے خوابوں کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں جن کا حقیقی باتوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ ناممکن بات ہے کہ مرنے کے بعد تمہاری روح دوسری دنیا میں جا کر واپس آ جائے۔"

" کاش ایسا میرے اختیار میں ہوتا۔" کیلاش نے میرے جواب کی کسک محسوس کی تو دبی زبان میں بولا۔

" میرے دھرم میں آواگون کا تصور موجود ہے اور اس عقیدے کو ماننے والوں کا خیال ہے کہ روح کبھی نہیں مرتی۔ موت ایک عارضی دوری اور جدائی کہلاتی ہے۔ آتما ایک شریر سے اپنا تعلق ختم کرنے کے بعد کچھ دنوں تک بھٹکتی رہتی ہے پھر کسی دوسرے روپ اور شریر میں ہمارے درمیان واپس آجاتی ہے۔"

" کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بھابی بھی جمال کو دوبارہ مل جائیں گی۔" جیکب نے برا سا منہ بناتے ہوئے دریافت کیا۔

" اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے۔" کیلاش نے کہا۔ " درخشاں بھابی کا تعلق چونکہ ہندو دھرم سے تھا اس لیے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آواگون کے عقیدے پر یقین رکھتے ہوئے وہ بات کہہ دی ہو جو جمال کے ذہن میں بیٹھ کر رہ گئی ہے۔ لیکن ذاتی طور پر میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔"

" ربِ عظیم کی قسم' وقت زخموں کے لیے بے حد مفید اور تریاق ہوتا ہے۔" جیکب نے مجھے تسلی دینے کی خاطر کہا۔ " زندگی میں کوئی عزیز دوست' ساتھی یا ہم سفر اچانک منہ موڑ لے تو تکلیف کا احساس اتنا ہی شدید ہوتا ہے جتنا گوشت کا ناخن سے جدا ہو جانے پر ہوتا ہے۔ سلویا کی موت نے مجھے بھی دیوانہ کر دیا تھا' میرے قدم بھی ڈگمگا گئے تھے مگر میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکا دیا اور دوبارہ دنیا کے ہنگاموں میں گم ہو گیا۔ سلویا کی یاد آج بھی میرے دل و دماغ پر نقش ہے لیکن میں نے اسے خود پر طاری کرنے کی کوشش نہیں کی' آہستہ آہستہ اس کی شدتوں کو کم کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ دنیا کا یہی دستور ہے میرے عزیز' اس لیے میں تمہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ خدا کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دو اور خود کو مصروف رکھنے کی عادت ڈالو۔ باقی کام وقت کر دے گا۔"

جیکب نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ وقت ہر زخم کے لیے تریاق کا کام کرتا ہے' کیلاش نے مجھے مشورہ دیا کہ میں دوبارہ لکھنا شروع کر دوں اور مطالعے کے شوق کو از سرِ نو اپنا لوں اس طرح

معروفیت میرے غموں کا بوجھ کچھ ہلکا کر دے گی۔ میں نے کیلاش کے مشورے کو مان لیا اور دل کے احساسات کو نوکِ قلم کی زبانی صفحۂ قرطاس پر بکھیرنے لگا، شروع شروع میں مجھے دشواری اور اذیت کا احساس ہوا لیکن رفتہ رفتہ دل کا غبار چھٹنے لگا اور میری کیفیت سنبھلنے لگی۔

دیوان جی نے میری جاگیر کے کاموں کو سنبھال رکھا تھا وہ اکثر حویلی آ کر مجھ سے کاروبار کی باتیں کرتے، ایک آدھ بار انھوں نے مجھ سے کہا بھی کہ اب میں براہِ راست جاگیر کے کاموں کو دیکھوں مگر میں نے ان کا یہ مشورہ رد کر دیا، اس لیے کہ مجھے ان پر اعتماد تھا اور اس لیے بھی میں حویلی سے باہر نہیں جانا چاہتا تھا کہ میرے ملنے جلنے والے پرسشِ احوال کریں گے تو دل کے زخم پھر ہرے ہو جائیں گے۔ ایک بار دیوان جی نے دبی زبان میں مجھے میرے دشمنوں اور جنگی کے بارے میں بھی کچھ بتانا چاہا لیکن میں نے سننے سے انکار کر دیا۔ درخشاں کے بعد اب ان باتوں پر دھیان دینا مجھے گوارا نہیں تھا۔

میں دن بھر لکھنے پڑھنے کے شغل میں مصروف رہتا، دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتا، اکثر اوقات سو بھی جاتا — شام کو اپنے عزیز دوستوں جیکب اور کیلاش کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا اور رات کو درخشاں کے تصور سے لپٹ کر پڑ جاتا، میرے شب و روز اسی طرح اپنی منزلیں طے کر رہے تھے۔

ایک روز میں اپنی اسٹڈی میں بیٹھا لکھنے میں مصروف تھا کہ جیکب جھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی جس پر بادامی رنگ کا کاغذ چڑھا ہوا تھا، قبل اس کے کہ میں جیکب سے اس کی جھلاہٹ کا سبب دریافت کرتا اس نے ہاتھ میں دبی ہوئی کتاب زور سے میرے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"لو۔ اسے بھی پڑھ کر دیکھو شاید یہ بے ہودہ سفرنامہ تم کو پسند آ جائے، اس کا مصنف ایک سیاح ہے کبھی زمانے میں میرا پڑوسی رہ چکا ہے اور اسی ناتے سے اس بے ہودہ شخص نے یہ فضول اور واہیات کتاب مجھے روانہ کی ہے تاکہ میں اسے پڑھوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔"

"کیا تم نے یہ سفرنامہ پورا پڑھ لیا ہے؟" میں نے جیکب کی جھلاہٹ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دریافت کیا۔

"کوشش کی تھی لیکن بیس پچیس صفحات سے زیادہ ہضم نہیں کر سکا۔"

"کیوں۔ کیا اس میں ایڈونچر نہیں ہے؟"

"ایڈونچر کم اور لچرپن زیادہ ہے۔" جیکب نے حقارت سے جواب دیا پھر جھلا کر کتاب دوبارہ اٹھائی بادامی کاغذ جلد سے اتار کر سرِ ورق میری نگاہوں کے سامنے کرتا ہوا بولا۔ "اسے دیکھو۔ یہ بے ہودگی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اس تصویر والی لڑکی کے بارے میں تو فاضل مصنف نے زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر پوچھا "کیا یہ تصویر بھی سفرنامے سے کوئی تعلق رکھتی ہے؟"

"ہاں۔" جیکب نے کڑوا منہ بناتے ہوئے جواب دیا "یہ فضول لڑکی مصنف سے ایک جزیرے پر ٹکرائی تھی۔" جیکب مجھے کتاب کے بارے میں بتا رہا تھا کہ اتفاق سے کیلاش بھی آ گیا، اس نے بھی سرِ ورق کی تصویر کو بہت غور سے دیکھا جو ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ کی تھی، وہ ایک درخت سے ٹیک لگائے کھڑی ڈوبتے سورج کا نظارہ کر رہی تھی اس کے گداز ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نظر آ رہی تھی البتہ اس کے کھڑے ہونے کا انداز ایسا تھا کہ کسی کو جیکب نے بے ہودگی اور لچرپن سے تعبیر کیا تھا۔

"کیا خرابی ہے اس تصویر میں؟" کیلاش نے بڑی سنجیدگی اور معصومیت سے جیکب سے دریافت کیا۔

"کیا تمھیں کچھ نظر نہیں آ رہا؟" جیکب نے تلملا کر جواب دیا۔

"آ رہا ہے۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جس علاقے سے اس لڑکی کا تعلق ہو وہاں جسم کی ستر پوشی کا رواج نہ ہو۔ ایسی صورت میں اس بے چاری غریب لڑکی کو بھلا مورد الزام کیونکر ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ ذرا تم اسے ایک بار پھر پوری توجہ سے دیکھو کس قدر حسین اور معصوم نظر آ رہی ہے۔"

"شیطان بھی انسان کو ورغلانے کی خاطر ہمیشہ حسین اور معصومیت کا پیکر نظر آتا ہے۔"

"تمھیں اعتراض کس بات پر ہے؟ اس کے اس طرح کھڑے ہو کر تصویر بنوانے پر؟"

"میرے نزدیک گناہِ کبیرہ سے کم نہیں۔" جیکب غصے سے بولا۔ "میرے اختیار میں ہوتا تو اس کتاب کے مصنف کو گولی مار دیتا۔"

"یہ تم اس لیے کہہ رہے ہو کہ اسے اپنا نہیں سکتے اگر یہ حسینہ تمھاری بیوی بن جائے تو تم اسے کبھی گولی نہیں مارو گے۔"

"تم جیسے نامعقول سے مجھے کسی ایسے ہی بے ہودہ سوال کی توقع تھی۔" جیکب بڑبڑانے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سفرنامے میں جنگلی قبائل کا ذکر زیادہ ہوگا۔" میں نے کیلاش کے ہاتھ سے کتاب لے کر اس پر

سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا پھر جیکب سے پوچھا "کیا تمھیں اس تصویر پر اعتراض ہے یا سفرنامے کے نفسِ مضمون میں کوئی خرابی نظر آتی ہے؟"

"خرابی۔" جیکب ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا "پڑھ کر دیکھ لو تمھیں خود اندازہ ہو جائے گا اس قبیلے کے لوگ کس قدر شریف اور معصوم واقع ہوئے ہیں۔ اس قدر بدبخت لوگ ہیں کہ تبلیغ کے لیے وہاں جانے والے پادریوں کو بھون کر کھا جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔"

کیلاش یہ سن کر بے اختیار قہقہے لگانے لگا پھر بڑی مشکلوں سے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولا "نہایت سمجھ دار اور دور اندیش لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ میرا بس چلے تو دنیا کے تمام پادریوں کو اکٹھا کر کے اسی قبیلے میں بھجوا دوں۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ خدا گنجے کو ناخن نہیں دیتا۔" جیکب نے چڑ کر کہا۔

"لیکن تمھارے اوپر یہ مثال صادق نہیں آتی۔" کیلاش نے جیکب کے گھٹے ہوئے سر کی جانب دیکھتے ہوئے شوخی سے کہا "تم گنجے بھی ہو اور ربِ عظیم نے تمھیں ناخن جیسی نعمت سے مالا مال کر رکھا ہے۔"

ہم خاصی دیر تک جیکب سے تفریح لیتے رہے۔ اسی رات میں نے سفرنامہ کا سرسری مطالعہ کیا تو میری دلچسپی بڑھتی گئی، مصنف نے ان جزائر کا بڑا خوب صورت نقشہ کھینچا تھا جہاں جہاں اس کا گزر ہوا تھا، مہم جوئی کی یہ داستان اتنی دلچسپ اور خوب صورت تھی کہ مجھے وقت کا احساس ہی نہ رہا، پھر اس سفرنامہ کو پڑھتے پڑھتے میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں خود کو اسی جزیرے پر محسوس کیا، سرِ ورق والی وہی حسین و جمیل دوشیزہ ایک درخت سے ٹیک لگائے کھڑی میری راہ تک رہی تھی اس کا خوب صورت چہرہ شفق کی سرخی کے سبب تپ کر گلنار بن گیا تھا، وہ بے حد معصوم اور خوب صورت نظر آ رہی تھی اور میں بے خودی کے عالم میں اسے گھور رہا تھا اور پھر میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس حسینہ نے میری درخشاں کا روپ اختیار کر لیا۔ وہی رنگ و روپ، وہی خدوخال، وہی ناک نقشہ اور وہی سراپا حسن و جمال۔

میں اپنی جگہ محوِ حیرت کھڑا اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا کہ اس نے مسکراتے ہوئے بڑی اپنائیت سے اپنے بازو پھیلا دیے اس کے یاقوتی لبوں کو جنبش ہوئی اور درخشاں کی آواز میرے کانوں میں گونجی "جمال۔ مجھے یقین تھا کہ تم مجھے پانے کے لیے دور دراز کا سفر ضرور اختیار کرو گے۔"

"درخشاں۔ یہ تم ہو؟"

"ہاں جمال۔ میں تمھاری درخشاں ہوں جو ایک عرصے سے تمھاری راہ دیکھ رہی تھی، میں نے تم سے کہا تھا ناکہ ہماری جدائی عارضی ہوگی اور ہم اسی دنیا میں دوبارہ ایک دوسرے کو پا لیں گے مجھے خوشی ہے کہ تم نے مجھے تلاش کر لیا۔"

درخشاں کی آواز نے میرا سکون درہم برہم کیا تو میری آنکھ کھل گئی۔ میں اپنی خواب گاہ میں اپنے بستر پر بالکل تنہا تھا، میرا حلق خشک ہو رہا تھا، میں نے اٹھ کر پانی پیا اور ذہن جھٹک کر دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا، کچھ دیر بعد میری آنکھ لگی تو میں نے ایک بار پھر وہی خواب دیکھا، درخشاں میری نظروں کے سامنے موجود تھی لیکن اس بار وہ بے حد مضطرب اور بے چین نظر آ رہی تھی، اس نے حسرت بھرے لہجے میں مجھ سے شکوہ کیا۔

"جمال، کیا تم اپنی درخشاں کو پانے کی خاطر دور دراز کا سفر اختیار نہیں کرو گے؟ کیا تمھارے انتظار میں میری آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ بولو جمال، کیا تم اپنی درخشاں کی آخری خواہش پوری نہیں کرو گے۔ کیا تم مجھے یکسر فراموش کر دو گے؟"

"نہیں۔ نہیں۔" میں سوتے میں چیخ پڑا۔ میری آنکھ دوبارہ کھل گئی، میرا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا اور میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں، درخشاں کا تصور میری نظروں کے سامنے تھا اور اس کی آواز صدائے بازگشت بن کر میرے کانوں میں گونج رہی تھی، میں تڑپ کر اٹھ بیٹھا اور خواب گاہ میں ٹہلنے لگا۔ نیند میری آنکھوں سے اچاٹ ہو چکی تھی پھر میں نے خود کو اس بات پر ملامت کی کہ درخشاں کی آخری خواہش پوری کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی، اسی رات میں نے عزم کر لیا کہ پہلی فرصت میں کسی دور دراز کے سفر پر روانہ ہو جاؤں گا۔

کچھ دنوں تک میں خاموش رہا پھر ایک روز میں نے جیکب اور کیلاش سے کہا کہ حسین آباد اور گردی کے علاقوں میں رہ کر درخشاں کو بھلانا میرے اختیار کی بات نہیں، اس لیے میں تبدیلی کی خاطر سفر اختیار کرنا چاہتا ہوں، اس طرح ممکن ہے کہ میں اپنی ماضی کی حسین یادوں کی شدت کو کم کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔ کیلاش اور جیکب نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ میں نے ان دونوں کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تو کیلاش بلا کسی حیل و حجت آمادہ ہو گیا لیکن جیکب کو آمادہ کرنے کے لیے ہمیں خاصی محنت کرنا پڑی میرے پاس دولت کی فراوانی تھی اس لیے مجھے کوئی دشواری نہیں ہوئی، دوستوں

کی آمادگی کے بعد میں نے سیلون میں اپنے ایک پرانے واقف کار کو تار دے دیا کہ وہ میرے لیے ایک مضبوط اور آرام دہ چھوٹے جہاز کو کسی بھی کرائے کے عوض دو ڈھائی ماہ کے لیے حاصل کرلے، مجھے زیادہ دنوں تک انتظار کی زحمت نہیں ہوئی۔ دس گیارہ روز بعد ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ میرے لیے نہایت مناسب قیمت پر ایک بہترین جہاز حاصل کرلیا گیا ہے۔

اس خوش خبری کے ملتے ہی میں جاگیر کا مکمل انتظام دلیوان جی کے سپرد کرکے اپنے دوستوں کے ہمراہ روانہ ہوگیا اور ایک صبح خشکی کو خیرباد کہہ کر سمندری سفر کے لیے بحری عقاب پر سوار ہوگیا جہاں اس وقت بھی میں اپنے کیبن میں بیٹھا ماضی کی داستان کو ڈائری میں محفوظ کر رہا ہوں۔

✻

گابا کی پراسرار موت کا اثر ابھی میرے ذہن پر باقی تھا کہ جیکسن کے خط نے میرا سکون برباد کردیا۔ میں رات بھر جیکسن کے خط کو بار بار پڑھتا رہا، دوسرا بند لفافہ میری پریشانیوں کو دوچند کر رہا تھا۔ نہ جانے اس کے اندر میرے لیے کیا پیغام درج تھا۔ شاید جیکسن نے میری اور درخشاں کی ملاقات کے بارے میں روحوں کی پیش گوئی کا کوئی ذکر کیا ہو۔ میں نے سوچا، جو بات وہ زبان پر نہیں لانا چاہتا تھا غالباً اس نے وہ تحریر کے ذریعے مجھ تک پہنچا دی ہو مگر اس سلسلے میں جیکسن نے یہ شرط بھی لگا دی تھی کہ جب تک بحری سفر ختم نہ ہو اس لفافے کو نہ کھولا جائے ورنہ روحیں ناراض ہوگئیں تو آئندہ پیش آنے والے واقعات کی ترتیب بدل بھی سکتی ہے۔ گویا جیکسن کو روحوں کے ذریعے میرے سفر کے آئندہ حالات کا بھی علم ہوچکا تھا، وہ حالات یقیناً خوش گوار نہیں ہوں گے ورنہ وہ اس طرح اپیا کے جزیرے پر اچانک ہمارا ساتھ نہ چھوڑ دیتا۔

جس انداز میں گابا اپنی زبان کھولتے کھولتے اچانک کسی نادیدہ قوت کا شکار ہوکر موت سے ہمکنار ہوا تھا وہ منظر ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ اپیا کے جزیرے پر وہ اچانک میرے راستے میں حائل ہوگیا تھا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں دبے ہوئے کسی مردہ جانور کی سالخوردہ ہڈیوں کے بے ہنگم ڈھانچے کو چومتے ہوئے مجھے اپنے علم سے متاثر کرنا شروع کردیا، وہ مجھے میرے ماضی کے بارے میں بتا رہا تھا پھر اس نے مجھے میرے سفر کے حالات کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ اس کی باتوں نے جیسے مجھ پر سحر کردیا ہو یا تسخیر کرلیا ہو۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ حرف بحرف درست تھا پھر میں نے گابا سے اپنی اور درخشاں کی ملاقات کے بارے میں دریافت کیا لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنی زبان کھولتا ہڈیوں کا ڈھانچہ اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کی پیشانی سے ٹکرایا اور وہی ایک شدید ضرب گابا کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔

گابا نے مرنے سے پیشتر خود بھی حیرت کا اظہار کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اس روز سے پیشتر ہڈیوں کے اس عظیم اور پراسرار ڈھانچے نے اس کی زبان بند رکھنے کی کوشش کبھی نہیں کی، اور گابا کے منہ سے نکلے ہوئے ان ہی آخری جملوں نے جیکسن کی شخصیت کو میرے لیے اور زیادہ پراسرار اور مشکوک بنا دیا۔ جیکسن جو بذات خود بھی روحوں کو بلانے اور عملِ تنویم میں مہارت رکھتا تھا یقیناً گابا کے قبضے میں موجود ہڈیوں کے اس ڈھانچے کی پراسرار اہمیت اور خاصیتوں سے واقف ہوچکا تھا اور اگر میرا خیال غلط نہیں تو جیکسن ہی نے اپنی قوت کا مظاہرہ کرکے نہ صرف یہ کہ گابا کو ٹھکانے لگا دیا بلکہ ہڈیوں کے اس سالخوردہ ڈھانچے کو بھی حاصل کرلیا جس کی عظمت کے آگے اپیا کے تمام باشندے سرنگوں ہوگئے تھے۔ جیکسن نے میرے اندازے کے مطابق نہایت کمالِ ہوشیاری سے ایک تیر سے دو شکار کیے تھے۔ ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی اس کی تحویل میں چلا گیا اور وہ بات جو گابا کی زبان سے نکل کر میری اور درخشاں کی ملاقات کے اسرار کا پردہ چاک کرنے والی تھی وہ بھی ہمیشہ کے لیے گابا کے وجود ہی میں دفن ہوکر رہ گئی۔

رات بھر میں اپنے کیبن میں بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا، جیکسن کی شخصیت کے بارے میں جس قدر سوچتا وہ اتنی ہی پراسرار اور پیچیدہ ہوتی جاتی۔ اس رات میں نے متعدد بار جھلا کر دوسرے لفافے کو کھولنے کی کوشش کی لیکن اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ یقیناً وہ کوئی نادیدہ قوت ہی تھی جو اس بند لفافے کا تحفظ بھی کر رہی تھی اور جس نے مجھے بار بار میرے ارادے سے باز رکھا۔

دوسری صبح ناشتے کی میز پر جیکب اور کیلاش حسبِ معمول میرے ساتھ شریک تھے۔ میرا سر رات بھر جاگتے رہنے کے باعث قدرے بھاری اور بوجھل بوجھل سا ہو رہا تھا۔ کیلاش خلافِ توقع سنجیدہ اور خاموش نظر آرہا تھا البتہ جیکب بڑے خوش گوار موڈ میں تھا۔ کبھی وہ کیلاش کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگتا اور کبھی آہستہ سے مجھے کہنی مار کر کیلاش کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگتا۔

"کیا بات ہے کیلاش؟" میں نے جیکب کے بار بار اکسانے پر کیلاش سے دریافت کیا۔ "تم آج خلافِ توقع اس قدر گم صم کیوں نظر آرہے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ مسٹر تمام رات بے خوابی کی پریشان کن کیفیتوں سے دوچار رہا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" کیلاش نے چونکتے ہوئے جیکب کو دیکھا، انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے جیکب نے اس کی کسی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔

"اپنی پلیٹ پر ایک نظر ڈالو۔ ہر چیز جوں کی توں موجود ہے اور چائے کی پیالی بھی سرد ہوچکی ہے۔"

"اوہ۔" کیلاش نے دوبارہ چونکتے ہوئے کہا پھر بے اختیار چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا تو جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تمہیں چائے کا درجہ حرارت نفی سے زیادہ محسوس ہو رہا ہے؟"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" کیلاش نے قدرے جھلاتے ہوئے انداز میں چائے کا کپ ایک طرف رکھتے ہوئے جیکب کو گھورا۔

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟" جیکب نے انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں۔ ہم اس وقت اپنے دوست جمال اصغر کے ساتھ بحری عقاب نامی جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری دماغی حالت ابھی پوری طرح متاثر نہیں ہوئی ورنہ میرا خیال تھا کہ تم ابھی تک اپیا کے ساحل پر چہل قدمی کر رہے ہوگے۔"

"آہ میرے دوست۔ میرے زخموں کو مت کریدو۔" کیلاش نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "تم میرے دل کی دھڑکنوں کو نہیں سمجھ سکوگے۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم جسمانی طور پر اس وقت ہمارے درمیان ضرور موجود ہو لیکن تمہارا دل اور دماغ ابھی تک اپیا کے ساحل پر ناریل فروخت کرنے والی حسینہ لوکیلا کے تصور میں کھویا ہوا ہے۔"

"تم شاید میری محبت کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"نہیں۔ میں تمہیں یہ باور کرانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ شیطان ہمیشہ خوب صورت اور حسین روپ میں سامنے آکر بھلے انسانوں کو بھی حماقت میں مبتلا کردیتا ہے۔" جیکب بولا۔ "اپنی مثال لے لو، لوکیلا سے ملنے سے پیشتر تم خاصے سمجھ دار اور ذہین واقع ہوئے تھے لیکن محبت کے بے ہودہ اور مہلک ہتھیار لے کر اور کچھ اس طرح حملہ آور ہوئے کہ تم بھی گئے کام سے۔"

"جمال۔" اچانک کیلاش نے مجھے اپنی سنجیدہ شرارت کے خیالی گھیسٹتے ہوئے پوچھا۔ "ایمان سے کہنا کیا تم نے لوکیلا کو غور سے دیکھا تھا اور کیا تمہیں ایسا محسوس نہیں ہوا کہ لوکیلا کے روپ میں پرستان کی کوئی حور آسمانوں سے بھٹک کر زمین پر اتر آئی ہے؟"

"تم شاید بھول رہے ہو میرے قابلِ رحم دوست کہ حوروں کا تعلق جنت سے ہوتا ہے۔ پرستان سے نہیں۔" جیکب نے مسکراتے ہوئے تصحیح کی تو کیلاش جھلا کر میز پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔

"میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں لیکن کیا تم اس حقیقت سے انکار کرسکوگے کہ تمہارے تحت الشعور میں وہ سیاہی حسینہ روپا آج بھی موجود ہے جس نے سمندر کی موجوں میں ایک مرد ہی کے عشق میں مبتلا ہوکر چھلانگ لگا دی تھی؟"

"میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں اس پر۔" جیکب نے اچانک کڑوا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

"میں اس لعنت کی وجہ بھی بتا سکتا ہوں میرے بھولے پادری۔ اگر روپا نے لاسا کے بجائے تمہاری طرف نظرِ عنایت کی ہوتی تو آج تم بھی میری طرح سرد چائے حلق کے نیچے اتارنے پر مجبور ہوجاتے۔"

"کیا مطلب؟" جیکب گڑبڑا گیا۔ "کیا تم پھر اسی ناگوار اور منحوس عورت کا ذکر تازہ کرنے کی حماقت کر رہے ہو جو شب یجور سے زیادہ تاریک اور سیاہ تھی۔"

"تم نے لوکیلا کے خوب صورت دل میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی جہاں ایک معصوم روح اپنی تمام تر پاکیزگیوں کے ساتھ کسی ہم سفر کی تلاش میں نہ جانے کب سے بے چین اور مضطرب ہے۔" کیلاش نے پھر سنجیدگی سے جیکب کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

کیلاش اور جیکب کے درمیان یہ نوک جھونک جاری تھی کہ میں نے گفتگو کا موضوع بدلنے کی خاطر پہلی بار اپنے دوستوں کو بتایا کہ جیکسن نے اپیا کے ساحل سے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ کیلاش میری بات سن کر چونکا تھا لیکن جیکب نے کیلاش کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جیکسن بھی اس جزیرے پر گھومنے والی کسی حسینہ کی زلف کا شکار ہوکر اپنی عاقبت خراب کرنے کی خاطر رک گیا ہوگا۔"

"کیا اینٹلے کو علم ہے کہ جیکسن جہاز پر موجود نہیں؟" کیلاش نے جیکب کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"ہاں۔ اور کپتان کا خیال ہے کہ جیکسن نے دیدہ و دانستہ ایسا کیا ہے ورنہ اگر وہ چاہتا تو جہاز پر واپس آسکتا تھا۔" میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "روانگی سے پیشتر ایک کشتی جیکسن کی

خاطر ساحل پر بھیجی گئی تھی مگر اس نے آنے سے انکار کر دیا۔"

"یہ بہت بُرا ہوا" کیلاش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر جہاز کا عملہ اسی طرح کم ہوتا رہا تو ہمارے سفر کا کیا بنے گا؟"

"اس خدشے کا اظہار میں نے بھی کیا تھا لیکن اینٹلے نے مجھے یقین دلایا ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور میرا خیال ہے کہ اینٹلے جیکسن کی غیر موجودگی سے خفا ہونے کے بجائے خوش ہے، شاید اس لیے کہ وہ جیکسن کے روحوں والے چکر کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھتا تھا۔"

"اور میرا دل کچھ اور گواہی دے رہا ہے۔" اس بار جیکب نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ "تم دونوں شاید گاباکی کہی ہوئی بات کو فراموش کر رہے ہو، اس نے کہا تھا کہ خطرناک بلائیں سمندر کے اندر گھات لگائے بیٹھی ہیں اور سیاہ، نادیدہ قوتیں ایک ایسے تباہ کن طوفان کو جنم دینے والی ہیں جس سے سمندر کی موجیں آتش فشاں بن کر ابلیں گی اور سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ممکن ہے جیکسن نے روحوں کے ذریعے آنے والی تباہی و بربادی کا احوال جان لیا ہو اور بروقت اپنا سفر ترک کر دیا ہو۔ میں نے بھی یہی درخواست کی تھی کہ اپیا کے ساحل سے واپس لوٹ جانا اور خشکی کا راستہ اختیار کرنا ہمارے لیے زیادہ سود مند ثابت ہوگا۔"

"تم محض ایک پادری ہو اس لیے اپنی اسی حیثیت پر اکتفا کرو۔ نجومی بننے کی کوشش مت کرو۔" کیلاش نے جیکب کو ٹوکا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں مذہب کی خدمت کرنا اپنا مقدم فرض سمجھتا ہوں اور پیش گوئیاں کرنا یا غیب کے حال بتانا میرا پیشہ نہیں لیکن نہ جانے کیوں میرا دل اب بھی بار بار یہی کہہ رہا ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں اپنا بحری سفر ترک کر دینا چاہیے۔"

"مرومت" کیلاش نے جیکب کو گھورتے ہوئے سرزنش کی۔ "گاباتے جہاں بربادی اور تباہی کی پیش گوئی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ ہم تینوں طوفان کی ہلاکت خیزیوں سے بالکل محفوظ رہیں گے اور خوش رہیں گے۔"

"ہو سکتا ہے وہ بات اس نے محض ہماری خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر کہہ دی ہو۔" جیکب بولا۔ "پیشہ ور نجومی اپنے گاہکوں کو خوش رکھنے کی خاطر ہمیشہ ایسے ہی نفسیاتی حربے استعمال کرتے ہیں۔"

کیلاش پلٹ کر جیکب کو کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا اچانک جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا اور میز پر رکھے ہوئے ناشتے کے تمام برتن پھسل کر فرش پر ادھر اُدھر بکھر گئے۔ کیلاش نے اگر بروقت میز کا کونا نہ تھام لیا ہوتا تو شاید وہ بھی اپنی نشست پر توازن برقرار نہ رکھ سکتا۔ اسی لمحے عملے کا ایک کارندہ بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چیخ کر کہا۔

"ہمیں طوفانوں نے آگھیرا ہے جناب۔ کپتان کا مشورہ ہے کہ اگر آپ حضرات بڑے کیبن میں پناہ لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔"

"خداوند خیر۔" جیکب نے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "مرومت۔ بحرالکاہل میں اس قسم کے چھوٹے موٹے طوفان آتے رہتے ہیں۔" کیلاش نے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔

ہم کپتان کی ہدایت کے مطابق بڑے کیبن میں آگئے۔ جیکب بری طرح سہما ہوا نظر آرہا تھا شاید اس کے دل پر خوف ابھی تک طاری تھا کہ گاباکی پیش گوئی کے تحت بحری عقاب کسی لمحے بھی طوفان کی زد میں آکر تباہ و برباد ہو جائے گا لیکن اس روز ایسا نہیں ہوا، کم و بیش چار گھنٹے بعد طوفان کی معمولی شدت میں جہاز کی قوت کو آزماتی رہیں پھر سمندر پُرسکون ہوگیا۔ کیلاش نے جیکب کو مخاطب کیا جس کے ہونٹ ابھی تک بدبدا رہے تھے۔ "دیکھا تم نے طوفان آیا بھی اور گزر بھی گیا۔"

"جب کوئی پریشانی آکر گزر جائے تو ہمیں ربِ عظیم کی مہربانیوں کا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

"میرا خیال ہے کہ گابا نے ہماری زندگیاں محفوظ رہنے کی پیش گوئی غلط نہیں کی۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" جیکب نے پوچھا۔

"وہ جمال کی زندگی کے تحفظ کی خاطر یقیناً درخشاں بھابی کی روح کوشاں ہوگی میرے لیے تو کیلا خیر و برکت کی دعائیں مانگ رہی ہوگی اس لیے کہ اپیا سے روانگی کے وقت میں اس سے کہہ آیا تھا کہ بہت جلد واپس آکر اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا پھر جیکب کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اور تمہاری وجہ سے ہم تینوں ہی بحری سفر کے دوران ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔"

"کوئی خاص وجہ؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں" کیلاش نے بے حد پُراسرار انداز میں کیبن کی چھت کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "سمندر کی موجیں جب بھی متلاطم ہوں گی روپا کی سیاہ اور مقدس روح ..."

"لعنت ہے تمہاری بذلہ سنجی پر۔" جیکب نے نفرت سے کہا پھر تیزی سے اٹھ کر کیبن سے چلا گیا اور ہم بہت دیر تک اس کی مذمت اور سادہ لوحی پر دل کھول کر مسکراتے رہے۔

اپیا کے ساحل کو خیرباد کہے ہمیں چار دن ہوگئے تھے ہم قریباً بات سو میل سفر کر چکے تھے کہ ایک شام اچانک موسم کے تیور پھر خطرناک ہوگئے، طوفانی ہواؤں نے شدت اختیار کر لی اور سائیکلون کی آمد کا پیش خیمہ تھیں۔ رات کو گیارہ بجے کے قریب سمندر اتنا متلاطم ہوگیا کہ طوفانی لہروں کا پانی عرشے تک آنے لگا لیکن طوفان نے زیادہ شدت اختیار نہیں کی۔ صبح نمودار ہوئی تو آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور سمندر میں ایسا مدوجزر باقی تھا کہ کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا لیکن ابھی تک ہماری قسمت اچھی تھی جو بحری عقاب کو ایک ذرا بھی گزند نہیں پہنچا تھا۔ ہم نے کپتان اینٹلے کو بھی دیکھا جو بہت فکر مند اور پریشان نظر آرہا تھا مگر قبل اس کے ہم اسے آواز دے کر طوفان کے بارے میں کچھ دریافت کرتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایک انجینئر کے ساتھ انجن روم کی جانب چلا گیا۔

شام تک موسم اسی طرح رہا، رات کو ہوا کے جھکڑ اور تیز ہوگئے، ہم کھانے والے بڑے کیبن میں بیٹھے موسم اور حالات کے تغیر پر غور کر رہے تھے کہ اینٹلے آگیا، اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو رہا تھا، میرا ماتھا ٹھنکا، سفر کے دوران میں پہلی بار کپتان کو اس درجہ وحشت زدہ محسوس کر رہا تھا، میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر جہاز کی مضبوطی کی تعریف کی تو وہ مجھے غور سے دیکھنے لگا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "میرے عزیز! اپیا سے روانہ ہونے کے بعد ہم پہلی بار جس طوفان سے دوچار ہوئے تھے اس نے ہمیں ہمارے راستے سے بھٹکا دیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

"لاگ (LOG) لہروں کی نذر ہو چکے ہیں اور صرف قطب نما ہمارے پاس باقی ہے اس لیے یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ ہم سمندر میں کہاں اور کس سمت جا رہے ہیں۔"

"پھر اب کیا ہوگا؟" جیکب نے خوف زدہ لہجے میں سوال کیا۔

"پریشان مت ہو" میں نے تیزی سے کہا۔ "کیا تم محسوس نہیں کر رہے کہ ہوا کا زور ٹوٹ رہا ہے اور جہاز کے ہچکولوں میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے۔"

اینٹلے نے میرا جواب سنا تو وہ اور زیادہ بدحواس نظر آنے لگا پھر نہ جانے کیوں مجھے ملامت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہوا کی شدت میں کمی کا خواب مت دیکھیے میرے عزیز! اپنی اپنی خیر منائیے، ہم کسی لمحے بھی بحرالکاہل کے بدترین سائیکلون سے دوچار ہونے والے ہیں۔ جیکسن کو ان حالات کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس حرام زادے نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ زندگی عزیز ہے تو گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگیے۔"

کپتان کا چہرہ خوف کی شدت سے تاریک ہو رہا تھا، اس نے اپنی بات مکمل کی پھر ہونٹ چباتا ہوا برق رفتاری سے اٹھا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

"میں نے پہلے ہی یہ مشورہ پیش کیا تھا کہ بحری سفر ترک کر دیا جائے۔" جیکب نے مردہ آواز میں کہا۔ کپتان کی گفتگو نے اسے بے حد دہلا دیا تھا۔

"بکومت" کیلاش اسے جھڑکتے ہوئے بولا۔ "جو ہونا ہے ہو کر رہے گا، شور کرنے سے کیا فائدہ؟"

"تم لوگ یہاں بیٹھ کر خوش گپیاں جاری رکھو میں عبادت کرنے جا رہا ہوں۔" جیکب نے اٹھتے ہوئے کہا پھر وہ بھی اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔

"جمال" کپتان اور جیکب کے جانے کے بعد کیلاش نے مجھ سے کہا۔ "کیا تم نے محسوس کیا کہ کپتان اینٹلے آج کس قدر بدحواس اور بوکھلایا ہوا نظر آرہا ہے۔"

"موت برحق ہے میرے دوست اس لیے پریشان ہونے سے فائدہ؟ آؤ چل کر عرشے پر صورتِ حال کا جائزہ لیں۔"

کیلاش مسکراتا ہوا میرے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، ہم دونوں عرشے پر پہنچے تو ہوا بالکل بند ہو چکی تھی اور سمندر کا تموج بھی خاصا کم پڑ چکا تھا البتہ تاریکی اتنی شدید تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا، ایسا سکوت و سناٹا تھا کہ خوف محسوس ہوتا تھا، عملے کے ملاح لالٹین ہاتھ میں لیے احتیاطی تدبیر اختیار کرنے میں لگے ہوئے تھے، کچھ دیر بعد جیکب بھی ہمیں تلاش کرتا ہوا اوپر آگیا۔

"خداوند کا احسان ہے کہ موسم کے تیور ٹھیک ہوگئے۔"

"میرا خیال ہے کہ روپا کی روح نے سمندر کے مدوجزر کو اپنی باہوں میں سمیٹ کر تمہاری زندگی کو بچانے کی خاطر ایک عظیم قربانی پیش کی ہے۔"

"اور یہ بھی ممکن ہے کہ تو کیلا نے تمہاری واپسی کی امید میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگی ہو جو قبول ہوگئی ہو۔"

"ہے بھگوان۔ یہ کیا ہے۔" اچانک کیلاش نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ میں نے نظریں اٹھا کر دیکھا، تاریکی اور گھپ اندھیرے میں کسی مہیب عفریت کی طرح کوئی سفید سی بلند شے ہمارے جہاز کی سمت بڑھ رہی تھی باوجودیکہ اس وقت ہوا نام کو بھی نہیں تھی لیکن ہمارا جہاز یوں کراہنے لگا جیسے کسی اذیت میں مبتلا ہو، اسی لمحے ایک ملاح کی دہشت زدہ آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔

"صاحب! بھاگ کر جلدی نیچے چلے جاؤ ورنہ طوفانی

لہر بہالے جائے گی ۔ سائیکلون آرہا ہے "

فضا میں ایک خوف ناک آواز پیدا ہو رہی تھی ۔ ہم خوف زدہ ہو کر گرتے پڑتے بڑے کیبن میں آگئے ، ٹامی جو وہاں پہلے سے موجود تھا بھاگ کر میرے قدموں سے لپٹ گیا اور دُم ہلا کر یوں کوں کوں کی آوازیں حلق سے خارج کرنے لگا جیسے اس نے بھی آنے والے خطرے کو محسوس کر لیا ہو ۔ جیکب کے چہرے پر مردنی چھا گئی ، وہ بے حد خوف زدہ دکھائی دے رہا تھا ، میں نے اسے سمجھانے کے لیے کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرے ہی لمحے ہم سب فرش پر ڈھیر ہو گئے ، جہاز کو اتنی زور کا جھٹکا لگا تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پھر جیسے قیامت آگئی ہو ، ہوا کے جھکڑ اتنے شدید تھے کہ فضا میں دہشت ناک آوازیں سنائی دے رہی تھیں ، طوفانی لہریں جہاز کو تنکے کی طرح اچھال اچھال کر پھینک رہی تھیں ۔ اچانک کیبن میں گھپ اندھیرا پھیل گیا ، شاید ڈائنمو نے وقتی طور پر کام کرنا بند کر دیا تھا ۔ تاریکی میں ایک مکروہ اور بھیانک شور سنائی دیا جیسے کسی کو ذبح کیا جا رہا ہو ۔ پھر لائٹ واپس آگئی ۔ میں اور کیلاش قریب قریب تھے لیکن جیکب تھوڑے فاصلے پر فرش پر اوندھے منہ پڑا تھا ، اس کی گردن عجیب انداز میں ایک سمت ڈھلکی نظر آ رہی تھی ۔

" کہیں شدید ہچکولوں کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ تو نہیں گئی " ۔ میں نے ایک امکانی خطرے کا اظہار کیا تو کیلاش فرش پر رینگتا ہوا اس کے قریب گیا پھر بولا ۔

" گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ اسے صرف متلی ہو رہی ہے ۔ یہ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے " ۔

" کاش مر ہی گیا ہوتا " ۔ جیکب نے کراہ کر جواب دیا " اتنی اذیت ناک حالت سے تو دوچار نہ ہوتا " ۔

" فکر مت کرو ۔ موت بھی تم سے بہت زیادہ دور نہیں ہے لیکن مرنے سے پیشتر برانڈی کے چند قطرے حلق کے نیچے اتار لو یہ تمھارے حق میں بہتر ثابت ہوں گے " ۔

برانڈی سے جیکب کی حالت کچھ درست ہو گئی ، کیلاش نے بڑی مہارت سے کام لیتے ہوئے جیکب کو مارفیا کا انجکشن لگا کر سلا دیا مبادا کہ طوفان کے ہچکولوں سے اسے پھر نفے نہ ہونے لگے ۔ باہر طوفان کی شدت بدستور جاری تھی جہاز کسی کاغذ کی ناؤ کی طرح لہروں پر ڈانوا ڈول ہو رہا تھا ، کبھی اگلا حصہ اوپر اٹھ جاتا اور کبھی عقبی حصہ اتنا بلند ہوتا جیسے اب جہاز سے الگ ہو جائے گا ۔ اچانک جہاز کے انجن کی گھڑگھڑاہٹ کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تو ہمیں اپنی تباہی کا مکمل یقین آگیا ، کیلاش نے اس پریشانی اور خوف کے عالم میں بھی ہوش مندی کا ثبوت دیا اور جیکب کو برتھ پر لٹا کر اسے باندھ دیا تاکہ کہیں جہاز کے ہچکولوں کے ساتھ اس کا سر کسی وزنی شے سے ٹکرا کر پاش پاش نہ ہو جائے ۔ ہم نے بڑی میز کے پایوں کو پوری قوت سے تھام رکھا تھا جو چوبی فرش میں مضبوطی سے جڑے ہوئے تھے ، میرا کتا ٹامی ہمارے درمیان سہما بیٹھا تھا ، اس کی حس نے بھی شاید موت کی وہ چاپ محسوس کر لی تھی جو دبے قدموں ہمارے قریب آ رہی تھی ۔

" کیلاش " ۔ میں نے پریشانی کے عالم میں کہا " پتہ نہیں ہم کدھر جا رہے ہیں " ۔

" موت کی آغوش میں " ۔ کیلاش سنجیدگی سے بولا " جمال ہم ہمیشہ بہت اچھے دوست اور ساتھی رہے ہیں ، کاش مرنے کے بعد ہماری روحیں بھی ایک ساتھ رہیں " ۔

ہم اپنی اپنی جگہ سہمے ہوئے موت کا انتظار کر رہے تھے لیکن کچھ دیر بعد طوفان کی شدت میں کمی آگئی تو ہم نے اطمینان کا سانس لیا ، ہم نے سوچا کہ اوپر عرشے پر جا کر صورت حال کا جائزہ لیا جائے لیکن کیبن کا دروازہ کھولنے میں ہماری تمام تر کوششیں ناکام ہو گئیں ۔ طوفان کی شدت کے سبب وہ بری طرح جام ہو کر رہ گیا تھا ، ہم نے اسے پیٹنا شروع کر دیا مگر جب کسی نے ہمارے مسلسل دروازہ پیٹنے اور چلانے کے باوجود باہر سے کوئی جواب نہ دیا تو ہمیں یقین آگیا کہ ہم تینوں کے سوا باقی تمام لوگ طوفانی لہروں میں بہہ کر سمندر میں ڈوب چکے ہوں گے ، گابا اور جیکسن نے بھی ایسی ہی پیش گوئیاں کی تھیں ۔

" کیلاش ۔ ہمارے تمام ساتھی شاید موت کا شکار ہو گئے " ۔

" اور اب ہماری باری ہے " ۔ کیلاش نے پہلی بار سہمی ہوئی آواز میں کہا ۔

اسی لمحے طوفانی ہواؤں نے ایک بار پھر شدت اختیار کر لی اور یوں چیختی چنگھاڑتی جہاز سے ٹکرانے لگیں جیسے اسے خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائیں گی ، جہاز بری طرح ہچکولے کھانے لگا ، اس کی ایک ایک چول ہل رہی تھی اور کبھی یہ چرچراہٹ اتنے زور سے بلند ہوتی کہ یوں لگتا جیسے بحری عقاب ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بپھری موجوں کے تلاطم میں غرق ہو جائے گا ، طوفان کا شور اتنا قیامت خیز اور شدید تھا کہ ہم کو ایک قدم کے فاصلے سے ایک دوسرے کی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی ۔ پھر گھپ اندھیرا چھا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر دہشت ناک شور سنائی دیا کہ ہمارے دل دہل اٹھے اور پھر ہمیں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی غیر مرئی قوت نے بحری عقاب کو سیکڑوں فٹ بلندی میں اچھال دیا

[illegible] قدر قیامت خیز اور اچانک تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار نہ [illegible] اور اس سے پیشتر کہ ہم کچھ سوچ اور سمجھ سکتے انتہا [illegible] دھماکا ہوا کہ ہمارے ہوش و حواس گم ہو گئے ، یوں [illegible] جیسے جہاز کسی آہنی چٹان سے ٹکرا گیا ہو ، اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں ، میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا ۔ وہ آخری آواز جو میرے ڈوبتے ذہن کی سماعت [illegible] میرے وفادار کتے ٹامی کی تھی ۔

[illegible] دوسری بار مجھے ہوش آیا تو میرا تمام جسم پھوڑے کے [illegible] رہا تھا ۔ جوڑ جوڑ اس طرح ٹوٹ رہا تھا جیسے میں اپنے [illegible] پر نہ کھڑا ہو سکوں گا ، کچھ دیر تک میں یوں ہی چپ [illegible] لیٹا گزرے ہوئے واقعات کے بارے میں سوچتا رہا پھر [illegible] اور کیلاش کا خیال آیا تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ، سب [illegible] پہلی نظر جیکب پر پڑی ، اس کی برتھ ٹوٹ گئی تھی اور [illegible] رسیوں کے سہارے فضا میں معلق نظر آ رہا تھا ، اس کا چہرہ [illegible] زرد پڑ چکا اور آنکھیں یوں نیم وا تھیں جیسے ان میں زندگی [illegible] حرارت باقی نہ رہ گئی ہو ۔

میں نے اپنے اطراف اور ماحول کا جائزہ لیا ، پورا ہول [illegible] کرتی ہوئی والی روشنی میں میری نظر چھت پر کھلنے والے [illegible] پر پڑی جو اکھڑ کر ایک سمت کھسک گیا تھا ، چھت [illegible] وزنی تختہ ٹوٹ کر اندر کی جانب جھول آیا تھا ، جس [illegible] نیچے ہم نے پناہ لی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی ، ہر [illegible] بتر نظر آ رہی تھی ۔

[illegible] باہر نہ جہاز کے انجن کا شور سنائی دے رہا تھا نہ طوفانی آوازیں آ رہی تھیں ، ہر چیز غیر متحرک دیکھ کر مجھے [illegible] کو احساس ہوا جیسے میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا [illegible] پھر اچانک میری نظر کیلاش پر پڑی جو کچھ فاصلے پر بے حس و [illegible] پڑا تھا ، اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا ، میں اٹھ کر [illegible] قریب گیا ، خدا کا شکر تھا کہ اس کی سانس چل رہی تھی [illegible] رہا تھا لیکن موت کی اذیت ناک تاریکی جیسے اس کے [illegible] رحم کرہ گئی تھی ۔

میں نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں [illegible] تب ہی مجھے برانڈی کی بوتل نظر آئی ، میں نے لپک کر [illegible] اٹھا لیا ، ہر چند کہ برانڈی میرے مذہب میں حرام ہے [illegible] کیلاش کی زندگی بچانے کی خاطر میں نے فوری طور پر [illegible] کا کارک کھول کر اسے چند گھونٹ پلانے چاہے مگر مجھے [illegible] ہوئی ، اس کے دانت سختی سے ایک دوسرے پر بھنچے ہوئے [illegible] لیکن کھلا گیا پھر میں برانڈی کی خاصی مقدار کیلاش کے چہرے پر نظر آنے والے زخموں پر انڈیل دی اور اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کیلاش نے زخموں میں ہونے والی تکلیف کے تحت کراہ کر آنکھیں کھول دیں ۔ چند لمحے وہ پلکیں جھپکا جھپکا کر مجھے یوں دیکھتا رہا جیسے اسے اپنی قوتِ بصارت پر شبہ ہو رہا ہو پھر بڑی نقاہت بھری آواز میں بولا " ہم کہاں ہیں ۔ کیا ۔ کیا ہم واقعی ابھی تک زندہ ہیں ؟ "

" ہاں ہاں میرے دوست ، اسے معجزہ ہی سمجھو کہ ابھی تک ہماری سانس چل رہی ہے " ۔

میں نے برانڈی کی بوتل کیلاش کے منہ سے لگا دی ، دو چار گھونٹ حلق کے نیچے اترے تو اس کی حالت قدرے بہتر نظر آنے لگی پھر اس نے جیکب کو ہوا میں معلق دیکھ کر حیرت اور حیرانگی سے پوچھا ۔

" یہ کیا چیز ہمارے اوپر لٹک رہی ہے ؟ "

" یہ جیکب ہے جسے تم نے مارفیا کا انجکشن دینے کے بعد تولیے سے باندھ دیا تھا " ۔ میں نے کہا " تم ہمت کر کے اٹھو تو دیکھیں کہ بے چارہ زندہ ہے یا طوفان کی شدتوں کا شکار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا " ۔

" مطمئن رہو ۔ یہ اتنا حیادار نہیں جو اتنی آسانی سے مر جائے ، غور سے دیکھو اس کی آنکھوں کے پپوٹے متحرک نظر آ رہے ہیں " ۔

" پہلے میرا یہی خیال تھا کہ شاید اس دارِ فانی سے کوچ کر کے جنت میں پہنچ چکا ہوں لیکن تم دونوں شیطانوں کی آوازیں سنائی دیں تو یقین آگیا کہ ابھی تک اسی دنیا میں ہوں " ۔ جیکب نے کراہتے ہوئے کہا ۔

" سنا تم نے " ۔ کیلاش نے سر کو خفیف سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا " یہ مردود شخص اس وقت بھی جنت کے خواب دیکھ رہا ہے " ۔

" خدا کے لیے مجھے اس شکنجے سے نجات دلاؤ " ۔ جیکب بولا ۔ " میرا سارا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا ہے " ۔

ہم نے اٹھ کر جیکب کو آہستہ سے نیچے اتارا تو اس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" بہت دیر سے تم دونوں کو آوازیں دے رہا تھا لیکن ... "

" تم نے یہی سوچا کہ ہم دونوں جہنم رسید ہو چکے ہیں اور تم جنت کے مزے لوٹ رہے ہو " ۔ کیلاش نے جیکب کو گھورتے ہوئے جملہ مکمل کیا ۔

" مجھے غلط مت سمجھو " ۔ جیکب نے وضاحت کی پھر چھپ کے ٹوٹے ہوئے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بولا " وہ بہت

دیر سے وہاں کھڑی مجھے جھانک جھانک کر دیکھ رہی تھی اسی کو دیکھ کر میرے ذہن میں جنت کا تصور ابھر آیا۔"

"وہ کون ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ۔ وہی سفر نامہ والی حسین دوشیزہ جس کی تصویر تم دونوں بھی دیکھ چکے ہو۔"

"اور وہ اوپر کھڑی تمھیں جھانک رہی تھی؟" کیلاش نے بے حد سنجیدگی سے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ بالکل ویسی ہی تھی اور....."

"یہ۔ یہ کتنی ہیں؟" کیلاش نے انگلیاں جیکب کے چہرے کے سامنے نچاتے ہوئے دریافت کیا۔

"تین۔ کیوں؟"

"بھگوان کی بڑی کرپا ہے کہ تم کچھ کچھ ہوش و حواس میں ہو۔"

"کیا مطلب۔ کیا تم دونوں میری بات کا یقین نہیں کر رہے ہو؟"

"ہمیں مکمل یقین ہے فادر جیکب۔ غالباً آپ کو مردہ سمجھ کر جنت کی حوریں آپ کے استقبال کے لیے آئی ہوں گی۔"

"اور تمھیں زندہ دیکھ کر بے نیل و مرام واپس لوٹ گئیں۔" میں نے ہمدردی کا اظہار کیا۔

"ربِ عظیم کی قسم۔ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے رہا، وہ وہی سفر نامے والی دوشیزہ تھی جو مجھے اوپر نظر آئی تھی اور....."

اور اسی لمحے فضا میں مترنم نسوانی قہقہوں کی جھنکار سنائی دی تو ہم چونک اٹھے۔ نظریں اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا تو جیکب کے بیان کی تصدیق ہو گئی، ٹوٹی ہوئی کھڑکی کے خلا سے واقعی ایک حسین ماہ جبیں اندر جھانک رہی تھی ـــــ ہمیں اپنی سمت متوجہ دیکھ کر وہ تیزی سے سامنے سے ہٹ گئی اور اسی وقت متعدد نسوانی مترنم قہقہے کھنک اٹھے، جیکب نے سچ کہا تھا، عرشے پر بلاشبہ بہت ساری لڑکیاں موجود تھیں انھوں نے اپنے گلے، کمر اور کلائیوں میں پھول ہی پھول باندھ رکھے تھے ان کی آواز سن کر میرے ٹامی نے بھی بھونکنا شروع کر دیا۔ میں نے دروازے کی جانب لپکنے کی کوشش کی تو کیلاش نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

"ٹھہرو جمال" اس نے مجھے سمجھایا۔ "جہاں یہ حسین دوشیزائیں ہیں وہاں مرد بھی ضرور ہوں گے۔ ہمارا اس طرح باہر نکلنا ٹھیک نہیں۔"

بات چونکہ معقول تھی اس لیے میں نے جلد بازی نہیں کی۔ ہم نے اپنے پستول تلاش کر کے اس میں بھریں پھر دروازے کی طرف بڑھے، جیکب چونکہ اسلحہ کو ہاتھ لگانا گناہ تصور کرتا تھا اس لیے اس نے انجیلِ مقدس کی جلد اٹھا کر بغل میں دبالی، ہمیں کھولنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی پھر باہر نکلے بہت سی لڑکیاں جہاز سے کود کر سامنے چمکدار ریتیلے ساحل پر دوڑتی نظر آئیں وہ ایسا ناقابلِ یقین منظر تھا کہ ہم چند لمحوں کے لیے دم بخود پھر قدم اٹھاتے عرشے کے کنارے آ گئے۔

ہمارے سامنے سفید چمکیلی ریت کا ساحل دور تک پھیلا ہوا تھا، کچھ فاصلے پر بہت سارے جنگلی مرد لڑکیوں کو بدحواسی کے عالم میں بھاگتا دیکھ کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے لکڑی کے ڈنڈے بلند کر رہے تھے گرز کی طرح کے تھے، بعض مردوں نے لکڑی کی تلواریں اور اس کے نوک دار نیزے بھی لے رکھے تھے جسموں پر لباس کے بجائے پتے نظر آ رہے تھے پر دیکھ کر ان کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے۔ جتھے کی صورت میں آگے بڑھنا شروع کیا تو کیلاش

"جمال! ہمیں انھیں خود سے دور ہی رکھنا ہو گا انھیں ہماری تعداد کا علم ہو گیا تو یہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔" میں نے جواب میں ہاتھ فضا میں بلند کر کے یکے بعد دیگرے دو فائر کیے تو تمام مرد دہشت زدہ ہو کر عقب میں گھنے درختوں کے پیچھے جا کر غائب ہو گئے۔

"ایسا لگتا ہے جیسے اس جزیرے پر ہم سے پہلے دنیا کے انسان کے قدم نہیں آئے۔" میں نے کہا۔ "آواز بھی ان کے لیے نئی ثابت ہوئی ہو گی۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اب ہمیں نہ جانے کب تک ان ہی وحشیوں کے درمیان رہنا ہو گا۔" کیلاش

"یہ لوگ تہذیب سے بھی قطعی ناواقف معلوم ہوتے ہیں" جیکب نے کہا۔ "مجھے ان وحشیوں کو مہذب بنانے کے لیے تبلیغ کرنا پڑے گی۔ شاید خداوند نے مجھے اسی غرض سے یہاں بھیجا ہے۔"

"ممکن ہے خدا کی مرضی کچھ اور ہو۔" میں نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ یہ وحشی لوگ تمھارے رنگ میں رنگنے کے بجائے تمھیں اپنا ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کر دیں۔"

"بھگوان کی سوگند، اگر فادر جیکب نے ان حسیناؤں کی خاطر اپنا یہ پادریوں والا چوغا اتار پھینکا تو..."

موت کے بعد ایسا ہو تو ہو۔ زندگی میں نہیں جیکب نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

اہم بات بھول رہے ہو میرے بھولے پادری اگر یہ وہی جزیرہ ہے جس کا ذکر سفر نامہ میں پھر تمھاری خیر نہیں۔ یہ وحشی لوگ پادریوں کا ان کر اور مزے لے کر کھا جاتے ہیں۔"

مقدس میں یہی لکھا ہے تو مجھے یہ بھی منظور سنجیدگی سے جواب دیا پھر انجیلِ مقدس کو لگا۔

پہلی بار گرد و پیش کا جائزہ لیا تو حیرت زدہ ہو گئے۔ غائب ہو چکا تھا، یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے درمیان سے کاٹ کر دو حصوں میں منقسم دور بھرے ہوئے سمندر کی غضب ناک لہریں خوف ناک اژدہے کی طرح سر اٹھاتیں اور ایک بلند کر واپس چلی جاتی تھیں، ہمارے عقب میں ایک تھی اور اسی شاداب پہاڑی کے کنارے ہمارا جہاز ریتیلے ساحل میں آ کر دھنس گیا تھا۔

پیش آنے والے حادثے کا تصور کیا تو ہمارے جسم ہو گئے، وہ طوفانی لہر یقیناً بے پناہ قوت کی جس نے بحری عقاب کے پچھلے حصے کو ایک بلند سے اچھال کر سرسبز پہاڑی کے دامن میں لا پھینکا جیکسن کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی، ہمارے ان کا شکار ہو چکے تھے لیکن ہم تینوں اور ٹامی بقید

خدا" میں نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ "اگر ہمارا ٹکرا جاتا تو کیا ہوتا۔"

جسم پاش پاش ہو جاتے اور آبی جانور ہمارا گوشت نے" جیکب نے سرد آہ بھری "لیکن خداوند کو مقصود تھا۔"

ہمارا بچ جانا کسی معجزے سے کم نہیں۔"

بیکار ہے" میں نے تجویز پیش کی۔ "چلو نیچے اتر کر ہمیں کس جگہ لے آئی ہے اور آئندہ ہمیں اپنے رکھنے کی خاطر کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہو گا۔"

دوست جہاز سے اتر کر ساحل پر آئے، میرا ٹامی ادھر بھاگنے لگا، شاید وہ زندہ بچ جانے پر اپنی اظہار کر رہا تھا، کچھ دور جانے کے بعد ہمیں ایک پگڈنڈی نظر آئی جو سرسبز پہاڑی کے ایک جانب پچاس فٹ بلند ٹیلے پر جا کر ختم ہوتی تھی، ہم اس راستے پر چل پڑے، جیکب اور کیلاش کی نوک جھونک بدستور جاری تھی البتہ میں درخشاں اور اپنی ملاقات کے امکانی پہلوؤں پر غور کرنے میں محو تھا۔

بلند ٹیلے پر پہنچ کر ہم نے اطراف کا جائزہ لیا تو ایک حسین اور دلکش منظر ہمارے سامنے تھا۔ ہم پہاڑی کے اس ہموار حصے پر کھڑے تھے جس کے نشیب میں ایک صاف و شفاف پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا، ٹامی نے بھاگ کر اپنی پیاس بجھانی شروع کر دی، ہم لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی، چشمہ کا پانی بے حد میٹھا اور سرد تھا، تازہ دم ہو کر ہم نے پھر قرب و جوار کا جائزہ لیا، ہمارے دونوں اطراف سرسبز پہاڑیوں کا خوش نما سلسلہ پھیلا ہوا تھا جس کے درمیان جا بجا ناریل کے بلند درخت جو ہوا کی شدت سے خمیدہ ہو گئے تھے نظر آ رہے تھے۔ نیچے پھیلی ہوئی شاداب وادی کئی میل دور جا کر ایک بہت بڑی جھیل کے پاس ختم ہو گئی تھی جھیل کے درمیان کافی فاصلے پر ایک پہاڑی کی چوٹی نظر آ رہی تھی جس کی چٹانیں بھورے رنگ کی تھیں اور اس کے کنارے پر کسی قدیم عمارت کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ کیلاش نے کہا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے ہم کسی سرد آتش فشاں کے دہانے پر کھڑے ہیں، ذرا غور سے دائیں بائیں جانب کی ان ڈھلوانوں کو دیکھو جو جھیل تک چلی گئی ہیں، یہ سب سرد لاوے کی طرح نظر آتی ہیں۔"

"اور یہ بھی ہماری خوش بختی ہے کہ یہ پہاڑی اتنی بلند ہے کہ سمندر کی طوفانی لہریں وادی کے اندر نہیں داخل ہو سکتیں ورنہ یہاں بھی ہمارا جینا مشکل ہو جاتا۔"

جیکب نے کہا پھر چونک کر بولا۔ "حیرت ہے، وہ دہشت کے مارے وحشی باشندے کہاں غائب ہو گئے؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ تمھارا گوشت بھوننے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے۔" کیلاش نے مسکرا کر کہا۔

میں نے پلٹ کر ان جھاڑیوں کی سمت دیکھا جو سطح ساحل پر تقریباً سو گز کے فاصلے پر موجود تھیں، مجھے ان جھاڑیوں کے قریب وحشیوں کے چہرے بھی نظر آ گئے جو آہستہ آہستہ درختوں کی آڑ سے ایک ایک کر کے دوبارہ سامنے آ رہے تھے۔ ہم باہمی مشورے کے بعد پیچھے ہٹ کر اس کھلی ہوئی ہموار جگہ پر آ گئے جہاں پگڈنڈی ختم ہوتی تھی۔ ہمیں خدشہ تھا کہ کہیں وحشی ہمیں اپنے نرغے میں نہ لے لیں، ہماری نظریں بدستور ان پر جمی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے کچھ فاصلے پر جمع ہو رہے تھے، مردوں کے چہروں پر ابھی تک آتشیں دھماکے کا خوف

طاری تھا لیکن وہ لکڑی کے مختلف اور عجیب و غریب ہتھیاروں سے بدستور لیس تھے، ہم نے عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھا انھوں نے کمر کے گرد اور کلائیوں پر پھولوں کے گجرے باندھ رکھے تھے۔ ہجوم کے درمیان اس بار ہمیں ایک دراز قد شخص نظر آیا جس نے پروں کا بنا ہوا خوب صورت لباس پہن رکھا تھا اس کے گرد آٹھ دس افراد جنھوں نے چہروں پر مضحکہ خیز قسم کے مصنوعی نقاب چڑھا رکھے تھے، اچھل کود رہے تھے، ان کے سروں پر ٹوکری نما خول بھی چڑھے ہوئے تھے۔

ہجوم کی شکل میں جمع ہو جانے کے بعد انھوں نے آہستہ آہستہ ہماری جانب بڑھنا شروع کیا۔ اس بار ان کے چہروں پر وہ نفرت اور حقارت نہیں تھی جو پہلے نظر آتی تھی۔ ہجوم کے پیچھے کچھ عورتوں نے کھانے اور پھلوں کی ٹوکریاں ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہ وحشی باشندے ہم سے دوستی کے خواہاں ہیں ورنہ ہمارے لیے کھانا اور پھل لے کر نہ آتے" جیکب نے آہستہ سے کہا۔

"اگر اس کھانے میں زہر بھی شامل ہوا تو کیا ہوگا؟"

کیلاش نے ایک امکانی شبہے کا اظہار کیا۔

"ہمیں ہر حال میں بہت پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر شامی کو اٹھا کر گود میں لے لیا جس کے بھونکنے سے مقامی باشندے خوف زدہ نظر آتے تھے، غالباً انھوں نے کتے نما کسی جانور کو بھی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ہماری نظریں وحشیوں پر مرکوز تھیں اور انگلیاں پستول کے ٹریگر پر جمی ہوئی تھیں، ایک مخصوص فاصلے پر آ کر وہ رک گئے ہم نے انھیں قریب سے دیکھا، وہ لوگ بے حد خوب صورت اور صحت مند جسم کے مالک تھے، ان کے قد دراز، بدن چست اور خد و خال نہایت دل کش تھے، رنگت سرخی مائل بھوری تھی، مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ حسین تھیں، نوجوان لڑکیوں کے حسن و شباب کو اگر مہکتے ہوئے تازہ پھولوں اور ادھ کھلی کلیوں سے تعبیر کیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا لیکن دراز قد کا آدمی جس نے پروں کا لباس پہن رکھا تھا۔ بہت بدصورت تھا اس کی گردن کے اوپر گوشت کی ایک بڑی رسولی تھی جو گوشت کے وزنی لوتھڑے کی شکل میں اس کے کندھے تک لٹک رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لمبا ان کا سردار ہے اور بھیانک چہروں کی نقاب پہنے ہوئے افراد اس کے پجاری یا مخصوص ساتھی

ہوں گے" کیلاش نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا ... آپریشن کر کے اسے بدنما رسولی سے نجات دلا سکتا ہ... وہ آمادہ ہو جائے۔"

"کیا تمھیں ان مقامی دوشیزاؤں میں کوئی ... ہم شکل نظر آ گئی ہے جو تم سردار پر اچانک اس قدر ... نظر آ رہے ہو" جیکب نے کیلاش کو چھیڑتے ہوئے سنجیدگی ... کہا "ذرا ان وحشی درندوں سے بچ کر رہنا۔ یہ اپنے د... سے رعایت یا رحم کا برتاؤ نہیں کرتے۔"

"میں جیکب کے خیال سے متفق ہوں، ہمیں ہر حا... بے حد احتیاط کرنا پڑے گی۔"

ہم دبی زبان میں ان کے بارے میں گفتگو کر... وہ خاموش کھڑے ہمیں کینہ توز مگر سہمی سہمی نظ... دیکھتے رہے ان کی نظریں بار بار ہمارے پستول پر پڑتی تھیں ... وہ آتشیں ہتھیار کے استعمال سے ناواقف تھے اور ...

...تھی کہ وہ ابھی تک ہم سے خوف زدہ تھے ورنہ ان کی تعداد ...سے بہت زیادہ تھی، اگر وہ چاہتے تو ایک ہی حملے میں ہماری ...بوٹی کر دیتے۔

کچھ توقف کے بعد ہجوم کے پیچھے کھڑی ہوئی عورتوں نے ...بڑھ کر کھانوں اور پھلوں سے بھری ہوئی ٹوکریاں ہمارے ...منے رکھ دیں، انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ ہمیں نذرانہ پیش ...ی ہوں کھانے میں گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے تھے اور ...لوں میں ناشپاتی، سنگترے اور ناریل وغیرہ قسم کی چیزیں ...ود تھیں پھل لانے والی لڑکیاں اور عورتیں اب ہمیں ...ی بڑی سیاہ آنکھوں سے گھور رہی تھیں ان کی حسین آنکھوں ...سحر کی تمام خصوصیات موجود تھیں اگر وہ مہذب دنیا کی ...تیں ہوتیں تو یقیناً مادہ پرست ان کی پوجا سے بھی ...یغ نہ کرتے۔

"کیا خیال ہے؟" جیکب نے آہستہ سے کہا "ہم ان کا نذرانہ ...ل کر لیں؟"

"نہیں" کیلاش نے سرسراتی آواز میں جواب دیا "ہمیں ...وحشیوں پر اتنی جلدی اعتماد نہیں کرنا چاہیے، کیا عجب ...ن خورد و نوش کی اشیا میں زہر ملا ہو جسے کھانے کے بعد ...دنیا سے کوچ کر جائیں اور یہ درندے ہمارے مردہ جسموں کو ...دیوتاؤں کے سامنے پیش کر کے وحشیانہ رقص کریں اور ...ری حماقت کا جشن برپا کریں۔"

"پھر۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" جیکب نے دریافت کیا۔

"میں انھیں اپنا عندیہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں" ...ش نے آہستہ سے جواب دیا پھر اس نے پیٹ دبا کر اپنی ...ل کا اظہار کیا مگر اس کے ساتھ ساتھ آنکھیں بند کر کے ...ڑلانے کا اشارہ بھی کیا جس سے وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ ...کھانے کی چیزوں میں کسی نشہ آور شے یا زہر کا اندیشہ ...ہے۔"

کیلاش کے اشاروں پر وہ بوکھلا کر ایک دوسرے کا منہ ...گے جیسے ہماری بات کا مفہوم جاننے کی کوشش کر ...ہوں عورتوں اور لڑکیوں کا بھی یہی حال تھا، کیلاش ...دوبارہ ہاتھ ہلا ہلا کر انھیں اپنا مقصد سمجھانے کی کوشش ...ع کر دی۔

"یہ حرکتیں بند کر دو" جیکب بولا "وہ تمھیں مداری ...رہے ہیں۔"

کیلاش نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بدستور اشاروں ...ف زبان میں اختیار کرتا رہا پھر ہمیں ناکامی نہیں ہوئی،

پھلوں کی ٹوکری کے قریب کھڑی ہوئی ایک کافرادا حسینہ جو بڑی دیر سے ٹکٹکی باندھے کیلاش کو تکے جا رہی تھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھی، دراز قد بدصورت شخص کے قریب جا کر اس نے اپنی زبان میں کچھ کہا تو وہ ہماری جانب نفرت اور حقارت سے گھورنے لگا، چہروں پر مختلف اقسام کے ڈراؤنے نقاب لگائے ہوئے اس کے ساتھی بھی ہماری طرف متوجہ ہو گئے، ان کے مصنوعی چہروں کی نقابوں سے ہمیں محض ان کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں جن میں اچانک انتقام کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ کچھ دیر تک وہ ہمیں گھورتے رہے پھر دراز قد والے کے اشارے پر اس کے ساتھی آگے بڑھے، انھوں نے ٹوکری میں رکھی اشیا کو ایک ایک کر کے چکھا پھر دوبارہ اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے تو جیکب نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"رب عظیم کا احسان ہے جو یہ ہمارا اشارہ سمجھ گئے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ نہ جانے وحشی درندوں نے کیلاش کے اشاروں کا کیا مطلب اخذ کیا ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ تمھارے پادریوں والے لباس کو بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہے" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری مانو تو تم اس لباس کو اتار پھینکو اور کوئی دوسرا لباس پہن لو۔"

"کیوں؟ اس لباس میں جس سے میری مذہبی حیثیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے، کیا خرابی ہے؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو" میں بولا "کیلاش ٹھیک کہہ رہا ہے جنگلی اور وحشی لوگ بھی کسی نہ کسی دیوی یا دیوتا کی پوجا کرتے ہیں یا قدرت کی نعمتوں میں سے کسی ایک شے کو برتر سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں لیکن اپنے مذہبی عقائد میں یہ افراد درندوں جیسی خو رکھتے ہیں اور کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ ہو سکتا ہے کہ آج تک انھوں نے تمھارے جیسے کسی پادری کو نہ دیکھا ہو لیکن اگر انھیں تمھاری اصلیت کا پتہ چل گیا تو پھر تمھاری خیر نہیں۔"

"مذہب کے نام پر اگر میری زندگی کام آ گئی تو یہ بھی میری خوش قسمتی ہو گی" جیکب نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا پھر وحشیوں پر ایک نظر ڈال کر ہاتھ میں دبی انجیل مقدس کو چوم کر بولا "اگر خداوند نے چاہا تو میں ان تمام وحشیوں کو مسیح کے آگے احترام سے سر جھکانا اور ہاتھ سے سینے پر صلیب کا نشان بنانا سکھا دوں گا۔"

"اور میرا خیال ہے کہ اگر تم نے ایسی کوئی حماقت کی تو یہ

لوگ سفرنامے کے عین مطابق ہمیں بھون کر کھا جائیں گے۔" کیلاش نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔" اس لیے میں تم سے پہلی اور آخری بار درخواست کر رہا ہوں کہ ان وحشیوں کے درمیان کسی حماقت کا ثبوت نہ پیش کرنا ورنہ تمھارے ساتھ ساتھ ہم بھی مفت میں کام آجائیں گے۔"

پھر کیلاش ہی کے مشورے پر ہم نے آگے بڑھ کر پھل اور گوشت کھانا شروع کر دیا۔ جیکب کو شاید کیلاش کی نصیحت گراں گزری تھی اس لیے وہ کچھ کبیدہ خاطر نظر آرہا تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ حسبِ معمول نارمل ہوگیا۔ جتنی دیر ہم اس جنگلی دسترخوان پر شکم سیر ہوتے رہے وحشی ــــ ہمارے سامنے قطار اندر قطار کھڑے ہمیں گھورتے رہے پھر جب ہم اٹھ کر دوبارہ اپنی جگہ آگئے تو پھلوں کی ٹوکریاں ہمارے سامنے سے اٹھالی گئیں۔

"اب کیا قیمتی مشورہ ہے تمھارا؟" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے قدرے خشک لہجے میں دریافت کیا۔" ہم جہاز پر واپس چلیں یا اسی طرح یہاں وحشیوں کے درمیان تفریح کا سامان بنے کھڑے اپنی نمائش کرتے رہیں؟"

"جیکب۔" اچانک کیلاش نے چونکتے ہوئے کہا۔" سفر کے دوران ہم نے آسٹریلیا کے جزائر اور دوسرے مختلف حصوں میں بولی جانے والی زبانوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا کیوں نہ ہم قسمت آزمائیں ہوسکتا ہے کہ اس طرح ہمارے درمیان زبان کا مسئلہ حل ہوجائے۔"

"تم نے بہت دیر بعد ایک عقل مندی کی بات کہی ہے اس لیے میں تمھارے مشورے کی تائید کرتا ہوں۔" جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے وحشیوں کی سمت دیکھ کر ٹوٹے پھوٹے لہجے میں مختلف زبانوں کے الٹے سیدھے جملے بولنے شروع کر دیے۔

وحشی خاموش کھڑے جیکب کو عجیب نظروں سے گھورتے رہے پھر اچانک وہ بھی چونک اٹھے، جیکب کی ایک لسان ان کے سمجھ میں آگئی تھی لہٰذا ہمارے درمیان رابطے کی گنجائش پیدا ہوگئی۔ ایک اہم مشکل آسان ہوگئی تو جیکب اور کیلاش ان سے سوالات کرنے لگے جن کا جواب وہی لڑکی دیتی رہی جس نے کیلاش کے اشاروں کا مفہوم سمجھا تھا، میں خاموش کھڑا سب کچھ سنتا رہا لیکن میں چونکہ اس زبان سے قطعی نابلد تھا اس لیے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو میرے سر سے گزرتی رہی۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہورہی تھی کہ ابھی تک کسی مرد نے براہِ راست جیکب یا کیلاش سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی، وہی لڑکی انٹرپریٹر کا کام سرانجام دے رہی تھی، کیلاش کو وحشیوں سے گفتگو میں معروف دیکھ کر میں نے دبی زبان میں جیکب سے پوچھا۔

"کچھ مجھے بھی تو بتاؤ کہ یہ لوگ کون ہیں، کیا کہہ رہے ہیں اور ہم بھٹک کر کس دنیا میں آپہنچے ہیں؟"

"ہم جس جزیرے پر موجود ہیں سمورا کے مطابق اس کا نام اوروفینا ہے۔"

"یہ سمورا کس بلا کا نام ہے؟"

"اسی دراز قد گندمی بلا کا جس کی رسولی نے اس کو اور زیادہ بدنما بنا دیا ہے۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر بتانا شروع کیا۔ "مقامی لوگوں میں سمورا کو سردار کی حیثیت حاصل ہے اور یہ مصنوعی چہرے والے افراد اس کے مخصوص نمائندے ہیں جو پیچیدہ معاملات میں سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور کسی اہم گتھی کو سلجھانے کے سلسلے میں باہمی فیصلوں کے ذریعے سمورا کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ہم سے پیشتر ان لوگوں نے بیرونی دنیا کے کسی آدمی کو نہیں دیکھا اسی لیے یہ ابھی تک اس بات پر حیران ہیں کہ ہم اچانک ان کے درمیان کس طرح آگئے۔ بحری عقاب کے نصف حصے کی جزیرے پر موجودگی بھی ان کی بدحواسی کا سبب بنی ہوئی ہے، یہ ہمیں کسی اور ہی دنیا کی مخلوق سمجھ رہے ہیں۔"

"کیا سمورا تمھاری اور کیلاش کی بولی نہیں سمجھ رہا ہے؟"

"سمجھ رہا ہے۔ کیوں؟"

"پھر وہ براہِ راست گفتگو کیوں نہیں کر رہا۔"

"سردار ہونے کی وجہ سے وہ اس وقت تک ہم سے براہِ راست کوئی بات چیت نہیں کرے گا جب تک اسے ہمارے بارے میں تفصیل سے سب کچھ معلوم نہیں ہوجائے گا۔"

"اور یہ لڑکی کون ہے جو مترجم بنی ہوئی ہے؟"

"اس کا نام ساوری ہے۔" جیکب نے ناگوار انداز میں بتانا شروع کیا۔" ہر چند کہ ان وحشیوں کے درمیان شادی بیاہ اور اس قسم کے کسی بھی رسم و رواج کا کوئی وجود نہیں پھر بھی سردار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس لڑکی کو چاہے اپنی ملکیت بنالے اور جسے چاہے اپنی بیٹی مان لے، چنانچہ سمورا نے ساوری کو اپنی بیٹی مان لیا ہے۔"

جیکب مجھے مختصراً اپنی معلومات اور وحشیوں سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتاتا رہا پھر وہ چونک کر کیلاش کی سمت دیکھنے لگا، میں نے بھی کیلاش کو دیکھا جو اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا نہایت سخت لہجے میں براہِ راست سمورا سے کوئی بات کہہ رہا تھا۔ اور دوسری جانب سمورا اور اس کے ساتھیوں کے

[…]ے غضب ناک ہورہے تھے، عورتیں اور لڑکیاں بھی سہمی […]ی نظر آرہی تھیں، ساوری کے چہرے پر کچھ لمحہ پیشتر نظر […]نے والا اطمینان بھی رخصت ہوچکا تھا۔ وہ بھی گھبرائی گھبرائی […]ر آرہی تھی۔

"یہ کیلاش سمورا سے کیا کہہ رہا ہے؟" میں نے جیکب سے […]یافت کیا۔

"یہ سرجن کا پٹھا سردار کو بتا رہا ہے کہ اس کی حیثیت […]ی دیوتاؤں سے کم نہیں اور اسے اوروفینا کے جزیرے پر […]ورا کی بدنما رسولی کا علاج کرنے کی خاطر بھیجا گیا ہے۔ […]ورا اور اس کے ساتھی کسی اور دیوتا کا تصور برداشت […]یں کر سکتے اس لیے بھڑک اٹھے ہیں اور انھوں نے […]اوری کے ذریعے ہم سے درخواست کی ہے کہ ہم جتنی جلدی […]ن ہو اوروفینا سے واپس چلے جائیں۔"

صورتِ حال جو کچھ دیر پیشتر زبان کی مشکل آسان ہو[…]نے کے سبب سنبھل گئی تھی اچانک سرجن کیلاش کی ہٹ دھرمی سے […]خراب ہوگئی۔ جیکب اور کیلاش باری باری مجھے تفصیلات […]ے آگاہ کر رہے تھے (جسے میں قارئین کی دل چسپی کے پیش نظر […]پیش کروں گا گویا میں بھی اوروفینا میں آباد وحشیوں […]ی زبان سے واقف ہوں، میرا خیال ہے کہ اس انداز میں میری داستان زیادہ دل چسپ ہوجائے گی)

"کیلاش۔" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا۔" یہ دیوتا […]الے مسئلے کو درمیان میں لاکر تم نے ان کے مذہبی عقائد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ میری مانو تو سمورا اور اس کے ساتھیوں کو اصلیت […]ے آگاہ کر دو پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

"تم اپنی زبان بند ہی رکھو۔" کیلاش نے درشت لہجے میں جیکب کو سرزنش کرتے ہوئے کہا۔" میں جو کچھ کر رہا ہوں سوچ سمجھ کر رہا ہوں، جب تک ہم مقامی لوگوں کو اپنی برتری کا احساس نہیں دلائیں گے یہ ہمیں سکون نہیں لینے دیں گے، میں جانتا ہوں کہ یہ اپنے مذہبی معاملات میں کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ کالے جادو، جنتر منتر، سفلی عمل اور معجزات پر اندھا یقین رکھتے ہیں، میں ان کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں، کامیابی کی صورت میں ہمارا پلّا بھاری رہے گا۔"

"اور ناکامی کی صورت میں؟"

"موت جو برحق ہے۔" کیلاش تیزی سے بولا۔" کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟"

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا کر خاموش ہوگیا، دوسری جانب سمورا اور اس کے مخصوص ساتھیوں کے درمیان بھی کانا پھوسی جاری تھی، کچھ دیر تک ماحول پر ایک خوف زدہ سی دھند طاری رہی پھر سمورا کے بائیں جانب کھڑے ہوئے مصنوعی چہرے والے نے جس کا نام مکالا تھا اور جسے نائب سردار کی حیثیت حاصل تھی کیلاش کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے خشک آواز میں بڑی مشکل سے پوچھا۔

"تمھارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمھیں بھی دیوتاؤں کا درجہ حاصل ہے۔"

"اس کا ثبوت سمورا کی گردن کی بدنما رسولی دے گی جو تمھارے دیوتا کا عتاب ہے اور میں تمھارے سردار کو اس عتاب سے نجات دلا کر اپنی برتری کا کرشمہ پیش کروں گا۔"

"تم جو بات اتنے یقین سے کہہ رہے ہو اگر غلط ثابت ہوئی تو ہم اپنے سردار سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔" ساوری نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔

"ساوری! تم ہماری نیت پر شبہ کر کے ہماری لازوال قوتوں کو للکار رہی ہو۔" اچانک کیلاش دبنگ آواز میں بولا۔ "ہم سمندر اور ہواؤں کے دیوتا ہیں جو کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے۔ کیا ہماری طاقت کا یہ ثبوت کم ہے کہ ہم تمھارے جزیرے پر تمھارے روبرو کھڑے ہیں جب کہ تمھارے بیان کے مطابق آج تک کسی اور نے یہاں قدم نہیں رکھا۔"

"تم۔ شاید ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" سردار کی پشت سے ایک بوڑھے نے اچانک سامنے آتے ہوئے اپنا تعارف کرایا۔ "میرا نام منامابے اور اس جزیرے پر میری حیثیت ایک مذہبی رہنما جیسی ہے، میرا حساب کبھی غلط نہیں ثابت ہوا۔"

"اب مانے گئے۔" جیکب نے مردہ آواز میں آہستہ سے کہا لیکن اس کی آواز مناما کی بھاری بھرکم آواز میں دب کر رہ گئی جو کیلاش سے مخاطب تھا۔

"میں علمِ رمل کا ماہر ہوں۔ میرے حساب نے ایک چاند پہلے ہی تمھاری آمد کی پیش گوئی کر دی تھی۔ اچھا ہوتا کہ تم آرام و سکون سے آتے، اپنے ساتھ طوفان لانے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم لوگوں کو یہ باور کرانے کی خاطر کہ اس کرۂ عرض پر ہزاروں دیوتا موجود ہیں جو اپنی جگہ بے پناہ قوت رکھتے ہیں۔"

"اگر تم واقعی سمندر اور ہواؤں کے دیوتا ہو تو پھر اس آدھی کشتی پر کیوں آئے؟" مصنوعی چہرے والوں میں سے ایک اور نے سوال کیا۔ اس کا اشارہ بحری عقاب کی طرف تھا جس کا نصف حصہ طوفانوں کی نذر ہوچکا تھا۔

"ہم ہمیشہ آدھی کشتی پر ہی سفر کرتے ہیں تاکہ لوگ ہماری عظمت اور حیثیت کا اندازہ آسانی سے لگا سکیں۔"

"جمال" جیکب نے سرگوشی کی "تم سن رہے ہو اس سرجن کی باتیں کس قدر بے باکی سے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا ہے۔"

"خاموش رہو۔" میں تیزی سے بولا "حالات کے پیش نظر کیلاش جو کر رہا ہے وہی وقت کا تقاضا ہے۔"

"کیا دیوتا گوشت اور پھل وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔" سمورا کے ایک اور نائب نے ہماری سمت گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔" کیلاش نے گرج کر جواب دیا "دیوتا اگر انسان کا روپ اختیار کرنے کی طاقت رکھتے ہیں تو وہ کھانا بھی کھا سکتے ہیں۔"

"تم۔ تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔" سمورا نے بڑی عقیدت سے دریافت کیا۔

"ہم کچھ دنوں اور روفینا پر آرام کریں گے اس لیے ہمارے لیے ایک مناسب اور محفوظ مکان بنایا جائے اور ہمارے لیے برابر کھانے اور پھل کا نذرانہ پیش کیا جائے، جب تک تم ہمارے آرام کا بندوبست نہیں کرتے ہمارا قیام آدھی کشتی پر رہے گا اور یاد رکھو اگر کسی نے ہماری اجازت کے بغیر آدھی کشتی کے قریب آنے کی کوشش کی تو اس کا انجام بھیانک موت کی صورت میں تمہارے سامنے آئے گا۔" کیلاش نے بدستور دیوتاؤں جیسے لب و لہجے میں اپنا کردار جاری رکھتے ہوئے کہا "ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں سمورا کو رسولی کے عتاب سے نجات دلانے کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے گا لیکن ہماری واپسی کب ہو گی۔ یہ ہم قبل از وقت نہیں بتائیں گے۔"

"مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔" اچانک سمورا نے براہ راست کیلاش کو مخاطب کیا "اگر تم نے مجھے اس رسولی کے عتاب سے نجات دلا دی تو ہم تمہیں بھی دیوتا مان کر تمہاری پوجا کرنے لگیں گے اور تمہاری خدمت میں حسین لڑکیوں کا نذرانہ بھی پیش کریں گے۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔" جیکب کی مذہبی رگ پھڑک اٹھی۔ اس نے اپنی زبان میں کیلاش سے کہا "ہم دیوتا کبھی نہیں بن سکتے، کم از کم میں ایسا جھوٹ نہیں بول سکتا جو میری عاقبت خراب کر دے۔ یہ گناہ ہے۔"

"اپنی زبان بند رکھو۔" کیلاش نے اتنے سرد اور سفاک انداز میں وہ جملہ کہا کہ مجھے بھی جھرجھری آگئی، جیکب غریب سہم کر میرے قریب ہو گیا۔

سمورا اور اس کے ساتھیوں سے اپنی پہلی ملاقات ختم

کر کے ہم واپس بحری عقاب پر آگئے، جہاز پر آنے کے بعد ہم نے بچے کچھے حصے کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ خوش نصیبی سے ہمارا بیشتر ساز و سامان اور خورد و نوش کی اشیا محفوظ تھیں اس کے علاوہ ہنگامی حالات سے دوچار ہونے کے لیے ایک بڑی لائف بوٹ بھی تباہ ہونے سے بچ گئی تھی جو فی الحال ہمارے کسی کام نہیں آسکتی تھی اس لیے کہ ہمیں اس بات کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ ہم دنیا کے کس خطے میں ہیں اور جزیرہ اور روفینا دنیا کے کس کونے میں واقع ہے، بہرحال ایک بات یقینی تھی کہ ہم نے طوفان کی شدت سے دوچار ہونے کے بعد جس جزیرے پر قدم رکھا تھا وہ جہاز رانی کے عام آمد و رفت کے جانے پہچانے راستوں پر واقع نہیں تھا ورنہ اس سے پیشتر بھی وہاں دوسرے لوگوں کا گزر ضرور ہوا ہوتا۔

ہم نے فوری طور پر کیبنوں کی صفائی کی اور عام ضروری سامان ایک خالی کیبن میں رکھ کر اسے مقفل کر دیا، اس روز ہم نے پہلی بار خود اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کیا، کھانے کے دوران بھی جیکب ہم دونوں سے کھنچا کھنچا رہا، شاید اسے کیلاش کی دیوتاؤں والی بات ابھی تک پسند نہیں آئی تھی، ہم نے بھی اسے فوری طور پر قائل کرنے کی کوشش نہیں کی اور ٹوٹے پھوٹے ہوئے دروازے کی مرمت کے کام میں مشغول ہو گئے۔

رات کو میں سونے کے لیے لیٹا تو اچانک مجھے جیکسن کے اس بند لفافے کا خیال آگیا جسے اس وقت تک نہ کھولنے کی تاکید کی گئی تھی جب تک ہم خشکی پر نہ پہنچ جائیں، میں نے اسی وقت وہ لفافہ نکال لیا اور اسے چاک کر کے جیکسن کے دوسرے خط کا مضمون پڑھنے لگا۔ اس نے لکھا تھا۔

"میرے محترم۔ میں اس لیے بحری عقاب کو خیرآباد کہہ رہا ہوں کہ مجھے مقدس روحوں نے اس سفر کے انجام سے آگاہ کر دیا ہے مجھے بتا دیا گیا ہے کہ اپیا سے روانگی کے بعد ہمارا جہاز ایک طوفان میں پھنس کر تباہ ہو جائے گا اور آپ تینوں اور ٹامی کے سوا کوئی باقی نہ بچے گا۔ روحوں کا حکم تھا کہ اگر جان عزیز ہے تو جہاز کا سفر ترک کر دو چنانچہ میں آپ لوگوں کو خدا حافظ کہنے پر مجبور ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ روحیں کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتیں میں نے آپ حضرات کو جہاز کی بربادی کے خطرے سے اس لیے باخبر نہیں کیا کہ مقدس روحوں نے اس ضمن میں مجھے سختی سے زبان بند رکھنے کا حکم دیا تھا۔ زبان کھولنے کی صورت میں میری موت بے حد اذیت ناک ہوتی اس لیے میں نے بے ہوشی کا ناٹک رچا کر آپ کو ٹال دیا تھا۔

بہرحال میں نے آپ لوگوں کی زندگی بچانے کی خاطر ایک دوسرا راستہ اختیار کیا، کپتان ایشلے سے درخواست کی کہ وہ کسی بہانے سے بحری جہاز کو اپیا سے آگے لے جانے سے انکار کر دے مگر اس رات وہ بے حد نشے میں تھا، مجھے بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور میرے علم کا مذاق اڑانے لگا چنانچہ میں مجبوراً رخصت ہو رہا ہوں۔ میں بزدل نہیں ہوں میرے محترم! لیکن زندگی کسے عزیز نہیں ہوتی۔ ایک خوش خبری اور سنا رہا ہوں روحوں کی پیش گوئی کے مطابق آپ کی مرحوم بیوی کا کہا ضرور پورا ہو گا مگر کب؟ کہاں؟ افسوس ہے کہ روحوں نے قبل از وقت اس سلسلے میں بھی زبان نہ کھولنے کی تاکید کر دی ہے اس لیے مجبور ہوں۔ امید ہے آپ مجھے معاف کر دیں گے۔"

خادم جیکسن

میں نے خط پڑھنے کے بعد جیکسن کو دل ہی دل میں لاتعداد گالیاں دیں، کاغذ کے اس ٹکڑے کو سینکڑوں حصوں میں منقسم کر کے فضا میں اڑا دیا پھر سونے کے ارادے سے بستر پر لیٹ گیا۔

ٹامی چونکہ پہرے داری کے معاملے میں بے حد چوکس اور دیانت دار واقع ہوا تھا اس لیے ہمیں کوئی خطرہ نہیں تھا اور یقین تھا کہ اگر کسی نے جہاز پر آنے کی کوشش کی تو ٹامی اس کی بہتر طور پر خبر رکھے گا لیکن رات بھر نہ تو ٹامی کے بھونکنے کی آواز سنائی دی اور نہ کوئی دوسرا قابل ذکر واقعہ پیش آیا۔

صبح سویرے اٹھ کر ہم چشمے پر گئے، بحری سفر اور طوفان کی شدت سے ہمارے اعصاب پر جو تھکن طاری تھی وہ غسل کرنے سے دور ہو گئی، ہم نے احتیاطاً پانی کا اتنا ذخیرہ جہاز پر کر لیا کہ کسی ہنگامی صورت میں ایک ہفتے کی ضرورت پوری ہو جائے، جہاز پر واپس آکر ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ تیار کیا۔ ناشتے کے دوران بھی جیکب چپ چاپ تھا، مجھے بھی اس کی خاموشی گراں گزر رہی تھی لیکن قبل اس کے کہ میں اس کی خفگی دور کرنے کی خاطر کچھ کہتا کیلاش نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے فادر جیکب، میں محسوس کر رہا ہوں کہ کل شام سے تمہاری بولتی پر صدمہ آیا ہوا ہے۔"

"ہاں۔" جیکب نے کافی کا ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "میں تمہارے محسوسات کی تردید نہیں کروں گا۔"

"خاموشی کی کوئی وجہ۔ کوئی سبب؟"

"میں دروغ گوئی کو گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔"

"حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی "ہم جس جزیرے میں آ پھنسے ہیں یہاں کا ماحول ہماری مہذب دنیا سے مختلف ہے، اگر وحشیوں کو ہماری اصلیت کا اندازہ ہو گیا تو وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور پھر تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ہر مذہب نے زندگی جیسی قیمتی شے کو بچانے کی خاطر اہم حالات کے پیش نظر کچھ رعایتیں بھی دے رکھی ہیں۔"

"میں مانتا ہوں لیکن یہی کیا ضروری ہے ہم خود کو دیوتا ظاہر کریں؟"

"ٹھیک ہے۔ میں آج ہی سمورا اور اس کے ساتھیوں کو یہ بتا دوں گا کہ تم دیوتا نہیں بلکہ دو دیوتاؤں کے درمیان ایک خادم کی حیثیت رکھتے ہو۔" کیلاش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "مگر اتنا سوچ لو کہ ایک انسان کی حیثیت سے ان وحشیوں میں

متعارف ہو جانے کے بعد تم یہاں اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کر سکو گے۔“

”مذہب کی تبلیغ کرنا میری زندگی کا مقصد ہے اور میں اسے کسی قیمت پر ترک نہیں کر سکتا۔“

”ساوری کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟“

”کیا مطلب؟“ جیکب نے کیلاش کے اس اچانک سوال پر چونک کر پوچھا۔

”وہ اگر تمہارا مذہب قبول کر لے تو کیا تم بھی اسے قبول کر لو گے؟“

”مجھے یقین تھا کہ تم ایسی ہی کوئی احمقانہ بات کرو گے۔“

”اگر شادی کرنا حماقت ہے تو تم پہلے بھی ایک بار اس حماقت کے مرتکب ہو چکے ہو۔“

”میں اس قسم کے مذاق پسند نہیں کرتا۔“

جیکب کچھ دیر تک بڑبڑاتا رہا لیکن جب میں نے اور کیلاش نے پیار و محبت سے اسے سمجھایا کہ دیوتاؤں کا روپ اختیار کیے بغیر ہمارا بچنا محال ہے تو وہ اس شرط پر ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہو گیا کہ ہم اپنے بارے میں جو دل چاہے کہیں لیکن اس کی شخصیت کو مسخ نہ کیا جائے، ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا، ہم نے ہامی بھر لی تو بات ختم ہو گئی۔

ناشتے کے بعد ہم فولڈنگ چیئریں لے کر عرشے پر آ گئے اور اوروفینا کی وہ صبح بے حد خوش گوار اور حسین تھی، ہم ماحول سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ہم نے مقامی باشندوں کا ہجوم درختوں کے عقب سے نمودار ہو کر اپنی سمت آتے دیکھا، حسبِ معمول سمورا سب سے آگے آگے تھا، دائیں بائیں مصنوعی چہرے والے تھے جن کی نشست ان کے سر پر لہرانے والی بے ہنگم اور مختلف ساخت کی ٹوکریوں سے کی جاتی تھی، مناما حسبِ دستور سمورا کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور اس کے پیچھے لڑکیوں کی ایک ٹولی ہمارے لیے کھانا اور پھل لیے آ رہی تھی، لڑکیوں کی ٹولی کی قیادت ساوری کر رہی تھی۔ جہاز سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر ہجوم رک گیا۔

ہم نے آنے والوں کو غور سے دیکھا، آج ان کے چہروں پر وہ خوف اور دہشت نہیں تھی جو کل تک طاری تھی، یا تو وہ ہماری باتوں پر اعتماد کر کے مطمئن ہو گئے تھے یا پھر ان کے اطمینان کے پیچھے کوئی خطرناک سازش کارفرما تھی جو رات ان کے درمیان طے پا چکی تھی، بہرحال گزشتہ دن کے مقابلے میں آج وہ زیادہ بے خوف نظر آ رہے تھے۔ کچھ دیر تک وہ خاموش کھڑے ہمیں گھورتے رہے پھر سمورا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور قریب آ گیا ساوری بھی اس کے ساتھ آگے بڑھی اور اس کے اشارے پر پھلوں کی ٹوکریاں ساحل پر رکھ دی گئیں، آج ساوری کے بجائے خود سمورا نے ہمیں مخاطب کیا اور اس بات کا شکوہ کیا کہ ہم اپنی آدھی کشتی سے نیچے کیوں نہیں اتر رہے، جواب میں کیلاش نے انھیں بتایا کہ ہم غسل کر چکے ہیں اور اب ناشتے کے بعد بیٹھے موسم اور ماحول سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

”کیا دیوتاؤں کے لیے غسل بھی ضروری ہوتا ہے؟“ مکالا نے مشکوک لہجے میں سوال کیا۔

”ہاں۔ روح کے ساتھ ساتھ جسم کا بھی پاک ہونا ضروری ہے۔“ کیلاش بولا۔ ”جب ہم نے انسانوں کا روپ اختیار کر لیا ہے تو غسل کرنا بھی ہمارے اوپر لازم ہو گیا ہے۔“

”کیا تم مذہبی عقائد کو دوسری باتوں پر فوقیت دینا ضروری سمجھتے ہو؟“ اس بار مناما نے سامنے آ کر دریافت کیا۔

”کیوں نہیں۔“

”تو سنو۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب بھی ہمارے درمیان کوئی اجنبی آیا ہم تباہی و بربادی کا شکار ہو جائیں گے اور اسی لیے ہم نے اپنے دیوتا اوروکے روبرو یہ عہد کیا ہے کہ اگر کسی اجنبی نے ہمارے جزیرے پر قدم رکھا تو ہم اسے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیں گے۔ یہ رسم ہمارے آباو اجداد کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔“

”کیا ہم سے پہلے بھی اور لوگ یہاں آ چکے ہیں۔“ جیکب نے پوچھا۔

”ہاں۔“ مناما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”یہ بات مجھے میرے والد نے بتائی تھی کہ ان کے پردادا کے زمانے میں سفید نسل کی ایک عورت اور ایک مرد نے ایک کشتی کے ذریعے یہاں قدم رکھا تھا لیکن عقیدے کے مطابق ان دونوں کو فوراً ہی اوروکے قدموں میں قربان کر دیا گیا۔“

”کیا تم ہم دیوتاؤں کے ساتھ بھی انسانوں جیسا سلوک کرنا چاہو گے؟“ کیلاش نے غصے سے کہا پھر تیزی سے اٹھ کر ہجوم کو گھورنے لگا۔

”تم چونکہ انسانوں کے روپ میں ہو اس لیے ہم تمہارے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کرنے پر مجبور ہیں۔“ ایک مصنوعی چہرے والے نے اپنا لکڑی کا ہتھیار فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔ اس کے تیور بے حد خطرناک نظر آ رہے تھے۔

کیلاش کوئی مناسب جواب دینے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ٹامی جو میرے قدموں کے پاس کھڑا تھا ایک ہی جست میں عرشے سے کود کر ساحل پر چلا گیا پھر پیشتر اس کے کہ کوئی اسے روکتا ٹامی نے لپک کر اس مصنوعی چہرے والے کی ٹانگ

پر کاٹ لیا جس نے اپنا ہتھیار ہماری جانب بلند کیا تھا، ٹامی کا وہ طرزِ عمل قطعی طور پر غیر متوقع تھا لیکن اس عمل سے ہمیں یہ فائدہ ہوا کہ سمورا اور اس کے ساتھی خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے، ٹامی نے جس کی ٹانگ پر اپنے نوکیلے دانت جمائے تھے وہ ریت پر پڑا تڑپ رہا تھا پھر یہ بھی شاید تائیدِ غیبی تھی کہ وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔ مکالا اور اس کے ساتھیوں نے ٹامی پر اپنے نیزے تان لیے تو کیلاش نے گرج کر کہا۔

”اوروفینا کے جاہل اور گنوار لوگو! کیا تم خود اپنی بربادی کا سبب بننا چاہتے ہو، یہ کتا جس پر تم نے اپنے ہتھیار اٹھائے ہیں یہ دیوتاؤں کا وفادار ہے اور اگر تم نے اسے ہلاک کیا تو میں سمندر اور ہواؤں کو حکم دوں گا کہ وہ تمہاری پوری آبادی کو نیست و نابود کر دیں۔“

کیلاش کی آواز کی گھن گرج سن کر انھوں نے اپنے ہتھیار نیچے کر لیے، ٹامی بدستور ان کے سامنے کھڑا بھونک رہا تھا، میں نے اسے آواز دی تو وہ دم ہلاتا ہوا میرے پاس واپس آ گیا۔ مناما نے اپنے ایک آدمی کی بے گناہ موت کا سبب دریافت کیا تو کیلاش نے تیزی سے کہا۔

”تمہارے آدمی نے دیوتاؤں پر ہتھیار اٹھا کر اپنی موت کو دعوت دی تھی، اگر ہم تمہارے دیوتا کو للکاریں تو کیا تم ہمارے عمل کو برداشت کر لو گے۔“

دلیل چونکہ نہایت معقول تھی اس لیے مناما اور اس کے ساتھی قائل ہو گئے، سمورا کے حکم پر مرنے والے کی اکڑی ہوئی لاش کو گھسیٹ کر ہمارے سامنے سے ہٹا دیا گیا پھر سمورا نے دوبارہ جہاز کے قریب آ کر کہا۔

”اگر تم میری رسولی کا عذاب ختم کر دو تو ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، جزیرے کی ہر چیز پر تمہارا اختیار ہو گا، میں اور میرے ساتھی تمہاری اطاعت کریں گے اور تمہارے حکم کے بغیر ہمارا کوئی آدمی تمہاری آدھی کشتی پر قدم نہیں رکھے گا۔ لیکن ایک شرط ہماری بھی ہو گی۔ اگر تم نے یا تمہارے ساتھیوں میں سے کسی نے جھیل والی بھوری پہاڑی پر جانے کی کوشش کی تو پھر ہم اپنا عہد توڑ کر تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔ خواہ اس دشمنی کا نتیجہ ہماری موت ہی کیوں نہ ہو۔“

”مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔“ کیلاش نے جواب دیا پھر سمورا کو عرشے پر آنے کی دعوت دی جسے اس نے کچھ پس و پیش کے بعد قبول کر لیا۔

سمورا کے علاوہ کیلاش نے مناما اور ساوری کو بھی عرشے پر آنے کی اجازت دے دی تھی۔ رسولی کا بغور معائنہ کرنے کے بعد کیلاش نے اسی وقت آپریشن کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

”سوچ لو کیلاش۔ اگر تمہارا آپریشن ناکام رہا تو پھر ہم مشکلات میں گھر جائیں گے اور اب تک ہم نے دیوتاؤں کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے وہ بھی بے اثر ہو جائے گا۔ بہتر ہو گا کہ تم اپنے آپریشن والے فیصلے پر نظرِ ثانی کر لو۔“

”لیکن میرا مشورہ اس کے برعکس ہے۔“ جیکب بولا۔ ”کیلاش نے جو فیصلہ کر لیا ہے اس پر فوری طور پر عمل ضروری ہے ورنہ مقامی لوگ ہمارے قول و فعل کی طرف سے مشکوک ہو جائیں گے۔ اگر خداوند کو ہماری بہتری منظور ہوئی تو آپریشن ضرور کامیاب ہو گا۔ دوسری صورت میں ہمیں مشیتِ ایزدی کے سامنے سر جھکا دینا لازم ہو گا کہ یہی عین عبادت ہے۔“

جیکب نے کیلاش کے فیصلے کی تائید کی تو میں خاموش ہو گیا۔ عرشے پر ہی آپریشن کا بندوبست کیا گیا، کیلاش آلاتِ جراحی اور دوائیں ساتھ لایا تھا جو اس وقت ہمارے کام آ گئیں، آپریشن سے پہلے مناما کے حکم پر مقامی لوگ لکڑی کا بنا ہوا ایک بڑا سا بے ہنگم اور ہیبت ناک بت اٹھا کر عرشے پر لے آئے، مناما نے عجیب انداز میں گھٹنوں کے بل جھک کر اورو دیوتا کے بت کو عقیدت سے سلام کیا پھر اپنے بازو میں شگاف کر کے اس نے خون کے چند قطرے بت کے قدموں پر ٹپکا دیے اور چند قطرے سمورا کی پیشانی پر لگا کر کیلاش کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا کام شروع کر دے۔

کیلاش نے جیکب کی مدد سے سمورا کو کلوروفارم دے کر بے ہوش کیا پھر وہ آپریشن میں مصروف ہو گیا، مناما اور ساوری بدستور قریب کھڑے کیلاش کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے پھر جب کیلاش نے رسولی کاٹ کر سمورا کے جسم سے علیحدہ کی تو مناما کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، رسولی کیا تھی آٹھ دس سیر وزنی گوشت کا لوتھڑا تھا جسے کیلاش نے نہایت مہارت سے سمورا کی گردن سے کاٹ کر نکال دیا تھا۔

آپریشن کے بعد کیلاش نے گوشت کے اس بدنما لوتھڑے کو ہاتھوں پر بلند کر کے ساحل پر کھڑے ہوئے افراد کو دکھایا تو وہ خوشی سے ناچ ناچ کر رقص کرنے لگے پھر انھوں نے کیلاش کو دیوتا تسلیم کر لیا اور اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ مناما نے بھی اپنے ساتھیوں کی تقلید کی۔ جیکب جو بڑی دیر سے لکڑی کے بت کو نفرت اور حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا دبی زبان میں مجھ سے مخاطب ہوا۔

"جمال۔ کیا یہ سب کچھ جہالت کی بدترین مثال نہیں ہے جو ہماری نظریں دیکھ رہی ہیں۔"

"ہم یہاں اپنی خوشی سے یا قیام کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔" میں نے جیکب کے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "جیسے ہی حالات سازگار ہوئے ہم اوروفینا پر ہزار بار لعنت بھیج کر یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔"

"لیکن میرا دل نہ جانے کیوں گواہی دے رہا ہے کہ یہ جزیرہ ہی میری زندگی کی آخری منزل ثابت ہوگا۔"

"تم پادری ہو کر مایوسی کی باتیں کر رہے ہو؟"

"میرا فرض مجھے بار بار آواز دے رہا ہے جمال۔" جیکب سنجیدگی سے بولا۔ "میں کوشش کروں گا کہ اوروفینا کے وحشی لوگوں میں مذہب کی سچی لگن پیدا کر سکوں۔"

"اس کے لیے تمہیں ایک مناسب وقت کا انتظار کرنا ہوگا، جلد بازی میں اٹھایا ہوا کوئی قدم ہماری ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔"

"میں تمہاری نصیحت اور مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔" جیکب نے سپاٹ آواز میں کہا اور پھر اوروفینا کے بدہیبت بت کو حقارت سے گھورنے لگا۔

سمورا کو بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا گیا۔ کیلاش نے اس کے ساتھیوں کو بتایا کہ سمورا تقریباً چھ گھنٹے تک سوتا رہے گا اس لیے اگر وہ لوگ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں لیکن وہ اپنے سردار کو چھوڑ کر جانے پر آمادہ نہیں ہوئے، وہیں ساحل پر جمے کھڑے رہے۔ سورج غروب ہونے سے کچھ دیر پیشتر سمورا کو ہوش آ گیا تو کیلاش نے منکالا اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ دو دو کر کے اوپر آئیں اور سمورا سے ملاقات کر کے واپس چلے جائیں۔ اس طرح سمورا کے ساتھیوں کو اعتبار آ گیا کہ ان کا سردار زندہ ہے اور ایک عذاب سے نجات حاصل کر چکا ہے۔

منامانے سمورا کو ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیلاش نے سختی سے منع کر دیا البتہ ساوری کو مریض کی تیمارداری کی خاطر سمورا کے قریب رہنے کی اجازت دے دی، منامانے کیلاش کے فیصلے پر کسی ناخوشگوار ردعمل کا اظہار نہیں کیا البتہ وہ جاتے وقت گوشت کے وزنی لوتھڑے کو کسی تبرک کی طرح بڑے احترام سے ایک ٹوکری میں رکھ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ ہجوم کے رخصت ہو جانے کے بعد کیلاش نے سمورا کی تکلیف کے پیش نظر اسے بے ہوشی کا ایک اور انجکشن لگا دیا پھر جس میز پر سمورا کا آپریشن کیا گیا تھا اسے ہم نے اندھیرا پھیلنے کے بعد ایک کیبن میں منتقل کر دیا۔ تاکہ رات میں اسے اوس اور ٹھنڈ سے محفوظ رکھا جا سکے۔

ساوری نے ہمارے کسی عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہایت سعادت مندی سے ہمارے ہر فیصلے پر سرِ تسلیم خم کرتی رہی۔

رات کو کھانے کی میز پر ساوری بھی ہماری شریک تھی، کیلاش نے بے حد اصرار کے بعد اسے کھانے پر مجبور کیا تھا۔ ساوری کی موجودگی کی وجہ سے ہم بہت محتاط انداز میں گفتگو کر رہے تھے، جیکب نے تو خاص طور پر چپ سادھ لی تھی اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس نے گفتگو میں زیادہ حصہ لیا تو کیلاش اسے ساوری کی شخصیت کے ساتھ نتھی کر کے اس کا جینا دوبھر کر دے گا میرے اور کیلاش کے درمیان اوروفینا اور سمورا کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔

کیلاش نے ہمارے علاوہ جزیرے کے وحشی لوگوں کو بھی یقین دلایا تھا کہ سمورا کا آپریشن بے حد کامیاب رہا ہے اور وہ دس بارہ روز کے اندر بالکل ٹھیک ہو جائے گا، بظاہر مجھے بھی ایک دوست کی حیثیت سے کیلاش کی باتوں پر اعتماد کر لینا چاہیے تھا لیکن غالباً ماضی کے تجربوں نے مجھے ڈرا دیا تھا، بار بار میرے ذہن میں ایک اندیشہ سر ابھارنے لگتا۔ "اگر سمورا کا آپریشن کامیاب نہ ہوا تو کیا ہوگا؟ دس بارہ روز بعد وہ صحت مند ہو کر اپنے لوگوں میں واپس جانے کے بجائے اگر ملک عدم کو سدھار گیا تو کیا صورت حال ہوگی؟ کیا اوروفینا کے جنگلی اور وحشی لوگ جو تہذیب کی ابجد سے بھی ناواقف تھے سمورا کی موت کو مشیتِ ایزدی سمجھ کر خاموش ہو جائیں گے۔ یا وہ اپنے سردار کی موت کو ہماری شرارت سمجھ کر ہمارے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔"

جنگلی لوگوں سے واسطہ پڑنے کا وہ میرا پہلا تجربہ تھا لیکن میں نے کتابوں میں ان کے عجیب و غریب رسم و رواج اور ان کی درندگی کے بے شمار قصے اور کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور شاید یہی خیال بار بار میرے اعصاب پر طاری ہو کر مجھے خوف زدہ کر رہا تھا، اس وقت کھانے کی میز پر بھی میرے ذہن میں سمورا کی موت کا تصور اچانک بیدار ہوا تو میں چپ نہ رہ سکا، دبی زبان میں کیلاش سے مخاطب ہوا۔

"میرے دوست، کیا تمہیں یقین ہے کہ سمورا بہت جلد روبصحت ہو جائے گا؟"

"کیوں؟ کیا تمہیں میری صلاحیتوں پر اعتماد نہیں ہے؟"

"درخشاں کے تجربے نے مجھے بزدل بنا دیا ہے۔"

"وہ بات اور تھی۔" کیلاش بولا۔ "جہاں کالے جادو اور گندی قوتوں کا دخل ہو وہاں انسان کی تمام صلاحیتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔"

"اوروفینا کے وحشی افراد کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔۔؟"

"میں سمجھا نہیں۔" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ وحشی دنیا کے غیر مہذب لوگ کالے جادو اور ٹونے ٹوٹکوں پر زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں، ایک ذرا سی بات ان کے لیے بے حد اہم اور حیرت انگیز ثابت ہوتی ہے اور اکثر وہ بڑی سے بڑی باتوں کو بھی نظرانداز کر جاتے ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "تم نے سمورا کو ایک عذاب سے نجات دلا کر یقیناً اپنے فرض کی ادائیگی کی ہے اور انسانیت کی خدمت کی ہے لیکن ذرا سوچو۔ اگر خدانخواستہ تمہاری یہ خدمت کارگر ثابت نہ ہوئی تو ہمارا انجام کیا ہوگا؟"

"وہی۔ جو منامانے ہمیں بتا چکا ہے۔" کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "وحشی لوگ ہمیں دھوکے باز اور فریبی سمجھ کر اپنے دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیں گے اور ہماری کہانی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اوروفینا کی پراسرار زمین پر دفن ہو جائے گی۔"

"یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں آئندہ کے بارے میں پہلے سے کچھ سوچنا ہوگا۔"

میں نے اپنی باتوں میں وزن پیدا کرنے کی خاطر بے حد سنجیدگی سے کہا تو جیکب بھی اپنی نشست پر کسمسا کر رہ گیا، البتہ ساوری سر جھکائے بیٹھی آہستہ آہستہ لقمے لے رہی تھی۔ وہ ہماری زبان سے ناواقف تھی اس لیے اسے ہماری باتوں سے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

"پریشان مت ہو جمال۔ مجھے قوی امید ہے کہ سمورا بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن اگر میرا اندیشہ درست ثابت ہوا تو۔۔۔۔"

"تو سمندر اور ہواؤں کے یہ سرجن دیوتا اپنی شکتی کے زور سے سمورا کے شریر میں کوئی نئی روح پھونک دیں گے۔" جیکب نے الجھتے ہوئے کہا پھر کیلاش کو گھور کر بولا۔ "تمہیں بلاوجہ خود کو دیوتا ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

اچانک میں نے ساوری کو چونکتے ہوئے دیکھا جیکب کا جملہ سن کر اس نے یک لخت نظر اٹھا کر کیلاش کو بہت غور سے دیکھا تھا۔ ممکن ہے وہ میرا وہم ہو اور ساوری کی وہ حرکت محض ایک اتفاق رہی ہو لیکن نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے بیدار ہوا کہ ساوری ہماری باتیں صرف سن ہی نہیں رہی ہے بلکہ سمجھ بھی رہی ہے چنانچہ میں نے جلدی سے ہندوستانی زبان میں کہا۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم انگریزی کے بجائے اپنی مادری زبان میں گفتگو کریں۔"

"کیا اس میں بھی کوئی خاص مصلحت ہے؟" کیلاش نے مسکراتے ہوئے یوں میری طرف دیکھا جیسے میری بزدلی کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"ہمیں اس حقیقت کو ایک لمحے کے لیے بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ اس وقت وحشی قبیلے کی ایک لڑکی ہمارے درمیان موجود ہے۔"

"اور تمہارے خیال کے مطابق وہ انگریزی زبان سے بھی واقف ہوگی۔ کیوں؟" کیلاش نے ایک بار پھر میرے شبہے کا مذاق اڑایا۔

"احتیاط کرنے میں بظاہر ایسا کوئی حرج بھی نہیں۔" جیکب نے میری بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "آئندہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوں گی وہ صرف ہندوستانی زبان میں ہوں گی۔"

"ابھی تم کو میری اس بات سے اختلاف تھا کہ میں نے خود کو دیوتا ظاہر کر کے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔"

"حماقت نہ سہی غلطی کہہ لو لیکن تم نے بہر حال دروغ گوئی سے کام لیا ہے اور میرے عقیدے کے مطابق خداوند جھوٹ بولنے والوں کو بھی معاف نہیں کرتا۔" جیکب نے خالصتاً پادریوں کے لہجے میں کہا۔ "سچائی کے راستوں پر آنے والی موت جھوٹ کی زندگی سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔"

"تم اپنے دوست کے سفرنامے کو فراموش کر رہے ہو۔"

کیلاش نے سنجیدہ باتوں سے فرار حاصل کرنے کی خاطر پہلو بدل کر جیکب سے کہا۔ "اگر وہ سفر نامہ چشم دید واقعات کا مجموعہ ہے تو میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اور روفینا ہی وہ جزیرہ ہے جہاں کے وحشی لوگ پادریوں کے جسم کو دہکتی آگ پر بھون کر بہت ذوق و شوق سے کھاتے ہیں اور بچی کھچی ہڈیوں کو ساحل کے کنارے اس خیال سے دفن کر دیتے ہیں کہ طوفانی ہوائیں اور سمندر کی بپھری ہوئی تباہ کن لہریں اس مقدس اور متبرک دفینے کی سرحد عبور نہ کر سکیں گی۔"

"تم نے اپنی طرف سے غالباً کوئی معیاری مذاق کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے تمہاری احمقانہ باتوں پر رونا آرہا ہے۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں بڑے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تمہیں بھی دیوتاؤں والی بات پر اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے جسے چھپانے کی خاطر تم الٹی سیدھی بے سر و پا باتوں سے خود کو بہلانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو فادر۔" کیلاش اس بار سنجیدگی سے بولا۔ "مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے لیکن اس وقت اگر میں نے فوری طور پر دیوتاؤں والا چکر نہ چلایا ہوتا تو شاید اس وقت اتنے اطمینان سے بیٹھے ڈینر نہ اڑا رہے ہوتے۔ اور روفینا کے باسیوں کی تعداد ہمارے مقابلے میں سیکڑوں گنا زیادہ ہے اور اگر ایک بار وہ بھڑک اٹھتے تو ہماری موت یقینی تھی۔ میں نے انہیں مرعوب کرنے کی خاطر خود کو دیوتا ظاہر کیا تھا۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ وحشی اور تہذیب سے عاری لوگ دیوتاؤں اور ان کے نادیدہ عتاب سے بے حد خوف زدہ رہتے ہیں اور اسی لیے دیوتاؤں کے قدموں میں زندہ قربانیاں بھی گزارتے رہتے ہیں۔"

"میں تمہاری دلیل سے متفق ہوں لیکن تمہیں اتنی جلدی سمورا کے آپریشن کے لیے نہیں تیار ہونا چاہیے تھا۔" میں نے کہا۔ "ہمیں قدم جمانے کے لیے کچھ وقت کی ضرورت تھی۔"

"تمہاری پریشانی فضول ہے مائی ڈیئر۔" کیلاش بولا۔ "سمورا کی رسولی کا آپریشن اتنا تشویش ناک نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو، البتہ زخم بھرنے میں دس پندرہ روز ضرور درکار ہوں گے۔"

"وحشی قبیلوں میں دیوتاؤں کے بعد سرداروں کو پوجا جاتا ہے اور اس اعتبار سے سمورا کی زندگی بھی بے اہم ہے۔"

"میں تم سے اتفاق کرتا ہوں اور اسی لیے میں نے سمورا کے آپریشن میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے کہ مقامی افراد کو غور و فکر کا موقع نہ مل سکے۔"

کیلاش نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "دیوتا ہونے کا اعلان کرنے کے بعد یہ بھی ضروری تھا کہ ہم اپنی قوت سے اور روفینا کے وحشی عوام کو اپنے دعوے کا کوئی ثبوت بھی فراہم کرتے۔ سچ پوچھو تو سمورا کی رسولی دیکھنے کے بعد ہی مجھے یہ ترکیب سوجھی تھی۔"

"اور یہی ترکیب ہماری موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔" جیکب تلملا کر بولا۔

"تمہاری موت کا سامان تو اس وقت بھی کھانے کی میز پر موجود ہے۔" کیلاش نے ساوری کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے جیکب کو چھیڑا پھر یک لخت بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "فادر جیکب تم اگر چاہو تو میری غلطی کا تدارک ہو سکتا ہے۔"

"وہ کس طرح؟" جیکب نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"اگر تم ساوری کے ساتھ ....."

"میں لعنت بھیجتا ہوں تمہارے اس بھونڈے اور بے ہودہ مذاق پر۔" جیکب نے نفرت سے جواب دیا۔

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ تبلیغ کا کام تمہارے بس کا نہیں۔" معاً کیلاش نے تیوری پر بل ڈال کر حقارت سے کہا۔ "انجیل مقدس کو ہاتھ میں لے کر گھومنا محض تمہارا ڈھونگ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"شہریوں اور مہذب لوگوں کے درمیان تبلیغ نہایت آسان کام ہے لیکن جہاں واسطہ جنگلیوں اور غیر مہذب وحشی درندوں سے ہو وہاں موت کا تصور ہی مذہبی جذبوں کو زنگ آلود کر دیتا ہے اور تم میرے اس تجربے کی جیتی جاگتی مثال ہو۔" کیلاش نے بدستور جذباتی اور سنجیدہ انداز میں جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تم نے اور روفینا کے ان وحشی مرد زن کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ جہالت کی بدترین مثالیں ہیں اور تم اپنی تبلیغ کے ذریعے انہیں مہذب بنانے کی پوری جدوجہد کرو گے۔"

"ہاں میں نے کہا تھا اور میں اب بھی اپنے عہد پر قائم ہوں۔"

"اگر تم اپنے عہد پر قائم ہوتے تو ساوری کی شخصیت کو اتنے روکھے اور خشک انداز میں کبھی فراموش نہ کرتے۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "میرا اندازہ ہے کہ مقامی خواتین میں ساوری کو ایک اہم رتبہ حاصل ہے اور سمورا اسے اپنی بیٹی بھی بنا چکا ہے، ایسی صورت میں کیا ساوری کو اپنا ہم خیال بنا لینا تمہارے تبلیغی پروگرام کے لیے بے حد مفید و موثر ثابت نہیں ہو گا۔ اور کیا جو موقع تمہیں اس وقت نصیب ہو گیا ہے دوبارہ مل سکے گا؟"

"تمہارا مشورہ معقول ہے لیکن میں ساوری کو سلوپا کی ...

نہیں دے سکتا۔" جیکب نے نرم اور مدھم آواز میں جواب دیا۔

"کیلاش نے یہ کب کہا کہ تم ساوری کو شریکِ حیات بنا لو۔" میں نے کیلاش اور جیکب کی گفتگو میں سنجیدگی سے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ "ساوری سے تمہاری دوستی نہ صرف یہ کہ تمہارا مقصد آسان کر دے گی بلکہ اس سے ہمیں بھی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔"

"وہ کس طرح؟"

"میرا خیال ہے کہ سمورا، مکالا یا منامانے ہمیں اب تک جن باتوں سے آگاہ کیا ہے وہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ قدرت نے جانوروں کو بھی سوچنے سمجھنے اور خطروں سے بچاؤ کی حس عطا کی ہے اور روفینا کے افراد تو پھر انسان ہیں۔" میں نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے سمورا اور اس کے ساتھیوں نے محض رسولی کے عتاب کو دور کرنے کی خاطر یا ہم سے عارضی طور پر خوف زدہ ہو کر ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہو اور در پردہ وہ ہمیں ختم کر دینے کے لیے اندر ہی اندر خطرناک سازش کر رہے ہوں۔ ساوری کو اگر شیشے میں اتار لیا جائے تو ہماری مشکلیں بھی آسان ہو سکتی ہیں اور ہمیں فرار کا راستہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔"

"عورت پر اعتبار کرنا میرے نزدیک دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے لیکن مذہب کی تبلیغ کی خاطر میں یہ خطرہ بھی قبول کر لوں گا۔" جیکب نے بمشکل اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔

کیلاش کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے اشارے سے سمجھا دیا کہ اس وقت اگر جیکب کو چھیڑا گیا اور وہ بپھر گیا تو دوبارہ اسے راہِ راست پر لانا دشوار ہو گا۔ کیلاش نے میری بات مان لی اور سنجیدہ ہو گیا پھر اس نے میری فرمائش پر ساوری کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح سمورا تمہیں بھی بہت عزیز ہے؟"

"ہاں۔" ساوری نے چونک کر ہماری طرف باری باری دیکھا پھر سپاٹ لہجے میں بولی۔ "سمورا نے مجھے اپنی بیٹی تسلیم کر کے مجھے ہزاروں مشکلات سے نجات دلا دی ہے اس سے محبت کرنا اور اس کے حکم پر سر تسلیم خم کرنا میرا فرض ہے۔"

"اگر سمورا تمہیں اپنی بیٹی تسلیم نہ کرتا تو؟" جیکب نے دریافت کیا۔

"تو میں اپنے لوگوں کے ظلم و ستم کا شکار رہتی۔ اور پھر آٹھ دس بچوں کی ماں بننے کے بعد بوڑھی ہو جاتی تو رسم و رواج کے مطابق مجھے بھی اور و دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جاتا۔"

"سمورا کی بیٹی بن جانے کے بعد کیا تمہیں بھینٹ نہیں چڑھایا جائے گا؟" کیلاش نے پوچھا۔ جیکب نے ساوری کا جواب سن کر نفرت سے اپنا ہونٹ کاٹنا شروع کر دیا۔

"نہیں۔ اب وہ میری موت تک مجھے کبھی ہاتھ نہیں لگا سکیں گے البتہ اگر سمورا چاہے تو سردار کی حیثیت سے مجھے کوئی بھی حکم دے سکتا ہے۔"

"کیا تم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے سمورا ہی یہاں کا سردار ہے؟" کیلاش نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں۔" ساوری نے ایک بار پھر محتاط انداز میں ہمارے چہروں کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے جواب دیا۔ "سمورا سے پہلے لوگا ہمارا سردار تھا، یہ تقریباً بارہ سال پہلے کی بات ہے۔"

"پھر۔ کیا لوگا مر گیا؟"

ساوری نے چونک کر کیلاش کو کچھ عجیب نظروں سے دیکھا پھر گردن جھکا لی، کچھ دیر وہ خاموش بیٹھی رہی اس کے بعد اس نے کیلاش کے سوال کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے سمورا پر جو عمل کیا ہے اس کے بعد وہ دیوتاؤں کے عتاب سے محفوظ رہے گا؟"

"ہاں۔ ایک بار جو دیوتاؤں کے عتاب سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، اسے دوسری بار نشانہ نہیں بنایا جاتا۔"

"سمورا کی ذات ہمارے لیے بے حد مقدس اور قابلِ احترام ہے جس روز وہ ہمارے ساتھ دوبارہ ساحل پر قدم رکھے گا اس روز ہم دیوتاؤں کے سامنے اپنا روایتی جشن منائیں گے۔"

"اور اگر دیوتاؤں کو سمورا کی زندگی منظور نہ ہوئی تو؟" جیکب نے دبی زبان میں سوال کیا تو ساوری کے چہرے کی رنگت اچانک زرد پڑ گئی پھر اس کی آنکھوں میں شعلے بھڑکنے لگے، وہ جیکب کو یوں ٹکٹکی باندھے حقارت بھری نظروں سے گھور رہی تھی جیسے اسے زندہ چبا جائے گی، اس کے تیور حد درجہ خوف ناک ہوتے جا رہے تھے، اس کے چہرے پر خون کی تمازت ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"یہ بھی تم نے ایک امکانی بات کہی تھی۔" جیکب نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "اگر تمھیں میری بات سے دکھ پہنچا ہو تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

"تم نے بوگا کے سلسلے میں ہمیں کوئی جواب نہیں دیا۔" کیلاش نے ساوری سے سوال کیا لیکن جیسے وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی یا جان بوجھ کر اس نے کیلاش کو نظرانداز کر دیا تھا، اس کی خوں خوار نظریں بدستور جیکب پر مرکوز تھیں۔

اسی لمحے برابر والے کیبن سے سمورا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو ساوری یوں چونکی جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو۔ اس نے ایک جھرجھری لے کر ہمیں دیکھا پھر آہستہ سے اٹھتے ہوئے بڑی خواب ناک سی آواز میں بولی۔

"مقدس سردار مجھے اپنی تیمارداری کے لیے آواز دے رہا ہے۔"

اور ساوری کے جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے۔ اس پر جیکب کے آخری سوال کے بعد جو کیفیت طاری ہوئی اور سمورا کی آواز کے ابھرتے ہی زائل ہو گئی۔ وہ ہمارے لیے بے حد پراسرار اور معنی خیز تھی۔

ساوری کے جانے کے بعد بھی میرا ذہن خاصی دیر تک اسی میں الجھا رہا۔ جیکب نے سمورا کی امکانی موت کے بارے میں جو اظہارِ خیال کیا تھا اس پر ساوری کے چہرے کی بدلتی رنگت اور اس کے بگڑے تیور کو کیلاش نے بھی بطورِ خاص محسوس کیا تھا چنانچہ ساوری کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر تک جیکب کو کھا جانے والی تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر بے حد سنجیدگی سے بولا۔

"کیا ضروری ہے کہ تم ہر بات میں اپنی ٹانگ پھنساؤ؟"

"تمھاری گفتگو کا انداز اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ تم کو میری کوئی بات ناگوارِ خاطر گزری ہے لیکن وہ بات کیا ہے۔ یہ میں نہیں سمجھ سکا۔"

"تمھیں سمورا کی امکانی موت کا خیال ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"انجیل مقدس کی قسم میں نے جو کچھ کہا وہ عین ممکن بھی ہے۔" جیکب نے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تم ایک ماہر اور کامیاب سرجن ہو، میں تسلیم کرتا ہوں لیکن وہ فیصلے جو آسمانوں پر کیے جاتے ہیں، تمھاری سرجری سے زیادہ اہم اور اٹل ہوتے ہیں۔ تم نے سمورا کی رسولی کا نہایت کامیاب آپریشن کیا ہے، میں اسے تسلیم کرتا ہوں مگر کیا تم یہ بات پورے وثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ وہ تمھارے خیال کے مطابق دس بارہ روز بعد مکمل رو بصحت ہو جائے گا؟"

"موت اور زندگی بھگوان کے اختیار کی بات ہے لیکن ہمیں اس کے روشن پہلو پر زیادہ نظر رکھنا چاہیے۔" کیلاش نے تلملا کر کہا۔ "تم نے شاید ساوری کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا اندازہ نہیں لگایا، تمھاری بات سننے کے بعد اس کی آنکھوں سے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں ابل پڑی تھیں۔"

"اگر یہ بات ہے تو تمھیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہر چند کہ میں نے ساوری کے چہرے کے خدوخال پر زیادہ توجہ نہیں دی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ تو کیلا سے خاصی مشابہت رکھتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ تم اس حسین دوشیزہ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کے سلسلے کو زیادہ محسوس کر رہے ہو۔" جیکب نے اس بار بھی کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میری مانو اب بھی وقت ہے، اپنے چہرے سے فرضی دیوتاؤں کا نقاب اتار پھینکو ورنہ ہمارا انجام ہماری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔"

"جمال۔" کیلاش نے جھلا کر مجھے مخاطب کیا۔ "سن رہے ہو اس احمق کی باتیں؟"

"میں کیلاش سے متفق ہوں۔" میں نے کیلاش کی حمایت میں جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "میں مانتا ہوں کہ تمھاری زبان سے ایک امکانی بات نکل گئی تھی لیکن...."

"لیکن تمھیں یہ ماننا پڑے گا کہ ہر وہ زندگی جو آج اس دنیا کے ہنگاموں میں دامن پھیلائے اپنے حصے کی خوشیاں یا غم سمیٹ رہی ہے ایک دن خالی ہاتھ اس دنیا سے رخصت ہو کر اس لازوال طاقت کے سامنے ضرور پیش ہو گی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔"

"اگر تم نے آئندہ اس جزیرے کے معاملات میں اپنی زبان بند نہ رکھی تو ہمارے مقابلے میں تمھارا انجام زیادہ ہول ناک اور خطرناک ہو گا۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔

جیکب اور کیلاش کے درمیان نوک جھونک کا سلسلہ جاری رہا تو میں اکتا کر خاموشی سے اٹھا اور اپنے کیبن میں آ گیا، میرا ذہن بدستور ساوری کی شخصیت کے اسرار میں الجھا ہوا تھا۔ کھانے کی میز پر ہمارے درمیان انگریزی میں گفتگو ہو رہی تھی لیکن جس وقت جیکب نے کیلاش سے کہا تھا کہ اس نے بلاوجہ جزیرے کے لوگوں کے روبرو خود کو سمندر اور ہواؤں کا دیوتا ظاہر کرنے کی حماقت کیوں کی تو ساوری اس انداز میں چونکی تھی جیسے ہماری بات اس کی سمجھ میں آ رہی ہو۔ جزیرہ اوروفینا کے پرانے سردار لوگا کے سلسلے میں اس نے دیدہ و دانستہ کھل کر کیلاش کا جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

ساوری کی پراسرار شخصیت کے علاوہ میرے ذہن میں منا ما کے کہے ہوئے الفاظ بھی گونج رہے تھے۔ اس نے گفتگو کے دوران نہایت بھلے الفاظ میں یہ بات کہی تھی کہ جزیرے کے لوگوں کے عقیدے کے مطابق جب بھی کوئی اجنبی ان کے درمیان آیا انھیں تباہی اور بربادیوں سے دوچار ہونا پڑا چنانچہ سمورا اور جزیرے کے مخصوص بڑے لوگوں نے اپنے دیوتا اوروفینا کے عظیم بت کے سامنے سرنگوں ہو کر عہد کیا تھا کہ جب بھی کسی اجنبی نے اوروفینا کے جزیرے پر قدم رکھا اسے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جائے گا۔ یہ رسم منا ما کے کہنے کے مطابق ان کے آبا و اجداد کے زمانے سے چلی آ رہی تھی۔ پھر۔

سمورا، منا ما یا مکالا نے ہمارے ساتھ رعایت سے کیوں کام لیا۔ کیا اس میں بھی ان کی کوئی خاص چال تھی؟ اور بوگا کی موت کے سوال کے سلسلے میں ساوری نے کوئی جواب دینے سے گریز کیوں کیا؟

میرے ذہن میں اس رات بڑی دیر تک متعدد سوالات آپس میں گڈمڈ ہوتے رہے پھر میں نے خود کو بہلانے کی خاطر اپنی وہ ڈائری نکالی جس میں میرے ماضی کی داستان کا بیشتر حصہ خود میرے ہاتھوں رقم کیا جا چکا تھا، میں نے اپنی داستانِ حیات کو مزید قلم بند کرنے کی کوشش کی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل آمادہ نہ ہوا، کوئی ایسی ہی بات تھی جو مجھے کسی کروٹ چین نہیں لینے دے رہی تھی چنانچہ میں نے ڈائری کو دوبارہ الماری میں مقفل کیا اور ایک خواب آور گولی لینے کے بعد کیبن کی روشنی بند کر کے سونے کے ارادے سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر تک میں حالات کے تانے بانے میں الجھا رہا پھر زود اثر دوا نے اپنا تسلط میرے اعصاب پر جمایا تو میری آنکھوں کے پپوٹے بوجھل ہونے لگے اور رفتہ رفتہ میں ہر چیز سے بے نیاز ہو کر دنیا و مافیہا سے بے خبر نیند کی آغوش میں جھکولے لینے لگا۔

*

سمورا کی موت کی خبر اوروفینا جزیرے کے باشندوں میں جنگل کی آگ کی مانند ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئی ہر طرف ایک شور و ہنگامہ بپا تھا، ننگ دھڑنگ وحشیوں نے ہمارے آدھے جہاز کو چاروں طرف سے اپنے نرغے میں لے رکھا تھا اور ہاتھوں میں نیزے اٹھائے ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے تھے، مکالا، منا ما اور جزیرے کے دوسرے بہت سارے لوگ جہاز پر چڑھ آئے، مکالا کے تیور سب سے زیادہ خراب اور خطرناک نظر آ رہے تھے، نائب سردار ہونے کے سبب وہ بپھرے ہوئے وحشیوں کی سربراہی میں پیش پیش تھا، منا ما جسے مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل تھی مکالا کے ساتھ ساتھ تھا لیکن اس نے ابھی تک اپنی زبان بند کر رکھی تھی، سمورا کی موت کے سلسلے میں ابھی تک اس کی زبان سے کوئی نازیبا بات نہیں نکلی تھی مگر اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اندر ہی اندر کسی پرانے آتش فشاں کی طرح سلگ رہا تھا۔ وحشیوں نے تاریکی کا سینہ چیرنے کی خاطر اپنے ہاتھوں میں مشعلیں اٹھا رکھی تھیں جس کے بھڑکتے شعلوں کی لپٹ نے ماحول کو بے حد خوف ناک اور پراسرار بنا دیا تھا۔

کیلاش اور جیکب عرشے پر کھڑے ہجوم کو اشتعال انگیزی سے باز رکھنے کی خاطر اپنی کوششوں میں مصروف تھے، کیلاش نے اپنا بھرا ہوا پستول سیدھے ہاتھ میں نہایت مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا لیکن فادر جیکب کے ہاتھ میں صرف بائبل کی جلد تھی، اس کی نگاہیں نیلے آسمان پر مرکوز تھیں اور ہونٹ یوں متحرک تھے جیسے وہ خود کو شر سے محفوظ رکھنے کی خاطر خیر کی دعاؤں کا ورد کر رہا ہو۔

شور و غل کی آواز سن کر میں بھی بوکھلایا ہوا اپنے کیبن سے باہر آ گیا، میرا ٹامی جو اس اچانک افتاد سے جھلا کر برابر بھونکے جا رہا تھا میرے ہمراہ تھا۔ میرا پستول میرے گاؤن کی جیب میں رکھا ہوا تھا، میں جس وقت کیلاش کے قریب گیا وہ مکالا سے بلند اور سخت آواز میں مخاطب تھا۔

"تمھارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمھیں سردار سمورا کی موت کی جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے؟"

"اگر سردار زندہ ہے تو پھر تم ہمیں اس کے پاس جانے سے روک کیوں رہے ہو؟" مکالا نے اپنا نیزا ہوا میں بلند کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ "ہم خود اپنی آنکھوں سے سردار کی زندگی کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں۔"

مکالا کے ساتھ اس کے آٹھ دس دوسرے ساتھی بھی موجود تھے جو نیزے ہاتھ میں لیے ہمیں قہرآلود اور خوں خوار نظروں سے گھور رہے تھے، منا ما بدستور مکالا کے سیدھے ہاتھ پر خاموش کھڑا کسی گہری سوچ میں غرق تھا، کیلاش اور بپھرے ہوئے ہجوم کے درمیان مشکل بیس فٹ کا فاصلہ رہا ہو گا۔ ہمارے درمیان بائیں جانب عرشے پر اوروفینا دیوتا کا لکڑی کا بنا ہوا لمبے منگم مگر بہت ہیبت ناک شکل کا بت ایستادہ تھا۔

"جیکب۔" میں نے قریب پہنچ کر جیکب سے دریافت کیا۔ "کیا سمورا چل بسا؟"

"مجھے اصلیت کا علم نہیں۔" جیکب نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "شور و غل کی آواز سن کر میں بھی سیدھا عرشے کی طرف آ گیا۔"

"کیلاش کا کیا کہنا ہے؟"

"مجھے ابھی تک کچھ پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔" جیکب نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا۔ "لیکن ایک بات یقینی ہے۔ ان خوں خوار وحشیوں کو ایک بار ہم پر چڑھائی کا موقع مل گیا تو پھر وہ ہماری تکہ بوٹی کیے بغیر سکون کا سانس نہیں لیں گے۔ بہتر ہے آنے سے پیشتر میں رب عظیم سے اپنے لیے مغفرت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔ میں حقیقت معلوم کرنے کے لیے ایک قدم کیلاش کی جانب بڑھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے روک دیا پھر مکالا کو گھورتے ہوئے سخت آواز میں بولا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم سمندر اور ہواؤں کے دیوتا ہیں اور کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے۔"

"لیکن ہم اپنے مقدس سردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلی کرنا چاہتے ہیں۔" مکالا کے ایک دوسرے ساتھی نے گرجتے ہوئے کہا۔ "ہم صرف تمھاری بات پر یقین نہیں کر سکتے۔"

"میں نے وعدہ کیا تھا کہ سمورا دس بارہ روز میں مکمل صحت یاب ہو کر دوبارہ تمھارے درمیان ہوگا۔ تمھیں میری بات پر یقین کرنا چاہیے۔"

"نہیں۔ ہم سردار کو زندہ دیکھے بغیر تمھاری کسی بات پر یقین نہیں کریں گے۔" مکالا کے تیور بے حد خطرناک ہو گئے، جوش اور غصے کی حالت میں نیزا تانے وہ دو تین قدم آگے بڑھا تو کیلاش نے پستول آسمان کی سمت بلند کر کے داغ دیا۔

فائر کی آواز سن کر مکالا کے بڑھتے قدم رک گئے لیکن وہ پیچھے نہیں ہٹا، اس کی اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے انتقام کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ پھر مناما نے پہلی بار اپنی زبان سے کچھ الفاظ ادا کیے۔

"اے سمندر اور ہواؤں کے دیوتاؤں ہم تمھاری حیثیت سے انکار نہیں کرتے، تم نے ہمارے سردار سمورا کو رسولی کے عتاب سے نجات دلا کر بلاشبہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ تم ہم انسانوں سے زیادہ بلند اور طاقت ور ہو جیسا کہ ہم اپنے بزرگوں سے دیوتاؤں کی طاقت اور ان کے کرشموں کے بارے میں سنتے آئے ہیں لیکن کیا تم ہماری بے چینی دور کرنے کی خاطر ہمیں ایک نظر اپنے سردار کو دیکھنے کی اجازت نہیں دے سکتے؟"

"اگر تم ہمیں دیوتا تسلیم کر چکے ہو تو تمھیں ہماری باتوں پر بھی اعتبار کر لینا چاہیے۔" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ "اس وقت سمورا آرام کر رہا ہے اور اس کے آرام میں خلل ڈالنا اس کی زندگی کے لیے خطرناک ثابت ہوگا۔"

"اگر یہ بات ہے تو ہم اصرار نہیں کریں گے۔" مناما اچانک بڑی دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے بولا۔ "لیکن کیا یہ بھی ممکن نہیں کہ تم ساوری کو چند لمحوں کے لیے ہمارے سامنے بلا لو ہم اس سے سردار کی زندگی کی تصدیق کر کے واپس چلے جائیں گے۔"

مناما نے ایک معقول بات کہی تو کیلاش ہونٹ چبا کر رہ گیا، مکالا کے مصنوعی چہرے والے ساتھیوں نے بھی بلند آواز میں مناما کے پیش کردہ مشورے کی تائید شروع کر دی۔

مجھے پہلی بار بڑی شدت سے موقعے کی نزاکت اور حالات کی سنگینی کا احساس ہوا، کیلاش کو اصولاً مناما کی بات مان لینا چاہیے تھی لیکن اس کی خاموشی اس خدشے کو ہوا دے رہی تھی کہ سمورا واقعی دنیا سے سدھار چکا ہے لیکن ساوری؟ کیا کیلاش نے جزیرے کے لوگوں کو تاریکی میں رکھنے کی خاطر اسے بھی ٹھکانے لگا دیا؟ میرے ذہن میں ساوری سے متعلق یہ خیال اتنی سرعت سے ابھرا کہ مجھے جھرجھری آگئی، حالات اتنی جلدی ہمارے حق میں اس قدر خطرناک ہو جائیں گے ہم نے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ میں نے کیلاش کے قریب جا کر اس سے سرگوشی میں صورت حال دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت مکالا کی گرج دار آواز ابھری اور میری سرگوشی اس کی بھاری بھرکم آواز تلے ڈوب کر رہ گئی۔ وہ براہ راست کیلاش سے مخاطب تھا۔

"نہیں۔ ہم ساوری کی تصدیق پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ ہم سردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تمھیں ساوری کی باتوں پر بھی یقین نہیں آئے گا؟"

"یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ تمھیں اس سے کوئی بحث نہیں ہونا چاہیے۔"

"گویا تم اپنے پجاری کی تجویز سے بھی اتفاق نہیں کرو گے۔ کیوں؟"

"ہو سکتا ہے تم نے اپنے کالے جادو کے زور سے ساوری کے ذہن پر بھی قبضہ کر رکھا ہو اس لیے ہم اپنی آنکھوں کے سوا کسی اور چیز پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ اگر سردار زندہ ہے تو مجھے اس کے قریب جانے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔" مکالا نے نہایت عیارانہ انداز میں کہا۔ "میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے ساتھ اور کوئی نہ ہوگا ہم اپنا اطمینان کرنے کے بعد خاموشی سے واپس لوٹ جائیں گے۔"

کیلاش کا لہجہ سرد ہو گیا۔ "تم دیوتاؤں پر شبہ کر کے خود کو بدترین سزاؤں اور عذاب کا حق دار بنا رہے ہو۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مگر میں نے سوائے اوردو دیوتا کے کسی اور کے آگے جھکنا نہیں سیکھا۔" مکالا سینہ ٹھونک کر بولا۔

بات بڑھتی جا رہی تھی، میں نے تیزی سے کیلاش کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی زبان میں کہا۔

"کیا سردار سمورا کی حالت تشویش ناک ہے یا وہ؟"

اسی وقت ہمارے پیچھے اس کیبن کا دروازہ ایک دھماکے کی آواز کے ساتھ کھلا جہاں سمورا کو بغرض آرام رکھا گیا تھا اور جو شخصیت کیبن سے نمودار ہوئی وہ ساوری کے سوا کسی اور کی نہیں تھی، میں نے پلٹ کر ساوری کے چہرے پر نظر ڈالی تو میرا دل دھک سے رہ گیا، اس کا حسین چہرہ حسرت و یاس کی تصویر بنا ہوا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے اور خوب صورت آنکھوں کے پپوٹے بری طرح سوج رہے تھے مشعلوں کی کپکپاتی روشنی میں اس کا وجود اس وقت بڑا ہی پراسرار نظر آ رہا تھا۔

"ساوری" سب سے پہلے مناما نے اسے بلند آواز میں مخاطب کیا۔ "کیا سردار سمورا بقید حیات ہے؟"

جواب میں ساوری نے ایک نظر اوردو دیوتا کے بے ہنگم اور بے جان بت پر ڈالی پھر اس نے حقارت بھری نظروں سے مکالا کو گھورا اس کے بعد اس کی ویران آنکھیں کیلاش کے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔

"وہی ہوا جو میں نے کہا تھا۔" جیکب نے سینے پر انگلیوں سے صلیب کا نشان بناتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "غریب سمورا ایک دکھ سے نجات پانے کے لالچ میں تمام دکھوں سے آزاد ہو گیا۔ رب عظیم اس پر رحم کرے۔"

جیکب کی باتیں سن کر میرے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں۔

"تو چپ کیوں ہے ساوری۔ جواب دے۔" مکالا نے بڑی حقارت سے پوچھا۔ "کیا سردار زندہ ہے؟"

"نہیں۔ سمورا اب اس دنیا میں نہیں رہا۔" ساوری نے ایک لمحے کی پراسرار خاموشی کے بعد بلند آواز میں کہا پھر ہماری جانب نفرت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ "یہ تمھارے سامنے سمندر اور ہواؤں کے دیوتا کھڑے ہیں یہ سب جھوٹے مکار اور فریبی ہیں، رات کھانے کی میز پر میں نے ان کی ایک ایک بات بہت غور سے سنی ہے، ہمارے عتاب سے بچنے اور خود کو اوردو دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھنے سے بچانے کی خاطر انھوں نے فرضی دیوتاؤں کا ڈھونگ رچایا ہے۔"

ساوری کا بیان سن کر ماحول پر سکتہ طاری ہو گیا پھر اس نے سر جو کیلاش پر نظر جماتے ہوئے حقارت سے کہا۔

"یہ رہا ہمارا سب سے بڑا دشمن جس نے مقدس سمورا کو ہم سے چھین لیا۔ سردار کی موت کے بعد اس نے مجھے بھی ٹیکہ لگا کر مارنے کی کوشش کی تھی لیکن اوردو کی عظیم قوت نے مجھے بچا لیا۔"

میرے دل کی دھڑکنیں دوچند ہو گئیں میرا شبہ غلط نہیں تھا ساوری انگریزی زبان سے بخوبی واقف تھی اسی لیے ہماری تمام باتوں کو جان گئی۔ رات تک وہ ایک دوست کی حیثیت سے ہمارے درمیان موجود رہی لیکن اس وقت ہماری موت بنی سامنے کھڑی ہمیں حقارت بھری نظروں سے گھور رہی تھی میں گم صم کھڑا ساوری کے بگڑے ہوئے تیور دیکھ رہا تھا کہ کیلاش کی تیز آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ "جمال۔ بے دریغ فائرنگ کر کے ان وحشیوں کو آگے بڑھنے سے روکو۔"

میں نے چونک کر سنبھلنے کی کوشش کی لیکن جنگلی، وحشی اور غیر مہذب لوگوں کا ہجوم سمورا کی موت کی خبر سن کر بے قابو ہو چکا تھا، کیلاش کی فائرنگ سے میں نے مکالا کے ایک ساتھی کو بھیانک چیخ مار کر عرشے پر گرتے دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے متعدد مشعلیں ہوا میں تیرتی ہوئی آئیں اور کیلاش کا پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جیکب نے بلند آواز میں دعائیں شروع کر دیں، میں نے موقعے کی نزاکت محسوس کر کے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن مکالا اور اس کے ساتھی ہم پر آندھی اور طوفان بن کر اس طرح اچانک ٹوٹ پڑے کہ ہم پلک جھپکتے میں ان کے سامنے بے دست و پا ہو کر رہ گئے، کچھ لوگوں نے میرے ساتھی کو بھی نیزے مارنے کی کوشش کی لیکن مناما نے انھیں باز رکھنے کی خاطر بلند اور تیز آواز میں کہا۔

"میرے ساتھیو۔ جلد بازی اور جذبات سے کام مت لو، یہ ہمارے دشمن ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے عظیم دیوتا اوردو کے بھی دشمن ہیں، اس لیے جزیرے کے قدیم رسم و رواج کے مطابق انھیں جشن منا کر دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانا زیادہ مناسب ہوگا۔ یہی رسم ہمارے بزرگوں کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔"

مکالا کو مناما کی تجویز گراں گزری لیکن جب ہجوم کے علاوہ اس کے مصنوعی چہرے والے ساتھیوں نے بھی مناما کی تجویز کی تائید کی تو چار و ناچار مکالا کو بھی اپنی رضامندی کا اظہار کرنا پڑا۔ البتہ عرشے سے واپسی کے وقت اس نے جس انداز میں ساوری کے چہرے کی سمت دیکھا اس میں برسوں کی تشنہ اور ناکام خواہشات تڑپتی نظر آ رہی تھیں۔

اوردو کے بے ہنگم بت کو آدھے جہاز سے اتار کر کھلے میدان میں رکھ دیا گیا جس کے چاروں طرف جزیرے کے وحشی لوگ جوق در جوق جمع ہو رہے تھے، میں جیکب اور کیلاش ساتھ ساتھ تھے لیکن اس طرح کہ دو دو آدمیوں نے ہمیں پوری قوت سے جکڑ رکھا تھا اور

متعدد وحشی درندے نیزے اٹھائے برابر ہماری طرف یوں دیکھ رہے تھے کہ ہم اپنے بچاؤ کے لیے ذرا بھی ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کریں تو وہ ہمارے جسم کو بے دریغ چھلنی کر دیں۔

مناما اور اس کے چند دوسرے بوڑھے ساتھی اوردو دیوتا کے بُت کے آگے لکڑیاں جمع کر کے الاؤ روشن کرنے کا اہتمام کر رہے تھے، مکالا ہمارے سامنے ایک اونچے مقام پر اپنے مصنوعی چہرے والے ساتھیوں کے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا اور ہم حسرت بھری نظروں سے اپنے انجام کا اہتمام ہوتا دیکھ رہے تھے۔

"خدا کی قسم، اگر ہم نے دروغ گوئی سے کام نہ لیا ہوتا تو شاید اتنی اذیت ناک سزاؤں کے مستحق نہ ہوتے۔" جیکب نے کہا۔

"تمہارا انجام ہمیں کتابی سفرنامے سے ہی معلوم ہو گیا تھا جس میں یقیناً اسی جزیرے کا ذکر موجود تھا جہاں وحشی لوگ پادریوں کا گوشت بڑے اہتمام سے بھون کر اور بے حد مزا لے لے کر کھاتے ہیں۔" کیلاش نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ مجھے حیرت تھی کہ موت کے شعلے بلند ہوتے دیکھ کر بھی وہ قطعی خائف نظر نہیں آ رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ تم درست بکواس کر رہے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ سمورا کی موت کے الزام میں تمہاری شخصیت میرے مقابلے میں وحشی درندوں کے لیے زیادہ اہم ہو گی۔"

"مجھے اس وقت اپنی موت اور بھیانک انجام سے زیادہ لوکیلا کا حسین تصور تڑپا رہا ہے۔" کیلاش نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "کاش اس وقت وہ میری نگاہوں کے سامنے ہوتی تو موت میرے لیے ایک اعزاز سے کم نہ ہوتی۔ تمہارا کیا خیال ہے فادر جیکب؟"

"نیلا آسمان تمہارے اوپر رحم کی بارش کرے، میں محسوس کر رہا ہوں کہ تمہاری دماغی کیفیت رفتہ رفتہ تمہارے اعصاب سے قطع تعلق کر رہی ہے، لوکیلا کا ذکر اسی سلسلے کی ایک کڑی نظر آتا ہے۔"

"اگر موت کی اذیت میں کسی حسین محبوبہ کا ذکر اعصاب کے کھنچاؤ کے احساسات کو مفلوج کر سکتا ہے تو تم بھی صدقِ دل سے اپنی روپا کے تصور میں گم ہو کر موت کو فراموش کرنے کی کوشش شروع کر دو۔"

"میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں روپا کے منحوس تصور پر۔" جیکب نے حقارت سے جواب دیا تو میں چپ نہ رہ سکا۔

"ایک طرف ہماری موت کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف تم دونوں کو مذاق کی سوجھ رہی ہے۔ بچاؤ کا کوئی راستہ سوچو۔"

"کچھ حاصل نہ ہو گا اس لیے یہی بہتر ہے کہ ہم موت اور زندگی کے درمیان جو وقفہ باقی رہ گیا ہے اسے ہنس بول کر گزار دیں۔" کیلاش نے کہا۔

پھر مسکراتے ہوئے بولا۔ "تمہارا کیا خیال ہے جمال، کیا موت سے پیشتر یہاں کے لوگ ہم سے ہماری آخری خواہش دریافت نہیں کریں گے؟"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ لوکیلا یہاں سے ہزاروں میل دور اپیا کے جزیرے پر سیاحوں کو تاریل کا پانی پلا کر ان کا کلیجہ ٹھنڈا کر رہی ہو گی۔"

"میں ساوری کی بات کر رہا ہوں۔" کیلاش نے جیکب کو جلانے کی خاطر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر بڑے رومانٹک لہجے میں کہا۔ "اگر مرنے سے پیشتر ساوری سے میری شادی ہو جائے تو یہ میری خوش نصیبی ہو گی۔ سنا ہے جو لوگ زندگی میں پھیرے لگائے بغیر کنوارے مر جاتے ہیں انھیں سوَرگ (جنت) میں اپسرائیں چین سے نہیں رہنے دیتیں۔"

"موت کا بھیانک تصور تمہارے ذہن پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہو رہا ہے۔" جیکب نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "ساوری سے شادی نہ ہوئی تو بھی تم گھاٹے میں نہیں رہو گے، مجھے یقین ہے کہ دوسری دنیا میں لوپا کی آتما اپنی تمام تر سیاہ کاریوں کے ساتھ تمہاری راہ تک رہی ہو گی۔"

جیکب اور کیلاش دونوں ہی اپنے انجام کو فراموش کر چکے تھے لیکن میری نظریں اوردو کی بلند مورتی کے سامنے روشن الاؤ پر جمی ہوئی تھیں جس میں آگ بھڑکنا شروع ہو چکی تھی۔ الاؤ کے گرد مقامی لوگوں کی کثیر تعداد حلقہ بنائے کھڑی تھی، پھر مکالا کے اشارے پر ہماری موت (بھینٹ) کے جشن کا آغاز کیا گیا جس کی ابتدا ہی انتہائی ہول ناک اور اذیت ناک تھی۔

سب سے پیشتر چار ہٹے کٹے وحشی ایک بوڑھی عورت کو گھسیٹتے ہوئے اوردو کے مجسمے کے سامنے لائے پھر بڑی بے دردی سے اس کو بُت کے قدموں پر گرا کر جانوروں کی طرح ذبح کیا گیا اور اس کے خون سے اوردو دیوتا کو غسل دیا گیا۔ لاش کے اکڑے ہوئے باقی ماندہ وجود کا انجام بھی عبرت ناک تھا، میرا خیال تھا کہ وہ اسے دور کہیں لے جا کر ریت کے نیچے دبا دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا، ان وحشی درندوں نے لاش کو سیکڑوں حصوں میں منقسم کر کے روشن الاؤ میں جھونک دیا جس کے ساتھ شعلے بھڑک کر آسمان سے باتیں کرنے لگے، فضا میں چراند کی بُو پھیلنے لگی۔

الاؤ کے اطراف کھڑے ہوئے وحشی لوگ اس عمل کے دوران خوشی کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے پھر مکالا کے اشارے پر شیطانیت کا رقص شروع ہوا۔ جزیرے کی حسین لڑکیاں اس رقص میں شریک تھیں۔ ڈھول تاشے کی آواز کے ساتھ

رفتہ رفتہ ان کے رقص میں بھی تیزی آتی جا رہی تھی۔ جیکب اور کیلاش بھی اب خاموش ہو چکے تھے اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس بے ہودہ جشن کا منظر دیکھ رہے تھے جس کا تصور ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں کیا تھا۔ الاؤ کے بھڑکتے شعلوں کی لپیٹ ہجوم کے چہروں پر موت کے خونی رقص کا سماں پیش کر رہی تھی۔ "یسوع مسیح کی قسم یہ لوگ تو درندوں سے بھی بدتر ہیں۔" جیکب نے پہلی بار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ "ربِ عظیم نے چاہا تو یہ ایک دن پورے جزیرے سمیت سمندر کی بپھری ہوئی موجوں میں غرق ہو جائیں گے۔"

"اور ہماری لوپا ان وحشیوں کا گوشت کھا کر ہمیشہ جوان رہنے کا راز پا لے گی پھر دوسرے جسم میں اس کی آتما منتقل ہو کر جب نیا جنم لے گی تو...!"

کیلاش ابھی اپنا جملہ پورا نہیں کر پایا تھا کہ ہمیں اپنے عقب سے ٹامی کے زور زور سے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ ٹامی جسے میں موت کے تصور میں گم ہو کر یکسر فراموش کر چکا تھا غالباً ہمارے خلاف اس جشن پر احتجاج کر رہا تھا اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ وحشیوں کے چہرے جو خوشی سے تپ کر گلنار ہو رہے تھے، ٹامی کی آواز سن کر خوف زدہ نظر آنے لگے، شاید انھیں اپنے اس ساتھی کا انجام یاد آ گیا تھا جو ٹامی کے کاٹنے کے بعد پل بھر میں لوٹ پوٹ ہو کر ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

مکالا اور اس کے ساتھیوں کی توجہ بھی اسی جانب مبذول ہو گئی جدھر سے ٹامی کے بھونکنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ڈھول کی تیز آواز پر رقص کرتے جسم بھی یک لخت تھم کر رہ گئے۔ پھر اچانک میری نگاہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ جیکسن جو اپیا کے جزیرے پر ہمارا ساتھ چھوڑ چکا تھا، معاً بھیڑ کو چیرتا ہوا نمودار ہوا اور الاؤ کے قریب آ کر سینہ تان کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے سیدھے ہاتھ میں مردہ جانور کی سال خوردہ ہڈیوں کا وہی ڈھانچہ بلند کر رکھا تھا جو گابا کی موت کا باعث بنا تھا۔

جیکسن کی آمد ہمارے لیے کسی پراسرار ناول یا کہانی کے ناقابلِ یقین باب سے کم نہ تھی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ جیکسن کے آتے ہی اوردو فینا کے باسیوں کے چہرے زرد پڑ گئے تھے وہ خوف زدہ نگاہوں سے جیکسن کے ہاتھ میں بلند ہڈیوں کے ڈھانچے کو پھٹی پھٹی نظروں سے گھور رہے تھے، ٹامی کے بھونکنے کی آواز بھی بند ہو گئی تھی۔

"یہ۔ یہ تو جیکسن ہے۔" جیکب نے حیرت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "یہ اچانک یہاں کیسے آ گیا؟"

"ہو سکتا ہے کہ مقامی وحشی، پادریوں کے جسم کا روسٹ بنانے میں مہارت نہ رکھتے ہوں اس لیے جیکسن کو تمہیں بھون کر ایک عمدہ اور لذیذ ڈش کی شکل دینے کے لیے طلب کیا گیا ہو۔"

"تم۔ تم بھی اوردو فینا کے وحشی درندوں سے کم نہیں۔" جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے نفرت سے جواب دیا۔ "مرجری نے تمہارے لطیف احساسات کو یکسر زنگ آلود کر دیا ہے، سامنے ہماری موت کا جشن برپا کیا جا رہا ہے اور تمہیں اس وقت دل لگی سوجھ رہی ہے۔"

"میں الاؤ کے گرد تھرکتے حسین جسموں کا کیبرے دیکھنے میں محو تھا اس لیے موت کی طرف توجہ نہیں دے سکا۔" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔

جیکب جل بھن کر کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن جیکسن کی بلند ہونے والی آواز سن کر وہ بھی اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔ ہڈیوں کے ڈھانچے کو بدستور سر سے بلند کیے وہ اونچی اور تیز آواز میں ہجوم سے مخاطب تھا۔

"اوردو فینا کے وحشی درندو، اوردو دیوتا کے عظیم پجاریو! کیا تم سرداری حاصل کرنے کے جھگڑے میں اتنے اندھے ہو گئے ہو کہ تمھیں انسان اور دیوتا کی پہچان بھی نہیں رہی ہے۔"

"ہم اوردو دیوتا کے پجاری ہیں۔ کسی اور کو اپنے دیوتا سے بلند نہیں مان سکتے۔" مکالا نے جیکسن کے ہاتھ میں دبے ڈھانچے کو عقیدت مندی سے گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "ہم جنھیں سزا دے رہے ہیں وہ دیوتا نہیں ہیں، ساوری نے ہمیں بتایا ہے کہ ان تینوں نے خود کو ہمارے دیوتا کے عتاب سے محفوظ کرنے کے لیے دیوتاؤں کا ڈھونگ رچا رکھا تھا لیکن سمورا کی موت نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا۔"

"اور اب سمورا کے بعد تم اوردو فینا کے نئے سردار ہو گے۔ کیوں مکالا کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں۔ اس کا فیصلہ سردار سمورا اور ہمارے ساتھی پہلے ہی کر چکے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔" جیکسن نے ہاتھوں میں بلند ہڈیوں کے بے جان ڈھانچے کی طرف دیکھتے ہوئے چبھتے انداز میں کہا۔ "سمورا کا یہی فیصلہ تھا کہ اس کی موت کے بعد اوردو فینا کی باگ ڈور تمہارے ہاتھوں میں ہو لیکن۔ بوگا کا کیا بنے گا؟"

"بوگا۔" میں چونک اٹھا، بوگا کے سلسلے میں کوئی حتمی جواب دینے سے ساوری نے بھی دیدہ و دانستہ گریز کیا تھا اور بوگا ہی کا نام سن کر مکالا کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں پھر وہ سنبھل کر بولا۔

"پہلے ہم اپنے دشمنوں سے نمٹ لیں اس بات کا

فیصلہ بعد میں ہوگا۔"

"تم سمندروں اور ہواؤں کے دیوتاؤں کو دشمن کہہ رہے ہو۔" جیکسن کا لہجہ بدستور بے حد پراسرار اور بھیانک تھا۔ "اپنے انجام سے ڈرو ورنہ ہنگارو (HANGAROO) کی روح تم کو برباد کردے گی۔"

مکالا ایک ثانیے کو چپ ہوگیا' پھر اس نے ایک نظر ساوری اور کیلاش پر ڈالتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔

"میں عظیم ہنگارو کی پراسرار روح کے آگے سر جھکاتا ہوں لیکن اپنے سردار کے قاتلوں کو دیوتا نہیں مان سکتا۔"

"تم پچھتاؤ گے مکالا۔ سوچ لو۔"

"عظیم اورو کے نام پر بھڑکنے والے یہ شعلے دودھ کو دودھ اور پانی کا پانی کردینے کی طاقت رکھتے ہیں۔" مکالا نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ "اگر یہ دیوتا ثابت ہوئے تو آگ ان پر اثر نہیں کرے گی۔"

"ٹھیک ہے۔" جیکسن تھوڑے توقف سے بولا۔ "تم باری باری ان تینوں کو آگ میں پھینک کر اپنی تسلی کرلو لیکن اتنا یاد رکھنا کہ اگر میرے بیان کے مطابق یہ دیوتا ثابت ہوئے تو پھر تمہیں اورو دیوتا کے قدموں کو چوم کر اسی آگ میں چھلانگ لگانا پڑے گی۔"

ہجوم سکتے کی کیفیتوں سے دوچار گم صم کھڑا مکالا اور جیکسن کی گفتگو سن رہا تھا۔ الاؤ کے شعلے ہجوم کے چہروں پر موت کے بھیانک سایوں کی طرح لپک رہے تھے۔ جیکسن کی بات سن کر مکالا کسی گہری سوچ میں غرق ہوگیا۔ اس نے کینہ توز اور حقارت بھری نظروں سے ساوری کی طرف دیکھا' کچھ دیر پلکیں جھپکائے بغیر اسے قہر آلود نظروں سے گھورتا رہا پھر اپنے ساتھیوں کے ہجوم سے نکل کر اورو کے بت کے قریب آکر بولا۔

"مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔"

"میں تمہیں ایک موقع اور دیتا ہوں مکالا پھر سوچ لو۔ تیر کمان سے نکل گیا تو واپس نہیں آسکے گا۔"

"مکالا نے اپنے انجام کی پروا کبھی نہیں کی۔" مکالا نے اس بار غصے سے چھاتی پیٹ کر کہا۔ "ہنگارو کی روح تمہارے قبضے میں ہے تو اس نے تمہیں ہمارے اور لوگا کے بارے میں بہت کچھ بتا رکھا ہوگا۔ موت اور زندگی کا کھیل کھیلنا ہمارا دستور ہے اور مکالا اس دستور کو اپنی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رکھنا بھی جانتا ہے۔"

پھر مکالا نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی انتہائی غضب ناک انداز میں کیلاش کی جانب ہاتھ بلند کردیا۔ مکالا کا اشارہ پاتے ہی وحشیوں نے کیلاش کو اپنے شکنجے میں جکڑ کر بھڑکتے شعلوں کی طرف دھکیلنا شروع کردیا۔ میں نے بوکھلا کر جیکسن کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ میں چپ نہ رہ سکا۔ سمندری سفر کے دوران میں جیکسن کے ہاتھوں بے شمار کرشمے رونما ہوتے دیکھ چکا تھا۔ مجھے اس بات کا بھی علم تھا کہ جیکسن روحوں کو بلانے کے علاوہ عمل تنویم میں بھی مہارت رکھتا ہے' ہوسکتا تھا کہ اس نے عین وقت پر بازی پلٹ دینے کے بارے میں اپنے ذہن میں کوئی منصوبہ بنا رکھا ہو لیکن میں کیلاش کو اس بھڑکتی آگ کے حوالے ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا چنانچہ جب وہ اسے زبردستی کھینچتے ہوئے شعلوں کے قریب پہنچے تو میں بے اختیار چیخ اٹھا۔

"نہیں۔ ایسا مت کرو' میں تمہیں عظیم دیوتاؤں کا واسطہ دیتا ہوں میرے دوست کو چھوڑ دو۔"

میں چیخ چیخ کر ان سے فریاد کر رہا تھا لیکن جیسے وہ میری چیخ و پکار نہیں سن رہے تھے یا پھر جان بوجھ کر بہرے بنے ہوئے تھے' میں پوری قوت لگا کر خود کو وحشیوں کے چنگل سے چھڑانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا لیکن وہ جیسے انسان نہیں تھے آہنی شکنجے تھے جنھوں نے مجھے اپنی گرفت میں جکڑ رکھا تھا' میں نے جیکب کی سمت دیکھا' وہ خوف سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا اس کے ہونٹ متحرک تھے' شاید وہ کیلاش کی نجات کے لیے کسی دعا کا ورد کر رہا تھا۔ میں نے پلٹ کر تیزی سے جیکسن کی طرف نگاہ ڈالی وہ بدستور اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔ جیکسن کا وہ اطمینان مجھے اس وقت بہت گراں گزرا۔ میں نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ کیلاش کی جانب توجہ مبذول کی تو میرا نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا اوپر رہ گیا۔

چار ہٹے کٹے وحشیوں نے کیلاش کو ہاتھ پیروں سے یوں تھام رکھا تھا کہ اس کا جسم ہوا میں جھول گیا تھا' وہ اسے جھکولے دے کر شعلوں کی طرف اچھالنا چاہتے تھے کہ میں نے ہذیانی انداز میں ایک دل دوز چیخ ماری اور پھر۔

میری آنکھ کھل گئی۔ میں اپنے کیبن میں اپنے بستر پر موجود تھا۔ میرا عزیز کتا ٹامی میرے قریب کھڑا حیرت سے میرا منہ تک رہا تھا۔ جو کچھ میں دیکھ رہا تھا وہ ایک بھیانک خواب تھا جس نے مجھے سر تا پا پسینے میں شرابور کردیا تھا۔ میں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا لیکن دوسرے ہی لمحے میری نظر کیبن کے دروازے کی جانب اٹھی تو میں ایک بار پھر بے اختیار چونک اٹھا۔ دروازے کے بیچوں بیچ ساوری کھڑی مجھے سپاٹ

[...]وں سے گھور رہی تھی۔

ہر چند کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض ایک خواب تھا۔ میر[...]انی واہموں کی ایک بھیانک اور ہول ناک صورت جو میرے [...]کے پردوں پر متحرک شکل میں نمودار ہوکر اوجھل ہوگئی لیکن میرا [...]خواب کی اذیت ناک اور وحشت ناک کیفیتوں کے زیر اثر [...]ور پوری شدت سے دھڑک رہا تھا۔

میں اپنے کیبن میں اپنی بستر پر زندہ و سالم موجود تھا۔ [...]بھی میرے قریب تھا اور شور و غل اور آہ و بکا کی وہ دل [...]ی آوازیں جو چند لمحے پیشتر میرے اعصاب کو مسخ کررہی تھیں [...]ہوش میں آتے ہی حرف غلط کی طرح ناپید ہوچکی تھیں' [...]ایک گہرا سکوت طاری تھا۔ میرے کیبن کا مدھم روشنی [...]بلب بھی اس پرہول سناٹے میں اونگھتا نظر آرہا تھا لیکن [...]میں نظر آنے والے خونچکاں مناظر نے مجھے پسینے میں شرابور [...]یا تھا۔

خواب کی کیفیت سے نجات پاکر حقیقت کے عالم میں [...]کے بعد میرے ذہن کو جو شدید جھٹکا لگا' میں ابھی اس سے [...] طرح خود کو مطمئن بھی نہ کرپایا تھا کہ ساوری کو دروازوں کے [...]بیچ کھڑا دیکھ کر بے اختیار چونک اٹھا۔ میں نے فوری طور [...]ے ذہن کو کریدا جہاں تک خیال پڑتا تھا میں نے سونے سے [...]کیبن کے دروازے کو اندر سے بولٹ کرلیا تھا لیکن ساوری کی [...]ی خواب نہیں بلکہ ایک حقیقت تھی' میں نے جلدی سے اپنی [...]ل کر اس بات کی تصدیق بھی کرلی کہ میرے کیبن کے دروازے [...]ی کی موجودگی خواب نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔

میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی قدرے رخ بدل کر [...]ساوری کی نظروں میں جھانکا جیسے وہاں اتنی رات گئے [...]موجودگی کا سبب دریافت کر رہا ہوں اس نے کوئی جواب [...]یا' بدستور خاموش کھڑی سپاٹ نظروں سے گھورتی رہی' [...]ے گھورنے کے انداز میں کسی نفرت یا حقارت کا اظہار [...]تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنے کی خواہش مند [...]ل کی بات زبان تک لانے سے پیشتر مجھے تک رہی ہو' نگاہوں [...]ل رہی ہو۔ چند ثانیے ہم دونوں نے ایک دوسرے کو ٹٹولتی [...]ے دیکھا پھر میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں پر بتدریج [...]تے ہوئے دریافت کیا۔

[...] کچھ کہنا چاہتی ہو؟"

جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا۔ ٹکٹکی باندھے میری سمت [...]ی۔ مجھے اس کی خاموشی سے وحشت ہونے لگی۔ میں میری [...]ی زبان سے واقف نہیں تھا شاید اس لیے وہ میرا سوال نہیں سمجھ سکی تھی۔ میں نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں اپنا مافی الضمیر ادا کرنا چاہا لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوسکی۔ زبان کا مسئلہ میرے اور اس کے درمیان اجنبیت کی دیوار بن کر حائل ہو رہا تھا بہرحال ایک بات مجھ پر پوری طرح واضح ہوچکی تھی کہ وہ میرے کیبن میں بلا مقصد نہیں آئی تھی' مجھ سے کوئی اہم بات کرنے کی خواہش مند تھی بصورت دیگر وہ دشمن کی حیثیت سے کسی خطرناک ارادے سے آئی ہوتی تو اب تک میرا کام تمام ہوچکا ہوتا۔

مجھے اپنی حماقت کا احساس بھی ہو رہا تھا' وحشیوں کے جزیرے میں مجھے دروازہ کھلا چھوڑ کر نہیں سونا چاہیے تھا اور سا چانک میرے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا۔ نہ جانے وہ کیبن کے دروازے پر کب سے کھڑی ہو؟ ہوسکتا ہے اس نے سوتے میں میرے چیخنے چلانے کی آواز سنی ہو اور پرسش احوال کے لیے چلی آئی ہو؟ لیکن اگر میرے شور و غل سے اس کی آنکھ کھل سکتی تھی تو پھر جیکب اور کیلاش کو بھی اس کے ساتھ ہی موجود ہونا چاہیے تھا؟

کیبن میں طاری طویل خاموشی میرے اعصاب پر اثر انداز ہونے لگی تو میں آہستہ سے بستر سے اتر کر نیچے آگیا پھر میں نے اپنا داہنا ہاتھ تیزی سے ڈریسنگ گاؤن کی جیب میں ڈالا۔ سکون کی ایک لہر میرے جسم میں دوڑ گئی' میرا آتشی پستول جسے میں عام طور پر سوتے وقت تکیے کے نیچے رکھتا تھا میری جیب میں موجود تھا۔ شاید رات میری آنکھ اچانک لگ گئی تھی جس کی وجہ سے نہ تو میں کیبن کا دروازہ بند کرسکا نہ مجھے پستول گاؤن سے نکال کر تکیے کے نیچے رکھنے کا خیال رہا۔ میں نے ایک نظر اپنے عزیز ٹامی پر ڈالی پھر دوبارہ ساوری کی جانب دیکھا جو مجھ سے چند قدموں کے فاصلے پر کسی بت کی مانند ایستادہ خاموش نظر آرہی تھی معاً مجھے تاریکی میں روشنی کی ایک کرن نظر آئی' جہاں زبان ساتھ نہ دے وہاں اشارے ترجمان بن جاتے ہیں چنانچہ میں نے اشاروں کی زبان میں اسے مخاطب کیا۔

"اس وقت تمہارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے' سب خیریت تو ہے؟"

اس بار مجھے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی۔ ساوری نے جواب میں گردن گھما کر پیچھے کی جانب دیکھا جس کے دو ہی مفہوم ہوسکتے تھے۔ یا تو وہ مجھے باور کرانا چاہتی تھی کہ سمورا کی حالت ٹھیک نہیں اور مجھے اس کی مدد کرنا چاہیے۔ یا پھر یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہاں کہیں قریب ہمارے سوا کوئی تیسری شخصیت تو موجود نہیں۔ اگر میرا پہلا اندازہ درست تھا تو اس کو میرے پاس آنے کے بجائے ڈاکٹر کیلاش کے پاس جانا چاہیے تھا

جس نے سمورا کو سولی سے نجات دلائی تھی، دوسری صورت میں اس کی شخصیت میرے لیے ایک معمہ ثابت ہوئی۔ جب اسے علم تھا کہ میں مقامی زبان سے نا آشنا ہوں تو پھر وہ تنہائی میں مجھ سے کیا کہنے کی خواہش مند تھی ؟

دفعتاً مجھے ایک امکانی خطرے کا احساس ہوا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ساوری کے دوسرے ساتھی ہمارے نصف جہاز پر موجود ہوں اور باری باری کیلاش اور جیکب کو ٹھکانے لگانے کے بعد اب میری سمت آنے والے ہوں؟ منا ماما نے کھلے الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ جب بھی اجنبی لوگوں نے جزیرے پر قدم رکھے وہ تباہی اور بربادی سے ضرور دوچار ہوتے رہے۔ اسی لیے انھوں نے جزیرے میں قدم رکھنے والے ہر اجنبی کو دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دینے کی رسم ڈالی تھی، ہمارے سلسلے میں انھیں اس لیے مایوسی ہوئی کہ ہمارے پاس آتشی اسلحہ تھا جو ان کے لیے عجوبہ ثابت ہوا۔ خوف زدہ ہو کر وقتی طور پر انھوں نے ہماری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھا لیا پھر جب سردار سمورا کو سولی کے عذاب سے بھی نجات حاصل ہو گئی تو جزیرے کے بزرگ لوگوں کے باہمی مشورے سے ان وحشی درندوں نے ہم سے رات کی تاریکی میں چھٹکارا پانے کی ٹھان لی ہو اور شاید ساوری اسی لیے میرے کیبن کے دروازے پر جمی کھڑی تھی کہ کہیں میں خطرے کی بو پا کر رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی دسترس سے دور نہ نکل جاؤں۔

مجھے وطن سے دور ایک گمنام جزیرے میں وحشیوں کے ہاتھوں کرب ناک موت سے دوچار ہونے کے تصور ہی سے جھرجھری آ گئی۔ میں نے جیب میں پڑے ہوئے پستول پر اپنی گرفت اور مضبوط کر لی، مرنے سے پہلے پستول کی میگزین میں موجود آٹھ گولیاں میرے آٹھ عدد دشمنوں کو خون میں لت پت کرنے کے لیے کافی تھیں۔

مجھے خود اپنی سادگی پر غصہ آنے لگا۔ میں ساوری کے چہرے کی معصومیت میں گم ہو کر بہت سارے قیمتی لمحات ضائع کر چکا تھا لیکن خطرے کا احساس ہو جانے کے بعد ایک ایک لمحہ بہت قیمتی تھا چنانچہ میں تیزی سے دروازے کی جانب بڑھا تب دوسرے ہی لمحے ساوری نے ہاتھ کے اشارے سے مجھے رکنے کی ہدایت کی پھر دبی زبان میں نہایت روانی سے انگریزی زبان میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولی: "مجھے تم سے بہت اہم اور ضروری باتیں کرنا ہیں۔"

میرے بڑھتے ہوئے قدم یک لخت رک گئے، ساوری کو انگریزی بولتا سن کر میرے دل کی دھڑکنیں ایک بار پھر تیز ہو گئیں، رات کھانے کی میز پر اس کے بارے میں میرے ذہن میں جو خدشہ ابھرا تھا وہ غلط نہیں تھا۔

"تم۔ کیا چاہتی ہو؟" میں نے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "آہستہ بولو۔ سردار کو اگر شبہ ہو گیا کہ میں تنہائی میں تم سے ملی ہوں تو وہ میرا دشمن بن جائے گا۔" اس نے سرگوشی کی پھر قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا وہ تیزی سے اندر آئی اور پلٹ کر کیبن کے دروازے کو آہستہ سے بولٹ کر دیا۔

خلافِ توقع نامی نے اس وقت بھونکنے کی کوشش نہیں کی، شاید اس کی چھٹی حس نے بھانپ لیا تھا کہ ساوری اس وقت میرے کیبن میں کسی خطرناک ارادے سے نہیں آئی تھی۔

"سمورا کی حالت اب کیسی ہے؟" میں نے ساوری کے چہرے کے تاثرات کو بغور پڑھتے ہوئے آہستہ سے پوچھا۔ فوری طور پر میں نے اس سے یہ دریافت کرنے کی عجلت نہیں کی کہ اس کی اصلیت کیا ہے اور اس نے انگریزی زبان کس طرح اور کہاں سے سیکھی، کسی جلد بازی کا مظاہرہ کر کے میں اس پر اپنی بوکھلاہٹ کا اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"پہلے سے بہتر ہے۔" اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "درد کی شدت کو کم کرنے والی گولی کے ساتھ میں اسے نیند کی گولی بھی دے آئی ہوں مبادا کہ اس کی آنکھ دوبارہ کھل جائے۔"

"تم خاصی ذہین اور دور اندیش معلوم ہوتی ہو لیکن....!"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ سرجن کیلاش نے سردار کا جو آپریشن کیا ہے وہ کامیاب ثابت ہوگا؟" ساوری نے میری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے، رہا کیلاش کا معاملہ تو میں ہمیشہ سے اس کی صلاحیتوں کا معترف ہوں۔" میں نے پورے وثوق سے کہا۔ "کیلاش ایک بے حد کامیاب اور تجربہ کار سرجن ہے۔"

"اگر سردار کا آپریشن کامیاب رہا تو جزیرے کے لوگ اس کی صحت کا شاندار جشن منائیں گے۔" ساوری نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا تو میں چونک اٹھا۔

"کیا تمھیں سردار سمورا کی زندگی عزیز نہیں ؟"

"وہ مجھے اپنے باپ ہی کی طرح عزیز ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔ "اگر اس شریف آدمی نے مجھے بیٹی نہ بنایا ہوتا تو میں خود اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو چکی ہوتی۔"

"حیرت ہے۔" میں زہرخند سے بولا۔ "تم ان وحشیوں کی تعریف کر رہی ہو جو تہذیب کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں۔"

"میں نے صرف سردار کے بارے میں اپنی رائے کا

[اظہار] کیا ہے ورنہ اسی قبیلے میں مکالا جیسے مکار اور عیار درندے بھی موجود ہیں۔" ساوری نے نہایت حقارت سے جواب دیا پھر [ٹھہر] ٹھہر کر توقف سے بولی: "تم لوگ خوش نصیب ہو جو ابھی تک [ز]ندہ ہو۔"

"شاید اس لیے کہ ہم نے خود کو سمندر اور ہواؤں کا دیوتا [ظ]اہر کر کے انھیں خوف زدہ کر دیا ہے۔"

"تم کسی حد تک ٹھیک سمجھ رہے ہو لیکن ذرا سمورا کو ٹھیک [ہ]و جانے دو اسے جامِ صحت نوش کر لینے دو۔ پھر تمھیں اندازہ ہو [ج]ائے گا کہ اس جزیرے پر بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو دولت اور [اقت]دار کی خاطر دیوتاؤں کو اپنی ہوس کی بھینٹ چڑھا ڈالنے سے [در]یغ نہیں کرتے۔"

"اوہ۔" میں نے ساوری کی بات کے مفہوم کو بھانپتے ہوئے [سن]جیدگی سے کہا۔ "گویا تم مجھے یہ باور کرانا چاہتی ہو کہ جس طرح [ہ]م نے وحشیوں سے دروغ گوئی کے سہارے اپنی زندگیاں محفوظ [کی] ہیں اسی طور قبیلے کے کچھ سربرآوردہ لوگ بھی ہمارے ساتھ [فر]یب کاری میں مصروف ہیں۔ انھیں غالباً سمورا کی زندگی [کی] خاطر ہمارے ساتھ سمجھوتا کرنا پڑا ہے۔"

"اور مکالا کا نام ان ہول ناک درندوں میں سرفہرست ہے۔" [س]اوری حقارت سے بولی۔ "وہ اور دفینا کے اقتدار کے ساتھ ساتھ [ا]س پر بھی دانت جمائے ہوئے ہے۔ عجب نہیں کہ وہ اس وقت [بھی] اپنے دس بارہ ساتھیوں کے ساتھ سر جوڑے بیٹھا سمورا [کی م]وت کے بعد اپنی کامیابی کے جشن کا خواب دیکھ رہا ہو۔ [اگر م]نا ماما نے مذہب کے نام پر تمھیں دیوتا کے قدموں پر بھینٹ [چڑھ]انے کا فوری مشورہ نہ دیا ہوتا تو وہ تمھیں اور تمھارے [سات]ھیوں کو اب تک موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا۔"

"کیا سمورا اور منا ماما کو اس بات کا علم نہیں کہ مکالا ان کے [درم]یان آستین کا سانپ ہے؟"

"معلوم ہے لیکن قبیلے کے سربرآوردہ لوگوں کے درمیان [ایک] راز ایسا مشترک ہے جس کی وجہ سے وہ مکالا کے خلاف برملا [اس] کا رسوائی نہیں کر سکتے۔" ساوری کے لہجے میں کرب کی [آمیز]ش تھی جسے محسوس کر کے میرے ذہن کے دریچے کھلنے لگے۔ [م]جھے خواب کی باتیں یاد آ گئیں۔ جیکسن نے بھی مکالا کو سمورا [کے] بعد سردار بننے کا حوالہ دیا تھا لیکن لوگا کے نام پر مکالا چونک [اٹھ]ا تھا۔ جیکسن کی باتوں سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ لوگا جو [کئی] سال قبل اور دفینا کے قبیلے کا سردار تھا مرا نہیں بلکہ زندہ [ہے]۔ وہ باتیں خواب کی تھیں لیکن چونکہ جیکسن جیسے پراسرار [شخص] کے زبان سے ادا ہوئی تھیں اس لیے بلا مقصد نہیں ہو سکتی تھیں۔ کھانے کی میز پر خود ساوری نے بھی لوگا کے سلسلے میں کوئی جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

میں چند لمحے گہری نگاہوں سے اس کے چہرے پر اچانک ابھرنے والی نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات کو دیکھتا رہا پھر تاریکی میں ہوا کے دوش پر ایک تیر چھوڑتے ہوئے بڑے معنی خیز لہجے میں بولا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تمھارا سابقہ سردار لوگا ابھی تک مرا نہیں بلکہ زندہ ہے۔"

"تم۔ تم اس بات کو اس قدر وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟" اس بار ساوری کے چونکنے کی باری تھی۔

"سمورا کے برسرِ اقتدار آنے سے پہلے مکالا اور وہ ایک دوسرے کے ساتھی اور گہرے دوست ہوں گے۔" میں نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ "سمورا کو قبیلے کی سرداری سے غرض تھی اور مکالا کو یار کی یاری سے، دونوں ہم پیالہ اور ہم نوالہ تھے لیکن لوگا کو درمیان سے غائب کر دینے کے بعد وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور یہ دشمنی آہستہ آہستہ زور پکڑتی گئی اور اب مکالا کسی ایسے موقعے کی تلاش میں ہے جو نہ صرف اسے سردار کی گدی فراہم کر دے بلکہ تمھارے خوب صورت وجود کو بھی بلا شرکتِ غیرے اس کی ملکیت بنا دے۔"

"تمھیں یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں؟"

"گویا میرا خیال درست ہے کہ لوگا ابھی تک زندہ ہے اور مکالا اور سمورا دونوں اس راز سے واقف ہیں؟"

"ہاں۔ تمھارا خیال ٹھیک ہے۔"

"اور میرا یہ اندازہ بھی اپنی جگہ یقیناً درست ہوگا کہ مکالا کو اقتدار سے زیادہ تم عزیز ہو۔ شاید اسی لیے وہ سمورا کو اس طرح راستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔" میں نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "ایک بات بظاہر مکالا کے حق میں جاتی ہے۔ برا نہ ماننا، اگر اس نے محض تمھاری خاطر سرداری سمورا کو سونپ دی تھی تو سمورا کو بھی تمھارے سلسلے میں اپنا برتاؤ کم از کم مکالا کے ساتھ نرم رکھنا چاہیے تھا۔"

"سردار مرجانا گوارا کر لے گا لیکن مجھے مکالا کے ہاتھوں کسی قیمت پر برباد نہیں ہونے دے گا۔"

"مکالا کو یقیناً یہ راز معلوم ہوگا کہ لوگا کو کہاں روپوش کیا گیا ہے، وہ اس راز کی قیمت کے سلسلے میں سمورا کے سامنے تمھاری بولی کیوں نہیں لگا دیتا؟"

"وہ.... ایسا نہیں کر سکتا۔" ساوری حقارت سے بولی۔ "لوگا کی زندگی کا راز اگر قبیلے والوں کو معلوم ہو گیا تو وہ سردار

سمورا کے ساتھ ساتھ مکالا کی بھی تکہ بوٹی کر ڈالیں گے۔"
"کیا تم واقف ہو کہ بوگا کہاں قید ہے؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔
"ہاں۔ سمورا نے مجھے اپنا ہم راز بنا لیا ہے، صرف اس لیے کہ اگر وہ اس دنیا میں باقی نہ رہے تو میں مکالا کے ناپاک اور گندے ہاتھوں کو اپنی طرف بڑھنے سے روک سکوں۔"
"ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو لیکن میرا خیال اس کے برعکس ہے۔" میں نے معاملے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے ایک امکانی شبہے کا اظہار کیا۔ "سمورا کی موت کے بعد مکالا جیسا عیار اور مکار شخص فوری طور پر تمہاری جانب رجوع نہیں ہو گا، ایسا کرنے سے بیشتر وہ سب سے پہلے بوگا کو یا تو ہمیشہ کے لیے ٹھکانے لگا دے گا یا موجودہ قید خانے سے کسی اور جگہ منتقل کر دے گا۔"
"نہیں۔ مکالا بوگا کو قتل نہیں کر سکتا۔" وہ تیزی سے بولی۔ "اور وینا کے وحشی درندے غیر مہذب ہونے کے باوجود کچھ عقیدے رکھتے ہیں، جانتے ہیں کہ کسی سردار کا قتل ان پر تباہی اور بربادی بھی لا سکتا ہے اسی لیے بوگا کو قتل نہیں کیا گیا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مکالا سردار کی موت کے بعد بوگا کو کسی اور محفوظ مقام پر منتقل کر دے۔"
"کیا بوگا کی زندگی کا راز مکالا اور سمورا کے سوا کسی اور کو نہیں معلوم۔ میرا مطلب ہے کہ اگر قبیلے والوں کو ان کی سازش کا علم ہو جائے تو ان کا ردِ عمل کیا ہو گا؟"
"انتقام کی آگ انہیں اندھا کر دے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بوگا کو برآمد کرنے سے پیشتر ہی مکالا اور سمورا دونوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بنا ڈالیں۔"
"تم نے مجھے اس سلسلے میں اپنا رازدار کیوں بنا لیا؟" میں نے تھوڑے توقف سے پوچھا۔
"محض اس لیے کہ تم اپنے دونوں ساتھیوں کو اس بات سے باز رکھو کہ وہ میری شخصیت میں کسی دل چسپی کا اظہار کرنے کی حماقت سے گریز کریں ورنہ مکالا کو اگر شبہ ہو گیا تو قہر ہم کر ان پر ٹوٹ پڑے گا۔"
"تم کیلاش اور جیکب کو غلط سمجھ رہی ہو، وہ دونوں۔"
"میں اپنی نہیں مکالا کی بات کر رہی ہوں جو چیتے سے زیادہ خوں خوار اور لومڑی سے بھی زیادہ چالاک اور عیار طبیعت کا مالک ہے، قبیلے کے بیشتر لوگ اس سے خوف زدہ رہتے ہیں۔" ساوری نے سپاٹ مگر سنجیدہ انداز میں جواب دیا۔ "یہ اور بات ہے کہ وہ تم لوگوں کے چھلنے میں آ گیا لیکن ایک لمحے کے لیے بھی تمہاری طرف سے غافل نہیں ہو گا۔ اس کی دلی خواہش ہو گی کہ سمورا کا آپریشن کامیاب ہوتا کہ وہ ایک تیر سے دو شکار کرتے۔ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔"
"ہاں۔ سمورا کی موت کے بعد ہمارے دیوتا ہونے کا بھرم ٹوٹ جائے گا۔"
"میں اب چلتی ہوں۔ سردار کے ہوش میں آنے سے پیشتر مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے۔" اس نے جلدی سے کہا۔ "میں تمہیں صرف اتنا بتانے آئی تھی کہ تم لوگوں کا رویہ بے حد محتاط ہونا چاہیے اور میرے سلسلے میں کھل کر اپنی دل چسپی کا اظہار کبھی نہ کرنا۔"
"تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" میں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تیزی سے سوال کیا۔ "تمہاری اصلیت کیا ہے اور تم انگریزی اتنی روانی سے کس طرح بول لیتی ہو۔ کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہارا تعلق بھی ہماری ہی طرح ...؟"
"ہاں۔" ساوری نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "میں تمہارے اندازے کی تردید نہیں کروں گی لیکن یہ ایک طویل کہانی ہے۔ زندگی رہی تو پھر کسی وقت تفصیل سے بتاؤں گی۔ اور ہاں۔ اس بات کا سختی سے خیال رہے کہ میری اور تمہاری ملاقات کا علم کسی تیسری شخصیت کو نہیں ہونا چاہیے، تمہارے ساتھیوں کو بھی نہیں ورنہ کھیل کی بساط الٹ جائے گی۔"
"میں خیال رکھوں گا لیکن کیا تم مجھے یہ بتانا پسند نہیں کرو گی کہ بوگا کہاں قید ہے؟" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر اپنے سوال کی وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب ہے کہ خدانخواستہ اگر اچانک سمورا اور تمہارے خلاف حالات کا رخ تبدیل ہو جائے تو میں تمہارے کسی کام آ سکوں۔"
"میں کم و بیش چودہ سال سے انھی درندوں کے درمیان پرورش پا رہی ہوں اس لیے یہ بھی جانتی ہوں کہ مجھے اپنے بچاؤ کی خاطر کس وقت اور کیا اقدام کرنا ضروری ہے۔ بوگا کو کہاں رکھا گیا ہے؟ فی الحال میں اس سلسلے میں اپنی زبان نہیں کھول سکتی۔"
"بھوری پہاڑی کا کیا راز ہے؟" میں نے اندھیرے میں ایک اور تیر چھوڑا۔ "یقیناً کوئی بہت ہی اہم وجہ ہو گی جو سردار سمورا نے ہمیں کسی صورت میں بھی اس کی سمت نہ کرنے کی سختی سے تاکید کی ہے۔"
"میرا بھی یہی مشورہ ہے کبھی بھول کر بھوری پہاڑی کی سمت جانے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ وہ دن تم تینوں کی زندگی کا سب سے زیادہ تباہ کن دن ہو گا اور تمہاری بربادیوں کے باب میں ایک عبرت ناک اضافہ ہو گا۔ اس وقت میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بتا سکوں گی۔"

"صرف ایک سوال اور۔" میں نے ساوری کو دروازے کی سمت پلٹتا دیکھ کر ٹھوس آواز میں کہا۔ "کیا تم مجھے ہنگارو اور اس کی مقدس روح کے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گی؟"
ساوری کے بڑھتے ہوئے قدم یک لخت رک گئے۔ وہ تیزی سے پلٹ کر مجھے حیرت سے گھورنے لگی، چند ثانیے میرے چہرے پر طاری تاثرات کو پڑھنے کی کوشش میں مصروف رہی پھر بولی۔ "تم۔ تم نے یہ نام کہاں سنا ہے؟"
"میں اپنے سوال کا جواب چاہتا ہوں۔" میں نے دیدہ دانستہ اپنے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ اور معنی خیز تبسم بکھرتے ہوئے کہا۔
"ہنگارو کے بارے میں مجھے کچھ زیادہ نہیں معلوم البتہ ایک بار سردار نے اتنا ضرور بتایا تھا کہ اس نام کا جانور جس کی نسل اب تقریباً ناپید ہو چکی ہے کسی زمانے میں افریقہ کے خطرناک گھنے اور ناقابلِ عبور جنگلات میں پایا جاتا تھا۔ سمورا کے بیان کے مطابق جب کوئی شخص چالیس روز تک اس خوں خوار جانور کو بھوکا پیاسا اپنی قید میں رکھنے کے بعد اس کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ہنگارو کی روح اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اسے مستقبل میں پیش آنے والے تمام حالات سے آگاہ کرتی رہتی ہے، وحشی قبیلے کے لوگ ہنگارو کو بے حد عظیم اور مقدس سمجھتے ہیں اور اس شخص کو بھی قابلِ احترام سمجھتے ہیں جو ہنگارو کے پنجر کا مالک ہوتا ہے۔ لیکن تم۔ تم ...؟"
"پریشان مت ہو۔" میں نے ایک بار پھر فاتحانہ انداز میں اپنی برتری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ اور جا کر سردار کی خدمت کرو۔ وقت آنے پر تمہیں ہمارے بارے میں بھی حیرت انگیز باتیں معلوم ہو جائیں گی۔"
ساوری مجھے کچھ دیر تک حیرت بھری نظروں سے گھورتی رہی ہنگارو کے تذکرے نے اسے ششدر کر دیا تھا۔ پھر وہ کسی اچانک خیال کے تحت تیزی سے پلٹی اور کیبن کا دروازہ کھولتی ہوئی باہر نکل گئی۔
میں ہنگارو کے بارے میں سوچنے لگا جو جزیرہ اسپائر کی موت کے بعد ہنگارو کی سالخوردہ ہڈیوں کے ڈھانچے کو حاصل کرنے کے بعد اور زیادہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک بن گیا تھا۔

سمورا کے حق میں کیلاش کی مسیحائی بیکار نہیں گئی، تین روز تک وہ بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار رہا لیکن چوتھے روز اس کی حالت سنبھل گئی۔ اس روز اس نے خود اپنی زبان سے سرجن کا شکریہ ادا کیا۔
"تم نے ایک آسمانی عتاب سے نجات دلا کر مجھے خرید لیا ہے۔"
"دیوتاؤں کی طاقت لازوال ہوتی ہے میرے دوست۔" کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تمہاری قسمت اچھی تھی جو تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ورنہ"
"ورنہ کیا ہوتا؟" سمورا نے تیکھے لہجے میں سوال کیا۔
"ورنہ یا تو ہمیں تمہارے قدموں پر سر جھکا کر اپنی زندگی کی بھیک مانگنا پڑتی یا پھر خود اپنے ہاتھوں پھانسی کا پھندا گلے میں ڈال کر عزت کی موت کو ترجیح دینا پڑتا۔" جیکب نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کیا تم اپنی کالی زبان کچھ دیر کے لیے بند نہیں رکھ سکتے؟" کیلاش نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔
"میری رائے مانو تو اب بھی سردار کے سامنے اپنی اہلیت ظاہر کر دو۔" جیکب نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ربِ عظیم کی قسم، میں نے دروغ گوئی اور فریب کو کبھی پھلتے پھولتے نہیں دیکھا۔"
"یہ۔ تمہارا ساتھی کیا کہہ رہا ہے؟" سمورا نے دریافت کیا۔
"تمہاری صحت کے لیے دعائے خیر کر رہا ہے۔" کیلاش نے بڑی خوب صورتی سے بات ٹال دی پھر سردار سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔
ساوری سب کچھ سننے اور سمجھنے کے باوجود اس طرح انجان بنی کھڑی رہی جیسے ہماری باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر ہوں میں اس کی حیرت انگیز اداکارانہ صلاحیتوں پر غور کر رہا تھا کہ جیکب نے میرے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔
"تمہارا کیا خیال ہے جان۔ کیا سمورا کی کیفیت سچ مچ سنبھل گئی ہے یا مرنے سے پیشتر یہ سنبھالا لینے کی حالت سے دوچار ہے؟"
"خدا کے لیے جیکب اپنی زبان بند ہی رکھو۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "ہم حالات کے جس دوراہے پر کھڑے ہیں وہاں ایک جانب کرب ناک موت ہے اور دوسری جانب زندگی کی ایک موہوم سی امید، ہمیں امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔"
"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں میرے عزیز کہ مرنے سے پیشتر ہمیں اپنے اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کر لینا چاہیے۔" جیکب سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ "کیا تم

بھول رہے ہو کہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں نے کس بے دردی سے صلیب کے نشان پر کیلوں سے جڑوا دیا تھا۔ انجیل مقدس میں درج ہے کہ آپ آخری سانسوں تک رب عظیم کے مقدس نام کا ورد کرتے رہے، زبان سے اُف تک نہ کی۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیغمبر پر کیا بیتی اور یہ بھی میرے علم میں ہے کہ آپ مُردوں کو زندہ کر دینے کی طاقت بھی رکھتے تھے۔" میں نے جیکب کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ "ہم تو ابھی زندہ ہیں اس لیے....!"

"تم بھی کیلاش کی طرح گمراہی کے راستوں پر بھٹک گئے ہو میرے دوست۔" جیکب پر اس وقت مذہب کا بھوت سوار تھا۔ میری بات کو کاٹتے ہوئے بولا۔ "زندگی ہمارے پاس خدا کی امانت ہے اور اس امانت میں خیانت کرنا بدترین سزاؤں سے ہمیں دوچار کر سکتا ہے۔"

"لیکن تم حالات کی نزاکت کو....!"

"ہم بہرحال انسان ہیں۔" ہمیں محض اپنی زندگی بچانے کی خاطر دیوتاؤں کا لبادہ اوڑھنا زیب نہیں دیتا، میری بات کا یقین کرو جمال، راست گوئی کے بعد ہمیں جو موت نصیب ہوگی وہ بلاشبہ بے حد اذیت ناک ہوگی لیکن عاقبت میں ہمیں اس کا اجر ضرور ملے گا اس لیے۔"

"اس لیے تم نے اگر اب بھی اپنی منحوس زبان بند نہ کی تو پھر مجبوراً مجھے سردار سمورا اور اس کے ساتھیوں کو بتانا ہوگا کہ تم نے محض لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر مذہب کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔" کیلاش جو غالباً ہماری باتیں سن رہا تھا پلٹ کر بولا۔

"اور تم نے جو۔"

"ہمارا فیصلہ آنے والا وقت کرے گا لیکن تم خود کو کسی طرح بھی بے گناہ ثابت نہیں کر سکو گے۔" کیلاش بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ "تم نے ہمیں صرف اتنا بتایا ہے کہ روپا رات کی تنہائی میں تمہارے کیبن میں لاسا کی زندگی کی خاطر دعا کے لیے آئی تھی لیکن تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمہارا دامن پاک ہے۔"

"کک۔ کیا مطلب؟" جیکب بوکھلا گیا۔ روپا کا ذکر یوں بھی اس کے اعصاب کو جھنجوڑ دینے کے لیے بہت کافی تھا۔

"ہو سکتا ہے تم نے ہم سے جھوٹ بولا ہو اور غریب روپا نے خود کو سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کے حوالے صرف اس لیے کر دیا ہو کہ وہ تمہارے گناہ کے بوجھ سے اپنے وجود کو ہلکا کرنا چاہتی تھی۔"

"میں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں روپا پر۔" جیکب نے خوف سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔

"اب بھیج رہے ہو جب وہ تمہاری شخصیت کا بھانڈا پھوڑنے کے لیے اس دنیا میں موجود نہیں رہی۔"

"جمال۔ اس مردود سرجن کو روکنے کی کوشش کرو ورنہ اگر میری زبان بھی کھل گئی تو اس کے سمندری اور ہوائی دیوتا ہونے کا سارا بھرم خاک میں مل جائے گا۔" جیکب تلملا کر بولا۔ کیلاش کی باتوں نے اس کے مذہبی وجود کو زلزلے کی کیفیتوں سے دوچار کر دیا تھا۔

میں نے کنکھیوں سے ساوری کی جانب دیکھا وہ بدستور ہماری باتوں سے بے نیاز سمورا کے بستر سے لگی کھڑی اس کے بازو کو آہستہ آہستہ سہلا رہی تھی البتہ سردار سمورا جیکب اور کیلاش کی باتوں کا مفہوم سمجھنے کی خاطر کچھ بے چین اور مضطرب نظر آ رہا تھا، اس خیال سے کہ بات زیادہ نہ بڑھنے پائے میں نے کیلاش کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اپنی بحث فی الحال ختم کر دیں۔"

"یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تم اس بھونپو کی آواز بند کرا دو۔" کیلاش نے جیکب کو ایک خوبصورت لقب سے نوازا تو سمورا نے دریافت کیا۔

"کیا۔ تمہارے اس ساتھی کا نام بھونپو ہے؟"

"ہاں۔" کیلاش سمورا کو سمجھانے لگا۔ "آسمانی دیوتاؤں کے درمیان بھونپو کو ہمیشہ ایک اہم حیثیت حاصل رہی ہے اس لیے جب ہم نے تم کو آسمانی عتاب سے نجات دلانے کی خاطر اس جہاز پر سفر کا آغاز کیا تو اس مقدس بھونپو کو اپنے ہمراہ لے آئے۔"

"کیا سردار بہت جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو جائے گا؟" اس بار ساوری نے نہایت معصومیت سے پوچھا۔ میرا خیال تھا کہ ساوری نے بھی گفتگو میں حصہ لے کر کیلاش اور جیکب کی نوک جھونک ختم کرانے کی کوشش کی تھی۔

"ہم سمندر اور ہواؤں کے دیوتا مکاری اور فریب کو گناہِ عظیم خیال کرتے ہیں۔" کیلاش نے ساوری کو گھورتے ہوئے قدرے خشک آواز میں جواب دیا۔ "ہم نے سمورا کے صحت مند ہونے کے لیے جو وقت اور مدت ایک بار بتا دی وہ اپنی جگہ ہے، ہمارے فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت رد نہیں کر سکتی۔"

"تم۔ واقعی عظیم ہو۔" سمورا نے کیلاش کو عقیدت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور وفینا کی زمین پر تمہارے مقدس قدم ہمارے لیے نیک شگون ثابت ہوں گے۔"

"اس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا۔" لانبے ...

... نے بدلتے ہوئے کہا پھر تیزی سے پلٹ کر اپنے کیبن کی ... چلا گیا۔

دوپہر کو جزیرے کے کچھ لوگ سردار کی خیریت دریافت کرنے ... لیکن کیلاش نے انہیں جہاز پر آنے کی اجازت نہیں ... ساوری نے اپنے لوگوں کو سمورا کی خیریت سے آگاہ کیا ... وہ مطمئن ہو کر واپس لوٹ گئے۔

میں نے ساوری کی ایما پر ابھی تک جیکب یا کیلاش پر ... کی اصلیت ظاہر نہیں کی تھی البتہ مجھے اس بات کی تشویش ... لاحق تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ساوری کے بارے ... زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر لوں اور وفینا کے اجنبی ... پردیسیوں کے درمیان ساوری کی شخصیت ہمارے لیے ... کارآمد ثابت ہو سکتی تھی، میں خاص طور پر بوگا کے سلسلے ... جاننا چاہتا تھا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے، ساوری نے ... بوگا کے بارے میں جو باتیں بتائی تھیں وہ سب سے زیادہ اہمیت ... حامل تھیں اور وفینا کے جزیرے پر بسنے والوں کو کسی آزمائش ... اپنے حق میں ہموار کرنے کے لیے بوگا کی شخصیت کا حوالہ ... موثر ثابت ہو سکتا تھا۔

میں نے متعدد بار ساوری سے تنہائی میں ملنے کی کوشش ... لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ وقت تیزی سے اپنی مسافت ... گزار رہا۔ سمورا کی حالت بھی بہتر ہوتی گئی، ساتویں روز وہ ... قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا، آٹھویں روز کیلاش ... اسے تھوڑی چہل قدمی کی اجازت بھی دے دی۔ ساوری ... سمورا کے صحت مند ہو جانے پر بے حد مسرور نظر آتی تھی لیکن جیسے ... دن گزر رہے تھے میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی، مجھے ... بات پر بھی حیرت تھی کہ سمورا کی خیریت دریافت کرنے کی ... آٹھ دنوں میں اور وفینا کی بیشتر آبادی آ چکی تھی لیکن ... مکالا اور اس کے مصنوعی چہرے والے نہیں آئے تھے۔ نویں ... میری یہ الجھن ختم ہو گئی۔

اس روز شام کے وقت ہم اپنے آدھے جہاز کے عرشے پر ... کے قریب آرام کرسیوں پر بیٹھے سرد اور خوشگوار ہواؤں ... لطف اندوز ہو رہے تھے کہ مکالا اپنے مصنوعی چہرے والوں ... ہمراہ آ گیا، منالما بھی ان کے ہمراہ تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے ... محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔

میرے عزیز کتے ٹامی نے جو اپنا بیشتر وقت جہاز کی ... سیڑھیوں کے آس پاس چوکیداری کے فرائض انجام دینے میں ... تھا اچانک بھونکنا شروع کر دیا۔ یہ گویا آنے والوں کے لیے ... کی تنبیہ تھی کہ جب تک انہیں ہماری جانب سے اجازت نہ مل جائے وہ سیڑھیوں پر قدم رکھنے سے گریز کریں چنانچہ مکالا اور اس کے ساتھی رک گئے۔ میں نے ٹامی کو آواز دی۔ وہ دُم ہلاتا خاموشی سے میرے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ کیلاش نے مکالا اور اس کے ساتھیوں کو اوپر آنے کی اجازت دی تو وہ اپنے نیزے لیے جنگلیوں جیسے انداز میں سیڑھیاں پھلانگتے اوپر آ گئے۔ مکالا کے چہرے پر حسبِ سابق اس وقت بھی کرختگی اور درندگی کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے گفتگو شروع کرنے سے پہلے اس نے بڑی حقارت اور نفرت بھری نظروں سے میرے ٹامی کو گھورا پھر کیلاش سے مخاطب ہوا۔

"سمندری دیوتا۔ ہم تم سے سردار سمورا کا حال دریافت کرنے آئے ہیں۔"

"تمہارا سردار بالکل تندرست ہے البتہ ابھی اس کے زخم پوری طرح نہیں بھرے۔"

"تمہیں اپنا وعدہ تو یاد ہے؟" مکالا کھردرے اور کرخت لہجے میں بولا۔ "تم نے کہا تھا کہ ہم سردار کو پندرہ سورج ڈھلنے کے بعد اپنے ساتھ واپس لے جا سکتے ہیں۔"

"ابھی تک صرف نو سورج ڈھلے ہیں۔" کیلاش نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ اگلے سات دنوں میں سمورا کے زخم پوری طرح مندمل ہو جائیں گے اور تب تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکو گے۔"

"تم دیوتا ہو تو پھر یقین سے کیوں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا سردار کب تک بالکل تندرست ہو جائے گا۔"

"مکالا۔" کیلاش کا لہجہ ایک دم ہی سخت اور خونخوار ہو گیا۔ "کیا تم دیوتاؤں کو شبے کی نظروں سے دیکھنے سے باز نہیں آؤ گے؟ کیا ہمیں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی مناسب سبق دینا ہوگا تاکہ وہ ہمارے رتبے اور مرتبے کو پہچان سکیں۔"

"ہمیں غلط مت سمجھو۔" منالما نے جلدی سے درمیان میں بولتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ "سردار سے دوری نے ہمیں وقتی طور پر الجھا دیا ہے، یہ ہمارے لیے پہلا تجربہ ہے کہ ہم سمورا سے اتنے دنوں کے لیے دور ہوئے ہیں۔"

"دیوتا کو یہی منظور تھا اس لیے تمہیں صبر سے کام لینا چاہیے۔"

"ہم اپنے سردار کا جشنِ صحت بڑی دھوم دھام سے منانا چاہتے ہیں اس لیے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کب تک ہمارے ساتھ تمہارے اس آدھے جہاز سے واپس جائے گا؟" مکالا بولا۔ اس کے لب و لہجے سے مجھے بدستور مکاری اور عیاری کی بُو آ رہی تھی۔

"یہ بات بھی دیوتاؤں کی مرضی پر منحصر ہے۔" میں نے ساوری سے ملاقات کے بعد کیلاش اور جیکب سے مقامی زبان میں تھوڑی بہت شُد بُد حاصل کرلی تھی چنانچہ اس وقت براہِ راست مکالا کو مخاطب کرتے ہوئے سپاٹ آواز میں بولا۔ "اگر بات صرف ہماری مرضی کی ہوتی تو ہم تمہیں یقینی طور پر سمورا کی جہاز سے روانگی کا وقت بتاسکتے تھے لیکن تمہارا سردار جو بحر اور دیوتا کے عتاب میں گرفتار تھا اس لیے ہمیں اس کی مرضی کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔"

"تو کیا تم اور دیوتا سے گفتگو کرنے کی طاقت رکھتے ہو؟"

"مناما۔" میں نے غصے سے مناما کو گھورا پھر مکالا پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر بولا۔ "تم کو جزیرے پر مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل ہے۔ مذہبی رہنما جو دیوتاؤں کا نائب ہوتا ہے۔ کیا تم نے مکالا کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں محسوس کی کہ دیوتاؤں کی قوت لامحدود اور لازوال ہوتی ہے۔ ہم دلوں کا حال بھی جاننے کی طاقت رکھتے ہیں۔"

"مکالا یہ سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ ہمارا اورو دیوتا تمام دیوتاؤں میں سب سے زیادہ عظیم اور بلند ہے۔" مناما کے بجائے مکالا نے جواب دیا۔ اس کے تیور خطرناک نظر آرہے تھے، میں نے خود کو محتاط رکھا، کیلاش بات بنانے کی خاطر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا پھر مکالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرد آواز میں بولا۔

"تم اپنی حد پھلانگنے کی جسارت کر رہے ہو۔ اوقات میں رہ کر بات کرنے کے آداب سیکھو ورنہ گھاٹے میں رہوگے۔"

"مکالا موت سے نہیں ڈرتا۔" وہ سینہ تان کر دبنگ ہوگیا۔ "ہم اورو کے پجاری ہیں اس لیے ہمارے اوپر اورو کے سوا کسی اور کی تعظیم ضروری نہیں۔ تم مکالا کو بتاؤ کہ سردار کتنے سورج ڈھلنے کے بعد ہمارے ساتھ واپس جاسکے گا۔"

مکالا ہر لمحے خطرناک ہوتا جارہا تھا، ساوری مجھے اس کی خصلت کے بارے میں آگاہ کرچکی تھی میرے لیے وہ سچویشن بڑی نازک تھی، اگر مکالا اور اس کے نیزہ بردار مصنوعی چہرے والے اچانک ہمارے اوپر ٹوٹ پڑتے تو ہماری دروغ گوئی دھری کی دھری رہ جاتی۔ مجھے مکالا کے ساتھیوں کے منحوس چہرے نظر نہیں آرہے تھے البتہ اونچے لمبے اور رنگ برنگے نقابوں کے اندر سے ان کی جھانکتی ہوئی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ ان آنکھوں میں خون کی آمیزش تھی جو ان کے خطرناک ارادوں کی ترجمانی کررہی تھی۔

ساوری نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ مکالا سمورا کی موت کا خواہش مند ہے لہٰذا اپنے لوگوں کی زبانی یہ جان کر کہ سمورا تیزی سے رو بہ صحت ہو رہا ہے اسے یقیناً کوئی خوشی نہیں حاصل ہوئی ہوگی شاید اسی لیے وہ اتنے دنوں تک دور بیٹھا اپنے ساتھیوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتا رہا۔ آج کوئی آخری فیصلہ کرلینے کے بعد ہی وہ ہمارے سامنے خم ٹھونک کر کھڑا ہوگیا تھا۔

میرے اور کیلاش کے پاس آتشی اسلحہ ہر وقت موجود رہتے تھے، ہم چاہتے تو فوری طور پر اپنے دفاع کے لیے انہیں استعمال کرسکتے تھے، ہمارے ریوالور اور پستول سے نکلی ہوئی کچھ گولیاں مکالا اور اس کے چند ساتھیوں کی زندگی کا چراغ گل کرسکتی تھیں پھر یہ بات بھی یقینی تھی کہ باقی ماندہ دشمن ہمارے جسموں کو اپنے نیزوں سے چھلنی کرڈالتے۔ میں نے فوری طور پر ایک اہم فیصلہ کرلیا، نہایت روکھے مگر معنی خیز انداز میں بولا۔

"مکالا۔ تم ہم سے کس سردار کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو؟"

"ہم سمورا کی بات کر رہے ہیں۔" مکالا نے قدرے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"اور ہم اگر چاہیں تو اپنی قوت کے ذریعے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ان سرداروں کے بارے میں بھی بہت کچھ بتاسکتے ہیں جو سمورا سے پہلے اوروفینا کی گدی سنبھال چکے ہیں۔" میں نے بدستور چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "تم ان کے بارے میں بھی ہماری طاقت اور معلومات کا امتحان لینا پسند کروگے۔"

میرا وار نہایت کاری اور بھرپور ثابت ہوا، مکالا یوں چونکا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھتے دیکھتے اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ہو، اس کی بے داغ پیشانی پر تفکرات کی آڑی ترچھی لکیریں ابھر آئیں، وہ مجھے نگاہوں نگاہوں میں تولتا رہا، میرے حملے کی گہرائی کی حدود کی پیمائش کرتا رہا۔

"ہمیں یاد ہے کہ سمورا نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم کبھی جھیل والی بھوری پہاڑیوں کی سمت رخ نہیں کریں گے۔" میں نے مکالا کے بھٹکے ہوئے ذہن کو ایک اور ضرب لگائی۔ "ہم اپنے وعدہ پر بدستور قائم ہیں لیکن اگر ہم چاہیں..."

"تم نے میری باتوں کا شاید غلط نتیجہ اخذ کرلیا۔" مکالا نے کسی زہریلے ناگ کی طرح یک لخت اپنی کینچلی بدلی، نرم لہجے میں بولا۔ "سمورا کی غیر حاضری اور عارضی جدائی نے ہمیں پریشان کردیا ہے اس لیے...."

"ہمیں یہ علم ہے کہ تم سمورا کے سلسلے میں خاصے فکرمند ہو لیکن جلدبازی ٹھیک نہیں۔" میں نے کمال ہوشیاری سے مکالا کو ایک اور فریب میں مبتلا کرنے کی خاطر ذومعنی انداز اختیار کیا۔ "وقت کا انتظار کرو، سب کچھ تمہارے ساتھیوں کے حق میں ہوگا۔"

"تم۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو، مجھے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔" مکالا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ایک سرسری نظر اورو کے بے ہنگم اور ہیبت ناک بت پر ڈالی اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہیں رکا، سمورا سے ملاقات کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس چلا گیا۔

میں اپنی کامیابی پر بے حد خوش تھا لیکن جیکب مجھے آنکھیں پھاڑے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے میں دنیا کا آٹھواں عجوبہ رہا ہوں، کیلاش کی نظریں بھی میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"جمال۔ میرا خیال تھا کہ تم کیلاش کے مقابلے میں زیادہ سیدھے سادے اور نیک واقع ہوئے ہو لیکن آج مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا پڑ رہی ہے۔" مکالا کے جانے کے بعد جیکب نے کہا۔ "تم اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہو۔"

"تم نے کیسے اندازہ لگایا؟"

"تمہاری باتوں سے۔ جس وقت تم درندہ صفت مکالا سے ہم کلام تھے میں تمہارے چہرے کے تاثرات کو بغور دیکھ رہا تھا، مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے تم حقیقت میں کوئی دیوتا ہو جو غیب کے حالات بھی جانتا ہے۔ میرا مشورہ مانو تو اس منحوس جزیرے سے نجات پاتے ہی اداکاری کا شعبہ اختیار کرلینا، خاصے کامیاب رہوگے۔"

"میں کوشش کروں گا کہ جمال تمہاری اس آخری وصیت پر ضرور عمل کرے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"آخری وصیت سے تمہاری کیا مراد ہے؟" جیکب نے چونک کر بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم اپنے انجام سے اتنے بے خبر ہو۔" کیلاش ایک سرد آہ بھر کر بولا۔ "میرے عزیز دوست کیا تم اس سفرنامے کو بھول رہے ہو جس میں ایک ایسے جزیرے کا ذکر موجود ہے جہاں جنگلی لوگ پادریوں کا گوشت اپنے لیے سب سے بڑی آسمانی نعمت سمجھتے ہیں۔"

"تم نے اپنے خیال میں کوئی اچھا مذاق کیا ہے مگر میں اس بے ہودہ مذاق پر کسی مسرت کا اظہار نہیں کرسکتا۔"

"اس لیے کہ تم اول درجے کے بھونپو ہو۔"

جیکب تلملا کر کوئی جواب دینا چاہتا تھا لیکن ساوری اور سمورا کے آجانے سے اس کی حسرت دل کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔

رات کے کھانے پر ساوری کے علاوہ سمورا بھی پہلی بار شریک تھا، ہمارے درمیان اوروفینا جزیرے کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی، سمورا ہمیں اپنے قبیلے اور اس کی عجیب و غریب رسموں کے بارے میں بتاتا رہا، جیکب جو کیلاش کی شرارت کی وجہ سے سمورا اور جزیرے کے بیشتر لوگوں کے درمیان بھونپو کے نام سے مشہور ہوگیا تھا خلافِ توقع بے حد خاموش تھا لیکن جب سمورا نے بتایا کہ اس کے جشنِ صحت پر اوروفینا کی چار عورتوں کو اورو دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھایا جائے گا تو وہ چپ نہ رہ سکا، سمورا کو گھور کر بولا۔ "تمہیں اپنے قبیلے کی سرداری کے فرائض انجام دیتے ہوئے کتنے سال ہوگئے ہیں؟"

"تقریباً بارہ سال۔"

"اس مناسبت سے کم از کم ایک درجن عورتوں کو دیوتا کی خوشنودی کی خاطر قربان کرنا چاہیے۔" جیکب کے لہجے میں بہت زیادہ نفرت تھی۔

"سمجھا۔ تم شاید ہماری رسموں کا مذاق اڑا رہے ہو۔" سمورا نے ہونٹ کاٹ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ "اورو کی خوشنودی کی بات ہو تو پورا قبیلہ اس کے قدموں پر قربان ہوسکتا ہے لیکن کسی سردار کے جشنِ صحت کے موقعے پر ہمارے ہاں صرف چار عورتوں کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔ یہ رسم برسوں سے چلی آرہی ہے۔"

"تم میرا مقصد نہیں سمجھ سکے۔" جیکب نے بات بنانے کی خاطر کہا۔ "اگر چار عورتیں تمہاری تندرستی کے نذرانے کے طور پر اورو دیوتا کے قدموں پر قربان کی جاسکتی ہیں تو چار چار عورتیں سمندر اور ہواؤں کے دیوتاؤں کے نام پر بھی بطور چڑھاوا چڑھائی جاسکتی ہیں، کیا تم ان دونوں دیوتاؤں کے نام پر کچھ قربان نہیں کروگے؟"

جیکب کا اشارہ میری اور کیلاش کی طرف تھا۔ کیلاش نے سٹپٹا کر میری سمت دیکھا پھر جیکب کو سرزنش کرتے ہوئے بولا۔ "بھونپو، تمہیں دوسروں کی اندرونی رسم و رواج کے معاملات میں نہیں بولنا چاہیے، تمہارا کام صرف دیوتاؤں کی خدمت کرنا ہے اس لیے محض اپنے کام سے کام رکھا کرو۔"

"ہم اوروفینا کے لوگ سمندر اور ہواؤں کے دیوتاؤں کے شکرگزار ہیں جنہوں نے ہمارے سردار کو نئی زندگی بخشی ہے۔" ساوری نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے جیکب کو مخاطب کیا۔ "تم دیوتاؤں کے خادم ہو اس لیے ہم تمہارا بھی احترام کرتے ہیں۔"

"میرا نہیں — اس سرجن کی دُم کا احترام کرو جو تمھارے حسن کے جوہڑ کے اندر تو کیلا کے نقش و نگار تلاش کرنے میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔" جیکب نے اس بار اردو میں جواب دیا اس لیے سمورا اس کی بات کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔

"یہ تمھارا بھوپو کیا کہہ رہا ہے۔" ساوری نے بڑی معصومیت سے کیلاش سے سوال کیا۔

"یہ سردار کو اس کا وعدہ یاد دلانے کی بات کر رہا ہے۔" کیلاش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "سمورا نے کہا تھا کہ اگر اسے رسولی کے عتاب سے نجات مل گئی تو نہ صرف یہ کہ ہماری پوجا کی جائے گی بلکہ ہماری خدمت میں حسین لڑکیوں کا نذرانہ بھی پیش کیا جائے گا۔"

"سمورا کو اپنا وعدہ یاد ہے۔ منامانے مجھے بتایا ہے کہ وہ حسبِ وعدہ جزیرے کے ایک خوب صورت اور پر سکون گوشے میں تمھارے وقتی قیام کے لیے ایک محفوظ رہائش گاہ کا نہایت معقول بندوبست بھی کر چکا ہے۔" سردار نے ہمیں یقین دلانے کی کوشش کی۔ "جشنِ صحت کے بعد ہم تمھاری خدمت میں تحفے ضرور پیش کریں گے اور دیوتا کی طرح تمھاری پوجا بھی میرے اوپر فرض ہوگی۔"

"بھوپو کو پوجا پاٹ سے کوئی غرض نہیں۔" کیلاش نے سنجیدہ گفتگو کو مزاح کا رنگ دینے کی خاطر کہا۔ "اسے تو بس ایک خوب صورت حسین اور تندرست لڑکی درکار ہے جو تمام عمر اس کی خدمت کرتی رہے۔"

"ہم بھوپو کی اس خواہش کا بھی نہایت مناسب بندوبست کریں گے۔" ساوری نے نہایت سادگی سے کہا۔

"جہنم میں گیا بھوپو۔" جیکب یک لخت غصے سے اکھڑ گیا۔ غالباً بھوپو کی بار بار کی تکرار نے اس کا پارہ چڑھا دیا تھا۔ مجھے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "جمال۔ تم اس سرجن کے بچے کو سمجھانے کی کوشش کرو۔ مجھے اس قسم کے لغو اور لچر مذاق مطلق پسند نہیں۔ ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے میں لعنت بھیجتا ہوں خوب صورت حسین اور تندرست لڑکیوں پر۔" پھر وہ تیزی سے اٹھا اور ساوری کو گھورتا ہوا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا اپنے کیبن کی طرف چلا گیا۔

ساوری اور سمورا نے بیک وقت کیلاش کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ہمارے خادم نے ایک لڑکی کا انتخاب پہلے ہی کر لیا ہے۔" کیلاش نے بے پروائی سے زیرِ لب مسکراتے ہوئے کہا پھر ساوری کی جانب دیکھ کر تھوڑے توقف سے بولا۔

"وہ خوش نصیب لڑکی تم ہو۔"

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔" سمورا کے تیور اچانک تیکھے ہو گئے۔ غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "عہد شکنی سمورا کے اصول کے خلاف ہے لیکن تمھارے خادم کو کسی اور لڑکی کا چناؤ کرنا پڑے گا۔ ساوری کو میں نے اپنی بیٹی بنایا ہے اس لیے یہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔"

"تم پریشان مت ہو۔" میں نے سمورا کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ "میں خادم کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔"

"لیکن اگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تو۔ تو کیا ہوگا۔" کیلاش نے سمورا کے چہرے کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میری زندگی تمھارے رحم و کرم پر ہے۔ تم عظیم قوتوں کے مالک ہو۔ مجھے واپس موت کے اندھے کنوئیں میں گرا سکتے ہو، میں اُف تک نہیں کروں گا مگر میری زندگی میں کوئی میری بیٹی پر اپنا تسلط نہیں جما سکتا۔" سمورا کے تیور بدستور تیکھے تھے۔

"سوچ لو۔ تم اپنے وعدے سے پیچھے ہٹ رہے ہو۔"

"ہاں۔ اور اسی وعدہ خلافی کے عوض میں اپنی زندگی تمھارے حوالے کر رہا ہوں۔"

"کیا ساوری تمھیں اتنی ہی عزیز ہے۔" کیلاش نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"میں ساوری کی خاطر اپنی زندگی بھی بھینٹ کر سکتا ہوں۔" سمورا نے پورے یقین سے جواب دیا۔

"سمورا۔" کیلاش نے اپنا بھرم قائم رکھتے ہوئے دبنگ لہجے میں کہا۔ "ہر چند کہ تم وعدے سے انحراف کر کے خود کو دیوتاؤں کی نظروں میں بدترین سزاؤں کا مستحق ٹھہرا رہے ہو لیکن ہم کوشش کریں گے کہ بھوپو کی توجہ ساوری کے بجائے کسی اور لڑکی کی جانب مبذول کر دیں۔"

"سمورا تمھارا یہ احسان بھی مرتے دم تک یاد رکھے گا۔"

"تمھیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ خون کا دباؤ بڑھ جانے کی صورت میں تمھیں نقصان بھی ہو سکتا ہے لیکن جانے سے پیشتر ایک بات کان کھول کر سن لو۔ آئندہ کبھی دیوتاؤں کے سامنے نظریں اونچی اور آواز بلند کر کے احتجاج کرنے کی حماقت نہ کرنا ورنہ تمھارا انجام تمھاری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک ہوگا۔"

"میں یاد رکھوں گا۔" سمورا جھکے ہوئے لہجے میں بولا پھر ساوری کا ہاتھ تھام کر اٹھا اور اپنے کیبن کی سمت چلا گیا۔

میں بگڑی ہوئی صورتِ حال کے بارے میں غور کرنے لگا۔ ساوری کو ہماری اصلیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ ہماری

دیوتاؤں والی فرضی حیثیت اس کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی اگر وہ سمورا کو ہمارے بارے میں آگاہ کر دیتی تو اور وفینا کی زمین اور وہاں کا آسمان ہمارے لیے زندگی کی تمام راہیں مسدود کر دیتا۔ ساوری کی تاکید پر میں نے بھی اس کی اصلیت اپنے دوستوں سے پوشیدہ رکھی تھی مگر جیکب کی ایک ذرا سی حماقت نے حالات کو ہمارے حق میں بے حد مخدوش کر دیا تھا۔

سمورا ساوری کی خاطر اپنی زندگی قربان کر دینے پر آمادہ تھا۔ جواب میں اگر ساوری کے ہونٹوں کی مہر بھی ٹوٹ جاتی تو ہمارا کیا انجام ہوتا۔

"کس خیال میں گم ہو جمال۔"

"یوں ہی۔ جیکب کی حماقتوں کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔"

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔"

"کیا۔" میں نے جلدی سے پوچھا۔

"سمورا اور اس کے ساتھیوں پر اب کسی حالت میں بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص سردار ہو کر اپنے وعدے سے پھر سکتا ہے وہ اپنا مطلب نکل جانے کے بعد ہمیں موت کے گھاٹ بھی اتار سکتا ہے۔"

"پھر۔ تم نے کیا سوچا ہے۔"

"ابھی تیر ترکش سے باہر نہیں نکلا۔ ہم وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میرے پاس ایسی دواؤں کے انجکشن موجود ہیں جو کسی ہٹے کٹے انسان کو ایک طویل عرصے کے لیے مفلوج کر سکتے ہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایک خوراک کا چوتھا حصہ بھی سمورا جیسے سرکش اور بدعہد سردار کی مزاج پرسی کے لیے کافی ہوگا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم مکالا اور اس کے ساتھیوں کو کیا جواب دیں گے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز اور صبر کریں گے پھر ہمارے وعدے کے مطابق سمورا کی واپسی کا مطالبہ تیز کر دیں گے۔"

"میں ایک تیر سے دو شکار کر کے ان وحشی اور جاہل لوگوں پر اپنی طاقت کا سکہ بٹھانا چاہتا ہوں۔" کیلاش بولا۔ "ایک طرف سمورا کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس نے دیوتاؤں سے ساتھ وعدہ خلافی کر کے اچھا نہیں کیا اور دوسری طرف مکالا اور اس کے ساتھیوں کو بھی ساوری کے ذریعے اپنی لازوال اور مافوق الفطرت قوتوں کا یقین دلایا جا سکتا ہے۔"

"لیکن اس طرح ہمارے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ بھی ممکن ہے۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"محبت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ یہ موقع جو جیکب کی حماقت سے ہمارے ہاتھ آ گیا ہے دوبارہ میسر نہ ہو سکے۔"

"پھر بھی۔ ہمیں اتنی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔"

"میں تمھارے خیال سے متفق ہوں۔ سمورا ہمارے نصف جہاز پر ابھی چند دنوں اور مہمان ہے، اس مدت میں ہم خوب سوچ سمجھ کر ہی کوئی آخری فیصلہ کریں گے۔"

"میرا بھی یہی مشورہ ہے۔" میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

※

صندل کی مانوس مہک میری سانسوں سے ٹکرائی تو میں ایک لمحے کو کسمسایا پھر خوابوں کے دریچے کھلتے چلے گئے۔ ذہن پر غنودگی کا جو خمار تھا وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ میں نے تاریکی کے پردے چاک کر کے دوسری سمت دیکھا تو میری سانسوں کی رفتار اور تیز ہو گئی — کچھ دھندلے نقوش آہستہ آہستہ واضح ہو رہے تھے، شیشے پر بھاپ کی چادر میری سانس کی تپش پا کر سرکی تو دل کی دھڑکنوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔

وہ۔ وہ یقیناً میری روح میری درخشاں تھی، شب خوابی کا ہلکا آسمانی رنگ والا لباس۔ آج بھی اس کے زعفرانی وجود پر سرسرا رہا تھا، میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، خوب صورت ہونٹوں پر تبسم کے جادو جگاتی وہ آہستہ آہستہ میرے قریب آ رہی تھی، اور قریب۔ اور قریب۔ پھر مجھ پر سکتے کی کیفیت طاری ہونے لگی، وہ میرے اس قدر قریب تھی کہ میں اس کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا، اس کی زلفیں اس کے کندن جیسے کومل شریر پر ناگنوں کی لہرا رہی تھیں، بل کھا رہی تھیں۔

ایک مدت بعد مجھے اپنی زندگی کا قرب نصیب ہوا تو میں نے اٹھ کر اس کا شایانِ شان استقبال کرنے کی کوشش کی مگر اس نے مجھے روک دیا پھر اس کی مترنم آواز میرے کانوں میں رس گھولنے لگی۔

"جمال۔ مجھے یقین تھا۔ تم میری خواہش کی تکمیل ضرور کرو گے۔"

"درخشاں میری زندگی، میں تمھارا حکم کیسے ٹال سکتا تھا لیکن سمندر کے بدترین اور ہولناک طوفانوں نے بحری عقاب کو روند کر پاش پاش کر دیا۔ میرا سفر ......"

"تمھارا سفر پورا ہو گیا جمال۔" وہ میرا جملہ کاٹتے ہوئے بولی۔ "..... نے تمھیں جو ساحل دیا ہے یہی تمھاری منزل ہے۔"

"میری منزل تو تم ہو۔ تم کہاں ہو؟" میں نے بڑے اضطراب کا اظہار کیا۔

"لمحوں کا طویل سفر تمام ہوا۔ اب فاصلے بہت مختصر رہ گئے ہیں۔" اس کے گلابی ہونٹوں پر مسترتیں ابھر آئیں "ہم بہت جلد ایک دوسرے سے ملنے والے ہیں' میں نے تم سے یہی کہا تھا۔"

"کیا تمہارا قیام یہیں اور دفینا کے جزیرے پر ہے؟" میں نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"تھوڑا انتظار کر لو میری خاطر، پھر تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔"

"میرا دم گھٹنے لگتا ہے میری زندگی۔" میں نے شکایت کی۔ "تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی میرے لیے بے حد اذیت ناک ہے' میرے دشمنوں نے عرصۂ حیات میرے اوپر تنگ کر رکھا ہے' میں تمہیں کیا کیا بتاؤں۔"

"روحیں وقت اور فاصلوں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔" وہ یک لخت ملول ہو گئی۔ "تم پر کیا کچھ بیتی ہے میں سب جانتی ہوں لیکن تم نہیں جانتے کہ تمہارے انتظار میں میری بے چین روح پر کرب ناک لمحوں نے کیسی کیسی شدید اور آہنی ضربیں لگائی ہیں۔"

"درخشاں۔" میں تڑپ اٹھا۔

"ہاں جمال' جب تم مجھے ملو گے تو تمہیں تفصیل سے بتاؤں گی کہ موت اور زندگی کے درمیانی راستے کتنے سنگلاخ' اور ویران ہوتے ہیں اور....."

پھر وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی' اس نے پلٹ کر عقب کی جانب دیکھا، اس کے چہرے پر خوف کے بادل منڈلانے لگے' میں نے اس کے خوف کا سبب دریافت کرنا چاہا لیکن وہ جیسے پرچھائیں تھی، پلک جھپکتے میں میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی' اسی لمحے کھٹ کھٹ کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں ہڑبڑا کر جاگ اٹھا۔

میں شاید خواب کی کیفیتوں سے دوچار تھا، میں نے نظر گھما کر ثامی کو دیکھا جو حسب دستور اپنے مخصوص انداز میں ٹانگوں

برمر رکھے کیبن کے مشرقی کونے میں محو خواب تھا، میز پر رکھی ہوئی گھڑی رات کے ڈیڑھ کا اعلان کر رہی تھی' میں نے اعصاب پر طاری بوجھل جمود کو توڑنے کی خاطر طویل جماہی لی پھر دوبارہ بستر پر دراز ہونے کے ارادے سے قدرے جھکا تھا کہ کھٹ کھٹ کی آواز دوبارہ میری قوت سماعت سے ٹکرائی اور میں چونک رسیدھا ہو گیا۔ وہ آواز خواب نہیں حقیقت تھی' کوئی میرے کیبن کے دروازے پر ہولے ہولے دستک دے رہا تھا۔

میرے ذہن میں ساوری کا خیال ابھرا، شاید وہ مجھے اپنی اصلیت کے بارے میں بحری عقاب پر اترنے سے پیشتر آگاہ کرنا چاہتی تھی' میں نے بہرحال خطرے کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر اس پر اپنی گرفت جمائی اور پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے قریب آگیا، باہر موت کا سناٹا طاری تھا، میں نے جلد بازی سے گریز کیا، دروازے سے کان لگائے باہر کی سن گن لیتا رہا لیکن جب تھوڑے وقفے کے بعد تیسری بار کھٹ کھٹ کی آواز عین میرے کان کے پردے پر ابھری تو میں پوری طرح چوکس ہو گیا۔

"کون ہے؟" میں نے آہستہ سے دستک دینے والے کو آواز دے کر مخاطب کیا۔

"دروازہ کھولو۔ جلدی۔" باہر سے ایک گھبرائی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔ وہ ساوری نہیں تھی' البتہ بولنے والی نے انگریزی ہی میں میرے سوال کا جواب دیا تھا، لب و لہجے سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ اسے انگریزی پر خاصا عبور حاصل ہے۔

"تم۔ تمہارا نام کیا ہے اور اتنی رات گئے مجھ سے ملنے کا..."

"وقت مت ضائع کرو۔" دوسری جانب سے تیزی سے جواب ملا۔ "دروازہ کھولو ورنہ موت تمہارے تعاقب میں کسی کاہلی کا ثبوت نہیں دے گی۔"

ایک ثانیے کو میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا کہ ثامی کو بیدار کر دوں تاکہ وہ مجھے کسی فوری خطرے کی صورت میں مدد پہنچا سکے لیکن پھر نہ جانے کیوں میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' آہستہ سے الٹا ہاتھ بڑھا کر دروازے کی چٹخنی کھولی پھر حیرت انگیز پھرتی سے اچھل کر ایک سمت ہو لیا مبادا کر سامنے سے کیا جانے والا پہلا ہی وار میری زندگی کا چراغ گل کر دیتا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی پھر اس نے بلا کی پھرتی سے کیبن کا دروازہ [illegible] لاک کر دیا، میں نے اسے دیکھا صورت و شکل کے اعتبار سے وہ مقامی ہی لگ رہی تھی' پستہ قد اور بھرے بھرے خدوخال کی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم میں چستی اور پھرتی کوٹ کوٹ کر بھری تھی خاص طور پر اس کی آنکھوں کی چمک قابل دید تھی' یوں لگتا تھا جیسے کسی برقی نظام نے اس کے سیاہ جسم پر آنکھوں کے حلقوں کے درمیان دو بلب روشن کر دیے ہوں' ابھی میں اس کا تفصیلی جائزہ لینے میں منہمک تھا کہ وہ دروازہ بند کر کے تیزی سے میری جانب پلٹی، میرے ہاتھ میں پستول دیکھ کر ایک لمحے کو ششدر ہوئی پھر اس نے اپنا سیدھا ہاتھ میری طرف بڑھا کر مٹھی کھول دی' اس کی گداز ہتھیلی پر لکڑی سے ملتی جلتی کوئی مختصر سی شے نظر آ رہی تھی، قبل اس کے کہ میں کچھ دریافت کرتا وہ ٹھوس مگر مدھم آواز میں بولی۔

"اسے جلدی سے اٹھاؤ اور حلق کے نیچے اتار لو۔"

"یہ ہے کیا شے؟" میں نے اس کی بے پروائی کو مشکوک نظروں سے محسوس کرتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا' میرے پستول کا رخ اس کے سینے کی سمت تھا' ٹریگر پر انگلی کا ایک ہلکا سا دباؤ اس کی ساری پھرتی اور عیاری کو ایک پل میں دھواں کر سکتا تھا۔

"اسے مقامی زبان میں ٹونگا کہتے ہیں' تم اسے حیرت انگیز بوٹی بھی کہہ سکتے ہو۔" اس نے سنجیدگی سے مجھے باور کرانے کی کوشش کی۔ "اسے کھا لینے کے بعد قاتل سے قاتل زہر بھی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا، کسی زمانے میں یونانی طبیب اس کا استعمال کرتے تھے لیکن اب یہ نایاب ہو چکی ہے۔"

"اور تم اسے مجھے کھلانا چاہتی ہو۔" میں نے اسے خطرناک نظروں سے گھورا۔

"جلدی کرو۔ ورنہ بلو پائپ (BLOWPIPE) کے ذریعے پھینکی گئی زہریلی سوئیاں تمہارے وجود کو پلک جھپکتے میں نیست و نابود کر سکتی ہیں۔"

"بہت خوب۔" میں نے زہرخند سے کہا۔ "مکالا نے تمہیں میری موت کے لیے منتخب کر کے یقیناً اپنی ذہانت کا ثبوت دیا ہے لیکن اس وقت تم میرے رحم و کرم پر ہو۔ سیدھی طرح اپنے آنے کا مقصد بتاؤ ورنہ مجھے تمہاری جوان موت پر کوئی افسوس نہ ہوگا۔"

"شاید مکالا کے ساتھی اپنی کمین گاہوں سے نکل کر تمہارے تعاقب میں چل پڑے ہیں' میں ان کے ناپاک قدموں کی آہٹ سن رہی ہوں۔" اس نے چونکتے ہوئے کہا پھر اچانک فرش پر لیٹ کر لکڑی کے تختوں سے کان لگا کر کچھ سننے لگی۔ بظاہر وہ بے حد سنجیدہ نظر آ رہی تھی لیکن میرا خیال تھا کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہونے کی خاطر بہانے

تلاش کر رہی ہے۔ میں نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر خود کو اس کی پہنچ سے دور کرلیا۔ پستول پر میری گرفت اور مضبوط ہوگئی پھر میں نے اسے للکارتے ہوئے کہا۔

"پھر تیلی ناگن سا پینترا مت بدلو... ختم کرو، میں تمہاری اصلیت اور آتنی رات گئے اپنے کیبن میں آنے کا مقصد جان چکا ہوں۔"

وہ بدستور آدھے منٹ تک زمین پر اوندھی لیٹی رہی پھر اٹھ کر کھڑی ہوگئی، ہتھیلی پر رکھی ہوئی بوٹی جسے اس نے 'ٹونگا' کا نام دیا تھا ایک بار پھر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو اسے حلق سے نیچے اتار لو اور میرے ساتھ اس آدھے جہاز سے نیچے چلو۔ ہمارے لیے مناسب ہوگا کہ اپنے دشمنوں کو جہاز پر آنے سے پہلے ہی موت کی ابدی نیند سلا دیں تاکہ تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر کوئی الزام نہ آسکے۔" اس بار اس پراسرار لڑکی کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ میں نے پلٹ کر کوئی سخت جواب دینا چاہا لیکن اس کی آنکھوں کی چمک یکلخت تیز ہوگئی، وہ پلکیں جھپکائے بغیر میری آنکھوں میں جھانکتی رہی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری تمام قوتِ مدافعت جواب دے گئی ہو میں پوری طرح اس کی نگاہوں کے سحر میں ڈوبتا چلا گیا۔

شاید وہ عملِ تنویم میں ماہر تھی، میں نے اپنی آنکھوں کو اس کی آنکھوں کی تپش سے بچانا چاہا مگر بچا نہ سکا، ان آنکھوں میں بلا کی کشش تھی میں تسخیر ہوگیا پھر کسی سعادت مند معمول کی طرح اس کی ہتھیلی پر رکھی ہوئی بوٹی اٹھائی اور اسے حلق کے نیچے اتار لیا۔ ٹونگا کی تیزی میرے وجود میں پگھلتے ہوئے سیسے کی مانند اترتی چلی گئی۔ مجھے اپنا دماغ چکراتا محسوس ہوا۔ میرے سوچنے سمجھنے کی قوت جیسے سلب کرلی گئی تھی پھر لڑکی کی پلکوں کو جنبش ہوئی، اس کے گداز ہونٹ متحرک ہوئے، مجھے گھورتے ہوئے بولی۔

"تم نے جینی کی بات مان کر خود کو نادیدہ خطرات سے بڑی حد تک محفوظ کرلیا ہے۔"

"تمہارا تعلق کس گروہ سے ہے۔ تم میری خاطر مکالا کی دشمنی کیوں مول لے رہی ہو؟" میں نے جینی کے سحر سے آزاد ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ وقت تفصیلی باتوں کا نہیں۔ میرے ساتھ آؤ ابھی ہمیں اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگانا ہے۔" ڈیڑھ بجے رات کو تاریکی میں ایک اجنبی لڑکی کے ساتھ جہاز سے نیچے قدم رکھنا ہر چند کہ عقل مندی کے منافی تھا لیکن میں اس وقت بھی کسی غیبی قوت کے زیرِ اثر تھا جو مجھے جینی کے مشورے پر عمل کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

کیبن کے دروازے کو آہستہ سے کھول کر ہم باہر آگئے، کھلے عرشے پر اور وینو ناکا طویل القامت اور بے ہنگم بت اس وقت کچھ زیادہ ہی پراسرار اور ہول ناک نظر آرہا تھا۔ ہر طرف ہر سمت تاریکی پھیلی ہوئی تھی ساحل سے ٹکرانے والی موجوں کا شور اس تاریکی کو خوف ناک صوتی اثرات دے رہا تھا۔

جینی کا وجود بھی اس وقت میرے لیے کسی خطرناک چھلاوے سے کم نہیں تھا، وہ تاریکی کے باوجود نہایت پھرتی اور تیزی کا مظاہرہ کر رہی تھی سیڑھیاں اترنے کے بعد ہم نے سمندری ریت پر قدم رکھا تو مجھے جھرجھری آگئیں۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اس وقت....."

"کوئی آواز مت نکالو۔ چپ چاپ میرے ساتھ قدم بڑھاتے رہو۔" جینی نے سرگوشی کی پھر مجھے کھینچتی ہوئی جہاز کے بائیں جانب ایک ایسے مقام پر لے آئی جہاں ریت کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا تھا۔ ہم اس محفوظ مقام پر بیٹھ کر جہاز پر چڑھنے اترنے والوں کو بآسانی دیکھ سکتے تھے۔

"سنو۔" جینی نے ریت کے ٹیلے سے ٹیک لگاتے ہوئے مجھے نہایت مدھم آواز میں مخاطب کیا۔ "کیا تم نے کبھی بلو پائپ کے ذریعے سوئیوں کا استعمال کیا ہے؟"

"نہیں۔" میں تھوک نگلتے ہوئے بولا۔

"پھر تم خاموش بیٹھے میری طرف پوری توجہ سے دیکھتے رہنا۔ تجربہ انسان کو سب کچھ سیکھنے پر مجبور کردیتا ہے۔" وہ بڑے اعتماد سے بولی۔

"دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد تمہارا کیا انجام ہوگا؟ کیا وہ تم پر شبہ نہیں کریں گے؟"

"جینی ان کے لیے مرچکی ہے اس لیے... شش....!"

میری بات کا جواب دیتے دیتے اچانک اس نے مجھے خاموش رہنے کی تاکید کی پھر ریت میں اور زیادہ دبک کر بیٹھ گئی۔ اس کی توجہ بستی سے جہاز کی سمت آنے والے راستے پر مرکوز تھی۔ میں بھی اس کی تقلید میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ کچھ دیر تک مجھے کوئی خاص بات نظر نہیں آئی لیکن اس کے بعد وہ تین انسانی سائے مجھے بھی دکھائی دینے لگے جو آگے پیچھے قدم اٹھاتے ہمارے جہاز کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے، میں ان کی شکلیں دیکھنے سے قاصر تھا مگر اتنا ضرور سمجھ سکتا تھا کہ اتنی رات گئے وہ ہمارے لیے کوئی خیرسگالی کا پیغام لے کر نہیں آرہے تھے، ان کے ارادے یقیناً خطرناک تھے لیکن۔

جینی کون تھی؟

اسے مکالا اور اس کے ساتھیوں کے خطرناک ارادوں کا علم کس طرح ہوگیا؟

میرے ذہن میں جینی سے متعلق متعدد خیالات جنم لے رہے تھے۔ میں نے پلٹ کر اس کی سمت دیکھی تو چونکے بغیر نہ رہ سکا اپنے ہونٹوں کے درمیان اس نے ایک قلم جیسا پائپ دبا رکھا تھا، اس کی عقابی آنکھیں بحری عقاب کی جانب بڑھتے ہوئے دشمنوں پر مرکوز تھیں، غالباً وہ بلو پائپ تھا جسے اس نے اپنے کپڑوں میں کہیں چھپا رکھا تھا۔

اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے خطرناک چیتے جیسی تھی جو اپنے شکار کے لیے گھات لگائے بیٹھا ہو، میں نے جینی کو مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا، ان متحرک سایوں کو دیکھنے لگا جو ہر لمحہ جہاز کی سیڑھیوں سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے اور پھر۔ اچانک ان میں سے ایک لڑکھڑاتا ہوا زمین بوس ہوگیا، دوسرے کا انجام بھی وہی ہوا تیسرے نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن میں نے جینی کی تیسری پھونک کی آواز سنی اور اس کے ساتھ ہی وہ آخری دشمن بھی کراہتا ہوا ڈھیر ہوگیا، پہلے دو دشمن منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی ختم ہوگئے تھے۔

میرے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی لیکن جینی بے حد مطمئن نظر آرہی تھی۔ بلو پائپ اور بچی ہوئی سوئیوں کو کپڑے میں لپیٹ کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

"اسے سنبھال کر احتیاط سے اپنے پاس رکھنا، وحشی اور جنگلیوں کے خلاف ریوالور اور پستول کے مقابلے میں یہ حربہ تمہارے لیے زیادہ کارآمد ثابت ہوگا۔"

"کیا مکالا کو اپنے آدمیوں کی اطلاع نہیں ہوگی؟"

"ہوگی۔ لیکن اس وقت جب وہ صبح بیدار ہوکر اپنی کامیابی کا انجام دیکھنے کے لیے تمہاری طرف آئے گا۔"

"گویا اب ہمارے اور مکالا کے درمیان باقاعدہ ٹھن جائے گی۔"

"ضروری نہیں ہے۔" جینی نے بے پروائی سے جواب دیا پھر مسکرا کر بولی۔ "تم لوگ سمندر اور ہواؤں کے دیوتا ہو اور اسی حیثیت میں مکالا کو اپنی لامحدود قوتوں کا یقین دلا کر خوف زدہ بھی کرسکتے ہو۔"

"میرے لیے اب کیا حکم ہے۔"

"اپنے کیبن میں جاکر آرام سے سوجاؤ۔ سورج نکلنے سے پیشتر تم اور تمہارے ساتھی بالکل محفوظ رہیں گے۔"

"جینی۔" میں نے کچھ توقف کے بعد دبی زبان میں کہا۔ "تم نے ٹونگا والی بوٹی کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ سچ ہے؟" جواب میں جو کچھ ہوا وہ میری توقعات کے خلاف ہی تھا، جینی نے بلو پائپ نکال کر اس میں ایک زہریلی سوئی رکھی پھر اسے ہونٹوں کے درمیان دبا لیا۔ میرا خیال تھا وہ مجھے اس کے استعمال کا طریقہ سکھا رہی ہے لیکن دوسرے ہی لمحے میری آنکھوں کے پیچھے اندھیرا پھیل گیا، جینی کے منہ سے خارج ہونے والی پھونک کے ساتھ ہی مجھے کوئی باریک سی شے اپنے بائیں بازو میں اترتی محسوس ہوئی، ایک لمحہ کو مجھے ایسا لگا جیسے میرے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو دوسرے لمحے مجھے اپنے حلق میں کانٹے پڑتے محسوس ہوئے اور تیسرے ہی لمحے میں اپنا توازن کھو بیٹھا۔ آخری بات جو میرے ڈوبتے ذہن میں محفوظ رہی وہ چکرا کر ریت کے ٹیلے پر گرنا تھی۔

اس کے بعد چاروں طرف گھپ اندھیرا طاری ہوگیا۔

*

صبح میری آنکھ کھلی تو میں اپنے کیبن میں بستر پر موجود تھا۔ گزشتہ رات کی پراسرار باتیں میرے ذہن میں ابھریں تو بوکھلا کر بستر سے نیچے آگیا، ثامی کو دروازے کے قریب بیٹھا دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا کہ کیبن کا دروازہ بدستور بند ہے، ثامی کا روزمرہ کا معمول تھا کہ صبح اٹھتے ہی وہ دروازے کے اطراف چکر لگانا رہتا اور جب تک میں دروازہ نہ کھولوں وہ اس کے قریب سے نہیں ہٹتا تھا۔

ثامی کی ضروریات کا خیال کرکے میں دروازہ کھولنے کے ارادے سے آگے بڑھا تو میرے ذہن کو پھر دھچکہ لگا، رات آخری بار میں ریت کے ٹیلے پر چکرا کر گرا تھا، جینی نے بلو پائپ سے جو زہریلی سوئی پھینکی تھی وہ میرے بازو میں چبھی تھی اور پھر۔ بے اختیار میری نظریں اپنے بائیں بازو پر پڑیں تو میں اچھل پڑا۔

ٹھیک اسی جگہ جہاں رات جینی نے مجھے بلو پائپ کا شکار کرنے کی کوشش کی تھی سوئی لگنے کا ایک چھوٹا سا سرخ مگر بے حد واضح نشان موجود تھا۔ گویا میں جسے خواب سمجھ رہا تھا وہ حقیقت تھی، میں جلدی سے پلٹ کر اپنے بستر کے قریب آگیا، تکیہ اٹھا کر دیکھا تو دل کی دھڑکنیں اور تیز ہوگئیں، پستول کے ساتھ ہی مختصر تھیلی نما کپڑے میں بلو پائپ اور وہ سوئیاں موجود تھیں جس کے ذریعے ہمارے تین دشمنوں کو کمال ہوشیاری سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

آہستہ آہستہ میرے ذہن کی الجھی گرہیں کھلنے لگیں، جینی نے مجھے ٹونگا نامی ایک بوٹی کھلائی تھی اس کے بعد جب ہمارے دشمن موت کی نیند سو گئے تو میں نے جینی سے اس حیرت انگیز بوٹی کے سلسلے میں استفسار کیا اور جینی نے اس بات کا عملی مظاہرہ کردکھایا کہ ٹونگا کھا لینے کے بعد زہر کا اثر کام نہیں

کر پاتا۔ اس کے بعد غالباً وہی مجھے کیبن تک لائی اور بستر پر لٹا کر واپس چلی گئی لیکن ایک سوال میرے ذہن کو بدستور الجھا رہا تھا۔ کیبن کے دروازے کو اندر سے کس طرح بند کیا گیا؟

میں خاصی دیر تک جینی کے پراسرار وجود کے بارے میں غور کرتا رہا، ٹامی بار بار میری طرف ملتجی نظروں سے دیکھ رہا تھا، بالآخر مجھے اس پر ترس آ گیا، میں نے دروازے کے بولٹ کھولے تو وہ خوشی سے اچھلتا تیزی سے باہر نکل گیا،

ٹامی کے جانے کے بعد میں بھی جلدی جلدی روزمرہ کے معمول سے فارغ ہوا اور لباس تبدیل کر کے باہر آ گیا جہاں جیکب اور کیلاش فولڈنگ چیئر پر بیٹھے خاصے خوش گوار موڈ میں گفتگو کر رہے تھے، میں جینی کے خیال سے الجھتا ہوا ان کے قریب گیا تو کیلاش نے میرے چہرے کی جانب بغور دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا بات ہے جمال، تمہارے چہرے سے تھکن ظاہر ہو رہی ہے کیا رات آرام کی نیند نہیں سو سکے؟"

"ہاں، رات مچھروں نے کچھ زیادہ ہی پریشان کیا۔"

"میری طرح چادر سر سے پاؤں تک تان کر سویا کرو۔" جیکب نے بڑے اچھے موڈ میں کہا۔

"سمورا کی طبیعت اب کیسی ہے؟" میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کیلاش سے دریافت کیا۔

"اس کی حالت حیرت انگیز طور پر کل کے مقابلے میں آج زیادہ بہتر نظر آ رہی ہے۔"

"کیلاش کا خیال ہے کہ سمورا اور ساوری اپنے اس بے ہنگم اور منحوس لکڑی کے بت کو لے کر کل تک بڑی عقاب سے دفعان ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔" جیکب اور کے بت کو نفرت سے گھورتے ہوئے بولا۔

"کیوں کیلاش؟" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا تم سمورا کو اتنی جلدی رخصت کر دو گے؟"

"میں اسی نکتے پر غور کر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" جیکب جسے کیلاش کے پلان کا مطلق کوئی علم نہیں تھا چونکتے ہوئے بولا۔ "کیا تم لوگوں کا ارادہ ہے کہ ان مصیبتوں کو ابھی کچھ دن اور بطورِ مہمان رکھا جائے؟"

"سمورا کی حالت تو بظاہر تمام خطروں سے باہر ہے لیکن۔"

"لیکن کیا؟" جیکب نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"تم چونکہ بنیادی طور پر اور پیدائشی اعتبار سے بھی محض پادری واقع ہوئے ہو اس لیے ساوری کو جو مرض لاحق ہے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔" کیلاش نے بے حد سنجیدگی سے جتا دیا۔ "سمورا اسے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، بڑی عقاب سے جانے کے بعد اگر ساوری اپنے مرض کا شکار ہو گئی تو اس کی ذمے داری بھی ہمارے اوپر عائد کی جائے گی، اس طرح ہمارے اور وحشیوں کے درمیان جو تعلقات اب تک استوار ہوئے ہیں وہ دشمنی میں بدل جائیں گے۔"

"کیا واقعی ساوری کسی خطرناک مرض سے دوچار ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا تو کیلاش بڑی صفائی سے آنکھ مارتا ہوا ایک سرد آہ بھر کر بولا۔

"ہاں جمال۔ ساوری کو سینے کا کینسر ہے۔"

"کینسر" جیکب بڑبڑانے لگا۔ "تو گویا اب تم اس کے سینے کے کینسر کا علاج کرو گے، تمہیں ربِ عظیم کا واسطہ اپنے اس خطرناک ارادے سے باز آ جاؤ۔ میں مانتا ہوں کہ تم ایک نہایت قابل اور تجربہ کار سرجن ہو لیکن اس ویرانے میں کینسر جیسے موذی مرض کا علاج میرے خیال سے ناممکن ہی ہے۔ ہمارے پاس ماڈرن سرجری کے وہ آلات اور ضروری ادویات بھی نہیں جو کسی دم توڑتے مریض کی زندگی بحال کرنے میں کام آتی ہیں۔"

"تمہارا خیال کسی حد تک درست ہے لیکن بحیثیت سرجن میں خطرناک مرض کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتا۔"

"میں نے کینسر کے مرض میں مبتلا نوے فی صد مریضوں کو صرف مرتے ہی سنا ہے پھر تم یہ خطرہ بلا وجہ کیوں مول لینا چاہتے ہو؟"

"اس لیے کہ میں نے ساوری کے کینسر کی نوعیت کا اندازہ لگا لیا ہے۔"

"کیا اندازہ ہے تمہارا؟" جیکب نے جھلاتے ہوئے سوال کیا۔

"تم پادری ہو جیکب۔ ہاں میرے دوست، اگر تم بھی میرا ساتھ دو تو ساوری کی بیماری کی پیچیدگیاں ختم ہو سکتی ہیں۔"

"میں۔ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں؟"

"وحشیوں کے درمیان مہکتا ہوا وہ جنگلی پھول اپنے سینے کی گہرائیوں میں تمہارے جیسے سنگدل ببول کے کانٹے کی چبھن کا زخم چھپائے ہوئے ہے۔ ساوری کو تمہارے پیار کا کینسر ہے اور تم اگر چاہو تو . . . . ."

"میں اس کے کینسر سمیت اس پر بھی ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔" جیکب غصے سے کیلاش کو گھورتے ہوئے بولا۔ "تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہارے وعدوں یا گفتگو پر بھروسہ کیا جائے، ابھی صبح ہی صبح تم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ لغویت کی باتوں سے گریز کرو گے لیکن جمال کے آتے ہی تم نے پھر وہی بے ہودگی شروع کر دی۔"

"صرف اس لیے کہ جمال نے مجھے اشارہ کیا تھا کہ تمہیں چھیڑا جائے۔" کیلاش نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ "ورنہ جمال کے آنے سے پیشتر میں بالکل شرافت کے موڈ میں تھا۔"

"میں نے کتے کی دم کے بارے میں بھی یہی سنا ہے کہ بارہ سال بعد بھی اگر نلکی سے نکالی جائے تو ٹیڑھی ہی ملے گی۔" جیکب تلملا کر بولا۔

"یہ تمہارا اور جمال کا ذاتی معاملہ ہے اس لیے میں اس ضرب المثل کے سلسلے میں اپنا کوئی خیال نہیں ظاہر کروں گا۔"

"میں تم سے مخاطب ہوں۔"

"پھر بھی میں مجبور ہوں فادر جیکب اس لیے کہ میں جانوروں کا نہیں انسانوں کا ڈاکٹر ہوں۔" کیلاش نے برجستہ کہا۔

"تم محض جانور کہے جا سکتے ہو۔ انسانوں یا ڈاکٹروں سے تمہارا تعلق بے حد عارضی ہے۔"

"تو کیا تمہارا تعلق بھی ٹامی کی نسل سے ہے۔" اس بار کیلاش چونکتے ہوئے اتنی سنجیدگی سے بولا کہ خود جیکب بھی زیرِ لب مسکرا دیا لیکن یہ ہنسی زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکی اس لیے کہ ٹامی بھونکتا ہوا سیڑھیوں کے ذریعے عرشے پر واپس آ رہا تھا۔

میں نے ٹامی کو خاموش کرایا پھر ریلنگ کے قریب جا کر دیکھا تو مکالا اور اس کے چار مصنوعی چہرے والے ساتھی تیز تیز قدم اٹھاتے چلے آ رہے تھے۔ مکالا کے تیور کچھ زیادہ اچھے نظر نہیں آئے۔ ٹامی نے بھونکنا بند کر دیا البتہ بار بار اچھل اچھل کر مختلف زاویوں سے مکالا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

میرے ذہن میں رات والے پراسرار حادثے کی یاد تازہ ہو گئی، ٹامی کے سر پر ہاتھ سے تھپکی دیتا ہوا میں واپس پلٹ کر کیلاش اور جیکب کے درمیان خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ٹامی کے بھونکنے کی آواز سن کر ساوری بھی اپنے کیبن سے باہر نکل آئی لیکن غالباً مکالا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ سمورا کو ان کی آمد سے باخبر کرنے واپس لوٹ گئی تھی، جیکب کی پشت چونکہ ساحل کی جانب تھی اس لیے وہ ٹامی کے بھونکنے کا سبب مجھ سے پوچھ رہا تھا مگر قبل اس کے کہ میں سوال کا جواب دیتا مکالا اور اس کے ساتھی سیڑھیاں پھلانگتے عرشے پر آ گئے۔

کیلاش چونکہ سیڑھیوں کے عین سامنے بیٹھا تھا اس لیے پہلے اسی نے حسبِ معمول دیوتاؤں جیسے بھاری بھرکم لہجے میں مکالا کو مخاطب کیا۔ "صبح بخیر مکالا۔"

"صبح بخیر۔" مکالا نے باری باری ہمارے چہروں پر مشکوک نظر ڈالتے ہوئے خشک اور تیکھے انداز میں جواب دیا۔

"تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر دیوتا اور روح کی رحمتیں نازل ہوں لیکن میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو تم اور تمہارے دوست

اس وقت کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔" کیلاش نے مکالا کے تیور محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا میں تمہاری الجھن کا سبب دریافت کر سکتا ہوں؟"

"اگر تم دیوتا ہو تو اپنی لامحدود اور لازوال قوتوں سے معلوم کر لو، ہم سے کیوں پوچھ رہے ہو؟" مکالا زہرخند سے بولا۔ اس کے جواب میں تلخی اور گہرا طنز تھی۔

"ہم سب کچھ جانتے ہیں مکالا۔" کیلاش نے یک لخت ناخوش گوار لہجہ اختیار کر لیا، تیوری پر بل لاتے ہوئے خشک آواز میں کہا۔ "رات کی تاریکی میں جو گناہ پروان چڑھتے ہیں وہ بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں رہتے اور سورج دیوتا کی روشنی میں چہروں پر جو سادگی اور معصومیت نظر آتی ہے ہماری نگاہیں ان کے اندر تک دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں، ہم دلوں کی دھڑکنوں کے اسباب بھی جانتے ہیں اور یہ بھی علم رکھتے ہیں کہ کب کون سا لمحہ کس قسم کی کروٹ لینے والا ہے لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں نمودار ہو جائیں، یہ دیوتاؤں کی نہیں انسانوں کی شناخت ہوتی ہے۔"

"گویا تم جانتے ہو کہ ہم اس وقت کس مقصد سے آئے ہیں؟" مکالا نے اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ کیلاش نے اسے نیم حکیما اور رفت پا تھی تجویزوں کے انداز میں مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی مگر مکالا کو غالباً اپنے وہ تین ساتھی یاد آ رہے تھے جو گزشتہ رات پراسرار جینی کی حکمتِ عملی سے موت کی ابدی نیند سو گئے تھے۔

"ہاں۔" میں نے کیلاش کی مشکل آسان کرنے کی خاطر ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "ہم جانتے ہیں کہ تم اس وقت خلافِ توقع اس قدر عجلت میں سردار سمورا سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو۔ تمہارا کچھ کھو گیا ہے تم اس کی تلاش میں بھٹک رہے ہو۔"

"بوڑھے مناما نے بھی یہی جواب دیا ہے لیکن اس کے آگے وہ بھی کچھ نہیں بتا سکا۔"

"اس کے آگے کیا ہے یہ تم نہیں جان سکتے۔" میں سپاٹ لہجے میں بولا۔

"لیکن ہم جاننا چاہتے ہیں کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہو گیا؟" مکالا کے مصنوعی چہرے والے ساتھیوں میں سے ایک نے اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر ٹامی اچانک گرج دار آواز میں بھونکا اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا، اسی وقت سمورا اپنے کیبن سے نمودار ہوا، ساوری اس کے ساتھ تھی، مکالا کے ساتھی سردار کی تعظیم میں قدرے جھکے پھر سیدھے

ہوگئے لیکن مکالا بدستور گردن اونچی کیے اور سینہ تانے کھڑا رہا۔ سمورا کی تجربہ کار اور دوربین نظریں کچھ دیر مکالا کے تیور دیکھتی رہیں پھر اس نے آہستہ سے سوال کیا۔

"کیا قبیلے پر پھر سیاہ آندھی کے بادل منڈلائے ہیں؟"

"ہاں" مکالا ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا "ہمارے خاص ٹولے میں سے تین افراد کم ہوگئے ہیں۔"

"کیا؟ یہ کیسے ممکن ہے" سمورا نے حیرت سے پوچھا۔ "آج سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔"

"میں بھی تمہیں یہی اطلاع دینے آیا ہوں سردار کہ بارہ سال بعد ہمارے درمیان پھر افراتفری پھیل رہی ہے۔"

"کون تھے وہ؟"

"میرے بہترین دوست، کیموڑا کا اور بنگا" مکالا نے ہماری جانب ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "آدھی رات گئے تک وہ میرے ساتھ تھے لیکن اب میں نے جزیرے کا کونا کونا چھان مارا، ان کا کوئی پتہ یا سراغ نہیں ملا۔"

"اور ڈونگے؟" سمورا یک لخت چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

"اپنی جگہ موجود ہیں۔"

"پھر۔ تینوں کہاں گئے؟ مناما کا کیا کہنا ہے؟"

"وہ ابھی تک چکنی ریت پر بیٹھا الٹی سیدھی لکیریں کھینچ رہا ہے۔" مکالا جھجکتی آواز میں بولا۔ "البتہ اس نے دبی زبان میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے چونکہ اپنی رسموں سے منہ پھیر لیا ہے اس لیے اور دو کا عتاب ہم پر ضرور نازل ہوگا۔"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا، ہاتھ مل کر رہ گیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ مکالا کے آخری جملے کے بعد کسی گہری سوچ میں غرق ہوگیا۔ مناما کے حوالے سے جس رسم کا ذکر کیا گیا تھا وہ ہمارے علم میں تھی۔ میں یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ مکالا اس وقت نہایت عیاری اور مکاری سے اپنے جرم اور قاتلانہ اقدام کو جزیرے پر ہماری آمد اور دیوتا اور دو کی ناراضگی سے منسلک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بہرحال مجھے اس وقت نئی معلومات حاصل کر کے بے حد خوشی ہوئی۔ سمورا نے یقیناً رواتی اور جلد بازی میں ڈونگے کے بارے میں دریافت کیا تھا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اور وفینا سے فرار کا ایک راستہ اچانک مجھے نظر آگیا ہو۔

ڈونگا لغوی اعتبار سے چھوٹی کشتیوں کو کہتے ہیں مگر ہمارے لیے یہ بھی کیا کم تھا، ڈوبنے والوں کے لیے تنکے کا سہارا بھی بہت ہوتا ہے۔ میں پوری توجہ اور انہماک سے سمورا کے چہرے کے تاثرات کا مطالعہ کرتا رہا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہوئی کہ مکالا کے تینوں ساتھی جنہیں اس نے کیموڑا کا اور بنگا کے نام سے یاد کیا تھا کہاں غائب ہوگئے، اس کی باتوں سے یہ ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ تینوں اچانک اور پراسرار طور پر غائب ہوگئے ہوں جب کہ میں نے گزشتہ رات خود اپنی نگاہوں سے ان تینوں کو باری باری جینی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ جہنم رسید ہوتے دیکھا تھا۔

دو ہی صورتیں ممکن تھیں، یا تو مکالا نے اپنی سازش کو ناکام ہوتا دیکھ کر ان تینوں کو سمندر کی سرکش موجوں کے حوالے کردیا ہوگا یا پھر جینی نے راتوں رات انھیں کہیں اور ٹھکانے لگا دیا۔ تین افراد کم ہوجانے کے حوالے پر کیلاش بھی چونکا تھا البتہ جیکب بدستور اپنی نشست پر بیٹھا یوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے کبھی مکالا اور سمورا اور کبھی مجھے اور کیلاش کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی تک معاملے کی نزاکت کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ تینوں جزیرے پر موجود نہیں ہیں؟" سمورا نے کچھ توقف کے بعد گہری سنجیدگی سے سوال کیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے سردار۔ کیا مکالا دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے؟"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا لیکن......"

"ہمیں دیوتا اور دو کو خوش اور راضی کرنے کے لیے کچھ قربانیاں دینا ہوں گی ورنہ ہم سب خطرناک اور ہولناک عتاب کا شکار ہوجائیں گے۔" مکالا نے سمورا کو اکسانے کی کوشش کی اور پھر ہمیں حقارت بھری نظروں سے گھورنے لگا۔

سمورا اس بار بھی ہونٹ کاٹ کر رہ گیا، اسے فوری طور پر کوئی آخری فیصلہ کرنے میں جھجکچاہٹ محسوس ہو رہی تھی، ساوری کی نظریں بدستور مکالا کے چہرے پر مرکوز تھیں، ان نظروں میں مکالا کے لیے نفرت اور حقارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور تب میں خاموش نہ رہ سکا، سمورا کی الجھن کو دور کرنے کی خاطر ضروری تھا کہ میں دیوتا کے ڈھونگ کی آڑ لے کر اشارے کنایوں میں مکالا کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا کہ ہماری قوتیں لامحدود ہیں اور ہم اس کی ناپاک سازش اور خطرناک چال سے آگاہ ہوچکے ہیں۔ یوں ایک تیر سے دو شکار ہوسکتے تھے، مکالا نہ صرف یہ کہ ہماری دیوتاؤں والی حیثیت کو تسلیم کر کے خوف زدہ ہوجاتا بلکہ آئندہ کے لیے ہمارے خلاف کسی خطرناک اقدام سے بھی گریز کرتا۔ لہٰذا میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سردار سمورا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم اس وقت کسی اندرونی الجھن کا شکار ہو، کیا ہم دیوتا کی حیثیت سے تمہاری کسی مشکل کو آسان کرسکتے ہیں؟"

"مکالا کے بیان کے مطابق ہمارے خصوصی ٹولے کے تین افراد کل رات اچانک غائب ہوگئے ہیں اور یہ ہمارے لیے کوئی اچھا شگون نہیں۔" سمورا نے دبی زبان میں کہا۔ "ایسا ہمیشہ اسی وقت ہوتا ہے جب اور دو دیوتا ہم سے ناراض ہوتے۔"

"تم پریشان مت ہو۔ ہم سمندر اور ہواؤں کے دیوتا بخوبی جانتے ہیں کہ دیوتا اور دو تم سے ناراض نہیں ہے۔" میں نے پاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔

"پھر۔ ہمارے تینوں ساتھی کیا ہوئے؟" مکالا نے تنک کر پوچھا، شاید اسے میری مداخلت ناگوار گزری تھی، میں نے مسکراتے ہوئے معنی خیز نگاہوں سے مکالا کو گھورا پھر یک لخت خود پر گہری سنجیدگی طاری کرتے ہوئے بولا۔

"بڑی مچھلی ہمیشہ چھوٹی مچھلی کو ہڑپ کر جاتی ہے۔ آسمانوں پر جو فیصلے لکھے جاچکے ہیں وہ ہر حال اور ہر صورت میں پورے ہوتے ہیں، کل رات ایک ہنگارد کی بے چین روح بھٹک رہی تھی، اس نے یہی کہا تھا کہ جزیرہ اور وفینا کی رات بھاری تھی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ تین انسانی جسم پراسرار طور پر غائب ہوجائیں گے۔"

"ہنگارد کی روح" مکالا چونکا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا۔ "تم ہنگارد کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"مکالا" اچانک میرا لہجہ غضب ناک ہوگیا، میں نے اسے خون خوار نگاہوں سے گھورتے ہوئے کرخت لہجے میں مخاطب کیا۔ "تم گستاخ ہوتے جا رہے ہو، شاید تم نے ابھی تک ہمیں دیوتاؤں کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا۔ بولو۔ کیا تم جاننا چاہو گے کہ کیموڑا کا اور بنگا کل رات گھپ اندھیرے میں کس مقصد سے اپنے گھروں سے باہر نکلے تھے اور ان کا انجام کیا ہوا؟"

مکالا میری گھن گرج سن کر لڑکھڑا گیا۔ بغلیں جھانکنے لگا۔ میں نے اسی لمحے ایک اور کاری ضرب لگائی۔

"گندے اور ناپاک ارادوں کو بے نقاب کرنا دیوتاؤں کی شان کے خلاف ہے لیکن تم اگر ہمارا امتحان لینا چاہو تو میں تیار ہوں۔ تمہیں پوری تفصیل سے کل رات کی پوری کہانی سنا سکتا ہوں۔ کیوں؟ کیا تم سننا پسند کرو گے؟"

"ن۔ نہیں، نہیں" مکالا گڑبڑا گیا، وہ پوری طرح مجھ سے مرعوب ہوچکا تھا۔ سنبھل کر بولا۔ "میں اور میرے ساتھی تمہیں دیوتا مانتے ہیں۔ تم نے سردار کو دسولی کے عتاب سے نجات دلا کر ہم سب پر احسان کیا ہے۔"

"ہمارے اوپر تمہاری خدمت فرض ہے۔" سمورا نے مجھے عقیدت مندانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ میرے تینوں مخصوص آدمی کیسے گم ہوگئے؟"

"اور دو دیوتا کو جو قربانی درکار تھی وہ پوری ہوچکی، تم بھی دیوتاؤں کے معاملے میں اپنی زبان بند رکھو ورنہ حالات اور خراب ہوجائیں گے۔"

سمورا نے مجھ سے پھر کوئی استفسار نہیں کیا، خاموشی سے آگے بڑھ کر عرشے پر رکھے ہوئے بت کے سامنے سرنگوں ہوگیا، مکالا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے سردار کی تقلید میں سر جھکا دیے لیکن ساوری اور کیلاش۔ دونوں کی نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا رہا لیکن ایک سوال میرے ذہن کو بھی الجھاتا رہا۔

جینی کون تھی؟ مکالا کے تینوں ساتھی جو ہماری زندگی کے خریدار بن کر بحری عقاب کی طرف بڑھے تھے۔ ان کی لاشیں اچانک راتوں رات کہاں غائب ہوگئیں؟

※

میں مکالا کو مرعوب کرنے میں کامیاب ہوگیا مگر کیلاش اور جیکب دونوں پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ گئے۔ کیلاش اس بات پر بضد تھا کہ میں کچھ باتوں کا علم رکھتا ہوں لیکن

کسی خاص مصلحت کی بنا پر اسے زبان تک لانے سے گریز کر رہا ہوں کیلاش کا قیاس اپنی جگہ صد فی صد درست تھا لیکن میری مجبوری اپنی جگہ تھی۔

ساوری نے مجھے منع کر دیا تھا کہ میں اس کی اصلیت کے بارے میں زبان بند رکھوں اور جینی کون تھی، کس مقصد کے پیشِ نظر اس نے قبیلے کے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد کی تھی وہ کہاں سے آئی تھی اور کہاں غائب ہو گئی، ابھی تک میں بھی ان سوالوں کے جواب سے بے خبر تھا البتہ میں نے اتنا اندازہ ضرور لگا لیا تھا جینی پراسرار قوتوں کی مالک ہے اگر نہ ہوتی تو صبح بیدار ہونے کے بعد مجھے اپنے کیبن کا دروازہ اندر سے بولٹ نہ ملتا۔ نکاسی کا کوئی دوسرا راستہ ہوتا تو اس پر بھی غور کیا جا سکتا تھا لیکن وہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی، دروازے کے علاوہ ایک چھوٹا سا روشن دان ضرور تھا لیکن ایک تو اس کا دائرہ اتنا تنگ تھا کہ اس میں کسی انسان کا گزر ناممکن تھا ہو سکے یہ کہ روشن دان میں ایک آگزاسٹ فین بھی فٹ تھا جسے دوسری جانب سے جالیوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا تاکہ حشرات الارض اندر نہ آ سکیں، ایسی صورت میں میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خود کو انجان ہی بنائے رکھوں چنانچہ میں بڑی معصومیت سے تمام باتوں سے اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا رہا۔ کیلاش کسی حد تک میری باتوں سے مطمئن ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے جان بوجھ کر زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ خیال کیا ہو لیکن جیکب کسی جونک ہی کی طرح مجھ سے الجھتا رہا۔

"تم نے مکالا کے تینوں ساتھیوں کے سلسلے میں نہایت یقین اور اعتماد سے کہا تھا کہ تم اس مقصد سے واقف ہو جس کے تحت وہ کل رات اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلے تھے؟" جیکب نے کہا۔

"تم نرے گاؤدی اور کند ذہن واقع ہوئے ہو۔" میں بولا۔ "ظاہر ہے کہ ہر شخص جو رات کے گھپ اندھیرے میں نصف رات گئے گھر سے باہر نکلے گا اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوگا۔"

"تم نے اسے کہانی بھی تفصیل سے سنانے کی دھمکی دی تھی اور"

"اور وہ یک لخت گڑبڑا گیا۔" میں نے مسکراتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔ "وہ بھی ایک نفسیاتی حربہ تھا جو بے حد کامیاب رہا اور صرف یہی نہیں بلکہ اب تو مجھے یقین بھی ہو چلا ہے کہ مکالا ہمارے خلاف کوئی خطرناک سازش کر رہا ہے۔"

"کوئی وجہ؟"

"ہاں۔ اس کی دو وجوہ ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "اول یہ کہ اس نے سمورا کو دیوتا اور دی کی ناراضگی کا حوالہ دے کر ہمارے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ دوسرے یہ کہ اگر اس کے تینوں ساتھیوں کے گم ہو جانے میں اس کی کسی ذاتی چال کو دخل نہیں تھا تو پھر وہ تفصیلی کہانی والی بات پر کیوں بوکھلا گیا۔"

"ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جو تم ہم سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔" جیکب نے سٹپٹاتے ہوئے کہا لیکن فوراً ہی چونک کر بولا۔ "تم نے کسی ہنگارد کی روح کا ذکر بھی کیا تھا۔ میں نے اس حوالے پر بھی مکالا کو چونکتے دیکھا تھا، اس نے ہنگارد کے بارے میں تمہاری معلومات دریافت کی تھیں؟"

"کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اسی وقت میرا لہجہ اچانک غضب ناک ہو گیا تھا اور میں نے فوراً ہی گفتگو کا رخ مکالا کے غائب ہونے والے ساتھیوں کی سمت پھیر دیا تھا؟"

"چلو مان لیا۔ مگر تمہاری زبان پر اچانک ہنگارد ہی کیسے آ گیا؟"

"کوئی نہ کوئی ایسی بات تو کرنا ہی تھی جو ان کے لیے حیرت انگیز اور ناقابلِ فہم ثابت ہوتی۔"

"ہنگارد ہی کیوں؟" جیکب نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم کچھ اور بھی کہہ سکتے تھے۔"

"پہلے میرا ارادہ تھا کہ کسی مخنث کی روح کا حوالہ دوں لیکن تمہاری خفگی کے خیال سے مجھے مجبوراً ہنگارد کو گھڑنا پڑا۔"

"تحنم۔ تاثیرِ صحبت کا اثر ایسے ہی موقعوں کے لیے کہا گیا ہے۔" جیکب نے ناگوار انداز میں جواب دیا پھر کیلاش پر ایک نظر ڈالی اور میرے کیبن سے تلملایا ہوا باہر چلا گیا۔

"یہ تو چھٹ ہی گیا تھا۔" میں نے جیکب کے جانے کے بعد اطمینان کا سانس لیا۔

کیلاش نے میرے اطمینان پر کوئی تبصرہ نہیں کیا البتہ اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ بھی میری صفائی سے پوری طرح متفق نہیں ہے۔ میں نے بھی اس مسئلے کو زیادہ طول دینا مناسب نہیں سمجھا مگر اسی روز ایک اور ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ہم سب کو انگشت بدنداں کر دیا۔ دوپہر کے وقت خلافِ توقع سمورا اور ساوری ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوئے میرے استفسار پر سمورا نے یہی بتایا کہ اپنے آدمیوں کی گم شدگی اور دیوتا کی خوشنودی کی خاطر اس نے اور ساوری نے برت رکھا ہے لیکن ہماری خوشی کی خاطر وہ میز پر موجود تھے، جیکب میز پر برتن اور ڈشیں لگانے میں مصروف تھا (ہم نے کام کے سلسلے میں اپنی اپنی باری مقرر کر رکھی تھی) اور کیلاش سمورا کے ساتھ اس کے

گم شدہ ساتھیوں کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں خاموش بیٹھا ان دونوں کی باتیں غور سے سن رہا تھا، اچانک سمورا نے کیلاش سے باتیں کرتے کرتے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور بے چینی سے بولا۔

"ہواؤں کے دیوتا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ مقدس اوردہم ہے اس بات پر خفا نہیں ہوگا کہ ہم اس کے پجاریوں کی معقول حفاظت نہیں کر سکے۔"

"شاید مکالا کی باتوں نے تمہیں گمراہ کر دیا ہے۔" میں نے روکھے انداز میں جواب دیا۔

"پھر بھی سردار کی حیثیت سے کسی شبہے کی تصدیق کر لینا میرا فرض ہے۔"

"ہمارے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟" کیلاش نے سمورا کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تمہیں ہمارے دیوتا ہونے پر شبہہ ہے؟"

"آزمائش صداقت کی کسوٹی ہوتی ہے۔" سمورا نے دبی زبان میں کہا تو میں چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ کیلاش نے بھی سمورا کو معنی خیز نظروں سے دیکھا جو اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد چھت کی جانب گھور رہا تھا۔

"وہاں کیا تلاش کر رہے ہو؟" کیلاش نے کرسی پر پہلو بدل کر پوچھا۔

"آسمانی بلاؤں اور گردشوں کا بھید سوائے دیوتاؤں کے اور کون جان سکتا ہے۔" وہ اپنی پیشانی پر نمودار ہونے والے پسینے کے قطروں کو خشک کرتے ہوئے بولا۔ "کون کیا ہے، اس کا فیصلہ صرف وقت کرے گا۔"

"اور دیوتاؤں کی ناراضگی گزرتے وقت کو روک دینے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔" کیلاش نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ "تمہاری باتوں سے مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم نے اپنے اوردو دیوتا کے سوا کسی کے آگے جھکنا نہیں سیکھا۔"

"گھٹنا صرف پیٹ کی جانب جھکتا ہے شرمیان کیلاش جی اور پیٹ میں غذا نہ ہو تو گھٹنے کمزور ہو کر خود بخود جھکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔" جیکب نے جو کھانا لگا چکا تھا ہماری باتوں سے اکتاتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم پہلے پیٹ پوجا کر لیں اس کے بعد تم بڑے شوق سے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کا چکر چلاتے رہنا۔"

"جیکب۔ کیا تم کچھ دیر کے لیے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔" کیلاش نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔ "کبھی معاملے کی سنگین نوعیت پر بھی غور کر لیا کرو۔"

"غور کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور عقل کی نشوونما کے لیے وقت پر اچھی اور صحت مند خوراک کا ملنا بے حد ضروری ہے۔" جیکب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا پھر ڈش اٹھا کر اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگا۔

گفتگو کی نوعیت کے پیشِ نظر اس وقت جیکب کی وہ حرکت مجھے بھی ناگوار محسوس ہوئی، سمورا اور ساوری نے بھی اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھا لیکن پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے خود جیکب کی سٹی بھی گم کر دی۔

پلیٹ میں کھانا نکالنے کے بعد جیکب نے ہماری طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھا پھر اس نے پہلا نوالہ اٹھا کر منہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہی تھی کہ اچانک جیسے کیبن زلزلے کی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔ کھانے کی وزنی میز لڑکھڑا کر اس طرح پلٹی کہ اگر جیکب اچھل کر ایک طرف نہ ہٹ جاتا تو شاید اس کے نیچے دبا ہوتا، کھانے کے تمام برتن یکے بعد دیگرے پرشور چھناکوں کی آواز سے ٹوٹ کر چکنا چور ہو گئے اور ڈشوں میں موجود کھانا پورے کیبن کے فرش پر پھیل گیا۔

جیکب کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی بوکھلا کر کرسیوں سے اٹھ گئے، سمورا اور ساوری چونکہ میز کی دوسری جانب بیٹھے تھے اس لیے کیلاش نے انہیں خون خوار نگاہوں سے گھورنا شروع کر دیا۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ سمورا نے جیکب کی وہ چل بازی بری لگی تھی میز الٹ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

میری نظریں بھی سمورا کی جانب اٹھ گئیں جو کیبن سے باہر کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ عرشے پر رکھا ہوا دیوتا اوردو کا لمبے ہنگم اور ہیبت ناک بت بھی سرتاپا یوں لرز رہا تھا جیسے غصے کی شدت سے کانپ رہا ہو اور پھر سمورا نے جو حرکت کی وہ سب ہی کے لیے بے حد حیرت انگیز اور قابلِ وضاحت تھی۔ اوردو کی جانب سے نظریں ہٹا کر اس نے کیلاش کو ایک نظر دیکھا پھر یک لخت سجدہ میں گرا اور کیلاش کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑنے لگا۔

ساوری اپنی جگہ کھڑی ہونٹ کاٹتی رہی، اس کی آنکھوں میں حیرت اور تجسس کی کیفیت موجود تھی۔

اس کے بعد

درخشاں

کا دوسرا حصہ پڑھیں

ایک عشق گزیدہ نواب زادے کی ہنگامہ خیز سرگزشت

درخشاں

2

انوار صدیقی

مکتبہ القریش

سرکلر روڈ ۰ اردو بازار ۰ لاہور ۲

اور دیوتا کا بُت سراپا لرزہ رہا تھا۔ ہمارے علاوہ اس وقت ساوری بھی دم بخود تھی اور سمورا بدستور کیلاش کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑ رہا تھا۔

کھانے کی میز اتنی ہلکی بھی نہیں تھی کہ ایک آدمی اسے آسانی سے الٹ دیتا، فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ وہ سمورا کی حرکت رہی ہوگی لیکن پھر مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا پڑی۔ قصور اگر کسی اور کا تھا تو پھر سمورا کس جرم کی پاداش میں کیلاش کے قدموں پر ماتھا ٹیکے پڑا تھا؟

میرے ذہن میں متعدد خیال گڈمڈ ہو رہے تھے، پورے کیبن میں کھانے کے برتن لڑھکے پڑے تھے اور مجھے اس بات پر بھی شدید حیرت تھی کہ ماہی نے نہ تو اس اچانک افتاد پر حلق سے کوئی آواز نکالی نہ ہی اس نے کھانے کے سامان پر منہ مارا۔ وہ بھی ہماری طرح سہما سہما خاموش کھڑا تھا۔

میں نے سمورا سے نظر ہٹا کر اور دکے بے ہنگم بت کی جانب دیکھا جو یوں ڈانواں ڈول نظر آتا تھا کہ کسی لمحے بھی زمین بوس ہو سکتا تھا۔ کیلاش اور جیکب کی نظریں بھی بت پر مرکوز تھیں پھر یک لخت میں نے ساوری کو بت کی جانب بڑھتے دیکھا، بت کے قریب جا کر اس نے ایک بار نگاہیں بلند کر کے آسمان کی سمت توجہ کی پھر بڑی عقیدت سے گھٹنے توڑ کر اورو کے مجسمے کے سامنے جھکتی چلی گئی، اس کے ہونٹ متحرک تھے، شاید وہ بپھرے ہوئے دیوتا کو منانے میں مصروف تھی اس کی محنت رائیگاں نہیں گئی، اورو کا طویل القامت بت جو نشے میں دھت کسی بہکے ہوئے شرابی کی مانند اپنے قدموں پر بری طرح لڑکھڑا رہا تھا لمحوں میں ساکت نظر آنے لگا اور تب جیکب کی سہمی ہوئی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"ربِ عظیم کی قسم، ہم شیطانوں کی بستی میں آ پھنسے ہیں۔"

"جیکب" میں نے سرگوشی کی۔ "اس وقت اپنی زبان پر قابو رکھو۔"

"جمال میرے عزیز دوست، یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ میز کا یوں اچانک الٹ جانا اور ایک بے جان بت کا لرزنا کانپنا۔ کیا تمہاری عقل ان تمام باتوں کو قبول کرتی ہے؟"

"خود کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرو۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "دوسری صورت میں اگر ہم نے پریشانی کا اظہار کیا تو حالات ہمارے حق میں اور زیادہ مخدوش ہو سکتے ہیں"

جیکب نے بوکھلائے ہوئے انداز میں سر کو خفیف سی جنبش دی پھر ساوری کی جانب متوجہ ہو گیا جو آہستہ آہستہ اپنے قدموں پر کھڑی ہو رہی تھی اورو کے سامنے ہاتھ باندھ کر اس نے تین بار خود کو جھکایا پھر پلٹ کر ہمارے قریب آ گئی، اس کی آنکھوں سے وحشت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات عیاں تھے، ایک اچٹتی ہوئی نظر اس نے میری سمت ڈالی اور سمورا سے مخاطب ہو کر بولی۔

"مقدس اور عظیم سردار۔ دیوتا کا غصہ سرد پڑ چکا ہے اس نے ہمیں اپنے عتاب سے نجات بخش دی۔"

سمورا نے ساوری کی آواز پر سر اٹھایا، غرشے پر رکھے ہوئے بے ہنگم بت پر نظر ڈالی پھر خود کو سنبھالتا ہوا اٹھا لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک خوف و دہشت کے اثرات موجود تھے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے اور جسم رہ رہ کر یوں کپکپا رہا تھا جیسے کسی نادیدہ خطرے کے شدید جھٹکوں سے دوچار ہو۔

کیلاش نے ابھی تک اپنی زبان نہیں کھولی تھی، وہ ایک ماہر سرجن تھا اسی لیے خاموش نگاہوں سے حالات کا جائزہ لینے میں مصروف تھا، سمورا کے اٹھنے کے بعد وہ اسے بڑی گہری اور معنی خیز نظروں سے گھورنے لگا۔ چند لمحے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا پھر نہایت ٹھوس لہجے میں بولا۔

"سمورا۔ کیا میں تمہاری اس دگرگوں کیفیت کا سبب دریافت کروں؟"

"میں۔ ہاتھ باندھ کر تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔" سمورا نے لرزتے ہوئے کہا۔ "تم عظیم ہو۔ میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی تھی۔"

"میز کے الٹنے کا کیا مقصد تھا۔۔۔ جانتے ہو؟" کیلاش کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"ہاں" سمورا سہمی ہوئی آواز میں بولا۔ "مقدس اورو نے میرے شبہے کی تردید کر دی۔"

"تم نے ہماری قوتوں کو آزمانے کی حماقت کی تھی۔ کیوں؟"

"ہاں۔ مم۔۔۔ مگر میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں۔"

"تم نے دیکھ لیا اپنی حماقت کا نتیجہ۔ اورو کا بت بھی اپنی جگہ لرز رہا تھا۔" کیلاش نے دبنگ اور ٹھوس آواز میں کہا پھر سمورا کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "ہم نے تم سے کہا تھا کہ محتاط رہنا لیکن تم نے ہماری بات نہیں مانی۔"

"مکالا کی باتوں نے مجھے بہکا دیا تھا، سردار ہونے کے ناتے میرے لیے اپنے شبہے کی تصدیق ضروری تھی۔ میں مجبور تھا۔"

"پھر تم نے کیا تصدیق کی؟" کیلاش نے زیر خند سے پوچھا۔

"ہم دلوں کے اندر کا بھید بھی پڑھنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تم ساوری کی موجودگی میں اپنی زبان سے اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔"

"مم۔ میں۔ میں نے تمہارے کھانے میں بے حد تیز اثر کرنے والا زہر ملا دیا تھا۔ اتنا سریع الاثر زہر کہ اس پر زبان لگتے ہی"

"ہماری موت واقع ہو سکتی تھی۔" کیلاش نے ہونٹ چباتے ہوئے جملہ مکمل کیا۔

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ رحم طلب نظروں سے کیلاش کو دیکھتا رہا۔

"اور کھانے کی وزنی میز۔" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ "اسے عین وقت پر کس نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا؟"

"وہ۔ وہ تمھاری عظیم طاقت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔" سمورا نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسی لیے کہا تھا کہ آزمائش صداقت کی کسوٹی ہوتی ہے۔" میں نے تلخ انداز میں سمورا کو مخاطب کیا۔ "یہ تمھیں وقت کے فیصلے کا انتظار تھا۔ کیا اب تمھیں یقین آگیا کہ آسمانی بلاؤں اور گردشوں کا بھید سوائے دیوتاؤں کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔"

"سردار کو اپنی غلطی کا احساس ہے۔" ساوری نے سمورا کے چہرے کے تاثرات محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "ہم نے جان بوجھ کر تمھیں ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔"

"تم اپنی زبان بند رکھو لڑکی۔" کیلاش تیزی سے بولا۔ "تمھیں دیوتاؤں کی طاقت کا اندازہ نہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمھارے سردار کی حماقت نے تمھارے دیوتا کو بھی لرز اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا؟"

"ہاں۔ اور اسی لیے میں نے دیوتا کے قدموں میں سر جھکا کر اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا، اگر میں ایسا نہ کرتی تو دیوتا کا عتاب ہمیں برباد کر دیتا۔"

ساوری کا جواب سن کر میں نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ وہ بھی سمورا کے ساتھ ہماری موت کی سازش میں برابر کی شریک رہی ہوگی۔ ایک لمحے کو ساوری کے لیے میرے سینے میں نفرت کا شدید طوفان ابھرا۔ میں نے سوچا کہ اس کی دوہری شخصیت کو بے نقاب کر دوں لیکن اسی لمحے ایک مانوس نسوانی آواز کی سرگوشی میرے کانوں میں تیزی سے سنائی دی۔

"جلد بازی سے گریز کرو ورنہ نقصان میں رہو گے۔"

میں اس آواز کو سن کر چونک اٹھا، وہ یقیناً جینی کی آواز تھی۔ میں نے پلٹ کر اپنے اطراف میں دیکھنا چاہا مگر اس کی آواز نے مجھے دوبارہ ٹوکا۔ "نہیں کسی بوکھلاہٹ کا مظاہرہ مت کرنا ورنہ تمھارا بھانڈا سردار کی نظروں میں پھوٹ جائے گا۔"

"کھانے میں زہر....!"

"سمورا کے حکم پر ساوری نے ملایا تھا۔" میرے دل میں جو سوال ابھرنے والا تھا جینی کی آواز نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "وہ مجبور تھی۔ اگر بروقت میری نادیدہ قوت نے کھانے کی میز الٹ دی ہوتی تو شاید ساوری کو کوئی دوسری تدبیر اختیار کرنی پڑتی اور وہ اگر ایسا کرتی تو سمورا کی نگاہوں میں گر جاتی۔"

"تم۔ تم کہاں ہو۔" میں نے جینی کو دل کی زبان سے آواز دی۔

"تمھارے بہت قریب لیکن تم صرف میری آواز کی سرگوشی سن سکتے ہو مجھے دیکھ نہیں سکتے۔"

"سمجھی۔ اور وہ کے طویل القامت بت کو بھی تم نے لرزہ بر اندام کیا ہوگا۔"

"ہاں۔ میں ساوری کے ذہن کو الجھانا چاہتی ہوں۔" جینی کا جواب میرے کانوں میں گونجا۔ "وہ تم لوگوں کی اصلیت سے واقف ہو چکی ہے لیکن اس وقت جو کچھ پیش آیا اس نے ساوری کے ذہن میں ان گنت الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ اس کا ذہن بار بار اسے باور کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ تم لوگوں نے خود کو بے حد پراسرار بنا رکھا ہے۔ جو نظر آتے ہو اس کے برعکس ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اس سے بالکل مختلف ہو۔"

"لیکن وہ ہماری زبان جانتی ہے۔ ہماری گفتگو سے ہماری اصلیت کا راز جان چکی ہے۔"

"تم بھول رہے ہو کہ تم لوگوں نے خود کو سمندر اور ہواؤں کا دیوتا ظاہر کیا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تم نے ساوری کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر اسی کی زبان میں گفتگو کی ہو؟"

"لیکن میں اعتراف کر چکا ہوں کہ....!"

"بھول جاؤ اس پرانی بات کو۔" جینی نے تیزی سے کہا۔ "آگے بڑھو اور زہر آلود کھانے کو حلق کے نیچے اتار کر سمورا کو بھی باور کرا دو کہ سریع سے سریع زہر بھی دیوتاؤں کے لیے بے اثر ہوتا ہے۔"

میں نے نظریں جھکا کر فرش کے اس حصے کی جانب دیکھا جہاں ٹوٹی ہوئی ڈش میں تلی ہوئی مچھلی کا ایک ٹکڑا موجود تھا۔ کیلاش ساوری کا جواب سن کر ابھی تک اسے غصیلی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کیبن میں موت کا سناٹا طاری تھا پھر میں نے جینی کی ایما پر سمورا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اور وفینا کے ناسمجھ اور احمق سردار تم نے اور تمھارے ساتھیوں نے ہمیں سمجھنے میں شدید غلطی کی ہے۔ تم شاید بھول گئے تھے کہ دیوتا عظیم اور لامحدود قوتوں کے مالک ہوتے ہیں۔" پھر میں نے کیلاش کی طرف اشارہ کیا۔ "میرے دوست سمندر کے دیوتا نے اپنی قوت کے ایک اشارے سے میز پلٹ کر تمھاری گندی اور ناپاک سازش کو ناکام کر دیا لیکن میں تمھیں دکھاؤں گا کہ زہر کا اثر ہم دیوتاؤں کے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔"

کیلاش اور جیکب نے میری جانب وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ میں نے نہایت اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے قدم آگے بڑھائے

اور ڈش میں بچا ہوا مچھلی کا ٹکڑا اٹھا لیا۔ ساوری کی آنکھوں میں الجھن اور بے چینی جھلک اٹھی۔ کیلاش نے مجھے روکا۔

"نہیں جمال۔ ایسی غلطی مت کرنا۔"

"لڑکی۔" میں نے کیلاش کی بات ان سنی کرتے ہوئے ساوری کو سپاٹ نظروں سے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تمھیں یقین ہے کہ اس زہر آلود مچھلی کا ٹکڑا کسی انسان کی زندگی کو پلک جھپکتے میں موت سے ہمکنار کر سکتا ہے؟"

"ہاں۔" ساوری نے تھوک نگلتے ہوئے مردہ آواز میں جواب دیا، اس کی غزالی آنکھوں کا اضطراب اس کی کیفیت کی ترجمانی کر رہا تھا، شاید وہ مجھے زہر آلود غذا کھانے سے منع کرنا چاہتی تھی لیکن سمورا کی موجودگی میں بے بس تھی۔

"غور سے دیکھو اور وہ کے پجاری۔" میں نے سمورا سے سرد لہجے میں کہا۔ "میں تمھارے دل سے شبہات مٹانے کی خاطر یہ زہر آلود مچھلی اپنے حلق کے نیچے اتار رہا ہوں۔"

"کیلاش۔ اسے روکو۔" جیکب نے بوکھلا کر جلدی سے کہا۔ "شاید یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔"

"جمال، میری بات سنو۔ مچھلی کے اس ٹکڑے کو۔" میں نے کیلاش کا جملہ پورا نہیں ہونے دیا اور دل کڑا کر کے مچھلی کا ٹکڑا منہ میں رکھ لیا۔ اس وقت میرے دل کی کیا کیفیت تھی اس کا نقشہ الفاظ سے نہیں کھینچا جا سکتا۔ موت کا تصور گھپ اندھیروں کی شکل میں میری پلکوں کے نیچے کوند رہا تھا لیکن شاید جینی کی آواز کے سحر نے مجھے پوری طرح مسمرائز کر لیا تھا جو میں نے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر مچھلی کو ایک ہی جھٹکے میں حلق سے نیچے اتار لیا۔ اس وقت غالباً میرے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی جس کا اندازہ مجھے جیکب کی بات سے ہوا۔

"انجیل مقدس کی قسم۔ یہ دیوانگی ہے کہ انسان زہر کھا کر مسکرانے کی کوشش کرے۔"

کیلاش نے میری طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے ایک ذرا جنبش بھی نہ کر سکا۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ ساوری کے دل کی دھڑکنیں نمایاں نظر آ رہی تھیں اور سمورا۔ ایک لمحے کے لیے تو جیسے گنگ ہو گیا پھر تیزی سے آگے بڑھا اور اس بار وہ ہاتھ باندھ کر میرے قدموں پر گر پڑا۔

جیکب یوں اپنی جگہ ساکت و جامد نظر آ رہا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ خود میری حالت بھی جیکب سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی۔

*

کیلاش اور جیکب دونوں ہی مجھ سے شاکی تھے، ان کا خیال تھا کہ میں ان سے بہت ساری باتیں پوشیدہ کیے ہوئے ہوں، وہ حق بجانب تھے، ان کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اسی انداز میں سوچتا جس طرح وہ سوچ رہے تھے لیکن میں اپنی جگہ مجبور تھا، ساوری اور جینی دونوں نے مجھ پر زبان بندی کی شرط عاید کر دی تھی، حالات جس انداز میں رخ تبدیل کر رہے تھے وہ خود میرے لیے بھی حیران کن تھے، جینی نے مجھے ٹونگا بوٹی کھلا کر زہر کے مضر اثرات سے محفوظ کر دیا تھا، اسی کی نادیدہ قوت نے مجھے مجبور کیا تھا کہ میں زہر آلود مچھلی کھا کر اپنے غنیموں کو ششدر کر دوں عام حالات میں شاید میں ایسی حماقت کبھی بھول کر بھی نہ کرتا لیکن جینی کی پراسرار قوت نے مجھے پوری طرح اسیر کر لیا تھا۔ بلوپائپ کے ذریعے زہریلی سوئی میرے بازو میں اتار کر اس نے کسی حد تک مجھے اس امر کا یقین دلا دیا تھا کہ میں زہر کھا کر بھی زندہ رہ سکتا ہوں مگر ان تمام باتوں کے باوجود دیدہ و دانستہ موت کے خطرناک کھیل سے دوچار ہونا میرے نزدیک بھی دانش مندی کے منافی تھا۔

جیکب نے میری اس حرکت کو دیکھ کر مجھے ذہنی فتور میں مبتلا قرار دیا، اس نے پرزور الفاظ میں کیلاش کو باور کرانے کی کوشش کی کہ اور وفینا کی زہر آلود فضا اور وحشیانہ ماحول نے میرے دل و دماغ کو اس بری طرح متاثر کیا ہے کہ میں سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں کھو بیٹھا ہوں۔ کیلاش نے جیکب کی رائے زنی پر کسی تعجب یا حیرت کا اظہار نہیں کیا، وہ ڈاکٹر تھا، سرجری کے میدان میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے وہ یقیناً میرے بارے میں ایک علیحدہ رائے قائم کر چکا تھا جس کا اظہار اس نے اس وقت کیا جب جیکب جھلا کر میرے کیبن سے باہر چلا گیا۔

"جمال میرے عزیز دوست۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے بحری سفر کس مقصد سے اختیار کیا، بھابی نے مرتے وقت تم سے ایک آخری خواہش کا اظہار کیا اور تم نے مرنے والی سے اپنی محبت کے بے پناہ اظہار کے طور پر ایک انجانے سفر کا آغاز کرنے کی ٹھان لی۔ لیکن....!"

"کیلاش....!"

"نہیں۔" وہ میری بات کاٹتے ہوئے بدستور سنجیدگی سے بولا۔ "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے ٹھنڈے دل و دماغ سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ وقت اور حالات نے ہمیں ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں ہمارے چاروں طرف موت کے خطروں کا جال بچھا ہوا ہے اور ہماری ایک ذرا سی لغزش ہمیں کسی وقت بھی موت سے دوچار کر سکتی ہے، ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم مل جل کر حالات کا مقابلہ کریں۔"

"میں تمھاری بات سمجھ رہا ہوں میرے دوست لیکن....!"

"وہ کوئی ایسا ہی گہرا اور اہم راز ہے جو ہماری دوستی کے درمیان دیوار بن کر حائل ہو گیا ہے۔" کیلاش نے قدرے ناگوار انداز میں کہا۔ "درخشاں بھابی شادی سے پہلے جس مذہب سے تعلق رکھتی تھیں میں آج بھی اسی پر قائم ہوں۔ ہندو ہونے کے باوجود میں آواگون کے عقیدے پر یقین نہیں رکھتا۔ میں نے تم کو یہ بات پہلے بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر اس وقت تم جذباتی ہو رہے تھے اس لیے میں نے تمہارے دل کو ٹھیس پہنچانا مناسب نہیں سمجھا۔ تم نے اپنی بیوی کی آخری خواہش کا احترام کرنے کی خاطر جس سفر کا آغاز کیا۔ میں اور جیکب اس میں برابر کے شریک ہو گئے۔ سفر کے دوران جو واقعات درپیش آتے رہے ان کا ذکر فضول ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قدم قدم پر موت مختلف بھیس اور انوکھے روپ بدل بدل کر ہمارا تعاقب کرتی رہی اور ہم ایک ساتھ ان تمام خطروں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن اس وقت واپسی ہمارے اختیار میں تھی۔" کیلاش ایک ثانیے کو خاموش ہوا پھر مجھے گھورتا ہوا بولا۔ "ایپاکے جزیرے پر لنگر انداز ہونے سے بیشتر ہی جیکب نے ایک امکانی خطرے کا اظہار کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اگر ہم نے واپسی کا سفر اختیار نہ کیا تو بحری عقاب کا سفر ہماری موت کا سفر بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ زندگی سب کو پیاری اور عزیز ہوتی ہے لیکن میں نے اور جیکب نے زندگی کو تمہاری دوستی پر ترجیح نہیں دی۔ کیوں جمال؟ کیا وہ ہماری حماقت تھی؟"

کیلاش مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ایک ایک لفظ کا زہر میرے وجود کو شدید کچوکے لگا رہا تھا۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا اس میں حق بجانب تھا۔ میں اپنی جگہ کھڑا ہاتھ ملتا رہا۔ میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ مجھے اس بات کا خدشہ بھی لاحق تھا اگر میں نے زبان کھولی تو حالات ہمارے حق میں زیادہ بھیانک اور خطرناک صورت اختیار کر لیں گے۔ میں بے بسی کی حالت سے دوچار خاموش کھڑا سوچتا رہا کہ کیلاش کو کیا جواب دوں۔ اسے جینی اور ساوری کے راز سے آگاہ کر دوں یا ہونٹوں پر قفل پڑا رہنے دوں۔

"میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا میرے دوست۔" کیلاش نے میری طویل خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "جیکب پرخلوص ہونے کے باوجود جذباتی واقع ہوا ہے جو تم سے الجھتا رہتا ہے لیکن میں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مرتے دم تک ہر حال میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

کیلاش جانے کے لیے پلٹا تو میں نے لپک کر اس کا راستہ روک لیا پھر میں نے تمام احتیاط بالائے طاق رکھ کر اسے ساوری اور جینی کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔ کیلاش حیرت سے میری باتیں سنتا رہا۔ میں خاموش ہوا تو اس نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

"تم نے اچھا کیا جو جیکب کے سامنے ان باتوں کا اظہار نہیں کیا۔ وہ ٹھوس مذہبی خیالات اور عقیدوں کا مالک ہے، ہو سکتا ہے کہ جینی کے سلسلے میں اپنی زبان پر قابو نہ رکھ سکے۔"

"سمورا کے بارے میں اب تمہارا کیا فیصلہ ہے؟" میں نے دل کا بوجھ اتر جانے کے بعد پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب اسے رخصت کر دیا جائے۔ جینی نے جس حیرت انگیز قوت کا مظاہرہ کیا ہے اس نے یقینی طور پر سمورا کے دل و دماغ سے سارے شبہات رفع کر دیے ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ آئندہ ہمارے سلسلے میں کسی مزید حماقت کا ثبوت دے سکے گا۔"

"لیکن ساوری کا خطرہ ہمارے سروں پر بدستور مسلط رہے گا۔"

"میرا خیال اس کے برعکس ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر وہ ہماری دشمن ہوتی تو اپنی اصلیت اتنی جلدی کبھی ظاہر نہ کرتی۔ اس کی خاموشی ہمارے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا اندازہ درست ہو لیکن ہمیں یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ کھانے میں زہر ملانے کی سازش میں وہ سمورا کی برابر کی شریک تھی۔" میں نے کہا۔ "اگر وہ ہماری دوست ہوتی تو ہمیں اس خطرے سے آگاہ بھی کر سکتی تھی۔"

"اگر وہ ایسا کرتی تو میں طبعی اعتبار سے اسے ٹھوس کردار کی مالک نہ سمجھتا۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا۔ "اور وفینا کے جزیرے پر ایک سمورا کی واحد ذات ہے جس نے ساوری کو اپنی گمبھیر شخصیت کے سائے تلے پناہ دے رکھی ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ سمورا کی ذات سے بھی کسی طور غداری کرتی تو میں اسے نامکمل سمجھتا۔ تم کوشش کرو کہ کسی طرح ساوری سے اس کے ماضی کا احوال جان سکو۔ اور وفینا کے جنگلی لوگوں کے درمیان اس لڑکی کی ذات ہمارے لیے بے حد مفید اور کارآمد ثابت ہو گی۔"

"اس نے مجھے خاص طور پر مکالا اور اس کے ساتھیوں سے محتاط رہنے کی تاکید کی ہے۔"

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ مکالا اپنے قبیلے کا سب سے زیادہ خوفناک اور خونی درندہ ہے۔" کیلاش نے میری بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو اس بات پر بھی حیرت ہے کہ اس کی موجودگی میں سمورا کو قبیلے کی سرداری کیسے مل گئی۔"

"میں تمہیں ایک اہم بات بتانا بھول گیا۔" میں نے تیزی

سے جواب دیا۔ "ساوری نے ایک روز ہمارے سامنے لوگا کا ذکر کیا تھا۔ مجھے یاد ہے۔ سمورا سے پہلے وہی سردار تھا۔"

"لوگا مرا نہیں۔ ابھی زندہ ہے۔" میں نے آہستہ سے کہا پھر وہ تفصیل بھی بیان کر دی جو ساوری نے مجھے لوگا کے سلسلے میں بتائی تھی۔

"بھگوان کی سوگند جمال مجھے اب موت کے گھپ اندھیروں کے درمیان زندگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔" کیلاش نے میرے بازوؤں کو تھام کر جذباتی لہجے میں کہا۔ "لوگا کی زندگی کا راز ہمارے لیے بے حد قیمتی ہے بشرطیکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔ میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر ہم کسی طرح لوگا کو زندہ سلامت قبیلے والوں کے سامنے لانے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ یقیناً ہماری واپسی کا سامان کرے گا اور مکالا کا خطرہ بھی ہمارے سروں سے ٹل جائے گا۔"

"میں نے ساوری کو کریدنے کی کوشش کی تھی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی اس راز میں ہمیں شریک نہیں کرے گی۔"

"کیوں؟"

"لوگا کو منظرِ عام سے ہٹانے اور مردہ ثابت کرنے میں سمورا بھی مکالا کا ساتھی اور ہم راز ہے۔ وہ دوبارہ سامنے آ گیا تو قبیلے کے جنگلی لوگ مکلا کے ساتھ ساتھ سمورا کی بھی تکہ بوٹی کر ڈالیں گے۔"

"آئی سی۔" کیلاش نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "کیا تمھیں یاد ہے کہ رسوتی کے آپریشن سے پہلے سمورا نے ہماری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ ہم کبھی بھوری پہاڑیوں کی طرف جانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ لوگا کو وہیں کہیں کسی غار میں بند کر دیا گیا ہو۔"

"یہی نکتہ میرے ذہن میں بھی ابھر رہا ہے لیکن ساوری نے میرے استفسار پر کہا تھا کہ جس روز ہم نے بھوری پہاڑیوں کا رخ کیا وہ دن ہماری زندگیوں کے لیے سب سے زیادہ تباہ کن ہوگا اور ہم بربادیوں کا شکار ہو جائیں گے۔"

"اور ساوری نے تمھیں یقیناً یہ مشورہ اس لیے دیا ہوگا کہ ہم ان پہاڑیوں کی جانب رخ نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ لوگا کی زندگی کا چراغ ان ہی پہاڑیوں کے درمیان کسی خفیہ غار کے اندر ٹمٹما رہا ہوگا۔"

باہر ٹامی کے بھونکنے کی آواز سنائی دی تو میں کیلاش کے ساتھ کیبن سے نکل کر عرشے پر آ گیا جہاں ٹامی سیڑھیوں کے قریب کھڑا تھوڑے تھوڑے وقفے سے بھونک رہا تھا۔ ہم نے آگے بڑھ کر دیکھی تو مناما ایک ادھیڑ عمر کی دراز قد عورت کے ساتھ نیچے موجود تھا۔ میں نے ٹامی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کیلاش نے مناما اور عورت کو اوپر آنے کی اجازت دے دی۔

سمورا کی بیماری (آپریشن) کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب کوئی عورت قبیلے کے مذہبی رہنما مناما کے ساتھ آئی تھی۔ میں نے اسے غور سے دیکھا اس کے خدوخال ادھیڑ عمر میں بھی خاصے دل کش نظر آ رہے تھے، چہرے پر بڑی پُروقار سنجیدگی مسلط تھی البتہ اس کی آنکھوں میں ویرانیاں رقص کر رہی تھیں۔ وہ اور دفینا کی عام عورتوں سے خاصی مختلف اور مہذب نظر آتی تھی۔ میں اس کی آنکھوں کی ویرانی کو خاص طور پر محسوس کر رہا تھا۔ کیلاش مناما کو خوش آمدید کہنے کے بعد ابھی رسمی گفتگو میں مصروف تھا کہ سمورا اور ساوری بھی کیبن سے نکل کر سامنے آ گئے۔ میری نظر اتفاقاً سمورا کی جانب اٹھ گئی، وہ اس عورت کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر کچھ الجھا الجھا سا نظر آ رہا تھا۔ میں نے فوری طور پر ساوری پر نظر ڈالی لیکن اس کا چہرہ بالکل نارمل تھا۔

"زاریا مقدس سردار کو اس کی صحت یابی پر مبارک باد پیش کرتی ہے۔" ادھیڑ عمر کی عورت جس نے اپنا نام زاریا ظاہر کیا تھا سمورا کو دیکھ کر قدرے سرنگوں ہو کر بولی۔ "مجھے یقین تھا کہ سردار کا آپریشن کامیاب ہوگا اور ہمارے دیوتا کی کرپا اس کا سایہ برقرار رہے گا۔"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ قدم اٹھتا قریب آ گیا پھر نہایت سنجیدگی سے اپنا سیدھا ہاتھ سامنے کی جانب یوں پھیلا دیا جیسے وہ زاریا کی مبارک باد قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اسے اپنی پناہ میں رکھنے کا یقین بھی دلا رہا ہو۔

"قبیلے کے لوگ مقدس سردار کو دوبارہ اپنے درمیان دیکھنے کی خاطر بہت بے چین ہیں۔" زاریا نے سمورا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "جشنِ صحت کی تیاریاں بھی زور و شور سے جاری ہیں۔"

"مجھے اپنے قبیلے کے لوگوں کی بے چینی کا احساس ہے۔ اور دیوتا نے مجھے نئی زندگی دی ہے اور اس زندگی کا جشن بھی دھوم دھام سے منایا جائے گا۔"

سمورا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر مناما کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ "کوئی خاص بات؟"

"زاریا نے میری خدمت میں ایک درخواست پیش کی ہے۔" مناما نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دبی آواز میں جواب دیا۔ "میں اسی سلسلے میں سردار کا فیصلہ معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

"کیا درخواست ہے؟" سمورا نے بدستور سپاٹ آواز میں

دریافت کیا شاید وہ زاریا کی آمد پر خوش نہیں تھا۔

"یہ۔ یہ چاہتی ہے کہ اس کا نام ان چار عورتوں کی فہرست میں شامل کیا جائے جو سردار کے جشنِ صحت کے خوش گوار موقعے پر دیوتا کے قدموں میں بھڑکائی جانے والی آگ میں کود کر اپنی زندگی کی بھینٹ پیش کریں گی۔"

"مناما۔" سمورا کا لہجہ یک لخت سرد اور تلخ ہو گیا۔ "تم کو اور دفینا میں مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل ہے مجھے بتاؤ۔ کیا زاریا کی درخواست قبول کی جا سکتی ہے۔ تمھارا حساب کیا کہتا ہے؟"

"دیوتا کو شاید زاریا کی بھینٹ قبول نہ ہو۔"

"پھر۔ تم نے اسے یہاں لانے کی تکلیف کیوں گوارا کی؟" سمورا کی آواز میں کرختگی بھی شامل ہو گئی۔

میں دبے قدموں ساوری کے قریب پہنچ گیا، زاریا کی شخصیت کا راز جاننے کی خاطر میں نے بڑی راز داری سے مدھم لہجے میں دریافت کیا۔ "کون ہے یہ عورت؟"

"لوگا کی رفیقِ حیات جو مقدس سردار کو آزمانے کے لیے اپنی قربانی کا ڈھونگ رچانا چاہتی ہے۔"

ساوری کے لہجے میں —— زاریا کے لیے شدید نفرت موجود تھی لیکن میں نے اس پر توجہ نہیں دی اور زاریا کو دیکھنے لگا۔ وہ لوگا کے سلسلے کی دوسری اہم کڑی تھی جو اچانک ہمارے سامنے آ گئی تھی۔

اسی رات کھانے کی میز پر کیلاش نے سمورا کو یہ خوش خبری سنا دی کہ وہ پوری طرح صحت یاب ہو چکا ہے اور اب قبیلے کے لوگوں کے درمیان واپس جا سکتا ہے۔ ساوری کو اس خبر پر بے حد مسرت ہوئی لیکن سمورا کسی گہری سوچ میں غرق تھا شاید کھانے میں زہر ملانے کی جو مذموم حرکت سرزد ہو چکی تھی وہ ابھی تک اس پر پشیمان تھا۔

"کیوں سمورا۔ کیا تمھیں میری بات سن کر خوشی نہیں ہوئی؟"

"تم نے رسوتی کے عذاب سے نجات دلا کر مجھے جو نئی زندگی دی ہے اس پر تمام عمر تمھارا احسان مند رہوں گا لیکن...." سمورا کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا؟"

"کیا تم مجھے معاف کر سکو گے؟"

"اوہ۔ بھول جاؤ اس حادثے کو۔" کیلاش نے لاپروائی کا مظاہرہ کیا۔ "اگر ہم بھی تمھاری طرح انسان ہوتے تو شاید میرے دل میں۔۔ انتقام کے شعلے اس وقت تک بھڑکتے رہتے جب تک میں کوئی جوابی کارروائی نہ کر گزرتا لیکن دیوتا ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔"

"ہم تمھیں معاف کر چکے ہیں۔" جیکب نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔ "البتہ تم اگر چاہو تو ہمیں دوبارہ پھر اپنی کسی ناپاک سازش کے جال میں پھانسنے کی کوشش کر سکتے ہو۔"

"تم دیوتاؤں کے خدمت گار ہو مقدس بھوتپو اس لیے ہم تم سے بھی شرمندہ ہیں۔" سمورا نے جیکب کو بھوتپو کے نام سے مخاطب کیا تو اس کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ خلافِ توقع وہ زہر کا گھونٹ پی کر خاموش رہ گیا۔

"انسان غلطیوں کا پتلا ہے اس لیے اپنی حماقتیں بار بار دہراتا رہتا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن مجھے امید ہے کہ ہمارے سلسلے میں تم آئندہ احتیاط سے کام لو گے کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر سوچ لینا کہ ہماری طاقت لازوال ہے اور ہم مستقبل میں جھانک کر آنے والے حالات کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔"

"تم اور دفینا میں میرے لیے رحمت کا فرشتہ بن کر آئے ہو۔ جو گزر گیا اسے بھول جاؤ، آئندہ تمھیں سمورا کی ذات سے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ تم جیسے عظیم دیوتاؤں کی پوجا کرنا میرے لیے باعثِ فخر ہوگا۔"

"ہم دیکھ رہے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔" کیلاش نے کھانے سے ہاتھ کھینچ کر ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ "تم اندھیروں میں بھٹک رہے ہو اور یہ گھپ اندھیرے تمھیں چاروں طرف سے آہستہ آہستہ گھیر رہے ہیں۔ اور دفینا کے نیلے آسمان پر جو تباہیاں منڈلا رہی ہیں ہم ان سے بھی واقف ہیں لیکن ....."

"سمندر کے عظیم دیوتا۔ کیا تم ہمیں ان اندھیروں سے نہیں نکال سکتے؟" سمورا نے خوشامدی لہجے میں کیلاش کو مخاطب کیا۔

"نہیں۔ جو کچھ تمھارے مقدر میں لکھا جا چکا ہے وہ اس لیے اٹل ہے کہ اس میں تمھارے مقدس دیوتا اورو کو بھی دخل ہے۔"

"نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔" سمورا کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ گڑگڑا کر بولا۔ "اورو کی خوشنودی کی خاطر ہم بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہیں، وہ اگر ہم سے ناراض ہو گیا تو یہ قبیلہ لمحوں میں تہس نہس ہو جائے گا، ہمارے بزرگوں نے ہمیں یہی بتایا تھا۔"

"ہم سب جانتے ہیں۔ دیوتاؤں کی نگاہوں سے کوئی بات اوجھل نہیں رہتی۔ ہمیں تمھاری پریشانی اور الجھنوں کا بھی علم ہے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم اورو کے قدموں پر اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہو مگر کچھ مجبوریاں ہیں جو تمھیں اندر ہی اندر گھلا رہی ہیں۔"

سمورا نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ کیلاش کو عقیدت مندانہ نظروں سے تکتا رہا اور اپنے ہونٹ کاٹتا رہا۔

"وقت کا انتظار کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اورو کی نگاہیں تمھارے حق میں تبدیل ہو جائیں، تمھاری نگاہوں پر جو پٹی بندھی ہے وہ کھل جائے اور تم ان رکاوٹوں کو درمیان سے ہٹانے میں کامیاب

ہو جاؤ جو تمہاری الجھن کا سبب ہیں۔"

"کیا۔ تم میری رہنمائی نہیں کرو گے؟"

"اپنی آنکھیں موند لو سمورا۔ اپنے دل کی گہرائیوں میں جھانک کر غور سے دیکھو تمہیں وہ چہرے صاف نظر آجائیں گے جو تمہاری راہ میں کانٹے بچھا رہے ہیں۔"

"کک۔ کیا۔ کیا وہ ہمارے درمیان، ہم سے قریب موجود ہیں؟"

"مجھے افسوس ہے کہ میں کھل کر تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ ہمیں اس بات کا خیال بھی لاحق ہے کہ مقدس اور ہمارا اہم پتہ ہے، ہم اسے ناراض نہیں کر سکتے۔"

ساوری بہت غور سے کیلاش اور سمورا کی گفتگو سن رہی تھی، ایک بار اس نے کنکھیوں سے میری جانب بھی دیکھا، شاید اسے یہ شبہ ہو رہا تھا کہ میں نے اس کی اصلیت کا راز اور لڑکا کی گمشدگی کی کہانی کیلاش کو سنا دی ہے۔ حقیقت بھی یہی تھی لیکن کیلاش جس خوب صورت انداز میں اداکاری کر رہا تھا اور پہلو بدل بدل کر آنے والے حالات کے بارے میں ڈھکے چھپے الفاظ میں پیشین گوئی کر رہا تھا اسے دیکھ کر ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی مقدس اور عظیم دیوتا سے کم نہیں ہے۔

"تم ہمارے درمیان ہمارے ساتھ رہو گے تو ہماری بہت ساری مشکلات دور ہو جائیں گی۔" سمورا تھوڑے توقف سے بولا۔ "مناما نے جزیرے میں تمہاری عارضی رہائش کا نہایت معقول بندوبست کر دیا ہے۔ میں تم لوگوں سے درخواست کروں گا کہ میرے جشنِ صحت کے بعد تم اپنے نصف جہاز کو چھوڑ کر ہمارے درمیان آجاؤ، ہمارے قبیلے کے لوگ دن رات تمہاری خدمت کریں گے۔"

"سمورا۔" اچانک کیلاش نے چبھتے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے قبیلے کے تمام لوگ تمہارے وفادار ہیں؟"

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن آج تک کسی نے سمورا کی آنکھوں میں ڈال کر اسے للکارنے کی جسارت نہیں کی۔" سمورا دبنگ آواز میں بولا۔ "شاید اس لیے کہ میرے قبیلے کے لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنی لاش پر بھی کھڑے ہو کر قہقہہ لگا سکتا ہوں۔"

"تم دلیر بھی ہو اور نڈر بھی لیکن میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ تمہاری آستین کا سانپ بن کر تمہارے وجود سے لپٹے ہوئے ہیں اور جب بھی انہیں موقع ملا وہ تمہیں ڈسنے سے گریز نہیں کریں گے۔"

"تم دیوتا ہو۔ ہمارے محسن ہو۔ کیا تم سردار کے دشمنوں کی نشان دہی نہیں کر سکتے؟" اس بار ساوری نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"خوب صورت اور حسین لڑکی۔ ہم جانتے ہیں کہ سمورا تمہیں دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن ہم دیوتاؤں پر بھی کچھ بندشیں ہوتی ہیں۔ اگر میں آسمانی دیوتاؤں کے عہد کا پابند نہ ہوتا تو تمہارے سردار کی رہبری ضرور کرتا۔"

"لیکن تم فکرمند مت ہونا۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر سا(وری) سے کہا۔ "ہمارے سمندر کے یہ عظیم اور مقدس دیوتا جب تک اس کے جزیرے پر براجمان رہیں گے ان کا دستِ شفقت تمہارے کے گرد منڈلاتا رہے گا اور کیا عجب ہے کہ یہ دیوتا مہاراج تمہیں ٹوکیلا بنا دیں۔"

"ٹوکیلا۔ یہ کیا ہوتا ہے؟" ساوری نے نہایت سادگی (اور) بردباری سے پوچھا۔

"نیلے افق کے اس پار دیوتاؤں کی جو بستی آباد ہے وہاں ٹوکیلا ان خوب صورت لڑکیوں کو کہا جاتا ہے جن پر دیوتاؤں کی خاص نظرِ عنایت ہوتی ہے۔"

"بھوتیو۔ تم اپنی زبان بند رکھو۔" کیلاش نے اسے انگ(ریزی) میں سرزنش کرتے ہوئے نہایت ہوشیاری سے کہا۔ "کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ ہم نے ہواؤں کے دیوتا کو انسانی زبان سکھا کر ا(س) خوب صورت لڑکی کے دل کا بھید معلوم کرنے پر مامور کیا ہے۔"

"اپنی خیر مناؤ مسٹر جن کی دم۔" جیکب نے منہ پھلا کر کہا۔ "ان شیطانوں کو ہمارا بھید معلوم ہو گیا تو ہمیں یہاں سے بھا(گنے کا) راستہ نہیں ملے گا۔"

"میں نے یہاں سے فرار کا ایک آسان طریقہ سوچ لیا (ہے)" میں نے جلدی سے جیکب کو مخاطب کیا۔ "اگر تم ساتھ دینے پر آ(مادہ) ہو تو وہ طریقہ نہایت مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔"

"انسان جب صراطِ مستقیم سے بھٹک جائے تو اس کی (عقل) خبط ہو جاتی ہے اور شیطان اس کی کھوپڑی کے اندر اپنا گھ(ر بنا) لیتا ہے۔" جیکب نے مجھے گھور کر کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ کیلاش (کی) صحبت نے تمہارے جیسے سیدھے سادے اور نیک انسان کو بھٹکا دیا ہے۔ تم دونوں سے کسی عقل مندی کی توقع کر کے اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کر سکتا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ ہم اسے روکتے وہ تیزی سے اٹھا لمبے لمبے قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔

"کیا بھوتیو کو ہماری کوئی بات ناگوار گزری ہے؟" (...) نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"نہیں۔ وہ چہل قدمی کے ارادے سے اٹھ گیا ہے۔"

"تم ابھی کس زبان میں بات کر رہے تھے؟" ساوری (نے) اچانک کیلاش سے سوال کیا، وہ مجھے ٹٹولنے کی خاطر کیلاش (کو) آزمانا چاہ رہی تھی۔

"اس زمین پر ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہم ا(...)

زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں لیکن اس وقت میں اپنے خدمت گار کے ساتھ انگریزی زبان میں بات کر رہا تھا۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کیا تم ہم سے کوئی زبان سیکھنا پسند کرو گی؟"

"کیوں نہیں۔" ساوری نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تیزی سے کہا پھر کھانے میں مصروف ہو گئی۔

کیلاش نے بھی مصلحتاً اسے نظر انداز کر کے سمورا سے گفتگو شروع کر دی۔

سمورا اور مناما کے بے حد اصرار پر ہم سب کو اس کے جشنِ صحت میں شریک ہونا پڑا۔

جیکب اور کیلاش کے لیے اس جشن کے ہنگامے یقیناً نئے اور عجیب و غریب تھے لیکن میں خواب کی حالت میں وہ سب کچھ پہلے ہی دیکھ چکا تھا جو اس وقت اورد فینا کے جزیرے پر بپا تھا۔

قبیلے کے تمام مرد و زن بے حد خوش اور مسرور تھے، سمورا ایک بلند مقام پر ہمارے درمیان بیٹھا اپنے لوگوں کے چہروں پر دمکتی مسرتیں دیکھ رہا تھا، وہاں ہمارے علاوہ مکالا اور مصنوعی چہرے والے مخصوص افراد بھی موجود تھے کچھ اور ایسے لوگ بھی تھے جنھیں سمورا نے عزت بخشی تھی، وہاں سابقہ سردار کی منظورِ نظر زاریا بھی تھی جو میرے ہاتھ پر بیٹھی تھی، سمورا کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا، کیلاش نہایت دل چسپی سے دلچسپ ہنگاموں میں محو تھا البتہ جیکب کے چہرے سے بیزاری مترشح تھی، اس کی وجہ ساوری بھی ہو سکتی تھی جس نے جشنِ صحت کے موقعے پر خود کو زیادہ مخصوص اور نمایاں کرنے کے لیے اپنے بدن اور چہرے پر رنگ برنگے نقوش بنا رکھے تھے۔

اورد کا طویل القامت مجسمہ جہاز سے اتار کر دالیں کھلے میدان میں رکھ دیا گیا تھا۔ مجسمے کے سامنے تقریباً بیس فٹ کے فاصلے پر وہ الاؤ روشن تھا جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ روشن الاؤ کے گرد مقامی زن و مرد کا شیطانی رقص جاری تھا، ایک طرف چار قد آور افراد پوری شدت سے ڈھول پیٹنے میں مصروف تھے، بھڑکتی آگ کے شعلوں کی لپٹ لوگوں کے چہروں پر نہایت بھیانک تاثر پیدا کر رہی تھی، ان کے حلق سے عجیب و غریب اور بے ہنگم شور و غل کی آوازیں بلند ہو کر رات کے سناٹے میں دور تک پھیل رہی تھیں۔

پھر مناما نے جو سمورا کی پشت پر موجود تھا اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیے، یہ غالباً اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کرنا چاہتا تھا، اس کے ہاتھ بلند کرتے ہی مخصوص اور مصنوعی چہرے والے افراد نے اپنے حلق سے تیز سیٹی جیسی آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں، الاؤ کے گرد اچھل کود اور شیطانی رقص اس آواز کے ساتھ ہی تھم گیا، وہ سب مناما کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اورد فینا کے لوگو اور مقدس اورد کے عظیم پرستارو، ہمیں خوشی ہے کہ ہمارا سردار روبہ صحت ہونے کے بعد ہمارے درمیان موجود ہے۔" مناما نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "سمندر اور ہواؤں کے دیوتا نے ہمارے سردار کو رسولی کے عذاب سے نجات دلا کر ہمارے اوپر جو احسان کیا ہے وہ اورد فینا کے لوگ کبھی فراموش نہیں کریں گے۔"

مناما ایک لمحے کو خاموش ہو گیا، مجمع کی جانب سے شور بلند کر کے ہمیں داد و تحسین پیش کی گئی پھر مناما کی آواز دوبارہ بلند ہوئی۔ "میرے دوستو اور مقدس دیوتا کے پجاریو۔ ہم اپنی سابقہ رسم کو برقرار رکھتے ہوئے آج ایک بار پھر اورد کے قدموں میں شاندار اور بے مثال قربانی پیش کریں گے، اورد فینا کی چار خواتین کا انتخاب عمل میں آ چکا ہے جو سردار سمورا کی زندگی کی خوشی کے اس پر مسرت موقعے پر روشن الاؤ میں بھسم ہو کر اورد فینا کی خدمت میں اپنی روایتی اور عدیم المثال قربانی پیش کریں گی لیکن اس قربانی سے پہلے ہم سب مل جل کر اپنے قبیلے کا نغمہ گائیں گے۔ میں مقدس اور ہر دل عزیز سمورا سے درخواست کروں گا کہ وہ جشن کے شروع ہونے کا اعلان کرے۔"

"یہ اب تک جو کچھ ہو رہا تھا کیا یہ جشن کی تمہید تھی۔" جیکب نے دبی زبان میں کہا۔ "ربِ عظیم کی قسم، مجھے ابھی تک ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں کھلی آنکھوں سے کوئی ہول ناک اور بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ حماقت اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟"

"گھبراؤ نہیں۔ تمھارا یہ خواب عنقریب حقیقت میں تبدیل ہو جائے گا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "وحشی قبائل میں آباد جنگلی لوگوں کی رسومات بھی بے حد دہشت ناک اور ناقابلِ یقین ہوتی ہیں۔"

"یہ سب مذہب سے گمراہی کا نتیجہ ہے، ہم اپنی راہ سے بھٹک چکے ہیں جس کے نتیجے میں دنیاوی نعمتوں کا شکار ہو رہے ہیں۔"

"لیکن ان ہی نعمتوں کے درمیان کچھ زیادہ حسین اور خوب صورت نعمتیں بھی موجود ہیں۔" کیلاش نے جیکب سے کہا۔ "تم شاید بھول رہے ہو کہ سمورا نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جشن کے بعد وہ ہماری خدمت کے اعتراف کے طور پر ہمیں حسین لڑکیوں کے پرکشش تحفوں سے نوازے گا۔"

"شاید اسی لیے تم بار بار کنکھیوں سے بے شرمی کے تھرکتے نظاروں میں اپنی دل چسپی کا اظہار کر رہے تھے۔"

"فادر جیکب، بھگوان نے ہمارے درمیان سندر اور کومل شریر پیدا کر کے ہمیں اپنی مہانتا کا ثبوت دیا ہے اور بھگوان کی دی ہوئی نعمتوں سے منہ موڑنا میرے نزدیک سخت گناہ ہے جس کے تم مرتکب ہو رہے ہو۔" کیلاش بولا۔ "میری مانو تو تم ابھی سے اپنے لیے کوئی تاڑ لو ورنہ بعد میں ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ وہ اُدھر دیکھو، دیوتا اورد کے مقدس بت کے سیدھے ہاتھ پر جو لڑکی موجود ہے متعدد بار تمھاری جانب دل چسپ اور پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ چکی ہے۔"

"میں اس کے سندر شریر، اس کی پسندیدہ نگاہوں کے ساتھ ساتھ تمھارے ان فضول خیالات پر بھی لعنت بھیجتا ہوں۔" جیکب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا تمھیں اس بھیانک اور ہول ناک رات میں بھی ایسی لچر باتیں کرتے کوئی شرم نہیں محسوس ہوتی؟"

"لچر باتوں کا تصور ہمیشہ گھپ اندھیروں میں جنم لیتا ہے۔ اسی لیے میں مقدس آگ کے بجھنے کا شدت سے انتظار کر رہا ہوں۔"

جیکب پلٹ کر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سمورا نے سنکھ اٹھا کر پھونکا تو اس کی بے ہنگم آواز سے چونک اٹھا، میں نے نظر گھما کر دیکھی، سمورا پوری طاقت سے سنکھ پھونک رہا تھا، ایک منٹ تک سنکھ کی آواز گونجتی رہی پھر سمورا نے اپنا سیدھا ہاتھ اچانک ہجوم کی سمت پھیلا دیا، یہ گویا جشن شروع کرنے کا اشارہ تھا جسے پاتے ہی روشن الاؤ کے گرد ہجوم ایک بار پھر بے قابو ہو کر اچھلنے کودنے لگا۔ سب سے پہلے ایک بوڑھے شخص نے آگے بڑھ کر جادو کے چند ناقابلِ یقین کرتب دکھائے، اس نے اپنے معمول کو نیزے کی نوک پر سر کے بل الٹا کھڑا کر دیا پھر نہایت ماہرانہ انداز میں اس کے جسم پر خنجر پھینکنے کا مظاہرہ کرتا رہا، چمک دار اور تیز دھار خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بجلی کی طرح کوندتے ہوئے لپکتے پھر نیزے پر معلق شخص کے جسم کے مختلف حصوں میں دستے تک اتر جاتے، کم و بیش دس خنجر اسی انداز میں پھینکے گئے پھر جو کچھ ہوا اس نے ہم تینوں کو ششدر کر دیا، بوڑھے جادوگر نے زمین سے ریت کی ایک چٹکی اٹھائی، اس پر کچھ پڑھ کر معمول کی جانب اچھالا تو کثیف دھوئیں کے بادلوں نے نمودار ہو کر معمول کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا، اور جب وہ دھواں تحلیل ہوا تو معمول زمین پر کھڑا مسکرا رہا تھا اور اس کے جسم پر پھینکے گئے تمام خنجر غائب ہو چکے تھے۔

"سب بکواس اور لغو باتیں ہیں۔" جیکب حقارت سے بولا۔ "ان ہی حماقتوں نے ہمیں صراطِ مستقیم سے دور کر دیا ہے۔"

"آہستہ بولو میری جان۔" کیلاش نے جیکب کو خوف زدہ کرنے کی خاطر کہا۔ "مجھے رہ رہ کر اسی سفرنامہ کا خیال آ رہا ہے جس میں جنگلیوں کے کسی ایسے قبیلے کا ذکر موجود ہے جہاں پادریوں کے گوشت کو نہایت ذوق و شوق سے بھون کر کھایا جاتا ہے۔"

"تم اس بے ہودہ ذکر کو پہلے بھی متعدد بار دہرا چکے ہو۔"

"مجھے خطرہ ہے کہ آج کی رات کہیں تمھارے اوپر بھاری ثابت نہ ہو۔"

"میں موت سے کبھی خوف زدہ نہیں ہوا اس لیے کہ وہ برحق ہے البتہ تمھاری بکواس سن سن کر میرے کان ضرور پک گئے ہیں۔"

"ساوری سے محتاط رہنا۔" کیلاش دبی زبان میں بولا۔ "آج اس کی قاتل نظروں کے خطرناک زاویے تمھارے حق میں اچھے نظر نہیں آ رہے۔"

"جمال۔ کیا تم اس پڑھے لکھے اور مہذب ڈاکٹر کی باتیں سن رہے ہو؟"

جیکب نے مجھے مخاطب کیا لیکن میری نظریں اس وقت مکالا کے چہرے پر مرکوز تھیں جو مصنوعی چہرے والوں کے درمیان سینہ تانے بیٹھا سمورا اور ساوری کو کئی بار معنی خیز نظروں سے دیکھ چکا تھا۔ اس کی نگاہوں میں شیطانی چمک کوند رہی تھی، شاید وہ روشن الاؤ کے قریب ہونے والے کھیل تماشوں سے زیادہ سمورا اور ساوری کی ذات میں دل چسپی لے رہا تھا، میرے ذہن میں معاً ایک خوف ناک خیال نے نہایت سرعت سے سر ابھارا، اگر اس وقت مکالا اور اس کے ساتھی اچانک سردار اور ساوری پر بھوکے عقاب بن کر ٹوٹ پڑیں تو کیا ہوگا؟ مکالا، جو قبیلے کا سب سے زیادہ عیار اور خطرناک شخص تھا کسی وقت بھی کوئی خطرناک چال چل سکتا تھا، ساوری نے مجھے اس کے سلسلے میں ہر وقت محتاط رہنے کی تاکید کی تھی۔

"تم کہاں گم ہو؟" جیکب نے میری نگاہ کے زاویے کو تاڑتے ہوئے طنز کیا۔ "کیا کیلاش کی صحبت نے تمھیں بھی مالی خولیا کے موذی مرض میں مبتلا کر دیا ہے؟"

میں جیکب کی بات سن کر چونکا۔

"تم۔ کیا تم مجھ سے کچھ پوچھ رہے تھے؟"

"نہیں۔ اس دن کو رو رہا تھا جس دن میں نے تم دونوں کے ہمراہ اس منحوس سفر پر روانہ ہونے کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کیا تھا۔"

"ربِ عظیم پر بھروسہ رکھو۔" کیلاش بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمھاری قسمت کے تارے اپنی رفتار تبدیل کر دیں۔"

اس بار جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، تیکھی نظروں سے کیلاش کو گھورا پھر اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کر لی۔

اورد دیوتا کے بت کے سامنے وحشی رسومات کا سلسلہ جاری تھا، ان ہنگاموں کی فہرست بے حد طویل ہے میں مختصراً

صرف اتنا کہوں گا کہ وہاں جو کچھ ہو رہا تھا اس کا مہذب دنیا اور اس کی تہذیب سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا پھر وہ وقت بھی آ گیا جب عورتوں کی قربانی کا سلسلہ شروع ہونے والا تھا۔

میرے علاوہ جیکب اور کیلاش کی آنکھیں بھی اس وقت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب ڈھول پیٹنے کی آوازوں نے یک لخت اپنا ردم تبدیل کیا اور اورد کے بُت کے اطراف جو لوگ جمع تھے وہ سمٹ کے راستہ بنانے لگے پھر چار عورتیں تیز تیز قدم اٹھاتی بھڑکتے شعلوں کے قریب آ گئیں، ان کے چہرے خلافِ توقع خوشی اور مسرت کے احساس سے دمک رہے تھے، ان کی مخمور نگاہوں میں کوئی جذبہ تھا جو چمک رہا تھا، ان کے جسموں کو مقامی رسم و رواج کے مطابق مختلف رنگوں کی آمیزش سے خوب صورت ترین بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی تھی، ان کے گلوں میں مہکتے پھولوں کے بڑے بڑے لاتعداد گجرے پڑے تھے، چہرے کے خدوخال شعلوں کی تڑپتی روشنی میں نمایاں نظر آ رہے تھے ان کی عمریں کچھ زیادہ نہیں تھیں، ان کے نقوش خاصے دل کش اور پرکشش تھے، چند لمحوں بعد وہ موت سے ہمکنار ہونے والی تھیں مگر ان کے چہروں پہ ایک ذرا ملال نہیں تھا، اس کے برعکس وہ پیش کی جانے والی قربانی کے جذبے سے سرشار اور بدمست نظر آ رہی تھیں۔

چاروں عورتوں نے سامنے آ کر قبیلے کے لوگوں کو دیکھا پھر سمورا کی طرف متوجہ ہو کر نہایت عقیدت سے جھک گئیں اسی لمحے مناما نے ایک بار پھر اپنے ہاتھ فضا میں بلند کر کے مجمعے کو خاموش کیا اور بلند آواز میں بولا۔

”میں اوردفینا کے قبیلے کے لوگوں کی جانب سے سردار سمورا سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قربانی کی رسم ادا کرنے کی اجازت دے۔ وہ عظیم رسم جو ہمارے درمیان ہوش سنبھالنے سے اب تک چلی آ رہی ہے اور جس کی بدولت مقدس اورد ہمیں تباہیوں اور بربادیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔“

ہجوم نے پُرزور تالیاں بجانا شروع کر دیں، سمورا نے سنکھ کو دوبارہ ہاتھ میں سنبھالا تو جیکب نے کسمساتے ہوئے کہا۔

”انجیلِ مقدس کی قسم میں اس وحشیانہ رسم کو نہیں دیکھ سکتا میں جا رہا ہوں۔“

”نہیں جیکب۔“ میں نے تیزی سے اسے سمجھایا۔ ”اس وقت یہاں سے اٹھ کر جانے کی حماقت نہ کرنا۔“

”کیوں۔ کیا تم اس انسانیت سوز قربانی کے بدترین مظاہرے میں بھی دل چسپی لے سکو گے؟“

”جذباتی مت بنو۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کرو، قربانی کی یہ رسم اوردفینا قبیلے میں سب سے زیادہ اہم اور قابلِ احترام سمجھی جاتی ہے، مناما نے مجھے یہی بتایا ہے۔“

”لیکن میں مہذب دنیا کا ایک مذہبی شخص ہوں۔“ جیکب نے تلملا کر بولا۔ ”ان جنگلی لوگوں اور ان کے وحشیانہ رسم و رواج سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔“

”تم اپنی جگہ درست ہو لیکن ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔“ میں نے دبی زبان میں سنجیدگی سے کہا۔ ”وہ تمہارے اچانک اٹھ کر جانے سے بھڑک بھی سکتے ہیں اور ایسی صورت میں ہمارا انجام کیا ہوگا۔ تم اندازہ لگا سکتے ہو۔“

”موت برحق ہے اور ....“

”جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانا کسی مذہب میں بھی جائز نہیں۔“ کیلاش بولا۔ ”ہم حالات سے مجبور ہو کر وقت کی اس بھنور میں پھنس گئے ہیں اب دانش مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم زندگی بچانے کی کوشش کریں اور کسی ایسے وقت اور موقعے کی تلاش میں رہیں جو ہمیں اس اذیت ناک ماحول سے نجات دلا سکے۔“

کیلاش کی بات مکمل ہوتے ہی سنکھ کی تیز آواز ہوا کے دوش پر دور دور تک پھیل گئی، چاروں عورتوں نے اپنے سر بلند کر کے اورد کے بُت کو عقیدت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر وہ بھڑکتے شعلوں کی جانب بڑھیں تو جیکب نے سختی سے اپنی آنکھیں بند کر لیں، ڈھول کی آواز ایک دم تیز ہو گئی پھر اس وقت میرے جسم کے تمام رونگٹے الف ہو گئے جب پہلی عورت نے نہایت دلیری سے اپنے جیتے جاگتے وجود کو آگ کے سمندر میں غرق کیا، اگر میں نے اپنے ہونٹ تیزی سے دانتوں تلے نہ بھینچ لیے ہوتے تو اس چیخ کو نہ دبا سکتا جو میرے حلق تک آ چکی تھی۔

پہلی کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری عورت نے بڑی عقیدت سے خود کو بھڑکتے شعلوں میں جھونک دیا، تیسری کے بعد چوتھی عورت قربانی پیش کرنے کی خاطر آگے بڑھی تو زاریا یک لخت اٹھ کھڑی ہوئی اور بلند آواز میں سمورا سے مخاطب ہوئی۔

”سردار۔ میں مقدس اورد کے نام پر تم سے ایک بار پھر درخواست کرتی ہوں کہ مجھے بھی قربانی کی اجازت دی جائے۔“

”زاریا۔“ سمورا کے بجائے مناما تیزی سے بولا۔ ”تم ہماری مقدس رسم کی ادائیگی کے درمیان خلل ڈال کر خود کو بدترین سزاؤں کا مستحق ثابت کر رہی ہو۔“

”بیٹھ جاؤ۔ دیوانی عورت۔“ سمورا نے حقارت سے کہا۔

”نہیں۔ آج تم زاریا کی آواز کو نہیں دبا سکو گے۔“ وہ بپھرے ہوئے لہجے میں بولی۔ ”اگر تم نے مجھے قربانی کی اجازت نہ دی تو میری زبان کے قفل ٹوٹ جائیں گے۔ ہاں سمورا مجھے قہر آلود

نظروں سے گھور کر خوف زدہ کرنے کی کوشش مت کرو، زاریا موت سے نہیں ڈرتی۔ موت کا تصور میرے لیے ایک دل چسپ کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور اس کھیل کا آغاز تم نے اور تمہارے زرخرید کتوں۔ اوں۔ اوں۔ آہ۔“

زاریا کی آواز اس کے حلق میں گھٹ کر کراہ کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ مکالا کسی خوں خوار چیتے ہی کی طرح ایک جست میں اچھل کر زاریا کے سامنے آیا تھا اور پلک جھپکنے میں اس کا نیزا زاریا کے جسم کے آر پار ہو گیا، دوسرے لمحے مکالا نے اپنی قوت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے نیزا بلند کیا تو زاریا کا لہولہان وجود بھی اس کے سر سے بلند ہو گیا۔ اس کے جسم سے تازہ گاڑھے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا اور قبیلے کے جنگلی لوگ مکالا کی اس درندگی پر حلق پھاڑ پھاڑ کر دادِ تحسین پیش کر رہے تھے۔

میں نے تیزی سے نظریں گھما کر سمورا کی جانب دیکھا اس کے چہرے پر اچانک ابھرنے والی بوکھلاہٹ رفتہ رفتہ زائل ہو رہی تھی لیکن اس کی نگاہیں بدستور فضا میں معلق اور نیزے پر دم توڑتی زاریا کے کرب ناک چہرے پر مرکوز تھیں، جنگلیوں کا تشدد عمل جاری تھا، زاریا کا جسم موت اور زندگی کے درمیان آخری کشمکش سے دوچار تھا پھر اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو کر جھول گئے، میں نے ایک نظر سادری پر ڈالی اس کا چہرہ کسی اندرونی جذبے کی عکاسی سے یکسر عاری تھا البتہ مکالا کے لیے اس کی نگاہوں میں شدید نفرت اور حقارت کا ملا جلا تاثر صاف عیاں تھا۔

زاریا کا جسم سرد پڑ جانے کے بعد مکالا نے وحشیانہ انداز میں اپنی فتح کا نعرہ بلند کیا اور نیزے کو اسی انداز میں اوپر اٹھائے اورد کے بت کی جانب قدم اٹھانے لگا، مصنوعی چہرے والے اس کے ہمراہ تھے، ہجوم بدستور مکالا کو دادِ تحسین پیش کرنے کی خاطر فلک شگاف نعرے لگا رہا تھا، چوتھی عورت کی قربانی پوری ہو گئی تو ڈھول پیٹنے والے افراد کے ہاتھوں میں شدت کی تیزی آ گئی، ڈم۔ ڈم۔ ڈما ڈم ڈم کی تیز آواز کانوں کے پردے پھاڑے دے رہی تھی۔

سب ہی کی نظریں مکالا کے چہرے پر مرکوز تھیں جو سینہ تانے نیزے پر زاریا کے مردہ جسم کو ایک ہاتھ سے فضا میں بلند کیے عجیب شان سے آگے بڑھ رہا تھا، دیوتا اورد کے طویل القامت بت کے سامنے پہنچ کر وہ ایک لمحہ کو رکا، گھٹنوں کو ذرا سا خم دے کر اس نے لکڑی کے اس مجسمے کو اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کیا پھر ایک نعرہ لگا کر زاریا کی اکڑی ہوئی لاش کو دیوتا کے قدموں میں ڈال دیا۔

میرے ذہن میں زاریا کے آخری الفاظ گونج رہے تھے، وہ یقیناً جذباتی ہو گئی تھی ورنہ لیل و دشمنوں کے نرغے میں اپنی زبان کھولنے کی کوشش کبھی نہ کرتی جس روز اس نے جازیرا کر مقدس قربانی کے خاطر مناما کے ذریعے سمورا کی خدمت میں اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا اس روز میں یہی سمجھا تھا کہ وہ سمورا کو محض جزیرے میں اپنی اہمیت کا احساس دلانے آئی ہے، اس روز مجھے اس بات کا مطلق شبہ نہیں ہو سکا تھا کہ لوگا کے ساتھ کی جانے والی خطرناک سازش کے راز سے واقف ہو گی لیکن موت سے پہلے اس نے جس انداز میں زبان کھولی اور سمورا کو للکارا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ لوگا کے ساتھ پیش آنے والے حالات سے خاصی واقفیت رکھتی تھی۔

زاریا اگر ذرا عقل مندی سے کام لیتی تو سمورا اس کے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور ہو جاتا، سادری نے مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ لوگا کو قتل نہیں کیا جا سکتا ورنہ دیوتا اورد کی ناراضگی جزیرے پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے گی، یہ بات زاریا کے علم میں بھی ضرور رہی ہو گی اور شاید اسی اذیت ناک احساس نے اسے محرومیوں کی انتہا تک لا کر عقل و شعور سے بے نیاز کر دیا تھا اس نے غلط موقعے پر سمورا اور مکالا کو بے نقاب کرنے کی حماقت کر ڈالی، جیتے جی وہ اپنے محبوب سے دوری نہیں برداشت کر سکتی تھی اس لیے مر کر امر ہو گئی لیکن میری نظروں میں اس کا خون رائیگاں گیا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتی تو ہمارے لیے بے حد کارآمد ثابت ہو سکتی تھی، ہم اسے اپنی آزادی کے لیے بطورِ حربہ استعمال کر سکتے تھے مگر اس کی ایک ذرا سی حماقت نے پوری بساط کو الٹ کر رکھ دیا، ہماری تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

میں اپنے آپ میں گم تھا کہ میرے کانوں میں مناما کی آواز گونجی، میں نے حقارت سے نظریں اٹھائیں، مناما مکالا کے قریب کھڑا اپنے وحشی ساتھیوں سے مخاطب تھا۔

”اوردفینا کے بہادرو۔ تم اس بات کے گواہ ہو کہ زاریا نے ہمارے سردار کے جشنِ صحت کے رنگ میں بھنگ ڈالنے کی جسارت کی اور اپنی گندی زبان سے مقدس سمورا کی شان میں گستاخی کرنے کی کوشش کی جسے مکالا کی خودداری اور وفاداری برداشت نہ کر سکی۔ سردار کو زاریا کی موت اور اس کے عبرت ناک انجام پر دکھ ہے اس لیے کہ وہ لوگا کی منظورِ نظر تھی لیکن اورد دیوتا نے ہمارے لیے جو فیصلے آسمان پر لکھ دیے ہیں وہ اٹل ہیں، دیوتا کے اشارے کے بغیر ریت کا ایک ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ اگر سردار سے اپنی وفاداری کا فرض ادا کرنے میں مکالا نے دیر لگائی ہوتی تو اس فرض کی ادائیگی کوئی اور وفادار بھی کر سکتا تھا لیکن۔ مکالا کی پھرتی اور بہادری نے آج ثابت کر دیا کہ اوردفینا کے جیالے کسی قیمت پر اپنی قدیم روایات اور رسم و رواج کو نہیں توڑ سکتے اور سردار کی خاطر ہر وقت اپنی جان کی بازی لگانے کو تیار ہیں۔“

مناما ایک لمحے کو خاموش ہوا تو بے قابو وحشی درندوں نے

مکالا کی شان میں چیخ چیخ کر قصیدے پڑھنا شروع کر دیئے اور مسرت کے اظہار کے طور پر بے ہودہ اچھل کود شروع کر دی۔ منامانے دوبارہ اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

”اپنی قدیم رسم کے مطابق ہم باغی زاریا کے جسم کو بھی لاتعداد ٹکڑوں میں ادھیڑ ڈالیں گے لیکن سمورا کے حکم کے موجب زاریا کے چہرے کو اس کے جسم سے کاٹ کر علیحدہ کر لیا جائے گا، اسے دیوتا کے قدموں میں محفوظ رکھا جائے گا تاکہ پھر ہم میں سے کوئی سردار کی شان میں گستاخی یا باغیانہ لہجہ اختیار کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ سمورا نے زاریا کے منحوس جسم سے اس کا سر الگ کرنے کا فرض بھی بہادر مکالا کو سونپا ہے۔“

مجمع ایک بار پھر بے قابو ہو کر چلانے لگا۔ مکالا نے ایڑیوں پر گھوم کر اپنے حمایتیوں کو مسکراتی نظروں سے دیکھا پھر اچانک، ہی وہ کمر سے خنجر نکال کر نہایت پھرتی سے زاریا کی لاش پر جھکا اور پل بھر میں اپنا کام کر گیا۔ میرے علاوہ کیلاش کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ مکالا کا پھرتیلا جسم کسی آدم خور چیتے ہی کی مانند زاریا کی لاش پر ٹوٹا تھا پھر پلک جھپکنے میں جب وہ دوبارہ سیدھا ہوا تو اس کے سیدھے ہاتھ میں خون آلود خنجر تھا اور الٹے ہاتھ میں زاریا کے خون آلود بالوں کی ایک لٹ تھی جس کے دوسرے سرے پر اس کا خون میں لت پت چہرا جھول رہا تھا اور چہرے پر آنکھوں کے حلقوں سے ابلے ہوئے ڈھیلے بے حد خوفناک اور بھیانک منظر پیش کر رہے تھے۔

”کیا تم یہاں مزید رکنا پسند کرو گے؟“ جیکب نے بجھی ہوئی مدھم آواز میں مجھ سے سوال کیا، غالباً زاریا کی دردناک موت نے اس کے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا، اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔

”ہم یہاں اپنی خوشی سے نہیں مجبوری کے تحت بیٹھے ہیں۔“

”بھگوان گواہ ہے کہ میں نے سرجری کے دوران سیکڑوں خطرناک اور پیچیدہ آپریشن کیے ہیں لیکن آج میرا دل ایک مختلف انداز میں دھڑک رہا ہے۔“ کیلاش نے کہا۔

”اتنا اذیت ناک کھیل میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔“

”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم بھی اس وقت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں؟“

”کیا مطلب؟“ میں نے اور کیلاش نے بیک وقت جیکب کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

”زاریا کے معصوم چہرے کو غور سے دیکھو موت کی پُرسکون نیند سو جانے کے بعد دنیا کے ناپائیدار ہنگاموں سے کس قدر بے نیاز اور پُرسکون نظر آ رہا ہے۔“

”ہمت سے کام لو جیکب۔“ کیلاش نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ ”ہمیں اتنی جلدی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔“

جیکب نے باری باری ہمارے چہروں کی جانب دیکھا پھر ایک پھیکی بے جان مسکراہٹ اس کے غمگین چہرے پر تڑپ کر نڈھال ہو گئی، دوسری جانب اوڈ کے بے ہنگم بت کے سلیٹی قبیلے کے تمام افراد مکالا کو اپنے گھیرے میں لیے شیطانی انداز میں رقص کر رہے تھے۔ میں نے کنکھیوں سے سمورا کی سمت دیکھا۔ زاریا کی حسرت ناک موت کے بعد وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔

نصف رات تک جشن کے بے ہودہ اور بے سروپا ہنگامے جاری رہے، مکالا نے موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی قوت کے دو ایک مظاہرے اور بھی کیے جو انسانیت سوز تھے اور ڈفینا کے بوڑھے جادوگر نے جس کا نام سوکارد تھا کچھ ایسے کمالات دکھائے جو ناقابلِ یقین تھے، سمورا نے مجھے بعد میں بتایا کہ سوکارد سحر اور سیاہ علم کے معاملے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ کوئی اور موقع یا وقت ہوتا تو میں بوڑھے ساحر کو دل کھول کر داد دیتا لیکن زاریا کی عبرت ناک موت کا ہولناک تاثر ہمارے ذہنوں پر مسلط تھا اس لیے ہم جبراً و قہراً اس خیال سے جشن میں شریک رہے کہ کہیں وہاں سے ہماری غیر حاضری ہمارے دشمنوں کو اور زیادہ نہ بھڑکا دے۔

حالات کے پیشِ نظر ہم سمورا کے ساتھ ساتھ مجبوراً ہنستے مسکراتے رہے، کیلاش نے بھی وقت کی نزاکت کو بھانپ لیا تھا لیکن جیکب بدستور گم صم ہی رہا۔ جشن سے فراغت پا کر ہم جانے کے لیے اٹھے تو سمورا نے باری باری ہم سے ہاتھ ملائے پھر کیلاش سے بولا۔

”سمندروں کے عظیم دیوتا۔ آج کا یہ حسین جشن میں تمہارے نام کرتا ہوں، تم نہ آئے ہوتے تو دیوتاؤں کا عتاب رسوائی کی صورت میں میرے وجود سے لپٹا رہتا اور یہ جشن جو ایک طویل مدت کے بعد اوڈفینا کے ساحل پر منعقد ہوا شاید کبھی نہ ہوتا۔“

”سمورا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ دنیا کا کوئی عمل آسمان کی جنبش کے بغیر ظہور پذیر ہو سکتا ہے؟“ کیلاش نے اپنے بھرم کو برقرار رکھنے کی خاطر ٹھوس اور سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ ”میں تمہیں جشنِ صحت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔“

”اور میں بھی۔“ میں نے بھی مجبوراً کیلاش کی پیروی کی۔

”میں تم دونوں کا تشکر گزار ہوں۔“ سمورا نے بڑی گرم جوشی سے جواب دیا پھر جیکب کو دیکھتا ہوا بولا۔ ”بھونبو کو شاید میرے جشنِ صحت پر زیادہ خوشی نہیں محسوس ہوئی۔“

”تمہارا اندازہ درست نہیں۔“ کیلاش نے تیزی سے کہا۔ ”دراصل بھونبو کے لیے یہ پہلا اتفاق ہے جب وہ اس قسم کے کسی ہنگامے میں شریک ہوا ہے۔ مکالا کی بے پناہ قوت اور سوکارد

کے حیرت انگیز کمالات نے جونیو کو بھونچکا کر دیا۔"

"بالکل۔ بالکل۔" جیکب جبراً اپنے چہرے پر مسکراہٹ پیدا کرتے ہوئے بولا۔ "میں بھی سردار کو ایک نئی زندگی کی ابتدا پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔"

"شکریہ۔"

"مکالا کی خنزیر الفطرتی بھی اپنی جگہ لاجواب تھی۔" جیکب نے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا۔

"کون سی فطرتی؟" سمورا نے وضاحت چاہی۔ جیکب نے ایسا گاڑھا لفظ استعمال کیا تھا جو سادری کے پلے بھی نہیں پڑ سکا۔

"میری مراد مکالا کے قوت کے مظاہرے سے تھی۔" جیکب نے خود ہی وضاحت کی اور خود ہی مسکرا بھی دیا۔

"مجھے مکالا کی قوت پر فخر ہے۔ وہ میرا جانشین ہے۔ سمورا کے بعد ایک دن اسے ہی اور دفینا کی گدی سنبھالنا پڑے گی۔"

ہماری گفتگو کے دوران منا ما، سوکارڈ اور مکالا بھی قریب آگئے، مکالا کی نگاہوں میں ہمارے لیے بدستور نفرت اور حقارت نظر آرہی تھی البتہ سوکارڈ ہمیں معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا، ہم نے وہاں مزید رکنا مناسب نہیں سمجھا اور سمورا سے اجازت طلب کر کے اپنے نصف جہاز پر آگئے، شامی ہمہ وقت ہمارے ساتھ تھا۔

"کیا ہمارے لیے یہ مناسب ہوگا کہ اس محفوظ جہاز کو خیرباد کہہ کر ان وحشیوں اور جنگلیوں کے درمیان جا کر رہیں؟" جیکب نے جھلاتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا مطلب؟" کیلاش نے پوچھا۔

"تم شاید ابھی تک جشنِ صحت کے خونچکاں اور منحوس کھیل تماشوں میں گم ہو۔ شاید تمہیں یاد نہیں رہا کہ بدبخت سمورا نے ہماری عارضی رہائش کے لیے بندوبست کر دیا ہے اور اس کی فرمائش پر اب ہمیں درندوں کے درمیان زندگی گزارنا ہوگی۔"

"مجھے یاد ہے۔" کیلاش بولا۔ "قبیلے کے لوگوں سے قریب رہ کر ہم ان کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔"

"کس خوش فہمی کا شکار ہو رہے ہو مسٹر جن کیلاش، کیا مکالا کی کمینگی اور سوکارڈ کی ساحرانہ نگاہیں ہمیں اتنا موقع فراہم کریں گی کہ ہم نجات کا راستہ تلاش کر سکیں؟"

"تم غلط نہیں سوچ رہے لیکن ہمارے لیے اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "بحری عقاب بھی ہمارے لیے اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک دیوتاؤں والے ناٹک کا بھرم قائم ہے، اس کے بعد جو قدرت کو منظور ہو۔"

"ہمارا انجام زارا سے زیادہ بھیانک اور اذیت ناک بھی ہو سکتا ہے۔"

"جیکب۔" کیلاش الجھتے ہوئے بولا۔ "کیا تم ہمیں خوف زدہ کرنا چاہتے ہو؟"

"انسان اپنے مسلک سے بھٹک جائے تو پھر گمراہیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔" جیکب نے اس بار پادریوں جیسے انداز میں جواب دیا۔ "ایک جھوٹ کو چھپانے کی خاطر بنی نوع انسان کو دوسرا اور پھر تیسرا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ مقدس کتابوں میں لکھا ہے کہ بوالہوسی انسان کی شخصیت کو زنگ آلود کر دیتی ہے اور عقل پر ایسے پردے ڈال دیتی ہے کہ ہم ہوش میں آنے سے لاچار اور بے بس ہو جاتے ہیں۔"

"تم۔ کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"ہمیں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کر لینا چاہیے میرے دوست، راست گوئی ہماری ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے مگر یہ بھی یاد رکھو کہ کاغذ کی ناؤ بہت جلد موجوں کے تھپیڑوں سے ڈانواں ڈول ہو کر ڈوبنے لگتی ہے۔" جیکب سپاٹ آواز میں بولا۔ "مرتے وقت دل پر کوئی بوجھ رہے تو روح کو چین نصیب نہیں ہوتا۔ جیت ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے جو سولی پر بھی راست گوئی سے دریغ نہیں کرتا۔"

"کیا تم اس وقت اپنی بکواس بند نہیں کر سکتے؟" کیلاش جھلا گیا، اس کا لہجہ درشت تھا۔

"اگر تم کو میری بات ناگوار گزر رہی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں مگر ایک دن.....؟"

"ہم اس گتھی کو کسی اور وقت بھی سلجھا سکتے ہیں۔" میں نے جلدی سے جیکب کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "جلد بازی میں کیے ہوئے فیصلے لیں بھی نامناسب ہوتے ہیں۔"

"تم شاید پہلی بار ایک غلطی کا اعتراف کر رہے ہو۔" جیکب نے زہرخند سے جواب دیا پھر سر جھٹک کر خاموشی سے اپنے کیبن میں چلا گیا۔ میں ایک لمحے جیکب کے گہرے طنز پر تلملا اٹھا، اس کے جملے کی کاٹ بڑی شدید تھی۔ پہلی بار اس نے مجھے اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی کہ میں نے درخشاں کی آخری خواہش پر بلا مقصد سفر کا آغاز کر کے دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا۔

درخشاں کا تصور ذہن میں ابھرا تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ آخری بار وہ میرے خوابوں کے دریچے سے نمودار ہوئی تو اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میں اپنی منزل پا چکا ہوں اور ہمارے درمیان عارضی جدائی کے دن بہت جلد ختم ہونے والے ہیں، وہ مجھ سے بہت قریب تھی لیکن وقت کی خلیج ہمارے درمیان حائل تھی جسے عبور کرنے ہی میں اپنی زندگی۔ اپنی روح

کو دوبارہ حاصل کرلوں گا۔ درخشاں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ اس کے خوابوں کی تعبیر بے حد روشن ہوگی۔ بڑی تابناک ہوگی لیکن جیکب کے منہ سے نکلی ہوئی ایک بات میرے بھٹکے ہوئے خوابوں میں زہر گھول گئی۔ میں خاموش کھڑا پیچ و تاب کھاتا رہا لیکن شاید جیکب نے غلط نہیں کہا تھا' اس نے بجا طور پر مجھے میری دیوانگی کا احساس دلانے کی کوشش کی تھی' اس نے مجھ سے کوئی شکایت نہیں کی تھی' میری درخواست پر کیلاش کی طرح وہ بھی میرا ہم سفر بننے پر خوشی خوشی آمادہ ہوگیا تھا' دوستی کے نام پر اس نے اپنی زندگی بھی میری خاطر داؤ پر لگا دی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو اپنی مذہبی مصروفیات کی آڑ لے کر نہایت خوب صورتی سے میرا شریک سفر بننے سے انکار کر سکتا تھا' روکھے لہجے میں ٹکا سا جواب بھی دے سکتا تھا مگر میری دوستی اس کے لیے زیادہ مقدم تھی اس لیے وہ میرے ہمراہ تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو جمال؟"

"ہاں۔ کچھ نہیں۔" میں نے چونک کر کیلاش کی سمت دیکھا پھر ایک سرد آہ بھر کر بولا۔ "جیکب شاید ٹھیک کہہ رہا ہے کہ میں۔"

"زاریا والے حادثے نے اس کی عقل خبط کردی ہے۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "اس وقت جیکب کے ذہن پر صرف پادریت مسلط ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ صبح تک وہ نارمل ہو جائے گا۔ تمہیں اس کے خلوص پر شبہ نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں شبہ نہیں کر رہا کیلاش لیکن۔"

"اوہ۔ کم آن فارگٹ اٹ" (OH-COME ON FORGET IT) کیلاش نے بڑی بے تکلفی اور بے پروائی سے میری پشت پر ایک دھپ رسید کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت ہم سب کو پرسکون اور طویل نیند کی ضرورت ہے' باقی باتیں صبح ہوں گی۔ او۔ کے.... بائی۔"

کیلاش کے جانے کے بعد میں اپنے کیبن میں آگیا۔ ٹامی نے حسب دستور اپنے مخصوص گوشے میں جا کر پیروں پر سر رکھ کر اونگھنا شروع کر دیا۔ میں نے دروازہ بولٹ کیا' تھکے تھکے انداز میں لباس تبدیل کیا پھر اپنے بستر پر آگیا۔ وہ رات بھی میرے لیے خاصی بے سکون اور پریشان کن ثابت ہوئی' میرے ذہن میں متعدد باتیں اور خیالات ابھر ابھر کر گڈمڈ ہو رہے تھے' بڑی دیر تک نیند کی خاطر میں بستر پر کروٹیں بدلتا رہا پھر کب بے ہوشی نے دبے قدموں شب خون مار کر میرے اعصاب کو اپنے قبضے میں کیا' مجھے کچھ یاد نہیں البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ زاریا کا ہولناک انجام رہ رہ کر مجھے پریشان کر رہا تھا اور پھر۔

میں نے دیکھا کہ بدنصیب زاریا کی کٹی ہوئی گردن میری نگاہوں کے سامنے فضا میں معلق تھی' اس کا چہرہ خون میں لتھڑا ہوا تھا' بال جھاڑ جھنکار کی طرح بکھرے ہوئے تھے' آنکھوں میں دم توڑتی حسرتیں تڑپ رہی تھیں' خون کے قطرے ابھی تک اس کی گردن سے بوند بوند ٹپک رہے تھے' میں اس کے بھیانک اور خوف ناک چہرے کو خود سے اتنا قریب دیکھ کر کپکپا اٹھا' میں نے خوف زدہ ہو کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے ایک ذرا جنبش نہ کر سکا جیسے کسی نادیدہ قوت نے میرے پاؤں جکڑ رکھے ہوں۔

زاریا کی خون آلود آنکھوں کے ڈھیلے اپنے حلقوں میں تیز تیز گردش کرتے رہے پھر اس کے ہونٹوں پر جمی خون کی پپڑیاں ٹوٹ کر بکھرنے لگیں' میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دم بخود دیکھتا رہا۔ اس کے لب آہستہ آہستہ کھل رہے تھے پھر اس کی آواز مجھے بہت دور سے آتی محسوس ہوئی' وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن الفاظ اس کے حلق میں گھٹ گھٹ کر دم توڑ رہے تھے کچھ دیر تک یہی سلسلہ جاری رہا پھر اس کا لب و لہجہ اچانک صاف ہو گیا۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟"

"میں نے تھوک نگلتے ہوئے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "تم زاریا ہو۔ اور دفینا کے سابقہ سردار بوگا کی منظور نظر اور شریک حیات۔"

"بوگا میرا محبوب تھا۔ اور دفینا کے لوگ بھی اسے بہت چاہتے تھے' اس کی پلکوں کی جنبش پر جان نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے لیکن اس کی سادگی اسے لے ڈوبی۔ وہ اپنے ہی مصاحبوں کی سازش کا شکار ہوگیا۔ سمورا نے مکالا کے ساتھ مل کر میرے محبوب کو راستے سے ہٹا دیا۔"

"اور پھر تمہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

"ہاں۔" زاریا نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ مجھے نہ مارتے تو اور دفینا کے سابقہ سردار بوگا کے لوگ سمورا اور مکالا کی تکہ بوٹی کر ڈالتے۔"

"ساوری نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارا محبوب مرا نہیں۔ ابھی تک زندہ ہے۔"

"ہاں۔ بوگا' میرا محبوب بے حد دلیر' نڈر اور مضبوط اعصاب کا مالک ہے' موت اسے اتنی آسانی سے نہیں پچھاڑ سکتی۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ کہاں ہے؟" میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا۔

"پہلے مجھے نہیں معلوم تھا کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے لیکن اب میں نے اسے تلاش کر لیا ہے۔" زاریا نے اچانک ایک ہزیانی قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔ "اب سمورا یا مکالا کی مکاریاں میرا راستہ نہیں روک سکتیں اس لیے کہ روح آزاد ہوتی ہے' اب میں اپنے دشمنوں سے بڑا بھیانک انتقام لوں گی۔ دونوں کو تڑپا تڑپا کر ماروں گی اور تم۔ تم۔"

"تم۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟" میں اس کی آنکھوں میں انتقام کے بھڑکتے شعلوں کو دیکھ کر لرز اٹھا۔

"تم کو میرا ساتھ دینا ہوگا۔" اس کی سرد آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "تمہیں بوگا کا ساتھ دینا ہوگا۔ قبیلے کے لوگوں کو بتانا ہوگا کہ وہ جسے اپنا سردار سمجھ رہے ہیں وہ مکار ہے۔ اس نے بوگا سے دغا کی ہے اور اس سازش میں مکالا بھی اس کا برابر کا شریک ہے۔"

"ہیں۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے بتاؤ کہ بوگا کو کہاں قید کیا گیا ہے؟"

"وہ اسی جزیرے پر موجود ہے' سمورا نے اسے خبیث سوکارد کے ذریعے اپنی سازش کے جال میں پھانسا تھا۔ سوکارد میرے محبوب کو......"

لیکن زاریا اپنا جملہ مکمل نہ کرسکی' فضا میں اس کی کٹی ہوئی گردن کے اطراف سیاہ دھوئیں کے بادل اچانک نمودار ہوئے اور پل بھر میں اسے میری نظروں سے اوجھل کر دیا' پھر دھوئیں کے درمیان بجلی سی کڑکی اور دہکتے ہوئے انگارے فضا میں تیرنے لگے اس کے ساتھ ہی زاریا کی انتہائی کرب ناک اور تیز چیخ میرے کانوں میں گونجی کہ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

میرا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا' میں نے کیبن میں چاروں طرف تیزی سے نظریں گھما کر دیکھا' وہاں میرے اور ٹامی کے سوا کوئی نہیں تھا۔ البتہ ٹامی کے حلق سے گھٹی گھٹی کراہ کی مدھم آوازیں خارج ہو رہی تھیں۔ یوں جیسے کوئی ماورائی قوت اس کا گلا دبا رہی ہو' میں تیزی سے بستر سے نیچے اترا۔ ٹامی کے قریب جا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ یک لخت اچھل کر بیدار ہوگیا۔ اس کے حلق سے ابھرنے والی کراہ کی آواز بند ہوگئی لیکن اس کی آنکھیں دیکھ کر مجھے جھرجھری آگئی۔

ٹامی کی آنکھ کے ڈھیلے بھی دہکتے انگاروں کی طرح سرخ اور حلقوں سے باہر ابلتے محسوس ہو رہے تھے' میرے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی' خوف کے کسی انجانے احساس کے تحت میں تیزی سے اٹھا اور ٹامی سے دور ہو گیا۔

⁂

سمورا کے جشن صحت کے تیسرے روز ہمیں اس کے بے حد اصرار پر اس رہائش گاہ کی جانب کوچ کرنا پڑا جو کیلاش کے کہنے کے مطابق ہمارے عارضی قیام کے لیے بنائی گئی تھی' میں بحری عقاب کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا تھا لیکن کیلاش نے کہا کہ اب اگر ہم نے کسی کمزوری یا خوف کا مظاہرہ کیا تو یہ بات ہماری شان کے خلاف ہوگی' ہمیں دیوتاؤں والی بات کا بھرم برقرار رکھنا تھا اس لیے ہم نے جہاز کے کیبنوں کو تالا لگایا اور نئی رہائش گاہ کی سمت روانہ ہوئے۔ سمورا کے ساتھی آگے آگے تھے منا ما اور کچھ پجاری بھی تھے جو ہمارے ساتھ ساتھ تھے' قبیلے کے لوگوں نے ہمارا مختصر سا سامان اپنے سروں پر اٹھا رکھا تھا۔ کیلاش اور سمورا آگے تھے' ان کے پیچھے میں منا ما کے ہمراہ تھا' جیکب نے ٹامی کی زنجیر تھام رکھی تھی۔

مجھے مکالا کی کمی کا بار بار خیال آرہا تھا' سمورا اور اس کے ساتھی بالکل دیوتاؤں جیسے انداز میں ہمارے آگے پیچھے چل رہے تھے' غالباً سمورا نے اپنے مخصوص پجاریوں اور منا ما کو بھی زہر آلود کھانے کا واقعہ سنا دیا تھا جس کے باعث وہ خاصے محتاط نظر آرہے تھے لیکن مکالا کی غیر موجودگی نہ جانے کیوں مجھے اس بات کا احساس دلا رہی تھی کہ اس نے ہماری دیوتاؤں والی حیثیت کو ابھی تک قبول نہیں کیا ہے۔ میں نے باتوں باتوں میں منا ما سے پوچھا۔

"کیا مکالا کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ ہم اپنی نئی رہائش گاہ میں منتقل ہو رہے ہیں؟"

"میرا خیال ہے کہ سردار نے اسے بتا دیا تھا۔" منا ما نے میرے اچانک استفسار پر چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں تعجب ہے کہ سردار سمورا ہماری پذیرائی کے لیے بنفس نفیس موجود ہے لیکن مکالا نے اس کی ضرورت نہیں محسوس کی۔"

"ممکن ہے سردار نے اسے کوئی اور کام سونپ دیا ہو۔" منا ما نے نہایت خوب صورتی سے بات بنائی لیکن اس کے جواب سے میں نے محسوس کرلیا کہ میرا شبہ غلط نہیں ہے چنانچہ میں نے منا ما کو نظر بھر کر دیکھا پھر معنی خیز انداز میں مسکرانے لگا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک ہمارا سفر جاری رہا' اس دوران ہم مختصر بستیوں کے درمیان سے بھی گزرے جہاں رہنے والوں نے ہمیں دیکھ کر بڑی عقیدت سے گردنیں جھکا لیں۔ کچھ زمین پر سجدہ بھی کرنے لگے' میں اپنے قرب و جوار کا جائزہ لیتا رہا' جزیرے پر بسنے والوں نے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جتھے کی صورت میں اپنی بستیاں بسا رکھی تھیں اس لیے ان کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل تھا' میں نے سوچا کہ منا ما سے اس کا سبب دریافت کروں کہ قبیلے کے لوگ اجتماعی طرز زندگی سے کیوں بے بہرہ ہیں پھر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

ہمارا جلوس ایک بلند مقام پر جا کر رک گیا جو بے حد پُرفضا اور خوب صورت نظر آ رہا تھا، اطراف میں ناریل اور کھجور کے بے شمار درخت موجود تھے ایک سمت ساحلِ سمندر کا نظارہ تھا اور دوسری جانب وہ جھیل تھی جس کے درمیان جزیرے کی شکل میں بھوری پہاڑی نظر آ رہی تھی۔ یہاں ہر طرف سبزہ بکھرا نظر آ رہا تھا، پھلوں اور پھولوں کے پودوں کی بھی بہتات تھی، اسی سبزے کے درمیان انھوں نے ہمارے لیے ایک بے حد خوب صورت رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا، مٹی کی اینٹوں سے بنی ہوئی اس وسیع رہائش گاہ کی چھت ناریل کے پتوں اور لکڑی سے بنائی گئی تھی، مکان کے سامنے ایک بڑا سا احاطہ تھا جس کی زمین کوٹ کر ہموار کی گئی تھی۔

مناما اور سمورا کے ساتھ ہم نے مکان کے اندر داخل ہو کر اس کا جائزہ لیا جو بڑے بڑے چار کمروں پر مشتمل تھا، سمورا نے حسبِ وعدہ ہمارے قیام کے لیے نہایت معقول اور مناسب بندوبست کیا تھا، مزدوروں نے ہمارے سامان کو ترتیب سے رکھنا شروع کر دیا، دو کمروں کو ہم نے رہائش کے لیے پسند کیا، ایک کو کھانے کے کمرے کی شکل دی گئی اور چوتھے میں ہم نے اپنی تمام دیگر ضروری اشیا کو محفوظ کر لیا۔

مکان کی ترتیب سے فارغ ہو کر ہم باہر برآمدے میں آ گئے، میں نے اس بات کو خاص طور پر محسوس کیا کہ جس مقام کا ہماری رہائش کے لیے انتخاب کیا گیا وہ آبادی سے دور اور الگ تھا بلندی پر ہونے کی وجہ سے ہم اپنے اطراف کا بھی بخوبی جائزہ لے سکتے تھے ٹامی کو وہ جگہ کچھ زیادہ ہی پسند آ گئی تھی شاید اسی لیے وہ بار بار اچھل کر جیکب کے ہاتھ سے اپنی زنجیر چھڑانے کی جدوجہد کر رہا تھا۔

سمورا اور اس کے ساتھی ہمیں نئی رہائش گاہ پر چھوڑ کر واپس چلے گئے، دوپہر کو ہمارے لیے کھانے کا نہایت پُرتکلف اہتمام کیا گیا، ہمیں وہاں کسی چیز کی کمی نہیں تھی قبیلے کے دو آدمی ہماری خدمت کے لیے مامور کر دیے گئے جن کی ڈیوٹی تبدیل ہوتی رہتی تھی۔ جزیرے پر ہمارے گھومنے پھرنے پر بھی کسی قسم کی پابندی نہیں تھی ہم جدھر سے گزرتے لوگ عقیدت سے نظریں جھکا لیتے دن بھر جزیرے میں چہل قدمی کرنے کے سوا ہمارے پاس کوئی کام نہیں تھا، جیکب البتہ جب وہاں کی لڑکیوں اور عورتوں کو دیکھتا تو ان کی طرز زندگی پر تنقید شروع کر دیتا۔

ہمیں بڑی عافیت سے اپنی نئی رہائش گاہ پر منتقل ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا، اس عرصے میں کوئی ایسا قابلِ ذکر واقعہ پیش ہی نہیں آیا جسے قلم بند کیا جا سکے، اس ایک ہفتے میں ہم نے جزیرے میں دور دور تک گھوم پھر کر اس کا اچھی طرح جائزہ لے لیا ہم نے اس سمت جانے سے گریز کیا جس طرف جھیل والی بھوری پہاڑی واقع تھی ہماری رہائش گاہ سے اس کا فاصلہ تقریباً چھ میل رہا ہوگا، ایک بار جیکب نے ادھر جانے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن کیلاش نے اسے سختی سے منع کر دیا، کیلاش کا خیال تھا کہ جب تک ہمیں وہاں سے فرار کا کوئی راستہ یا ذریعہ نہ مل جائے ہمیں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنا چاہیے جو سمورا یا اس کے قبیلے کے وحشی لوگوں کو ہماری جانب سے بھڑکا دے، اپنی حفاظت کے لیے میں اور کیلاش ہر وقت اپنا ریوالور ساتھ رکھتے مگر ابھی تک ہمیں اس کے استعمال کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی، دن میں ہم اپنی حفاظت کرتے اور رات کو ٹامی نہایت چوکس انداز میں چوکیداری کے فرائض انجام دیتا۔

ایک رات ہم سونے کے ارادے سے لیٹے ہی تھے کہ باہر ٹامی کے بھونکنے کی آواز سنائی دی، میں نے باہر نکل کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا، مجھے ٹامی کی وہ حرکت سخت گراں گزری اس دن سے پہلے ٹامی نے کبھی بلا ضرورت یوں بھونکنے کی حماقت نہیں کی تھی، میں نے قریب جا کر ٹامی کو چمکارا تو وہ اچھل اچھل کر سامنے کی جانب میری توجہ مبذول کرانے کی کوشش کرنے لگا جہاں بظاہر دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس رات چاند کی روشنی بھی پوری آب و تاب سے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اس لیے کسی چیز کا نظروں سے اوجھل ہونا بھی دشوار تھا، میں ابھی ٹامی کی اس حرکت پر غور کر رہا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی دبے قدموں میری پشت پر چل رہا ہو، قدموں کی آہٹ مجھے صاف طور پر سنائی دی، اسی لمحے ٹامی کی توجہ بھی میری پشت کی جانب ہو گئی، میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا لیکن وہاں کا ہر سمت چٹکی ہوئی چاندنی کے سوا اور کوئی شے نظر نہیں آ رہی تھی۔

قدموں کی آہٹ کو اپنا وہم سمجھ کر میں نے ٹامی کی طرف گھوم کر دیکھا تو وہ زمین سے پیٹ لگائے یوں دبکا بیٹھا تھا جیسے میری جانب سے کسی سرزنش کی توقع نے اسے خوف زدہ کر دیا ہو، سہمی سہمی نیم وا آنکھوں سے وہ میری طرف دیکھ رہا تھا، مجھے ٹامی کی ان حرکتوں پر اس وقت شدید غصہ آ رہا تھا میں نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ معذرت طلب انداز میں کوں کوں کرنے لگا۔

"کیا بات ہے جمال؟" پشت سے کیلاش کی آواز سنائی دی تو میں آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا، کیلاش نے میرے قریب آتے ہوئے دریافت کیا "یہ ٹامی کیوں بھونک رہا تھا؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "ممکن ہے

اس نے کسی کو دیکھا ہو۔"

"کیسے ؟"

"کوئی ایسا شخص جو ٹامی کو چوکس دیکھ کر واپس لوٹ گیا یا درختوں کی آڑ میں چھپ گیا ہے۔"

"کون ہو سکتا ہے؟" کیلاش نے اِدھر اُدھر ایک اچٹتی نگاہ ڈالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"اتنی رات گئے جو بھی آیا ہو گا ظاہر ہے کسی نیک ارادے سے نہیں آیا ہو گا۔"

"لیکن سمورا نے ہمارے لیے جو خدمت گار مقرر کیے ہیں وہ ..."

کیلاش اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا، میری پشت پر کسی کو دیکھ کر وہ یک لخت خاموش ہو گیا۔ میں نے فوری طور پر گھوم کر دیکھا تو وہ دونوں مقامی باشندے جو رات کی ڈیوٹی پر تعینات تھے ہم سے بمشکل دس پندرہ گز کے فاصلے پر ہاتھوں میں نیزے اٹھائے موجود تھے۔ مجھے اپنی قوتِ بصارت پر شبہ ہونے لگا، چند لمحے پہلے وہاں کوئی موجود نہیں تھا، غالباً کیلاش نے بھی انھیں نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ اچانک کہاں سے نمودار ہو گئے ؟ ایک اہم سوال یہ بھی تھا کہ کیلاش کے یاد دلانے سے پیشتر مجھے ان کا دھیان نہیں آیا۔ "میرا خیال ہے ٹامی ان دونوں کو اچانک دیکھ کر بھونکا ہو گا۔"

"اچانک دیکھنے سے تمھاری کیا مراد ہے؟" میں نے کیلاش کو حیرت سے دیکھا۔

"ایک لمحہ پیشتر یہ دونوں مجھے بھی نہیں دکھائی دیے تھے۔" کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "ممکن ہے اس وقت دونوں ناریل کے درخت کی آڑ میں رہے ہوں۔"

میں نے ایک بار پھر نظریں گھمائیں، دونوں نیزہ بردار ناریل کے ایک تناور درخت کے قریب ہی موجود تھے، کیلاش کا خیال درست بھی ہو سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس پریشان کر رہا تھا کہ کوئی نادیدہ قوت ہمیں اپنے سحر میں الجھانے کی کوشش کر رہی ہے ورنہ وہ درخت۔ میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا

ہوں کہ جس وقت ٹامی کے بھونکنے کی آواز سن کر میں باہر آیا مجھے تو وہ درخت نظر آئے تھے نہ دونوں آدمی۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں۔" میں نے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے کہا پھر ٹامی کی سمت دیکھی جو بدستور آنکھ بند کیے پختہ زمین سے چپکا لیٹا تھا۔

"تم مجھے کچھ پریشان اور الجھے الجھے نظر آ رہے ہو۔ کیا بات ہے؟"

"یوں ہی۔" میں نے بہانہ بنانے کی کوشش کی۔ "سوچ رہا تھا کہ میری وجہ سے تمھیں اور جیکب کو بھی پریشان ہونا پڑ رہا ہے۔"

"اب ان باتوں سے کیا حاصل۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" کیلاش نے بے پروائی سے کہا پھر میری ہمت بڑھانے کی خاطر بولا۔ "اتنی جلدی حوصلہ ہار دیا تو درخشاں بھابی کو کیسے پا سکو گے؟"

"کیلاش۔" میں درخشاں کا نام سن کر تڑپ اٹھا۔ "کیا تم میرے جذبوں کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"ہمت سے کام لو میرے دوست۔" کیلاش نے نہایت خلوص سے کہا۔ "جذبے سچے ہوں تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اب چل کر آرام کرو۔ شاید تمھیں اس وقت آرام کی ضرورت بھی ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کیلاش میرا دوست تھا، میرا ہمدرد تھا لیکن اس وقت اس کی زبان پر درخشاں کا نام مجھے بہت گراں گزرا، میں اس سے شکوہ کرنے کے لیے مناسب الفاظ تلاش کر رہا تھا کہ اچانک میرے علاوہ کیلاش بھی اچھل پڑا، اندر خواب گاہ سے بلند ہونے والی جیکب کی وہ چیخ اتنی ہی کربناک اور بھیانک تھی کہ ایک لمحہ کو ہمارے اوسان خطا ہو گئے، ایک لمحے کے لیے ہم نے ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر بے تحاشہ دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو جیکب کو ایک سیاہ بلی سے دست و گریباں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

ہمارے قدموں کی آہٹ پا کر جیکب نے دروازے کی سمت دیکھا، ایک لمحے کو اس کی گرفت ڈھیلی پڑی تو سیاہ بلی اس کے ہاتھوں سے نکل گئی، دوسری جست میں وہ عقبی کھڑکی سے باہر تھی۔ کیلاش جیکب کی بوکھلاہٹ دیکھ کر بے اختیار ہنسنے لگا لیکن میں بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ کہیں ٹامی کے بھونکنے کی وجہ وہ سیاہ بلی تو نہیں تھی؟

دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی، کیلاش اور جیکب کمرے میں موجود نہیں تھے، بیتی رات کا خمار ابھی تک میرے ذہن پر طاری تھا، ٹامی کی بے چینی کا سبب میری سمجھ میں نہیں آ سکا، محض کسی سیاہ بلی کو دیکھ کر وہ ایسی جنونی کیفیت سے دوچار نہیں ہو سکتا تھا جس حالت میں میں نے اسے رات دیکھا تھا۔ اور وہ سیاہ بلی جیکب سے کس طرح الجھ گئی؟ کیا اس نے جیکب پر حملہ کیا تھا یا پھر وہ غنودگی کی حالت میں خود ہی اس سے الجھ گیا؟ معاً میرے ذہن میں سیاہ بلی کی مناسبت سے کسی شیطانی قوت کا تصور ابھر آیا، مجھے خوب یاد ہے کہ قبلہ والد صاحب نے بھی ایک دو بار سیاہ بلیوں کو بلا وجہ چھیڑنے اور ان سے دور ہی رہنے کا مشورہ دیا تھا، شاید اس لیے کہ یا تو سیاہ رنگ کی بلیاں منحوس خیال کی جاتی ہیں یا پھر ان کے وجود کے اندر کوئی اور گندی روح بھی حلول کر جاتی ہے، مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ انسان کے مقابلے میں جانوروں کو گندی اور شیطانی قوتوں کی موجودگی کا احساس زیادہ تیزی سے ہوتا ہے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جانور ان بھٹکتی ہوئی روحوں کو ہر شکل و صورت میں دیکھنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔

یہی ایک وجہ ایسی تھی جو ٹامی کی جنونی کیفیت کا سبب بن سکتی تھی لیکن اس نکتہ پر پہنچ کر یہ سوال بھی پیدا ہوتا تھا کہ اگر وہ کوئی شیطانی روح تھی جو سیاہ بلی کے جسم میں حلول کر کے وہاں آئی تھی تو اس کا مقصد کیا تھا، وہ جیکب پر کیوں حملہ آور ہوئی اور پھر ہمارے پہنچنے پر وہاں سے فرار کیوں ہو گئی؟

باہر سے سمورا اور کیلاش کی گفتگو کی آواز سنائی دی تو میرے الجھے ہوئے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا، میں بستر سے باہر آ گیا، اپنے بستر سے اتر کر ایک طویل انگڑائی لے کر میں نے اعصاب پر طاری بوجھل کیفیت کو دور کرنے کی کوشش کی اور باہر آ گیا، جہاں سمورا کے ساتھ ساوری بھی پہلی بار ہماری رہائش گاہ پر آئی تھی، میں نے ساوری کو دیکھا تو نہ جانے کیوں مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی شخصیت ہمارے لیے غیروں کے بجائے اپنوں جیسی ہو، غالباً اس احساس کی وجہ یہی رہی ہو کہ وہ ہماری زبان سے بخوبی واقف تھی لیکن اس کا ماضی میرے لیے ضرور پریشان کن تھا، اس نے وعدہ کیا تھا کہ کسی مناسب وقت پر مجھے تفصیل سے اپنے ماضی کے بارے میں بتلائے گی لیکن اس کے بعد ہمیں تنہائی میں ایک دوسرے سے ملاقات کا موقع نہ مل سکا، میں نے ساوری کو نگاہوں نگاہوں میں اس کا وعدہ یاد دلانے کی کوشش کی لیکن وہ انجان بنی رہی، گردن کو ایک ذرا خم دے کر اس نے سمورا کی پیروی میں میرے احترام کا اظہار کیا پھر نہایت سادگی سے ہماری رہائش گاہ کو دیکھنے لگی۔

جیکب وہاں موجود نہیں تھا، کیلاش نے مجھے بتایا کہ وہ حسبِ معمول صبح کی چہل قدمی کے لیے گیا تھا، میں سمورا کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا، یہاں سے میں ساوری کے حسنِ معصوم کی

سادگی میں مضمر پر کاری کا بھی جائزہ لے سکتا تھا جو سمورا کے پشت پر کھڑی تھی۔

سمورا ہم سے ہماری خیریت دریافت کرتا رہا، کھانے میں زہر ملانے والے حادثے کے بعد سے وہ ہمارا بے حد معتقد ہو گیا تھا کیلاش اس سے بدستور دیوتاؤں جیسے انداز میں گفتگو کرتا رہا پھر اچانک اس نے گفتگو کا رخ بدل کر پوچھا۔

"سمورا۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ تم اور وفینا کے اس دور دراز اور گمنام جزیرے تک کس طرح پہنچے تھے؟"

"نہیں" سمورا نے چونک کر کیلاش کو دیکھا پھر پہلو بدل کر بولا۔ "جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اسی جزیرے پر موجود ہوں"

"اور تمہارے ساتھی۔ میرا مقصد ہے کہ تمہارے قبیلے کی آبادی کیا روزِ اول سے اسی جزیرے پر موجود ہے؟"

"ہاں۔ میں نے ان سب کو اور وفینا کے حدود کے اندر ہی جینے اور مرتے دیکھا ہے۔"

"کیا تم نے کبھی اپنے بزرگوں سے بھی یہ دریافت نہیں کیا کہ وہ کہاں سے، کب اور کس طرح یہاں تک آئے تھے؟"

"میں نے کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں محسوس کی" سمورا نے سپاٹ لہجے میں کہا "جب زندگی کی تمام آسائشیں، سکون اور آرام ہمیں یہاں میسر آجاتا ہے تو ہمیں اپنے ماحول سے ہٹ کر سوچنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"شاید تم اس لیے مطمئن ہو کہ تم نے اور تمہارے لوگوں نے دنیا کے دوسرے خطوں کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔ مجھے بتاؤ سمندر کے دیوتا کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" سمورا نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے وضاحت طلب انداز میں دریافت کیا "کیا تم نے اور وفینا اور اس کے اطراف سمندر کی بپھری ہوئی لہروں کے علاوہ اور کچھ بھی دیکھا ہے؟"

"دیوتاؤں کے لیے فاصلوں کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ ہاں ہم نے آسمان کے نیچے آباد تمام بستیوں کو دیکھا ہے۔"

"مجھے بتاؤ۔ دوسری بستیاں اور جزیرے کیسے ہیں؟ وہاں کے لوگ کس قسم کے ہیں کیا وہ بھی اور دیوتا کی پوجا کرتے ہیں؟"

سمورا بڑی معصومیت سے دوسری بستیوں کے بارے میں دریافت کر رہا تھا، اس کے انداز میں تجسس تھا میں نے اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لیا لیکن کوئی ایسی علامت تلاش نہ کر سکا جو اس کے چہرے پر نظر آنے والی سادگی کی نفی کر سکتی البتہ ساوری اس کی پشت پر کھڑی جس انداز میں کیلاش کو کنکھیوں سے دیکھ رہی تھی اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سمورا اور کیلاش کے درمیان ہونے والی باتوں کو پسند نہیں کر رہی میں نے ساوری کی نظروں کا مفہوم بھانپتے ہوئے سمورا کو مخاطب کیا

"کیا تمہارا نائب مکالا جزیرے سے کہیں باہر گیا ہوا ہے؟"

مجھے اپنے مقصد میں مایوسی نہیں ہوئی، سمورا میرا سوال سن کر قدرے تلملا گیا، ایک لمحے کو اس کے چہرے سے سادگی اور معصومیت کا خول اتر گیا اس کی آنکھیں یک لخت خوں خوار نظر آنے لگیں اعصاب پر تناؤ کی شدید کیفیت طاری ہوئی مگر دوسرے پل اسے یاد آگیا کہ ہماری حیثیت کیا ہے فوراً ہی خود پر قابو پاتے ہوئے بولا "ہواؤں کے دیوتا۔ کیا تمہیں سمورا کے بارے میں یقین نہیں؟"

"ہم جانتے ہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا سوچ رہے ہو" میں نے بدستور سنجیدگی سے کہا "ہم دلوں کی گہرائی کا بھید جاننے کی قوت رکھتے ہیں، ہماری طاقت لامحدود اور لازوال ہے، جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے ہم اسے بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ جو بظاہر ہمارے سامنے نہیں۔ ہم اس کی ایک ایک بات سے بھی واقفیت رکھتے ہیں۔"

"لیکن میں..."

"میں نے مکالا کے بارے میں دریافت کیا تھا" میں نے اس کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے سرد اور خشک لہجے میں کہا "کیا تم جانتے ہو کہ مکالا کے دل میں کیا ہے؟ نہیں تم جواب دینے کی زحمت گوارا نہ کرو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مکالا کو اور وفینا کی بستی پر ہمارا عارضی قیام گراں گزر رہا ہے۔ وہ احمق ہے۔ نادان ہے جو دیوتاؤں کی طرف سے اپنے دل میں بدگمانی پیدا کر رہا ہے، ہم چاہیں تو ہماری پلکوں کی ایک جنبش اسے نیست و نابود کر سکتی ہے لیکن حقیر کیڑوں پر ہاتھ اٹھانا ہماری شان کے خلاف ہے۔ زمین پر گھومنے اور سینہ تان کر چلنے والوں کی حیثیت ہمارے سامنے ان کیڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی جنہیں جب چاہے قدموں تلے روندا جا سکتا ہے۔"

میری آواز کا زیر و بم از خود تیز ہوتا گیا، سمورا مجھے خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میری باتوں کا کیا جواب دے؟ میں نے اس کے دل کا چور پکڑ لیا تھا، اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر گنگ ہو جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"میری نگاہوں میں اور وفینا کے قبیلے کے وہ بے وقوف بھی ہیں جو مکالا کی خوشنودی کی خاطر ہم دیوتاؤں کی دشمنی مول لینے کی حماقت کر رہے ہیں۔"

"مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ۔ سمورا ان کی گردنیں کاٹ کر تمہارے قدموں پر لا ڈالے گا" سمورا تیزی سے بولا۔

"کیا تم اپنے نائب سردار مکالا کے خلاف بھی کوئی قدم اٹھا سکو گے؟" میں نے معنی خیز انداز اور چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا تو سمورا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، میری بات کا جواب دینے کے بجائے وہ آرام کرسی پر جو ہم اپنے ہمراہ لائے تھے محض پہلو بدل کر رہ گیا، اس کے تنفس کی رفتار اس کی بے چینی کی ترجمان تھی۔

"ہم تمہاری مجبوری سمجھ رہے ہیں" میں زہرخند سے بولا "تم مکالا کے جال میں کسی حقیر مکھی کی طرح پھنس کر بے بس ہو گئے ہو۔"

سمورا میرے جملے کا طنز برداشت نہ کر سکا، کسی زخمی درندے کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا، اس کی نگاہوں میں خون اتر آیا، تیور پلک جھپکتے میں یوں تبدیل ہو گئے جیسے کسی اناڑی شکاری نے کسی بھوکے شیر کو ہوائی فائر کر کے بیدار کر دیا ہو، ساوری نے سمورا کو غصے میں دیکھا تو خوف سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی، میں نے شاید جلد بازی میں ایک وحشی اور جنگلی درندے پر قابو پانے کی کوشش کر ڈالی تھی، اس کے بھڑک اٹھنے کا انداز اس قدر اچانک اور خوف ناک تھا کہ میں بھی سکتے میں آگیا۔ بازی پلٹنے کا احساس ہوا تو میں نے خود کو تیزی سے سنبھالا، ہمت کر کے سپاٹ آواز میں بولا۔

"جذبات سے مت کھیلو... سمورا۔ بیٹھ جاؤ۔"

"نہیں۔ سمورا موت سے نہیں ڈرتا" وہ سینے پر ہاتھ مار کر غرایا "موت میرے لیے ایک انعام ہو گی۔ میں بے عزتی کی زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں تم دیوتا ہو تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ سمورا نے کبھی ذلت تک ہمت نہیں ہاری تھی لیکن مکالا۔ مقدس اور وفینا کے برے گناہوں کو معاف کرنے وہ عظیم ہے، وہ جانتا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا وہ اپنی خاطر نہیں کیا لیکن اب گناہوں کے کفارے کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے میرے ہاتھوں سے مکالا کی موت اتنی عبرت ناک ہو گی کہ زمین اور آسمان بھی کانپ اٹھیں گے۔"

"پھر" کیلاش نے سمورا کی وحشت کا اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا "اس کے بعد کیا ہو گا؟"

"اس کے بعد" سمورا نے بڑی درندگی سے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا "اس کے بعد میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنا سر قلم کر کے دیوتا کے قدموں میں ڈال دوں گا۔"

"تم ایسا نہیں کرو گے" کیلاش نے تیزی سے جواب دیا۔ "آسمانوں پر دیوتاؤں نے جو فیصلے کر دیے ہیں وہ اٹل ہیں تم ان فیصلوں کو نہیں ٹال سکتے۔"

"لیکن سمورا اپنی شکست بھی نہیں برداشت کر سکتا" وہ تلملا کر بولا۔

"ہم نے تمہاری درمیان جو عارضی قیام کیا ہے وہ بلا مقصد نہیں ہے" میں نے اس بار قدرے نرم لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی "مکالا نے ہمارے بارے میں غلط سوچ کر خود کو آسمانی عتاب کا مستحق بنا لیا ہے۔ تم وقت کا انتظار کرو سمورا۔ اگر تم نے دیوتاؤں کے فیصلے کی خلاف ورزی کی تو تمہاری ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ کیا تم بھول رہے ہو کہ تم نے جو کچھ کیا ہے وہ کس کی خاطر کیا ہے؟"

میرا نشانہ اس بار بھی خطا نہیں گیا، سمورا نے میرا آخری جملہ سن کر ساوری کی جانب بے بسی سے دیکھا تو میں نے اندھیرے میں ایک تیر چھوڑتے ہوئے سرد آواز میں کہا "مکالا تمہاری سوچ سے کہیں زیادہ عیار اور دور اندیش ہے، وہ راز جو تمہارے درمیان مشترک تھا وہ مکالا نے کسی اور کے سینے میں بھی محفوظ کر دیا ہے۔ مکالا کی موت کے بعد اگر وہ راز عام ہوا تو جانتے ہو اس کا انجام کیا ہو گا؟"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا، جھاگ کی طرح بیٹھ گیا، اس کی آنکھوں میں بے بسی اور مجبوری کا احساس جھلک اٹھا، کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح اس نے خود کو کرسی پر گرا دیا۔ ساوری دور کھڑی ہمیں تیز نظروں سے گھور رہی تھی، میں نے اسے نظرانداز کر کے سمورا کو مخاطب کیا۔

"اس وقت ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اسے اپنے ذہن سے نکال دو۔ مکالا ہمارا شکار ہے، اسے ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ دو۔ یاد رکھو اگر تم نے دیوتاؤں کے حکم سے انکار کیا تو ساوری..."

"نہیں نہیں" سمورا بے اختیار چیخ اٹھا "میں تمہارے حکم کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔"

"اسی میں تمہاری نجات ہے" کیلاش نے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سمورا اسے رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد خاموشی سے اٹھا اور گردن جھکائے واپس چلا گیا۔

❁

اس رات ہم اپنے اپنے بستروں پر لیٹے نیند کا انتظار کر رہے تھے کہ جیکب کی ذہنی رو اچانک بہک گئی، یک لخت اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہم دونوں کو ایسی باری باری وحشت ناک نظروں سے دیکھنے لگا جیسے پہلی بار ملاقات ہوئی ہو۔

"کیوں۔ کیا ہوا؟" کیلاش نے پوچھا۔

"کیا ہم تمام زندگی ان ہی جنگلیوں اور وحشیوں کے درمیان رہیں گے؟" جیکب کے لہجے میں بھی وحشت تھی۔

"آدھی رات گئے اس سوال کا کوئی تک نہیں۔ سو جاؤ۔"

"نہیں" جیکب تیزی سے بولا "میرے دماغ کی نسیں اسی ایک سوال کی گونج سے چٹخ رہی ہیں، مجھے بتاؤ کہ ہم کب تک موت کی تلاش میں اس طرح در بدر کی خاک چھانتے پھریں گے"

"تم جسے موت کی تلاش سمجھ رہے ہو میری زبان میں اسے ایڈونچر کہتے ہیں۔" کیلاش نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں اس قسم کے ایڈونچر سے پاگل ہو جاؤں گا۔"

"پریشان مت کرو۔ تم جس مبارک گھڑی کی بات کر رہے ہو وہ خبیث قسم کے لوگوں کی زندگی میں اتنی آسانی سے نہیں آتی۔"

"کہاں ہے تمہاری درخشاں؟" اچانک جیکب نے مجھے گھورتے ہوئے درشت انداز میں سوال کیا۔ "جواب دو۔ کہاں کھو گئے ہیں تمہارے وہ خواب جن کی تلاش میں تم نے میرا سکون بھی برباد کیا۔"

مجھے جیکب سے اتنے تلخ جملے کی توقع نہیں تھی۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ وہ محض کیلاش کو تنگ کرنے کی خاطر وحشت بھری باتیں کر رہا ہے میرے ذہن کو ایک دھچکا سا لگا۔ کوئی جواب دینے کی بجائے میں آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا گھور رہے ہو مجھے؟" وہ ہاتھ مسلتا ہوا تلملا کر بولا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ مجھے سلوما سے کوئی محبت نہیں تھی۔ رب عظیم کی قسم، اس کی یاد آج بھی میری رگوں میں خون کی گردش کے ساتھ زندہ ہے لیکن میں نے اس کی تلاش میں کسی دیوانگی یا پاگل پن کا ثبوت نہیں دیا مگر تم۔ تم اپنی راہ سے بھٹک گئے اور تم نے مجھے بھی زندہ درگور کر دیا۔"

"جیکب" کیلاش نے اس بار سنجیدگی سے کہا "کیا تم سچ مچ کہیں پاگل تو نہیں ہو گئے ہو؟"

"ہاں۔ میں پاگل ہو گیا ہوں۔" جیکب نے پوری شدت سے مٹھی بھینچ کر اپنا ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے جواب دیا۔ "تم جس ماحول کو ایڈونچر کا نام دے رہے ہو میں اس کی فضاؤں میں زہر کی آلودگی محسوس کرتا ہوں۔ ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں جو تمہاری طرح وحشی لڑکیوں کو دیکھ کر ٹھنڈی سانسیں نہیں بھرتا بلکہ سختی سے آنکھیں بند کر لیتا ہوں۔ میں اندھا ہو گیا ہوں جو تم لوگوں کی زبان میں زندگی کے اس انوکھے بانکپن میں احساسات کی حلاوتوں کی چاشنی نہیں تلاش کر سکتا۔ ہاں ہاں۔ میں دیوانہ ہو گیا ہوں پاگل ہو گیا ہوں۔"

جیکب نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بال نوچنے شروع کر دیے۔ ماحول کی اجنبیت نے اس کے ذہن کو بڑی شدت سے متاثر کیا تھا۔ میں خود کو اس کا مجرم سمجھ رہا تھا۔ آہستہ سے بولا۔

"مجھے افسوس ہے میرے دوست کہ میری وجہ سے . . . ."

"نہیں چاہیے مجھے یہ خالی خولی باتیں۔" وہ مجھے گھورتا ہوا جنونی انداز میں بولا۔ "اگر دے سکتے ہو تو مجھے میری آزادی واپس دے دو۔ گرجے کی وہ پرسکون زندگی لوٹا دو جہاں در و دیوار سے مریم کا تقدس جھلکتا تھا اور مسیح کا تصور زندگی کی نوید دیتا تھا۔"

لیکن نہیں تم انسان ہو۔ فانی انسان جو نفس کی غلامی سے۔ تم خود محرومیوں کا شکار ہو دوسروں کو کیا دے سکو گے خوب صورت الفاظ کے ٹھیکرے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کل ہی سمورا سے اپنی اس خواہش کا اظہار کر دینا چاہیے کہ اب ہم اور دفینا کے جزیرے پر مزید نہیں رک سکتے۔" کیلاش نے کچھ سوچ کر سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "کیا تم اس سرزمین پر ایک رات بھی نہیں گزار سکتے؟"

"تم۔ تم اب شاید میری مجبوریوں کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو لیکن نہیں۔ میں اب تمہیں اس کا موقع نہیں دوں گا۔" جیکب نے کیلاش کو وحشت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ جیکب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس مسکراہٹ میں زہر آمیز طنز تھی لیکن وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "تم۔ سمندر کے عظیم دیوتا سمورا سے یہاں سے واپسی کا راستہ دریافت کرو گے۔ ہا ہا۔ ہا ہا۔ اپنے تصف جہاز پر سوار ہو کر واپس جرائم کی دنیا میں کیوں نہیں کر جاتے۔ تم آسمانوں کے باسی ہو جہاں قسمت کے فیصلے تحریر کیے جاتے ہیں۔ تم نے خود اپنے ساتھ بھی اپنے ہاتھوں اپنی قسمت میں بربادیاں رقم کر دیں۔ تم لیکن تم بھی بھٹک گئے۔ ہا ہا۔ ہا ہا۔"

"جیکب میرے بھائی۔" میں تڑپ کر بولا۔ "خدا کے لیے سنبھالو، ہوش کی باتیں کرو۔"

"سنو۔ تم اگر میرے بھائی ہو تو میری ایک مشکل حل کر دو۔" جیکب نے میرے قریب آتے ہوئے بڑی رازداری سے کہا۔ "میرے ساتھ ساحل تک لے چلو اور سمندر کی موجوں کے حوالے کر دو۔"

میں نے بڑی بے بسی سے کیلاش کی جانب دیکھا۔ جس انداز میں گفتگو کا آغاز کیا تھا اسے وقتی الجھن سے بھی تعبیر کیا جا سکتا تھا مگر اب وہ بالکل دیوانوں اور پاگلوں جیسی حرکت کر رہا تھا۔

"شش۔" مجھے کیلاش کی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے کہا۔ "ادھر مت دیکھو۔ میری بات کا جواب دو۔ سمندر کی بے تاب لہروں کے حوالے کر سکتے ہو؟ باہر سناٹا ہے۔ سب خواب خرگوش میں محو ہوں گے۔ چلو جلدی کرو۔ ایک سنہری موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

"جیکب میری طرف دیکھو۔" کیلاش نے معنی خیز آواز میں کہا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟"

"ہاں۔ صدیوں پہلے تم سرجن ہوا کرتے تھے۔ یہ پیشہ تھی لیکن پھر تم اچانک دیوتا بن گئے۔ سمندر کے ایک روز تم طوفانوں پر اچھلتے کودتے یہاں آئے

سے کہاں جاؤ گے؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں سرجن ہوں۔ میرا ایک نام بھی تھا۔"

"تمہارا نام۔ ٹھہرو مجھے سوچنے دو۔" جیکب نے اپنی کنپٹیوں کو پوری قوت سے دبانا شروع کر دیا جیسے اپنی کھوئی ہوئی یادداشت واپس کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔

جیکب کی کیفیت بڑی تیزی سے خراب ہو رہی تھی۔ اسی وقت میں نے کیلاش کو تیزی سے اٹھ کر اس کمرے کی طرف جاتے دیکھا جہاں ہمارا باقی سامان اور کیلاش کی ادویات رکھی تھیں میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی۔

"تم۔ تم کون ہو؟" جیکب نے یک لخت میری سمت متوجہ ہو کر پوچھا۔

"میں تمہارا دوست ہوں۔ جمال، جمال اصغر۔"

"اور میں کون ہوں؟"

"تم۔ جیکب ہو۔ فادر جیکب۔"

"مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی۔ میرا گلا خشک ہو رہا ہے۔"

"میں تمہارے لیے پانی لاتا ہوں۔"

میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو جیکب نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پوری شدت سے پکڑ لیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ جس انداز میں وہ مجھے گھور رہا تھا وہ بڑا وحشت ناک تھا۔ میں نے سہم کر خود کو چھڑانا چاہا تو اس کی گرفت اور سخت ہو گئی۔ درندوں جیسے جنونی لہجے میں ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "تم میرے شکنجے سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ مجھے تمہارا خون درکار ہے۔ ہاں۔ تمہارا گاڑھا خون میری زندگی کو دوام بخش دے گا۔"

میں نے پوری شدت سے خود کو جیکب کی جنونی حالت سے بچانا چاہا لیکن وہ خون خوار بھوکے بھیڑیے کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑا۔ اس کے اندر بلا کی قوت آ گئی تھی۔ میں خوف سے چیخ پڑا۔ اسی وقت کیلاش دوڑتا ہوا خواب گاہ میں داخل ہوا۔ جیکب کو میرے ساتھ گتھم گتھا دیکھ کر وہ ایک ثانیے کو رک گیا پھر اس نے لپک کر اپنا سیدھا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور کہنی سے ایک بھرپور وار جیکب کی گردن کے جوڑ پر کیا کہ وہ کراہتا ہوا میرے اوپر اوندھا گیا۔

میں اسے دوسری جانب گرا کر جلدی سے اٹھا تو دیکھا کہ کیلاش نے اپنے الٹے ہاتھ میں سرنج تھام رکھی تھی۔ مجھے بے حد عجلت میں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جمال۔ جلدی کرو۔ اس کا ہاتھ پوری قوت سے جکڑ لو۔ میں اسے فوری طور پر ایک انجکشن دینا چاہتا ہوں۔"

میں نے کیلاش کے حکم کی پیروی میں دیر نہیں لگائی پھر

جب وہ انجکشن لگا چکا تو میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"تمہاری کیا تشخیص ہے؟"

"زہر۔" کیلاش تھکی تھکی آواز میں بولا۔ "میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس غریب کے جسم میں کوئی سریع زہر داخل ہو گیا ہے جس نے اس کی ذہنی کیفیت پلٹ دی ہے۔"

"کیلاش۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "کوئی خطرے کی بات تو نہیں ہے؟"

"فی الحال یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ صبح تک اگر اسے دوسرا دورہ نہ پڑے تو پھر خطرے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔"

کیلاش کا جواب سن کر میرا دل دھک سا رہ گیا۔ میں نے جیکب کی طرف دیکھا جو ایک طرف سر ڈالے بے سدھ پڑا موت اور زندگی کی کش مکش سے دوچار تھا۔

دوسری صبح جیکب ہوش میں آیا تو اس کی ذہنی حالت بالکل نارمل تھی۔ البتہ اس کے چہرے سے نقاہت کے اثرات جھلک رہے تھے۔ کیلاش نے ساری رات پلکوں کے نیچے کاٹ دی تھی، وقفے وقفے سے وہ جیکب کو بے ہوشی کی حالت میں بھی انجکشن دیتا رہا اور دوائیں پلاتا رہا۔ میں بھی کیلاش کے ساتھ لگا رہا لیکن سوائے دعا کے اور کوئی بات میرے اختیار میں نہیں تھی۔ غرض کہ جیکب کو ہوش میں دیکھ کر میں نے کیلاش کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا تو اس نے پرامید انداز میں سر کو جنبش دی پھر جیکب کو آہستہ سے مخاطب کیا۔

"کیا تم کچھ بہتر محسوس کر رہے ہو؟"

"کیا مطلب۔" جیکب نے پوچھا۔ "مجھے کیا ہوا ہے؟"

"رات تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" میں نے جیکب کے قریب جاتے ہوئے پیار سے کہا۔

"کیا ہوا تھا مجھے؟"

"تم اس وقت کیا محسوس کر رہے ہو؟" کیلاش نے اپنا سوال دہرایا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "کیا تمہارے سر بھاری تو نہیں یا تمہیں متلی تو نہیں محسوس ہو رہی؟"

"قطعاً نہیں۔" جیکب نے حیرت سے جواب دیا۔ "مگر کچھ بتاؤ تو سہی آخر مجھے کیا ہوا تھا؟"

"رات تمہاری کیفیت . . . ."

"ٹھہرو جمال۔ میں بتاتا ہوں۔" کیلاش نے میری بات درمیان سے اچکتے ہوئے تیزی سے کہا پھر اطمینان سے بولا۔

"تم خواب کی حالت میں بڑبڑا رہے تھے اور جمال یہ سمجھ بیٹھا کہ تمہاری ذہنی رو بہک گئی ہے۔"

"کیا کہہ رہا تھا میں۔ مجھے تو کچھ یاد نہیں؟"

"تمہارے حق میں بہتر بھی یہی ہے کہ تم ان باتوں کو یکسر فراموش کر دو۔"

"پھر بھی۔ کچھ پتہ تو چلے" جیکب نے الجھتے ہوئے دریافت کیا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش بھی کی لیکن کراہ کر رہ گیا۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم ایک دو روز تک صرف بستر سے لگے رہو" کیلاش نے جلدی سے کہا۔ "کمزوری کی حالت میں اگر تم نے اٹھنے بیٹھنے یا چلنے پھرنے کی کوشش کی تو تمہاری حالت پھر بگڑ جائے گی۔"

جیکب کا خیال تھا کہ ہم گویا اس کے ساتھ کوئی مذاق کر رہے ہیں لیکن جب اسے خود اپنی کمزوری کا احساس ہوا اور اس نے اپنے بازوؤں پر سوئی کے نشان دیکھے تو ہم دونوں کو وضاحت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ رات جو خطرناک لمحے اس پر طاری تھے وہ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن اس کی پیشانی پر ابھرنے والی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ اپنی یادداشت کو کریدنے کی کوشش کر رہا ہے۔

"تمہیں صرف آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔ اس لیے اپنے ذہن پر کسی قسم کا زور مت ڈالو۔"

"جمال" جیکب نے میری طرف دیکھا۔ "کیا تم بھی نہیں بتاؤ گے کہ کل رات مجھ پر کیا بیتی تھی؟"

"پہلے وعدہ کرو کہ تم اس تفصیل کو سننے کے بعد کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کرو گے" کیلاش نے اس بار بھی جلدی سے کہا۔ غالباً وہ نہیں چاہتا تھا کہ میں جیکب کو کوئی ایسی بات بتاؤں جو اس کی کمزوری پر بوجھ ثابت ہو۔

"وعدہ" جیکب نے وعدہ کر لیا۔

"تمہیں لاسا یاد ہے؟"

"لاسا" جیکب نے تعجب کا اظہار کیا۔

"روپا کا وہ ساتھی جس کے لیے وہ جہاز پر تمہارے کیبن میں دعا کی خاطر آئی تھی۔"

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کڑوا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

"مجھے خود بھی حیرت ہے کہ تمہارے اوپر اچانک وہ کس قسم کا دورہ پڑ گیا تھا" کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم سوتے میں یوں ہاتھ پاؤں چلا رہے تھے جیسے عالمِ تصورات میں لاسا سے کرا کے لڑ رہے ہو اور تمہاری زبان سے لاسا کی شان میں گالیوں کا طوفان امڈ رہا تھا۔ لاسا کو مغلظات سنانے کے ساتھ ساتھ تم روپا کو اس بات کا یقین بھی دلا رہے تھے کہ اسے بہت جلد لاسا کی قید سے آزاد کرا لو گے اور اس کے بعد......"

"تم اگر سرجن کے بجائے بھانڈ ہوتے تو زیادہ کامیاب زندگی بسر کر سکتے تھے" جیکب نے زندہ دلی کا ثبوت پیش ک... میری آنکھیں فرطِ جذبات سے نمناک ہو گئیں کیلاش کا چہ... مسرت سے کھل اٹھا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم میری بات کو مذاق سمجھو گے لیکن... تم غالباً مجھے بہلانے کی کوشش کر رہے ہو" جیکب... سے بولا۔ "یہ حقیقت اپنی جگہ درست ہے کہ میں اپنے اند... کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی... تمام جسم کی قوت کو مفلوج کر دیا ہو لیکن ....."

"تم ہوش میں ہو اس بات کو تسلیم نہیں کرو گے کہ تمہارا... میں آج بھی روپا کی یاد روزِ اول کی طرح موجود ہے جس کی... کل رات ہذیانی کیفیت سے دوچار تھے۔"

"ناممکن۔ وہ بات جو شعور تسلیم نہ کرے لاشعور... نہیں بیٹھ سکتی۔"

"دانشوروں کا قول ہے کہ محبت کی نہیں جاتی۔ ہو... کیا پتہ کہ تمہیں خود بھی اس کی خبر نہ ہو سکی ہو کہ کب تمہارے... گہرائیوں پر روپا نے شب خوں مارا اور تمہاری راتوں کی... لے گئی" کیلاش نے بڑے رومانٹک لہجے میں جواب دیا...

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ روپا کے بہانے تم میری زبان... کا ذکرِ خیر سننا چاہتے ہو۔"

"خبردار فادر جیکب" کیلاش نے یک لخت مصنو... کا اظہار کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تو کیلا میرے خوابوں... ہے۔ میری سوچ نگری کی راج کماری ہے۔ میں مذاق ... کا نام کسی اور کی زبان پر برداشت نہیں کر سکتا۔"

"لعنت ہے تمہارے پیار پر جو تم اس بے چاری کو... ساحل پر چھوڑ آئے" جیکب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر... عشق تھا تو اسے ساتھ کیوں نہیں لے آئے۔"

"یہی ایک غلطی مجھ سے ایسی سرزد ہو گئی جس پر م... کب تک ہاتھ ملتا رہوں لیکن۔ مجھے یقین ہے میرا من... دیتا ہے کہ ایک نہ ایک دن میں اپنے من مندر کی دیوی... حاصل کر لوں گا۔"

کیلاش کی باتیں جیکب کے ذہن پر خوشگوار اثر ڈا... تھیں میں سمجھ رہا تھا کہ اس طرح وہ جیکب کے بھٹکے ہوئے... بہلانے کی کوشش کر رہا تھا، وہ سرجن تھا لیکن اس ذ... ماہرِ نفسیات کی طرح اپنی بھرپور صلاحیتوں کو بروئے کار... ذہن کو سکون پہنچا رہا تھا، رات جیکب کی کیفیت... کو پریشان کر دیا تھا لیکن میری دعائیں اور کیلاش کی... کام آ گئی۔ جیکب کا ذہن آہستہ آہستہ نارمل ہو رہا تھا...

...بے وقتے کو جیکب کے ذہن سے مٹانے کی خاطر کیلاش نے جو ...ش کی وہ بے مثال تھی۔

❀

تین روز بعد جیکب مکمل طور پر روبہ صحت ہو گیا۔ کیلاش نے مجھے سختی سے تاکید کر دی تھی کہ میں جیکب ...ے اس کی جنونی کیفیت کا ذکر مطلق نہ کروں مبادا کہ اس کے ...کو پھر کوئی جھٹکا پہنچے۔ جیکب نے ایک دو بار مجھے کریدنے کی کوشش ...لیکن میں محض یہ کہہ کر ٹال گیا کہ اسے وقتی طور پر کوئی دورہ ...جس کے اثرات کمزوری کی صورت میں برآمد ہوئے۔ دورے ...یت کے سلسلے میں کیلاش یہ بات اسے پہلے ہی باور کرا چکا ...اس قسم کے دورے تشویشناک نہیں ہوتے بلکہ کسی وقتی ...دباؤ یا نفسیاتی تکان کی وجہ سے اکثر صحت مند آدمی بھی ...دوروں سے دوچار ہو جاتا ہے۔

جیکب ہماری باتوں سے مطمئن ہو گیا اور ایک بار پھر ...س بات کی فکر لاحق ہو گئی کہ وہ اور روفینا کے جنگلی اور ...ڈگوں کو کسی طرح یہ بات بتا سکے کہ وہ جس دیوتا کے بت کی ...رہے ہیں وہ چونکہ عملی طور پر خود بے دست و پا ہے اس لیے ...سر کو مارنے یا زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، وہ روفینا ...ی کو مسیحی رنگ میں رنگنا چاہتا تھا اور اسی غرض سے وہ ...ادہ تر وقت آبادی کے قریب گھوم پھر کر گزارتا تھا۔

اس روز شام کو بھی وہ غالباً اپنے مشن پر گیا ہوا تھا۔ میں ...بیدار تو کیلاش بھی موجود نہیں تھا۔ میں نے اٹھ کر منہ ہاتھ ...لباس تبدیل کیا اور طبیعت پر طاری کسل مندی کے اثرات ...کرنے کی خاطر چہل قدمی کی ٹھان کر چل پڑا۔ حسبِ معمول ...ت بھی گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے اپنا پستول مع ...ل گولیوں کے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ البتہ بلو پائپ کو میں نے ...کدہ پر ہی ایک خفیہ اور محفوظ جگہ چھپا رکھا تھا۔

...یہاں میں اپنے قارئین کو یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ ہمیں ...ے منتقل ہوئے تقریباً دو ہفتے گزر چکے تھے اس عرصے ...تو مکالا یا سوکارو ہم سے ملنے کی غرض سے وہاں آئے اور ...بزیرے میں گھومتے پھرتے ہوئے کبھی ہمارا ان کا آمنا سامنا ...بات میرے اور کیلاش دونوں کے لیے تشویش کا باعث ...لیے کر ساوری مجھے مکالا کے سلسلے میں یہ بات باور کرا چکی ...انتہائی کینہ پرور اور گھٹیا ذہنیت کا مالک ہے اور کسی ...وقت بھی ایسا اچانک اور خطرناک قدم اٹھا سکتا ہے جو ہمارے ...یشانی کا باعث بن سکتا ہے۔ ساوری کا خیال تھا کہ کیلاش ...را کر اس کی رسولی کے عذاب سے نجات دلا کر مکالا کو دشمنی پر کمربستہ کر لیا ہے۔

سمورا کی زندگی بچ جانے کی وجہ سے مکالا کو دوسری ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا، اگر کیلاش کا آپریشن ناکام ہو جاتا تو سمورا کی موت سے مکالا کی راہ ہموار ہو جاتی۔ وہ ایک تیر سے دو شکار بہ آسانی کھیل لیتا۔ ایک طرف اسے روفینا کی سرداری کے ساتھ ساوری بھی مل جاتی دوسری طرف وہ سمورا کی موت کا الزام ہمارے سر تھوپ کر ہمیں موت کے گھاٹ اتار دیتا لیکن کیلاش کی کامیابی نے اس کے خوابوں کی تعبیر الٹ دی تھی۔

مکالا کو غالباً کیلاش کی کامیابی کا احساس ہو گیا تھا اسی لیے اس نے اپنے تین بہترین دوستوں کیموزا کا اور بدگا کو ہماری موت کی خطرناک سازش پر آمادہ کر لیا لیکن جیتی کی پراسرار شخصیت کے درمیان میں آ جانے سے اس کی وہ چال بھی نہ صرف یہ کہ ناکام ہو گئی بلکہ اس کے تینوں ساتھی اس طرح غائب ہو گئے کہ روفینا کے طول و عرض میں ان کا کوئی سراغ تک مل سکا، شاید اس بات نے مکالا کو ہماری دیوتا والی شخصیت کے سلسلے میں کشمکش و پیچ میں مبتلا کر رکھا تھا جو وہ ابھی تک دوبارہ ہمارے سامنے آنے سے گریز کر رہا تھا

میرے ذہن میں اس وقت مکالا کی پراسرار شخصیت ہی کلبلا رہی تھی، جب اچانک ایک مانوس آواز نے مجھے چونکا دیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو بائیں جانب ساحل کے رخ واقع گھنے جنگلات کے قریب ایک اونچے ٹیلے پر مناما کھڑی مجھے آواز دے رہی تھی۔ میں نے یونہی قرب و جوار کا سرسری جائزہ لیا۔ وہاں آس پاس کوئی دوسرا فرد بظاہر نظر نہیں آ رہا تھا۔ ممکن ہے مناما کے کچھ ساتھی قریب ہی کہیں جنگل میں چھپے بیٹھے ہوں لیکن سامنے کوئی نہیں تھا۔

میں اپنے خیالات میں گم رہائش گاہ سے خاصی دور نکل آیا تھا۔ رات کا ملگجی اندھیرا بھی اپنا دامن پھیلانے لگا تھا، میرے ذہن میں یہ خیال تیزی سے ابھرا کہ شاید مناما دیر سے میرا تعاقب کر رہی ہے اور آبادی سے دور نکل آنے کے بعد اس نے ویرانے میں مجھے گھیرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں نے فوری طور پر اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا، اگر مناما کو میری موت ہی منظور تھی تو وہ خاموشی سے بلو پائپ کا استعمال بھی کر سکتا تھا، ایک باریک اور زہر میں بجھی ہوئی سوئی پلک جھپکتے میں میری حیات کے چراغ کو شمعِ مزار بنا دینے کے لیے بہت کافی ثابت ہوتی۔

محض چند ثانیے کے لیے میں اپنی جگہ کھڑا مناما کو دیکھتا رہا پھر میرے قدم اس کی جانب بڑھنے لگے۔ مجھے اپنی جانب قدم اٹھاتے دیکھ کر مناما بھی جلدی جلدی ٹیلے سے نیچے اترنے لگی۔ کسی فوری پیش آنے والے خطرے سے نمٹنے کے لیے میں نے خود کو پوری طرح محتاط کر لیا تھا۔

"مقدس اور دیوتاؤں اور تمہارے دوستوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے" قریب آکر مناما نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے مذہبی انداز میں مجھے دعا دی۔

"مناما" میں نے سنجیدگی سے مناما کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا "کیا ہماری یہ ملاقات محض اتفاقیہ ہے یا تم میرا تعاقب کر رہے تھے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے ہواؤں کے دیوتا" مناما نے دبی زبان میں میری شخصیت کا امتحان لینے کی کوشش کی۔ اس کے لہجے میں جو طنز تھا وہ پوشیدہ نہ رہ سکا۔

"ہم جانتے ہیں کہ تم ہمارا تعاقب کر رہے تھے" میں نے قیاس کرتے ہوئے ٹھوس آواز میں جواب دیا "یہ بھی جانتے ہیں کہ تم اکیلے میں ہم سے کچھ باتیں کرنے کے خواہش مند ہو۔ کیوں کیا یہ غلط ہے؟"

"نہیں" مناما نے جلدی سے اعتراف کر لیا، اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے۔ مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ اس وقت مناما کسی ذہنی گتھی کو سلجھانے میں الجھ رہا ہے۔ بیرسٹر کی حیثیت سے عدالتوں میں میرا واسطہ ہر قسم اور ہر ٹائپ کے افراد سے پڑتا تھا اس لیے مجھے قیافہ شناسی میں بھی کچھ عمل دخل ہو گیا تھا، اس وقت یہی تجربہ میرے کام آیا۔

"پریشان مت ہو میرے عزیز" میں نے دیدہ و دانستہ اپنے لب و لہجے کو معنی خیز بناتے ہوئے سرسراتی آواز میں کہا "دیوتاؤں کی نگاہیں سمندر کی تہوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ تم تو میرے روبرو موجود ہو۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ گفتگو کا آغاز کس طرح کروں" مناما بدستور الجھے ہوئے انداز میں بولا "آج تک میرے علم اور تجربے نے مجھے کبھی دھوکا نہیں دیا۔"

"ہم تمہاری الجھن کا سبب جانتے ہیں لیکن اسے تمہاری زبان سے سننا چاہتے ہیں"، میں نے محتاط لہجے میں کہا "جو کچھ کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو۔"

"میں علم رمل کا ماہر ہوں۔ آج تک میرا علم اور میرا حساب کبھی غلط ثابت نہیں ہوا لیکن ...."

"لیکن کیا؟" میں نے مناما کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے دریافت کیا "تم خاموش کیوں ہو گئے؟"

"تمہارے سلسلے میں۔ میرا علم ایک خاص حد تک پہنچ کر تاریکی میں ڈوب جاتا ہے۔"

"تم۔ مناما تم" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے اسے گھورتے ہوئے قدرے درشت لہجے میں سوال کیا "کیا تم [illegible] بارے میں بھی اپنے علم سے استفادہ کرنے کی جسارت [illegible]"

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔"

"پھر۔ کیا معلوم کیا تم نے؟"

"میرا علم کہتا ہے کہ تم لوگ، دیوتا نہیں بلکہ ہمارے [illegible] انسان ہو مگر جب میں اس سے آگے جاننے کی کوشش [illegible]

[illegible] ہندسوں اور خطوط کی ترتیب بگڑ جاتی ہے، اچانک دھند [illegible]ی چھا جاتی ہے۔"

"[illegible]ہندسے اور خطوط" میں نے اپنی پریشانی کو چھپانے کی [illegible]طر مسکراتے ہوئے مناما کو مضحکہ خیز نگاہوں سے دیکھا "تم نے [illegible]ور کیا کہ ہندسے اور خطوط آپس میں گڈمڈ کیوں ہو جاتے ہیں؟ [illegible]موچو مناما، غور کرو۔ اپنی ناقص عقل کو کریدو اور اپنے علم سے [illegible]ریافت کرو کہ وہ ایک خاص مقام تک پہنچنے کے بعد دھند آلود [illegible]یوں ہو جاتا ہے۔ اپنا حساب بار بار پھیلاؤ۔"

"میں نے بہت کوشش کی لیکن مجھے ہر بار مایوسی ہوئی۔"

"کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ تمہارا علم ہمیں انسان ظاہر [illegible]رنے کے بعد بے بس کیوں ہو جاتا ہے؟"

"ہو سکتا ہے میرا حساب غلط ہو لیکن میرا دل بھی تمہیں دیوتا ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔"

"سمورا کا دل ہمارے بارے میں کیا کہتا ہے؟" میں نے مناما [illegible]و تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا "کیا وہ بھی ....؟"

"نہیں" مناما نے جلدی سے کہا "اس نے پہلی بار میری [illegible]ائے اور میرے حساب کتاب سے اتفاق نہیں کیا، وہ تمہیں سمندر اور ہواؤں کا دیوتا تسلیم کر چکا ہے۔ شاید اس لیے کہ اس نے تمہیں آزمانے کی جو کوشش کی تھی وہ ناکام ہو گئی، وزنی میز کا اچانک الٹ جانا یقیناً حیرت انگیز ہے۔"

"تمہارا حساب میز الٹنے کی کیا وجہ بتاتا ہے؟" میں نے مناما کی زبانی سمورا کا خیال معلوم ہو جانے کے بعد قدرے سکون سے [illegible]ریافت کیا۔

"کوئی کالی طاقت" مناما اپنا نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا "مجھے یقین ہے کہ وہی سیاہ اور نادیدہ قوت میرے علم کے آڑے آ رہی ہے۔"

"کیا تم نے سیاہ قوت کے سلسلے میں سوکارو کی خدمات نہیں حاصل کیں؟" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "کیا تمہارا یہ عقیدہ نہیں کہ بوڑھے سوکارو کو اپنے کالے علم میں کمال حاصل ہے؟"

"ہاں۔ سوکارو کا تجربہ میرے کام آ سکتا ہے لیکن میں نے اسے اپنے حساب کے بارے میں کچھ نہیں بتایا" مناما نے سپاٹ انداز میں جواب دیا "میں نے اپنا خیال صرف سمورا پر ظاہر کیا تھا مگر اس نے میری رائے سے اتفاق نہیں کیا۔"

"پھر" میں نے تیوری پر بل ڈال کر پوچھا "ہمارے بارے میں تمہارا حتمی فیصلہ کیا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے عظیم سمورا کو رسوئی کے عتاب سے نجات دلا کر ہمارے اوپر جو احسان کیا ہے ہم اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔"

"کیا مکالا اور اس کے مخصوص لوگ بھی ہمارے ساتھ دوستی کا سلوک برقرار رکھیں گے" اس بار میں نے ساوری کی فراہم کردہ اطلاعات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چبھتے ہوئے انداز میں سوال کیا تو مناما بری طرح چونک اٹھا۔ الجھے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تمہاری یہ باتیں مجھے اور میرے حساب کو اور الجھا دیتی ہیں۔"

"ہمارے بارے میں دوبارہ کبھی حساب لگانے کی حماقت نہ کرنا ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم دیوتاؤں کے عتاب کا نشانہ بن کر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھو۔"

مناما نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مکالا والی بات شاید اس کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ میں نے اس کی دکھتی رگ پر دوسرا وار کیا "ہم جانتے ہیں کہ مکالا اور اس کے ساتھی ہمارے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں۔ ان کی ایک ایک حرکت ہمارے علم میں ہے ان کے مکروہ اور ناپاک چہرے ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔" میں نے سرد آواز میں کہا "وہ ہماری خاموشی سے ڈھیٹ اور دلیر ہوتے جا رہے ہیں لیکن۔ جس دن ہمارے تیور بدلے ہماری انگلی کا ایک اشارہ انہیں نیست و نابود کر دے گا۔ ان کا انجام تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک اور اس قدر عبرت ناک ہو گا کہ اور دنیا کے لوگ ہمارے بارے میں سوچنا بند کر دیں گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں لیکن سوکارو" مناما روانی میں بوڑھے سوکارو کا نام لے گیا لیکن غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے۔

"نہیں" میں نے یک لخت پینترا بدل کر غراتے ہوئے کہا۔ "تم آئندہ کبھی ہماری رہنمائی کی کوشش مت کرنا۔ اور ہاں، ہندسوں اور خطوط کی ترتیب کا کھیل بھی ہمارے سلسلے میں دوبارہ کھیلنے کی جسارت کبھی نہ کرنا ورنہ تمہارا انجام دوسروں سے مختلف نہیں ہو گا۔"

میں اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد تیزی سے ایڑیوں کے بل گھوما اور رہائش گاہ کی سمت لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا، میرے جملے پر مناما کا ردعمل کیا ہوا۔ میں نے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔ البتہ مناما کی باتوں نے میرے دل کی حالت ضرور غیر کر دی تھی۔

❁

اب ہمارے سامنے صرف دو ہی راستے تھے۔

ہم حالات کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتے، سمورا اور اس کے جنگلیوں کے روبرو اعتراف کر لیتے کہ ہماری حیثیت کیا ہے یا پھر کوئی ایسی ناقابلِ یقین حرکت کرتے جو مناما اور دوسروں کو

اس بات کا یقین دلا دیتی کہ ہم دیوتا ہیں ـــــــ اور ہماری قوتیں لامحدود ہیں، پہلی صورت پر عمل کرنے کے بعد سمورا اور اس کے ساتھی ہمارے دشمن بن جاتے، وہ احساسات کے پجاری نہیں تھے جو دیارِ غیر میں ہماری خاطر مدارات کر کے دلوں کو تسخیر کرنے کا عمل کرتے، انھوں نے مارنا اور مرجانا سیکھا تھا، پل بھر میں ہمارے احساسات کو یکسر فراموش کر دیتے پھر ہمارا انجام شاید ہماری توقعات سے کہیں زیادہ عبرت ناک ثابت ہوتا، ہمیں دیوتا کی حیثیت میں جو عارضی اور وقتی مراعات حاصل تھیں وہ چھین لی جاتیں۔ مکالا اور اس کے خون خوار ساتھی جو چھپ کر ہمارے خلاف سازشوں کا جال بن رہے تھے برملا سامنے آجاتے، ساور کے نام پر وہ ایک زبان ہو کر ہماری قربانی کا مطالبہ کرتے تو سمورا کی ہمدردیاں بھی ہمارے حق میں کارگر نہیں ہو سکتی تھیں ان کی آنکھوں کو چکاچوند کرنے کے لیے ہمارے پاس الہ دین کا چراغ بھی نہیں تھا جسے گھس کر ہم اس کے تابع جن کو طلب کرتے ان کے مظاہرے ہی ان کو ہمارا غلام بنا سکتے تھے۔

میں نے کیلاش کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گیا۔

مناما کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ بوڑھے جادوگر سوکارڈ کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھتا، شاید اس لیے کہ سوکارڈ کے سیاہ علم کے آگے وہ بھی بے بس تھا یا پھر وہ سمورا کے گروپ کے مخالف گروہ سے متعلق تھا، یعنی ایک بات ہمارے حق میں تھی، مناما نے علمِ رمل کے زور سے ہماری حقیقت معلوم کر لی تھی لیکن پھر وہ بھی بھٹک گیا، اس نے مجھے یہی بتایا تھا، ہمارا ماضی اس کے حساب کتاب کی زد سے محفوظ رہا ہے، کوئی شے بار بار اس کے آڑے آجاتی تھی اگر نہ آتی تو ہم کھلی کتابوں کی طرح اس کے سامنے بکھرے پڑے ہوتے۔

وہ جنگلی تھے، وحشی درندے تھے، تہذیب اور اخلاق کی ابجد سے بے خبر تھے لیکن ہماری طرح انسان ہی تھے۔ اسی لیے ان کے اندر بھی گروہ بندی کی خو بو موجود تھی، میں نے مناما کی گفتگو سے یہی نتیجہ اخذ کیا، ساودی کی باتوں سے بھی یہی پتہ چلتا تھا کہ اور وفینا کے جزیرے کی آبادی کئی ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے، ایک گروہ سمورا کا تھا جس کی پناہ میں ساودی سکون اور عزت کا سانس لے رہی تھی، دوسری ٹولی مکالا کے مستقبل سے آس لگائے اس کے اشاروں پر ناچ رہی تھی۔ کچھ لوگ ان دونوں گروہوں کے درمیان مشترک تھے، وہ دلوں کے بھید سے بے خبر تھے، ان کے لیے زندگی کا مفہوم صرف کھانے پینے کی حد تک محدود تھا، اس سے زیادہ وہ سوچ کر کرتے بھی تو کیا کرتے۔

اور ایک جتھا مذہبی گروہ کا تھا جس کی باگ ڈور مناما نے سنبھال رکھی تھی، علمِ رمل کے ذریعے اس نے جنگلی لوگوں کا گرویدہ اور مذہب کی آڑ لے کر سردار کے سامنے اپنی حیثیت کا ایک مقام بنا لیا تھا۔ ایک شیطان ٹولا بوڑھے سوکارڈ کا تھا غرض کہ مہذب دنیا کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طرح ان جنگلیوں نے بھی اپنے درمیان درجہ بندی کر رکھی تھی۔

جیکب کی ذہنی حالت ابھی اس قابل نہیں تھی کہ اسے صورتِ حال سے آگاہ کر کے اس سے کوئی مشورہ طلب کیا جا، یوں بھی وہ مذہبی اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے کا قائل تھا، اس نے ہماری طرح خود کو دیوتا نہیں ظاہر کیا بلکہ اس بات پر بضد تھا کہ جھوٹ چونکہ انسان کو تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے اس لیے ہمیں سمورا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ایمان داری سے اپنی حقیقت تسلیم کر لینا چاہیے۔ محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہے۔ وہ اس کہاوت کے سخت خلاف تھا لہٰذا اگر ذہنی طور پر وہ ٹھیک ہوتا تو بھی مناما کی باتوں سے اسے باخبر کرنے کی حماقت ہم کبھی نہ کرتے۔ چنانچہ جب تک وہ بستر پر لیٹ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر نہیں ہو گیا اور اس کے طویل خراٹوں نے ہمیں اس کی بے خبری کا یقین نہیں دلا دیا ہم اپنی اپنی جگہ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف رہے پھر جیکب کے سو جانے کے بعد خاموشی سے اٹھے اور برآمدے میں آکر آرام کرسی پر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کو خالی خالی نظروں سے دیکھتے رہے پھر کیلاش نے گفتگو کا آغاز کیا۔

”کیا تمھیں یقین ہے کہ مناما نے جو کچھ کہا ہے درست ہے“

”بظاہر اسے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں اور ایسی صورت میں جب کہ ہم اس کے اور اس کے ساتھیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔“

”ممکن ہے اس نے مصلحتاً اپنے بیان میں کوئی گنجائش رکھی ہو“

”میں سمجھا نہیں۔“

”سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر مناما اپنے علم کے زور سے یہ دریافت کر سکتا ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان محض رنگ و نسل کا فرق ہے اور ہم نے اپنی بقا کی خاطر دیوتاؤں کا ڈھونگ رچا رکھا ہے تو وہ یہ بھی معلوم کر سکتا ہے کہ ہمارا ماضی کیا ہے۔“

”اگر تمھاری بات تسلیم کر لی جائے تو یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ اس نے مجھے پوری بات بتانے سے کیوں گریز کیا؟“ اس نے سنجیدگی سے کہا۔ ”ہمارے ماضی تک رسائی حاصل کر لینے کے بعد وہ زیادہ دلیری سے ہمارے چہروں سے نقاب اتار سکتا تھا۔“

”یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تاریکی میں ٹکرا کر اچانک ہم پر کوئی وار کرنے کا منصوبہ مرتب کر چکا ہو۔“

”وہ ہمیں چونکائے بغیر بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ سمورا کا ہمنوا ہونے کے سبب اس کے ہاتھ مکالا اور سوکارڈ کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہیں۔“

”چلو میں تمھاری بات مانے لیتا ہوں لیکن تم اس بات کا جواز پیش کر سکو گے کہ اگر مناما کے ہاتھ زیادہ مضبوط ہیں تو اس نے تم کو بلاوجہ ہوشیار کرنے کی حماقت کیوں مول لی ہے“

”یہی ایک بات میرے شبہات کی تصدیق کرتی ہے۔“ میں نے بولا۔ ”کہ مناما ابھی تک ہمارے ماضی کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکا۔ اور میرے خیال میں اس کی وجہ سوکارڈ کا سیاہ علم ہے۔“

”گویا سوکارڈ نے اپنے جادو کے زور سے مناما کے حساب کتاب میں گڑبڑ پیدا کر دی ہے۔“

”ہو سکتا ہے۔“

”تمھاری دلیل قطعی بے وزن نظر آتی ہے۔“ کیلاش نے کہا۔ ”اگر سوکارڈ کے کالے علم نے مناما کے ذہن کو مفلوج کر دیا ہوتا تو ہماری اصلیت کا راز بھی کبھی نہ معلوم کر پاتا۔ صرف ہمارا ماضی اس کی نگاہوں سے کیوں اوجھل ہے؟“

کیلاش کی دلیل معقول تھی اس لیے میں نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، ہونٹ کاٹ کر رہ گیا۔ پھر اچانک میرے ذہن میں جینی کا تصور ابھر آیا، مکالا کے خلاف وہ ایک بار پہلے بھی ہماری مدد کر چکی تھی، میرے کیبن کو اندر سے بند کر کے اس کا باہر نکل جانا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ اپنے وجود کے اندر پراسرار اور حیرت انگیز قوت رکھتی تھی ـــــ اس نے ہمارے دشمنوں کو بلو پائپ کے ذریعے اذیت دے کر نہایت خاموشی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا بلکہ ان کی لاشوں کو بھی غائب کر دیا تھا۔ اس کی قوت بوڑھے سوکارڈ کے مقابلے میں یقیناً زیادہ رہی ہو گی ورنہ وہ اس کے کالے علم کا توڑ کر چکی ہوتی اور سوکارڈ نے یہ بھی معلوم کر لیا ہوتا کہ ان میں سے ہر ایک کا انجام کیا ہوا جو رات کی تاریکی میں ہماری موت کا ارادہ لے کر اپنی کمین گاہوں سے نکلے تھے۔

یقیناً وہ جینی کی پراسرار قوت ہی ہو سکتی ہے جو مناما کے رمل اور خطوط کی ترتیب کو بار بار بگاڑ کر اسے ہمارے سلسلے میں شبہے میں مبتلا رکھنا چاہتی ہے، میرے ذہن نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے میرے ذہن میں پیدا ہونے والا سارا ابال صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں میں نے سوچا۔ اگر وہ جینی کی پراسرار قوت ہی ہے جو ہمارا تحفظ کر رہی ہے تو وہ خود کیوں پوشیدہ ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ خبیث سوکارڈ نے اپنے جادو کے زور سے جینی کا راز پا لیا ہو اور اسے ٹھکانے لگا دیا ہو۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے ورنہ جینی ہماری مدد کو ضرور آتی۔

میرے ذہن میں آندھیاں چلنے لگیں، جینی کے تصور نے مجھے الجھا دیا، میں اپنے خیال میں محو تھا کہ کیلاش کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

”کس سوچ میں گم ہو گئے ہو؟“

”آں۔“ میں نے چونک کر کیلاش کو دیکھا پھر اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ ”میں جینی کے بارے میں غور کر رہا تھا۔“

”آئی سی۔“ جینی کے نام پر کیلاش کی نگاہیں بھی چمک اٹھیں۔ ”تمھارا خیال درست ہے میرے دوست، وہ جینی کی پراسرار شخصیت ہی ہو سکتی ہے جو مناما کے حساب کتاب میں خلل ڈال رہی ہے۔“

”لیکن وہ اگر چاہتی تو مجھے قبل از وقت موقعے کی نزاکت سے آگاہ کر سکتی تھی۔“ میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ ”میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔“

”وہ کیا؟“

”کہیں جینی بھی حالات کا شکار تو نہیں ہو گئی۔“

”نہیں۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ وہی ہماری پشت پناہی کر رہی ہے۔“ کیلاش نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ ”کیا تم بھول رہے ہو کہ اسی کی پراسرار قوت نے ہمیں میزالٹ کر موت کے منہ سے بچا لیا تھا۔“

”مجھے یاد ہے۔ لیکن اس روز اس کی آواز برابر میرے کانوں میں گونج رہی تھی، وہ میری نظروں سے پوشیدہ تھی مگر میں اس کا قرب محسوس کر رہا تھا اور اس روز کے بعد سے اس کی آواز دوبارہ میرے کانوں میں نہیں گونجی۔“

”ہو سکتا ہے اس نے سوکارڈ کے درمیان میں آجانے کی وجہ سے خود کو گھپ اندھیروں میں چھپا لیا ہو اور درپردہ ہماری مدد کر رہی ہو۔“

”خدا کرے تمھارا قیاس درست ہو ورنہ ہم بے موت مارے جائیں گے۔“

”ہمت سے کام لو جمال۔ ابھی ہمارے ہاتھ میں ایک قیمتی مہرہ اور بھی ہے۔“

”وہ کون؟“

”مناما کی باتوں نے شاید تمھاری ذہنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیا ہے ورنہ تم یوگا کی اہمیت کو کبھی فراموش نہ کرتے۔“ کیلاش نے کہا۔ ”ہم اس آخری مہرے کو اپنے بچاؤ کی خاطر نہایت آسانی سے استعمال کر سکتے ہیں۔“

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مگر وہ ہم سے یہ بھی سوال ضرور کریں گے کہ لوگا اگر زندہ ہے تو کہاں ہے؟"

"اور ہم جواب میں سادری کو بطورِ گواہ پیش کر دیں گے۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا۔ "اگر ہم سادری کے ماضی سے باخبر ہیں تو مکالا اور دوسرے کچھ لوگ بھی اس کی حقیقت سے ضرور واقف ہوں گے۔ وہ سادری کو زبان کھولنے پر مجبور کریں گے تو مکالا درمیان میں آ جائے گا اور پھر۔ حالات کی گرہیں از خود کھلتی چلی جائیں گی۔"

"کیا ہمارے لیے یہ مناسب ہو گا کہ ہم اپنے بچاؤ کی خاطر سادری کی زندگی داؤ پر لگا دیں۔"

"اس کا فیصلہ آنے والے حالات پر منحصر ہو گا۔" کیلاش نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں بنیادی طور پر سرجن ہوں مریض کی جان بچانا میرے فرائض میں شامل ہے لیکن کبھی ہمیں کسی ایسے مریض کو خاموشی سے سلو پائزننگ بھی کرنا پڑتی ہے جس کا وجود دوسرے سیکڑوں انسانوں کے لیے خطرے کا باعث بننے لگتا ہے۔"

میں نے کیلاش کے چہرے کو غور سے دیکھا وہ اپنی بات پر بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ رات چونکہ زیادہ بھیگ چکی تھی میں نے بحث کو طول دینا مناسب نہیں سمجھا۔ کچھ دیر تک اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا پھر اٹھ کر اندر آ گیا جہاں جیکب کے خراٹے بدستور گونج رہے تھے۔ بستر پر لیٹ کر میں نے آنکھیں بند کر لیں لیکن میرا ذہن بدستور منامہ کی ذات میں الجھا ہوا تھا۔

اور پھر۔

جیکسن کا پراسرار چہرہ میرے ذہن کے پردوں پر ابھرتا گیا۔ ڈنمارک کا رہنے والا وہ تنومند نائب کپتان جو بحری عقاب پر ہمارے ساتھ تھا۔ جس کی شخصیت کے متعدد پہلو آہستہ آہستہ سامنے بے نقاب ہوئے تھے۔ جو پراسرار علوم میں بے حد عمل دخل رکھتا تھا جس نے اپنی طاقت میں اضافہ کرنے کی خاطر ایبا کے بچے کی پر گاپا کے مرتے ہی حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ مقدس ہنگا ڈھانچہ حاصل کر لیا تھا۔ اس نے ایک تیر سے دو شکار کیے تھے کی ایما پر اس نے بحری عقاب کا سفر ترک کر دیا اور ایبا کے اپنا مقام بھی بنا لیا۔ ہڈیوں کے پراسرار ڈھانچے کے حصول

کے بازو اور مضبوط ہو گئے۔

وہ روحوں کو طلب کرنے میں مہارت رکھتا تھا بحری عقاب کے ساتھی ہمیشہ اس کی ذات سے خوف زدہ نظر آتے تھے۔ کپتان اینٹلے نے بھی یہی باور کرایا تھا کہ وہ بات جو جیکسن کے منہ سے نکلتی ہے پتھر کی لکیر بن جاتی ہے۔ میں بحری سفر کے دوران جیکسن کی طاقت کے بہت سارے کرشمے دیکھ چکا تھا۔ اس نے جہاز سے اترنے سے ایک رات قبل مجھے ڈھکے چھپے لفظوں میں یہ اشارہ بھی کیا تھا کہ میں تنہا سفر کروں اور جیکب اور کیلاش کو اپنے ساتھ آئندہ پیش آنے والے خطروں میں شریک نہ کروں۔

درخشاں کے سلسلے میں بھی روحوں نے اسے قبل از وقت باخبر کر دیا تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ بحری عقاب کا انجام کیا ہو گا لیکن اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لیے تھے۔ اس کی پراسرار خاموشی نے جہاز کے پورے عملے کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ وہ چاہتا تو اپنے ساتھیوں کو واپسی کے سفر پر آمادہ کر سکتا تھا لیکن شاید روحوں نے چپ رہنے کی تاکید کر دی تھی۔

وہی جیکسن اس وقت میری نگاہوں کے سامنے بے حد معصوم صورت بنائے کھڑا تھا۔ میرا دل چاہا کہ اس کا منہ نوچ لوں اسے دیکھ کر میری رگوں میں خون کا دباؤ یک لخت تیز ہو گیا وہی ہماری بربادی کا ذمہ دار تھا۔ اگر اس نے خط کے مضمون کے بارے میں کچھ مجھے پہلے ہی بتا دیا ہوتا تو شاید ہم آج ان حالات سے دوچار نہ ہوتے۔ میں کچھ دیر تک اسے خوں خوار نظروں سے گھورتا رہا۔

"میرے محترم۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے بے حد خفا ہیں لیکن حالات نے جو کروٹ بدلی اس میں میری ذات کو کوئی دخل نہیں تھا۔"

"کیوں؟" میں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں علم نہیں تھا کہ ہم بحری عقاب کی تباہی کے بعد کن حالات کا شکار ہوں گے؟"

"مجھے اپنے ساتھیوں کی موت کا بھی بے حد دکھ ہے میرے محترم لیکن میں مجبور تھا۔ پراسرار قوتوں نے مجھے سختی سے زبان بند رکھنے کی تاکید کر دی تھی۔"

"تم اگر زبان کھول دیتے تو کیا ہوتا۔ تمہاری موت؟"

"بات اگر صرف جیکسن کی موت کی ہوتی تو شاید میں بزدلی کا ثبوت کبھی نہ دیتا لیکن قسمت کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔" جیکسن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "موت میرے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ طوفانوں سے کھیلنا ملاحوں کی زندگی ہوتی ہے مگر کل کیا ہونے والا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔"

"کیا تم بھی نہیں؟" میں نے حقارت بھرے لہجے میں طنز کیا۔

"میری بات اور ہے۔" جیکسن نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "روحوں کو بلانے کا عمل سیکھنے کے بعد میرے لیے ماضی، حال اور مستقبل سب کھلی کتاب کی مانند ہیں۔ میں روحوں کے ذریعے سب کچھ معلوم کر لیتا ہوں لیکن کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو علم میں آ جانے کے باوجود انسان کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ بحری عقاب کی تباہی کو لے لیجیے۔ ہاں مجھے اس کی بربادی کا علم ہو چکا تھا لیکن روحوں نے میری زبان پر تالے ڈال دیے تھے۔ میں قبل از وقت اپنے دوستوں کو ان کی عبرت ناک موت سے باخبر نہیں کر سکتا تھا۔"

"لیکن تم نے اپنی تحریر کے ذریعے مجھے ضرور آگاہ کر دیا۔ یہ اور بات ہے کہ میں نے تمہارے دوسرے بند لفافے کو قبل از وقت نہیں کھولا اگر کھول لیا ہوتا تو آج بات کچھ مختلف ہوتی۔"

"آپ کا خیال ہے محترم۔" جیکسن نہایت وثوق سے بولا۔ "میں نے آپ کو وہ خط روحوں کی اجازت کے بعد تحریر کیا تھا اور مجھے یقین کامل تھا کہ آپ جہاز کی تباہی سے قبل اس بند لفافے کو نہیں کھول سکیں گے۔"

"کیا تمہیں میری درخشاں کے بارے میں بھی علم ہو چکا ہے؟" میں نے تھوڑے توقف کے بعد دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"میں آپ کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا ہوں میرے عزیز!" جیکسن معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ "روحوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ اپنی شریکِ حیات کو دیوانگی کی حد تک پیار کرتے ہیں اور پیار کی وہی شدت ہمیں آپ کو یہاں تک کھینچ لائی ہیں۔"

"کیا میں اسے پانے میں کامیاب ہو جاؤں گا؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"ہاں۔" جیکسن نے محتاط لہجے میں رک رک کر جواب دیا۔ "آپ کے ذہن میں جو تصویر کلبلا رہی ہے وہ ایک بار پھر جنم لے گی۔ ہوبہو وہی صورت، وہی رنگ روپ۔ وہی ناک نقشہ اور تصویر کا دوسرا جنم پہلے جنم سے زیادہ حسین اور خوب صورت ہو گا۔"

"کیا تم مجھ سے سچ بول رہے ہو؟" میں نے جذباتی آواز میں پوچھا۔ "وہ دن کب آئے گا؟"

"وہ دن بہت جلد آنے والا ہے میرے محترم۔ حالات کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملتی جا رہی ہیں۔ ترتیب مکمل ہوتے ہی آپ کی زندگی میں ایک نیا انقلاب پیدا ہو گا۔ ایسا عظیم اور شان دار انقلاب جو آپ کے توقعات سے کہیں زیادہ روشن اور تابناک ہو گا اور......"

"اور کیا؟" میں نے جیکسن کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ زندگی میں رونما ہونے والی وہ تبدیلی آپ

کے ذہن سے عزیب جیکسن کی یاد بھی محو کر دے۔"

"تم نے اپنے خط میں یہ کیوں لکھا تھا کہ ہو سکتا ہے تم دوبارہ ہم سے آملو؟" میں نے جیکسن کے جواب کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ابھی میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بتا نہیں سکتے یا بتانا نہیں چاہتے؟" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا ہنگارو کی ہڈیوں کا ڈھانچہ حاصل کر لینے کے بعد بھی تم مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں لاعلم رہ سکتے ہو؟"

"گاباکی اچانک موت کا حادثہ میری زندگی کا سب سے عجیب اتفاق ہے۔" جیکسن بولا۔ "روحوں کی زبانی میں نے ہنگارو کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا لیکن مجھے یقین نہیں تھا کہ اس کا حصول میرے لیے اس قدر اچانک ممکن ہو سکے گا۔"

"جیکسن۔ کیا تم جانتے ہو کہ ہم جہاز کی تباہی کے بعد سے کن حالات سے دوچار ہیں؟"

"آپ کا یہ خادم آپ کے حالات سے ایک لمحہ بھی بے خبر نہیں رہتا میرے محترم۔ سب کچھ اسی انداز میں پیش آرہا ہے جس ترتیب سے روحوں نے آنے والے واقعات کی پیش گوئی کی تھی۔"

"روحوں نے تمہیں یہ بھی ضرور بتایا ہوگا کہ ہماری موت کب اور کن حالات میں واقع ہوگی۔" میں نے جھلا کر پوچھا۔

"موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے۔ روحیں ان سرحدوں تک نہیں پہنچ سکتیں جہاں موت اور زندگی کے فیصلے کیے جاتے ہیں البتہ میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وقت نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو الجھا دیا ہے لیکن یہ حالات عارضی ہیں۔ اس کے بعد آپ کی زندگی کا ایک سنہری دور شروع ہوگا، اور وقت کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہاں میرے محترم روحوں نے مجھے یہی بتایا ہے اور ہنگارو کی مقدس اور عظیم روح نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔"

"ساوری کے بارے میں روحوں نے کیا بتایا ہے؟" میں نے کچھ سوچ کر دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ ساوری کے بجائے جینی کے سلسلے میں دریافت کریں۔"

"جینی؟" میں جینی کا نام سن کر چونکا۔ جیکسن کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار اور معنی خیز مسکراہٹ نظر آرہی تھی۔ میں نے اسے تیکھے انداز میں گھورا۔ "جینی کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟"

"وہ حالات کی پیداوار ہے۔" جیکسن نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "روحوں نے مجھے جینی کے بارے میں قبل از وقت کچھ نہیں بتایا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ پراسرار اور سفلی قوتوں کی مالک ہے۔"

"مجھے اس کی طاقت کا اندازہ ہو چکا ہے۔" میں نے زہر سے کہا۔ "جیکب نے موت اور زندگی کے درمیان جو گھڑیاں جنون اور دیوانگی کے عالم میں گزاری ہیں میں انھیں آسانی سے فراموش نہیں کر سکتا۔"

"میں نے۔ آپ سے کہا تھا میرے محترم کو فادر جیکب اور کیلاش کا ساتھ چھوڑ دیں۔" جیکسن یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "میں جانتا ہوں کہ آپ کو اپنے دوستوں سے بہت لگاؤ ہے لیکن کیا ہونے والا ہے۔ آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

"جیکسن۔" میں نے اسے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے آواز میں مخاطب کیا۔ "تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم نے بحری پروانہ ہونے سے قبل ایک ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کا عہد کیا تھا۔"

"یہی عہد آپ نے درخشاں کے ساتھ بھی کیا تھا میرے آقا۔ لیکن کیا آپ اس پر قائم رہ سکے؟"

"تم۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" درخشاں کا نام سن کر میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

"وقت کے تیز و تند طوفان میں عہد و پیماں حقیر تنکوں سے زیادہ حیثیت کے حامل نہیں ہوتے۔" جیکسن نے مبہم لہجے میں جواب دیا۔ "وقت ہی زخم اور چرکے لگاتا ہے لیکن بوقت زخموں کے لیے تریاق بھی بن جاتا ہے۔"

"ہمیں اور دیفنا کے اس منحوس جزیرے سے کب نجات ملے گی؟" میں نے تلملا کر پوچھا۔

"اس کا فیصلہ بھی وقت ہی کرے گا۔"

"تم شاید میری بے بسی کا مذاق اڑا رہے ہو۔" میں گرج کر بولا۔

"صبر سے کام لیجیے میرے محترم! ابھی تو آپ کو اور دیفنا کو اس منحوس جزیرے پر بوڑھے سوکارو کی ساحرانہ قوتوں سے مقابلہ کرنا ہے۔"

"سوکارو؟" میں نے چونکتے ہوئے جیکسن کو تعجب خیز نظروں سے دیکھا۔ "کیا تم سوکارو کے بارے میں بھی جانتے ہو؟"

"روحوں کی رفاقت نے آپ کے اس حقیر غلام کو گھپ اندھیروں میں بھی دور تک دیکھنے کا عادی بنا دیا ہے۔ میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ سوکارو رات کے اس پچھلے پہر میں کیا کر رہا ہے۔"

"کیا کر رہا ہے؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

جیکسن نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا، اس کے ہونٹوں

پر ایک بار پھر بڑی معنی خیز مسکراہٹ ابھر رہی تھی، میں نے ضبط سے کام لیا۔ میں اس سے اور دیفنا کے بوڑھے ساحر کے بارے میں بہت کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن قبل اس کے کہ میں کوئی سوال کرتا جیکسن کا وجود میری نگاہوں کے سامنے دھواں بن کر یوں لہرانے لگا جیسے وہ بکھر رہا ہو، میں نے اسے آواز دینا چاہی لیکن میری آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔ دھوئیں کی چادر میری نگاہوں کے سامنے دبیز ہوتی ہوگئی اور جیکسن کا وجود اس کی اوٹ میں دھندلانے لگا۔

میں گم صم کھڑا رہا، وہ سب کچھ میرے لیے ناقابلِ یقین تھا۔ دھوئیں کے بادل مرغولے بن کر میری نگاہوں کے سامنے تیرتے رہے، جیکسن کا وجود اس کے اندر غائب ہوتا گیا۔ پھر یک لخت فضا کی تمام کثافتیں دور ہوگئیں۔ گہری دھند کا سحر ٹوٹا تو میں دم بخود رہ گیا۔ میری نگاہیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ میں اس وقت اپنی رہائش گاہ میں نہیں تھا۔ ایک ایسے کمرے میں موجود تھا جہاں مکالا اور سوکارو آمنے سامنے بیٹھے ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر میری قوتِ سماعت سے مکالا کی مانوس آواز ٹکرائی۔

"سوکارو۔ کیا تجھے یقین ہے کہ وہ دیوتاؤں کا دھونگ رچا رہے ہیں؟"

"مکالا کا اقبال بلند ہو۔ سوکارو کا علم کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔" بوڑھے جادوگر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اگر وہ دیوتا ہوتے تو اپنے تیسرے ساتھی کی دیوانگی کا سبب ضرور جان لیتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ ابھی تک زہر کے پھیر میں الجھے ہوئے ہیں۔ سیاہ بلی کا راز بھی وہ نہیں جان سکے۔"

"سیاہ بلی؟" مکالا رکے اور کھردرے لہجے میں بولا۔ "یہ سیاہ بلی کہاں سے آگئی؟"

"اسے سوکارو کے کالے علم نے جنم دیا تھا۔" سوکارو کے انداز میں خباثت تھی۔ "میں نے نقلی دیوتاؤں کو کسوٹی پر پرکھنے کے لیے بلی کو وہاں بھیجا تھا مگر وہ دھوکا کھا گئے۔"

"پھر سوچ لے سوکارو۔ کہیں تیرا کالا سفید جادو تجھے فریب نہ دے رہا ہو۔" مکالا نے تیوری پر بل ڈال کر کہا۔ "میرا نشانہ اگر خطا ہو گیا تو سردار کی گدی اور ساوری دونوں میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو جانتا ہے تو کہ تیرا انجام کیا ہوگا؟"

"بھیانک موت۔" سوکارو کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ ابھر آئی۔ دوسرے ہی لمحے وہ کسی سانپ کی طرح سرسراتے ہوئے بولا۔ "سورج کی رفتار ڈانواں ڈول ہو سکتی ہے لیکن میرے جادو کے بول غلط نہیں ہو سکتے۔"

"پھر۔ کیا سمورا نے جھوٹ بولا تھا کہ وہ میز آپ ہی آپ الٹ گئی؟"

"ہو سکتا ہے سمورا نے عظیم مکالا کو جھانسہ دینے کے لیے ایک من گھڑت کہانی سنا دی ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔" مکالا نے سوچتے ہوئے کہا پھر توقف سے بولا۔ "سوکارو۔ کیا تو نے خبیث منامار کے بارے میں بھی سب کچھ دیکھ بھال لیا ہے؟"

"وہ میرے قدموں کی گرد بھی نہیں پا سکتا۔" سوکارو نے حقارت سے کہا۔ "میں نے اس کے چاروں طرف ایک ایسا جال پھیلا دیا ہے جو اسے اندھا کیے رہے گا۔" البتہ وہ کتا۔" سوکارو نے جملہ ادھورا چھوڑا تو مکالا کسی زخمی درندے کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا، غراتے ہوئے بولا۔

"کتے میں تجھے کیا نظر آرہا ہے؟"

"مجھے اس کی آواز بند کرنا ہوگی۔" سوکارو نے تیزی سے کہا۔ "مکالا کو کتے سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے۔" کیوں؟ مکالا کے تیور خطرناک ہو گئے۔

"بس ایک دن اور رک جاؤ مکالا۔ اس کے بعد میں اپنے جادو کے زور سے سب ٹھیک کر لوں گا۔"

"کوئی گڑبڑ ہوئی تو مکالا سب سے پہلے تیرا ٹینٹوا دبا دے گا۔"

جواب میں سوکارو ہاتھ ملتا ہوا اٹھا، مکالا کے قریب جا کر بولا۔ "مکالا۔ تو چاہے تو میں ان نقلی دیوتاؤں کو اپنے جادو کے زور سے پل بھر میں مسل کر پھینک سکتا ہوں۔"

"نہیں۔ نہیں۔" مکالا چھاتی ٹھونک کر بولا۔ "وہ میرے شکار ہیں۔ میں انھیں اپنی مرضی سے ماروں گا۔"

"جیسی تیری مرضی۔ سوکارو کل بھی تیرا غلام تھا اور...!"

اسی لمحے سوکارو کی پشت پر رکھے ہوئے چربی کے چراغ کی لو تیز تیز کپکپانے لگی اور سوکارو یوں تیزی سے اس کی جانب پلٹا جیسے وہ شگون اس کی مرضی کے خلاف تھا۔ ایک تانیے تک وہ ٹکٹکی باندھے چراغ کی تھرتھراتی لو کو دیکھتا رہا پھر میری طرف پلٹا تو میں خوف سے لرز اٹھی۔

بوڑھے ساحر کی سرخ آنکھیں میری جانب جمی ہوئی تھیں اور مکالا۔ وہ سوکارو کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے کچا چبا ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور

میں نے سہم کر اپنی آنکھیں بند لیں۔

جس انداز میں وہ یک لخت میری جانب پلٹا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ اس کے کالے علم نے اسے کمرے میں میری موجودگی سے باخبر کر دیا ہے، وہ مجھے کھا جانے والی تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔

میں اپنی جگہ دم سادھے بے حس و حرکت خاموش کھڑا اپنے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کا شمار کرتا رہا مجھے یقین تھا کہ میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے، مکالا اور سوکارد کے سامنے میری حقیقت کسی حقیر تنکے سے زیادہ نہیں تھی، میں مکالا کی درندگی کا عملی مظاہرہ بھی دیکھ چکا تھا، جشن والی رات اس نے جس بیدردی سے معصوم زاریا کے وجود کے ٹکڑے کیے تھے اس کی یاد ابھی تک میرے ذہن میں تازہ تھی۔

گزرتے وقت کا ایک ایک پل میری روح پر گراں گزر رہا تھا، آنے والے لمحوں کا تصور ہی میرے اعصاب کو سرد کر دینے کے لیے بہت کافی تھا، مجھے اس خاموشی سے بھی خوف محسوس ہو رہا تھا جو میرے اطراف طاری تھی، موت اور زندگی کا درمیانی وقفہ میرے لیے بےحد اذیت ناک تھا میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھے ساحر کی خوں خوار نظریں بدستور میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں، اس کی کشادہ پیشانی پر ابھرنے والی آڑی ترچھی لکیریں بے انتہا پراسرار اور خوف ناک نظر آ رہی تھیں، وہ یوں مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی قوتِ بصارت پر شبہ ہو رہا ہو۔

سوکارد کی جگہ اگر میں ہوتا تو شاید میری کیفیت بھی اس سے مختلف نہ ہوتی، صرف ایک لمحہ پیشتر اس نے بڑے یقین کے ساتھ مکالا کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اپنی ساحرانہ قوتوں کو بروئے کار لا کر وہ مجھے اور میرے دوستوں کو پل بھر میں اپنے پیروں تلے روند سکتا ہے اور دوسرے ہی لمحے چراغ کی لو نے کپکپا کر اسے وہاں میری موجودگی سے آگاہ کر دیا۔

مجھے اپنا سانس سینے کی گہرائیوں میں کہیں گھٹتا محسوس ہوا، میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے سوکارد کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں کی تپش میرے وجود کو بڑی سرعت سے جھلسا رہی تھی، جانے وہ کس سوچ میں غرق تھا، شاید میری موت کی خوشی نے اس پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری کر دی تھی یا پھر وہ مجھے رفتہ رفتہ سسکا سسکا کر مارنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔

"سوکارد! تو اس طرح آنکھیں پھاڑے خلا میں کیا تلاش کر رہا ہے؟"

مکالا کی تیز اور سرد آواز میرے کانوں میں گونجی، میں نے چونک کر مکالا کو دیکھا، وہ بدستور بگڑے ہوئے تیور اور خطرناک نظروں سے سوکارد کو گھور رہا تھا، شاید ابھی تک وہ کمرے میں میری موجودگی سے بے خبر تھا۔

"مکالا۔" سوکارد نے بدستور میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "میں محسوس کر رہا ہوں کہ کمرے میں اس وقت ہم دونوں کے علاوہ ایک تیسری شخصیت بھی موجود ہے۔"

"تیسری شخصیت۔" مکالا نے تیزی سے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ "کون ہے وہ؟"

"میرا علم مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔" سوکارد کسی زہریلے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے بولا۔ "چراغ کی لو بلاوجہ نہیں بھڑک سکتی، ایسا ہمیشہ اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی اجنبی میرے قائم کردہ طلسمی حصار کو توڑنے کی کوشش کرے۔"

"بزدلوں کے پنجر۔ کیا تو مکالا کے ساتھ مذاق کر رہا ہے؟"

مکالا کا لہجہ خوں خوار ہو گیا۔

"نہیں۔" وہ سرسراتی ہوئی آواز سے بولا۔ "میرا علم کہتا ہے کہ وہ اسی کمرے میں موجود ہے، میرے اور اس کے درمیان ایک دھند سی قائم ہے لیکن میری نظریں بہت جلد اسے پالیں گی اور ڈیفنا کی مقدس سرزمین پر آج تک سوکارد کے جادو کا کوئی توڑ نہیں پیدا ہوا۔ میں دیکھوں گا کہ وہ کون ہے جس نے اپنی موت کو للکارنے کی حماقت کی ہے۔"

"شاید تیرے دماغ میں کوئی فتور پیدا ہو گیا ہے۔" مکالا گرج کر بولا۔ "یاد رکھ۔ اگر تو نے مکالا کو فریب دینے کی کوشش کی تو تیرا انجام خطرناک ہوگا۔ میری طرف دیکھ، مجھے بتا کہ تو اس طرح آنکھیں پھاڑے کیا دیکھ رہا ہے؟"

"نہیں مکالا نہیں۔ سوکارد تیرے ساتھ مذاق کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔" سوکارد نے اپنی نگاہوں کا زاویہ تبدیل کیے بغیر تیزی سے جواب دیا۔ "وہ جو بھی ہے اس وقت ہمارے درمیان موجود ہے اور....."

"اور اب میرے ہاتھوں تیری موت تیرا مقدر بن گئی ہے۔" مکالا کسی زخمی درندے کی طرح دہاڑتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا پھر اس نے نہایت پھرتی سے کمر سے لٹکتا ہوا خنجر نکال کر سیدھے ہاتھ میں سنبھال لیا، خوف ناک آواز میں للکارتے ہوئے بولا۔ "سوکارد۔ تو جانتا ہے کہ مکالا بے رحمی اور دہشت کا دوسرا نام ہے۔ زندگی چاہتا ہے تو مجھے سیدھی طرح بتا دے کہ تو اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔ یاد رکھ، مکالا اس آسمانی قہر کا دوسرا روپ ہے جسے تیرا گندا جادو بھی نہیں مٹا سکتا۔"

مجھے یوں محسوس ہوا۔ جیسے میں طلسم ہوشربا کی ناقابلِ یقین داستان کا کوئی خوف ناک باب پڑھ رہا ہوں سوکارد

کی نظریں میرے چہرے پر مرکوز تھیں، وہ پلکیں جھپکائے بغیر مجھے مستقل گھور رہا تھا لیکن اس نے مکالا کو یہی باور کرانے کی کوشش کی کہ وہ کمرے میں کسی تیسرے شخص کو صرف محسوس کر رہا ہے، دیکھنے سے قاصر ہے۔ شاید وہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر ایسا کر رہا تھا لیکن دوسری طرف مکالا کا انداز بتا رہا تھا کہ اگر سوکارڈ نے فوری طور پر حقیقت کا اظہار نہ کیا تو وہ اسے جہنم رسید کرنے سے گریز نہیں کرے گا میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کیوں نہ میں مکالا کو وہاں اپنی موجودگی سے باخبر کر کے ششدر کر دوں اور اسے بتا دوں کہ سوکارڈ دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ میں مکالا کو بوڑھے ساحر کی طرف سے بدگمان کر سکتا تھا بلکہ سوکارڈ کو بھی یہ باور کرا سکتا تھا کہ میں اس کے کالے علم سے مطلق خوف زدہ نہیں ہوں۔ میں نے زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن الفاظ میرے حلق میں گھٹ کر رہ گئے۔ اسی وقت سوکارڈ کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"مکالا۔ تیرا اقبال بلند ہو۔ تجھے اگر میری ذات پر شبہ ہو رہا ہے تو دیر مت کر۔ خنجر میری طرف پھینک کر اپنے شبہے کی تصدیق کر لے اگر میرا علم صحیح ہے تو تیرا خنجر میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا، دوسری شکل میں تجھے یقین آ جائے گا کہ برچھنے والی شے سونا نہیں ہوتی۔"

مکالا نے کوئی جواب نہیں دیا، چند لمحے خاموش کھڑا خوں خوار نظروں سے سوکارڈ کو دیکھتا رہا پھر مجھے اچانک ایسا لگا جیسے بجلی سی کوند گئی ہو۔ مکالا نے یک لخت حیرت انگیز

پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری قوت سے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر سوکارڈ کے جسم کی جانب پھینکا لیکن اس کا انجام دیکھ کر میرے جسم میں جھرجھری آگئی۔

سوکارڈ نے جس بات کا دعویٰ کیا تھا وہ غلط نہیں ہوا، برق رفتاری سے پھینکا ہوا خنجر جس تیزی سے سوکارڈ کی پسلیاں چیرتا ہوا اس کے جسم میں داخل ہوا اسی تیزی سے نکل کر مکالا کی طرف لوٹ گیا۔ مکالا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، میں بھی مکالا کے قدموں کے قریب پڑے ہوئے خنجر کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا۔ چراغ کی کپکپاتی لو ماحول کو اور زیادہ بھیانک اور ہولناک بنا رہی تھی۔

"کیا اب بھی تو سوکارڈ کی دوستی پر شبہ کرے گا؟" سوکارڈ کی آواز کمرے میں گونجی تو میری توجہ پھر اسی کی جانب مبذول ہو گئی، وہ بدستور میری طرف متوجہ تھا۔

"سوکارڈ! کیا تیری نظریں اسی پر جمی ہوئی ہیں جو مجھے نظر نہیں آ رہا؟" مکالا نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا، اس کے تیور بدستور خراب تھے مگر آواز میں وہ گھن گرج نہیں تھی جو خنجر پھینکنے سے پہلے تھی، شاید اسے سوکارڈ کی بات کا یقین آگیا تھا۔

"وہ میری نگاہوں کی زد میں ہے لیکن کہر کی دبیز چادر بدستور ہمارے درمیان حائل ہے۔" سوکارڈ بولا۔

"تیرے خیال میں وہ کون ہو سکتا ہے؟"

"ان ہی تینوں میں سے کوئی ایک۔"

"تو نے تو کہا تھا کہ انھوں نے محض دیوتاؤں کا ڈھونگ

رچا رکھا ہے؟"

"میرا علم اب بھی یہی بتاتا ہے۔"

"پھر تیری نگاہوں پر دھند کیوں طاری ہے؟"

"میں یہی معلوم کرنے کے لیے بے چین ہوں۔"

"کیا مطلب ہے؟" مکالا چونک کر بولا۔ "کیا تیرا خیال ہے کہ کوئی گندی قوت ان تینوں کی پشت پناہی کر رہی ہے؟"

"ہاں۔ میں اس قوت کو ذرا قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔" سوکارڈ نے سپاٹ آواز میں کہا۔ اس کی نگاہیں ابھی تک میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں، اپنا جملہ ختم کر کے وہ آہستہ سے آگے بڑھا، اس کے ہونٹ متحرک تھے، شاید وہ مجھے بے نقاب کرنے کی خاطر کوئی جنتر منتر پڑھنے میں مصروف تھا، میں اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھتا رہا، دو قدم بائیں جانب کھسک کر سوکارڈ نے چراغ اٹھا لیا اور اسے چہرے کے سامنے بلند کر کے میری سمت چھوٹے چھوٹے قدم اٹھانے لگا، مکالا کی نظریں بھی اسی پر جمی ہوئی تھیں۔

کمرے میں ایک بار پھر ہولناک خاموشی طاری ہو گئی، میرے اور سوکارڈ کے درمیان فاصلہ جوں جوں گھٹتا جا رہا تھا۔ میری وحشت بڑھتی جا رہی تھی۔ میں نے وہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکا، کسی نادیدہ اور پراسرار قوت نے جیسے میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔

چراغ کی کپکپاتی لو ہر لمحہ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی، میں موت کے انتظار میں اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا اپنی آخری سانسوں کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جینی کی آواز میرے کانوں میں سرگوشی بن کر سرسرائی۔

"جمال اصغر! اتنی جلدی ہمت ہار گئے، کیا اپنی درخشاں کو حاصل کیے بغیر موت کو گلے لگا لو گے؟"

"درخشاں۔" مجھے اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی۔ "ہاں جمال، تمہاری درخشاں تمہاری راہ دیکھ رہی ہے لیکن تمہیں اسے حاصل کرنے کی خاطر ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔"

"مگر میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"ہمت کر کے آگے بڑھو اور چراغ کی کپکپاتی لو کو بجھا دو۔" جینی نے کہا۔ "عظیم ہنگارو کی مقدس روح تمہارے ساتھ ہے۔"

"تم کہاں ہو؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"وقت مت ضائع کرو۔ آنکھیں کھول کر دیکھو موت ہر لمحہ تم سے قریب ہو رہی ہے۔"

میں چونکا، جینی کا تصور نگاہوں سے اوجھل ہوا تو سوکارڈ کا کراہت آمیز وجود دوبارہ میری نگاہوں کے سامنے تھا، درمیانی فاصلہ ہر لمحہ گھٹتا جا رہا تھا، چراغ کی کپکپاتی لو میری نگاہوں میں نشتر بن کر چبھ رہی تھی، میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں، میرے اور سوکارڈ کے درمیان اب محض دو قدموں کا فاصلہ رہ گیا تھا، معاً میرے ذہن میں جینی کے آخری جملے گونج اٹھے، دوسرے ہی لمحے میں نے جھپٹ کر چراغ کی کپکپاتی لو پر اپنا ہاتھ جما دیا۔ گھپ اندھیرے کے ساتھ ہی ہاتھ جلنے کا احساس اتنا شدید تھا کہ میں چیخ اٹھا۔

"جمال۔ ہوش میں آؤ۔" سرجن کیلاش کی آواز سنائی دی تو میں نے بڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں، میں اپنے کمرے میں اپنے بستر پر موجود تھا اور کیلاش مجھے ہوش میں لانے کے لیے میرے قریب بیٹھا آوازیں دے رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟" کیلاش نے مجھے ہوش میں دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تم کوئی خواب دیکھ رہے تھے؟"

"شاید۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا پھر کراہ اٹھا۔

"کیا ہوا؟ تم کچھ تکلیف محسوس کر رہے ہو؟"

"ہاں یوں لگ رہا ہے جیسے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی جل گئی ہو۔" میں نے درد کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے جواب دیا اور پھر۔

کیلاش نے ٹارچ روشن کر کے اس کا دائرہ میرے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈالا تو میں حیرت سے اچھل پڑا۔ پھٹی پھٹی خوف زدہ نگاہوں سے اس سیاہ نشان کو دیکھنے لگا جو ٹارچ کی روشنی میں صاف نظر آ رہا تھا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہوا؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"چراغ کی لو۔" میں روانی میں کہتے کہتے رک گیا پھر جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔ "شاید سونے سے پیشتر میں نے نیند کی جھونک میں جلتی موم بتی پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔"

کیلاش نے کوئی جواب نہیں دیا، نچلا ہونٹ چبانے لگا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والا تجسس بتا رہا تھا کہ وہ میرے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔

وہ یقیناً جیکسن ہی کی پراسرار قوتوں کا کرشمہ تھا جس نے مجھے مکالا اور سوکارڈ کے درمیان ہونے والی سازباز سے قبل از وقت باخبر کرا دیا تھا، میں نے جیکسن سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں اروفیتا کے منحوس جزیرے سے کب تک نجات ملے گی اور جواب میں اس نے مجھے اپنی نادیدہ قوتوں کے ذریعے سوکارڈ اور مکالا

کے درمیان پہنچا دیا، اس نے یہ بھی کہا تھا کہ ابھی ہمیں سوکارو کی ساحرانہ قوتوں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔

وقت نے مجھ پر یہ راز آشکار کر دیا کہ مکالا اور سوکارو ہماری موت کے خواہاں ہیں، وہ سیاہ بلی جو جیکب سے اچانک الجھ گئی تھی ہمیں بے نقاب کرنے کی خاطر سوکارو نے بھیجی تھی جیکب کی دیوانگی میں بھی اسی خبیث اور بوڑھے جادوگر کا ہاتھ تھا اور یہ سب کچھ اس نے محض ہماری اصلیت جاننے کی خاطر کیا تھا شاید اسی لیے جیکسن نے مجھے صورتِ حال سے آگاہ رکھنے کے لیے ایک جوابی کارروائی کی تھی۔

مجھے بیتی رات کے ہولناک لمحات کا خیال آیا تو میں کانپ اٹھا، اگر بروقت جینی نے مجھے چراغ کی کپکپاتی لو پر ہاتھ رکھنے کا مشورہ نہ دیا ہوتا شاید سوکارو وہاں میری موجودگی سے بھی باخبر ہو جاتا۔

میں نے اپنی سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر نظر ڈالی جہاں روپے کے برابر جلنے کا ایک گول نشان موجود تھا، اگر وہاں وہ نشان نہ ہوتا تو شاید میں ان ناقابلِ یقین واقعات کو محض ایک بھیانک اور ڈراؤنا خواب سمجھ کر فراموش کر دیتا۔

جیکسن کا اچانک میرے سامنے آنا۔ میرا سوکارو کے کمرے میں موجود ہونا، جینی کی ایما پر چراغ کو بجھانا اور دوبارہ ہوش آنے پر اپنی خواب گاہ میں بستر پر موجود ہونا۔ یہ سب ایسی باتیں تھیں جن کی کوئی توجیہہ پیش کرنے سے قاصر ہوں لیکن ہتھیلی پر آبلے کا وہ نشان اس بات کی تصدیق کر رہا تھا کہ میں نے گزشتہ رات خواب کی حالت میں جو کچھ دیکھا اور سنا وہ محض خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔

معاً میرے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا۔ اگر جیکسن ہم سے سیکڑوں میل دور رہ کر بھی پراسرار روحوں کے ذریعے ہماری مدد کر سکتا ہے اور منگارو کی موجودگی اسے آنے والے حالات سے باخبر کرتی رہتی ہے تو پھر وہ ہمیں ایندھن بنا کر کیوں استعمال کر رہا ہے، وہ اپنی قوتوں کے ذریعے براہِ راست بھی سوکارو اور مکالا کے وجود کو نیست و نابود کر کے ہمارے لیے راستہ ہموار کر سکتا تھا، وہ جینی کے راز سے بھی واقف تھا، اس نے مجھ سے ہی بتایا تھا کہ جینی حالات کی پیداوار ہے اور نہ اس کی بے پناہ قوتیں ہمارے کام آتی رہیں گی۔

جینی کی بروقت مداخلت پہلے بھی مجھے اور میرے ساتھیوں کو موت کے بھیانک غار میں گرنے سے بچا چکی تھی، کل رات بھی اس نے سوکارو کے عمل کا توڑ بتا کر مجھے ایک خطرناک صورت سے نجات دلائی تھی لیکن سوال یہ تھا کہ وہ محض ایک حد تک کیوں محدود تھی، اگر چاہتی تو کل رات ہی ہمارے دشمنوں کا قلع قمع کر سکتی تھی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ شاید اس لیے کہ وہ بھی قسمت کے لکھے کے آگے بے بس تھی اور ایک حد سے تجاوز کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا یا یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ بھی کسی بڑی قوت کے اشارے پر عمل کر رہی ہو۔

میں اپنے خیالات میں محو تھا کہ کیلاش اور سمورا کی آواز سن کر میری سوچ کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ دونوں میری ہی جانب آ رہے تھے، میں نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے تقریباً نو بجے کا عمل رہا ہوگا، مجھے خوب یاد تھا کہ صبح میری آنکھ پونے آٹھ بجے کھلی تھی لیکن اس وقت کیلاش اپنے بستر پر موجود نہیں تھا، عام طور پر وہ دیر سے سو کر اٹھنے کا عادی تھا چنانچہ اسے سمورا کے ساتھ دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا، رات میں نے خاص طور پر محسوس کیا تھا کہ کیلاش میرے ہاتھ جلنے کے پیش کردہ جواز پر مطمئن نہیں ہوا مگر اس نے مجھ سے کسی قسم کا استفسار بھی نہیں کیا تھا۔

سائبان میں سورج کی دھوپ پھیلی ہوئی تھی اور جسم کو حرارت بخش رہی تھی لیکن نہ جانے کیوں اس وقت سمورا کو کیلاش کے ساتھ اپنی جانب آتا دیکھ کر میرے ہاتھ پیر سرد ہونے لگے، سمورا کا اتنی صبح کیلاش کے ہمراہ وہاں آنا یقیناً کچھ معنی رکھتا تھا، میں خاموش بیٹھا سمورا کے چہرے کو تکتا رہا وہ کیلاش کے ساتھ کسی اہم مسئلے پر گفتگو کرنے میں مصروف تھا۔

"تم کب بیدار ہوئے؟" قریب آ کر کیلاش نے مجھ سے دریافت کیا پھر خالی کرسیوں پر سمورا کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"زیادہ دیر نہیں ہوئی۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"جیکب یعنی ہمارا خدمت گار بھونپو کہاں ہے؟"

"وہ حسبِ معمول صبح کی چہل قدمی کے لیے گیا ہوا ہے۔" میں نے کیلاش سے کہا پھر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ہواؤں کے دیوتا۔ کیا تم اپنے لیے اور وفینا کی کسی حسین دوشیزہ کا انتخاب کرنا پسند کرو گے۔" کیلاش نے بے تکلفی سے دریافت کیا۔

کیلاش کا سوال میرے لیے ناقابلِ فہم تھا۔ یہاں میں اپنے قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ سمورا نے اپنی رسولی کے آپریشن سے پہلے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ دیوتاؤں کے عتاب یعنی رسولی سے نجات حاصل کر لینے کے بعد نہ صرف یہ کہ وہ اور اس کے ساتھی ہماری پوجا کرنا اپنا فرض سمجھیں گے بلکہ ہماری خدمت میں اس قسم کا تحفہ بھی پیش کریں گے۔ سمورا نے جشنِ صحت کے دوسرے ہی دن اپنا وعدہ وفا کرنے کی کوشش کی تھی،

جزیرے کی تین لڑکیوں کو ہماری خدمت میں پیش کیا لیکن کیلاش نے اس پیش کش کو قبول کرنے سے نہایت خوب صورتی سے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہی کیلاش مجھ سے لڑکیوں کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔

"میں یہ فیصلہ سمندر کے دیوتا پر چھوڑتا ہوں۔" میں نے آہستہ سے کہا پھر بولا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ ہمارے عزیز دوست کا دل اکتانے لگا ہے۔"

"ہم انسانوں کے روپ میں انسانوں کے درمیان ہیں تو پھر ہمیں انسانی ضرورتوں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔" کیلاش نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے کہا پھر سمورا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "کیوں سمورا۔ تمھارا کیا خیال ہے۔"

"سمورا دیوتاؤں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔" سردار نے جلدی سے کہا۔

"لیکن اس بار انتخاب تمھارا نہیں۔ ہمارا ہوگا۔" کیلاش نے ایک طویل انگڑائی لیتے ہوئے جواب دیا پھر بولا۔ "عظیم سمورا کیا تمھیں زاریا کا بھیانک انجام یاد ہے۔"

"ہاں۔" سمورا یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "اس نے میری ذات پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی تھی۔ مکالا نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا وہ اس سے زیادہ کی مستحق تھی۔ البتہ مجھے اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ زاریا کی بے ہودگی کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے رنگ میں بھنگ ہو گیا تھا۔"

"مجھے ساوری نے بتایا تھا کہ زاریا بوگا کی گم شدگی کے بعد سے اکثر بہکی بہکی باتیں کرنے لگتی تھی۔"

"ہاں۔ وہ بوگا کے غم میں نیم پاگل ہو گئی تھی۔"

"لیکن اس حالت میں بھی وہ خاصی پُرکشش تھی۔" کیلاش نے سمورا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے یہی وجہ تھی کہ بوگا اس سے دیوانہ وار محبت کرتا تھا۔"

"جشنِ صحت کے موقعے پر جن لڑکیوں نے قربانیاں پیش کیں وہ بھی لاجواب تھیں۔"

"ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے۔" سمورا بولا۔ "مقدس اوڑو کے سامنے روشن کی جانے والی آگ میں قربانی پیش کرنا ہمارے لیے سب سے بڑی عبادت ہے۔ ہم اس قربانی کے موقع پر ہمیشہ ایسی کم عمر اور حسین لڑکیوں کا انتخاب کرتے ہیں جو۔"

"سمورا۔" کیلاش نے اچانک سمورا کی بات کاٹ کر تیزی سے کہا۔ "کیا تمھیں وہ خوب صورت دوشیزہ یاد ہے جو جشن والی رات زاریا کے بائیں ہاتھ پر اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔"

"اوہ۔" سمورا زیرِ لب مسکرانے لگا۔ "سمندری دیوتا تم شاید کالوری کا ذکر کر رہے ہو۔"

"کالوری۔ بڑا خوب صورت نام ہے۔" کیلاش نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ سمندری دیوتا نے کالوری کا انتخاب کر لیا ہے؟"

"تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" کیلاش کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔

"میں تمھاری پسند کی داد دیتا ہوں۔" سمورا کے ہونٹوں پر ایک غلیظ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"جس وقت بہادر مکالا نے زاریا کے جسم کو چھید کر نیزے پر بلند کیا تھا کالوری سہم کر اور حسین بن گئی تھی۔ کیا زاریا کی طرح کالوری بھی بوگا کی منظورِ نظر رہ چکی ہے۔" کیلاش نے یک لخت سنجیدگی سے دریافت کیا۔ میں اپنی جگہ خاموش بیٹھا حیرت بھری نگاہوں سے کیلاش کو دیکھ رہا تھا۔ کیلاش میرا دیرینہ دوست تھا، میرا کلاس فیلو رہ چکا تھا۔ ہم نے ایک طویل عرصہ ایک دوسرے کی رفاقت میں گزارا تھا اس لیے میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کا کردار ناقابلِ تسخیر تھا۔ لیکن اس وقت وہ جس انداز میں گفتگو کر رہا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ وہ بے حد اوباش رنگین طبیعت کا واقع ہوا ہے۔ اس کی طبیعت کی وہ اچانک تبدیلی میرے لیے بے حد تعجب خیز بھی اور ناقابلِ یقین بھی۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔" سمورا بولا۔ "جہاں تک میرا خیال ہے بوگا بھی کالوری کو پسند کرتا تھا لیکن زاریا نے ان دونوں کو کبھی قریب ہونے کا موقع نہیں دیا ہوگا۔ بوگا کے سلسلے میں وہ جزیرے کی تمام خوب صورت اور حسین لڑکیوں سے بہت زیادہ محتاط رہتی تھی۔"

"حیرت ہے۔ کیا تمھارے قبیلے میں بھی لوگ رقابت کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں؟"

"جہاں ایک دوسرے سے انتقام لینا اور خون کی ہولی کھیلنا ایک دل چسپ مشغلہ سمجھا جاتا ہو وہاں رقابت کیا مفہوم بھلا کیا حیثیت رکھتا ہے۔" سمورا نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا پھر سپاٹ آواز میں کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ کالوری نے بھی زاریا کی وجہ سے بوگا کے قریب جانے کی کوشش نہ کی ہو۔"

"وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ کالوری اور زاریا آپس میں بہت گہری دوستی رکھتی تھیں۔"

"اوہ۔" کیلاش سمورا کا جواب سن کر چونکا پھر فوراً ہی ندرے

خشک لہجے میں بولا۔ "سمورا۔ میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو مکالا بھی کالوری کی ذات میں خاصی دل چسپی رکھتا ہے۔"

"جزیرے کی خوب صورت لڑکیاں کھلونا ہیں کالوری بھی ایک کھلونا ہے جس پر جزیرے کے تمام مقدس لوگوں کا اختیار ہے۔"

"سمورا۔" کیلاش کے تیور اچانک ہی خطرناک ہو گئے۔ قہر آلود نظروں سے سمورا کو گھورتا ہوا بولا۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟"

"میں سمجھا نہیں سمندری دیوتا۔" سمورا نے سہم کر پوچھا۔

"کالوری ہماری پسند ہے۔ ہاں ہم نے اسے اپنی خدمت کے لیے انتخاب کیا ہے اس لیے اب اس پر صرف ہمارا حق ہوگا۔" کیلاش نے بدستور ناخوش گوار انداز میں کہا۔ "مکالا کے علاوہ تم جزیرے کے باقی تمام لوگوں کو بھی بتا دینا کہ اب اگر انھوں نے کالوری کی جانب للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کی جسارت کی تو ان کا انجام خوف ناک ہوگا۔"

"ایسا ہی ہوگا۔" سمورا نے جلدی سے ہامی بھر لی۔ "میں کالوری کو ابھی سمندری دیوتا کے قدموں میں پیش کر دوں گا۔"

"ہمیں تم سے اسی جواب کی توقع تھی عظیم سمورا۔" کیلاش نے اس بار نرم لہجہ اختیار کیا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "کیا تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ مکالا اور اس کے بے وقوف ساتھی تمھارے خلاف کیا سازش کر رہے ہیں؟"

"میرے رفیق برابر مکالا کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہیں لیکن یہ سوکارو......"

"ہم جانتے ہیں کہ خبیث سوکارو مکالا کی پشت پناہی کر رہا ہے۔" میں نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "جب تم اور تمھارے جاں نثار خوابِ خرگوش میں مدہوش ہوتے ہیں اس وقت مکالا اور سوکارو سر جوڑ کر تمھارے اور ہمارے خلاف خوف ناک منصوبے بناتے ہیں۔"

"میں کیا کروں ہواؤں کے دیوتا۔" سمورا ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "تم نے ہمیں منع کر دیا ہے ورنہ......"

"نہیں۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "تم ہماری مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔"

"میری خاموشی اور چشم پوشی مکالا کو اور نڈر اور بے خوف کر دے گی۔"

"ہم اسے ڈھیل دینا چاہتے ہیں۔" میں نے کیلاش کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ "ہماری موجودگی میں تمھیں مکالا اور سوکارو سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہماری نظریں ان کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی ہیں ہم جب چاہیں گے ہماری نگاہوں کی محض ایک جنبش ہمارے دشمنوں کو عبرت ناک موت سے دوچار کر دے گی۔"

"مکالا میرا بہترین دوست اور رفیق تھا لیکن اب..."

"اب اس کی نیت خراب ہو گئی ہے۔" کیلاش نے برجستہ کہا۔ "وہ قبیلے کے سردار کی گدی کے ساتھ ساتھ ساوری پر بھی اپنا تسلط جمانا چاہتا ہے۔"

"سمورا کو قبیلے کی سرداری کی پروا نہیں لیکن جس دن مکالا نے ساوری کی جانب غلط نظروں سے دیکھنے کی کوشش کی وہ اس کی ناپاک زندگی کا آخری دن ہوگا۔" سمورا چھاتی ٹھونکتا ہوا غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اپنی کھوپڑی ٹھنڈی رکھنے کی کوشش کرو سمورا۔" میں نے ٹھوس آواز میں تاکید کی۔ "کل کیا ہونے والا ہے تم نہیں جانتے لیکن ہماری نظریں تاریکی کا سینہ چاک کر کے وقت کی رفتار کا اندازہ لگا سکتی ہیں۔ سب کچھ ہمارے اوپر چھوڑ دو اور بے فکر ہو جاؤ۔"

"مجھے بتاؤ۔ اے سمندر اور ہواؤں کے عظیم دیوتاؤں کہ مکالا کے دل میں کیا ہے۔ مقدس اوڑو کی برتری کی قسم، میں بزدل نہیں جو موت سے ڈر جاؤں میں اپنی موت سے بھی ٹکرانے کی ہمت رکھتا ہوں۔"

"کالوری۔" کیلاش نے نہایت بے پروائی سے کہا۔ "کالوری کو پہلی فرصت میں ہماری خدمت کے لیے بھیج دو اور بے فکر ہو جاؤ۔"

"لیکن...."

"بحث نہیں سمورا۔" کیلاش گرج کر بولا۔ "وہی کرو جو ہم تم سے کہہ رہے ہیں۔"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا، کچھ دیر خاموش کھڑا ہونٹ چباتا رہا پھر تلملا کر پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا آبادی کی سمت لوٹ گیا۔

"یہ کالوری کا کیا چکر ہے؟" میں نے سمورا کے جانے کے بعد کیلاش سے دریافت کیا۔

"تنہائی کے بور لمحے گزار کر میں تنگ آ چکا ہوں۔"

"لیکن کالوری ہی کیوں؟"

"اپنی اپنی پسند کی بات ہے۔" کیلاش نے بے پروائی سے کہا۔

"تم شاید مجھ سے خفا ہو۔ کیوں؟" میں نے کیلاش کے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ خیال تمھیں کیسے آ گیا؟"

"میں بہت زیادہ الجھ گیا ہوں میرے دوست۔" میں نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ "حالات جس انداز میں کروٹ لے رہے

ہیں وہ خود میرے لیے بھی ناقابلِ یقین ہیں کیا تم سوچ سکتے ہو کہ خواب کی کیفیت میں جس حالت سے دوچار ہو، ہوش میں آنے کے بعد وہی ثبوت تمہارے سامنے درپیش ہو؟"

"میں سمجھا نہیں۔"

"رات تم نے مجھے ہوش میں آنے کی خاطر آوازیں دی تھیں کیوں؟ کس لیے؟"

"تم خواب کی حالت میں عجیب و غریب کیفیت میں بڑبڑا رہے تھے، میں نے یہی اندازہ لگایا کہ تم کسی ڈراؤنے خواب سے دوچار ہو اور تمہارے حلق سے گھٹی گھٹی آواز خارج ہو رہی تھی لیکن۔ ہوش میں آنے کے بعد تم نے......"

"میں نے جھوٹ کہا تھا" میں تیزی سے بولا۔ "میری ہتھیلی کے زخم کا نشان اس چراغ کی کپکپاتی تیز لو کو بجھانے سے پیدا ہوا ہے جو رات سوکارڈ کے طلسم کدے میں روشن تھا۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش چونک اٹھا۔ "تم سوکارڈ کے طلسم کدے میں کس طرح پہنچ گئے؟"

"خواب کی حالت میں۔" میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "ہاں میرے دوست جس وقت تم مجھے ہوش میں لانے کے لیے آوازیں دے رہے تھے اس وقت میں اپنے بستر پر بھی موجود تھا اور جسمانی طور پر سوکارڈ کے کمرے میں بھی تھا۔" پھر میں نے کیلاش کو خود پر گزرنے والی پوری کیفیت کی تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میری ہتھیلی پر زخم کا نشان نہ ہوتا تو شاید میں تمام زندگی ایسی انہونی بات پر اعتبار نہ کرتا لیکن اب میرے پاس ان طلسمی باتوں پر یقین کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں۔"

کیلاش میرے چہرے کو بغور دیکھتا رہا، شاید اسے شبہ تھا کہ میں کسی ذہنی فتور میں مبتلا ہوں مگر میری ہتھیلی کا آبلا وہ بھی دیکھ چکا تھا اس لیے کچھ دیر کشمکش و پیچ میں مبتلا رہا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"تمہاری کہانی ہر چند کہ ناقابلِ یقین ہے لیکن ہم جس سرزمین پر سانس لے رہے ہیں وہاں سب کچھ ممکن ہے کالے جادو اور سفلی کے ناپاک عمل کے بارے میں میں نے بہت کچھ پڑھا اور سن رکھا ہے، دور دراز اور تاریک ترین حصوں میں اب بھی ایسی ان گنت جگہیں موجود ہیں جہاں انسان کا گزر نہیں ہوا البتہ ہماری سائنس وہاں رونما ہونے والے عجیب و غریب واقعات کو قبول نہیں کرتی۔"

"میرا خیال ہے جیکسن کی پراسرار قوت ہمیں سوکارڈ اور مکالا کی سازشوں سے آگاہ کرنا چاہتی تھی۔"

"موجودہ حالات کے پیش نظر یہی سوچا جا سکتا ہے:"

دستک

انوار صدیقی (زیر طبع)

"بیگم! کیا ہم یہ مسئلہ اس سے زیادہ آسان طریقے سے حل نہیں کر سکتے؟"

"کیا ہم سوکارڈ کے جادو کا مقابلہ کر سکیں گے؟" میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب تو جیکسن کی نادیدہ قوت یا پھر جینی کی پراسرار شخصیت ہی دے سکتی ہے۔" کیلاش نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کچھ پراسرار طاقتیں ہمیں بطور ہتھیار استعمال کر رہی ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو۔" کیلاش نے ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔ "درخشاں بھابی نے مرنے سے پیشتر تمہیں ایک نادیدہ پرواز پر روانہ ہونے کی فرمائش کی، جہاز پر جیکسن سے ہماری ملاقات اتفاقیہ ہو سکتی ہے لیکن اس کے بعد جو حالات اور واقعات یکے بعد دیگرے ہمارے سامنے پیش آتے رہے ہیں کیا تم ان کو بھی محض اتفاق کہہ سکتے ہو۔ بحری عقاب کا پورا عملہ موت سے ہمکنار ہو گیا لیکن ہم محفوظ رہے، مکالا نے ہمیں اپنی سازش کا شکار کرنا چاہا مگر جینی کی پراسرار شخصیت ہمارے کام آ گئی، ہمارے کھانے میں زہر ملایا گیا لیکن فونگا بوٹی کی وجہ سے زہر کھانے کے باوجود زندہ ہو اور اب جیکسن جو ہم سے میلوں دور ہے ہماری مدد کر رہا ہے۔ نہیں میرے دوست! ساحل پر جیکسن کا اترنا، گاگا کی موت اور جنگارڈ کے پنجرے کا کے قبضے میں جانا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی گواہ ہیں کہ ہم طلسمی جال میں پھنس کر رہ گئے ہیں اور جب تک ہماری قوتیں ہماری پشت پناہی کرتی رہیں گی ہم پر کوئی آنچ نہیں..."

"اس کے بعد کیا ہوگا؟" میں نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہم دوبارہ مہذب دنیا کی شکل کبھی نہ دیکھ سکیں گے؟"

"قبل از وقت کیا کہا جا سکتا ہے۔ مگر ہمیں زندگی

مایوس بھی نہیں ہونا چاہیے، ہو سکتا ہے کہ وقت اور حالات ہم پر اس درجہ مہربان ہو جائیں۔۔ کہ ہم پراسرار قوتوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط اور ناقابلِ تسخیر ثابت ہوں۔"

"تم بنیادی طور پر ڈاکٹر ہو اس لیے شاید مجھے تسلی دے رہے ہو۔"

"ہمت سے کام لو جمال۔" کیلاش بھرپور لہجے میں بولا۔ "ہمیں خوف زدہ ہونے کے بجائے خود کو حالات کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا، میں نے کالوری کا انتخاب بلا وجہ نہیں کیا۔"

"کیا وہ ہمارے کسی کام آ سکتی ہے؟"

"تم لوگا کو فراموش نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے اور حالات کے درمیان سب سے اہم کڑی ہے۔ اگر زاریا زندہ ہوتی تو وہ لوگا تک ہماری رہنمائی کر سکتی تھی لیکن وہ اپنی جلد بازی اور حماقت کا شکار ہو گئی۔ اب ہمیں کالوری کو ہموار کرنا ہوگا اس لیے کہ وہ زاریا کی سہیلی ہے۔ کیا سمجھے؟"

کیلاش کا جواب سن کر میں چونک اٹھا۔ اس نے کالوری کا انتخاب کر کے یقیناً بے حد دانش مندی اور دور اندیشی کا ثبوت دیا تھا، میں کالوری کے سلسلے میں کیلاش سے مزید کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن جیکب کے آ جانے سے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔

⁂

اس روز میں شام کو ٹہلنے کے ارادے سے باہر نکلا تو جیکب بھی میرے ساتھ ہو گیا، خلافِ توقع وہ اس وقت کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا، میرا خیال تھا کہ شاید کالوری کے سلسلے میں کیلاش اور اس کے درمیان پھر کوئی چشمک ہو گئی ہوگی، دو تین روز سے یہی ہو رہا تھا، جیکب کو کالوری کا ہمارے درمیان رہنا پسند نہیں تھا، کیلاش نے اس کی یہ کمزوری بھانپ لی تھی چنانچہ جیکب کے سامنے وہ خود کو کالوری کے زیادہ سے زیادہ قریب رکھتا اور لگاوٹ کی باتیں کر کے جیکب کا خون جلاتا رہتا، صبح بھی دونوں کے درمیان اسی بات پر نوک جھونک ہو چکی تھی۔

ناشتے کی میز پر کیلاش نے کالوری کو اپنے قریب بٹھا کر اسے چھری کانٹے سے کھانا سکھانے کی کوشش کی، جیکب اندر ہی اندر جھلستا رہا، وہ حتی الامکان یہی کوشش کر رہا تھا کہ خود کو کیلاش اور کالوری کے معاملات سے الگ تھلگ رکھے لہٰذا اس وقت بھی اس نے کرسی پر پہلو بدل کر اپنا رخ دوسری جانب کر لیا تھا۔

"کیا بات ہے جھونپو، کیا تم کچھ بے چینی محسوس کر رہے ہو؟" کیلاش نے اسے چھیڑنے کی خاطر سنجیدگی سے پوچھا۔ سوال چونکہ مقامی زبان میں کیا گیا تھا اس لیے کالوری بھی جیکب کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"ہاں۔" جیکب نے جلے کٹے لہجے میں پلٹ کر کہا۔ "مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آسمانوں پر ہماری قسمت کے فیصلوں میں کچھ رد و بدل ہونے والی ہے۔"

"کیا؟" کیلاش کے بجائے کالوری نے حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہماری قسمت میں کیا لکھا ہے؟"

"تم دیوتاؤں کے خادم کو کیا سمجھتی ہو۔" کیلاش نے جلدی سے کہا۔ "ہماری صحبت نے اسے انسان بنا دیا ورنہ اس سے پہلے یہ محض خچر تھا۔"

"خچر۔ یہ کیا ہوتا ہے؟" کالوری نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سمندر کے دیوتا کی اس سواری کو کہتے ہیں جس پر بیٹھ کر یہ مہاراج پریم تپسیا کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔"

"اور پریم تپسیا کسے کہتے ہیں؟" کالوری نے دوسرا سوال کیا، تخاطب جیکب ہی سے تھا۔

"تم دھرتی پر رہتی ہو اس لیے ابھی دیوتاؤں کی زبان نہیں سمجھ سکو گی۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا۔ "ویسے اگر تم چاہو تو جھونپو سے ہماری مادری زبان بھی سیکھ سکتی ہو۔"

"کیوں جھونپو۔ کیا تم مجھے دیوتاؤں کی زبان سکھاؤ گے؟"

"میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں تمہارے عشق پر۔" اس بار جیکب نے اپنی زبان میں کیلاش سے کہا۔ "خبردار! جو تم نے اس بے لگام گھوڑی کو میرے پیچھے لگانے کی کوشش کی۔"

"کبھی اس کالی حسینہ سے بھی دل لگا کے دیکھو فادر!"

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، کالوری کو دیکھ کر ایسا برا سا منہ بنایا جیسے نادانستگی میں کوئی کڑوی کسیلی شے اس کے دانتوں تلے آ گئی ہو۔

"یہ تم ابھی کس زبان میں باتیں کر رہے تھے؟" کالوری نے دیدے نچاتے ہوئے کیلاش سے پوچھا۔

"پھر کبھی اطمینان سے بتاؤں گا۔ فی الحال اتنا بتا سکتا ہوں کہ ہمارا خادم تمہیں پسندیدہ نظروں سے دیکھنے لگا ہے۔" کیلاش نے جیکب کو تنگ کرنے کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "جانتی ہو یہ ابھی مجھ سے کیا کہہ رہا تھا؟"

"کیا؟"

"یہ تمہیں اپنی پشت پر بٹھا کر نیلے آسمانوں کی بلندیوں پر سیر کرانے کی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔ لیکن میں نے سختی سے منع کر دیا۔"

"کیوں۔ کیا تم جھونپو سے خوش نہیں ہو؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو کابوری - تم دیوتا کی پسند ہو، کسی خادم کے ساتھ سیر سپاٹے کیسے کر سکتی ہو۔"

"ٹھیک ہے - میں صرف تمہارے ساتھ چلوں گی۔" کابوری نے بڑی سادگی سے جواب دیا پھر کنکھیوں سے جیکب کو دیکھنے لگی اور جیکب اسی لمحے تلملا کر ناشتے سے اٹھ گیا۔

دوپہر کے کھانے پر بھی وہ غیر حاضر رہا۔ شام کی چائے اس نے ہمارے ساتھ پی تھی پھر میرے ساتھ ہولیا۔ اور اب وہ کسی گہری سوچ میں غرق نظر آرہا تھا، میں نے اسے از خود چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور ٹامی کو پچکارنے لگا جو خلافِ توقع اس وقت کچھ زیادہ ہی ترنگ میں نظر آرہا تھا، بار بار مستی کے عالم میں اچھلنے لگتا تھا۔

ٹامی کی طرف توجہ مبذول ہوئی تو مجھے سوکارو کی بات یاد آگئی۔ اس نے مکلا سے کہا تھا کہ مناما کو وہ اپنے پیروں کی گرد سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ اس نے اپنے جادو کے ذریعے مناما کے گرد ایسا جال پھیلا دیا تھا جو اسے اندھا کیے ہوئے تھا لیکن ٹامی - سوکارو نے نہایت سنجیدگی مگر حقارت بھرے لہجے میں اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اسے ٹامی کی زبان بند کرنا پڑے گی۔ گویا اور وفینا کے بوڑھے ساحر کی نگاہوں میں مناما سے زیادہ اہمیت میرے ٹامی کی تھی۔

جیکسن نے بھی ایک بار یہی کہا تھا کہ نادیدہ سفر کے دوران ہمیں جن پریشانیوں کا سامنا درپیش ہوگا اس میں ٹامی ہمارے لیے بے حد کارآمد ثابت ہوگا اور اس کے بعد اب سوکارو نے بھی ہم سب سے زیادہ ٹامی ہی کو قابلِ توجہ سمجھا تھا، میں نے ٹامی کو بہت غور سے دیکھا، سفر پر روانگی سے قبل میرا ارادہ اسے ساتھ لانے کا نہیں تھا لیکن جب وہ دیوان جی کے ہاتھوں سے زنجیر چھڑا کر میرے قریب آیا اور میرے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑنے لگا تو مجھے اس پر ترس آگیا، وہ درخشاں کو بے حد عزیز تھا شاید اسی لیے میں نے اسے ہمراہ لے لیا۔

"جمال - کیا تم بتا سکتے ہو کہ کیلاش نے کابوری کو اپنے ساتھ کیوں رکھا ہے۔"

جیکب نے سوال کیا تو میرا خیال ٹامی کی طرف سے ہٹ گیا، میں نے نظریں اٹھا کر جیکب کو دیکھا، اس کے چہرے پر بدستور سنجیدگی طاری تھی۔

"میرا خیال ہے کہ کیلاش اپنی تنہائی سے اکتا گیا ہے۔" میں نے دبی زبان میں جواب دیا۔

"ناممکن۔" جیکب نے تیزی سے کہا۔ "کیلاش ہمارا مشترکہ دوست ہے کیا سوچ سکتے ہو کہ وہ کردار کے سلسلے میں اتنا

گر سکتا ہے؟"

"میں نے کیلاش کے کردار کے بارے میں کوئی شبہ نہیں کیا - ہو سکتا ہے کہ وہ کابوری کے ساتھ محض وقتی طور پر دل بہلا رہا ہو۔"

"میرے نزدیک یہ بھی گناہ ہے۔" جیکب بولا۔ "آگ اور پٹرول کا ساتھ کسی وقت بھی دبی چنگاریوں کو شعلوں کا روپ دے سکتا ہے۔"

"تم - کہنا کیا چاہ رہے ہو؟" میں نے وضاحت طلب انداز میں پوچھا۔

"تم کابوری کو وہاں سے چلتا کردو - ہمارے ساتھ کسی مقامی باشندے کا قیام قطعی مناسب نہیں۔" جیکب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم جس ماحول میں سانس لے رہے ہیں اس کا ایک ایک چپہ کابوری اور اس کے ساتھیوں سے بھرا پڑا ہے۔"

"میری بات سمجھنے کی کوشش کرو جمال - کابوری کی موجودگی میں ہمارا کوئی پلان کامیاب نہیں ہو سکتا۔"

"پلان۔" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کس پلان کی بات کر رہے ہو تم؟"

"میں تم لوگوں کی طرح اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔" جیکب نے تھوڑے توقف کے بعد مدھم مگر ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں نے پورے جزیرے میں گھوم پھر کر دیکھ لیا ہے کہ بے ہنگم اور وکے صرف تین مجسمے موجود ہیں ایک تو وہ ہے جو جہاز پھلایا گیا تھا اور اب کھلے میدان میں پڑا دھوپ اور اوس کا شکار ہو رہا ہے دوسرا مجسمہ ہماری رہائش سے

کی جانب دو میل دور آبادی کے ایک کشادہ مکان میں رکھا ہے جسے مقامی لوگوں نے عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے اور وہاں جاکر یہ جاہل اور گنوار لوگ بے ہودہ اور فضول قسم کی رسمیں ادا کرتے ہیں اور تیسرا مجسمہ لکڑی کے بجائے پتھر سے تراشیدہ ہے جو سردار سمورا کے پاس اس کی رہائش گاہ میں موجود ہے۔"

"تم ان مجسموں کا کیا کرو گے؟ میرا مطلب ہے کہ کیا تم کسی خاص مقصد کے لیے....."

"ہاں۔" جیکب نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "میری خواہش ہے کہ ایک ہی وقت میں ان تینوں مجسموں کو برباد کر دوں اور پھر مذہب سے گمراہ ان اجڈ لوگوں کو بتاؤں کہ وہ کس درجہ تاریکی کا شکار ہیں۔"

"جیکب تم....."

"میں انھیں اندھیروں سے نکال کر اجالوں کی سمت لانے کی کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب دیوتا اور وکے تینوں بت بیک وقت نابود ہو جائیں پھر میں ان بھٹکے ہوئے لوگوں سے ایک سوال کروں گا کہ وہ ایسے بے جان اور کمزور مجسموں اور بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو اپنی حفاظت آپ کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ مجھے بتاؤ، کیا وہ میرے سوال کا کوئی جواب دے سکیں گے؟ نہیں - پھر میں انھیں تقدس مسیح کی صفات بابرکات کے بارے میں بتاؤں گا اور اپنے مسلک پر لانے کی کوشش کروں گا مجھے یقین ہے کہ وہ میری باتوں کے وزن سے انکار نہیں کر سکیں گے۔"

"پتھر میں جونک لگنا ناممکن ہے - کیا تم نے یہ مثل نہیں سنی۔"

"مذہب اور ایمان کی قوت پہاڑوں میں بھی دراڑیں ڈال دیتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم اپنے ساتھ ساتھ ہمارے لیے بھی دشواریاں پیدا کر دو گے۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "میری مانو تو اپنے خطرناک ارادے سے باز آجاؤ۔"

"جو سچائی کے راستے میں جان گنوا دے اسے شہید کہتے ہیں یوں؟ کیا تم اس حقیقت سے انکار کرو گے؟"

"وقت اور ماحول کو سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست۔" میں نے کہا۔ "جب تک فرار کا کوئی راستہ نظر نہ آجائے ہمیں نہایت محتاط انداز میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔"

"موت برحق ہے میرے عزیز - جو وقت لکھا جا چکا ہے اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"لیکن مصلحت کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔"

"میں مانتا ہوں اسی لیے تم سے کہہ رہا ہوں کہ جتنی جلدی ممکن ہو کابوری کو اس کے لوگوں میں واپس بھجوا دو۔" جیکب بولا۔ "جہاں عورت اور بے حیائی دونوں ایک ساتھ ہو جائیں وہاں تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔"

"تم شاید دیوانے ہو گئے ہو۔" میں نے جیکب کی باتوں سے الجھتے ہوئے کہا۔ "تمھاری ایک معمولی سی لغزش ہم سب کو موت سے ہمکنار کر دے گی۔"

جیکب نے جواب میں کچھ نہیں کہا لیکن اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بے حد گہری اور معنی خیز تھی۔ میں قدرے نرم لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں مذہب کی تبلیغ سے نہیں روکتا لیکن جو کچھ کرو ہاتھ پاؤں بچا کر ورنہ نکالا اور اس کے ساتھی ہماری تکہ بوٹی کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔"

"تم جسے زندگی سمجھ کر جینے کی کوشش کر رہے ہو میں اسے موت سے بدتر تصور کرتا ہوں - ہماری موت تو اسی دن واقع ہو گئی تھی جس دن بحری عقاب طوفان سے ٹکرا کر برباد ہوا تھا۔" جیکب نے کہا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا آگے نکل گیا۔

"جیکب - میری بات سنو پلیز - کوئی ایسی حماقت مت کر گزرنا جو ہمیں کفِ افسوس ملنے کا موقع بھی فراہم نہ کرے - جیکب۔"

لیکن جیکب نے رکنے کے بجائے اپنی رفتار اور تیز کر دی مجھے اس کی حرکت سخت گراں گزری وہ جو منصوبہ بنا رہا تھا وہ ہم سب کے لیے تباہ کن تھا، اور وفینا کے وحشی لوگ دیوتا اور وکے کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور جیکب یہ مں تلملا کر واپس جانے والے راستے پر ہولیا، فوری طور پر میں کیلاش سے مل کر اسے نئی صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہتا تھا مبادا کہ جیکب جلد بازی میں کوئی حماقت کر گزرتا۔ ٹامی بدستور میرے ساتھ آگے آگے چل رہا تھا، کچھ دیر تک ہم دونوں اسی طرح آگے پیچھے چلتے رہے پھر ٹامی یک لخت ایک موڑ کے قریب پہنچ کر رک گیا، انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی خطرے کی بو پا کر رکا ہو، اس کے کان کھڑے ہو چکے تھے جو میرے انداز کی تصدیق کر رہے تھے، میں ٹامی کی ایک ایک عادت سے واقف تھا چنانچہ میں نے حفظِ ماتقدم کے طور پر سیدھا ہاتھ جیب میں ڈال کر ریوالور کے دستے پر اپنی گرفت جمائی تاکہ کسی فوری خطرے سے دوچار ہونے کی صورت میں وقت نہ برباد ہو۔

ٹامی جس موڑ پر پہنچ کر رکا تھا وہاں سے ایک راستہ ساحل کی جانب جاتا تھا، دوسرے راستے پر خود رو جنگلی جھاڑیوں کی اس قدر بہتات تھی کہ وہاں سے کسی انسان کا گزرنا ناممکن تھا، میرے الٹے ہاتھ پر بھی درخت اس قدر کثرت سے موجود تھے کہ میں

اس کی دوسری جانب دیکھنے سے قاصر تھا، ٹامی کا رخ چونکہ سیدھے راستے کے بجائے ساحل والے راستے کی جانب تھا اس لیے مجھے لک جانا پڑا۔ اگر وہاں میرے اندیشے کے مطابق کوئی خطرہ تھا تو ساحل والے راستے پر موجود تھا جو میری نظروں سے اوجھل تھا۔

خود کو نادیدہ خطرے سے محفوظ رکھنے کی خاطر میں نے قدرے جھک کر گھنی جھاڑیوں کی آڑ لے لی۔ میری نگاہیں بدستور ٹامی پر مرکوز تھیں جس کے کان رہ رہ کر کپکپا رہے تھے، ایسا صرف ایسی صورت میں ہوتا تھا جب وہ کسی خطرے کو دیکھ لیا کرتا تھا لیکن اس وقت مجھے اس کے رویے پر شدید حیرت ہوئی۔ اگر وہ کسی خطرے کو دیکھ چکا تھا تو اصولاً اسے بھونک بھونک کر مجھے اس کی نوعیت سے باخبر کرنا لازم تھا لیکن نہ تو اس نے پلٹ کر میری سمت دیکھا نہ ہی اس کے حلق سے کوئی آواز خارج ہوئی۔

چند ثانیے میں اپنی جگہ ساکت و جامد رہا پھر میں نے آہستہ آہستہ پنجوں کے بل آگے کی سمت بڑھنا شروع کیا، جوں جوں میرا اور ٹامی کا درمیانی فاصلہ گھٹتا گیا میرا تجسس بڑھتا گیا۔ ٹامی بدستور کسی خاص مرکز کی طرف پوری طرح متوجہ تھا۔ ایک بار میں نے اسے بے حد ہلکی آواز میں مخاطب کیا مگر خلافِ توقع اس نے میری آواز پر بھی کوئی دھیان نہیں دیا۔ میرے پاس اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ خود سامنے جا کر صورتِ حال کا جائزہ لوں، وقت ضائع کرنے کی صورت میں خطرے کی نوعیت میرے حق میں زیادہ شدید ثابت ہوسکتی تھی چنانچہ میں نے ریوالور کو سنبھالا اور تیزی سے لپک کر سامنے آگیا۔

پھر ٹامی کی پراسرار خاموشی کی وجہ بھی میری سمجھ میں آگئی۔ ساحل والے راستے پر ٹامی سے تقریباً بیس بائیس قدم کے فاصلے پر اور دفینا کا بوڑھا جادوگر سوکارڈ موجود تھا، سوکارڈ کو دیکھ کر ایک لمحے کو مجھے بھی جھرجھری آگئی، اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس وقت حلقوں سے باہر کی جانب ابلی نظر آرہی تھیں، یوں لگ رہا تھا جیسے چہرے پر دو روشن انگارے دہک رہے ہوں، وہ پوری توجہ سے ٹکٹکی باندھے ٹامی کو دیکھ رہا تھا، شاید اس کی آنکھوں کے سحر نے ٹامی کو پوری طرح تسخیر کر رکھا تھا۔

مجھے اس بات پر بھی تعجب ہوا کہ میرے سامنے آجانے کے باوجود سوکارڈ نے میری سمت نہیں دیکھا، ٹامی پر نظریں جمائے رہا پھر معاً میرے ذہن میں سوکارڈ کی کہی ہوئی بات گونج گئی۔ اس نے کہا تھا کہ اسے ٹامی کی آواز بند کرنا ہوگی۔ غالباً وہ اس وقت ٹامی کو پوری طرح اپنی خوفناک نگاہوں کے جال میں پھنسا کر اس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند کر دینے کی خاطر کوئی سحر پھونکنے میں محو تھا اسی وجہ سے اس نے مجھے بھی نظرانداز کر دیا۔

موقعے کی نزاکت میرے لیے بے حد نازک اور سنگین تھی، میں نے سوکارڈ کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کی خاطر اسے مخاطب بھی کیا مگر وہ جیسے گونگا اور بہرہ ہوگیا تھا یہی کیفیت ٹامی کی تھی، میں اس کے قریب موجود تھا لیکن وہ میری موجودگی سے بے نیاز سوکارڈ کی طرف دیکھے جا رہا تھا، میں نے دوسری اور پھر تیسری بار زیادہ بلند آواز میں سوکارڈ کو مخاطب کیا مگر اس کی محویت پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پھر اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا، دوسرے ہی لمحے اس خیال پر عمل کرتے ہوئے لپک کر ٹامی اور سوکارڈ کے درمیان حائل ہوگیا۔

مجھے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوئی، میرے درمیان میں آتے ہی ٹامی کے حلق سے ایک کریہہ چیخ کی آواز بلند ہو کر ہوا کے دوش پر دور تک تیرتی چلی گئی، انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی گھٹی ہوئی آواز موقع ملتے ہی خارج ہوگئی ہو۔ دوسری سمت سوکارڈ بھی یوں چونکا جیسے کوئی خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہوگیا ہو، مجھے اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر اس نے ایک لمحے کو بڑا کڑوا سا منہ بنایا لیکن پھر اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ آنکھوں کی لالی پل بھر میں غائب ہو چکی تھی۔

”تم“ اس نے مجھے آہستہ سے مخاطب کیا۔ ”ہواؤں کے دیوتا“

”تم سناؤ بوڑھے ساحر“ میں نے ریوالور کو جیب میں رکھتے ہوئے سپاٹ انداز اختیار کیا۔ ”کیسے ہو، اگر میرا خیال غلط نہیں تو میں بہت دنوں بعد پہلی بار تمھیں دیکھ رہا ہوں۔“

”میرا اندازہ اس کے برعکس ہے“ سوکارڈ مسکراتی آواز میں بولا۔ ”اگر میرا علم غلط نہیں تو ہم پہلے بھی مل چکے ہیں۔“

”علم کا حصول بلاشبہ ذہن کی نشوونما کرتا ہے میرے عزیز لیکن سیاہ و سفید کا فرق بھی اپنی جگہ ہے۔“

”میں تسلیم کرتا ہوں کہ اور دفینا کے جزیرے پر میں کالا علم کا بے تاج بادشاہ ہوں۔“

”دنیا کے نقشے پر تمھارے جزیرے کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی بڑے میدان میں پڑا ہوا کوئی مختصر سا ذرہ۔“

”تم دیوتا ہو۔ سفار سمورا کا یہی دعویٰ ہے لیکن.....“

”میں جانتا ہوں“ میں نے اس کی بات تیزی سے کاٹ دی۔ ”تمھیں ہمارے دیوتا ہونے پر شبہ ہے اور اس شبہے کی بنیاد تمھارا سیاہ علم ہے۔“

”ہاں۔ میرا علم کہتا ہے کہ تم اور تمھارے ساتھی بھی ہماری طرح انسان ہیں۔“

”بہت خوب“ میں نے دیدہ و دانستہ اس کا مضحکہ اڑانے کی خاطر زیرِلب مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اور کیا کہتا ہے تمھارا علم؟“

”کچھ نادیدہ قوتیں ایسی ہیں جو تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی مدد کر رہی ہیں لیکن سوکارڈ بہت جلد ان طاقتوں کو پچھاڑ دے گا۔“

”میں تمھاری بات پر کس ردِعمل کا اظہار کروں، دل کھول کر قہقہہ لگاؤں یا بلند آواز میں رونا شروع کردوں؟“

میرا جواب جلتی پر تیل کے مصداق ثابت ہوا۔ سوکارڈ اپنی جگہ بل کھا کر رہ گیا، وہ جو کچھ کہہ رہا تھا اس میں حق بجانب تھا، اس کا علم بھی اپنی جگہ ٹھیک تھا لیکن حالات کے پیشِ نظر حقیقت کا انکشاف ہمارے لیے بے حد اذیت ناک ثابت ہوتا، چنانچہ میں نے ایک مثبت طریقہ اختیار کرنے کی ٹھان لی۔

اور دفینا کا وہ پراسرار اور بوڑھا جادوگر میرا جواب سن کر تلملا اٹھا، اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر لالی ابھرنے لگی، وہ مجھے تیز نظروں سے گھورنے لگا، شاید وہ مجھے تسخیر کرنے کے لیے عمل تنویم سے کام لینا چاہتا تھا، میں مسکرا دیا پھر میں نے جلدی سے اپنی نظر ٹامی کی سمت پھیر دی جو اپنی جگہ کھڑا بار بار پچھلے پاؤں پر اچھل رہا تھا۔

”میں جانتا ہوں تو کیا کہنا چاہتا ہے“ میں نے ٹامی کو اونچی آواز میں مخاطب کیا۔ ”لیکن پریشان مت ہو۔ ہم اس وقت جہاں موجود ہیں اسے انسانوں کی دنیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہاں اس قسم کے کھیل تماشے بہت عام ہیں۔“

ٹامی کی بے چینی میرے جواب پر اور سوا ہوگئی، اس کے حلق سے بھونکنے کے بجائے خاؤں خاؤں کی آوازیں نکل رہی تھیں، میں اس کا مقصد سمجھ رہا تھا، وہ مجھے وہاں سے ہٹ جانے کا اشارہ کر رہا تھا شاید اس لیے کہ اس نے سوکارڈ کی خباثت کو پوری طرح محسوس کر لیا تھا۔ میں نے اس کے سر پر نہایت محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے چمکارا۔

”وقت کا انتظار کر۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

”ہواؤں کے دیوتا۔ کیا یہ غلط ہے کہ تمھارا ایک نام بھی ہے۔ جمال، جمال اصغر۔“

میں سوکارڈ کی زبان سے اپنا نام سن کر ایک لمحے کو گڑبڑا گیا، منالمانے بھی علم رمل کے ذریعے ہمارے ماضی میں جھانکنے کی کوشش کی تھی، وہ بھی یہ راز پا گیا تھا کہ ہماری اصلیت کیا ہے لیکن ہمارے ماضی کو کریدنے میں اسے مایوسی ہوئی تھی، جیننی کی پراسرار قوت نے اسے گڑبڑا دیا تھا مگر۔ سوکارڈ میرا نام جان گیا تھا۔ میرے دل کی دھڑکنیں یک لخت تیز اور بے ترتیب ہونے لگیں، میں نے نظریں گھما کر سوکارڈ کو دیکھا جو اپنی تمام تر خباثتوں کے ساتھ میرے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا، اس کی آنکھوں کی سرخی ہر لمحہ گہری اور پراسرار ہوتی جا رہی تھی، میرے پاس اب ایک ہی راستہ باقی تھا، کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اپنا آتشی کھلونا جیب سے نکالوں اور بے دریغ فائر کر کے اس منحوس بوڑھے کی زندگی کا خاتمہ کردوں لیکن میں نے اس راستے پر چھلانگ لگانے میں عجلت سے کام نہیں لیا۔

سوکارڈ اگر اپنے کالے علم کے زور سے میرا نام جان سکتا تھا تو میرا ارادہ بھانپ کر پلک جھپکتے میں کوئی خطرناک جوابی کارروائی بھی کر سکتا تھا چنانچہ میں نے ضبط سے کام لیا، موقعے کی نزاکت کے تحت وقت کا یہی تقاضہ تھا کہ میں خاموش رہ کر حالات کا جائزہ لوں۔

”تم خاموش کیوں ہو میرے دوست؟“ سوکارڈ زہرخند سے بولا۔ ”کیا یہ غلط ہے کہ تمھارا نام جمال ہے؟“

”میں تسلیم کرتا ہوں“ میں نے کچھ سوچ کر خود پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا۔ ”ہاں میرا نام جمال ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح تمھارا نام سوکارڈ ہے اور تمھارے لکڑی کے دیوتا کا نام اورو ہے۔“

”نہیں“ سوکارڈ جھلا گیا۔ ”تم دیوتا نہیں انسان ہو۔“

”انسان جب اپنی بلندیوں کی حد سے گزر جائے تو دیوتا بن جاتا ہے۔ لیکن تم اس راز کی تہہ تک نہیں پہنچ سکو گے۔“

”سوکارڈ نے آج تک کسی کے آگے گھٹنے ٹیکنا نہیں سیکھا۔“

”یہی غلطی تمھاری سب سے بڑی خامی ہے“ میں اپنے دل کی دھڑکنوں کو سمیٹتے ہوئے قدرے اطمینان سے بولا۔ ”جو جھکتے نہیں وہ بہت جلدی ٹوٹ جاتے ہیں، تمھارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔“

”مجھے الجھانے کی کوشش مت کرو“ وہ کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھاتے ہوئے بولا۔ ”میں اس نادیدہ طاقت کو بھی بہت جلد بے نقاب کر دوں گا جو تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے اور جس دن میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا وہ تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی زندگی کا سب سے اذیت ناک دن ثابت ہوگا۔“

”ٹامی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟“

”میں۔ میں اس کی آواز بہت جلد بند کردوں گا“ سوکارڈ نے تیزی سے جواب دیا۔ ”اگر تم نے میرے اور اپنے کتے کے درمیان آنے میں ایک لمحے کی دیر کر دی ہوتی تو میں اس کی آواز باندھ چکا ہوتا۔“

”گویا تم اعتراف کر رہے ہو کہ میرے درمیان میں آجانے

سے تمہارا جادو بیکار ہوگیا۔"
میرے لہجے کی چبھن سوکارڈ کی پیشانی پر ان گنت جھریوں کی صورت میں نمودار ہوگئی' اس نے مجھے اپنا معمول بنانے کی خاطر ایک بار پھر اپنی آنکھوں کی ساحرانہ قوتوں سے کام لینے کی کوشش کی لیکن میں اسے جھکائی دے گیا، ٹامی کی طرف متوجہ ہوکر میں نے اس کی محویت کے حصار کو توڑا پھر تیزی سے ایک خیال میرے ذہن میں ابھرا دوسرے لمحے میں نے خود پر گہری سنجیدگی کا خول چڑھا لیا۔ سوکارڈ کو گھورتے ہوئے میں نے اپنی سیدھی ہتھیلی جس پر چراغ بجھانے کے باعث سیاہ داغ موجود تھا' اس کے سامنے کرکے کرخت آواز میں کہا۔
"اسے غور سے دیکھو۔ یہ تمہاری ناکامی کا پہلا داغ ہے جو میری مٹھی میں بند ہے۔"
سوکارڈ چونکا تو میں نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ سرعت سے دوسرا وار کرتے ہوئے کہا۔
"میں چاہتا تو چراغ کی طرح تمہاری زندگی کی کپکپاتی لو کو بجھا کر دھوئیں میں تحلیل کردیتا لیکن انسان اور دیوتا میں یہی فرق ہے۔ انسان جو خواہشات کا غلام ہے ہر معاملے میں جلد بازی کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اس کے برعکس دیوتا سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔"
سوکارڈ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے حقارت اور نفرت بھری نگاہوں سے گھورتا رہا۔
"میرا راستہ کاٹنے کی کوشش مت کرو سوکارڈ۔" میرا لہجہ سرد ہوگیا۔ "دیوتاؤں سے ٹکرانا تمہارے بس کی بات نہیں خاموشی سے ایک طرف ہٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری اور مکالا دونوں کی بہتری ہے۔"
"مجھے یقین تھا۔ وہ تم ہی ہوگے جو میری نگاہوں سے اوجھل تھے۔" سوکارڈ نے مٹھیاں بھینچ کر جواب دیا۔ "شاید میں نے تمہارے قریب آنے کی غلطی کی تھی۔"
"تم اب بھی ہماری طاقت کے بارے میں غلط سوچ رہے ہو۔" میں نے تیزی سے تیور بگاڑ کر کہا۔ "ہم چاہیں تو ہماری پلکوں کی محض ایک جنبش تمہارے ناپاک وجود اور تمہارے گندے علم دونوں کا قصہ پاک کرسکتی ہے۔"
سوکارڈ نے میری بات پر کسی ردِعمل کا اظہار کرنے کے بجائے نظریں نیچی کرکے ٹامی کی جانب دیکھا جو بدستور بجلی ...

پر اچھل اچھل کر حالات پر اپنی بے چینی کا مظاہرہ کر رہا ... میری توجہ بھی ایک لمحے کو ٹامی کی جانب مبذول ہوگئی ... وہی لمحہ سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا۔ ٹامی اچانک ... جست لگا کر سوکارڈ کی جانب بجلی کی طرح لپکا۔ میں نے ... اٹھا کر دیکھی تو میری عقل خبط ہو کر رہ گئی۔ جس جگہ سوکا...

...سیکنڈ پیشتر موجود تھا اب وہاں ایک بڑے سائز کی ہڈی پڑی تھی۔ ٹامی اسی ہڈی پر جھپٹا تھا میرے ذہن میں بجلی سی کوند گئی۔ شاید سوکارڈ نے ٹامی کو اپنے جال میں پھانسنے کی خاطر خود کو غائب کرکے ایک ہڈی اس کے سامنے ڈال دی تھی' میں نے ٹامی کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی خاطر اسے بلند آواز میں پکارنے کی کوشش کی لیکن بازی پلٹ چکی تھی' میری آواز حلق کے اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔
مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری کھوپڑی کی پشت پر اچانک ہی کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو میری پلکوں کے نیچے ان گنت روشنی کے جھماکے ہوئے پھر میرا ذہن گھپ اندھیروں میں تیزی سے ڈوبتا چلا گیا۔

❁

تڑپتے شعلوں کی وہ روشنی میری بینائی کو بے حد گراں اور ناگوار گزر رہی تھی۔
میں نے آہستہ سے کروٹ لی تو کراہ کر رہ گیا پھر ——
گزرے ہوئے سنگین لمحات یاد آئے تو میرا ذہن یک لخت بیدار ہوگیا' میں نے آنکھیں کھولیں تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی دوسری دنیا میں آگیا ہوں' میری نگاہوں کے عین سامنے تقریباً ...ٹھ فٹ کی بلندی پر بے حد وزنی چٹان نما پتھر موجود تھا جس کی نوکیلی اور تیز دھاریں میرے جسم کی طرف تھیں اگر وہ پتھر بلندی سے چھوڑ دیا جاتا۔ مجھے اس تصور ہی سے جھرجھری آگئی' خود کو اس پتھر سے بچانے کی خاطر میں نے دوسری کروٹ لی تو ایک بار پھر درد سے کراہ اٹھا۔
میں کسی ناہموار غار کی پتھریلی زمین پر پڑا تھا۔ میں نے آہستہ آہستہ اپنے ذہن کو کریدنا شروع کیا، مجھے ٹامی کا ہڈی پر جھپٹنا اور اپنے سر پر پشت کی جانب پڑنے والی شدید ضرب کا خیال آیا تو خوف کی ایک سرد لہر میرے وجود میں سرایت کر گئی' وہ یقیناً سوکارڈ کی ایک عیارانہ چال تھی جو نہایت کارگر اور کامیاب ثابت ہوئی۔
جس وقت ہم دونوں ایک دوسرے کو مرعوب کرنے کی ...ے میں مصروف تھے اس وقت سوکارڈ نے میری پشت پر اپنے کسی ساتھی کی موجودگی کو دیکھ لیا تھا' اسے ٹامی کی ذات سے یقیناً اس بات کا خدشہ لاحق ہوگا کہ وہ بھونک کر یا کسی اور طریقے سے مجھے اس نمودار ہونے والے خطرے سے آگاہ کردے گا چنانچہ اس نے میری توجہ ٹامی کی سمت مبذول کرائی اور ٹامی کے لیے ہڈی کا جال بچھا کر خود کو جادو کے زور سے ہماری نگاہوں سے اوجھل کرلیا۔
پھر وہی ہوا جو اس نے چاہا تھا۔ ٹامی ہڈی پر لپکا اور سوکارڈ کے ساتھی نے پشت سے میرے اوپر ایسا بھرپور اور شدید وار کیا کہ میں سنبھل نہ سکا اور انجام کار اس وقت کسی زمین دوز غار میں اپنے دشمنوں کی قید میں تھا۔ میرے سر پر پشت کی جانب ناقابلِ برداشت ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔
میں نے آہستہ سے سر کو جنبش دے کر ماحول کا جائزہ لیا، وہ پتھریلا اور خوفناک غار بے حد کشادہ اور وسیع تھا میرے بائیں جانب والی دیوار پر زمین سے تقریباً دس بارہ فٹ کی بلندی پر ایک مختصر سا خلا نظر آرہا تھا جس کی دوسری سمت کوئی الاؤ روشن تھا' اسی الاؤ کی روشنی کی لپٹ کچھ دیر پیشتر میری بینائی کو ناگوار گزری تھی لیکن اس وقت اس کی روشنی میرے لیے کسی نعمتِ خداوندی سے کم نہیں تھی۔
میں نے خود کو تکلیف دہ فرش سے اٹھانے میں جلدی نہیں کی خاموش پڑا حالات پر غور کرتا رہا' مجھے حیرت تھی کہ مجھ پر جو افتاد پڑی اس سے نہ تو مجھے جینی کی پراسرار شخصیت نے بچانے کی کوشش کی، نہ ہی جیکسن نے روحوں کے ذریعے کوئی امداد کی' ٹامی جسے جیکسن نے ہمارا نجات دہندہ بنایا تھا وہ بھی ایک ہڈی کے لالچ میں آگیا۔
پھر میرے ذہن میں سوکارڈ کا تصور ابھر آیا۔ جیکسن کی پراسرار قوت نے مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اورو فینا کے جزیرے پر ہمیں بوڑھے جادوگر کی ساحرانہ قوتوں سے مقابلہ کرنا ہوگا، منگارو کے حوالے سے اس نے مجھے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ میں بہت جلد اپنی درخشاں کی صورت بھی ایک نئے رنگ و روپ میں دیکھ سکوں گا۔ درخشاں کا خیال ذہن میں ابھرا تو اس کا حسین تصور میری آنکھوں کے سامنے نمودار ہوگیا، خلافِ توقع وہ کچھ ملول نظر آرہی تھی' میری آزادی سلب ہوجانے کے خیال نے میری درخشاں کے چہرے پر بھی غور و فکر کے اثرات طاری کردیے تھے۔
"درخشاں۔" میں تڑپ اٹھا۔ "میری زندگی۔ میری روح۔ تم کیوں افسردہ ہو۔"
"یہ تم نے کیا کہا جمال۔" درخشاں کے تصور نے مچل کر جواب دیا۔ "تم پریشانیوں سے دوچار ہو اور مجھے اس کا رنج نہ ہو بھلا یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ مجھے احساس ہے جمال کہ مجھے پانے کی خاطر تمہیں اذیت ناک حادثات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔"
"درخشاں۔"
"شاید میں نے تم سے ایک طویل سفر کی فرمائش کرکے اچھا نہیں کیا۔ لیکن میں کیا کرتی، تمہیں پالینے کے خیال نے مجھے ہر بات سے بے نیاز کردیا تھا۔"

" درخشاں۔ میں تمھاری خاطر اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا سکتا ہوں۔"

" نہیں جمال، میری خاطر تم مصیبتیں جھیلو اور حالات کا نشانہ بنتے رہو یہ مجھے منظور نہیں۔" درخشاں کے افسردہ تصور نے کہا۔

" میری ایک بات مانو گے؟"

" حکم دو میری زندگی۔"

" تم۔ تم واپس پلٹ جاؤ۔"

" درخشاں۔" میں چیخ اٹھا۔

" ہاں جمال میری یہی خواہش ہے کہ تم خوش رہو۔"

" میری خوشی تو تم ہو۔" میں نے اضطرابی کیفیت کا مظاہرہ کیا۔" تم سے منہ موڑنے سے تو بہتر ہوگا کہ میں موت کو گلے لگا لوں۔"

" سمجھنے کی کوشش کرو جمال، ہماری خوشیوں کے دشمن ہمیں آسانی سے نہیں ملنے دیں گے، وہ قدم قدم پر تمھاری راہ میں کانٹے بچھاتے رہیں گے، دشواریاں اور رکاوٹیں کھڑی کرتے رہیں گے۔"

" میں تمھاری خاطر موت سے بھی ٹکرا جاؤں گا۔"

" جمال۔ تم....."

" نہیں درخشاں نہیں۔" میں نے جلدی سے کہا۔" خدا کے لیے تم مجھے واپسی کے لیے مجبور نہ کرنا۔"

" تم نہیں جانتے۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔" ہمارے دشمنوں کی تعداد بے شمار ہے۔"

" میں تمھارے حصول کی خاطر پوری دنیا سے ٹکرا جاؤں گا۔"

" جمال۔ مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی، تم کتنے عظیم ہو، کاش میں....."

درخشاں میرے جذبات کی گرمی پا کر کھل اٹھی، اس کے افسردہ چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ پھیل گئی، وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اچانک اس کی گہری جھیل جیسی خوبصورت نیلی آنکھوں میں خوف کے تانے بانے ابھرنے لگے، اس نے میری پشت کی جانب وزدیدہ نظروں سے دیکھا پھر ایک ہی لمحے میں میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی دبے قدموں میری پشت پر چل رہا ہو۔ قدموں کی وہ آہٹ میرا وہم نہیں ہو سکتی تھی، شاید میری موت کے ہرکارے میری حیات کو گل کرنے کی خاطر آ رہے تھے۔ انھیں تصورات کی ولولیں میں بھی درخشاں سے میرا ملاپ منظور نہیں تھا۔ کتنے سنگدل اور بے رحم تھے وہ۔

میں نے آہستہ سے دوسری کروٹ لی پلٹ کر پشت کی سمت نظر ڈالی تو حیرت سے دم بخود رہ گیا، وہ یقیناً جینی!

تھی اس کا ناک نقشہ اور خدوخال سب کچھ بالکل جینی ہی جیسا تھا لیکن۔ میں نے پہلی بار جس جینی کو بحری عقاب میں اپنے بدن میں دیکھی تھی یہ وہ جینی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ جینی بھرے بھرے اور توانا جسم کی مالک تھی، بے حد پھرتیلی چست اور چالاک اس کی نگاہوں کی چمک ناقابلِ فراموش تھی، اس کے جسم میں جیسے پارہ بھرا ہوا تھا جس کا مظاہرہ میں اپنی نگاہوں سے دیکھ چکا تھا۔ مگر اس وقت جو جینی میری نگاہوں کے سامنے وجود تھی وہ بے حد لاغر اور نحیف تھی، اس کے خدوخال مرجھائے ہوئے خزاں رسیدہ پھول سے بھی بدتر نظر آ رہے تھے، آنکھوں کے گرد بڑے بڑے سیاہ حلقے موجود تھے جسم پر جھریاں نظر آ رہی تھیں، جس انداز میں وہ اپنے قدموں پہ کھڑی تھی وہ بھی ناقابلِ یقین تھی، ہوا کا ایک معمولی جھونکا بھی اس کے وجود کو تنکے کی طرح اڑا لے جا سکتا تھا۔

میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا، ایک بات جو مجھے اس کے جینی ہونے کا یقین دلا رہی تھی وہ اس کا لباس تھا جو میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا، اس لباس میں کسی شک وشبہے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ لباس دیکھ کر ہی میرے ذہن میں جینی کا تصور ابھرا تھا لیکن جوانی اور بڑھاپے کا وہ زمین اور آسمان کا فرق میرے لیے بے حد حیرت انگیز اور ناقابل فہم تھا۔ کچھ دیر تک میں اسے خالی خالی نظروں سے گھورتا رہا پھر میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" تم۔ کیا تم۔ وہی ہو جو میں سمجھ رہا ہوں۔"

" تم کیا سمجھ رہے ہو؟"

اس کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، اس کا لب ولہجہ اور آواز بھی جینی ہی جیسی تھی۔

" تم۔ تم۔ جینی ہو۔" میں نے تھم تھم کر اپنا جملہ مکمل کیا۔

" ہاں۔ میں جینی ہوں۔" اس نے تعجب سے مجھے گھورتے ہوئے جواب دیا پھر بولی۔" تم مجھے کیسے جانتے ہو؟"

" میں تم سے بحری عقاب پر مل چکا ہوں لیکن اس وقت تم۔" میں کہتے کہتے رک گیا، فوری طور پر میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ کہیں اس وقت بھی سوکارو کی ساحرانہ فریب کاریوں کا شکار تو نہیں ہو رہا۔

" تم خاموش کیوں ہو گئے؟" اس نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

" کون ہو تم؟" میں نے تیور بدل کر سوال کیا۔

" میں جینی ہوں مگر تمھیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟" وہ الجھتے ہوئے بولی۔" ابھی تم کہہ رہے تھے کہ تم سے بحری عقاب پر مل چکے ہو۔ یہ بحری عقاب کیا شے ہے؟"

" میرا خیال ہے کہ بحری عقاب کے سلسلے میں بھی سوکارو تمھیں زیادہ بہتر طور پر بتا سکتا ہے۔" میں نے اسے مشکوک نظروں سے تکتے ہوئے جواب دیا۔" کیا بوڑھے ساحر نے تمھیں ہمارے بارے میں تفصیل سے کچھ نہیں بتایا؟"

" سوکارو۔ بوڑھا ساحر۔" جینی نے ان الفاظوں کو پرخیال انداز میں یوں دہرایا جیسے اپنے ذہن پر زور دے رہی ہو پھر تھوڑے توقف سے بولی۔" سوکارو۔ یہ نام مجھے سنا ہوا لگتا ہے اور بوڑھا ساحر۔ اوہ۔" یکلخت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں ہونٹ کاٹتے ہوئے نفرت سے بولی۔" تم شاید اوروفینا کے اس خبیث شیطان کا ذکر کر رہے ہو جو خود کو بہت بڑا جادوگر سمجھتا ہے۔"

میں نے بوڑھی جینی کے چہرے پر بدلتے تاثرات کا بغور جائزہ لیا لیکن کوئی ایسی علامت نہ دریافت کر سکا جو میرے اس شبہے کی تصدیق کر سکتی کہ وہ سوکارو کی ایما پر جینی کا روپ دھار کر میرا بھید معلوم کرنا چاہتی ہے، پھر بھی میں نے احتیاط سے کام لیا۔

" کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ گی؟" میں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

" اب ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" وہ اداس آواز میں بولی۔" شاید تم بھی ان عیار اور مکار لوگوں کے ہاتھ لگ گئے ہو جو اوروفینا کے اقتدار کی خاطر اپنے ساتھیوں کا خون بہانے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ تقدیر تمھیں بھی اس غار میں میری طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کا انتظار کرنے کی خاطر لے آئی ہے۔ ایک بار جو یہاں آ جاتا ہے وہ صرف اور صرف موت کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ لیکن اب ہم ایک سے دو ہو گئے ہیں۔ شاید ہماری زندگی کے باقی ماندہ لمحات سکون سے گزر جائیں، تمھارے آنے سے پیشتر میں ایک طویل عرصے تک ان غار کے در و دیوار سے باتیں کیا کرتی تھی پھر میں نے چپ رہنے کی عادت ڈال لی، اس کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"

" تم نے یہاں سے فرار ہونے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا؟"

" نہیں۔ اس لیے کہ میں جانتی ہوں میرے دشمن مجھے یہاں سے زندہ نہیں جانے دیں گے۔"

" کیا تم جانتی ہو کہ اس غار سے نکلنے کا راستہ کون سا ہے؟"

" شروع شروع میں میں نے بھی تمھاری طرح ان ہی باتوں پر بے حد غور کیا لیکن پھر تھک ہار کر حالات اور ماحول سے مفاہمت کر لی۔"

"وہ تمہارے دشمن کیوں بن گئے؟" میں نے رو کھے لہجے میں سوال کیا پھر اپنا مفہوم واضح کرتے ہوئے بولا "میرا مطلب ہے کہ اگر سوکارڈا اور اس کے ساتھی تمہارے دشمن ہیں تو پھر اب تک زندہ کیسے ہو کیا وہ تمہیں مارنے کی طاقت نہیں رکھتے؟"

"اگر وہ مجھے مار سکتے تو اب تک جانے کب کا ٹھکانے لگا چکے ہوتے" وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔

"تم۔ یہاں کب سے قید ہو؟"

"اب کچھ یقین سے نہیں کہہ سکتی" اس نے مجھے حسرت بھری نظروں سے دیکھا پھر زمین پر بیٹھتے ہوئے بولی "بات اتنی پرانی ہو چکی ہے کہ اب سب کچھ مجھے ایک خواب سا لگتا ہے۔ ایسا خواب جس کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی"

"کیا تمہارا تعلق بھی ان ہی لوگوں سے ہے جو اورفینا پر آباد ہیں"

"تم کون ہو؟" اس بار اس نے میرے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا پھر میرے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولی "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شاید تم بھی مقامی نہیں ہو"

"مم۔ میں ہواؤں کا دیوتا ہوں میرا نام جمال ہے" میں نے اپنے بھرم کو قائم رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم شاید میرے ساتھ کوئی دل چسپ مذاق کر رہے ہو" وہ زہر خند سے بولی "جو دیوتا ہوتے ہیں وہ اتنے بے بس اور مجبور نہیں ہوتے"

"تمہارا لب و لہجہ بھی مجھے مقامی نہیں لگتا" میں نے اس کے طنز کو برداشت کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ میں مقامی نہیں ہوں لیکن میری موت ضرور مقامی ہوگی" اس نے غار کے اس موکھے کی جانب دیکھا جہاں دوسری جانب میرے خیال کے مطابق کوئی الاؤ روشن تھا اس کے لہجے میں حسرتیں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں "شاید وہ ابھی تک میری موت کے انتظار میں بیٹھے ہیں"

"اس طرف کیا ہے؟"

"زندگی" وہ تڑپ کر بولی پھر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

"کیا وہ ہماری باتیں بھی سن رہے ہوں گے؟" میں نے اس بار مدھم لہجے میں پوچھا۔

"کیا فرق پڑتا ہے" اس نے حقارت سے جواب دیا۔

"سنو" میں نے سرگوشی کی "کیا تم مقامی زبان کے علاوہ کوئی اور زبان بھی بول سکتی ہو"

"تم شاید یقین نہ کرو لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں دنیا کی آٹھ زبانیں بے حد روانی سے بول سکتی ہوں"

"مجھے اپنے بارے میں تفصیل سے بتاؤ" میں نے انگریزی میں کہا "ہو سکتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے کسی کام آسکیں"

مجھے انگریزی بولتا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی، ایک لمحے کو اس کی پتھرائی ہوئی اداس آنکھیں برقی قمقموں کی تیز روشنی کی مانند چمک اٹھیں پھر وہ بڑی اپنائیت سے بولی۔

"میں تمہیں اپنی کہانی ضرور سناؤں گی یہ اور بات ہے کہ تم شاید میری باتوں پر یقین نہ کرو"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے جینی کے چہرے کی بوڑھی جھریوں کو تکتا رہا۔ وہ کچھ دیر تک گم صم رہی شاید بھولی بسری یادوں کے بکھرے انبار سمیٹ رہی تھی۔ میں منتظر رہا۔ تقریباً دس منٹ کی طویل اور اکتا دینے والی خاموشی کے بعد اس نے انگریزی زبان میں بولنا شروع کیا۔

"آج سے بہت پہلے کی بات ہے جب میں نے اپنے والدین کے ساتھ اورفینا کے اس منحوس جزیرے پر قدم رکھا تھا، ہمارا جہاز جس پر ہم سفر کر رہے تھے کسی تکنیکی خرابی کے باعث سمت کا تعین کرنے سے قاصر ہو گیا۔ ممکن ہے کوئی اور بات رہی ہو لیکن میرے والد نے مجھے یہی بتایا تھا۔ جہاز کے کپتان کو اس وقت ہوش آیا جب ہم طوفانوں میں گھر گئے کسی سمندری چٹان سے ٹکرا جانے کے بعد جہاز کے نچلے حصے میں ایک بڑا سوراخ ہو گیا جس کی وجہ سے سمندر کا پانی بڑی تیزی سے جہاز کے اندر بھرنے لگا۔

"باقی مسافروں کو حالات کا علم نہیں تھا، کپتان نے انہیں اس لیے بے خبر رکھا کہ اگر ایک بار خوف و ہراس پھیل گیا تو ملے کے افراد سکون سے ہنگامی حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے لیکن میرے والد کو جو خود بھی کسی زمانے میں کپتان رہ چکے تھے صورت حال کا اندازہ ہو گیا، ان کا خیال تھا کہ جہاز کی تباہی یقینی ہے اس لیے ہمیں فوری طور پر اپنے بچاؤ کی فکر کرنا چاہیے، ممی نے میرے والد کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ہمیں دوسرے مسافروں کے ساتھ رہ کر موت اور زندگی کا مقابلہ کرنا چاہیے لیکن والد نے اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔

"بدقسمت جہاز کا کپتان چونکہ والد صاحب کا دوست تھا اس لیے والد صاحب کے پیہم اصرار پر اس نے ایک چھوٹی لائف بوٹ جس پر ہنگامی حالات میں چھ سات آدمی سفر کر سکتے تھے ان کے حوالے کر دی۔ وہ ہماری آزادی کی آخری ساعت تھی" جینی نے سرد آہ بھر کر کہا پھر تھوڑے توقف کے بعد اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولی۔

"ایک رات جب سمندر قدرے پرسکون تھا والد صاحب

مجھے اور ممی کو ساتھ لے کر نہایت خاموشی سے لائف بوٹ میں سوار ہو گئے، کپتان نے والد صاحب کو سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ رات کو لائف بوٹ پر سمندری سفر زیادہ مخدوش ثابت ہو سکتا ہے، ممی نے درخواست کی کہ اگر چلنا ہی ہے تو ایک دو افراد کو اور ہم سفر بنا لیا جائے لیکن والد صاحب نے کسی کا مشورہ قبول نہ کیا، ان کا خیال تھا کہ ہم جتنی جلد جہاز سے اپنا تعلق ختم کر دیں اتنا ہی بہتر ہے۔

"وہ رات بے حد خوف ناک اور بھیانک تھی، ہم لائف بوٹ میں بیٹھ کر جہاز سے دور ہوتے گئے، والد صاحب کو یقین تھا کہ ہم کسی قریبی ساحل سے جا لگیں گے اور پھر وہاں سے کسی دوسرے جہاز کے ذریعے ہم اپنا بقیہ سفر جاری رکھیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ دو رات اور ایک دن تک ہم سمندر کی لہروں پر ڈگمگاتے رہے پھر ایک صبح ہم اورفینا کے ساحل سے آلگے، اس وقت میرے والد کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی جب دور سے انھوں نے دوربین کے ذریعے خشکی کی شکل دیکھی مگر یہ خوشی زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوئی۔

"جزیرے پر قدم رکھتے ہی یہاں کے ننگ دھڑنگ اور وحشی درندوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا، سب سے پہلے انھوں نے ہماری لائف بوٹ کو نیزے مار مار کر بے کار کیا پھر ہمارا سامان لوٹ لیا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میرے لیے بے حد عبرت ناک اور ناقابلِ فراموش ہے، ہمیں ایک دن اور ایک رات تک ان وحشیوں کی قید میں رہنا پڑا پھر"

جینی پھر یری لے کر خاموش ہو گئی، شاید یادوں کے زخم تازہ ہونے سے وہ تڑپ اٹھی تھی، اس کی آنکھوں میں وحشت کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے چلے گئے، یوں خلا میں گھورنے لگی جیسے حال سے چھلانگ لگا کر ماضی میں گم ہو گئی ہو۔

"پھر" میں نے اس کی محویت کو توڑنے کی خاطر قدرے اونچی آواز میں مخاطب کیا "پھر کیا ہوا"

"مجھے مکالا کی ناپاک زبان سے معلوم ہوا ہے کہ اب اس جزیرے پر سوارسمورا نامی کسی درندے کی حکومت ہے لیکن جب ہماری بدبختی ہمیں یہاں لائی تھی اس وقت یہاں لوگا نامی سردار تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو سمجھانے کی کوشش بھی کی کہ ہمیں معاف کر دیا جائے لیکن ان وحشی درندوں نے لوگا کی بات بھی نہ سنی اور میرے والد کو اپنے اوردیوتا کے قدموں پر بھینٹ چڑھا دیا۔

"اس وقت میری عمر پانچ چھ سال رہی ہوگی لیکن وہ المناک منظر آج بھی میری نگاہوں میں محفوظ ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ والد کی دردناک موت پر میں چیخ چیخ کر روئی تھی، میں نے ممی کے وجود میں پناہ تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے کھینچ کر ماں کی آغوش سے الگ کر دیا گیا۔ اس کے بعد میری ماں اور فینا پر بسنے والے انسان نما درندوں کے ظلم سہتی رہی اور پھر ایک روز میری ماں نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس نے خود کو ایک درخت کی شاخوں کے درمیان پھنسا کر پھانسی دے لی اور تمام دکھوں سے آزاد ہو گئی۔

"میں چھوٹی تھی اس لیے ان کے ناپاک ارادوں سے محفوظ رہی، لوگا ہر چند کہ درندوں کے جتھے کا سردار تھا لیکن میرے اوپر بہت مہربان تھا اور میرا بے حد خیال رکھتا تھا۔ میں اس کی پناہ میں زندگی گزارتی رہی لیکن جب وقت کے ساتھ ساتھ میں نے جوانی کی سرحدوں میں قدم رکھا تو وحشی درندوں کی خون آلود زبانیں ان کے گندے ہونٹوں پر سرسرانے لگیں، میں ان وحشیوں کے درمیان رہتے رہتے اس ماحول کی عادی ہو چکی تھی لیکن ان کے اصرار کے باوجود میں اس غیر مہذب معاشرے میں گھل مل نہیں سکی ایک روز جب لوگا کسی جشن کی تیاریوں میں مصروف تھا اس کے ایک نائب نے موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہا، وہ اپنے اندر درندوں جیسی طاقت رکھتا تھا مگر بیشتر اس کے کہ وہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوتا لوگا واپس آگیا، اس نے اپنے نائب کو للکارا اور اس کے جسم کو نیزے سے چھلنی کر ڈالا۔

"میرا خیال تھا اس واقعے کے بعد مقامی لوگوں کی کو عبرت ہو جائے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ لوگا کی جوابی کارروائی نے انہیں وقتی طور پر محتاط ضرور کر دیا تھا لیکن وہ لوگا کی حرکت پر خوش نہیں تھے، اندر ہی اندر اس کے خلاف سازشیں کر رہے تھے، مکالا اور سمورا اس سازش میں پیش پیش تھے۔

"کسی طرح لوگا کو بھی ان سازشوں کا علم ہو گیا چنانچہ ایک روز وہ مجھے اپنے ساتھ نہایت راز داری سے بھوری پہاڑیوں پر لے گیا اور وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا"

"بھوری پہاڑی" میں نے چونکتے ہوئے کہا "کیا تم جھیل والی بھوری پہاڑی پر جا چکی ہو"

"میں۔ میں نے وہاں تقریباً دو سال تک قیام کیا پھر ایک صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دوبارہ خود کو اورفینا کے جزیرے پر پایا"

"بھوری پہاڑیوں پر کیا ہے؟" میں نے جینی سے پہلو بدل کے دریافت کیا۔

"وہاں اوریگا رہتا ہے، دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا جسے مقامی لوگ تمام چیزوں کا خالق اور قسمت کا مالک سمجھتے ہیں۔ اوریگا کے علاوہ وہاں بہت بڑے بڑے جادوگر بھی رہتے ہیں، سوکارڈا ان کے قدموں کی دھول سے بھی بدتر ہے" جینی نے اپنی کہانی جاری رکھتے ہوئے کہا "لوگا مجھے ان پہاڑیوں

پر چھوڑ کر آیا تو میں بے حد خوف زدہ تھی اس لیے کہ وہاں مجھے دور دور تک کوئی آدمی یا آدم زاد نظر نہیں آرہا تھا، وہاں گھنے جنگلات بھی تھے جہاں جنگلی جانوروں کی موجودگی کا احتمال بھی تھا، بوگا کی واپسی کے بعد میں نے خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر ایک درخت پر پناہ لی لیکن کچھ دیر بعد ہی مجھے اچانک درخت کے نیچے دو قوی ہیکل افراد نظر آئے جو اوروفینا کے قبیلے والوں سے ملتے جلتے تھے، میں انھیں دیکھ کر بری طرح سہم گئی مگر انھوں نے مجھ پر بے حد شفقت اور مہربانی کا اظہار کیا، شاید وہ مجھے دیوتاؤں کی جانب سے کوئی تحفہ سمجھ رہے تھے، ان کی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا۔

" وہ مجھے اپنے ساتھ گھنے جنگلات کے درمیان لے گئے جہاں انھوں نے مجھے اپنے پراسرار علوم کی تعلیم دینا شروع کی۔ وہ حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین قوتوں کے مالک تھے انھوں نے مجھ سے کبھی میرے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا، پوری توجہ سے میری جادو کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا، میں چاروناچار ان کے کہنے پر عمل کرتی رہی، مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ وہاں ان دونوں کے علاوہ اور بھی بہت سارے جادوگر رہتے تھے لیکن ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا مجھ سے کبھی ہمکلام ہونے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا تھا، وہ مجھے نظر آتے آتے یک لخت میری نگاہوں سے غائب ہوجاتے تھے، اکثر ان کی آوازیں مجھے سنائی دیتی رہتی تھیں لیکن چہرے نظر نہیں آتے تھے۔

" دو سال تک وہ مجھے اپنا علم سکھاتے رہے، میرے پاس وقت گزارنے کے لیے کوئی اور ذریعہ نہیں تھا اس لیے میں پوری تندہی سے تمام علوم سیکھتی رہی۔ مجھے اس بات پر بھی بے حد تعجب تھا کہ وہاں مجھے نہ تو کبھی کسی عورت کی شکل نظر آئی نہ ہی کوئی بچہ نظر آیا، وہ سب بہت طویل العمر تھے۔ اوروفینا کے لوگ دن رات اپنے علم میں مگن رہتے تھے۔"

جینی ایک لمحے کو خاموش ہوئی پھر پہلو بدل کر بولنا شروع کیا۔

" تم شاید میری باتوں پر یقین نہیں کرو گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس دو سال کے عرصے میں ان دونوں نے مجھے ہر اعتبار سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا، مجھے ایسے ایسے کمالات میں طاق کردیا جو خود میرے لیے بھی ناقابلِ یقین تھے، ہواؤں کے رخ سے میں آنے والے حالات اور خطرات کا اندازہ کرسکتی ہوں جنگلی جانوروں کی زبان سمجھ سکتی ہوں جب چاہوں دوسروں کی نظروں سے غائب ہوسکتی ہوں بند کمروں سے ہوا کی طرح غائب ہوسکتی ہوں اور آنکھ بند کرکے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دیکھ سکتی ہوں۔"

" اس کے باوجود تمھارے دشمنوں نے تمھیں اس غار میں قید کر رکھا ہے۔" میں نے جینی کے بیان کے تضاد پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا۔ " تم ناقابلِ تسخیر ہونے کے باوجود بے بس ہو اور اپنے بیان کے مطابق اس غار میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کا انتظار کرنے پر مجبور ہو۔"

" ہاں۔ میری ایک چھوٹی سی غلطی نے مجھے اس غار میں محدود کردیا ہے۔" جینی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ " انتقام کا نشہ دنیا کے تمام نشوں سے زیادہ تیز اور زود اثر ہوتا ہے۔ میں بھی اسی نشے کا شکار ہوگئی، طاقت کے زعم میں ایک دن دیوتا اور ان کے مقابلے پر آمادہ ہوگئی تھی، بس اسی دن سے میں نے خود کو اس غار تک محدود کرلیا، یہ بھوری پہاڑی کے عظیم جادوگروں کا حکم ہے۔"

" کیا سوکارو اور مکالا کو علم ہے کہ تم یہاں موجود ہو؟"

" نہیں۔ وہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔"

" اوہ۔" میں چونکا پھر کچھ سوچ کر جینی کو گھورتے ہوئے بولا۔ " کیا تم کو عمر کے مختلف ادوار میں واپس لوٹ جانے کا فن بھی آتا ہے؟"

" مجھے معلوم تھا کہ تم یہ سوال ضرور کرو گے۔" جینی نے ایک سرد آہ بھر کر کہنا شروع کیا۔ " تم مجھے بتا چکے ہو کہ ہماری ملاقات پہلے بھی ہوچکی ہے تم نے کسی بحری عقاب کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ ہاں مجھے اپنی عمر کے ہر حصے میں واپس جانے اور پلٹ آنے کا علم بھی آتا ہے لیکن جب میں ایک دور سے کسی دوسرے دور میں داخل ہوتی ہوں تو مجھے سابقہ دور کی باتیں یاد نہیں رہتیں، پہلے ایسا نہیں تھا لیکن اب کچھ حیرت انگیز صلاحیتیں مجھ سے چھین لی گئی ہیں۔ کچھ عرصے کے لیے میرے اتالیق جادوگروں نے جنھوں نے مجھے حواسِ خمسہ کی تمام قوتوں میں طاق کردیا تھا مجھ سے ربیک بھی واپس لے لیا تھا لیکن بعد میں واپس کردیا شاید اس لیے کہ میں ربیک کے بغیر بھی نظر بندی کے فن میں یکتا ہوچکی تھی۔"

" ربیک کیا شے ہے؟" میں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

" سیاہ رنگ کا ایک تراشیدہ پتھر ہے جو آج بھی میرے پاس موجود ہے۔" جینی نے اپنے گلے سے بندھے دھاگے کو کھینچا تو وہ سیاہ پتھر بھی نظر آنے لگا جو تسبیح کے بڑے دانے کے برابر تھا اور دھاگے میں پرویا ہوا تھا۔ " دیکھو یہ ہے وہ تحفہ جو مجھے میرے اتالیق جادوگر نے دیا تھا، تم اگر اسے ہاتھ میں رکھ لو تو دوسروں کو دیکھ سکتے ہو لیکن دوسرے تمھیں نہیں دیکھ سکتے۔ اوروفینا کے مذہبی لوگوں کا خیال ہے کہ دیوتا اور دیگا نے ربیک کی پوری مالا پہن رکھی ہے اور وہ جس سے خوش ہوتا ہے ربیک کا ایک دانہ اسے بخش دیتا ہے۔"

" کیا تمھارے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جو ربیک حاصل کرچکے ہیں؟"

" میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ربیک کے دانے صرف بھوری پہاڑی کے عظیم جادوگروں کے پاس موجود ہیں۔"

میں چند لمحوں تک حیرت بھری نظروں سے ربیک کے پیارے چمکدار دانے کو تکتا رہا پھر میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ " کیا تم میرے بارے میں بتا سکتی ہو کہ میں کون ہوں؟"

" تم۔" جینی نے میرے چہرے کی جانب ایک نظر بھر کر دیکھا پھر معنی خیز لہجے میں بولی۔ " تم اپنی کھوئی ہوئی محبت کی تلاش میں دربدر کی خاک چھانتے پھر رہے ہو کیا یہ غلط ہے؟"

" نہیں۔" میں نے تیزی سے جواب دیا پھر بولا۔ " کیا تم یہ بھی بتا سکتی ہو کہ میں اپنی محبت کی تلاش میں کب کامیاب ہوں گا؟"

" بتا سکتی ہوں لیکن اگر تم قبل از وقت آنے والے کل کے حالات سے آگاہ ہوگئے تو تمھارے راستے کی دشواریاں دو چند ہوجائیں گی اس لیے مناسب یہی ہے کہ وقت کا انتظار کرو۔"

" تمھارا کیا خیال ہے، کیا سوکارو اور اس کے سازشی دوست مجھے یہاں مہمان بنا کر لائے ہیں؟" میں نے جل کر کہا۔

" گھبراؤ مت۔ جب تک تم میرے قریب ہو سوکارو تمھارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔" جینی نے ٹھوس آواز میں کہا۔ " وقت کی دھول نے میرے چہرے پر گردشِ حالات کی جو تہیں جمادی ہیں وہ بے حد دبیز ہیں لیکن میں اب بھی تنہا پورے اوروفینا کے لوگوں پر بھاری ہوں۔ کاش میں نے اورو کو للکارنے کی حماقت نہ کی ہوتی۔"

جینی کی شخصیت کا ہر پہلو میرے لیے بے حد پراسرار اور ناقابلِ یقین تھا، میں اس کے مختلف پہلوؤں کو کریدتا رہا، وہ مجھے اپنے بارے میں تفصیل سے سب کچھ بتاتی رہی۔ جھیل والی بھوری پہاڑی پر دو سال تک جادوگروں سے پراسرار علوم سیکھنے کے بعد جب وہ دوبارہ اوروفینا کے جزیرے پر واپس آئی تو اس کی حیثیت تبدیل ہوچکی تھی وہ لوگوں کے درمیان آزادی اور دلیری سے دندناتی پھرتی۔ جب چاہتی خود کو ظاہر کرکے وحشیوں کو ششدر کردیتی اور جب چاہتی ان کی نظروں سے اوجھل ہوجاتی۔ اوروفینا کے لوگوں نے اس کے والدین کے ساتھ جو ظلم اور اذیت ناک برتاؤ کیا تھا وہ اسے یاد تھا چنانچہ وہ قبیلے کے لوگوں سے انتقام لیتی رہی، پراسرار طریقوں سے انھیں چن چن کر موت کے گھاٹ اتارتی رہی۔

مکالا اور سوکارو کے علاوہ سردار سمورا بھی اس کی فہرست میں شامل تھے، وہ اگر چاہتی تو انھیں بھی ٹھکانے لگا سکتی تھی مگر جینی نے کچھ اور ٹھان رکھی تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ پہلے وہ قبیلے کے تمام جوانوں کو ٹھکانے لگائے گی پھر سمورا، مکالا اور سوکارو کو اس درجہ دہشت زدہ کردے گی کہ وہ خود اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہوجائیں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی ایک موقعے پر جذبات کی رو میں بہک کر دیوتا اورو سے ٹکرا جانے کی حماقت کر بیٹھی اور اسی جرم کی پاداش میں اسے اور بگلا کے اشارے پر گوشہ نشینی کا حکم سنا دیا گیا چنانچہ اس نے خود کو اس غار تک محدود کرلیا جہاں قسمت نے مجھے بھی پہنچا دیا تھا۔ میں جینی کے ماضی کے اوراق الٹتا پلٹتا رہا، اس کا بغور مطالعہ کرتا رہا پھر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جینی لاشعوری طور پر پوری طرح چاق و چوبند ہے لیکن شعوری طور پر اسے اس لیے قدرے مفلوج کردیا گیا تھا کہ وہ دوبارہ دیوتاؤں کی شان میں کسی گستاخی یا بے ادبی کی مرتکب نہ ہو۔

میں نے اسے بحری عقاب پر پیش آنے والا واقعہ سنایا، وہ حیرت سے میری کہانی سنتی رہی، میں نے اسے میز الفنٹے کی کہانی سنائی تو وہ مسکرادی لیکن اس نے مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی کہ اسے کچھ یاد نہیں، میں نے کچھ سوچ کر اسے اپنے بارے میں تمام حالات سے آگاہ کردیا۔ وہ میری داستانِ حیات سنجیدگی سے سنتی رہی، اپنی روداد ختم کرکے میں نے درخشاں کی بازیابی کے سلسلے میں اسے کریدنے کی کوشش کی تو اس نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے دے چکی تھی۔ میں نے اس ضمن میں اسے مزید کریدنا مناسب نہیں سمجھا، کچھ دیر تک خاموش رہا پھر معاً میرے ذہن میں ساوری کا خیال ابھر آیا۔

" جینی! کیا تم ساوری کے بارے میں بھی جانتی ہو کہ وہ کون ہے؟"

" وقت کا انتظار کرو۔" اس نے خلا میں جھانکتے ہوئے کہا۔ " حالات کی بکھری ہوئی کڑیاں خود بخود ترتیب پاتی چلی جائیں گی۔"

" ساوری نے مجھے بتایا تھا کہ اوروفینا کا سابق سردار بوگا ابھی تک زندہ ہے۔"

" ہاں۔ وہ رحم دل سردار جس نے مجھے برباد ہونے سے بچایا تھا ابھی تک زندہ ہے اور دشمنوں کی قید میں ہے۔"

" کیا تم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ تم اپنے اس محسن کو قید و بند سے آزاد کرا کے کھلی فضاؤں میں سانس لینے کا موقع فراہم کرو؟" میں نے جینی کو اکسانے کی کوشش کی۔ " بوگا کی آزادی تمھارے دشمنوں کی موت کا سامان بھی فراہم کردے گی۔"

"میں جانتی ہوں لیکن۔"

جینی کچھ کہتے کہتے یک لخت خاموش ہو گئی اس نے نظر گھما کر غار کے بائیں جانب دیکھا پھر تیزی سے میرے قریب آ کر میرا ہاتھ تھام لیا، وہ میرے مقابلے میں کہیں زیادہ کمزور تھی، عورت ذات تھی میرا اس کا بظاہر کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن اس کے اندر بلا کی شیطانی قوت موجود تھی اس کے ہاتھ کی گرفت میرے لیے آہنی شکنجوں سے کم نہیں تھی، میں اس کی حرکت کا مقصد دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اس کی ضرورت نہیں پیش آئی قدموں کی آہٹ کے ساتھ ساتھ مکالا اور سوکارڈ سامنے آئے تو میں دم بخود رہ گیا۔

"کہاں ہے وہ؟" مکالا نے حقارت سے سوکارڈ کو دیکھتے ہوئے دریافت کیا تو جینی کی حرکت مجھ پر از خود واضح ہو گئی۔ میں اپنے دشمنوں کے سامنے موجود ہونے کے باوجود ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا، مکالا کے سوال پر سوکارڈ نے حیرت سے اطراف کا جائزہ لیا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"ممکن ہے وہ بدنصیب اورا ندر چلا گیا ہو تا کہ تاریکی میں رہ کر ہماری نگاہوں سے پوشیدہ رہ سکے۔"

"پھر سوچ لے سوکارو۔ کہیں تیرا اندازہ غلط نہ ہو" مکالا غرایا "ہو سکتا ہے تیرے کالے علم نے تجھے دھوکا دیا ہو۔"

"ایسا ناممکن ہے عظیم مکالا۔ میں نے اسے اپنے علم کے زور ہی سے زیر کیا تھا۔"

"پھر۔ وہ کہاں چھپا ہے۔ اسے میرے سامنے پیش کرو۔"

سوکارڈ نے جواب دینے کے بجائے اس سمت قدم اٹھائے جس سمت تاریکی تھی، ٹھیک اسی وقت جینی نے سرگوشی کی اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نڈر اور بلند آواز میں کہا "سوکارو۔ میں تاریکی میں نہیں روشنی میں کھڑا ہوں لیکن تیری سیاہ قوت دیوتاؤں کے سامنے کسی کام نہیں آ سکتی۔"

میری آواز سن کر مکالا اور سوکارڈ دونوں اچھل پڑے، آواز کے رخ پر پلٹ کر میری جانب دیکھنے لگے لیکن شاید میں ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا جس کا یقین مجھے سوکارڈ کا جواب سن کر ہوا۔

"اگر تم دیوتا ہو تو میرے سامنے کیوں نہیں آتے۔"

"میں تمہیں باور کرانا چاہتا ہوں کہ میرے مقابلے میں تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔" میں نے جینی کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے "زندگی چاہتے ہو تو میرا راستہ چھوڑ دو۔"

"میں تمہاری طاقت کو تسلیم نہیں کرتا۔" سوکارڈ کے بجائے مکالا چھاتی پیٹ کر بولا "اگر تم لازوال قوتوں کے مالک ہو تو مکالا کے سامنے آ کر مقابلہ کرو۔"

میں نے جینی کی سمت دیکھا جو خلاف توقع کچھ برہم نظر آ رہی تھی، اس کی نظریں چاروں سمت یوں بھٹک رہی تھیں جیسے وہ کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہی ہو، ان نگاہوں میں خوف جھانک رہا تھا۔ وہ کسی نادیدہ خطرے سے بے حد ہراساں نظر آ رہی تھی، میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی، میں نے سوچا کہیں وہ سوکارڈ کی قوت کے آگے خود کو کمتر تو نہیں محسوس کر رہی؟ اگر ایسا ہوا تو میرا کیا بنے گا؟ میں نے نظریں گھما کر سوکارڈ کی جانب دیکھا، اس کے بھدے ہونٹ متحرک تھے یقیناً وہ مجھے بے نقاب کرنے کی خاطر کوئی سحر پھونکنے کی تیاری میں مصروف تھا۔

"جمال۔" جینی نے تیزی سے مجھے مخاطب کیا "یہ لرم یہ ربیک تمہیں تحفے دے رہی ہوں اس کے ذریعے تم اپنے دیوتا ہونے کے ڈھونگ کو برقرار رکھ سکتے ہو لیکن خبردار اسے کبھی گلے سے اتارنے کی حماقت نہ کرنا۔"

جینی نے ایک ہاتھ سے ربیک والا دھاگہ اپنے گلے سے اتار کر میرے گلے میں ڈالا پھر میرا ہاتھ چھوڑ دیا، دوسرے ہی لمحے وہ نظروں سے غائب ہو گئی اور اسی لمحے سوکارڈ خوشی سے چیخ اٹھا۔

"مکالا۔ دیکھ تیرا دشمن تیرے سامنے موجود ہے میرے سحر نے اس حصار کو چکنا چور کر دیا جو اس نے اپنے گرد قائم رکھا تھا۔"

میں نے بوکھلا کر مکالا کی جانب دیکھا جو اپنا نیزہ میری جانب تان چکا تھا۔ اس کی خون خوار آنکھوں سے بلا کی درندگی جھانک رہی تھی، جینی کی گرفت سے آزاد ہو جانے کے بعد میں ان کے سامنے آ گیا تھا۔ فوری طور پر میرے ذہن میں ربیک کا خیال ابھرا، اس سیاہ دانے کو منہ میں رکھ کر میں دوبارہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو سکتا تھا، میں نے اپنا ہاتھ تیزی سے ربیک کی جانب بڑھایا لیکن مکالا اپنا وار کر چکا تھا، میں نے خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن مکالا کا حملہ اس قدر شدید اور اچانک تھا کہ میں بچ نہ سکا، نیزہ میری داہنی کہنی کو زخمی کرتا ہوا غار کی دیوار سے ٹکرا گیا، درد کی ٹیس اس قدر ناقابل برداشت اور اذیت ناک تھی کہ میں ربیک کو بھول کر کراہتا ہوا فرش پر الٹ گیا اور تڑپنے لگا۔

"دیوتا۔" مکالا کا وحشیانہ قہقہہ غار میں گونجا، وہ میری بے بسی پر فاتحانہ انداز میں طنز کرتے ہوئے بولا "سمندر اور ہواؤں کے عظیم دیوتا۔"

میرے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ مکالا کی درندگی کا جواب دے سکتا، درد کی شدتوں نے مجھے پاگل کر دیا تھا۔ موت کی سرد لہر میرے وجود میں سرایت کر چکی تھی، میرے ہوش و حواس گم ہو چکے تھے، ربیک میرے گلے میں موجود تھا، اسے منہ میں رکھ کر میں خود کو دشمن کی نظروں سے محفوظ کر سکتا تھا لیکن شاید میرا ذہن ایک ہی وار میں معطل ہو کر رہ گیا تھا، میری سوچنے سمجھنے کی تمام قوتیں کہنی کے زخم تک محدود ہو کر رہ گئی تھیں۔

میں نے تڑپتے ہوئے مکالا کی سمت رحم طلب نظروں سے دیکھا وہ کسی خونی درندے کی طرح میرے قریب گھات لگائے کھڑا تھا نیزہ پھینکنے کے بعد اس نے کمر سے وہ خنجر نکال لیا جس سے وہ میری نگاہوں کے سامنے سمورا کے جشن کے موقع پر نسار یا کی گردن اس کے سر سے جدا کر چکا تھا۔ سوکارڈ اس کے قریب کھڑا مجھے نفرت اور حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا، اس کی آنکھوں کی پتلیاں انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں میں نے جلدی سے اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کر لی۔

"اٹھو ہواؤں کے دیوتا۔ مکالا تمہیں بزدلوں کی طرح چھپ کر نہیں بہادروں کی طرح للکار کر مارے گا۔"

"خود کو قابو میں رکھو مکالا۔" میں نے درد کو برداشت کرتے ہوئے سنبھالا لینے کی کوشش کی "مجھے جوابی کارروائی پر مجبور نہ کرو۔"

"جوابی کارروائی۔ ہاہا۔ ہاہا۔ ہو ہو۔" مکالا ہذیانی انداز میں قہقہے بلند کرنے لگا پھر یک لخت سنجیدہ ہو گیا، ہاتھ میں دبے خنجر کو میری جانب اٹھا کر لہراتے ہوئے بولا "تم۔ مکالا کو خوف زدہ کرنا چاہتے ہو۔"

"اب بھی وقت ہے مکالا تم نے دیوتاؤں کا خون بہا کر اچھا نہیں کیا۔"

"مکالا صرف اورو کا پرستار ہے۔ اورو جو عظیم ہے جو اپنے بچاریوں کی رہنمائی کرتا ہے، میں اسی اورو کے نام پر تمہیں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں، تمہارا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ مکالا تمہارے خون کو اورو کے قدموں میں بھینٹ چڑھائے گا۔ تمہاری قربانی اورو کے لیے یقیناً مبارک ہو گی اور مکالا تیرا خون اپنی پیشانی پر تھوپ کر قبیلے کے تمام لوگوں کو بتائے گا کہ وہ دیوتاؤں کو بھی پچھاڑنے کی طاقت رکھتا ہے۔"

"سمورا نے ہمیں اس قبیلے میں مہمان کی حیثیت عنایت کی ہے اس لیے ہم اپنے میزبانوں کا خون بہانے سے گریز کر رہے ہیں۔" میں نے بمشکل خود کو اپنے قدموں پر دوبارہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ خون کی مقدار جوں جوں میرے جسم سے خارج ہو رہی تھی میری کمزوری بڑھتی جا رہی تھی لیکن وہ وقت عارضی زخموں کی مرہم پٹی کا نہیں تھا مکالا اور سوکارڈ کی موجودگی نے میرے لیے موت اور زندگی کا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا، میرے پاس سوائے چرب زبانی کے اور کوئی چارہ نہیں تھا، مجھے کسی پراسرار یا غیبی امداد کا انتظار بھی تھا چنانچہ میں نے وقت حاصل کرنے کی خاطر مکالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرد لہجے میں کہا "تم اپنی حماقت سے باز آ جاؤ ورنہ تمہاری بھول کا خمیازہ تمہارے پورے قبیلے کو بھگتنا پڑے گا۔"

"سوکارو۔ کچھ سنا تو نے، ہواؤں کا دیوتا مکالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہا ہے۔ مجھے بتا سوکارو، کیا میں ایک ہی جست میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں یا اس کی باتوں پر قہقہہ لگاؤں۔" مکالا میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے بولا "دیکھ سوکارو غور سے دیکھ، ہواؤں کا زخمی دیوتا اپنے قدموں پر کھڑا ڈول رہا ہے۔ تو کہے تو میں اسے پھونک مار کر اڑا دوں۔ اپنے قدموں سے روند ڈالوں یا پھر اسے عظیم اورو کے قدموں تک گھسیٹتا ہوا لے چلوں اور اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے دیوتا کے قدموں میں ڈال دوں۔"

"سب کچھ تیری مرضی پر منحصر ہے مکالا۔" سوکارڈ نے بدستور میرے چہرے پر اپنی نگاہیں جمائے ہوئے کہا "دیوتاؤں نے تیرے جسم میں بجلیاں بھر دی ہیں، تجھے طوفانوں جیسی طاقت بخشی ہے تیری یہ قربانی آج تک پیش کی جانے والی تمام قربانیوں میں سب سے زیادہ عظیم تر ہو گی، وقت کی راس اب تیرے ہاتھ میں ہے، میں تجھ سے اپنی خدمات کا صرف ایک انعام مانگتا ہوں۔"

"بول سوکارو۔ اورو فینا کے بدبخت جادوگر، جو مانگنا ہے بے خوف طلب کر، مکالا تجھے مایوس نہیں کرے گا۔"

"مجھے ہواؤں کے دیوتا کا سر درکار ہے۔" سوکارڈ بولا "اس کی ناپاک کھوپڑی کو اپنے دروازے پر سجاؤں گا تاکہ منا ما اور اس کے ساتھی بھی جان سکیں کہ سوکارڈ کی ساحرانہ قوتیں لازوال ہیں۔"

"ہاں۔ ہاں۔ تو ٹھیک کہہ رہا ہے، تو نے مکالا سے جو تحفہ طلب کیا ہے وہ تجھے ضرور ملے گا۔" مکالا نے اچھل کر پینترا بدلتے ہوئے جواب دیا پھر مجھ سے اور قریب ہوتے ہوئے بولا "دیوتا۔ تم خاموش کیوں ہو۔ کچھ بولو۔ کوئی آخری خواہش مکالا کے سامنے پیش کرو۔"

میری حالت اس معصوم بھیڑ سے مختلف نہیں تھی جو اچانک بھیڑیوں کے جھنڈ میں پھنس گئی ہو، مکالا بے حد خون خوار ہو رہا تھا سوکارڈ کی ساحرانہ قوتیں اس کی پشت پناہی کر رہی تھیں میرے

زخم سے اٹھنے والی درد کی شدید ٹیسیں میرے لیے ناقابلِ برداشت تھیں، میں نے سوچا کیوں نہ اس آخری وقت میں مکالا سے چند لمحے ادھار مانگ لوں، آرام سے کھردرے فرش پر دراز ہو کر آنکھیں بند کرلوں، کچھ دیر سکون سے سانس لے سکوں پھر موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے ڈوب جاؤں۔

شاید میرے مقدر میں یہی دلچسپ تھا۔

"کیا بات ہے دیوتا؟" مکالا جو میری بے بسی کا مذاق اڑانے پر تلا ہوا تھا مجھے پچکارتے ہوئے بولا۔ "تمھارے چہرے پر یہ مردنی کیوں پھیل رہی ہے، کیا آسمانی طاقتیں تم سے روٹھ گئی ہیں یا پھر تم ہواؤں کے تیز و تند طوفانوں کو طلب کرنے کے لیے کوئی عمل کرنے میں مصروف ہو۔ کچھ تو کہو دیوتا۔ کیا ہے تمھارے من میں؟ کیا سوچ رہے ہو مہاراج؟"

"مکالا" سوکارو نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "دیر مت کر جو کچھ کرنا ہے جلدی کر گزر ورنہ"

"ورنہ کیا ہوگا خبیث بوڑھے؟" مکالا نے گرج کر پوچھا۔

"نیک ساعتیں گزرتی جا رہی ہیں۔ ہاں میرا علم کہتا ہے کہ اگر تم نے دیر لگائی تو پانسہ پلٹ جائے گا۔"

"شاید تیری کھوپڑی پلٹ گئی بدبخت بوڑھے۔" مکالا حقارت سے بولا۔ "خاموش کھڑا رہ۔ میرا شکار کوئی معصوم پرندہ نہیں۔ دیوتا ہے دیوتا۔ ہواؤں کا دیوتا جو سمندر کے دیوتا سے بچھڑ کر کمزور ہوگیا ہے۔ میں اس عظیم دیوتا کو سسکا سسکا کر بے حد شان دار مگر بڑی اذیت ناک موت ماروں گا۔"

"مکالا، میری بات مان لے، سوکارو کا سیاہ علم....!"

"زبان بند رکھ گیدڑ کی اولاد۔" مکالا نے سوکارو پر غراتے ہوئے میری جانب دیکھا پھر میرے اطراف دائرے کی صورت میں چکراتے ہوئے بولا۔ "مکالا اتنے سکون اور اتنے آرام سے دیوتا کی بھینٹ نہیں لے گا۔ اس کی شکل کو غور سے دیکھ سوکارو۔ زندگی کی پرچھائیں موت کی کڑی دھوپ کے آگے مانند پڑتی جا رہی ہے۔ یہ ہواؤں کا دیوتا ہے۔ ہاں وہی دیوتا جس کے ساتھی نے میرے دشمن کو رسوٹی کے عتاب سے نجات دلائی تھی، یہ وہی ہے جس نے بزدلوں کی طرح چھپ کر میرے تین بہترین دوستوں کو مارا اور پھر شاید ان کے اکڑے ہوئے جسم سمندر کی لہروں کے حوالے کر دیے۔ دل بھر کر اسے دیکھ لے بوڑھے خبیث، یہ میرا وہی شکار ہے جس کی تلاش میں مکالا نے اپنی متعدد پرسکون راتیں برباد کی ہیں۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے سمورا اور سادری کو اپنے آدھے جہاز پر پناہ دی تھی۔ پھر۔ میں اسے اتنی جلدی کیسے ختم کر دوں، ابھی تو مجھے اس کے گندے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھانا ہے۔"

"مکالا" میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن مکالا جس پر درندگی سوار تھا یک لخت اچھل پڑا، خوشی سے نعرے لگاتے ہوئے بولا۔ "سن سوکارو۔ کان لگا کر غور سے سن، ہواؤں کا دیوتا مکالا سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔" پھر اس نے میری جانب خوں خوار نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں... ہاں مانگ۔ کیا مانگنا چاہتا ہے؟"

"مجھے بڑی شدت سے پیاس لگ رہی ہے۔" میں نے تھوک نگلتے ہوئے پہلی بار نہایت بے بسی سے سچ بولا۔ "مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے اس کے بعد تجھے اختیار ہے۔"

"کیا؟" مکالا نے چونک کر حیرت سے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تو مکالا سے مقابلہ نہیں کرے گا۔ کیا دیوتاؤں کی ساری عظیم قوتیں نیزے کے ایک ہی وار سے زنگ آلود ہوگئی ہیں۔"

"مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے۔ اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔" میں نے ہانپتے ہوئے شکست خوردہ آواز میں درخواست کی۔

"سوکارو۔ عظیم منگارو کی ناجائز اولاد، دیکھ سنا تو نے۔ ہوا کا دیوتا مکالا سے پانی مانگ رہا ہے۔" مکالا خوشی سے اچھلنے لگا۔ وہ اپنا خنجر بار بار ہوا میں بجلی کی طرح لہرا رہا تھا اور الٹے ہاتھ سے اپنی چھاتی ٹھونکتا جاتا تھا۔

میری خستہ حالت نے اس کی بربریت کو ہوا دے دی تھی۔ وہ دل کھول کر اپنی فتح کا جشن منانا چاہتا تھا۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اسی انداز میں خوشی سے دیوانہ ہو جاتا۔

"مکالا" سوکارو نے ایک بار پھر بے حد سنجیدگی سے مخاطب کیا۔ "سرد ساعتیں گزرتی جا رہی ہیں، وقت برباد مت کر۔ تجھے عظیم اور مقدس اودیگا کی قسم۔"

"ذلیل کتے۔ شب دیز کی اولاد، خبردار جو تو نے اپنی گندی زبان سے دوبارہ مقدس اودیگا کا نام لیا۔" مکالا گرج کر بولا۔

"مم۔ میں۔ تیرے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں، وقت کی قدر کر" سوکارو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا پھر پھٹی پھٹی نظروں سے غار کی ناہموار چھت کو ادھر ادھر گھورتے ہوئے خوف زدہ آواز میں بولا۔ "میرا علم کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ چاروں طرف دھند کی چادر گہری ہوتی جا رہی ہے، میری آنکھیں دھندلا رہی ہیں۔ مکالا، میری درخواست قبول کرلے ورنہ یہ سنہری موقع تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

مکالا کسی زخمی درندے کی طرح بجلی کی مانند سوکارو کی جانب پلٹ پڑا۔ شاید سوکارو کی بار بار کی مداخلت نے اس کا پارہ چڑھا دیا تھا اس کے تیور بے حد خطرناک ہوگئے۔ سوکارو جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا، مکالا نے اپنا خنجر فضا میں اچھال کر پھر اسے الٹا تھام لیا، اس کی سرخ سرخ آنکھیں سوکارو پر

مرکوز تھیں، اس نے اپنا خنجر والا ہاتھ تیزی سے پھیلا کر پشت کی جانب کیا، میں سمجھ رہا تھا کہ اب سوکارو کی موت یقینی ہے، خنجر پھینکنے کے ایسے خطرناک طریقے میں بار ہا کھیل تماشوں میں دیکھ چکا تھا لیکن اس وقت جو کچھ ہونے والا تھا وہ ایک سنگین حقیقت تھی۔

"میں موت سے نہیں ڈرتا مکالا لیکن میری بات پر اعتبار کر۔" سوکارو نے بدستور سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "میری قوتِ بینائی دھند کے اس پار نہیں دیکھ سکتی لیکن میرا علم کہتا ہے کہ کوئی عظیم طاقت ہوا میں پرواز کرتی ہوئی ہماری طرف آ رہی ہے۔"

مکالا نے کوئی جواب نہیں دیا، اس کی قہر آلود نظریں سوکارو کے سینے پر جمی ہوئی تھیں پھر اس نے اچانک کمر کو تھوڑا سا خم دیا، ساتھ ہی اس کا داہنا شانہ پشت کی جانب جھکا، اس کی کلائی میں لوچ پیدا ہوا تو میں نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کرلیں، میں جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے، میں وہ خونی منظر نہیں دیکھنا چاہتا تھا، سوکارو کی موت میرے حق میں بہتری کا سبب تھی لیکن میرے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ موت اور زندگی کے اس کرب ناک کھیل کو دیکھ سکتا، مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ سوکارو سفلی اور کالے علم میں عمل دخل رکھنے کے باوجود مکالا کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا تھا۔

میں آنکھیں بند کیے کھڑا رہا، مجھے یقین تھا کہ کسی بھی لمحے مکالا کا پھینکا ہوا خنجر سوکارو کے سینے میں دستے تک اتر جائے گا اور بوڑھے ساحر کے حلق سے نکلنے والی چیخ روح اور جسم کے تعلق کا رشتہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی، میرے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھیں، میں سمجھ رہا تھا کہ سوکارو کے بعد میری باری ہوگی مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

لوبان اور صندل کی خوشبو کا وہ تیز جھونکا میری قوتِ شامہ سے ٹکرایا تو میں نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ منظر میرے لیے ناقابلِ یقین تھا، سوکارو اور مکالا دونوں مجھے اپنی اپنی جگہ ساکت و جامد نظر آ رہے تھے جیسے وہ انسان نہیں پتھر کے مجسمے تھے جنھیں کسی سنگ تراش نے نہایت مہارت سے ایک خونی منظر میں ڈھال دیا تھا۔ سوکارو کی آنکھوں میں خوف و دہشت کے تاثرات منجمد ہو کر ٹھہر گئے تھے اس کے دونوں ہاتھ فضا میں یوں بلند نظر آ رہے تھے جیسے وہ موت سے پناہ کی درخواست کر رہا ہو اور مکالا اپنی جگہ قہر و غضب کا نشان بنا کھڑا تھا۔ اس کا جسم آگے کی جانب جھکا ہوا تھا، نگاہیں بدستور بڑی بے رحمی سے سوکارو کے سینے پر گڑی تھیں، اس کا خنجر والا ہاتھ سر کی سیدھ میں اوپر فضا میں تھم گیا تھا۔ میں ابھی پھٹی پھٹی نگاہوں سے وہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ پشت سے ایک آواز ابھر کر میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"تماشہ ٹھپ ہوگیا۔ کھیل ختم پیسہ ہضم۔"

مجھے اپنی سانسیں حلق میں پھنستی محسوس ہوئیں میں حیرت سے اچھل پڑا، وہ آواز میرے لیے بے حد مانوس تھی، میں نے بڑی سرعت سے پلٹ کر دیکھا، میری آنکھیں فرطِ حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں، میرے سامنے وہی مجذوب موجود تھا جسے میں نے پہلی بار ماں کی قبر پر دیکھا تھا۔

اس کے جسم پر اس وقت بھی میل سے چکٹا ہوا پاجامہ نظر آ رہا تھا، داڑھی اور سر کے بال خودرو جھاڑیوں کی طرح بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے جسم پر میل اور گندگی کی موٹی موٹی تہیں موجود تھیں، سینے پر بائیں جانب زخم کا ایک گہرا نشان تھا جس کے اطراف گاڑھا گاڑھا خون جما نظر آ رہا تھا۔ اس کی روشن آنکھیں سوکارو اور مکالا پر جمی ہوئی تھیں۔

میں حیرت بھری نگاہوں سے خدا کے اس برگزیدہ بندے کو دیکھتا رہا جو عشقِ حقیقی میں ڈوب کر خود سے بھی بے نیاز ہوگیا تھا، وہ میرے ذہن کی پرواز سے کہیں زیادہ بلند تھا، اس کی آنکھوں کی وحشتوں میں کائنات کے سارے رنگ عیاں ہو کر رہ گئے تھے، وہ زمان و مکاں کی قید سے آزاد تھا، فاصلے اس کے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے، وہ خدا کی وحدانیت میں دیوانگی کی تمام سرحدوں کو پھلانگ گیا تھا۔

سوکارو نے شاید اسی لیے مکالا کو جلد بازی کا مشورہ دیا تھا، اس کی گندی اور ناپاک قوتوں نے مجذوب کو نہیں دیکھا مگر وہ اتنا ضرور سمجھ چکا تھا کہ وقت کا زیاں ان کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوگا اور اس کے شبہات درست ثابت ہوئے۔

میں پلکیں جھپکائے بغیر مجذوب کو دیکھتا رہا، اس کے ہاتھوں میں اس وقت بھی وہی لکڑی تھی جس کی ضرب سے میری ٹانگ زخمی ہوئی تھی، میں اس لکڑی پر نظر جمائے ہوئے تھا پھر میں نے ڈرتے ڈرتے نہایت ادب سے خدا کے اس نیک بندے کو آواز دی جو مجھے موت سے نجات دلانے آگیا تھا۔

"بابا! میں تم سے شرمندہ ہوں۔" میری آواز سن کر وہ چونکا، حیرت سے دیوانوں کی طرح مجھے دیکھنے لگا پھر داڑھی کھجاتے ہوئے بولا۔ "تو۔ تو کون ہے؟"

"میں تمھاری دعاؤں کا طلب گار ہوں۔" میں نے بے حد عاجزی سے کہا۔ "مجھے تمھاری نگاہِ کرم درکار ہے۔"

"پچو جنجال میں پھنس کر بلبلا رہا ہے۔ لالچ میں آکر دُم کٹا بیٹھا"۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "حالات سے کبڈی کھیلتے کھیلتے پنخیاں کھا گیا۔ اڑا اڑا دھم ہو گیا"۔

"مجھے سہارا دو بابا۔ میری انگلی تھام لو"۔

"اپنی پرچھائیں دیکھ کر ٹھٹکے لگایا کر۔ قلابازیاں کھانا ترک کر دے"۔

"تم مجھے ٹال رہے ہو"۔ میں رو دیا۔ "مجھے اپنی لکڑی بخش دو بابا۔ مجھے اسی کا سہارا بہت ہو گا"۔

"اونچی چھلانگ لگانا سیکھ لے۔ آسمان کو تھام کر الٹا لٹک جا، ساری غلاظتیں نکل جائیں گی"۔

"میں تمہارا اشارہ سمجھنے سے قاصر ہوں"۔ میں نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ "اور کچھ نہیں کر سکتے تو مجھے بھی دیوانہ بنا دو۔ میں اکتا گیا ہوں"۔

"تصویروں کے ساتھ عشق لڑائے جا۔ سر منڈلے اور اولوں کا تماشہ دیکھ، چندیا چمک اٹھے گی"۔

"تم۔ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں بابا! مجھے مایوس مت کرو"۔ میں ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس گورکھ دھندے سے نجات دلا دو"۔

"پھنس گیا پھنس گیا"۔ وہ زمین پر لکڑی مارتے ہوئے بولا۔ "زلف دراز میں تنکا پھنس گیا"۔

"میں دیواروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر اپنی جان دے دوں گا"۔ میں نے مٹھیاں بھینچ کر کہا۔ "تم میری مدد کو آئے ہو تو پھر کھل کر میری رہنمائی کرو"۔

مجذوب نے مجھے سنجیدگی سے گھورا، یوں جیسے وہ میری بات کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میں بکھر چکا ہوں مجھے سمیٹ دو"۔ میں نے رقت بھرے لہجے میں التجا کی۔ "گھپ اندھیروں میں میرا دم گھٹنے لگا ہے"۔

"میری ایک بات مانے گا"۔ اس بار مجذوب نے بڑی رازداری سے سرگوشی کی۔

"تم حکم دو بابا! تمہارے اشارے پر میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں"۔

"راہ چلتے زمین کی خاک اٹھا کر پھانک لیا کر"۔ وہ آنکھ ملتے ہوئے مسکرایا۔ "پیٹ کے سارے کیڑے مر جائیں گے"۔

میں اپنی جگہ تلملا کر رہ گیا۔

"مرچیں چبایا کر۔ عادت پڑ جائے گی"۔

"مجھے زندگی نہیں موت چاہیے"۔ میں چیخ اٹھا۔ "تم مجھے زندگی نہیں دے سکتے تو مجھے مار ڈالو"۔

"کتنی بار مرے گا؟ ایک بار۔ دو بار۔ تین بار یا تیرہ بار"۔ مجذوب نے حقارت سے کہا پھر میرے قریب آتے ہوئے بولا۔ "کنویں میں چھلانگ لگا دے۔ آنکھ بند کر کے ڈوب جا۔ تو بیڑا پار ہو جائے گا"۔

"اور خشک رہا تو کیا ہو گا؟"

"آندھیاں اور طوفان آتے رہیں گے۔ خاک اڑتی رہے گی"۔

میں ہونٹ کاٹ کر رہ گیا، وہ قدم اٹھاتے اٹھاتے بہت قریب آگیا تھا، میری نگاہ اس کے ہاتھ پر پڑی جہاں لکڑی کی ایک میلی کچیلی انگوٹھی موجود تھی، جانے کیوں میرے ذہن میں اس انگشتری کے حصول کا خیال بڑی سرعت سے ابھرا، میں نے کچھ سوچے سمجھے بغیر مجذوب کا ہاتھ تھام لیا اور اپنی گرفت مضبوط کر دی۔ شاید میری ذہنی رو بہک گئی تھی یا پھر کوئی غیبی طاقت میری رہنمائی کر رہی تھی۔

"چھوڑ دے۔ چھوڑ دے"۔

"آج نہیں چھوڑوں گا بابا۔ تمہیں کچھ نہ کچھ دے کر جانا ہو گا۔ زندگی یا موت۔ جو تمہاری مرضی آئے"۔

مجذوب کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اس کی آنکھیں سلگنے لگیں، میں نے خوف زدہ ہو کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس کی انگوٹھی میری مٹھی میں آگئی، میں نے جلدی سے اسے

طنز و مزاح

انگور کھٹے ہیں	اعتبار ساجد	0/-
غالب کی آبرو	اعتبار ساجد	/-
ایمرجنسی وارڈ	اعتبار ساجد	/-
مُنہ شگافیاں	اعتبار ساجد	/-
جا نیل اسے مار	اعتبار ساجد	/-
اِس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد	/-
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد	0/-

مکتبہ القریش اُردو بازار۔ لاہور 2

انگشت شہادت میں ڈال لیا۔

"جا۔ چلا جا۔ دور ہو جا"۔

مجذوب کے تیور بدل گئے، اس کی آواز میں قہر تھا، میں سہم کر پیچھے ہٹا تو ناہموار زمین پر میرے قدم ڈگمگا گئے، میں نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر سنبھل نہ سکا۔ لڑکھڑا کر کھردرے فرش پر گرا تو میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا پھیلنے لگا۔ میں نے تیز تیز پلکیں جھپکانا شروع کر دیں لیکن اندھیرے کے بادل اور گہرے ہوتے چلے گئے پھر میرے ذہن کی تمام صلاحیتیں بھی اندھیروں میں ڈوب گئیں۔

✽

"کیا تمہیں یقین ہے کہ کل رات یہ یہاں نہیں تھا؟" وہ کوئی نسوانی آواز تھی جو میرے کانوں میں کہیں دور سے آتی محسوس ہوئی۔

"ہاں۔ صبح تین بجے تک میں جاگتا رہا ہوں۔ آخری بار جب میں نے دیکھا تو اس کا بستر خالی تھا"۔ یہ آواز کیلاش کی تھی جسے میں ہزاروں میں پہچان سکتا تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ دیر سے واپس لوٹا ہو"۔ نسوانی آواز دوبارہ ابھری۔

"یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے کسی مقامی حسینہ کے جال میں پھنس کر اپنی پوری رات تاریک کر لی ہو"۔ اس بار جیکب کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"تم کب سوئے تھے؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے اس وقت رات کے گیارہ بجے تھے جب میں انجیل مقدس کے مطالعے میں مصروف تھا، تمہارے کمرے سے ابھرنے والی سرگوشیاں میرے ذہن میں کچوکے لگا رہی تھیں اس لیے میں نے مقدس کتاب رکھ دی پھر خود کو گناہ سے محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے کانوں میں روئی رکھ لی۔ غالباً ساڑھے گیارہ بجے میں مکمل طور پر سونے میں کامیاب ہو گیا تھا، اس وقت تک جمال کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

"اور تم نے مجھے خبر کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی؟" کیلاش نے جھلا کر سوال کیا۔

"ارادہ تھا میرا۔ لیکن تمہاری سرگوشیوں سے یہی اندازہ ہوسکا تھا کہ تم ہوش میں ہونے کے باوجود بے خبری میں مبتلا ہو اس لیے میں نے تمہیں خبردار کرنا مناسب نہیں سمجھا"۔

"جیکب تم"۔ کیلاش کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"ہمارے قبیلے کے لوگ بے حد ملنسار اور خوش اخلاق ہیں سمندری دیوتا لیکن تم لوگ اجنبی ہو اس لیے سورج ڈوبنے کے بعد تمہارا بستی میں گھومنا پھرنا مخدوش بھی ہو سکتا ہے"۔ نسوانی آواز جو کالوری کی تھی پھر سنائی دی۔ "سردار سمورا نے ایک احسان کے عوض تمہیں اپنا مہمان مان لیا ہے لیکن...."

"لیکن کیا؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"میرا خیال ممکن ہے غلط ہو لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے قبیلے میں تمہارے قیام کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا ہو"۔

"سمجھا۔ تم غالباً مکالا اور اس کے ساتھیوں پر شبہ کر رہی ہو"۔

"میں نے کسی کا نام نہیں لیا"۔ کالوری نے جلدی سے اپنی صفائی پیش کی۔ "محض ایک امکانی خیال کا اظہار کیا تھا"۔

"تم شاید بھول رہی ہو کہ میں سمندری دیوتا ہوں"۔ کیلاش بے حد گمبھیر لہجے میں بولا۔ "ہم ہوا کی سرسراہٹ کا سبب بھی جاننے کی قوت رکھتے ہیں"۔

"پھر؟ تمہارا کیا خیال ہے، ہواؤں کے دیوتا نے اتنی رات کہاں گزاری ہو گی؟" کالوری کی آواز میں ہلکا سا طنز بھی پوشیدہ تھا۔

"اب جواب دیجیے جناب دیوتا مہاراج!" جیکب نے اردو میں کہا۔ "اسی لیے میں نے ایک مشورہ دیا تھا کہ اس خوب صورت اور حسین ناگن کو دور رکھا جائے۔ کب تک تم دن رات اور اٹھتے بیٹھتے اس گناہ کی پوٹلی کے سامنے اپنا ڈھونگ جاری رکھ سکو گے"۔

میرا ذہن اب پوری طرح جاگ رہا تھا، میرے دوست میرے رفیق میرے قریب موجود تھے، ان کی باتوں سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ اس وقت میں اپنی رہائش گاہ پر ہوں اور رات میری واپسی تین بجے کے بعد کسی وقت ہوئی تھی جس کا علم نہ میرے دوستوں کو تھا نہ مجھے اندازہ تھا کہ میں کب اور کس طرح اپنے بستر تک پہنچا۔

غار میں پیش آنے والے حالات کا ایک ایک منظر میری نگاہوں میں محفوظ تھا، آخری بار مجذوب سے انگوٹھی حاصل کرنے کے بعد میں لڑکھڑا کر گرا تھا اس کے بعد کیا ہوا؟ میں نے اپنے ذہن پر زور دے کر اس سے آگے سوچنے کی کوشش کی لیکن اپنے ارادے میں ناکام رہا، حالات کے پیش نظر اپنے دوستوں کے درمیان میری واپسی بھی مجذوب کا کرشمہ سمجھی جا سکتی تھی۔

مجھے انگشتری اور ربیک کے علاوہ اپنی کہنی کا وہ زخم بھی یاد آیا جو مکالا کے نیزے سے پیدا ہوا تھا، میرا لباس خون سے بھیگ گیا تھا لیکن نہ تو ابھی تک میرے ساتھیوں نے میرے کہنی کے زخم کا کوئی ذکر کیا تھا نہ خون آلود لباس پر کوئی نکتہ چینی کی۔ میں نے اپنے زخم کو خود بھی محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی چنانچہ حالات کا اندازہ لگانے کی خاطر میں آنکھیں بند کیے لیٹا اپنے ساتھیوں کی باتیں سنتا رہا۔

"جیکب!" کیلاش نے اپنی مادری زبان میں سمجھانے کی

کوشش کی "تم اپنی جگہ ٹھیک سمجھ رہے ہو لیکن ہم نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی یہ حسین خطرہ مول لیا ہے۔"

"میں نے ایسے لوگ بہت کم دیکھے ہیں جو خود اپنی زبان سے اپنی غلطی اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں۔"

"تم حماقت کی بات کر رہے ہو۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔" کیلاش نے وضاحت کی۔ "ہم نے جو قدم اٹھایا ہے اس کے پیچھے ایک مصلحت بھی ہے جس کا اندازہ تمہیں بہت جلد ہو جائے گا۔"

"مجھے رات تمہارے کمرے سے ابھرنے والی سرگرمیوں سے بھی اندازہ ہو رہا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے لیکن جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ میرے نزدیک گناہ ہی ہے۔"

"تم کس بات کو گناہ سے تعبیر کر رہے ہو؟"

"کسی خوب صورت اور حسین عورت کا قرب ہی ہزاروں گناہوں کو جنم دینے کے لیے کافی ہے۔"

"ذاتی کردار کی پختگی اور اخلاق کی بلندی بھی کوئی معنی رکھتی ہے۔"

"شیطان ہزاروں اور لاکھوں روپ میں انسان کو ورغلاتا رہتا ہے۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ "مانا کہ تم ابھی تک اپنے کردار کے معاملے میں ٹھوس ہو لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ تمہارے قدموں کی کوئی ایک ذرا سی لغزش خود تمہیں تمہاری نظروں سے گرا دے؟"

"میں تمہاری بکواس تسلیم نہیں کرتا۔"

"بحری عقاب کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جبکہ ہم نے اپنے سفر کا آغاز یہ سوچ کر نہیں کیا تھا کہ جہاز کی مضبوطی بڑے سے بڑے طوفانوں کا منہ پھیر دے گی لیکن اس کا انجام کیا ہوا؟"

"ہمیں اس وقت یہ فضول بحث ختم کر کے جال کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔" کیلاش نے بحث ختم کرنے کی خاطر کہا پھر بولا۔ "کیا کل شام تم دونوں ایک ساتھ تفریح کے لیے نہیں گئے تھے؟"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہاری یادداشت ابھی تک قائم ہے۔" جیکب نے طنز کیا۔ وہ ابھی تک اردو میں بات کر رہے تھے شاید اسی لیے کالوری ان کی گفتگو میں حصہ نہیں لے رہی تھی۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" کیلاش نے اس بار مقامی زبان میں پوچھا۔

"تمہارا خیال درست ہے کل شام ہم دونوں تفریح کی غرض سے ایک ساتھ روانہ ہوئے تھے لیکن پھر ایک موڑ پر ہمارے درمیان اختلاف ہو گیا جس کے بعد ہمارے راستے الگ الگ ہو گئے تھے۔"

"بات کیا تھی؟"

"سوری میں اس وقت اس کی وضاحت نہیں کر سکتا۔"

"مامی کہاں تھا؟"

"رات تک وہ بھی موجود نہیں تھا لیکن شاید اس وقت باہر کھلی فضا میں لیٹا انگریزوں کی طرح سن باتھ لے رہا ہو۔ کچھ دیر پیشتر میں نے اسے باہر جاتے دیکھی تھی۔"

جیکب اور کیلاش کے درمیان چشمک جاری رہی جیکب بنیادی طور پر مذہبی خیالات کا آدمی تھا اس لیے اسے ہمارے درمیان کالوری کی موجودگی گراں گزر رہی تھی۔ اس کا خیال تھا عورت کی موجودگی ہی تمام فساد کی جڑ ہوتی ہے اس لیے اسے جتنا دور رکھا جائے اتنا ہی بہتر ہے عورت اور مرد کے قرب کو آگ اور پیٹرول کے ساتھ سے زیادہ خطرناک اور دھماکا خیز سمجھنے کا عادی تھا۔

"یہ۔ یہ انگوٹھی کیسی ہے؟" اچانک کیلاش نے کہا۔ شاید اس کی نظر میری انگلی پر پڑ گئی تھی۔

"لکڑی کی ایک معمولی انگوٹھی ہے۔" جیکب نے کچھ توقف سے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے یہ بھی کسی گناہ کی نشانی ہو۔"

"نہیں جیو۔ ایسا مت کہو۔" کالوری نے جیکب کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔ "ہمارے قبیلے میں ایسی کوئی رسم نہیں ہے جسے گناہ کے نام سے منسوب کیا جائے ہم جو کچھ کرتے ہیں طاقت کے بل بوتے پر کرتے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نشانی نہیں دیتے دے بھی نہیں سکتے ورنہ رقابت کی آگ خون خرابے کا سبب بن جاتی ہے۔"

"کالوری!" کیلاش نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تم ہواؤں کے دیوتا کی انگلی میں موجود انگوٹھی پر کوئی روشنی ڈال سکتی ہو، کیا تمہارے قبیلے میں اس قسم کے زیورات پہننے کا رواج پایا جاتا ہے؟"

"نہیں۔"

"پھر یہ انگوٹھی کہاں سے آگئی؟"

"کیا تم اپنے علم اور اپنی لازوال قوتوں کے ذریعے اس انگوٹھی کے بارے میں نہیں جان سکتے۔" کالوری کے لہجے میں اس بار سادگی اور معصومیت تھی۔

"نہیں۔" کیلاش نے برجستہ ایک معقول جواز پیش کیا۔ "دیوتاؤں کے درمیان کچھ معاہدے ایسے ہوتے ہیں جن کو کسی حالت میں نہیں توڑا جا سکتا۔ کیا تم نے کبھی کسی تارے کو ٹوٹتے دیکھا ہے؟"

"ہاں۔"

"تارے اسی وقت ٹوٹتے ہیں جب کوئی آسمانی دیوتا معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے۔" کیلاش نے کہا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "ہم ایک دوسرے کے سلسلے میں اپنی قوتوں کا استعمال نہیں کر سکتے، یہ اخلاقی پابندی ہوتی ہے اور جب کوئی دیوتا اس بندش کو توڑتا ہے تو آسمان سے ایک تارا ٹوٹ جاتا ہے اور اس طرح دیوتا کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے۔"

"تارے ٹوٹ کر کہاں جاتے ہیں؟" کالوری نے پوچھا۔

"اس دیوتا کے اسٹور روم میں جس کے سلسلے میں معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔" جیکب نے جلے کٹے لہجے میں نمک ملاتے ہوئے کہا۔ "آسمانی دیوتاؤں میں اسے سب سے زیادہ عظیم اور مال دار سمجھا جاتا ہے جس کے اسٹور روم میں سب سے زیادہ تارے موجود ہوں۔"

"تمہارے اسٹور روم میں کتنے تارے ہیں سمندری دیوتا؟"

"جس وقت یہ زمین کی جانب سفر پر روانہ ہوئے تھے اس وقت تک ان میں سے دو اسٹور روم خالی ہو چکے تھے اور ایک کا تالا کھلا چھوڑ آئے تھے۔" جیکب نے گرہ لگائی۔

"جیو!" کیلاش نے غصیلی آواز میں جیکب کو تنبیہہ کی۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ دیوتاؤں کے راز سے پردہ اٹھانا بھی ایک سنگین جرم ہے؟"

جیکب کے جواب دینے سے پیشتر میں نے کروٹ لے کر آنکھیں کھول دیں۔ سب سے پہلے میں نے انگوٹھی پر نظر ڈالی پھر میرا ہاتھ بے اختیار سینے پر چلا گیا، میں نے ٹٹول کر دیکھا ریبک دھاگے میں پڑا ہوا میری گردن میں پڑا تھا۔ ابھی تک جیکب یا کیلاش کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی، ریبک کی طرف سے مطمئن ہو کر میں نے کیلاش کی جانب دیکھی جو میرے بائیں جانب کالوری کے ساتھ بیٹھا مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ کالوری کی نگاہیں بھی مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔

معاً مجھے اپنی کمر کا زخم یاد آگیا، میں نے اس جگہ کو ٹٹول کر دیکھا تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جس جگہ مکالا کے پھینکے ہوئے نیزے سے شدید زخم آیا تھا اس جگہ مجھے کسی معمولی خراش کا نشان بھی نظر نہیں آرہا تھا، میں نے تیزی سے لباس پر نگاہ ڈالی۔ وہ بھی بے داغ تھا، میرا دل دھڑکنے لگا، میرے ساتھ جو کچھ ہوا وہ مجذوب کا کرشمہ ہی تھا۔ اگر میرے ہاتھ میں لکڑی کی انگوٹھی اور گلے میں ریبک کا دانہ موجود نہ ہوتا تو شاید میں ان باتوں کو خواب ہی سمجھتا۔

"رات تم کہاں غائب تھے؟" کیلاش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کل رات میں آسمان پر واپس چلا گیا تھا۔ ہم جلیس دیوتاؤں سے کچھ ضروری صلاح و مشورے کرنے تھے۔" میں نے کیلاش کو کالوری کی موجودگی میں ٹالنے کی خاطر کہا۔ "کیا تم میری انگلی میں یہ انگوٹھی نہیں دیکھ رہے ہو؟"

"یہ انگوٹھی شاید باتگرو دیوتا کی ہے۔" جیکب نے اپنے خیال میں محض مذاق کیا تھا لیکن میری تیوری پر بل آگئے۔ میں مجذوب کی شان میں تفریحاً بھی کوئی نازیبا بات سننے کو تیار نہیں تھا۔ میں نے جیکب کو غصیلی نگاہوں سے گھورا، اسے کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا کہ باہر سے سمورا کی آواز سنائی دی اور جیکب جو میری نظروں کا مفہوم بھانپ چکا تھا جلدی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر چلا گیا۔ کیلاش بدستور میرے چہرے پر نظریں جمائے میری کیفیت کا اندازہ لگانے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھا۔

⊛

سمورا کے چہرے پر نظر آنے والی وحشت قابلِ غور تھی۔ اس وقت وہ تنہا نہیں تھا۔ اور وفینا کا مذہبی رہنما منا ما بھی اس کے ہمراہ تھا، دونوں ہی کے چہروں پر غور و فکر کی گہری علامتیں نظر آرہی تھیں، جیکب دروازے پر کھڑا منا ما کو گھور رہا تھا۔

"خوش آمدید سمورا۔" کیلاش نے دونوں کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سمندری دیوتا۔ ہم تمہارے پاس ایک اہم درخواست لے کر حاضر ہوئے ہیں۔" سمورا بیٹھتے ہوئے بولا منا ما بدستور کھڑا رہا۔

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت تم کسی پریشانی سے دوچار ہو۔ کیا بات ہے؟"

"وہ۔ وہ آج تین ماہ بعد پھر بستی میں نظر آیا ہے۔" سمورا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اور۔ وہ جب بھی بستی کا رخ کرتا ہے کوئی نہ کوئی مصیبت ہمارا مقدر بن جاتی ہے۔"

"وہ کون؟" کیلاش نے بے پروائی سے دریافت کیا۔

"کارڈوبا۔" سمورا نے تھوڑے توقف کے بعد جواب دیا۔ "کیا تم یقین کرو گے سمندری دیوتا کہ ہم آج تک اس کی عمر کا اندازہ بھی نہیں لگا سکے، جب بوگا ہمارا سردار تھا تب وہ ہمارے ساتھ ہی بستی میں رہتا تھا لیکن بوگا کے بعد اس نے بستی کو خیرباد کہہ دیا۔ جنگلات کی طرف نکل گیا۔ ایک سال تک وہ کسی کو نظر نہیں آیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ کسی جنگلی جانور کے لیے لقمۂ تر بن گیا ہوگا اور حشرات الارض نے اس کی ہڈیوں کا بھی صفایا کر دیا ہوگا۔ لیکن ہمارا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ایک سال بعد وہ اچانک بستی میں گھومتا پھرتا نظر آیا، دو تین روز تک اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا پھر غائب ہو گیا۔"

"کیا تم نے یا تمہارے آدمیوں نے گھنے جنگلات میں اسے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی؟"

"نہیں۔" سمورا نے آہستہ سے کہا پھر گھوم کر منا ما کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے مزید بولنے کے لیے اس کا مشورہ طلب کر رہا ہو۔ منا ما نے جواب میں نگاہیں اٹھا کر چھت کی جانب دیکھا پھر گردن جھکالی۔ سمورا ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"وہ جنگلات اتنے گھنے اور خطرناک ہیں کہ ہم نے کبھی روز

روشن میں بھی اس میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کی۔"

"لوگا کے زمانے میں کارڈوبا کی کیا حیثیت تھی؟" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"اس زمانے میں وہ بے حد ہر دل عزیز شخصیت کا مالک تھا' انتہائی حلیم اور ملنسار' ہر قسم کی بیماریوں کا علاج کرنے میں خاص مہارت رکھتا تھا' لوگا کا نائب تھا اس لیے بھی بستی کے تمام لوگ اس کا احترام اپنے اوپر فرض سمجھتے تھے۔"

"اوہ۔" کیلاش نے چونکتے ہوئے کہا پھر معنی خیز لہجے میں کہا۔ "سمورا! کیا تمہارا خیال ہے کہ کارڈوبا بھی اس راز سے۔۔"

"نہیں۔" سمورا نے تیزی سے جواب دیا۔ "اسے حالات کا علم نہیں ہے البتہ وہ ہماری طرف سے محتاط ضرور ہو گیا ہے۔ ممکن ہے وہ شبہے میں مبتلا ہو۔"

"تم ابھی بتلا رہے تھے کہ وہ جب بھی بستی کا رخ کرتا ہے کوئی نہ کوئی مصیبت تمہارے اوپر ضرور نازل ہوتی ہے۔"

"ہاں۔ پہلے ہم ان باتوں کو محض اتفاق سمجھتے تھے مگر بعد میں ہمیں یقین آ گیا کہ وہ مصیبتیں ہمارے اوپر اسی کی جانب سے نازل ہوتی ہیں۔" سمورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "بہت پہلے کی بات ہے' ایک بار میرے ایک نائب نے کارڈوبا سے یہ دریافت کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ گھنے جنگلات میں کیا کرتا پھر رہا ہے' جواب میں کارڈوبا نے بڑی حقارت سے مسکرا کر کہا تھا کہ اسے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اپنے سوال کا جواب مل جائے گا اور۔۔۔۔"

"اور چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر تمہارا نائب حالات کا شکار ہو گیا۔"

"ہاں۔ اس کی موت بے حد اذیت ناک ہوئی تھی۔" سمورا نے مردہ آواز میں کہا۔ "ہمارے ساتھ بات کرتے کرتے وہ اچانک چیخ مار کر گرا اور زمین پر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا اور پھر اس کے جسم پر سفید داغ نمایاں ہو گئے۔ اس کے بعد سے وہ جب بھی نظر آتا ہے ہم کسی نہ کسی پریشانی سے ضرور دوچار ہوتے ہیں۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس کی صحیح عمر کیا ہو گی؟" اس بار جیکب نے پوچھا، خلافِ توقع وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔

"ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ ہمارے لیے اس کی عمر کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔" سمورا نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"یہ تو بیان کر سکتے ہو کہ وہ کس کینڈے کا مالک ہے۔"

"وہ ہم میں سب سے زیادہ دراز قد ہے' ہم نے کبھی اس کی پیمائش نہیں کی پھر بھی ہمارا اندازہ ہے کہ وہ آٹھ نو فٹ سے کسی طرح کم نہیں ہو گا۔ جسامت کے اعتبار سے وہ ہڈیوں کا پنجر لگتا ہے' گوشت اس کی ہڈیوں کا ساتھ چھوڑ چکا ہے اور جگہ جگہ لوتھڑے کی طرح جھولتا نظر آتا ہے' اس کی رنگت الٹے توے کے مقابلے میں بھی زیادہ سیاہ ہے' جب لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چلتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ کوئی ذی روح نہ ہو' بے حد پراسرار اور بھیانک نظر آتا ہے۔"

"تم اگر میری بات کا یقین کرو تو تسلیم کر لو کہ کارڈوبا دراصل یوحنی ہے۔" جیکب نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"یوحنی؟"

"ہاں۔" جیکب نے وضاحت کی۔ "ایک قسم کے سانپ کو کہتے ہیں جس کی بابت مشہور ہے کہ کچھ ہزار سال کی عمر پا لینے کے بعد وہ جو شکل چاہے اختیار کر لیتا ہے' میں نے مشہور کتابوں میں بھی یوحنی کے بارے میں بہت کچھ پڑھ رکھا ہے۔"

کیلاش نے جیکب کو گھور کر دیکھا تو وہ شانے اچکا کر اس بحث سے باہر نکل گیا۔ سمورا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ جیکب کے جانے کے بعد بولا۔

"ہو سکتا ہے بھوپو کا خیال درست ہو۔ کارڈوبا کے نظر آنے کے بعد جو آدمی بھی مرتا ہے اس کے منہ سے نیلا نیلا جھاگ ضرور اُبلنے لگتا ہے۔"

"تم اس قدر گم صم اور خاموش کیوں ہو؟" میں نے پہلی بار مناما کو مخاطب کیا۔ "تمہارا علم رمل کیا کہتا ہے۔ کیا تم نے ہندسوں اور خطوط کا حساب پھیلا کر کارڈوبا کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی؟"

"نہیں۔" مناما نے جھرجھری لیتے ہوئے خوف زدہ آواز میں جواب دیا۔ "صرف ایک بار میں نے کارڈوبا کے نام پر گیارہ عدد کوڑیوں کو ہوا میں اچھالا تھا۔ لیکن۔ ایک کوڑی حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئی۔ اس دن کے بعد سے میں نے اس کے بارے میں دوبارہ کوئی عمل نہیں کیا۔"

"تم نے یقیناً دانش مندی کا ثبوت دیا۔" میں سنجیدہ ہو گیا۔ "ایک کوڑی کا غائب ہو جانا تمہارے لیے آسمانی تنبیہ تھی' اگر تم نے کوڑیاں اچھالنے کی حماقت دوبارہ کی ہوتی تو تمہارا انجام دوسروں کے مقابلے میں زیادہ بھیانک اور عبرت ناک ہوتا۔"

"سمندری دیوتا!" سمورا نے کیلاش کی سمت دیکھتے ہوئے نہایت عاجزی سے درخواست کی۔ "کیا تم اپنی آسمانی قوتوں کے ذریعے اور دفینا کے لوگوں کو کارڈوبا کے شر سے نجات نہیں دلا سکتے؟"

"ہم تمہاری درخواست پر ضرور غور کریں گے لیکن کارڈوبا کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر ہمیں دلوتا اور دے

شورہ کرنا ہو گا۔" کیلاش نے نہایت خوب صورتی سے ایک بات ٹالتا۔ "اور۔ نہیں۔" میں نے فوری طور پر کچھ سوچتے ہوئے بے حد گمبھیر لہجے میں کہا۔ "کارڈوبا کے سلسلے میں اگر ہمارے خدمت گار بھوپو کا خیال درست ہے تو ہمیں دیوتاؤں کے دیوتا اور یگا سے ربط قائم کرنا پڑے گا۔"

میرا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا' اور یگا کا نام سن کر سمورا اور مناما دونوں کے چہرے فق ہو گئے' کیلاش مجھے حیرت سے گھورنے لگا۔ "تم۔ تم مقدس اور یگا کے بارے میں بھی جانتے ہو؟" سمورا نے مجھ سے دریافت کیا۔

"ہم ابھی تک اپنے کیے ہوئے عہد پر قائم ہیں۔" میرا لہجہ قدرے تلخ ہو گیا۔ "تم نے وعدہ لیا تھا کہ ہم بھوری پہاڑیوں کی سمت جانے کی کوشش نہیں کریں گے چنانچہ ہم نے انسانی بھیس میں وہاں پہنچنے کی وعدہ شکنی نہیں کی لیکن دیوتاؤں کی حیثیت سے ہم کرۂ ارض کے کسی حصے میں بھی جا سکتے ہیں۔"

"کیا تمہارا خیال ہے کہ مقدس اور یگا کارڈوبا کی پشت پناہی کر سکتا ہے۔" مناما نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

"قبل از وقت ہم تمہیں دیوتاؤں کے دل کا حال نہیں بتا سکتے۔" میں نے تیزی سے کہا پھر سمورا کی جانب دیکھ کر سرسراتی آواز میں بولا۔ "کیا تم مجھے کارڈوبا کے سلسلے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟ کوئی ایسی بات جو تم نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر ابھی تک ہم سے پوشیدہ رکھی ہو۔"

سمورا ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا' اور یگا کے حوالے پر اس کے اوسان پہلے ہی خطا ہو چکے تھے میرے سوال پر وہ یوں چونکا جیسے میں نے اس کی کسی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہو' چند لمحے تک وہ خالی خالی نظروں سے خلا میں گھورتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"لوگا کی گم شدگی کے بعد مکوشلا کے سلسلے میں میرے اور کارڈوبا کے درمیان ٹھن گئی تھی۔"

"مکوشلا؟"

"وہ بھی لوگا کی منظورِ نظر تھی اور بستی کی سب سے زیادہ خوب صورت' حسین اور طرحدار لڑکی سمجھی جاتی تھی' لوگا کے بعد مکالا نے اسے حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کارڈوبا جو لوگا کا بے دام غلام اور پرستار ہے مکالا کے آڑے آ گیا۔ میں نے مکالا کی حمایت کرنا چاہی تو کارڈوبا میری توقعات کے خلاف مجھ سے بھی ٹکرانے پر آمادہ ہو گیا لیکن اس سے پیشتر اس نے ایک ایسی حرکت کی جس نے قبیلے کے تمام لوگوں کو اس سے متنفر کر دیا۔" سمورا نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "مکوشلا چونکہ لوگا کی امانت تھی اس لیے قبیلے کے تمام لوگ اس کی عزت کرتے تھے۔ کارڈوبا نے اسے مکالا سے بچانے کی خاطر ایک خوف ناک طریقہ اختیار کیا۔ مکوشلا کو اٹھا کر اوروکے بت کے پاس لے گیا پھر اسے دیوتا کے قدموں میں زندہ جلا دیا اور اسی رات وہ قبیلے کو چھوڑ کر گھنے جنگلات کی جانب چلا گیا۔"

"کیا قبیلے کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ مکالا اپنے سردار کی امانت میں خیانت کرنا چاہتا تھا اور کارڈوبا نے مکوشلا کی عزت بچانے کی خاطر اسے اوروکے قدموں میں بھینٹ چڑھایا تھا۔"

سمورا نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔

"تمہاری جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اپنی زبان بند رکھتا۔" کیلاش نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "مکالا تمہارا نائب اور ہم راز ہے' ایسی صورت میں تمہارا اور مکالا کا کوئی اختلاف یقیناً دانش مندی کے خلاف ہو گا۔"

سمورا نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ مناما بھی گردن جھکائے اپنی جگہ کسی بت کی مانند ایستادہ تھا۔

"سمورا۔" میں نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "ہمیں معلوم ہے کہ سوکارو اور مکالا کے درمیان شروع سے بہت گاڑھی چھن رہی ہے' ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہیں تھا کہ تم کارڈوبا کے کانٹے کو درمیان سے نکالنے کی خاطر سوکارو کی مدد حاصل کرتے۔ میرا مطلب ہے کہ سوکارو اپنے جادو اور کالے علم کے ذریعے بھی تمہارے اور مکالا کے مخالف کو ٹھکانے لگا سکتا تھا۔"

"میں نے یہی کوشش کی تھی لیکن سوکارو کا کالا علم بھی کارڈوبا کے اوپر بالکل بے اثر ثابت ہوا۔ سوکارو کا خیال ہے کہ کچھ آسمانی قوتیں بھی کارڈوبا کے ساتھ شامل ہیں۔ یہ بات بعد میں قبیلے کے لوگوں کے درمیان بھی پھیل گئی' یہی وجہ ہے کہ وہ اب کارڈوبا کو دیکھ کر اس سے کترانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے قریب جانے سے خوف کھاتے ہیں۔"

"تمہاری حالت واقعی قابلِ رحم ہے۔" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ "پہلے مکالا اور سوکارو تمہارے بہترین رفیق اور ہم راز تھے لیکن وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ تمہارے یہی دوست تمہارے دشمن بن گئے' اور دوستی اور دشمنی کی کہانی کا یہ دائرہ کسی بھی حسین' خوب صورت اور طرحدار لڑکی کے درمیان گھومتا رہا۔ زاریا، مکوشلا اور اب ساوری۔"

"ایسا ناممکن ہے۔" سمورا ایک لخت غصے میں سرخ ہو گیا۔ "ساوری کو بچانے کی خاطر میں اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا سکتا ہوں۔"

"تم یہ دعویٰ پہلے بھی کر چکے ہو۔ لیکن۔ تم نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ تمہیں ساوری سے اس قدر ہمدردی کیوں ہے؟" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"یہ سمورا کی زندگی کا سب سے اہم راز ہے جو موت کے ساتھ ہی اس کے سینے میں دفن ہو جائے گا۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم دلوں کی دھڑکن کا مفہوم بھی جان لیتے ہیں۔"

"پھر۔ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟" سمورا نے تلملا کر ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا پھر نظریں جھکا کر ہاتھ ملنے لگا۔

کیلاش نے جلدی سے میری جانب دیکھا، نگاہوں نگاہوں میں مجھے سمجھانے کی کوشش کی میرا اس طرح سمورا سے الجھ پڑنا سچویشن کو ہمارے حق میں مخدوش بھی کر سکتا ہے پھر وہ سمورا سے بولا۔

"تم پریشان مت ہو۔ جب تک ہم اور وفینا میں تمہارے درمیان موجود ہیں کارڈوبا یا مکالا اور اس کے ساتھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے۔"

"وہ کیا؟" سمورا نے تیزی سے دریافت کیا۔

"ساوری کے راز کے علاوہ تم کوئی اور بات ہم سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"پھر سوچ لو سمورا۔" کیلاش نے اسے مرعوب کرنے کی خاطر سرد لہجہ اختیار کر لیا۔ "اگر تم نے دیوتاؤں کے ساتھ عہد شکنی کی تو پھر ہم تمہاری سلامتی کے ذمے دار نہیں ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" سمورا نے دوبارہ ہمیں یقین دلاتے ہوئے ٹھوس آواز میں کہا۔ "ساوری کے علاوہ میں تم سے کوئی راز پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ کچھ آسمانی قوتیں کارڈوبا کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔" میں تھوڑے توقف سے بولا۔

"ہاں۔ سوکارو نے اسی بات کا اندیشہ ظاہر کیا تھا۔"

"سمورا!" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھنجھلے لہجے میں کہا۔ "کیا وہ پراسرار قوت جس کا شبہ سوکارو نے کیا ہے کسی انسان کی نہیں ہو سکتی؟"

"میں۔ سمجھا نہیں۔" سمورا نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "اپنے ذہن کو کریدو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذہن میں کوئی ایسی بھولی بسری شخصیت ابھر آئے جسے تم نے فراموش کر دیا ہو۔"

سمورا اور مناما دونوں مجھے دیکھتے رہے، کیلاش بھی میری بات سن کر چونکا لیکن خاموش رہا۔ کمرے میں کچھ دیر تک مکمل خاموشی طاری رہی پھر سمورا کی آواز ابھری۔

"کارڈوبا کی آمد نے میرے اوسان خطا کر دیے ہیں، میں تمہاری بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکا۔"

"سوچو سمورا۔ غور کرو۔" میں ٹھوس آواز میں بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہیں کوئی ایسی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی یاد آ جائے جو جوان ہونے کے بعد قیامت بن گئی تھی۔ اپنی یادداشت کو جھنجھوڑو۔ شاید تمہیں وہ معصوم لڑکی یاد آ جائے جس کی عزت بچانے کی خاطر لوگا نے اپنے ایک نائب کو بڑی درندگی سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور پھر اسی نائب کی موت نے تم اور مکالا کے دلوں میں لوگا کے خلاف سازش کا بیج بو دیا تھا۔"

"یہ سردار سمورا پر سراسر بہتان ہے۔" مناما نے تیزی سے میری بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔ "یہ بات مکالا، سوکارو اور ان کے ساتھیوں نے مشہور کر رکھی ہے، اس طرح وہ قبیلے کے لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ سمورا نے لوگا کے خلاف۔۔۔"

"مناما!" میرا لہجہ یک لخت تلخ ہو گیا، سمورا کے چہرے کی رنگت زرد پڑ رہی تھی، میں نے اس کی کیفیت کا اندازہ لگا کر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مناما کا جملہ کاٹ دیا، اسے بگڑے ہوئے تیور سے گھور کر کہا۔ "کیا تم ہماری حیثیت کو فراموش کر رہے ہو؟"

"میں معافی کا طلب گار ہوں ہواؤں کے دیوتا لیکن۔۔۔"

"تم ہماری نظروں سے دور ہو جاؤ۔" میں نے غصے سے کڑکتا انداز اختیار کیا۔ "تمہاری گستاخی تمہارے لیے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔"

مناما نے تیکھی نظروں سے میری سمت دیکھا، اسے یقیناً اس وقت میرا لب و لہجہ ناگوار گزرا ہوگا، وہ علم رمل کا ماہر تھا، اس نے اپنے ہندسوں اور خطوط کے حساب سے ہمارے ماضی کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی تھی، اگر جینی نے ہماری مدد نہ کی ہوتی تو شاید وہ ہماری اصلیت سے واقف ہو چکا ہوتا، یوں بھی اسے اور وفینا قبیلے میں مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل تھی میرے سخت اور تلخ رویے نے اسے جھنجھلا دیا، شاید وہ پلٹ کر مجھے جواب دینا چاہتا تھا لیکن سمورا نے اسے موقع نہیں دیا۔ جلدی سے بولا۔

"مناما! میں تجھے دیوتاؤں کے حکم کی تعمیل کا مشورہ دیتا ہوں۔"

مناما نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے ہونٹ چباتا باہر چلا گیا۔

"کیوں سمورا۔" مناما کے جانے کے بعد میں نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ "کیا تمہارے تصور میں کوئی معصوم چہرہ ابھر رہا ہے؟"

"ہاں۔" سمورا نے ہونٹ چباتے ہوئے مدھم آواز میں کہا۔ "میں جینی کو نہیں بھول سکتا، وہ جوان ہونے کے بعد واقعی قیامت بن گئی تھی۔ تمہارا یہ خیال بھی درست ہے کہ جینی ہی کی شخصیت نے مجھے اور مکالا کو اقتدار حاصل کرنے کی سازش میں ملوث کیا تھا لیکن۔۔۔۔"

"تمہارا خیال ہے کہ جینی مر کھپ چکی ہے۔ کیوں؟" میں نے سرسراتی آواز میں دریافت کیا۔

"ہاں۔ ہم سب نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔"

"تم لوگوں کا خیال غلط ہے۔" میں نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "جینی مری نہیں ابھی تک زندہ ہے اور تمہیں یہ جان کر یقیناً تعجب ہوگا کہ مقدس اوریگا نے جینی کو پورا پورا تحفظ دے رکھا ہے۔"

"تو کیا جینی۔۔۔" سمورا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا، اس کے چہرے پر پھیلنے والی مردنی اس کی کیفیت کا اظہار تھی، میں نے اسے خوف زدہ کرنے کی خاطر پورے وثوق سے کہا۔

"ہاں۔ جینی۔ وہی کارڈوبا کی پشت پناہی کر رہی ہے۔"

"اور جینی جو کچھ کر رہی ہے اس میں مقدس اوریگا کی مرضی بھی شامل ہے۔" کیلاش نے بے حد سنجیدگی سے سمورا کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "یہی وجہ ہے کہ سوکارو کا ناپاک علم کارڈوبا کے سلسلے میں بے اثر ثابت ہو رہا ہے۔"

"اوریگا کی خوشنودی نے کارڈوبا کو یہ قوت بھی بخش دی ہے وہ جس کی سمت نظر بھر کر دیکھ لیتا ہے وہ موت کا شکار ہو جاتا ہے۔" میں نے سمورا کے الجھے ہوئے ذہن پر ایک اور شدید حملہ کیا۔ سمورا کے چہرے کی رنگت ہلدی کی طرح زرد پڑتی جا رہی تھی۔

"تم نے مکالا اور سوکارو کو بھی اپنا دشمن بنا لیا ہے اور اب کارڈوبا نے تین ماہ بعد دوبارہ تمہارے قبیلے میں اپنے وجود کو ظاہر کیا ہے۔" کیلاش نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "کیا تم تنہا اتنی ساری قوتوں کا مقابلہ کر سکو گے؟"

"تم۔ میں کیا کروں سمندری دیوتا؟" سمورا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا پھر بڑی عاجزی سے بولا۔ "کیا تم میری مدد نہیں کرو گے؟"

"مقدس اوریگا کا مشورہ حاصل کیے بغیر ہم تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے۔ البتہ ایک صورت ممکن ہے۔"

"وہ کیا؟" سمورا نے تیزی سے دریافت کیا، اس کی نگاہوں میں امید کی ایک کرن ٹمٹمانے لگی۔

"تم۔ ہمیں لوگا کا پتہ بتا دو۔" کیلاش نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "ہم وعدہ کرتے ہیں کہ لوگا کو تمہارے حق میں ہموار کر لیں گے۔ لوگا نے اگر تمہیں معاف کر دیا تو مقدس اوریگا کی خفگی بھی ختم ہو جائے گی۔"

سمورا نے بے بسی سے باری باری ہماری جانب دیکھا پھر نظریں جھکا کر ہونٹ کاٹنے لگا، شاید کیلاش کے مشورے اور حالات کی روشنی میں وہ کوئی آخری فیصلہ کرنے کے سلسلے میں اپنے آپ کو آمادہ کر رہا تھا۔

"وقت کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو سمورا۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تمہاری موجودہ ہچکچاہٹ تمہارے لیے سارے راستے مسدود کر دے۔"

"ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو، مجھے وقت کی قدر کرنا چاہیے۔" سمورا نے جلدی سے نظریں اٹھا کر میری سمت دیکھا، اس کی نگاہوں سے عاجزی ٹپک رہی تھی۔ "میں تمہیں لوگا کا پتہ بتا دوں گا لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے گا؟"

"سمورا!" کیلاش پہلو بدل کر بولا۔ "تمہیں اگر ہمارے اوپر اعتماد نہیں تو اپنی زبان بند ہی رکھو۔ ہم یوں بھی تمہاری خاطر بلاوجہ مقدس اوریگا کے راستے میں حائل نہیں ہونا چاہتے۔"

"تم۔ تم عظمت ہو سمندری دیوتا۔ میں تمہیں لوگا کے بارے میں۔۔۔" لیکن سمورا اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکا، مناما تیزی سے دوبارہ اندر داخل ہوا، اس کے چہرے پر حیرت اور مسرت کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے، سمورا کے قریب پہنچ کر اس نے بغیر کسی تمہید کے کہا۔ "مقدس سمورا کا اقبال بلند ہو۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ مکالا نے خنجر مار کر سوکارو کو شدید زخمی کر دیا ہے۔"

"نہیں۔" سمورا اچھل کر کھڑا ہو گیا، اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں، مناما کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تجھے یقین ہے کہ مکالا ایسا کر سکتا ہے؟"

"میرے نائب نے اس اطلاع کی تصدیق کی ہے۔" مناما نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اس نے خود اپنی نظروں سے مکالا کو زخمی سوکارو کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے عبادت گاہ کی سمت جاتے دیکھا ہے۔"

"اگر تیری اطلاع درست ہے مناما تو پھر مجھے یقین کر لینا چاہیے کہ مقدس اوریگا میرے حق میں مہربان ہو رہا ہے۔" سمورا نے آسمان کی جانب نگاہیں اٹھاتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں کہا پھر ہماری طرف توجہ دیے بغیر لمبے لمبے قدم مارتا باہر چلا گیا، مناما بھی اس کے ہمراہ تھا۔

مکالا کے ہاتھوں سوکارو کے زخمی ہونے کی اطلاع نے میرے دل کی دھڑکنیں بھی تیز کر دیں۔

میرے تصور میں غار والا منظر گھوم گیا۔ لوبان اور صندل کی خوشبو کے تیز جھونکوں نے میرے دشمنوں کو بے جان مجسموں کی طرح ساکت و جامد کر دیا تھا ـــــ وقت کی بساط میرے حق میں پلٹی تو میں ان کے شر سے بے نیاز ہو گیا۔ ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو شاید مکالا اوہ خنجر میرے جسم میں اتار چکا ہوتا۔ مجذوب کی موجودگی میں مجھے خطروں کی مطلق کوئی پروا نہیں رہی۔ میں اس کے سامنے کسی سوالی کی طرح ہاتھ پھیلائے مدد کی بھیک مانگتا رہا۔ وہ مجھ سے اشاروں کنایوں میں کچھ کہہ رہا تھا لیکن اس کی رمز آمیز باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔ میں نے گڑگڑا کر اس سے لکڑی طلب کی اس نے مجھے دھتکار دیا۔ میں نے زندگی کے بجائے موت کی خواہش کا اظہار کیا تو اس کی پیشانی پر بل آ گئے۔

پھر وہ قریب آیا تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میری وحشتوں میں اضافہ ہوا تو میں نے ہمت کر کے خدا کے اس برگزیدہ بندے کے ہاتھ سے لکڑی کی انگشتری اتار لی۔ شاید میں ہوش میں نہیں تھا جو اپنی اوقات سے تجاوز کر گیا۔ میری جسارت پر اس کے تیور بدل گئے، اس نے مجھے گھور کر دیکھا تو میرے قدم اکھڑ گئے، میں لڑکھڑانے لگا۔

ان نگاہوں میں کوئی سحر تھا جس نے مجھے ڈگمگا دیا تھا۔ میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن میری پلکوں کے نیچے گھپ اندھیروں کی چادر دبیز ہوتی گئی، میں غنودگی کی کیفیتوں سے دوچار تھا، وہ نگاہیں میرے وجود کو تہ و بالا کر رہی تھیں لیکن میں نے انگشتری پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ زمین میرے قدموں کے نیچے تیزی سے سرک رہی تھی میرے ہوش و حواس گم ہونے لگے تھے۔

میری گستاخی نے اسے برہم کر دیا تھا، اس کی نگاہوں کا سحر تیز ہونے لگا تو مجھے خود کو قدموں پر سنبھالے رکھنا دشوار ہو گیا۔ میں نے جلدی سے لکڑی کی انگشتری اپنی کلمے کی انگلی میں ڈال لی پھر مجھے کچھ یاد نہیں رہا، میرا ذہن اندھیروں میں ڈوب گیا۔

دوبارہ میری آنکھ کھلی تو میں اپنے ساتھیوں کے درمیان موجود تھا۔

غار میں مجذوب کی آمد بے سبب نہ تھی۔ قدرت کو میری زندگی منظور نہ ہوتی تو شاید میں اس وقت آرام سے بیٹھا اپنی داستانِ حیات نہ قلم بند کر رہا ہوتا۔ اس مردِ قلندر کی ایک نگاہِ غلط انداز ہی میری شمع حیات گل کر دینے کے لیے کافی ہوتی۔ میں اس کی دیوانگی کے کرشمے پہلے بھی دیکھ چکا تھا، شاید وہ اسی کے خوف سے بھاگ گئی تھی۔

میں اپنی جگہ ششدر کھڑا حالات پر غور کرتا رہا۔ میری بے ہوشی کے بعد غالباً مجذوب کی غار میں آمد کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ میں نے سوچا۔ صندلی خوشبو کا حصار ٹوٹتے ہی مکالا اور سوکارو کے جسم دوبارہ حرکت میں آ گئے ہوں گے۔ سوکارو نے یقیناً خود کو بچانے کی کوئی تدبیر کی ہو گی لیکن مکالا کی پھرتی اور درندگی نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا ہو گا۔

ساوری کا یہ خیال غلط نہیں تھا کہ مکالا درندگی اور جنون کا دوسرا نام ہے۔ اسی جنون نے مکالا کو پل بھر میں اندھا کر دیا تھا۔ مجھ پر حملہ آور ہوتے ہوتے وہ اچانک سوکارو کی جانب پلٹ پڑا تھا۔ پھر خون کی گردش نے اسے دیوانہ کر دیا۔ اور وہ اس کے حسین بوڑھے اور شاطر جادوگر کے ذریعے وہ اپنے مستقبل کے شاندار اور سہانے خواب دیکھ رہا تھا وقت کی ایک ہی کروٹ نے اسے اس کا دشمن بنا دیا۔ اور شاید سوکارو کے سینے سے خون کا فوارہ ابلتا دیکھ کر ہی مکالا کو اپنی جلد بازی اور حماقت کا احساس ہوا ہو گا۔ یہی وجہ تھی جو مناما کے بیان کے مطابق وہ زخمی سوکارو کے جسم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھائے قبیلے کی عبادت گاہ کی سمت جا رہا تھا۔

"بہت برا ہوا۔" کیلاش کی آواز نے میری محویت کا طلسم توڑ دیا۔ میں نے نظریں گھما کر کیلاش کی جانب دیکھا جس کی نگاہیں ابھی تک اس دروازے پر جمی تھیں جس سے سمورا اور مناما واپس گئے تھے۔

"کیا بات ہے؟" میں نے دریافت کیا۔ "تم کس سوچ میں غرق ہو؟"

"ایک خوب صورت موقع ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔" کیلاش ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "اگر مناما نے آنے میں ایک منٹ کی بھی دیر کر دی ہوتی تو سمورا ہمیں لوگا کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی۔"

"ممکن ہے تمہارا خیال درست ہو لیکن سوکارو اور مکالا کے درمیان ٹھن جانے کی اطلاع بھی ہمارے لیے اہم ہے۔"

"حالات کا صحیح اندازہ کیے بغیر ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ مکالا نے محض تفریحاً اسے زخمی کیا ہو گا؟"

"معاملہ اگر دشمنی کا ہوتا تو مکالا اسے عبادت گاہ لے جانے کی ضرورت کیوں محسوس کرتا؟"

"ہو سکتا ہے سوکارو کو زخمی کرنے کے بعد اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا ہو اور ....." میں روانی میں کہتے کہتے ایکدم خاموش ہو گیا۔ کیلاش مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ اگر حالات اسی طرح ہمارے اطراف اپنا گھیرا تنگ کرتے رہے تو....."

"گزشتہ رات تم اتنی دیر تک کہاں رہے تھے؟"

کیلاش نے میری بات کاٹتے ہوئے اچانک دریافت کیا تو میں ایک لمحے کو گڑبڑا گیا۔ جیکب اور کابوری کی موجودگی میں میں نے اسے ٹال دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ موقع ملتے ہی پہلی فرصت میں اسے جیکب کی حماقت انگیز اسکیم سے لے کر غار میں پیش آنے والے واقعات تک کی پوری تفصیل بتا دوں گا لیکن اس وقت جب کیلاش نے رات کو میرے دیر سے آنے کے بارے میں سوال کیا تو نہ جانے کیوں میرے دل نے مجھے روک دیا۔ بس اچانک ہی میرے ذہن نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں جیکب اور لکڑی کی انگوٹھی کے سلسلے میں اپنی زبان بند رکھوں اس لیے کہ وہ دونوں چیزیں مجھے غیبی امداد کے طور پر ملی تھیں اور عین ممکن تھا کہ میرے زبان کھولنے سے ان کی تاثیر جاتی رہتی۔

ممکن ہے میرے ذہن میں ابھرنے والا وہ خیال محض میرا اپنا وہم ہو لیکن میں نے اپنے ذہن کے اس مشورے کو رد نہیں کیا۔ ایسا اس لیے کہ مجھے بچپن کی وہ کہانیاں یاد تھیں جو میں نے اپنے والدین کی زبانی سنی تھیں یا عہدِ طفلی میں کتابوں میں پڑھی تھیں، ان کہانیوں میں بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ جب بڑی اور پراسرار ہستیاں کسی سے خوش ہو کر اسے بطورِ انعام کوئی تحفہ دیتیں تو یہ تاکید بھی کر دیتی تھیں کہ اس کے سلسلے میں زبان بند رکھی جائے ورنہ یا تو اس تحفے کی تاثیر ختم ہو جائے گی یا وہ کہیں گم ہو جائے گا۔ میرے ذہن میں ان گم گشتہ کہانیوں کا دھندلا دھندلا سا عکس موجود تھا جو کیلاش کے سوال کرتے ہی میرے لاشعور سے نکل کر شعور میں آ گیا۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" کیلاش نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے مجھے دوبارہ کریدنے کی کوشش کی۔

"جیکب کا خیال ہے کہ اگر بستی سے اورو دیوتا کے بتوں کو غائب کر دیا جائے یا تباہ کر دیا جائے تو اوروقبیلے کے لوگ اس کے ہم خیال بن سکتے ہیں۔"

میں نے کچھ سوچ کر جیکب کی حماقت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "وہ قبیلے کے لوگوں کو عیسائی بنانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔"

"اگر جیکب نے ایسی کوئی حماقت کی تو ہم بڑی اذیت ناک موت کا شکار ہوں گے۔" کیلاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے افریقہ کے جنگلی قبائل کے بارے میں بہت کچھ پڑھ رکھا ہے۔ یہ جاہل اور اُجڈ ہونے کے باوجود اپنے عقائد سے منہ نہیں موڑتے۔ کیا مکالا نے ہم سے نہیں کہا تھا کہ وہ اورو دیوتا کے علاوہ کسی اور دیوتا کو ماننے کو تیار نہیں۔"

"یہی بات میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے۔"

"ہمارا انجام ہماری توقعات سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک ہو گا۔" کیلاش نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے جواب دیا پھر چونک کر مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم نے سمورا کے سامنے کسی اور دیگا نامی دیوتا کا ذکر کیا تھا؟"

"ہاں۔" میں نے بہانہ تراشتے ہوئے کہا۔ "کل رات اتفاقاً ساوری سے میری ملاقات ہو گئی تھی۔ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ قبیلے کے لوگ اوریگا کو تمام چیزوں کا خالق اور قسمتوں کا مالک سمجھتے ہیں جو جھوری پہاڑیوں پر رہتا ہے اور اپنے قریب کسی دوسرے کا وجود پسند نہیں کرتا، اسی لیے سمورا نے ہمیں ان پہاڑیوں کی سمت نہ جانے کی تاکید کی ہے۔"

"اور یہ لکڑی کی انگوٹھی؟ کیا یہ ساوری سے تمہاری کل رات کی حسین ملاقات کی یادگار ہے؟" کیلاش نے اس بار میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے دریافت کیا۔ اس کے لہجے میں شوخی شامل تھی۔

"تم شاید بھول رہے ہو کیلاش!" میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "میں یہاں درخشاں کی تلاش میں آیا ہوں۔ اگر مجھے ساوری جیسی لڑکیوں کی تلاش ہوتی تو پھر اتنے طویل سفر کی صعوبتیں سہنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اوہ! تم غالباً میری بات کا برا مان گئے۔" کیلاش نے جلدی سے کہا۔ "میں صرف انگوٹھی کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، یوں خلا میں گھورنے لگا جیسے درخشاں کے تصور میں گم ہو گیا ہوں۔ مجھے اپنے ارادے میں کامیابی ہوئی، کیلاش نے پھر مجھ سے انگوٹھی کے سلسلے میں یا رات دیر سے واپس لوٹنے کے بارے میں کوئی استفسار نہیں کیا۔

❁

ہم شام کی چائے سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ سمورا اور مناما آ گئے۔ ہماری توقع کے عین مطابق سمورا کے چہرے پر

اس وقت بھی غور و فکر کے گہرے تاثرات موجود تھے۔ مناما کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں تھی۔ کیلاش کے دریافت کرنے پر سمورا نے سوکارو کے زخمی ہونے کی جو تفصیل سنائی وہ میرے لیے تعجب انگیز ہی تھی۔

مکالا کے بیان کے مطابق گزشتہ رات وہ اور سوکارو ایک ساتھ ہی ایک مکان کی چھت کے نیچے سوئے تھے۔ سوکارو کو خلافِ توقع پریشان دیکھ کر اس کا سبب بھی دریافت کیا مگر اور وفینا کے بوڑھے ساحر نے کسی خاص مصلحت کی بنا پر مکالا کو اپنی پریشانی کی وجہ بتانے سے انکار کر دیا۔ اس نے یہی کہا تھا کہ اگر پریشانی کی وجہ اس کی زبان تک آ گئی تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ مکالا اور وہ خاصی رات گئے تک بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر سوکارو نے خود ہی کہا کہ وہ رات کا پچھلا پہر اپنی چھت کے نیچے نہیں گزار سکتا چنانچہ مکالا نے اسے اپنے ساتھ سونے کی پیشکش کی جسے سوکارو نے فوراً ہی منظور کر لیا۔

رات کے تقریباً دو بجے تک وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ مکالا کے بار بار کے اصرار پر سوکارو نے اسے صرف اتنا بتایا کہ کچھ نادیدہ قوتیں اس سے خفا ہو گئی ہیں لیکن وہ قبل از وقت ان قوتوں کے سلسلے میں کچھ کہنے سے قاصر تھا۔ بوڑھے جادوگر نے دبی زبان میں یہ بھی کہا تھا کہ ان قوتوں کی ناراضگی کا اصل سبب ایک عورت کی ذات ہے۔

دو بجے کے بعد مکالا گھوڑے بیچ کر سو گیا۔ سونے کے معاملے میں وہ ہمیشہ ہی سے غفلت کی نیند سونے والا مشہور تھا۔ لوگوں کا عام خیال تھا کہ اگر سوتے میں مکالا کو ذبح بھی کر دیا جائے تو اسے خبر نہ ہوگی۔ بہرحال خوابِ خرگوش میں مدہوش ہو جانے کے بعد مکالا ہر چیز سے بے خبر ہو گیا۔ دوسری بار جب اس کی آنکھ کھلی تو کوئی اسے بازو تھام کر جھنجوڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ہڑبڑا کر بیدار ہوا تو اس نے سوکارو کو نیچے فرش پر زخمی حالت میں پڑا پایا۔ وہی مکالا کو مدد کے لیے جگانے کی سعی کر رہا تھا۔

مکالا نے سوکارو سے دریافت کیا کہ اسے زخمی کرنے میں کس کا ہاتھ ہے۔ سوکارو نے جواب میں مکالا سے درخواست کی کہ اسے فوری طور پر عبادت گاہ تک پہنچا دیا جائے جہاں وہ دیوتا کے قدموں میں محفوظ رہ سکتا تھا۔ مکالا نے سوکارو کے مشورے پر عمل کرنے میں دیر نہیں لگائی۔ سوکارو تمام راستے اس کے ہاتھوں پر جھولتا اور کراہتا رہا۔ خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے وہ بے حد کمزور نظر آ رہا تھا۔ عبادت گاہ تک پہنچتے پہنچتے اس کی حالت خاصی ابتر ہو گئی پھر جب مکالا نے اسے اور دیوتا

کے قدموں میں لے جا کر رکھا تو سوکارو نے تڑپ کر آنکھ دی۔ چند لمحے وہ حسرت بھری نگاہوں سے اور دیوتا کے بت کو دیکھتا رہا پھر اس پر دوبارہ بے ہوشی کا غلبہ طاری ہونے لگا۔

مکالا جو سوکارو کو اپنا دستِ راست سمجھتا تھا اس حالت پر کسی زخمی درندے کی مانند پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ وہ سوکارو سے اس طاقت کا پتہ نشان دریافت کر رہا تھا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ جواب میں سوکارو نے اپنے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگا رکھی تھی لیکن دیوتا کے قدموں میں بے ہوش ہوتے ہوئے اس نے کراہ کر ایک نام لے لیا تھا۔

سمورا اچانک خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات گہرے ہونے لگے۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے؟" کیلاش نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔ "کیا مکالا نے وہ نام تمھیں نہیں بتایا؟"

"بتا دیا ہے لیکن..." سمورا نے اس بار بھی جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ پلٹ کر مناما کو یوں دیکھنے لگا جیسے بات آگے بڑھانے کے سلسلے میں اس کا مشورہ طلب کر رہا ہو۔

میرے علاوہ جیکب کی نظریں بھی سمورا اور مناما کے چہروں پر بھٹک رہی تھیں۔ کالوری سمورا کے آتے ہی سامنے سے ہٹ گئی تھی لیکن برابر والے کمرے کے دروازے کے ساتھ آڑ میں کھڑی صورتِ حال کا جائزہ لے رہی تھی۔

"ہم تمھاری پریشانی کا سبب جانتے ہیں۔" کیلاش نے بڑے یقین سے کہا۔ "تم اگر وہ نام زبان تک لانے سے گھبرا رہے ہو تو ہم تمھیں مجبور نہیں کریں گے۔"

"تو کیا... تت... تم وہ نام جان گئے ہو؟" سمورا نے لرزتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"صرف نام ہی نہیں، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مکالا کے دل میں کیا ہے؟" کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "وہ جو قدم اٹھانے کے خواب دیکھ رہا ہے ہم اسے شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیں گے۔"

"سوکارو کی ناگفتہ بہ حالت نے مکالا کی درندگی کو بھڑکا دیا ہو گا، کیوں؟" میں نے سرد لہجے میں سمورا کو مخاطب کیا۔ مجھے اس وقت کیلاش پر بڑی شدت سے غصہ آ رہا تھا۔ دیوتاؤں کا ڈھونگ نبھانے کی خاطر وہ روانی میں یہ بات کہہ گیا تھا کہ اسے سوکارو کی زبان سے نکلنے والا نام معلوم ہے۔ حقیقت اس کے برعکس تھی چنانچہ میں نے سمورا کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔ مقصد یہی تھا کہ اس کی زبان کھلوا کر وہ نام معلوم کروں جسے وہ ہونٹوں تک لاتے ہوئے خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

"تمھارا خیال غلط نہیں ہے۔" سمورا بولا۔ "میں نے آج سے پیشتر مکالا کو کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا۔"

"اس وقت وہ کہاں ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔

"وہ... وہ ابھی تک عبادت گاہ میں کسی آدم خور درندے کی کیفیت سے دوچار سوکارو کے قریب بیٹھا بار بار اس کی نبض دیکھ رہا ہے۔" سمورا نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "اگر سوکارو مر گیا تو..."

"نہیں۔" کیلاش نے اس بار بھی جواب دینے میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ "سوکارو اتنی جلدی نہیں مرے گا۔ اس کے ناپاک جسم میں جو شیطانی روح موجود ہے وہ اتنی جلدی اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔"

"کیوں مناما! تیرا کیا خیال ہے؟" سمورا نے پلٹ کر مناما سے دریافت کیا۔ "کیا ہمارا دشمن بچ جائے گا؟"

"ہم نے جو کہہ دیا وہ اٹل ہے سمورا!" میں نے حالات کو سنبھالنے کے لیے قدرے بلند اور ناگوار لہجے میں کہا۔ "سوکارو اور مکالا کا انجام ہماری مرضی کے مطابق ہو گا۔ دیوتا اور دیگا کا یہی فیصلہ ہے۔"

"کک... کیا؟" سمورا ہکلانے لگا۔ اس کی توجہ پھر میری جانب ہو گئی۔

"ہاں۔ اور دیگا نے ہماری درخواست پر تمھارے دونوں دشمنوں کی روح ہمارے قبضے میں کر دی ہے۔"

"اور ہم اتنی آسانی سے انھیں موت کے حوالے نہیں کریں گے۔" کیلاش نے سرد آواز میں کہا پھر چھت کی جانب گھورنے لگا۔

"پھر... میرے لیے کیا حکم ہے سمندری دیوتا؟ تم... میں کیا کروں؟" سمورا نے بدستور ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں؟ کیا تم مکالا سے خوف زدہ ہو؟"

"نہیں، لیکن سوکارو اگر دیوتا کے قدموں میں مر گیا تو قبیلے کے لوگ مکالا کے ہمنوا ہو جائیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں سمندری دیوتا! قبیلے کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ کالوری میری مرضی سے تمھارے درمیان رہ رہی ہے۔"

"کالوری؟" میں چونک اٹھا۔ میں نے پلٹ کر کالوری کی جانب دیکھا۔ اپنا نام سنتے ہی اس کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی اور پھر مکالا کی ہوشیاری میری سمجھ میں آ گئی۔ اس نے بڑی مکاری سے سمورا کی شخصیت کو اپنی سازش میں ملوث کرنے کی اسکیم بنائی تھی۔ یقیناً سوکارو کے زخمی ہونے کے سلسلے میں اس نے جو کہانی سنائی وہ لاجواب تھی لیکن اس سوکارو

اور مکالا کو اپنی آنکھوں سے غار میں دیکھ چکا تھا اور یہ بھی بخوبی جانتا تھا کہ سوکارو نے بروقت مکالا کو ایک مفید مشورہ دینے کی کوشش کی تھی۔ وہ اسے آنے والے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا تھا اور یہی بات مکالا کی برہمی کا سبب بن گئی تھی۔ میں نے مکمل بات سمجھ لینے کے بعد سمورا سے پوچھا۔ "کیا مکالا نے کالوری کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے؟"

"ہاں۔" سمورا نے جلدی سے کہا۔ "وہ یہی چاہتا ہے کہ سوکارو کی موت سے پہلے کالوری قبیلے والوں میں چلی جائے۔ دوسری صورت میں دیوتا کی نگاہوں میں مجھے مجرم سمجھا جائے گا۔"

"میں نے بھی یہی کہا تھا۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر نفرت سے کہا۔ "اب بھی وقت ہے جتنی جلدی ہو سکے اس کے منحوس وجود کو یہاں سے دفع کر دو۔"

"یہ بھوتو کیا کہہ رہا ہے؟" سمورا نے دریافت کیا۔

"اس کا خیال ہے کہ کالوری کی واپسی ہماری توہین ہو گی۔" میں نے سخت لہجہ اختیار کیا۔ "تم جا کر مکالا اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے فیصلے سے آگاہ کر دو۔"

"ہواؤں کے دیوتا! کیا تم ہمیں یقین دلا سکتے ہو کہ سوکارو کے جسم کی بدروح اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گی؟" اس بار مناما نے سوال کیا۔

"ہاں۔ جب تک ہم نہ چاہیں گے وہ اور دیوتا کے قدموں میں ایڑیاں رگڑتا رہے گا۔"

"اگر ایسا ہوا تو پھر مکالا کا زوال یقینی ہے۔" مناما بولا۔ "قبیلے کے لوگوں کو یقین آ جائے گا کہ سوکارو کے سلسلے میں مکالا نے جو کہانی سنائی ہے وہ من گھڑت ہے۔"

"تمھیں اس کا اندازہ کیسے ہوا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا حساب یہی کہتا ہے کہ مکالا ہمیں اپنی ناپاک سازشوں میں بلاوجہ گھسیٹ رہا ہے۔"

"اور تم یہ بات قبیلے کے لوگوں کو نہیں بتا سکتے؟"

"وہ مکالا کے قہر سے ڈرتے ہیں اور پھر سوکارو..." مناما حقارت سے بولا۔ "اس کے کالے علم کی گندی قوتوں نے بھی لوگوں کو ہراساں کر رکھا ہے۔"

"تم؟" سمورا نے کیلاش کی جانب دیکھتے ہوئے مردہ آواز میں پوچھا۔ "تم مجھے کیا مشورہ دو گے سمندری دیوتا؟"

"مناما ٹھیک کہتا ہے۔" میں نے کیلاش کے جواب دینے سے پیشتر ٹھوس آواز میں کہا۔ "مکالا نے سوکارو کے زخمی ہونے کا جو سبب بیان کیا ہے وہ محض اس کے ذہن کی اختراع ہے۔"

"قبیلے والوں کو کون سمجھائے گا؟" سمورا نے بے بسی

سے دریافت کیا۔

"بہ تم ہم پر چھوڑ دو" کیلاش بولا۔ "کل صبح کا سورج تمھارے حق میں بہتری لیے طلوع ہوگا۔"

سمورا نے عقیدت بھری نگاہوں سے کیلاش کو دیکھا۔ شاید اس احمق کو ہماری باتوں پر یقین آگیا تھا۔

"تم نے کارڈوبا کا کوئی ذکر نہیں کیا؟" میں نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے پوچھا۔ "کیا کارڈوبا کی نحوست سے اب تک کوئی پراسرار موت واقع نہیں ہوئی؟"

"نہیں" منامانے جواب دیا۔ "ہمیں ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں موصول ہوئی۔ سوکارو کی وجہ سے ہم نے اسے تلاش کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا" کیلاش نے اسے یقین دلایا۔ "بس آج کی رات تمھارے اوپر اور بھاری ہے۔"

"سمندری دیوتا....."

"اب تم جاؤ سمورا! ہمیں سوچنے دو۔" کیلاش کا لہجہ روکھا ہوگیا۔ "آج کی رات ہمیں بھی کچھ اہم فیصلے کرنے ہیں۔"

"ہوسکتا ہے کہ آج کی رات ہمارے لیے سکون اور آرام کی آخری رات ثابت ہو۔" جیکب نے سمورا کو واپسی کے ارادے سے اٹھتا دیکھ کر اپنی مادری زبان میں کہا پھر میری سمت دیکھ کر بولا۔ "میں ایک بار پھر تمھیں یہی مشورہ دوں گا کہ اس منحوس عورت کو چلتا کردو ورنہ اس کی نحوست ہم سب کو لے ڈوبے گی۔"

"جیکب!" کیلاش نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا تم اس وقت اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"یہ سب کچھ تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔" جیکب نے تلملا کر جواب دیا۔ "کالوری کا بھوت تمھارے ہی سر پر سوار ہوا تھا۔"

"یہ گفتگو بعد میں بھی ہوسکتی ہے۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"تم لوگ کیا گفتگو کررہے ہو سمندری دیوتا؟" سمورا نے ہمارے چہروں کے تاثرات دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔

"ہم تمھاری دشواریوں کا حل تلاش کررہے ہیں۔" جیکب نے مقامی لہجے میں سمورا کو مخاطب کیا پھر نہایت سرد لہجے میں بولا۔ "مجھے بتاؤ کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"اپنے دشمنوں کی موت۔"

"ترتیب وار گنتے چلو اپنے دشمنوں کے نام میں ذہن نشین کر رہا ہوں۔"

"بھونیو!" اچانک منامابول پڑا۔ "کیا تم کسی طرح سوکارو کے منحوس وجود کو عبادت گاہ سے باہر لاسکتے ہو؟"

"کیا فرق پڑے گا؟"

"سردار کی شخصیت درمیان سے نکل جائے گی" وضاحت کی۔ "اگر سوکارو اپنے قدموں سے اٹھ سے باہر آجائے تو قبیلے کے لوگ سردار کی نیت پر شبہ کر"

"ایسا ہی ہوگا۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم قبیلے لوگوں کو اس بات پر راضی کرو کہ وہ آج رات عبا باہر جمع رہیں۔ سوکارو انھیں اپنے قدموں پر عبادت گاہ سے باہر نکلتا دکھائی دے گا۔"

"بھونیو! کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟" سمورا کی آ امید کی کرن چمکنے لگی۔

"ہاں آج رات تم ہماری طاقت کا کرشمہ بھی د"

"کیوں سمندری دیوتا! کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے"

"ہمیں پریشان مت کرو سمورا!" جیکب نے تیز "تم اور منامااب جاسکتے ہو۔"

جیکب کے لب و لہجے میں کچھ ایسی ہی سنجیدگی تھ جلدی سے پلٹا اور باہر نکل گیا۔ سمورا نے بھی اس کی دیر نہیں لگائی۔ کیلاش کی جلنے والی نظروں سے جیک رہا تھا اور جیکب کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھ

"کیا تم سچ مچ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہو؟" تھوڑے توقف کے بعد جیکب کو مخاطب کیا۔

جیکب کیلاش کی آواز سن کر یوں چونکا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔

"کیا وہ دونوں چلے گئے؟" اس نے حیرت سے میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے تعجب سے دریافت کیا

"شاید تمھیں سفر پر اپنے ساتھ لاکر ہم نے دا ثبوت نہیں دیا۔" میں نے بھی دبی زبان میں اپنی خف

"تمھیں بلاوجہ کی بکواس کرنے کی کیا ضرور" کیلاش نے کہا۔ "سارا بنا بنایا کھیل چوپٹ کرکے رک"

"کیا مطلب؟ کیا میں نے کوئی غلط بات" جیکب نے بڑی معصومیت سے کیلاش سے وضاحت

مجھے جیکب کی اداکاری پر شدید غصہ آگیا سخت بات کہنے کا ارادہ کررہا تھا کہ جینی کی میرے کانوں میں سرسرائی۔ "اس بے چارے پر مت خف اسے خود بھی نہیں معلوم کہ اس نے سمورا سے کیا با

"کیا مطلب؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل

"کچھ دیر کے لیے میں نے تمھارے دوست کو تسخیر کرا لیکن....."

"پریشان مت ہو۔ جو کچھ جیکب کی زبان سے نکلا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔"

"کیا سوکارو عبادت گاہ سے باہر آجائے گا؟"

"ہاں اور بالکل اسی انداز میں جس کی پیش گوئی جیکب نے کی ہے۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتی اس لیے جارہی ہوں ہوسکتا ہے رات کو ہماری ملاقات دوبارہ ہو۔"

"کہاں؟"

"میرے پاس وقت کم ہے اس لیے تمھارے سوال کا جواب نہیں دے سکتی، اور ہاں جاتے جاتے ایک تاکید کررہی ہوں۔ ویک وغیرہ کے سلسلے میں اپنی زبان بند ہی رکھنا ورنہ نقصان میں رہو گے۔"

میں نے جینی کو عالم تصور میں دوبارہ مخاطب کیا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید وہ جاچکی تھی۔ میں نے جیکب کی سمت توجہ دی، وہ بدستور بڑی معصومیت سے کیلاش سے اس کی خفگی کا سبب دریافت کررہا تھا۔

کالوری بڑی سنجیدگی سے کیلاش کو یقین دلانے کی کوشش کررہی تھی کہ اگر مکالا نے اس کی واپسی کا مطالبہ کردیا ہے تو اب دنیا کی کوئی طاقت اسے موت کے چنگل سے نہیں بچاسکے گی۔

رات کے کھانے پر جیکب کی غیر موجودگی نے کیلاش کو بری طرح نروس کردیا۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی تھا کہ کہیں جیکب کسی ایسی جذباتی حماقت کا ارتکاب نہ کر بیٹھے جو ہم سب کے لیے الجھن کا سبب بن جائے۔ سمورا کے جانے کے بعد کیلاش نے اسے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ سوکارو کے سلسلے میں جو دعویٰ کر بیٹھا ہے وہ اس کی نفسیاتی دیوانگی کا ایک انخ تھا اور اسے دوبارہ ایسی کسی حرکت سے گریز کرنا چاہیے لیکن جیکب اس بات کو ماننے پر تیار نہیں تھا کہ اس نے سوکارو کے بارے میں کوئی پیش گوئی کی ہے۔ اس بحث نے طول پکڑ لیا تو قبل اس کے کہ میں کیلاش اور جیکب کے درمیان کوئی مصالحتی صورت نکالتا جیکب تیزی سے باہر چلا گیا۔

میرا خیال تھا کہ وہ کچھ دیر تک ٹھنڈی ہوا میں گھومنے کے بعد لوٹ آئے گا لیکن جب رات کے کھانے پر بھی وہ غیر حاضر رہا تو ہماری تشویش بڑھ گئی۔ ہر چند کہ مجھے یقین تھا کہ جینی نے جیکب کی زبانی جو باتیں کہی ہیں وہ ہر قیمت پر پوری ہوں گی لیکن اتنی دیر تک جیکب کا گھر سے باہر رہنا بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں جیکب بھی میری طرح کسی سازش کا شکار نہ ہوجائے۔ سوکارو کے زخمی ہونے کے بعد حالات نے جو کروٹ لی تھی وہ سمورا کے لیے بھی خاصی پریشان کن تھی۔ جیکب نحس گنتی میں شمار کیا جاسکتا تھا۔

کھانے کی میز سے اٹھتے وقت ہمارے درمیان اسی مسئلے پر گفتگو ہورہی تھی کہ کالوری نے جو سمورا کے جانے کے بعد سے بے حد گم صم اور اداس نظر آرہی تھی اچانک کیلاش کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "سمندری دیوتا! کیا یہ ممکن نہیں کہ تم مجھے مکالا کے پاس واپس لوٹ جانے کی اجازت دے دو؟"

"کالوری!" کیلاش نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔ "کیا تم اپنے ہوش میں نہیں ہو؟"

"میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن اگر مجھے مکالا کے ہاتھوں موت نصیب ہوئی تو مکوشلا اور زاریا کی بے چین روحیں مجھے کبھی معاف نہیں کریں گی۔" کالوری سپاٹ لہجے میں بولی۔ "تم مکالا کو نہیں جانتے، وہ اپنی دھن کا پکا ہے۔ ایک بار جو دل میں ٹھان لے اسے ہر قیمت پر کر گزرتا ہے۔ اگر سردار نے میری واپسی کے سلسلے میں اس کا مطالبہ پورا نہ کیا تو میری موت شاید زاریا سے بھی زیادہ دردناک اور بھیانک ہو۔"

"تم موت سے نہیں ڈرتیں مگر مکالا کی ذات سے خوف زدہ ہو کیا یہ حماقت نہیں؟"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔" کالوری نے بڑی عاجزی سے درخواست کی۔ "میرا زندہ رہنا ضروری ہے ورنہ....."

"بوگا کی گمشدگی کا راز بھی تمھارے خوب صورت جسم کے ٹکڑوں کے ساتھ دفن ہوجائے گا۔" کیلاش کے بجائے اس بار میں نے کالوری کو سرد لہجے میں مخاطب کیا۔ "کیوں تم اسی ایک بات سے خوف زدہ ہونا؟"

"تم..." کالوری نے مجھے حیرت سے دیکھا۔ "تم بوگا کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"سمورا نے سوکارو کے ساتھ مل کر بوگا کو اپنی ناپاک سازش کا نشانہ بنایا تھا اسی لیے وہ مکالا کے مطالبے سے پریشان ہورہا ہے۔"

"تمھیں یہ باتیں.....؟"

"زاریا کی بے چین روح نے بتائی ہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "سمندری دیوتا نے تمھیں سمورا سے اسی لیے مانگا ہے کہ تم بوگا کے سلسلے میں ہماری رہبری کرو۔"

"تم دیوتا ہو، کیا تمھاری پراسرار قوتیں بوگا کا راز نہیں پا سکیں؟" کالوری نے مجھے معنی خیز نظروں سے گھورتے ہوئے ایک متوقع سوال کیا۔

"بوگا اور دیوتا کا پجاری تھا اس لیے ہم اس کے معاملے

میں اپنی پراسرار اور لازوال قوتوں سے کام نہیں لے سکتے تھے" کیلاش نے ایک معقول جواز پیش کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا زارایا تمہاری سہیلی نہیں تھی؟" میں نے کالبوری کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے اسے اکسانے کی کوشش کی۔ "کیا تم بھی زارایا کی طرح کسی حماقت کا ثبوت دے کر موت کو گلے لگانا چاہتی ہو؟"

"میرے بچاؤ کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں مکالا کے پاس لوٹ جاؤں" کالبوری ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی۔ "حالات نے وقتی طور پر سوکارو، مکالا اور سردار کے درمیان ایک عارضی خلیج پیدا کر دی ہے۔ تم نے اسے دیوتا کے عتاب سے نجات دلا کر دلیر بنا دیا ہے ورنہ تمہارے آنے سے پہلے وہ مکالا اور سوکارو کے اشاروں پر ناچتا تھا۔"

"تمہارا خیال غلط ہے؟" کیلاش نے کہا۔ "اگر سمورا مکالا کے اشاروں پر ناچتا تو ساوری کے سلسلے میں ....."

"ساوری کی بات جانے دو سمندری دیوتا!" کالبوری تیزی سے بولی۔ "وہ بھی لوگا کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سمورا نہ جانے کب کا اسے مکالا کی ہوس کی بھینٹ چڑھا چکا ہوتا۔"

کالبوری کا جواب ہمارے لیے بے حد اہم تھا۔ کیلاش بھی ساوری کے سلسلے میں یہ نئی اطلاع پا کر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ میرا دل چاہا کہ کالبوری سے اس نسبت کی وضاحت طلب کروں جو ساوری اور لوگا کے درمیان برقرار تھی لیکن میں نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ کچھ سوچ کر معنی خیز انداز میں بولا۔ "ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ یہ بھی کہ سمورا نے مکوشلا کی بربادی پر قبیلے والوں کے سامنے اپنی زبان کیوں بند رکھی اور یہ بھی کہ وہ ساوری کو مکالا کے سپرد کرنے سے کیوں گریز کر رہا ہے۔"

"پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"لوگا کا پتہ نشان۔"

"مجھو تیو کہاں ہے؟" کالبوری نے میری بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب؟" کیلاش نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔

"اس نے سردار کے سامنے کہا تھا کہ سوکارو آج رات عبادت گاہ سے باہر آ جائے گا۔"

"ہاں اس نے ٹھیک کہا تھا۔" کیلاش نے بدستور خشک لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا وہ بھی تمہاری طرح دیوتا ہے؟"

"نہیں وہ صرف ہمارا خدمت گار ہے۔ ہم نے اس کی خدمت کے عوض اسے کچھ طاقت بطور تحفہ دے رکھی ہے۔ وہ اسی طاقت کا مظاہرہ کرے گا لیکن تم کو بھو... سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی؟"

"اگر اس کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی تو میں ... کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گی۔" کالبوری نے ... ہوئے کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے؟" ... دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"ابھی نہیں، آج کی رات گزر جانے دو۔ پھر ... کے سارے قفل ٹوٹ جائیں گے۔"

ہم نے زیادہ اصرار مناسب نہیں سمجھا لیکن ایک ... میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔ زارایا کی روح نے میرے ... اگر بتایا تھا کہ اپنی زندگی میں وہ اس جگہ سے ناواقف ... جہاں لوگا کو رکھا گیا ہے۔ اگر وہ اس راز سے واقف ... یقیناً اپنی زبان بند نہ رکھتی۔ ساوری نے بھی مجھے ... کرایا تھا کہ قبیلے کے لوگ جس دن اس راز سے واقف ... ان کا سابقہ سردار مرا نہیں زندہ ہے۔ اسی دن وہ ... اور ان کے ساتھیوں کی تکہ بوٹی کر ڈالیں گے۔ پھر وہ ... کو کس طرح معلوم ہو گیا اور اگر وہ اس راز سے واقف ... اب تک اس نے اپنی زبان کیوں بند کر رکھی تھی؟ ... طور پر اسے زارایا کی عبرتناک موت کے بعد ہی قبیلے ... کو لوگا کے زندہ ہونے کا یقین دلا دینا چاہیے تھا۔ اس ... زارایا کی روح کو سکون بھی مل جاتا اور کالبوری کا انتقا... پورا ہو جاتا۔

میری طرح کیلاش بھی شاید ان ہی گتھیوں کو سل... میں محو تھا کہ کالبوری حقارت سے بولی۔

"سردار کا خیال تھا کہ زارایا کی موت کے بعد وہ ... سانس لے سکے گا لیکن سوکارو کے زخمی ہونے کی اطلا... اسے کرب میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ سمورا اپنے دشمن کی موت نہیں ...

"مکالا نے اسی لیے اسے دیوتا کے قدموں میں ...

وہ ہزیانی انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔ "وہ جانتا ... اگر عبادت گاہ میں سوکارو کی موت واقع ہوئی تو قبیلے ... لوگ سردار پر لگایا ہوا الزام تسلیم کر لیں گے۔ مکالا مکا... اپنا جواب نہیں رکھتا۔ اس نے سردار کو اپنے دشمن کی ... بجائے اس کی زندگی کی خاطر دیوتاؤں کے سامنے ... پر مجبور کر دیا ہے۔ کیا تم اسے مکالا کی عیاری نہیں کہو...

"لیکن سوکارڈ کے عبادت گاہ سے باہر آجانے کے بعد مکالا کیا کرے گا؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"وہ کوئی نئی چال چلنے کی کوشش کرے گا۔" کالبوری نے رازداری سے کہا۔ "اس کی شاطرانہ چالوں سے تو کارڈوبا بھی مات کھا کے بستی کے ہنگاموں کو خیرباد کہہ کر خوفناک جنگلوں میں چلا گیا۔"

"تم، کارڈوبا کے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"وہ بوگا کا وفادار تھا۔ مکوشلا بوگا کی امانت تھی پھر وہ اس امانت کو ختم کر کے قبیلے میں کس طرح رہ سکتا تھا۔ مکوشلا کو جلا کر راکھ کر دینے کے بعد اگر وہ قبیلے والوں کو مل جاتا تو وہ نیزے مار مار کر اس کا جسم چھلنی کر ڈالتے۔"

"تو کیا مکوشلا کو..." میں نے دیدہ دانستہ اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس طرح میں اپنے ذہن میں ابھرنے والے ایک فوری خیال کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ مجھے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی۔ کالبوری میرے قریب میں آگئی میرے اور قریب آکر مدھم آواز میں بولی۔

"ہاں مکوشلا کو کارڈوبا نے نہیں مکالا نے اپنی ناکامی کا انتقام لینے کے لیے آگ کے شعلوں میں جھونک کے سارا الزام کارڈوبا پر لگا دیا تھا۔ اگر کارڈوبا اسی رات جنگلوں میں جا چھپتا تو اس کا انجام بڑا بھیانک ہوتا۔"

"تم شاید ہم سے مذاق کر رہی ہو۔" کیلاش نے سپاٹ آواز میں قدرے ناگواری کا اظہار کیا۔ "اگر قبیلے والوں کو بوگا کی امانت اتنی ہی عزیز تھی تو انھوں نے بعد میں مکوشلا کا انتقام کیوں نہیں لیا؟ کیا اب وہ کارڈوبا کو اپنے نیزوں کا نشانہ نہیں بنا سکتے؟"

"سردار کے بیان پر غور کرو سمندری دیوتا! کیا اس نے تمھیں یہ نہیں بتایا کہ جنگلات کی طرف نکل جانے کے بعد ایک سال تک وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔"

"لیکن اب کیا بات ہے؟"

"اب قبیلے کے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ کارڈوبا نہیں بلکہ اس کی روح ہے جسے دیوتاؤں نے پراسرار قوتوں سے نواز دیا ہے۔"

"اور پراسرار قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود وہ ابھی تک مکالا کو ٹھکانے نہیں لگا سکا۔" کیلاش نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"شاید اس میں بھی دیوتاؤں کی کوئی مصلحت ہو۔" کالبوری نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے اپنے ہونٹ سختی سے دانتوں تلے بھینچ لیے اور سہمے ہوئے انداز میں قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"تم نے کالبوری کی باتوں سے کیا نتیجہ اخذ کیا؟"

"ہوسکتا ہے اس کی باتیں ہمارے لیے کارآمد ثابت ہوں۔"

"جیکب کی طفلانہ حرکت نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔" کیلاش بولا۔ "ممکن ہے وہ اس وقت بھی کسی حماقت میں مبتلا ہو۔"

"میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جیکب نے سوکارڈ کے بارے میں جو پیش گوئی کی ہے وہ درست ثابت ہوگی۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ جینی کی پراسرار قوت اس موقع پر بھی ہماری مدد ضرور کرے گی۔"

کیلاش کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے جیکب اندر داخل ہوا۔ حسبِ معمول وہ اس وقت بھی اکھڑا اکھڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"کہاں سے تشریف آرہی ہے جناب کی؟" کیلاش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نظر اٹھا کر باری باری ہمیں دیکھا پھر خاموشی سے کھانے کے کمرے میں چلا گیا۔

"تم کالبوری کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کرو میں جیکب کو سنبھالتا ہوں۔" میں نے کیلاش سے کہا پھر اسے کالبوری کی طرف روانہ کر کے خود جیکب کے پاس چلا گیا جو نہایت اطمینان سے کھانے کی میز پر اپنے لیے ڈنر ترتیب دینے میں مصروف تھا۔

❁

رات کے تقریباً گیارہ کا عمل تھا جب میں اپنی رہائش گاہ سے باہر نکلا۔ جیکب اس وقت گہری نیند سو رہا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ جینی نے اوروفینا کے بوڑھے جادوگر کے بارے میں جیکب کی زبان سے جو کلمات ادا کرائے تھے وہ اپنی جگہ اٹل ثابت ہوں گے۔ جینی کے حوالے پر کیلاش بھی مطمئن ہو گیا تھا لیکن میں تمام صورتِ حال کا جائزہ قریب سے لینا چاہتا تھا۔ خاص طور پر ربیک کی آزمائش بھی مقصود تھی جو ابھی تک میرے گلے میں پڑا تھا۔

سمورا کے مقرر کردہ دونوں محافظ رہائش گاہ کے سامنے پوری طرح محتاط نظر آرہے تھے۔ میں نے ربیک کو گریبان سے باہر نکالا، چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بڑی عقیدت سے چوم کر منہ میں رکھ لیا۔ جینی نے مجھے بتایا تھا کہ ربیک یہودی پہاڑیوں پر بسنے والے عظیم ساحروں کا ایک حیرت انگیز تحفہ ہے جسے منہ میں رکھ لینے کے بعد انسان دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ میں پہلی بار اس عجیب و غریب تحفے کی آزمائش کرنے جا رہا تھا۔

سیاہ رنگ کے دانے کو منہ میں رکھنے کے بعد میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھانے لگا۔ میرا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ میں نے سوچا۔ اگر جینی نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے تو اس وقت

میری صورت کس قدر مضحکہ خیز ہوگی جب میں دبے قدموں رہائش گاہ کے باہر موجود محافظوں کے قریب سے یہ سوچ کر گزر رہا ہوں گا کہ وہ مجھے دیکھنے سے قاصر ہیں لیکن میرے خیال کے برعکس وہ میری ایک ایک حرکت دیکھ رہے ہوں گے۔

میری حالت عجیب تھی لیکن اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب میں محافظوں کے درمیان سے گزر گیا اور انھوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ جینی نے ربیک کے بارے میں جو کہا تھا وہ سچ ثابت ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ ایک لمحے کو میرے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ ہو سکتا ہے محافظوں نے جو ہمیں لوٹا سمجھتے ہیں جان بوجھ کر میری نقل و حرکت پر غور کرنے سے گریز کیا ہو چنانچہ میں کچھ دور جانے کے بعد دوبارہ ان کی طرف پلٹا۔

اب وہ دونوں میری نگاہوں کے بالکل سامنے تھے۔ میں ان کے قریب چلا گیا۔ میں نے انھیں ہاتھ اٹھا کر مختلف اشارے کیے مگر انھوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ اسی خوشی میں میں نے ایک بچکانہ حرکت کر ڈالی۔ اپنے آپ کو ربیک کی پراسرار اور ناقابلِ یقین قوت کا مزید یقین دلانے کے لیے میں نے جھک کر زمین سے ایک چھوٹا سا کنکر اٹھایا اور نشانہ لے کر ایک محافظ کے سینے پر زور سے مارا۔ اب تک اگر وہ مجھے دیوتا سمجھ کر طرح دے رہے تھے تو کنکر والی حماقت انگیز حرکت پر ان کا چونکنا یقینی بات تھی لیکن کنکر کی ضرب پر صرف وہی محافظ چونکا جس کا نشانہ لیا گیا تھا، دوسرے نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔

"کیا بات ہے؟" دوسرے محافظ نے پہلے کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر دریافت کیا۔ "تم مجھے ایسی نگاہوں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"یونہی۔" پہلے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تمھیں اگر نیند آرہی ہے تو کچھ دیر لیٹ جاؤ۔ میں چوکس رہوں گا۔"

"ہاں شاید مجھے آرام کی ضرورت ہے۔" پہلے محافظ نے کچھ سوچ کر جواب دیا پھر وہ درخت کی جانب پلٹا ہی تھا کہ میں نے دوسرا کنکر اٹھا کر اس کے سر کا نشانہ لیا۔ اس بار وہ ضبط نہ کر سکا تیزی سے تلملا کر گھوما۔ اپنے ساتھی کو خوں خوار نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "کیا تم ہوش میں نہیں ہو؟"

"کیا مطلب؟" دوسرے نے تعجب سے وضاحت چاہی۔

"مطلب سمجھانے کے لیے ایک پتھر اٹھا کر مجھے بھی تمھاری کھوپڑی کو نشانہ بنانا پڑے گا۔" پہلے نے سر کھجاتے ہوئے غصے سے جواب دیا۔

"اوہ۔" دوسرے نے خلافِ توقع ضبط سے کام لیا۔ "تم نے شاید آج پھر وہی نشہ آور پھل کھا لیے ہیں۔"

"بکومت، میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔" پہلا سینہ تان کر بولا۔ "تمھیں مجھ سے معافی مانگنا ہوگی۔"

"ٹھیک ہے جاؤ، آرام کرو۔"

"تم... تم شاید مجھ پر ترس کھانے کی کوشش کر رہے ہو۔" پہلا جھلا گیا۔

میرے پاس اگر وقت ہوتا تو اس دلچسپ تماشے کو مزید طول دے کر لطف اندوز ہونے کی کوشش ضرور کرتا لیکن اس وقت سوکارڈ اور مکالا کا معاملہ زیادہ اہم تھا اس لیے میں نے وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا پلٹ کر عبادت گاہ کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ ربیک کے عملی مظاہرے کے بعد مجھے جو خوشی ہوئی اس کا اظہار مشکل ہے۔ اب مجھے دیوتاؤں کا ڈھونگ رچانے میں بے حد آسانی ہو گئی تھی۔ کچھ دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جن کا ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔

میں اپنے خیال میں ڈوبا تیز تیز قدم اٹھاتا رہا۔ عبادت گاہ تک پہنچنے میں مجھے زیادہ دیر نہیں لگی لیکن وہاں جا کر مجھے اس بات پر ضرور حیرت ہوئی کہ نہ تو وہاں سمورا یا منامہ موجود تھے نہ قبیلے کے سربرآوردہ لوگ جن کے لیے جیکب نے تاکید کی تھی۔ ہر طرف گھپ اندھیرا اور گہری خاموشی طاری تھی۔ شاید جینی کی پیش گوئی میرے وہاں پہنچنے سے پیشتر ہی پوری ہو چکی تھی۔ مجھے یہ سوچ کر مایوسی ہوئی لیکن پھر میں چونک اٹھا۔ عبادت گاہ کے اندر سے مجھے کسی کی آواز سنائی دی تھی۔ میں نے اپنی توجہ عبادت گاہ کی جانب مبذول کر دی۔ چند ثانیے تک خاموشی رہی پھر دوبارہ جو آواز ابھری وہ پہلی آواز کے مقابلے میں قدرے بلند اور واضح تھی اس آواز کو سن کر میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا عبادت گاہ میں داخل ہوا پھر جیسے ہی میری نظر مکالا پر پڑی میں ٹھٹک کر رک گیا۔ چربی سے جلنے والے مدھم چراغ کی کپکپاتی روشنی نے اس منظر کو بڑا ڈراؤنا اور خوفناک بنا دیا تھا۔ میں نے سوکارڈ کو دیکھا جو اوروو دیوتا کے مجسمے کے سامنے کھردرے فرش پر بے سدھ پڑا تھا۔ اس کے پیٹ پر جما ہوا سیاہ خون اس زخم کی نشان دہی کر رہا تھا جس نے سوکارڈ کی زندگی کو موت کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا اور مکالا سوکارڈ کے قریب فرش پر گھٹنے ٹیکے بیٹھا اوروو کے بے جان مگر مہیب ناک بت سے مخاطب تھا۔

"اوروفینا کے عظیم دیوتا! آج مکالا بھی تیرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ بدبخت سوکارڈ موت کے کنارے کھڑا ہے اس کے جسم میں جو گندی روح ہے اسے آسمانوں پر بلانے کے بجائے آزاد چھوڑ دے۔ تو مکالا کی یہ خواہش پوری کر دے مکالا

تیرے اس احسان کے عوض تیرے قدموں میں ان انسانی دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھانے کا وعدہ کرتا ہے جنھوں نے سمورا کو دغا دیا ہے۔ ہنگارو کی مقدس روح کی قسم میں ان دیوتاؤں کی زندگی اجیرن کردوں گا جنھوں نے مکالا کے ہاتھوں سوکارو کو زخمی کرایا ہے۔ ہاں اے عظیم دیوتا! تیرا یہ پجاری طیش میں آکر اندھا ہو گیا تھا۔ مجھے اور یگا کی برتری کی قسم سوکارو کے پلید جسم میں شیطانی روح کو ایک بار پھر سے بیدار کر دے۔"

ہر چند کہ دیبک میرے منہ میں موجود تھا لیکن میں مکالا کے سامنے جانے سے کترا رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ اور دے عجیب و غریب اور بے ہنگم لہجے میں دعائیں کرتا رہا پھر جھک کر سوکارو کو گھورنے لگا۔ چراغ کی کپکپاتی روشنی نے اس کے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات کو بے حد بھیانک بنا رکھا تھا۔

"سوکارو!" چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد اس کی آواز دوبارہ عبادت گاہ میں گونجی۔ "آنکھ کھول سوکارو! اور دفینا کے بدبخت جادوگر! دیکھ مکالا تیرے ناپاک جسم کے قریب بیٹھا تجھے آواز دے رہا ہے۔ مجھے بتا دے شب تاریک کی منحوس پیداوار کہ وہ کون سی دھند کی چادر تھی جسے دیکھ کر تیری آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ مجھے اس طاقت کا پتہ بتا دے مکالا کا قہر تیرے دشمنوں کو بھون کر راکھ کر دے گا۔"

سوکارو کے جسم کو کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ بظاہر یہی لگ رہا تھا جیسے اس کا جسم موت کی سرد لہر سے ٹکرا کر پوری طرح اکڑ چکا ہے۔ مکالا اس سے نہایت گندی اور بے ہودہ زبان میں اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتا رہا۔

میں اپنی جگہ خاموش کھڑا مکالا کی وحشت اور جھلاہٹ کا تماشہ دیکھتا رہا پھر اچانک میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سوکارو کے سرہانے میں نے جینی کو نمودار ہوتے دیکھا تھا۔ اس وقت بھی اس کے جسم پر وہی چیتھڑا لباس موجود تھا لیکن اس کی شکل دیکھ کر میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کے سر کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے پاؤں کے ٹخنوں تک لہرا رہے تھے۔ آنکھیں حلقوں سے باہر نکلی نظر آ رہی تھیں۔ زبان ہونٹوں کے باہر جھول رہی تھی۔ ہاتھوں کے ناخن بے حد لمبے اور تیز دھار چھریوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔

مکالا بدستور سوکارو سے مخاطب تھا۔ شاید جینی اس کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر میں نے جینی کو سوکارو کے اوپر جھکتے دیکھا۔ اس کی زبان دراز ہوتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ لٹک کر سوکارو کے پیٹ کے زخم تک پہنچ گئی اور جمے ہوئے خون پر یوں لپلپانے لگی جیسے وہ خون اس کی مرغوب غذا ہو۔

میں نے جلدی سے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ منظر اس قدر گھناؤنا اور غلیظ تھا کہ میرا جی متلانے لگا۔ میرا دل چاہا کہ وہاں سے الٹے قدموں بھاگ جاؤں لیکن اسی لمحے مکالا کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "عظیم ہنگارو کی ناجائز اولاد! مجھے معلوم تھا کہ تیری گندی روح موت کو پچھاڑ دے گی۔ ہاں ہاں گیدڑ کی دم غور سے دیکھ، مکالا تیرے قریب موجود ہے۔"

میں نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے ایک لمحے کو یوں لگا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ جینی کا ہیبت ناک وجود وہاں موجود نہیں تھا اور سوکارو جو کچھ دیر پیشتر اکڑی ہوئی سرد لاش نظر آ رہا تھا۔ آنکھیں کھولے پھٹی پھٹی نظروں سے مکالا کو دیکھ رہا تھا۔

"کچھ بول سوکارو! ہڈیوں کے پنجر!" مکالا نے ایک بھرپور ہاتھ سوکارو کے کولہے پر مارتے ہوئے کہا۔ "الو کی طرح دیدے پھاڑے اپنے باپ کو کیا دیکھ رہا ہے؟"

"مکالا! مم... میں کہاں ہوں؟" سوکارو کی نحیف آواز عبادت گاہ میں گونجی۔

"تو زندہ ہے۔ ہاں خارش زدہ دوغلے کتے! تیری پلید روح آسمانوں پر نہیں، زمین پر بھٹکنے کے لیے تیرے جسم میں واپس آگئی ہے۔"

مکالا نے خوشی میں اسے جھنجوڑنا شروع کر دیا۔

"مم.... میں یہاں.... عبادت گاہ میں کیسے آگیا؟" سوکارو نے کراہ کر اٹھتے ہوئے حیرت سے سوال کیا۔

"مجھے یہاں میں لایا تھا۔"

"تو کیا... اور دے نے مجھے اپنے قدموں میں پناہ دے دی۔" سوکارو نے سہمی ہوئی نظروں سے اور دے کے بت کو دیکھا۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

"یقین کر سوکارو! تو زندہ ہے۔ شاید اس لیے کہ تو نے ہواؤں کے دیوتا کا سر طلب کیا تھا۔ مکالا تیری یہ آرزو ضرور پوری کرے گا۔"

"ہواؤں کا دیوتا!" سوکارو یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولا۔ "کہاں چلا گیا وہ اور.... وہ غار...."

"خاموش۔" مکالا نے برق رفتاری سے سوکارو کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "اپنی گندی زبان بند رکھ۔ غار کی باتیں ذہن سے نکال دے۔ میری بات ذہن نشین کر لے۔" پھر مکالا نے مدھم لہجے میں وہی کہانی اور دفینا کے بوڑھے جادوگر کو سنا دی جو وہ سمورا اور قبیلے کے لوگوں کو سنا چکا تھا۔

"تو عظیم ہے مکالا!" سوکارو نے تعریفی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "کالوری کی واپسی تیری سب سے بڑی جیت ہوگی۔ سمورا کا سورج اب بہت جلد غروب ہو جائے گا۔"

"تیرا جادو اور کالا علم کیا کہتا ہے؟ کیا مردار کالوری کو واپس لے آئے گا؟" اس بار مکالا نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"عبادت گاہ سے باہر نکل مکالا! یہاں مجھے سینے میں اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے دیوتا تیرے گندے وجود کو زیادہ دیر نہ برداشت کرنا چاہتا ہو۔" مکالا نے اور دے کے بت پر ایک نظر ڈالتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "چل، جلدی کر، مقدس دیوتا کی نگاہوں سے دور ہو جا۔"

سوکارو اور مکالا دروازے کی جانب بڑھے۔ مجھے اپنا دم سینے کی گہرائیوں میں گھٹتا محسوس ہوا۔ ایک لمحے کو میں بھول گیا تھا کہ دیبک میرے منہ میں موجود ہے لیکن جب وہ دونوں میرے قریب سے گزر کر عبادت گاہ کے صحن میں پہنچے تو میں نے اطمینان کا سانس لیا پھر پلٹ کر میں بھی ان کے پیچھے قدم اٹھانے لگا۔

"سوکارو!" اچانک مکالا نے بوڑھے جادوگر کو شانوں سے پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔ "مکالا کی کہانی یاد رکھنا۔ اگر تو نے غار والی داستان کے سلسلے میں زبان کھولی تو تیری لاش پر مکھیاں بھی بھنبھنانے سے انکار کر دیں گی۔"

"میں بھول چکا ہوں، سب کچھ فراموش کر چکا ہوں۔ مجھے صرف ایک بات یاد ہے، مکالا قہر اور دہشت کا دوسرا نام ہے۔ مکالا عظیم ہے۔" سوکارو نے سرسری آواز میں جواب دیا پھر عقیدت بھرے انداز میں مکالا کے گرد ناچنے لگا۔

جیکب کی زبان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہو رہی تھی۔ سوکارو رقص کرتا ہوا عبادت گاہ سے باہر جا رہا تھا۔ جینی کی پراسرار روح نے ایک نئے روپ میں سامنے آکر اپنی گندی زبان کے لعاب سے سوکارو کا زخم مندمل کر کے اسے دوبارہ قدموں پر کھڑا کر دیا تھا۔ ہر بات اسی انداز میں پیش آ رہی تھی جس طرح پیش گوئی کی گئی تھی مگر سمورا اور اس کے قبیلے کے لوگ نہ جانے کیوں غائب تھے۔

سوکارو اور مکالا کے ساتھ ساتھ میں بھی عبادت گاہ سے باہر آگیا۔ میرا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ میں نے اندھیرے کے باوجود اطراف کا جائزہ لیا۔ وہاں بظاہر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ مکالا سینہ تانے گردن اونچی کیے بڑے شاہانہ انداز میں آہستہ آہستہ عبادت گاہ سے دور ہو رہا تھا اور سوکارو جو ہڈیوں کا پنجر ہی نظر آتا تھا اس کے ارد گرد وحشیوں کے روایتی انداز میں رقص کر رہا تھا پھر اچانک مکالا کے قدم تھم گئے۔ سوکارو بھی رقص کرتے کرتے یک لخت رک گیا۔

مومی مشعل کی روشنی نے مجھے بھی اپنی سمت متوجہ کر لیا اور تب میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں نے سمورا اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو نتیجہ اخذ کیا تھا وہ غلط تھا۔ انھوں نے زیادہ دانش مندی کا ثبوت دیا تھا۔ وہ عبادت گاہ سے کچھ فاصلے پر چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی صورت میں درختوں کی آڑ میں روپوش تھے ایک دم جتھے کی صورت میں سامنے آئے تو مکالا اور سوکارو بھی ششدر رہ گئے۔ منامہ کے ایک نائب نے مومی مشعل اپنے ہاتھ میں بلند کر رکھی تھی۔ سمورا اور منامہ آگے آگے تھے۔ ان کے ساتھ مصنوعی چہرے والے کچھ لوگ تھے اور کچھ دوسرے افراد بھی تھے جو یقیناً سمورا نے جیکب کی ایما پر جمع کیے ہوں گے۔

سمورا کے چہرے پر مسرتیں دمک رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ بڑے پروقار انداز میں زمین پر قدم جمائے کھڑا مکالا اور سوکارو کو دیکھ رہا تھا۔ میں قدم بڑھاتا مجمع کے قریب چلا گیا جہاں سے میں دونوں فریق کے چہروں کے تاثرات بہ آسانی دیکھ سکتا تھا۔ کچھ دیر تک سمورا اور مکالا ایک دوسرے کو نگاہوں میں تولتے رہے پھر سمورا کی ٹھوس آواز سنائی دی۔

"مکالا! اور دفینا کا سردار تجھے خبیث سوکارو کی زندگی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" مکالا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے مقدس روحوں نے یہی بتایا تھا کہ بدبخت سوکارو کے ساتھ جو حادثہ پیش آیا ہے۔ اس کی تمام ذمے داری کالوری کی ذات پر عائد ہوتی ہے۔"

"کیا عظیم مکالا ہمارے اکابرین کے سامنے ان مقدس روحوں کا نام لینا پسند کرے گا جنھوں نے کالوری کو حالات کا ذمے دار قرار دیا اور معزز سمورا کی شخصیت کو اس حادثے میں ملوث کرنے کی کوشش کی۔" اس بار منامہ نے اونچی آواز میں دریافت کیا۔

"نہیں۔" مکالا سختی سے بولا۔ "مقدس روحوں کی نشاندہی کر کے میں ان کے نادیدہ عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ منامہ کو میرے بیان پر اگر شبہ ہے تو اس شبہے کی وجہ بیان کی جائے۔"

"اگر سوکارو عبادت گاہ میں دیوتا کے قدموں کے سامنے مر گیا ہوتا تو معزز سمورا کی سربلندی قبیلے والوں کی نگاہوں میں مشکوک ہو جاتی۔ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا؟" منامہ سنجیدگی سے بولا۔

"بے شک۔ مقدس روحوں کا یہی خیال تھا کہ سردار نے کالوری کو اجنبیوں کے حوالے کر کے اچھا نہیں کیا۔"

"اور اب مقدس روحوں کا کیا خیال ہے؟" منامہ نے پوچھا۔

جوشہ انداز میں سوال کیا۔

"دیوتا اوڈو نے مقدس روحوں کا کہا غلط کر دکھایا! ایسا کیوں اور کیسے ہوا اس کی وجہ دیوتا کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا! البتہ عظیم اوڈو نے بدبخت سوکارڈو کو نئی زندگی دے کر سردار کے دامن کو داغ دار ہونے سے بچالیا۔" مکالا نے انتہائی ڈھٹائی سے جواب دیا پھر براہِ راست سمورا سے مخاطب ہوا۔ "کیا میری فرمائش پر کالوری کو قبیلے میں واپس بلالیا گیا ہے؟"

"نہیں۔" سمورا نے دبنگ لہجے میں جواب دیا۔ "قبیلے کے تمام لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ سمندری دیوتا نے مجھے رسوائی کے عذاب سے نجات دلائی تھی اور ہم نے ان کی خدمت کا عہد کیا تھا۔"

"لیکن میرا کالا علم اب بھی یہی کہتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں۔" سوکارڈو نے پہلی بار زبان کھولی۔

"اگر تیرا علم سچا ہے تو پھر ابھی تک وہ تیرے گندے علم کا نشانہ کیوں نہیں بنے؟" منامانے سرد آواز میں سوال کیا۔

"کچھ نادیدہ قوتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔"

"وہ آسمانی قوتیں ہیں جو صرف دیوتاؤں کے حصے میں آتی ہیں۔"

"سوکارڈو کا علم آج تک کبھی غلط ثابت نہیں ہوا۔"

"پھر اب تجھے بار بار ناکامی کا منہ کیوں دیکھنا پڑ رہا ہے؟"

"مقدس روحیں...."

"اپنی گندی زبان بند کر بدبخت!" اس بار سمورا گرج کر بولا۔ "تیرا ناپاک عمل سمندر اور ہواؤں کے دیوتا کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ وہ عظیم اور لازوال قوتوں کے مالک ہیں۔ منحوس لمحات کی پیداوار! کیا تو یقین کرے گا کہ بھونپو نے پیش گوئی کی تھی کہ آج رات تو رقص کرتا ہوا عبادت گاہ سے باہر آجائے گا۔ ہم اسی کی پیش گوئی کا کرشمہ دیکھنے یہاں جمع ہوئے ہیں۔"

"ہاں مکالا! یہ سچ ہے۔" مصنوعی چہرے والوں نے مکالا کو سردار کی بات کا یقین دلانے کی کوشش کی۔

مکالا نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چہرے پر کسی قسم کے فکر و تردد کے تاثرات بھی نہیں ابھرے۔ بدستور اپنی جگہ کسی آہنی چٹان کی مانند جما کھڑا سمورا اور اس کے ساتھیوں کو گھورتا رہا البتہ سوکارڈو کے چہرے کا رنگ بڑی تیزی سے بدل رہا تھا۔ جیکب کی پیش گوئی والی بات سن کر اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

"تو کس سوچ میں ڈوبا ہے مکالا؟" سمورا نے تھوڑے توقف کے بعد بلند آواز میں کہا۔ "کیا تجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ تیرا بدبخت دوست عظیم دیوتا کے رحم سے دوبارہ زندہ ہو کر تیرے برابر اپنے قدموں پر کھڑا ہے اور سمورا کی ذات ایک الزام کی زد میں آتے آتے رہ گئی۔"

"سردار سمورا! کیا تو نے سمندر اور ہواؤں کے دیوتاؤں سے کالوری کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا؟" مکالا نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"ہاں۔" میں نے تیری ایما پر ایسا کرنے کی جسارت کی تھی۔"

"پھر؟"

"سمندری دیوتا نے کالوری کی واپسی کا مطالبہ سختی سے رد کردیا اور پھر بھونپو نے بدبخت سوکارڈو کی زندگی کی پیش گوئی کرکے میری زبان بند کردی۔"

"میں ایک بار پھر کالوری کا مطالبہ کرتا ہوں۔" مکالا نے اس بار بگڑے ہوئے تیوروں سے سینہ ٹھونک کر بلند آواز میں کہا۔

"مکالا!" سمورا کے تیور بھی خطرناک ہوگئے۔ "کیا تو دیوتاؤں کے عتاب کو للکارنے کی کوشش کر رہا ہے؟"

"مکالا اوڈو کا پجاری ہے اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔"

"تیری خودسری قبیلے کے دوسرے لوگوں کے لیے بھی تباہی اور بربادی...."

سمورا اپنا جملہ مکمل نہ کرسکا۔ اس کے سیدھے ہاتھ پر کھڑے ہوئے ایک مصنوعی چہرے والے کے حلق سے بلند ہونے والی چیخ اس قدر کربناک اور بھیانک تھی کہ سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔ منامانے تیزی سے پلٹا لیکن چیخنے والے نے زمین پر گر کر یوں تڑپنا شروع کردیا جیسے کسی شدید اذیت سے دوچار ہو۔ اس نے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ اسی وقت جینی کی پُراسرار آواز میرے کانوں میں سرسرائی۔

"میں نے تمہارے لیے ایک اور آسانی پیدا کردی ہے۔ مصنوعی چہرے والے کی پُراسرار موت مکالا کو تم لوگوں سے خوف زدہ کردینے کے لیے کافی ہے۔"

"لیکن اس کا قصور کیا تھا؟"

"وہ مکالا کا ہم راز اور ساتھی تھا لیکن تم ان چکروں میں مت پڑو۔" جینی نے کہا۔ "میں اس وقت تمہیں ایک اور بُری خبر سنانا چاہتی ہوں۔ کالوری درندگی کا شکار ہو کر موت سے دوچار ہوچکی ہے۔ اس کی لاش تمہاری رہائش گاہ کے قریب موجود ہے۔"

"یہ کیسے ہوا ہے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "کیا اسے بھی تم نے....؟"

"وقت مت ضائع کرو۔" جینی نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم بلند آواز میں اعلان کرو کہ مصنوعی چہرے والے کی موت تمہارا عتاب کا نتیجہ ہے اور تم ہی نے مکالا کے مطالبے پر اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کالوری کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کی لاش کو

قبیلے والوں کے لیے تحفے کے طور پر کھلے آسمان کے نیچے ڈال دیا ہے۔"

"لیکن اس طرح حالات...."

"میں جارہی ہوں جان! کچھ مجبوری ایسی ہے کہ زیادہ دیر تک تمہارے قریب نہیں ٹھہر سکتی۔"

میں نے دو تین بار جینی کو آواز دی لیکن وہ شاید جاچکی تھی۔ پھر میں نے دل کڑا کرکے کرخت آواز میں وہی سب کچھ دہرا دیا جو جینی نے کہا تھا۔ اس کے بعد میں ربیک کو بدستور منہ میں دبائے اپنی رہائش گاہ کی سمت بے تحاشہ دوڑنے لگا۔ میرے پیچھے بے شمار قدموں کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

❁

کالوری کی ادھڑی ہوئی لاش ہماری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر کھلے آسمان کے نیچے پڑی تھی۔ پہلی نظر میں ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی آدم خور درندے کا شکار ہو گئی ہو۔ اس کے جسم پر جا بجا ایسی خراشیں نظر آرہی تھیں جیسے کسی تیز دھار آلے یا ناخنوں سے اسے کدوکش کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ چہرہ خون سے لت پت تھا۔ پھٹی پھٹی خوف زدہ آنکھیں حلقوں سے ابلی دکھائی دے رہی تھیں۔ مرنے سے پیشتر اس نے جو منظر دیکھا تھا وہ یقیناً اتنا ہی دہشت ناک اور ڈراؤنا تھا کہ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ سر کے بال اس طرح گرد آلود اور الجھے الجھے تھے جیسے اسے مرنے کے بعد بھی زمین پر ٹانگیں پکڑ کر دور تک گھسیٹا گیا ہو۔

لاش کے گرد دیکھتے ہی دیکھتے اچھی خاصی بھیڑ لگ گئی۔ سمورا، مناما اور اس کے ساتھی حیرت بھری نظروں سے کالوری کی اکڑی ہوئی سرد لاش کو دیکھ رہے تھے۔ مکالا کا چہرہ سپاٹ تھا۔ وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے یوں اپنی مٹھیاں بھینچنے لگتا تھا جیسے شدید غصے کے عالم میں ہو۔ سوکارڈو اس کے قریب ہی موجود تھا۔

عبادت گاہ سے واپسی پر میں سیدھا اپنی رہائش گاہ پہنچا اور ربیک منہ سے نکالنے کے بعد میں نے کیلاش کو بیدار کیا۔ اسے کالوری کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ جب میں نے اسے کالوری کی لاش کی اطلاع دی تو ایک لمحے کو کیلاش کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھرے جیسے اس کی کوئی عزیز شے اچانک چھن گئی ہو لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پالیا۔ اس کے بعد ہم ایک ساتھ ہی وہاں سے روانہ ہوئے۔

راستے میں میں نے کیلاش کو پھر ایک نئی کہانی سنائی۔ میں نے اسے بتایا کہ لوگوں کے شور و غل کی آوازیں سن کر میری آنکھ کھلی پھر کالوری کی لاش اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد میں نے اسے حالات سے باخبر کرنا ضروری سمجھا۔ میری کہانی میں خاصے جھول تھے لیکن حادثے کی اچانک اطلاع نے کیلاش کو اتنا گڑبڑا دیا تھا کہ اس نے مجھ سے مزید کوئی استفسار نہیں کیا۔ اس خیال سے کہ کیلاش موقع واردات پر پہنچ کر کسی بوکھلاہٹ کا ثبوت نہ دے میں نے جینی کا حوالہ دے کر اسے باور کرا دیا کہ کالوری کی موت میں بھی ان ہی نادیدہ قوتوں کا ہاتھ ہے جو ہماری مدد کر رہی تھیں۔

کیلاش نے جیکب کو بھی بیدار کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس کا خیال تھا کہ جیکب کو اس وقت تنہا رہائش گاہ پر چھوڑنا مناسب نہ ہوگا لیکن میں نے منع کردیا۔ ایسے موقعے پر جیکب کو ساتھ لے جانا میرے نزدیک قطعی غیر دانش مندانہ اقدام ہوتا۔ صورتِ حال کی نزاکت کے پیشِ نظر اس کے منہ سے نکلا ہوا کوئی غلط جملہ پورے ڈرامے کی ناکامی کا باعث بن سکتا تھا۔ کیلاش نے تھوڑی سی بحث کے بعد میری تجویز سے اتفاق کرلیا۔ جیکب کو اس کے بستر ہی پر محوِ خواب رہنے دیا۔ راستے میں اس نے مجھ سے پوچھا۔ "کیا جینی نے کالوری کی موت کی کوئی وجہ نہیں بتائی؟"

"وہ مکالا اور اس کے ساتھیوں پر ظاہر کرنا چاہتی ہے کہ انہیں کالوری کی واپسی کا مطالبہ اچھا نہیں لگا لہٰذا ہم نے اسے زندگی کی قید سے آزاد کرکے واپس کردیا۔"

"سوکارڈو کا کیا بنا؟ کیا وہ عبادت گاہ سے باہر آگیا؟"

"ہاں جینی نے یہی بتایا ہے؟"

ہم دونوں مجمعے کے قریب جاکر رک گئے۔ میں نے کیلاش کے چہرے کا جائزہ لیا۔ میرا خیال تھا کہ کالوری کی موت کی خبر پاکر اسے فوری طور پر جو دھچکا پہنچا تھا اس کا اثر جائے حادثہ پر پہنچ کر دوبارہ ظاہر ہوگا لیکن میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ کیلاش جو عادی طور پر سوچن تھا اپنی جگہ ثابت قدم رہا۔ کالوری کی لاش دیکھنے کے بعد بھی وہ حیرت انگیز طور پر مطمئن نظر آرہا تھا۔

"لاش کے بارے میں تمہارا کیا اندازہ ہے؟" میں نے دبی زبان میں دریافت کیا۔

"یہ کسی نادیدہ قوت کی حرکت نہیں معلوم دیتی۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا۔

"کیا مطلب؟"

"میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ کالوری کی موت میں کسی سفاک قاتل کا ہاتھ ہے جسے جنونی بھی کہا جاسکتا ہے۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"اگر پُراسرار قوتوں کو صرف کالوری کی موت ہی مقصود تھی تو

سیدھا سادا طریقہ بھی اختیار کیا جا سکتا تھا۔ لاش کی بے حرمتی کی کیا ضرورت تھی؟"

"لاش کی بے حرمتی سے تمہاری کیا مراد ہے؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ممکن ہے میرا خیال غلط ہو لیکن لاش کی ظاہری حالت یہی بتاتی ہے کہ کالوری کی موت کسی اور جگہ واقع ہوئی ہے۔ اس کے مردہ جسم کو یہاں تک نہایت بے دردی سے گھسیٹ کر لایا گیا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لاش کو بغور دیکھنے کے بعد میں نے بھی یہی رائے قائم کی تھی جس کا اظہار کیلاش کر رہا تھا۔ کالوری کی موت کی اطلاع مجھے جینی نے دی تھی لیکن اس کی باتوں سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس واردات میں اس کا ہاتھ نہیں۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے کوئی معقول جواب نہیں دیا، کسی مجبوری کا اظہار کر کے وہ بہت جلدی ہی واپس چلی گئی تھی۔

پھر اگر کالوری کی موت میں جینی کا ہاتھ نہیں تھا تو اسے کس نے موت کے گھاٹ اتارا اور اس کی وجہ کیا تھی؟ میرے ذہن میں یہ سوال تیزی سے ابھرا مصنوعی چہرے والے کی موت کے سلسلے میں جینی کا اعتراف میرے لیے قابلِ غور بن گیا۔ اگر اس نے کالوری کو بھی ٹھکانے لگایا ہوتا تو وہ یقیناً اس کا اقرار بھی کر لیتی۔ پھر اس کا جملہ میرے ذہن میں گونج اٹھا۔ جینی نے کہا تھا کہ وہ مجھے ایک بری خبر سنانا چاہتی ہے، مطلب صاف تھا۔ کالوری کی موت کی اطلاع اسے بھی کسی اور ذریعے سے ملی ہو گی لیکن وہ ذریعہ کیا تھا؟

میرا ذہن اسی ادھیڑ بن میں لگا تھا کہ اچانک سمورا لاش کے قریب سے ہٹ کر تیزی سے ہمارے قریب آ گیا۔ شاید اس نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔ ہیں قدموں کی آہٹ پا کر چونکا پھر سمورا کو دیکھتے ہی ہم نے اپنے چہروں پر دیوتاؤں جیسا رعب اور دبدبہ قائم کر لیا۔ کیلاش ایسی نگاہوں سے سمورا کو دیکھ رہا تھا جیسے کچا ہی چبا جانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

"سمندری دیوتا! تم عظیم ہو، وہی ہوا جس کی پیش گوئی بھونپونے کی تھی۔"

"ہم نے بھی تم سے یہی کہا تھا سمورا!" کیلاش نے ٹھوس مگر حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ "دیوتا اور یگا نے سوکارو کی روح ہمارے قبضے میں دے دی تھی اور ہم نے صرف تمہاری خاطر اسے نئی زندگی عطا کر دی ہے۔"

"لیکن ہم مکالا سے خوش نہیں۔" میں نے بھی نفرت کا اظہار کیا۔ "اس نے کالوری کی واپسی کا مطالبہ کر کے ہمارے قہر کو للکارا تھا جس کا نتیجہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے۔"

"سمورا بے گناہ ہے۔ مقدس اورد کی قسم اگر تم نے میرا ساتھ نہ دیا ہوتا تو میں برباد ہو گیا ہوتا۔" سمورا لجاجت سے بولا۔

"ہم جانتے ہیں کہ تم بے قصور ہو لیکن تمہارے دیوتا کیگا بھی موجود ہیں جو تمہیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیں گی۔" کیلاش نے سرد لہجے میں کہا۔ "ہم اب سنجیدگی سے آسمانوں کی طرف واپس جانے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔"

"کیا تم مجھ سے خفا ہو سمندری دیوتا؟"

"بات خفگی کی نہیں ہمارے عتاب کی ہے۔ اگر ہم نے کسی دن غصے میں اپنی آنکھوں کے زاویے بدل لیے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟ سمندری طوفان بپھر کر اور دفینا کی بستی کو نگل جائے گا۔"

"نہیں سمندری دیوتا نہیں۔" سمورا ہمارے آگے ہاتھ جوڑ کر ماتھا رگڑنے لگا۔ اس کی آواز سن کر اس کے ساتھی بھی ہماری طرف متوجہ ہو گئے پھر جو بھیڑ کالوری کی لاش کی گرد اکٹھا تھی۔ وہ ہمارے اطراف پھیل گئی۔ مکالا سمورا کی پشت پر آ کر تھم گیا۔ اس کے تیور بے حد تیکھے نظر آ رہے تھے، پلکیں جھپکائے بغیر وہ ٹکٹکی باندھے ہماری سمت گھور رہا تھا۔ سوکارو مصنوعی چہرے والے کے قریب موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کی لیکن ہمیں اپنے سامنے دیکھ کر اس کی نگاہوں کے تیور بھی تبدیل ہو رہے تھے۔ البتہ قبیلے کے سربرآوردہ لوگ ہمیں عقیدت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، شاید اس لیے کہ انہیں سمورا کی زبانی جیکب کی پیش گوئی کا علم ہو گیا تھا اور وہ اپنی آنکھوں سے سوکارو کو عبادت گاہ سے رقص کرتے ہوئے نکلتا دیکھ چکے تھے۔

کچھ دیر تک ہمارے درمیان نگاہوں کا تصادم ہوتا رہا۔ سمورا کی حالت قابلِ دید تھی۔ مکالا کو دیکھ کر وہ بری طرح نروس ہو رہا تھا۔ اس نے قریب جا کر مدھم آواز میں مکالا سے کچھ کہا بھی لیکن مکالا نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے سمورا کی موجودگی کو سرے سے محسوس ہی نہ کیا ہو یا پھر اس کی جانب توجہ دینا ضروری نہ سمجھا ہو۔

عام حالات میں وہ سچویشن میرے لیے یقیناً بے حد تشویش ناک ہوتی لیکن ربیک کی موجودگی میں مجھے کسی بات کا خوف نہیں محسوس ہوا۔ بساط کا رخ پلٹتا دیکھ کر میں پل بھر میں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو سکتا تھا اور اس کے بعد انہیں اپنی نادیدہ قوتوں کا یقین دلانے کے لیے حتی الامکان اچھل کود کر سکتا تھا۔ میرے ہاتھ میں لکڑی کی وہ انگوٹھی بھی موجود تھی جو میں نے مجذوب سے حاصل کی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھے یقین تھا کہ اس انگوٹھی کی موجودگی میں کوئی بھی گندی یا شیطانی طاقت میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔

"مکالا!" کیلاش کی دبنگ آواز خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔ "تم نے سمورا سے کالوری کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ ہم نے تمہارا مطالبہ تسلیم کر لیا، کالوری کو واپس لوٹا دیا، اب تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔"

"سمندری دیوتا! تم نے ہمارے قبیلے کی ایک عورت کو مار کر اچھا نہیں کیا۔" مکالا سپاٹ آواز میں بولا۔ "وقت کی رفتار اس وقت تمہارے ساتھ ہے اس لیے تم اپنا وار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔"

"تمہارے لہجے سے گستاخی ابھی دور نہیں ہوئی۔" میں نے مکالا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تمہیں دیوتاؤں سے گفتگو کرتے وقت اپنی حیثیت اور ان کے مرتبے کا خیال رکھنا چاہیے۔"

"مقدس اور عظیم اورو کی قسم۔ مکالا مر سکتا ہے لیکن کسی کے آگے گھٹنے نہیں ٹیک سکتا۔" مکالا نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

"مکالا! اپنی زبان بند کر لے۔" اس بار سمورا نے اسے تنبیہ کی۔ "میں قبیلے کے سردار کی حیثیت سے تجھے خاموش رہنے کا حکم دیتا ہوں۔"

جواب میں مکالا کسی زخمی چیتے کی طرح تیزی سے پلٹا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس پر حملہ کر بیٹھے گا۔ اس کے تیور یکلخت بے حد خطرناک ہو گئے تھے لیکن اسی وقت منا ما کی آواز ابھری۔

"مکالا! کیا ہم نے سمورا کو سردار بناتے وقت اس کی اطاعت کا عہد نہیں کیا تھا؟ یاد رکھ، سردار کا ایک اشارہ پورے قبیلے کے لوگوں کو تیری دشمنی پر آمادہ کر سکتا ہے۔ تو اکیلا کس کس کا مقابلہ کرتا پھرے گا؟"

مکالا ایک بار پھر ایڑیوں پر گھوما۔ اس نے منا ما کو حقارت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ بڑی مشکل سے خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر منا ما نے بروقت اسے نہ ٹوکا ہوتا تو شاید بات بگڑ چکی ہوتی لیکن منا ما کی بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔

"کیا تو بھول رہا ہے کہ سمندری دیوتا نے سب کو موسٰی کے عذاب سے نجات دلائی تھی؟" سمورا بلند آواز میں بولا۔ "میں نے قبیلے والوں کی موجودگی میں سمندر اور ہواؤں کے دیوتا کو زبان دی تھی کہ ہم ان کا احترام کریں گے۔"

"ہاں مجھے رفتہ رفتہ یاد آ رہا ہے۔" مکالا نے معنی خیز انداز میں سمورا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "مقدس منا ما نے مجھے سچ بتا دیا۔ مجھے وہ وقت بھی یاد آ گیا جب یوگا کے بعد ہم نے تمہیں اپنا سردار منتخب کیا تھا۔"

"مکالا!" سمورا کا لب و لہجہ اچانک نرم پڑ گیا۔ "حالات کو سمجھنے کی کوشش کر۔"

"میں سمجھ رہا ہوں مقدس سردار!" مکالا نے چبھتے ہوئے لہجے میں جواب دیا پھر وہ ہماری طرف پلٹ کر بولا۔ "تم نے مکالا کا مطالبہ پورا کر کے اس کی عزت بڑھائی ہے۔ مکالا تمہارا اس احسان کو یاد رکھے گا۔"

"ہم نے تم پر ایک احسان اور بھی کیا ہے۔" کیلاش نے پروقار انداز میں جواب دیا۔ "سوکارو کو موت کے چنگل سے نجات دلا کر دوبارہ تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ کیا تم اس احسان کا شکریہ نہیں ادا کرو گے؟"

"ہاں تم نے بدبخت سوکارو کی جان بچا کر مجھ پر ایک اور احسان کیا ہے۔ مکالا تمہارے احسانوں کا حساب بہت جلد چکتا کر دے گا۔" مکالا کے لہجے میں دوبارہ درندگی آ گئی۔ کیلاش کی بات نے جلتی پر تیل کا کام دکھایا تھا۔ مکالا ایک لخت بھڑک اٹھا۔

"نہیں مکالا! نہیں۔" اس بار سوکارو نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "دیوتا تیرا اقبال بلند رکھے۔ تجھے سردار اور مقدس منا ما کے سامنے اپنی آواز اونچی نہیں کرنا چاہیے۔"

"چمگادڑ کی غلیظ بیٹ! کیا تو مکالا کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے؟" مکالا بپھرے بادلوں کی طرح گرج کر بولا۔

"ہواؤں کے رخ کو سمجھنے کی کوشش کر عظیم مکالا!" سوکارو نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "میری نگاہیں مقدس یوگا کی بے چین روح کو دیکھ رہی ہیں۔ شاید وہ بھی تجھے آوازیں دے رہا ہے۔ کان لگا کر غور سے سن مکالا! یوگا کی روح تجھ سے کچھ طلب کر رہی ہے۔"

"ہاں ہاں مجھے یاد آ گیا۔" مکالا نے فوری طور پر کچھ سنبھلتے ہوئے پراسرار انداز اختیار کیا۔ سمورا کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "یوگا نے ایک بار مجھے نصیحت کی تھی کہ میں خون کی گرمی اور گرم جوشی پر قابو رکھنے کی عادت ڈالوں۔ میں شاید طوفانوں کی طرح ہر بند توڑ کر گزر جانے کا عادی ہو گیا ہوں۔ یوگا نے کہا تھا کہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اس لیے انسان کو صبر سے اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ وہ بڑا عظیم تھا۔ یارس کا یار تھا لیکن..."

مکالا نے اپنا جملہ مکمل نہیں کیا وہ سمورا کو گھورنے لگا جس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ سوکارو کا اشارہ بہت نمایاں اور صاف تھا۔ اس نے مکالا کو یاد دلانے کی کوشش کی تھی کہ یوگا کا آخری حربہ ابھی ان کے پاس ہے جس کے ذریعے سمورا کی تنی ہوئی گردن کو جھکایا جا سکتا ہے اور قبیلے کے لوگوں کو اس کے خلاف بغاوت پر اکسایا جا سکتا ہے۔

سمورا کی حالت قابلِ رحم تھی۔ کیلاش اور میں خاموش کھڑے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ مکالا آہستہ آہستہ سمورا پر غالب

آتا جارہا تھا بناما اور اس کے ساتھی بھی سمورا کی کیفیت کو محسوس کر رہے تھے پھر مجھے سمورا کی حالت پر رحم آ گیا۔ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”سردار سمورا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم اس وقت کسی خاص ذہنی خلفشار میں مبتلا ہو؟“

”نہیں“ سمورا نے بے بسی سے اپنی الجھن چھپاتے ہوئے کہا۔ ”ایسی کوئی بات نہیں ہے ہواؤں کے دیوتا!“

”ٹالنے کی کوشش مت کرو۔ ہماری دوربین نظریں سب کچھ دیکھ رہی ہیں“ میں نے سپاٹ لہجے میں کہا ”ہم اور وفینا کے سابقہ سردار لوگا کو بھی دیکھ رہے ہیں جس کی روح آہنی اور سنگلاخ دیواروں کے درمیان قید ہے۔“

سمورا میرا جواب سن کر زرد پڑ گیا۔ سوکارو نے مجھے چونک کر دیکھا اور مکالا کی نگاہوں میں خون کے ڈورے تیرنے لگے۔ وہ ایک قدم بڑھا کر میرے قریب آ گیا۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرسراتی آواز میں بولا ”تم کیا جانتے ہو لوگا کے بارے میں؟“

”وہ سب کچھ جو تم اور تمہارے ساتھی نہیں جانتے“ میں نے پہلی بار جواب میں مکالا کو خوں خوار نظروں سے گھورا۔

”گویا میرا اندیشہ درست نکلا۔ سردار نے تمہیں اپنا رازدار بنا لیا ہے اور اب تم اس کی پشت پناہی کرو گے۔“

”یہ تمہارا وہم ہے۔ سمورا نے ہمیں کچھ نہیں بتایا لیکن ہماری پراسرار قوتوں نے ....“

”مکالا ایک بار دھوکا کھا گیا لیکن دوسری بار وہ محتاط رہے گا“ اس نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے سرد آواز میں جواب دیا ”بدبخت سوکارو نے اگر مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کیا ہوتا تو وہ غار تمہاری زندگی کی آخری آرام گاہ بن جاتا۔“

مکالا کی آواز اتنی مدھم تھی کہ سمورا یا اس کے ساتھی اس کا جملہ نہ سن سکے، البتہ کیلاش غار کا حوالہ سن کر چونک اٹھی۔ میں کیلاش کی سمت متوجہ ہونے کے بجائے مکالا کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں درندگی رقص کر رہی تھی۔ وہ نگاہوں نگاہوں میں میری طاقت کی پیمائش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میری خاموشی اس کے حوصلے اور بلند کر دیتی چنانچہ میں مسکرا دیا اور مکالا کو گھورتے ہوئے کہا ”کس غار کی بات کر رہے ہو؟ میں سمجھا نہیں۔“

”مکالا نے آج تک کسی کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکے۔ تمہیں اس کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا۔“

”سوکارو کو بتیس آنے والا حادثہ شاید ابھی تک تمہارے اعصاب پر طاری ہے؟“ میں نے سنجیدگی سے کہا۔

”تم ایک بار جس شعبدہ بازی کا مظاہرہ کر چکے ہو وہ دوبارہ تمہیں مکالا کے عتاب سے نہیں بچا سکے گی۔“

”ابھی کچھ دیر پیشتر تم مقدس لوگا کی گفتگو کر رہے تھے“ کیلاش نے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا ”یہ غار اور شعبدہ بازی کا ذکر کہاں سے آ گیا؟“

”اس کا جواب تمہیں ہواؤں کا دیوتا دے گا جو میری آنکھوں میں دھول جھونک کر ....“

”مکالا!“ میں نے اس بار بلند آواز میں اسے للکارا ”تم گستاخ ہونے جا رہے ہو۔ اپنی زبان کو لگام دو ورنہ ہمیں تمہیں بھی کوئی سبق دینا پڑے گا۔ زندگی چاہتے ہو تو کالوری کی لاش کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر ہماری نگاہوں سے دور ہو جاؤ۔“

”مکالا! کیا تم اپنی شرارت سے باز نہیں آؤ گے؟“ سمورا نے ایک بار پھر اسے تنبیہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز میں وہ پہلے جیسی گھن گرج نہیں تھی۔ شاید لوگا کے حوالے نے اسے بزدل بنا دیا تھا۔ قبیلے کے معزز افراد کی موجودگی میں وہ کھل کر مکالا کے ساتھ کوئی دو ٹوک فیصلہ کرنے سے قاصر تھا۔

”سوکارو!“ مکالا نے سمورا کو جواب دینے کے بجائے اور وفینا کے بوڑھے جادوگر کو غضب ناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے خوں خوار لہجے میں مخاطب کیا ”اپنی گندی اور ناپاک زبان پر پڑے قفل توڑ دے۔ قبیلے کے تمام چودھری اس وقت یہاں موجود ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں بتا دے کہ ان دونوں دیوتاؤں کی اصلیت کیا ہے۔“

”مکالا! میرا کہا مان لے ....“

”بدبخت بوڑھے“ مکالا نے چیخ کر سوکارو کی آواز دبا دی۔ گرجتے ہوئے بولا ”مکالا تجھے زبان کھولنے کا حکم دیتا ہے اگر تو نے انکار کیا تو میں تیرے گندے جسم کی دھجیاں اڑا دوں گا۔“

مکالا نے اچانک بے قابو ہو کر جو صورتِ حال پیدا کر دی تھی وہ ہمارے لیے بے حد نازک تھی۔ میں نے اسے کالوری کی موت کی آڑ لے کر مرعوب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اچانک ہی غصے سے اکھڑ گیا۔ سمورا کی بار بار کی مداخلت نے اس کے غصے کو ہوا دے کر بھڑکا دیا تھا۔ مجھے اس وقت جینی یاد آ گئی۔ اب صرف اسی کی پراسرار قوت ہمارے دیوتا والے ڈھونگ کی حیثیت کو برقرار رکھ سکتی تھی۔ وہ چاہتی تو مکالا کو بھرے مجمعے میں کسی مضحکہ خیز صورتِ حال سے دوچار کر کے اس کے دل میں ہمارا خوف بٹھا سکتی تھی۔

میرے علاوہ کیلاش نے بھی بدلتی ہوئی صورتِ حال سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج کا اندازہ لگا لیا تھا چنانچہ مجھے انگریزی میں مخاطب کرتے ہوئے دبی زبان میں بولا ”جمال! کیا تمہارے پاس ریوالور موجود ہے؟“

”نہیں“ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے جواب دیا۔

”بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ ہم کسی طرح اپنی رہائش گاہ تک پہنچ جائیں اس کے بعد تمہیں گھیر کر ان وحشیوں کو ہم سے دور رکھیں گے۔“

”فرار ہونے کا خیال دل سے نکال دو“ میں نے مشورہ دیا۔ ”کسی طرح ان درندوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرو۔“

”ایک صورت اور بھی ہے۔ تم تنہا واپس جا کر ریوالور لانے کی کوشش کرو۔ میں اتنی دیر تک ہجوم کو باتوں میں الجھاتا ہوں۔“

”نہیں کیلاش! میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔“

میں بدستور مکالا کی سمت دیکھ رہا تھا جس کی قہر آلود نظریں سوکارو پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ سوکارو کے بولنے کا منتظر تھا لیکن بوڑھا ساحر کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ سمورا اور رمناما کی نظریں بھی مکالا اور سوکارو کی جانب اٹھ رہی تھیں پھر میں نے اچانک مکالا کو بپھرا ہوا دیکھا۔ پلک جھپکتے میں اس نے اپنا خنجر سیدھے ہاتھ میں تولا، اس کے تیور حد درجہ غضب ناک تھے۔ سوکارو کی خاموشی مکالا کو جنون کی کیفیتوں سے دوچار کر رہی تھی۔ وہ حلق کے بل پوری شدت اور درندگی سے چیخا۔

”خارش زدہ کتے! اب دنیا کی کوئی طاقت تجھے میرے عتاب سے نہیں بچا سکتی، مرنے کے لیے تیار ہو جا۔“

”مکالا!“ میں نے دل کڑا کر کے اس وحشی کو آواز دی۔ ”کیا تو دیوتاؤں کی لازوال قوت کا امتحان لینا چاہتا ہے؟“

مکالا نے میری بات پر کان دھرنے کی زحمت نہیں گوارا کی۔ بجلی کی طرح تڑپ کر اس نے خنجر والا ہاتھ بلند کیا لیکن دوسرے ہی لمحے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نادیدہ قوت نے اسے ربر کی گیند کی مانند ہوا میں اچھال دیا ہو۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا اور وہ خود قلابازیاں کھاتا ہوا میرے قدموں کے قریب آ گیا۔ شاید جینی کی پراسرار قوت ہماری مدد کو آ گئی تھی۔

پہلی بار میں نے مکالا کی آنکھوں میں خوف کی ایک جھلک دیکھی۔ ایک لمحے کو اس نے مجھے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا مگر دوسرے ہی پل وہ کمان کی طرح بل کھا کر اچھلا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی شعلہ بار آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں۔

”نظریں نیچی کر لے مکالا! ورنہ تیرا انجام بہت خطرناک ہو گا۔“ میں نے جینی کی موجودگی کے خیال سے ہمت کرتے ہوئے کہا۔ ”جا، واپس چلا جا۔“

”تم .... تم دیوتا نہیں ہو، میں تمہیں ....“

مکالا اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکا۔ تڑپ کر دوبارہ زمین پر اوندھے منہ گرا اور قلابازیاں کھانے لگا۔ مجھے اب مکمل یقین ہو گیا تھا کہ جینی کی نادیدہ قوت ہماری پشت پناہی کر رہی ہے چنانچہ میں نے دبنگ آواز میں ہجوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اور وفینا کے جاہل اور گنوار لوگو! تم نے مکالا کی گستاخی کا انجام اپنی نگاہوں سے دیکھ لیا۔ بولو، کیا تم اس کی دردناک موت چاہتے ہو۔ میرا ایک اشارہ تمہاری خواہش پوری کرنے کے لیے کافی ہو گا۔“

”رحم، ہواؤں کے دیوتا! رحم“ مصنوعی چہرے والوں نے یک زبان ہو کر کہا ”مکالا کو معاف کر دیا جائے۔ آئندہ یہ تمہاری شان میں گستاخی کرنے کی جسارت نہیں کرے گا۔“

میں نے حقارت سے مکالا پر نظر ڈالی جو زمین پر پڑا بری طرح کراہ رہا تھا۔

”میں تمہارے آگے ہاتھ باندھ کر مکالا کی جان بخشی کی درخواست کرتا ہوں۔“ سمورا نے میرے سامنے گھٹنے کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

”تم ہم سے ایک زہریلے سانپ کی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہو۔ سوچ لو، کہیں یہ نئی زندگی پا کر سب سے پہلے تمہیں ہی ڈسنے کی کوشش نہ کرے۔“

”موت اور زندگی اور یگا کے ہاتھ میں ہے“ سمورا نے جواب دیا۔ ”سردار ہونے کے ناتے میرا فرض ہے کہ اپنے لوگوں کی جان کی حفاظت کروں۔“

”ہم تمہاری درخواست قبول کرتے ہیں“ میں نے سینہ تان کر اکڑتے ہوئے کہا ”اس بدکردار کو اٹھا کر ہماری نگاہوں سے دور کر دو۔“

مصنوعی چہرے والوں نے میرے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی، آگے بڑھ کر انھوں نے درد سے بلبلاتے ہوئے مکالا کو اٹھایا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتے بستی کی جانب لوٹ گئے۔ سوکارو اور قبیلے کے سربرآوردہ لوگوں نے بھی وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا اور گردنیں جھکائے واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔ صرف سمورا باقی رہ گیا جو بدستور ہمارے سامنے ہاتھ جوڑے گھٹنے کے بل بیٹھا تھا۔

”تم، اب کیا چاہتے ہو؟“ میں نے تھوڑے توقف کے بعد سمورا سے دریافت کیا۔

”سمورا کو قدم قدم پر تمہاری مدد درکار ہے“ وہ ملتجی بن گیا ”تم نہ ہوتے تو سوکارو دیوتا کے قدموں میں مر گیا ہوتا اور قبیلے کے لوگ اس کہانی پر یقین کر لیتے جو ان کے ذہن میں زہر کی طرح بھر دی گئی تھی۔“

”اور اب تم نے مکالا کی زندگی کی بھیک بھی طلب کر لی۔“ کیلاش نے نفرت سے کہا ”وہ جو قبیلے میں تمہارا سب سے خطرناک دشمن ہے۔“

”میں جانتا ہوں سمندری دیوتا! لیکن ....“ سمورا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"تم مکالا سے خائف ہو، کیوں؟"

"نہیں سمورا موت کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا مگر..."

سمورا ایک بار پھر ہچکچانے لگا۔

"میں بتاتا ہوں" میں نے سمورا کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا "تم نے مکالا کی زندگی کی درخواست کسی ہمدردی کے جذبے کے تحت نہیں کی۔ اس کی زندگی کے ساتھ تمہاری اپنی زندگی کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔ اس لیے تم نے ایک تیر سے دو شکار کر ڈالے۔ تم تاریک بحر اعظم کے ایک گم گشتہ علاقہ میں رہنے کے باوجود بے حد زیرک اور دور اندیش ہو۔"

"مجھے غلط مت سمجھو ہواؤں کے دیوتا! میں جانتا ہوں کہ میں نے مکالا کی زندگی بچا کر اچھا نہیں کیا۔ وہ اس جزیرے پر میرا سب سے خطرناک اور بدترین دشمن ہے....."

"پہلے نہیں تھا" میں نے لقمہ دیا "ساوری نے جب سے جوانی کی سرحدوں میں قدم جمانا شروع کیا تب سے اس کی نگاہوں کے زاویے تبدیل ہوتے گئے اور اب تمہارے درمیان ساوری کی جوانی ہی رسہ کشی کا سبب بنی ہوئی ہے۔ تم آج مکالا کی ہوس پر ساوری کو بھینٹ چڑھا دو۔ کل سے وہ دوبارہ تمہارا دوست بن جائے گا۔"

"یہ میری زندگی میں ممکن نہیں" سمورا تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

ساوری کے تذکرے نے ایک بار پھر اس کے تیور تیکھے کر دیے تھے۔ وہ خاموش کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔

"سمورا!" کیلاش کچھ سوچتے ہوئے بولا "کیا تمہیں اب بھی ہمارے دیوتا ہونے یا ہماری بے پناہ اور لازوال قوتوں پر کوئی شبہ ہے؟"

"تم... تم میرے محسن ہو" سمورا جلدی سے بولا "مجھے شرمندہ نہ کرو۔"

"ہم نے تمہیں اورو دیوتا کے عتاب سے نجات دلائی ہے۔ ہم نے تمہارے جزیرے پر اپنے آدھے جہاز کو لنگر انداز نہ کیا ہوتا تو مردہ گوشت کا بدنما لوتھڑا رسولی کی شکل میں تمہارے وجود سے بدستور چمٹا رہتا۔"

"میں تمہارا احسان مند ہوں۔"

"ہم نے مکالا کے تین ساتھیوں کو اپنی لازوال قوتوں کے ذریعے غائب نہ کیا ہوتا تو اس رات وہ ساوری کو یقیناً اٹھا لے گئے ہوتے جس رات تم ہمارے آدھے جہاز پر بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار تھے۔ ہم نے بروقت مداخلت نہ کی ہوتی تو ساوری کی زندگی کی تمام چمک دمک ماند پڑ گئی ہوتی۔"

"اوہ" سمورا چونکا "تو... وہ تمہاری ہی نادیدہ قوتوں کا کمال تھا۔"

"سوکارو کی سانس اس کے گندے جسم سے تمام رشتے ناتے توڑ چکی تھی" کیلاش سپاٹ لہجے میں بولا "مقدس اور یگانے اس کی روح کو ہمارے قبضے میں دے دیا تھا اور ہم نے صرف تمہاری درخواست پر اس کی روح کو دوبارہ اس کے جسم میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔"

"تم عظیم ہو۔ تمہاری قوتیں لازوال ہیں۔"

"سمورا! اگر اب ہم کالوری کے بعد تم سے ساوری کا مطالبہ کریں تو؟"

"سمندری دیوتا!" سمورا اپنی جگہ لرز کر رہ گیا۔ اس کی نگاہوں میں بے بسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے۔ کبھی وہ نظریں جھکا کر مٹھیاں بھینچنے لگتا اور کبھی نگاہیں اٹھا کر حیرت بھری نظروں سے کیلاش کو یوں دیکھنے لگتا جیسے اسے اپنی قوت سماعت پر شبہ ہو رہا ہو یا پھر اسے کیلاش سے اس جملے کی توقع نہیں تھی۔

"جواب دو سمورا! کیا تم ہماری خواہش کو پورا کرنے سے انکار کر سکو گے؟" کیلاش نے سرد اور سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"مم... مم... میں تم سے ہاتھ باندھ کر اپنی موت کی درخواست کروں گا" سمورا نے دوبارہ بھکاریوں جیسے انداز میں ہاتھ جوڑ دیے۔

"کیا تم ہمیں وہ وجہ بتانا پسند کرو گے جس نے تمہیں ساوری کے مقابلے میں اپنی زندگی داؤ پر لگا دینے پر مجبور کر دیا ہے؟"

"وہ... وہ میری زندگی کا سب سے اہم اور قیمتی راز ہے۔"

"جسے تم زندگی کی آخری سانسوں تک اپنے وجود کی گہرائیوں میں دفن کیے رہو گے۔ کیوں؟"

"مم... میں ایسا کرنے کے لیے مجبور ہوں۔"

"اور تمہاری اس مجبوری کا تعلق بھی لوگا کی ذات سے ہے"

میں نے اندھیرے میں ایک تیر چھوڑا۔ مجھے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی، میرا نشانہ خطا نہیں گیا۔ سمورا چونک کر پھٹی پھٹی نظروں سے گھورنے لگا۔ اس کے دل کی دھڑکنوں کا اندازہ اس کے سینے کے متحرک آثار چڑھاؤ سے بخوبی لگایا جا سکتا تھا۔ میں نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ جلدی سے چبھتے ہوئے لہجے میں بولا "سمورا! اگر ہم مکالا کے ساتھ ساتھ سوکارو کی زندگی بھی ختم کر دیں تو کیا تمہیں خوشی نہیں ہوگی؟"

"میں سمجھا نہیں؟"

"تم اتنے معصوم بھی نہیں جتنا خود کو ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہو" میں تلملا کر بولا "تم نے مکالا کی زندگی کی بھیک بھی اس لیے مانگی تھی کہ مکالا کی تنہا موت تمہارے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی۔ اس کی وجہ سوکارو کی ذات ہے۔ سوکارو جو

لیے مکالا سے زیادہ کارآمد ثابت ہوا تھا۔"

"یاد کرو سمورا! کیا سوکارو نے تمہیں سردار کی گدی تک پہنچانے میں سب سے اہم کردار نہیں ادا کیا تھا؟"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کسی بت کی طرح اپنی جگہ بے حس و حرکت کھڑا مجھے سہمی سہمی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

"ذہن پر زور ڈالو سردار سمورا! شاید تمہیں وہ گھڑی وہ لمحہ یاد آجائے جب سوکارو نے تمہاری خاطر، مکالا کی ایما پر لوگا کو اپنے کالے اور گندے علم کے جال میں پھانس کر بے بس کیا تھا۔"

"ہواؤں کے دیوتا! تم....."

"ہم سب کچھ جانتے ہیں سمورا!" میں نے حقارت سے اس کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا "اگر مکالا ہمارے عتاب کا شکار ہو جاتا تو سوکارو کی زبان بند نہ رہتی۔ وہ مکالا کی موت کا انتقام لینے کے لیے قبیلے کے لوگوں کو لوگا کے راز سے آگاہ کر دیتا اور پھر تمہارا انجام مکالا کے مقابلے میں زیادہ خطرناک اور عبرت ناک ہوتا۔"

"جو ہونا تھا وہ ہو چکا" سمورا خوف زدہ آواز میں بولا پھر خوشامد کرنے لگا "اب تم مجھے مکالا اور سوکارو کی دشمنی سے نجات دلا سکتے ہو۔"

"ایک شرط پر" کیلاش نے تیزی سے کہا "تم ہمیں اپنی زبان سے لوگا کے بارے میں سب کچھ بتا دو۔"

"نہیں" میں فیصلہ کن لہجے میں بولا "اب اس کا وقت گزر چکا ہے۔ ہم اپنی لازوال قوتوں کے ذریعے بھی سب کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔"

"انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ قدم قدم پر لڑکھڑا جاتا ہے کیا تم سمورا کی ایک غلطی نہیں معاف کر سکتے؟" وہ مجھ سے درخواست کرنے لگا "یقین کرو، اگر میری جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی حالات کے پیش نظر وہی سب کچھ کرتے جو میں نے کیا۔"

"اور تم نے جو کچھ کیا ہے اب اس کی سزا بھی بھگتنا پڑے گی" میں نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تم سمورا کے سلسلے میں کوئی رعایت نہیں کر سکتے؟"

"نہیں، اب وقت گزر چکا ہے۔"

"کیا ساوری اور لوگا کے درمیان کوئی ایسا ہی تعلق تھا جس نے تمہیں ساوری کی حفاظت پر مجبور کر دیا ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے سمندری دیوتا! میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا" سمورا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا "اگر میں نے اورو کے مقدس بت کے سامنے اس راز کو راز رکھنے کا عہد نہ کیا ہوتا تو تمہیں سب کچھ بتا دیتا۔"

"کیا مکالا اس راز سے واقف ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس راز سے واقف نہیں ہے اگر واقف ہوتا تو ساوری کے سلسلے میں اس کے ارادے اتنے گندے اور ناپاک کبھی نہ ہوتے۔"

"شاید اسی لیے تم بھی ساوری کی حفاظت پر مجبور ہو ورنہ سردار کی حیثیت سے اس پر پہلا حق....."

"نہیں سمندری دیوتا! نہیں" سمورا چیخ اٹھا "مجھے اتنی گندی گالی مت دو۔"

"پھر بتاؤ سمورا!" کیلاش نے تحکمانہ انداز میں کہا "کیا لوگا ابھی تک زندہ ہے؟"

سمورا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہونٹ چبانے لگا۔

"یاد رکھو۔ اگر تم نے اس وقت اپنی زبان بند رکھی تو پھر ہم تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔"

"مم... میں مجبور ہوں" وہ بے بسی سے بولا "اگر موت ہی سمورا کا مقدر بن چکی ہے تو پھر یوں ہی سہی لیکن میں دیوتا کے روبرو کیے ہوئے عہد کو نہیں توڑ سکتا۔"

"میں تمہاری مجبوری بھی جانتا ہوں" میں نے یوں ہی تیور بدلتے ہوئے نفرت کا اظہار کیا۔

"رحم، ہواؤں کے دیوتا رحم" وہ گڑگڑانے لگا "میں تم سے رحم کی درخواست کرتا ہوں۔"

"تم اب جا سکتے ہو سمورا!" میں نے اسے دھتکارتے ہوئے جواب دیا "مکالا اور سوکارو کی زندگی ہم نے تمہاری خاطر بخش دی۔ اب جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔"

"میں سمجھا نہیں؟" وہ خوف زدہ نظروں سے میری صورت تکنے لگا۔ "تم خوش نصیب ہو جو اورو کی پتھر کی مورتی تمہارے گھر کی زینت بنی ہوئی ہے" میں نے جیکب کی فراہم کردہ اطلاع سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے پراسرار لہجہ اختیار کیا پھر سمورا کو معنی خیز نظروں سے گھورنے لگا۔

"مجھ سے پہلے دیوتا کا وہ قیمتی مجسمہ لوگا کی رہائش گاہ کی زینت بنا ہوا تھا" سمورا نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "یہ قبیلے کی ریت ہے کہ پتھر کا وہ نایاب اور متبرک مجسمہ سردار کے پاس محفوظ رہتا ہے۔"

"اور اگر وہ مجسمہ سردار کے گھر سے غائب ہو جائے تو؟"

"پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا" سمورا نے کہا پھر یک لخت سہمے ہوئے لہجے میں بولا "تم... تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مجھے بھی افسوس ہے اورو قبیلے کے معزز سردار! جو کچھ پیش آنے والا ہے ہم اس کی نشان دہی نہیں کر سکتے لیکن جو ہوگا وہ

تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔"

میں اپنا جملہ مکمل کرکے تیزی سے پلٹا اور اپنی رہائش گاہ کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ سمورا نے بھی ہمارے ساتھ آنے کی کوشش کی لیکن کیلاش کے منع کرنے پر واپس چلا گیا۔

میرے ذہن میں جینی کا تصور ابھر آیا۔ اس کی پراسرار قوت ہمارے لیے کارآمد ثابت ہو رہی تھی۔ مکالا کے حق میں، میں نے جو سوچا وہ پورا ہو جانے کے بعد قبیلے کے سربراہ اور دوسرے لوگوں کی نگاہوں میں ہمارا مقام اور بلند ہو گیا تھا لیکن کالوری کی موت کا معمہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا تھا۔ میں اپنے خیالوں میں محو تھا کہ کیلاش نے میرے قریب آتے ہوئے کہا۔

"کالوری کی موت نے مکالا کو ہمارے خلاف اور بھڑکا دیا ہے۔ آج جینی کی نادیدہ قوت نے ہمارا بھرم رکھ لیا لیکن اس طرح ہم کب تک حالات کا مقابلہ کر سکیں گے؟ میرا مطلب ہے کہ اگر کبھی جینی کی نگاہوں کے زاویے بدل گئے تو ہمارا کیا انجام ہوگا؟"

"اس کا جواب تو آنے والا وقت ہی دے سکتا ہے۔"

"کیا جینی نے تمہیں لوگا کے بارے میں کچھ بتا دیا ہے؟"

"نہیں۔"

"نہیں؟" کیلاش حیرت سے بولا۔ "پھر تم نے اس وقت سمورا کو جھڑک کیوں دیا جب میں اس سے لوگا کے بارے میں دریافت کر رہا تھا؟"

"مجھے یقین تھا کہ وہ لوگا کے سلسلے میں اپنی زبان نہیں کھولے گا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں وہ حالات جو ہماری نظریں دیکھ چکی ہیں۔" میں نے کہا۔ "زادیلا نے سمورا کے جشن صحت کے موقعے پر زبان کھولنے کی کوشش کی تھی اسے مکالا کی درندگی چاٹ گئی تم اسے اتفاق بھی کہہ سکتے ہو لیکن کالوری کی موت کو کس خانے میں فٹ کرو گے؟ اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر سوکارو عبادت گاہ سے باہر آ گیا تو وہ تمہیں لوگا کے بارے میں سب کچھ بتا دے گی لیکن قبل اس کے کہ وہ زبان کھولتی اسے بھی راستے سے ہٹا دیا گیا ایسی صورت میں سمورا زبان کھولنے کی غلطی نہیں کر سکتا۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جینی نے جان بوجھ کر کالوری کو ہمارے درمیان سے ہٹا دیا۔"

"فی الحال یہی سوچا جا سکتا ہے۔"

کیلاش میرا جواب سن کر کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا پھر تھوڑے توقف کے بعد چونک کر مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "مکالا نے تم سے کسی غار میں ملاقات کا حوالہ دیا تھا کیا تم اس سے مل چکے ہو؟"

"نہیں۔" میں نے جلدی سے سفید جھوٹ سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ جینی کی پراسرار قوت ہو جو میرا روپ اختیار کرکے مکالا کے سامنے نمودار ہوئی ہو۔"

"مگر جینی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟ میرا مطلب ہے کہ جب وہ اپنی قوتوں کے ذریعے ہی سارے کام نکال سکتی ہے تو اسے بلاوجہ میرا یا تمہارا روپ دھارنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟"

"ہو سکتا ہے اس طرح وہ ہمیں اپنی کسی سازش میں ملوث کرنا چاہتی ہو۔"

"سازش سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو کیلاش!" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "کیا جینی بلاوجہ ہماری مدد کر رہی ہوگی؟ نہیں اگر اسے صرف ہماری مدد ہی کرنا ہوتی تو وہ اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے ہمیں سب سے پہلے اس منحوس جزیرے سے نکالنے کی کوشش کرتی۔ مکالا یا سوکارو سے الجھنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"تم شاید ٹھیک ہی سوچ رہے ہو۔"

"کیا بات ہے میرے دوست؟" میں نے کیلاش کے لہجے میں مایوسی محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اتنی جلدی حالات سے خوف زدہ ہو گئے؟ تم تو ایک نہایت کامیاب اور تجربہ کار سرجن ہو۔"

"سرجن بھی انسان ہوتا ہے۔ پتھر نہیں جس پر سرد و گرم کا کوئی اثر نہ ہو۔"

"سمجھا۔" میں نے کیلاش کی سنجیدگی ختم کرنے کے لیے اسے چھیڑنے کی کوشش کی۔ "کالوری کی موت نے غالباً تمہارے ذہن کو بہت زیادہ متاثر کر دیا ہے۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ دیوتاؤں کا جو ناٹک ہم نے رچا رکھا ہے وہ کب تک چلتا رہے گا؟" کیلاش نے میری بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

"جب تک جینی اور قسمت کو منظور ہوگا۔"

"نہیں جمال! ہمیں سب سے پیشتر اور دفینے کے اس گنج منحوس جزیرے سے واپسی کا کوئی راستہ تلاش کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم سمورا کو شیشے میں اتار کر اسے اپنے حق میں ہموار کر لیں تو کام بن سکتا ہے۔"

"کیا وہ ہم سے یہ دریافت نہیں کرے گا کہ ہم دیوتا ہونے کے باوجود اس سے واپسی کا راستہ کیوں دریافت کر رہے ہیں؟"

"تم فکر مت کرو، میں کوئی نہ کوئی معقول جواز تلاش کر لوں گا۔

میں اور کیلاش گفتگو کرتے رہے۔ اس روز میں نے پہلی بار کیلاش کو یاسیت کی کیفیت سے دوچار پایا ورنہ وہ نہایت باہمت اور نڈر واقع ہوا تھا۔ یوں بھی وہ ایک سرجن تھا جس کے لیے زندگی اور موت کا کھیل بڑی عام اور روزمرہ کی بات تھی، اگر ربیک میری تحویل میں نہ ہوتا اور میں نے اس کی حیرت انگیز قوت کا کرشمہ نہ آزما لیا ہوتا تو شاید کیلاش کی کیفیت نے مجھے بھی ضرور متاثر کیا ہوتا لیکن ربیک کی موجودگی نے مجھے قدرے نڈر اور بے خوف بنا دیا تھا۔

ہم گفتگو کرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تو وہاں جیکب کو عجیب حالات سے دوچار پایا۔ بستر کے قریب وہ ننگی زمین پر بالکل سادھوؤں جیسے انداز میں آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ یوں متحرک تھے جیسے کسی منڈل میں بیٹھا کوئی جاپ کر رہا ہو۔ میں دروازے پر ہی ٹھٹک کر رک گیا۔ کیلاش نے مدھم آواز میں بولا۔ "میرا خیال ہے ہمارے دشمنوں نے آج پھر جیکب کو اپنا ہدف بنانے کی کوشش کی ہے۔"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" کیلاش نے سرگوشی کی۔ "کسی پادری کالیں پنڈت پجاریوں کے انداز میں بیٹھک لگانا یقیناً حیرت انگیز بات ہے۔"

ہم ابھی جیکب کے بارے میں آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ اس نے بدستور آنکھیں بند کیے بلند اور ٹھوس آواز میں کہا۔ "کس سوچ میں گم ہو مورکھو! آگے بڑھو اور تم بھی میرے قریب آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاؤ کہ اسی میں تم دونوں کی مکتی ہے۔"

میں نے اور کیلاش نے ایک دوسرے کو خاموشی سے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر دبے قدموں آگے بڑھ کر جیکب کے قریب بیٹھ گئے۔ ہمارے قدموں کی آہٹ پا کر اس نے آنکھیں کھول کر ہمیں غور سے دیکھا پھر سیدھا ہاتھ باری باری ہماری جانب یوں اٹھایا جیسے آشیرواد دے رہا ہو۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔

"جیکب!" کیلاش نے اسے بڑی نرمی سے مخاطب کیا۔ "تم اس وقت کیا محسوس کر رہے ہو؟"

"مجھے ایسا جان پڑتا ہے جیسے اس سمے میں آسمان پر اڑ رہا ہوں اور اندر سبھا کی اپسرائیں مجھے اشنان کرا رہی ہوں۔"

"تمہیں اپنا نام یاد ہے؟"

"میں اپالو ہوں، موسیقی اور مردانہ حسن کا دیوتا۔"

"اور ہم؟" میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم ... تم آدم کی اولاد ہو جس نے ایک غلطی کے عوض جنت کھودی تھی۔"

"جب ہم یہاں سے گئے تھے اس وقت تم محو خواب تھے۔" کیلاش نے نہایت پیار سے کہا۔ "کیا تمہیں یاد ہے؟"

"ہاں میں اس وقت نیند کی آغوش میں جھکولے کھا رہا تھا جب کسی نے مجھے بازو سے تھام کر جھنجوڑ دیا۔" جیکب نے پلکیں جھپکاتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میری آنکھ کھلی تو وہ میرے قریب کھڑا مجھے غصیلی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ میں نے سہم کر آنکھیں بند کر لیں مگر اس نے دوبارہ جھنجوڑ کر مجھے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔"

"کون تھا وہ؟"

"جو کوئی بھی تھا انتہائی مکروہ اور بھیانک شکل کا مالک تھا۔" جیکب نے جھرجھری لے کر آنکھیں موند لیں۔

میں نے کیلاش کی سمت دیکھا۔ وہ پوری توجہ سے جیکب کو دیکھ رہا تھا۔ "تم نے اپنی آنکھیں کیوں بند کر لیں؟"

"تم ... تم دونوں کون ہو؟" جیکب نے آنکھ کھول کر سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بھیانک صورت والے کے ساتھی تو نہیں؟"

"ہم تمہارے دوست ہیں۔"

"دوست؟" جیکب نے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے کہا پھر بڑی رازداری سے بولا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس نے کالوری کو بلاوجہ اتنی بے دردی سے کیوں مار ڈالا؟"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کالوری کو مار دیا گیا ہے؟"

"اسی مکروہ شکل والے نے بتایا تھا اور ... اور ..."

"اور کیا۔ ہاں یاد کرو۔ اس نے اور کیا کہا تھا؟" کیلاش نے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ کالوری سے دیوانہ وار محبت کرتا تھا لیکن کالوری بے وفا ثابت ہوئی اور ..." جیکب ایک لمحے کو رکا پھر چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔ "مجھے یاد آ گیا۔ اس نے یہی کہا تھا کہ وہ اس بے وفا عورت سے اپنی ناکامی کا انتقام لے چکا ہے اور اب وہ اس کے چاہنے والے کو بھی بہت جلد موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ کچھ نام بھی لیا تھا اس نے۔"

جیکب پھر خاموش ہو کر یوں خلا میں گھورنے لگا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ کیلاش کچھ دیر تک اسے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا پھر میری طرف متوجہ ہو کر ٹھوس لہجے میں بولا۔ "جمال! مجھے افسوس کے ساتھ تمہیں یہ بتانا پڑ رہا ہے کہ جیکب ایک ایسے مرض میں مبتلا ہو چکا ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔"

"کیلاش!" میں دھک سے رہ گیا۔ "کیا تم سنجیدہ ہو؟"

"ہاں۔" کیلاش نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔ "میڈیکل سائنس میں ایسے کیسز شاذ و نادر ہی سامنے آتے ہیں۔"

"لیکن اسے کیا ہوا ہے؟"

"یہ اپنی یادداشت کھو چکا ہے اور دیوانگی کے دوسرے مرحلے میں ہے۔ جب دیوانگی کی شدت بڑھ کر جنون کی کیفیت اختیار کرے گی تو یہ خون آشام درندوں سے بھی زیادہ طاقت ور اور ہولناک بن جائے گا۔"

"پھر؟"

"صرف ایک ہی طریقہ ہے۔" کیلاش نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "سلو پوائزن۔"

"نہیں۔" میں حیرت سے اچھل پڑا۔ کیلاش کو گھورتے ہوئے بولا۔ "کیا... کیا تم اسے زہر دے کر ہلاک کرو گے؟"

"اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں رہا۔" اس بار کیلاش نے تشویش ناک انداز میں کہا۔ "جلدی کرو جمال! دوسرے کمرے سے جا کر میرا میڈیکل بیگ اٹھا لاؤ۔ ہمیں اپنے بچاؤ کے لیے مجبوراً اپنے عزیز دوست کے خون سے ہاتھ رنگنا پڑیں گے۔"

"کیلاش؟"

"میں تمھاری کیفیت کا اندازہ لگا سکتا ہوں جمال! جیکب میرا بھی دوست ہے لیکن ہمیں حالات کے پیشِ نظر دل پر پتھر رکھنا ہوگا۔"

"تم ایک کامیاب ڈاکٹر اور سرجن ہونے کے باوجود ہمت ہار رہے ہو۔"

"ہم اگر اس وقت ساحل کے بجائے بحری عقاب پر ہوتے تو زندگی کی کچھ امید ہو سکتی تھی۔"

"کیا مطلب؟" میں نے چونک کر کیلاش کو دیکھا۔

"ایسے مریضوں کے لیے کسی بہت ہی عزیز اور قریبی شخصیت کا لعابِ دہن بے حد مفید ہوتا ہے۔" کیلاش نے کنکھیوں سے جیکب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "روپا یہ کام نہایت کامیابی سے انجام دے سکتی تھی۔"

"میں لعنت بھیجتا ہوں اس عورت پر۔" جیکب نے روپا کا نام سنتے ہی آنکھیں کھول کر حقارت سے کہا۔

اور تب میرے دل کو سکون آگیا۔ جیکب کی وہ اداکاری کچھ اتنی ہی سنجیدہ اور بھرپور تھی کہ میں اس میں بناوٹ کا کوئی پہلو نہیں دیکھ سکا لیکن کیلاش کی دور بین نگاہوں سے حقیقت زیادہ دیر پوشیدہ نہ رہ سکی۔ شاید اسی لیے کیلاش نے اسے ٹٹولنے کی خاطر پہلے زہر اور پھر روپا کے لعابِ دہن کا ذکر کیا تھا۔ پہلے مشورے پر جیکب اپنی جگہ سے ٹس سے مس بھی نہ ہوا لیکن روپا کا نام سنتے ہی تلملا کر آنکھیں کھول دیں۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تمھیں اس وقت یہ بے ہودہ ناٹک پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"میں سرجن کیلاش کی توجہ ہٹانا چاہتا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"لوکیلا کی جدائی کے غم کے بعد کالوری کی اندوہناک موت..." جیکب نے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "خدشہ تھا کہ کہیں یہ اپنا ذہنی توازن نہ کھو بیٹھے۔"

"آئینے میں شکل دیکھو۔" کیلاش بولا۔ "تم سے گاؤدی [illegible] دے رہے ہو۔"

"تمھیں کالوری کی موت کی اطلاع کس طرح ملی؟" کیلاش نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ مجھے بخوبی یاد تھا کہ جب میں غار سے واپس لوٹا تھا اس وقت جیکب کے حلق سے خارج ہونے والے خراٹوں کی آوازیں رات کے ویرانے میں دور تک سنائی دے رہی تھیں۔ میری اور کیلاش کی روانگی کے وقت بھی وہ مدہوشی کی حالت سے دوچار تھا۔ پھر اسے کالوری کو پیش آنے والے حادثے کی اطلاع کیسے ہوئی اور اس خبر کے ملنے کے بعد ہمارے قریب کیوں نہیں آیا؟ اگر وہ کالوری کی لاش کی حالت دیکھ کر سہم گیا تھا تو پھر کچھ دیر پیشتر وہ جو ناٹک کر رہا تھا اس کا کیا مطلب تھا؟ دوسری صورت میں بھی جیکب کے چہرے پر نظر آنے والا وہ سکون میرے لیے حیرت انگیز ہی تھا۔

"ربِ عظیم کی قسم۔ اگر آج بروقت میری آنکھ نہ کھلی ہوتی تو میں برسوں پچھتاتا رہتا۔" جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ وہ بے حد خوش ہے اور ایسی خوشی جیکب کو ہمیشہ اس وقت حاصل ہوتی تھی جب اس کی کوئی دلی مراد پوری ہو جاتی تھی۔ میں وضاحت طلب نظروں سے اسے تکتا رہا پھر میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا۔

"کیا تم نے کالوری کی لاش کو اپنی نظروں سے دیکھا یا محض اس کے مرنے کی خبر سنی ہے؟"

"میرے پاس اتنا وقت کہاں تھا کہ اس کی لاش پر توجہ دیتا۔"

"گویا تم نے کالوری کی موت کی خبر سن کر ایک فضول بے ہودہ ناٹک رچانے کی ٹھان لی تھی۔" کیلاش نے ناگوار [illegible] میں کہا۔ صاف ظاہر تھا کہ جیکب کی وہ بات اسے سخت گراں گزری ہوگی۔

"اعصابی کھنچاؤ کو کم کرنے کی خاطر اس قسم کی بے مزہ سی حرکتیں بے حد مفید ہوتی ہیں۔" جیکب نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "جہاں تک کالوری کی موت کا تعلق ہے مجھے بھی اس کا دکھ پہنچا لیکن اس بدنصیب کو اگر وہ حادثہ نہ پیش آیا ہوتا تو

شاید مجھے اپنے مقصد میں اتنی جلدی اس قدر شاندار کامیابی بھی نصیب نہ ہوتی۔"

"کامیابی؟" میں نے جیکب کو گھورا۔ "تم کس کامیابی کی بات کر رہے ہو؟"

"وہ کامیابی جس کا تذکرہ میں تم سے ایک بار پہلے بھی کر چکا ہوں۔" جیکب نے جذباتی انداز میں کہا پھر سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔ "پتھر کا وہ قیمتی مجسمہ جو سمورا کے گھر پر تھا اب غائب ہو چکا ہے۔"

"نہیں۔" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

سمورا سے جدا ہوتے وقت کچھ دیر پیشتر ہی میں نے محض اسے مرعوب اور خوف زدہ کرنے کی خاطر اورو کے اس بت کا ذکر کیا تھا جو اس کے گھر پر موجود تھا۔ میں نے کہا تھا کہ وہ مجسمہ غائب بھی ہو سکتا ہے جو سمورا کے لیے اورو دیوتا کی ناراضگی کا ایک اشارہ ہوگا اور اب جیکب مجھے اس مجسمے کے غائب ہونے کی اطلاع سنا رہا تھا۔

جیکب کی وہ اطلاع کیلاش کے لیے بھی بے حد حیرت انگیز ثابت ہوئی، اس نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ "تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ پتھر کا وہ قیمتی مجسمہ سمورا کے گھر سے غائب ہو چکا ہے؟"

"یہ نیک اور مبارک کام میں نے خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیا ہے۔" جیکب معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "قوت کا وہ عظیم سرچشمہ جسے اورو قبیلہ کے جاہل اور گنوار لوگ اپنا دیوتا مانتے ہیں اس وقت بڑا کمزور اور بے بس نظر آ رہا تھا جب میں نے اسے چرانے کے بعد پوری قوت سے گھنے جنگلات کی خاردار جھاڑیوں کی طرف پھینکا تھا۔ وہ اپنے بچاؤ کے لیے کچھ بھی تو نہ کر سکا۔"

"جیکب!" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "کیا تم اس وقت سنجیدہ ہو؟"

"نہیں۔ اس وقت میرا دل بے اختیار قہقہے لگانے کو چاہ رہا ہے۔ سنجیدہ تو میں اس وقت تھا جب میں نے پتھر کے اس بے جان اور حقیر مجسمے کو اپنے ہاتھوں میں دبوچا تھا۔ یقین کرو، اس وقت ایک لمحے کو میرے قدم لڑکھڑا گئے تھے۔ میں نے سوچا کہیں اس کی نادیدہ قوت مجھے بھی پتھر کی بے جان مورتی میں نہ تبدیل کر دے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں کسی کھلونے کی طرح اسے ہاتھوں میں دبائے دوڑتا رہا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے وہیں سمورا کے گھر میں فرش پر بکھیر دوں لیکن پھر میں نے اسے لوگوں کی نظروں سے غائب کر دینا زیادہ مناسب خیال کیا۔"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ تمھاری اس حرکت کو کسی اور نے نہیں دیکھا ہوگا؟"

"کیا فرق پڑتا ہے۔" جیکب نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "سچائی اور حق کے راستوں پر جو موت نصیب ہو وہ عظیم ہوتی ہے۔"

"لیکن تمھیں اچانک یہ سب کیسے سوجھ گئی؟" کیلاش نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ کیا تم کالوری کی موت کی اطلاع پا کر بدحواس نہیں ہوئے؟"

"نہیں۔" جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "شاید اسی لیے اس نے پہلے میری توجہ پتھر کے اس مجسمے کی طرف دلائی اور کالوری کی موت کا ذکر بعد میں کیا۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا۔" جیکب بولا۔ "آج سے پیشتر میں نے اسے قبیلے کے لوگوں کے درمیان کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی باتوں سے میں نے یہ اندازہ ضرور لگا لیا کہ وہ اورو قبیلہ کے لوگوں سے اپنا کوئی پرانا حساب چکتا کرنا چاہتا ہے۔ مجھے نیند سے بیدار کرنے کے بعد اس نے سب سے پہلے یہی کہا کہ اس وقت مناما اور سمورا کے علاوہ قبیلے کے بیشتر معزز لوگ اس مقام پر جمع ہیں جہاں کالوری کی لاش موجود ہے۔ لاش کا نام سن کر میں بوکھلایا تو اس نے فوری طور پر مجھے اس بات پر اکسایا کہ میں اورو کا وہ قیمتی مجسمہ غائب کر دوں جو سمورا کے گھر پر رکھا ہے۔ اسی نے مجھے یقین دلایا کہ مجسمہ غائب کرنے کے لیے مجھے دوبارہ اتنا خوب صورت موقع نہیں ملے گا چنانچہ میں فوری آمادہ ہو گیا۔"

"کیا وہ بھی تمھارے ساتھ تھا؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"میں نے اس بات پر غور نہیں کیا۔" جیکب نے بڑی سادگی سے کہا۔ "تینوں مجسموں میں سے سب سے قیمتی مجسمے کو غائب کر دینے کا خیال میرے لیے اس قدر اہم اور فرحت بخش تھا کہ میں نے اور کسی بات پر کوئی توجہ نہیں دی، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ

میرے ساتھ نہیں تھا۔"

"کیا تم اسے دوبارہ دیکھو تو پہچان لوگے؟" میں نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں اس کے چہرے کے خد و خال پر غور نہیں کر سکا لیکن اس کا دراز قد..." جیکب نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو وہ سات فٹ سے کسی طرح کم نہیں تھا۔ جسامت کے اعتبار سے وہ ہڈیوں کا پنجر نظر آ رہا تھا اور اس کے جسم کی رنگت کیا تم یقین کروگے کہ وہ الٹے توے کی کالک سے زیادہ سیاہ نظر آ رہا تھا۔"

"جیکب!" میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ سمورا نے کارڈوبا کا ایسا ہی حلیہ بیان کیا تھا؟"

"ہو سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کارڈوبا ہی رہا ہو۔" جیکب نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"کیا تم نے محسوس کیا تھا کہ گوشت اس کی ہڈیوں کا ساتھ چھوڑ چکا ہے اور جگہ جگہ لوتھڑوں کی صورت میں جھولتا نظر آ رہا ہے؟" میں نے سمورا کے بیان کردہ حلیے کو اور وضاحت سے بیان کرتے ہوئے کہا۔ "غور کرنے کی کوشش کرو۔ کیا وہ لمبے لمبے ڈگ بھر کر چلنے کا عادی نظر آتا تھا؟"

"نہیں، میں نے ایسی کوئی بات نہیں محسوس کی۔ یا شاید مجھے اتنا ہوش نہیں تھا۔" جیکب نے رک رک کر کہا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اپنی بھولی بسری یادداشت کو کریدنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔

"تمہیں جنگل کا وہ حصہ یاد ہے جہاں تم نے اوروکے بت کو پھینکا ہے؟"

"نہیں۔" اس بار جیکب نے مجھے چونک کر معنی خیز نظروں سے گھورتے ہوئے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے کچھ بھی یاد نہیں۔ میں سب کچھ بھول چکا ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں نے کوئی بھیانک خواب دیکھا ہو۔"

"جیکب!" کیلاش نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "ہم تمہارے دوست ہیں دشمن نہیں اس لیے تمہارے حق میں..."

"انجیل مقدس کی قسم، میں تمہیں جو کچھ بتا چکا ہوں اس کے آگے ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔" جیکب نے کیلاش کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا پھر غصے کے عالم میں جلدی جلدی اپنی مٹھیاں کھولنے اور بند کرنے لگا۔

وہ نفسیاتی کیفیت سے دوچار تھا۔ کیلاش نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ اس وقت جیکب کو چھیڑنا مناسب نہ ہوگا چنانچہ میں نے اسے مزید کریدنے کی کوشش نہیں کی۔ خاموشی سے لباس تبدیل کرنے کے ارادے سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

❋

دوسری صبح ہم بیدار ہوئے تو سمورا ہمارے دروازے پر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر طاری مردنی اس کی کیفیت کا اظہار کر رہی تھی۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کس مقصد سے ہمارے پاس آیا ہے۔ کل تک ہم اس کے رحم و کرم پر تھے، اس کی ابرو کا ایک بل دیکھ کر ہماری راتوں کی نیندیں اور دن کا چین برباد ہو جاتا تھا۔ اوروفینا کا سردار تھا اور ہماری حیثیت وہاں ان مجرموں جیسی جنھیں کالے پانی کی سزا دی گئی ہو۔

کیلاش کی سرجری نے سمورا کی نگاہوں میں ہماری قدر و قیمت ضرور بڑھا دی تھی لیکن قبیلے کے کچھ لوگ جن میں مکالا سرفہرست تھا وہاں ہماری موجودگی کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے، اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو شاید اب تک وہ ہمیں بھی اپنے رسم و رواج کے مطابق اوروکے قدموں میں دہکتی مقدس آگ میں جلا کر خاک کر چکے ہوتے۔

قسمت نے ہمارے ساتھ جو بھیانک مذاق کیا تھا ہم اس کی سزا بھگتنے پر مجبور تھے۔ بظاہر ہم آزاد تھے خطرناک یا پاگل قیدیوں کی طرح ہمارے ہاتھ پیر زنجیروں میں نہیں جکڑے گئے تھے، جزیرے میں گھومنے کی عام اجازت تھی لیکن وہاں سے ہماری رہائی کے تمام راستے مسدود کر دیے گئے تھے۔ کتنی مضحکہ خیز تھی وہ آزادی، بالکل ایسی جیسی کسی پرندے کو اس کے پر کاٹنے کے بعد آزاد کر دیا جائے۔ ایسے میں اندرونی گھٹن اور بے بسی کا اندازہ صرف وہ لگا سکتے ہیں جو بذات خود ایسے حالات سے دوچار ہو چکے ہوں۔

اوروفینا کے گمنام ساحل پر ہم پر جو کچھ بیت چکی اس کا اندازہ اس داستان کو پڑھنے والے قارئین کو بھی ہے لیکن قسمت کی دیوی ہم پر مہربان ہونے لگی۔ جینی کی پراسرار قوت ہماری پشت پناہی کرنے لگی جیکسن ہر چند کہ ہم سے ہزاروں میل دور تھا لیکن اس کے تابع روحیں ہمیں آنے والے حالات سے باخبر کر دیتی تھیں۔ پھر جینی نے ربیک کا تحفہ دے کر میرے ہاتھ اور مضبوط کر دیے اور ان تمام چیزوں سے بڑھ کر مجذوب کی وہ انگوٹھی تھی جو میری انگلی میں موجود تھی۔ ایک عام شخص کی نگاہوں میں لکڑی کی اس انگشتری کی قیمت کچھ بھی نہ ہوتی لیکن میرے لیے وہ کسی نعمت سے کم نہ تھی اس لیے کہ میں نے اسے خدا کے برگزیدہ بزرگ سے حاصل کیا تھا۔

غرض کہ قسمت نے حالات کی گھٹن کو ہمارے حق میں کر دیا اور اب سمورا ہمارے رحم و کرم پر تھا۔ جیکب کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی تو قبیلے کے لوگوں کی نگاہوں میں اس کی ڈولتی ڈگمگاتی ساکھ دوبارہ بحال ہو گئی لیکن اوروکی مقدس مورتی غائب ہو جانے کے بعد وہ ایک بار پھر کانٹوں کی سیج پر لا رہا تھا۔

گزشتہ رات اسی نے ہمیں بتایا تھا کہ پتھر کا وہ مجسمہ اوروفینا کے سردار کے پاس دیوتا کے روپ میں سب سے زیادہ قیمتی اور مقدس امانت سمجھا جاتا ہے۔ میں نے سمورا کو مرعوب کرنے کے لیے اندھیرے میں ایک تیر چھوڑ دیا تھا۔ اس پر اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اوروکے دیوتا کا وہ مجسمہ اس کے قبضے سے غائب ہو سکتا ہے۔ ہمارا مقصد سمورا کو دہشت زدہ کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن اسی رات جیکب نے ہمیں بتایا کہ وہ پتھر کے اس مجسمے کو چرا کر خاردار جھاڑیوں میں پھینک آیا ہے اور اب سمورا ہمارے دروازے پر ایک سوالی کی صورت میں حاضر تھا۔

"کیا بات ہے سمورا! اتنی صبح کیسے زحمت کی؟"

"سمندری دیوتا! سمورا کا سورج گہنا رہا ہے اگر تم نے مدد نہ کی تو میں برباد ہو جاؤں گا۔" اس نے کیلاش کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر بڑی عاجزی سے بولا۔ "تم عظیم قوتوں کے مالک ہو تم چاہو تو میری عزت بچ سکتی ہے ورنہ مجھے خود اپنے ہاتھوں اپنی زندگی موت کے حوالے کرنا پڑے گی۔"

"ہم تمہاری پریشانی کی وجہ جانتے ہیں لیکن..."

"مجھے مایوس مت کرنا۔" سمورا گڑگڑانے لگا۔ "تم مقدس اوریگا کے دوست ہو جس نے بدکردار سوکارو کی روح تمہارے قبضے میں کر دی تھی۔ تم نہ ہوتے تو سمورا کی عزت پہلے ہی خاک میں مل چکی ہوتی۔ اب بھی تم مجھ پر رحم نہیں کروگے تو میں تمہاری چوکھٹ سے اپنا سر لہولہان کر لوں گا۔"

"اوروکا وہ قیمتی مجسمہ؟ کیوں سمورا؟" میں نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ہواؤں کے دیوتا! تم نے سچ کہا تھا۔ دیوتا کا وہ نایاب اور متبرک مجسمہ میرے گھر سے غائب ہو چکا ہے۔"

"اگر قبیلے کے عوام کو بھی اس کی خبر مل گئی تو کیا ہوگا؟"

"ان کی نگاہوں کے زاویے بدل جائیں گے۔" سمورا نے سہمے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "تم انھیں نہیں جانتے لیکن میں نے ان کے درمیان پوری زندگی گزاری ہے۔ میں ان کی رگ رگ اور نس نس سے واقف ہوں۔ پتھر کا وہ نایاب مجسمہ سردار اور قبیلے کے درمیان ایک آہنی اور مضبوط دیوار کی حیثیت رکھتا ہے جسے پھلانگنا ان کے اختیار کی بات نہیں لیکن اگر انھیں مجسمے کے غائب ہونے کی اطلاع مل گئی تو......"

سمورا بولتے بولتے یک لخت خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ شاید ذلت اور رسوائی کے احساس نے اس کی آواز کو حلق کے اندر ہی اندر گھٹ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس کی حالت قابل دید تھی۔

"تو... تو کیا ہوگا سردار سمورا؟" میں نے پوچھا۔ "تم بولتے بولتے خاموش کیوں ہو گئے؟"

"قبیلے کے لوگ مجھے حقارت سے دھتکار دیں گے۔ منامااور اس کے ساتھی مجھے دیوتا کے قدموں میں لے جا کر زمین کے اندر نصف دفن کر دیں گے۔ تین روز تک مجھے بھوکا پیاسا رکھا جائے گا۔ ان تین دنوں کے اندر اگر وہ نایاب مجسمہ دستیاب ہو گیا تو مجھے میرا کھویا ہوا مقام دوبارہ مل جائے گا۔ جس شخص پر مجسمے کو چوری کرنے کا الزام ثابت ہو گیا اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔ لیکن اگر مجسمہ دستیاب نہ ہوا تو پھر میرے جسم کو نیزوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔"

"تمہارا شبہ کس پر ہے؟" کیلاش بولا۔ "کیا یہ حرکت مکالا اور اس کے ساتھیوں کی ہو سکتی ہے؟"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" سمورا نے مردہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا پہلے ایسا کبھی ہوا تھا کہ پتھر کا وہ مجسمہ غائب ہو کر دوبارہ مل گیا ہو؟"

"ممکن ہے ہمارے باپ داداؤں کے زمانے میں ایسا ہوا ہو مگر جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔"

"اور اگر قبیلے کے لوگوں کو دیوتا کے مجسمے کے غائب ہونے کا سرے سے علم ہی نہ ہو تو؟"

"جب تک وہ بے خبر رہیں گے اس وقت تک مجھے اپنا سردار تسلیم کرتے رہیں گے لیکن جس دن انھیں اصلیت کا علم ہو گیا وہ دن میری آزادی اور عافیت کا آخری دن ہوگا۔"

"تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟" میں نے سرد آواز میں پوچھا۔

"دیوتا کے متبرک مجسمے کی واپسی۔"

"فی الحال یہ ممکن نہیں۔ اس لیے کہ مقدس اوریگا ابھی تم سے خوش نہیں ہے۔"

"قبیلے کے لوگ مجھے کتوں سے بدتر موت مرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔" میں نے ٹھوس لہجے میں اسے یقین دلایا۔ "قبیلے کے لوگوں کو دیوتا کے مجسمے کے غائب ہونے کا علم نہیں ہوگا۔"

"لیکن میں..."

"اپنی گندی اور ناپاک زبان بند رکھو۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر جھڑکتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ اوریگا تم سے خفا ہے۔ اس کی خفگی اکیس روز تک برقرار رہے گی۔ ہو سکتا ہے وہ اس مدت سے پہلے ہی تم کو معاف

کر دے لیکن جب تک اس کی ناراضگی ختم نہیں ہوتی دیوتا کا مجسمہ تمہیں واپس نہیں مل سکے گا۔"

"لیکن... کیا تمہیں یقین ہے کہ اس مجسمے کو چوری نہیں کیا گیا؟" سمورا نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ کہیں یہ حرکت بدبخت سوکارو کی نہ ہو؟"

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔" میں نے دیوتاؤں جیسے انداز میں گردن اکڑاتے ہوئے جواب دیا۔ "پتھر کا وہ نایاب مجسمہ کیسے کب اور کہاں غائب ہوا ہم بخوبی جانتے ہیں۔ ہماری نگاہیں اس وقت بھی اسے دیکھ رہی ہیں۔"

"تم... تم عظیم ہواؤں کے دیوتا!"

"کیا مجسمے کے غائب ہونے سے پہلے ہم لازوال قوتوں کے مالک نہیں تھے؟" میں نے تیز نظروں سے سمورا کو گھورا تو وہ بوکھلا گیا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "تم پہلے بھی عظیم تھے، آج بھی عظیم ہو اور آئندہ بھی عظیم ہی رہو گے۔"

"دیوتا کے مجسمے کو دوبارہ حاصل کرنے کی خاطر تمہیں ایک اہم کام انجام دینا ہوگا۔" میں نے کچھ سوچ کر نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "لوگا کی حالت نازک ہے۔ اور یگا کو ابھی اس کی موت منظور نہیں اسی لیے وہ تم سے خفا ہو گیا ہے۔"

"پھر... مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"لوگا سے ملو، اسے یقین دلانے کی کوشش کرو کہ تم نے جو کچھ کیا حالات سے مجبور ہو کر کیا۔"

"لیکن وہ..."

سمورا نے کچھ کہنا چاہا لیکن میں نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ بدستور ٹھوس اور سرد لہجے میں تاکید کی۔ "ایک بات کا خیال رہے۔ مکالا، سوکارو یا کسی اور کو تمہاری نقل و حرکت کا علم نہ ہو اور تم جب بھی ملاقات کا ارادہ کرو وقت کا خیال رکھنا۔ آدھی رات گزر جانے کے بعد ہر ساعت تمہارے لیے نیک ہو گی۔ اس سے زیادہ ہم تمہاری رہنمائی نہیں کر سکتے۔"

سمورا نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر تک خاموش بیٹھا ہونٹ چباتا رہا، وہ کسی ذہنی الجھن میں مبتلا تھا۔ وقت کی نزاکتوں نے اسے حالات کے بھنور میں الجھا دیا تھا۔ ہم اس کی کیفیت کا اندازہ لگا رہے تھے۔

میں نے دیدہ و دانستہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمورا کو لوگا سے ملاقات کا مشورہ دیا تھا۔ عام حالات میں وہ ہمارے سامنے متعدد موقعوں پر لوگا کے سلسلے میں زبان کھولنے سے اپنی معذوری کا اظہار کر چکا تھا۔ کیلاش کا خیال تھا کہ لوگا کی شخصیت اور دفینہ کے جزیرے میں ہمارے حق میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ساوری نے بھی بحری عقاب پر کچھ خیالات کا اظہار کیا تھا لہٰذا میں نے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سمورا کی سوچ کے دھاروں کو لوگا کی سمت موڑ دیا۔ وقت پوری طرح گرم تھا۔ میں نے اس پر بھرپور ضرب لگانے میں کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔

"ہواؤں کے عظیم اور مقدس دیوتا! کیا تمہیں یقین ہے اور دیوتا کا مجسمہ مجھے دوبارہ مل جائے گا؟" سمورا نے تھوڑی دیر کے بعد پوچھا۔

"اس کا انحصار لوگا کی مرضی پر ہو گا۔"

"لیکن وہ..."

"وہ تمہارے حق میں نقصان دہ نہیں ہو گا۔" میں نے کہا پھر اس خیال سے کہ کہیں لوگا مر نہ چکا ہو بات کراتے ہوئے بولا۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ وہ بنیادی طور پر نیک اور رحم دل تھا۔ تم نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ہر چند کہ نامناسب تھا لیکن ہم جانتے ہیں کہ لوگا کا جسم اور اس کی روح آج بھی تمہیں دوست تصور کرتی ہے۔ کیا یہ غلط ہے کہ تمہارے درمیان جس بات نے جنم لیا اس میں مکالا اور سوکارو پیش پیش تھے؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" سمورا کھلنے لگا۔ "مجھے مکالا نے بہکایا تھا اور پھر سوکارو کی کمینگی نے مجھے مجبور کر دیا۔"

"ہم سب جانتے ہیں۔ ہمیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ عظیم اور قیمتی مجسمہ تمہیں واپس مل جائے گا لیکن اس کے لیے لوگا کی رضا شرط ہے۔"

سمورا نے جواب میں ہماری جانب رحم طلب نظروں سے دیکھا پھر کسی لٹے ہوئے جواری کی طرح آہستہ سے اپنے قدموں پر کھڑا ہوا پھر تھکے تھکے انداز میں قدم اٹھاتا بستی کی جانب واپس لوٹ گیا۔

"مجھے اب لوگا کے سلسلے میں اپنی کامیابی کا یقین آ رہا ہے۔" کیلاش نے سمورا کے جانے کے بعد کہا۔

"قبل از وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"بہرحال اب ہمیں سمورا کی نقل و حرکت پر گہری نگاہ رکھنی ہو گی۔"

"میں صیفی سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں صرف سمورا کے ارادوں سے آگاہ کرتی رہے۔ باقی کام میں کر لوں گا۔" میں نے کیلاش کو مطمئن کرنے کی خاطر کہا۔ "ظاہر ہے کہ ہم روزانہ رات کو مستقل سمورا کی نگرانی نہیں کر سکیں گے۔"

کیلاش کوئی جواب دینا چاہتا تھا کہ حبیب تو لیے سے منہ صاف کرتا ہوا سامنے آ گیا۔ ہم نے اس کی موجودگی میں کوئی بات

نہیں کی، مناسب نہیں سمجھی ورنہ مجسمے کو تلاش کر کے سمورا کو اس کی واپسی کا ذکر ہی حبیب کو بھڑکا دینے کے لیے بہت کافی ہوتا۔

❋

کوئی نرم سی شے میرے گالوں پر سرسرائی تو میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ پھر میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں میں نے غور سے دیکھا میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا رہی تھیں۔ وہ درخشاں ہی تھی جو میرے اوپر جھکی ہوئی تھی۔ اس کے بالوں کی ایک لٹ میرے گالوں پر سرسرا رہی تھی جسے محسوس کر کے میں نے آنکھیں کھولی تھیں۔ اس کا گلاب جیسا چہرہ میری نگاہوں کے سامنے تھا لیکن اس کی آنکھیں بڑی مغموم اور اداس نظر آ رہی تھیں۔ "درخشاں! میری زندگی، تم اس قدر اداس کیوں ہو؟" میں نے تڑپ کر پوچھا۔

"تم میری اداسی کا سبب نہیں جانتے جمال!" وہ مغموم لہجے میں بولی۔ "کیا یہ میری بدنصیبی نہیں کہ تم میرے اتنے قریب ہو کر بھی مجھ سے دور دور ہو؟"

"یہ دوری عارضی ہے میری روح! میں بہت جلد تمہیں پا لوں گا۔" میں نے جلدی سے کہا پھر آہستہ سے بولا۔ "کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ ہم اسی دنیا میں ایک دوسرے کو دوبارہ پا لیں گے؟"

"ہاں میں نے یہی کہا تھا۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر خلاؤں میں تکتے ہوئے بولی۔ "مجھے آج بھی یقین ہے جمال! کہ ہم ایک دوسرے سے ضرور ملیں گے لیکن ملاپ کی مدت اتنی طویل ہو جائے گی۔ میری خاطر تمہیں اس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا ورنہ میں تمہیں اپنی تلاش پر مجبور نہ کرتی۔"

"ایسا مت کہو میری زندگی!" میں نے دل کی گہرائیوں سے اسے محبت کا یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "تمہارا جمال تمہاری خاطر سانس کی آخری کرن تک جا سکتا ہے۔"

"میں جانتی ہوں جمال لیکن..."

"درخشاں!" میں اس کا جملہ کاٹتے ہوئے بولا۔ "تم نے کہا تھا اگر ہم ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں اور بحری عقاب کے سفر کا اختتام ہی میری مطلوبہ منزل ہے۔"

"میں نے ٹھیک کہا تھا جمال!"

"مجھے بتاؤ درخشاں کہ تم کہاں ہو؟" میں بے چین ہو گیا۔ "تمہیں پا لینے کے بعد زندگی میرے لیے بہت آسان اور خوش گوار ہو جائے گی۔ میں اپنی ساری پریشانیاں اور صعوبتیں بھول جاؤں گا۔ یاد ہے درخشاں! جب میں دن بھر کا تھکا ماندہ واپس لوٹتا تھا تو تمہارے لبوں کا پرکیف تبسم مجھے دوبارہ تر و تازہ کر دیتا تھا۔"

"میں اس زندگی کو بھلا کیسے بھلا سکتی ہوں۔" اس حور کی حسین یادیں ہی تو ہیں جو میری روح کو ابھی تک اس دنیا میں بھٹکا تی پھر رہی ہیں ورنہ اب تک میں آسمانوں کے دور پار خلاؤں میں نہ جانے کہاں گم ہو چکی ہوتی۔"

"نہیں درخشاں! نہیں، تم میرا انتظار کرتی رہو میں بہت جلد تمہیں تلاش کر لوں گا۔"

"مجھے یقین نہ ہوتا تو میں تمہیں اتنے طویل سفر کے لیے بھی مجبور نہ کرتی۔" وہ اداس لہجے میں بولی۔ "بحری عقاب نے تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دیا ہے لیکن ابھی کچھ دشواریاں ہیں جو ہمارے درمیان دیوار بن کر حائل ہیں۔"

"تم مجھے صرف اپنا پتہ اپنا نشان بتا دو۔ میں تمام رکاوٹوں کو پھلانگ کر تمہارے قریب پہنچ جاؤں گا۔"

"میں مجبور ہوں جمال! کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ میں تم سے کس قدر قریب ہوں۔"

"ان مجبوریوں کا حصار توڑ دو درخشاں! میری خاطر۔ صرف ایک بار میری منزل کی نشان دہی کر دو پھر دنیا کی کوئی طاقت میرا راستہ نہیں روک سکے گی۔ تمہارے حصول کی خاطر میں موت سے بھی ٹکرا جاؤں گا۔"

درخشاں میری بے چینی دیکھ کر افسردہ ہو گئی پھر میری جانب پلٹی۔ میں تڑپ کر اٹھ بیٹھا لیکن اسی لمحے درخشاں میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور پھر میری نگاہوں نے جو منظر دیکھا اسے دیکھ کر مجھے جھرجھری آ گئی۔

زاربا کی کٹی ہوئی گردن میری نظروں کے سامنے فضا میں معلق تھی۔ اس کا چہرہ جو خون میں لتھڑا ہوا تھا، خوف ناک اور بھیانک دکھائی دے رہا تھا۔ سر کے کھلے ہوئے بال الجھے تھے۔ خون کے تازہ قطرے آج بھی اس کی گردن سے بوند بوند ٹپک رہے تھے اور اس کی آنکھوں کی پتلیاں بڑی وحشت ناک انداز میں حرکت کر رہی تھیں جیسے کچھ تلاش کر رہی ہوں۔ پھر وہ اچانک میرے چہرے پر پہنچ کر تھم گئیں۔ میں نے غور سے دیکھا زاربا کی آنکھوں میں دم توڑتی حسرتیں مچل رہی تھیں۔

"تم... تم وہی ہو نا جس کی نگاہوں کے سامنے مکالا نے میرے جسم کو ہلکی کیا تھا؟"

"ہاں میں وہی ہوں لیکن تمہاری موت میں میرا کیا قصور ہے؟" میں نے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔ "میں بھلا تمہیں قبیلے والوں کی درندگی سے کیسے بچا سکتا تھا؟"

"ہاں اس وقت تم مجبور تھے، بے بس تھے لیکن اب وقت نے تمہارے ہاتھ مضبوط کر دیے ہیں۔ اب تم میری مدد کر سکتے ہو۔"

"میں... میں کیا کر سکتا ہوں؟"

"نہ تم میرے دشمنوں کو چن چن کر جہنم رسید کر سکتے ہو۔" زاریا کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "تم کو میرا ساتھ دینا ہوگا۔ تمھیں میرے محبوب کو طویل قید تنہائی سے نجات دلانا ہوگی ورنہ اس کا دم گھٹ جائے گا۔ وہ مر گیا تو زاریا کا انتقام ادھورا رہ جائے گا اور اگر میرا انتقام پورا نہ ہوا تو میری بے چین روح نہ جانے کب تک اسی دنیا میں بھٹکتی رہے گی۔"

"کیا تمھیں یقین ہے کہ تمھارا محبوب ابھی تک زندہ ہے؟" میں نے دل کڑا کر کے پوچھا۔

"ہاں وہ زندہ ہے اور اسی جزیرے پر موجود ہے۔" زاریا نے حسرت بھرے انداز میں کہا۔ "میری روح نے اسے تلاش کر لیا تھا لیکن خبیث سوکارو کے کالے علم نے میری راہ میں اندھیرے پیدا کر دیے۔ اب مجھے تاریکی کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔"

"پھر تم لوگا تک میری رہنمائی کس طرح کرو گی؟"

"تمھاری رہنمائی بدکردار سمورا کرے گا۔ ہاں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ "تمھاری لازوال قوتوں نے اورو کا قیمتی مجسمہ غائب کر کے اس کی راتوں کی نیند حرام کر دی ہے اور اب ... اب وہ تمھاری ہدایت پر لوگا سے ملنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ دوسری صورت میں قبیلے کے لوگ اس کے ساتھ جو سلوک کریں گے وہ بڑا وحشیانہ اور عبرت ناک ہوگا۔"

"تمھیں حالات کا اندازہ کیسے ہوا؟"

"روح آزاد ہوتی ہے۔ میرا خیال تھا کہ مکالا یا سوکارو کی طاقتیں میرا راستہ نہیں کاٹ سکیں گی لیکن میرا اندازہ غلط نکلا، مکالا میرے خلاف کچھ نہیں کر سکتا لیکن سوکارو! اسی بدبخت نے سمورا کے ساتھ مل کر میرے محبوب کو اپنے ساحرانہ جال میں پھانسا تھا اور اب اسی نے اپنے گندے علم کے ذریعے میرے اور لوگا کے درمیان گھپ اندھیرے پیدا کر دیے ہیں، اس لیے اب تم زاریا کا انتقام پورا کرو گے۔ تمھیں لوگا کا ساتھ دینا ہوگا۔ قبیلے کے لوگوں کو یقین دلانا ہوگا کہ وہ جسے اپنا سردار سمجھ رہے ہیں وہ انسان نہیں درندہ ہے جس نے اپنے دوست کے ساتھ دغا کی ہے۔ تمھیں سمورا اور اس کے بدکردار ساتھیوں کو قبیلے والوں کے سامنے بے نقاب کرنا ہوگا۔"

زاریا کی آواز دھیمی ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی خون آلود نظریں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں پھر وہ ایک ثانیے کو خاموش ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے پورے یقین اور اعتماد سے کہا۔ "تم نے اگر میرا ساتھ دیا تو زاریا تمھیں تمھاری منزل تک پہنچا دے گی۔"

"میری منزل؟" میں چونکا۔ "کیا تم جانتی ہو کہ میری منزل کیا ہے؟"

"ہاں روحیں سب کچھ جانتی ہیں۔" وہ سپاٹ بولی۔ "میں یہ بھی جانتی ہوں کہ میرے آنے سے پیشتر سے باتیں کر رہے تھے۔ کیا وہ تمھاری منزل نہیں ہے؟"

"وہی ہے۔" میں بے چین ہو گیا۔ "کیا تم درخشاں رہنمائی کر سکتی ہو؟"

"لوگا کا انتقام پورا ہو جانے کے بعد میری رو غلام بن جائے گی۔"

"میرے ساتھی نے اورو کا وہ نایاب مجسمہ غائ سردار کے پاس ایک مقدس امانت سمجھا جاتا ہے۔ میں لوگوں کو اس راز سے آگاہ کر دوں تو وہ سمورا کا کریا کر دریغ نہیں کریں گے۔"

"میں جانتی ہوں لیکن اس طرح تم میرے محبوب پہنچ سکو گے۔" زاریا نے کہا۔ "لوگا ایک بار منظر عام پر آجا سارے دشمن خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر جائیں گے۔ رہا وہ پتھر کا نایاب مجسمہ تو وہ بھی بہت تحویل میں آ جائے گا۔"

"کیسے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"تمھارا ٹامی کسی لمحے بھی دیوتا کی اس مورتی کو یہاں پہنچنے والا ہے۔" وہ بڑی عقیدت سے بولی۔ "تم کہاں سے آ رہے ہو، میں سب کچھ جانتی ہوں لیکن تمھاری قوتوں کا راز میری پہنچ سے باہر ہے۔ تم اگر دیوتا ہو تو اورو سے زیادہ بلند ہے ورنہ تمھارا کتا اس کی مورتی جلانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا تھا۔"

میں نے زاریا کو غور سے دیکھا پھر قبل اس کے کہ سے کچھ دریافت کرتا ٹامی تیزی سے کمرے میں داخل ہ سے میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ زاریا کا بیان غلط ٹامی نے اپنے دانتوں کے درمیان اورو کی مورتی کو دبا میرے بستر کے قریب آ کر وہ نہایت وفاداری کے انداز لگا۔ مجھے جیکسن کی بات یاد آ گئی۔ اس نے کہا تھا کہ پہنچنے میں مجھے جو دشواریاں پیش آئیں گی اس میں ٹا لیے سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوگا۔

میں پلکیں جھپکائے بغیر پتھر کے اس قیمتی اور کو دیکھتا رہا جو اورو دیوتا قبیلے کے سردار کی برتری کی اسی مقدس مجسمے کے گم ہو جانے سے سمورا کو اپنا عروج نظر آ رہا تھا۔ اس کی راتوں کی نیند حرام ہو چکی تھی۔ وہ میری مٹھی میں آ گیا تھا۔ جیکب نے قبیلے کے لوگوں پر اپنا جمانے کے لیے اس مورتی کو نہایت آسانی سے غائب

جیکب کا بیان درست تھا تو پھر یہ بات بھی یقینی تھی کہ کچھ اسرار اور نادیدہ قوتیں سمورا کی برتری کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو جیکب اتنی آسانی سے اس مجسمے تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا تھا اور اب پتھر کا وہی انمول مجسمہ ٹامی اپنے دانتوں میں دبائے میرے بستر کے قریب کھڑا تھا۔

"میری بات غور سے سنو۔" زاریا کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "آج کی رات تمھارے لیے بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ اورو کے مجسمے کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے سمورا انھی کے تلوے بھی چاٹ سکتا ہے۔"

"کیا اسے علم ہو گیا کہ اورو کا مجسمہ میرے قبضے میں آ چکا ہے؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"نہیں لیکن آج رات وہ لوگا سے ملاقات کی کوشش ضرور کرے گا۔" زاریا نے حقارت سے کہا۔ "اگر یہ موقع اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر شاید اسے تمام زندگی پچھتانا پڑے گا۔"

"میں سمجھا نہیں؟" میں نے وضاحت چاہی۔ "آج رات ایسی کیا بات ہے جو اسے لوگا سے ملنے پر مجبور کر دے گی؟"

"آج اسے لوگا کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے اس کے حلق میں اپنے خون کے قطرے ٹپکانا ہوں گے۔" زاریا بولی۔ "یہ مجسمہ غائب نہ ہوتا تو بھی سمورا کے لیے یہ ملاقات ضروری ہوتی۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر آج کی رات بدکردار سمورا نے میرے محبوب کو اپنے جسم کے خون کے قطرے فراہم نہ کیے تو مقدس اوریگا کا عتاب اسے اپاہجوں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دے گا۔"

"کیا لوگا خون کے قطروں سے منہ نہیں پھیر سکتا؟" میں نے کہا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب ہے کہ کیا لوگا کا انکار سمورا کے لیے عتاب کا باعث نہیں بن سکتا؟"

"نہیں، جو چیز مقدس اوریگا کے نام پر دی جائے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔"

"کیا مکالا اور سوکارو کو بھی اس بات کا علم ہے کہ سمورا آج کی رات لوگا سے ملاقات کرنے جائے گا؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔"

زاریا کی بے چین اور اداس آنکھیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں اس کی کٹی ہوئی گردن کو اپنے سامنے فضا میں معلق دیکھتا رہا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں نے قبیلے والوں سے اس کا انتقام چکتا کر دیا تو وہ درخشاں تک میری رہنمائی کرے گی۔ وہ نہ کرتی تو بھی لوگا کی شخصیت ہمارے لیے بے حد اہم ہوتی، اس حقیقت کا انکشاف سب سے پہلے ساوری نے اس وقت کیا تھا جب سمورا بحری عقاب پر کیلاش کے زیر علاج تھا۔

میں آنے والے کل کے بارے میں سوچنے لگا۔ درخشاں کو دوبارہ پا لینے کا تصور اس قدر خواب ناک تھا کہ میں بہکنے لگا پھر معاً میرے ذہن میں ایک خیال سرعت سے ابھرا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ زاریا محض درخشاں کی آڑ لے کر میری ذات سے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میں نے اس خیال کی روشنی میں اسے غور سے دیکھا، کچھ سوچ کر سنجیدگی سے بولا۔ "زاریا! کیا تم اپنے اس وعدے پر قائم رہو گی کہ لوگا کا انتقام پورا ہو جانے کے بعد درخشاں تک میری رہنمائی کرو گی؟"

"ہاں میں نے تم سے یہی عہد کیا ہے۔"

"تم روح ہو۔ اگر اپنا مطلب نکل جانے کے بعد میری نگاہوں سے اوجھل رہیں تو میں تمھارا کیا بگاڑ لوں گا؟" میں سپاٹ آواز میں بولا۔ "لوگا سے اگر میرا پیار سچا ہے تو میں تمھیں کبھی فریب نہ دوں گی البتہ یہ ممکن ہے کہ بدبخت اور بدکردار سوکارو میرے اور تمھارے درمیان اندھیروں کی ویسی ہی دیوار کھڑی کر دے جیسی اس نے میرے اور میرے محبوب کے درمیان کھڑی کر دی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا پھر جلدی سے بولی۔ "میں اب جا رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے سمورا اپنے گھر سے نکل چکا ہو۔"

"کیا تم بھی اس کا تعاقب کرو گی؟"

جواب میں زاریا نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے اس کی کٹی ہوئی گردن سے خون کے قطرے تیزی سے ٹپکنے لگے پھر وہ یک لخت میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ سب سے پہلے میری نظر ٹامی پر پڑی جو میرے قریب پتھر کی مورتی منہ میں دبائے کھڑا تھا۔ میں نے جلدی سے اورو کا وہ مختصر مگر قیمتی مجسمہ ٹامی کے منہ سے لیا اور دبے قدموں اس کمرے میں چلا گیا جہاں میں نے اپنا قیمتی سامان رکھا ہوا تھا۔ اورو کے مجسمے کو حفاظت سے ایک محفوظ مقام پر چھپا کر میں دوبارہ خواب گاہ میں واپس آیا۔ جیکب گھوڑے بیچ کر بے خبر سو رہا تھا۔ میں نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی، اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔

ٹامی کو آہستہ سے تھپ تھپا کر میں نے آرام کرنے کا اشارہ کیا پھر پائپ منہ میں رکھتا ہوا رہائش گاہ سے باہر آ گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں لمبے لمبے قدم اٹھاتا سمورا کی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ اس رات میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر جیبی کا دیا ہوا پائپ اور زہریلی سوئیوں کا تحفہ بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ نہ جانے کیوں مجھے یقین تھا کہ میں لوگا تک پہنچنے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔

میں رہائش گاہ پر تعینات محافظوں کے سامنے سے ہوتا ہوا گزر گیا، ربیک منہ میں ہونے کی وجہ سے میں ان کی نظروں سے اوجھل تھا البتہ وہ مجھے دکھائی دے رہے تھے۔

میرا ذہن سمورا اور لوگا کی ملاقات میں الجھا ہوا تھا۔ لوگا کی حیثیت ہمارے لیے بے حد اہم تھی۔ ہر چند کہ ہم نے اسے کبھی عالم تصور میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی عادات و اطوار سے بھی ناواقف تھے لیکن ہمیں یقین تھا کہ اگر ہم اسے ایک طویل قید سے آزاد کرا کے قبیلے والوں کے روبرو لانے میں کامیاب ہو گئے تو ہمیں لوگا کے علاوہ اورڈفینا کے عوام کی نگاہوں میں بھی ایک خاص عزت حاصل ہو جائے گی اور تب اس گمنام جزیرے میں ہمیں زندگی گزارنا اتنی دشوار نہ ہوگی جتنی سمورا کے دور میں تھی۔

زاریا کا خیال تھا کہ اس رات سمورا اور لوگا کی ملاقات یقینی ہوگی، وہ مرنے کے باوجود اپنے محبوب کو پالینے کی حسرت میں ابھی تک دنیا میں بھٹک رہی تھی اور میں زندہ ہونے کے باوجود درخشاں سے دور تھا۔

درخشاں کا تصور ذہن کے دھندلکوں پر ابھرا تو مجھے بھولی بسری باتیں یاد آنے لگیں، درخشاں میری زندگی کا حاصل تھی، اسے پالینے کے بعد میں نے خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین آدمی تصور کیا تھا شاید اس لیے کہ میری محبت یک طرفہ نہیں تھی، درخشاں بھی مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتی تھی۔ میری خاطر اس نے اپنا دھرم بدل دیا، وہ کاجل سے درخشاں بن گئی اور وہ خلیج جو ہمارے درمیان حائل تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

شادی کے بعد ہمارے روز و شب قابلِ رشک ثابت ہوئے لیکن ہائے کہ وہ پرسکون لمحے بڑے مختصر تھے۔ پنڈت پجاریوں نے درخشاں اور میری شادی کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا، وہ میری جان کے دشمن بن گئے، مجھے موت کے گھاٹ اتار دینے کی خاطر وہ روپ بدل بدل کر مجھ سے ٹکرائے میرے اور درخشاں کے رشتے کو توڑنے کی خاطر انھوں نے تمام جتن کر ڈالے پھر جب مجھ پر ان کا بس نہ چلا تو انھوں نے معصوم درخشاں کو عین اس وقت اپنے جنتر منتر کا نشانہ بنا دیا جب وہ میرے بچے کو جنم دینے والی تھی۔ کیلاش نے میری خوشیوں کو بچانے کی خاطر ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کی مسیحائی بھی میرے کسی کام نہ آسکی، پھر خوشیوں کا وہ باب ختم ہو گیا۔

درخشاں نے مرتے وقت مجھ سے ایک طویل سفر کی فرمائش کی جس کی تکمیل کی خاطر میں آج تک بھٹک رہا تھا، مجھے اورڈفینا کے لوگوں یا وہاں کے بے ہودہ رسم و رواج سے کوئی تعلق نہیں تھا، سمورا اور لوگا کے درمیان کیا رشتہ تھا؟ مکالا اور لوڑھے سوکارو کے درمیان دوستی کا جو معیار قائم تھا اس کی کیا [illegible] تھی؟ ساوری کون تھی اور اس کی حفاظت کی خاطر سمورا جان کی بازی کیوں لگا رکھی تھی یا بھوری پہاڑیوں [illegible] کیا تھا؟ مجھے ان تمام فضولیات سے بھلا کیا غرض تھی لیکن اور حالات نے مجھے الجھا دیا۔ میں جس قدر درخشاں کے قریب ہونے کی کوشش کرتا بدلتے واقعات کے طوفانی دھارے بہا کر اسی قدر دور لے جاتے۔ میرے پاس اس کے سوا اور چارہ بھی نہ تھا کہ ان درمیانی رکاوٹوں کو دور کروں ان [illegible] بغیر میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

میں اپنے پیچھے اپنی زندگی سے وابستہ جو ماحول چھوڑ [illegible] تھا اس کے بارے میں بھی مجھے کوئی اطلاع نہیں تھی، مجھے [illegible] پر مکمل اعتماد تھا، وہ میری غیر موجودگی میں جاگیر کے کام کی دیکھ بھال کر سکتے تھے، انھیں ہمیشہ میرا مفاد عزیز رہا [illegible] لیکن میری عدم موجودگی میں ان پر کیا گزر رہی ہوگی۔ وہ [illegible] حالات اور واقعات سے دوچار ہوں گے، مجھے کسی بار [illegible] کوئی علم نہیں تھا۔

وقت کی بساط نے پلٹ کر کس قدر مضحکہ خیز صورت [illegible] کر لی تھی، میں دنیا میں رہنے کے باوجود دنیا کے تمام خطو [illegible] کٹ کر رہ گیا تھا۔ میری دنیا صرف اورڈفینا کے گمنام جز [illegible] اور اس پر بسنے والے وحشی درندوں تک محدود ہو کر گئی تھی۔ کیلاش اور جیکب جیسے مخلص دوست اگر میرے ہمراہ نہ ہوتے تو شاید ایک اجنبی ماحول میں گھٹن کا احسا [illegible] میرے لیے زیادہ شدید ہوتا اور کیا عجب تھا کہ حالات [illegible] شکنجوں میں اس طرح گھیر کر جکڑ تے کہ میں خود اپنے ہا [illegible] اپنی زندگی ختم کرنے پر مجبور ہو جاتا۔

میرا ذہن واقعات کے بھنور میں الجھا ہوا تھا لیکن میرے [illegible] بدستور تیز تیز اٹھ رہے تھے، میری رفتار میں کوئی فرق نہیں [illegible] میں اس وقت چونکا جب سمورا کے گھر کے قریب پہنچ کر اسے مکا [illegible] سے نکلتے دیکھا۔ اگر مجھے تھوڑی دیر اور ہو جاتی تو شاید وہ میر [illegible] دسترس سے دور جا چکا ہوتا اور میرے لیے اس کی تلاش آسان [illegible] سمورا کو دیکھ کر میں ٹھہر گیا۔ وہ تنہا نہیں تھا، مناما [illegible] اس کے پیچھے تھا، اسے سمورا کے ساتھ دیکھ کر مجھے تعجب [illegible] ہوا، میرا خیال تھا کہ سمورا، سوکارو اور مکالا کے بعد کون نے لوگا کے خلاف سازشوں کا جو جال بنا تھا اس میں کوئی چوتھا فرد شریک ہوگا لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، مناما اور سمورا کو اس وقت ایک ساتھ دیکھ کر مجھے اپنی رائے بدلنا پڑی۔

گھر سے باہر آکر سمورا نے اطراف کا جائزہ لیا پھر مناما کے

[illegible] چلنے لگا۔ ربیک کی موجودگی میں وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے، [illegible] تیزی سے لپک کر ان کے قریب ہو گیا اور تب میں نے دیکھا کہ [illegible] دونوں کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔ سمورا جو کل تک بستی [illegible] سینہ تان کر اور گردن اونچی کر کے چلنے کا عادی تھا اس وقت [illegible] کمزور اور پریشان نظر آرہا تھا۔ مناما کی کیفیت بھی اس سے [illegible] زیادہ مختلف نہ تھی۔

وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے رہے بستی سے نکل کر انھوں نے [illegible] رخ اس سمت کر لیا جدھر ساحل کے ساتھ ساتھ چٹانوں کا [illegible] سلسلہ قائم تھا۔ وہ چلتے چلتے ایک دم تیزی سے رک کر پلٹ جاتے [illegible] دیکھنے لگتے، انھیں اس بات کا خطرہ لاحق تھا کہ کوئی اور [illegible] ان کا تعاقب نہیں کر رہا۔ میں ان کے ساتھ ساتھ قدم ملا رہا [illegible] کی طویل خاموشی مجھے گراں گزر رہی تھی، وہ نہ جانے کن خیالوں [illegible] گم تھے کہ ابھی تک ان کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہوئی [illegible] ان کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتا رہا اور ساتھ ساتھ ان [illegible] ستوں کو بھی ذہن نشین کرتا رہا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ خاموشی سے اپنا سفر کرتے رہے میں [illegible] محسوس کر رہا تھا کہ جوں جوں چٹانوں کا سلسلہ قریب آرہا تھا [illegible] سمورا کے چہرے پر نظر آنے والی وحشت بڑھتی جا رہی تھی پھر [illegible] چٹانوں کے قریب پہنچ کر رک گئے، ایک بار پھر انھوں نے [illegible] دیدہ نگاہوں سے اطراف کا بغور جائزہ لیا پھر سمورا نے مناما کو [illegible] مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”مناما! میرے رفیق، کیا تجھے یقین ہے کہ لوگا مجھے معاف [illegible] کر دے گا؟“

”مقدس اورڈیگا نے اس کے اوپر اپنی مہربانیوں کا سایہ [illegible] رکھا ہے اس لیے میری نگاہیں وہاں تک نہیں پہنچ سکیں لیکن [illegible] میرا حساب یہی بتاتا ہے، وہ آسانی سے قابو میں نہیں آئے گا۔ [illegible] اسے رام کرنے کے لیے خاصی تگ و دو کرنی پڑے گی۔“

”میرے بارے میں تیرا علم کیا کہتا ہے؟“ سمورا نے الجھتے ہوئے [illegible] دریافت کیا ”کیا اورڈفینا پر میرا اقتدار برقرار رہے گا؟“

”حالات پر منحصر ہے قبل از وقت کوئی پیش گوئی نہیں ہو سکتی۔“

”مناما! کہیں ایسا تو نہیں کہ تو مجھے بہلانے کی کوشش کر رہا ہو؟“

”دیوتا کی مقدس مورتی کا گم ہو جانا تیرے حق میں نحس بھی [illegible] ثابت ہو سکتا ہے۔“ مناما نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا ”میرا [illegible] علم یہی کہتا ہے کہ وہ مورتی تجھے واپس مل جائے گی لیکن....“ مناما [illegible] [illegible] خاموش ہو گیا۔

”لیکن کیا مناما؟“ سمورا [illegible]

کیوں ہو گیا؟ مجھے بتا، تیرا علم میرے سلسلے میں آنے والے کل کے لیے کیا کہتا ہے؟“

”مقدس مجسمے کی گمشدگی میں اورڈیگا کی ناراضگی کو کوئی دخل نہیں ہے۔“

”پھر اسے کس نے غائب کیا؟“

”وقت کی رفتار نے میری عقل کند کر دی ہے۔“ مناما نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ ”بدبخت سوکارو کے گندے علم نے میری صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیا۔ ہندسوں اور خطوط کی ترتیب آپ ہی آپ بگڑنے لگتی ہے اور یہ سب کچھ....“

”میں تجھ سے مقدس مجسمے کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔“ سمورا جھلا کر بولا۔ ”اگر اس کی گمشدگی میں عظیم اورڈیگا کا ہاتھ شامل نہیں ہے تو پھر وہ کون ہو سکتا ہے؟ مکالا۔ بدکردار اور خبیث سوکارو یا کوئی اور؟“

”وہ جو بھی ہے اسی جزیرے پر موجود ہے میرا حساب یہی بتاتا ہے اور۔ اگر ہندسوں کی ترتیب نے مجھے دھوکا نہیں دیا تو....“ مناما ایک بار پھر کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

”زبان بند مت کر مناما!“ سمورا غرایا۔ ”جو کچھ تیرا حساب کہتا ہے کھل کر مجھے بتا دے میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔“

”اورڈ کے مجسمے کے غائب ہونے میں بھی اسی کا ہاتھ ہے جس نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا۔“

”ہواؤں کا دیوتا!“ سمورا حیرت سے اچھل پڑا۔

مجھے بھی مناما کے اس جملے پر شدید حیرت ہوئی۔ جیکب کے بیان کے مطابق میرا خیال تھا کہ وہ پراسرار شخصیت کارڈوبا کی تھی جس نے کابوری کی موت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جیکب کو بروقت سوتے سے بیدار کیا اور اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ سمورا کی رہائش گاہ سے دیوتا کی مورتی غائب کر دے۔ جیکب جس نے پہلے سے سوچ رکھا تھا کہ وہ جزیرے پر موجود اورڈ کے تینوں مجسموں کو نیست و نابود کرنے کے بعد قبیلے کے لوگوں کو اپنے مذہبی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرے گا۔ کارڈوبا کے مشورے پر عمل کرنے کو تیار ہو گیا لیکن مناما جو علم رمل کا ماہر تھا ایک نئی کہانی سنا رہا تھا۔

میرے ذہن میں متعدد خیالات نہایت سرعت سے ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے، ہو سکتا تھا کہ جینی کی پراسرار طاقت نے میری زبان سے نکلے ہوئے [illegible] امکانی خدشے کو حقیقت کے سانچوں میں ڈھالنے کے لیے جیکب کو محض ذریعہ بنا لیا ہو اور جیکب کو آمادہ کرنے کی خاطر اس نے کارڈوبا کی شخصیت کو [illegible] استعمال کیا ہو۔ لیکن یہ خیال بڑا مضحکہ خیز نظر آتا تھا، ایک مجسمے کو غائب کرانے کی خاطر جینی کی بے پناہ پراسرار قوتوں کو

اس قدر پیچیدگیوں کی کیا ضرورت تھی؟ وہ خود بھی مجسمے کو غائب کرکے مجھے آلۂ کار بنا سکتی تھی یا پھر کارذوبا کے ذریعے اس کام کو پورا کرسکتی تھی۔ جبکہ کو درمیان میں آلۂ کار بنانے کی کیا ضرورت تھی؟

کیا جینی نے محض حالات کو الجھانے کی خاطر ایسا کیا ہوگا؟ اور اگر حقیقت یہی تھی تو پھر مناما کو جینی کا نام لینا چاہیے تھا اس نے اس قدر وثوق سے میرا نام کیوں لیا؟ میں مناما کے چہرے پر طاری سنجیدگی کو غور سے دیکھتا رہا۔

"ہاں سمورا! میرا علم یہی کہتا ہے۔" مناما نے دوبارہ اپنے حساب کی تصدیق کی تو سمورا تلملا گیا۔

"شاید تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے یا پھر منگارو کی ناجائز اولاد سوکارو نے اپنے گندے علم کے زور سے تیرا حساب بگاڑ دیا ہے۔ تو نے پہلے بھی اسی خیال کا اظہار کیا تھا کہ وہ دیوتا نہیں بلکہ ہماری طرح انسان ہیں۔"

"میرا حساب اب بھی یہی بتاتا ہے۔" مناما نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پھر۔ انھوں نے مجھے رسوئی کے عتاب سے کس طرح نجات دلائی۔" سمورا غصے سے بولا۔ "عبادت گاہ سے سوکارو کے باہر آنے کے سلسلے میں ان کی پیشین گوئی بھی درست ثابت ہوئی اس کے بعد ہواؤں کے دیوتا نے اورو کے قیمتی مجسمے کے بارے میں جس خدشے کا اظہار کیا وہ بھی پورا ہوگیا۔ کیا یہ سب کچھ اتفاق ہے کیا انسان پراسرار قوتوں کا مالک بن سکتا ہے؟"

"میں تیرے خیالات سے متفق ہوں لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ کچھ نادیدہ اور لازوال قوتیں ان کی پشت پناہی کررہی ہیں۔"

سمورا نے چونک کر مناما کو دیکھا، کچھ دیر تک اپنا نچلا ہونٹ کاٹتا رہا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔

"تو یہیں رک کر میرا انتظار کر۔ میں اس کے حلق میں خون کے قطرے ٹپکا کر واپس آتا ہوں۔"

"سردار! کیا یہ ممکن نہیں کہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں۔"

"کیوں؟" سمورا نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا "تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟"

"م۔ میں۔ میں اپنے سردار کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔" مناما نے دبی زبان میں اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

"تو۔ تو لوگا کو اپنا سردار کہہ رہا ہے۔" سمورا کے تیور خطرناک ہوگئے "کیا زندگی سے تیرا دل بھر گیا ہے۔"

"اورو فینا کے جزیرے پر مجھے مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل ہے۔" مناما نے سپاٹ آواز میں جواب دیا "اورو کی مقدس مورتی

گم ہوجانے کے بعد تو ہمارا سردار نہیں رہا۔"

"مناما!" سمورا کسی زخمی درندے کی طرح چیخا "تو حواس کھو بیٹھا ہے۔"

"قبیلے کے لوگوں کو حالات کا علم ہوگیا تو تیرا...

"نہیں۔ قبیلے کے لوگوں کو حالات کا علم نہیں ہوگا... کا لہجہ سرد اور سفاک ہوگیا "تجھے اپنی منحوس زبان بند رکھ...

"ایسا ممکن ہے لیکن اسی صورت میں کہ تو مجھے لوگا...

"شاید میں نے تجھے اپنا ہم راز بنا کر اچھا نہیں کیا...

"وہ وقت گزر گیا۔ اب تیری عافیت اسی میں... کے آگے گھٹنے ٹیک کر سرنگوں ہوجا۔" مناما نے ٹھوس لہجے...

"سمورا موت کو گوارا کرسکتا ہے لیکن اپنا سر خم نہ...

"لوگا عظیم ہے۔ میری مان تو اس کے سامنے ہاتھ... اپنی غلطیوں کی معافی طلب کرلے، ہوسکتا ہے کہ وہ تجھے... کے ناتے بخش دے۔"

"ہواؤں کے دیوتا نے کہا ہے کہ اگر میں لوگا کو... لوں تو اورو کا گم شدہ مجسمہ مجھے دوبارہ مل سکتا ہے" ... مناما کو حقارت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "مقدس... کی ناراضگی ختم ہوگئی تو قبیلے پر میرا اقتدار دوبارہ بحال..."

"لیکن میرا علم کچھ اور کہتا ہے۔"

"کیا؟"

"تیرے اقتدار کے دن اب پورے ہوچکے ہیں... کہا "زاریا کی موت رائیگاں نہیں گئی، اس کا خون رنگ... اور کیا عجب ہے کہ زاریا کی کرب ناک موت ہی نے اور... نگاہوں کے زاویے بدل دیے ہوں۔"

"مجھے اپنی حماقت کا احساس ہورہا ہے۔" سمورا کی... میں خون اتر آیا "وہ میری زندگی کا سب سے منحوس اور... تھا جب میں نے تجھے اپنا رفیق جان کر اعتماد میں لینے... کی۔ اگر میں اپنی زبان بند رکھتا تو نہ تجھے لوگا کی زندگی... نہ مقدس امانت کی گم شدگی کا پتہ چلتا۔"

"اب ان باتوں سے کیا حاصل۔ جو ہونا تھا ہوچکا..."

"نہیں۔ ابھی وقت کی رفتار میرے ہاتھ میں ہے..." کے لہجے میں درندگی آگئی، بجلی جیسی پھرتی کا مظاہرہ... اس نے کمر سے لٹکتا ہوا خنجر نکال کر ہاتھوں میں تھام... فضا میں لہراتے ہوئے نہایت سفاک لہجے میں بولا "میر... کی دوسری حرکت تیری زبان کو ہمیشہ کے لیے بند کرد... قبیلے والوں کو حالات کا علم نہیں ہوسکے گا۔"

"مقدس اورو کی طاقت عظیم ہے۔ اس کا عتاب...

موت کے بعد تیرے لیے اور زیادہ خطرناک اور عبرت ناک ہوگا۔"

"اگر تو اپنی منحوس زبان بند کرنے کا عہد کیے تو میں تیرے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگوں گا۔ ورنہ مجھے مجبوراً تجھے موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔"

"نہیں۔ میں تیرے ساتھ کوئی عہد نہیں کرسکتا۔"

"پھر مرنے کے لیے تیار ہوجا۔"

سمورا نے سرد لہجے میں جواب دیا پھر اس کا ہاتھ بجلی کی طرح لہرایا۔ مناما نے پھرتی سے دو قدم پیچھے ہٹنے کی عقل مندی نہ کی ہوتی تو اس کا پیٹ یقیناً چاک ہوگیا ہوتا۔

"سمورا!" مناما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی "اب بھی وقت ہے اپنے ارادے سے باز آجا ورنہ...!"

لیکن وہ اپنا جملہ پورا نہ کرسکا، سمورا نے چیتے کی طرح جھپٹ کر دوسرا وار کیا جو بے حد مہلک ثابت ہوا۔ خنجر مناما کے سینے پر ایک گہرا شگاف لگاتا ہوا گزر گیا۔ خون کی دھار ابل کر مناما کے جسم کو رنگین بنانے لگی، میں چاہتا تو مناما کی مدد کرسکتا تھا لیکن میں نے مداخلت مناسب نہیں سمجھی اس لیے کہ مجھے صرف لوگا کی کمین گاہ تک پہنچنا تھا، مناما کی ذات سے کوئی دل چسپی نہیں تھی۔

خون کی سرخی نے موت کا بھیانک احساس دلایا تو مناما نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی۔

"مناما! رک جا۔" سمورا نے اسے للکارا لیکن موت کی دہشت نے جیسے مناما کو بہرا کردیا تھا۔ وہ دیوانہ وار بھاگتا رہا لیکن پھر اچانک دوڑتے دوڑتے ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اس کے حلق سے ایک کرب ناک چیخ بلند ہوکر ویرانے میں دور تک پھیلتی چلی گئی، اس کے جسم نے یکے بعد دیگرے دو تین جھٹکے کھائے پھر وہ اوندھے منہ سنگلاخ زمین پر کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح ڈھیر ہوگیا۔ سمورا کا پھینکا ہوا خنجر اس کی پشت پر دستے تک گھسا نظر آرہا تھا۔

"مجھے تیری موت پر دکھ ہے میرے رفیق، لیکن تیرے دن پورے ہوچکے تھے، تو نے سمورا کے ساتھ دشمنی مول لے کر اپنی عبرت ناک موت کو للکارا۔ میں نے تیری خواہش پوری کردی۔ اب تو ہمیشہ آرام اور سکون کی نیند سوتا رہے گا۔ میں نے تیری زبان پر اپنے عتاب کی مہر لگادی ہے اس لیے کہ تو قبیلے کے لوگوں کے سامنے میرے خلاف زہر نہ اگل سکے۔ میں کچھ دیر کے لیے تجھ سے اجازت چاہوں گا پہلے لوگا کی خیریت دریافت کرلوں پھر تیری اکڑی ہوئی لاش کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کروں گا۔ تیری موت نے میری مشکل حل کردی ہے، میں مجسمے کی گم شدگی کو تیری گم شدگی سے منسلک کرکے قبیلے کے لوگوں کو باور کرانے کی کوشش کروں گا کہ مقدس اورو کا مجسمہ تو نے ہی... وردی کے ساتھ جھوٹی پہاڑیوں پر طلب کیا ہے۔

اس طرح میری سرداری بھی برقرار رہے گی اور میں سمندری اور ہواؤں کے دیوتا کی ہمدردیاں حاصل کرکے قبیلے والوں کے سامنے اپنا وقار برقرار رکھنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے معاف کردینا میرے رفیق کہ میں تیری لاش کو قبیلے کی رسم و رواج کے مطابق ٹھکانے لگانے سے قاصر ہوں۔"

سمورا کچھ دیر تک مناما کی اکڑی ہوئی لاش سے باتیں کرتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر مناما کے جسم سے خنجر نکال کر دوبارہ اپنی کمر میں اڑس لیا اور چٹانوں کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ میں ایک خاموش تماشائی کی طرح سمورا کے ساتھ لگا رہا۔

مناما کی موت نے سمورا کی ذہنی کیفیت کا اظہار کردیا تھا۔ وہ ہر قیمت پر قبیلے کا سردار بنا رہنا چاہتا تھا، اسی گدی کی خاطر اس نے لوگا کو نہایت خوب صورتی سے راستے سے ہٹایا تھا لیکن ساوری کے جوان نے پر مکالا اور اس کے درمیان ٹھن گئی۔ بوڑھا ساحر چونکہ مکالا کو پسند کرتا تھا اس لیے وہ بھی مکالا کی طرف ہوگیا۔ یوں قبیلے کے اندر دو ٹولیاں بن گئیں۔ سمورا سردار تھا اس لیے اس کے ہاتھ زیادہ مضبوط تھے لیکن مقدس اورو کے قیمتی مجسمے کے غائب ہوجانے سے وہ بالکل تنہا رہ گیا تھا۔ حالات کے پیش نظر اس نے مناما کو اپنا ہم راز بنانے کی کوشش کی مگر مناما نے جب لوگا کو اپنا سردار کہا تو وہ اپنا غصہ ضبط نہ کرسکا اور انجام کار مناما کو اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے۔

میرے لیے ان وحشیوں کے درمیان کھیلی جانے والی خون کی ہولی یا قتل و غارت گری کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی، وہ جس ماحول میں پروان چڑھے تھے اس میں انسانی قدروں لحاظ و مروت کی کوئی گنجائش نہیں تھی، وہ تہذیب کی ابجد سے بھی ناواقف تھے ان کے درمیان برسوں سے جو جنگلی اور وحشیانہ رسمیں چلی آرہی تھیں وہی ان کا مذہب تھا۔ اس پر وہ سختی سے عمل کرنے کے عادی تھے، ان کی اصلاح ناممکن تھی، ظلم و تشدد، قتل و غارت گری ان کے دل چسپ مشغلے تھے، وہ اگر کسی کو بڑا مانتے تھے تو اپنے رائج دیوتاؤں کو یا پھر اس شخص کو جو اتفاق رائے سے ان پر بحیثیت سردار مسلط کردیا جاتا۔

سمورا بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ شاید اسی لیے رفیق کہنے کے باوجود اس نے مناما کے کانٹے کو پل بھر میں اپنے درمیان سے ہٹا دیا اور اب وہ پتھریلی زمین پر تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا۔ چٹانوں کے قریب پہنچ کر اس نے پھر کسی ممکنہ تعاقب کی تصدیق کی پھر ایک تنگ سی دراڑ میں داخل ہوگیا۔ دراڑ خاصی دور تک بل کھاتی چلی گئی تھی۔ سمورا اپنے توانا جسم کو تنگ راستے کی مناسبت سے سکیڑتا اور سنبھالتا رہا، وہ خاصی جلدی میں تھا۔

راستے اس کے دیکھے بھالے تھے اس لیے اسے کوئی دشواری نہیں پیش آ رہی تھی۔

دراڑ کے سلسلے کو عبور کر کے وہ ایک کھلے حصے میں آ گیا جہاں پتھریلی زمین پر سمندر کا پانی موجود تھا، پانی کے دوسری جانب بلند چٹانیں موجود تھیں، سمورا نے پتھریلی زمین کا وہ حصہ بھی تیز رفتاری سے عبور کیا اس کے بعد وہ چٹان کے اوپر چڑھنے لگا، میں برابر اس کے ساتھ لگا رہا، چٹان پر کچھ دور اوپر جانے کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ کر رک گیا جہاں جیل کی شکل سے ملتا جلتا ایک خاصہ بڑا پتھر کا ٹکڑا چٹان سے نیچے کی جانب جھکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس پتھر کے قریب جا کر سمورا ایک لمحے کو رکا، کچھ دیر تک خاموش کھڑا ماحول کی سن گن لیتا رہا پھر وہ وزنی پتھر کے قریب سے بائیں جانب والے راستے پر ہو لیا۔ پندرہ بیس منٹ تک وہ چٹانوں پر ادھر ادھر چکرا تا رہا پھر ایک تنگ سی دراڑ کے اندر داخل ہو گیا جو میرے اندازے کے مطابق دس پندرہ منٹ تک بل کھاتی چلی گئی تھی، دراڑ کے اختتام پر آگے جانے کا راستہ بظاہر مسدود نظر آتا تھا لیکن سمورا نے چٹان کے ایک حصے پر دونوں ہاتھ جما کر طاقت صرف کی تو وہاں بھی ایک خلا پیدا ہو گیا جس کے اندر سے ایک آدمی بمشکل گزر سکتا تھا۔

سمورا کی پیروی میں میں نے بھی اس خلا سے گزرنے میں خاصی جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ دوسری جانب خاصا اندھیرا تھا میں نے ایک دو جگہ معمولی ٹھوکریں کھائیں لیکن سنبھل گیا، سمورا چونکہ ان راستوں سے واقف تھا اس لیے وہ نہایت آرام سے آگے قدم اٹھاتا رہا۔ کچھ دیر ہم آگے پیچھے چلتے رہے پھر سمورا نے ایک اور وزنی پتھر کو درمیان سے ہٹایا تو گھپ اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن نے مجھے چونکنے پر مجبور کر دیا اس کے بعد ہمیں زیادہ دور سفر نہیں کرنا پڑا۔ کچھ دیر بعد میں سمورا کے ساتھ ایک کشادہ غار میں موجود تھا جس کے اندر ہر طرف خاصی روشنی بھی موجود تھی۔

غار کے درمیان ایک تکون قسم کا نوکیلا وزنی پتھر فرش کے اندر دھنسا نظر آ رہا تھا جس پر لوہے کی ایک زنگ آلود زنجیر دکھائی دے رہی تھی، روشنی کا بندوبست یہاں بھی بالکل اسی انداز میں کیا گیا تھا جیسا میں ایک بار پہلے دیکھ چکا تھا، غار کے اندر چٹان کو کاٹ کر ایک بلند جگہ ایک چھوٹا سا سوراخ کیا گیا تھا جس کی دوسری سمت غالباً موم مشعل روشن تھی اس کی روشنی کشادہ غار کو بھی روشن کیے ہوئے تھی۔

سمورا کچھ دیر تک خاموش کھڑا نوکیلے تکون پتھر کو وحشت بھری نظروں سے گھورتا رہا، بظاہر وہاں کوئی آدم یا آدم زاد نظر نہیں آ رہا تھا لیکن جب میں سمورا کے ساتھ گھوم کر پتھر کی دوسری سمت گیا تو وہ شخص میری نظروں میں سنگلاخ فرش پر دونوں ہاتھوں کے درمیان سر چھپائے پڑا تھا۔ زنگ آلود زنجیر کا دوسرا سرا اس کے پیروں میں بیڑی کی طرح موجود تھا۔

"لوگا" میرے ذہن میں ایک نام تیزی سے گونجا، دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں، میں اس شخص کو غور سے دیکھنے لگا اس کی شکل اس کے ہاتھوں کے درمیان چھپی تھی لیکن اس کی جسامت اور قد و قامت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ لوگا قید تنہائی کی صعوبتیں جھیلتے جھیلتے لاغر اور نحیف ہو چکا ہو گا۔ وہ سمورا کے راستے کا سب سے بڑا پتھر تھا اس لیے اس کے ساتھ کسی اچھے سلوک کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی لیکن وہ شخص جو فرش پر اوندھے منہ پڑا تھا اگر لوگا ہی تھا تو پھر میرا خیال درست نہیں تھا۔ وہ درمیانہ قد اور دوہرے بدن کا مالک تھا۔ اس کے جسم پر میل اور گندگی کی خاصی دبیز تہیں موجود تھیں لیکن ہاتھوں اور کہنیوں کے پاس سے اس کی جلد کا اصلی روپ بھی نظر آ رہا تھا جو مقامی لوگوں کے مقابلے میں خاصا اجلا کہا جا سکتا تھا اس کے جسم پر لباس نام کی اگر کوئی شے موجود تھی تو وہ خستہ حال لنگوٹی ہی تھی، اس کے سر کے بال خاصے دراز اور الجھے ہوئے تھے۔

سمورا اسے خاموش کھڑا استحقارت بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے غار کے اس حصے کی جانب دیکھا جس کی دوسری سمت سے روشنی پھوٹ رہی تھی، چند لمحے وہ خلا کے بیچ والے حصے پر روشنی کی پراسرار کپکپاہٹ کو غور سے گھورتا رہا پھر اس نے مدھم لہجے میں کسی کو آواز دی۔

"اوگارا! کیا تو جاگ رہا ہے؟"

"سردار!" خلا کی دوسری جانب سے ایک سرسراتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی "تیرا غلام پوری طرح ہوشیار ہے۔"

"کیا تجھے میری آمد کی خبر ہو گئی تھی؟"

"اوگارا جانتا ہے کہ غفلت کی سزا بھیانک موت ہے اس لیے وہ اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ میں نے تمہیں اسی وقت دیکھ لیا تھا جب تم نے پتھریلی زمین پر بہتے پانی میں قدم رکھا تھا۔"

"کیا تیری عقابی نگاہیں اس وقت بھی جاگ رہی ہیں؟"

"ہاں مقدس سمورا! میری نظریں اس وقت بھی نشیبی علاقوں پر بھٹکنے والی ہیں میں پوری طرح محتاط ہوں۔"

"اوگارا!" سمورا نے سرد لہجے میں کہا "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو نے اس وقت عظیم مکالا کو خوش آمدید کیوں نہیں کہا جب شب دیجور میں بھٹکنے والی بے چین روحوں کی قسم میں نے تیرے سوا کسی اور کو نہیں دیکھی، میں جانتا ہوں کہ غفلت کی سزا بھیانک......"

"تجھیں چوکس رکھنا اوگارا! آج کی رات ہمارے لیے بہت اہم ہے۔" سمورا نے تیز لہجے میں کہا۔ مجھے اس کے اور اوگارا کے درمیان ہونے والی گفتگو پر سخت حیرت ہوئی، لوگا کو جہاں رکھا گیا تھا وہاں سمورا کا ایک خاص آدمی ہر وقت محتاط رہتا تھا۔ غار کی دوسری جانب چٹانوں کے درمیان کوئی ایسا معقول مقام ضرور رہا ہو گا جہاں سے نشیبی علاقوں کو بآسانی دیکھا جا سکتا تھا جاہلوں اور وحشی درندوں کی وہ سوجھ بوجھ میرے لیے حیرت انگیز ثابت ہوئی۔

زمین پر پڑا ہوا شخص غالباً گہری نیند میں تھا لیکن پھر وہ چونک کر اٹھنے پر مجبور ہو گیا، سمورا کی وہ حرکت بھی درندگی کی ایک بدترین مثال تھی، اوگارا سے گفتگو ختم کرنے کے بعد اس نے اپنی خونخوار نظریں دوبارہ لوگا پر مرکوز کر دیں کچھ دیر سے ٹکٹکی باندھے حقارت بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے ایک بھرپور اور شدید ٹھوکر ماری جس کی تکلیف نے لوگا کو کراہ کر سیدھا ہو جانے پر مجبور کر دیا اور تب میں نے پہلی بار اس کے چہرے کے خدوخال دیکھے، بڑھی ہوئی جھاڑ جھنکار داڑھی نے اس کی شکل کو اپنے اندر سمیٹ رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ صحت مند نظر آ رہا تھا، خاص طور پر اس کی آنکھیں بے حد روشن اور چمک دار تھیں۔

"تو۔ تو پھر آ گیا" اس نے کراہتے ہوئے سمورا کو مخاطب کیا پھر اپنے جسم کو سمیٹ کر وزنی پتھر سے لگا دیا۔ زنگ آلود زنجیر اس کے حرکت کرنے سے آہستہ سے کھڑکھڑا کر رہ گئی۔

"ہاں عظیم لوگا! سمورا پھر تیری خیریت دریافت کرنے آ گیا۔"

"آئی جلدی جلدی چکر مت لگایا کر" لوگا نے ٹھوکر سے پیدا ہونے والی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے کہا "تو اب ادزینا کا سردار ہے اور سردار کو اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔"

"تو آج تک نہیں بدلا" سمورا نے زہرخند سے جواب دیا۔ "موت کے سائے تیرے سر پر منڈلا رہے ہیں گزرتے لمحوں کی ہر آہٹ کے ساتھ تیرے قریب ہوتے جا رہے ہیں لیکن تو ابھی تک سمورا کے ساتھ اپنی دوستی کا بھرم رکھ رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ تو اپنی رہائی کے خواب دیکھ رہا ہو۔"

"محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز سمجھا جاتا ہے۔ رہا دوستی کا مسئلہ تو میں آج بھی تجھے اپنا بہترین دوست سمجھتا ہوں۔"

"میں آج بھی تیری دوستی کے رشتوں کو تازہ کرنے کی غرض سے یہاں آیا ہوں۔"

"مجھے یقین تھا کہ تو ضرور آئے گا۔" لوگا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا "تو نہ آتا تو مجھے تیری دانش مندی پر شبہ ہوتا۔"

"تیری یادداشت ہمیشہ سے بے مثال رہی ہے قبیلے کے لوگ آج بھی تیرا نام بڑی عزت و عقیدت سے لیتے ہیں۔"

"سمورا!" اس بار لوگا نے حسرت بھری آواز میں احتجاج کیا "مجھے سورج کی روشنی دیکھے ایک زمانہ بیت گیا، میں اپنے ماضی کو ایک بھیانک خواب سمجھ کر بھول چکا ہوں لیکن تو جب بھی آتا ہے لوگا کے سینے پر چرکے لگانا نہیں بھولتا۔"

"یہی چرکے ہمارے درمیان دوستی کے مقدس رشتے کو تازہ کیے ہوئے ہیں" سمورا نے حقارت سے کہا پھر اپنا خنجر نکالتے ہوئے بولا "تیار ہو جا لوگا! آج سمورا ایک بار پھر قبیلے کی پرانی رسم نبھانے آیا ہے میرے خون کے قطرے تیرے حلق میں پہنچ کر تیرے وجود کو ترو تازہ رکھیں گے۔"

لوگا نے کوئی جواب نہیں دیا، حسرت بھری نگاہوں سے سمورا کو دیکھتا رہا۔ پھر میں نے سمورا کو خنجر کی نوک سے الٹے ہاتھ کی پہلی انگلی میں شگاف لگاتے دیکھا، خون کے قطرے اس کی انگلی سے ٹپکنے لگے تو وہ تیزی سے لوگا کے قریب چلا گیا میرا خیال تھا کہ لوگا جو نہ جانے کب سے قید کی تکلیفیں برداشت کر رہا تھا آسانی سے رسم کی ادائیگی پر آمادہ نہیں ہو گا لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، میری توقع کے خلاف لوگا نے کچھ کہے بغیر ہی اپنا منہ کھول دیا۔ سمورا نے جلدی سے خون کے چند قطرے اس کے حلق میں ٹپکائے پھر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔

"مجھے حیرت ہے۔ میں نے تجھے قریب سے دوچار کر کے تیرے عقیدت مندوں کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا۔ تو ایک طویل مدت سے اس ویران غار میں پڑا زندگی اور موت کی درمیانی ساعتیں پوری کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود تو سمورا کو اپنا دوست سمجھتا ہے۔"

"دشمنی تو نے کی تھی۔ وہ تیرا فعل تھا لیکن میں کل بھی تجھے اپنا دوست سمجھتا تھا اور آج بھی تجھے اپنا بہترین رفیق سمجھتا ہوں۔"

"لوگا! کیا تو سچ کہہ رہا ہے۔"

"جو شخص موت کے کنویں میں پیر لٹکائے ہو اس سے جھوٹ کی توقع نہیں کرنا چاہیے۔"

"اگر تو سچ بول رہا ہے تو آج تجھے اپنی دوستی کا ثبوت دینا

ہوگا۔" سمورا، لوگا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "کیا تو مقدس اوریگا کے نام پر اپنے دوست کو معاف کر سکتا ہے؟"

لوگا ایک لمحے کو چونکا پھر اپنا ہونٹ چبانے لگا۔ اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑنے لگی۔ کچھ دیر تک وہ سمورا کو وضاحت طلب نظروں سے گھورتا رہا پھر سپاٹ لہجے میں بولا۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ تو نے ساوری کے سلسلے میں اپنا عہد توڑ دیا ہے؟"

"نہیں۔ ساوری آج بھی دیویوں کی طرح پاک ہے۔" سمورا تیزی سے بولا۔ "مکالا یا اس کے ساتھیوں کے ہاتھ ابھی تک ساوری تک نہیں پہنچ سکے۔"

"پھر۔ تو معافی کس بات کی طلب کر رہا ہے؟"

"اوردکا وہ مقدس اور نایاب مجسمہ جو میرے پاس دیوتاؤں کی امانت تھا پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔"

"کیا۔ کیا تو سچ کہہ رہا ہے سمورا؟" لوگا کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"ہاں۔" سمورا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "قبیلے کے لوگ ابھی تک اس راز سے واقف نہیں ہوئے۔ اگر تو مجھے اوریگا کے مقدس نام پر معاف کر دے تو گم شدہ مجسمہ مجھے دوبارہ مل سکتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تو ایک بار پھر مکالا اور بدکردار سوکارد کے فریب کا شکار ہو رہا ہے۔" لوگا نے تیزی سے کہا پھر بولا۔ "کیا تو نے منامام سے بھی دریافت کیا کہ اس کا حساب کیا کہتا ہے؟"

"منامام کی کوڑیاں ٹوٹ کر بکھر چکی ہیں۔ میں نے اس کے ہندسوں اور خطوط کے حساب کو ختم کر دیا۔"

"کیا۔ کیا تو نے اوردفینا کے مذہبی رہنما کو بھی اپنی زندگی کا نشانہ بنا ڈالا؟"

"ہاں۔" سمورا نفرت سے بولا۔ "مجسمے کی گم شدگی کی اطلاع ملتے ہی اس بدبخت نے طوطے کی طرح نگاہیں پھیر لی تھیں۔ وہ مجھے ایک نظر دیکھنے کا آرزومند تھا۔"

"تو نے برا کیا سمورا! بہت برا کیا۔" لوگا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "منامام کی قوت تیرے حق میں تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔ تجھے اسے میری زندگی کے راز سے آگاہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"لوگا! کیا تو مجھے منامام کی موت کی آڑ لے کر خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟"

"نہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں سمورا! جو کچھ تو بتا رہا ہے میرے بزرگوں نے اسی کی پیش گوئی کی تھی۔" لوگا نے جذباتی انداز میں جواب دیا۔ "مقدس مجسمے کا غائب ہو جانا۔ مذہبی رہنما کی موت اور۔ اور کیا اوردفینا کے جزیرے پر کچھ اجنبی بھی موجود ہیں؟" لوگا کا آخری جملہ سن کر سمورا کے علاوہ میں بھی چونک اٹھا۔ اس نے اپنے بزرگوں کی کسی پیش گوئی کا تذکرہ کیا۔ اس پر جو کچھ بیت رہی تھی شاید اس کا علم اسے پہلے ہی تھا۔ غالباً اسی لیے وہ ابھی تک حالات سے دل برداشتہ نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں کی پراسرار چمک بے معنی نہیں تھی۔ وہ یقیناً اسی بات کے لیے موقع کا منتظر تھا۔ اس کے بزرگوں نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ اوردفینا کے جزیرے پر ہماری موجودگی کا علم اسے ہماری آمد سے بہت پہلے ہو چکا تھا لیکن اس نے اپنی زندگی کے اس اہم راز میں سمورا کو شریک نہیں کیا۔

"تجھے اجنبیوں کی موجودگی کا علم کیسے ہوا؟" سمورا نے نفرت سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"شاید تو میری بات پر یقین نہ کرے لیکن یہ حقیقت ہے کہ تیری غداری سے بہت پہلے میرے بزرگوں نے آنے والے حالات سے آگاہ کر دیا تھا اور پھر۔ کوسل نے بھی مجھ سے ایک رات قبل حساب لگا کر میرے بزرگوں کی بات کی تصدیق کر دی تھی۔"

"کوسل۔" سمورا ہونٹ چباتے ہوئے حقارت سے بولا۔ "کیا تو نے ساوری کے اس بدنصیب باپ کو بھی بزرگوں کی باتیں بتا دی تھیں؟"

"نہیں۔ کوسل نے خود ہی مجھے تمام خطروں سے آگاہ کیا۔"

"سمجھا۔ شاید اسی لیے تو نے ساوری کو ہمارے سے محفوظ رکھنے کے لیے ایک فرضی کہانی سنائی تھی۔"

"یہ تیرا وہم ہے۔" لوگا نے تیزی سے جواب دیا۔ "کوسل نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ جس روز ساوری بے عزت ہوئی وہ تیری بربادی اور تباہی کا بدترین آغاز ہو گا۔ تو میرا دوست ہے اس لیے میں نے تجھے بہت پہلے ساوری کی حفاظت کا مشورہ دیا تھا۔"

سمورا کی آنکھوں میں خون ابلنے لگا۔ وہ لوگا کو جلانے والی نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"میری بات کا یقین کر سمورا! میں تجھ سے فریب نہیں..."

"ساوری کو بھول جا لوگا!" سمورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میری بات کا جواب دے۔ کیا تو اوریگا کے مقدس نام پر مجھے معاف کرنے کو تیار ہے؟"

"نہیں۔ میں دیوتاؤں کی مرضی میں دخل نہیں دے سکتا۔"

"میں تجھ سے درخواست کر رہا ہوں۔"

"میں مجبور ہوں۔"

"لوگا! اچانک سمورا نے تیور بدل کر سفاک لہجے میں..."

اس خیال کو ذہن سے نکال دے کہ سمورا کی زندگی میں تو دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لے گا۔ تیری زندگی اور موت دونوں میرے اختیار میں ہیں۔"

"دیر مت کر سمورا!" لوگا سپاٹ آواز میں بولا۔ "اگر تو سمجھتا ہے کہ میری زندگی تیرے راستے کی دیوار بن رہی ہے تو مجھے موت کے گھاٹ اتارنے سے دریغ مت کر لیکن اتنا یاد رکھنا کہ کسی سردار کی موت بھی دیوتاؤں کے غضب کا سبب بن سکتی ہے۔"

"دیوتاؤں کا عتاب۔" سمورا نے حقارت سے کہا پھر طنزیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "لوگا! تو نے قبیلے کے لوگوں کو جس سحر میں مبتلا کیا تھا وہ اب ٹوٹ چکا ہے۔ میری طرف غور سے دیکھ۔ کیا تو نے میری گردن کی رسولی کو بھی دیوتاؤں کا عتاب نہیں کہا تھا؟"

"ہو سکتا ہے دیوتاؤں کو تیرے اوپر رحم آ گیا ہو۔"

"نہیں۔" سمورا گرج اٹھا۔ "میرے ساتھ یہ مہربانی ان اجنبی لوگوں نے کی ہے جو اوردفینا کے جزیرے پر میرے مہمان ہیں۔ وہ سمندر اور ہواؤں کے عظیم دیوتا ہیں۔ ان کی قوتیں لازوال ہیں۔"

"میں نہیں مانتا۔" لوگا نے پہلی بار نفرت کا اظہار کیا۔ "سب سے زیادہ عظیم اوریگا ہے جو تمام چیزوں کا خالق اور قوتوں کا مالک ہے۔"

"آج اس کا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ میری بات کا جواب دے لوگا! میں آخری بار تجھ سے پوچھ رہا ہوں۔ کیا تو مجھے معاف کرنے کو تیار ہے؟"

"نہیں۔" لوگا فیصلہ کن انداز میں بولا۔ "میں تجھے اوریگا کے نام پر معاف نہیں کر سکتا۔"

"ایک بار پھر سوچ لے۔ تیری موت کے ساتھ ساتھ ساوری کی عزت بھی مٹی میں مل جائے گی۔"

"میرا نام لوگا ہے۔ لوگا، اوریگا کا پجاری وہی ہوتا ہے جو دیوتا کے نام پر اپنی زندگی قربان کر دے۔"

"تو پھر اپنی زندگی کی بھینٹ دینے کو تیار ہو جا۔"

سمورا کے تیور خطرناک ہو گئے۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔ لوگا کے انکار نے اسے جنونی بنا دیا۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر اس نے خنجر کو فضا میں بلند کیا۔ میرے لیے وہ لمحہ بڑا اہم تھا۔ لوگا کی زندگی اوردفینا کے گمنام اور پراسرار جزیرے پر ہمارے لیے بے حد کارآمد تھی چنانچہ میں تیزی سے آگے بڑھا لیکن قبل اس کے کہ میں سمورا کو اس کے ارادے سے باز رکھنے میں کامیاب ہوتا وہ بجلی کی سی پھرتی سے خنجر پھینک چکا تھا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے جو کچھ ہوا اس نے میری عقل بھی خبط کر دی۔

سمورا کا پھینکا ہوا خنجر لوگا کے بجائے تکون پتھر سے ٹکرا کر ایک طرف دور جا گرا پھر سنگلاخ فرش سے دھوئیں کے کثیف بادل تیزی سے بلند ہونے لگے۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے بادلوں نے لوگا کو اپنے اندر چھپا لیا۔ سمورا نے بادلوں کو چیر کر آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن اس طرح ایک جھٹکے سے اچھل کر دور جا گرا جیسے کسی نادیدہ قوت نے اسے گیند کی مانند اچھال دیا ہو۔

زمین پر گرنے کے بعد وہ ایک ثانیے کے لیے بادلوں کی طرف متوجہ ہوا پھر دوسرے ہی لمحے بوکھلا کر اٹھا اور واپسی کے لیے بے تحاشہ بھاگنے لگا۔ میں نے وہاں رکنا چاہا۔ لوگا تک پہنچ جانے کے بعد خالی ہاتھ نہیں واپس آنا چاہتا تھا مگر اسی لمحے جینی کی گھبرائی ہوئی آواز میرے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگی۔

"دیوتاؤں کی پراسرار قوتوں سے ٹکرانا تمہارے لیے بھی خطرناک ثابت ہو گا۔ جتنی جلدی ممکن ہو اس طلسم کدے سے باہر نکل جاؤ۔"

جینی کی آواز سننے کے بعد میں نے وہاں مزید رکنے کی حماقت نہیں کی۔

❋

دوسرے روز میں نے پوری بستی میں منامام کو تلاش کر ڈالا لیکن کہیں اس کا نام و نشان نہ ملا۔ ہر چند کہ سمورا نے اسے میری نگاہوں کے سامنے اپنے قہر و غضب کا نشانہ بنایا تھا لیکن نہ جانے کیوں مجھے وہ باتیں خواب سی لگ رہی تھیں۔ شاید اس لیے کہ مجھے رات کی بات صرف پراسرار بادلوں کے نمودار ہونے اور جینی کی تنبیہہ تک یاد تھی۔ میں جینی کے مشورے پر تیزی سے غار سے باہر نکلا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ جیکب اور کیلاش دونوں میرے ساتھ تھے۔ دونوں ہی نے مجھ سے استفسار کیا کہ میں منامام کی جستجو میں کیوں مارا مارا پھر رہا ہوں لیکن میں نے جیکب کو مذاق میں ٹال دیا اور کیلاش کو یہ کہہ کر الجھا دیا کہ گزشتہ رات میں نے خواب کی حالت میں منامام کو کرب ناک عالم میں موت سے ہمکنار ہوتے دیکھا ہے۔ کیلاش کا خیال تھا کہ ہم سمورا سے اپنے شبہے کی تصدیق کر سکتے ہیں لیکن میں نے سمورا سے پوچھ گچھ مناسب نہیں سمجھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم دو تین وقت صرف پانی پر گزارا کرو۔"

جیکب نے میری سنجیدگی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "گزشتہ رات تم نے غالباً بھوک سے زیادہ شکم سیر ہونے کی کوشش کر ڈالی اور میرا تجربہ کہتا ہے کہ پیٹ زیادہ بھرا ہو تو انسان سونے میں سہانے سہانے خواب دیکھنے لگتا ہے۔"

"خود اپنے بارے میں تمہاری کیا تشخیص ہے؟" کیلاش نے پوچھا۔ "کیا تم خود کو ہوش مند کہہ سکتے ہو؟"

"کیوں۔ کیا میں نے تم سے کہا ہے کہ گزشتہ رات میں اپیا کے ساحل پر چہل قدمی کر رہا تھا اور میری گناہ گار آنکھوں نے نوکیلا کو سر کے بل آسمان کی جانب پرواز کرتے دیکھا ہے؟"

جیکب نے کیلاش کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا چاہا۔

"تم گفتگو کے علاوہ شکل سے بھی اس وقت کسی تھرڈ کلاس تھیٹر کے مسخرے لگ رہے ہو۔" کیلاش بولا۔ "کسی کی بھیانک موت کو سہانے خواب کے نام سے نہیں یاد کیا جا سکتا البتہ لدیا جن حالات کا شکار ہوئی تھی اسے ...."

"میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں۔" جیکب جلدی سے بولا۔ "زبان ہی تو ہے پھسل گئی ہو گی مگر کیا تم اسے دانش مندی کہو گے کہ ہم ایک گمنام جزیرے میں کسی اجنبی کے بارے میں اس طرح پرسش احوال کرتے پھر رہے ہیں جیسے وہ ہمارا قریبی عزیز رہا ہو۔"

"کسی شبہے کی تصدیق کرنے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں۔"

"تسلیم۔" جیکب نے بحث کرتے ہوئے کہا۔ "اب فرض کر لو کہ جمال کا خواب اتفاقاً درست ثابت ہو جاتا ہے تو تم کیا کرو گے؟ منامہ کی موت پر قبیلے والوں کے درمیان بیٹھ کر سینہ کوبی کرو گے یا اس بات کا باقاعدہ اعلان کرو گے کہ قبلہ جمال صاحب کو سوتے میں غیب کی باتیں نظر آنے لگی ہیں؟"

"آج کا سورج تمہارے حق میں خاصا خوش گوار ثابت ہو رہا ہے۔" کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کی بڑی کرپا کہ تم صبح ہی صبح چہک رہے ہو۔"

"تم اسے سورج مہاراج کے بجائے جمال کی مہربانی بھی کہہ سکتے ہو۔" جیکب نے پھر فقرہ چست کیا۔ "نہ جمال نے صبح ہی صبح ایک مضحکہ خیز خبر سنائی ہوتی نہ مجھے شرارت کی سوجھتی۔"

"کیا؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔ "تم اس وقت شرارت کے موڈ میں ہو؟"

"کیوں۔ کیا میں انسان نہیں ہوں۔"

"تم اگر انسان ہوتے تو اس رات روپا کو مایوس نہ کرتے جب وہ بحری عقاب پر نصف رات گئے تمہارے کیبن پر لاسا کے لیے دعا کرانے آئی تھی۔" کیلاش نے کچھ زیادہ ہی شوخی کا ثبوت دیتے

درندہ

انوار صدیقی (آخری قسط)

ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم چاہتے تو اسی رات روپا کے حق میں دعا اور دوا فراہم کر کے انسانیت کے زمرے میں شامل ہو ..."

"کیا میں یہ سمجھوں کہ تم نے میرے ساتھ کوئی معیار ... کیا ہے؟" جیکب نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ بھی تمہارے معیار پر منحصر ہے کہ تم میری بات کو کیا رنگ دیتے ہو۔"

جیکب پلٹ کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سامنے سے سمورا آ گیا۔ وہ اس وقت تنہا نہیں تھا۔ ساوری بھی اس کے ہمراہ تھی۔ دونوں کسی ... میں غرق تھے۔ میں نے کنزا کران کے سامنے سے ہٹ جانا چاہا ... سمورا انہیں دیکھ چکا تھا اس لیے وہ تیزی سے ہماری ... قدم اٹھانے لگا۔ میں خود کو بے پروا ظاہر کرنے کے لیے ... جانب دیکھنے لگا۔

"ہواؤں کے دیوتا! میں اس وقت تمہاری ہی طرف ..."

"خیریت۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا۔ "تم کچھ پریشان آ رہے ہو۔"

"ہاں۔ اور وفینا کے جزیرے پر بہت عرصے بعد ... قبیلے کے سردار کو مقابلے کی دعوت دی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"مکالا کا کارندہ آج صبح ہی صبح میرے پاس آیا۔ اس نے کہا ہے کہ دو روز بعد دیوتا کے استھان کے موقع پر ... میرے ساتھ مقابلہ کرے گا۔" سمورا نے کہا پھر دبی زبان میں بو... "ساگو مکالا کا خاص آدمی ہے اور اور وفینا کے جزیرے پر ... کی ٹکر کا کوئی دوسرا پہلوان نہیں ہے۔"

"ساگو اگر جیت گیا تو کیا تمہیں اپنی موجودہ حیثیت سے دست بردار ہونا پڑے گا؟" کیلاش نے پوچھا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔" اس بار ساوری نے جواب میں کہا۔ "تمہیں شاید ہمارے رسم و رواج کا علم نہیں۔ اس قسم کے مقابلے ہمیشہ اسی وقت ہوتے ہیں جب کوئی شخص سردار کے نائب ... کر اس کی جگہ لینا چاہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ اس میں مکالا کی شرارت ..." سمورا نے کہا۔ "نائب ہونے کی حیثیت میں وہ کھل کر ..."

... نہیں کر سکتا اسی لیے اس نے اپنے چمچو کو مقابلے کے لیے آمادہ کیا ہے اور خود درمیان سے ہٹ گیا ورنہ اسے چاہیے تھا کہ وہ ساگو کا چیلنج قبول کرتا اور نائب کا فیصلہ ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے پر منحصر ہوتا۔"

"اگر تم یہ مقابلہ ہار گئے تو کیا ہو گا؟"

"بات میری ہار جیت کی نہیں۔ نائب کی تقرری کی ہو گی۔" سمورا بولا۔ "تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ مقابلے کے درمیان دونوں فریق ہر قسم کا حربہ استعمال کر سکتے ہیں اور ان کی ٹولی کے افراد دور دور سے ان کی مدد بھی کر سکتے ہیں۔"

"اوہ۔" میں چونک اٹھا۔ "گویا مکالا نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک طرف اس نے ساگو کو تمہارے مقابلے پر کھڑا کر دیا اور دوسری طرف بدبخت سوکارو کو بھی تمہارے اوپر اپنے کالے جادو اور گندے علم کو آزمانے کا موقع فراہم کر دیا۔ مجھے کھل کر بتاؤ سمورا! کیا یہ مقابلہ تمہاری موت پر بھی ختم ہو سکتا ہے؟"

"ہاں۔ اگر ایک فریق چاہے تو دوسرے فریق کی موت تک مقابلہ جاری رکھ سکتا ہے لیکن عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ سردار کے ساتھ مقابلے کا مقصد صرف نائب کا چناؤ ہوتا ہے۔ اگر اسی موقع پر کوئی دوسرا منتخب ہونے والے نائب کو للکار دے تو پھر ان دونوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ساگو کی طرف سے مقابلہ جاری رکھنے کی صورت میں تم اسے پچھاڑ لو گے؟" کیلاش نے سنجیدگی سے سمورا کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اپنے بارے میں کوئی غلط فہمی نہیں لیکن ساگو ابھی میرے سامنے بچہ ہے۔"

"پھر تم پریشان کیوں ہو؟"

"مقابلے کے وقت سردار کو وہ نشانی بھی قبیلے والوں کے سامنے رکھنا پڑتی ہے جو سردار کے پاس دیوتاؤں کی امانت ہوتی ہے۔"

"کیا تمہارے پاس بھی ایسی کوئی نشانی موجود ہے؟" کیلاش نے سوال کیا۔

میں نے سمورا کو جواب دینے کا موقع نہیں دیا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے کیا بتانا چاہ رہا تھا۔ اس کی پریشانی کا سبب وہ قیمتی مجسمہ تھا جو حیرت انگیز طور پر اس کے پاس سے غائب ہو کر شامی کے ذریعے میری تحویل میں آ چکا تھا۔ مکالا کو یقیناً اس کی گمشدگی کی بھنک مل گئی ہو گی۔ اسی لیے اس نے سمورا کو بیک وقت کئی امتحانات میں الجھانے کی کوشش کی تھی۔

"سمورا!" میں نے اس کی مجبوری کو تاڑتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "کیا تمہارے بجائے تمہاری ٹولی کا کوئی دوسرا آدمی ساگو سے مقابلے کے لیے میدان میں نہیں آ سکتا؟"

"آ سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں قبیلے کے لوگ سردار کو عزت کی نظروں سے نہیں دیکھتے۔"

"تم پریشان مت ہو۔ میں کوشش کروں گا کہ تمہاری مشکلات حل ہو جائیں۔"

"دیوتاؤں کی وہ امانت ...."

"تم اسے اپنے ساتھ لے کر میدان میں جاؤ گے۔" میں نے نہایت وثوق سے کہا۔ "میں تمہارا پورا پورا ساتھ دوں گا۔"

"اور تم غلط فہمی کا شکار ہو کر ساگو کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جاؤ گے۔" جیکب نے اپنی زبان میں کہا۔

"بھونپو! کیا تم اپنی منحوس زبان بند نہیں رکھ سکتے۔" کیلاش نے ساوری کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے جیکب کو سخت لہجے میں تنبیہ کی۔

"میں سمجھ رہا ہوں۔ تم دونوں ایک حسین دوشیزہ کو شیشے میں اتارنے کی خاطر ڈینگیں مار رہے ہو۔ میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے جھوٹ پر جو کسی کی زندگی کے لیے خطرناک ثابت ہو۔" جیکب نے جھلاتے ہوئے کہا پھر ایک نظر ساوری پر ڈالی اور پلٹ کر تیزی سے چلا گیا۔

"یہ۔ یہ بھونپو ابھی کیا کہہ رہا تھا؟" سمورا نے دریافت کیا۔

"شاید وہ کسی بات پر الجھ رہا تھا۔"

"ہاں۔" کیلاش نے بڑی خوب صورتی سے بہانہ تراشا۔ "بھونپو کہہ رہا تھا کہ اگر تمہاری جگہ اسے ساگو سے مقابلے کا موقع مل جائے تو وہ پلک جھپکتے میں اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا سکتا ہے۔"

"مجھے ساگو سے کوئی خطرہ نہیں لیکن ...." سمورا نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر میری جانب رحم طلب نظروں سے دیکھا۔

"میری بات پر اعتماد رکھو سمورا! میں تمہاری پریشانی کا سبب جانتا ہوں۔ تم جا کر ساگو سے مقابلے کی تیاری کرو۔ باقی کام میں کر لوں گا۔"

"ہواؤں کے دیوتا! کیا تم بھول گئے کہ ...."

"اپنی زبان بند رکھو۔" میں نے ڈپٹ کر جواب دیا۔ "کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں انسان کو خود اپنے سائے سے بھی پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ تم اطمینان رکھو جس الجھن نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے وہ میں دور کر دوں گا۔ تم ساگو سے مقابلے کے وقت پوری شان سے میدان میں جاؤ گے اور دیوتاؤں کی امانت بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔"

سمورانے کوئی جواب نہیں دیا۔ عقیدت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

"ہماری لازوال قوتیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔" کیلاش نے میری تقین دہانی پر سنجیدگی سے کہا۔ "ساگو کی شکست کو ہم اس کی عبرت ناک موت میں بھی بدل سکتے ہیں۔ کیا تم اس کی موت کو پسند کرو گے؟"

"دشمن کو سر اٹھانے سے پیشتر ہی پیروں تلے کچل ڈالنا دانش مندی کہلاتا ہے۔ مقابلے کے دوران اگر مجھے موقع ملا تو میں اسے موت کے گھاٹ اتارنے سے دریغ نہیں کروں گا۔"

"تم نے کہا تھا کہ مقابلے کے دوران فریقین کی ٹولیوں کے افراد بھی اپنی پراسرار قوتوں کا برملا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔"

"ہاں۔ پہلے بھی ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔"

"مناما کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" کیلاش نے پوچھ لیا۔ "کیا وہ سوکارڈ کے ساحرانہ عمل کے سامنے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکے گا؟"

"مم۔ میں نے ابھی مناما سے اس مقابلے کا ذکر نہیں کیا۔" سمورا مناما کے ذکر پر پریشان ہو گیا۔

"مناما علم رمل کے ذریعے تمہیں یہ تو بتا سکتا ہے کہ مقابلے کا نتیجہ کس کے حق میں ہو گا۔" کیلاش نے کہا پھر چبھتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "کیا تم نے اس سے یہ بھی دریافت کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی؟"

میں نے ساوری کے چہرے پر نظریں جمائے رکھیں، مناما کے ذکر پر اس نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا، صاف ظاہر تھا کہ سمورا نے اسے مناما کی موت کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہو گا۔

"تم لوگوں سے ملاقات کرنے کے بعد میں اس کی طرف جاؤں گا۔" سمورا نے بات بنانے کی کوشش کی۔

"کیا تمہیں امید ہے کہ مناما تمہیں مل جائے گا؟" کیلاش کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔

"مم۔ مم میں سمجھا نہیں سمندری دیوتا!" سمورا کی رنگت زرد پڑنے لگی۔

"ہو سکتا ہے سوکارڈ کو مناما کی ذات سے پہلے سے خطرہ لاحق رہا ہو اور اس لیے......"

"جو قدم جلد بازی میں اٹھائے جائیں وہ ہمیشہ پچھتاوں کا سبب بن جاتے ہیں۔" میں نے جلدی سے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "تم سے بھی ایک بھول ہو گئی ہے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو ہواؤں کے دیوتا!"

"ساوری کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟" میں نے یک لخت بدلے ہوئے تیور سے سوال کیا تو سمورا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

وہ میری بات سن کر اس طرح چونکا جیسے کوئی اور ڈراؤنا خواب دیکھتے دیکھتے اچانک آنکھ کھل گئی ہو۔ دیر مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا پھر بات کو گھماتے ہوئے

"میرا خیال ہے کہ مکالا کو سوکارڈ کی ساحرانہ قوتوں کے ذریعے حالات کا علم ہو گیا ہے اسی لیے اس نے ساگو کو مقابلے پر کھڑا کر دیا۔"

"کیا مکالا تم سے براہِ راست اس امانت کو دینے کی خواہش کا اظہار نہیں کر سکتا تھا؟"

"کر سکتا تھا لیکن شاید وہ پورے قبیلے کے سامنے بے بسی کا تماشا دیکھنا چاہتا ہے۔"

"سمورا!" میں نے ساوری کی مناسبت سے اپنے شبے کی تصدیق کی خاطر پوچھا۔ "کیا مکالا سے تمہاری صلح کا کوئی طریقہ ممکن ہو سکتا ہے؟"

"ہاں۔" میرے سوال پر سمورا ایک بار پھر چونکا شاید وہ میرے جملے کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔ اس نے کن انکھیوں سے ساوری پر ایک نظر ڈالی پھر ہونٹ چباتے ہوئے

"کتے کے آگے ہڈی ڈال دی جائے تو وہ بھونکنا بند کر دیتا ہے۔"

"ہڈی ختم ہو جانے کے بعد کتا دوبارہ بھونکنا شروع کر دے گا۔"

"تم۔ ٹھیک کہتے ہو لیکن ایک طریقہ ایسا ہے جو کتے کے وجود کو ہمیشہ کے لیے ختم کر سکتا ہے۔ ہڈی میں زہر ملا کر پیش کیا جائے۔"

"نہیں۔" میں نے اچانک سخت اور ناگوار انداز اختیار کر لیا۔ "تم قبیلے کے سردار ہو۔ کوئی ایسی گری ہوئی حرکت نہیں کرو گے جو تمہاری شان کے خلاف ہو۔"

"مکالا کا خطرہ ٹل جائے تو قبیلے میں اس کی ٹولی کا زور بھی ٹوٹ جائے گا۔"

"تم شاید بھول رہے ہو سمورا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔" میں نے تلملا کر کہا تو سمورا کانپ اٹھا۔

"تم عظیم ہو۔ تمہاری قوتیں لازوال ہیں لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ حالات ...."

"وقت کا انتظار کرو اور خاموشی سے تماشا دیکھتے رہو۔" میں نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "مکالا سے مفاہمت کا جو طریقہ تمہارے ذہن میں کلبلا رہا ہے اسے ذہن سے نکال دو ورنہ خسارے میں رہو گے۔"

میرا لہجہ اتنا سفاک تھا کہ سمورا پھریری لے کر خاموش ہو گیا۔ ساوری میری جانب بار بار معنی خیز اور وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کیلاش حالات کی نوعیت سے واقف تھا اس لیے اس نے بھی خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔ لیکن بار بار ایسے انداز میں اپنے چہرے کے تاثرات بدل لیتا جیسے ہماری گفتگو کا لب لباب اس کی سمجھ میں بھی آ رہا ہو۔

"تم نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔"

"ہواؤں کے دیوتا! تم کو حالات کا علم نہیں ہے۔" وہ ... زبان میں بولا۔ "میرے ساتھ دھوکا کیا گیا ہے۔"

"ہمیں حالات کا علم نہیں ہے؟" میں نے حقارت سے سمورا کو یوں گھورا جیسے اس کے جملے سے ہماری سخت توہین ہوئی ہو۔ "کیا تم اپنے ہوش و حواس میں ہو؟"

"مم۔ مم... میں معافی چاہتا ہوں۔" سمورا گڑگڑانے لگا۔

"نہیں۔" کیلاش نے موقع کی مناسبت سے گرج کر جواب دیا۔ "تم بدترین سزاؤں کے مستحق ہو۔ تم نے دیوتاؤں کی شان میں گستاخی کر کے مقدس اودیگا کو بھی ناراض کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"رر رحم۔ رحم۔ سمندری دیوتا! رحم۔"

"تم جا کر ساگو سے مقابلے کی تیاری کرو۔ ساوری ہمارے ساتھ جائے گی۔" میں نے کچھ سوچ کر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مکالا اور قبیلے کے لوگ اس بات کو پسند نہیں کریں گے۔" سمورا نے خوف زدہ آواز میں کہا۔ "وہ ساوری کو میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کریں گے۔"

"میں جانتا ہوں اسی لیے ساوری کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔"

"وہ۔ وہ تمہاری جان کے دشمن ہو جائیں گے۔"

"ہمارا فیصلہ اٹل ہے۔ ساوری ہمارے ساتھ جائے گی۔" کیلاش نے کرخت لہجہ اختیار کر لیا۔ "بولو۔ کیا تم میرے حکم سے انحراف کی جرأت کر سکو گے۔"

"نہیں۔" سمورا نے جلدی سے کہا پھر اپنا ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر ہم سمورا سے مل کر واپس ہوئے تو ساوری ہمارے ساتھ تھی۔ اس نے ہمارے ساتھ آنے میں کسی پس و پیش کا اظہار نہیں کیا۔

❋

ساوری کو اپنے ساتھ لانے میں میری صرف اتنی مصلحت تھی کہ میں اسے حالات کے بھنور سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ لوگا اور سمورا کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لینے کے بعد میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ لوگا نے ساوری کو پراسرار بنا کر سمورا کے حوالے کیا ہو گا، اسے اپنے بزرگوں کے ذریعے پیش آنے والے واقعات کا علم تھا اس لیے اس نے ساوری کے بچاؤ کی خاطر یہ کہانی گھڑ دی کہ اگر اس کی عزت کی حفاظت نہ کی گئی اور اس کے جسم کو پامال کیا گیا تو دیوتا ناراض ہو جائیں گے اور سمورا کی سرداری بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ یہی وجہ تھی کہ سمورا اپنی زندگی کی بازی لگا کر بھی اب تک ساوری کی حفاظت کرتا رہا لیکن اب حالات مختلف صورت اختیار کر گئے تھے۔

اودیفنا کی سرزمین پر مکالا، بوڑھے سوکارڈ اور سمورا کی دوستی بے مثال سمجھی جاتی تھی، اسی دوستی کے سکون نے لوگا کے خلاف سازش کا کامیاب جال بنا اور سمورا کو جزیرے کا سردار بنا دیا لیکن ساوری کی جوانی ان کے درمیان دشمنی کا سبب بن گئی۔ مکالا جو بنیادی طور پر بے حد عیاش تھا ہر قیمت پر ساوری کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف سمورا کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر دیوتا ناراض ہو گئے تو اس کی سرداری ختم ہو جائے گی اسی کش مکش نے دونوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا لیکن اب سمورا کو شبہ ہو گیا تھا کہ لوگا نے اس کے ساتھ ساوری کی آڑ لے کر ایک زبردست چال چلی تھی۔ شاید اس طرح وہ سمورا اور مکالا کو آپس میں لڑوا کر قبیلے والوں کو اپنے خلاف کی جانے والی سازش سے آگاہ کرنے کا خواہش مند تھا، لوگا نے یقیناً بڑی ذہانت اور دور اندیشی سے کام لیا تھا لیکن اس کی بساط اچانک پلٹ گئی۔

مناما کی موت کے بعد سمورا کی آدھی کمر ٹوٹ چکی تھی اور اس کے مجسمے کی گمشدگی نے اسے پہلے ہی بوکھلا دیا تھا اور پھر ساگو نے مقابلے کی دعوت دے کر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر دیے، ایسی صورت میں دو باتیں ممکن تھیں۔ سمورا ساوری کو چارہ بنا کر مکالا کے سامنے پیش کر دیتا تو اس کی نفرت محبت میں تبدیل ہو جاتی، ساگو اپنا چیلنج واپس لے لیتا اور سوکارڈ دوبارہ سمورا کی مدد کرنا شروع کر دیتا۔ لیکن مکالا اور سمورا کے درمیان تعلقات جو شدید نوعیت اختیار کر چکے تھے اس کا علم قبیلے کے سرکردہ لوگوں کو بھی تھا۔ چنانچہ ایسے حالات میں اگر ساوری کو مکالا کے حوالے کیا جاتا تو یا تو قبیلے کے لوگوں کی نگاہوں میں سمورا کی کوئی وقعت نہ رہتی یا پھر مکالا از خود یہ سوچ کر ساوری کی پیشکش کو ٹھکرا دیتا کہ اودیفنا کی سرداری حاصل ہو جانے کے بعد وہ ساوری پر اپنا تسلط بزورِ قوت جما سکتا تھا۔

سمورا نے بھی میری طرح حالات کے نشیب و فراز پر غور

کیا ہوگا، اس نے اپنے ذہن میں کیا فیصلہ کیا مجھے اس کا مطلق کوئی علم نہیں تھا لیکن ایک بات یقینی تھی کہ یا تو ساوری مکالا کی ہوس کا شکار ہو جاتی یا پھر بازی مات ہونے سے پہلے پہلے سمورا اپنے انتقامی جذبوں کے تحت خود اپنے ہاتھوں اسے برباد کر ڈالتا۔ ان ہی پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد میں ساوری کو اپنے ہمراہ لے آیا تھا۔

شام کی چائے کے بعد ہم چہل قدمی کے ارادے سے باہر نکلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ہمارا ایک محافظ زخمی حالت میں لڑکھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا اس کی حالت بے حد ابتر تھی۔ جسم پر کئی جگہ گہرے گہرے زخموں کے نشان تھے وہ سر تا پا خون میں لت پت نظر آ رہا تھا۔ سانس کی بگڑی ہوئی رفتار بتا رہی تھی کہ کسی دم کا مہمان رہ گیا ہے۔

ہم سب بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔ کیلاش تیزی سے زخمی محافظ کی جانب لپکا۔

"یہ کیسے ہوا؟"

"وہ۔ وہ۔ ساوری کا مطالبہ کر رہے ہیں سمندری دیوتا!" محافظ نے اٹک اٹک کر کہا۔ "انھوں نے۔ میرے ساتھی کو مار ڈالا۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اجنبی اور خوبصورت عورت کا وجود اپنے اطراف خطروں اور خون خرابیں کو جنم دیتا رہتا ہے لیکن..."

"جیکب!" میں جھلا گیا۔ "خدا کے لیے اس وقت اپنی زبان بند رکھو۔"

"وہ تعداد میں کتنے ہیں؟" کیلاش نے زخمی سے پوچھا۔

"آٹھ۔" اس نے اپنی اکھڑتی سانسوں کو بمشکل سمیٹتے ہوئے بتایا۔ "انھوں نے اپنے چہروں پر درختوں کی چھال کے نقاب چڑھا رکھے ہیں وہ اچانک ہم پر ٹوٹ پڑے تھے ورنہ۔"

"جمال! جلدی کرو، اپنے ریوالور سنبھال لو۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "ہمارے پاس اب مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

"ایک چارہ ہے جسے ان کے سامنے ڈال کر واپس کیا جا سکتا ہے۔" جیکب نے نفرت سے ساوری کو گھورتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ۔ اندر آنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ وہ۔ قدس اور ینگا کے نام پر ساوری کو واپس مانگ رہے ہیں۔ تمہاری طرف سے انکار کی صورت میں وہ تمہیں مقابلے کے لیے للکاریں گے۔ شاید... سو... سوکار نے... انھیں بھڑ۔ بھڑکا۔ آ۔ آ۔"

زخمی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ جیکب نے ہاتھ اٹھا کر اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا پھر اس کے ہونٹ حرکت کرنے لگے۔ شاید وہ مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کر رہا تھا۔

میں نے اور کیلاش نے اپنے اپنے ریوالور سنبھال لیے۔ ساوری کا چہرہ دہشت سے زرد پڑ گیا تھا۔ ہم نے ...جھری کر کے باہر کا جائزہ لیا۔ وہ تعداد میں آٹھ ہی تھے ... کے باہر سینہ تانے کھڑے ہمارے باہر نکلنے کے منتظر تھے۔ محافظ کی لاش انھوں نے نیزے پر بلند کر رکھی تھی۔ یہ ... لیے اس بات کا کھلا چیلنج تھا کہ یا تو ہم ان سے مقابلہ کریں ... خاموشی سے ساوری کو ان کے حوالے کر دیں۔

سمورا نے جس خطرے کا اظہار کیا تھا وہ ہمارے ... کے سامنے تھا۔ ان کی تعداد صرف آٹھ تھی جنھیں ہمارے ... کی گولیاں آسانی سے چاٹ کر ختم کر سکتی تھیں لیکن ... بات بڑھ جانے کا خدشہ لاحق تھا۔ وہ اگر موت ہی کے ... تھے تو ان کی مزید تعداد بھی سامنے آ سکتی تھی۔ موت ... کا وہ کھیل کب تک جاری رکھا جا سکتا تھا۔

کیلاش کی موجودگی میں میرے لیے اب ربیک کا استعمال ممکن نہیں تھا۔ جینی کی پراسرار روح نے سختی سے تاکید ... کر ربیک کے سلسلے میں مجھے اپنی زبان بند رکھنی ہوگی ورنہ ... کی تاثیر ختم ہو جائے گی۔ معاً مجھے بلو پائپ کا خیال ... میں لپک کر اسے اٹھا لایا۔ ساوری نے میرے پاس ... کی موجودگی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا لیکن وہ ... وضاحتوں کا نہیں تھا۔ میں نے احتیاط سے کام لیتے ...

"کیا تم اس انوکھے اور خطرناک ہتھیار کا استعمال جا...؟"

"ہاں۔" وہ کانپتی آواز میں بولی۔ "تم اس کے ذریعے دشمنوں کو نہایت آسانی سے ایک ایک کر کے ختم کر سکتے ... یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟"

"کیوں۔ کیا تمہارے قبیلے کے لوگ اس کا استعمال نہیں ...؟"

"بہت پرانی بات ہے۔" اس نے کہا۔ "لیکن اب ... کے پاس ایک زمانے سے زہریلی سوئیوں کا ذخیرہ ختم ہو چکا ... اس لیے وہ اس کا استعمال بھولتے جا رہے ہیں۔"

"جمال! جلدی کرو۔" کیلاش جھلاتے ہوئے بولا۔ "ہم ... فرصت میں ان کی نصف تعداد کو ختم کر دینا چاہیے۔ وہ دھما... کی آواز سن کر رکنے کی ہمت نہیں کریں گے۔"

کیلاش نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی ریوالور ... ہاتھ بلند کیا لیکن میں نے جلدی سے اسے روک دیا۔ یہ ... کر دیا کہ ریوالور کا عام استعمال ان کے دلوں سے دھماکے کا خوف ... کر دے گا پھر میں نے ساوری کو اشارہ کیا۔ وہ سہمے ہوئے انداز ... دروازے کے قریب آ گئی۔ بلو پائپ کو منہ میں دبا کر اس نے ... زہریلی سوئی ہوا میں پھینکی۔ اس کا نشانہ خطا نہیں گیا۔ جس ... دوسرے محافظ کی لاش کو بے دردی سے نیزے پر بلند کر رکھی تھی۔

...زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ساتھی چونک کر دو قدم پیچھے ... اسی لمحے جینی کی پراسرار آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"تم باہر نکل کر ان کا مقابلہ کرو۔ تم عظیم اور لازوال قوتوں ...ہو۔ وہ تمہارے سامنے قدم نہیں جما سکیں گے۔"

"کیا تم میرے ساتھ مذاق کر رہی ہو؟" میں نے عالم تصور میں ...سے کہا۔ "وہ اب بھی تعداد میں سات ہیں۔ ان کے نیزے ...جسم کو پل بھر میں چھلنی کر دیں گے۔"

"میں اس وقت کسی بات کی وضاحت نہیں کر سکتی لیکن حقیقت ... تم بے پناہ پراسرار قوتوں کے مالک ہو۔ میری بات پر یقین ... بے دھڑک باہر نکل کر انھیں بتا دو کہ تم دیوتاؤں سے زیادہ ...ت ور اور ناقابل تسخیر ہو۔"

"جینی! کیا تم......"

"میرے پاس وقت کم ہے۔ اور میں زیادہ دیر تک تمہارے ...پاس رک بھی نہیں سکتی۔"

"کیوں؟ آخر بات کیا ہے؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"مجھے افسوس ہے۔ میں تمہیں بتانے سے مجبور ہوں۔"

"لیکن......"

"وقت کی قدر کرو۔ میں جا رہی ہوں۔"

جینی کی آواز سن کر میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ...بار پہلے بھی اس نے کچھ ایسے جملے کہے تھے، کوئی ...خاص سبب تھا جس کی وجہ سے وہ میرے پاس رکنے سے کتراتی ...تھی۔ لیکن وہ کیا راز تھا؟ اچانک اس کے رویے میں جو تبدیلی ...کیوں رونما ہو گئی؟ میرے پاس وہ کون سی قوت تھی جس کا ...علم جینی کو تھا اور میں اس سے لاعلم تھا۔ کیا ربیک کو میرے ...حوالے کر دینے کے بعد اس کی پراسرار قوتیں میرے قبضے میں آ گئی تھیں؟

ساوری ایک آدمی کو ٹھکانے لگا دینے کے بعد دوسری زہریلی سوئی بلو پائپ میں رکھنے جا رہی تھی۔ میں نے اسے روک دیا۔ اپنا ریوالور کیلاش کے حوالے کر کے میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو اس نے جھپٹ کر میری کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ کیا تم نہتے باہر جاؤ گے؟"

"میں ہراقل کا دیوتا ہوں اور دیوتا آتشی ہتھیار استعمال نہیں کرتے۔"

"تم شاید دیوانے ہو گئے ہو۔"

"میری چال سمجھنے کی کوشش کرو۔" میں نے سرگوشی کی۔ "تم اور ساوری یہاں بیٹھ کر آسانی سے میری حفاظت کر سکتے ہو۔ میں باہر جا کر انھیں مرعوب کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ جب تک میں اشارہ نہ کروں تم لوگ آتشی اسلحے یا بلو پائپ کا استعمال نہیں کرو گے۔"

"تم ایک خطرناک رسک لے رہے ہو۔ اگر انھوں نے اچانک تمہیں گھیر لیا تو ہم کوئی جوابی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔"

"موت برحق ہے۔ کیا تم اس حقیقت پر ایمان نہیں رکھتے؟"

"دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کو دانشمندی نہیں کہا جا سکتا۔"

"جیکب کو دیکھو۔ کس قدر پرسکون انداز میں مرنے والے کے لیے دعائے خیر کر رہا ہے۔ جینے کا ایک انداز یہ بھی ہے۔"

میں کیلاش سے ہاتھ چھڑا کر باہر آ گیا۔ وہ مجھے سامنے دیکھ کر دوبارہ آگے بڑھ آئے۔ ان کی نگاہوں میں میرے لیے شدید نفرت اور حقارت جھلک رہی تھی۔ ان کے نیزے میری سمت اٹھنے شروع ہو گئے پھر ایک تنومند شخص نے سینہ تان کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہم تم سے ساوری کو واپس لینے آئے ہیں۔ اسے ہمارے حوالے کر دو۔ ہمارا تمہارا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔"

"کیا تم دیوتاؤں سے ٹکرانے کا انجام جانتے ہو؟" میں نے سرد اور سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"تم دیوتا نہیں ہو۔ ہماری طرح انسان ہو۔ بوڑھے سوکار اور عظیم مکالا نے ہمیں یہی بتایا ہے۔"

"تمہارا انجام عبرت ناک ہو گا۔"

"ہم موت سے نہیں ڈرتے۔" وہ سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "ساوری کو ہمارے حوالے کر دو یا پھر ہم سے مقابلہ کرو۔"

وہ نیزہ پھینک کر خم ٹھونکتا ہوا میرے قریب آ گیا۔ قد و قامت کے اعتبار سے وہ میرے مقابلے میں خاصا بھاری بھرکم نظر آ رہا تھا۔ جینی کی آواز میرے کانوں میں نہ گونجی ہوتی تو شاید میں ان درندوں کے قریب جانے کا تصور بھی نہ کرتا لیکن اب میں ان کے سامنے کھڑا تھا۔ میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں ان کا مقابلہ کرتا۔ میں نے بھاری بھرکم آدمی کو حقارت بھری نظروں سے دیکھا۔ میں نفسیاتی اعتبار سے اسے مرعوب کرنا چاہتا تھا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ پینترے بدل رہا تھا۔ حملہ کرنے کے لیے وہ کسی مخصوص موقع کی تلاش میں تھا۔

میں اس کی نگاہوں کے زاویے دیکھتا رہا۔ اس کا انداز کسی خونخوار جنگلی درندے سے ملتا جلتا تھا۔ کچھ دیر تک وہ میرے گرد چکراتا رہا پھر اچانک اچھل کر اس نے میری گردن دبوچ لی۔ ایک لمحے کو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں کسی آہنی شکنجے میں پھنس گیا ہوں۔ اس کے جسم میں بے پناہ قوت تھی۔ مجھے اس کی

گرفت میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ میں نے خود کو اس کے شکنجے سے چھڑانے کی خاطر تیزی سے پہلو بدلا تو ایسا لگا جیسے میرے جسم میں طوفانی قوتیں سمٹ آئی ہوں۔ میرے ہاتھ کی ایک معمولی جنبش نے اسے ربر کی گیند کی طرح دور اچھال دیا۔

میرے حریف کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں، خود میں بھی ششدر رہ گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کے ساتھ ہاتھا پائی نہیں کی تھی لیکن اس وقت مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کچھ شریر اور ناسمجھ بچوں نے مجھے گھیر لیا ہو۔ میرا حریف زمین پر گر کر دوبارہ کھڑا ہو گیا، دوسری بار اس نے اپنی دانست میں زیادہ محتاط انداز میں خطرناک حملہ کیا لیکن اس بار بھی اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر محض اپنے بچاؤ کی کوشش کی تھی لیکن وہ فضا میں میرے سر کے اوپر سے لہراتا ہوا دوسری جانب جا کر سر کے بل گرا۔

میں نے پلٹ کر اسے دیکھا، اس کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کراہ کر رہ گیا۔ اس کا حشر دیکھ کر اس کا دوسرا ساتھی آگے بڑھا لیکن میری ایک ہی ٹھوکر نے اسے بھی زمین بوس کر دیا پھر وہ یکے بعد دیگرے مجھ پر حملہ آور ہوتے رہے لیکن ان کا انجام خطرناک ہوتا رہا۔ جینی نے غلط نہیں کہا تھا۔ میں اس وقت اپنے جسم کے اندر بجلی کے شرارے محسوس کر رہا تھا، جیسے میری رگوں میں خون کے بجائے آگ بھری ہو۔

میرے حریف بھی بہت ڈھیٹ ثابت ہوئے جب تک وہ قدموں پر اٹھنے کے قابل رہے بار بار میرے مقابلے پر آتے رہے پھر جب وہ نڈھال ہو گئے تو میرے سامنے ہاتھ جوڑنے لگے۔

”ہواؤں کے دیوتا! ہمیں معاف کر دو، خبیث سوکارو نے ہمیں دھوکا دے کر تمہارے مقابلے پر آمادہ کیا تھا، ہم بے قصور ہیں۔“

”جاؤ۔ دفع ہو جاؤ اور سوکارو کو بتا دینا کہ دیوتاؤں سے ٹکرانے کا انجام دوسری بار بھیانک موت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔“ میں نے گرج کر کہا۔

وہ میری آواز سن کر کانپتے ہوئے اٹھے لیکن پھر ایک ایک کر کے دوبارہ گرنے لگے۔ میں نے پلٹ کر پشت کی سمت دیکھا، ساوری بلو پائپ ہاتھ میں لیے کھڑی تھی اس کا چہرہ شعلوں کی طرح دہک رہا تھا۔ مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی کہ میرے حریف دوسری بار کیوں گرے تھے۔ ساوری نے اپنے انتقام کی آگ بجھانے کے لیے انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا تھا۔

کیلاش ساوری کے قریب کھڑا مجھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، شاید اسے اپنی بینائی پر یقین نہیں آ رہا تھا، میری اپنی کیفیت بھی کیلاش سے مختلف نہیں تھی۔

❋

وہ وحشیوں کے درمیان پلی بڑھی تھی لیکن اس نے ان کی بوباس کو نہیں اپنایا۔ اپنے وطن اور گھربار سے ہزار میل دور ہونے کے باوجود وہ اپنی تہذیب کو نہیں بھولی اور یہی وجہ تھی جو اچانک دیوانگی کی سرحدوں کو پھلانگ کر جنون کی سرحدوں تک جا پہنچی تھی، دشمن اس کو پامال کرنے کی خاطر اپنے ساتھ لے جانے آئے تھے ــــــ میں انہیں قابل جھوڑنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے قدموں سے واپس جائیں اور مکالا کو اپنی ٹوٹی پھوٹی حالت دکھا کر یاد دلا سکیں اب ساوری ہماری پناہ میں تھی۔

لیکن اس نے اچانک سامنے آ کر انہیں ابدی نیند سلا دیا۔ بہت دیر تک وہ غصے کی شدتوں سے دوچار رہی کسی کی طرح خاموش کھڑی ان کی لاشوں کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورتی رہی پھر جب جنون میں کمی آئی تو اس نے بلو پائپ اور زہریلی سوئیاں میری طرف پھینک دیں منہ ڈھانپ کر کسی معصوم بچی کی مانند پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی، کیلاش اسے تسلی دے کر اندر لے آیا، خاصی دیر تک وہ سہمی سہمی بیٹھی سسکتی رہی پھر نارمل ہونے لگی۔

ہمارے بے حد اصرار پر اس نے اپنی داستانِ حیات دہرانی شروع کر دی۔ اس کی کہانی بھی جینی سے ملتی جلتی تھی، حالانکہ شکار ہو کر وہ بھی اپنے باپ کورل کے ساتھ اوروفینا کے جزیرے تک آ گئی تھی، اس کا باپ سیاح تھا اس لیے دنیا کی مختلف زبانوں سے واقف تھا، جنوبی افریقہ کے اندرونی علاقوں میں اس نے اپنا خاصا وقت برباد کیا تھا، وہیں اس نے کالے جادو کی تعلیم حاصل کی تھی اور مستقبل بینی میں دسترس حاصل کی تھی۔

لوگا نہیں چاہتا تھا کہ کورل کو موت کا حکم سنائے، وہ اسے اپنا نائب بنانا چاہتا تھا۔ اس کی اسی خواہش نے مکالا اور سوکارو کو اس کا دشمن بنا دیا، تب سمورا لوگا کا نائب تھا ایک موقع پر کورل نے اس کی پیشانی کی لکیروں کا مطالعہ کرنے کے بعد اسے بتا دیا کہ اوروفینا پر لوگا کے بعد اسی کی سرداری قائم ہوگی۔ حکومت کے نشے میں آ کر سمورا لوگا سے اپنی وفاداری بھول گیا۔ سوکارو اور مکالا کے ساتھ مل کر اس نے نہایت دور اندیشی سے لوگا کو راستے سے ہٹانے کی خاطر چٹانوں والے غار میں قید کر دیا۔

تیس روز تک قبیلے کے لوگ اپنے سردار عزیز سردار کو اوروفینا کے طول و عرض میں تلاش کرتے رہے پھر انہوں نے اپنے رواج کے مطابق سمورا کو اپنا سردار منتخب کر لیا، لوگا کے بعد کورل کو سوکارو کی نفرت کا نشانہ بننا پڑا، اپنے سامنے وہ جزیرے پر کسی اور ساحر کی موجودگی کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے کورل کو لوگا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

ساوری کا انجام بھی شاید کورل سے مختلف نہ ہوتا لیکن وہ معصوم تھی۔ اس کے علاوہ لوگا نے سمورا کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ جس دن اس نے ساوری کو موت کے گھاٹ اتارا یا اس کو ہاتھ بھی لگایا، وہ اس کی حکومت کا آخری دن ہوگا، لوگا نے یہ بات سمورا کے ذہن میں بٹھا دی تھی کہ مقدس دیوتا نے ساوری کو قبول کر لیا ہے اور اگر بھوری پہاڑی پر بسنے والے دیوتاؤں کے دیوتا اور دیگا کی اس معصوم نشانی کو ختم کیا گیا تو اس کا عتاب سمورا کو برباد کر دے گا۔

لوگا نے ساوری کو بچانے کی خاطر جو چال چلی تھی اس میں اس کی اپنی خود غرضی بھی شامل تھی، کورل نے لوگا کے مستقبل میں جھانکنے کے بعد ان تمام پیشین گوئیوں کی تصدیق کر دی جو لوگا کو اس کے آبا و اجداد کی زبانی معلوم ہوئی تھیں وہ کورل کا معتقد ہو گیا اور غالباً کورل نے جو اپنے مستقبل کے بھیانک انجام سے بھی واقف تھا ساوری کو بچانے کی خاطر لوگا کی ضعیف الاعتقادی سے فائدہ اٹھایا، اس نے لوگا کو یقین دلایا تھا کہ اگر اس نے ساوری کی زندگی اور عزت کی حفاظت کی تو ایک دن ساوری ہی اس کی نجات کا ذریعہ بنے گی اور لوگا کے دوبارہ برسرِ اقتدار آنے کے سلسلے میں ساوری کی ذات کو ایک اہم تعلق ہوگا۔

سمورا بھی اپنے قبیلے والوں کی طرح جنگلی رسم و رواج کا عادی تھا لیکن اس نے ساوری پر کبھی بری نگاہ نہیں ڈالی، اسے بیٹی کا نام دینے کے بعد سمورا نے اسے قبیلے کے لوگوں کی میلی اور گندی نظروں سے بچا لیا لیکن ساوری جوان ہوئی تو سب سے پہلے مکالا کی نیت بدلی، سمورا نے اسے روکنے کی کوشش کی تو ان کے درمیان دوستی کا رشتہ آہستہ آہستہ رقابت کی صورت اختیار کرنے لگا۔

بڈھا اور خبیث سوکارو دشمنی کی اس آگ کو ہوا دیتا رہا، لوگا کے زمانے میں اسے قبیلے والوں کی نگاہوں میں ایک خاص اہمیت حاصل تھی لیکن سمورا نے مناما کو اپنا دستِ راست بنا کر اس کی حیثیت کو دھچکا پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ سوکارو سلسلہ بظاہر منامہ سے بنائے رکھنے کی سعی جاری رکھی لیکن اندرونی طور پر وہ مکالا کے وجود کے اندر دبی ہوئی چنگاریوں کو ہوا دے کر بھڑکاتا رہا پھر جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور مکالا اور سمورا میں ساوری کی وجہ سے باقاعدہ ٹھن گئی تو سوکارو نے منامہ کو بھی راستے سے ہٹانے کی بھرپور کوشش شروع کر دی۔

ساوری نظریں نیچی کیے اپنی داستان سناتی رہی، سمورا نے اسے لوگا کے راز سے صرف اسی حد تک آگاہ کیا تھا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے اور دیوتاؤں نے ایک خاص مدت کے لیے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے، اس نے ساوری کو سختی سے تاکید کر دی تھی کہ وہ دیوتاؤں کے اس مقدس راز کو صرف اپنے سینے تک محفوظ رکھے البتہ اگر اچانک کبھی سمورا کا سورج غروب ہو جائے تو وہ قبیلے کے لوگوں پر اس راز کا انکشاف کر سکتی ہے۔

میرا ذہن ساوری کی داستانِ حیات سننے کے ساتھ ساتھ اپنی جسمانی قوت میں بھی الجھا ہوا تھا جسے میں نے جینی کی یقین دہانی کے بعد محسوس کیا تھا، ساتھ آٹھ ہٹے کٹے اور تنومند وحشی درندوں سے مقابلہ کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی لیکن میں نے کسی ہتھیار کے بغیر وہ کارنامہ سرانجام دیا تھا، شاید جینی کی پراسرار روح نے اپنی تمام تر قوتیں ربیک کے ذریعے مجھے بخش دی تھیں۔

”مقدس باپ! میں تمہاری پناہ کی طلب گار ہوں۔“ ساوری نے اپنی داستان ختم کرنے کے بعد اچانک جیکب سے درخواست کی تو وہ گڑبڑا کر رہ گیا، اس کی بوکھلاہٹ کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ساوری نے پہلی بار اس کو انگریزی میں مخاطب کیا تھا۔

”تت۔ تم...؟“

”ہاں مقدس باپ! جب میں نے اپنے باپ کے ساتھ اس منحوس جزیرے پر قدم رکھا تھا اس وقت میرے گلے میں بھی مسیح کی نشانی صلیب کی صورت میں موجود تھی جسے میرے باپ نے خطرے کی بو سونگھ کر میرے گلے سے اتار دیا۔ میں نے آج تک اپنے مذہب کی اس نشانی کو اپنی زندگی سے زیادہ سنبھال کر رکھا ہے۔“

”کہاں ہے وہ مقدس صلیب؟“

”میں نے اسے ایک محفوظ مقام پر دفن کر دیا تھا، مجھے خطرہ تھا کہ اگر جنگلیوں کو میری شناخت کا نشان مل گیا تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“

”تم نے دور اندیشی کا ثبوت دیا۔“

”فادر جیکب! کیا تم مجھے راہبہ بنا سکتے ہو؟“

"کیوں نہیں۔" جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں تمہیں مسیح کے بتائے ہوئے زریں اصولوں پر چلنے کی تعلیم دوں گا، تم میرے ساتھ مل کر اوروفینا کے جنگلیوں کو انسان بنانے کی کوشش کرو گی۔"

"کیا مسیح کی تعلیم عام کرنے کے لیے ساوری کا راہبہ بننا ضروری ہے؟" کیلاش نے دبی زبان میں کہا۔

"ہاں۔ انسان کو کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے، وہ جو امر ہونا چاہتے ہیں انہیں اپنے من کو مارنا پڑتا ہے اور جب انسان 'میں' کو مارنے کا فن سیکھ لیتا ہے تو بہت بلند ہو جاتا ہے۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم ایک گمنام جزیرے پر وحشیوں کے درمیان آکر پھنس گئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں۔ شاید قدرت نے مجھے اسی مقصد کے لیے یہاں بھیجا ہے کہ میں اوروفینا کے بھٹکے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کی اصلاح کر سکوں۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے اپنے مشن کا ایک حصہ پورا کر لیا ہے، دو حصے اور باقی رہ گئے ہیں اس کے بعد..."

"نہیں۔" میں نے اسے ٹوکتے ہوئے سختی سے کہا۔ "تم اب دوبارہ کسی حماقت کا ثبوت نہیں دو گے۔"

"تم جسے حماقت سمجھ رہے ہو وہ میرے نزدیک عین عبادت ہے۔"

جیکب اپنی بات پر ڈٹا رہا، ساوری اس کی ہم خیال تھی اس لیے وہ بھی ہاں میں ہاں ملاتی رہی۔

"ساوری!" کیلاش نے نہایت خوبصورتی سے موضوع بدلتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تمہارا خیال ہے کہ مکالا اپنے آٹھ آدمیوں کی موت برداشت کر لے گا؟"

"نہیں۔ اس نے جو آدمی بھیجے تھے وہ اس کے بے حد وفادار اور جاں نثار ساتھی تھے، ان کی موت کی خبر مکالا کو اور خونخوار بنا دے گی لیکن تم..." ساوری نے اچانک میری جانب دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔ "مجھے یقین نہیں آتا کہ تم نے انہیں مارا ہوگا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"تم نے دیوتاؤں کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے، مجھے اس کی اصلیت بہت پہلے سے معلوم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی پراسرار قوت تمہاری پشت پناہی ضرور کر رہی ہے ورنہ تم بدکردار اور خبیث سوکارو کی ساحرانہ قوتوں سے کبھی محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔"

"یہ تمہارا وہم ہے۔" میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔ "میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف خدا کا دیا ہوا ہے۔"

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن مجھے یقین نہیں آتا۔"

"تم غلطی پر ہو۔ انسان چاہے تو اپنے وجود میں ڈوب کر وہ سب کچھ پا سکتا ہے جو بظاہر ہمیں مشکل اور ناممکن نظر آتا ہے۔" جیکب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو فادر جیکب!" کیلاش نے نرمی سے کہا۔ "انسان بلندیوں کی انتہا تک جا سکتا ہے لیکن تم خوف کا کیا کرو گے جو ہمارے اندر چھپا بیٹھا ہے۔"

"ہمیں اسی خوف کو مارنا ہوگا۔"

"لیکن اس خوف کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ انسان کو راستے سے بھٹکانے کی خاطر یہی خوف قسم قسم کی صورتیں بدل کر سامنے آتا ہے۔ کبھی گوکیلا کی شکل میں اور کبھی روپا کا روپ دھار کر۔"

"اور کبھی وہ شیطان کی خصلت اختیار کر کے سرجن کا روپ بھی اختیار کر لیتا ہے۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔

"یہ گوکیلا اور روپا کون ہیں؟" ساوری نے جیکب سے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں۔" کیلاش نے تیزی سے کہا پھر وہ گوکیلا اور روپا کے بارے میں اپنی زبان کھولنے کی خاطر پر تول رہا تھا کہ میں نے ساوری کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔

"کیا سمورا نے تمہیں منامک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟"

"بتایا ہے لیکن تم۔ تم کو اس کی بھنک کس طرح لگی؟"

"سمورا نے کیا کہانی سنائی ہے؟"

"یہی کہ اوروفینا کا نیک دل مذہبی رہنما خبیث سوکارو کے کالے علم کا نشانہ بن گیا۔ مگر، تم اسے کہانی کیوں سمجھ رہے ہو؟"

"اس لیے کہ سمورا کی بربادی کے دن اب قریب آ گئے ہیں۔"

"میں تمہاری باتوں کو کیا سمجھوں۔" ساوری بولی۔ "کبھی کبھی مجھے یوں لگتا ہے جیسے تم سچ مچ دیوتا ہو۔ پراسرار قوتوں کے مالک۔"

"انسان جب اپنے مسلک سے ہٹ جائے تو اسی قسم کی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے۔" جیکب نے کڑوا سا منہ بنایا۔

"ساگو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"سمورا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ اوروفینا کا سب سے نامی گرامی پہلوان ہے اور بے پناہ طاقت کا مالک ہے۔"

"تم نے کبھی دیکھا ہے اسے؟"

"نہیں۔" ساوری نے جواب دیا۔ "میں نے بھی یہ نام پہلی بار سردار کی زبان سے سنا ہے۔"

"کیا سمورا نے تمہیں اوروفینا کی سرحدوں کے بارے میں بھی کچھ بتایا ہے؟"

"میں سمجھی نہیں۔"

"غور کرنے کی کوشش کرو۔ اگر ساگو کا تعلق اسی قبیلے سے ہے تو کبھی نہ کبھی وہ تمہیں ضرور نظر آتا یا تم نے اس کا نام ہی

سنا ہوتا۔"

"میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکی۔"

"میں سمجھاتا ہوں۔" کیلاش نے میرا مفہوم بھانپتے ہوئے کہا۔ "ہمارا خیال ہے کہ اوروفینا کی سرحدوں پر کچھ قبیلے اور بھی موجود ہیں۔ کیا سمورا نے تم سے ان کا ذکر کیا ہے؟"

"نہیں۔ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں۔" ساوری نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "سردار نے مجھے صرف یہی بتایا ہے کہ ساگو مکالا کا خاص چمچہ ہے اور آج تک اس نے اکھاڑے میں کسی کو اپنے اوپر سبقت نہیں لے جانے دی۔"

"کارڈوبا کا کیا چکر ہے؟" میں نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"سمورا نے بتایا تھا کہ وہ اسے بہت دنوں بعد پھر نظر آیا ہے لیکن ابھی تک ہمیں کسی کی موت کی اطلاع نہیں ملی۔ کوئی ایسی موت جسے کارڈوبا کی پراسرار قوت سے منسوب کیا جا سکے۔"

"میرا خیال ہے کہ وہ کارڈوبا کی بھٹکتی ہوئی روح ہے۔" ساوری خوف سے جھرجھری لیتے ہوئے بولی۔ "میں نے اسے صرف ایک بار دیکھا تھا لیکن مجھے اس کی نگاہوں میں یا اس کی حرکات و سکنات میں زندگی کی کوئی علامت نظر نہیں آئی، یوں لگتا ہے جیسے وہ مشینی انداز میں چل رہا ہو۔ ماحول سے بے خبر اور قرب و جوار سے بے پروا۔"

"سمورا کا خیال ہے کہ وہ مکالا سے اپنا انتقام لینا چاہتا ہے لیکن مکالا ابھی تک زندہ ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ بھی کوئی گہرا راز ہو۔"

"میں تمہاری رائے سے متفق ہوں۔" ساوری بولی۔ "اوروفینا کی سرزمین سے گزرنے والی ہوائیں بھی بے حد پراسرار ہوتی ہیں۔ یہاں جو واقعات اور حادثات رونما ہوتے ہیں، وہ عقل سلیم کبھی تسلیم نہیں کر سکتی۔ یہاں زندگی کو انسانیت اور..."

باہر سے ٹامی کے اچانک زور زور سے بھونکنے کی آواز سنائی دی تو ساوری اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی۔ میں اور کیلاش تیزی سے اٹھ کر باہر کی جانب لپکے پھر دروازے پر ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ ٹامی جس پر بھونک رہا تھا وہ گہرے سیاہ رنگ کا ایک طویل القامت آدمی تھا جو ہماری رہائش گاہ کی جانب پشت کیے مشینی انداز میں چلتا ہوا بستی کی سمت واپس جا رہا تھا۔

میرے ذہن میں فوری طور پر جو نام ابھرا وہ کارڈوبا کے سوا کسی اور کا نہیں تھا۔ اس کا قد سات فٹ کے لگ بھگ تھا۔ جسامت کے اعتبار سے وہ ہڈیوں کا پنجر ہی نظر آ رہا تھا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ ٹامی اگر چاہتا تو دو چار جست میں لپک کر اس کو دبوچ سکتا تھا لیکن وہ اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں کر رہا تھا اور کارڈوبا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی دسترس سے دور ہوتا جا رہا تھا پھر وہ ایک درخت کی آڑ میں پہنچ کر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

ٹامی نے یک لخت دوڑنا شروع کر دیا، درخت کا فاصلہ ہماری رہائش گاہ سے بمشکل پچیس گز کے فاصلے پر رہا ہوگا، ٹامی کے ساتھ ہم نے بھی دوڑ لگا دی لیکن درخت کے قریب پہنچ کر ہم حیرت زدہ رہ گئے، وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا، قرب و جوار میں ایسا کوئی دوسرا درخت یا جنگلی جھاڑیاں بھی نہیں تھیں جنہیں ہم کارڈوبا کی عارضی پناہ گاہ سمجھ سکتے۔

وہ اچانک ہی پراسرار طور پر ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں نے ٹامی کی سمت دیکھا جس نے بھونکنا بند کر دیا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور درخت پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ کچھ سوچ کر میں نے جلدی سے ٹامی کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے پر اپنی گرفت مضبوط کی اور اسے واپس رہائش گاہ کی طرف لے آیا لیکن اس کی وحشت کسی طرح کم نہیں ہو رہی تھی، بار بار وہ پٹہ چھڑا کر درخت کی جانب واپس جانے کے لیے زور لگا رہا تھا۔

میں نے کیلاش کی طرف دیکھا۔ وہ بھی کسی گہری سوچ میں گم نظر آ رہا تھا۔

*

کارڈوبا کے بارے میں کالوری نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ اگر وہ انسان ہوتا تو اس طرح درخت کی آڑ میں جا کر ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتا۔ مقدس دیوتاؤں نے یقیناً اس کو کچھ پراسرار قوتیں ودیعت کر دی تھیں جو اس کی بے چین روح ابھی تک اوروفینا کے گرد و نواح میں بھٹکتی پھر رہی تھی۔

میرے ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا کہ جس طرح جینی نے مجھے دیبک کا تحفہ دیا ہے اسی طرح ممکن ہے بھوری پہاڑی کے طویل العمر اور جہاں دیدہ جادوگروں نے کارڈوبا کو بھی دیبک سے نواز دیا ہو لیکن اگر ایسا ہوتا تو اسے روز روشن میں یوں دندناتے پھرنے کی کیا ضرورت تھی۔

جیکب نے دیوتا کی امانت پتھر کے مجسمے کی چوری کے سلسلے میں جو حلیہ بیان کیا تھا وہ بھی کارڈوبا کے سوا کسی اور کا نہیں تھا۔ تو کیا وہ جیکب سے ملنے آیا تھا؟ اسے جیکب سے اور کیا کام درپیش تھا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اوروک کے اس نایاب مجسمے کی ٹوہ میں ہو۔ مگر یہ تصور بھی زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ اگر اسے مجسمے کی تلاش ہوتی تو وہ اسے اس وقت بھی تلاش کر کے اپنے قبضے میں کر سکتا تھا جب جیکب نے اسے سمورا کے گھر سے آنے کے

بعد جنگل جھاڑیوں میں پھینک دیا تھا۔

سمورا نے یہی کہا تھا کہ وہ جب بھی بستی میں نظر آتا ہے، کوئی نہ کوئی بربادی ضرور عمل میں آتی ہے' یہی نحوست تھی جس کی وجہ سے لوگ اس سے خائف رہنے لگے تھے' وہ جس راستے پر لمبے لمبے ڈگ بھرتا نظر آتا بستی کے لوگ اس سے کترا کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتے۔ اب تک بہت سارے لوگ اس کی آنکھوں کے سحر کا شکار ہو چکے تھے۔ وہ جس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک نظر دیکھ لیتا اس کی موت بڑی اذیت ناک ثابت ہوتی، جس سے ہم کلام ہوتا وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر کرب ناک حالات کا شکار ہو کر زندگی سے رشتہ توڑ لیتا۔

مکوشلا کو دیوتاؤں کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے کے بعد سے وہ پراسرار بن گیا تھا۔ سمورا نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ مکوشلا کو مقدس آگ میں جھونکنے کا ہولناک فرض کارڈوبا کے ہاتھوں ادا ہوا تھا جبکہ کالوری کا خیال تھا کہ وہ حرکت مکالا کی تھی اور کارڈوبا بستی والوں کے عتاب سے بچنے کی خاطر جنگلات کی طرف نکل گیا۔ اسے مکالا کی تلاش تھی' وہ مکالا سے اپنا انتقام لینے کے لیے قبیلے کے درمیان بھٹک رہا تھا۔

مگر کیوں؟

کیا دیوتاؤں کی بخشی ہوئی پراسرار قوتیں، مکالا سے انتقام لینے میں اس کی معاون نہیں ثابت ہو رہی تھیں یا پھر کارڈوبا کی روح کو کسی موقعے کی تلاش تھی؟ وہ دوسروں کے لیے ہلاکت کا باعث بن سکتا تھا تو پھر مکالا ابھی تک اس کی گرفت سے بچا بچا کیوں گھوم رہا تھا۔ اور کارڈوبا نے جیکب ہی کے ذریعے اوروکے قیمتی مجسمے کو کیوں غائب کرایا؟ کیا وہ اپنی قوتوں کے ذریعے کسی اور طریقے سے سمورا کو حالات کے شکنجوں میں پھنسانے سے قاصر تھا؟

اس کی حقیقت کیا تھی؟ وہ کیا چاہتا تھا؟ کیوں اپنی پراسرار نقل و حرکت سے بستی والوں کو خوف زدہ کیے ہوئے تھا؟

میرے ذہن نے کارڈوبا کے سلسلے میں جتنا سوچا اتنا ہی الجھتا چلا گیا پھر جو نام میرے سامنے آیا وہ بوڑھے اور عیار ساحر سوکارڈ کا تھا۔ وہ مکالا کی پشت پناہی کر رہا تھا اس لیے یہ بات قرین قیاس تھی کہ اس نے مکالا کے گرد کوئی ایسا جادوئی جال بن دیا ہو جو کارڈوبا کی روح کے لیے ناقابل تسخیر ہو اور اسی ناکامی نے کارڈوبا کو جھنجلا کر قبیلے کے دوسرے لوگوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بنانے پر اکسا دیا ہو۔

ساوری کی شخصیت نے درمیان میں آکر ایک نئی صورت اختیار کر لی تھی' سمورا نے پہلے ہی اس بات کا خدشہ ظاہر کیا تھا کہ مکالا اور اس کی ٹولی کے افراد کے علاوہ بستی کے دو لوگ بھی اس بات کو پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے کہ ساوری ہمارے پاس رہے۔ ساوری کی ذات ہی مکالا اور سمورا کے درمیان رنجش کا سبب بنی تھی۔ اب اسی کی خاطر مکالا کے بہترین ساتھی ہمارے ہاتھوں موت کا شکار ہو گئے تھے۔

مکالا اور سوکارڈ کو جب اپنے ساتھیوں کی موت کا معلوم ہوا ہو گا تو ان کے دلوں پر کیا گزری ہو گی۔ وہ یقیناً اپنی ناکامی پر تلملائے ہوں گے۔ ہماری طاقت کا کرشمہ سوکارڈ کے کالے علم کے لیے ایک ناقابل حل معمہ بن گیا ہو گا، مکالا کی خباثت دوچند ہو گئی ہوں گی۔ ساوری نے ایک موقعے پر کہا تھا کہ اوروفینا کے جزیرے پر مکالا قہر و غضب کا دوسرا نام ہے۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے اپنے دوستوں کی موت کا کیا اثر لیا۔ رات تک ہم چوکس رہے' کیلاش اور جیکب دونوں کا خیال تھا کہ مکالا دوسرے آدمیوں کو ساوری کے حصول کے لیے ضرور روانہ کرے گا لیکن ساوری کا خیال اس کے برعکس تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ایک بار ناکام ہو جانے کے بعد مکالا دوبارہ کوئی دلیرانہ قدم اٹھانے کی بجائے اپنی مکارانہ صلاحیتوں سے کام لے گا اور رات کے گھپ اندھیرے اور سناٹوں میں کوئی عیارانہ قدم اٹھائے گا۔

ساوری کے اسی خدشے کے پیش نظر ہم نے باری باری ڈیوٹی باندھ لی تھی' میں نے جان بوجھ کر رات کے دوسرے حصے کو اپنے لیے منتخب کیا۔ چنانچہ جب نصف رات کے بعد میری ڈیوٹی آئی تو میں نے رہائش گاہ کے اطراف چکر لگا کر کسی امکانی خطرے کی بو سونگھنے کے لیے براہ راست سوکارڈ اور مکالا کو ٹٹولنا زیادہ مناسب سمجھا۔ ریک کی موجودگی میں ان کی نگاہوں میں آئے بغیر میں جہاں چاہے جا سکتا تھا۔

میں نے مکالا کی رہائش گاہ کا رخ کیا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ سوکارڈ کے گھر پر مجھے ناکامی نہیں ہوئی، مکالا اور سوکارڈ دونوں مل گئے۔ رات خاصی بھیگ چکی تھی لیکن وہ ابھی تک جاگ رہے تھے۔ مکالا کسی زخمی درندے کی طرح مختصر کمرے کے ننگے فرش پر ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اور سوکارڈ ایک گوشے میں یوں خاموش کھڑا تھا جیسے کوئی شریر اور گستاخ طالب علم اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہو۔ میں اطمینان سے ایک طرف کھڑا ہو کر حالات کا جائزہ لینے لگا۔

مکالا خاصی دیر تک اپنے خیالوں میں گم ٹہلتا رہا۔ کبھی وہ رک کر زور زور سے ایک ہاتھ کا گھونسا بنا کر دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارنے لگتا کبھی تلملا کر ننگے فرش پر پیر مارتا اور کبھی پلٹ پلٹ کر سوکارڈ کو قہر آلود نگاہوں سے گھورنے لگتا اور کبھی اپنا غصہ ضبط کرنے کی خاطر خود اپنا ہونٹ دانتوں سے چبانے لگتا۔

"بدبخت بوڑھے!" اچانک اس نے سوکارڈ کے قریب جا کر غراتے ہوئے کہا۔ "تو نے قبیلے کے لوگوں کے درمیان عظیم مکالا کا وقار مجروح کر دیا۔ میرے ساتھیوں کی موت مجھے اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنے دے گی جب تک میں ان نقلی دیوتاؤں کے خون کے جام سے اپنے اندر کی آگ سرد نہ کر لوں گا۔"

"میری بات کا یقین کر مکالا! ایسا ہی ہو گا۔"

مکالا گرج اٹھا۔ "وہ مبارک گھڑی کب آئے گی۔ مجھے بتا، تیرا ناپاک علم کیا کہتا ہے۔"

"کوئی پراسرار قوت ہے جو ابھی تک تیرے دشمنوں کو محفوظ کیے ہوئے ہے ورنہ تو جانتا ہے کہ آج تک سوکارڈ کے آگے بڑے سے بڑے سورماؤں کے قدم بھی نہیں ٹھہر سکے' کیا تجھے یاد ہے جب میں نے ...."

"ڈینگیں مت مار۔" مکالا نے اسے جملہ پورا کرنے کا موقع نہیں دیا' قہر آلود لہجے میں بولا۔ "جو کچھ کل تک ہو چکا ہے اسے بھول جا۔ مجھے یہ بتا کہ اب کیا ہونے والا ہے' میری رگوں میں کھولتے ہوئے خون کی گردش کیسے کم ہو گی۔ وہ نیک ساعت کب آئے گی خبیث کہ جب میرے دشمنوں کی گردنیں میرے قدموں میں ہوں گی اور ساوری۔ مقدس اوریگا کی قسم میں اس کو ایسا تباہ و برباد کروں گا کہ قبیلے کے لوگ اس پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کریں گے۔"

"صبر کر مکالا! سب کچھ تیری مرضی کے مطابق ہو گا، مجھے سوچنے دے۔"

"سوچ۔ سوچ۔ جلدی سوچ بدبخت اور منحوس بوڑھے! ورنہ مکالا کے انتقام کی آگ تجھی کو جلا کر بھسم کر دے گی۔"

"میں نے تجھے سمجھایا تھا کہ ساوری کے معاملے میں جلدی کا مظاہرہ نہ کر لیکن تو نے میرا کہنا نہیں مانا۔"

"بکواس بند کر۔ کیا تو یہ برداشت کرے گا کہ مکالا کی زندگی میں کوئی دوسرا ساوری کو حاصل کر لے۔"

"تجھے ساگو اور سمورا کے مقابلے تک انتظار کرنا ہو گا۔" سوکارڈ ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "میرا علم یہی کہتا ہے کہ حالات اس مقابلے کے بعد اپنا رخ ضرور تبدیل کریں گے۔"

"نہیں۔ انتظار کی یہ گھڑیاں میری موت کا سبب بھی بن سکتی ہیں۔" مکالا نے تڑپ کر کہا۔ "میرے دماغ کی خرابیاں چیخ رہی ہیں' میرے ساتھیوں کے خون آلود چہرے میری نگاہوں کے سامنے رقص کر رہے ہیں۔ دیکھ سوکارڈ! غور سے دیکھ۔ وہ میرا مذاق اڑا رہے ہیں' میری غیرت کو للکار رہے ہیں۔ مکالا کو بزدلی کا طعنہ دے رہے ہیں۔ کیا میں اپنا سر دیوار سے مار کر پاش پاش کر دوں؟"

مکالا جنون کی حالتوں سے دوچار تھا، اس نے اپنا جملہ مکمل کرنے کے ساتھ ہی اپنا بھرپور ہاتھ گھما دیا، سوکارڈ لڑکھڑا کر اور قلابازیاں کھاتا دیوار سے ٹکرا کر رک گیا۔

"ہنکارو کی اولاد! اپنے علم کو کرید نے کی کوشش کر نہیں تو میں تیری ہڈیوں کا سرمہ بنا دوں گا۔"

مکالا دوبارہ قہر بن کر بوڑھے ساحر پر ٹوٹ پڑا اسے بے تحاشا لاتوں اور گھونسوں سے نوازتا رہا لیکن سوکارڈ بھی شاید ربڑ کا بنا ہوا تھا جو مکالا کے قہر و غضب کو نہایت خاموشی سے برداشت کرتا رہا۔ مکالا تھک کر رکا تو وہ کراہتا ہوا زمین سے اٹھا، سنجیدگی سے بولا۔

"میرے پاس ایک آخری طریقہ اور ہے میرے دوست! شیترک کے دل کا خون جسے میں نے روئی میں بھگو کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔"

"شیترک۔" مکالا نے سرد لہجے میں کہا۔ "یہ نام میں آج تیری گندی زبان سے پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"میرا اشارہ اس چمگادڑ کی طرف ہے جو برس ہا برس تک مقدس اوروکے بڑے بت سے الٹی لٹکی رہی تھی۔ ہاں مکالا! تو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا لیکن مجھے میرے علم کی قوت نے بتایا تھا کہ اس بوڑھی چمگادڑ کی روح تاریک راتوں کی ہمراز ہے' اوروکے قرب نے اسے دنیا کے تمام سربستہ رازوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کا دل اوریگا کا مرکز بھی تھا اسی لیے میں نے بوڑھی شیترک کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا، اس کے خون سے روئی بھگو کر اپنے پاس محفوظ کر لی۔ جب بھی میں اس متبرک روئی سے چراغ روشن کرتا ہوں، شیترک کی روح روشنی کے ہالے کے گرد اڑتی نظر آتی ہے اور مجھے مستقبل کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی ہے۔"

"کیا تو نے ابھی اس کی روح کو میری خاطر طلب نہیں کیا؟"

"صبر سے کام لے مکالا! سوکارڈ تجھے اپنی دوستی کا یقین دلاتا ہے۔"

"کہاں ہے وہ مقدس روئی؟ جلدی کر نابدان کے خبیث کیڑے ورنہ میں کہیں تجھے پیروں تلے مسل کر زندگی کی قید سے آزاد نہ کر دوں۔"

سوکارڈ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسرے کمرے سے جا کر مٹی کی ایک ٹوٹی ہوئی ہانڈی اٹھا لایا جس میں اس نے

سرخ رنگ کی روئی کو محفوظ کر رکھی تھی۔ میں حیرت سے اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لیتا رہا، مکالا کی نظریں بدستور بوڑھے ساحر پر جمی ہوئی تھیں۔ جو روئی کے مختصر ٹکڑے سے بتی بنانے میں مصروف تھا۔ مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ مکالا کو ٹھنڈا کرنے کی خاطر اسے اپنی چرب زبانی سے بہلانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

خون آلود روئی کا کوئی ٹکڑا اپنے اندر کسی بد روح کو قید کر سکتا ہے یہ بات میری سمجھ سے بالاتر تھی۔ میں نے افریقی قبائل کے متعلق جادو ٹونے اور پراسرار واقعات کے سیکڑوں قصے سن رکھے تھے۔ جو سیاح ان کے راوی تھے وہ ان محیر العقول باتوں کو قسم کھا کھا کر بیان کرتے تھے۔ اخباروں اور رسالوں میں ایسے واقعات خاص طور پر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیے جاتے، اس کے ساتھ ہی اس شخص کی تصویر بھی شائع ہوتی جو ان واقعات سے دوچار ہو چکا ہوتا تھا لیکن میں نے ان کہانیوں پر کبھی یقین نہیں کیا۔ میں اسے سستی شہرت کا ذریعہ سمجھتا تھا لیکن اس وقت میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جب سوکارو نے کمرے میں اندھیرا کر کے خون آلود روئی کا مومی چراغ روشن کیا۔

وہ بڑے انہماک سے زمین پر پاکڑوں بیٹھا چراغ کی کپکپاتی لو سے نظریں لڑا رہا، مکالا گھٹنوں پر ہاتھ لگائے جھکا کھڑا بوڑھے ساحر کی حرکتوں کو دیکھ رہا تھا اور میری نگاہیں چراغ کے گرد پیدا ہونے والے مختصر ہالے پر بھٹک رہی تھیں پھر اس وقت مجھے اپنی قوت بینائی پر شبہ ہونے لگا جب میں نے ایک چمگادڑ کی مختصر سی پرچھائیں کو باقاعدہ اس ہالے کے اطراف محو پرواز دیکھا، وہ سب کچھ مجھے خواب کی بات لگ رہی تھی لیکن جب چمگادڑ کی قیں قیں قیں قیں اور ـ قائیں قائیں ـ کی مدھم آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں انگشت بدنداں رہ گیا۔

سوکارو کے چہرے پر چراغ کی کپکپاتی روشنی نے اس کی خباثتوں میں اور اضافہ کر دیا تھا، چمگادڑ کی آواز سن کر اس کے بھدے اور کھردرے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہونے لگی۔

”سوکارو! بدبخت کتے! تو واقعی عظیم ہے۔ میں چمگادڑ کی آواز سن رہا ہوں۔“

”میری محویت کو برقرار رہنے دے مکالا! میرا ارتکاز ٹوٹ گیا تو شیترک کی بے چین روح میرے قبضے سے نکل جائے گی۔“ سوکارو نے اپنی محویت برقرار رکھتے ہوئے جواب دیا۔ ”پوچھ مکالا! جو کچھ تو دریافت کرنا چاہتا ہے شیترک کی روح سے براہ راست دریافت کر لے۔“

”کیا یہ میری باتوں کا جواب دے گی؟“

”میں اس کی ترجمانی کرتا رہوں گا۔ وقت ضائع مت کر مکالا! جو کچھ تیرے دل میں ہے پوچھ لے۔“

مکالا نے سوکارو کے چہرے کو غور سے دیکھا پھر وہ گھٹنے ٹیک کر نیچے جھکا اور ٹھوس آواز میں بولا۔

”شیترک کی بے چین روح! کیا تو مکالا کی آواز سن سکتی ہے؟“ مکالا نے اپنا جملہ مکمل کیا تو قیں قیں۔ قائیں قائیں کی آواز ابھرنے لگی پھر سوکارو کی بدلی ہوئی سپاٹ آواز کمرے کے سناٹے میں گونجی۔

”ہاں۔ میں تیری آواز سن رہی ہوں۔“

”کیا نجس سانپوں کی گندی پیداوار سوکارو! میرے ساتھ دوستی نبھا رہا ہے؟“

”بوڑھا جادوگر بلاشبہ تیرا دوست ہے لیکن حالات نے اسے خوف زدہ کر دیا ہے۔“

مکالا کے علاوہ میں نے بھی چونک کر سوکارو کی جانب دیکھا وہ کسی پتھر کے مجسمے کی مانند اپنی جگہ ساکت و جامد نظر آ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں حلقوں کے درمیان پتھرا کر ساکت ہو گئی تھیں اس کی کشادہ پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے صرف اس کے ہونٹ متحرک تھے، بالکل ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے سوکارو کی اپنی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی ہو اور کسی دوسری روح نے اس کے جسم میں عارضی طور پر قبضہ جما لیا ہو، اس کی آواز میں بھی چمگادڑوں جیسی تیز اور ناگوار گرج موجود تھی۔

”مجھے بتا۔ کیا تو بدکردار بوڑھے کے خوف کی وجہ جانتی ہے؟“

”نادیدہ قوتوں نے اس کے تمام حربوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔“

”وہ۔ طاقتیں کون سی ہیں؟“ مکالا نے تیزی سے پوچھا۔

”میں مجبور ہوں۔ ان طاقتوں کی نقاب کشائی نہیں کر سکتی۔“

”وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے آدھے جہاز پر ہمارے جزیرے میں قدم رکھا ہے، کیا وہ سمندر اور ہواؤں کے دیوتا ہیں؟“

”نہیں۔ وہ بھی قبیلے پر بسنے والوں کی طرح عام انسان ہیں۔“

”پھر۔ وہ مکالا کے قہر سے محفوظ کس طرح ہیں؟“

”پراسرار اور لازوال قوتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔“

”کیا میں ساوری کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا؟“

”نہیں۔ اس کا خیال دل سے نکال دے ورنہ تیرا انجام عبرتناک ہو گا۔“

”تو۔ تو۔ مکالا کو خوف زدہ کرنا چاہتی ہے۔“ مکالا نے کسی زہریلے ناگ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔ ”کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ مکالا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے کا عادی ہے؟“

اس بار چمگادڑ نے کوئی جواب نہیں دیا، ہالے کے گرد اس کی پرواز کی رفتار ہر لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی، مکالا خون آلود نظروں سے اسے گھورتا رہا۔ کچھ دیر تک کمرے میں ہولناک اور بھیانک خاموشی طاری رہی، چراغ کی کپکپاتی لو کی روشنی نے ماحول کو بے حد پراسرار اور طلسمی بنا رکھا تھا۔

”شیترک!“ مکالا کی سرد آواز دوبارہ خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔ ”کیا تو جانتی ہے کہ وہ تینوں اجنبی یہاں کیوں آئے ہیں؟“

”وہ جو خود کو ہواؤں کا دیوتا ظاہر کر رہا ہے ایک پرچھائیں کی تلاش میں بھٹک رہا ہے۔ طوفانی لہروں نے ان کے جہاز کو ایک حادثے سے دوچار کر کے دو ٹکڑے کر دیا جس کا ایک حصہ انہیں لے کر اور وفینا کے ساحل پر آ گیا۔“

”کیا وہ یہاں سے زندہ واپس جا سکیں گے؟“

”جسے پرچھائیں کی تلاش ہے وہ طویل عرصے تک زندہ رہے گا۔ البتہ اس کے ساتھی اس کی عمر کا ساتھ نہیں دیں گے۔“

”میرے ساتھیوں کی موت میں کس کا ہاتھ ہے؟“

”ساوری کا جس نے بلوپائپ کے ذریعے تیرے دوستوں کو مار ڈالا۔“

”بلوپائپ۔“ مکالا چونکا۔ ”اور وفینا کے جزیرے پر بلوپائپ کا استعمال ترک ہوئے صدیاں بیت گئیں۔ پھر ساوری کو موت کا وہ زہریلا آلہ کہاں سے ملا؟“

”مکالا! کیا تو جیبنی کو بھول گیا؟“

”جیبنی!“ مکالا دوبارہ حیرت سے اچھلا۔ ”وہ۔ وہ مر چکی ہے۔“

”ہاں۔ وہ مر چکی ہے مگر اس کی روح ابھی تک بھٹک رہی ہے۔ بھودی پہاڑیوں کے جادوگروں نے اسے قیمتی تحفوں سے نوازا ہے جب تک اس کا انتقام پورا نہ ہو گا اس کی روح آسمان کی بلندیوں کی سمت پرواز نہیں کرے گی۔“

”کیا جیبنی بھی مکالا کے دشمنوں کے ساتھ مل گئی ہے؟“

سوکارو کے ہونٹ متحرک ہوئے لیکن مجھے کوئی آواز نہیں سنائی دی، مکالا کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

”شیترک! تو خاموش کیوں ہے؟“

”جو بات میری طاقت سے باہر ہو میں اس کا جواب نہیں دے سکتی۔“

”میرے دشمن اس وقت کیا کر رہے ہیں؟“

”وہ محو خواب ہیں اور تیسرا۔ وہ موت کے سائے کے ساتھ ساتھ منڈلا رہا ہے۔“

مکالا نے یک لخت جست لگا کر اپنے اطراف کا جائزہ لیا اس کے جسم میں بلا کی پھرتی تھی، اس کی خونخوار نظروں میں آدم خور درندوں کی سی خوف ناک چمک دکھائی دے رہی تھی چند لمحے وہ ماحول میں کسی خطرے کی بو سونگھتا رہا پھر چراغ کے قریب جا کر دوبارہ دوزانو ہو گیا۔ سرسراتی آواز میں بولا۔

”کیا کارڈو بھی میرے دشمنوں کے ساتھ مل گیا ہے؟“

”نہیں۔ وہ تیری تلاش میں بھٹک رہا ہے۔ سوکارو نے اس کی نگاہوں کے سامنے سحر کی ایک دیوار کھڑی کر دی ہے لیکن جس دن یہ دیوار ٹوٹ گئی، وہ دن تیری زندگی کا سب سے بھیانک دن ثابت ہو گا۔“

”وہ۔ وہ اس وقت کہاں ہے؟“ مکالا نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے حقارت سے پوچھا۔ ”مجھے اس کا پتہ بتا دے تاکہ میں اس کی روح کو ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کر دوں۔“

سوکارو کے ہونٹ اس بار بھی متحرک ہو کر رہ گئے، کوئی آواز نہیں ابھری۔ میری پلکیں جھپکے بغیر چمگادڑ کی پرواز کرتی ہوئی پرچھائیں پر مرکوز تھیں، سوکارو بدستور بت بنا بیٹھا تھا اور مکالا قہر و غضب کی تصویر بنا ہوا تھا۔ پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ذی روح شے میرے قدموں کے قریب سرسرا رہی ہو، میں نے پلٹ کر دیکھا تو میری سانس حلق کے درمیان ہی گھٹ کر رہ گئی۔

کوڑیالے رنگ کا ایک جسیم سانپ بڑی سرعت سے چراغ کی جانب بل کھاتا ہوا رینگ رہا تھا۔ میں نے چیخنے کی کوشش کی لیکن آواز میرے حلق میں پھنس کر رہ گئی البتہ اس بوکھلاہٹ میں ایک میرے منہ سے نکل گیا، سوکارو نے یک لخت چونک کر میری جانب دیکھا اس کی آنکھوں میں سحر کے ڈورے تیرنے لگے لیکن پھر چمگادڑ کی کرب ناک چیخ کی آوازوں نے اسے بھی دہلا دیا۔ مکالا بھی اچھل کر چراغ سے دور ہو گیا ——— میں نے دیکھا کوڑیالے رنگ کا جسیم سانپ چمگادڑ کی پرچھائیں کو اپنے منہ میں دبائے اپنے پورے جسم کو بڑی شدت سے بل دے رہا تھا۔ سوکارو نے ایک بار پھر میری جانب حقارت سے دیکھا اس کی نگاہوں میں کچھ ایسی پراسرار قوت موجود تھی کہ میں اس کی جانب سے اپنی توجہ نہیں ہٹا سکا، مجھے ایسا لگا جیسے میرا ذہن نیند کی آغوش میں جھکولے کھا رہا ہو، مجھ پر ایک عجیب سی غنودگی کی کیفیت طاری ہو رہی تھی، شاید میں مسمریزم کا شکار ہو رہا تھا۔

پھر اچانک چراغ کی لو بھڑک کر بجھ گئی۔ چمگادڑ کی کربناک اور تیز چیخ کی آواز کے ساتھ ہی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میں ہوا میں پرواز کر رہا ہوں، میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

میں کتنی دیر بے ہوشی سے دوچار رہا یا مجھ پر غنودگی کی

وہ کیفیت کب تک طاری رہی مجھے کچھ یاد نہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ دوسری بار میری آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی میرا بازو تھام کر آہستہ آہستہ آوازیں دے رہا تھا۔ مجھے وہ آواز خوابوں کی دنیا کے کسی دور دراز کونوں سے آتی سنائی دے رہی تھی۔ وہ آواز میرے لیے غیر مانوس نہیں تھی، میں پوری توجہ سے اسے سننے کی کوشش کرتا رہا پھر میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

وہ میری زندگی۔ میری روح۔ میری درخشاں تھی جو میرے قریب کھڑی مجھے سپاٹ نظروں سے گھور رہی تھی۔ میں چونک کر اٹھ بیٹھا۔ درخشاں کے چہرے پر کرب کے تاثرات دیکھ کر میرے دل کی حرکت دگرگوں ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں میں اداسیاں رقص کر رہی تھیں، ہونٹوں پر سوچ کی پپڑیاں جم کر سیاہ ہونے لگی تھیں اس کا حسن گہنا یا گہنا یا سا لظر آ رہا تھا۔

جانے کن حالات سے دوچار تھی، پہلے میں نے اسے کبھی اتنا اداس، اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا، یوں لگ رہا تھا جیسے قدرت کی ستم ظریفیوں نے کسی شگفتہ، تر و تازہ اور مہکتے گلاب کی تمام مہک تمام رعنائیاں اک دم سے واپس چھین لی ہوں میں اس کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

"درخشاں!" میں نے اسے آواز دی "میری زندگی تم اس قدر اداس کیوں ہو؟"

"تمھاری تکلیف میری روح کے لیے ناقابلِ برداشت ہوتی جا رہی ہے۔"

"درخشاں!"

"ہاں جمال! میں تمھاری مجرم ہوں۔" وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے بولی "نہ میں نے تم سے مرتے وقت سفر کی فرمائش کی ہوتی نہ آج تم یوں حالات کا شکار ہوتے۔"

"نہیں درخشاں! تمہیں ایسی بات مت کرو، تمھاری تلاش تو میری زندگی کا مقصد ہے۔ آزردہ خاطر نہ ہو میں بہت جلد تمھیں دوبارہ حاصل کر لوں گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکے گی۔"

"کاش ایسا ممکن ہوتا۔" اس کی کنول جیسی شاداب نگاہوں میں شبنمی قطرے جھلملانے لگے۔ وہ اداس اداس کھوئی کھوئی نظروں سے خلاؤں میں گھورنے لگی۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کہا۔" میں نے سہم کر پوچھا۔ "کیا میں...!"

"ہاں جمال! تم نے حالات کی ترتیب کو الجھا دیا ہے۔" وہ مجھ سے شکوہ کرنے لگی۔ "تمھیں اب درخشاں سے زیادہ پراسرار قوتوں کے نشے نے مدہوش کر رکھا ہے تم راستے سے بھٹکتے جا رہے ہو۔"

"یہ تمھارا خیال ہے میری زندگی!" میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔ "مجھے تمھارے علاوہ دنیا کی اور کوئی شے نہیں چاہیے۔"

"پھر تم بدبخت سوکارڈو کی کھوج میں اپنا وقت کیوں برباد کر رہے ہو؟ تمھیں اور وفینا پر بسنے والوں کے ذاتی معاملات سے اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی ہے؟ تم نے ان چکروں میں الجھ کر کیا کیا، تم نہیں جانتے۔ نادیدہ اور پراسرار قوتیں تمھیں میرے سے بھٹکا کر دور لیے جا رہی ہیں۔" وہ میری نگاہوں میں نگاہیں ڈالے شکایت کر رہی تھی۔ "میری روح تمھارے انتظار میں بے چین ہے۔ اگر تم نے اپنا راستہ نہ بدلا تو ہمارے ملاپ کی تمام امیدیں ختم ہو جائیں گی۔"

"نہیں نہیں نہیں۔" میں چیخ اٹھا۔ "ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمھاری تلاش جاری رکھوں گا۔"

"تم مجھے دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمھیں کچھ قربانیاں دینی ہوں گی۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"مجھے حکم دو درخشاں! تمھاری پلکوں کی ایک جنبش پر میں اپنی زندگی قربان کر سکتا ہوں۔"

"مکالا اور بوڑھے سوکارڈو کے راستے سے دور ہو جاؤ۔"

"وہ میری جان کے دشمن ہیں میرے خون کے پیاسے ہیں۔ اگر میں نے اپنے بچاؤ کی کوشش نہ کی ہوتی تو مکالا کے آدمی بوٹیاں نوچ ڈالتے۔"

"عقل سے کام لو جمال! اگر کوئی تمھاری درخشاں کو قید کر لے، تمھاری کیا حالت ہو گی۔"

"میں۔ میں ان نگاہوں کی روشنیاں چھین لوں گا جو زندگی پر میلی نظر ڈالنے کی کوشش کریں گی۔"

"وہ بھی اسی لیے تمھاری زندگی کے دشمن بن گئے ہیں تم نے ساوری کو پناہ دی ہے۔"

"وہ مکالا اور سوکارڈو سے نفرت کرتی ہے۔"

"تم کون ہوتے ہو ان کے درمیان آنے والے۔" اس کا لہجہ تلخ ہو گیا پھر وہ محبت بھری نظروں سے گھورتے ہوئے بولی۔ "کیوں جمال! کیا ساوری تمھیں بہت زیادہ عزیز ہے؟ کیا تم اس کی دراز زلفوں میں الجھ کر اپنی درخشاں کو فراموش کر دو گے؟"

"درخشاں! خدا کے لیے مجھے اتنی گندی گالی مت دو۔" میں نے احتجاج کیا۔ "یہ محض ایک اتفاق ہے کہ ساوری یہاں آ گئی ہے ورنہ....."

"اسے درمیان سے ہٹا دو جمال! جتنی جلدی ممکن ہو اسے سمورا کی تحویل میں واپس دے دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تمھاری زندگی۔ تمھاری روح۔ تمھاری درخشاں تم سے....."

"آگے کچھ مت کہنا درخشاں!" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں ساوری کو پہلی فرصت میں سمورا کے پاس واپس بھیج دوں گا۔"

"سوکارڈو اور مکالا کا خیال بھی ذہن سے نکال دو۔" اس نے بڑی اپنائیت سے التجا کی۔

"اگر یہ تمھارا حکم ہے تو ایسا ہی ہو گا۔"

"تم نہیں جانتے جمال! تم نے مقدس اور وکے قیمتی مجسمے کو قید کر کے اچھا نہیں کیا۔"

"وہ کارڈوبا کی حرکت تھی۔" میں نے اپنی صفائی پیش کی۔ "اسی کی ایما پر جیکب نے مجسمے پر ہاتھ صاف کر دیا پھر ٹامی اسے میرے پاس اٹھا لایا۔"

"میں تمام رازوں سے واقف ہوں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ نادیدہ قوتیں ہمارے راستے میں خندقیں کھود رہی ہیں۔ وہ پہلے ہمارے پیار کے دشمن تھے اب بھی ہمارے ملاپ کو پسند نہیں کریں گے۔ وہ تمھارا راستہ کھوٹا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تم میرا کہا مانو۔ اور وکے مجسمے کو اپنی رہائش گاہ کی حدود سے باہر کر دو۔"

"ٹھیک ہے میں صبح ہوتے ہی پتھر کے اس بے جان مجسمے کو کہیں دور پھینک آؤں گا۔"

"جمال!" درخشاں کے اداس چہرے پر زندگی کی رمق جاگ اٹھی۔ "تم بہت سیدھے سادے، بے حد معصوم ہو اسی لیے دنیا والوں کے فریب میں آ جاتے ہو۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، والہانہ نظروں سے اس کے چہرے پر پھوٹتی شفق کی سرخیوں کو دیکھتا رہا۔

"جینی کو جانتے ہو؟" اس نے میرے بالوں میں اپنی نرم انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ بھی اس منحوس جزیرے پر میری طرح حالات کا شکار ہوئی ہے لیکن پراسرار قوتوں نے اب اس کے ہاتھ مضبوط کر دیے ہیں۔ اگر جینی نے میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید میں اب تک اور وفینا کے وحشیوں کے عتاب کا نشانہ بن چکا ہوتا۔"

"کیا جینی نے تمھیں کوئی قیمتی تحفہ دیا ہے؟"

میں درخشاں کے سوال کا جواب دینا چاہتا تھا لیکن زبان نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ پھر میں نے چونک کر درخشاں کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا، میرے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا کہ اگر وہ روح ہو کر تمام قید و بند سے آزاد ہے تو پھر میرے قبضے میں دیبک کی موجودگی سے بے خبر کیوں ہے؟ کوئی بات ضرور تھی جس نے میرے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیا۔

"تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔"

"درخشاں! کیا تمھیں علم نہیں کہ جینی نے میرے اوپر کیا مہربانیاں کی ہیں۔"

"تم شاید اپنی درخشاں پر شبہ کر رہے ہو۔" اس نے چونک کر مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر بڑے پیار سے بولی۔ "کیا تمھیں مجھ پر اعتبار نہیں رہا؟"

"یہ بات نہیں ہے جانِ من! لیکن....."

"تمھارے ذہن میں جو سوال کلبلا رہا ہے میں اسے پڑھ چکی ہوں۔" اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اداس لہجے میں کہا۔ "تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے، جہاں زندگی کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں وہاں سے ایک نئی اور پراسرار دنیا کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ دنیا تمھاری دنیا سے بہت مختلف ہوتی ہے، یہاں ہر قسم کی بندشیں ہوتی ہیں جنھیں عبور کرنا ان کے اختیار کی بات نہیں ہوتی۔ مجھ پر بھی کچھ پابندیاں عائد ہیں جنھیں توڑنا میرے اختیار میں نہیں۔"

"کیا تمھاری نظریں مجھے دیکھنے سے قاصر ہیں؟"

"نہیں۔ میں تمھیں دیکھ رہی ہوں۔" وہ حسرت بھرے لہجے میں بولی۔ "تم میرے جمال ہو! وہی جمال جسے میں نے پہلی بار کاجل کے روپ میں سری لنکا میں دیکھا تھا۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کو پسند کر لیا، ہمارے درمیان دھرم کی دیوار کھڑی تھی، میں نے اس دیوار کو گرا دیا۔ یاد ہے تمھیں جب ممبئی پہنچ کر میں نے اپنا دھرم چھوڑ کر تمھارا دھرم اپنانے کا خیال ظاہر کیا تو تم خوشی سے اچھل پڑے تھے۔ اس کے بعد ہم نے شادی کر لی۔ تم شاید ماضی کی ان بیتی باتوں کو بھول گئے لیکن میری آتما کو ایک ایک بات یاد ہے۔ جب تم مجھے نہیں دیکھ پاتے اس وقت بھی میری بے چین نگاہیں تمھیں تکتی رہتی ہیں۔ ہاں جمال! میری بات کا یقین کرو۔ میری آتما ہمیشہ تمھارے قریب بھٹکتی رہتی ہے۔ میں تمھارے ایک ایک راز سے واقف ہوں لیکن....."

وہ اچانک خاموش ہوئی تو میں مضطرب ہو گیا۔

"لیکن کیا میری روح؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئیں؟"

"تم نے میری نگاہوں کے سامنے کچھ رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔ میں ان رکاوٹوں کو نہیں پھلانگ سکتی۔"

"میں سمجھا نہیں تم کن رکاوٹوں کی بات کر رہی ہو۔"

"رہنے دو جمال! تم شاید میری بات پر یقین نہیں کرو گے۔ کوئی اور بات کرو۔"

"نہیں درخشاں!" میں نے اصرار کیا۔ "مجھے بتاؤ کہ وہ

کیا دشواریاں ہیں جنھوں نے تمھیں میرے قریب ہوتے ہوئے بھی دور کر رکھا ہے۔"

اس نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، چند ثانیے میری نگاہوں میں جھانکتی رہی پھر میرے ہاتھ کی سمت اشارہ کر کے آہستہ سے بولی۔

"تمھارے ہاتھ میں یہ انگشتری کہاں سے آگئی؟"

"یہ۔ یہ ایک..." میں روانی میں حقیقت بیان کرتے کرتے یک لخت خاموش ہو گیا، مجھے جینی کی بات یاد آگئی، اس نے کہا تھا کہ جس دن میں نے ربیک یا انگشتری کے بارے میں اپنی زبان کھولی ان کی تاثیر ختم ہو جائے گی۔

میں ربیک کا کمال دیکھ چکا تھا لیکن مجذوب کی اس انگشتری کے کرشموں سے ناواقف تھا۔

"تم کیا سوچنے لگے جمال! کیا تمھیں میری کسی بات سے دکھ پہنچا ہے۔" اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر خود ہی کچھ سوچ کر بولی۔ "سمجھ گئی۔ تم شاید مجھے انگشتری کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتے۔ نہ بتاؤ میں تم سے ضد نہیں کروں گی لیکن نہ جانے اس انگوٹھی میں کیا بات ہے کہ میری آنکھیں بار بار اس پر پڑتی ہیں اور چندھیا جاتی ہیں۔ پھر مجھے کچھ نظر نہیں آتا، صرف تمھارے وجود کی مہک مجھے تمھارے قرب کا یقین دلاتی رہتی ہے۔"

"یہ جدائی۔ یہ دوریاں عارضی ہیں۔" میں نے جذباتی لہجے میں کہا۔ "میں بہت جلد تمھیں تلاش کر لوں گا پھر ساری رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔"

"جمال! ایک درخواست کروں۔ مانو گے؟" وہ مجسم التجا بن گئی۔

"حکم دو۔" میں اس کی نگاہوں کی تپش سے پگھلنے لگا۔

"ایک لمحے کے لیے اس انگوٹھی کو اپنی انگلی سے اتار دو۔ بس ایک پل بھر کے لیے۔ میں تمھیں جی بھر کر دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد میں واپس چلی جاؤں گی۔"

درخشاں کے معصوم لہجے میں درد تھا، کسک تھی اور حسرتیں مچلتی محسوس ہو رہی تھیں، میرا ہاتھ بے اختیار لکڑی کی انگوٹھی کی طرف چلا گیا، درخشاں کی التجا پر میں اسے اتارنے جا رہا تھا لیکن اسی لمحے میری نگاہوں کے سامنے روشنی کا اتنا شدید اور تیز جھماکا ہوا کہ میری آنکھیں چندھیاں گئیں، بالکل ایسا لگا جیسے بجلی کے دو ننگے تار آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ درخشاں کے چہرے پر بھی خوف اور دہشت کے تاثرات نظر آ رہے تھے، وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے خلا میں گھور رہی تھی جیسے کچھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہو اور عین اسی وقت جیکسن کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"میرے محترم! میری درخواست ہے کہ آپ لکڑی کی انگوٹھی کو ہاتھ سے اتارنے کی حماقت نہ کیجیے گا۔"

"تم کہاں ہو؟" میں نے عالم تصور میں جیکسن کو مخاطب کیا۔

"میرے پاس وقت کم ہے میرے عزیز! بدبخت سوکارو کی کالی طاقتیں میرا راستہ روک رہی ہیں۔ وہ..."

جیکسن کی آواز کا تسلسل ٹوٹ گیا۔ فضا میں بار بار روشنی کے جھماکے ہونے لگے۔ غالباً پراسرار قوتیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔

"جمال!" درخشاں کی بوکھلائی ہوئی آواز ابھری۔ "انگوٹھی ہاتھ سے اتار دو ورنہ سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔"

"نہیں، میرے محترم!" جیکسن کا چہرہ میری نگاہوں کے سامنے آگیا۔ "سوکارو کا کالا علم آپ کو فریب دے رہا ہے۔ آپ اپنی درخشاں سمجھ رہے ہیں وہ درخشاں نہیں۔"

جیکسن اپنا جملہ پورا نہ کر سکا۔ آگ کا ایک شعلہ بھڑک کر اس کی جانب لپکا تو اس کا چہرہ غائب ہو گیا۔ میں نے نظر گھما کر درخشاں کی جانب دیکھا پھر اس وقت میرے دل کی دھڑکنیں میرے قابو سے باہر ہونے لگیں جب ایک چنگاری اڑتی ہوئی درخشاں کے جسم سے ٹکرائی اور اس کا وجود آگ کی لپیٹ میں آگیا۔ پھر میں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔ میں جسے درخشاں سمجھ رہا تھا اس کے جسم کا گوشت تیزی سے شعلوں کے درمیان پگھلنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہڈیوں کا پنجر بن گئی۔

میں اس دہشت ناک منظر کی تاب نہ لا سکا، دونوں ہاتھ سے میں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا، میرے کانوں میں پراسرار قسم کے شور و غل کی آوازیں گونج رہی تھیں جیسے لاتعداد افراد آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے ہوں۔ میں نے سختی سے آنکھیں بھینچ لیں، میرا ذہن جاگ رہا تھا۔ جیکسن کی بروقت مداخلت نے مجھے سوکارو کے فریب سے بچا لیا تھا۔

مجھے یاد آگیا۔ میں نے شیترک کی روح اور مکالا کی گفتگو اپنے کانوں سے سنی تھی۔ سوکارو نے اسی گفتگو کے پیش نظر اپنی کالی طاقتوں کے ذریعے ان نادیدہ قوتوں کا راز جاننے کی کوشش کی تھی جو میری پشت پناہی کر رہی تھیں، درخشاں کے روپ میں اس کسی گندی روح کو میرے پاس بھیج کر انگشتری اور ربیک کا راز معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن جیکسن نے اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ سنگارو کی روح نے اسے یقیناً سوکارو کی شاطرانہ چال سے مطلع کر دیا ہو گا اور پھر اگر جیکسن نے اس خطرناک سچویشن میں میری مدد نہ کی ہوتی تو کیا ہوتا؟

اور دفینا کا بوڑھا خبیث جادوگر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔ ربیک کی تاثیر ختم ہو جانے کے بعد پھر میری کوئی چال کارگر نہ ہوتی، مجذوب کی وہ انگوٹھی جو میں نے انگشت شہادت میں پہن رکھی تھی اگر میرے جسم سے علیحدہ ہو جاتی تو میں خدا کے ایک نیک اور برگزیدہ بزرگ کے سائے سے محروم ہو جاتا اور میری یہ داستانِ حیات اوردفینا کے غلام جزیرے میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو کر رہ جاتی۔

میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں، میرے کانوں میں شور و غل کی آوازیں بدستور گونج رہی تھیں، نادیدہ، پراسرار کالی طاقتوں کا ٹکراؤ جاری تھا اور اسی شور و شغب کے درمیان جیکسن کی آواز ایک بار پھر میرے کانوں میں گونجی۔

"میرے محترم! اوردو کا وہ نایاب مجسمہ..."

"کیا ہوا اس مجسمے کو؟" میں نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔

"کارڈوبا اس کی تلاش میں ہے۔"

اسی وقت ٹامی کے بھونکنے کی تیز آواز سنائی دی میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، میرا جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ میں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ اس وقت میں اپنے بستر پر تھا۔ جیکب میرے قریب محو خواب تھا۔ میں ایک لمحے کو گنگ ہو گیا پھر جیکسن کا جملہ میرے ذہن میں ابھرا تو میں تیزی سے اٹھ کر اسٹور روم کی طرف بھاگا جہاں اوردو کا قیمتی مجسمہ بدستور اسی جگہ موجود تھا جہاں میں نے اسے محفوظ کیا تھا۔

باہر سے ٹامی کی آواز بدستور آ رہی تھی، میں مجسمے کی طرف سے مطمئن ہو کر باہر نکلا تو میری نگاہوں نے ایک خوف ناک منظر دیکھا، وہی کوڑیالا سانپ جسے میں بوڑھے ساحر کی رہائش گاہ پر دیکھ چکا تھا احاطے میں پھن اٹھائے کھڑا ٹامی کو ڈسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں دروازے کے قریب ہی ٹھٹک کر رک گیا، ٹامی نہایت ہوشیاری سے خود کو کوڑیالے رنگ کے جسیم سانپ کی دسترس سے دور کیے ہوئے بھونکے جا رہا تھا۔

"کارڈوبا!" غیر اختیاری طور پر میرے منہ سے کارڈوبا کا نام نکل گیا۔ اسی لمحے سانپ کی توجہ میری جانب مبذول ہو گئی، اس کے منہ سے آگ کا ایک تیز شعلہ لپکا پھر وہ یک لخت میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

"جمال! کیا ہوا؟ تم یہاں کیوں کھڑے ہو اور یہ ٹامی کیوں بھونکے جا رہا ہے؟"

کیلاش کی آواز سن کر میں اچھل پڑا۔ میں نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا وہ مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن میرے اندر کیلاش کے سوالوں کے جواب دینے کی سکت نہیں تھی، مجھے اپنا سر تیزی سے گھومتا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر کیلاش نے آگے لپک کر مجھے نہ پکڑا ہوتا تو شاید میں تیورا کر پختہ زمین پر گرا ہوتا۔

⭘

میرا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا۔

جینی کے ہمت دلانے پر میں نے مکالا کے ان آٹھ جیالوں کو ٹھکانے لگا دیا جو ساوری کو حاصل کرنے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا کر آئے تھے، اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ میرے لیے تعجب خیز ہی تھا۔ سوکارو اور مکالا کی گفتگو میں نے اپنے کانوں سے سنی، میں ان کے درمیان موجود تھا لیکن ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا پھر شیترک کی پراسرار روح نے کمرے میں میری موجودگی کا ایک ہلکا سا اشارہ بھی دیا جسے مکالا نہ سمجھ سکا۔

شیترک کے تصور کے ساتھ ہی میرے ذہن کو ایک جھٹکا لگا۔ مکالا کے استفسار پر چمگادڑ کی اڑتی ہوئی پرچھائیں نے سوکارو کی زبانی کہا تھا کہ میں طویل عرصے تک زندہ رہوں گا لیکن جیکب اور کیلاش میری عمر کا ساتھ نہ نبھا سکیں گے۔ روشنی کے ہالے پر بھٹکتی ہوئی روح نے مکالا کو میرے بارے میں یہ بھی بتا دیا کہ ہم کون ہیں اور جزیرے پر ہماری آمد کا مقصد کیا ہے اس نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا تھا کہ کچھ پراسرار قوتیں میری پشت پناہی کر رہی ہیں مگر وہ ان طاقتوں کی نقاب کشائی کرنے سے مجبور تھی۔

جینی نے بھی مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ میں بے پناہ قوتوں کا مالک ہوں جیکسن نے بھی اس کی تائید کی تھی خود میں بھی آٹھ وحشیوں کے مقابلے کے وقت اپنی قوت کا کرشمہ دیکھ چکا تھا۔ میرا خیال تھا کہ جینی درپردہ میری مدد کر رہی ہو گی لیکن وہ کوئی اور ہی طاقت تھی جس کی نشاندہی شیترک کی روح بھی کرنے سے قاصر تھی۔

میرا ذہن حالات کی کڑیوں میں الجھتا گیا۔ سوکارو نے کارڈوبا اور مکالا کے درمیان دھند کی ایک دیوار حائل کر دی تھی لیکن شاید اس نے اپنا بچاؤ نہیں کیا تھا اسی لیے کارڈوبا نے کوڑیالے ناگ کی صورت میں نمودار ہو کر شیترک کی روح کو دبوچ لیا۔ وہ سچویشن اتنی ہولناک اور پریشان کن تھی کہ ربیک میرے منہ سے نکل گیا۔ اوردفینا کے بوڑھے ساحر نے مجھے سامنے دیکھ کر اپنی نگاہوں کے خواب ناک لہریوں کے بھنور میں پھانس کر بے بس کرنے کی سعی کی۔ وہ غالباً عمل تنویم کا ماہر تھا۔ میں اس کی نگاہوں کی جادوگری کے جال میں جکڑا گیا۔ میں نے خود کو بچانا چاہا لیکن مجھے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی۔

اس کے بعد جو حالات پیش آئے وہ بھی طلسم ہوشربا کی داستان سے کم نہ تھے۔ ایک طرف کارڈوبا اور فیبٹرک کی پراسرار روحوں کے درمیان خوف ناک جنگ جاری تھی دوسری سمت بدکار سوکارو مجھے تسخیر کرنے کی خاطر اپنی شاطرانہ چال چل چکا تھا لیکن چراغ بروقت بھڑک کر بجھ گیا اور میں نے یوں محسوس کیا جیسے کوئی غیبی قوت مجھے ہوا میں پرواز کرا رہی ہو اس کے بعد میں درخشاں کی آواز سن کر بیدار ہوا مگر جسے میں اپنی زندگی سمجھ رہا تھا وہ بھی فریب کا ایک خوب صورت جال تھا جیکسن نے درخشاں کی اصلیت سے آگاہ نہ کیا ہوتا تو میں لکڑی کی انگشتری انگلی سے اتار چکا ہوتا اور پھر شیطانی قوتیں مجھے پوری طرح اپنے شکنجوں میں جکڑنے میں کامیاب ہو جاتیں۔ یقیناً وہ خدا کے برگزیدہ بزرگ کی اسی انگوٹھی کی کرامت تھی جس نے مجھے گندی طاقتوں کی منحوس چال میں گلے گلے تک پھنسنے سے بچا لیا تھا۔ جیکسن ہی نے مجھے اور فوکے مجسمے کا احساس دلایا جسے کارڈوبا کوڑیالے ناگ کے روپ میں لے جانے کے ارادے سے آیا تھا لیکن ٹامی اس کے راستے کی دیوار بن گیا۔

بوڑھے اور خبیث سوکارو کی بھی یہی کوشش تھی کہ میں اس مجسمے سے دست بردار ہو جاؤں جو ٹامی کے ذریعے میری تحویل میں آ گیا تھا۔ وہ منحوس روح جو درخشاں کی صورت اختیار کر کے میرے سامنے آئی وہ بھی بار بار مجھ سے اسی مجسمے کی بات کر رہی تھی۔ میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ وہ مجسمہ ہی فساد کی جڑ تھا جس نے سوکارو اور کارڈوبا کو بیک وقت میری طرف متوجہ کر دیا۔

میں آنکھ بند کیے حالات پر غور کرتا رہا۔ وہ واقعات جو سامنے آ رہے تھے ناقابلِ یقین تھے۔ ان ہی واقعات کے حصار میں الجھ کر میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ اگر کیلاش نے بروقت میری مدد نہ کی ہوتی تو شاید کوڑیالے ناگ کے منہ سے نکلنے والا شعلہ جو میری سمت لپکا تھا مجھے جلا کر خاک کر چکا ہوتا۔

کیلاش کے آخری جملے کی گونج میرے جاگتے ذہن میں تیز ہوتی گئی۔ اس نے مجھ سے ٹامی کے بھونکنے کی وجہ دریافت کی تھی جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کی نگاہیں کوڑیالے ناگ کو نہیں دیکھ سکی تھیں۔ وہ خوف ناک شعلہ جو بھڑک کر میری جانب لپکا تھا وہ بھی کیلاش کی نظروں سے اوجھل رہا ورنہ شاید اسے مجھے سنبھالنے کا ہوش نہ رہتا۔

"کیلاش! کیا تمھیں یقین ہے کہ اس کی طویل بے ہوشی کسی خطرے کا باعث نہیں ہو گی؟"

جیکب کی آواز میرے کانوں میں گونجی تو مجھے اپنے وجود کا یقین ہو گیا۔ میں اپنی رہائش گاہ پر اپنے دوستوں کے درمیان موجود تھا۔ جیکب نے جس انداز میں کیلاش سے میرے بارے میں پوچھا اس میں خلوص و محبت کے جذبے کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔

"یہ جتنی دیر آرام کرے اتنا ہی بہتر ہے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ چیخ کیسی تھی؟" کچھ توقف کے بعد جیکب نے پوچھا۔

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔ جس وقت میں باہر نکلا ٹامی لگے پیروں پر اچھل اچھل کر بے تحاشا بھونک رہا تھا اور جمال تھوڑے فاصلے پر کھڑا اسے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔"

"کیا تم نے وہاں ٹامی کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا؟"

"نہیں۔" کیلاش نے کہا۔ "ہو سکتا ہے رات کی وجہ سے مجھے کچھ دکھائی نہ دیا ہو لیکن جمال، میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو کسی چیز سے بری طرح خوف زدہ تھا۔ میری آواز سنتے ہی اس طرح اچھلا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو پھر میں نے اگر اسے سنبھالا نہ ہوتا تو یہ اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتا تھا۔"

"میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ بدروحیں اور شیطانی قوتیں جانوروں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوتیں لیکن جمال کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے ایسی کیا چیز دیکھ لی تھی جس نے اسے خوف زدہ کر دیا تھا؟"

"ہو سکتا ہے کہ مکالا نے اپنے آدمیوں کا انتقام لینے کی خاطر کچھ اور لوگوں کو ہمارے اوپر شب خون مارنے کے ارادے سے بھیجا ہو لیکن ٹامی نے انھیں دیکھ لیا ہو اور اس کے بھونکنے کی وجہ سے وہ لوگ چھپ گئے ہوں۔ لیکن جمال کی بے ہوشی پھر بھی ہمارے لیے معمہ ہے؟ اگر اس نے خطرے کی بُو سونگھ لی تھی تو اسے ہمیں آواز دے کر بیدار کر دینا چاہیے تھا۔"

"ممکن ہے اسے ہمیں جگانے کا موقع نہ ملا ہو۔" جیکب نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ وہ دشمنوں کو دیکھ کر اتنا خوف زدہ ہو گیا ہو کہ اسے ہمیں آواز دینے یا کوئی اور قدم اٹھانے کا دھیان ہی نہ رہا ہو۔"

"میں نہیں مان سکتی۔" ساوری کی آواز ابھری۔ "جو آدمی اپنے سے تین گنا زیادہ طاقت ور لوگوں کی آٹھ نفری سے تنہا ٹکرانے کی ہمت رکھتا ہو وہ اعصابی طور پر اتنا کمزور نہیں ہو سکتا کہ کسی خطرے کی بُو محسوس کر کے بے ہوش ہو جائے۔"

"ہو سکتا ہے جمال نے اندھیرے میں اپنے قدموں کے قریب کسی جنگلی مینڈک کو اچھلتا دیکھ لیا ہو۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"دنیا میں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں کہ وہ افراد جو بڑے سے بڑے خطرے سے مردانہ وار ٹکرا جانے کی ہمت رکھنے

[...]چھپکلی یا لال بیگ کو دیکھ کر اس طرح ہزیانی انداز میں چیخنے لگتے ہیں جیسے وہ حشرات الارض ان کی موت کے ہرکارے ہوں۔"

"لیکن جمال کا شمار ان لوگوں میں نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں نے ساوری کو قائل کرنے کی خاطر ایک دلیل پیش کی تھی۔"

"مقدس باپ! میں بڑے وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ تمھارا یہ [...] بھی بے حد بہادر اور بے خوف واقع ہوا ہے۔" ساوری نے [...]یکب کو میرے سلسلے میں یقین دلانے کی کوشش کی۔ "جب سردار [...]ارے جہاز پر زیرِ علاج تھا اس وقت میں نے تمھارے دوست [...]کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔"

"ربِ عظیم ہمارے اوپر اپنی رحمتوں کا سایہ برقرار رکھے۔" [...]یکب کے لہجے سے ناگواری مترشح تھی۔ "مخالف جنس کا ہم جنس کی [...]ح ایک دوسرے کے قریب آنا ہمیشہ برائیوں اور گناہوں کو جنم [...]دیتا ہے۔"

"میرا مقصد کچھ اور تھا فادر جیکب!"

"مقصد ہمیشہ نیک ہوتا ہے لیکن شیطان اسی نیکی کو گناہ [...]میں بدل دینے کے لیے۔ ۔ ۔"

"کیا تم اس وقت خاموش نہیں رہ سکتے۔" کیلاش جھلا گیا۔

"مذہب سے گمراہی انسان کو سیدھے راستے سے بھٹکا دیتی ہے۔" [...]یکب بڑبڑایا۔ "جس سفر کا آغاز غلط ہو اس کا انجام کبھی اچھا [...]نہیں ہو سکتا۔"

"ہولی فادر! کیا تم ساوری سے بھی خفا ہو؟"

"نہیں۔" جیکب نے جھلائے ہوئے انداز میں ساوری کو ٹوکا۔ "اس سے آگے ایک لفظ بھی مت کہنا۔"

"کیا۔ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟"

"ہاں تم ایک شیطان کے بہکانے میں آ رہی تھیں۔"

میرا ذہن پوری طرح جاگ رہا تھا۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت باہر سے سمورا کی آواز سنائی دی۔ میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اتنی رات گئے سمورا کی آمد بلا مقصد نہیں ہو سکتی تھی۔

"سردار ہمیں آواز دے رہا ہے۔" ساوری نے کہا۔

"جاؤ۔ اسے احترام سے اندر لے آؤ۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا تم ساوری کے سامنے روپا کا تذکرہ ختم نہیں کر سکتے۔" ساوری کے جانے کے بعد جیکب نے دبی زبان میں احتجاج کیا۔

"عورت مرد کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکو گے۔" کیلاش بولا۔ "ساوری کو صرف عورت رہنے دو۔ اسے اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش مت کرو۔"

"کیا مطلب ہے کیا ٹوکیلا اور کالوری کے بعد اب تمھاری کھوپڑی میں۔ ۔ ۔"

جیکب اپنا جملہ پورا نہ کر سکا۔ قدموں کی آہٹ سے صاف ظاہر تھا کہ ساوری سمورا کو اندر لے آئی ہے۔ میرا خیال غلط نہیں تھا۔ "سمندری دیوتا!" سمورا کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ "میں اس وقت تمھارے پاس ایک درخواست لے کر حاضر ہوا ہوں۔"

"ساوری کی واپسی کی درخواست، کیوں؟"

"ہاں۔" سمورا تیزی سے بولا۔ "آٹھ آدمیوں کی موت نے اسے جنون کی حالت سے دوچار کر دیا ہے۔"

"تم شاید مکالا کی بات کر رہے ہو؟"

"ہاں۔ وہ قبیلے کے معزز لوگوں کو پھر میرے خلاف بھڑکا رہا ہے۔ ساوری کی واپسی اس کی زبان بند کر سکتی ہے۔"

"کیا اور دفینا کے حقیر لوگ ہماری قوت سے ٹکرانے کی حماقت کریں گے۔" کیلاش سرد آواز میں بولا۔ "کیا آٹھ آدمیوں کی اکڑی ہوئی سرد لاشوں کا تحفہ تمھارے سردار و دیگر لوگوں کے لیے کافی نہیں رہا؟"

"تم مکالا کو نہیں جانتے سمندری دیوتا! اگر اس کی زبان کے قفل ٹوٹ گئے تو قیامت آ جائے گی۔"

"کیا مکالا دیوتا کے انسان کی رسم کی ادائیگی سے پہلے ہی تمھارے خلاف زبان کھولنے کی حماقت کر سکتا ہے؟"

"وہ۔ وہ جنون کی حالت میں سب کچھ کر سکتا ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں، میں تم سے ایک بار پھر۔" سمورا بولتے بولتے ایک دم خاموش ہو گیا پھر اس کی حیرت بھری آواز ابھری۔ "یہ ہواؤں کے دیوتا کو کیا ہو گیا؟"

"یہ تمھارے اور ساگو کے مقابلے کے سلسلے میں آسمانی دیوتاؤں سے مشورہ کرنے گئے ہیں۔" جیکب نے میری بے ہوشی کی وضاحت کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "جب تک ان کی واپسی نہیں ہو جاتی ہم تمھاری کسی درخواست پر غور نہیں کر سکتے۔"

"تم مطمئن رہو۔ مکالا اور سوکارو دونوں کا انجام تمھاری توقع سے کہیں زیادہ بھیانک ثابت ہو گا۔ رہا ساگو تو تم اس کا حشر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔" کیلاش نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"تم عظیم ہو۔ سمورا کو تمھاری بے پناہ قوتوں پر اعتماد ہے لیکن تم مکالا کی عیاری کو نہیں جانتے۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ میرے پاس آیا تھا۔"

"ساوری کی واپسی کا مطالبہ کرنے؟"

"ہاں۔ اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اگر ساوری قبیلے والوں کے درمیان واپس آ جائے تو وہ ساگو سے میرا مقابلہ ختم

کرا سکتا ہے۔"

"کیا فرق پڑے گا؟"

"مکالا براہِ راست مجھے مقابلے کے لیے للکارنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔" سمورا نے وضاحت کی۔ "یہ ہمارا دستور ہے، کوئی نائب اپنے سردار سے غداری کی حماقت نہیں کر سکتا ورنہ..."

"تم بہک رہے ہو سمورا! کیا تم نے ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش نہیں کی تھی کہ مکالا عیاری اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا۔ "ساوری کی واپسی کے بعد وہ کوئی دوسری سازش کر سکتا ہے۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا سمندری دیوتا! مکالا نے مقدس اور ریگا کے نام پر عہد کیا ہے کہ ساوری کے حصول کے بعد وہ میرا وفادار رہے گا۔"

"گویا تم ساوری کو مکالا کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔" سمورا نے مردہ آواز میں جواب دیا۔ "اب میرے پاس اپنے بچاؤ کا کوئی دوسرا راستہ نہیں رہا۔"

"کیا منا ما کا بھی یہی خیال ہے۔" کیلاش نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"منا ما۔ وہ۔ وہ۔ اور وفینا پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔"

"کہاں چلا گیا؟"

"مقدس اور ریگا نے اسے بھوری پہاڑیوں پر طلب کر لیا ہے اور..."

"اور تم ایک بار پھر بھول رہے ہو کہ اس وقت کس سے مخاطب ہو۔" کیلاش کا لہجہ یک لخت سرد اور تیز ہو گیا۔

"سمندری دیوتا!"

"سمورا!" کیلاش نے کرخت آواز میں تنبیہہ کی۔ "کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ ہم ساوری کے سامنے حقیقت کو بے نقاب کر دیں؟"

"رحم سمندری دیوتا! رحم۔" وہ گڑگڑانے لگا۔ "اگر حقیقت بے نقاب ہو گئی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔"

"تباہی سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔" جیکب بول پڑا۔ "خدا کے بتائے ہوئے زریں اصولوں کو اپنا لو۔"

"تم کس کی بات کر رہے ہو جیکب؟"

"وہی جس کے اشارے پر تمہارے اوروا دیوتا کا مجسمہ غائب ہو گیا۔ بولو، کیا تمہارا دیوتا خود اپنی حفاظت کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"

"اس لیے کہ تم گمراہی کی عمیق گہرائیوں میں گر چکے ہو۔ نجات چاہتے ہو تو میرے مشورے پر عمل کرو اور..."

"جیکب!" کیلاش نے تیزی سے کہا۔ "اپنی زبان بند رکھو ورنہ یہ رات اوروفینا کے اس منحوس جزیرے پر ہماری آخری رات ثابت ہو گی۔"

"وہ جو موت سے ڈر جاتے ہیں زندگی کے مفہوم سے ناواقف ہوتے ہیں۔"

"سچویشن کو محسوس کرنے کی کوشش کرو۔" کیلاش بولا گیا۔ "جمال کی بے ہوشی میں اپنے آپ کو بقراط ثابت کرنے کی حماقت مت کرو۔ تمہیں ایسے موقعے بعد میں بھی میسر آ سکتے ہیں۔"

"وقت ایک بار ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ پلٹ کر واپس نہیں آتا لیکن تم اگر کہتے ہو تو میں خاموش ہوا جاتا ہوں۔"

"تم۔ تم ابھی کسی طاقت کا ذکر کر رہے تھے جس کے اشارے پر مقدس اوروا کا مجسمہ غائب ہو گیا۔" سمورا نے دریافت کیا۔

"وہ اور ریگا کی خفگی ہے جس نے تمہیں حالات کا شکار کر دیا ہے۔" کیلاش جلدی سے بولا پھر اس نے جیکب کی بات کو ٹالتے ہوئے کہا۔ "ہواؤں کا دیوتا جب تک آنکھیں نہیں کھولتا تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔"

"مکالا وحشی ہو رہا ہے۔ وہ اور اس کے گرگے میری واپسی کا شدت سے راستہ دیکھ رہے ہوں گے۔"

"ساوری تمہارے ساتھ کسی قیمت پر واپس نہیں جائے گی۔" جیکب دوبارہ بول پڑا۔ اس کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"جیکب! تم میری الجھنوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

"وہ ہمارا نہیں۔ تمہارا مسئلہ ہے۔" جیکب نے بدستور درشت آواز میں کہا۔ "لیکن میرا یہ فیصلہ اٹل ہے کہ ساوری تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔"

"سمندری دیوتا! کیا تمہارا بھی یہی فیصلہ ہے؟"

سمورا کے لہجے میں مجھے پہلی بار زندگی کی ایک ہلکی سی آمیزش محسوس ہوئی۔ مکالا اور اس کے ساتھیوں نے غالباً اسے حالات کے پیش نظر اس حد تک مجبور کر دیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر ساوری کو اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ کر کے آیا تھا۔ جس میں مکالا اور سوکارو کی وفاداری کے خواب نے اسے زندگی کی جھلک دکھائی ہو گی وہ اس کے سحر میں ڈوب کر ہواؤں میں اڑنے کی خاطر پر تولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میرے لیے اپنی بے ہوشی برقرار رکھنا دانش مندی کے منافی تھا۔

قبل اس کے کہ سمورا کی بات کا کوئی جواب کیلاش یا جیکب کی زبان سے ادا ہوتا۔ میں نے کراہ کر آنکھ کھول دی۔ خواب گاہ میں جتنے لوگ موجود تھے سب کی توجہ میری جانب مبذول ہو گئی۔ میں نے ایک سرسری نگاہ سے سمورا کو دیکھا اس کی کینہ توز نظروں میں وحشتیں رقص کرتی نظر آ رہی تھیں۔

"تم۔" میں نے آہستہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین تھا کہ تم آج رات کسی وقت ہمارے پاس ضرور آؤ گے۔"

"ہواؤں کے دیوتا! میں..."

"مجھے آسمانی قوتوں نے بتا دیا ہے کہ تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے۔" میں نے سمورا کو مرعوب کرنے کی خاطر سنجیدگی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "تم ساوری کو واپس لے جانے کے ارادے سے آئے ہو کیوں؟"

"وقت کے تقاضوں نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔"

"اور میں نے اسے اپنے فیصلے سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔" جیکب اپنی زبان میں بولا۔ "صلیب ہمارا مقدس نشان ہے اور جو ایک بار صلیب کے سائے تلے آ جائے اسے صرف موت ہی مسیح کے رشتے سے جدا کر سکتی ہے۔"

"سمورا!" میں نے نہایت بے پروائی سے ہاتھ اٹھا کر جیکب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے سمورا کو مخاطب کیا۔ "میرا مشورہ ہے کہ مکالا کو دلوتوملے کے اتنان کی رسم کی ادائیگی کے وقت تک ٹال دو۔ اس کے بعد ستاروں کی رفتار تمہارے حق میں ہو گی۔"

"وہ میری بات نہیں سنے گا۔ اس نے پوچھنے سے پہلے پہلے ساوری کی واپسی کی شرط رکھی ہے۔" سمورا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اور ریگا کی ناراضی کا خوف کرو۔" میں نے مدھم مگر معنی خیز آواز میں کہا۔ "اگر تم نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو بساط پلٹ جائے گی۔"

"ساوری کی واپسی میرے لیے موت اور زندگی کا مسئلہ ہے۔" سمورا نے اس بار خشک اور ناگوار انداز میں جواب دیا۔ "کل کیا ہو گا؟ یہ کل دیکھا جائے گا۔"

"جو کچھ کل ہو چکا ہے اسے بھی دھیان میں رکھو۔"

"تم۔ میں۔ میں نے سب کچھ سوچ لیا ہے۔"

"دھوئیں کے بادلوں کا حجم پھیل کر پورے جزیرے کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔"

سمورا میرا اشارہ سمجھ کر چونکا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ آنکھوں کی وحشت دوچند ہو گئی، چند لمحے مجھے سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا پھر ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"ساوری! میرے ساتھ ہی جائے گی۔"

"تم گستاخ ہو رہے ہو سمورا!" کیلاش نے اس کے تیور محسوس کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"اگر موت سمورا کا مقدر بن چکی ہے تو اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔ تم بھی نہیں۔" اس نے باری باری مجھے اور کیلاش کو جھنجلاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر اس کی تیز نگاہیں ساوری پر جم گئیں۔

شاید وہ ساوری کے چہرے پر اپنے جملے کا ردِ عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ میں نے ساوری کو تذبذب کی کیفیت سے دوچار محسوس کیا۔ جیکب کا چہرہ یک لخت غصے کی تمازت سے سرخ ہو گیا، مذہبی جذبے نے اس کے خون کی گردش تیز کر دی تھی۔ کیلاش بھی اپنی جگہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ غالباً اسے سمورا سے ایسے دوٹوک جواب کی امید نہیں تھی۔

میرے لیے وہ لمحہ بے حد اہم تھا۔ قبل اس کے کہ جیکب کسی حماقت کا ثبوت دیتا یا ساوری کے انکار سے بات بگڑ جاتی میں تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سمورا کو مخاطب کر کے سرد آواز میں بولا۔ "تم اگر ساوری کو لے جا سکتے ہو تو ضرور لے جاؤ۔"

"جمال!" جیکب نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "ربِ عظیم کی قسم۔ میری زندگی میں مسیح کی کسی پرستار کو اس کی مرضی کے خلاف درندوں اور وحشیوں کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔"

"سمورا!" میں نے جیکب کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے گرج کر سمورا کو للکارا۔ "کیا تم نے میری بات نہیں سنی۔ لے جا سکتے ہو تو لے جاؤ ساوری کو۔"

میرا خیال تھا کہ جیکب کے بدلے ہوئے تیور کیلاش کی سرد مہری اور ساوری کی پراسرار خاموشی سمورا کو اس کے ارادے سے باز رکھے گی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میری گرج دار آواز سن کر اس کی نگاہوں کے زاویے بھی بدل گئے۔ کسی چوٹ کھائے ہوئے درندے کی طرح اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا پھر آگے بڑھ کر ساوری کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اس کی آنکھوں میں خون تیر رہا تھا۔ مکالا اور سوکارو نے اس کے اوپر کوئی ایسا ہی منتر پھونکا تھا جس نے اسے یک لخت بغاوت پر اکسا دیا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں اگر وہ ساوری کو لے جانے میں کامیاب ہو جاتا تو ہماری دیوتاؤں والی حیثیت کا بھرم خاک میں مل جاتا۔ میں اسی نکتے پر غور کر رہا تھا کہ میری نگاہیں اچانک چمک اٹھیں۔

جینی کی پراسرار روح اپنی مادی شکل میں سمورا کے عقب میں کھڑی تھی۔

وقت کی رفتار ایک بار پھر میرے حق میں نظر آنے لگی۔ جینی کی موجودگی نے بساط کا نقشہ پلٹ دیا تھا۔ اگر سمورا ہماری مرضی کے خلاف ساوری کو اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو جاتا تو ہماری دیوتا والی حیثیت اور فینا کے وحشیوں کی نظروں میں ختم ہو جاتی۔ بوڑھے سوکارو نے بار بار مکالا کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ ہم عام انسانوں کی طرح ہیں۔ مکالا کو ساوری کی واپسی کے بعد منحوس اور خبیث جادوگر کی باتوں کا یقین آ جاتا تو اس کے حوصلے بلند ہو جاتے۔

ہم نے ساوری کی خاطر مکالا کے آٹھ بہترین ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ مکالا کی جوابی کارروائی ہمارے حق میں بے حد ہولناک اور اذیت ناک ثابت ہوتی۔ ہم نے اور فینا کے بزرگوں کی نگاہوں میں جو عزت حاصل کی تھی وہ خاک میں مل جاتی۔

مکالا اور سوکارو نے سمورا کو یقیناً کوئی ایسا سبز باغ دکھایا تھا جو وہ بغاوت پر آمادہ ہو گیا جس انداز میں اس نے آگے بڑھ کر ساوری کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ہر قیمت پر اسے ساتھ لے جانے کا اٹل فیصلہ کر کے وہاں آیا تھا، اس کے تیور بہت تیکھے اور خطرناک نظر آ رہے تھے۔

میں نے جینی کو سمورا کی پشت پر اچانک نمودار ہوتے دیکھا تو میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی۔ جینی کی آمد بلا وجہ نہیں ہو سکتی تھی وہ یقیناً سمورا کی سرکوبی کی خاطر ہماری مدد کو وہاں آئی تھی۔ میں نے جیکب اور کیلاش کی سمت کنکھیوں سے دیکھا ان دونوں کی کیفیت بدستور غیر نظر آ رہی تھی اس لیے کہ جینی میری نگاہوں کے سامنے ہونے کے باوجود میرے ساتھیوں کی نگاہوں سے اوجھل تھی۔ بھوری پہاڑی کے معمر جادوگروں نے اسے لامحدود اور پراسرار قوتوں سے نوازا تھا۔

سمورا کی آنکھوں میں کسی خون آشام درندے جیسی چمک موجود تھی۔ ساوری کی کلائی پر گرفت جمائے وہ ہماری طرف بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا، شاید وہ نگاہوں نگاہوں میں ہمارے آئندہ اقدام کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ سوکارو اور مکالا کی یقین دہانی کے باوجود وہ اپنی آنکھوں سے ہماری قوت کے جو کرشمے دیکھ چکا تھا شاید اس نے ابھی تک اس کے قدم روک رکھے تھے۔

”تم!“ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سپاٹ آواز میں کہا۔ ”کس سوچ میں گم ہو؟“

”ساوری میرے ساتھ جائے گی۔“ اس نے خود اپنے آپ کو یقین دلانے کی خاطر منحوس اور سرد لہجے میں کہا۔ ”یہ اوروی کے سردار سمورا کا فیصلہ ہے اور سردار جو فیصلہ کر لیتا ہے وہ چٹان کی طرح اٹل ہوتا ہے۔“

”جمال!“ جیکب نے مٹھیاں بھینچ لیں، غراتے ہوئے بولا۔ ”اس منحوس وحشی اور جنگلی درندے سے کہو کہ اپنے ناپاک ہاتھ ساوری کے جسم سے علیحدہ کر لے۔ رب عظیم کی قسم میں یادری ہونے کے ناتے موت تو گوارا کر سکتا ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ مسیح کی ایک پرستار کو ظالموں کے حوالے کر دوں اور خاموش کھڑا تماشا دیکھتا رہوں۔“

”بھونبو!“ سمورا نے جیکب کو گھورتے ہوئے غضب ناک انداز میں للکارا۔ ”تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم اور تمہارے ساتھی مجھے روکنے کی خاطر باہم صلاح مشورے کر رہے ہیں لیکن آج تمہاری دیوتاؤں والی قوت بھی سمورا کا راستہ نہیں کاٹ سکتی۔“

”میں سمجھ رہا ہوں۔“ میں نے سمورا کو گھورتے ہوئے بدستور سپاٹ لہجے میں کہا۔ ”بوڑھے سوکارو نے تمہارے کان بھر دیے ہیں۔“

”ہاں۔“ سمورا گرج اٹھا۔ ”سوکارو نے مجھے یقین دلا دیا ہے کہ تم دیوتا ہونے کے باوجود مقدس اور عظیم اور یگا کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ تمہارے مقابلے میں ہماری مدد ضرور کریں گے۔“

”میری بات مان لو سمورا! ساوری کا ہاتھ چھوڑ دو۔ مکالا کو دیوتا کے استھان کی رسم کی ادائیگی تک ٹالتے رہو۔ اس کے بعد شاید قسمت کی چال تمہارے حق میں ہو گی۔“

”دوسری صورت میں تم ہمارے عتاب کا شکار ہو گئے تو ساری عمر ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔“ کیلاش نے اپنے لب و لہجے میں کرختگی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ میں نے پہلی بار کیلاش کے چہرے پر خوف اور دہشت کے سایوں کو لہراتے دیکھا۔

”تم اب سمورا پر کوئی عتاب نازل نہیں کر سکتے۔“ سمورا کیلاش کی سمت دیکھ کر درشت آواز میں بولا۔ ”خبیث سوکارو اور مکالا کی قوتوں نے صرف ساوری کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے بعد ہمارے درمیان تمام اختلافات ختم ہو جائیں گے۔“

”جمال!“ جینی کی تیز آواز میرے کانوں میں گونجی۔ ”جو کچھ کرنا ہے جلدی کر گزرو۔ میں زیادہ دیر تک اپنے مادی وجود کو برقرار نہیں رکھ سکتی۔“

”جینی!“ میں نے لبوں کو جنبش دیے بغیر اسے دل ہی دل میں مخاطب کیا۔ ”اگر سمورا ہمارے سامنے ساوری کو لے جانے میں کامیاب ہو گیا تو؟“

”جمال!“ جینی میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے بولی۔ ”کیا تم کو اپنی طاقت پر ابھی تک شبہ ہے؟ کیا تم نے تنہا مکالا کے آٹھ گرگوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔ میری بات کا یقین کرو جمال! تم بے پناہ اور پراسرار قوتوں کے مالک ہو۔ بھوری پہاڑیوں پر رہنے والے اور یگا کی لازوال قوتیں بھی تمہارے مقابلے میں ہیچ ہیں۔“

”تم نے یہ بات پہلے بھی کہی تھی لیکن میں کس طرح مان لوں کہ ایک عام انسان پراسرار اور مخفی شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔“

”تم وقت ضائع کر رہے ہو۔“ جینی الجھتے ہوئے بولی۔

”تم چاہو تو میری الجھن دور کر سکتی ہو۔“ میں نے اصرار کیا۔ ”مجھے بتاؤ جینی! میرے اندر اچانک وہ قوتیں کہاں سے آ گئیں جو دیوتاؤں کو زیر کر سکتی ہیں؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ ربیکا کی موجودگی نے مجھے ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے؟“

”میں کسی بات کی وضاحت نہیں کر سکتی لیکن تمہیں اتنا یقین دلا سکتی ہوں کہ جو تم چاہو گے وہ ضرور پورا ہو گا لیکن ایک شرط پر۔“

”وہ کیا؟“

”تم اپنی بے پناہ قوتوں سے کوئی غلط کام نہیں لو گے جس دن تم نے ایسا کیا۔ لازوال قوتیں تم سے ناراض ہو جائیں گی۔“

”اور وہ قوتیں۔“

”تم وقت برباد کر رہے ہو۔ مجھے جو کہنا تھا کہہ چکی اب جا رہی ہوں۔“

میں نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ اپنا جملہ مکمل کرتے ہی میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی اور تب میرے کانوں میں سمورا کی آواز گونجی جو کیلاش کو حقارت بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

”سمندری دیوتا! تمہارا ڈھونگ اب ختم ہو چکا۔ میں جانتا ہوں کہ کچھ چھوٹی موٹی پراسرار قوتیں تمہاری پشت پناہی کر رہی تھیں لیکن سوکارو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ساوری کی واپسی کے بعد اپنے جادو سے ان کالی قوتوں کو بھی باندھ کر بے بس کر دے گا اور پھر تم سمورا کے رحم و کرم پر ہو گے۔“

”سمورا!“ کیلاش کے بجائے میں نے سرد آواز میں کہا۔ ”میں ایک بار پھر تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ ساوری کو مکالا کے حوالے کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔“

”اور اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو؟“

”تم غالباً کوہال اور لوگا دونوں کو فراموش کر رہے ہو۔“ میں تیزی سے بولا۔ ”کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ مقدس اور یگا نے ساوری کو اپنی پناہ میں قبول کر لیا تھا اور جس دن تم نے ساوری کے سلسلے میں کوئی غلط قدم اٹھایا.....“

”وہ لوگا کی چال بھی ہو سکتی ہے۔“ سمورا نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ ”سوکارو نے مجھے یہی بتایا ہے کہ لوگا نے ساوری کو بچانے کی خاطر مجھ سے ایک خوبصورت جھوٹ بولا تھا۔ میں اس کے فریب میں آ گیا لیکن اب میں اس خوبصورت فریب کے جال کو توڑ دوں گا۔“

”تو تم اپنے ارادے سے باز نہیں آؤ گے؟“

”نہیں۔“ سمورا حقارت سے بولا۔ ”آج دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے ارادے سے نہیں روک سکتی۔“

”تمہیں سوکارو اور مکالا پر بہت زیادہ گھمنڈ ہے۔ کیوں؟“

”ہاں۔ وہ میرے اپنے لوگ ہیں میرے دیرینہ ساتھی ہیں اور تم.....“

”تم اب اپنی اوقات سے بڑھ رہے ہو سمورا!“ میرا لہجہ اچانک بے حد تلخ اور خطرناک ہو گیا۔ ”خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔“

”ورنہ کیا کرو گے تم؟“ سمورا زہرخند سے بولا۔ ”جینی کو اپنی مدد کے لیے آواز دو گے؟“

میں سمورا کی زبان سے جینی کا نام سن کر چونکا لیکن پھر بات میری سمجھ میں آ گئی، شیترک کی پراسرار روح نے مکالا کے اس سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ جینی میرا ساتھ دے رہی ہے یا نہیں لیکن اس نے یہ ضرور بتا دیا تھا کہ بھوری پہاڑی پر رہنے والے جادوگروں نے جینی کو کچھ پراسرار قوتوں سے نواز دیا ہے اور جب تک اس کا انتقام پورا نہیں ہو گا اس کی روح اور فینا

کے طول و عرض میں بھٹکتی رہے گی۔ غالباً سوکارو اور مکالا نے سمورا کو مرعوب کرنے کی خاطر کچھ امکانی باتیں اپنی طرف سے جوڑ دی تھیں۔

"کیوں ہواؤں کے دیوتا!" سمورا نے میری خاموشی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "کیا میری زبان سے جینی کا نام سن کر تمھیں بڑا تعجب ہوا؟"

"حماقت کی باتوں سے پرہیز کرو۔" میں دبنگ آواز میں بولا۔ "ساوری کی زندگی برباد کرنے کے بعد مکالا اور سوکارو کی ایما پر قبیلے کے لوگ تم سے اورو کی اس مورتی کا مطالبہ کریں گے جو تمھارے پاس ایک مقدس امانت تھی۔ اس وقت تم کیا جواب دو گے؟"

"یہ میرا اور میرے ساتھیوں کا نجی معاملہ ہے۔ تم کو ہمارے داخلی معاملات سے کوئی دل چسپی نہیں ہونا چاہیے۔"

"ساوری اور میرا معاملہ بھی اب ایک علیحدہ صورت اختیار کر چکا ہے۔" جیکب پھر درمیان میں بول پڑا۔ "سچے دل سے مسیح کی خدمت کا اعتراف کرنے کے بعد وہ تم سے اور تمھارے غیر مہذب رسم و رواج سے قطع تعلق کر چکی ہے اس لیے بہتر ہو گا کہ تم اپنے ناپاک اور گندے ہاتھ دور رکھو۔"

"نہیں بھونپو!" سمورا زہرخند سے بولا۔ "اب تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی شعبدہ بازی نہیں چلے گی، بدبخت سوکارو نے مجھے تم لوگوں کے بارے میں تمام باتیں بڑی تفصیل سے بتا دی ہیں۔ اور تم، ہواؤں کے دیوتا! کیا تم ایک بھٹکتی ہوئی پرچھائیں کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک نہیں آ گئے؟" سمورا نے میری جانب گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ بھی غلط ہے کہ تم جس جہاز میں اپنی منزل کی جانب سفر کر رہے تھے وہ ایک طوفان سے دوچار ہو کر دو حصّوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک حصّہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ گیا اور طوفانی موجوں نے دوسرا حصّہ تمھاری خوش قسمتی سے اورفینا کے ساحل پر اچھال دیا۔ کیوں؟ کیا تم ان باتوں سے انکار کر سکو گے؟"

میرا قیاس درست نکلا، سوکارو اور مکالا نے شیترک کی فراہم کردہ معلومات کو رنگ دے کر سمورا کو بتا دیا تھا۔ میرے علاوہ کیلاش بھی سردار سمورا کی زبانی وہ باتیں سن کر ششدر رہ گیا، ساوری کے چہرے پر بھی خوف کے بادل لہرانے لگے لیکن جیکب پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"تم جو کچھ کہہ رہے ہو ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن وہ جو مذہب سے قریب ہوتے ہیں ان کے دل خوف و دہشت سے نہیں گھبراتے۔" اس نے بگڑے ہوئے تیوروں سے جواب دیا۔ "اگر بپھری ہوئی طوفانی موجیں ہمیں موت کے بھیانک چنگل سے نجات دلا سکتی ہیں تو تمھاری کیا حقیقت ہے، تم جو خاک سے پیدا ہوئے اور ایک دن خاک ہی میں مل جاؤ گے۔"

"خاک میں اب کون ملتا ہے یہ تمھیں آنے والا وقت بتائے گا۔" سمورا نے بڑے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "مقدس اورو کے استھان کے موقعے پر اب ہم تمھاری قربانیاں پیش کر کے عظیم اوریگا کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ ایک سورج اور ایک چاند تمھاری زندگیوں کی ضمانت ہے اس کے بعد خبیث سوکارو پہلی بار تمھارے خون سے دیوتا کی مورتی کو غسل دے گا۔"

"تم شاید جاگتے میں خواب دیکھ رہے ہو۔" میں نے جینی کی باتوں کو یاد کرتے ہوئے قدرے بے پروائی سے کہا۔ "مکالا اور سوکارو کی باتوں میں آ کر تم بہک گئے ہو اور اپنے انجام سے بھی بے پروا نظر آتے ہو۔ ہماری طاقت کا اندازہ تمھیں ساگو سے مقابلے کے وقت خطرناک حالتوں سے دوچار ہونے کے بعد ہی ہو گا۔ اس وقت تک تم ہوش میں نہیں آؤ گے۔"

"یہ خیال اب اپنے ذہن سے نکال دو۔ ساوری کی واپسی کے بعد مکالا میرا دوست ہو گا اور ساگو مقابلے کا اعلان واپس لے لے گا۔" سمورا نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ "البتہ قبیلے کے لوگ اب ایک نیا اعلان سنیں گے۔ تمھارے خون سے دیوتا کے غسل کا اعلان۔"

"سمورا!" یکلخت میرے لب و لہجے میں بلا کی سفاکی آ گئی۔ میں نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں للکارا۔ "تم ساوری کو یہاں سے نہیں لے جا سکو گے۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ ہمت ہے تو اسے لے جا کر دکھاؤ۔"

میرا جواب دہکتی اور بھڑکتی آگ پر پٹرول ہی ثابت ہوا، سمورا جو مکالا اور سوکارو کی دوستی کے نشے سے سرشار تھا، میری بات سن کر غصے سے سرخ ہو گیا، اس کے تیور بے حد خطرناک نظر آنے لگے، چند لمحے وہ ہمیں خوف ناک نگاہوں سے گھورتا رہا، اس کی نگاہوں میں درندگی جھلک رہی تھی پھر اس نے ساوری کو ایک جھٹکا دیا تو وہ کراہ کر اس کے آہنی بازوؤں میں جھول گئی۔ ایک بار پھر اس نے حقارت بھری نظروں سے ہمیں دیکھا پھر ساوری کو دروازے کی سمت گھسیٹنے لگا۔

میری نظریں بدستور سمورا پر مرکوز تھیں، جینی نے مجھے جس بے پناہ قوت کا احساس دلایا تھا اس کا تماشہ میں مکالا کے آٹھ بٹے کٹے آدمیوں کو تن تنہا پچھاڑنے کے بعد دیکھ چکا تھا۔ اس وقت بھی میں کسی انہونی کا منتظر تھا لیکن جوں جوں سمورا کا بیرونی دروازے سے فاصلہ گھٹتا جا رہا تھا میرے دل کی دھڑکنیں

تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ ہمیں مرعوب کرنے کی خاطر اورفینا کا قوی ہیکل سردار ساوری کے جسم کو بار بار شدید جھٹکے دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے رقص کر رہے تھے اور چہرہ فتح مندی کے احساس سے دمک رہا تھا۔

کیلاش بھی اپنی جگہ خاموش کھڑا غالباً آنے والے سنگین لمحوں کے نتائج پر غور کر رہا تھا، جیکب نے مذہبی دیوانگی میں موت سے بے پروا ہو کر قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے روک لیا۔

"جمال! مجھے چھوڑ دو، ساوری کو ایک منحوس درندے کے ہاتھوں سے بچانا میرا مذہبی فریضہ ہے۔" جیکب نے احتجاج کیا۔

"وقت کا انتظار کرو۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "جو فیصلے اشتعال کی حالت میں کیے جائیں وہ کبھی سودمند نہیں ثابت ہوتے۔"

"جو وقت کا انتظار کرتے ہیں وقت ان کا انتظار نہیں کرتا۔" جیکب نے تلملا کر کہا۔ "ان جنگلی درندوں نے اگر ایک مسیحی پرستار کو ہلاک کر ڈالا تو میری روح مرتے دم تک مجھے ملامت کرتی رہے گی۔"

"اگر تمھیں مسیح کی قوت پر اعتماد ہے تو پھر تم کیوں آپے سے باہر ہو رہے ہو؟" میں نے تیزی سے جواب دیا تو جیکب حیرت سے مجھے گھورنے لگا۔

میری نگاہیں بدستور سمورا پر مرکوز تھیں بیرونی دروازے سے اس کا فاصلہ ہر لمحے کم ہوتا جا رہا تھا پھر اچانک بجلی کی کڑک کی آواز نے ہم سب کے دل دہلا دیے، روشنی کی ایک باریک لکیر کمان کی صورت میں سمورا کی جانب لپک کر غائب ہو گئی۔ یوں لگا جیسے پل بھر میں کوئی انہونی ہو گئی ہو۔ ہماری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

سمورا دردناک چیخ مار کے زمین پر اوندھے منہ گرا۔ ساوری اس کی گرفت سے آزاد ہو کر دیوانوں کی طرح بھاگتی ہماری سمت آئی۔ مجھے اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا لیکن جب سمورا کراہتا ہوا دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا اور بے بسی کے عالم میں میری جانب رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگا تو مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی، اپنا سیدھا ہاتھ وہ بار بار بڑے کرب کی حالت میں مسل رہا تھا۔

"کیوں سمورا! کیا ہو گیا تمھیں؟" میں نے مضحکہ خیز لہجہ اختیار کیا۔ "ابھی کچھ دیر پیشتر تو تم بڑے بلند و بانگ دعوے کر رہے تھے پھر تم نے ساوری کو کیوں چھوڑ دیا؟ آگے بڑھو اور ساوری کو اپنے ساتھ لے جاؤ، تم شاید بھول رہے ہو کہ مکالا اور اس کے ساتھی بڑی بے چینی سے تمھاری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔ اگر تم خالی ہاتھ واپس لوٹے تو کیا منہ دکھاؤ گے انھیں۔"

سمورا خاموش کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا، ساوری جیکب کے پیچھے سہمی کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھی اور کیلاش یوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے مجھے دیکھ رہا تھا جیسے میرے سر پر اچانک سینگ نکل آئے ہوں۔

"دیکھ لیا تم نے مسیح کے پرستاروں سے جنگ کرنے کا انجام۔" جیکب نے سپاٹ لہجے میں سمورا کو مخاطب کیا۔

"بھونپو! کیا تم اپنی زبان بند نہیں رکھو گے۔" سمورا نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے جھلا کر کہا۔ اس کی کیفیت قابلِ دید تھی۔

"سوکارو کی خبیث قوتوں کو آواز دو سمورا! اس سے کہو کہ وہ یہاں آ کر تمھاری مدد کرے۔" میں نے سرد آواز میں کہا پھر تیور بدل کر بولا۔ "کیا تم بھول گئے تھے کہ ہماری حیثیت کیا ہے؟ کیا تم اپنی نگاہوں سے ہماری نادیدہ قوت کے کرشمے نہیں دیکھ چکے؟"

"ہم۔ میں مجبور ہوں ہواؤں کے دیوتا!" سمورا نے بے بسی سے کہا۔ "مکالا اور اس کے گرگے میری عزت کے دشمن ہو گئے ہیں۔ مکالا اور سوکارو نے مجھ سے یہی کہا ہے کہ تم بھی ہماری طرح بے بس اور مجبور انسان ہو اور کچھ پراسرار قوتیں تمھاری پشت پناہی کر رہی ہیں۔"

"ساوری اگر تمھارے ساتھ نہ گئی تو کیا ہو گا؟"

"وہ۔ وہ مجھ سے دیوتا کی مورتی کا مطالبہ کریں گے۔" سمورا بدستور اپنا ہاتھ مسلتے ہوئے بولا۔

"کیا تمھیں یقین ہے کہ اورو کی گم شدہ مورتی مل جانے کے بعد وہ تمھیں تنگ نہیں کریں گے؟"

"میں اورفینا قبیلے کا سردار ہوں، میں جانتا ہوں کہ نیکی کی توقع رکھنا دانش مندی کے خلاف ہے لیکن مورتی واپس مل جانے کی صورت میں وقتی طور پر وہ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔ البتہ مجھے ساگو سے مقابلہ ضرور کرنا پڑے گا۔"

"ٹامی!" میں نے سمورا کو جواب دینے کے بجائے ٹامی کو زور سے آواز دی جو میری آواز سنتے ہی دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔ میں نے جھک کر ٹامی کے کان میں سرگوشی کی تو وہ اچھلتا ہوا دوبارہ کمرے سے نکل گیا۔ وہ میرا سدھایا ہوا کتا تھا۔ مجھے اس کی صلاحیتوں پر اعتماد تھا اور میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگی۔ چند منٹ بعد ہی جب ٹامی دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تو جیکب اور کیلاش بھی ششدر رہ گئے، سمورا پھٹی پھٹی نظروں سے ٹامی کو دیکھنے لگا جس نے اپنے منہ میں اورو کی گم شدہ مورتی دبا رکھی تھی۔ میں نے ٹامی سے مورتی حاصل کی پھر سمورا کو دیکھا جس کی حالت قابلِ دید تھی۔

"کیوں۔ کیا تمھیں اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا؟"

"ہواؤں کے دیوتا!" وہ میری آواز سن کر یوں چونکا جیسے

کوئی جیسے نیند سے خواب دیکھتے دیکھتے جاگ اُٹھا ہوا۔ بڑی عقیدت سے بولا "تم۔ تم سچ مچ عظیم قوتوں کے مالک ہو۔"

"تم نے گم شدہ موتی کا مطالبہ کیا تھا سمورا! وہ حاضر ہے۔" میں نے موتی آگے بڑھائی تو سمورا نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے لے لیا اور بڑی عقیدت سے چومنے لگا، میں محسوس کر رہا تھا کہ موتی واپس مل جانے کے بعد اس کی وحشتوں میں کمی آگئی ہے، وہ جانے کے لیے پلٹا تو میں نے کچھ سوچ کر اسے روک لیا، سپاٹ آواز میں بولا "اوروکی موتی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ دیوتا کے استھان کے موقع پر ساگو اور تمہارے مقابلے کا انجام کیا ہوگا یہ بھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے لیکن....." میں دیدہ و دانستہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھنے لگا۔

"لیکن کیا؟" سمورا نے بے چینی سے سوال کیا۔

"میں اوروفینا کے قبیلے کے اوپر تباہی اور بربادی کے بادل منڈلاتے دیکھ رہا ہوں۔ کل کیا ہونے والا ہے؟ میری نگاہیں دیکھ رہی ہیں۔"

"ہواؤں کے دیوتا! سمورا تم سے اپنی گستاخی کی معافی کا طلب گار ہے۔"

"ساگو کی موت تمہارے مقابلے میں عبرت ناک ہوگی اور بدبخت و بدکردار سوکارو....." میں نے ایک بار پھر اپنا جملہ نامکمل رہنے دیا۔

"کیا تم مجھے معاف نہیں کروگے؟" سمورا گڑگڑانے لگا۔

"ہم سوچیں گے تمہارے بارے میں۔" کیلاش نے طویل خاموشی کے بعد کہا "فی الحال تم جا سکتے ہو۔"

سمورا نے رحم طلب نظروں سے جیکب کی سمت بھی دیکھا لیکن جیکب نے نفرت سے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کرلی۔ سمورا کچھ کہنا چاہتا تھا، وہ اوروکی گم شدہ موتی خلاف توقع مل جانے کے بعد ایک بار پھر ہماری دیوتاؤں والی حیثیت کے فریب میں آگیا تھا لیکن جیکب کی سرد مہری نے اسے زبان کھولنے کا موقع نہیں دیا، چند لمحے وہ خاموش کھڑا رہا پھر نظریں جھکا کر تیزی سے پلٹا اور موتی کو سینے سے لگائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا واپس چلا گیا۔

"یہ اوروکی گم شدہ موتی تمہارے پاس کہاں سے آگئی؟" سمورا کے جانے کے بعد جیکب نے مجھے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"یہ سب دیوتاؤں کی عظیم قوت کے ناقابل یقین کرشمے ہیں فادر جیکب!" میں نے اسے ٹالنے کی خاطر کہا "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ میں نے ٹامی کے کان میں اپنی خواہش کا اظہار کیا اور اس نے میرے حکم کی تعمیل کردی۔"

"تم نے جو کچھ کیا اچھا نہیں کیا۔" جیکب سنجیدگی سے بولا۔ "شاید میں نے دیوتاؤں کی موتیوں کے سلسلے میں تمہیں اپنا رازدار بنا کر دانش مندی کا ثبوت نہیں دیا تھا۔"

"میں تمہارے خیال سے سو فی صد متفق ہوں۔" کیلاش نے جلدی سے کہا "ایک موتی ہی پر کیا منحصر ہے۔ تم سے کسی بھی دانش مندی کی توقع کرنا عین حماقت ہے۔"

"میں اس وقت سنجیدہ ہوں میرے دوست!" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے جواب دیا "آئندہ میں کسی حماقت کا ثبوت نہیں دوں گا۔"

"کیا تمہارا اشارہ ساوری کی سمت ہے؟" میں نے اس کو مزید چھیڑا۔

"یقیناً یہی بات ہے۔" کیلاش نے ٹکڑا لگایا "کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ساوری نے سمورا کے چنگل سے نجات پاتے ہی جیکب کے سائے میں پناہ حاصل کی تھی۔"

"کہیں وہ مثل صادق نہ آجائے کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔"

"کیوں فادر جیکب!" کیلاش نے اس بار بے حد معصومیت سے دریافت کیا۔ "کیا جمال کا خیال درست ہے؟"

"میں فی الحال تم دونوں کی بے ہودہ گفتگو پر کسی رائے کا اظہار کرنا بھی حماقت ہی سمجھتا ہوں۔" جیکب نے تلملا کر کہا، پھر منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

ساوری چونکہ ہماری زبان سے کچھ کچھ واقف ہوگئی تھی اس لیے وہ اپنی جگہ کھڑی زیر لب مسکراتی رہی۔

*

اس کی زلفوں کے سیاہ و نرم بال میرے گالوں پر سرسرائے تو میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں، میرے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہونے لگیں، وہ کوئی غیر نہیں، میری اپنی زندگی، میری روح، میری درخشاں تھی جو میرے قریب کھڑی والہانہ نظروں سے مجھے دیکھے جا رہی تھی، اس کی نشیلی آنکھوں میں میرے لیے بے پناہ محبت تھی، پیار تھا، اپنائیت تھی، اس کا قرب اور اس کے جسم کی بھینی مہک مجھے کچھ یاد دلا رہی تھی، میں نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ میرا ارادہ بھانپ چکی تھی، مسکرا کر ایک قدم پیچھے ہوگئی۔

"درخشاں!" میں نے شکایت کی "تم مجھ سے کترا رہی ہو؟"

"میں صرف اور صرف تمہاری ہوں جمال! لیکن ابھی ہمارے درمیان کچھ مرحلے، کچھ فاصلے باقی ہیں۔"

اور درخشاں کی بات سن کر مجھے یک لخت خیال آگیا کہ ایک بار بدکردار سوکارو نے درخشاں کے روپ میں اپنے سحر کے ذریعے مجھ سے کچھ راز اگلوانے کی کوشش کی تھی۔ اگر جیکسن نے بروقت مجھے حقیقت سے آگاہ نہ کیا ہوتا تو شاید میں وہ انگشتری انگلی سے اتار دیتا جو میں نے مجذوب سے حاصل کی تھی اور پھر میرا انجام بینیا اوروفینا کے بوڑھے اور خبیث جادوگر کی خواہشات کے عین مطابق ہوتا۔

"درخشاں! میری روح، تم نے کہا تھا کہ ہم بہت جلد ایک دوسرے کو پالیں گے۔" میں نے محتاط انداز اختیار کیا۔ "تمہاری خواہش کے مطابق میں نے سمندری سفر اختیار کیا، بڑی سے بڑی مصیبتوں کا سامنا کیا اور اب....."

"مجھے شرمندہ نہ کرو جمال!" وہ ملول ہوگئی۔ "میں جانتی ہوں کہ تم نے میری خاطر کیا کیا تکالیف برداشت کی ہیں لیکن اب فاصلے تیزی سے سمٹ رہے ہیں۔ جدائی کی طویل گھڑیاں بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔"

"تم نے پہلے بھی یہی کہا تھا لیکن....."

"جمال!" اس نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے بڑی بے بسی سے کہا۔ "تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میں ایک روح ہوں، ایک بھٹکتی ہوئی بے چین روح جو تمہارے انتظار میں ایک ایک لمحہ بڑے کرب اور بڑی اذیت میں گزار رہی ہے۔ کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ میں تم سے کس قدر قریب ہوں۔"

"تمہاری خاطر میں دنیا کے آخری سرے تک سفر جاری رکھ سکتا ہوں میری زندگی!" اس کی نگاہوں میں شبنمی قطروں کی نمی دیکھ کر میں تڑپ اٹھا۔ "خدارا تم اداس نہ ہو، اگر قسمت کو منظور ہوا تو ہم ضرور ملیں گے۔"

"اورو کے منحوس قبیلے اور یہاں کے لوگوں نے تمہیں الجھا لیا ہے جمال! تم۔ تم....."

"کہو میری زندگی! کہو۔" میں نے بے چینی سے اصرار کیا "تم خاموش کیوں ہوگئیں۔"

"میں بے حد مجبور ہوں جمال! جب تک تم مجھے خود اپنی نگاہوں سے تلاش نہ کرلوگے میری مجبوریاں برقرار رہیں گی لیکن اس کے بعد میں آزاد ہوں گی، پھر یہ دوریاں، یہ مجبوریاں ختم ہوجائیں گی۔"

"وہ دن کب آئے گا میری زندگی؟"

"بہت جلد۔ تھوڑا انتظار کرلو۔"

"میرا دم گھٹنے لگا ہے۔" میں نے کہا "کیا تم مجھے میری منزل کی راہ نہیں دکھا سکتیں؟"

"کاش میں ایسا کرسکتی۔" اس کی آنکھوں میں مایوسی کا رنگ گہرا ہونے لگا پھر امید کی ایک کرن چمک اٹھی، میرے قریب آکر بڑی رازداری سے نہایت مدھم آواز میں بولی "تم اگر سیدھا راستہ اختیار کرو تو ہماری ملاقات کی راہیں زیادہ ہموار ہوسکتی ہیں۔"

"سیدھا راستہ؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا "مجھے بتاؤ درخشاں! وہ راستہ کون سا ہے جو مجھے میری زندگی سے قریب کرسکتا ہے؟"

"تم۔ تم لوگا کو کیوں فراموش کررہے ہو۔" اس نے سرگوشی کی "لوگا کو قید سے آزاد کردو۔ تمہاری منزل خود بخود آسان ہو جائے گی۔ راستے از خود نظر آنے لگیں گے۔"

"ہاں اب میں ایسا ہی کروں گا۔" میں نے جذباتی لہجے میں کہا "میں اسے بھول رہا تھا، اچھا کیا جو تم نے یاد دلایا۔"

"لیکن ہوشیاری سے کام لینا جمال! تم جس راستے سے ہو کر میرے قریب آؤگے اس پر قدم قدم پر بے شمار رکاوٹیں موجود ہیں۔ وہ جو ہمارے دشمن ہیں جگہ جگہ گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ تمہیں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔"

"درخشاں!" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر انگشتری کی جانب متوجہ کرتے ہوئے کہا "کیا یہ انگوٹھی تمہیں پسند ہے، بظاہر معمولی سی ہے لیکن....."

میں نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا، درخشاں کے چہرے پر نظریں جما کر اس کے تاثرات دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحے خاموش کھڑی لکڑی کی انگوٹھی کو دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھیں چمک

انھیں۔ یوں جیسے اسے قارون کا خزانہ مل گیا ہو۔ میری نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر بڑی اپنائیت سے بولی۔
"یہ انگوٹھی تمھاری زندگی کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ بے حد نایاب تحفہ ہے، اسے سنبھال کر رکھنا۔"
"تمھیں پسند ہے تو تم لے لو۔" میں نے انگوٹھی پر ہاتھ رکھ کر اسے آزمانے کی اداکاری کی تو درخشاں بے چین ہو گئی، تڑپ کر تیزی سے بولی۔
"نہیں جمال! نہیں، اس انگوٹھی کو بھول کر بھی اپنی انگلی سے آزمانے کی کوشش نہ کرنا۔ جس دن تم نے ایسا کیا وہ تمھارے سکون کا آخری دن ہوگا۔"
"میرا سکون، میری راحت تو تم ہو میری زندگی!" میں نے درخشاں کی اصلیت کو کسوٹی پر پرکھنے کے بعد جذباتی لہجے میں جواب دیا۔
"یہ تمھاری محبت ہے جو تم ایسا کہہ رہے ہو لیکن مجھ سے ایک وعدہ کرو۔"
"حکم دو میری زندگی!"
"تم۔ تم اس انگوٹھی کو کسی قیمت پر اپنے وجود سے علیحدہ نہیں کرو گے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے بولی۔ "اگر کبھی میں بھی فرمائش کروں تو تم سختی سے انکار کر دینا۔"
"کیوں؟" میں نے سنجیدگی سے وضاحت چاہی۔ "آخر ایسی کیا بات ہے اس انگوٹھی میں؟"
"تم اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ جمال! یہ انگوٹھی تمھارے لیے تمھاری زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔" درخشاں نے مجھے یقین دلانے کی کوشش کی۔ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن اچانک اس طرح چونکی جیسے اسے خطرے کا احساس ہو گیا ہو۔
"کیا بات ہے درخشاں! تم اچانک پریشان کیوں ہو گئیں؟"
"تم۔ میں جا رہی ہوں جمال! تم میری باتوں کا خیال رکھنا۔"
"مجھے بتاؤ درخشاں! تم....."
"لوگا!" درخشاں نے میرے اور قریب ہو کر کان میں سرگوشی کی۔ "اسے جتنی جلدی ممکن ہو آزاد کر دو۔"
پھر وہ اچانک میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ جیکب میرے قریب اپنے بستر پر لیٹا حلق سے طویل خراٹے نشر کر رہا تھا۔ میں نے اپنی دستی گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ صبح ہونے میں ابھی خاصا وقت تھا۔ کچھ دیر تک میں بستر پر بیٹھا درخشاں کے تصور سے کھیلتا رہا پھر لوگا کا خیال آیا تو میں نے بستر چھوڑ دیا، تیزی سے دبے پاؤں اٹھ کر بلو پائپ لیا اور ریک کو منہ میں رکھ کر رہائش گاہ سے باہر آ گیا۔
میرا وہ عمل قطعاً غیر ارادی تھا۔ اتنی رات گئے ریک کو منہ میں رکھے بغیر بھی میں باہر جا سکتا تھا لیکن شاید قدرت رہبری کر رہی تھی جس کا احساس مجھے رہائش گاہ سے کچھ دور ہی ہو گیا۔ وہ یقیناً مکالا یا سمورا کے آدمی رہے ہوں گے جو درختوں کی آڑ میں چھپے ہماری رہائش گاہ کی نگرانی کر رہے تھے۔ جو واقعات گزر چکے تھے اس سے خوف زدہ ہو کر انھیں ہمارے قریب آنے کی ہمت نہیں ہو سکی لیکن وہ دور دور رہ کر ہماری نقل و حرکت کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔
ان کی تعداد محض پانچ تھی۔ ممکن ہے کچھ اور بھی رہے ہوں جو میری نگاہوں میں نہ آسکے ہوں۔ میں اگر چاہتا تو بلو پائپ کے ذریعے ان کا کام تمام کر سکتا تھا لیکن میں نے گریز کیا۔ وہ جس کام پر معمور تھے اس میں ان کے اپنے ارادے کو کوئی دخل نہیں۔ اگر وہ ہماری جان کے درپے ہوتے تو خواب گاہ میں داخل ہو کر سوتے میں بھی ہمیں ٹھکانے لگا سکتے تھے۔ میں ان کے قریب اپنے اگلے اقدام پر غور کرتا رہا۔ ہرچند کہ مجھے یقین تھا کہ اپنے آٹھ بہترین ساتھیوں کا انجام دیکھنے کے بعد وہ ہمارے قریب آنے کی جرأت نہیں کریں گے لیکن دشمن کی جانب سے غفلت برتنا، اسے خود سے کمتر سمجھنا بھی دانش مندی کے خلاف تھا۔ وہ میرے جانے کے بعد میرے دیگر ساتھیوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنا سکتے تھے۔
میرے ذہن میں چراغ کی روشنی کے ہالے پر بھٹکتی منحوس شپرک (چمگادڑ) کی پیش گوئی کے الفاظ گونج رہے تھے۔ اس نے سوکارو کی زبانی میرے بدترین دشمن مکالا کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ میں طویل عرصے تک زندہ رہوں گا لیکن میرے عزیز ساتھی جیکب اور کیلاش میری عمر کا ساتھ نہ نبھا سکیں گے۔ اس خیال نے میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ میں درختوں کے درمیان ان کی نگاہوں سے اوجھل خاموش کھڑا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک نے جو نسبتاً زیادہ نڈر اور بے خوف دکھائی دیتا تھا اپنے دوسرے ساتھیوں سے سرگوشی کی۔
"کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم صبح تک یہاں بیٹھے رہنے کے بجائے آگے بڑھیں اور اپنے ان دشمنوں کا صفایا کر دیں جنھوں نے ہمارے عزیز ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"
"نہیں۔" دوسرے شخص نے تیزی سے کہا۔ "مکالا نے ہمیں صرف دور رہ کر ان کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔"
"لیکن اپنے دشمنوں کو ختم کر کے ہم عظیم مکالا کی نگاہوں میں اونچا مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں۔"
"ناکامی کی صورت میں ہمارا انجام ہمارے ساتھیوں جیسا ہول ناک بھی ہو سکتا ہے۔" دوسرے شخص نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "ہمیں جتنا کہا گیا ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کریں گے۔"

"میرا بھی یہی مشورہ ہے۔" تیسرے نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ "ہمیں مکالا کے حکم کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔"
"سوکارو نے یہ بھی کہا تھا کہ کچھ نادیدہ اور پراسرار قوتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔" چوتھا بولا۔ "کیا ہم پراسرار قوتوں سے مقابلہ کر کے کامیابی حاصل کر سکتے ہیں؟"
"عظیم مکالا نے یقیناً کچھ سوچ سمجھ کر ہی ہمیں صرف نگرانی کا حکم دیا ہوگا۔" دوسرے شخص نے تیزی سے سرگوشی کی۔ پھر چوتھا بولا۔ "دوسری شکل میں یا تو وہ بوڑھے سوکارو کے عمل کے ذریعے ان بتوں کو ٹھکانے لگوانے کی کوشش کرتا یا پھر خود ہی بھوکے عقاب کی طرح ان پر ٹوٹ پڑتا۔"
"ٹھیک ہے۔" پہلے شخص نے ہونٹ چباتے ہوئے بے دلی سے جواب دیا۔ "اگر تم مناسب نہیں سمجھتے تو پھر ہم صرف نگرانی ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔"
ان کی باتوں نے میرے اس خیال کی تصدیق کر دی کہ وہ خود ہمارے قریب آنے کی ہمت نہیں کریں گے چنانچہ میں ان کی طرف سے مطمئن ہو کر پلٹا اور اس راستے کی جانب تیز تیز قدم اٹھانے لگا جو لوگا کی طرف جاتا تھا۔ مجھے ان راستوں کو تلاش کرنے میں تھوڑی دشواری بھی پیش آئی جو چٹانوں کے درمیان سے گزرتے تھے لیکن جبل کی شکل سے ملتے جلتے پتھر کے قریب پہنچ کر دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میں ٹھیک نشان پر آ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد میں تنگ دراڑ سے گزر کر اس چٹان تک پہنچ گیا جس کے مخصوص حصے پر ہاتھوں کا دباؤ ڈال کر سمورا نے وہ خلا نمودار کی تھی جس سے ایک آدمی بمشکل گزر کر اس غار تک پہنچ سکتا تھا جہاں لوگا کو قید کیا گیا تھا۔
میری کوشش رائیگاں نہیں گئی، تھوڑی سی تگ و دو کے بعد میں لوگا تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جو زنجیر سے بندھا رہنے کے باوجود سنگلاخ فرش پر نہایت بے فکری کی نیند سو رہا تھا۔ میں چند ثانیے خاموش کھڑا لوگا کو دیکھتا رہا پھر میری نگاہیں اس خلا کی جانب اٹھ گئیں جہاں سے کپکپاتی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ خلا کے دوسری جانب سمورا کا کوئی زر خرید غلام اوگارا موجود تھا جو ہر وقت کسی خفیہ پولیس کے محتاط افسر کی طرح غار کی سمت آنے والے راستوں پر نظریں جمائے رکھتا تھا۔
ہرچند کہ رات کے وقت پتھریلے راستوں اور تنگ و تاریک ناہموار چٹانوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے میرے جسم پر بے شمار خراشیں آ گئی تھیں اور میں کچھ تکان بھی محسوس کر رہا تھا لیکن وہ وقت ان باتوں پر غور کرنے کا نہیں تھا۔ کچھ سوچ کر میں نے بلو پائپ میں ایک زہریلی سوئی رکھی پھر غار کے درمیان والی خلا کے قریب جا کر سمورا کے لب و لہجے کی نقل اتارتے ہوئے آہستہ سے اوگارا کو آواز دی لیکن دوسری جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ یا تو اوگارا نے خطرے کی بو سونگھ کر دم سادھ لیا تھا یا پھر رات کے پچھلے پہر وہ بھی غفلت کی نیند سے دوچار تھا۔ میں نے ایک بار پھر اسے قدرے اونچی آواز میں پکارا۔ اس بار بھی مجھے مایوسی ہوئی لیکن تیسری آواز پر دوسری جانب سے کچھ ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی بوکھلا کر اٹھا ہو۔ پھر ایک لمحے بعد اوگارا کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔
"کون ہے؟"
"اوگارا!" میں نے بدستور سمورا کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے سفاک آواز میں کہا۔ "کیا تو سو رہا تھا؟"
"سردار!" اوگارا نے اس بار خوف زدہ انداز میں جواب دیا۔ "شاید ایک پل کو میری آنکھ جھپک گئی لیکن میں غافل نہیں تھا۔"
"سامنے آکر بات کر۔" میں نے رازداری سے کہا۔ "میں تیرے لیے ایک اہم خبر لایا ہوں۔"
"مقدس سمورا! کہیں تو اپنے غلام سے ناراض تو نہیں ہو گیا۔"
"وقت مت برباد کر۔" میں کرخت لہجے میں بولا۔ "ہمارے لیے ایک ایک پل بہت اہم ہے۔"
"آتا ہوں سردار! آتا ہوں لیکن شبدہ بجو کی قسم، میں جانتا ہوں کہ غفلت کی سزا بھیانک موت ہے۔"
میں نے کوئی جواب نہیں دیا، تیزی سے بلو پائپ ہونٹوں کے درمیان ایک مخصوص انداز میں دبا کر سانس روک لی۔ میری نگاہیں درمیانی خلا پر جمی ہوئی تھیں لیکن پھر اچانک میں نے اپنی توجہ غار کے اس حصے کی طرف مبذول کر لی جہاں چٹان کا ایک حصہ اپنی جگہ سے آہستہ آہستہ سرک رہا تھا۔ میں سانس روکے بے حس و حرکت کھڑا رہا پھر جیسے ہی ایک انسانی ہیولا نمودار ہوا میں نے بلو پائپ کے اندر تیزی سے پھونک ماری اور دوسرے ہی لمحے وہ کراہتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ میں لپک کر اس کے قریب گیا، تیزی سے نمودار ہونے والے خلا کے دوسری جانب دیکھا، وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ ادھر سے مطمئن ہونے کے بعد میں نے اوگارا پر نگاہ ڈالی جو زندگی کی قید سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کی حیرت سے پھٹی پھٹی آنکھیں حلقوں کے درمیان ساکت ہو کر بڑی خوف ناک دکھائی دے رہی تھیں۔ جو کچھ اچانک ہو گیا شاید اسے اس کی توقع نہیں تھی۔
اوگارا کے امکانی خطرے کو راستے سے ہٹانے کے بعد میں نے ریک کو منہ سے نکالا اور لوگا کے قریب جا کر اسے بیدار کرتے

لگا۔ کچھ دیر تک بوگا ناگوار انداز میں کروٹیں بدلتا رہا پھر بڑبڑا کر اٹھتے ہوئے غرایا۔

"منحوس ساعتوں کی غلیظ پیداوار! کیا تو بدنصیب بوگا کو پل بھر بھی چین کی نیند۔۔۔" بوگا کا جملہ اس کے حلق میں پھنس کر ادھورا رہ گیا، خلافِ توقع کسی اجنبی کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو گنگ رہ گیا، آنکھیں پھاڑے حیرت سے تکتا رہا پھر رک رک کر بولا "تم۔ تم کون ہو؟ اگر میری نگاہیں دھوکا نہیں کھا رہی ہیں تو تمہارا تعلق اوروفینا قبیلے سے نہیں ہو سکتا۔"

"تم ٹھیک سمجھ رہے ہو۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میرا تعلق تمہارے قبیلے سے نہیں ہے۔"

"پھر۔ تم۔۔۔" اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن اوکارا کی اکڑی ہوئی لاش کو دیکھ کر پھر حیرتوں کا شکار ہو گیا۔

"سمورا نے اسے تمہاری نگرانی پر تعینات کیا تھا، میں نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔"

"کیا تم اس جزیرے پر تنہا آئے ہو؟" بوگا نے مجھے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں میرے دو ساتھی اور بھی ہیں۔"

"اوہ۔ اوہ۔" بوگا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ "پھر تم وہی ہو جس کے بارے میں میرے بزرگوں نے پیش گوئی کی تھی لیکن تم نے اوکارا کو کیوں مار دیا؟"

"زاریا کی بے چین روح نے مجھ سے تمہاری رہائی کی خواہش کا اظہار کیا تھا اس لیے میں نے تمہارے دشمن کو موت کی ابدی نیند سلا دیا۔"

"تو کیا۔ سمورا نے زاریا کو بھی ختم کر دیا۔" بوگا کی آواز رندھ گئی، اپنی محبوبہ کی موت کی خبر سن کر وہ افسردہ ہو گیا۔

"صبر سے کام لو بوگا!" میں نے اسے حالات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "سمورا کا سورج اب غروب ہونے والا ہے تمہارے بزرگوں نے جو پیش گوئی کی تھی اب اس کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔"

"میں نے سمورا کو سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ طاقت کے نشے میں اندھا ہو گیا۔" بوگا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ "مقدس مجسمے کی گمشدگی، مذہبی رہنما کی موت اور اوروفینا کے جزیرے پر تم لوگوں کی آمد میرے بزرگوں نے یہی سب کچھ بتایا تھا۔ مقدس اوریگا کا عتاب اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔ سمورا کا زوال قریب آچکا ہے لیکن تم نے مجھے ساودی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" بوگا نے چونک کر پوچھا۔ "کیا میرے دشمنوں نے اس معصوم بچی کو بھی۔۔۔؟"

"نہیں۔ ساودی ہماری حفاظت میں ہے۔"

"مجھے یقین تھا۔" بوگا جوشیلے لہجے میں بولا۔ "دیوتاؤں نے اسے قبول کر لیا ہے اس لیے سمورا کی طاقت اسے برباد نہیں کر سکتی۔" میں بوگا کو اس کی غیر موجودگی میں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کرتا رہا پھر جب میں نے اسے دیوتا کے اشنان کے موقع پر ساگو اور سمورا کے درمیان ہونے والے مقابلے کے بارے میں بتایا تو بوگا نے مجھے تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم نے اوروکا گمشدہ مجسمہ سمورا کو واپس کر دیا؟"

"تمہیں اس کا علم کس طرح ہوا؟" میں نے دریافت کیا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں دیکھوں گا کہ اب میرے دشمن کا انجام کتنا بھیانک ہوتا ہے۔" بوگا نے میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے خلا میں گھورتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنے پیر میں پڑی ہوئی آہنی اور موٹی زنجیر کو حقارت سے گھورا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔" میں نے کہا۔ "میں نے زاریا سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ہر قیمت پر قبیلے والوں کے درمیان واپس لے جاؤں گا۔"

"مقدس اوریگا کی قسم۔ میں سمورا سے زاریا کی موت کا انتقام

لوں گا۔" بوگا نے مٹھیاں بھینچ کر کہا پھر میری طرف دیکھ کر بڑی سے بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ یہاں تک آتے ہوئے دشمنوں نے تمہیں نہیں دیکھا ہوگا؟"

"اگر وہ دیکھ لیتے تو بھوکے درندوں کی مانند میری بوٹیاں نوچنے کو لپک پڑتے۔ کیا اوکارا کی موت میرے بیان کی تصدیق نہیں کرتی؟"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو میرے دوست!" بوگا نے پہلی بار اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "تمہارا کام ہو گیا۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کروں گا اور میرا مشورہ ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو تم یہاں سے واپس ساتھیوں کے درمیان لوٹ جاؤ۔"

"کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند نہیں کرو گے؟"

"نہیں۔" بوگا نے مختصر مگر فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔

"بوگا!" میں نے اسے یاد دلانے کی کوشش کی۔ "تم شاید بھول رہے ہو کہ سمورا نے تمہیں آہنی زنجیروں میں باندھ رکھا ہے میرے چلے جانے کے بعد اگر وہ ادھر آگیا تو تمہارا حشر تمہاری سوچ سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔"

"نہیں۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔" بوگا ٹھوس آواز میں بولا۔ "اب تک میں مقدس اوریگا کی خوشنودی کی خاطر خاموش تھا لیکن اب قسمتوں کا مالک مجھ پر مہربان ہے اس لیے اب دنیا کی کوئی طاقت میرا راستہ نہیں روک سکتی میرے اجنبی دوست! کیا تم بوگا کی قوت کا تماشہ دیکھنا پسند کرو گے؟"

پھر قبل اس کے کہ میں کوئی جواب دیتا بوگا نے چھت کی جانب چہرہ بلند کر کے آنکھیں بند کر لیں، اس کے ہونٹ متحرک ہو رہے تھے، غالباً وہ اپنے مقدس دیوتاؤں سے مخاطب تھا۔ میں خاموش کھڑا اس کی کیفیت کا جائزہ لیتا رہا اور اس وقت میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب بوگا نے دوبارہ اپنی آنکھیں کھولیں ان آنکھوں کے اندر مجھے بھڑکتے شعلوں کا وحشت ناک رقص نظر آرہا تھا پھر اس نے آہنی زنجیر کی سمت گھورا تو پلک جھپکنے کے اندر روشنی کا ایک تیز جھماکا ہوا اور بوگا کے پیروں میں نظر آنے والی آہنی زنجیر ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میں ابھی اپنی حیرت پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ حیرت انگیز پھرتی سے اچھل کر اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے دیکھا میرے اجنبی دوست! میرے محسن! مقدس اوریگا نے بوگا کی کھوئی ہوئی قوتیں اسے واپس لوٹا دی ہیں۔ اب میری باری ہے۔" بوگا نے وحشیانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ "اب میرے انتقام کا وقت قریب آگیا ہے۔"

بوگا کے قہقہے ہر لمحے تیز سے تیز تر ہوتے جا رہے تھے۔ وہ جنونی انداز میں غار میں اچھل کود کر رہا تھا، اپنی آزادی کا اعلان کرنے کی خاطر بار بار درندوں کی طرح اپنی چھاتی ٹھونکنے لگتا۔ میں نے وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا، بوگا سے رخصت ہو کر واپس اپنی رہائش گاہ پر آگیا جہاں جیکب کے خراٹے بدستور گونج رہے تھے۔ میں خاموشی سے اپنے بستر پر نیم دراز ہو گیا اور بوگا کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے غور کرنے لگا۔

*

اس روز صبح ہی سے اوروفینا کے جزیرے پر میلے کا سماں نظر آرہا تھا۔ قبیلے کے لوگ اوروکے طویل القامت اور بے ہنگم بت کے سامنے سرِشام ہی سے جمع ہونا شروع ہو گئے۔ دور دراز کی تمام چھوٹی موٹی بستیوں کے وحشی جوق در جوق بڑے میدان کے گرد اکٹھا ہو رہے تھے جہاں ایک خاصے کشادہ گڑھے کے اندر مدھم آگ روشن تھی۔

آج قبیلے کے لوگ اوروکی مورتی کو غسل دینے کی رسم کی ادائیگی کا جشن منانے والے تھے جس کے بعد سمورا اور ساگو پہلوان کے درمیان مقابلہ ہونے والا تھا، ساودی مجھے اس جشن کے بارے میں بتا رہی تھی، اس کے بیان کے مطابق دیوتا کے اشنان کی رسم کی ادائیگی ہر تین سال بعد منعقد ہوتی تھی اور قبیلے کے لوگ اس جشن کا بڑی شدت سے انتظار کرتے تھے۔

حسبِ معمول میدان کے قریب اونچے ٹیلے پر سمورا کے بیٹھنے کی جگہ مخصوص تھی، ہم نے جان بوجھ کر ٹیلے کے قریب کوئی جگہ حاصل کرنے کے بجائے اوروکے بت کے بائیں جانب ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں سے نہ صرف یہ کہ میدان کا وہ حصہ صاف نظر آرہا تھا جہاں ساگو اور سمورا کے درمیان مقابلہ متوقع تھا بلکہ اس مقام سے سمورا پر بھی نگاہ رکھی جا سکتی تھی۔

جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا میدان میں لوگوں کا اژدہام بڑھتا جا رہا تھا، میں اور کیلاش ساودی سے جشن کی تفصیلات دریافت کرنے میں مصروف تھے لیکن جیکب گم صم بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا، میری نظریں بار بار مجمع کی جانب اٹھ رہی تھیں میں بوگا کو تلاش کر رہا تھا، غار سے رخصت ہوتے وقت اس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ وہ ایک مناسب وقت پر لوگوں کے درمیان خود کو ظاہر کرے گا۔

"دیوتا کے اشنان کی یہ رسم ظلم و درندگی کی ایک بدترین اور نہایت وحشیانہ مثال ہے۔" ساودی ہمیں بتا رہی تھی۔ "کچھ دیر بعد تم اپنی نگاہوں سے اس رسم کے وحشت ناک پہلوؤں کو دیکھ سکو گے۔"

"کیا آج بھی اوروکی مورتی کو کنواریوں کے خون سے غسل دیا جائے گا؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"نہیں" ساوری نے ہلکی سی جھرجھری لیتے ہوئے جواب دیا۔ "آج دیوتا کے بت کو پانی سے نہلایا اور دھویا جائے گا۔ اس کے بعد وہ تمام مردہ ڈھانچے اور کھوپڑیاں انبار کی صورت میں جمع کر دی جائیں گی جو تین سال کے عرصے میں جمع کی گئی ہوں گی۔"

"میں سمجھی نہیں۔" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"قبیلے میں جو لوگ مرتے ہیں ان کو ضائع نہیں کیا جاتا، ان کے جسم کا گوشت کھانے کے لیے محفوظ کر لیا جاتا ہے اور استخوانی پنجر بھی جشن کی رسم کی ادائیگی کے موقع پر جمع کر کے اس میں آگ لگا دی جاتی ہے۔"

"کیا تمہارے قبیلے کے لوگ انسانوں کا گوشت بھی کھاتے ہیں؟" جیکب نے چونک کر سوال کیا۔ شاید اس کے ذہن میں وہ سفرنامہ ابھر آیا تھا جس کے مطابق ایک قبیلے کے وحشی لوگ پادریوں کا گوشت بے حد ذوق و شوق سے کھانے کے عادی تھے۔

"زیادہ تر لوگ پھل اور مچھلیوں سے پیٹ بھرتے ہیں لیکن کچھ بستیاں ایسی بھی ہیں جہاں کے لوگ انسانی گوشت ہی پسند کرتے ہیں۔" ساوری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "ساگو کا تعلق بھی ایسی ہی ایک بستی سے ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟" کیلاش نے تیزی سے پوچھا۔ "میرا مطلب ہے کہ تم نے آج سے پیشتر ساگو کے سلسلے میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔"

"ہاں۔ یہ بات ابھی کچھ دیر پیشتر مجھے قبیلے کی ایک لڑکی نے بتائی ہے۔" ساوری نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا خیال ہے کہ ساگو نہایت جری اور سفاک ہے اور پل بھر میں سمورا کو زیر کر لے گا۔"

میں نے ساوری کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ میری نگاہیں بدستور لوگوں کے ہجوم کے درمیان یوگا کو تلاش کر رہی تھیں۔ مجھے ساگو کے مقابلے میں سمورا کی کامیابی کی زیادہ امید تھی۔ ہر چند کہ میں نے ابھی تک ساگو کو نہیں دیکھا تھا لیکن سمورا اتنا احمق بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اس نے جزیرے میں کسی ایسے انسانی وجود کو برداشت کر لیا ہو گا جو کسی وقت اس کے مقابلے پر آنے کی جسارت کر سکے۔ اس کے علاوہ میرا خیال تھا کہ یوگا عین وقت پر قبیلے کے لوگوں کے سامنے نمودار ہو کر

بر بساط کو پلٹ کر رکھ دے گا۔ جینی کے علاوہ ساوری نے بھی بہ بھی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ جس روز قبیلے کے عوام کو اس ناپاک سازش کا علم ہو گیا کہ ان کے محبوب اور ہر دل عزیز سردار یوگا کو زبردستی قید تنہائی کی صعوبتیں جھیلنے کے لیے ان کی نگاہوں سے غائب کیا گیا ہے تو وہ دن سمورا اور مکالا کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔

میں ابھی اپنے ان ہی خیالات میں گم تھا کہ ایک جانب سے شور و غل بلند ہونے لگا۔ ہم نے پلٹ کر دیکھا تو اورو نیا قبیلے کا سردار سمورا لوگوں کے کاندھوں پر سوار اپنی نشست کی جانب بڑھ رہا تھا۔ بانسوں کو آپس میں باندھ کر انھوں نے ایک تختے کی شکل دے رکھی تھی اور سمورا اس تختے کے اوپر ایک شان بے نیازی سے بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ دستور کے مطابق اس نے اوروکے اس نایاب مجسمے کو ہاتھوں میں بلند کر رکھا تھا جو قبیلے کے سردار کے پاس ایک مقدس امانت سمجھا جاتا ہے۔

"اگر تم نے یہ مورتی سمورا کو واپس نہ کی ہوتی تو آج قبیلے کے لوگ اسے یوں سروں پر کبھی نہ اٹھاتے۔" جیکب نے دانت پیستے ہوئے مجھ سے شکایت کی۔

"حالات اور وقت کا تقاضہ تھا ورنہ میں سمورا کا ساتھ کبھی نہ دیتا۔" میں نے جیکب کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"میرا نظریہ تم سے بالکل مختلف ہے۔" وہ نہایت سرد لہجے میں بولا۔ "میرے نزدیک مذہب کے مقابلے میں وقت اور حالات کے تقاضے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تم عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ جو کچھ میں اس وقت کہہ رہا ہوں وہ کس حد تک درست ہے۔"

"جیکب!" میں یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا تمہارے ذہن میں ابھی تک یہ خیال برقرار ہے کہ تم اوروکے مجسموں کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟"

"میں ایک بار تمہیں اپنا رازدار بنا کر حماقت کا ثبوت دے چکا ہوں۔ دوبارہ مجھ سے ایسی توقع نہ رکھنا۔" جیکب نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ اس کا لب و لہجہ اور تیور بتا رہے تھے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اسے کر گزرنے کی ہمت بھی رکھتا ہے۔

"دانشوروں نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ احمقوں کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔" کیلاش نے جیکب پر جملہ کسا۔

"میں ایک عرصے سے دیکھ رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھے تمہارے سر پر بھی سینگ نام کی کوئی شے نظر نہیں آئی۔" جیکب نے پلٹ کر جواب دیا۔ "ایسی صورت میں تمہارے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے جبکہ تمہارے پاس سرجری کی سند بھی موجود ہے۔" کیلاش کوئی مناسب جواب دینا چاہتا تھا کہ ہماری توجہ دوبارہ شور و غل کی جانب مبذول ہو گئی۔ ہم نے مکالا کو دیکھا جو ہجوم کی صورت میں اونچے ٹیلے کی جانب سینہ تانے قدم اٹھا رہا تھا۔ اس کے اطراف مصنوعی چہرے والوں کی تعداد کے علاوہ اس کے حامی بھی تھے جو رقص کرتے اور بار بار نعرے بلند کرتے جلوس کی شکل میں مکالا کو اس کی نشست کی جانب لے جا رہے تھے۔

میں اپنی اس داستان کو زیادہ طول نہیں دوں گا اگر واقعات کے ایک ایک حصے کو رقم کرنے بیٹھ گیا تو شاید زندگی وفا نہ کرے اس لیے میں اختصار سے کام لوں گا اور ان حصوں اور واقعات کو درگزر کرتا جاؤں گا جو غیر دلچسپ ہوں گے تاکہ پڑھنے والے اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں اور ان کی دلچسپی برقرار رہے۔

بہر حال وہ وقت بھی آ گیا جس کا ہمیں شدت سے انتظار تھا۔ ساوری کے بیان کے مطابق مردہ انسانی ڈھانچوں اور بوسیدہ کھوپڑیوں کے ایک بڑے انبار کو اورو کی مورتی کو غسل دینے کے بعد اس کے سامنے جمع کر کے نذر آتش کر دیا گیا۔ وہ کوئی خاص رقیق مرکب تھا جسے چھڑکنے سے آگ کے شعلے ایک دم بھڑک کر آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ استخوانی پنجر کے علاوہ گڑھے کی آگ کو بھی تیز کر دیا گیا۔ شعلوں کی روشنی نے دن کا سماں پیدا کر دیا لیکن انسانی ہڈیوں پر ان کی لپٹ بے حد پراسرار اور ہولناک منظر پیش کر رہی تھی۔

سمورا اور مکالا اپنی اپنی نشستوں پر موجود تھے لیکن ابھی تک ساگو نظر نہیں آیا تھا۔ سب سے پہلے مصنوعی چہرے والوں نے اورو کی مورتی کے سامنے جمع ہو کر ضروری رسومات کی ادائیگی کی پھر مقامی لوگوں کا وحشیانہ رقص شروع ہوا۔ دیوتا کے قدموں میں مختلف قربانیاں پیش کی گئیں پھر مخصوص کارندوں نے روشن الاؤ کے قریب میدان کا ایک خاصا بڑا حصہ خالی کرا دیا جہاں سمورا اور ساگو کے درمیان مقابلے کا اعلان بار بار کیا جا رہا تھا۔

میرا ذہن بدستور یوگا کی ذات میں الجھا ہوا تھا۔ ابھی تک مجمعے میں دور دور تک اس کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ خلافِ توقع مکالا بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ساوری کی واپسی کو اس نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا تھا لیکن اس وقت اس نے ایک بار بھی نظر گھما کر ساوری کی جانب دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ شاید اسے قوی امید تھی کہ سمورا اور ساگو کے مقابلے کے بعد بساط کا رخ اس کے حق میں پلٹ جائے گا۔ میری نظریں بار بار سوکارو کی سمت بھی اٹھ رہی تھیں جو مکالا کے سیدھے ہاتھ پر موجود تھا۔ جشن کے موقع پر اس نے خاص طور پر اپنے بوڑھے چہرے کی جھریوں کو مختلف رنگوں سے رنگ کر اور زیادہ پراسرار اور بھیانک بنا رکھا تھا۔

اچانک جنگلیوں کا شور و غل بھی ڈھول تاشے کی کان پھاڑ آوازوں کے ساتھ ہی دم توڑ گیا اور ہر سمت گہری خاموشی طاری ہو گئی پھر سمورا کے قریب کھڑے ہوئے ایک مصنوعی چہرے والے نے بلند آواز میں مجمعے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اوروفنا کے لوگو! مجھے افسوس ہے کہ چند ناگزیر حالات کی بنا پر آج منا ہمارے ساتھ اس جشن میں شریک نہیں ہو سکا لیکن سردار سمورا کے حکم کے بموجب میں تمہیں مقدس اورو کے جشن استھان کے اس متبرک موقع پر شرکت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اب وہ مقابلہ شروع ہونے والا ہے

جس کے بعد سوار سمورا کے نئے نائب کا انتخاب ہوگا۔ یہ مقابلہ اعلان کے مطابق ساگو اور سمورا کے درمیان ہوگا۔ دستور کی رُو سے اس مقابلے میں دونوں فریق کی ٹولیوں کے افراد اپنی اپنی نادیدہ پُراسرار جادوئی اور ماورائی قوتوں کا مظاہرہ کرنے کا حق رکھتے ہیں لیکن مقابلے کے دوران کسی ٹولی کا کوئی فرد میدان میں جانے کی جسارت اس وقت تک نہیں کر سکے گا جب تک اس کا باقاعدہ اعلان نہ کیا جائے ...۔"

میں نے مکالا کی سمت نظر اٹھائی، اس کے ہونٹوں پر بے حد مکروہ مگر معنی خیز مسکراہٹ نظر آ رہی تھی، سوکارو اپنی جگہ دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے آلتی پالتی مارے آسن جمائے بیٹھی تھی پھر جیسے ہی مصنوعی چہرے والے نے مقابلہ شروع کیے جانے کا اعلان کیا روشن الاؤ کے قریب جمع ہجوم سے ایک شخص نعرہ بلند کرتا ہوا اٹھا اور فضا میں قلابازیاں کھاتا میدان میں آ گیا۔ یہ ساگو تھا جس کا اندازہ مجھے ان نعروں سے ہوا جو ساگو کی ٹولی کے افراد اس کے حق میں لگا رہے تھے۔

میں نے بے حد غور سے ساگو کو دیکھا، وہ چوڑے چکلے سینے اور نہایت پھرتیلے جسم کا مالک نظر آ رہا تھا۔ قد و قامت کے اعتبار سے بھی اس کے اور سمورا کے درمیان زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ساوری کا یہ خیال بظاہر درست نظر آ رہا تھا کہ ساگو اپنے حریف کو پل بھر میں پچھاڑ کر رکھ دے گا۔ میں نے ساگو کے بعد نظریں گھما کر سمورا کو دیکھا جو بلند ٹیلے سے نیچے اتر رہا تھا، قبیلے کے بیشتر افراد اس کے حق میں فلک شگاف نعرے بلند کر رہے تھے۔ میرا خیال تھا کہ سمورا کے چہرے پر بھی ساگو کی برتری کا عکس ضرور نظر آئے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ اپنی جگہ بے حد مطمئن اور پرامید نظر آ رہا تھا۔

"تمھارا کیا خیال ہے؟" کیلاش نے مجھ سے دریافت کیا۔ "کیا ساگو اور سمورا کے درمیان ہونے والا مقابلہ زیادہ دیر تک جاری رہ سکے گا؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے کہ اس مقابلے کی کیا ضرورت تھی، سمورا اگر چاہتا تو سردار کی حیثیت سے مکالا کے بجائے ساگو کو اپنا نائب مقرر کر سکتا تھا۔"

"نہیں۔" ساوری نے وضاحت کی۔ "نائب کے چناؤ یا تبدیلی کے لیے مقابلے کی شرط لازمی ہے۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ساگو پلک جھپکتے میں سمورا کو زیر کر لے گا اور ایسی صورت میں کہ جب اسے مکالا اور سوکارو کی حمایت بھی حاصل ہے سمورا کی شکست یقینی نظر آتی ہے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"سمورا کی صحت پر اس مقابلے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ساوری نے جواب دیا۔ "وہ اگر چاہے تو مقابلے کے درمیان میں ہی اپنی شکست کا اعلان کر کے ساگو کو اپنا نائب بنا سکتا ہے، اس اعلان کے بعد ظاہر ہے کہ ساگو اس کے ساتھ باقاعدہ جنگ نہیں کر سکے گا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "کیا مکالا کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی ہوگی کہ نائب کی حیثیت اختیار کر لینے کے بعد ساگو خود مکالا کے لیے بھی خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

"تم ٹھیک نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو۔" کیلاش نے میری بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے تیزی سے کہا پھر ساوری کو مخاطب کر کے بولا۔ "کیا ایسا ممکن نہیں ہو سکتا کہ مقابلے کے درمیان دونوں فریق کام آ جائیں؟"

"میں تمھاری بات نہیں سمجھ سکی۔" ساوری نے معصومیت سے کہا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو۔ اگر کوئی ایسی صورت سامنے آ گئی کہ سمورا مقابلے کے درمیان ساگو کو مارنے میں کامیاب ہو گیا لیکن بعد میں زخموں سے چور ہو کر یا مخالف گروہ کی ماورائی قوتوں کا شکار ہو کر خود بھی کام آ گیا تو کیا ہوگا؟ کیا ایسی حالت میں مکالا کے لیے میدان صاف نہیں ہو جائے گا؟"

"تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔" ساوری سہمے ہوئے انداز میں بولی۔ "مکالا عیاری اور مکاری کا دوسرا نام ہے، اس نے اپنے ذہن میں یقیناً کوئی ایسی ہی ناپاک سازش مرتب کی ہوگی جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"تم دونوں دیوتا آخر کس مرض کی دوا ہو۔" جیکب نے جلے کٹے لہجے میں ہمارا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔ "کیا اس موقعے پر تمھاری آسمانی قوتیں سمورا کے کسی کام نہ آ سکیں گی؟"

"وقت کا انتظار کرو فادر جیکب! آج تمھیں میری پُراسرار قوتوں کا اندازہ بھی ہو جائے گا۔" میں نے جیکب کو مرعوب کرنے کی خاطر بڑے اعتماد سے کہا لیکن میرا پیارا دوست میرے جواب پر مسکرا کر میدان کی جانب دیکھنے لگا۔

سمورا میدان میں اترا تو ساگو کے تیور اور زیادہ خطرناک ہو گئے، دونوں حریف ایک دوسرے پر حملہ شروع کرنے کی خاطر پینترے بدلنے لگے، ساگو بلاشبہ سمورا پر حاوی نظر آ رہا تھا اس لیے سمورا نے حملہ کرنے میں پہل نہیں کی، نہایت دانشمندی سے ساگو کی طرف سے حملے کا انتظار کرتا رہا، دونوں ٹولیوں کے افراد خاموش بیٹھے مقابلے کی صورتِ حال کو بغور دیکھ رہے تھے۔

ساگو کچھ دیر تک بازو پھیلائے قہر و غضب کے عالم میں سمورا کو دیکھتا رہا پھر اچانک اس نے کسی آدم خور چیتے کی طرح جست

لگائی لیکن سمورا غافل نہیں تھا۔ وہ تیزی سے کترا کر ایک جانب ہٹا تو ساگو اپنی جھونک میں وار خالی جانے کی وجہ سے زمین پر گرا۔ سمورا کے حمایتیوں نے ایک نعرہ بلند کیا تو ساگو کے تیور اور خطرناک ہو گئے۔ جس انداز میں زمین پر گرنے کے بعد اس نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر خود کو دوبارہ سنبھالا وہ حیرت انگیز تھا۔

سمورا نہایت اطمینان سے ساگو پر نظریں جمائے دائیں بائیں کھسکتا رہا۔ ساگو کی خون خوار نظریں اس کی ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے حریف کو آہستہ آہستہ گھیرنا شروع کیا پھر اچانک ہوا میں اچھل کر اس نے دونوں پیر دشمن کے سینے پر مارنے کی کوشش کی لیکن سمورا کو غالباً اسی لمحے کا انتظار تھا، اس نے اپنے جسم کو تیزی سے پیچھے کی جانب کر لیا پھر اتنی پھرتی سے دوبارہ اٹھا کہ ساگو اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ سمورا نے اپنے سر کے جھٹکے سے ساگو کو فضا میں اچھال دیا تھا۔ ساگو نے اگر ہوا میں ہی قلابازی کھا کر خود کو نہ سنبھالا ہوتا تو یقینی طور پر سر کے بل زمین پر گرا ہوتا۔ سمورا کے حامیوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔

مقابلے میں اچانک تیزی پیدا ہو گئی۔ ساگو دوبار اپنے حملے میں ناکام ہو جانے کے سبب زیادہ شدومد سے حملہ کرنے لگا۔ سمورا نہایت مہارت سے اس کے داؤ پیچ سے خود کو بچا رہا تھا۔ ابھی تک اس نے خود سے کوئی حملہ نہیں کیا تھا، محض اپنے بچاؤ پر اکتفا کر رہا تھا۔ شاید وہ اس حکمتِ عملی پر عمل پیرا تھا کہ اپنے حریف کو تھکا دے پھر ایک ہی ہلے میں اسے شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دے۔ وقت کے ساتھ ساتھ دونوں حریفوں کے حامیوں کا جوش و خروش بھی بڑھتا گیا، وہ بلند آواز میں نعرے لگا لگا کر ان کے حوصلے بڑھانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

مجھے سمورا کی پھرتی پر حیرت تھی، ساگو کے مقابلے میں وہ بظاہر بے حد کمزور نظر آ رہا تھا لیکن جس مہارت اور پھرتی سے وہ مقابلہ کر رہا تھا وہ بے مثال تھی۔ ساگو نے غضب ناک ہو کر اپنے حلق سے درندوں جیسی عجیب و غریب آوازیں بلند کرنا شروع کر دی تھیں۔ مجھے اس بات پر بھی تعجب تھا کہ ابھی تک کسی فریق کے حامیوں کی طرف سے کوئی پُراسرار یا جادوئی عمل نہیں شروع ہوا تھا۔ میں ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک سمورا کے سر پر بجلی کا کڑکا ہوا۔ فضا میں بے شمار دہکتے انگارے تیرنے لگے۔ سمورا نے ایک لمحے کے لیے اوپر کی جانب دیکھا اور اسی لمحے ساگو کا داؤ چل گیا۔ اس نے جھپٹ کر سمورا کو نہایت پھرتی سے اپنے آہنی بازوؤں کے حلقے میں دبوچ کر بلند کرنا... شروع کر دیا۔

سمورا کے زمین پر گرتے ہی ساگو نے حلق سے خوف ناک آوازیں نکالتے ہوئے جست لگائی۔ سمورا نے خود کو بچانے کی خاطر تیزی سے حرکت کی لیکن ساگو نے پھرتی سے لات چلائی اور سمورا ایک بار پھر تیورا کر دوسری جانب لڑھک گیا پھر قبل اس کے کہ وہ اپنا توازن سنبھال کر دوبارہ مقابلے کی خاطر اپنے پیروں پر کھڑا ہوتا ساگو نے زمین پر پاؤں پڑتے ہی دوسری جست بھری اور سمورا کو اپنے نیچے دبوچ لیا۔ سمورا کے حلق سے بلند ہونے والی کرب ناک چیخ دور دور تک سنائی دی، ساگو نے اس پر گرتے وقت کہنی سے پیٹ پر اتنی شدید ضرب لگائی کہ سمورا بلبلا اٹھا۔

سوکارو اور مکالا دونوں جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ بجلی کا وہ کڑکا یقیناً سوکارو کی ایک ساحرانہ چال تھی جس نے مقابلے کی بساط ساگو کے حق میں لوٹ دی اور اب وہ پوری قوت سے سمورا کو زمین پر رگید رہا تھا، اگر سمورا اپنی شکست کا اعتراف کر لیتا تو قانون کی رو سے ساگو مقابلہ جاری نہیں رکھ سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اب اگر سمورا نے شکست تسلیم کرنے میں دیر کی تو ساگو اس کی زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل کر دے گا۔" کیلاش نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔

"دیوتاؤں کے دیوتا!" ساوری نے میری سمت رحم طلب نظروں سے دیکھ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ "سمورا کو بچا لو ورنہ مکالا کی درندگی سمورا کے حق میں موت سے بھی زیادہ اذیت ناک ثابت ہوگی۔"

اسی لمحے میرے کانوں میں جیکسن کی مانوس آواز گونجی۔ "دیوتائے محترم! آپ بے پناہ پُراسرار قوتوں کے مالک ہیں، آپ کی نگاہوں کا ایک اشارہ بازی پلٹ سکتا ہے لیکن میرا مشورہ ہے کہ آپ فی الحال ایک خاموش تماشائی بنے رہیں۔"

"جمال! یہ سب محسن۔" ساوری نے اس بار مجھے بازوؤں سے پکڑ کر التجا کی۔ "کیا تم سمورا کے سلسلے میں میری کوئی مدد نہیں کرو گے؟"

"صبر سے کام لو ساوری!" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "جو کچھ ہوگا مقابلے کے حق میں بہتر ہی ہوگا۔ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں مکالا تمھارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر سکے گا۔"

اور دینیا کا جزیرہ لوگوں کے شور و غل سے گونج رہا تھا۔ مکالا اور سوکارو کے چہروں پر فاتحانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی، دوسری جانب ساگو اپنے حریف کو شکست تسلیم کرانے کی خاطر پوری درندگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ سمورا کا چہرہ خون سے لہولہان ہو رہا تھا اور ساگو مشینی انداز میں اس کی ناک اور

منہ پر تھپڑ برسا رہا تھا لیکن پھر اچانک جو کچھ ہوا اس نے تمام ہجوم کو انگشت بدنداں کر دیا۔ سمورا نے پیچھے سے کوئی ایسی ہی حرکت کی تھی کہ ساگو ہوا میں بلند ہو کر اڑتا ہوا دور جا پڑا۔ مکالا اور سوکارو کے چہرے کے رنگ فق ہو گئے۔ لوگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سمورا کو دیکھ رہے تھے جو آہستہ آہستہ اپنے قدموں پر اٹھ رہا تھا۔ وہ ساگو کو پیش آنے والے حادثے کو سمورا کی جانب سے کوئی جوابی کارروائی یا مُؤثر داؤ سمجھ رہے تھے لیکن میری نگاہوں نے جینی کو دیکھ لیا تھا جو سمورا کے قریب کھڑی حقارت بھری نگاہوں سے ساگو کو دیکھ رہی تھی۔ مجھے یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی کہ.... جیکسن نے مجھے خاموش تماشائی بنے رہنے کا مشورہ کیوں دیا تھا لیکن دوسری بات میری سمجھ سے بالاتر تھی۔

جینی کی طرح جیکسن نے بھی مجھے یہی یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ میں بے پناہ پُراسرار قوتوں کا مالک ہوں اور میری نگاہوں کی ایک جنبش ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتی ہے مگر اس طاقت کا راز کیا تھا؟ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی تھی۔

میری توجہ بدستور میدان کی جانب تھی۔ ساگو نے زمین پر گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کی لیکن اپنی ٹانگ تھام کر بلبلانے لگا۔ شاید اس کے ایک گھٹنے کا جوڑ اتر گیا تھا۔ ہجوم پر گہرا سکوت طاری تھا۔ سمورا کے حامی بھی گم صم ہو کر رہ گئے تھے۔

"ساگو!" سمورا نے اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے بعد اسے بلند آواز میں للکارا۔ "کیا تو اپنی شکست تسلیم کرتا ہے یا ابھی تیرے اندر مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی ہے؟"

"میں آدم خوروں کی بستی کا بے تاج بادشاہ ہوں سمورا!" ساگو کراہتے ہوئے چلایا۔ "ہار تسلیم کرنا میری فطرت کے خلاف ہے۔ جب تک میرے جسم کا ایک حصہ بھی زندہ ہے میں تیرے ساتھ جنگ جاری رکھوں گا۔"

"تو پھر اٹھ۔ مقابلے کے لیے تیار ہو جا۔" سمورا نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ پُراسرار جینی بھی اس کے ہمراہ تھی لیکن پھر سمورا کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ اس کے اور ساگو کے درمیان خوفناک شعلے بھڑکنے لگے تھے۔

میں نے سوکارو کی جانب دیکھا۔ اوروفینا کا وہ خبیث جادوگر اپنی جگہ کھڑا اپنی ساحرانہ اور گندی قوتوں کے ذریعے ساگو کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں جینی کو صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔

"تم فکر مت کرو جمال!" جینی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "آج میرے انتقام کا دن ہے۔ آج میری روح ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائے گی۔"

"جینی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ شیترک (میگاڈز) کی روح نے میرے بارے میں کیا کہا تھا؟" جینی مسکراتے ہوئے تلخ آواز میں بولی۔ "اس نے کہا تھا کہ جب تک میرا انتقام پورا نہیں ہوگا میری روح آسمان کی بلندیوں کی جانب پرواز نہیں کر سکے گی۔ آج وہ دن آگیا ہے۔"

"لیکن خبیث سوکارو....؟"

"تم ابھی اپنی نظروں سے اس بدبخت کا انجام بھی دیکھ لو گے۔ آج میں نے کارڈوبا کی نگاہوں کے سامنے سے اس سحر کا جال توڑ دیا ہے جس نے اسے اندھا کر رکھا تھا۔" جینی نے سفاک لہجے میں کہا۔ "کارڈوبا زہریلے ناگ کے روپ میں بدکار جادوگر کے قریب پہنچ رہا ہے۔ آج سوکارو کی خبیث روح بھی میرے ساتھ ہی آسمانوں کی سمت پرواز کرے گی۔"

سمورا اور ساگو کے درمیان بھڑکتے شعلوں کی دیوار بدستور حائل تھی۔ میں جینی سے اپنی بے پناہ قوتوں کے راز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن سوکارو کی بلند ہونے والی چیخ نے میرے ساتھ سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرلی۔ وہ دیوانوں کی مانند ہذیانی انداز میں چیختا ہوا میدان کی سمت دوڑ رہا تھا۔ مکالا نے اسے آواز دے کر روکنے کی کوشش کی لیکن اس نے کوئی توجہ نہ دی۔ مجمعے کے درمیان سے گزرتا ہوا پاگلوں کی طرح میدان میں پہنچ گیا پھر اس نے خود کو شعلوں کے حوالے کر دیا۔ اس کے حلق سے بلند ہونے والی کربناک اور فلک شگاف چیخوں نے سب ہی کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔ لوگ اس بات پر حیران تھے کہ سوکارو نے جو آگ سمورا کے لیے بھڑکائی تھی اس میں خود ہی کیوں چھلانگ لگا دی لیکن میں اس کا سبب جانتا تھا۔ کارڈوبا نے سانپ بن کر اسے ڈس لیا تھا اور زہر نے جسم میں داخل ہو کر سوکارو کے سوچنے سمجھنے کی قوت کو منجمد کر دیا پھر وہی ہوا جو جینی کی پُراسرار روح کی خواہش تھی۔

بھڑکتے ہوئے شعلے چند لمحے بعد غائب ہوئے تو میدان میں سوکارو کی اکڑی ہوئی لاش موجود تھی۔ اس کا انجام اس قدر ہولناک اور بھیانک تھا کہ ساگو کی کمر بھی ٹوٹ گئی۔ اوروفینا کے بوڑھے مگر شاطر جادوگر کو کوئلے کے روپ میں بے گور و کفن دیکھ کر اس نے فوری طور پر اپنی ہار مان لینے ہی میں عافیت سمجھی تھی۔

سمورا کے حامیوں نے ساگو کی شکست کا اعلان سنتے ہی

دوڑ کر اسے کاندھوں پر اٹھا لیا۔ ان کے نعروں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی۔ میں نے پلٹ کر مکالا کی سمت دیکھا لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہ آیا۔ میرے دل میں ایک خیال بڑی تیزی سے ابھرا۔ "کہیں کارڈوبا نے سوکارو کے بعد مکالا کو بھی ذہن کر ٹھکانے تو نہیں لگا دیا؟" اس خیال کے آتے ہی میں نے جینی کو عالمِ تصور میں آواز دی لیکن سوکارو کی موت کے بعد ہی وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ اس کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو میری الجھن بڑھنے لگی۔ میرے ذہن میں مختلف خیالات ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔

"ہواؤں کے دیوتا! مقدس سمورا جیت گیا۔" ساوری کی مسرت بھری چیخ میرے کانوں میں گونجی۔ "بدبخت سوکارو کی موت نے ساگو کا تختہ الٹ دیا۔ تم عظیم ہو۔ تم نے جو کہا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ اب ایک عرصے تک مکالا کو سمورا کے سامنے سر اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا۔"

"تم کس سمورا کی فتح کی خوشی منا رہی ہو؟" میں نے ساوری کو گھورتے ہوئے تلخ آواز میں کہا۔ "کیا تم بھول گئیں کہ وہ اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کی خاطر تمہیں مکالا کے حوالے کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔"

"اورو کے مقدس مجسمے کی گمشدگی نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا تھا ورنہ....؟"

"سمورا کو بھول جاؤ۔" میں نے اسے سمجھانا چاہا۔ "اس کے اقتدار کی مدت بھی کسی لمحے ختم ہو سکتی ہے۔"

"میں سمجھی نہیں۔ کیا تم سمورا سے ابھی تک خفا ہو۔"

"مجھے ایک بات بتاؤ۔ تمہیں سمورا اور لوگا میں سے کون زیادہ عزیز ہے؟"

"لوگا۔ لیکن تم نے اس وقت لوگا کا ذکر کیوں کیا؟" ساوری نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"اس لیے کہ میرا علم کہتا ہے کہ لوگا سمورا کی قید سے آزاد ہو چکا ہے۔" میں نے سرگوشی میں جواب دیا تو ساوری کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ وہ مجھے ایسی نظروں سے گھورنے لگی جیسے اسے میری بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"جمال!" اس نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہاری اصلیت کیا ہے۔ پہلی بار سمورا کے آپریشن کے بعد جب میں نے تم لوگوں کی گفتگو سنی تھی اس وقت مجھے یقین تھا کہ تم اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر قبیلے والوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ تمہارے دونوں ساتھیوں کے بارے میں میری رائے اب بھی وہی ہے لیکن تم... تم نے جس آسانی سے مکالا کے آٹھ آدمیوں کی سرکوبی کی تھی اس نے مجھے تمہارے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سردار سمورا نے تمہارے بارے میں جو رائے قائم کی ہے وہ غلط نہیں ہے۔"

"سمورا نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟"

"اس کا خیال ہے کہ کچھ پُراسرار قوتیں تمہارے اوپر مہربان ہو گئی ہیں۔"

"تمہاری کیا رائے ہے؟"

"میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ تم میرے محسن ہو۔" ساوری نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر تم نے دیوتا کا گمشدہ مجسمہ سمورا کو واپس نہ کیا ہوتا تو حالات اس وقت کچھ اور ہی ہوتے۔ کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے کہ وہ مجسمہ تمہارے پاس کہاں سے آگیا تھا؟"

"پھر کسی وقت تفصیل سے بتاؤں گا۔ اس وقت میں صرف لوگا کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔"

"جمال! تم میرے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے؟" ساوری نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں نے ساوری کے سوال کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا۔ میں بڑی سنجیدگی سے مکالا اور لوگا کے بارے میں غور کرنے لگا۔ سوکارو کی موت کے بعد مکالا کا غائب ہو جانا اور لوگا کا منظرِ عام پر نہ آنا مجھے الجھن میں مبتلا کر رہا تھا۔ لوگا نے مجھ سے کہا تھا کہ مقدس اوریگا نے اس کی کھوئی ہوئی قوتوں کو بحال کر دیا ہے اور وہ مناسب وقت پر سامنے آ کر اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا۔

میری نگاہوں کے سامنے اوروفینا پر لینے والے وحشی سمورا کی فتح پر دیوانہ وار رقص کر رہے تھے۔ وہ وحشی جو مکالا کے حامی تھے وہ بھی موقع کی نزاکت کو محسوس کر کے سمورا کے حامیوں میں شریک ہو گئے۔ ڈھول پیٹنے والوں کے ہاتھوں کی حرکت ہر لحظہ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی بے ہنگم اچھل کود میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ عورت و مرد سب ہی جنونی انداز میں ناچ رہے تھے اور اپنی زبان میں نغمے الاپ رہے تھے۔

"جمال! تم نے لوگا کے بارے میں کچھ کہا تھا۔" ساوری نے ایک بار پھر میری سوچ میں مخل ہونے کی کوشش کی۔ مجھے اس وقت ساوری کی دخل اندازی گراں گزری۔ میں جھلا کر اسے کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا کہ اچانک ڈھول کی آواز بند ہو گئی۔ لوگوں کا وحشیانہ رقص ختم گیا۔ ہجوم کے درمیان کچھ افراتفری کے آثار نظر آ رہے تھے پھر اچانک لوگوں نے خوشی سے بے اختیار چلانا شروع کر دیا۔

"ہمارا مقدس سردار زندہ ہے۔ وہ ہمارے درمیان واپس آگیا۔ سردار لوگا زندہ باد۔"

میں نے تیزی سے اٹھ کر ہجوم پر نظر ڈالی۔ بوگا سینہ تانے شاہانہ انداز میں قدم اٹھاتا آگے آ رہا تھا۔ جن لوگوں نے سمورا کو کاندھوں پر اٹھا رکھا تھا وہ بھی دم بخود ہو گئے۔ سمورا کے چہرے پر اچانک موت کی سیاہی پھیل کر گہری ہونے لگی۔ وہ تیزی سے نیچے اتر کر ایک طرف جانے کی کوشش کرنے لگا لیکن مصنوعی چہرے والوں نے جھپٹ کر اسے اپنے نرغے میں لے لیا۔

"ہواؤں کے دیوتا! تم نے ٹھیک کہا تھا۔ بوگا ہمارا مقدس سردار واپس آگیا۔ اب سمورا کا اقتدار برقرار نہیں رہ سکے گا۔ تم واقعی عظیم ہو۔" ساوری نے بوگا کو دیکھ کر خوشی سے بے قابو ہوتے ہوئے کہا پھر دیوانوں کی طرح ہجوم کو چیرتی پھاڑتی بوگا کی سمت دوڑنے لگی۔

*

دوسرے دن بوگا کو دوبارہ قبیلے کی سرداری سونپنے کی رسم ادا کی گئی۔ اس روز ہم بوگا کے خاص مہمان کی حیثیت سے اس جشن میں شریک ہوئے جو عبادت گاہ میں منعقد کیا گیا۔

میرا خیال تھا بوگا کو واپس پا لینے کے بعد قبیلے کے لوگ مکالا اور سمورا کی ناپاک سازش سے آگاہ ہو جائیں گے اور ان کی درندگی سمورا کی زندگی کا چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل کر دے گی۔ مکالا کے جسم کو نیزوں سے چھلنی کر دیا جائے گا اور ان تمام افراد کو چن چن کر موت کے گھاٹ اتارا جائے گا جنہوں نے غداری کا ثبوت دیا تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ بوگا نے اپنے خلاف کی جانے والی سازش کے سلسلے میں زبان بند رکھی تھی۔ جشن کی رسومات ختم ہونے کے بعد وہ دیوتا کے مجسمے کے قدموں کے قریب بنے ہوئے چبوترے پر بیٹھ گیا۔ یہ گویا اس بات کی تصدیق تھی کہ اوروفینا کے جزیرے پر بسنے والوں نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا ہے۔

میں بوگا کے سیدھے ہاتھ پر موجود تھا۔ کیلاش اور جیکب میرے ساتھ تھے۔ ساوری بوگا کے الٹے ہاتھ پر کھڑی بے حد مسرور نظر آ رہی تھی۔ اور سمورا جزیرے کے سربرآوردہ لوگوں کے ہجوم میں سب سے آگے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا۔ مصنوعی چہرے والے افراد بوگا کے پیچھے دیوتا کی مورتی کے ساتھ نصف دائرے کی صورت میں موجود تھے۔

رسومات کی ادائیگی کے بعد بوگا نے ایک نظر سمورا پر ڈالی پھر ہجوم پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔

"اوروفینا پر بسنے والو، میرے عزیز دوستو! آج ایک مدت کے بعد تمہارا سردار پھر تمہارے درمیان موجود ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میرے رفیقوں نے میری غیر موجودگی کو بڑی شدت سے محسوس کیا ہوگا۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ میرے اچانک غائب ہو جانے کے بعد میرے متعلق طرح طرح کی کہانیاں سنی اور سنائی گئی ہوں گی لیکن یہ جو کچھ بھی ہوا اس میں مقدس اوزیگا کی مرضی اور میرے ارادے کو خاص دخل حاصل تھا۔ دیوتاؤں کا حکم یہی تھا کہ میں کچھ عرصے کے لیے قبیلے سے دور رہوں تاکہ ان مکروہ اور ناپاک چہروں کو بغور دیکھ سکوں جو ہماری تہذیب، ہمارے دیوتا اور قبیلے کی فلاح و بہبود کے دشمن ہیں۔"

"سن رہے ہو تم!" جیکب نے مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے حقارت سے کہا۔ "ان وحشیوں کی زبان سے بھی تہذیب و تمدن اور فلاح و بہبود جیسے مقدس اور پاکیزہ لفظ ادا ہو رہے ہیں۔ کیا تم اسے المیہ نہیں کہو گے؟"

"جیکب! بھگوان کے لیے اپنی زبان بند رکھو۔" کیلاش نے جلدی سے کہا۔

"کیوں جمال! کیا تم بھی مجھے زبان بند رکھنے کا مشورہ دو گے؟" جیکب نے مدھم آواز میں کہا۔ "کیا تم مجھے اس بات کی اجازت دو گے کہ میں بھی تہذیب کی اس دوڑ میں شریک ہونے کے لیے اپنا لباس تار تار کر دوں اور....."

"پلیز جیکب!" میں نے سرسراتے لہجے میں درخواست کی۔ "اس وقت اپنی زبان بند ہی رکھو۔"

"میں ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں ایسی تہذیب پر جو ننگ دھڑنگ اور درندگی کے اصولوں پر قائم کی گئی ہو۔"

میں نے جیکب کو گھور کر دیکھا تو اس نے نفرت سے اپنی توجہ دوسری طرف کر لی۔ میں دوبارہ بوگا کی جانب دیکھنے لگا جو ہماری باتوں سے بے نیاز بدستور اپنے ساتھیوں سے مخاطب تھا۔

"میرے دیرینہ ساتھیو! قبیلے سے دور رہ کر میں نے جو تجربات حاصل کیے ہیں وہ میری زندگی کا نچوڑ ہیں۔ میں نے ان چہروں کو بھی دیکھ لیا ہے جو دوستی اور محبت کے نام پر دغا اور فریب کا کاروبار کرتے ہیں۔ میں ان لوگوں کو ابھی بے نقاب کر سکتا ہوں جو وقت اور حالات کے ساتھ کینچلی بدلنے کے عادی ہوتے ہیں لیکن نہیں۔ میں مقدس اوزیگا کے نام پر سوائے ایک فردِ واحد کے تمام لوگوں کو عام معافی دے رہا ہوں۔"

بوگا ایک لمحے کو خاموش ہو گیا۔ ہجوم نے اس کے آخری جملے پر چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ سمورا کا چہرہ ہلدی کی مانند زرد ہو رہا تھا۔ وہ بدستور نظریں جھکائے خاموش کھڑا تھا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زیادہ دیر تک اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے گا۔ کسی لمحے بھی خوف سے چکرا کر گر پڑے گا۔

"ہواؤں کے دیوتا! کیا تم اپنی آسمانی قوتوں سے دریافت

کرکے مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ خوش نصیب فردِ واحد کون ہوگا جس کے حق میں تہذیب اور تمدن کے فرماں روا کی جانب سے سزائے موت کا حکم جاری ہونے والا ہے؟" جیکب نے ایک بار پھر اس ماحول سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

"وہ خوش نصیب تم بھی ہو سکتے۔" میں سرد لہجے میں بولا۔ "کیا تم اس قسم کی فضول باتیں کسی اور وقت نہیں کر سکتے؟"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ تم شاید سردار لوگا سے اپنے لیے کسی خلعتِ فاخرہ کی امید لگائے بیٹھے ہو۔" جیکب نے جلے کٹے لہجے میں جواب دیا۔

"میرے عزیز دوست، میرے رفیق سمورا! تم کن خیالوں میں گم ہو؟" لوگا نے اچانک سمورا کو مخاطب کیا تو وہ اپنی جگہ یوں لرز اٹھا جیسے اسے پھانسی کا حکم سنا دیا گیا ہو۔ چند لمحے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے لوگا کو دیکھتا رہا پھر بمشکل بولا۔

"م۔ م۔ میں سردار لوگا کے جشن میں اپنی شرکت پر فخر کر رہا ہوں لیکن..." وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ شاید لوگا کی تیز نظروں نے اسے گڑبڑا دیا تھا۔

"کہو سمورا! میرے جانباز اور جاں نثار دوست تم چپ کیوں ہو گئے؟" لوگا نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"میں لوگا کو اس جشنِ مسرت کے عظیم موقعے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔" سمورا نے سہمے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"مجھے تم سے اسی بات کی توقع تھی۔" لوگا مسکرایا پھر بلند آواز میں بولا۔ "قبیلے کے باسیو! سرداری کے چبوترے پر دوبارہ بیٹھنے کے بعد تم نے میرے کاندھوں پر ایک بار پھر ذمے داریوں کا بوجھ ڈال دیا ہے۔ میں مقدس اور ریگا کے نام پر تم کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہوں اور سردار ہونے کے ناتے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے سمورا کو اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔"

لوگا کے اعلان پر ہجوم کے درمیان پھر چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور سمورا اس اعلان کو سن کر یوں اپنی جگہ ساکت و جامد ہو گیا جیسے وہ گوشت پوست کا انسان نہ ہو بلکہ پتھر کا کوئی بے جان مجسمہ ہو جسے پختہ فرش پر استادہ کر دیا گیا ہو۔ شاید اسے اپنی قوتِ سماعت پر شبہ ہو رہا تھا جو وہ آنکھیں پھاڑے پلکیں جھپکائے بغیر ایک ٹک لوگا کو دیکھے جا رہا تھا۔ خود مجھے بھی لوگا کے اس اعلان پر شدید حیرت ہوئی۔

"کیوں فادر جیکب!" کیلاش نے مدھم آواز میں کہا۔ "کیا تم لوگا کے اس اعلان کو اس کی وسیع القلبی نہیں کہو گے۔ کیا یہ انسانیت کی دلیل نہیں کہ انسان کسی سے بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی اسے کشادہ دلی سے معاف کر دے؟"

"میں اسے لوگا کی حماقت سے تعبیر کروں گا۔" جیکب نے سلگتے ہوئے جواب دیا۔ "مقدس کتابوں میں بھی یہی درج ہے کہ قبل اس کے کہ کوئی موذی تمہیں ایذا پہنچائے اسے قتل کر دو۔ قدموں تلے روند کر ختم کر دو۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ لوگا اپنے قبیلے کے حالات کو ہم سے زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔"

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ انسانوں کے مقابلے میں درندوں میں چھٹی حس زیادہ ہوتی ہے۔" جیکب نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیوں سمورا!" لوگا کی ٹھوس آواز دوبارہ عبادت گاہ میں گونجی۔ "کیا تم لوگا کا نائب بننا پسند کرو گے؟"

"سمورا اس اعلان کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتا ہے اور اپنی غلطیوں..."

"بھول جاؤ میرے عزیز!" لوگا نے تیزی سے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "مقدس اور ریگا قسمتوں کو بنانے اور بگاڑنے کا اختیار رکھتا ہے جو کچھ ہوا اس میں بھی دیوتاؤں کی مرضی شامل تھی اور اب جو کچھ ہوگا وہ بھی مقدس دیوتاؤں کی مرضی سے ہوگا۔"

"میں مقدس اور ریگا کے نام پر سردار کو اپنی وفاداری کا یقین دلاتا ہوں۔" سمورا نے رُک رُک کر جواب دیا۔ شرمندگی کا احساس ابھی تک اس کے چہرے پر جھلک رہا تھا۔ اس کی کیفیت اس مجرم سے مختلف نہیں تھی جسے پھانسی کے پھندے تک لے جا کر اچانک اور خلافِ توقع معاف کر دیا گیا ہو۔

"میں اس تہذیب پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا جہاں دیوتاؤں کے نام پر سرِعام جھوٹ بولا جائے۔" جیکب نے تلملا کر کہا۔

"ساوری کی جانب بھی ایک نظر ڈالو فادر!" کیلاش بولا۔ "آج اس کا خوب صورت اور حسین چہرہ کسی جنگلی پھول کی طرح کِھلا کِھلا اور شاداب نظر آ رہا ہے لیکن افسوس کہ یہ پھول بھی تمہاری جیسی بنجر زمین پر اگنے کی حماقت میں مصروف ہے۔"

"اور ایسا ہی ایک جنگلی پھول ٹوکیلا کے روپ میں اپنے ساحل پر سیاحوں کو ناریل کا پانی پلانے میں مصروف ہوگا۔" جیکب جھلا کر بولا۔

جیکب اور کیلاش کے درمیان نوک جھونک جاری تھی کہ لوگا یک لخت چبوترے پر کھڑا ہو کر ہجوم کے درمیان کچھ دیکھنے لگا۔ پھر اس نے سمورا کو مخاطب کر کے دریافت کیا۔ "سمورا! میرے وفادار نائب کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ ہمارے درمیان میرا دیرینہ رفیق کارڈوبا کہاں موجود ہے؟"

"کارڈوبا۔" سمورا ایک لمحے کو ہچکچایا پھر دبی آواز میں بولا۔ "کارڈوبا اب ہمارے درمیان نہیں رہا۔ اسے۔ اسے..."

"لوگا جانتا ہے کہ اسے کن حالات کا شکار ہونا پڑا۔" یک لخت لوگا کے چہرے کے تیور خطرناک نظر آنے لگے۔ اس کی کشادہ پیشانی پر ان گنت آڑی ترچھی سلوٹیں اُبھر آئیں۔ کچھ دیر تک وہ خاموشی سے اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا پھر بڑے مدھم خوں خوار لہجے میں بولا۔ "وہ جو بہادر دل عزیز طبیعت کے مالک ہوں حلیم اور ملنسار ہوں اور ہر شخص کی دکھ بیماری میں کام آتے ہوں وہ کبھی نہیں مرتے۔ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ کارڈوبا مر چکا ہے لیکن اس کی روح آج بھی قبیلے میں ہمارے درمیان بھٹک رہی ہے اور میں، اوروفینا کا سردار لوگا مقدس اور ریگا کی بخشی ہوئی قوتوں کے نام پر کارڈوبا کی روح کو آواز دیتا ہوں کہ وہ اپنی اصلی صورت میں میرے روبرو پیش ہو۔"

لوگا کی گھن گرج اور کارڈوبا کے ذکر پر ہجوم پر سکتہ طاری ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ مجمع کائی کی مانند درمیان سے چھٹتا چلا گیا اور اس کے بعد جو کچھ پیش آیا اس نے سب ہی کو ششدر کر دیا۔ ہر شخص کی نظریں اس پُراسرار اور ہیبت ناک شخصیت پر جمی ہوئی تھیں جو کارڈوبا کے سوا کوئی اور نہیں تھا۔

ہجوم نے جو راستہ بنایا تھا کارڈوبا اس سے گزرتا ہوا لوگا کے چبوترے کی سمت قدم بڑھا رہا تھا۔ میں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے گھورتا رہا۔ اس کا قد بلا شبہ سات فٹ سے نکلتا نظر آ رہا تھا۔ جسامت کے اعتبار سے وہ ہڈیوں کا پنجر لگ رہا تھا۔ گوشت اس کی ہڈیوں کا ساتھ چھوڑ چکا تھا اور بدن مالو بتھر کی مانند جھول رہا تھا۔ اس کی رنگت گھپ اندھیروں سے بھی زیادہ تاریک اور سیاہ نظر آ رہی تھی۔ جس انداز میں وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا اس سے بظاہر ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی مشینی انسان ہو۔ اس کی آنکھوں کی ویرانیوں میں دنیا جہان کے اسرار دکھائی دے رہے تھے۔

مجمع دم بخود کارڈوبا کو دیکھتا رہا جو لوگا کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس کی ویران آنکھیں لوگا کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن ان آنکھوں میں زندگی کی کوئی علامت کوئی رمق موجود نہیں تھی۔ کچھ دیر تک وہاں موت کا سناٹا طاری رہا۔ لوگا کی شعلہ بار نگاہیں بھی کارڈوبا کے چہرے پر جمی رہیں پھر اس نے تحکمانہ انداز اختیار کیا۔

"کارڈوبا! میں اور ریگا کے مقدس نام پر تجھے کچھ دیر کے لیے طاقتِ گفتار بخش رہا ہوں مجھے بتا، وہ کون تھا جس نے تیری وفاداری پر شبہ کیا کون تھا وہ بدکردار جس نے تجھے زندگی جیسی عظیم نعمت سے محروم کر دیا؟ میں تیری زبان سے اس کا نام سننا چاہتا ہوں۔"

"سر۔ دا۔ رر۔ رر!" کارڈوبا کے حلق سے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز ابھری لیکن اس کے ہونٹ بدستور ساکت نظر آ رہے تھے۔ ہجوم خوف و دہشت کی کیفیتوں سے دوچار تھا۔

"ہاں کارڈوبا! میں سن رہا ہوں مجھے بتا کہ وہ کیا حالات تھے جنھوں نے تجھے موت سے ہمکنار کر دیا؟" لوگا نے پُراسرار لہجے میں کارڈوبا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ دار! تیرے خادم سے۔ تیری امانت کی حفاظت کا گناہ سرزد۔ ہوا تھا۔" کارڈوبا کے بند لبوں کے اندر سے اس کی آواز ابھری یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آواز بہت دور سے آ رہی ہو۔

"مکوشلا!" لوگا نے سختی سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے سرد لہجے میں اپنی محبوبہ کا نام لیا۔

"ہاں سردار! میں نے تیری امانت کو۔ اپنے ہاتھوں سے دیوتا کے قدموں میں لے جا کر زندہ جلا دیا تھا۔"

"میں جانتا ہوں بدنصیب کارڈوبا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔" لوگا گرج اٹھا۔ "لیکن مجھے بتا کہ تیری موت میں کون سے گندے اور ناپاک ہاتھ شامل تھے۔"

"وہ۔ وہ۔ مکالا تھا۔"

"مکالا۔" لوگا کی آنکھوں سے چنگاریاں ابلنے لگیں۔

"ہاں۔ اسی نے مجھے اپنے آدمیوں کے ساتھ گھنے جنگلات میں تلاش کر کے سوتے میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔" کارڈوبا نے اپنا سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "سوکاڑو نے اپنے کالے علم کے ذریعے مکالا کو میرا پتا بتا دیا تھا۔ م۔ میں نے سوکاڑو کو ڈس کر اپنا انتقام پورا کر لیا لیکن مکالا۔ وہ تیرے آ جانے کی وجہ سے فرار ہو گیا۔"

"نہیں۔ وہ لوگا کی نگاہوں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔ اس کا انجام بھی تیری بدنصیب روح کے ہاتھوں عبرت ناک ہونا چاہیے۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"مکالا کو گھیر کر میرے روبرو پیش کر۔ میں اوروفینا کے باسیوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ غداری کی سزا کتنی ہول ناک ہوتی ہے۔" لوگا نے کسی درندے کی طرح گرجتے ہوئے کہا۔

کارڈوبا نے آہستہ سے گردن ہلائی پھر یک لخت وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ قربان گاہ میں ہر طرف پُرہول سناٹا طاری تھا۔ ہجوم دم سادھے کھڑا آنے والے لمحوں کے بارے میں غور کر رہا تھا اور لوگا اس طرح اپنی جگہ کھڑا بار بار سختی سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا جیسے انتظار کے لمحے اس کے لیے

ناقابلِ برداشت ہوں پھر اس نے آسمان کی سمت چہرہ بلند کرکے آنکھیں موند لیں اس کے ہونٹ ملنے لگے۔ میں نے پلٹ کر جیکب کی سمت دیکھی، اس وقت اس کی رنگت بھی گم نظر آ رہی تھی۔

ماحول پر خاصی دیر تک موت کا بھیانک اور ہولناک سکوت طاری رہا پھر مکالا دیوانوں کی مانند چیختا ہوا عبادت گاہ میں داخل ہوا، وہ بار بار اس طرح اپنے اردگرد گھوم رہا تھا جیسے کوئی نادیدہ قوت اسے اذیت پہنچا رہی ہو، لوگا نے آنکھیں کھول دیں اور قہر آلود نظروں سے مکالا کو گھورنے لگا جو اس کے سامنے سہما کھڑا پھٹی پھٹی نظروں سے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کارڈوبا! کیا تو یہاں موجود ہے؟" لوگا کی سرد آواز ابھری۔

"ہاں سردار! تیرا یہ خادم تیرا حکم بجالایا" کارڈوبا کی آواز سنائی دی پھر وہ اصلی روپ میں نظر آنے لگا، مکالا کے چہرے پر موت کے خوف ناک سائے منڈلانے لگے۔

"تیرا شکار تیری نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ دیر مت کر۔" لوگا غوں خوار آواز میں چلایا "جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس بدکردار کو ٹھکانے لگا دے۔ یہ تیرے سردار لوگا کا حکم ہے۔"

کارڈوبا نے مشینی انداز میں پلٹ کر مکالا کو دیکھا، مکالا نے موت سے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اپنی جگہ سے ایک انچ جنبش نہ کر سکا، یوں تیورا کر زمین پر گرا جیسے کسی پُراسرار طاقت نے اس کے پیر جکڑ رکھے ہوں لوگا کی شعلہ باز نگاہیں مکالا پر مرکوز تھیں پھر جو کچھ ہوا اس نے ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

مکالا کے زمین پر گرتے ہی کارڈوبا بھی زمین پر لیٹ گیا پھر اس نے لوٹ لگائی اور اژدھے کی صورت اختیار کرلی، دوسرے ہی لمحے وہ پھاڑ سا منہ کھولے مکالا کی سمت رینگنے لگا، مکالا موت کے خوف سے حلق کے بل چیختا رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز اس کے حلق کے اندر گھٹتی چلی گئی۔

کارڈوبا نے اژدھے کے روپ میں مکالا کو اپنے منہ کے درمیان دبوچ کر زمین سے اوپر اٹھا لیا اور آہستہ آہستہ اپنا منہ بند کرنا شروع کیا تو مکالا کی ہڈیاں کڑکڑانے لگیں، اس کے جسم سے خون کے فوارے اُبلنے لگے۔ وہ موت اور زندگی کے درمیان پھنسا کسی زخمی پرندے کی مانند پھڑپھڑا رہا تھا اور کارڈوبا بے حد بھیانک انداز میں اس کے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ رہا تھا۔ وہ منظر اس قدر کرب ناک اور دہشت سے بھرپور تھی کہ میں نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ آج بھی جب مجھے مکالا کی اذیت ناک موت کا خیال آتا ہے تو جھرجھری لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

*

جس روز بوگا کو دوبارہ اوڈفینا کا سردار بنایا گیا اسی رات وہ ساوری کے ساتھ ہماری رہائش گاہ پر بیٹھا ہم سے باتیں کر رہا تھا گفتگو اور سوجھ بوجھ کے اعتبار سے وہ بے حد معاملہ فہم اور دور اندیش نظر آتا تھا، میں اس کی قوت کا تماشہ رات کے وقت بھی دیکھ چکا تھا اور اس وقت بھی جب وہ عبادت گاہ میں چبوترے پر کھڑا کسی شیر کی مانند دہاڑ رہا تھا لیکن عام زندگی میں وہ بہت ملنسار اور نرم مزاج واقع ہوا تھا۔ اس کی طبیعت کا کچھ اندازہ ہم نے اس وقت بھی لگا لیا جب اس نے سمورا سے انتقام لینے کے بجائے اسے نہایت فراخ دلی سے معاف کر دیا تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھ جو سازش ہوئی تھی اس میں سمورا کی اقتدار کی ہوس سے زیادہ مکالا کی کمینگی اور کینہ توز خصلت کو دخل تھا۔

رسمی گفتگو کے دوران اس نے کھلے الفاظ میں مجھے اپنا نجات دہندہ قرار دیا۔ اس بات پر میرا شکریہ ادا کیا کہ میں نے ساوری کے سلسلے میں سمورا کی اس خواہش کو رد کر دیا کہ اسے مکالا کے حوالے کر دیا جائے اور اس بات پر بھی کہ میں نے اپنی جان پر کھیل کر زادیا کی روح سے کیے ہوئے عہد کے پیشِ نظر اسے قیدِ تنہائی سے نجات دلائی۔

لوگا بڑے سلجھے ہوئے سیدھے سادے انداز میں باتیں کر رہا تھا، یہ پہلا موقع تھا جب میں نے جیکب کے چہرے پر کسی الجھن یا ناگواری کے تاثرات نہیں دیکھے ورنہ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں وہ درمیان میں کوئی ایسی اونچی نیچی بات ذکر بیٹھے جو ہماری بنی بنائی ساکھ کو خراب کر دے۔ کیلاش بھی بے حد توجہ سے لوگا کی باتیں سن رہا تھا۔

"مقدس سردار!" لوگا ایک لمحے کو خاموش ہوا تو ساوری نے کہا "فادر جیکب نے میری خاطر سمورا کو للکارا تھا حالانکہ ان کی حیثیت دیوتاؤں کے خادموں جیسی ہے۔"

لوگا کے چہرے پر ایک لمحے کو گہری سنجیدگی نمودار ہوئی لیکن پھر اس نے مسکراتے ہوئے جیکب کو دیکھا، بڑے شستہ لہجے میں بولا۔

"فادر جیکب! ساوری مجھے اپنی بیٹی ہی کی طرح عزیز ہے، اس لیے میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں۔"

"میں نے جو کچھ کیا وہ میرا اخلاقی اور مذہبی فرض تھا۔ اس لیے شکریے کی کیا بات ہے۔" جیکب نے مہذب انداز میں جواب دیا۔

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تمہارا تعلق عیسائی مذہب سے ہے۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا لیکن..."

"ساوری کا باپ بھی عیسائی تھا۔" لوگا نے جیکب کی حیرت پر مسکراتے ہوئے کہا "اس نے مجھے اپنے مذہب کے بارے میں بہت ساری معلومات بھی فراہم کی تھیں۔"

"میرا خیال ہے کہ انسان کو ہمیشہ کسی ایسے معبود کے سامنے سر جھکانا چاہیے جو ہر اعتبار سے عبادت کرنے والے سے زیادہ قوت رکھتا ہو۔" جیکب نے پادری ہونے کے ناتے اچانک تبلیغی انداز اختیار کیا تو میں اپنی جگہ سنسنا کر رہ گیا کیلاش کو بھی اس کی یہ حماقت گراں گزری لیکن لوگا کے چہرے پر ناگواری کے کوئی تاثرات نہیں ابھرے وہ جیکب کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں میرے عزیز دوست لیکن تم یہ کس طرح ثابت کرو گے کہ کون عظیم تر ہے۔ میری معلومات تمہارے مقابلے میں محدود ضرور ہیں لیکن میرا اپنا ایک نظریہ ہے میں کسی ایسے معاملے میں دخل نہیں دیتا جس کے بارے میں مجھے پوری معلومات حاصل نہ ہوں تم چاہو تو ساوری سے تصدیق کر لو۔ میں نے اسے کبھی اپنے دیوتاؤں کے سامنے جھکنے پر مجبور نہیں کیا۔ ممکن ہے تمہیں میری بات ناگوار گزرے لیکن میرا یقین ہے کہ ہم جس مقدس اور یگا کے سامنے سر جھکاتے ہیں وہ بھی عظیم قوتوں کا مالک ہے، اسی کی پرستش نے مجھے سنوارا ہے۔ ایسی طاقت عطا کی ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیا تم نے عبادت گاہ میں میرے حکم پر کارڈوبا کو بولتے نہیں دیکھا؟"

"میں تمہارے خیالات کی قدر کرتا ہوں لیکن جب میں نے سمورا کی رہائش گاہ سے اوڈ کے نایاب مجسمے کو چوری کیا تھا، اس وقت پتھر کی وہ بے جان مورتی مجھے بالکل بے بس نظر آ رہی تھی۔"

"جیکب!" میں نے اسے ٹوکنے کی کوشش کی "کیا تم یہ بحث ختم نہیں کر سکتے۔"

"اسے بولنے دو میرے عزیز!" لوگا نے ہاتھ اٹھا کر مجھے سمجھاتے ہوئے کہا پھر پہلو بدل کر جیکب سے بولا "میں تمہاری دلیل تسلیم کرتا ہوں کہ مقدس اوڈ کا نایاب مجسمہ تمہارے عمل کے مقابلے میں اپنا بچاؤ نہیں کرسکا مگر ذرا سوچو، کیا مقدس اوڈ کی خاموشی تمہارے کردار کی نفی نہیں کرتی۔ مجھے بتاؤ فادر جیکب! کیا کسی مذہب نے دوسرے مذہب کی برائی کی ترغیب دی ہے؟"

لوگا نے جس خوب صورتی سے جیکب کو قائل کرنے کی کوشش کی اس نے جیکب کو لاجواب ہو کر بغلیں جھانکنے پر مجبور کر دیا پھر قبل اس کے کہ جیکب کٹ حجتی شروع کرتا میں نے جلدی سے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"لوگا! کیا سمورا نے تمہیں ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے؟"

"نہیں۔ میں نے سمورا کی ناقص معلومات کرنے کی کوشش نہیں کی، اس لیے کہ وہ تمہارے بارے میں ابھی تک اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکا کہ تم لوگوں کی اصلیت کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے لوگا کی معنی خیز مسکراہٹ پر چونکتے ہوئے کہا "اصلیت سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"لوگا ایک گمنام جزیرے پر بسنے والے وحشیوں کا سردار ہے لیکن علم کی روشنی دنیا کے گوشے گوشے میں موجود ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ تعلیمی اعتبار سے میری حیثیت تمہارے مقابلے میں صفر سے زیادہ نہیں لیکن مقدس اور یگا کی پرستش نے کچھ ایسی لازوال قوتیں بخش دی ہیں جس کی بدولت میں جھوٹ اور سچ میں فرق محسوس کرسکتا ہوں۔" لوگا نے بے حد سنجیدگی سے کہا "مجھے تمہارے بارے میں بھی تمام حالات کا بخوبی علم ہے، میرے بزرگوں نے اس جزیرے پر تمہاری آمد کی پیش گوئی بہت پہلے کر دی تھی اور اسی وقت سے میں تمہاری راہ دیکھ رہا ہوں۔"

"تم۔ ہمارے بارے میں کیا جانتے ہو؟" کیلاش نے وضاحت چاہی۔

"یہی کہ تم ایک ماہر اور تجربے کار سرجن ہو۔" لوگا نے مسکراتے ہوئے دوستانہ لہجے میں جواب دیا "تم نے اگر اپنی سرجری کے ذریعے سمورا کو اس کی رسوائی سے نجات نہ دلائی ہوتی تو شاید میرے قبیلے کے لوگ تمہاری دیوتاؤں والی حیثیت کو کبھی تسلیم نہ کرتے۔

اس لیے کہ وہ صرف مقدس اوریگا اور دیوتا اور کے پجاری ہیں۔ تم نے اپنے آتشی اسلحے کے عملی مظاہرے سے بھی مقامی لوگوں کو مرعوب کر لیا ہے۔"

"کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ ہمارے یہاں آنے کا سبب کیا ہے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

"میرے عزیز! تمہارے اس سوال کا جواب تو زاریا کی بے چین روح بھی دے چکی ہے۔" لوگا ایک لمحے کو زاریا کے نام پر ملول ہو گیا لیکن جلد ہی خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ قسمت تم لوگوں پر مہربان تھی جو طوفانی لہروں نے تمہارے جہاز کو اس جزیرے پر پہنچا دیا ورنہ کیا تم خود نہیں جانتے کہ ان بدنصیب لوگوں کا انجام کس قدر حسرت ناک اور اذیت ناک ہوا ہوگا جو تمہارے سفر میں شریک تھے۔"

"زاریا کی روح نے مجھ سے ایک عہد بھی کیا تھا۔" میں نے بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "اس نے کہا تھا۔۔۔!"

"میں جانتا ہوں میرے محسن کہ بدنصیب زاریا کی بے چین روح نے تم سے کیا وعدہ کیا ہے لیکن شاید وہ اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے۔"

"کیا مطلب؟"

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو عظیم اور مقدس دیوتاؤں کے علاوہ کسی اور کو نہیں معلوم ہوتیں۔" لوگا نے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "زاریا کو بھی صرف اسی حد تک معلوم تھا کہ تم نے کس مقصد کے تحت یہ سفر اختیار کیا ہے۔ میری طرح وہ بھی تمہارے سلسلے میں اور دفینا کی حدود کے اندر تک کے تمام واقعات کا علم رکھتی ہے لیکن اس جزیرے کے آگے کیا ہوگا۔ یہ بات میرے علم سے بھی باہر ہے۔"

"لوگا!" میں نے اس کے چہرے کو بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا میں یقین کر لوں کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔"

میرا جواب سن کر لوگا کا چہرہ ایک لمحے کو غصے کی شدت سے تمتما اٹھا۔ اسے شاید میری بات ناگوار گزری تھی۔ ایک پل کے لیے اس نے مجھے بگڑتے ہوئے تیوروں سے دیکھا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"میرے عزیز! کیا یہ غلط ہے کہ تم اپنی شریک حیات کو ایک بار کھو دینے کے بعد دوبارہ اسی کی آخری خواہش پر اسے تلاش کرنے کی خاطر بھٹکتے پھر رہے ہو؟"

"تم نے درست کہا ہے لیکن کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا یا نہیں ؟"

"میرے قبیلے کی حدود تک میرے بزرگوں اور دیوتاؤں نے تمہاری کامیابی کی ضمانت دی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ مقدس اوریگا کی قسم یہ بات لوگا بھی نہیں جانتا۔ اگر جانتا تو اپنے محسن کو اندھیرے میں کبھی نہ رکھتا۔"

"کیا اوریگا جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے؟" کیلاش نے میرے اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"وہ دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔" لوگا نے بڑی عقیدت اور اعتماد سے جواب دیا۔

"کیا تمہاری پرستش ہمارے کسی کام نہیں آ سکتی۔" جیکب نے کہا۔

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں فادر جیکب! مگر مجھے افسوس ہے کہ میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

"کیا تم اس جزیرے سے ہماری واپسی کا کوئی بندوبست بھی نہیں کر سکتے؟" جیکب نے دوسرا سوال کیا۔

"یہ حالات پر منحصر ہے۔" لوگا نے تیزی سے جواب دیا۔ "لیکن میں تمہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تم جب تک ہمارے درمیان رہو گے تمہاری حیثیت میرے خاص مہمانوں جیسی ہوگی اور جو لوگا کا مہمان ہو اسے قبیلے کا کوئی فرد ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا لیکن میری ایک شرط بھی ہے۔ تم میرے قبیلے کے لوگوں کو مذہبی اعتبار سے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"اور اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں؟"

"اگر تم نے ایسا کیا تو پھر ہماری دوستی دشمنی میں تبدیل ہو جائے گی۔" لوگا ٹھوس آواز میں بولا۔ "لوگا نے مذہبی معاملات میں آج تک کسی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہیں کیا۔"

"سمورا نے ہم سے ایک عہد اور بھی لیا ہے۔" کیلاش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس نے ہمیں جھیل والی بھوری پہاڑیوں کی طرف جانے سے سختی سے منع کیا تھا۔ تم اس سلسلے میں کیا کہو گے؟ کیا ہمیں صرف تمہارے قبیلے کی حدود تک محدود رہنا پڑے گا؟"

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ سمورا نے تم سے جو عہد لیا ہے وہ ٹھیک ہی ہے۔"

"کیا رکھا ہے ان بھوری پہاڑیوں میں؟"

"یہ راز ممکن ہے ہمارے آبا و اجداد کے سینے میں دفن ہو لیکن جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے ہمارا کوئی آدمی بھوری پہاڑیوں کی طرف نہیں گیا۔"

"کوئی خاص وجہ ؟"

"ہمارے بزرگوں نے یہی بتایا تھا کہ ان چٹانوں کے درمیان کہیں مقدس اوریگا کا مسکن ہے اور اوریگا اپنے درمیان کسی دوسرے وجود کو برداشت نہیں کرتا۔"

"لوگا!" میں نے اسے گھورتے ہوئے قدرے خشک لہجہ اختیار کیا۔ "تمہیں یقین ہے کہ آج تک ان پہاڑیوں کی جانب تمہارے قبیلے کا کوئی آدمی نہیں گیا؟"

"اوہ۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا۔" لوگا نے یک لخت چونکتے ہوئے کہا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "وہ جینی کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی، مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ کوئی پُراسرار قوت تمہاری پشت پر ضرور موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید تم لوگ اب تک سوکارو کے کالے علم یا پھر مکالا کی مکاری کا شکار ہو چکے ہوتے۔ میرے محسن! کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ جینی تم سے کس روپ اور کس حال میں ملی تھی؟"

"تم اوریگا کے پجاری ہو۔ اوریگا نے تمہیں لازوال قوتیں عنایت کی ہیں۔ کیا تم اپنی ان قوتوں کے ذریعے جینی کے بارے میں نہیں معلوم کر سکتے کہ وہ کن حالات کے پیش نظر ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہوئی تھی؟"

"تم اب شاید لوگا کی طاقت کا امتحان لینا چاہتے ہو۔" اس نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں نے جینی کے بارے میں غور کیا تھا مگر مجھے غالباً دیر ہو گئی، میرا خیال ہے اپنا انتقام پورا کرنے کے بعد اس کی بے چین روح آسمانوں کی سمت پرواز کر گئی اور مجھے یقین ہے کہ جینی کی پُراسرار قوتوں نے اس وقت تمہارا ساتھ دیا ہوگا جب موت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہوگی۔ شاید اسے بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ تم ہی وہ اجنبی مہمان ہو جن کے جزیرے پر قدم رکھنے کے بعد ہمارے بزرگوں نے سمورا اور مکالا کا سورج غروب ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔"

"کیا جینی بھوری پہاڑیوں کی طرف نہیں گئی تھی؟" میں نے اپنا سوال واضح کر دیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔" لوگا نے نہایت صاف گوئی اور کھرے انداز میں کہا۔ "کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن کا راز ہی رہنا بہتر ہوتا ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر جینی ہی کی پُراسرار قوت نے تمہارا ساتھ دیا ہے تو پھر اس نے تم کو ان پہاڑیوں کے بارے میں کچھ بتایا بھی ہوگا۔"

"لیکن تم نے کہا تھا کہ تمہارا کوئی آدمی۔۔۔!"

"لوگا نے ٹھیک ہی کہا تھا۔" اس نے کیلاش کا جملہ کاٹتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "جینی کا تعلق ہمارے قبیلے سے نہیں تھا وہ بھی ساوری اور تم لوگوں کی طرح حالات کی ستم ظریفیوں کا شکار ہو کر ہمارے درمیان آ گئی تھی۔"

"گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے قبیلے کے افراد کے علاوہ۔" میں نے چبھتے ہوئے انداز میں لوگا کو ٹٹولنا چاہا۔ مجھے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی، وہ یک لخت ہاتھ ملتا ہوا اٹھ گیا، مجھے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے سرسراتی آواز میں بولا۔

"سمورا نے تم سے جو عہد لیا ہے اس پر قائم رہنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے، فی الحال میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک تم ہمارے درمیان قبیلے کی حدود کے اندر رہو گے، ہمارے آدمی تمہاری خاطر مدارات میں کسی بخل سے کام نہیں لیں گے۔"

"لوگا!" کیلاش نے موضوع بدلنا چاہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ سمورا کو نائب کا درجہ دینے کے بعد تم نے اس کی وفاداری کو خرید لیا ہے؟"

"دلوں کے بھید سوائے مقدس دیوتاؤں کے اور کوئی نہیں جانتا۔" لوگا خود کو سنبھالتے ہوئے محتاط آواز میں بولا۔ "ہو سکتا ہے اقتدار کی ہوس اسے ایک بار پھر راستے سے بھٹکانے کی کوشش کرے لیکن اس بار اگر اس نے غداری کی کوشش کی تو اس کا انجام مکالا سے بھی زیادہ بھیانک اور عبرت ناک ہوگا۔"

"تمہاری لازوال قوتوں نے کیا بتایا ہے، کیا سمورا دوبارہ

اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرے گا؟" میں نے دیدہ و دانستہ سنجیدگی کے اس پُراسرار خول کو توڑنا چاہا جسے بوگا نے اپنی شخصیت کے گرد نہایت مہارت سے چڑھا رکھی تھی۔ میرے لہجے کی چبھن اور الفاظ کی کاٹ محسوس کر کے بوگا ایک لمحے کو غصّے سے سرخ ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کے زاویے بڑی تیزی سے بدلے۔ اس کے اندر پوشیدہ وحشت اور درندگی بڑی سرعت سے ابھری لیکن اسی سرعت سے بوگا نے خود کو بہکنے سے بچا لیا۔ چند ثانیے کے لیے مجھے تیز نگاہوں سے گھورتا رہا پھر معنی خیز انداز میں بولا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ دل چسپ اور دور اندیش نظر آتے ہو۔ میں پہلی فرصت میں تم سے دوبارہ ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا پھر تمہیں بتاؤں گا کہ پُراسرار اور لازوال قوتوں کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔"

"میں تم سے ایک آخری سوال اور کرنا چاہوں گا۔" میں نے بوگا کی گہرائیوں کو نگاہوں نگاہوں میں محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "کیا میں اپنی اس عزیز ہستی کو دوبارہ پا سکوں گا جس کی تلاش نے ہمیں اوروفینا کے ساحل تک پہنچا دیا ہے؟"

"اب بوگا کی باری ہے میرے عزیز!" اس بار اس نے میرا مضحکہ اڑانے کے موقع کو ضائع نہیں جانے دیا۔ "کیا تم نے ان پُراسرار اور بے پناہ قوتوں سے اپنے سوال کا جواب حاصل کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی جنھوں نے تمہیں بدبخت سوکارو کے لیے بھی ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا؟"

میں کوئی جواب دینے کے بجائے بوگا کو گھورنے لگا۔ جینی اور جیکسن کے بعد بوگا نے بھی مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ میں بے پناہ اور لازوال قوتوں کا مالک ہوں۔ مجھے خاموش دیکھ کر بوگا کے چہرے پر مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ ہمارے درمیان زیادہ دیر نہیں رکا، باری باری اس نے بڑے مہذب انداز میں ہم سے مصافحہ کیا پھر ساوری کے ساتھ رخصت ہو گیا۔

"جمال!" بوگا کے جانے کے بعد کیلاش نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے کیا نتیجہ اخذ کیا اس کے سلسلے میں؟"

"سمورا کے مقابلے میں بوگا بہت زیادہ زیرک، نہایت گہرا اور دور اندیش نظر آتا ہے۔"

"ہمیں اس سے ہر لمحے محتاط اور ہوشیار رہنا ہو گا۔"

"میں تمہاری رائے سے متفق ہوں۔" میں نے تصور میں درخشاں کے معصوم اور شگفتہ وجود کو محسوس کیا۔ ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔ "میرا خیال تھا کہ سوکارو اور مکالا کے خطرے سے آزاد ہو جانے کے بعد ہم سکون کا سانس لے سکیں گے لیکن شاید ہمارے مقدر میں ٹھوکریں ہی لکھی ہیں۔"

"ایک آخری حربہ باقی رہ گیا ہے۔" کیلاش نے میرے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔ "سمورا۔ ہم اسے شیشے میں اتارنے کی کوشش کیوں نہ کریں؟"

"کیا حاصل ہو گا؟" میں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ درخشاں کے خیال نے مجھے مضطرب کر دیا تھا۔

"ہمت سے کام لو جمال! یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے کیا بنے گا؟"

"میری ہمت اب جواب دے گئی ہے کیلاش!" میں نے مضمحل آواز میں کہا۔ "کاش میں نے درخشاں کی آخری خواہش پر یہ سفر اختیار نہ کیا ہوتا۔ شاید ہم اپنے راستے سے بھٹک گئے تھے اور اب قسمت ہمیں اسی کیے کی سزا دے رہی ہے۔"

"جو وقت گزر گیا واپس نہیں آ سکتا۔ یہ سوچو کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے؟" کیلاش نے میری ہمت بڑھانے کی کوشش کی۔ "زندگی میں ایسے بے شمار موڑ آتے ہیں جہاں انسان خود کو بالکل بے بس اور مجبور محسوس کرنے لگتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ راستے خود بہ خود صاف ہوتے جاتے ہیں۔"

"ہمیں بھی اب خود کو وقت کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا چاہیے۔ شاید قدرت ہمارے اوپر مہربان ہو جائے۔"

"بوگا کی شخصیت مجھے بھی بے حد پہلو دار اور پُراسرار نظر آتی ہے۔" جیکب نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "ربِ عظیم کی قسم، وہ شخص جو الفاظ سے کھیلنے کی کوشش کرے اور چرب زبانی کو زندگی کا شعار بنا کر دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کرے، انتہائی بدطینت اور خطرناک ہوتا ہے۔"

"میں تمہیں خاص طور پر محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "سمورا کی بات اور تھی لیکن بوگا اپنے مذہبی عقائد کے معاملے میں زیادہ ٹھوس اور سخت گیر طبیعت کا مالک نظر آتا ہے۔ تم نے اس کی موجودگی میں اوروکے نایاب مجسمے کی چوری کا اعتراف کر کے کسی عقل مندی کا ثبوت نہیں دیا۔ آئندہ حماقت کی باتوں سے گریز ہی کرنا۔"

"مذہب کے معاملے میں مجھے اپنی موت پر کوئی تردد نہیں ہو گا۔" جیکب نے صاف گوئی سے جواب دیا پھر چونک کر مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "بوگا تمہیں بار بار محسن کے نام سے مخاطب کر رہا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ تم نے اسے قیدِ تنہائی سے نجات دلائی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"

"نہیں۔" میں نے جیکب کو ٹالنے کی کوشش کی۔ "وہ اپنے بزرگوں کی پیش گوئی کی رعایت سے ایک امکانی پہلو کو اجاگر

کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

"اور یہ جینی اور اس کی پُراسرار قوتوں کا کیا قصہ ہے؟" جیکب نے مجھے سنجیدگی سے کریدنے کی کوشش کی۔

"میں بتاتا ہوں۔" کیلاش نے جلدی سے کہا۔ "جینی دراصل ایک عورت کی بھٹکتی ہوئی روح ہے جو جمال کی مدد کر رہی ہے۔"

"یہ بات میں بوگا کی زبانی بھی سن چکا ہوں لیکن جینی آخر ہماری مدد کیوں کر رہی ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟"

"انتقام۔" کیلاش بولا۔ "تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ جینی ایک بار تم سے بھی ٹکرا چکی ہے۔ تم نے اسے لفٹ نہیں دی اس لیے مرنے کے بعد اب وہ جمال سے فلرٹ کر کے تم سے اپنی ناکام محبت کا بدلا چکا رہی ہے۔"

"تم خبط بکواس کر رہے ہو یا پھر مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔" جیکب نے ناگوار انداز میں جواب دیا۔ "میں نے جینی کا نام پہلی بار سنا ہے اس لیے..."

"یہی تو ستم ظریفی ہے میرے دوست!" کیلاش نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "میں تمہاری اس بات سے متفق ہوں کہ تم نے جینی کا نام پہلے کبھی نہیں سنا مگر کیا تم اس بات سے بھی انکار کر سکو گے کہ تم روپا نامی کسی عورت سے بھی ناواقف ہو؟"

"کیا مطلب؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو تو مطلب صاف ظاہر ہے۔ دراصل روپا نے مرنے کے بعد اس خیال سے اپنا مذہب اور نام دونوں تبدیل کر لیا ہے کہ شاید تمہاری محبت کو کبھی جونک لگ سکے۔"

کیلاش نے یہ بات اس قدر سنجیدگی اور بے ساختگی سے کہی کہ میں اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکا اور جیکب۔ وہ کیلاش کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

*

دوسری صبح میں جیل قدمی کے ارادے سے نکلا تو کیلاش بھی میرے ساتھ تھا۔ ہمارے درمیان بوگا کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بوگا کے میدان میں آ جانے کے بعد ہماری مشکلات بڑھ جائیں گی اس لیے کہ پہلی ہی ملاقات میں اس نے ہماری اصلیت کو ہمارے سامنے بے نقاب کر دیا تھا لیکن میں کیلاش کی رائے سے متفق نہیں تھا۔

میں نے بوگا کو زاربا کے حوالے سے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اگر اس کی بے چین روح نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں سمورا، مکالا اور اس کے درمیان آنے کی کوشش کبھی نہ کرتا اور بوگا کو غار کی قید سے نجات نہ ملتی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ غار جہاں سمورا نے اسے قبیلے والوں کی نگاہوں سے روپوش رکھا تھا اس کا مقبرہ ہی ثابت ہوتا۔ اس خیال کے پیشِ نظر مجھے یقین تھا کہ بوگا کی پالیسی ہمارے سلسلے میں نرم رہے گی البتہ اس بات کا اندازہ میں نے پہلی ہی نظر میں لگا لیا تھا کہ سمورا کے مقابلے میں بوگا بہت زیادہ طاقت ور، نہایت چالاک اور دور اندیش واقع ہوا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں اوروفینا کی سرحدوں سے دور نکل جانا چاہیے۔"

"جان بوجھ کر ناساعد حالات کے درمیان گھرے رہنے پر کوئی احمق ہی آمادہ ہو سکتا ہے۔" میں نے کیلاش کو جواب دیا۔ "لیکن کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس قبیلے کی سرحدیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں؟"

"کیوں نہ ہم آج ہی سے اس ضمن میں چھان بین شروع کر دیں؟" کیلاش بولا۔ "میرا مقصد ہے کہ اگر ہم روزانہ ایک سمت کا دور دراز کے علاقے تک کا جائزہ لیں تو کیا عجب ہے کہ یہاں سے فرار ہونے کی کوئی صورت نکل آئے۔"

"خیال برا نہیں ہے لیکن سوچ لو سمورا کی طرح بوگا نے بھی اپنے کچھ مخصوص آدمیوں کو ہماری نقل و حرکت کی نگرانی پر ضرور مامور کیا ہو گا۔"

"لیکن اس نے یہ بھی کہا ہے کہ جزیرے پر ہماری حیثیت مہمانوں جیسی ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔ آج ہم جھیل والی سمت چلتے ہیں۔" میں نے کیلاش کی بات سے بادلِ ناخواستہ اتفاق کرتے ہوئے کہا پھر ہم نے اپنا رخ جھیل کی جانب کر لیا جو ہماری رہائش گاہ سے تقریباً چھ میل دور تھی۔

اس وقت جزیرے پر صبح کا منظر بے حد حسین اور سہانا تھا۔ مقامی لوگ چونکہ راتوں کو دیر تک جاگتے رہنے کے عادی تھے اس لیے ابھی تک خوابِ خرگوش میں مبتلا تھے لیکن قدرتی مناظر پوری طرح بیدار نظر آ رہے تھے۔ ساحلی علاقہ ہونے کے باوجود وہاں ضرورت سے کچھ زیادہ ہریالی تھی اور خوش گلو پرندے اپنی زبان میں قدرت کی صناعی کا نغمہ الاپ رہے تھے۔ ہم ان قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بہت دور تک نکل گئے۔ جھیل سے ہمارا فاصلہ جب بمشکل ایک میل رہ گیا تو میں نے کیلاش کو روکتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہم جھیل کے کنارے جانے کے بجائے کسی بلند درخت پر چڑھ کر حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں؟"

"کیوں، کیا ساحل پر ہمارے لیے کوئی خطرہ موجود ہو گا؟"

"سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست! سمورا نے ہمیں خاص طور پر بھوری پہاڑیوں کی طرف جانے سے منع کیا تھا اور

مجھے یقین ہے کہ ہم جس جھیل کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں وہ ان پہاڑیوں سے نزدیک ترین ہے ایسی صورت میں کچھ مقامی لوگ اس حصے کی نگرانی پر ضرور مامور ہوں گے۔"

"میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح ان پہاڑیوں کی طرف ضرور سفر کرنا چاہیے۔" کیلاش نے دوبارہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ان پہاڑیوں پر پہنچ جانے کے بعد ہمیں مہذب دنیا کی طرف واپسی کا راستہ تلاش کرنے میں ضرور کامیابی ہو گی۔"

"کیا تم اپنا ریوالور ساتھ لائے ہو؟"

"کیوں، تمہیں اس وقت اچانک ریوالور کا خیال کیوں آ گیا؟"

"خطرے کی صورت میں حالات سے نمٹنے کے لیے ہمارے پاس ریوالور کی موجودگی ضروری ہے۔"

"یہ تمہارا وہم ہے جمال!" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم غالباً ساحلی علاقوں پر بسنے والے جنگلی قبائل کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔ یہ اوپر سے جس قدر قوی، تومند اور جفاکش نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی بزدل، کم ہمت اور آرام طلب ہوتے ہیں۔ میدان میں دشمن کے سامنے آ کر ان سے مقابلہ کرنے کے بجائے یہ لوگ پشت سے چھپ کر حملہ کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی تنہا شکار کی تلاش میں نہیں گھومتے، جتھے کی صورت میں جنگلی جانوروں جیسے انداز میں گھنی جھاڑیوں کے درمیان سفر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔"

"کیا تم نے پہلے کبھی کسی ساحلی علاقے کا سفر کیا ہے؟"

"نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ مجھے کالج کے زمانے میں بھی معلوماتی اور مہماتی قسم کی کتابیں پڑھنے کا بے حد شوق رہا ہے۔ میں نے ایسی بے شمار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو افریقی پس منظر میں جنگلی اور وحشی قبائل سے متعلق لکھی گئی ہیں۔"

"مجھے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں جیکب کی حماقتوں سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔"

"کوئی خاص بات؟"

"کیوں، کیا تم نے جیکب کی اس حماقت کو محسوس نہیں کیا کہ پہلی ہی ملاقات میں وہ لوگا کے سامنے اپنے مذہبی خیالات کا پلندہ لے کر بیٹھ گیا اور کس قدر دلیری سے اقرار کر بیٹھا کہ اوروکا نایاب مجسمہ اسی نے سمورا کی رہائش گاہ سے چوری کیا تھا۔"

"تم اس کی عادت سے واقف ہو۔" کیلاش نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "مذہبی معاملات میں وہ جنون کی حد تک اندھی تقلید کا قائل ہے اور ایسے کسی معاملے میں بھی اس سے دانش مندی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔"

"سمورا کی بات اور تھی میرے دوست! لیکن تم نے لوگا کی گفتگو پر غور نہیں کیا، مذہب کے معاملات میں وہ جیکب سے زیادہ ٹھوس اور راسخ عقیدوں کا مالک نظر آتا ہے۔"

"میں تمہارا مقصد نہیں سمجھا۔"

"مطلب صاف ہے۔" میں نے وضاحت کی۔ "جیکب کے ذہن میں یہ کیڑا روزِ اول سے کلبلا رہا ہے کہ وہ مقامی لوگوں کو کسی بھی طرح اپنا ہم خیال بنا لے اور انہیں عیسائی بنانے میں کامیاب ہو جائے۔ بحیثیت پادری ہونے کے ناتے میں مانتا ہوں کہ اس کے اندر بے پناہ تبلیغی صلاحیتیں موجود ہیں جن کا مشاہدہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں لیکن موجودہ حالات ہماری مہذب دنیا کی ضد ہیں۔ یہاں انسانی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ کیا تم جیکب کی اس حرکت کو دانش مندانہ کہہ سکتے ہو کہ اس نے ہمیں بتائے بغیر اورو کے مخصوص مجسمے کو نہایت دلیری سے پار کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اب بھی اسی فکر میں ہے کہ کسی طرح اورو کے باقی مجسموں کو نیست و نابود کر دے اور قبیلے کے لوگوں کو بتا سکے کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ غلط ہے۔ جیکب نے ایک دو بار نہایت سنجیدگی سے کہا بھی ہے کہ وہ تینوں مجسمے اس کے راستے کی تین بڑی اور اہم رکاوٹیں ہیں جنہیں ختم کرنے کے بعد وہ اپنے مشن میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو جانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر لوگا کو ذرا سا شبہ بھی ہو گیا کہ جیکب اس کے دیوتاؤں کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے تو شاید وہ ہمارے ساتھ کسی نرمی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔"

"جمال!" کیلاش نے میری بات کو یکسر نظر انداز کر کے اچانک مجھے گھورتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا یہ درست ہے کہ

نے لوگا کو قید سے رہائی دلائی ہے؟"

"ہاں۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے محتاط لہجے میں ... زار ... کی روح نے ایک رات خواب میں مجھے ایک لالچ ... تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"اس نے کہا تھا کہ اگر میں کسی طرح لوگا کو رہائی دلا دوں ... درخشاں تک میری رہنمائی کر سکتی ہے۔ درخشاں کو پا لینے ... شی نے مجھے دیوانہ کر دیا چنانچہ میں نے پہلی فرصت میں ... کی پُراسرار روح سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اور جینی نے ... خواہش پوری کر دی۔"

"کیا تم اس مقام تک جا چکے ہو جہاں لوگا کو قید رکھا گیا تھا؟"

"میرا خیال ہے اس وقت جینی کی پُراسرار قوت ہی میری ... کر رہی تھی۔" میں نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔ "مجھے یاد ... وہ ایک پیچ در پیچ راستہ تھا جس سے گزر کر میں لوگا تک پہنچنے ... کامیاب ہوا، میں نے اسے آزاد کیا اور پھر دوسری صبح جب ... آنکھ کھلی تو میں اپنے بستر پر موجود تھا۔"

"تم اگر کوشش کرو تو کیا اس راستے کو دوبارہ تلاش کر سکتے ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ ایسا ممکن نہ ہو گا۔" میں نے الجھے الجھے انداز ... جواب دیا پھر جلدی سے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ ... کیلاش میرے عزیز دوست، کیا تم یقین کرو گے کہ وہ جینی ہی ... پُراسرار قوت تھی جس نے سمورا کو ساگو کے مقابلے میں جیت ... ہار کیا تھا جس وقت ساگو سمورا کے سینے پر چڑھا اسے ... شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر رہا تھا اس وقت جینی نے اچانک ... وار ہو کر اپنی پلکوں کے ایک اشارے سے ساگو کو ہوا میں اچھال ... اس کے بعد کیا ہوا یہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔"

"کیا بوڑھے سوکارڈو کی موت میں بھی جینی کا ہاتھ شامل ہے؟"

"ہاں۔ جینی نے اس دھند کی دیوار کو درمیان سے ہٹا ... دیا تھا جو اس کے مکالا اور کارڈوبا کے درمیان جادو اور کالے ... علم کے زور سے قائم تھی۔"

میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "دھند دور ہوتے ہی کارڈوبا ... پُراسرار روح نے ناگ کی صورت میں آ کر سوکارڈو کو ڈس لیا۔"

"ہو ... سہی۔" کیلاش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "وہ یقیناً ... مینٹک پوائزن ہی تھا جس نے سوکارڈو کا ذہن پلٹ دیا۔ ... ایسا نہ ہوتا تو وہ اتنی آسانی سے خود کو موت کی دہکتی آگ ... بطور ایندھن کبھی نہ جھونکتا۔ ون منٹ، کیا تم مجھے بتاؤ ... کہ کارڈوبا نے مکالا کو کیوں بخش دیا جبکہ روایت کے مطابق ... مکالا اور اس کے آدمیوں ہی نے کارڈوبا کو جنگل میں تلاش کر کے موت کے گھاٹ اتارا تھا؟"

"مجھے اس نکتے پر خود بھی تعجب ہوا تھا مگر شاید دیوتاؤں کو یہی منظور ہو کہ مکالا کی عبرت ناک موت کا کام لوگا کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔"

"جینی نے تمہیں کیا بتایا؟"

"بوڑھے جادوگر کی موت کے بعد وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تھی اور اب شاید دوبارہ کبھی نظر نہ آئے۔"

"تم یہ بات اتنے یقین سے کس طرح کہہ رہے ہو؟" کیلاش نے چونکتے ہوئے سوال کیا۔

"کیا تم نے لوگا کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جینی کے سلسلے میں وہ بھی کچھ معلوم کرنے میں ناکام ہی رہا ہے۔ اس کا بھی یہی خیال ہے کہ جینی کی پُراسرار روح اپنا انتقام پورا کرنے کے بعد آسمانوں کی سمت پرواز کر گئی ہو گی۔"

"گویا اب ہم ایک طاقت کی نادیدہ امداد سے محروم ہو چکے ہیں۔"

"شاید۔"

"لوگا نے غالباً اسی لیے تمہیں ہمارے مقابلے میں زیادہ دلچسپ اور دور اندیش قرار دیا ہے۔ مگر اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ بہت جلد تم سے ملاقات کر کے یہ بتائے گا کہ پُراسرار قوتوں کا استعمال کس طرح کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس جملے کی وضاحت کر سکو گے؟"

"اس کا جواب تو لوگا ہی دے سکتا ہے۔" میں نے جلدی سے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ لوگا اپنی لازوال قوتوں کا مظاہرہ کر کے ہمیں مرعوب کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جملہ اس نے محض ہمیں خوف زدہ کرنے کے لیے یوں ہی کہہ دیا ہو۔"

"لوگا نے ایک اور بات پر بھی خاصا زور دیا تھا۔" کیلاش نے سنجیدگی سے پُرخیال انداز میں کہا۔

"وہ کیا؟" میں نے وضاحت طلب کی۔

"اس نے کہا تھا کہ اورو فینا قبیلے کی حدود تک دیوتاؤں نے ہماری کامیابی کی ضمانت دی ہے۔ اس کے آگے کیا ہو گا یہ بات خود لوگا کو بھی نہیں معلوم لیکن میرا خیال ہے کہ لوگا ان حالات سے بھی باخبر ہے جو ہمیں آئندہ پیش آنے والے ہیں اور کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس نے وہ بات ہمیں بتانا مناسب نہیں سمجھی۔"

"ہم جس پُراسرار سرزمین پر سانس لے رہے ہیں وہاں ہر پہلو ممکن ہو سکتا ہے۔" میں نے ایک سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

"ہوسکتا ہے کہ تم نے بوگا کے سلسلے میں جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ سو فی صد درست ہی ہو لیکن ذرا سوچو، کیا ہم بوگا کو زبان کھولنے پر مجبور کرسکتے ہیں؟"

کیلاش نے میرے سوال کے جواب میں کچھ کہنا چاہا مگر پھر اپنا ارادہ ملتوی کرکے ہونٹ چبانے لگا۔ ہم اب ٹہلتے ٹہلتے جھیل کے قریب اگی ہوئی خودرو جھاڑیوں کے قریب پہنچ گئے، یہاں سے بھوری پہاڑیوں کا فاصلہ مشکل تین میل نظر آرہا تھا۔ مجھے اس وقت اپنی دوربین ساتھ نہ لانے کا بڑی شدت سے احساس ہوا، دوربین ہوتی تو ہم اس بھوری پہاڑی کا جائزہ زیادہ بہتر طور پر لے سکتے تھے جو ایک محتاط اندازے کے مطابق سطح سمندر سے تقریباً دو ڈھائی سو فٹ بلند اور خاصی وسیع و عریض نظر آرہی تھی۔ اس کے کناروں کو کاٹ کر اس طرح ہموار کیا گیا تھا کہ دور سے وہ چھتے کی مانند نظر آتے تھے بھوری پہاڑیوں پر ایک طرف سورج کے رُخ پر کسی قدیم عمارت کے کھنڈرات بھی نظر آرہے تھے، یہ عمارت رنگین پتھروں اور بڑی بڑی چٹانوں سے تعمیر کی گئی تھی لیکن کسی زلزلے یا زبردست دھماکے کی وجہ سے منہدم ہوکر عجیب و غریب جناتی شکل اختیار کرچکی تھی۔

"جمال!" کیلاش نے جھاڑیوں کے قریب رکتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اس عمارت کو دیکھ رہے ہو؟ اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو بھوری پہاڑیوں پر کوئی قدیم شہر آباد تھا جو کسی بڑے طوفان کی وجہ سے غرقِ آب ہوگیا لیکن اس کے نشانات کھنڈرات کی صورت میں ابھی تک وجود میں ہوسکتا ہے اسی وجہ سے سمورا نے ہمیں اس طرف جانے سے منع کیا ہو۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" میں نے ایک انجانی مسرت سے ہاتھ اٹھا کر ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ دیکھو۔ اس طرف، کسی بہت بڑے پھاٹک کے بوسیدہ ستون اور دیواریں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔"

ہم دونوں ان جناتی کھنڈرات کے بارے میں تبادلۂ خیالات کرتے رہے ہمیں اس بات پر بھی حیرت تھی کہ جھیل کے قریب تک جانے کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا، خودرو اور خاردار بلند جھاڑیوں نے آگے جانے کے راستے روک رکھے تھے لیکن ہم نے ہمت نہیں ہاری تقریباً ایک گھنٹے کی تگ و دو کے بعد ہم ایک ایسی پگڈنڈی تلاش کرنے میں کامیاب ہوگئے جو جھاڑیوں کے درمیان سے بل کھاتی نیچے جھیل تک چلی گئی تھی یہاں جھاڑیوں کو کاٹ کر

ایک مختصر راستہ بنایا گیا تھا جس سے ایک وقت میں محض ایک گزر سکتا تھا۔ ہم اس راستے سے گزر کر نیچے پہنچے تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، پگڈنڈی کے اختتام پر بانس اور سرکنڈوں کا بنا ہوا تھا جو تین طرف سے جنگلی بیلوں اور جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا تھا، چھپر کے نیچے ایک چبوترا موجود تھا اور اس کے ساتھ ہی موٹی موٹی رسیوں سے بندھی دو کشتیاں نظر آرہی تھیں۔ فوری طور پر یاد آیا کہ مکالا کے مخصوص ساتھیوں کی گمشدگی کے موقع پر سمورا نے ایک بار ڈونگوں (کشتیوں) کا ذکر کیا تھا۔ اس وقت جھیل میں ڈگمگاتی ان کشتیوں کو دیکھ کر مجھے جس مسرت کا احساس ہوا اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں، یوں محسوس ہورہا تھا جیسے وہ کشتیاں ہمارے لیے قارون کے خزانے سے کم نہ ہوں میرا دل چاہا کہ اسی وقت ایک کشتی لے کر فوری طور پر بھوری پہاڑی کی جانب روانہ ہوجاؤں جانے کیوں میرے دل

میں رنگینی تیز ہورہی تھیں، مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے بھوری پہاڑی کے کھنڈرات سے درخشاں کی آواز مجھے اپنی جانب بلا رہی ہو، میرے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی لیکن پیشتر اس کے کہ میں کیلاش سے اپنی خواہش کا اظہار کرتا عقب سے اُبھرنے والی قدموں کی آہٹ نے ہمیں اپنی جانب متوجہ کرلیا۔

ہم نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا، چار تنومند سیاہ فام وحشی ہماری جانب نیزے اٹھائے کھڑے انتہائی نفرت اور غصے سے ہمیں گھور رہے تھے سمورا ان کے آگے کھڑا تھا، اس کے تیور اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ خطرناک نظر آرہے تھے۔ ایک لمحے کو مجھے یوں لگا جیسے موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہو اور سیاہ فام وحشیوں کے نیزے ان کے مشاق ہاتھوں سے نکل کر پل بھر میں ہم دونوں کی زندگی کا صفایا کردیں گے لیکن پھر ریک کی موجودگی کے خیال نے مجھے تقویت بخشی، میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سمورا سے کہا۔

"مقدس بوگا نے ہمیں یقین دلایا تھا کہ قبیلے کی حدود کے اندر ہماری حیثیت معزز مہمانوں جیسی ہوگی لیکن تم... کیا میں دریافت کرسکتا ہوں کہ تمہارے ساتھیوں نے ہمارے اوپر نیزے کس لیے تان رکھے ہیں؟"

"بوگا کا کہا اٹل ہوتا ہے مگر کیا تم بھول گئے کہ ہمارے درمیان کوئی عہد بھی ہوا تھا؟" سمورا کے لہجے میں حقارت اور نفرت کا ملا جلا احساس جھلک رہا تھا۔

"یاد ہے ہمیں۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تم نے ہمیں بھوری پہاڑیوں سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔"

"پھر تم یہاں کیا کررہے ہو؟"

"سیر سپاٹا۔" اس بار میرے بجائے کیلاش نے کہا۔ "ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ ڈونگے یہاں کس مقصد سے موجود ہیں؟"

"میرے ساتھ واپس چلو۔" سمورا نے تحکمانہ انداز اختیار کیا پھر واپسی کے راستے پر پلٹ گیا۔

"ہمارے لیے کیا حکم ہے؟" سیاہ فام وحشیوں میں سے ایک نے ہمیں بدستور قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے سمورا سے سوال کیا۔

"تم اپنی اپنی جگہ محتاط رہو اور۔" سمورا ایک لمحے کو خاموش ہوا پھر فیصلہ کن آواز میں بولا۔ "ہمارے مخصوص آدمیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا دوبارہ ادھر آنے کی کوشش کرے تو تم ہمیں اطلاع دینے کی زحمت نہیں کروگے۔ سردار کا حکم ہے کہ تمہارے نیزے ڈونگوں کی طرف جانے والوں کا جسم چھید کر رکھ دیں۔"

میں نے اور کیلاش نے ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر ہم سمورا کے اشارے پر اس کے پیچھے پیچھے قدم اٹھاتے جھاڑیوں کی دوسری جانب آئے، مجھے اس بات کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی کہ جھیل کی نگرانی پر تعینات افراد بہت دیر سے ہماری نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے تھے پھر ان ہی میں سے کسی نے بوگا تک خبر پہنچادی اور سمورا کو صورتِ حال کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا گیا۔

خاصی دیر تک ہم خاموشی سے واپسی کے راستے پر چلتے رہے پھر سمورا ایک موڑ پر رک کر بڑے سرد لہجے میں بولا۔

"بوگا کا حکم ہے کہ تم دوبارہ جھیل کے قریب جانے کی حماقت نہیں کروگے، دوسری صورت میں تمہارا انجام تمہاری توقعات سے کہیں زیادہ بھیانک اور اذیت ناک ہوگا۔"

"میں سردار کا حکم تمہاری زبانی سن چکا ہوں۔" میں نے سمورا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "لیکن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ یہ ڈونگے تمہارے کس کام آتے ہیں مجھے یاد ہے کہ بوگا نے کہا تھا کہ آج تک اس کے کسی آدمی نے بھوری پہاڑی پر قدم نہیں رکھا۔"

"سردار نے غلط نہیں کہا۔" سمورا بولا۔ "قبیلے کا کوئی آدمی ان پہاڑیوں کی سمت جانے کی ہمت نہیں کرسکتا۔"

"تم نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ مخصوص لوگوں کے علاوہ۔"

"میں نے ٹھیک کہا تھا۔" سمورا نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔ "صرف ہمارے مخصوص لوگ ہی ان ڈونگوں کو استعمال کرسکتے ہیں، وہ دیوتاؤں کے لیے چڑھاوے کا سامان کشتیوں کے ذریعے بھوری پہاڑی تک جاتے ہیں اور پھل اور کھانا وغیرہ کنارے والی چٹان پر رکھ کر واپس آجاتے ہیں، اس چٹان سے آگے آج تک کسی نے قدم نہیں رکھا۔"

"تم غالباً مقدس اور یگا کی بات کررہے ہو۔" میں نے اپنے بڑھتے ہوئے تجسس کے پیشِ نظر دریافت کیا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔ مقدس اور یگا کو کسی خوراک کی ضرورت نہیں، وہ قسمتوں کا مالک ہے، وہی ہمیں سب کچھ دیتا ہے۔"

"پھر تم چڑھاوے کس کے لیے لے جاتے ہو؟" کیلاش نے حیرت سے پوچھا۔

"اوروتا کے لیے۔" سمورا نے وضاحت کی۔ "ہم چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کی روحوں کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں۔"

"حیرت ہے۔" میں روانی میں کہہ گیا۔ "مقدس اور یگا اگر تمہارے لیے سب کچھ فراہم کرتا ہے تو کیا چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کے لیے پھل اور کھانے فراہم نہیں کرسکتا؟ کیا اسے اپنے دیوتاؤں سے زیادہ تم لوگوں کا خیال ہے اور اس نے چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں

کو تمہارے رحم و کرم۔۔۔؟"

"براہ مہربانی اپنی زبان بند کرلو۔" سمورا کے تیور دوبارہ خطرناک ہوگئے۔ مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "اپنی رہائش گاہ کی جانب واپس لوٹ جاؤ اور بھول جاؤ کہ تم نے اپنی زبان سے اوروتا کے بارے میں کوئی گستاخی کی تھی۔"

"تم ہماری بات۔۔" کیلاش نے بات بنانا چاہی۔

"نہیں۔" سمورا یک لخت غضب ناک ہوگیا۔ "تم اب کوئی وضاحت نہیں کروگے۔ زندگی چاہتے ہو تو خاموشی سے میری نگاہوں کے سامنے سے دور ہوجاؤ۔ باقی باتیں سردار خود سمجھ دے گا۔" سمورا کی خوف ناک نگاہوں سے نفرت کے شعلے نکل رہے تھے۔ ہم نے اسے مزید چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنی رہائش گاہ کی سمت تیز تیز قدم بڑھانے لگے۔ راستے میں ہم دونوں ہی خاموش رہے۔ شاید ہم دونوں کے ذہنوں میں ایک ہی خیال گونج رہا تھا کہ اگر ہم کسی طرح بھوری پہاڑیوں تک پہنچ جائیں تو نہ صرف یہ کہ وحشیوں کے شر اور فساد سے محفوظ رہ سکتے ہیں، بلکہ مہذب دنیا کی جانب واپسی کا کوئی راستہ بھی مل سکتا ہے۔ قدم ملاتے ہم نے چھ میل کا راستہ طے کیا۔ واپس گھر پہنچے تو جیکب کو بے چینی کے عالم میں باہر احاطے میں ٹہلتے دیکھا۔ میرا ٹامی بھی اس کے ساتھ موجود تھا۔ احاطے میں ایک درخت کے تنے کے قریب کھڑے ہوئے فرش کی مٹی پر نہایت آرام سے لیٹا وہ جیکب کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی بے چینی کا سبب جاننے کی کوشش کررہا ہو۔ ہم قریب پہنچے تو ٹامی حسب عادت میرے قریب آکر مستی میں اچھلنے کودنے لگا۔ میں نے الجھے ہوئے حالات کے پیش نظر اسے گھور کر دیکھا تو دم دبا کر واپس چلا گیا۔

"کیا بات ہے جیکب!" کیلاش نے اسے استفہامیہ نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "یہ تمہاری شکل پر صبح صبح بارہ کیوں بج رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ زوال کا وقت قریب آچکا ہے۔" جیکب نے تیزی سے جواب دیا۔ "ابھی کچھ دیر پیشتر لوگا یہاں آیا تھا۔"

"لوگا آیا تھا؟" ہم ایک ساتھ ہی چونکے۔

"کیوں، کیا لوگا کسی زلزلے یا طوفان کا نام ہے جسے سن کر تم دونوں کے چہروں پر سختیں طاری ہوگئیں؟"

"کس مقصد سے آیا تھا وہ؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"کل شام لوگا کے حامی بڑی پوجا اور قربانی کا اہتمام کررہے ہیں۔" جیکب نے سنجیدگی سے ٹہلتے ہوئے کہا۔ "وہ ہمیں بھی اس پوجا میں شرکت کی دعوت دینے کی غرض سے آیا تھا۔ تم دونوں کے بارے میں بطور خاص دریافت کررہا تھا۔"

"کیا کہہ رہا تھا؟" اس بار میں نے سوال کرنے میں جلدی کی۔

"میرا خیال ہے کہ وہ تم دونوں کی کسی حرکت پر ناراض ہے۔" جیکب نے ہماری جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اب مجھے بتانے کی زحمت گوارا کروگے اس وقت تمہاری سواری کہاں سے آرہی ہے؟"

"آج ہم ذرا ٹہلتے ٹہلتے جھیل تک چلے گئے تھے۔" کیلاش نے بے پروائی سے کہا۔

"رب عظیم تمہارے اوپر اپنی رحمتوں کا سایہ برقرار رکھے اور آئندہ بھی ہمیشہ سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔" جیکب نے پادریوں جیسے تبلیغی لہجے میں جواب دیا۔

"تم لوگا کے سلسلے میں کچھ بکواس کررہے تھے۔" کیلاش تلملا گیا۔ "کیا کہا ہے اس نے ہمارے بارے میں؟"

"صرف اتنا کہ ہم صرف قبیلے کی حدود تک محفوظ ہیں، جس لمحے ہم نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی یا خشکی کے بجائے سمندر یا جھیل میں قدم رکھا وہی لمحہ لوگا کو اس کا عہد توڑنے پر مجبور کردے گا اور پھر ہماری مہمانوں جیسی حیثیت اس کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی۔" جیکب نے نہایت سنجیدگی سے ہمیں بتایا پھر مجھے گھور کر بولا۔ "کیا میں سمجھوں کہ تم دونوں نے اور ٹیفی کے اس منحوس جزیرے سے فرار کا کوئی راستہ تلاش کرلیا ہے یا کوئی منصوبہ بنالیا ہے جو لوگا کے کانوں تک پہنچ گیا ہے؟"

"کیا تم ناشتے سے فارغ ہوچکے ہو؟" کیلاش نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"نہیں۔" جیکب کا لہجہ معنی خیز ہوگیا۔ "پہلے میں اس بات کا منتظر تھا کہ تم لوگ آجاؤ تو ایک ساتھ ناشتہ کریں گے لیکن لوگا کے آنے کے بعد میں نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔ آج میں نے روزہ رکھنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔"

"روزہ!" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "یہ آج تمہیں اچانک روزہ رکھنے کی کیسی سوجھ گئی۔"

"میں نے ایک منت مانی تھی۔" جیکب نے بدستور معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "آج اس منت کے پورا ہونے کا خیال آیا تو میں نے روزہ رکھنا ضروری سمجھا یوں بھی روزہ رکھنے سے انسان نفس کشی کی عادت اختیار کرسکتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے برجستہ کہا۔ "کیا آج تمہارے ذہن میں بدنصیب روپا کا دھیان آگیا جو نفس کشی کی پریکٹس کررہے ہو؟ مجھے یقین تھا کہ تمہارا ذہن روپا سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔"

"جیکب!" میں نے اسے گھورتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کہیں یہ تمہارے دماغ میں اوروتا کے مجسموں کو تباہ کرنے کا خناس

تو نہیں سوار ہورہا ہے؟"

"تمہارے چہروں سے شدید تھکن ٹپک رہی ہے میرے عزیز دوستو! اس لیے پہلے چل کر کچھ کھا پی کر کچھ دیر آرام کرلو پھر اطمینان سے میری گفتگو کے دوران آنسو بہانا۔"

"اگر میرا اندازہ درست ہے تو میں ایک بار پھر تمہیں متنبہ کروں گا کہ دیوتاؤں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا ارادہ جتنی جلدی ممکن ہوسکے اپنے دماغ سے نکال دو۔" میں نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "سمورا کی بات دیگر تھی لیکن لوگا، وہ شاید تمہیں معاف نہیں کرے گا۔"

"اتنی جلدی کسی آخری نتیجے پر چھلانگ لگانے کی کوشش مت کرو جمال! چلو پہلے ناشتہ کرلو، تمہارے چہرے سے کیلاش کے مقابلے میں زیادہ تکان کا احساس جھلک رہا ہے۔"

"کیا تم نے ہمارے لیے ناشتے کی میز تیار کر رکھی ہے؟" کیلاش نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے دریافت کیا پھر کھانے کے کمرے میں پہنچ کر اس نے فادر جیکب زندہ باد کا نعرہ بلند کیا اور میز پر ٹوٹ پڑا جہاں جیکب نے نہایت سلیقے سے ناشتے کا پرتکلف اہتمام کر رکھا تھا۔ بارہ تیرہ میل پیدل چلنے کے بعد مجھے بھی شدت سے بھوک لگ رہی تھی اس لیے میں نے بھی تکلف برطرف کے مصداق ناشتے کی پلیٹوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کردیا۔

❋

وہ شام لوومنیا جزیرے پر بسنے والے وحشیوں کے درمیان سب سے زیادہ پریشان کن اور ہنگامہ خیز شام تھی۔

میری عادت تھی کہ میں بعد شام کے وقت ٹامی کو ساتھ لے کر چہل قدمی کے ارادے سے نکل جاتا تھا چنانچہ اس شام بھی میرے معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ عام طور پر اس وقت جیکب مجھے بستر پر اپنے بستر پر سوتا نظر آتا تھا لیکن اس شام اس کا بستر خالی تھا۔ ایک لمحے کو میں ٹھٹکا لیکن پھر اس خیال سے کہ ممکن ہے آج وہ جلدی ہی بیدار ہوگیا اور ٹہلنے کے ارادے سے نکل گیا ہو میں ٹامی کے ساتھ باہر آگیا جہاں کیلاش احاطے میں ہلکی ورزش کرنے میں مصروف تھا، میں نے کیلاش کو جاتے جاتے ہاتھ کے اشارے سے وش کیا اور احاطے سے نکل کر آبادی کے مخالف سمت والی پہاڑیوں کی طرف چل پڑا۔

ابھی میں تقریباً دو فرلانگ دور گیا ہوں گا کہ میری نظر بائیں جانب والے درختوں کے جھنڈ والے راستے کی جانب اٹھ گئی۔ میں نے دیکھا کہ جزیرے کے مقامی باشندے نیزے ہاتھوں میں سنبھالے جوق در جوق ایک سمت چلے جارہے ہیں۔ مجھے یاد آگیا کہ جیکب نے کل بتایا تھا کہ لوگا کے حامی اس کے دوبارہ برسراقتدار آنے کی خوشی میں بڑی پوجا اور قربانی کا اہتمام کررہے ہیں۔ ہمیں بھی اس میں شرکت کا پیغام ملا تھا لیکن ہم نے باہمی مشورے کے بعد اس جشن میں شریک ہونے سے معذرت کرلی تھی۔ یہاں یہ بتانا اشد ضروری ہے کہ اس جشن میں شرکت نہ کرنے کی مخالفت کا اظہار سب سے زیادہ جیکب نے کیا تھا۔ اس نے دلیل پیش کی تھی کہ اوروتا کے مجسمے کو دیکھ کر اس کے مذہبی جذبات بھڑک رہے ہیں اس لیے مناسب یہی ہوگا کہ اسے جشن کی طوفان بدتمیزی سے علیحدہ ہی رکھا جائے۔ غرض کہ جیکب ہی کی مخالفت کی بنا پر ہم نے بھی لوگا سے معذرت کرلی تھی۔ مجھے اس بات کا علم بھی تھا کہ سورج غروب ہوتے ہی قربانی اور پوجا کے ہنگامے گرم ہوجائیں گے چنانچہ مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی کہ مقامی باشندے جتھے کی صورت میں اپنے دیوتا کی پوجا کرنے اور قربانی کی بے ہودہ رسم میں شرکت کے لیے جارہے ہوں گے۔

میں مطمئن ہوکر آگے بڑھنے لگا اور ایک مختصر سے پہاڑی ٹیلے کے اوپر تک چلا گیا جہاں سے میں اکثر سورج غروب ہونے کا حسین اور دل فریب منظر دیکھا کرتا تھا، اس روز بھی میں ڈوبتے سورج کی آخری کرنوں کو سمٹتے دیکھ رہا تھا کہ اچانک بلند ہونے والے ایک شعلے نے میری تمام دل چسپی ختم کردی، میں نے تیزی سے گھوم کر داہنی جانب نگاہ دوڑائی جدھر سے شعلہ بلند ہوکر غائب ہوگیا تھا، یہ وہی مقام تھا جہاں بڑے میدان میں مقامی لوگوں نے اوروتا کا سب سے بڑا مجسمہ سجا رکھا تھا اور تمام بڑے جشن اسی میدانی علاقے میں منعقد ہوتے تھے۔ فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ غالباً قربانی اور پوجا کی رسم کا آغاز ہورہا ہے۔ ہرچند کہ ہم نے اس جشن میں شریک نہ ہونے کا فیصلہ کرلیا تھا لیکن نہ جانے کیوں میرا شوق تجسس بھڑکا اور میں پہاڑی ٹیلے سے نیچے اتر کر میدانی علاقے کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

ابھی میں ٹیلے سے اتر کر بمشکل پچاس قدم ہی آگے بڑھا ہوں گا کہ اچانک زوردار دھماکا ہوا جس کے ساتھ ہی دوبارہ ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے باتیں کرتے ہوئے غائب ہوگیا اور اس کے بعد شور و غل کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں، مجھے یوں لگا جیسے میدان میں جمع ہجوم غیظ و غضب کے عالم میں مشتعل ہوکر چلا رہا ہو۔

جشن کے موقعوں پر اس قسم کا شور و غل اور ہنگامے میرے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی لیکن اس شام نہ جانے کیا بات تھی جو دھماکے کی آواز بلند ہوتے ہی میری الٹی آنکھ تیزی سے

پھڑکنے لگی، میں اس قسم کے واہموں اور کہاوتوں کا شکار کبھی نہیں ہوا مگر اس روز مجھے یوں لگا جیسے کوئی خطرہ ہماری جانب بڑھ رہا ہے، اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میری رفتار تیز ہو گئی، میں ابھی کچھ ہی دور آگے گیا تھا کہ میں نے کیلاش اور ساوری کو تیزی سے اپنی سمت آتے دیکھا شام کے سائے گہرے ہونے لگے تھے لیکن اس کے باوجود میں نے ان دونوں کے چہرے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ مجھے کوئی بُری خبر سنانے والے ہیں، دوسری جانب میدانی علاقے سے بلند ہونے والا شور و غل اور لوگوں کی چیخ و پکار جنونی کیفیت اختیار کرتی جا رہی تھی، اچانک شامی نے بھی حلق سے غرغراہٹ کی آوازیں بلند کرنا شروع کر دیں۔

"جمال، جمال!" کیلاش نے مجھے دیکھ کر دور ہی سے بلند آواز میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔ "غضب ہو گیا۔ لوگا اور اس کے پجاریوں نے جیکب کو پکڑ لیا ہے اور اب وہ اسے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے جا رہے ہیں۔"

"مگر کیوں؟" میں نے بوکھلا کر سوال کیا۔ "آخر یہ سب کیوں ہو رہا ہے، جیکب نے کیا جرم کیا ہے؟"

"میں بتاتی ہوں۔" ساوری ہانپتے ہوئے بولی۔ "سردار لوگا اور اس کے مصنوعی چہرے والے پجاری اپنی پوجا اور قربانی کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ اچانک فادر جیکب وہاں پہنچ گیا اس نے اورد کے مجسمے پر کوئی محلول چھڑک کر اسے آگ لگا دی پھر جب شعلے بھڑکے تو اس نے خوشی سے چلاتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ شیطان مر گیا۔ شیطان مر گیا۔ خوشی میں چیختا چلاتا وہ دیوتا کے مجسمے سے دور بھاگ رہا تھا کہ ایک زبردست دھماکے کی آواز سے زمین ہل گئی اور دیوتا کے پرخچے اڑ گئے۔ اورد کا جلتا ہوا وزنی سر ایک پجاری کے اوپر اڑتا ہوا گرا تو وہ پجاری بھی جل بھن کر راکھ ہو گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک اور خلاف توقع ہوا کہ لوگا اور اس کے پجاری بھی ششدر رہ گئے لیکن پھر انھوں نے فادر جیکب کو گھیر کر پکڑ لیا، اس کے ہاتھ پیر ایک ستون سے باندھ دیے ہیں اور اب وہ اسے بھون کر کھانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔"

"مجھے یقین تھا کہ جیکب اپنی حماقت سے باز نہیں آئے گا شاید اسی لیے اس نے ہمارے سامنے جشن میں شریک ہونے کی مخالفت کی تھی۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر ساوری سے بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ لوگا ہمارے ساتھی کو معاف نہیں کرے گا؟"

"اس خیال کو ذہن سے نکال دو۔" ساوری نے تیزی سے جواب دیا۔ "لوگا مذہبی معاملات میں کسی جلاد سے بھی زیادہ سنگدل اور بے رحم واقع ہوا ہے، اسی نے پجاریوں سے کہا ہے کہ فادر جیکب کو دیوتا کے آگے بھینٹ چڑھا کر مقدس اورنگا کی ناراضگی کو دور کیا جائے۔"

"کم بخت ساری دنیا کو عیسائی بنانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔" کیلاش نے جھلاتے ہوئے کہا۔ "یہ نہیں سوچتا کہ ہر ایک کا اپنا خدا عزیز ہوتا ہے۔"

"کیلاش!" میں نے سنگین صورتِ حال کی نزاکتوں پر غور کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "تم واپس جا کر اہم اور ضروری سامان کے کچھ تھیلے سمیٹ کر کشتیوں تک پہنچو۔ میں جیکب کو دشمنوں سے چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

"کیا تم بھوری پہاڑیوں کی سمت سفر کرو گے؟" ساوری نے چونک کر سوال کیا۔

"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے ساوری! تم اپنے بارے میں فیصلہ کرو۔ لوگا کے ساتھ رہنا پسند کرو گی یا ہمارے ساتھ فرار ہو گی۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مم۔ میں فادر جیکب کے ساتھ موت بھی گوارا کر سکتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم بھی کیلاش کے ساتھ جاؤ لیکن احتیاط لازم ہے۔" میں نے کیلاش سے کہا۔ "محبت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں۔ تم یہی کوشش کرنا کہ کشتیوں کے محافظوں کو بھی ٹھکانے لگا دو۔"

"جمال! کیا تم اکیلے جیکب کو بچانے میں کامیاب ہو جاؤ گے میرا مطلب ہے کہ...."

"ہمارے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے کیلاش! بحث میں وقت مت ضائع کرو۔" میں نے تیزی سے کہا پھر پلک جھپکتے میں میں نے شامی کی زنجیر کھول اور اس کے ساتھ خود بھی اس طرف بے تحاشہ دوڑنے لگا جدھر سے شور و غل بلند ہونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

خوش قسمتی سے میں بروقت وہاں پہنچ گیا، ہجوم جنونی حالت سے دوچار تھا، وہ اچھل اچھل کر پاگلوں کی طرح ناچ رہے تھے بلند بار اپنے نیزے اٹھا کر حیوانوں کی طرح حلق سے کریہہ آوازیں بلند کرنے پھر رقص شروع کر دیتے۔ جیکب کو مجبور کی رسیوں کے ذریعے ایک آہنی ستون سے باندھا ہوا تھا اورد کے مجسمے کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا، البتہ گڑھے میں آگ بھڑک رہی تھی، میں نے ہجوم پر نگاہ ڈالی ایسا لگتا تھا جیسے اس روز جزیرے کی تمام آبادی اٹھ کر وہاں آ گئی ہو، میں نے ریک منہ میں رکھی اور بھیڑ میں گھستا ہوا جیکب کے قریب پہنچ گیا جس کا سر بے ہوشی کے بعد ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا اس کے جسم پر لاتعداد خراشیں نظر آ رہی تھیں جو غالباً نیزوں سے پہنچائی

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیں لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت بھی ہوئی کہ جیکب کے چہرے پر کرب و اذیت کے بجائے ایک عجیب سی مسرت جم کر رہ گئی تھی۔

میں نے اپنے بے وقوف دوست کو رسیوں کی گرفت سے کھولنا شروع کیا، ریک منہ میں ہونے کے سبب وہ مجھے نہیں دیکھ رہے تھے مگر خیال بہرحال تھا کہ جب میں جیکب کو کاندھے پر لاد کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کروں گا تو لوگا اور اس کے پجاریوں کو خطرے کا احساس ضرور ہو گا اور پھر وہ مجھے گھیرنے کی کوشش بھی ضرور کریں گے مگر شامی نے میری یہ مشکل کسی حد تک آسان کر دی اس نے ایک پجاری کی پنڈلیوں میں اپنے دانت گاڑ دیے پھر بلند آواز میں بھونکنے لگا، پجاری کی کربناک چیخوں اور شامی کی آواز نے لوگا اور دوسرے پجاریوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔

"میرے بہادر اور دلیر ساتھیو!" لوگا غضب ناک انداز میں چلایا۔ "اس ناپاک اور نجس جانور کو ہلاک کر دو، نیزے مار مار کر اس کے جسم کو چھلنی بنا دو۔"

شامی نے ایک سمت جست لگا کر بھاگنا شروع کر دیا، لوگا اور اس کے مصنوعی چہرے والے پجاریوں کے علاوہ کچھ دوسرے لوگ بھی نیزے سنبھال کر شامی کی جانب دوڑ پڑے میرے لیے یہ لمحہ بے حد غنیمت تھا، جیکسن نے شامی کو غالباً کسی ایسے ہی موقع کی وجہ سے ہمارا نجات دہندہ کہا تھا، میں نے دیر نہیں لگائی، جلدی جلدی جیکب کو رسیوں سے آزاد کیا اور اپنے کندھے پر لاد لیا۔

"یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟" کچھ وحشی جیکب کو فضا میں معلق حرکت کرتے دیکھ کر چلانے لگے۔ "یہ رسیوں کی قید سے کس طرح آزاد ہو گیا؟"

پھر ان پاگلوں نے مجھے دائرے کی شکل میں گھیرنے کی کوشش شروع کر دی، یہ صورتِ حال میرے لیے پریشان کن تھی، میں ایک لمحے کو رکا ان کا حلقہ تنگ ہوتا جا رہا تھا معاً میرے ذہن میں پستول کا خیال آیا جو میری جیب میں موجود تھا، برق رفتاری سے پستول نکال کر میں نے یکے بعد دیگرے تین فائر کیے۔ تین وحشی اچھل کر گرے تو مجمع رک گیا، ان کے چہروں پر خوف و ہراس نظر آنے لگا وہ ان دھماکوں کو غالباً دیوتاؤں کا عتاب سمجھ رہے تھے، میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ریک کو ڈاڑھ کی اوٹ میں دبایا پھر چیخ کر کہا۔

"اورد فینا کے لوگو! تم دیوتا اورد کی حفاظت نہیں کر سکے۔ ایک معمولی شخص نے تمہاری نظروں کے سامنے تمہارے مقدس دیوتا کے پرخچے اڑا دیے اور تم اور تمہارا سردار بے بسی سے دیکھتے رہ گئے۔ راستہ چھوڑ دو۔ ایک اجنبی نے آج اورنگا کے قہر و غضب اور عتاب کو للکارا ہے۔ ہم اورد فینا کی روحیں ہیں جو مقدس اورنگا کے حکم پر اپنے دشمن کو لے جا رہے ہیں۔ اورنگا اسے اپنی مرضی کے مطابق سزا دے گا۔ ہمارے سامنے جھک جاؤ ورنہ اورنگا کا عتاب ایک ایک کر کے تم کو خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ختم کرتا رہے گا۔ اپنے نیزے پھینک دو اور سر زمین پر ٹیک دو۔"

میرا حربہ نہایت کامیاب رہا، اپنی تقریر ختم کرتے ہی میں نے دو فائر اور کیے جس کے نتیجے میں قبیلے کے دو آدمی اور ڈھیر ہو گئے پھر وہی ہوا جو میں نے چاہا تھا، ہجوم کے چہرے خوف و دہشت سے زرد پڑ گئے، نیزے پھینک کر انھوں نے دائرے کی صورت ختم کر دی پھر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر سجدے کی حالت میں چلے گئے۔ میں جیکب کو کاندھے پر اٹھائے جھیل کی سمت دوڑتا رہا، کوئی غیبی قوت یقیناً میری مدد کر رہی تھی ورنہ اندھیرے میں انجانے راستوں پر برق رفتاری سے ایک انسان کے وزنی بوجھ کو اٹھائے دوڑتے رہنا ممکن ہی نہیں تھا۔ شامی کے بھونکنے کی آواز خاصی دور سے سنائی دے رہی تھی، لوگا اور اس کے ساتھی پرشور آوازیں چلاتے ہوئے غالباً شامی کا تعاقب کر رہے تھے۔

میں نے اپنی رفتار اور تیز کر دی، جھیل کا فاصلہ میرے اندازے کے مطابق ابھی پانچ میل سے زیادہ ہی باقی تھا، مجھے کیلاش اور ساوری کا خیال بھی لاحق تھا، نہ جانے ان پر کیا بیتی ہو؟ ایک بار مجھے اور کیلاش کو کشتیوں والے چبوترے کے قریب دیکھ لینے کے بعد لوگا کے محافظوں نے وہاں کی نگرانی کے انتظامات یقیناً زیادہ سخت کر دیے ہوں گے؟ سمورا نے کہا تھا کہ دوسری بار مخصوص پجاریوں کے علاوہ اگر کوئی ان ڈونگوں کے قریب جانے کی کوشش کرے تو اس کا جسم بے دریغ نیزوں سے چھلنی کر دیا جائے۔ کیا کیلاش دونوں کشتیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہو گا؟

میرے ذہن میں متعدد خیالات ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہوتے رہے، میرا سانس رفتہ رفتہ پھولنے لگا، میری رفتار بھی مدھم پڑنے لگی، موت کا ہولناک تصور مجھے سہارا دے رہا تھا لیکن پھر اچانک میرا پیر ناہموار زمین پر پڑا تو میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا، میں نے خود کو سنبھالنے کی بہتیری کوشش کی مگر جیکب کا توازن بھی میرے شانے پر بگڑ چکا تھا اس لیے مجھے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی، میں لڑکھڑاتا ہوا تیزی سے زمین پر گرا پھر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری پلکوں کے نیچے ان گنت تیز روشنیاں ابھر کر یک لخت گھپ اندھیروں میں ڈوب گئی ہوں۔

مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میرا سر زمین پر گرتے وقت کسی وزنی پتھر سے ٹکرایا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ مجھے کچھ ہوش نہیں۔

تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پانی کے مدھم مدھم شور کی آواز میرے سوئے ہوئے ذہن کو رفتہ رفتہ بیدار کر رہی تھی۔ مجھے آہستہ آہستہ گزری ہوئی باتوں کا خیال آنے لگا، میں جیکب کو کندھے پر اٹھائے کشتیوں والے گھاٹ کی جانب بڑھ رہا تھا، اونچے نیچے ناہموار راستوں پر زندہ رہنے کی آرزو مجھے برق رفتاری سے دوڑنے پر مجبور کر رہی تھی، پھر جب تاریکی کی چادر دبیز ہونے لگی تو مجھے کچھ نظر نہیں آرہا تھا، میں اندازے سے سمت کا تعین کر کے بھاگتا رہا لیکن ایک جگہ میرا توازن بگڑ گیا، میں نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر گرتے گرتے میرا سر کسی ٹھوس پتھر سے ٹکرایا تو میری کھوپڑی میں بیک وقت کئی سورج طلوع ہو کر یکلخت غروب ہوتے چلے گئے اور اب۔

میرا جسم کچھ اس انداز میں ہل رہا تھا جیسے میں پانی میں کسی تختے پر لیٹا ہوں، غنودگی کا ہلکا ہلکا احساس ابھی تک میرے بوجھل پپوٹوں پر طاری تھی ۔۔۔ پانی کے چھینٹے میرے چہرے پر پڑتے تو مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی مجھے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہو، میں نے اپنے ذہن میں ابھرتے ہوئے سوالات کو سمیٹنا شروع کیا۔

میری آنکھیں بند تھیں لیکن میں اس وقت بھی اس ہولناک منظر کو دیکھ رہا تھا جب آسمان سے باتیں کرتے ہوئے شعلے جیکب کے چہرے پر موت کے بھیانک سائے بن کر لپکتے تھے، اگر میں نے وہاں پہنچنے میں ذرا دیر کی ہوتی تو شاید وہ وحشی اور جنگلی درندے میرے عزیز دوست کو بھون کر کھا چکے ہوتے اور مقدس اور دیگا کی خوشنودی کی خاطر ان کا جنونی رقص جاری رہتا۔ میں نے بوجھل پپوٹوں کے درمیان ہلکی سی جھری پیدا کر کے دیکھنا چاہا کہ قدرت نے مجھے کن حالات سے دوچار کر رکھا ہے، جسم کے ہچکولے اور سانس کی رفتار مجھے میری زندگی کی نوید دے رہی تھی مگر اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی مجھے پریشان کر رہا تھا کہ اگر خدانخواستہ آنکھ کھولنے کے بعد میرا کوئی ساتھی میری نگاہوں کے سامنے نہ ہوا تو میرے اوپر کیا بیتے گی۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیلاش کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

”میرا خیال ہے کہ اب جمال کو ہوش میں آجانا چاہیے۔“

”اور اگر یہ کچھ دیر اور بے ہوش رہے تو کیا ہوگا؟“ یہ

ہوائی آواز ساوری کی تھی۔

”پھر مجھے کوئی احتیاطی تدبیر اختیار کرنی پڑے گی۔“

”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم جمال کو جگانے کی خاطر اس پر پانی کے چھینٹے...“ جیکب کی آواز سنائی دی لیکن کیلاش نے اس کا جملہ کاٹ دیا۔

”تم اپنی زبان بند ہی رکھو۔ یہ جو کچھ ہوا ہے صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔“

”یہ تمہارا خیال ہے لیکن میں اسے مشیتِ ایزدی کہوں گا۔“ جیکب بولا۔

”اس سے پیشتر بھی تمہاری حماقتیں ہمیں موت کے دہانے تک لے جا چکی ہیں۔“ کیلاش جھلا گیا۔ ”آخر تمہیں ان وحشیوں کے مذہبی معاملات میں دخل انداز ہونے کی کیا ضرورت تھی؟“

”وہ گمراہی کے راستوں پر اندھوں کی طرح بھٹک رہے ہیں، انھیں روشنی دکھانا اور راہِ راست پر لانا میرا دینی فرض تھا۔“

”فادر جیکب!“ ساوری نے دبی زبان میں کہا۔ ”تمہارا بچ جانا بھی کسی معجزے سے کم نہیں، اگر جمال نے اپنی جان پر کھیل کر تمہیں بچانے کی کوشش نہ کی ہوتی تو اب تک تم اوردو کے قدموں میں تمہاری قربانی گزار چکے ہوتے، میں نے خود اپنے کانوں سے بوگا کا وہ حکم سنا تھا جس کے مطابق تمہیں بھون کر تمہارا گوشت پجاریوں اور قبیلے کے دوسرے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا۔“

”میں اسے بھی مشیتِ ایزدی ہی سمجھ کر قبول کر لیتا۔“ جیکب کے لہجے سے اطمینان ظاہر ہو رہا تھا۔

”لیکن ان لوگوں کا کیا ہوتا جو تمہارا بھنا ہوا گوشت حلق کے نیچے اتارتے۔“ کیلاش تلملا کر بولا۔ ”بھگوان کی سوگند ان کا انجام بھی بھیانک ہی ہوتا، تمہارا زہریلا گوشت انھیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیتا۔“

”جو لوگ مذہب کی راہ میں سر سے کفن باندھ کر نکلتے ہیں انھیں انجام کا مطلق کوئی خوف نہیں ہوتا۔“

”پھر وہی الٹی سیدھی باتیں شروع کر دیں تم نے۔“ کیلاش نے تیزی سے کہا۔ ”کیا تمھیں یقین ہے کہ تم ان جنگلیوں کو اپنے سانچوں میں ڈھالنے میں کامیاب ہو جاتے۔“

”کوشش کرنا میرا فرض ہے۔ کامیابی یا ناکامی کا انحصار بہرحال خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔“

”بوگا نے تمھیں تاکید کی تھی کہ تم مقامی لوگوں کے مذہبی معاملات میں دخیل ہونے کی حماقت نہیں کرو گے۔“ کیلاش نے اسے یاد دلایا پھر سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ ”تم تبلیغ کے ذریعے بھی ان بدبخت گمراہوں کو روشنی دکھا سکتے تھے۔ اوردو کے مجسموں کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے۔“

”اس لیے کہ میں جانتا تھا کہ جب تک اوردو کا منحوس بت ان کی نگاہوں کے سامنے اپنی مکروہ اور ہیبت ناک صورت میں موجود رہے گا وہ کم بخت خدا پر ایمان نہیں لائیں گے۔ ہمیشہ اس بات سے خائف رہیں گے کہ اگر انھوں نے اپنی راہ بدلنے کی کوشش کی تو اوردو کا قہر انھیں تباہ کر دے گا چنانچہ انتہائی غور و خوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اوردو کے مجسموں کو برباد کرنے کے بعد ان بدبختوں کو احساس دلایا جائے کہ ایسے بتوں کو ماننے سے کیا حاصل جو اپنی حفاظت آپ نہ کر سکیں۔“

”تم جاہلوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔“ کیلاش بھڑک اٹھا۔ ”دنیا میں سیکڑوں اور ہزاروں قسم کے لوگ ہیں جو اپنے اپنے انداز اور طور طریقوں سے خدا کی عبادت کرتے ہیں۔“

”بوگا اور سمورا دونوں نے کہا تھا کہ بھوری پہاڑیوں پر موت منڈلاتی ہے اس لیے آج تک کسی نے اس طرف جانے کی جسارت نہیں کی۔ پھر ہم اسی سمت کیوں جا رہے ہیں؟“ جیکب نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

”تم منطق کے اصولوں سے ہٹ کر نہایت احمقانہ دلائل پیش کر رہے ہو۔“ کیلاش نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔ ”بحری عقاب کی تباہی سے پیشتر اگر ہم کسی سے اوروفینا کے جزیرے کے بارے میں دریافت کرتے تو وہ یقیناً ہمارا مضحکہ اڑاتا یا پھر یہی مشورہ دیتا کہ ہم اس جزیرے سے دور رہیں لیکن کیا تم نے اپنی آنکھوں سے یہاں زندگی کو ایک نئے انداز میں نہیں دیکھا۔ سیاح اور سیاحی کے مطلب بھی سمجھتے ہو؟“

”جس لغت میں یہ دونوں لفظ ہیں اسی میں لفظ مبلغ بھی پایا جاتا ہے کبھی فرصت ملے تو اس کے معنی بھی دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش ضرور کرنا۔“

”گویا تم ابھی تک اس بات پر اڑے ہوئے ہو کہ تم نے جو کچھ کیا اسے عقل مندی کے زمرے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔“

”تم بنیادی طور پر محض سرجن واقع ہوئے ہو میرے دوست! اس لیے اس بحث میں الجھنے کی کوشش نہ کرو تو بہتر ہوگا۔“ جیکب نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا پھر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے جمال کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔“

اپنے ساتھیوں کی آواز سن لینے کے بعد مجھے جو روحانی خوشی اور تقویت حاصل ہوئی اس کا اندازہ مجھ میں ہی بہتر لگا سکتا ہوں۔ ان کی باتوں سے میں نے یہ اندازہ بھی لگا لیا کہ ہم اس وقت کشتی پر سوار ہیں اور ہمارا سفر بھوری پہاڑیوں کی سمت جاری ہے۔ مسرت کی ایک لہر میرے جسم میں دوڑ گئی اور میں نے آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

میں کشتی پر چت پڑا تھا چنانچہ آنکھ کھلتے ہی مجھے گھپ اندھیرے میں آسمان پر ٹمٹماتے ہوئے تارے نظر آئے۔ میں آہستہ سے کراہا تو سب کی توجہ میری سمت ہو گئی، سب سے پہلے ساوری نے کہا۔

"خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ساتھی نے آنکھیں کھول دیں۔"

"جمال! میرے دوست کیا تم پوری طرح ہوش میں ہو؟" جیکب نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہاں۔ میں خود کو بہتر محسوس کر رہا ہوں لیکن آہ! میرے سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔" میں نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے یاد ہے کہ گھاٹ کی سمت دوڑتے ہوئے گرا تھا اور میرا سر کسی پتھر سے ٹکرا یا تھا۔"

"کچھ دیر آرام کرو۔" کیلاش نے مجھے آہستہ سے اٹھا کر کشتی کے تختوں کے سہارے بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اس طرح تم خود کو بہتر محسوس کرو گے، میں نے تمھیں احتیاط کے طور پر ایک انجکشن لگا دیا تھا، میرا خیال ہے کہ کچھ دیر بعد تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

کیلاش کا خیال درست ثابت ہوا، تختے پر چت پڑے رہنے کی حالت میں مجھے جس تکلیف کا احساس ہو رہا تھا وہ ٹیک لگا کر بیٹھنے سے بڑی حد تک جاتا رہا، میں نے اطراف کا جائزہ لیا، ہم جھیل میں سفر کر رہے تھے میری نگاہیں بھوری پہاڑی کی جانب اٹھ گئیں۔ تاریکی میں وہ کسی مہیب عفریت کی مانند نظر آ رہی تھی۔

ایک کشتی پر ہم سوار تھے اور دوسری جو ہماری کشتی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اس پر مختصر سا سامان نظر آ رہا تھا۔ مجھے دوسری کشتی کو دیکھ کر خوشی ہوئی، بظاہر اب اس بات کا امکان نہیں تھا کہ قبیلے کے وحشی لوگ ہمارا تعاقب کر سکیں گے۔ تاریکی کے سبب بھوری پہاڑی کی دوری کا درست تخمینہ نہیں لگایا جا سکتا تھا لیکن میرا اندازہ یہی تھا کہ وہ ایک ڈیڑھ میل سے زیادہ دور نہیں ہے اور اس کا مطلب تھا کہ ہم اپنا نصف سفر طے کر چکے تھے۔

سمندری جھیل کے ٹھہرے ہوئے پانی میں کشتیوں کی رفتار

منگول

الماس ایم اے قیمت:=/150

بڑی مدھم سی تھی جس وقت میری آنکھ کھلی اس وقت چپو ساوری کے ہاتھوں میں تھا جو نہایت مہارت سے دائیں بائیں چپو چلا کر منزلِ مقصود کی جانب بڑھ رہی تھی، کیلاش میرے قریب ہی سیدھے ہاتھ پر بیٹھا تھا جیکب محض چند فٹ کے فاصلے پر الٹے ہاتھ پر موجود تھا کچھ دیر تک کیلاش کے مشورے پر خاموش رہا پھر آہستہ سے پوچھا۔

"کیا تم لوگ مجھے بتاؤ گے کہ میں کشتی والے گھاٹ تک کس طرح پہنچا تھا؟"

"میں اسے بھی ایک معجزہ ہی کہوں گا۔" کیلاش میری نبض کی رفتار سے مطمئن ہونے کے بعد کہنا شروع کیا۔ "تمھیں جیکب کی طرف روانہ کرنے کے بعد مجھے نہ جانے کیوں بڑی شدت سے یہ احساس ہوا کہ میں نے غلطی کی لیکن شاید اسی میں ہماری بہتری تھی ـــــ بہرحال تمھارے مشورے کے مطابق ہم نے رہائش گاہ پر پہنچ کر اپنا ضروری سامان سمیٹنے میں بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا پھر ساوری نے گھاٹ تک رہنمائی نہ کی ہوتی تو ممکن تھا کہ میں تاریکی اور بوکھلاہٹ کی وجہ سے راستہ بھول گیا ہوتا۔ میرا یہ اندازہ ٹھیک ثابت ہوا کہ بوگا کے آدمیوں نے پہلے کے مقابلے میں کشتیوں کی نگرانی پر زیادہ آدمی مامور کر دیے تھے لیکن اس موقع پر بھی ساوری نے ہماری مدد کی۔

مجھے ایک گھنی جھاڑی میں خاموش بیٹھے رہنے کی ہدایت کر کے پہلے وہ خود آگے گئی۔ نگرانی پر جو لوگ تعینات تھے وہ کسی متوقع خطرے کے پیشِ نظر گھات لگائے بیٹھے تھے لیکن ساوری شاید ان کی کمین گاہوں سے واقف تھی اس لیے نہایت خاموشی سے ایک ایک کو بلو پائپ کے ذریعے ٹھکانے لگا دیا۔ ایک موقع پر تین سیاہ فام وحشیوں نے اسے گھیر لیا۔ اپنے ساتھیوں کی موت نے انھیں بوکھلا دیا تھا، اسی بوکھلاہٹ نے مجھے موقع فراہم کر دیا اور میں نے انھیں گولی مار کر ختم کر دیا۔ اگر ان تینوں نے ساوری کو نرغے میں لے کر مجھے للکارا ہوتا تو شاید ہم اتنی آسانی سے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکتے اور حالات کچھ مختلف ہوتے۔

کشتیوں پر قبضہ کرنے کے بعد ہم دوبارہ گھنی جھاڑیوں میں چھپ کر تمھاری راہ دیکھنے لگے، تم نے غالباً گولیاں بھی

[...]تھیں جس کی آواز ہمیں سنائی دی۔ ٹامی کے بھونکنے اور [...]کے شور و غل کے ساتھ ساتھ دوڑنے بھاگنے کی آوازیں [...]آتی رہیں پھر ہم نے سب سے پہلے ٹامی کو اپنی طرف آتے دیکھا [...]اس بات پر خوشی ہوئی کہ ٹامی نے گھاٹ کی طرف آتے ہوئے [...]بھونکنے کی حماقت نہیں کی ورنہ وہ خطرے کی نزاکت کو بھانپ [...]اور پھر ہمارا بچنا بے حد مشکل اور دشوار ہو جاتا۔

ٹامی کے آ جانے کے بعد ہمیں تمھاری فکر لاحق ہو گئی۔ [...]ساوری نے ایک موقع پر یہ مشورہ بھی پیش کیا کہ میں وہیں رک کر [...]تمھارا انتظار کروں اور وہ قبیلے کی طرف جا کر تمھیں تلاش کرنے [...]کی کوشش کرے لیکن میں نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا۔ ہم [...]اور جھاڑیوں میں دبکے بیٹھے شور و غل اور ہنگاموں کی آواز [...]سنتے رہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ہماری وحشتیں بھی بڑھتی [...]جا رہی تھیں پھر جب ہم نے تمھیں قریب آتے دیکھا تو ہماری [...]خوشیوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، ہم جس افراتفری میں کشتیوں میں [...]سوار ہو کر بھاگے اس نے مجھے اتنا موقع ہی نہیں دیا کہ میں تمھاری [...]یا جیکب کی حالت کا اندازہ لگا سکتا لیکن جب ساحل سے کچھ [...]دور نکل جانے کے بعد میں نے نظر ڈالی تو تم دونوں ہی بے ہوش تھے۔"

میں نے درمیان میں بولنے کی جلدی نہیں کی، دل کی دھڑکنوں [...]پر قابو پائے خاموش بیٹھا سنتا رہا، کیلاش ایک لمحے کو سانس [...]لینے کی خاطر رکا پھر اس نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"خطرے کا احساس کم ہو جانے کے بعد میں نے تمھارے [...]سر پر جب آ کر غور سے دیکھا تو مجھے جھرجھری آ گئی، تمھارے سر سے جو [...]خون بہہ رہا تھا اس نے تمھارے چہرے اور لباس کو تر بتر کر [...]دیا تھا، میں نے فوری طور پر خون روکنے کی تدبیر کی تمھیں ایک [...]انجکشن بھی بمشکل تمام لگانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس کے [...]بعد تم بلبلاتے ہو کیا ہوا؟"

"کیا ہوا؟"

"جب تمھاری کیفیت سے مطمئن ہونے کے بعد میں نے [...]اس بڈھے پادری کی طرف توجہ دی تو یہ آنکھیں پھاڑے مجھے [...]وحشت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے میں مسٹر کیلاش [...]نہیں بلکہ دنیا کی روح ہوں جسے خلافِ توقع اپنی نگاہوں کے [...]سامنے دیکھ کر اس پر شادیٔ مرگ کی حالت طاری تھی۔"

"میں تم سے اس سے زیادہ معیاری مذاق کی توقع بھی نہیں [...]رکھتا۔" جیکب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "بہرحال مجھے خوشی ہے کہ [...]تم ان پریشان کن حالات کے باوجود اپنی زندہ دلی کا ثبوت [...]پیش کر رہے ہو۔"

"کیلاش!" میں نے جیکب کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی اور حیرت کے ملے جلے انداز میں سوال کیا۔ "کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ میں ہی تھا جو زخمی ہونے کے باوجود جیکب کو کندھے پر لادے گھاٹ تک پہنچا تھا؟"

"کیا مطلب؟" کیلاش نے چونک کر مجھے گھورا۔ "تمھارا کیا خیال ہے، میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں؟"

"میرا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں کسی پتھر سے ٹکرانے کے بعد بے ہوش ہو گیا تھا۔" میں نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے آہستہ سے جواب دیا۔ کیلاش جو کچھ کہہ رہا تھا وہ میرے لیے ناقابلِ یقین ہی تھا اس لیے کہ میں اپنی کیفیت اور اپنے ساتھ گزرے ہوئے حادثے کا زیادہ مستند اور معتبر گواہ تھا۔ مجھے خوب یاد تھا کہ لڑکھڑا کر گرنے کے بعد میں شدید بے ہوشی کی حالت سے دوچار ہو گیا تھا پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ میں بے ہوشی کے باوجود جیکب کو دوبارہ اٹھا کر کشتی والے گھاٹ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا؟

"ایسا ہوتا ہے میرے دوست۔" کیلاش نے میری الجھن کو میرے چہرے پر نمودار ہونے والے تاثرات سے بھانپتے ہوئے کسی پیشہ ور ڈاکٹر جیسے انداز میں نہایت سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کی۔ "میں نے اپنے شعبے کے عملی میدان میں ایسے کئی واقعات دیکھے ہیں جب انسان شعوری طور پر خود کو بالکل بے حس اور ناقابلِ حرکت محسوس کرنے لگتا ہے لیکن لاشعوری طور پر وہ ایک ذی ہوش انسان کی طرح حرکت کرتا رہتا ہے۔ خوابِ بیداری کے مرض ہی کو لے لو تم ذاتی طور پر بھی اس کا مشاہدہ کر چکے ہو کہ انسان خواب کی حالت میں باقاعدہ چلتا پھرتا رہتا ہے لیکن بیدار ہونے کے بعد وہ ان حرکتوں کے بارے میں قطعی لاعلمی کا اظہار کرتا ہے جو اس سے نیند کی حالت میں سرزد ہو چکی ہیں۔ تمھارے ساتھ بھی یقیناً یہی ہوا ہو گا۔ تم چونکہ خوف کی حالت سے دوچار تھے اس لیے کسی پتھر سے ٹکرا جانے کے بعد شعوری طور پر ہوش و حواس کھو بیٹھے لیکن تمھارے لاشعور میں چونکہ یہ بات بیٹھ چکی تھی کہ زندگی بچانے کے لیے تمھیں آخری دم تک جدوجہد جاری رکھنی ہے اور جیکب کو ساتھ لے کر کشتی تک پہنچنا ہے اس لیے تمھارے جسمانی اعضا اسی انداز میں حرکت کرتے رہے جس طرح تم نے سوچا تھا پھر ہمارے پاس آ جانے کے بعد تمھیں اپنے تحفظ کا یقین آ گیا تو تم لاشعوری طور پر بھی پُرسکون ہو گئے۔ اس عمل کو تم اگر چاہو تو اپنی بے ہوشی کا نام بھی دے سکتے ہو۔"

ایک دوست اور تجربہ کار ڈاکٹر اور سرجن ہونے کے ناطے کیلاش اپنا فرض بڑی خوب صورتی سے پورا کر رہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ کوئی غیبی قوت ہی رہی ہوگی جس نے موت کے دہانے سے زندگی کے راستوں تک میری رہنمائی کی تھی۔ میں پہلے بھی قدرت کے کرشموں کا تماشہ دیکھ چکا تھا۔ میں نے کیلاش کی بات کی تردید نہیں کی' ایک لمحے کو میری نگاہیں بے اختیار لکڑی کی اس انگشتری کی جانب اٹھ گئیں جو میں نے مجذوب کے ہاتھ سے اتاری تھی' کوئی ایسی قوت اس انگوٹھی میں ضرور موجود تھی جس نے فوری طور پر میرے ذہن کو پرسکون کر دیا۔

"میرا مشورہ ہے کہ اگر تم لمبی چوڑی تقریر سننے کے بجائے کچھ دیر آرام کرلو تو زیادہ مناسب ہوگا۔" جیکب نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ بھوری پہاڑیوں پر قدم رکھنے کے بعد پھر تشویش ناک واقعات سے دوچار ہونا پڑے۔"

"تم جب بولو گے ہمیشہ فضول اور غیر ضروری باتیں تمھارے منہ سے نکلیں گی۔" کیلاش نے جیکب کو گھورا۔

"اور تم نے جو بے وقت کی راگنی شروع کر رکھی ہے۔" جیکب چڑ گیا۔ "بھلا اس وقت تمھیں بے ہوشی' خواب بیداری یا شعوری اور لاشعوری حرکتوں پر اپنے تجربات اور مشاہدات کا پٹارہ کھول کر بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی؟ سیدھی طرح جمال کو یہ مشورہ بھی دے سکتے تھے کہ فی الحال تمھیں صرف آرام اور سکون کی ضرورت ہے۔"

"پہلے میں نے یہی ارادہ کیا تھا لیکن اس خیال سے عمل نہیں کیا کہ جہاں شیطان موجود ہو وہاں کسی انسان کو سکون اور آرام میسر نہیں آ سکتا۔"

"کبھی آئینے میں غور سے اپنی شکل بھی دیکھی ہے؟"

"اتنی فرصت کہاں ہے" آئینے میں صورت دیکھ سکوں۔" کیلاش نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ "ایک بار جلدی میں کوشش کی تھی لیکن بعد میں احساس ہوا کہ آئینے کے بجائے تمھاری فریم شدہ تصویر میرے سامنے تھی۔"

"ساوری!" میں نے کیلاش اور جیکب کی نوک جھونک کو ختم کرنے کی خاطر ساوری کو مخاطب کیا۔ "بھوری پہاڑی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی البتہ میں نے سردار لوگا اور سمورا سے منہ سے ہمیشہ یہی سنا ہے کہ جب بھی کسی نے کنارے کی حدود سے آگے جانے کی کوشش کی وہ دوبارہ کسی کو نظر نہیں آیا۔"

"ہو سکتا ہے پہاڑیوں پہ آدم خور درندے رہتے ہو[ں] جو انسانوں کو دیکھتے ہی ان پر جھپٹ پڑتے ہوں اور [پ]ل جھپٹ کر جاتے ہوں۔" جیکب نے خیال ظاہر کیا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان ان پہاڑیوں پر جانے [کے] بعد راستہ بھٹک جاتا ہو اور..."

"تم بہک رہے ہو مائی ڈیئر سرجن!" جیکب نے برجستہ [کہا]۔ "ہم اس وقت بھوری پہاڑی کا ذکر کر رہے ہیں' جزیر[ے] اپیا کا نہیں' جہاں قدم رکھتے ہی اچھے خاصے معقول ان[سان] بھی بے حد نامعقول ہو جاتے ہیں۔"

"مجھے خوشی ہوئی فادر جیکب کہ اب تمھارا ذہن [اپنی] اصلی حالت کی طرف واپس آ رہا ہے ورنہ جس وقت تم موت سے فرار ہونے کے بعد ہوش آیا تھا اس وقت تمھا[ری] ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں تھی۔ بار بار تم عجیب و غریب ا[نداز] میں کچھ بڑبڑانے لگتے تھے اور وہ زبان تمھاری اپنی نہیں [تھی]۔"

"کیوں ساوری! کیا کیلاش درست کہہ رہا ہے؟" جیکب نے کیلاش کی بات پر ساوری سے گھبرا کر تصدیق چا[ہی] تو میں بھی مسکرا دیا۔

"میں نے تم کو متعدد بار منع کیا' لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔" میں نے جیکب سے کہا۔ "ہر وہ قدم جو جلد بازی [میں] اٹھ جائے' اس کے نتائج کبھی اچھے ثابت نہیں ہوتے۔"

"میں نے جو کچھ کیا بہت سوچ سمجھ کر کیا۔ اگر افسوس ہے تو صرف اس بات کا کہ میں اوروکے مجسمے کا سر اپنے ساتھ نہ لا سکا۔"

"کیا مطلب!" کیلاش نے حیرت سے دریافت کیا۔ "تم اس سر کا کیا کرتے؟"

"جب تک ہمارا تعلق وحشی اور جنگلی قبائل سے رہتا

[او]رو کے سر کے ذریعے انھیں اس بات کا یقین دلاتا رہتا [کہ وہ ا]پنے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں اور..."

[...] اور میں بڑے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں [کہ اگر تم] نے مثبت اندازِ فکر اختیار کرنے کی کوشش نہ کی [تو] تمھارے حق میں بڑے منفی نتائج سامنے آئیں گے۔"

[...] نے جھلا کر کہا پھر نرم آواز میں بولا۔ "میں تم سے درخواست [کرتا ہوں] کہ ان لوگوں کے پیچھے لاٹھی لے کر اندھا دھند دوڑنا بند [کرو و]رنہ کسی دن منہ کے بل گرو گے پھر تمھارا سنبھلنا بھی [مشکل] ہو جائے گا۔"

[...] تمھارے مشورے کا شکریہ۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں [جن م]عاملات میں جو رائے رکھتا ہوں اسے دنیا کی کوئی [طاقت] حتیٰ کہ موت بھی نہیں بدل سکتی۔"

[...] تو کیا تمھارے مرنے کے بعد ہمیں تمھاری بدروح کی [...] کو بھی برداشت کرنا پڑے گا۔"

جیکب خاموش رہا' اس نے اپنا رخ دوسری جانب پھیر [لیا۔ کی]لاش نے اطمینان کا سانس لیا پھر مجھ سے مخاطب ہو گیا۔ "مجھے حیرت ہے کہ ابھی تک قبیلے والوں کو ہمارے فرار [کی] خبر نہیں ملی ورنہ وہ ہمیں روکنے یا جان سے مار [دینے] کی کوشش ضرور کرتے۔"

"ہو سکتا ہے وہ ہمیں بستی میں تلاش کر رہے ہوں۔" [ساور]ی نے کہا۔

"میں صرف لوگا کے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" میں [نے خی]ال لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے یقین ہے کہ مقدس [...] نے اسے ان گنت پراسرار اور جسمانی قوتوں سے نوازا [ہے۔]پھر وہ ہماری جانب سے کیوں غافل رہا' کیا وہ ان [قوتو]ں کے ذریعے اس بات کا پتہ نہیں چلا سکتا تھا کہ ہم فرار [ہونے] کے بعد کدھر کا رخ اختیار کریں گے اور..."

میں ابھی جملہ مکمل نہیں کر سکا تھا کہ ہمیں ساحل کی [جانب] سے شور و غل کی آوازیں سنائی دیں' ہم نے نظر گھما کر [دیکھا'] لوگا اور اس کے ساتھیوں کو ہمارے فرار کا علم ہو گیا تھا' کشتی [جز]یرے کے قریب ہمیں ان گنت مومی مشعلیں حرکت [کرتی نظر] آئیں' شاید وہ ہمیں تلاش کرتے پھر رہے تھے یا پھر [ہم تک] پہنچنے کا کوئی طریقہ سوچ رہے تھے۔

[...] نامی خطرے کی بُو پا کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے اپنی دم [ہلانے ل]گا لیکن اس نے بھونکنے کی حماقت نہیں کی' ساوری نے [...] اسے چپو چلانا شروع کر دیئے۔

"کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ اب تم ساوری کے ہاتھ سے چپو لے لو؟" کیلاش نے جیکب سے کہا۔

"تم کس مرض کی دوا ہو؟"

"تمھاری بات دیگر ہے۔" کیلاش بولا۔ "ساوری نے روانگی سے قبل کہا تھا کہ وہ تمھارے ساتھ موت بھی گوارا کر سکتی ہے۔"

"یہ ساوری کا خیال تھا میرا نہیں۔"

"یار خدا کے لیے' کم از کم اس وقت تو اپنی نوک جھونک سے باز آ جاؤ۔" میں نے کہا پھر ساوری سے بولا۔ "کیا تمھیں یقین ہے کہ جو لوگ ساحل پر جمع ہو رہے ہیں وہ ہمارا تعاقب کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟"

"سورج کی روشنی ہوتی تو شاید پورا قبیلہ ہمیں روکنے کی خاطر سمندری جھیل میں کود پڑتا لیکن رات کے اندھیرے میں وہ پانی میں قدم رکھنا بھی شدید گناہ سمجھتے ہیں اس لیے ہم لوگ اس وقت ہر لحاظ سے محفوظ ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" کیلاش نے سوال کیا۔ "وہ رات کے وقت جھیل میں اترنے کو گناہ کیوں خیال کرتے ہیں؟"

"ان کا خیال ہے کہ رات کا وقت مقدس اوریگا کے آرام کے لیے وقف ہے اور اوریگا پانی کا شور پسند نہیں کرتا۔"

"یہ تمام کی تمام جہالت کی باتیں ہیں۔" جیکب برا سا منہ بنا کر بولا۔ "مذہب کے بغیر انسان جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔"

"ایک اہم بات اور رہ جاتی ہے۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اگر لوگا کے پاس کوئی تیسری کشتی موجود ہوگی تو وہ صبح کا اجالا پھوٹتے ہی اپنے آدمیوں کو لے کر ہمارے اوپر چڑھ دوڑنے کی کوشش کرے گا۔"

"نہیں' وہ کسی حالت میں بھی کنارے والی چٹان سے آگے بڑھنے کی حماقت نہیں کریں گے۔" ساوری نے کہا۔ "یہ بات مجھے بھی بخوبی معلوم ہے کہ قبیلے کے لوگوں نے کبھی کنارے والی چٹان سے آگے قدم بڑھانے کی جسارت نہیں کی' ان کا خیال ہے' اوریگا اپنے درمیان کمتر اور حقیر انسانوں کی موجودگی پسند نہیں کرتا۔"

"قبیلے میں کسی تیسری کشتی کی موجودگی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟" جیکب نے دریافت کیا۔

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"مگر مجھے یقین ہے کہ یاتو اور روفینا کے ساحل پر کہیں کوئی تیسری کشتی ضرور موجود ہوگی یا لوگا کے آدمی راتوں رات کوئی کشتی ضرور بنا لیں گے۔"

"کوئی خاص وجہ؟" جیکب نے کیلاش کو گھورا۔

"میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے' خواہ کوئی بھی طریقہ کیوں نہ اختیار کیا جائے لیکن وہ ہر حالت میں اوروتاس کے لیے

پھل فروٹ اور چڑھاوے لے کر کنارے تک ضرور پہنچیں گے۔"

"اوروتاس؟" جیکب چونکا "یہ کس بلا کا نام ہے؟"

"پریشان مت ہو۔ کنارے پر تمھارا قدم پڑتے ہی تمام بلائیں بھاگ جائیں گی۔" کیلاش نے جملہ چست کیا تو جیکب بُرا سا منہ بنا کر خاموش ہوگیا۔ میں نے دوبارہ قبیلے والے ساحل کی سمت دیکھا جہاں مومی مشعلیں بدستور ٹمٹماتی نظر آرہی تھیں۔

ساوری جس مہارت اور دلیری سے چپو چلا رہی تھی اس سے ہماری کشتیوں کی رفتار پہلے کے مقابلے میں خاصی تیز ہوگئی تھی چنانچہ ہم کچھ دیر بعد نشتم پشتم اس گھاٹ نما چٹان تک پہنچ گئے جہاں قبیلے کے لوگ اوروتاس کے لیے نذرانے کے پھل اور کھانے رکھ کر چلے جاتے تھے۔ سب سے پہلے کیلاش نے اچھل کر سنگلاخ چٹان پر قدم رکھا لیکن اگر وہ سنبھل نہ گیا ہوتا تو کنارے کی پھسلن جو کائی جم جانے کی سبب پیدا ہوگئی تھی اسے واپس کشتی میں لے آتی، کیلاش کے بعد جیکب اور پھر میں نے سنبھل سنبھل کر ساحل پر قدم رکھا لیکن ساوری ہچکچا رہی تھی۔ ایک طویل عرصے تک اوروفینا کے قبیلے میں زندگی گزارنے کے سبب وہ بھی ان کے رنگ میں ڈوب چکی تھی۔

"کیا بات ہے ساوری!" میں نے سنجیدگی سے کہا "تم کس بات سے خوف زدہ ہو؟"

"جمال! بوگا کا کہنا ہے کہ اس کے مخصوص پجاریوں کے سوا جو بھی کشتیوں سے ساحل کی سمت قدم بڑھاتا ہے۔ وہ زندہ نہیں رہتا۔"

"فکر مت کرو۔ یہاں فادر جیکب بھی ہمارے ساتھ ہے۔" کیلاش نے برجستہ کہا "اور مجھے قوی امید ہے کہ یہ تمھیں اپنے علاوہ کسی اور پر نہیں مرنے دے گا اس لیے تم بلاخوف کشتی سے اتر آؤ۔"

"کیا بے ہودگی ہے۔" جیکب نے سرگوشی کی، وہ تلملا اٹھا تھا۔

"کم بخت! ایک بار تو ذرا غور سے دیکھ لے جسے تو بے ہودگی کہہ رہا ہے وہ کس قدر تندرست توانا اور پرکشش لڑکی ہے۔" کیلاش نے آہستہ سے نہایت شاعرانہ لہجے میں جیکب سے کہا پھر آگے بڑھ کر اس نے ساوری کا ہاتھ تھام کر اسے بھی ساحل پر کھینچ لیا۔

اس خیال سے کہ کہیں بوگا کے قبیلے کا کوئی سرپھرا رات کے گھپ اندھیرے ہی میں ہم تک پہنچنے کی کوشش نہ کر بیٹھے ہم نے کشتیوں سے پہلے سامان اتارا پھر کشتیوں کو بھی دور تک گھسیٹ لائے، کیلاش نے جلد بازی کے باوجود تھیلوں میں ضرورت کی خاصی چیزیں ٹھونس لی تھیں، دوسری کشتی جس میں سامان تھا اس میں بھنا ہوا گوشت اور پھل وغیرہ ہم مقدار میں موجود تھے کہ ہم تین چار روز تک بہ آسانی شکم سیر ہو کر گزارا کر سکتے تھے۔ میں نے ساوری سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ قبیلے کے لوگ سرِشام ہی سے ایک کشتی میں پھل اور کھانے جمع کرنے شروع کر دیتے ہیں اور صبح ہوتے ہی مخصوص پجاری انھیں چکنی چٹان تک پہنچا دیتے ہیں۔

"یہاں تو ہر طرف سیلن اور کائی کی چکناہٹ ہو رہی ہے" جیکب نے کہا تو کیلاش کی رگِ شرارت پھڑ پھڑائی۔

"ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا، ساوری بھی ہمارے ساتھ ہے کہیں تم پھسل ہی نہ جانا۔"

ہر چند کہ اس وقت چاروں سمت تاریکی کا راج تھا لیکن ہم نے محلِ وقوع کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ ہم نے جس مقام پر قدم رکھا تھا وہ ہموار چکنی چٹان اتنی لمبی اور مسطح تھی کہ تراشا ہوا چبوترا معلوم دیتی تھی، پانی کی سمت جو کنارا تھا وہاں تراشی ہوئی لاتعداد کھونٹیاں سی بنی تھیں جن سے یقیناً کشتیاں باندھنے کا کام لیا جاتا تھا۔

ہم بہت دیر تک اردگرد کا جائزہ لیتے رہے پھر یہی طے پایا کہ اس وقت آرام کیا جائے اور صبح ہونے کے بعد آگے بڑھا جائے چنانچہ ہم کشتیوں سے کچھ فاصلے پر ایک خشک مقام تلاش کر کے کھلے آسمان کے نیچے لیٹ گئے، کسی بھی پیش آنے والے خطرے کے امکانات کے تحت ہم نے فیصلہ کیا کہ ایک آدمی باری باری جاگ کر پہرہ دیتا رہے، قرعہ اندازی میں پہلا نام جیکب کا نکلا اس لیے وہ بیٹھا رہا۔

بھوری پہاڑی پر قدم رکھتے ہی ہمیں جو سکون ملا وہ ناقابلِ بیان ہے، سب ہی کے چہرے اس خوف و ہراس سے آزاد نظر آ رہے تھے جو اوروفینا کے قیام کے دوران ہر وقت مسلط رہتا تھا، البتہ ساوری ابھی تک کچھ بجھی بجھی اور فکرمند دکھائی دے رہی تھی۔

❀

دوسری صبح ہم خلافِ توقع بہت جلد بیدار ہو گئے کیلاش کی ڈیوٹی حالاں کہ رات کے تیسرے حصے میں تھی لیکن وہ بھی تقریباً ہمارے ساتھ ہی اٹھ بیٹھی۔ سب سے پہلے ہم نے جھیل کے صاف و شفاف اور ٹھنڈے پانی میں غسل کیا، ساوری دور بیٹھی ہمیں پانی میں تیرنے اور ڈبکیاں لگاتے دیکھتی رہی پھر جب ہم باہر آئے تو ساوری نہایت سلیقے سے ہمارے لیے ناشتے کا دسترخوان ترتیب دے چکی تھی۔ ہم نے ایک عرصے بعد سیر ہو کر ناشتہ کیا پھر گرد و پیش کے

حسین مناظر دیکھنے لگے۔ کیلاش بطورِ خاص کافی پُرسکون اور خوش نظر آرہا تھا شاید اس لیے کہ وہاں جو کچھ تھا کوئی خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی، ایک قدیم تہذیب کے آثار بھی واضح طور پر نظر آرہے تھے، ساوری ان تمام مناظر کو حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی کیونکہ وہاں کا ماحول اوروفینا کے ماحول سے بہت مختلف اور پُرسکون تھا۔

مجھے خاص طور پر ایک عجیب سی مسرت کا احساس ہو رہا تھا، ایسا فرحت بخش اطمینان اور سکون مل رہا تھا جو کسی تھکے ہوئے مسافر کو اپنی منزل پر پہنچ کر ہوتا ہے، ایک وجدانی کیفیت میرے پورے وجود پر طاری تھی، میری روح ایسی سرشاری محسوس کر رہی تھی جس کو کوئی نام دینا مشکل تھا، جیکب بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

کنارے سے دور تک ہر سمت ہموار زمین پھیلی ہوئی تھی چٹان سے کوئی سو گز کے فاصلے پر پتھر کی بنی ہوئی ایک سڑک تھی جو آگے جا کر ایک غار کے دہانے میں ضم ہوگئی تھی، اس راستے پر ہم نے ایک خاص چیز دیکھی، سڑک کے دونوں کناروں پر کیاریاں بنی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان تقریباً دس فٹ چوڑا راستہ تھا، ہم ٹہلتے ہوئے اس راستے کے قریب پہنچ گئے۔

"اس راستے کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے جمال؟" کیلاش نے پوچھا "کیا پتھر کا یہ راستہ ہزاروں سال پرانا نظر نہیں آتا؟"

"میں تمھارے خیال سے متفق ہوں۔" میں نے راستے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "اس کا پتھر اندر تک گھس گیا ہے جیسے برس ہا برس تک اس پر لوگوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا ہو۔"

"تمھارا مشاہدہ خاصا گہرا اور تیز معلوم ہوتا ہے۔" کیلاش نے تحسین آمیز نظروں سے مجھے دیکھا پھر جیکب سے بولا "کیوں فادر! تمھاری کیا رائے ہے؟"

"کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ یہ جگہ محفوظ ہے اور توہم پرست لوگ ڈر کے مارے آج تک یہاں نہیں آئے۔" جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا "لیکن قبل از وقت ہمیں کسی خوش فہمی کا شکار بھی نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ ابھی ہم نے پورے جزیرے کا جائزہ نہیں لیا۔"

"مجھے تو یہ ہموار میدان کسی ایئرپورٹ کی طرح نظر آتا ہے۔ ممکن ہے کسی زمانے میں یہاں اڑن کھٹولے اترتے ہوں۔" کیلاش مستقل جیکب کو گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بالکل غلط۔" جیکب تیزی سے بولا "جمال نے ابھی ان راستوں کو جس غور سے ملاحظہ کیا ہے اس دور میں ہوائی جہاز کا کوئی وجود نہیں تھا، البتہ یہ ممکن ہے کہ اس دور کے لوگوں نے کسی قسم کی ہوائی مشین ایجاد کر لی ہو۔"

"مجھے یہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا ہے۔" ساوری بولی "بوگا نے یہاں کا جو تصور پیش کیا تھا یہ جگہ اس سے قطعی مختلف نظر آرہی ہے۔"

"کیا خیال ہے، ہم غار کی جانب چلیں؟" میں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا پھر اپنے قدم آگے بڑھا دیے، نہ جانے کیوں ایک انجانی کشش مجھے سب سے پہلے اس غار کی سمت جانے پر اکسا رہی تھی، شامی میرے ہمراہ تھا اور خوشی سے اچھلتا پھر رہا تھا۔ کیلاش نے اپنا سفری چرمی بیگ اٹھا کر شانوں سے لٹکا لیا جس میں دنیا جہان کی الم غلم چیزیں موجود رہتی تھیں۔ جیکب غار کی جانب بڑھنے سے کترا رہا تھا لیکن کیلاش کو آگے بڑھتا دیکھ کر وہ بھی چار و ناچار ہمارے ساتھ ہولیا۔ ساوری کو اس نے سامان اور کشتی کی نگرانی کی تاکید کر دی تھی اس لیے وہ ہمارے ساتھ نہیں آئی۔

کچھ دیر بعد ہم غار کے دہانے پر کھڑے تھے، دہانے کے سامنے پتھر کی بنی ہوئی رنگین محراب کوئی سو فٹ بلند رہی ہوگی۔ اس پر سنگ تراشی کے خوب صورت نقوش آج بھی واضح تھے البتہ کہیں کہیں سے پتھر اکھڑا ہوا نظر آرہا تھا، دہانے کے عین اوپر ایک پہاڑی چٹان چھجے کی طرح دور تک باہر نکلی ہوئی تھی۔ یہی سبب تھا کہ دور سے غار کا وہ دہانہ تاریک اور دھندلا دھندلا نظر آتا تھا۔

"میرا اندازہ ہے کہ کچھ عرصے تک یہ غار بھی جھیل کے پانی میں ڈوبا رہا ہے۔" میں نے کہیں کہیں نظر آنے والی کائی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا "ہوسکتا ہے کہ یہ پورا جزیرہ غرقِ آب رہا ہو اور کسی زلزلے کے تندید جھٹکے کے سبب پانی کی سطح سے اوپر آگیا ہو بہرحال، یہ بات یقینی نظر آتی ہے کہ یہ جزیرہ نما بھی بے حد آباد اور خوش حال رہا ہوگا۔"

"آباد تک تو خیر ٹھیک ہے۔" جیکب نے جرح کی "ان عمارتوں کو دیکھ کر کوئی بھی اسی قسم کی قیاس آرائی کر سکتا ہے لیکن تم اتنے یقین سے ان لوگوں کو خوش حال کس طرح کہہ سکتے ہو جو یہاں آباد رہے ہوں گے؟"

"تم اگر کوڑھ مغز نہ ہوتے تو محراب پر بنے ہوئے نقوش اور سڑک کے اطراف کیاریوں کی موجودگی سے بھی جمال کی بات کی تصدیق کر سکتے تھے۔"

"تم نے جو دلیل پیش کی ہے وہ بھی انتہائی بچکانہ اور بھس بھسی ثابت کی جا سکتی ہے۔" جیکب نے جھلا کر جواب

دبا۔ "کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اس وقت جزیرے کے جس علاقے میں ہیں صرف یہی حصہ خوش حال لوگوں سے آباد رہا ہو اور باقی علاقہ فاقہ مستوں پر مشتمل ہو۔"

"اگر تمھاری کٹ حجتی تسلیم کرلی جائے تو پھر ایک احمقانہ نتیجہ اور بھی اخذ کیا جاسکتا ہے۔" کیلاش نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اس جزیرہ نما کے دوبارہ نمودار ہونے میں کسی زلزلے کے امکانات کے علاوہ کسی جلالی دیوتا کی کروٹ یا انگڑائی کو بھی دخل ہوسکتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" جیکب نے پوچھا۔

"کس بات کا مطلب دریافت کرنا چاہتے ہو؟ کروٹ کا یا انگڑائی کا؟"

"کیلاش!" میں نے جیکب اور کیلاش کی نوک جھونک کو ختم کرنے کی خاطر سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تم ٹارچ یا لیمپ ساتھ لائے ہو؟"

"خیریت؟" کیلاش نے پھر جیکب کو چھیڑنے کی خاطر تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا تم فادر کی نامعقولیت پر روشنی ڈالنا چاہتے ہو؟"

میں نے کیلاش کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جیکب غصے میں ہونٹ چبا کر رہ گیا پھر ہم غار کے اندر داخل ہوگئے۔ کیلاش نے چرمی بیگ سے ایک ٹارچ نکال کر میرے حوالے کر دی اور خود لیمپ سنبھال لیا۔ جیکب کیلاش کے قریب سے ہٹ کر میرے الٹے ہاتھ پر آگیا۔

سرنگ نما راستے پر کچھ دور چلنے کے بعد ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جو وسیع اور کشادہ صحن کی طرح دور تک پھیلی ہوئی تھی اس کے اوپر چھت بھی تھی لیکن اتنی بلند کہ ٹارچ کی روشنی وہاں تک نہیں پہنچ سکی ــ اس کی بلندی کا اندازہ ہمارے قدموں کی صدائے بازگشت سے بھی ہو رہا تھا۔

"یہ جگہ بالکل اولمپیا کے قدیم غار کی طرح معلوم ہو رہی ہے۔" جیکب نے آہستہ سے کہا لیکن اس کی آواز کی گونج بھی دور تک سنائی دی۔

خلافِ توقع اس بار کیلاش نے جیکب پر کوئی فقرہ نہیں چست کیا۔ ہم محتاط انداز میں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے رہے۔ ٹامی بدستور میرے آگے آگے چل رہا تھا، ہمارے پیروں کے نیچے جو فرش تھا وہ ہموار اور پختہ تھا لیکن وہاں پتھروں سے گرنے والی گرد صدیوں سے جمع ہو رہی تھی۔ میں نے ایک جگہ رک کر گرد کو کھرچ کر دیکھا تو فرش کی سطح چکنے سیاہ پتھر کی نظر آئی۔ "اب کیا خیال ہے تمھارا؟" میں نے جیکب سے دریافت کیا۔

"حیرت انگیز۔" جیکب نے سیاہ چکنے فرش کو ہاتھ سے محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "جو لوگ صدیوں پہلے یہاں آباد ہوں گے وہ یقیناً اپنے وقت کے بہترین معمار بھی تھے، فرش دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔"

کیلاش ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا، اچانک اس نے ہمیں آواز دی تو ہم جلدی سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچے۔ وہ لیمپ ہاتھ میں بلند کیے کہہ رہا تھا۔ "جمال! دیکھو، یہ کیا ہے؟"

ہم حیرت زدہ نگاہوں سے اس ڈھانچے کو دیکھنے لگے جو تقریباً تیس فٹ اونچا اور اسّی فٹ لمبا رہا ہوگا۔ وہ زرد رنگ کی کسی چمک دار دھات سے بنایا گیا تھا۔ ہم ڈھانچے کے قریب جا کر اس کا بغور جائزہ لینے لگے۔

"اگر میرا خیال غلط نہیں تو یہ کسی مشین کا ڈھانچہ لگتا ہے۔" میں نے کہا۔ "اسے غور سے دیکھو، جس دھات سے اسے بنایا گیا ہے اس پر ابھی تک زنگ کے معمولی سے اثرات بھی نظر نہیں آتے۔ نچلا حصہ گرد میں دبا ہوا ہے اگر ہم اس گرد کو ہٹا کر دیکھیں تو کچھ نئے انکشافات بھی ہوسکتے ہیں۔"

کچھ دور آگے جا کر ہمیں اسی قسم کے دو ڈھانچے اور بھی نظر آئے۔

"مجھے یہ جگہ ان ہوائی مشینوں کا اڈا معلوم ہوتی ہے۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ نتیجہ چوتھی جماعت کا کوئی کند ذہن طالب علم بھی اخذ کرسکتا تھا۔" اس بار جیکب نے کیلاش پر فقرہ چست کیا لیکن کیلاش نے پلٹ کر کوئی جواب دینے کے بجائے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا، شاید وہ فوری طور پر جیکب سے الجھنے کے موڈ میں نہیں تھا یا پھر اسے بولنے کے مزید مواقع فراہم کرنا چاہتا تھا۔

میں ان عجیب و غریب انداز اور ساخت کے ڈھانچوں کو دیکھتا ہوا غار کے بائیں حصے کی جانب بڑھنے لگا، تھوڑی ہی دور آگے بڑھا تھا کہ مجھے تاریکی میں کوئی بلند سی چیز نظر آئی، میں تیزی سے ٹامی کے ساتھ اس کی سمت بڑھا پھر اچانک ڈر کر پیچھے ہٹا کیونکہ وہ کوئی دیوزاد نظر آ رہا تھا جو غالباً خاموش کھڑا ہماری حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا، میرے پیچھے ہٹتے ہی ٹامی نے خطرے کی بو سونگھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ جب اس مہیب دیوزاد نے کوئی حرکت نہ کی تو میں ہمت کر کے آگے بڑھا اور پھر میں نے روشنی کا دائرہ وسیع کیا تو معلوم ہوا کہ وہ چیز جسے میں دیوزاد سمجھ رہا تھا ایک دیوقامت مجسمہ تھا جو ایک بہت بڑے چبوترے پر کھڑا تھا اور اس تک پہنچنے کے لیے آٹھ بلند اور چوبی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ بنیاد کا چبوترہ تقریباً پچاس مربع فٹ رہا ہوگا لیکن جس پائدان پر وہ مجسمہ

کھڑا تھا وہ بمشکل چھ مربع فٹ تھا، کیلاش نے قریب آ کر لیمپ کا رخ بھی مجسمے کی سمت کیا تو وہ اور زیادہ واضح نظر آنے لگا۔

مجسمے کی لمبائی آٹھ فٹ کے لگ بھگ تھی، ہم سب کی نگاہیں اسی پر جمی ہوئی تھیں، وہ کفن جیسے لباس میں لپٹا ہوا تھا لیکن اس طرح کہ اس کا دایاں بازو باہر تھا جس میں اس نے ایک مشعل پکڑ رکھی تھی، گردن اور اس کے اوپر کا حصہ بھی لباس سے باہر تھا، چہرہ مرد کا تھا، لمبی ناک، پتلے پتلے باریک ہونٹ، بڑی بڑی آنکھیں جن سے نشے کی سرمستی عیاں تھی، چہرے کے باقی حصے سے بلا کی سنجیدگی اور ذہانت کے پُرسکون آثار نمایاں تھے جیسے مہاتما بدھ سامنے کھڑے ہوں، پیشانی کے اوپر مشرقی طرز کا تاج سا بندھا تھا جس کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے پَر نکلے ہوئے تھے، مجسمے کا وہ حصہ نیند کے یونانی دیوتا "ہنیپاس" سے ملتا جلتا تھا، لبادے کے اندر سے پشت کی جانب دو بڑے بڑے پَر صاف دکھائی دے رہے تھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فضا میں پرواز کی تیاری کر رہا ہو۔ اس کے عریاں پیر اور بازوؤں پر پٹھوں اور نسوں کو ـــــ سیاہ مرمر یا اسی قسم کے کسی پتھر سے اتنے حسین اور خوب صورت انداز میں ابھارا گیا تھا کہ یہ گمان ہوتا تھا کہ چبوترے پر کوئی زندہ دیوقامت انسان کھڑا ہو۔ سنگتراشی کا ایسا مکمل اور نادر نمونہ ہماری نگاہوں سے پہلے کبھی نہیں گزرا تھا، بلاشبہ وہ ایک انمول اور نایاب شاہکار تھا جو اپنے وقت اور اپنے دور کی بہترین ترجمانی کر رہا تھا، ہم ابھی اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے کہ جیکب نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

"جمال! مجسمے کے چہرے کو غور سے دیکھو ـــــ یہ قابلِ یقین حد تک اس بت سے مشابہ ہے جسے میں نے زرو فینا میں تباہ کیا تھا۔"

اور تب ہم نے غور کیا تو حیرت زدہ رہ گئے، میں نے ٹارچ کی روشنی اس کے چہرے کے خدوخال پر جما دی، بلاشبہ وہ مجسمہ اورو کا تھا جس کی پرستش قبیلے کے لوگ کرتے تھے۔

"میں تمھاری بصارت کی داد دیتا ہوں تم نے درست اندازہ لگایا، یہ مجسمہ سو فی صد اورو کا ہے۔"

"میں اسے بھی تباہ کر دوں گا، مسمار کر دوں گا۔" جیکب مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "اس کی موجودگی ہمارے لیے مجبوری کی گھڑیوں پر بھی کوئی نیک شگون ثابت نہیں ہوگی اس لیے اس کا تباہ کر دینا ہی مناسب ہوگا۔"

"تم کہیں پاگل تو نہیں ہوگئے۔" کیلاش نے اسے غصے سے گھورا۔ "بھلا ایک مجسمے کی موجودگی ہمارے حالات پر کس طرح اثرانداز ہوسکتی ہے، حیرت ہے تم پادری ہونے کے باوجود ایسی فضول باتوں پر اعتقاد رکھتے ہو۔"

"خواہ تم کچھ بھی کہو۔ میں پہلی فرصت میں اسے برباد کرنے کی کوشش ضرور کروں گا۔"

"اگر تم آخری فیصلہ کرچکے ہو تو پھر دیر کس بات کی ہے چلو۔ شروع ہوجاؤ، مجسمے سے سر ٹکرانا یقیناً فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ یا تو تم کام آجاؤ گے یا یہ مجسمہ تمھارے اوپر گر پڑے گا۔"

"کیلاش!" میں درمیان میں بول پڑا۔ "جیکب ایک اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے، اگر لوگا اور اس کے قبیلے کے لوگوں کو علم ہوگیا کہ ان کے دیوتا کا اس قدر حسین مجسمہ یہاں موجود ہے تو وہ اور زیادہ اس کی پرستش شروع کر دیں گے۔"

"ہوسکتا ہے تم درست سوچ رہے ہو لیکن میں کسی قیمت پر بھی سنگتراشی کے اس بے مثل نمونے کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔"

"تم کو اختیار ہے۔" جیکب نے کہا۔ "مجسمے کی تباہی کے وقت اپنی آنکھیں بند کرلینا۔ میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔"

"جمال نے برا کیا جو تمھیں بچا لیا ورنہ اب تک تم لوگا کے پجاریوں کی غذا کی طور پر کام آچکے ہوتے۔"

میں ٹارچ کی روشنی میں مجسمے کا تفصیلی جائزہ لینے لگا اچانک میرے ـــ ذہن میں ایک خیال کوندا، میں نے مصر کی قدیم تاریخ میں اورو کے مجسمے سے مشابہ مجسمہ کہیں ضرور دیکھا تھا۔ میں اپنی یادداشت کو کریدنے لگا پھر مجھے یاد آگیا کہ وہ موت کا دیوتا یا فرشتہ تھا۔ مصر کی تاریخ میں اسے اسی نام سے یاد کیا گیا تھا۔ زندگی سے موت کی دنیا میں پرواز کی علامت اس کے پَر تھے اور مشعل اس روشنی کی علامت تھی جو حیات بعدالموت میں ملتی تھی، جس شخص نے بھی اس مجسمے کو تراشنے، بنانے اور سنوارنے میں اپنی مہارت صرف کی تھی اسے دوسری زندگی پر ضرور یقین رہا ہوگا۔ میں نے کیلاش اور جیکب پر اس خیال کا اظہار کیا تو وہ بھی متفق ہوگئے۔

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مجسمہ یہاں کیوں رکھا ہے؟" جیکب نے بدستور نفرت سے کہا۔

"ممکن ہے کسی زمانے میں یہ جگہ مندر کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہو اور مقامی لوگ اس وسیع اور عریض زیرِ زمین ہال میں پوجا پاٹ کے لیے جمع ہوتے ہوں۔" کیلاش بولا۔

"تمھیں اس کے یہاں ہونے پر کیوں اعتراض ہے؟"

"اس لیے کہ یہ باتیں میرے مسلک کے خلاف ہیں۔"

"جیکب!" کیلاش یک لخت بے حد سنجیدہ ہو گیا "تم کیا خدائی فوج دار ہو جو دوسروں کے مذہب اور ان کے عقیدوں پر انگلیاں اٹھانے کا اختیار رکھتے ہو؟"

"تم۔ تم غلط سمجھ رہے ہو میرے دوست!" خلافِ توقع جیکب نرم آواز میں بولا۔ "میرا مقصد کسی موقع پر تمھیں پریشان کرنا نہیں تھا۔ ربِ عظیم کی قسم، میں کسی کے مذہب کو بھی برا نہیں سمجھتا لیکن مجھے اس جہالت اور دیوانگی پر فوراً اعتراض ہے جو انسان کو اس کے راستے سے گمراہ کر دیتی ہے۔"

میں نے محسوس کیا کہ جیکب اور کیلاش کے درمیان گفتگو کچھ زیادہ ہی سنجیدگی اختیار کرتی جا رہی ہے اس لیے میں نے ایک اور موضوع چھیڑ دیا — جلد ہی دونوں کے دلوں کا غبار دھل گیا، وہ دونوں بے تکلف دوست تھے، میں جانتا تھا کہ ان کے درمیان جو وقتی تلخی پیدا ہوئی ہے وہ زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکے گی۔

ہم سیڑھیاں طے کرتے ہوئے اوپر پائدان تک گئے، مجسمے پر بھی گرد کی دبیز تہیں موجود تھیں، خاصی دیر تک ہم اس کا قریب سے جائزہ لیتے رہے پھر اتر کر نیچے آ گئے، دوبارہ غار میں آگے بڑھنا شروع کیا، بمشکل پندرہ بیس گز آگے گئے ہوں گے کہ کیلاش نے چلا کر کہا۔

"جمال! احتیاط سے دیکھ بھال کر قدم آگے بڑھانا، یہاں مجھے ایک گہرا کنواں یا گڑھا بھی نظر آ رہا ہے لیکن تاریکی کی وجہ سے اس کی گہرائی کا اندازہ فی الحال نہیں لگایا جا سکتا۔"

کیلاش کی آواز پر ہم اس کے قریب چلے گئے، میں نے اس کنویں میں ٹارچ کی روشنی ڈالی لیکن اس کی سطح بدستور ہماری نگاہوں سے اوجھل رہی۔

"ممکن ہے غار کا یہ حصہ کسی زلزلے کی وجہ سے نیچے بیٹھ گیا ہو۔" میں نے کہا۔

"نہیں۔" کیلاش نے گڑھے کے قریب فرش کے کونے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا "پہلے میرے ذہن میں بھی یہی خیال ابھرا تھا لیکن ایسا نہیں ہے، اگر زلزلے کے جھٹکوں نے اس حصے کو متاثر کیا ہوتا تو سب سے پہلے وہ ستون ٹوٹتے جنھوں نے اس عمارت کو صدیوں سے اپنے اوپر اٹھا رکھا ہے، تم ذرا فرش کے کونے کو دیکھو یہاں بھی گولائی سے پلاستر کیا گیا ہے۔"

میں نے اکڑوں بیٹھ کر فرش کا معائنہ کیا تو مجھے بھی کیلاش کے خیال سے متفق ہونا پڑا۔

"پھر تمھارے خیال میں یہ کنواں عبادت گاہ کے درمیان میں کس مقصد سے تعمیر کیا گیا ہو گا؟" جیکب نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس دور میں بھی ہماری طرح جیسے سرپھرے موجود رہے ہوں جن کو سزا دینے کی خاطر یہ کنواں وجود میں آیا ہو۔"

"میرا اندازہ کچھ اور ہے۔"

"وہ کیا؟" کیلاش میری سمت وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"جس تعداد میں یہاں قیمتی نوادرات اور مجسمے نظر آ رہے ہیں اس کے پیشِ نظر یہی سوچا جا سکتا ہے کہ یہ گڑھا کسی قسم کا زمین دوز راستہ رہا ہو گا۔"

"کیا مطلب؟" جیکب نے تیزی سے کہا "کیا پرانے زمانے کے لوگ چھلانگ مار کر نیچے جاتے ہوں گے۔"

"ممکن ہے کہ پورا حصہ کسی قسم کی لفٹ ہو جسے کسی خاص میکنزم کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہو۔" میں نے جیکب کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کیلاش سے کہا۔

"جب تک ہم پوری طرح یہاں کی ایک ایک چیز کا بغور جائزہ نہ لے لیں کوئی آخری نتیجہ نہیں اخذ کر سکتے، البتہ ایک بات یقینی ہے کہ صدیوں پہلے یہاں جو لوگ رہتے ہوں گے وہ سائنس اور دیگر فنونِ لطیفہ کے میدان میں بھی خاصی سوجھ بوجھ کے مالک رہے ہوں گے۔"

ہم نے گڑھے کے ساتھ ایک طویل چکر لگایا، اس کے دائرے کا قطر کسی طرح بھی پندرہ فٹ سے کم نہ رہا ہو گا۔ فرش کو چاروں طرف سے نہایت گولائی میں بنایا گیا تھا اس لیے ہمیں یہ خیال ترک کر دینا پڑا کہ زلزلے کے اثرات نے اس مقام کو متاثر کیا ہو گا، معاً میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا، میں نے جیب سے ایک سکہ نکال کر گڑھے میں نیچے کی جانب اچھال دیا پھر کان لگا کر اس کی آواز سننے لگا، تقریباً دس بارہ سیکنڈ کے بعد سکے کے کسی ٹھوس چیز سے ٹکرانے کی آواز سنائی دی۔

"تمھارا اندازہ مجھے درست معلوم دیتا ہے۔" کیلاش بولا۔ "یہ کوئی زمین دوز راستہ ہے جسے کسی خاص میکنزم سے کنٹرول

کیا جاتا ہو گا۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں واپس لوٹنا چاہیے۔"

"کیوں؟" کیلاش نے جیکب کو گھورتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا تمھیں یہاں کے آثارِ قدیمہ سے زیادہ دلچسپی نہیں؟"

"بات آثارِ قدیمہ کی نہیں دور اندیشی کی ہے، ہمارے پاس بیٹری سیل کا زیادہ ذخیرہ نہیں ہے اس لیے ہمیں ان کا استعمال سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔" جیکب نے سنجیدگی سے کہا "صدیوں پہلے جن معماروں، سائنس دانوں اور دانشوروں کی کوششوں نے اس حصے کو تعمیر کیا ہو گا انھوں نے یہاں ٹارچ کے علاوہ قدرتی روشنی کا بھی ضرور خیال رکھا ہو گا۔"

"گڈ۔ تم نے بہت دنوں بعد ایک فائدے کی بات کہی ہے۔" کیلاش بولا پھر ہم نے واپسی کے لیے قدم اٹھانے شروع کر دیے اچانک مجھے خیال آیا کہ میرا ٹامی موجود نہیں ہے، میں نے جیکب سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ مجسمے کے چبوترے والی آخری سیڑھی پر کچھ سونگھتا پھر رہا تھا۔ ہم وہاں پہنچے تو جیکب کا خیال درست ثابت ہوا، ٹامی آخری سیڑھی کی بنیاد کو بار بار سونگھتا تھا پھر پنجوں سے اس مقام کو کھودنے کی ناکام کوشش کرنے لگتا، میں بڑی توجہ سے ٹامی کی حرکت کو دیکھتا رہا۔

"یہ غالباً اپنے لیے خوراک تلاش کر رہا ہے۔" جیکب نے کہا۔

"اب تم اپنے خیال کی مناسبت سے یہ بھی کہو گے کہ سیڑھی کے دوسری جانب کوئی چوہا بھی ضرور موجود ہے جو آواز دے کر ٹامی کی اشتہا کو بھڑکا رہا ہے۔"

میں نے ٹامی کو آواز دی، وہ پہلا موقع تھا جب ٹامی نے میری آواز پر کوئی دھیان نہیں دیا، بدستور پنجوں سے بنیاد کھودنے میں مشغول رہا۔ میں نے دوسری بار قدرے اونچی آواز میں پکارا لیکن اس بار بھی وہ اپنی جدوجہد میں مصروف رہا تو مجھے غصہ آ گیا، میں نے آگے بڑھ کر اس کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے پر ہاتھ ڈالا پھر اسے بمشکل کھینچتا ہوا غار کے باہر لے آیا، اس روز مجھے ٹامی کی وہ حرکت سخت گراں اور ناگوار گزری تھی لیکن کیا معلوم تھا کہ ٹامی کی وہی حرکت بعد میں ہمارے لیے ایک حیرت انگیز انکشاف کا سبب بن جائے گی۔

غار سے باہر اس وقت ہلکی ہلکی دھوپ بے حد خوش گوار محسوس ہو رہی تھی، ہم نے اپنے پڑاؤ کے لیے اسی غار کے دہانے کے قریب کا ایک حصہ منتخب کیا چنانچہ سب سے پہلے اپنا ساز و سامان اور پھر کشتیوں کو بھی گھسیٹ کر غار کے دہانے کے اندر تک لے آئے، تاکہ کھانے پینے کا سامان بھی محفوظ رہے اور ہم بھی دور سے اپنے کسی دشمن کی نگاہوں میں نہ آ سکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر ہم پہاڑی کے دامن میں پھیلے ہوئے علاقے میں نکل کھڑے ہوئے، اس بار ساوری بھی ہمارے ساتھ تھی۔

پہاڑی دامن کا وہ علاقہ ہماری توقع کے برخلاف کافی وسیع تھا اور تقریباً تین میل کے دائرے میں پھیلا ہوا تھا اور بے حد زرخیز تھا، کناروں سے اوپر کا حصہ سرسبز جھاڑیوں اور گھنے جنگلات سے بھرا ہوا تھا لیکن یہاں ابھی تک نہ تو مجھے کوئی انسان نظر آیا نہ جنگلی جانوروں کے وجود کا کوئی نشان ملا۔ میرے ذہن میں جینی کی داستان کا ایک ایک لفظ محفوظ تھا مگر وہاں مجھے کوئی جادوگر یا مافوق الفطرت مخلوق نہیں دکھائی دی۔ ممکن ہے وہ ہمیں دیکھ کر اپنی پراسرار قوتوں کے سبب وقتی طور پر نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہوں اور خاموشی سے ہماری نقل و حرکت کا جائزہ لے رہے ہوں۔

میں نے جینی کی داستان کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھا تھا، اگر جیکب کو بھی جینی کی کہانی معلوم ہوتی تو شاید وہ ان گھنے جنگلات سے گزرنے کی ہمت کبھی نہ کرتا، بہرحال ہم سیاحوں کی طرح علاقے کا جائزہ لیتے رہے، نشیبی علاقے سے جب ہم اوپر بلندی پر گئے تو کئی مقامات پر ہمیں ویسے ہی گڑھے نظر آئے جیسے جھیل کے کنارے موجود تھے، چاروں طرف گھومنے پھرنے کے بعد ہم نے پہاڑی پر چڑھنا شروع کیا۔

"تم لوگوں کے ارادے کیا ہیں؟" جیکب نے کہا "کیا ایک ہی دن میں تمام علاقہ دیکھنے کا تہیہ کر چکے ہو؟"

"تم اگر تھکن محسوس کر رہے ہو تو بہتر ہے پر ساوری کے ساتھ بیٹھ کر سستا لو، میں اور جمال تو اوپر تک جائیں گے۔"

"میں بھی آپ لوگوں کے ہمراہ چلوں گی۔" ساوری جو ایک ایک چیز کو بہت حیرت سے دیکھ رہی تھی سنجیدگی سے بولی۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" کیلاش بولا "تم خوشی سے ہمارے ساتھ چلو لیکن کیا تم فادر جیکب کو کندھے پر بٹھا کر پہاڑی پر چڑھ سکو گی۔"

"حماقت کی باتوں سے گریز کیا کرو۔" جیکب جھلا گیا۔ "میں اتنا گیا گزرا بھی نہیں کہ کسی عورت کے شانوں پر بیٹھ کر سفر کرنا پسند کروں۔"

"جو حرکت انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر کی جائے اس میں شرم و حیا کو بھلا کیا دخل ہو سکتا ہے، ویسے تم اگر پیروں سے چلنا چاہتے ہو تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

جیکب نے گھور کر کیلاش کو دیکھا، کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ساوری کی موجودگی میں خاموش رہنے میں زیادہ عافیت سمجھی پھر ہمارے ساتھ ساتھ اوپر کی جانب چڑھنا شروع کر دیا۔ اوپر جانے کا وہ راستہ جو ہم نے اس وقت اختیار کیا خاصا

پُرخطر اور مخدوش تھا لیکن بہرحال ہم کسی نہ کسی طرح اوپر تک پہنچ گئے، میرا خیال تھا کہ ساوری درمیان میں ہی بول جائے گی لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، وہ اوپر پہنچنے کے بعد بھی چاق و چوبند نظر آ رہی تھی البتہ جیکب لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا جو اس بات کی دلیل تھی کہ وہ بہت زیادہ تھک گیا ہے۔

کچھ دیر ستانے کے بعد ہم نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا، وہ چھجے جو ہمیں نیچے سے نظر آئے تھے چٹانوں کو بڑی محنت اور مہارت سے کاٹ کر بنائے گئے تھے جہاں پر کبھی ایک شہر آباد رہا ہوگا لیکن اب محض اس کے کھنڈرات باقی رہ گئے تھے' ہر طرف تباہی کے زبردست آثار نظر آتے تھے' پہاڑ کی چوٹی کے قریب غالباً کوئی عظیم الشان مندر تھا جس کی دیواروں کی بڑی بڑی سلیں بکھری پڑی تھیں' کچھ ٹوٹے پھوٹے مجسمے بھی موجود تھے لیکن اس طرح ریزہ ریزہ ہو چکے تھے کہ انھیں دوبارہ اصل شکل میں لانا تقریباً ناممکن تھا۔

وہ پہاڑی ایک سرد آتش فشاں تھی، ہم اور اوپر گئے جہاں سے ایک سڑک نما راستہ آتش فشاں کے دہانے تک بل کھاتا چلا گیا تھا، آتش فشاں کا وہ سرد دہانہ اب تقریباً ایک میل چوڑی جھیل بن چکا تھا جہاں پہنچنے کے لیے پہاڑی کے ایک کنارے سے سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔

"اب میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ شہر جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے آتش فشاں پہاڑ کے سرد ہو جانے کے بعد ہی تعمیر ہوا تھا اور پھر قیامت خیز زلزلوں کے شدید جھٹکوں سے تباہ و برباد ہو کر کھنڈرات میں بدل گیا۔"

"کیا قانون کی موٹی موٹی کتابوں میں جغرافیائی حالات کا ذکر بھی ہوتا ہے؟" جیکب نے میرا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔

"میں سمجھا نہیں۔ تم نے قانون کی کتابوں اور جغرافیے کا حوالہ کس مقصد سے دیا؟" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "یہ تو زندگی کے وہ مشاہدے ہیں جو کوئی انسان بھی حاصل کر سکتا ہے۔"

"لیکن اس کا انسان ہونا بھی شرط ہے۔" کیلاش نے گرہ لگائی تو جیکب تلملا کر رہ گیا پھر قدرے توقف کے بعد بولا۔

"ابھی ہمیں ان پہاڑیوں پر ایک اہم چیز اور تلاش کرنی ہے۔"

"کوئی نئی اور تازہ حماقت۔" کیلاش نے کہا۔

"نہیں۔ میں تمھارا کوئی تذکرہ نہیں کر رہا، میرا اشارہ دیوتاؤں کے دیوتا مقدس اور یگا کی طرف ہے جو قبیلے والوں کے بیان کے مطابق بھوری پہاڑیوں پر رہتا ہے اور اپنے درمیان کسی انسانی وجود کو برداشت نہیں کر سکتا۔" جیکب کے لہجے میں گہرے طنز کی آمیزش تھی۔

"کسی خوش فہمی کا شکار بھی نہ ہو جانا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آج یہاں ہمارا پہلا دن ہے، ہم کسی وقت بھی کسی نئی افتاد سے دوچار ہو سکتے ہیں۔"

"تم خواہ کچھ ہی کہو لیکن یہ علاقہ مجھے بے حد پُرسکون اور قدرتی مناظر سے بھرپور نظر آ رہا ہے۔ عبادت و ریاضت کے لیے یہ نہایت مناسب جگہ ہے۔"

"لیکن آبادی کہاں سے لاؤ گے؟" میں نے یوں ہی ایک سوال کیا تو کیلاش کو موقع مل گیا، سرگوشی میں بولا۔

"فادر جیکب اگر چاہے تو آبادی کا بندوبست بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے لیے اسے ساوری کی جانب جھکنا پڑے گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ اب اگر ہم نیچے کی طرف واپس چلنا شروع کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔" خلافِ توقع جیکب نے کیلاش کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "دوپہر کا کھانا کھا کر کچھ دیر آرام کر لیں، تاکہ باقی جائزہ شام کو لیا جا سکے۔"

جیکب کا مشورہ معقول تھا، ہم غار کے دہانے روانہ ہوئے تقریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے دھوپ کی تمازت زیادہ محسوس ہوتی اگر ٹھنڈی ہوا جھیل کی سمت سے نہ چل رہی ہوتی، ہم نے واپسی کا راستہ دوسری سمت سے اختیار کیا جو نسبتاً زیادہ آسان تھا' اس طرف بھی ہمیں آتش فشاں سے ابلنے والے لاوے کے بہت سارے ٹیلے ملے جو اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ بھوری پہاڑی کی وہ قدیم اور تاریخی عمارتیں بھی آتش فشاں کے سرد ہونے کے بعد ہی عالم وجود میں آئی تھیں۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ہم کمر سیدھی کرنے کے ارادے سے لیٹ گئے، ساوری نے اپنے لیے ہمارے قریب ہی تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ صاف کر لی تھی اور اس وقت چٹان سے ٹیک لگائے کسی گہری فکر میں غرق نظر آ رہی تھی۔

"جیکب! کیا تم سنجیدہ رہ کر میرے ایک نہایت معقول مشورے پر غور کرو گے؟" کیلاش نے مدھم آواز میں کہا۔

"اگر تم ساوری کے سلسلے میں کوئی حماقت کی بات زبان تک لائے...."

"گویا اس وقت تم بھی اسی کے بارے میں سوچ رہے تھے۔" کیلاش اس کی بات تیزی سے کاٹتے ہوئے بولا۔ "میں بڑے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی اس وقت تمھارے بارے میں غور کر رہی ہے۔"

"تم نے اس بات کا اندازہ کس طرح لگا لیا؟" جیکب نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ "کیا سرجری کے ساتھ ساتھ تمھیں علم نجوم سے بھی شغف رہ چکا ہے؟"

"زبان کو لگام دو بھونپو کی دُم! کیا تم نہیں جانتے کہ سمندری دیوتا ہوں اور دیوتا جو بات کہتے ہیں وہ پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔" کیلاش نے رعب دار لہجے میں وہی انداز اختیار کیا جو ہم نے اور وینا نے قبیلے والوں کو مرعوب کرنے کی خاطر اپنا لیا تھا۔

"خدا کا شکر کرو سرجن کے بچے کہ ہم اس جہنم سے نکل بھاگے ورنہ لوگا نے سب کی اصلیت بے نقاب کر دی تھی۔"

"دیکھو فادر جیکب، غور سے دیکھو۔ ساوری کی دراز پلکوں کے سائے میں تنہائی کے دیے جھلملا رہے ہیں۔ اُف۔ شاید وہ بدنصیب لڑکی تمھارے جیسے بے خبر انسان کے پہلو میں محبت کے نغمے الاپنے کے خواب دیکھ رہی ہے۔" کیلاش نے اس بار شاعرانہ انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم نے ضرورت سے کچھ زیادہ ناشتہ کر لیا ہے۔" جیکب نے مسکرا کر جواب دیا۔ "پیٹ زیادہ بھرا ہو تو انسان کو ہمیشہ اسی قسم کے اول جلول اور بے ہودہ خیالات پریشان کرتے رہتے ہیں۔"

"میں تمھارے خیال سے متفق ہوں میرے دوست!" میں نے دبی زبان میں کہا۔ "لیکن کیلاش جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں بظاہر کوئی برائی بھی نہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچو۔ کیا ساوری نے محض تمھاری خاطر سمورا، لوگا اور قبیلے والوں سے اپنی برسوں کی رفاقت کو ترک نہیں کر دیا؟"

"نہایت مہمل دلیل پیش کی ہے تم نے۔" جیکب بولا۔ "تمھارے جیسے قابل اور شہرت یافتہ بیرسٹر سے مجھے اس قسم کی بچکانہ منطق پیش کرنے کی قطعی امید نہیں تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بالکل صاف ہے۔ ساوری کی حیثیت قبیلے کے لوگوں کے درمیان ایک ملزم جیسی ہی تھی جو اپنی سزا کے دن گن رہی تھی، جیسے ہی اسے فرار کا موقع ملا اس نے اپنی آمادگی کا اظہار کر دیا۔"

"مانتا ہوں تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تم کسی بے سہارا کو سہارا دینا بھی گناہ سمجھتے ہو؟ کیا دوسری شادی کی اجازت تمھارے مذہب میں....؟"

"پلیز کیلاش! میرے عزیز دوست۔" جیکب نے اس بار غم ناک لہجے میں درخواست کی۔ "میں تمھاری باتوں کا بُرا نہیں مانتا لیکن ایک درخواست کر رہا ہوں مجھ سے دوسری شادی کی بات دوبارہ کبھی نہ کرنا، مجھے اپنی کھوئی ہوئی محبت اپنی سلویا یاد آ جاتی ہے۔ ربِ عظیم کی قسم میں آج بھی اسے اٹھتے بیٹھتے یاد کرتا ہوں۔ اس کی یاد میری زندگی کا سرمایہ ہے۔"

"سوری جیکب!" کیلاش نے جلدی سے کہا۔ "اگر تمھیں میری باتوں سے کوئی صدمہ پہنچا ہے تو میں معافی کا طلب گار ہوں۔" جیکب کی رندھی ہوئی آواز نے مجھے بھی بے حد متاثر کیا، درخشاں کا تصور میرے ذہن کے پردوں پر ابھرنے لگا لیکن اسی وقت ساوری کی آواز نے ہمیں چونکا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ قبیلے کے لوگ ہماری تلاش میں آ رہے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تیزی سے اٹھتے ہوئے ساوری کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

جیکب اور کیلاش بھی اس اطلاع پر اٹھ بیٹھے اور ساوری کو گھورنے لگے جو جھیل کی سمت کان لگائے کچھ سننے کی کوشش کر رہی تھی، پھر ہم نے بھی پانی کے اس شور کی آواز سن لی جو غالباً زوردار چپو چلانے سے پیدا ہو رہی تھی۔ مجھے حیرت ہوئی، ہم کنارے سے تقریباً سو گز دور غار کے دہانے کے اندر تھے لیکن وہ آواز رفتہ رفتہ واضح ہوتی جا رہی تھی، میں غور سے سنتا رہا اور تب مجھے احساس ہوا کہ وہ آواز صدائے بازگشت کے اصول پر غار کے اندر سنائی دے رہی تھی۔

ہم نے ساوری کو دہیں رکنے کی تاکید کی پھر اپنا آتشی اسلحہ سنبھال کر کنارے کی جانب قدم اٹھانے لگے، چار و ناچار جیکب کو بھی ہمارے ساتھ آنا پڑا، ساوری کا اندازہ غلط نہیں تھا، ہم نے کنارے کے قریب پہنچ کر ایک کشتی کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا جس میں لوگا اور سمورا کے علاوہ مصنوعی چہرے والا ایک پجاری بھی موجود تھا جو بڑی مستعدی سے چپو چلا رہا تھا۔

"کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم ان تینوں کو بھی ٹھکانے لگا دیں؟" جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ لوگا اور سمورا کے بعد قبیلے کے دوسرے لوگ دوبارہ ادھر آنے کی جسارت نہیں کریں گے۔"

"غلط خیال ہے تمھارا۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "رہنما کے مر جانے سے منظم قوم کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور لوگ من مانی شروع کر دیتے ہیں، ہمیں لوگا سے گفتگو کرنے کے بعد ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے۔"

"اس وقت دن کا اجالا ہے۔ اگر کبھی رات کے اندھیرے میں انھوں نے چڑھائی کر دی تو؟"

"ناممکن۔ لوگا سے پہلے سمورا نے بھی مجھے یہی بتایا تھا کہ وہ بھوری پہاڑی پر کنارے سے آگے آنے کی جرأت نہیں کرتے۔"

"تم جو مناسب سمجھو لیکن میرا مشورہ یہی ہے کہ گر بہ کشتن روزِ اول کا اصول ہمیشہ بے حد موثر اور کامیاب ثابت ہوتا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، بوگا نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو مصنوعی چہرے والے پجاری نے چپو چلانا بند کر دیا۔ کشتی کنارے سے کچھ دور ہی رک گئی پھر بوگا نے ہمیں مخاطب کیا۔

"سمندری دوستو! ہم یہ درخواست لے کر آئے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ واپس چلو، ہم تمھاری مہمان نوازی کا عہد کرتے ہیں تم جو چاہو گے ہمیں منظور ہو گا لیکن اس کے عوض تمھیں ہماری صرف ایک بات ماننی ہو گی۔"

"تقریر جاری رکھو بوگا! میں سن رہا ہوں۔" میں نے سرد اور ٹھوس لہجہ اختیار کیا۔

"فادر جیکب کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم اسے دیوتا اورو کے نام پر بھینٹ چڑھا کر اوریگا کو راضی کرنا چاہتے ہیں ورنہ مقدس اوریگا کا عتاب ہمیں تباہ و برباد کر دے گا۔"

مجھے بوگا کی بات پر ہنسی بھی آئی اور غصہ بھی، میں نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ "سردار بوگا! مجھے تم سے اس قسم کے پاگل پنے کی گفتگو کی امید نہیں تھی، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ فادر جیکب نے اورو کے مجسمے کو تباہ کر دیا لیکن اس کا کچھ نہیں بگڑا۔ اگر تمھارا دیوتا ہمارے مقابلے میں زیادہ طاقت ور ہوتا تو ہم سب کو تباہ کر دیتا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں لیکن میرے قبیلے کے لوگ آپے سے باہر ہو رہے ہیں۔"

"تم انھیں یقین دلانے کی کوشش کرو کہ ہماری حیثیت کیا ہے۔" میں نے بلند آواز میں کہا۔ "کیا تم بھول رہے ہو کہ تم نے خود ہی اس بات کا اقرار کیا تھا کہ میں بے پناہ اور لازوال قوتوں کا مالک ہوں۔"

"میں اب بھی یہی کہتا ہوں اس لیے کہ میری نظریں تمھیں پہچان گئی ہیں لیکن...!"

"ایک بات اور غور سے سن لو۔" میں نے اس کا جملہ کاٹ کر کہا۔ "جینی کی روح اپنا انتقام پورا کرنے کے بعد آسمانوں کی جانب پرواز کر گئی ہے لیکن جاتے جاتے اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میری قوت مقدس اوریگا سے بھی زیادہ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ ہم تمھاری نظروں کے سامنے اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں آج تک تمھارے کسی پجاری نے قدم نہیں رکھا؟ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ مقدس اوریگا نے ہمیں اپنے درمیان قبول کر لیا؟ واپس لوٹ جاؤ بوگا! اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرو کہ ہمیں چھیڑنا ان کے لیے تباہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔"

بوگا نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سموا اور مصنوعی چہرے والے پجاری سے سرگوشیوں میں کچھ مشورہ کر رہا تھا۔

"جمال!" کیلاش نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے جیکب کا مشورہ مناسب لگتا ہے اگر ہم اپنی تین گولیاں ضائع کر دیں تو پھر قبیلے کے دوسرے لوگ ہماری طرف آنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے۔"

"نہیں کیلاش! جلد بازی میں کوئی فیصلہ مت کرو، پہلے دیکھو کہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔"

"تم نے اس وقت پھر کسی جینی کا نام لیا ہے۔" جیکب نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا میں یہ سمجھوں کہ تم لوگ مجھے جینی کے بارے میں بے خبر رکھنا چاہتے ہو؟"

"میرے عزیز دوستو! ہم کوشش کریں گے کہ قبیلے کے لوگ فادر جیکب کو بھی معاف کر دیں۔" بوگا کی آواز ابھری تو جیکب کا سوال ٹل گیا۔

"تم غلط فہمی کا شکار ہو بوگا!" اس بار کیلاش نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "غور سے میری بات سنو، ہم اس غار تک بھی ہو آئے ہیں جہاں تمھارے کہنے کے

[مط]ابق مقدس اوریگا رہتا ہے، ہم تمھارے دیوتاؤں کے عظیم دیوتا [او]ریگا سے ملاقات بھی کر چکے ہیں، اس نے ہمیں کچھ عرصے تک [اپن]ا مہمان بنانے کی پیش کش کی تھی جسے ہم قبول کر چکے ہیں۔ [کی]ا تم اب بھی ہمیں فوری طور پر واپس چلنے کو کہو گے؟"

کیلاش کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا۔ بوگا اور اس کے [سات]ھیوں کے چہرے سفید پڑ گئے وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے [ہما]ری طرف بڑی عقیدت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے [پھ]ر بوگا نے سوال کیا۔

"مقدس اوریگا سے کس نے بات کی تھی؟"

"میں نے۔" میں تیزی سے بول پڑا۔

"کیا ہمارے دیوتا نے ہمارے لیے بھی کوئی پیغام دیا ہے؟"

"ہاں۔" میں نے چیخ کر جواب دیا۔ "مقدس اوریگا کو یہ [با]ت پسند نہیں آئی کہ تم نے ساوری کے سلسلے میں مصلحتوں کے [پی]ش نظر دروغ گوئی سے کام لیا۔ اسی وجہ سے اوریگا نے دیوتا [او]رو کے عارضی اور مصنوعی مجسمے کی تباہی پر کسی غم و غصے کا [اظ]ہار نہیں کیا۔ کیا تم یقین کرو گے کہ اورو کا اصلی مجسمہ غار کے [ان]در مقدس اوریگا کے پاس محفوظ ہے۔ اگر تمھیں میری بات [کا] یقین نہیں تو میں تمھیں دعوت دیتا ہوں ساحل پر اتر کر [می]رے ہمراہ غار تک چلو، میں تمھیں اپنی بات کا ثبوت پیش [ک]ر دوں گا۔"

"نہیں۔ ہمیں تمھاری بات پر اعتبار ہے۔" بوگا نے [بد]ستور خوف زدہ آواز میں کہا۔ "مجھے علم ہے کہ تم بے پناہ قوتوں کے مالک ہو، اس لیے تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ بھی سچ ہو گا۔"

"اوریگا کا ایک فرمان اور غور سے سن لو۔" کیلاش [گ]رج دار لہجے میں دہاڑتے ہوئے بولا۔ "تم آئندہ سے اس [کے] لیے گوشت، مچھلیاں اور پھل وغیرہ کی وافر مقدار بھینٹ [چ]ڑھانے کے لیے لاؤ گے۔ اس کے علاوہ تم ہمارا تمام سامان بھی [پہ]لی فرصت میں یہاں لا کر کنارے پر چھوڑ جاؤ۔ یہ تمھارے [م]قدس اور عظیم اوریگا کا حکم ہے اور اگر تم نے یہ حکم نہ مانا تو [چن]د روز کے اندر اندر اس کا قہر قبیلے والوں پر آسمانی عذاب [ب]ن کر نازل ہو گا، تمھارے درمیان ایسی خطرناک بیماریاں پیدا [ہ]وں گی جن کا کوئی علاج تمھارے لیے ممکن نہ ہو گا۔ قبیلے کے لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریں گے اور تمھارا نام و نشان صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے گا۔"

"نہیں۔ نہیں۔" بوگا اور اس کے ساتھیوں کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں بلند ہونے لگیں پھر انھوں نے ہمیں یقین دلایا [ک]ہ وہ اوریگا کے طرف سے جاری ہونے والے فرمان سے انکار نہیں کریں گے۔"

"ایک بات اور کان کھول کر سن لو۔ اگر تمھارا رویہ ہمارے ساتھ دوستانہ رہا اور تم اوریگا کے حکم کی بلا چون و چرا پیروی کرتے رہے تو ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ عرصے بعد مقدس اوریگا اور دیوتا اورو سے اجازت لے کر ایک بار پھر تمھارے درمیان واپس آ جائیں۔"

"ہم بڑی شدت سے اس مبارک دن کا انتظار کریں گے۔ مقدس اوریگا سے کہنا کہ وہ ہمارے اوپر رحم کرے۔"

"کہہ دوں گا لیکن تم اوریگا کے حکم کی تعمیل میں عجلت سے کام لینا۔"

"ساوری کہاں ہے؟" بوگا نے ڈرتے ڈرتے دریافت کیا۔

"اسے مقدس اوریگا نے اپنی خدمت کے لیے پسند کر لیا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر بولا۔ "تمھارے دیوتا نے ان کشتیوں کو بھی غرق کر دیا جس میں سوار ہو کر ہم یہاں تک آئے تھے۔ اس کا حکم ہے کہ تم بھی آئندہ ایک وقت میں صرف ایک کشتی استعمال کرو گے۔ دو کشتیوں کے شور سے تمھارے دیوتا کے آرام و سکون میں خلل پڑتا ہے۔"

"ہم وہی کریں گے جو ہمارا عظیم دیوتا چاہتا ہے۔" بوگا نے جواب دیا پھر وہ واپس چلے گئے، جیکب نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ۔ ایسا سفید جھوٹ۔ ایسا کھلا ہوا فریب۔ آسمانی باپ تم لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔"

"بجوست۔ محبت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں۔" کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن جیکب بدستور کان کو ہاتھ لگا کر بار بار توبہ کر رہا تھا۔

بوگا اور اس کی ساتھی جب کشتی پر خاصی دور نکل گئے تو ہم غار کے دہانے کی طرف پلٹ آئے جہاں ساوری بے چینی سے ہماری منتظر تھی۔

❋

رات کا کھانا کھانے کے بعد ہم غار کے دہانے کے اندر کی سمت ایک چٹان پر ہی لیٹ گئے تاکہ اوس سے محفوظ رہ سکیں، ہمارے پاس نہ بستر تھا نہ کمبل اور وہ رات خاصی سرد تھی چنانچہ ہم نے سردی سے بچنے کی خاطر کچھ لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کر لی پھر سونے کے ارادے سے لیٹ گئے۔

ساوری ہر چند کہ آزاد اور وحشی ماحول کی پروردہ تھی لیکن ہمارے سامنے اس ویرانے میں اسے کچھ ہچکچاہٹ اور حجاب محسوس ہو رہا تھا، ہم نے جو آگ روشن کی تھی وہ سردی سے

بچنے کی خاطر خاصی تھی۔
"کیلاش!" جیکب نے لیٹے لیٹے کہا "کیا تمہیں امید ہے کہ لوگا اور اس کے ساتھی ہمارا باقی سامان واپس کردیں گے۔"
"کیا مطلب؟" کیلاش نے چونکتے ہوئے جیکب کو گھورا۔
"اب تمہیں اپنے قیمتی سامان کی فکر لاحق ہو رہی ہے لیکن اس وقت جب ہم لوگا کو شیشے میں اتارنے کی کوشش کررہے تھے تم نے بکواس کی تھی کہ مقدس باپ ہمیں کبھی معاف نہ کرے گا۔"
"وہ جملہ میں نے تم دونوں کی دروغ گوئی کے سلسلے میں کہا تھا۔ تم چاہتے تو بغیر جھوٹ بولے بھی اپنا سامان طلب کرسکتے تھے۔"
"پہلے یہی ارادہ تھا لیکن تم نے مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور کردیا۔"
"میں نے کہا خدا کے غضب سے ڈرو۔ کیا میں نے تم دونوں سے جھوٹ بولنے کی فرمائش کی تھی؟"
"تمہارا کیا خیال ہے، کیا ساوری کو ہم بیاہ کر لائے ہیں جو لوگا اور اس کے قبیلے کے لوگ ہمیں باجے گاجے اور مع جہیز کے سازوسامان کے رخصت کرتے؟"
"تم فکر مت کرو جیکب!" میں نے اس خیال سے کہ کہیں جیکب کو ساوری والا مذاق گراں نہ گزرے جلدی سے کہا "لوگا کے دیوتا بھی ہمارا تمام سامان یہاں تک چھوڑ کر جائیں گے۔"
"تم۔ تم بھی اس دور دراز سفر میں میرے لیے بہت گہرے اور پراسرار ثابت ہو رہے ہو۔" جیکب نے سنجیدگی سے تشکیکی انداز اختیار کیا۔
"میں سمجھا نہیں۔"
"کچھ باتیں ایسی ضرور ہیں جو تم دونوں مجھ سے چھپا رہے ہو۔"
"مثلاً؟" کیلاش نے پوچھا۔
"تم اپنی چونچ بند ہی رکھو۔" جیکب نے کیلاش سے کہا پھر مجھ سے مخاطب ہوکر بولا "ایک بار تم نے اوروفینا کے جزیرے پر بھی جینی کی پراسرار طاقت کے سلسلے میں ٹالنے کی کوشش کی تھی اور۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ لوگا نے صرف تم کو ہمارے مقابلے میں زیادہ دل چسپ کیوں کہا تھا؟"
"اپنی اپنی پسند اور اختیار کی بات ہے۔" میں جیکب کے بھولپن پر مسکرا دیا۔ "ویسے تمہارا اصرار ہے تو میں لوگا سے دوسری بار یہ تقاضا ضرور کروں گا کہ وہ ہمارے مقابلے میں تم کو زیادہ دل پسند شخصیت قرار دے۔"
"اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر فادر جیکب کی حماقتیں اس سفر میں ہمارے ساتھ نہ ہوتیں تو یہ سمندری سفر انتہائی خشک اور بور ثابت ہوتا۔" کیلاش بولا۔

"جمال! کیا تم اس بات کی وضاحت کرو گے کہ لوگا نے تمہارے بارے میں یہ کیوں کہا تھا کہ تم بے پناہ اور لازوال قوتوں کے مالک ہو؟" جیکب نے کیلاش کے جملے کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔
"بھگوان کے لیے اس وقت ہمارا دماغ مت چاٹو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں جینی کے بارے میں بہت جلد سب کچھ بتا دوں گا۔" کیلاش نے تیزی سے کہا۔
"ٹھیک ہے، میں دوبارہ اصرار بھی نہیں کروں گا۔" جیکب نے ناخوش گوار لہجے میں کہا پھر اپنی خفگی کا اظہار کرنے کی خاطر دوسری طرف کروٹ لے لی۔ میں اس کی اس معصوم حرکت پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔
کچھ دیر بعد جیکب کے خراٹے نشر ہونے لگے، کیلاش بھی جلد ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا، میں نے ساوری کی جانب نگاہ ڈالی۔ وہ آنکھیں بند کیے اور گھٹنے پیٹ کی جانب سمیٹے خاموش پڑی تھی، لیٹنے کا انداز بتا رہا تھا کہ دن بھر کی تھکن نے اسے بھی دنیا و مافیہا سے بے خبر کردیا ہے۔
اس رات ہم نے باری باری جاگتے رہنے کی ڈیوٹی نہیں لگائی تھی لیکن نہ جانے کیوں مجھے تھکن کے باوجود نیند نہیں آرہی تھی، ایک عجیب سی اضطرابی کیفیت مجھے بے چین کیے ہوئے تھی، بار بار میرے ذہن میں یہی خیال ابھر رہا تھا کہ کیا واقعی درخشاں بھوری پہاڑیوں کے اندر ہی کہیں موجود ہے جینی سے میری راہ دیکھ رہی ہے، میں سنگلاخ چٹان پر پڑا ادھر ادھر کروٹیں بدلتا رہا، میری بے چینی بڑھتی گئی پھر یک لخت میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔
رات کے سناٹے میں مجھے کہیں دور سے مدھر موسیقی کی آواز ہوا کے دوش پر لہراتی سنائی دی تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں پھر موسیقی کی لے پر کسی عورت کی سحر خیز اور روح پرور آواز ابھری تو میں مشینی انداز میں اٹھ کھڑا ہوا، وہ نغمہ ایسا دل گداز تھا کہ مجھ پہ وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ نسوانی آواز اتنی شیریں اور ایسی سریلی تھی کہ لگ رہا تھا جیسے کانوں میں سماتی جا رہی تھی۔
میں اپنی جگہ خاموش کھڑا اس نغمے کو سنتا رہا اور سوچتا رہا، وہ آواز کسی ایک ہی عورت کی تھی لیکن اس طرح چاروں سمت گونج رہی تھی کہ کسی ایک سمت کا تعین کرنا دشوار تھا۔ اس نغمے کے بول میں ایسی بے چارگی اور آواز میں ایسا سوز اور تڑپ تھی کہ میں ڈوب کر رہ گیا، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آواز درخشاں کی ہو اور وہ مجھ سے شکایت کررہی ہو

بار میں نے سوچا کہ اس آواز کا تعاقب کروں اور دیکھوں کون ہے جو رات کے اس ویران سناٹے میں فضا کو اپنی ...سے سحر انگیز کر رہی ہے لیکن پھر میں نے اپنا ارادہ ...کردیا۔
مجھے حیرت تھی کہ دن بھر علاقے میں دور دور تک گھومنے ...کے باوجود ہمیں وہاں اپنے سوا کوئی اور نظر نہیں آیا ...اتنی رات گئے ایک عورت یا لڑکی کی پرسوز آواز کورے ...نے میں گونجتی پھر رہی تھی۔ میں اپنی جگہ گم صم کھڑا نغمے ...بول سنتا رہا پھر یک لخت وہ آواز آنا بند ہوگئی یوں جیسے کسی نے ریکارڈ پر سے سوئی اٹھا لی ہو۔
میں بہت دیر تک بے چینی کے عالم میں کھلے آسمان کے نیچے ...لاخ چٹان پر ٹہلتا رہا، فضا میں خنکی بڑھتی جارہی تھی، مجھے اس ...پر تعجب ہوا کہ دن میں بھوری پہاڑی کا وہ علاقہ جس قدر ...گرم تھا رات کو اس سے کہیں زیادہ سرد تھا، کچھ دیر تک میں ...سردی برداشت کرتا رہا پھر دوبارہ اپنی جگہ آگیا، اس خیال سے ...آگ بجھنے نہ پائے میں نے دو تین خشک لکڑیاں الاؤ میں ڈالیں ...لیٹ کر اس آواز پر غور کرنے لگا جس کے مدھر بول بدستور ...میرے کانوں میں رس گھول رہے تھے، میں اس آواز کو واہمہ قرار ...نہیں دے سکتا اس لیے کہ میں نے اسے پورے ہوش و حواس میں ...سنا تھا، ایک دو بول تو اتنے خوب صورت تھے کہ میرے دل پر ...نقش ہوکر رہ گئے تھے۔
میرے ذہن میں جینی کی داستان ابھر آئی، اس نے مجھے ...بھی بتایا تھا کہ خود لوگا اسے بھوری پہاڑیوں پر چھوڑ گیا تھا ...جہاں گھنے جنگلات میں لاتعداد طویل العمر جادوگر رہتے تھے۔ ان ...ہی جادوگروں نے جینی کو پراسرار علم کی تعلیم دی۔ وہ اپنے فن ...میں یکتا تھے جینی کے بیان کے مطابق وہ جب چاہتے نظر آتے ...اور جب چاہتے نظروں سے اوجھل ہوجاتے۔ جینی نے خاص ...طور پر مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ دو سال تک بھوری پہاڑیوں ...میں رہنے کے باوجود اسے وہاں نہ تو کبھی کوئی معصوم بچہ نظر آیا ...نہ کوئی عورت۔
پھر وہ عورت کون تھی جو اتنی رات گئے پرسوز آواز میں دل گداز نغمہ الاپ رہی تھی اور گاتے گاتے اچانک اس کی آواز آنا بند کیوں ہوگئی، میری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس پراسرار معمے کو حل کرتے ہوئے اس کی عقل خبط ہوجاتی یا وہ دہشت اور خوف سے دیوانہ ہوکر پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے لگتا اور کسی بھیانک ڈھلان سے پھسل کر ابدی نیند سوجاتا مگر مجھ پر ایسی کوئی کیفیت طاری نہیں ہوئی، اس لیے کہ میرے ہاتھ میں مجذوب

کی انگشتری موجود تھی اور دیبک کا وہ عجیب و غریب تحفہ بھی میرے گلے میں لٹک رہا تھا جو جینی نے مجھے دیا تھا، مجھے ان بے پناہ اور لازوال قوتوں کا مطلق کوئی علم نہیں تھا جس کا احساس مجھے سب سے پہلے جینی کی پراسرار روح نے دلایا، جیکسن نے بھی ان ہی قوتوں کی جانب میری توجہ دلائی تھی پھر لوگا نے بھی اس کی تصدیق کردی۔
میں قدرت کے معجزوں سے متعدد بار زندگی جیسی عظیم نعمت سے محروم ہونے سے بال بال بچ چکا ہوں ممکن ہے وہ واقعات اور حادثات جن سے میں دوچار ہوچکا ہوں میرے پڑھنے والوں کو ایک من گھڑت اور فرضی داستان لگے لیکن جو کچھ میرے اوپر گزر چکی ہے میرا دل اس کا گواہ ہے، مجھے جینی کے وہ آخری جملے بھی یاد ہیں جو اس نے ساگوا اور سمورا کے مقابلے کے وقت کہے تھے، اس کی پراسرار روح اپنا انتقام پورا کرنے کے بعد آسمان کی سمت پرواز کرگئی تھی، اگر وہ زمین پر ہوتی تو میری الجھن کو دور کرنے کی کوشش ضرور کرتی۔ ایک موقع پر اس نے مجھے یہ یقین بھی دلایا تھا کہ میری قوتیں عظیم دیوتاؤں سے بھی زیادہ ہیں اور یہ کہ مقدس اوریگا بھی مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
میں اپنے خیالوں میں گم ہوتا چلا گیا، نغمے کے سریلے بول میرے ذہن میں گونجتے رہے پھر اچانک مجھے یوں لگا جیسے کوئی مجھے آہستہ آہستہ آوازیں دے رہا ہو، ایک دو بار میں نے اسے اپنا وہم قرار دیا۔ بھوری پہاڑیوں کے ان ویرانوں میں آدھی رات گئے بھلا کون مجھے میرے نام سے آواز دے سکتا تھا لیکن تیسری بار جب وہ آواز زیادہ صاف اور واضح طور پر میری قوتِ سماعت سے ٹکرائی تو میں آہستہ سے اٹھا، نظر گھما کر دیکھا تو ایک لمحے کو خوف کی سرد لہر میرے وجود میں بجلی کے کرنٹ کی مانند دوڑ گئی، مجھ سے بمشکل بیس فٹ کے فاصلے پر ایک انسانی ہیولا کھڑا تھا، میں نے اپنے دوسرے ہاتھ پر زور سے چٹکی بھری تو اندازہ ہوا کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا۔
"جمال! میرے ناداں بچے، کیا تم میری آواز نہیں سن رہے؟" چوتھی بار مجھے مخاطب کیا گیا تو میں خدا کا نام لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
"کون ہو تم؟" میں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔
"آہستہ بولو۔ تمہارے ساتھیوں کی آنکھ کھل گئی تو مجھے تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہونا پڑے گا، میرے ساتھ آؤ۔ مجھے تم سے کچھ ضروری اور اہم باتیں کرنی ہیں۔ ڈرو نہیں، میں تمہیں کوئی زک پہنچانے کی کوشش نہیں کروں گا۔"
وہ انسانی ہیولا جو قد و قامت کے اعتبار سے بڑا قوی ہیکل

دکھائی دیتا تھا نہایت نرم آواز میں بولا پھر میرے جواب کا انتظار کیے بغیر گھوم کر ساحل کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ اس کی آواز میں کوئی ایسا سحر ضرور موجود تھا جو میں تمام احتیاطی تدابیر کو بالائے طاق رکھ کر اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ کچھ دور تک ہم خاموشی سے آگے پیچھے چلتے رہے پھر ایک بڑے پتھر کے قریب پہنچ کر وہ دوبارہ میری جانب پلٹا۔ میرے اور اس کے درمیان اس وقت بھی بیس فٹ کا فاصلہ برقرار تھا۔ تاریکی کے سبب میں ٹھیک طور پر اس کے چہرے کے خدوخال نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن وہ یقیناً معمر رہا ہوگا ورنہ "میرے بچے" کہہ کر مجھے کیوں مخاطب کرتا، میرا دل چاہا کہ آگے بڑھ کر اسے قریب سے دیکھوں لیکن شاید اس نے میرے دل کا بھید پڑھ لیا تھا۔

"نہیں سیدی! تم میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا' جو فاصلہ ہمارے درمیان ہے اسے برقرار رہنے دو' اسی میں خدا کی مصلحت ہے۔"

اس ویرانے میں ایک پراسرار نووارد کی زبان سے "سیدی" اور "خدا" کا نام سن کر مجھے حیرت ہوئی، میں ایک لمحے کو خاموش رہا پھر میرے ذہن میں یک لخت نیک طینت اجنا کا تصور ابھر آیا۔ اگر جینی کے بیان کے مطابق وہ کوئی جادوگر ہوتا تو اس کی زبان سے "سیدی" یا "خدا" کے الفاظ کبھی ادا نہ ہوتے۔

"تم دور اندیش بھی ہو اور ذہین بھی لیکن افسوس کہ اپنے راستے سے بھٹک گئے۔"

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو تم کوئی جن ہو اور...."

"میں تمھاری ذہانت کی تعریف کر چکا ہوں۔"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ میں اپنی راہ سے بھٹک گیا ہوں۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "کیا تم میری رہنمائی کر سکتے ہو؟"

"تم جانتے ہو سیدی کہ ہم وہ پوشیدہ مخلوق ہیں جنھیں آگ سے پیدا کیا گیا، ہم عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ مستقل مزاج ہوتے ہیں' البتہ ہم میں سے جو راستے سے بھٹک جائے وہ ضدی اور شہ زور بن جاتا ہے۔"

"میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ' مجھے جس کی تلاش ہے یہیں کہیں موجود ہے۔" میں نے بلا کسی تمہید کے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ "مجھ سے بے حد قریب لیکن میری آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گے لیکن میری مانو تو واپس ان ہی راستوں کی طرف لوٹ جاؤ جن سے گزر کر تم اس منزل تک پہنچے ہو۔"

"ان راستوں پر میرے لیے کرب اور اذیتوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔" میں نے کھل کر اپنا مدعا بیان کیا۔ "مجھے اپنی روح' اپنی زندگی' اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔"

"سنو جمال! تم نے اپنی جوانی کے نشے میں بعض باتوں پر توجہ نہیں دی' تمھیں بار بار سنبھلنے کے مواقع ملے لیکن تم نے سب گنوا دیے اور اب تم ایک ایسے دوراہے پر کھڑے ہو جہاں ایک طرف گھپ اندھیرا ہے اور دوسری ...."

"مجھے اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔" میں نے ...راست اختیار کیا۔ "اگر تم مجھے وہ راستہ دکھا سکو جو مجھے درخشاں تک لے جائے تو میں تمھارا احسان مند رہوں گا بصورتِ دیگر میں یہی کہوں گا کہ تم وقت ضائع کر رہے ہو۔"

وہ ایک لمحے کے لیے خاموش رہا پھر ایک لمبی سانس لے کر بولا۔

"میں جانتا تھا جمال! کہ تم جس راستے پر اتنے آگے نکل آئے ہو وہاں سے تمھاری واپسی دشوار ہوگی۔"

"درخشاں۔ صرف درخشاں کی بات کرو۔" میرے لہجے میں وحشت شامل ہو گئی، میں جانتا تھا کہ اجنا کی قوتوں کے لیے ہر چیز ممکن ہوتی ہے' وہ یقیناً میری مدد کر سکتا تھا میں چاہتا تھا کہ قبل اس کے کہ وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو اس سے درخشاں کا پتہ دریافت کر لوں۔

"تمھارا خیال درست ہے۔" اس نے ناگوار انداز میں جواب دیا۔ "تم جس کی تلاش میں بھٹک رہے ہو اس کا عکس ان ہی بھوری پہاڑیوں میں موجود ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ یہی میری منزل ہوگی۔" میں خوشی سے چیخ اٹھا' اس نے کہا تھا کہ درخشاں کا عکس میرے قریب ہی کہیں موجود ہے لیکن میں خوشی میں اس قدر سرشار ہو گیا کہ عکس کی تشریح نہیں دریافت کی۔

"میں تمھاری وقتی مسرتوں کا اندازہ لگا سکتا ہوں سیدی جمال! میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وقت کی باگ اس وقت تمھارے ہاتھ میں ہے' تم جو چاہو گے وہی ہوگا۔ ایک طویل مدت تک تم مختلف حالات میں وقت پر حکومت کرو گے لیکن اس کے بعد...."

"اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔" میں نے بہک کر کہا۔ "فی الحال تم مجھے میری درخشاں کا پتہ بتا دو۔"

"کیا وہ تمھارے سینۂ دل میں موجود نہیں؟"

"ہے۔ مگر میں اسے ظاہری حالت میں دیکھنا چاہتا ... ...سے چھونا چاہتا ہوں محسوس کرنا چاہتا ہوں۔"

"...تم۔ ہاں سیدی جمال! تم ایک فریبِ مسلسل کا شکار ...ت نے تمھیں ایک طلسم میں گرفتار کر رکھا ہے کہ اُن ...باتوں کو سمجھ سکتے۔"

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تم نے میری ...ں کو کبھی قریب سے نہیں دیکھی ورنہ ہوش مندی کی ...کرتے۔" میرے لہجے میں طنز آ گیا۔

"...جو خوب صورت اور حسین آغوش کے متلاشی ہوں وہ ...راطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں' تم جس راستے پر قدم ...چکے ہو اس پر کبھی دھند چھائی ہوتی ہے بھوری پہاڑی ...وتیں اور گمراہ کر دے گا۔ تم طاقت کا وہ عظیم سرچشمہ ...و گے جو ناقابلِ شکست ہوگا لیکن وقت کی بساط جب ...ح پلٹے گی اس وقت تمھیں پچھتاووں کا شکار ہونا پڑے ...اس وقت تم قانونِ قدرت کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ...ہو گے لیکن...."

"میں نے تم سے درخشاں کا پتہ دریافت کیا ہے۔" میں نے ...بات کاٹ کر درشت انداز میں تیزی سے کہا۔

"...تم بہت جلد اس فریب کو حاصل کر لو گے جسے تم حقیقت ...سمجھتے ہو۔" وہ ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "افسوس تمھیں کتنے ...موقعے ملے مگر تم نے سب اپنی دیوانگی میں کھو دیے' خدا کے ...برگزیدہ بندے نے تمھیں زخمی بھی کیا لیکن تم اس زخم کا مفہوم نہ سمجھ سکے' اپنے عاشقانہ جنون میں مبتلا رہے' ...تم ان باتوں کو سمجھ لیتے تو کندن بن جاتے۔"

"وہ آواز جو کچھ دیر پیشتر میرے کانوں میں رس گھول ...رہی کس کی تھی؟" میں نے اس کی نصیحت آموز باتوں ...ٹالنے کے لیے گفتگو کا رخ بدلا۔

"وہ اس طلسم کدے کی ایک بھٹکتی ہوئی بدروح تھی جو ...آواز کے سحر سے تمھیں الجھا رہی تھی۔"

"لیکن جینی نے مجھ سے کچھ اور کہا تھا۔ میں نے اسے سمجھنے کی ...کوشش کی۔" اس نے کہا تھا کہ یہاں گھنے جنگلات میں طویل العمر ...لوگ رہتے ہیں جو شب و روز اپنے علم و عمل میں ڈوبے رہتے ہیں ...ان کے درمیان کوئی عورت یا بچہ...."

"جینی نے تمھیں جو داستان سنائی ہے میں اس سے آگے ...بہت کچھ جانتا ہوں لیکن تمھیں صرف درخشاں کا پتہ چاہیے ...جمال!" اس بار اس کی آواز میں تلخی اور طنز کی ...آمیزش موجود تھی۔

"ہاں۔ اگر مجھے اس کی تلاش نہ ہوتی تو میں اپنی جاگیر کو خیرباد کہہ کر ان سنگلاخ چٹانوں میں نہ بھٹک رہا ہوتا۔"

"مطمئن رہو۔ تم جس فریب کے متلاشی ہو وہ بہت جلد تمھیں مل جائے گا۔"

"کہاں ہے وہ میرا گوہرِ مقصود جس کی تلاش نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

"اسی غار کے دہانے کے اندر جہاں تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالا ہے۔"

"گویا تم۔ تم جانتے ہو کہ وہ کہاں ہے۔" میں نے اضطرابی لہجے میں خوشامد کی۔ "مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میری منزل کی نشان دہی کر دو۔"

"میں تمھاری بے چینی محسوس کر رہا ہوں۔" اس نے خشک آواز میں جواب دیا۔ "جلد بازی سے کام مت لو۔ تم نے جس راستے پر قدم اٹھایا ہے وہ نیکوکاروں کی راہ نہیں کہی جا سکتی اس لیے میں فی الحال تمھارے کسی کام نہیں آ سکتا البتہ اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ تمھارے ساتھ جو نجس جانور موجود ہے وہی تمھاری منزل کی نشان دہی کے لیے تمھارا بہترین رفیق ثابت ہوگا۔"

"میرا دامی۔" میں خوشی سے اچھل پڑا۔ "کیا وہ جانتا ہے کہ میری روح' میری زندگی کہاں ہے؟"

"جنونی کیفیتوں سے پرہیز کی خو ڈالو سیدی جمال!" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔ "تم تو بے حد ذہین آدمی ہو۔ کیا تمھیں علم نہیں کہ کتے اپنے مالکوں کی مہک پہچانتے ہیں' یہ اور بات ہے کہ سونگھنے کی یہی قوت اکثر ان نجس جانوروں کو بھی فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔"

"تمھاری باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے احتجاج کیا۔ "کیا تم سیدھے سادے لہجے میں کھل کر گفتگو نہیں کر سکتے؟"

"جب عقل پر پردے اور نگاہوں کے سامنے دھند کی چادر پڑی ہو تو انسان اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے۔"

"کیا تم نے صرف یہی کہنے کی غرض سے مجھے آتنی رات گئے تکلیف دی تھی؟" میں نے تیکھے انداز میں کہا۔

"میں مجبور نہ ہوتا تو تمھیں اس وقت کبھی زحمت نہ دیتا۔" وہ تلملا کر قدرے غصے سے بولا۔ "خدا کے ایک برگزیدہ بندے نے مجھے تمھاری نگرانی سونپی ہے۔ غور سے سنو سیدی جمال! تمھیں اگر کبھی میری ضرورت پیش آئے تو رفیقی کہہ کر یاد کر لینا، میں کوشش کروں گا کہ تمھارے کسی کام آ سکوں۔"

"رفیقی۔ یہ کیسا عجیب نام ہے؟"

"تمھیں ناسے کیا غرض۔ محض اپنے کام سے کام رکھو۔" وہ نفرت سے بولا پھر اس سے پیشتر کہ میں اس سے کچھ اور دریافت کرتا وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

کچھ دیر تک اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا میں رفیقی کے بارے میں سوچتا رہا، وہ چوتھا شخص تھا جس نے میری پراسرار... قوتوں کی تصدیق کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ خدا کے کسی برگزیدہ بندے نے اسے میری نگرانی پر مامور نہ کیا ہوتا تو شاید وہ میرے قریب پھٹکنے کی کوشش بھی نہ کرتا۔

"مجذوب" میرے ذہن میں اسی دیوانے کا تصور ابھر آیا جس نے سب سے پہلے ماں کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مجھے زخمی کیا تھا، وہ میری رہنمائی کرنا چاہتا تھا لیکن وقت اور حالات نے مجھے اس حد تک الجھا دیا کہ میں اس کے اشارے اور کنایوں میں کی جانی والی گفتگو کا راز نہ پا سکا۔ اس نے متعدد بار مجھے گمراہی سے بچانا چاہا لیکن میں بھٹک چکا تھا، ٹھوکریں میرا مقدر بن چکی تھیں قسمت کے شکنجے کے آگے میں بے بس و لاچار تھا۔

پھر جب اور دفینا میں سوکارو اور مکالا کی خباثتوں نے ایک غار کے اندر مجھے قید کر دیا اور موت میرے سر پر منڈلا رہی تھی! خدا کے اسی برگزیدہ بندے نے میری مدد کی۔ میں نے اس روز ہمت کر کے اس کی انگلی میں پڑی لکڑی کی انگوٹھی حاصل کر لی لیکن اگر اسے منظور نہ ہوتا تو شاید میں وہ انگشتری بھی کبھی حاصل نہ کر پاتا اور اب اسی خدا کے نیک بندے نے رفیقی کو میری نگرانی پر تعینات کیا تھا۔

میرے ذہن میں رفیقی کے الفاظ اور جملے گونج اٹھے اس نے بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ مجھے طاقت کا عظیم... سرچشمہ کہا تھا ——— میں ان جملوں کے سحر میں ڈوبنے لگا پھر مجھے ٹامی کا خیال آیا۔ جیکسن نے بھی اپنی پراسرار روحوں کے حوالے سے اسے ہمارا نجات دہندہ بتایا تھا۔ رفیقی نے بھی بڑی حقارت سے یہی بتایا تھا کہ ٹامی میری منزل کی نشان دہی میں میرا بہترین رہبر ثابت ہو گا، اس نے یہ بھی کہا کہ میری درخشاں اسی غار کے دہانے کے اندر موجود ہے جہاں ہم نے وقتی طور پر بسیرا کیا تھا۔

درخشاں کے سحر انگیز تصور نے ایک بار پھر مجھے گمراہ کر دیا۔ میں اس کے خیالوں میں ڈوبا پلٹ کر غار کے دہانے تک واپس آ گیا میں نے ٹامی کو دیکھا جو کھلے آسمان کے نیچے سنگلاخ چٹان پر بے خبری کی نیند سو رہا تھا، قدم اٹھاتا میں اس کے قریب چلا گیا، گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ کر میں نے بے حد پیار و محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ یک دم چونک کر جاگ اٹھا،

ایک لمحے کو ٹامی کی نگاہوں میں درندگی نمودار ہوئی، شاید مجھے دشمن سمجھ رہا تھا لیکن میرے جسم کی مانوس مہک نے اسے فوراً ہی سرد کر دیا۔ وہ آنکھیں کھولے چند ثانیے تک مجھے یوں گھورتا رہا جیسے میرے دل کا احوال اور میری کیفیت کا پتا لگانا چاہتا ہو پھر اس نے بڑی اپنائیت سے زبان باہر نکال میرے پاؤں چاٹنے شروع کر دیے۔

مجھے ٹامی کا وہ انداز بہت بھلا لگا۔ شاید اس لیے مجھے اس پر پیار آ گیا کہ وہ میری منزل کا پتہ جانتا تھا او عنقریب مجھے وہاں تک پہنچانے میں میری معاونت کرنے تھا، میں اس کے سر پر نہایت شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگا اب میں تھک چکا تھا۔ ٹامی کے قریب ہی لیٹ گیا۔ شاید یہی اوقات تھی۔

دوسری صبح کیلاش نے مجھے جھنجوڑ کر بیدار کیا۔ آنکھیں ملتا اٹھا تو میں نے دیکھا کہ سورج کی کرنیں غار دہانے کے اوپر والے حصے تک پہنچ چکی تھیں، ساوری او جیکب بیدار ہو چکے تھے پھر میری نظر سامان کے انبار پر تو میں حیرت سے اچھل پڑا، ایک لمحے کو میں یوں حیرت بھ نظروں سے اپنے ساز و سامان کو دیکھنے لگا جیسے کوئی خوا دیکھ رہا ہوں۔

"اتنی حیرت اور اس قدر تعجب سے آنکھیں پھاڑے د دیکھ رہے ہو؟" جیکب نے ٹوکا تو میں چونک اٹھا۔

"یہ۔ یہ سامان؟"

"لوگا اور سمورا کھانے اور پھل وغیرہ کے نذرانے کے ساتھ ساتھ ہمارا تمام سامان بھی گھاٹ والی چٹان پر چھوڑ گئے ہیں۔" کیلاش نے مجھے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا "ہماری کل والی دھونس نے لوگا اور سمورا کو بے حد خوف زد کر رکھا ہے، یوں سمجھو کہ وہ ہمارے بے دام غلام بن گئے ہیں۔"

"اور جس دن یہ غلام غداری پر آمادہ ہو گئے اس دن ہمارے اوپر چودہ طبق بھی روشن ہو جائیں گے۔" جیکب نے دبی زبان میں کہا "جھوٹ اور فریب کا طلسم زیادہ عرصے برقرا

رہتا۔"

"میرا خیال ہے کہ پہلے ساز و سامان کو اٹھا کر دہانے کے اندر ترتیب سے رکھ دیا جائے۔"

کیلاش کا مشورہ معقول تھا لہٰذا ہم نے سب سے پہلے تمام سامان غار کے دہانے کے اندر ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد ہم نے جلدی جلدی پیٹرومیکس لیمپ تیار کیے جن کی روشنی میں ہم دوبارہ غار کے اندر کی دنیا کا جائزہ لے سکتے تھے۔ ساوری ایک تکون چٹان کی طرف بیٹھی ناشتہ تیار کر رہی تھی۔

لوگا کی لائی ہوئی تازہ مچھلیاں بے حد لذیذ ثابت ہوئیں ناشتے کے دوران جیکب نے یک لخت چونکتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

"اے ہاں۔ میں تم سے اس مقبرے کے بارے میں پوچھنا تو بھول گیا جو رات تمھارے ذہن پر سوار تھا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے جیکب کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"فادر جیکب کا کہنا ہے کہ رات کے تیسرے پہر جب یہ بیدار ہوا تو تم ٹامی کے گلے میں ہاتھ ڈالے سو رہے تھے اور خواب کی کیفیت میں کسی مقبرے کا ذکر کر رہے تھے۔"

کیلاش نے دسترخوان سے ایک تازہ سیب اٹھاتے ہوئے کہا "یہ بات کہاں تک سچ ہے یہ جیکب ہی بہتر بتا سکتا ہے۔"

"میں جھوٹ بولنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں۔" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا۔

"جیکب!" میں نے سنجیدگی سے پوچھا "کیا تم ان باتوں کو دہرا سکو گے جو خواب کی کیفیت میں میرے منہ سے نکل رہی تھیں؟"

"بسیار خوری اکثر انسان کو میٹھے میٹھے خواب دیکھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔" جیکب نے کہنا شروع کیا "گزشتہ رات تم بھی اسی کیفیت سے دوچار تھے، وہ یقیناً تمھارے بڑبڑانے کی آواز ہی تھی جس نے مجھے بیدار کیا، تم ٹامی کی گردن میں بانہیں ڈالے بڑی رقت بھری آواز میں کسی مقبرے کا پتہ دریافت کر رہے تھے اور وہ کتا اپنی زبان سے تمھارا چہرہ یوں چاٹ رہا تھا جیسے تمھیں تسلیاں دے رہا ہو۔"

"اور کچھ؟" میں نے بدستور سنجیدگی سے دریافت کیا جیکب کی بات سننے کے ——— بعد گزشتہ رات کے واقعات میرے ذہن میں تازہ ہو گئے، مجھے یاد تھا کہ رفیقی کے غائب ہونے کے بعد میں ٹامی کے قریب جا کر لیٹ گیا اور اس کے بعد میں نے کیا خواب دیکھے اور ٹامی سے کیا باتیں ہوئیں مجھے اس کا مطلق کوئی احساس نہیں تھا۔

اگر عام حالات میں جیکب نے خواب میں میرے بڑبڑانے کا ذکر کیا ہوتا تو شاید میں اس کی بات کو مذاق سمجھ کر ہنسی میں اڑا دیتا مگر ٹامی کی ذات سے منسوب کر کے کسی مقبرے کا ذکر میرے لیے قابلِ غور تھا، یوں بھی جیکب جیسے سادہ لوح اور مذہبی آدمی کی ذات سے کسی دروغ گوئی کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔

"تم نے مقبرے کے ساتھ ایک بار۔ درخشاں بھابی کا نام بھی لیا تھا۔" جیکب نے قدرے رک کر اپنا جملہ پورا کیا۔

"پلیز جیکب! میں درخواست کروں گا کہ تم ایک ایک لفظ تفصیل سے بیان کرتے چلے جاؤ، ہو سکتا ہے کہ تمھاری باتیں میرے لیے کارآمد ثابت ہوں۔"

"میں ایک بار پھر یہی کہوں گا کہ تم بار بار ٹامی سے کسی مقبرے کا پتہ اور نشان دریافت کر رہے تھے۔ تمھارا لہجہ بے حد خوشامدانہ اور التجا آمیز تھا، ایک بار تم نے ٹامی کو یہ باور کرانے کی کوشش بھی کی تھی کہ اگر وہ کسی زمین دوز مقبرے تک تمھاری رہبری کر دے تو تم، درخشاں بھابی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

"شکریہ میرے دوست!" میں نے جذباتی انداز اختیار کیا پھر کیلاش سے مخاطب ہو کر کہا "میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس غار کے دہانے کے اندر کوئی زمین دوز تہہ خانہ بھی ضرور موجود ہے جسے میں نے خواب کی حالت میں مقبرے کے نام سے موسوم کیا ہو گا۔"

"اور اس زمین دوز تہہ خانے میں درخشاں بھابی تمھاری راہ دیکھ رہی ہوں گی۔" کیلاش نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "جمال! کیا تم نے فادر جیکب کی بے سروپا باتوں پر یقین کر لیا؟"

جیکب جواب میں کوئی سخت بات کہنے کے لیے پلٹا لیکن میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیلاش! مجھے یقین ہے کہ جیکب نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔ مگر وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے جب تم خود ان باتوں کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے جو خواب کی حالت میں میری زبان سے نکلی ہیں۔"

"کیا تم واقعی یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟" کیلاش نے مجھے تعجب سے گھورا۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے اسے میرے صحیح العقل ہونے پر شبہ ہو رہا ہو۔

"میں سنجیدہ ہوں مائی ڈیئر!" میں نے کسی انجانی مسرت کے احساس سے سرشار ہوتے ہوئے کہا۔ "تم یوں سمجھ لو کہ وہ جملے جو خواب کی کیفیت میں میری زبان سے ادا ہوئے وہ میرے لیے درخشاں کو تلاش کرنے کے سلسلے میں غیبی اشارے ہیں۔ اچھا ہوا جو جیکب کی آنکھ کھل گئی اور اس نے میری زبان سے جو جملے نکلے وہ سن لیے ورنہ شاید ہمیں اپنی منزل کے سراغ میں ایک عرصے تک بھٹکنا پڑتا۔"

"یہ تمہارا وہم ہے میرے عزیز!" جیکب نے مجھے نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ "درخشاں بھابی کو دوبارہ پالینے کا تصور تمہارے ذہن میں دیوانگی کی حد تک موجود ہے اس لیے غار کے اندر نظر آنے والے پراسرار ماحول نے اس دیرینہ تصور کو تقویت پہنچانے میں مدد کی ہے اور تم۔۔۔"

"ہوسکتا ہے تم درست سوچ رہے ہو۔" میں نے بات کو ختم کرنے کی خاطر جلدی سے کہا پھر ناشتہ کرنے میں مشغول ہوگیا۔

"جمال!" کیلاش نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہارے ذہن کو شدید آرام کی ضرورت ہے اور اسی خیال کے پیشِ نظر میں بحیثیت ایک سرجن کے تمہیں یہ دوستانہ مشورہ دوں گا کہ دو چار روز تک تم اپنے ذہن کو تمام پراگندہ خیالات کی قید سے مکمل آزاد کرکے صرف آرام کرو۔"

"دوسری صورت میں مجھے کیا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تم میرے قیمتی مشورے کو مذاق میں ٹالنے کی کوشش کررہے ہو لیکن یقین کرو میرے دوست! میں تمہیں تمہاری موجودہ ذہنی کیفیت کے پیشِ نظر بے حد نیک اور مفید مشورہ دے رہا ہوں۔"

"خواب کی باتوں پر اس قدر سنجیدگی سے غور کرنا بھی میرے نزدیک حماقت سے کم نہیں۔" جیکب نے کیلاش کی سنجیدہ گفتگو سے اکتاتے ہوئے بے پروائی سے کہا۔ "میں نے بزرگوں کی زبان سے بھی سن رکھا ہے کہ خواب کی تعبیر اکثر الٹی ثابت ہوتی ہے۔"

"اور بزرگوں کے اسی قول کے مطابق اب تم غالباً کسی زمین دوز تہہ خانے کے بجائے غار کے اندر کسی ایسے سوراخ کو تلاش کروگے کہ جو چھت پر آسمان کی جانب کھلتا ہو۔"

"میرے لیے کیا مشورہ ہے؟" جیکب نے برجستہ کہا۔ "تمہاری اس بات پر ہنسوں یا آنسو بہانا شروع کردوں۔"

جواب میں کیلاش نے بڑی خونخوار نظروں سے جیکب کو دیکھا، کوئی جواب بن نہ پڑا تو اس نے خاموشی ہی بہتر سمجھی۔

ناشتے سے فارغ ہوکر میں نے غار کے اندر چلنے کا ارادہ ظاہر کیا تو کیلاش نے مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن پھر میرے اصرار کے آگے ہتھیار ڈال کر آمادہ ہوگیا۔ میں نے ازراہِ اخلاق ساوری کو بھی ساتھ چلنے کی پیشکش کی لیکن اس نے انکار کردیا اور سامان کے قریب رہنے کو زیادہ ترجیح دی۔

میرے مقابلے میں ٹامی کو غار کے اندر جانے کا زیادہ اشتیاق معلوم ہوتا تھا اس لیے کہ وہ ہم سب سے آگے آگے تھا۔ اس دن ہم چونکہ سورج طلوع ہونے کے بعد غار میں داخل ہوئے اس لیے ہمیں تاریکی کا احساس نہیں ہوا۔ سورج کی روشنی براہِ راست غار کے دہانے سے اندر جارہی تھی جس سے دیوتا کا مجسمہ ہمیں دور سے چمکتا نظر آگیا۔ ہوائی مشین کے تینوں ڈھانچے بھی دکھائی دے رہے تھے لیکن اوروکا دیوقامت مجسمہ زیادہ واضح طور پر نظر آرہا تھا۔

ہم نے سورج کی روشنی میں مجسمے کو ایک بار پھر غور سے دیکھا۔ وہ دور ہونے کے باوجود ہو بہو اورو کے اس بت سے مشابہ تھا جو ہم اورو فینا پر دیکھ چکے تھے اور جس کی تباہی نے ہمیں بھوری پہاڑی تک پہنچا دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ غار کا دہانہ اسی خیال سے مشرق کی سمت بنایا گیا ہے کہ صبح کو پوجا کرنے والوں کو اپنے دیوتا کا درشن دور ہی سے ہوجائے۔" کیلاش نے اپنے خیال کا اظہار کیا تو جیکب نے جلدی سے کہا۔

"مجھے اس وقت دریائے نیل کے کنارے واقع وہ غار یاد آگیا جس میں ابوسمبل کے مندر میں تین بت رکھے ہوئے ہیں۔"

"کیا تم یہ بتانا چاہ رہے ہو کہ تم نے بھی مذہب کی آڑ لے کر ایک مبلغ کی حیثیت سے تھوڑی بہت سیاحی کر رکھی ہے؟"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا لیکن اس بات پر افسوس کا اظہار اپنے اوپر فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے پورے کرۂ ارض پر تمہارے جیسا احمق اور نامعقول سرجن کہیں نہیں دیکھا۔"

"کیا اس بات کا فیصلہ تم نے آئینے میں اپنی صورت دیکھنے کے بعد کیا تھا؟" کیلاش نے یہ جملہ اس قدر معصومیت سے برجستہ کہا کہ خود جیکب بھی مسکرانے لگا۔

ابھی ہم غار کے اندر زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ ٹامی یک لخت اچھل کر دیوتا اورو کے مجسمے کی جانب لپکا اور جست لگاتا ہوا چبوترے والی آخری سیڑھی پر پہنچ کر رک گیا پھر اس

نے ٹھیک اسی جگہ اپنے پنجے مارنا شروع کردیے جہاں گزشتہ روز ہم نے اسے ایسی ہی حرکت کرتے دیکھا تھا، جیکب اور کیلاش بھی ٹامی کی اس حرکت کو بغور دیکھنے لگے۔

"یہ تمہارا ٹامی کیا حرکت کررہا ہے؟" جیکب بولا۔ "کل بھی مجسمے کی اسی سیڑھی پر غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کررہا تھا۔"

"آؤ دیکھتے ہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔

ہم خاموشی سے سیڑھیاں چڑھ کے اوپر پہنچے تو ٹامی بدستور سیڑھی کے جوڑ کو بار بار کھرچنے اور اس پر منہ لگا کر کچھ سونگھنے کی کوششوں میں مشغول تھا۔ ہم نے نیچے جھک کر اس جگہ کا بغور جائزہ لیا جہاں ٹامی کی دلچسپی ہر لمحہ بڑھتی جارہی تھی۔ بظاہر ہمیں وہاں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس سے ہم ٹامی کی جنونی کیفیت کا مقصد سمجھ سکتے البتہ ٹامی کے بار بار نوکیلے پنجے مارنے سے سیڑھی کی بنیاد پر کچھ خراشیں ضرور دکھائی دے رہی تھیں۔

میں کچھ دیر تک خاموش کھڑا ٹامی کی دیوانگی کو محسوس کرتا رہا پھر کسی فوری خیال کے تحت میں نے ٹامی کے گلے کا پٹہ تھام کر اسے کیلاش کے حوالے کیا اور خود کشادہ سیڑھی پر الٹا لیٹ کر اس جگہ ناک لگادی جہاں ٹامی بار بار پنجے ماررہا تھا، دوسرے ہی لمحے میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش تیز ہوگئی، جس جگہ ٹامی بار بار سونگھنے کی کوششوں میں مصروف تھا وہاں سے عجیب قسم کی ہلکی اور بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی، ایسا لگتا تھا جیسے صندل یا گلاب کا عطر مہک رہا ہو۔ میں کچھ دیر اس خوشبو کو محسوس کرتا رہا پھر میں نے قرب وجوار کی دوسری جگہوں پر سونگھنے کی کوشش کی لیکن ویسی خوشبو نہیں آئی۔

"میں نے جانوروں کو انسانوں جیسی حرکتیں کرتے بار بار دیکھا ہے لیکن آج پہلی بار ایک پڑھے لکھے اور سمجھدار انسان کو جانوروں جیسی حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں۔" جیکب نے میری حرکت پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔

میں نے جیکب کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی، ایک بار پھر ناک اسی جگہ لگادی جہاں سے خوشبو آرہی تھی، میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کہیں وہ زمین دوز تہہ خانہ یا مقبرہ اسی مجسمے کے نیچے تو نہیں جس کا ذکر میں خواب کی حالت میں ٹامی سے کررہا تھا۔ اور میری درخشاں۔

"کیا بات ہے جمال؟" کیلاش نے نیچے جھکتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم اتنی توجہ سے کیا تلاش کرتے پھر رہے ہو؟"

"وہی زمین دوز مقبرہ جو تمہارے خوابوں میں ابھرا تھا۔"

جیکب نے وہ جملہ محض میرا مذاق اڑانے کی خاطر کہا تھا لیکن اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال کی تصدیق جیکب کی زبانی ہوجانے کے بعد میرے دل کی دھڑکنیں غیر معمولی طور پر تیز ہوگئیں، میں کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا تو کیلاش نے پرتشویش لہجے میں میرے چہرے پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

"بھگوان کے لیے جمال! مجھے بتاؤ کہ تم کیا محسوس کررہے ہو۔ جہاں تک میری تشخیص ہے تم اس وقت ہائی بلڈ پریشر کے شدید دورے سے دوچار ہو۔"

"ہاں۔ ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے دیدہ و دانستہ تیز تیز سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے اپنا دم گھٹتا محسوس ہورہا ہے۔ یوں محسوس ہورہا ہے جیسے میرے دماغ کی تمام نسیں پھٹ جائیں گی۔"

"جیکب! جلدی کرو، جمال کو سنبھالو۔ اسے فوری طبی امداد کی شدید ضرورت ہے۔" کیلاش نے تیزی سے کہا پھر اس نے میرے منع کرنے کے باوجود مجھے اپنے کندھے پر ڈالا اور سیڑھیاں اترنے لگا۔ جیکب بھی بوکھلائے ہوئے انداز میں بار بار میری کمر سہلا رہا تھا۔

نہ جانے کیوں میں نے اس وقت جو کچھ محسوس کیا اور سیڑھیوں سے پھوٹنے والی خوشبو کے بارے میں جو سوچا، وہ میں اپنے ساتھیوں سے چھپانا چاہ رہا تھا۔ شاید اس لیے کہ میں پھر کسی وقت تنہا اپنے خیالات کی تصدیق کرنے کا خواہش مند تھا۔ کیلاش کے کندھے پر جھولتے ہوئے میں نے آخری بار دیوتا اورو کے مجسمے پر نظر ڈالی تو ٹامی بدستور وہاں موجود تھا۔ میرے ذہن میں رفیقی کا جملہ صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگا۔

"تمہارے ساتھ جو نجس جانور موجود ہے وہی تمہاری منزل کی نشان دہی کے لیے تمہارا بہترین رفیق ثابت ہوگا۔"

وہ میرے قریب بیٹھی بڑے دل آویز انداز میں مسکرا رہی تھی، میں پلکوں میں جھری کیے اسے دیکھتا رہا۔ آج وہ خلافِ توقع بے حد مسرور نظر آرہی تھی، اس کے گلابی چہرے پر دنیا جہان کی خوشیاں رقص کررہی تھیں، ایک طویل عرصے بعد میں نے اسے اتنا خوش دیکھا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے منہ مانگی مراد مل گئی ہو۔

ٹکٹکی باندھے وہ میرے چہرے کو تکتی رہی، اس کے انداز سے پیار ٹپک رہا تھا، اس کے بدن کی مہک میرے دل و دماغ کو معطر کررہی تھی۔ میں نے آنکھیں کھولنے کی کوشش نہیں کی، یوں ہی لیٹا رہا جیسے مجھے اس کی آمد کی کوئی اطلاع

نہ ہو، جیسے میں اس کے قریب سے بے خبر ہوں میں نے جان بوجھ کر اسے جاگنے کا احساس نہیں ہونے دیا مبادا کہ وہ اٹھ کر مجھ سے دُور چلی جاتی اور مجھے وقت اور حالات کے نشیب و فراز سمجھانے بیٹھ جاتی، انتظار کا مشورہ دیتی۔

"جمال!" کچھ دیر بعد درخشاں کے ہونٹوں کو خفیف سی جنبش ہوئی تو میرے کانوں میں جلترنگ بج اٹھے۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، پلکوں کی معمولی سی جھری سے اس کی مسرتوں کا جائزہ لیتا رہا، آج کوئی بات ضرور تھی جو وہ کسی تازہ کھلے گلاب کی مانند شگفتہ اور شاداب نظر آ رہی تھی، میرا دل چاہا کہ وہ لمحے ہمیشہ کے لیے ساکت ہو جائیں، وقت کی رفتار ایک ہی مقام پر تھم جائے، وہ اسی انداز میں میرے قریب بیٹھی اپنے تبسم کے جلوے بکھیرتی رہے، اپنے حسن کا جادو جگاتی رہے اور میں اسی والہانہ انداز میں اسے پلکیں جھپکائے بغیر ایک ٹک دیکھتا رہوں، اس کے کندن جیسے جسم کو تکتا رہوں، اس کے قرب کا احساس کبھی ختم نہ ہو، وہ ہمیشہ یوں ہی میرے قریب بیٹھی مسکراتی رہے اور میں ۔ اچانک درخشاں کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

"میں جانتی ہوں جمال! تم سو نہیں رہے، جاگ رہے ہو۔" درخشاں نے ایک شوخ تبسم اپنے گداز ہونٹوں —— پر بکھیرتے ہوئے کہا۔ "ایسی بھی کیا بے مروتی ہیں کتنی دیر سے تمہارے قریب بیٹھی ہوں اور تم آنکھیں موندے مجھے دزدیدہ نگاہوں سے دیکھے جا رہے ہو۔"

"درخشاں!" میں نے اس کی فہمائش پر آنکھیں کھول دیں، نشے کی حالت سے سرشار بولا۔ "میری روح، میری زندگی۔"

"آج میں بہت خوش ہوں جمال! میرا انگ انگ خوشیوں سے ناچ رہا ہے۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم نے اس کی وجہ دریافت نہیں کی۔"

"میں تمہاری مسرتوں میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔" میں نے اس کے حریری لباس پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا پھر جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔ "مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے تمہیں مخاطب کیا تو تم ہمیشہ کی طرح کترا کر مجھ سے دور چلی جاؤ گی۔"

"تمہارے اندیشے اپنی جگہ درست ہیں لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔" اس نے نشے میں بھرپور نگاہوں سے مجھے مدہوش کرتے ہوئے کہا۔ "اب ہماری جدائی کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں، اب ہم ایک دوسرے کو چھو سکیں گے، دل کھول کر باتیں کریں گے اور..." وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی، حیا کی سرخی پھوٹ

کر چہرے پر تیزی سے پھیلی تو اس نے شرما کر نظریں نیچی کر لیں، میں نے اس کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے اسے چھیڑا۔

"اور وہ تشنہ کام ارمان بھی پورے ہو جائیں گے جو ایک مدت سے ہمارے سینے کی گہرائیوں میں گھٹ رہے ہیں۔"

"آہستہ بولو جمال! کوئی سن نہ لے۔" اس نے شرماتے ہوئے کہا۔

"یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کون ہے؟"

"تمہارے ساتھی جنھوں نے قدم قدم پر تمہارا ساتھ دیا ہے۔" وہ خلا میں گھورتے ہوئے بولی۔ "کیلاش کی عادت آج تک ویسی ہی ہے اور حبیب بھی تو بالکل نہیں بدلا۔ بالکل معصوم بچوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر روٹھ جاتا ہے۔"

"وہ میرے ہمدرد، میرے دوست اور میرے جاں نثار ہیں اگر وہ میرے ساتھ نہ ہوتے تو میں اپنی منزل کا نشان کبھی نہ تلاش کر سکتا۔"

"مجھے تم سے ایک شکایت ہے جمال!" وہ یک لخت سنجیدہ ہو گئی۔ "تم نے منزل پر پہنچ کر اپنے دوستوں کو اپنی خوشیوں میں شریک کرنے سے گریز کیوں کیا؟"

"درخشاں!" میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ "کیا تم اسی مجسمے کے نیچے کسی زمین دوز تہہ خانے میں محبوس ہو جہاں سامی کی دل چسپیاں جنون کی حالت سے دوچار ہونے لگتی ہیں۔"

"وہ ہمارا بڑا وفادار کتا ہے جمال! اس کا خیال رکھنا۔"

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" میں نے نرم لہجے میں شکایت کی۔

"مجھے افسوس ہے جمال کہ تمہاری رہنمائی اس وقت تک میرے اختیار سے باہر ہے جب تک تم از خود مجھے ایک طویل نیند سے بیدار نہیں کر لیتے۔ وہ طول سی ہو گئی، البتہ میں تمہیں اتنا یقین ضرور دلا سکتی ہوں کہ اب ہمارا درمیانی فاصلہ بہت تیزی سے گھٹ رہا ہے۔ بہت جلد ہم ایک دوسرے کو پا لیں گے۔"

"کیا تم چاہتی ہو کہ میں اپنے ساتھیوں کو بتا دوں کہ میری منزل مجھے مل گئی ہے۔" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"وہ تمہارے دوست، تمہارے راز دار ہیں جمال! تمہاری خاطر انھوں نے مصیبتیں اٹھائی ہیں صعوبتیں جھیلی ہیں پھر ان سے کیا پردہ۔" درخشاں نے محتاط لہجے میں جواب دیا۔ "وہ تمہارے کام آئے ہیں اور کیا عجب کہ مجھے حاصل کرنے کے بعد بھی تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔"

"درخشاں! تم نے کہا تھا کہ تم طویل نیند سے دوچار ہو۔"

"ہاں جمال! موت ایک ابدی نیند ہی کا دوسرا نام ہے جب تک تم مجھے اس نیند سے نہیں جگاؤ گے ہمارا ملاپ...!"

وہ کچھ کہتے کہتے یک لخت خاموش ہو گئی، جانے کیوں اس کے چہرے پر مسرتوں کی جگہ خوف کے گہرے بادل منڈلانے لگے۔ اس کی خمار آلود آنکھوں میں تشویش کے آثار جھلکے تو میں تڑپ اٹھا۔

"درخشاں!" میں نے اسے زور سے آواز دی۔ "مجھے بتاؤ میری زندگی کہ تم اچانک ہنستے بولتے خوف و ہراس کی کیفیتوں سے کیوں دوچار ہو جاتی ہو۔"

"جمال!" اس نے تیزی سے سرگوشی کی۔ "تم نے کیلاش کو اندھیرے میں رکھنے کی خاطر جو جھوٹ بولا تھا وہ تمہیں بہت مہنگا پڑ گیا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے تعجب سے اسے گھورا۔

"کیلاش نے تمہارے ذہن کو پرسکون رکھنے کی خاطر نیند کا انجکشن لگا دیا تھا اور تمہاری اسی غفلت نے دشمنوں کو ایک موقع فراہم کر دیا۔"

"دشمن۔" میں چونکا۔ "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

"م۔ میں جا رہی ہوں جمال! زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی۔"

میں اسے آوازیں دیتا رہا لیکن جیسے میری آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھی یا وہ جان بوجھ کر میری دیوانگی کو نظر انداز کر رہی تھی، میں حلق پھاڑ کر چلاتا رہا، وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی رہی پھر میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی، میں تڑپ کر رہ گیا، اس کی باتیں میرے ذہن میں —— گونج رہی تھیں —— وہ مجھے کچھ بتانا چاہتی تھی لیکن بتا نہ سکی، ہمارے دشمن ایک بار پھر ہمارے درمیان حائل ہو گئے تھے، میں ان باتوں پر غور کرتا رہا۔

اس کے آخری جملوں کی روشنی میں میں نے اپنے ذہن کو کریدا تو مجھے آہستہ آہستہ گزری ہوئی باتیں یاد آنے لگیں، زمین دوز مقبرے کے خیال نے اورو کے دیو قامت مجسمے کی آخری سیڑھی پر مجھے دیوانگی کی حالت سے دوچار کر دیا تھا، اگر میں تنہا ہوتا تو اسی وقت وہ راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرتا جو مجھے درخشاں تک پہنچا دیتا، رفیقی کی پیش گوئی اور سامی کی حرکتوں نے میری وحشتوں میں اضافہ کر دیا پھر نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ خیال ابھر آیا کہ میں درخشاں کے سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو اپنا ہم راز نہ بناؤں۔ وہ میری حماقت تھی جو غالباً مجھ سے دیوانگی کی حالت میں سرزد ہو گئی۔

مجھے ایک ایک بات ترتیب وار یاد آ گئی، کیلاش اور حبیب مجھے غار کے دہانے سے واپس لے آئے تھے، سادی

میری کیفیت دیکھ کر پریشان ہوگئی، کیلاش نے اسے تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں جس پر کسی پریشانی یا تشویش کا اظہار کیا جاسکے، وقتی طور پر میری حالت بگڑ گئی تھی جو آرام کرنے کے بعد ٹھیک ہوسکتی تھی پھر کیلاش نے منع کرنے کے باوجود مجھے نیند کا انجکشن لگا دیا مجھے اپنے ہی کیے کی سزا مل رہی تھی۔ میں نے کیلاش سے زیادہ اصرار نہیں کیا خاموشی سے انجکشن لگوا لیا مجھے خوف لاحق تھا کہ اگر میرے ساتھیوں کو علم ہوگیا کہ میں نے ان سے ایک اہم بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے تو وہ یقیناً مجھ سے خفا ہوجائیں گے۔ بہرحال میں نے طے کرلیا تھا کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد میں کیلاش کو اپنے خیالات سے ضرور آگاہ کردوں گا اور یہ سمجھاؤں گا کہ جیکب کی موجودگی میں میں نے زبان کھولنا اس لیے مناسب نہیں سمجھا کہ ناکامی کی صورت میں وہ ہمارا ناطقہ بند کردیتا، اس سے پیشتر بھی کچھ باتیں ایسی ہوئی تھیں جو میں نے صرف کیلاش کو بتائی تھیں جیکب کے فرشتوں کو بھی ان کا علم نہیں ہوسکا تھا۔

میرا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا، نیند کا وہ خمار جو انجکشن لگنے کے بعد بجلی جیسی سرعت کے ساتھ میری رگ و پے میں دوڑ گیا تھا بتدریج کم ہو رہا تھا، مجھے درخشاں کا جملہ یاد آیا، اس نے بڑے خوف زدہ انداز میں مجھے یاد کرانے کی کوشش کی تھی کہ میری بے ہوشی نے میرے دشمنوں کو ایک موقع فراہم کردیا ہے لیکن میں اس جملے کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔ میں ابھی ذہنی جمناسٹک میں مصروف تھا کہ سمورا کی گرج دار آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"تمھاری بازی پلٹ چکی ہے شری کیلاش مہاراج! تم نے بے وقوف بنانے کی خاطر جو ڈھونگ رچایا تھا وہ بھی ختم ہوگیا۔ اب سمورا کی باری ہے۔"

"تمھیں پچھتانا پڑے گا سمورا!" کیلاش کی آواز ابھری۔ "سردار لوگا کو حالات کا علم ہوگا تو وہ تمھیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ دیوتا اورو کا عتاب تمھیں برباد کردے گا۔"

"اب ان پرانے حربوں سے کام نہیں چلے گا سمندری دیوتا!" سمورا نے مضحکہ اڑانے والا لہجہ اختیار کیا پھر گرج کر بولا۔ "اب مرنے کے لیے تیار ہوجاؤ۔"

"لوگا کو کیا جواب دو گے؟"

"وہ ہمارا سردار ہے، تم اسے ہم سے زیادہ نہیں جانتے۔" سمورا نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ بھونپو (جیکب) کو بھینٹ چڑھا کر مقدس اوریگا کو خوش کرنا چاہتا تھا اس وقت تمھارے ساتھی نے اسے بچالیا۔ اب تمھیں کوئی قوت نہیں بچاسکے گی،

جب میں تمھیں اس بے بسی کی حالت میں لوگا کے روبرو پیش کروں گا تو وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو انعام کا مستحق قرار دیگا۔"

"تم نے کہا تھا کہ گھاٹ والی چٹان سے آگے آج تک تمھارے کسی آدمی نے قدم نہیں رکھا۔ کیا وہ سچ تھا؟" جیکب نے سوال کیا۔

"ہاں۔ ہم نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا۔"

"پھر۔ آج تم یہ جسارت کس طرح کر بیٹھے، کیا تمھیں مقدس اوریگا کا خوف نہیں رہا؟"

"ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ مقدس اوریگا کی خوشنودی کی خاطر کر رہے ہیں۔" سمورا بڑے اعتماد سے بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ تمھاری قربانی دینے کے بعد ہم اپنے عظیم دیوتاؤں کی ناراضگی دور کرلیں گے۔"

میں بدستور غنودگی کی حالت سے دوچار تھا، میں نے ہمت کرکے آنکھ کھولی تو چاروں طرف تاریکی کا راج تھا اور کچھ انسانی ہیولے میرے ارد گرد نظر آرہے تھے، میں نے اپنے ذہن پر زور دیا تو یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ جو کچھ میری نگاہیں دیکھ رہی تھیں وہ خواب نہیں، ایک زندہ حقیقت تھی۔ خوف کا احساس بیدار ہوا تو غنودگی کی کیفیت جاتی رہی اور موقع کی نزاکت میری سمجھ میں آگئی۔

ہمارا خیال تھا کہ لوگا اور قبیلے کے لوگ ہم سے اس درجہ خائف ہوگئے ہیں کہ دوبارہ ہمارے قریب آنے کی جرأت نہیں کریں گے لیکن ہم نے دشمنوں کو کمزور سمجھ کر جس خوش فہمی کو اپنے ذہنوں میں جگہ دی تھی وہ ہماری بھول تھی جس کا خمیازہ ہمیں اس وقت بھگتنا پڑ رہا تھا۔ درخشاں نے مجھے اسی خطرے کی جانب متوجہ کیا تھا۔

میں نے اپنے ساتھیوں کی سمت دیکھا، جیکب اور کیلاش رسیوں میں جکڑے پڑے تھے۔ ساوری کو سمورا کے دو ساتھیوں نے پکڑ رکھا تھا لیکن میرا شامی وہاں موجود نہیں تھی، میں نے اسے دیکھنے کی خاطر کروٹ لینے کی کوشش کی تو کراہ کر رہ گیا۔ سمورا اور اس کے ساتھیوں نے میرے ہاتھ

پاؤں بھی رسیوں میں مضبوطی سے جکڑ دیے تھے۔

مجھے کیلاش یا جیکب سے حالات کی تفصیل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئی، موقع کی نزاکت نے مجھے سب کچھ سمجھا دیا۔ مجھے بے ہوشی کا انجکشن دینے کے بعد وہ میری طرف سے مطمئن ہوگئے تھے پھر رات میں وہ بھی بے خبری کے عالم میں گھوڑے بیچ کر سو رہے ہوں گے کہ سمورا اور اس کے پانچ ساتھیوں نے جو یہ ناپاک منصوبہ بنا چکے تھے۔ رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں نیند کی حالت میں پوری طرح دبوچ لیا پھر قبل اس کے کہ کوئی مزاحمت کرتا ہمارے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو قربانی کے بکروں کے ساتھ ذبح کرنے سے پہلے کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہاتھ پیر رسیوں میں جکڑ دیے گئے۔

ممکن ہے لوگا اس سازش میں شریک رہا ہو لیکن بہرحال سمورا کی باتوں سے یہی اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ہماری بے بسی دیکھ کر کسی خفگی کا اظہار کرنے کے بجائے پہلی فرصت میں ہمیں اپنے دیوتاؤں کے نام پر قربان کرنے کی سعادت ضرور حاصل کرے گا۔

"ہواؤں کے دیوتا!" سمورا نے مجھے کراہتے سنا تو تیزی سے میری جانب متوجہ ہوکر حقارت سے بولا۔ "مجھے یقین تھا کہ تم زیادہ دیر تک سونے کی اداکاری نہیں کرو گے۔"

میں نے اس بدبخت کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ سب سے پہلے میں نے اپنی انگوٹھی کو ٹٹولا جو میری انگلی میں بدستور موجود تھی پھر ریک کو اپنے سینے پر محسوس کیا تو مجھے بے حد اطمینان ہوا۔ سمورا اور اس کے ساتھیوں نے یا تو ان چیزوں کو دیکھا نہیں یا پھر وہ ان کی اہمیت سے ناواقف تھے اس لیے نظرانداز کرگئے۔ میری نظریں بدستور سمورا پر مرکوز تھیں جو میرے سامنے سینہ تانے کھڑا مجھے قہرآلود نظروں سے گھور رہا تھا میرے ہاتھ چونکہ پشت کی جانب باندھے گئے تھے اس لیے میں ریک کا استعمال سے قاصر تھا، ایک ثانیے کو میری نگاہوں کے سامنے سائے لہرانے لگے۔ اگر زمین دوز مقبرے کے حوالے سے پیشتر وہ قلو ہمارے اوپر پڑی ہوتی تو شاید مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا لیکن درخشاں کو پالینے کے خیال نے میری مایوس زندگی میں امید کی جو شمع روشن کی تھی میں اسے اتنی جلدی بجھتا دیکھنے کو تیار نہیں تھا۔

میرے ذہن میں رفیقی کا نام ابھرا، ان بے پناہ پُراسرار قوتوں کا خیال آیا میں جن سے ناواقف تھا لیکن جنکسن جیسی اور لوگا وغیرہ اس کی تصدیق کرچکے تھے، میں نے سمورا کو ایک نظر بھر کر دیکھا اس کے آدمی ہاتھوں میں نیزے لیے تیار تھے۔

ہماری جانب سے کوئی پیش قدمی انھیں سفاکی کا مظاہرہ کرنے پر آمادہ کرسکتی تھی، ان کی خونخوار نظروں سے وحشت ناک درندگی جھلک رہی تھی۔

"سمورا!" میں نے کچھ سوچ کر سرد لہجے میں کہا۔ "کیا تمھیں امید ہے کہ تم ہمیں اپنے ساتھ پھوری پہاڑیوں سے واپس اپنے قبیلے تک لے جاسکو گے۔"

"کون بچائے گا تمھیں؟" سمورا نے مسکراتے ہوئے زہریلے انداز میں سوال کیا۔

"مقدس اوریگا۔" کیلاش نے میرے ہوش میں آجانے کے بعد تازہ دم ہوکر کہا۔ "ہم تمھارے دیوتا کے مہمان ہیں۔ کیا ہمیں تکلیف پہنچا کر تم اپنے عظیم دیوتاؤں کو ناراض کرو گے؟"

"اوریگا نے اگر تمھیں مہمان بنایا ہوتا تو ہم گھاٹ والی چٹان سے آگے بڑھتے ہی اس کے عتاب کا نشانہ بن گئے ہوتے۔"

"سمورا! تم نادانی کر رہے ہو۔" میں نے تیور بدل کر حاکمانہ انداز اختیار کیا۔ "زندگی چاہتے ہو تو ہمیں آزاد کردو ورنہ ...."

"تم اپنی آسمانی قوتوں کا استعمال کرو گے۔ کیوں ہواؤں کے عظیم دیوتا!" سمورا نے میرا مذاق اڑایا تو میرا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔

میں نے خدا کو یاد کرکے زور لگایا تو خود میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، کھجور کی مضبوط رسیاں جو میرے جسم کو جکڑے ہوئے تھیں کچے دھاگے کی مانند کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ کر بکھر گئیں، میں تیزی سے اٹھ کر اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا، سمورا اور اس کے ساتھی مجھے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے، جیکب کیلاش اور ساوری کی نگاہیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"تم نے اوریگا کی سرحد میں قدم رکھ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ اب اپنا انجام بھی دیکھ لو۔" میں نے گرج کر کہا اور رفیقی کو دل میں آواز دی پھر جو کچھ ہوا اس نے میری عقل بھی خبط کردی۔

جس جگہ ہم کھڑے تھے وہاں کا ایک وسیع حصہ اچانک روشن ہوگیا اس ویرانے میں وہ روشنی کہاں سے پھوٹی ہم آج تک نہیں سمجھ سکے، سمورا اور اس کے ساتھیوں کی نگاہیں بھی تیز روشنی میں چندھیا گئیں پھر وہ اچانک نیزے پھینک کر زمین پر سجدہ ریز ہوگئے، صرف سمورا اپنی جگہ سکتے کی حالت سے دوچار کھڑا ہماری پشت کی جانب دیکھ رہا تھا۔

میں نے پلٹ کر دیکھا تو دہشت سے میری آواز بند ہوگئی۔ کیلاش، جیکب اور ساوری بھی ششدر رہ گئے۔ مجھے اپنی قوت بینائی پر شبہ ہو رہا تھا لیکن جو کچھ میں نے دیکھا اسی نے سمورا اور اُس

ساتھیوں کو بھی دہشت زدہ کر دیا تھا لیکن وہ مجسمہ نہیں تھا، اردو زندہ حالت میں ہماری نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور سمورا کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا، اس کے جسم پر وہی کفن نما گرد آلود لباس تھا لیکن اس طرح چمک رہا تھا جیسے کسی مخصوص دھات کا بنا ہو۔ اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں مشعل پکڑ رکھی تھی جس سے نیلے رنگ کے خطرناک شعلے نکل رہے تھے۔ چند لمحے اردو خاموش کھڑا سمورا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتا رہا

پھر اس نے بولنا شروع کیا تو چٹانیں بھی لرز اٹھیں، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے خوف ناک اور سیاہ بادل پرشور آواز میں گرج رہے ہوں، اس کی آنکھیں دہکتے انگاروں کی مانند سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔

"اردو کے بدترین خادمو! تمھارے کیا ارادے ہیں؟"

سمورا اور اس کے ساتھی دہشت سے تھر تھر کانپنے لگے، ان کے حلق سے پھٹی پھٹی چیخیں بلند ہونے لگیں، چہرے سفید پڑ چکے تھے اور آنکھیں حیران تھیں، شاید انھیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ لکڑی کا بنا ہوا دیو قامت دیوتا جسے جیکب نے تباہ و برباد کر دیا تھا زندہ ہو کر ان کے سامنے کس طرح آ گیا، وہ سکتے کی حالت سے دوچار تھے کہ اردو کی گرجتی ہوئی آواز پھر سنائی دی۔

"بدکردار حقیر لوگو! کیا تمھاری نگاہوں میں زندہ انسانوں کی کوئی حقیقت نہیں رہی۔ تم بھی اپنے آبا و اجداد کی طرح قتل و غارت گری پر آمادہ ہو۔ زہریلے سپنولو! کیا اردو کی وحشت تمھارے دلوں سے دور ہو گئی ہے؟ جواب دو، کیا تم نے ان لوگوں کو قتل کرنے کی نیت کی ہے جو تمھارے عظیم اور مقدس دیوتا اور ریگا کی پناہ میں ہیں۔"

"رحم۔ مقدس اردو! رحم۔" سمورا ہذیانی انداز میں گڑگڑانے لگا۔

"رحم کا وقت گزر گیا سمورا! مقدس اور ریگا نے مجھے تم لوگوں کی سرکوبی کے لیے جو زندگی بخشی ہے اس کا وقت اب ختم ہے۔ اردو کے جھوٹے اور دغاباز پجاری میرے قریب آ۔ اور دیکھ کہ تو اپنے دیوتا کے حضور ایک مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہے۔"

سمورا گھگھیاتا ہوا چند قدم آگے بڑھا۔ اس کے چہرے پر موت کے خوف ناک سائے لہرا رہے تھے۔ پورا جسم تھرتھرا رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں بدستور اردو کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"اب دیکھ کہ اردو کا قہر کس طرح نازل ہوتا ہے۔"

اردو کی نگاہوں سے ایک شعلہ سا لپکا، دوسرے ہی لمحے ایسا لگا جیسے سمورا دیوانہ ہو گیا، ایک دہشت زدہ اور کربناک چیخ مار کر وہ ربر کی گیند کی مانند فضا میں اچھلا اور ہذیانی انداز میں چلانے لگا، کبھی وہ چٹان پر اس طرح لوٹنے لگتا جیسے انگاروں پر لیٹا ہو اور کبھی جنونی انداز میں دیوانہ وار اپنے ہی دانتوں سے اپنی بوٹیاں نوچنے لگتا۔ اس کا جسم زخموں اور خون سے لہولہان ہو رہا تھا پھر اچانک اس نے اپنے سر کو پوری زور سے پتھر پر مار کر کھوپڑی چٹخ کر دو ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی اس کے بعد اس نے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔

سمورا کی موت اس قدر بھیانک تھی کہ ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پھر اردو نے باری باری دوسرے چار آدمیوں کی سمت نظر اٹھائی تو ان کا انجام بھی سمورا سے مختلف نہیں ہوا۔ آخری آدمی نے بھاگنا چاہا لیکن پراسرار قوتوں نے اس کے پیر جکڑ لیے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکا۔ "اردو تجھے معاف کرتا ہے۔ اپنے بدبخت ساتھیوں کی لاشیں لے جا ــــ بوگا سے کہنا کہ اگر پھر اس کے کسی آدمی نے گھاٹی والی چٹانوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو اس کا انجام سمورا سے زیادہ بھیانک اور ہولناک ہوگا۔"

پانچواں وحشی جو اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ عمر رسیدہ نظر آ رہا تھا اردو کی بات سن کر سجدے میں گر پڑا پھر تیزی سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی لاشیں ــــ ساحل کی جانب ــ گھسیٹنے لگا، جب وہ لاشوں کو کشتی میں ڈال کر واپس جانے لگا تو اردو یک لخت ہماری نظروں سے غائب ہو گیا پھر میرے کانوں میں رفیقی کی آواز گونجی۔ "سیدی جمال! میں نے تمھارے دشمنوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اب وہ دوبارہ گھاٹ سے آگے آنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ میرا مشورہ ہے کہ تم اب بھی واپس لوٹ جا ورنہ حالات تم کو گمراہ کرتے رہیں گے۔"

میں نے چونک کر اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا، وہ بھی رسیوں کی قید سے آزاد نظر آ رہے تھے لیکن جو خونچکاں اور ہولناک مناظر ان کی نظروں سے گزر چکے تھے اس کے بعد اتنی ہمت کس میں تھی کہ وہ کوئی سوال کرتا۔ میں نے بھی حالات کے پیش نظر چپ سادھ لی۔

❋

"وقت اور حالات نے مجھے میرے ساتھیوں کی نگاہوں میں مشکوک بنا دیا، جیکب اور کیلاش مجھ سے شاکی تھے، ان کی جگہ میں ہوتا تو شاید میرا ردِعمل بھی وہی ہوتا۔ ایک سادری تھی جسے وقت اور ماحول نے طاقت کا پجاری بن جانے کی تعلیم دی تھی لہٰذا وہ میری طاقت کا تماشہ دیکھنے کے بعد مجھ سے بہت زیادہ مرعوب ہو گئی، ہر وقت میری پذیرائی میں

لگی رہتی۔ سمورا کی موت ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی۔ وہ جسے رفیقی نے معاف کر دیا تھا اپنے ساتھیوں کی.... اکڑی ہوئی لاشیں ــــ لے کر قبیلے کی جانب واپس لوٹ گیا بوگا نے اس کی زبانی حالات کی تفصیل سنی تو دوسری صبح وہ اپنے تین بڑے پجاریوں کے ہمراہ ساحل پر موجود تھا، مجھے دیکھتے ہی وہ اور اس کے ساتھی گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ گئے، یہ گویا عقیدت کا انداز تھا، اس بات کی دلیل تھی کہ انھوں نے میری دیوتا والی حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ پھر انھوں نے میرے سامنے اپنے سر زمین پر ٹیک دیے میں خاموش کھڑا ان وحشیوں کی حماقت انگیز حرکتیں دیکھتا رہا۔

وقت کی ایک کروٹ نے بساط کا رخ پلٹ کر رکھ دیا۔ اصلیت کیا تھی! بوگا اور اس کے بڑے پجاری بھی اس سے ناواقف تھے، وہ صرف اسی بات پر ایمان لے آئے تھے جو ان کے ساتھی نے انھیں بتائی تھی، تفصیلات کی تصدیق سمورا اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں نے کر دی، یہ بات بھی اپنی جگہ درست تھی کہ سب نے دیوتا اردو کے مجسمے کو زندہ حالت میں دیکھا تھا، حقیقت کیا تھی، اس کا علم مجھے بھی اس وقت ہوا جب رفیقی کی آواز نے مجھے مخاطب کیا۔

اس داستان کو پڑھنے والے گواہ رہیں ــــ کہ میں اپنی حرکت پر پشیمان تھا، میں نے یہی سوچا تھا کہ پہلی فرصت میں کم از کم کیلاش کو اس حقیقت سے ضرور آگاہ کر دوں گا کہ اردو کے مجسمے کے چبوترے والی آخری سیڑھی کا راز کیا تھا، شامی کیوں جنونی کیفیت میں بار بار اسی طرف بھاگتا تھا اور خود میں نے سیڑھیوں پر لیٹنے کے بعد کیا محسوس کیا تھا مگر وقت نے مجھے اتنی مہلت نہ دی کہ میں کیلاش کے سامنے صفائی پیش کر سکتا۔ جس انداز میں میں نے سمورا اور اس کے ساتھیوں کو للکارا تھا وہ بھی میری پراسرار قوتوں کی دلالت کرتا تھا، میرے جسم کے گرد مضبوطی سے باندھی گئی کھجور کی موٹی رسی متعدد ٹکڑوں میں ٹوٹ کر گری تو سمورا اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی زرد پڑ گئے تھے۔ خود مجھے بھی اس بات پر حیرت تھی، میرے اندر کوئی قوت ایسی ضرور پوشیدہ تھی جو آڑے وقت میں میرے کام آ گئی لیکن اس سربستہ راز سے خود میں بھی ناواقف تھا، اپنے ساتھیوں پر کس بات کا انکشاف کرتا۔

ہوا کے بدلتے رخ نے میرے جاں نثار دوستوں کو مجھ سے بدظن کر دیا ان کے دلوں میں میرے خلاف نہ جانے کیا کیا لاوے پک رہے تھے وہ مجھ سے بدگمان ہو گئے تھے، مجھ سے کھنچے کھنچے اور دور دور نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے کھل کر مجھ سے کوئی شکوہ نہیں کیا لیکن وہ میرے دوست تھے میرے ساتھی تھے، ہم نے زندگی کا ایک طویل عرصہ ساتھ رہ کر گزارا تھا، دکھ درد اور خوشیوں میں ایک دوسرے کے شریک رہ چکے تھے پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کو محسوس نہ کر سکتے یا چہرے پر تحریر احساسات کو نہ پڑھ سکتے۔

ایک طرف میں اپنے ساتھیوں سے شرمندہ تھا اور دوسری جانب بوگا اور قبیلے کے تین بڑے پجاری مجھے گناہ گار کر رہے تھے، پوجا کے انداز میں وہ بار بار میرے سامنے جھک جاتے۔ ان کے چہروں پر ندامت اور شرمندگی کے گہرے اثرات موجود تھے، غلطی سمورا کی تھی لیکن بوگا اور اس کے ساتھی تدارک کے لیے مجبور ہو گئے تھے، اس لیے کہ رفیقی نے دیوتا اردو کے روپ میں آ کر ان کے حواس باختہ کر دیے تھے۔ وہ محض اپنے پتھر کے مجسموں کو پوجتے تھے ان ہی کے ایک ساتھی نے اس بات کی تصدیق بھی کر دی تھی کہ وہ دیوتا اردو کو زندہ حالت میں دیکھ چکا ہے۔

میں عجیب کشمکش میں گرفتار تھا، میرا ذہن کہیں اور تھا ــ لیکن نگاہیں بوگا اور اس کے تینوں پجاریوں پر مرکوز تھیں جو ہمارے سامنے بار بار گھٹنے ٹیک کر اور زمین پر سر رکھ کر مجھے پراسرار طاقتوں کا احساس دلا رہے تھے پھر بوگا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہواؤں کے دیوتا! مجھے افسوس ہے کہ میرے نائب نے دیوتاؤں سے بدعہدی کا ثبوت پیش کر کے ہمیں تمھاری نگاہوں میں گرا دیا۔" وہ مجھ سے مخاطب تھا۔ اس کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پر مجھ سے زیادہ پریشان ہے۔ "ہم تم سے معافی اور رحم کی بھیک مانگنے آئے ہیں۔"

"تم غلطی کر رہے ہو بوگا!" میں نے حالات کے تقاضوں کے پیش نظر اسے نفرت سے گھورتے ہوئے تلخ انداز اختیار کیا۔ "میں ہواؤں کا دیوتا نہیں۔ کیا تمھارے بزرگوں نے ہمارے بارے میں یہ پیش گوئی نہیں کی تھی؟"

"ہو سکتا ہے ستاروں کی چال اور پانسوں کے حساب نے انھیں بھی تمھاری اصلیت جاننے کی اجازت نہ دی ہو۔" بوگا ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "میرے ساتھی نے ہمیں حالات کی پوری تفصیل سنا دی ہے۔"

"پھر۔ اب کیا پوچھنے آئے ہو؟" میرا لہجہ اور حقارت آمیز ہو گیا۔

"ہمیں معاف کر دو ورنہ مقدس اور ریگا کا عتاب جاری

نسلوں کو تباہیوں سے دوچار کر کے نیست و نابود کر دے گا" بوگا گڑگڑانے لگا۔

"اس بات کی کیا ضمانت ہو گی کہ تم یا تمھارے قبیلے کے لوگ دوبارہ ہمارے سکون میں مخل ہونے کی کوشش نہیں کریں گے؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"تم جو ضمانت چاہو ہم دینے کو تیار ہیں سمورا کی غلطی نے تمھارے دلوں میں جو شکوک پیدا کر دیے ہیں بوگا انھیں سمجھ سکتا ہے اس لیے ہم تمھیں مطمئن کرنے کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں۔"

"میرے بارے میں تمھارا حساب کیا کہتا ہے؟" کیلاش نے حقارت سے پوچھا۔

"مجھے میری نگاہوں میں اور زیادہ ذلیل مت کرو سمندری دیوتا! بدکردار سمورا کی مذموم حرکت نے آج زندگی میں پہلی بار بوگا کو اپنے دیوتاؤں کے سوا کسی دوسرے کے سامنے زمین پر سر رکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ہم اور ہمارے قبیلے کے لوگ تم سے رحم کی درخواست کرتے ہیں۔"

"ہم نے پہلے ہی کہا تھا بھوری پہاڑیوں پر تمھارے مقدس دیوتا اور ریگا نے ہمیں اپنی مہمان نوازی کی پیش کش کی ہے لیکن...."

"ہم عہد کرتے ہیں کہ آئندہ گھاٹ والی چٹان سے آگے قدم نہیں بڑھائیں گے۔"

"کیا تم ہمیشہ اسی عہد پہ قائم رہو؟" میں نے جینی کی پراسرار داستان کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے بوگا کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"مم۔ میں تمھارا مقصد نہیں سمجھ سکا۔" بوگا نے ہچکچاتے ہوئے دریافت کیا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ میری بات کا مقصد سمجھ چکا ہے، قبیلے کے تین بڑے پجاریوں کے سامنے زبان کھولنے سے پرہیز کر رہا ہے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات اس کے احساسات کی ترجمانی کر رہے تھے۔

"میں تمھاری مجبوری سمجھ رہا ہوں۔" میں زہرخند سے مسکرایا پھر دوبارہ سنجیدگی اختیار کر لی اور سرد لہجے میں بولا۔ "جینی نے مجھے جو داستان سنائی تھی اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟"

بوگا میری بات کا مفہوم سمجھ گیا، میں نے اس کی سرداری کا بھرم برقرار رکھنے کی خاطر اپنے سوال کی نوعیت تبدیل کر دی تھی، اس کی آنکھوں میں تشکر کا اظہار برملا نظر آیا، کچھ تامل سے بولا۔

"ہواؤں کے دیوتا! میں نے پہلے بھی یہی خیال ظاہر کیا تھا کہ تم اپنے ساتھیوں کے مقابلے میں زیادہ طاقت ور اور...."

"تقریر نہیں بوگا! مجھے صرف جواب درکار ہے۔" میں نے اس کا جملہ درمیان سے کاٹ دیا۔

"وہ دیوتاؤں کا اشارہ تھا جس نے جینی کی داستانِ حیات کو ترتیب دینے کی خاطر بوگا کو محض ایک بار خدمت کا موقع دیا تھا۔" بوگا نے کمال ہوشیاری سے میرے سوال کا جواب دے دیا، وہ یقیناً بہت دور اندیش اور اپنے ساتھیوں سے کہیں زیادہ ہوشیار تھا۔

"میں تمھاری جسارت کو عزت کی نظروں سے دیکھتا ہوں لیکن تم سمورا اور اس کے ساتھیوں کی جسارت کو کیا نام دو گے؟"

"مقدس اور ریگا زندگی اور موت کا ضامن ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سمورا اور اس کے غدار ساتھیوں کی موت اسی انداز میں رقم کر دی گئی ہو گی۔" بوگا نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے کہ خود میری موت بھی اسی انداز میں واقع ہو لیکن ہم قسمت کے لکھے کو نہیں مٹا سکتے۔"

"مجھے تمھاری صاف گوئی متاثر کر رہی ہے۔" میں نے اسے شیشے میں اتارنے کی کوشش کی لیکن اپنے لہجے میں کوئی نرمی کوئی لچک نہیں آنے دی۔ "تمھیں میرے ساتھ بحیثیت لورڈینا قبیلے کے سردار کے ایک عہد کرنا ہو گا۔"

"بوگا ہر عہد کے لیے تیار ہے۔" اس نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"تم یہاں سے واپسی پر قبیلے کے لوگوں کو بتاؤ گے کہ سمورا اور اس کے بدبخت ساتھیوں کی موت کن حالات میں واقع ہوئی۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"آئندہ سے جو کشتی دیوتاؤں کے لیے نذرانے اور چڑھاوے لے کر بھوری پہاڑی کی جانب آئے گی اس میں دو سے زیادہ افراد موجود نہیں ہوں گے اور دو میں سے ایک تم ہو گے۔" کیلاش نے دوسری شرط پیش کر دی۔

"بوگا کو یہ بھی منظور ہے سمندری دیوتا!"

"ساوری بدستور ہمارے ساتھ رہے گی اور اسے مسیحی طور طریقے اختیار کرنے کی مکمل آزادی ہو گی۔" جیکب بولا۔

"میں تمھارے مذہبی خیالات کی قدر کرتا ہوں مقدس اور بزرگ بھونیو!"

"بھونیو نہیں۔" جیکب جھلا گیا۔ "تم اور تمھارے ساتھی مجھے صرف فادر جیکب کہہ کر مخاطب کر سکتے ہیں۔"

"اگر بوگا سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے فادر جیکب! تو وہ اس کے لیے معافی کا خواستگار ہے لیکن مجھے تمھارا یہی

نام بتایا گیا تھا۔"

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔"

"مجھے افسوس ہے فادر جیکب! بوگا نے نہایت صاف گوئی سے کہا۔ "ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق راہِ عمل کا انتخاب کرے، البتہ میں نے یہ درخواست پہلے بھی پیش کی تھی کہ تم میرے قبیلے کے لوگوں کو مذہبی اعتبار سے اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش نہیں کرو گے۔"

"کیوں؟ کیا تمھارا خیال ہے کہ اندھیروں اور تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی سمت جانا گناہ ہے۔" جیکب نے جرح کی تو بوگا کے تیور بدلنے لگے، حالات نے اسے ہمارے سامنے سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا تھا لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کی بنیادوں پر ہمارے ساتھ کوئی سودا کرنے کو تیار نہیں۔

"ٹھیک ہے۔" کیلاش نے بوگا کی ہچکچاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے میری مشکل آسان کر دی۔ "ہم تمھارے معاملات میں اس وقت تک کوئی دخل نہیں دیں گے جب تک تم ہم سے کیے ہوئے عہد پہ قائم رہو گے۔"

"بوگا مرد ہے سمندری دیوتا! وہ بدعہدی پہ موت کو ترجیح دینے کا قائل ہے۔" بوگا نے سینہ تان کر ٹھوس آواز میں جواب دیا پھر اس نے تیزی سے اپنے نیزے کی انی اپنے الٹے ہاتھ کی کلائی میں مار کر علیحدہ کی تو خون کی دھار بہنے لگی قبل اس کے ہم اس حرکت کا مقصد دریافت کرتے بوگا نے خود ہی اس بات کی وضاحت کی کہ وہ اپنے عہد پہ قائم رہے گا۔"

پھر وہ عہد و پیمان کر کے واپس لوٹ گئے، ساوری بے انتہا خوش تھی کہ بوگا نے اس کی شخصی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ جیکب اس بات پر بری طرح تلملا رہا تھا کہ کیلاش نے اس کے اور بوگا کے درمیان مذہبی بحث میں دخل اندازی کیوں کی۔ اور کیلاش کی نگاہیں بدستور مجھ سے شاکی نظر آ رہی تھیں، میں ساوری اور جیکب کی موجودگی میں زبان کھولنے سے قاصر تھا چنانچہ میں نے تجویز پیش کی کہ نذرانے اور چڑھاووں کو کھلے آسمان کے نیچے سے ہٹا کر غار کے دہانے کے اندر پہنچا دیا جائے تاکہ وہ محفوظ رہ سکیں ــــ جیکب نے کیلاش کی جانب گھورتے ہوئے آگے بڑھ کر ایک ٹوکری اٹھائی اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا غار کی سمت چل دیا۔ ساوری نے دوسرا تھیلا اٹھا لیا اور جیکب کے تعاقب میں قدم اٹھانے لگی، کیلاش آگے بڑھا تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میرے دوست! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے خفا ہو۔" میں نے بڑے خلوص سے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے بوگا کی ایک بات نے بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔" کیلاش نے بڑی خوب صورتی سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "اس نے کہا تھا کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق راہِ عمل اختیار کرے۔"

"کیلاش!" میں اس کے گہرے طنز پر تڑپ اٹھا۔ "مجھے غلط مت سمجھو۔ میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تم کو اپنا رازدار سمجھتا ہوں لیکن جیکب پر اس کی بچکانہ طبیعت کے پیشِ نظر بات واضح نہیں کی جا سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"میں تمھیں بتانا چاہتا تھا کہ تم نے اورڈ کے مجسمے کے چبوترے پر میری جس کیفیت کو بلڈ پریشر کا نام دیا تھا وہ غلط تھی اور میں نے جواب میں اپنی جس کیفیت کا اظہار کیا وہ بھی صریحاً جھوٹ تھا۔ مجھے جیکب کی موجودگی میں وہ سب کچھ مجبوراً کرنا پڑا۔" میں نے تیزی سے کہا پھر سیڑھیوں سے پھوٹنے والی مہک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے بولا۔ "ممکن ہے تم اسے میری دیوانگی کہو لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ اس چبوترے کے نیچے کوئی زمین دوز تہہ خانہ یا مقبرہ ضرور موجود ہے جہاں میری درخشاں میری راہ دیکھ رہی ہے۔" میں بولتا رہا۔ "شامی کی جنونی کیفیت میرے شبہے کی تصدیق کرتی ہے اور جیکب نے جواب میں میرے بڑبڑانے کی جو بات کہی تھی وہ بھی درست ہے۔ کیا تم ان سب باتوں کو محض اتفاق سے تعبیر کرو گے؟"

"ہو سکتا ہے کہ تمھارا اندازہ درست ہو اور مجسمے کے نیچے کوئی تہہ خانہ یا مقبرہ موجود ہو لیکن کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گے کہ تم نے رسیوں کی بندشوں سے خود کو کس طرح آزاد کیا تھا؟ جس لہجے میں تم نے سمورا کو مقابلے کے لیے للکارا اور اس کے ہولناک انجام کی پیش گوئی کی وہ سب کیا تھا؟ کیا تم ان سب باتوں کو محض اتفاق کہو گے؟"

کیلاش مجھ سے بازپرس اور شکایت کرنے میں حق بجانب تھا ایک لمحے کو میرے دل میں آئی کہ اسے سب کچھ بتا دوں لیکن پھر مجھے جینی کا خیال آ گیا، درخشاں کی روح نے بھی مجھ سے یہی درخواست کی تھی کہ میں ریک اور مجذوب سے حاصل کی ہوئی انگوٹھی کے راز کو کسی اور پر ظاہر نہ کروں، جیکسن نے بھی ان باتوں کو چھپانے کا اشارہ کیا تھا۔

"جیکسن۔" میرے ذہن میں جیکسن کا نام گونجا تو میں نے نہایت خوب صورتی سے ان تمام باتوں کو جیکسن کی ذات اور اس کی پراسرار روحوں سے منسوب کر دیا جن کی رازداری پہ

کیلاش کو مجھ سے شکایت لاحق ہوئی تھی، میں نے جینی کے قیمتی مشورے اور حالات کے پیشِ نظر کیلاش کو دیپک مجذوب کی انگشتری یا رقیقی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا، جیکسن کی شخصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا "یقین کرو میرے عزیز دوست ! وہ جیکسن کے تابع پُراسرار روحیں تھیں جنھوں نے مجھے رسیوں کی بندش سے آزاد کیا اور غالباً خواب میں بھی جیکسن ہی نے مجھ سے زمین دوز مقبرے کی باتیں کی ہوں گی جو بیدار ہونے پر مجھے یاد نہیں رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ بھی کسی بدروح کی کرشمہ سازی ہو جس نے ٹامی کو چبوترے کی آخری سیڑھیوں میں دل چسپی لینے پر اکسا دیا ہو۔ کیا تمھیں یاد نہیں، جیکسن نے اس سفر میں ٹامی کی ذات کو ہمارے لیے سب سے کار آمد قرار دیا تھا؟"

"اور دیوتا اورو کا وہ جان دار مجسمہ کیا تھا جس نے سموا اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا؟" کیلاش نے سوال کیا لیکن میں اس کے چہرے کے تاثرات سے اس بات کا اندازہ لگا رہا تھا کہ اس کے دل پر میری جانب سے جو غبار تھا وہ چھٹتا جا رہا تھا۔

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا میرے دوست لیکن قیاس ہے کہ جینی کی روح کے آسمان کی سمت پرواز کر جانے کے بعد اب جیکسن درپردہ ہماری مدد کر رہا ہے، اس نے بحری عقاب پر اپنے تابع روحوں کی مدد سے جو ناقابلِ یقین مظاہرے کیے تھے وہ بھی تمھارے علم میں ہیں، اپیا کے جزیرے پر اس نے جس خوب صورت انداز میں منگارو کے ڈھانچے کو حاصل کیا۔ وہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ جیکسن بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ میں تمھیں جیکسن کا وہ خط بھی دکھا چکا ہوں جس میں اس نے بحری عقاب کی تباہی کی پیش گوئی کی تھی۔ کیا اب تک سب کچھ اسی انداز میں پیش نہیں آرہا جس طرح جیکسن نے وقتاً فوقتاً ہمیں باور کرانے کی کوشش کی تھی؟"

"کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ بھوری پہاڑیوں کے گھنے جنگلات میں رہنے والے ان عمر رسیدہ جادوگروں میں سے کسی نے ہماری مدد کی ہو جنھوں نے جینی کو اپنی لازوال قوتوں سے نوازا تھا؟"

"ہوسکتا ہے۔" میں نے چونک کر کیلاش کے خیال کی تائید کرنے میں جس خوب صورت اداکاری کا مظاہرہ کیا اس نے ہمارے درمیان رہے سہے گلے شکوے بھی دور کر دیے۔

غار کے دہانے تک میرے اور کیلاش کے درمیان یہی باتیں ہوتی رہیں، جیکب بدستور منہ پھلائے ہوئے تھا، ساوی کھانے پینے کی چیزوں کو سمیٹنے سے رکھنے میں مصروف تھی، میں نے جیکب کو براہِ راست چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا لیکن کیلاش نے تھوڑی بہت تگ و دو کے بعد اسے بھی رام کر لیا۔ ویسے جیکب کی ایک شکایت بدستور قائم رہی کہ کیلاش نے اس کے اور بورگا کے مابین ہونے والی مذہبی بحث کے درمیان دخل اندازی کر کے اچھا نہیں کیا۔ مذہبی معاملات میں چونکہ وہ جنون کی حدوں سے بھی گزر جانے کا عادی تھا اس لیے کیلاش نے کوئی بحث مناسب نہیں سمجھی اور اپنی غلطی کو تسلیم کر کے معاملہ رفع دفع کر دیا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ہم نے دوبارہ غار کے اندر جانے کا پروگرام بنایا، کیلاش نے کچھ ضروری اوزار بھی ساتھ لیے تو جیکب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "اچھا کیا جو تم کدال اور ہتھوڑی بھی ساتھ لے لی۔ اورو کے مجسمے کو تباہ کرنے میں یہ چیزیں ہمارے لیے بے حد کار آمد ثابت ہوں گی۔"

"میں نے اسے ایک اور مقصد کے لیے بھی ضروری سمجھا ہے۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا "تم نے کوئی احمقانہ بات کی تو یہی کدال اور ہتھوڑی تمھارا سر پھوڑنے کے کام بھی آسکتی ہے۔ کیا خیال ہے؟"

"فضول باتوں پر اظہارِ خیال کرنا میرے نزدیک تضیعِ اوقات ہے اس لیے خاموش رہنا زیادہ پسند کروں گا۔" جیکب نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"سموا اور اس کے ساتھیوں کی ہولناک موت کے بارے میں تم کیا کہو گے؟ اگر اورو زندہ صورت میں سامنے آکر ہماری مدد نہ کرتا تو ہمارا انجام کیا ہوتا؟"

"خدا کی قسم، میں ان باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی گناہِ کبیرہ سمجھتا ہوں۔" جیکب نے جذباتی انداز اختیار کیا "وہ، جو کچھ ہماری نظروں نے دیکھا پُراسرار قوتوں کی شعبدہ بازی تھی۔ بحری عقاب پر بھی ہم ایسی بے ہودہ باتوں سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔"

"آئی سی، تمھارا اشارہ غالباً روپا کی طرف ہے۔"

"میں روپا اور تمھارے خیال دونوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔" جیکب نے نفرت کا اظہار کیا تو کیلاش نے بڑی... خوب صورتی سے باتوں کا رخ بدل دیا، جیکب کو اعتدال کی حالت میں لانے میں ہمیں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آتی تھی۔

سورج کی روشنی کے علاوہ ہمارے پاس ٹارچ —— اور سپرافن لیمپ بھی موجود تھے، اورو کا مجسمہ ہمیں دور ہی سے نظر آرہا تھا، قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ٹامی بدستور آخری

ی بنیاد سے پرسرپیکار ہے۔" میں نے کیلاش کی جانب
اٹھائیں، اس کی نگاہوں میں بھی تجسس جھلک رہا تھا
جمال! تم نے دیکھا کہ ٹامی اس وقت بھی اورو کے مجسمے
ادیں کھودنے میں مصروف ہے۔" جیکب نے سنجیدگی سے
یں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جانور شیطانی قوتوں
روحوں کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ تمھارے ٹامی
نیا اورو دیوتا کی اصلیت کا راز پا لیا ہے اس لیے میرا
ہے کہ اس مجسمے کو جتنی جلدی تباہ کر دیا جائے مناسب
"

ہم نے جیکب کے مشورے پر کوئی تنقید ضروری نہیں سمجھی۔
آخری سیڑھیوں پر پہنچنے کے بعد ٹامی نے ہمارا استقبال
وات میں کیا وہ بھی قابلِ غور تھا —————— وہ
توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا تھا جہاں کچھ خراشیں
بھی تھیں اور جہاں سے میں نے صندل اور گلاب کی مہک
یں کی تھی۔

میں نے کیلاش کے اشارے پر ٹامی کو ایک طرف ہٹا لیا۔
ش نے جھک کر اسی مقام پر چہرہ قریب کیا تو اس کی آنکھوں
تجسس اور گہرا ہو گیا، دوسرے ہی لمحے وہ سیڑھی پر لیٹ کر
ہوڑی سے اس جگہ کو آہستہ آہستہ ٹھونکنے لگا۔

"کیا اس طرح تم اس بے جان پتھر کے مجسمے کو بیدار کرنے کی
شش کر رہے ہو؟" جیکب نے کہا لیکن پھر وہ بھی یک لخت سنجیدہ
گیا اور اس گول سوراخ کو جھک کر دیکھنے لگا جو پلاسٹر اور
ا جھڑنے سے آہستہ آہستہ نمودار ہو رہا تھا۔

کیلاش نے اپنی جدوجہد تیز کر دی، میرے دل کی دھڑکنیں
ں بتدریج تیز ہوتی جا رہی تھیں، جیکب اکڑوں بیٹھا سب
حیرت سے دیکھ رہا تھا، ٹامی کی حالت بدستور ویسی ہی تھی
ر لگا کر وہ بار بار اسی سوراخ کی جانب لپکنے کی جدوجہد کر
انتھا۔

دو گھنٹے کی طویل کوششوں کے بعد کیلاش کو اپنے ارادے
ں کامیابی ہو گئی، وہ سوراخ جو ایک انچ کے قطر سے زیادہ
یں تھا پوری طرح صاف ہو گیا اور پھر صندل اور گلاب، عود و
عنبر کی ملی جلی تیز مہک ہماری قوتِ شامہ سے ٹکرانے لگی، جیکب
ا کچھ دیر پیشتر غیر سنجیدہ نظر آرہا تھا یک لخت سنجیدہ ہو کر ہمیں
وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

میری توجہ سیڑھی والے سوراخ پر مرکوز تھی جس سے خوشبو
کے بھبکے نکل رہے تھے، کیلاش نے سوراخ میں کدال ڈال کر
دیکھی اس کی گہرائی ڈیڑھ فٹ سے زیادہ تھی لیکن اندر گہری

تاریکی ہونے کے سبب کچھ نظر نہیں آرہا تھا، ٹامی پر اس خوشبو کو سونگھنے کے بعد جنونی کیفیت طاری ہو رہی تھی اس لیے مجھے مجبوراً اسے چبوترے کے اوپر لے جا کر مجسمے کے ساتھ باندھنا پڑا۔ میری اس حرکت پر اس نے زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ شاید وہ احتجاج کر رہا تھا یا پھر اپنی زبان میں مجھے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہم نے باری باری سوراخ سے آنکھ لگا کر دوسری جانب دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہ آسکا۔

"ہوسکتا ہے کہ اس مجسمے کے نیچے پرانے دور کا کوئی خزانہ دفن ہو۔" جیکب نے اپنی رائے کا اظہار کیا "قرونِ وسطیٰ کے اکابرین ایسی ہی محفوظ جگہوں پر اپنے خزانے پوشیدہ رکھتے تھے۔"

"اور کیا ان خزانوں پر خوشبو بھی چھڑک دیا کرتے تھے کہ لوگ آسانی سے ان کی طرف متوجہ ہو جائیں۔" کیلاش نے جیکب کو گھورا تو اسے بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا۔ پھر فوراً ہی اس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیلاش! کہیں یہ وہی زمین دوز مقبرہ تو نہیں جس کا ذکر جمال نے خواب میں کیا تھا؟"

"اب تم نے ایک ذہانت کی بات کی ہے۔"

"مگر اس سوراخ کا کیا مطلب ہے؟" جیکب نے بدستور سنجیدگی سے کہا "ٹامی کی اس جگہ سے خاص دل چسپی بھی خالی از علت نہیں ہوسکتی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس سوراخ کے اندر کوئی میکینزم ہو جو مقبرے کا راستہ دریافت کرنے کی خاطر موجود ہو لیکن ہمیں نظر نہ آرہا ہو۔"

جیکب کی بات سن کر نہ جانے کیوں میرے خون کی گردش تیز ہو گئی، میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کدال ہاتھوں میں پکڑ کر سوراخ میں ڈالا اور دائیں بائیں زور لگانے لگا پھر ایک بار جب میں نے اوپر کی جانب طاقت صرف کی تو ہم سب ہی حیرت سے اچھل پڑے، جیکب کا اندازہ درست ثابت ہوا، وہ پورا چبوترہ جس پر دیوتا اورو کا قد آدم مجسمہ نصب تھا پُرشور گھڑگھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ آگے کی جانب دائرے کی شکل میں تیزی سے سرکنے لگا، اگر ہم فوراً ہی اچھل کر ایک سمت نہ ہٹتے تو سیکڑوں ٹن وزنی پتھر کے نیچے آکر پس چکے ہوتے۔

ٹامی نے زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا اور ہم حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس راستے کو دیکھنے لگے جو چبوترہ سرکنے سے پیدا ہو رہا تھا۔

ہم بال بال بچے تھے، ایک لمحے کی دیر ہو جاتی تو اورو دیوتا کے مجسمے کا چبوترا ہمیں کسی چکی کی طرح پیس کر رکھ دیتا۔ ٹامی کے زور زور سے بھونکنے کی صدائے بازگشت دور دور تک گونجتی رہی، میں نے لپک کر اسے کھولا تو اس نے بھونکنا بند کر دیا جست لگا کر وہاں آگیا جہاں جیکب اور کیلاش تصویرِ حیرت بنے اس راستے کو دیکھ رہے تھے جو چبوترا سرکنے سے نمودار ہو رہا تھا۔

تقریباً دس منٹ تک وزنی پتھروں کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں غار میں گونجتی رہیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اورو کا طویل القامت مجسمہ نیم دائرے کی شکل میں گھوم کر ایک جانب ہو گیا اور اب ہمارے سامنے وہ سیڑھیاں موجود تھیں جو ہمیں کسی زمین دوز تہ خانے یا مقبرے تک پہنچا سکتی تھیں ـــ ٹامی جنونی انداز میں سیڑھیوں کی جانب جست لگانے کو تیار تھا لیکن میں نے اس کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے کو مضبوطی سے جکڑ لیا۔ بھینی بھینی تیز خوشبو اب ہمیں اپنے نتھنوں میں چبھتی محسوس ہو رہی تھی۔

کیلاش نے لیمپ کی روشنی سیڑھیوں پر ڈالی، ہر چند کہ ان سیڑھیوں پر گرد و غبار جمع تھا لیکن وہ ٹھوس پتھر کی بڑی بڑی سلوں کو کاٹ کر نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی تھیں اور اپنے معمار کی فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ کیلاش نے جھک کر گرد صاف کی تو معلوم ہوا کہ وہ سیڑھیاں بھی سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھیں لیکن ان کی سفید رنگت وقت کے ہاتھوں دھندلا گئی تھی۔

"یہ کیا حماقت کر رہے ہو؟" جیکب نے کیلاش کو جھکتے دیکھ کر تیزی سے کہا۔

"جمال!" کیلاش نے جیکب کی بات یکسر نظرانداز کرتے ہوئے مجھے مخاطب کیا "کیا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ گول زینے دس بارہ کی تعداد تک نظر آرہے ہیں لیکن اس کے آگے گھپ اندھیرا ہے۔ کیا خیال ہے؟ ہم بھگوان کا نام لے کر نیچے اترنا شروع کریں؟"

میں نے جھک کر کیلاش کی بات کی تصدیق کرنا چاہی تو پٹے پر ایک پل کو میری گرفت ڈھیلی پڑی اور ٹامی زور لگا کر میرے ہاتھوں سے نکل گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ سیڑھیوں پر نیچے کی جانب دوڑتا ہوا ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"ٹامی ـــ ٹامی!" میں نے کرخت آواز میں اسے پکارا لیکن اس نے میری آواز پر کوئی دھیان نہیں دیا۔

"خدا کی قسم ـــ اگر مجھے علم ہوتا کہ تم نے خواب کی حالت میں جو کہا ہے وہ درست ثابت ہو گا تو میں اپنی زبان بند ہی رکھتا۔" جیکب نے اپنے سینے پر انگلی سے صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خوفزدہ ہو؟" کیلاش نے پوچھا۔

"بات خوف یا دہشت کی نہیں ـــ لیکن میرے نزدیک کسی کے مقبرے میں یوں دندناتے ہوئے داخل ہونا کسی گھر میں نقب لگانے سے زیادہ بدتر گناہ ہے۔"

"ٹھیک ہے ـــ تم یہیں رک کر ہمارا انتظار کرو، میں اور کیلاش نیچے جارہے ہیں۔"

"عقل کے ناخن لو جمال! اگر زمین دوز مقبرے کی سیڑھیوں کا راستہ کسی ایک میکنزم سے نمودار ہو سکتا ہے تو اندر دوسرے میکنزم بھی ضرور ہوں گے ـــ ہماری ذرا سی غلطی یا جلد بازی ہمیں بھی اسی مقبرے میں زندہ دفن کر دینے کو کافی ہو گی۔"

جیکب کا خیال اپنی جگہ درست ہو سکتا تھا لیکن درخشاں کو پا لینے کے خیال نے مجھے دیوانہ کر دیا تھا۔ ٹامی کے حلق سے نکلنے والی خرخراہٹ کی آوازیں آنا بند ہو چکی تھیں میں نے ٹارچ کی روشنی میں پہلے زینے پر قدم رکھا تو جیکب نے میرا ہاتھ تھام لیا۔ وہ مجھے روکنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور تیزی سے زینے طے کرنے لگا ـــ مجھے اتنا ہوش کہاں تھا کہ زینوں کی تعداد گنتا مگر ایک زینے پر قدم رکھتے ہی میرے قدم یک لخت رک گئے۔

وہ روشنی جو اچانک نمودار ہوئی اتنی تیز تھی کہ ایک لمحے کو میری آنکھیں چندھیا گئیں پھر میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو مجھے یوں لگا جیسے قرونِ وسطیٰ کے کسی بزرگ کے مزار میں کھڑا ہوں میں حیرت سے آنکھیں پھاڑے ایک ایک شے کو دیکھ رہا تھا کہ جیکب کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی "مقدس باپ ہم پر اپنی برکتیں نازل کرے ـــ وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔"

میں نے جیکب کی آواز پر پلٹ کر دیکھا، مجھ سے دو سیڑھی اوپر کیلاش موجود تھا اور اس کے پیچھے جیکب کھڑا چھت کی سمت دیکھ رہا تھا جہاں اب باہر نکلنے کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا، حیرت سے میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اورو کے مجسمے کا وہ چبوترا جس نے پرشور آوازوں کے بعد ہمارے لیے زمین دوز مقبرے کی سیڑھیاں دریافت کی تھیں نہ جانے کب اس قدر خاموشی سے دوبارہ اپنی جگہ واپس آگیا کہ ہمیں ایک ذرا آہٹ تک نہ محسوس ہوئی، جیکب نے شاید اس خلا کو بند ہوتے دیکھ لیا تھا

"جمال! تم جس سیڑھی پر کھڑے ہو وہیں رکے رہو۔" کیلاش نے سنجیدگی سے مجھے ہدایت کی پھر انگلی کے اشارے سے سیڑھیوں کا شمار کرتے ہوئے بولا "اکیس ـــ تم اکیسویں سیڑھی پر کھڑے ہو جس کے نیچے یقیناً کوئی ایسا میکنزم موجود ہے جو یہاں کے حیرت انگیز برقی نظام کو کنٹرول کرتا ہے ـــ کیا تم نے اس سیڑھی پر قدم رکھتے وقت کوئی ہلکا سا دباؤ محسوس کیا تھا؟"

"مجھے یاد نہیں۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا ـــ تم ایک زینہ چڑھ کر دوبارہ [سی]ڑھی پر قدم رکھو، اگر میرا اندازہ درست ہوا تو روشنی کا [سلسلہ مع]طل ہو جائے گا اور اس عمل کو دہرانے سے مقبرہ دوبارہ [جگمگا ا]ٹھے گا۔"

میں نے کیلاش کے کہنے پر عمل کیا تو اس کا اندازہ سو فیصد [درس]ت ثابت ہوا، اکیسویں سیڑھی سے قدم اٹھا کر میں نے اس [پر دو]بارہ بوجھ ڈالا تو مقبرہ گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا لیکن [اس عم]ل کو دہرانے سے وہ جگہ پھر بقعۂ نور بن گئی۔

"تم نے یہاں کے خفیہ برقی نظام کے جس عمل کو دریافت [کیا] وہ یقیناً قابلِ تعریف ہے مگر یہاں سے باہر نکلنے کی کیا [صورت] ہو گی؟" جیکب نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب ہم ایک ساتھ ہیں تو پھر ڈر کس بات کا؟ جینا [مرنا س]اتھ ساتھ ہی ہو گا۔" کیلاش بے پروائی سے بولا۔

"کیا تمہارا خیال ہے کہ واپسی کے راستے کے لیے بھی [ک]وئی میکنزم موجود ہو گا؟"

"تم شاید بھول رہے ہو فادر جیکب! کہ نیچے اترنے سے پیشتر [تم] نے ہی مقبرے کے اندر میکنزم کی موجودگی کا خیال ظاہر [کی]ا تھا۔"

جیکب نے کوئی دوسرا سوال نہیں کیا۔ خاموشی سے ہونٹ [چبانے] لگا۔ میں نے پلٹ کر نیچے کی جانب نظر دوڑائی، وہ کمرہ جو [سیڑھ]یوں کے اختتام پر موجود تھا خاصہ وسیع و عریض نظر آرہا تھا [اس کی] دیواروں سے روشنی کی اتنی تیز شعاعیں پھوٹ رہی [تھیں] جیسے وہاں ہیرے جواہرات جڑے ہوں ہم نے قریب [جا کر] دیکھا تو دیواروں پر ایسا چمک دار رنگ نظر آیا جس کے اندر [سے سن]ہری شعاعیں نکل رہی تھیں۔ جیکب کا خیال تھا کہ وہ کوئی [چمک]یلی دھات ہے جسے نہایت مہارت سے دیواروں پر [چڑھا] دیا گیا تھا۔

کمرے میں کسی قسم کا کوئی ساز و سامان نہیں تھا۔ درمیان [میں پت]ھر کا ایک تخت نما چبوترا موجود تھا جس پر ایک معمر شخص [کسی]کسی لاش کی طرح لیٹا نظر آرہا تھا ـــ ہم نے ٹامی کی ایک [عجیب]کیفیت کے زیرِ اثر جو زمین دوز مقبرہ دریافت کیا وہ خود [ہمارے]لیے بھی طلسم ہوش رُبا کی داستان سے کم نہ تھا۔ میری [اس د]استانِ حیات کو پڑھنے والے ممکن ہے کہ ان باتوں پر [یقی]ن نہ کریں اور اسے زیبِ داستاں کے لیے خوب صورت [افسان]ہ آرائی گردانیں حقیقت یہ ہے کہ آج جب میں بھی پلٹ [کر ا]پنے ماضی میں جھانکتا ہوں تو سب کچھ ایک خواب سا لگتا ہے۔

ہم میں سے کسی نے اس تخت نما پتھر کے چبوترے کے قریب جانے میں عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دور کھڑے حالات کا جائزہ لیتے رہے ہم نے ایسی حیرت انگیز اور پرکشش لاش پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس کے جسم پر ایک کامدار ریشمی عبا موجود تھی، سر پر عجیب و غریب قسم کی ٹوپی نظر آرہی تھی جس پر بیش قیمت ہیرے اور موتی ٹنکے ہوئے تھے۔ اس کا قد سات فٹ سے کم نہیں تھا۔ سر اور داڑھی کے سفید بال جو روئی کے گالے کی طرح نرم دکھائی دیتے تھے اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔ ہم سکتے کے عالم میں اسے گھورتے رہے، اتنا نورانی اور پرکشش چہرہ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

"اگر یہ بھی کوئی مجسمہ ہے تو میں اسے سنگتراشی کا ایک ناقابلِ یقین شاہکار کہوں گا۔" کیلاش نے مہرِ سکوت توڑی۔

"بلاشبہ ـــ اس کے چہرے پر جو سنجیدگی اور سخت گیری نظر آرہی ہے وہ صرف دیوتاؤں کا حق ہے ـــ کہیں یہ قدس اور یگا کا مجسمہ تو نہیں؟" جیکب نے حیرت سے کہا "اور ونینا کے سرداروں نے ہمیں یہی بتایا تھا کہ قدس اور یگا شور و غل پسند نہیں کرتا ـــ شاید اسی لیے اس کے مجسمے کو زمین دوز مقبرے میں رکھا گیا ہے۔"

"اگر یہ اور یگا کا مجسمہ ہے تو اسے اس قدر قیمتی اور زرق برق پوشاک کی کیا ضرورت تھی؟" میں نے کیلاش کو سنجیدگی سے مخاطب کیا "غور سے اس کے چہرے، پیر اور ہاتھ کی انگلیوں پر نظر ڈالو، کیا یہ سب کچھ تمہیں پتھر سے تراشیدہ نظر آتی ہیں؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" کیلاش نے مجھے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ کوئی پتھر کا بے جان مجسمہ نہیں بلکہ کوئی حنوط شدہ ممی ہے جسے یہاں محفوظ کر دیا گیا ہے۔"

"ناممکن ـــ" جیکب بولا "میں نے ہزاروں حنوط شدہ ممیاں اور لاشیں دیکھی ہیں لیکن زندگی کی یہ علامتیں کہیں نظر نہیں آتیں۔"

"گویا تم بھی میرے خیال کی تصدیق کر رہے ہو؟"

"اگر تمہارا اندازہ درست ثابت ہوا تو میں اسے ایک معجزہ کہوں گا۔" کیلاش نے بدستور تخت کی سمت گھورتے ہوئے کہا "اس کے جسم پر جو لباس اور زر و جواہر نظر آرہے ہیں وہ ہزار سال پرانے دور سے تعلق رکھتے ہیں، اس قد و قامت کے لوگ بھی قرونِ وسطیٰ میں ہوا کرتے تھے۔"

پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا چبوترے کے قریب چلا گیا میں نے بھی اس کی تقلید کی لیکن جیکب اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔ چبوترے کے قریب پہنچ کر کیلاش کی آنکھیں فرطِ حیرت

سے کھلی کی کھلی رہ گئیں، میرے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہونے لگیں۔ پتھر کے تخت پر کوئی مجسمہ نہیں ایک انسانی جسم موجود تھا جس کی تصدیق کیلاش نے ڈرتے ڈرتے اس کا ہاتھ چھونے کے بعد کی۔

"جمال! واقعی تمہارا اندازہ درست ہے، یہ پتھر کا بت نہیں بلکہ کوئی انسان ہے اور ....!" کیلاش نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا، سر نیچے جھکا کر کچھ دیر تک ضروری معائنہ کرتا رہا پھر سکتے کے عالم میں بولا "مائی گاڈ...... مجھے اس میں زندگی کی علامتیں بھی نظر آ رہی ہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں حیرت سے اچھل پڑا "کیا تم مجھے بتانا چاہ رہے ہو کہ یہ ــــ یہ شخص زندہ ہے اور ہزاروں سال سے خوابیدہ کیفیتوں سے دوچار ہے۔"

کیلاش نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ شانے سے اپنا چرمی تھیلا اتار کر کھولا اور اس میں سے تھرمامیٹر نکال کر اس عمر رسیدہ جسم کی گردن پر رکھ دیا اور اپنی دستی گھڑی دیکھنے لگا۔

"یہ ــــ یہ تم کیا حماقت کر رہے ہو؟" جیکب نے ہمارے قریب آکر بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "یہ تھرمامیٹر کس مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ــــ کہیں تم لوگ دیوانے تو نہیں ہو گئے؟"

"کیلاش کا خیال ہے کہ یہ کوئی مجسمہ نہیں ــــ ایک زندہ انسان کا جسم ہے۔"

"زندہ انسان؟" جیکب نے مجھے غور سے گھورا پھر سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "مقدس باپ تم دونوں پر رحم کرے، میرا مشورہ مانو تو خاموشی سے لوٹ چلو ــــ مرے ہوؤں کو چھیڑنا ٹھیک نہیں ہوتا۔"

"چند لمحے انتظار کرو فادر جیکب!" میں نے سرگوشی کی۔ "یہ تھرمامیٹر کا پارہ ابھی ہمارے شبہات کی تصدیق کر دے گا۔"

"اور اگر واقعی یہ زندہ ثابت ہوا اور کیلاش کے چھیڑنے سے اٹھ بیٹھا تو ــــ تو کیا ہوگا؟"

"سب سے پہلے ہم اس مقبرے سے واپس نکلنے کا راستہ دریافت کریں گے ــــ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

جیکب نے کوئی جواب نہیں دیا، منہ ہی منہ میں کوئی دعا پڑھنے لگا۔ میں نے اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا ــــ پھر اس وقت ہماری حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب کیلاش نے تھرمامیٹر اٹھا کر اسے غور سے دیکھا اور ہمارے حوالے کر دیا۔ پارہ اٹھانوے ڈگری درجۂ حرارت ظاہر کر رہا تھا۔

"میرے خدا ــــ" میں نے سہمے ہوئے انداز میں کہا۔ "یہ تو ایک صحت مند آدمی کا ٹمپریچر معلوم ہوتا ہے۔"

"بھگوان کی قسم ــــ میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش ضرور کروں گا اور یہ تجربہ میری زندگی کا اہم ترین تجربہ ثابت ہوگا۔" کیلاش بے حد جذباتی آواز میں بولا "کاش میں اپنا سامان یا ایمرجنسی بیگ، ساتھ لایا ہوتا تو ایک لمحے کی دیر نہ کرتا۔"

"خدا کو شاید یہی منظور ہے کہ تم کو حماقتوں سے باز رکھا۔"

"کیوں؟" کیلاش نے جیکب کو گھورا۔ "کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں ہے؟"

"یقین ہونے کے باوجود میں تمہیں ان شیطانی چکروں سے دور رہنے کی تاکید کروں گا۔"

"شیطانی چکر سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"مقدس باپ ہم سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔" جیکب نے دعائے خیر کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "جمال نے خواب میں جس مقبرے کی بات کی تھی وہاں اس بزرگ کے بجائے درخشاں کو ہونا چاہیے تھا لیکن ....!"

"میرا ٹامی کہاں گیا؟" میں نے حیرت سے چونکتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا، ٹامی کو میں نے اپنی نظروں سے نیم مقبرے کی سیڑھیوں کی جانب جست لگاتے دیکھا تھا لیکن اس وقت وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

"اب بھی وقت ہے میرے دوست!" جیکب خوف زدہ آواز میں بولا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو یہاں سے بھاگ نکلو ورنہ ایک ایک کر کے ہم بھی خبیث بلاؤں کا شکار ہو جائیں گے۔"

اس روز ہم نے پہلی بار جیکب کو اس قدر خوف زدہ دیکھا۔ خبیث بلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے وہ پوری جان سے کانپ رہا تھا۔ پھر قبل اس کے کہ ہم اسے کچھ سمجھاتے وہ پلٹ کر اوپر جانے والے زینوں کی سمت لپکا اور سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ اکیسویں سیڑھی پر اس کے قدموں کا بوجھ پڑا تو پورا مقبرہ گھپ اندھیرے میں ڈوب گیا۔

میں نے اور کیلاش نے اپنی اپنی ٹارچ روشن کر لی۔ ٹارچ کی روشنی کا دائرہ سیڑھیوں سے گزرتا ہوا چھت تک پہنچا تو ہم ششدر رہ گئے۔ ادروکے مجسمے کا چبوترا کھلا نظر آ رہا تھا اور جیکب مقبرے سے باہر نکل چکا تھا۔

"مجھے یقین تھا کہ اکیسواں زینہ ہی بیک وقت مقبرے کی روشنی اور نکاسی کے راستے کا خفیہ میکنزم ثابت ہوگا۔" کیلاش نے کہا۔ "روشنی کا عمل ظہور میں آتے ہی مقبرے کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور تاریکی پھیلتے ہی چبوترے والا راستہ کھل جاتا ہے۔"

کیلاش کا اندازہ اس بار بھی درست ہوا لیکن میں...

...کوئی تعریف نہیں کی۔ میرا ذہن اپنے ٹامی میں الجھا ہوا تھا اور درخشاں کا تصور میری بے چینی میں اضافہ کر رہا تھا۔

❁

اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس مقبرے سے باہر نہ آتا جہاں میرا ٹامی گم ہوا تھا وہ یقیناً کوئی طلسم خانہ تھا جس نے میرے ہوش و حواس معطل کر دیے، پھر جیکب نے جس دہشت زدہ لہجے میں خبیث بلاؤں کا نام لے کر واپسی کے زینے کی سمت دوڑنا شروع کیا تھا اس نے میرے ہاتھ پاؤں بھی پھلا دیے کیلاش کو مجبوراً میری تقلید کرنا پڑی تھی۔

میرا خیال تھا کہ جیکب نے وہ حرکت محض ہمیں خوف زدہ کرنے اور زمین دوز مقبرے سے دور رکھنے کے لیے کی ہوگی لیکن میرا قیاس درست نہیں تھا۔ ہم جب مقبرے سے نکل کر واپس غار کے دہانے پر پہنچے تو سادوری کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور جیکب کے لبوں سے بار بار یہی تکرار جاری تھی کہ "رحم مقدس باپ ــــ رحم ــــ خبیث بلائیں سب کو ــــ ایک ایک کر کے چٹ کر جائیں گی۔"

ہم اس کے سامنے موجود تھے لیکن اس نے ہماری سمت کوئی توجہ نہیں دی بلکہ دیوانوں کی طرح اپنی رٹ لگاتا رہا۔ مجھے جیکب کی حالت پر ترس آ گیا۔ اس وقت اس کی حالت قابلِ رحم ہی تھی۔ آنکھیں اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں، ہاتھ پاؤں میں تشنج اور ہونٹ عجیب انداز میں ایک جانب کھنچتے جا رہے تھے۔ یوں جیسے کوئی نادیدہ قوت اسے ایک ہی سمت سے جبڑا ہلانے کی کوشش کر رہی ہو۔

"کیا خیال ہے تمہارا؟" میں نے کیلاش کو مخاطب کیا۔ "کہیں یہ ہمیں مقبرے سے دور رکھنے کے لیے مسخرے پن کی اداکاری تو نہیں کر رہا؟"

"غلط خیال ہے تمہارا ــــ جیکب پر اس وقت جو کیفیت طاری ہے تم اسے مالی خولیا بھی کہہ سکتے ہو۔"

کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے جلدی جلدی ایک انجکشن تیار کیا، سادوری اس تمام عرصے میں ہمیں وضاحت طلب نظروں سے دیکھتی رہی، جیکب کی حالت نے اسے بھی بوکھلا دیا تھا ــــ انجکشن لگنے کے بعد جیکب پر غنودگی کا عمل طاری ہو گیا۔

"اسے آرام کی شدید ضرورت ہے۔" کیلاش نے اسے زمین پر لٹاتے ہوئے کہا۔ "اب خطرے کی بات نہیں، دو گھنٹے بعد جب ہوش میں آئے گا تو اس کی کیفیت نارمل ہونا چاہیے۔"

"ہونا چاہیے سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"میں نے ایک امکانی بات کہی ہے ــــ فوری طور پر نیند کا انجکشن دینے کا یہی مقصد ہے کہ جیکب کے ذہن پر جو جنونی کیفیت پوری شدت سے طاری تھی اس کا اثر زائل ہو جائے ــــ لیکن اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد بھی مریض وہی حرکتیں شروع کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں مریض کو اعتدال کی حالت میں واپس آنے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے۔"

میں نے جیکب کے چہرے پر نظر ڈالی، خواب کی حالت میں وہ بے حد معصوم نظر آ رہا تھا۔ ٹامی کی گمشدگی کا خیال سب سے پہلے مجھے آیا تھا مگر جیکب نے اس کو اپنے ذہن پر اتنی شدت سے محسوس کیا کہ اپنے اعصاب پر قابو نہ پا سکا اور جنونی کیفیت سے دوچار ہو گیا۔

"کیلاش!" میں نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ "اگر مقبرے کا خفیہ راستہ دوبارہ نہ کھلتا اور جیکب گھپ اندھیرے میں اسی برق رفتاری سے زینے طے کرتا رہتا تو اس کا انجام کیا ہوتا؟"

"خوف سے دوچار ہونے کی حالت میں اگر سر پر کوئی شدید چوٹ آ جاتی تو پھر یہ بھی ممکن تھا کہ جیکب اپنی یادداشت کھو بیٹھتا یا ہمیشہ کے لیے پاگل ہو جاتا۔" کیلاش نے نبض کی رفتار دیکھتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کا شکر ہے کہ نبض ٹھیک چل رہی ہے۔ دورانِ خون بھی بتدریج نارمل ہو رہا ہے۔"

سادوری کبھی میرا اور کبھی کیلاش کا منہ تکنے لگتی۔ وہ اس وقت جیکب کے سرہانے بیٹھی اس کے سر کو آہستہ آہستہ سہلا رہی تھی۔ چہرے پر تشویش ناک تاثرات نمایاں تھے اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس نے جیکب کو پیش آنے والے حادثے کو بڑی سنجیدگی سے دل پر محسوس کیا ہے۔

"یہ ــــ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟" اس نے کچھ دیر بعد کیلاش سے دریافت کیا۔ "کیا غار کے اندر کوئی زمین دوز...؟"

"ہاں ــــ" کیلاش کے بجائے میں نے جلدی سے کہا۔ "ہم نے ایک زمین دوز مقبرہ تلاش کر لیا ہے۔ فادر جیکب وہاں کے پُراسرار ماحول کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ــــ لیکن کوئی خطرے کی بات نہیں۔" میں نے سادوری کو تسلی دی۔

"اور اس وقت میں کہ جب تمہارے جیسی خوبصورت اور نیک دل خاتون فادر جیکب کی خدمت کر رہی ہے۔ اسے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔" کیلاش نے سادوری کو دلاسہ دینے کی کوشش کی۔

"وہ ــــ وہ ــــ ٹامی ــــ وہ کہاں گیا؟" سادوری نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تک غار کے اندرونی اسرار میں دلچسپی لے رہا ہوگا۔" کیلاش بے پروائی سے بولا۔

"کیا وہ مقبرہ ویران تھا — یا...!" ساوری اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر ہم دونوں کو گھورنے لگی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کی جگہ وحشت کے سہمے سہمے سائے منڈلانے لگے۔

"ساوری!" کیلاش نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے نرم آواز میں پوچھا "کیا جیکب نے یہاں آنے کے بعد تم سے کچھ کہا تھا؟"

"نہیں — بس ایک ہی رٹ لگا رکھی تھی کہ خبیث بلائیں سب کو ایک ایک کر کے چٹ کر جائیں گی۔"

"تم نے مقبرے کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا؟"

"کیا وہاں مقدس اوریگا تو نہیں سو رہا تھا؟"

"یہ — یہ خیال تمہارے ذہن میں کس طرح آیا؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے یہ بات بارہا سردار بوگا اور سمورا کی زبانی سنی ہے کہ بھوری پہاڑیوں کے غار میں دیوتاؤں کا دیوتا مقدس اوریگا محو خواب ہے اور وہ — وہ جو اس کی نیند میں خلل انداز ہوتا ہے اوریگا کی روح پلک جھپکتے میں اسے چٹ کر جاتی ہے۔"

"نہیں —" میں ٹامی کے خیال سے تقریباً چیخ اٹھا۔

"ہو سکتا ہے کہ بوگا اور سمورا نے محض قبیلے والوں کو بھوری پہاڑیوں سے دور رکھنے کی خاطر ایسی ہولناک کہانیاں گھڑ رکھی ہوں۔" ساوری نے بے ہوش جیکب کے معصوم چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "لیکن وہ باتیں اگر من گھڑت ہیں تو پھر فادر جیکب کن خبیث بلاؤں کا ذکر کر رہے تھے؟ کون کسے چٹ کر گیا؟"

"اطمینان رکھو — جو کچھ تم سوچ رہی ہو وہ محض تمہارا وہم اور ایک اتفاقیہ حادثہ ہے۔" کیلاش سنجیدگی سے بولا پھر اس نے میرے منع کرنے کے باوجود مقبرے کے بارے میں پوری تفصیل دہرا دی۔ صرف خفیہ راستے کے کھلنے اور بند ہونے کے عجیب و غریب طریقے کو حذف کر گیا۔

ساوری بے حد سنجیدگی سے آنکھیں پھاڑے کیلاش کو تکتی رہی پھر جب ٹامی کا ذکر آیا تو اس کے چہرے پر خوف کے سائے پھیل کر گہرے ہونے لگے، وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں کے درمیان پوری شدت سے بھنبھوڑ رہی تھی۔

"کیوں — کیا تمہیں یقین ہے کہ اوریگا کی روح ہمارے ٹامی کو سموچا ہڑپ کر گئی ہوگی؟" کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا "کیا تم ان فرسودہ باتوں پر یقین رکھتی ہو؟"

"تم کو حالات کا اندازہ نہیں ہے۔" ساوری جھرجھری لے کر بولی "اور وفینا قبیلے میں رہ کر میری نظروں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ دنیا کا کوئی سمجھ دار اور باشعور شخص تسلیم نہیں کرے گا لیکن میں نے وہ سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھا — بدبخت سوکارو کے کالے علم کو تم کیا نام دوگے اور کیا تم نے سفلی کے بارے میں کچھ نہیں پڑھا؟"

"میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہوں لیکن تم یقین کرو کہ وہ معمر شخص جو زمین دوز تہہ خانے میں محو خواب ہے کوئی دیوتا نہیں ہو سکتا۔"

"پھر — وہ کون ہوگا؟"

"کوئی بہت بڑا عالم اور سائنسداں۔"

"دیوتاؤں کی قوت کیا عالموں اور سائنسدانوں سے کم ہوتی ہے؟" ساوری نے معصومیت سے سوال کیا تو کیلاش لاجواب ہو گیا۔ میں کسی خاموش تماشائی کی طرح بظاہر کیلاش اور ساوری کی دلچسپ گفتگو سن رہا تھا لیکن میرا ذہن بدستور ٹامی میں الجھا ہوا تھا، وہ جس انداز میں اچانک غائب ہوا تھا، وہ حیرت انگیز تھا۔ مقبرے کی دیواروں کا جائزہ لیتے وقت میں نے وہاں دوسرے کمرے کے امکان پر بھی غور کیا تھا لیکن مجھے مایوسی ہوئی۔

رفیقی نے کہا تھا کہ میرا گوہر مقصود اسی غار کے اندر موجود ہے اور ٹامی میری رہبری کرے گا۔ میں نے ٹامی کے ذریعے وہ مقبرہ تلاش کر لیا جس کا ذکر رفیقی نے کیا تھا۔ حالات کی کڑیاں واقعات کے پیش نظر ایک دوسرے سے بڑی مربوط نظر آتی تھیں لیکن درمیان کی ایک کڑی یعنی میرا ٹامی غائب ہو گیا تھا — میں نے دل کو بہلانے کی خاطر ایک اور نتیجہ اخذ کیا — زمین دوز مقبرے میں ایک معمر اجنبی کی بو پا کر ممکن ہے واپس باہر نکل گیا ہو — ہم چونکہ جلدی میں تھے اس لیے شاید ٹامی کی واپسی پر غور نہ کر سکے ہوں لیکن دل کے اس بہلاوے میں بھی بہت سارے جھول موجود تھے — اگر ٹامی ہی کے ہاتھوں قسمت کو میری رہبری مقصود تھی تو پھر وہ غلطی کا مرتکب کیوں ہو گیا؟ درخشاں کے جسم کی مہک ٹامی کے لیے بڑی مانوس تھی — رفیقی کی پیش گوئی نے مجھے پیچھے والے آخری زینے میں ٹامی کی بڑھتی ہوئی دیوانگی کے سلسلے میں یہی غور کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ اسی چبوترے کے نیچے میری درخشاں موجود ہو گی — مقبرے کا خفیہ راستہ دریافت ہوتے ہی ٹامی جس جنونی انداز میں اس کی طرف لپکا وہ بھی میرے لیے نیا نہیں تھا۔

میری اس داستان کو پڑھنے والوں کو شاید یاد ہو کہ درخشاں ٹامی کو بہت عزیز رکھتی تھی اور ٹامی بھی جنون کی حد تک جاں نثار واقع ہوا تھا، درخشاں کی موت کے بعد جب میں نے اس کی آخری خواہش کے پیش نظر بحری سفر کا آغاز کیا، اس وقت میں نے اپنی جاگیر کے تمام معاملات دیوان جی کے سپرد کر دیے تھے۔ میں نے ٹامی کے سلسلے میں دیوان جی کو بطور

تاکید کی تھی کہ وہ اس کا خیال رکھیں، میں اسے بحری سفر ساتھ نہیں لانا چاہتا تھا لیکن گھر سے روانگی کے وقت زنجیر تڑا کر میرے قریب آگیا اور میں نے ٹامی کی وحشت کو کرتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

جس وقت ٹامی میرے ہاتھ سے پٹا چھڑا کر سیڑھیوں کی پہنچا تھا اس وقت بھی اس کی وحشت بالکل ویسی ہی تھی چنانچہ آگیا کہ اب رفیقی کی پیش گوئی پوری ہونے کا وقت آگیا ہے کے دوسری جانب میری درخشاں میری راہ تک رہی ں میں نے جو سوچا تھا وہ پورا نہیں ہوا اور ٹامی پراسرار غائب ہو گیا۔

جیکب نے میری زبان سے ٹامی کی گمشدگی کی خبر سن کر خوف ت میں جو کچھ کہا وہ ماحول اور حالات کے پیش نظر قابل درگزر سکتا تھا لیکن ساوری نے بھی جیکب کے خیال کی تائید کی الجھن بڑھ گئی۔ ٹامی کی جدائی کا تصور میرے لیے ناقابل ت تھا۔ جیکسن نے اسے بحری عقاب پر دیکھ کر ہمارا نجات دہندہ اور وفینا کے بدبخت جادوگر سوکارو نے بھی ٹامی کو اپنے سامنے رکھ کر اسے درمیان سے ہٹانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا مگر رہ ٹامی کو نگل گیا۔

"رفیقی —" میرے ذہن میں رفیقی کا نام گونجنے لگا۔ میں نے عالم تصور میں آواز دی تو اس کا ہیولا میرے سامنے لہرانے میری وحشت بڑھ گئی۔

"تم......"

"سیدی! اس نے مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا۔" میں ہوں کہ تم نے مجھے کس لیے یاد کیا ہے۔"

"تم نے کہا تھا کہ میرا ٹامی......"

"ہاں سیدی! وہ نجس جانور اس سائے تک پہنچ گیا جس میں تلاش تھی —"

"مجھے کسی سائے کی نہیں — اپنی درخشاں کی تلاش ہے۔"

"حقیقت جب نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو اسے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

"میں نے تم سے درخشاں کا پتا دریافت کیا تو تم ٹال ۔ اب میں تم سے اپنے ٹامی کا نشان دریافت کرتا ہوں۔" نے عالم تصور میں نظر آنے والے اس ہیولے کو مخاطب جو ہوا میں لہروں کی مانند بل کھا رہا تھا۔

"ایک ہی بات ہے۔" رفیقی نے جواب دیا "وہ نجس جانور منزل تک پہنچ گیا ہے۔"

"رفیقی!" میں ہاتھ ملتے ہوئے بولا "تم نے کہا تھا کہ مجذوب نے تمہیں میری نگرانی پر مامور کیا ہے۔"

"نہ کیا ہوتا سیدی! تو میں اس وقت تمہاری آواز پر کبھی حاضر نہ ہوتا۔"

"کیا فائدہ تمہارے آنے سے۔" میں جھلا گیا "مقبرے میں درخشاں کی نہیں کسی معمر انسان کی ممی رکھی ہے — لیکن وہ زندہ ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔"

"کون ہے وہ؟"

"مجھے افسوس ہے سیدی کہ میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔" اس کے لہجے میں حقارت تھی "یہ کام کالی اور ناپاک قوتوں کا ہے۔"

"جینی کا بیان تھا کہ یہاں گھنے جنگلات میں معمر اور طویل العمر

جادوگروں کا بسیرا ہے؟“ میں نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

”ہاں — اس نے غلط بیانی نہیں کی تھی۔“

”وہ — وہ مجھے نظر کیوں نہیں آتے — میں انھیں دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”کبھی اس انگشتری کو بھی چوم لیا کرو سیدی! جو تم نے خدا کے برگزیدہ بزرگ سے حاصل کی ہے حالانکہ تم اس کے اہل نہیں تھے۔“

”تم شاید مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو — مجھے ٹامی اور درخشاں کا پتا درکار ہے۔“ میرے لہجے میں کرختگی آگئی۔ رفیقی کی باتیں طیش دلا رہی تھیں، اس کے اشارے میری سمجھ سے باہر تھے۔

”میں مجبور ہوں سیدی! تم جو کام مجھ سے لینا چاہتے ہو وہ میرا نہیں — سیاہ اور گندی طاقتوں کا ہے۔“

”دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔“ میں برداشت نہ کر سکا تو بے اختیار چیخ اٹھا۔

رفیقی کا فضا میں لہروں کی طرح بل کھاتا ہوا سایہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا لیکن کیلاش اور ساوری میری آواز سن کر چونک اٹھے۔ شاید میں اپنی آواز اور اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔

”جمال!“ کیلاش نے مجھے سنجیدگی سے گھورا۔ ”تم کس سے مخاطب ہو؟“

”وہ — وہ —“ میں کیلاش کے سوال پر ایک لمحے کو گڑبڑا گیا پھر ہاتھ ملتے ہوئے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔ ”وہ — میرا اپنا وہم تھا جو مجھے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا — شاید میرا ہمزاد ہو — میں نے اسے بھگا دیا۔“

”تمھیں آرام کی ضرورت ہے جمال!“

”نہیں۔ میں بالکل نارمل ہوں۔“ میں نے کیلاش کو یقین دلایا میرے حلق میں کانٹے سے پڑ رہے تھے۔ میں نے تھوڑا پانی پیا تو میری وحشتوں میں کچھ کمی آگئی۔ ساوری میری کیفیت کا اندازہ لگا رہی تھی، میں نے پانی پی کر چٹان سے ٹیک لگائی تو اس نے دبی زبان میں کہا۔

”اور دفینا کا مذہبی رہنما ناما بھی یہی کہا کرتا تھا کہ مقدس اوریگا اپنے آرام میں کوئی مخل برداشت نہیں کرتا۔“

”مجھے یقین ہے کہ میں اسے بہت جلد زندہ انسانوں کی طرح ہوش میں لے آؤں گا۔“ کیلاش نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔

”تم! کس کی بات کر رہے ہو؟“ ساوری نے چونک کر دریافت کیا۔

”وہی جو اوروکے مجسمے کے نیچے محو خواب ہے، اوریگا کا نام دے رہی ہو۔“

”کیا — کیا تم نے جسے دیکھا ہے اس نے کامدار ریش پہن رکھی ہے۔ اس کے سر پر جو ٹوپی ہے اس میں بیش قیم اور موتی ٹنکے ہوئے ہیں؟“

”ہاں — ہاں۔“ کیلاش کا تجسس بڑھنے لگا میں بھی کے چہرے کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

”اور کیا — اس کی داڑھی اور سر کے بال بے حد دراز روئی کے گالے کی طرح سفید ہیں؟“

”بھگوان کی سوگند — تم جو حلیہ بتا رہی ہو وہ حرف درست ہے۔“

”لیکن تمھیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟“ میں نے تیزی پوچھا۔ ایک لمحے کو میرے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید ر نے چھپ کر ہمارا تعاقب کیا ہو اور مقبرے کے اندرونی حالا واقف ہو گئی ہو لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

”ایک بار — تم لوگوں کے جزیرے پر قدم رکھنے چار سال پیشتر کی بات ہے، جب سوکارو سے بڑے جادوگ نے اپنے جادو کے زور سے مقدس اوریگا کو دیکھ لیا تھا۔ نے اوریگا کی ایک تصویر بنائی، رمبا کا خیال تھا کہ قبیلے کا اور دوسرے لوگ اوریگا کی شکل تصویر کی صورت میں دیکھ کے بعد اس کی بڑائی کو تسلیم کر لیں گے لیکن...“ ساوری نے ہوئے کہا۔ ”اس کا انجام بڑا بھیانک ثابت ہوا۔ اس تصویر کے بعد سردار اور بڑے پجاریوں نے جو اندازہ لگایا وہ توقعات کے خلاف تھا۔ ان کا خیال تھا کہ رمبا نے مقدس کا مذاق اڑانے کی خاطر اس کی فرضی تصویر بنائی ہے اور پھر بڑے نے ناما کے حکم پر رمبا کو اوروکے قدموں میں ڈال کر نیزوں کا جسم چھلنی کر ڈالا — رمبا اپنی آخری ہچکی تک لوگوں کو یقین رہا کہ اس نے جو تصویر بنائی ہے وہ فرضی نہیں ہے۔“

”کیلاش — اب تم کیا کہو گے؟“

”ہو سکتا ہے رمبا کا خیال اپنی جگہ درست ہو لیکن ک جسم کا اتنی طویل مدت تک تر و تازہ رہنا سائنسی اعتبار سے مم

”میرے دوست! تم بار بار اس بات پر کیوں اصرار ہو کہ وہ ایک طویل مدت سے محو خواب ہے؟“

”کیا مطلب؟“ کیلاش نے مجھے حیرت سے دیکھا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ اس غار میں چلتا پھرتا رہا ہو اور ہم دیکھ کر...“

”نہیں —“ کیلاش نے تیزی سے میرے خیال کی

کر دی۔ ”تم نے شاید اس کے لباس اور اس گرد پر نظر نہیں ڈالی جو اس کے جسم پر موجود تھی۔“

”اگر وہ اوریگا ہی ہے تو لازوال قوتوں کا مالک بھی ہوگا کیا یہ ممکن نہیں کہ اس نے ہمیں محض فریب دینے کی خاطر...“

میں اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا، اچانک اتنی زور کا کڑاکا ہوا کہ بھوری پہاڑیوں کا پورا علاقہ لرز اٹھا۔ ابھی ہم سنبھل بھی نہ پائے تھے کہ غار کے اندر روشنی کا اتنا تیز جھماکا ہوا کہ ہم ششدر رہ گئے۔ ساوری چیخ مار کر کیلاش سے لپٹ گئی۔ اس کا پورا جسم خوف اور دہشت سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔

کیلاش اور میں ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے۔ ہم نے اس گرجدار آواز اور روشنی کے چمک کر غائب ہو جانے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا لیکن شاید کیلاش کے ذہن میں بھی ایک پل کو وہی خیال ابھرا تھا جو میں سوچ رہا تھا — مقدس اوریگا کی روح کو اپنے بارے میں ہماری رائے زنی پسند نہیں آئی اور وہ پُراسرار علامتیں اس کے غصے کا اظہار تھیں۔

ساوری کی حالت اس معصوم پرندے سے مختلف نہیں تھی جو شکاری کی گولی سے بال بال بچ گیا ہو۔ کیلاش اسے بہلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ چپ چاپ، خاموش اور سہمی بیٹھی رہی — ہم نے ساوری کے خیال سے مقبرے کے موضوع کو بدل دیا — کیلاش کا اندازہ درست نکلا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جیکب نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں، کچھ دیر تک وہ پلکیں جھپکاتا رہا پھر اس نے کیلاش کو مخاطب کیا۔

”ہم اس وقت کہاں ہیں؟“

”پریشان مت ہو۔ تمھارے جیسا ڈھیٹ آدمی اتنی آسانی سے پرلوک نہیں سدھار سکتا — فی الحال تم خود کو زندہ سمجھو۔“

”جمال! میں — میرا مطلب ہے کہ میں یہاں کیسے آ گیا؟“ جیکب نے میری سمت گھورتے ہوئے گہری سنجیدگی سے سوال کیا۔ ”کیا کچھ دیر پیشتر ہم زمین دوز مقبرے میں ..... ٹامی..... تمھارا ٹامی کہاں ہے؟“ جیکب سہمے ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”کیوں؟ تمھیں یہ ٹامی اتنی شدت سے کیوں یاد آ رہا ہے؟“ کیلاش نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ ”کیا تمھیں ٹامی کے ساتھ کوئی رشتے داری کرنا ہے؟“

”تم — تم نے کہا تھا کہ اسے ہوش میں لایا جا سکتا ہے۔“

”کسے؟ — ٹامی کو؟“

”مجھے ٹالنے کی کوشش مت کرو سرجن کیلاش! میں پوری طرح ہوش و حواس میں ہوں۔“ جیکب نے ناگوار لہجے میں کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا پھر ذہن پر زور دیتے ہوئے تھوڑے توقف سے بولا۔ ”مجھے یقین ہے کہ اس بوڑھے کی خبیث روح ٹامی کو.....“

اس بار جیکب بھی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا، وہ آواز اتنی شدید گھن گرج کی تھی کہ ساوری ایک بار پھر چیخ مار کر سمٹ کے دوہری ہو گئی۔ میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا۔ غار کے دہانے پہ چھجے کا ایک بڑا ٹکڑا پُرشور آواز سے ٹوٹ کر دہانے سے تھوڑے فاصلے پر گرا تھا۔ میرے دل میں پھر یہی خیال ابھرا کہ شاید بھوری پہاڑیوں پر بسنے والی نادیدہ قوتیں مقبرے میں سوتے ہوئے معمر شخص کے بارے میں کوئی غلط بات سننے کو تیار نہیں — اور ہمیں دہشت زدہ کر کے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

”یہ — یہ دھماکہ کیسا تھا؟“ جیکب نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

”روپا کی بے چین روح تمھیں دوبارہ ہوش میں دیکھ کر خوشی سے پٹاخے چھوڑ رہی ہے۔“ کیلاش نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

”کیا تم سنجیدگی سے میری بات کا جواب نہیں دے سکتے؟“

”سنجیدگی موت کا دوسرا نام ہے فادر جیکب! اور فی الحال میرا مرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔“

”میں — میں اس مقبرے کی بات کر رہا ہوں جہاں ٹامی“

”نہیں —“ کیلاش کے تیور یکلخت بدل گئے۔ جیکب کو گھورتے ہوئے اس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ ”تم اب اپنی گندی زبان سے دیوی دیوتاؤں کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرو گے — میں اپنے دھرم کے بارے میں کوئی غلط بات نہیں سنوں گا۔“

”کیلاش!“

”تم درمیان میں مت آؤ جمال! یہ میرا اور فادر جیکب کا مسئلہ ہے —“

میں نے کیلاش کو غور سے دیکھا پھر خاموشی اختیار کر لی۔ شاید وہ ایک وقت میں دو کام انجام دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیکب کو وقتی طور پر اصل موضوع سے دور رکھنا اور ان نادیدہ قوتوں کو بھی مطمئن کرنا جو مقبرے میں سوتے ہوئے معمر شخص کے بارے میں کوئی غلط بات سننے کو آمادہ نہیں تھیں۔

جیکب حیرت بھری نظروں سے کیلاش کو دیکھنے لگا۔ شاید اسے کیلاش سے اتنے تلخ جملوں کی توقع نہیں تھی۔ میں نے حالات کے پیش نظر مصلحتاً خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد ہم آرام کی غرض سے لیٹ

گئے۔ جیکب اور کیلاش کے درمیان اس وقت تک گفتگو کا سلسلہ دوبارہ نہیں شروع ہوا۔ ساوری کے چہرے سے بدستور خوف و دہشت کے تاثرات جھلک رہے تھے، کیلاش اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں کچھ دیر تک ان کی باتیں سنتا رہا پھر کروٹ بدل کر آنکھیں بند کرلیں، ذہن تھکا ہوا تھا اس لیے میں جلدی ہی سو گیا۔

وہ کوئی دور کی آواز تھی جو مجھے نیند سے بیدار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے کان کے نزدیک کوئی چیز سنگلاخ زمین پر سرسرا رہی ہے لیکن اس کی آواز بہت دور سے آرہی تھی۔ میں نے اپنی دہشت کو دور کرنے کی خاطر آنکھیں کھول دیں اور پھر ایک چیخ میرے حلق کے اندر رہی گھٹ کر رہ گئی۔

میں پھٹی پھٹی خوف زدہ نظروں سے اس سیاہ رنگ کے بچھو کو دیکھنے لگا جو جسامت میں کسی بڑے کچھوے کی مانند نظر آرہا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا بچھو پہلے کبھی نہیں دیکھا، وہ میرے قریب محض چند فٹ کے فاصلے پر رینگ رہا تھا۔ میری آنکھ کھلی تو وہ تیزی سے میری طرف پلٹا، حملہ کرنے کے انداز میں اپنا ڈنک فضا میں نیم دائرے کی صورت میں بلند کرکے میری جانب برق رفتاری سے بڑھا مگر یکلخت یوں رک گیا جیسے اس کی قوت بینائی اس کا ساتھ نہ دے رہی ہو — چند ثانیے وہ بے حس و حرکت رہا پھر اچانک اس نے پلٹ کر قلابازی کھائی اور پھر میری نگاہوں نے جو کچھ دیکھا اس نے میرے رہے سہے حواس بھی گم کر دیے۔

میں نے بزرگوں کی زبانی سنا تھا کہ سانپ جب ایک ہزار سال کی عمر پا لیتا ہے تو اپنی جون بدل سکتا ہے اور ایک قالب سے دوسرے قالب میں جانے کی طاقت پا لیتا ہے لیکن کسی بچھو کو جون بدلتے نہیں سنا تھا۔ میرا جسم سرتاپا کانپ اٹھا۔ میں خوف زدہ نظروں سے اس طویل القامت اور کریہہ الصورت شخص کو دیکھنے لگا جو میرے سامنے کھڑا مجھے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم کی رنگت گہرے بھورے رنگ کی تھی۔ اس کے بدن پر اگے ہوئے بڑے بڑے گھنیری بالوں نے ستر پوشی کر رکھی تھی۔ اس کے ہاتھ اس کے جسم کی مناسبت سے کچھ زیادہ ہی لمبے نظر آرہے تھے۔ ناخن بے حد غلیظ اور بڑے بڑے تھے، چہرے پر بڑے بڑے بالوں کی لٹیں جھول رہی تھیں آنکھوں کے حلقے کسی ویران غار کی مانند تھے اور پتلیوں کی جگہ آگ کے شعلے دہکتے نظر آرہے تھے — بے جا نہ ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ اس وقت میں دنیا کا آٹھواں، سب سے زیادہ بھیانک

اور پُراسرار عجوبہ دیکھ رہا تھا۔

مجھے اپنی رگوں میں دوڑتا ہوا خون منجمد ہوتا محسوس ہوا، دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھیں، چند ثانیے وہ عجیب و غریب مخلوق مجھے قہر آلود اور شعلہ بار نظروں سے گھورتی رہی پھر اس کے موٹے اور بھدے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور کسی پاگل ہاتھی کے چنگھاڑنے کی آواز سے ملتی جلتی ایک انسانی آواز میرے کان کے پردوں پہ کاری ضرب کی طرح لگی۔

"میرا نام سانگا ہے — سانگا، کے قہر و غضب سے بھوری پہاڑی کے سنگ ریزے بھی پناہ مانگتے ہیں۔"

"تم — مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" میں نے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

"تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے ہمارے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی ہے — ہم یہاں ہزاروں سال سے ارتکاز کیے ہوئے ہیں اور اپنی ریاضتوں میں مگن ہیں — تم نے اسے درہم برہم کرنے کی جسارت کی ہے۔" اس کا لہجہ کرخت ہوتا گیا۔ "تم نے ہمارے عظیم دیوتا اوریگا کی شان میں بے ہودگی کی ہے۔ اسے نیند سے بیدار کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہو۔"

"کیا — وہ معمر شخص......؟"

"ہاں — وہی ہمارا مقدس دیوتا ہے۔ اسی نے سانگا کو پراسرار علوم کی تعلیم دی ہے۔ ہم گھنے جنگلات کے باسی اسی کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے درمیان نہ ہوتا تو ہمارا وجود نہ جانے کب کا بھوری پہاڑیوں کے علاقے سمیت سمندر کی تہوں میں غرق ہو چکا ہوتا۔" وہ بولتا رہا — "اسی نے ہمیں دنیا کے تمام جادو سکھائے ہیں، دشمنوں سے داؤ پیچ کے گر بتائے ہیں — اور تم! ہمارے اسی مقدس دیوتا کو پریشان کرنے کی خاطر یہاں آگئے — سنو! جتنی جلدی ہو سکے اپنے منحوس ساتھیوں کو لے کر یہاں سے دفعان ہو جاؤ، تمہاری حقیقت ہمارے نزدیک زمین پر رینگنے والے حقیر اور کمزور کیڑوں سے زیادہ نہیں — سانگا چاہے تو اس کی پلکوں کی ایک جنبش ہولناک اور تباہ کن طوفان کو بیدار کر سکتی ہے — سوچو! اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہوگی؟"

میں اپنی جگہ سہما بیٹھا اس کی توہین آمیز باتیں سنتا رہا۔ معاً میرے ذہن میں وہ نام گونج اٹھے جنھوں نے مجھے بے پناہ اور لازوال قوتوں کا یقین دلایا تھا۔ مجھے اپنے جسم پر بزرگ کی انگوٹھی اور ربیک کا خیال آیا تو میری تھرتھراہٹ میں کمی آنا شروع ہوگئی۔ میرے کانوں میں رفیقی کا ایک جملہ صدائے بازگشت کی طرح گونجنے لگا "کبھی اس انگشتری کو بھی چوم لیا کرو سیدی....."

مجھے یکلخت ایسا لگا جیسے میرا خوف تیزی سے رفع ہو رہا ہو۔ میں نے انگوٹھی کو چوما تو میرے اندر کا انسان جاگ اٹھا۔

"سانگا!" میں نے اسے للکارتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میری حیثیت کا اندازہ لگانا پسند کرو گے؟"

"سمجھا۔" وہ مجھے حقارت سے گھورتے ہوئے مسکرایا۔ "تم شاید ربیک کے بل بوتے پر اچھل رہے ہو — مجھے یاد آیا، ایک بار حقیر بوگا ایک معصوم لڑکی کو ہمارے رحم و کرم پر لاکر یہاں پھینک گیا تھا۔ میں ان جادوگروں کے نام بھی جانتا ہوں جنھوں نے جینی کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا تھا اور اسے ربیک کا تحفہ دیا تھا۔ لیکن ربیک سانگا کے سامنے ایک حقیر پتھر سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا — تم اسے منہ میں رکھ کر دیکھو، سانگا کی نظریں تمھیں گھپ اندھیروں میں بھی تلاش کرلیں گی۔"

"میں تمھیں پہل کرنے کی دعوت دوں گا۔" میں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "بزدلوں پر وار کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

سانگا میرا جملہ سن کر آپے سے باہر ہوگیا۔ اس نے جھلا کر پیر زمین پر مارا تو بھوری پہاڑیاں زلزلے کے جھٹکوں کی مانند تھرتھرائیں میرے اوپر کوئی اثر نہ ہوا۔ یقیناً وہ مجذوب کی انگوٹھی کی کرامت تھی جس نے مجھے ہر خوف سے بے نیاز کر دیا تھا۔

"یہ کھیل تماشے ختم کرو سانگا۔" میں زہرخند سے بولا۔ "جو اوریگا نے تمھیں دشمنوں سے داؤ پیچ کرنے کے جو گر سکھائے ہیں وہ سارے کے سارے آزما ڈالو — جب تھک جاؤ تو مجھے مطلع کر دینا — پھر میں تمھیں بتاؤں گا کہ پلکوں کی جنبش کی قوت کیا ہوتی ہے۔"

وہ غضبناک ہوگیا، اس کے منہ سے جھاگ اٹھنے لگے چند لمحے وہ شعلہ بار نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک ہاتھ بلند کیا اور اسے میری جانب دراز کرنے لگا۔ اس کے نوکیلے ناخن نیزوں کی انی کے مانند میری سمت بڑھ رہے تھے۔ سانگا کی حقارت آمیز نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں اسے یقین تھا کہ وہ بہ آسانی مجھے اپنے آہنی پنجوں میں دبا کر سرمے کی طرح پیس ڈالے گا لیکن اچانک ایک شعلہ سا لپکا اور سانگا نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس کی آنکھوں میں شعلوں کی لپٹ شدت اختیار کر گئی، تیزی سے نظریں گھما کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا۔

اپنے غصے کے اظہار کے طور پر اس نے دوسرا ہاتھ بلند کرکے پوری قوت سے پیچھے پر مارا، چٹان کا وزنی حصہ ٹوٹ کر تیزی سے نیچے آگیا۔ اس کا ایک وار میرے اوپر خالی گیا، دوسرا وار کرنے سے پیشتر شاید وہ مجھے مرعوب کرنا چاہتا تھا، جو ہاتھ اس نے میری سمت بڑھایا تھا اسے وہ بار بار جھٹک رہا تھا، تکلیف کے احساس نے اس کے جنون کو اور ہوا دے دی، اس کی

وحشت آہستہ آہستہ جنون کا رنگ اختیار کرتی گئی نہ جانے وہ اپنے اردگرد کس شے کی تلاش میں تھا جو مجھ پر سے اس کی توجہ ہٹ گئی۔ اس کے حلق سے کان پھاڑ دینے والی خوف ناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

"تم — تم کہاں ہو؟" اچانک میری سمت پلٹ کر وہ پوری آواز سے چیخا۔ مجھے حیرت ہوئی۔ میں نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر ہٹنے کی کوشش نہیں کی تھی اس کی نگاہوں کے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا لیکن شاید انگشتری کی کرامت ہمارے درمیان پردہ بن کر حائل ہو چکی تھی۔ میں اس کے سامنے ہونے کے باوجود اس کی نظروں سے اوجھل تھا۔

"سانگا! غور سے دیکھو، میں تمھاری نظروں کے سامنے موجود ہوں۔" میں نے چیخ کر جواب دیا۔ "اپنی شیطانی قوتوں کو آواز دو۔ ان حربوں کو کیوں نہیں آزماتے جو تمھیں مقدس اوریگا نے سکھائے ہیں۔"

"نہیں — تم مکار ہو۔" سانگا دہاڑتے ہوئے بولا۔ "شاید تم نے ربیک کو منہ میں دبا لیا ہے لیکن میں تمھیں بہت جلد پیروں تلے روند ڈالوں گا۔"

وہ میری آواز کی سمت کا تعین کرکے دیوانوں کی طرح جھپٹا لیکن پھر کراہ کر رہ گیا۔ بلاشبہ ہمارے درمیان کوئی نادیدہ دیوار حائل تھی جو مجھے خونخوار سانگا کے جنون سے محفوظ کیے ہوئے تھی۔ وہ اسی پراسرار قوت سے ٹکرا کر کراہا تھا جو غیبی طور پر میری پشت پناہی کر رہی تھی۔ کچھ سوچ کر میں نے ایک وزنی پتھر اٹھا لیا اسے ہاتھوں پر تولا پھر خدا کا نام لے کر سانگا کی سمت اچھال دیا وہ پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے سینہ کوبی کر رہا تھا۔ برسوں کی ریاضت کو ناکام ہوتا دیکھ کر وہ جھنجلا گیا شاید اس کی قوتِ بینائی اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی جو میرے پھینکے ہوئے پتھر کو نہیں دیکھ سکا۔ جینی کی بدروح نے مجھے یقین دلایا تھا کہ اوریگا کی قوت بھی میرا بال بیکا نہیں کر سکے گی، اس نے غلط نہیں کہا تھا۔

میرا پھینکا ہوا پتھر سانگا کی پیشانی سے ٹکرایا تو وہ تڑپ کر بلبلانے لگا۔ خون فوارے کی صورت میں اس کے ماتھے سے ابل رہا تھا اس نے ایک بار پھر غضبناک انداز میں چاروں طرف دیکھا پھر کچھ سوچ کر اس نے خود کو زمین پر گرا دیا اور لوٹ لگا کر میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ اپنے مقابلے سے سانگا جیسے دیوزاد وحشی درندے کو فرار ہوتے دیکھ کر مجھے اپنی بے پناہ قوتوں کا یقین آنے لگا۔ میں نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور اس انگوٹھی کو بار بار عقیدت سے چومنے لگا جو میں نے مجذوب کی انگلی سے اتاری تھی۔

"جمال ! جمال ! ہوش میں آؤ" کیلاش کی آواز میرے کانوں میں گونجی تو میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"وہ ــــ وہ مردود کہاں گیا؟" میں نے کیلاش سے پوچھا۔

"وہ کون؟"

"سانگا جس نے مجھے مقابلے کے لیے للکارا تھا لیکن خبیث ڈر کر بھاگ گیا۔"

"جمال ! تم نے شاید سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہے۔" کیلاش بولا۔ "تم بار بار کس سانگا کو آواز دے رہے تھے اور اپنی انگلی کو چوم رہے تھے؟"

میں نے چونک کر دیکھا، سادری اور جیکب بھی بیدار ہو چکے تھے اور حیرت سے مجھے گھور رہے تھے۔ میں نے انگوٹھی والا ہاتھ جلدی سے ایک طرف کر لیا اور خالی خالی نظروں سے کیلاش کو دیکھنے لگا۔

"ثامی کی گمشدگی نے تمھارے دل و دماغ پر شاید بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔"

"ہاں ــــ غالباً تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" میں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور سانگا کے بارے میں سوچنے لگا۔ میرے ذہن میں رہ رہ کر ایک ہی سوال گونج رہا تھا ــــ کیا میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سچ مچ خواب ہی تھا؟

شام کے سائے پھیل کر طویل ہونے لگے تو میری بےچینیوں میں اضافہ ہو گیا۔ کوئی قوت تھی جو مجھے بار بار زمین دوز مقبرے کی سمت جانے پر اکسا رہی تھی جانے کیوں میرا دل رہ رہ کر مجھے یقین دلانے کی کوشش کرتا کہ وہی مقبرہ میری منزل ہے۔ وہیں مجھے اپنی گمشدہ مسرتوں کا سراغ ملے گا اور ثامی ــــ وہ درخشاں کو بعید عزیز تھا، اس کے اچانک غائب ہو جانے کی وجہ سے میری وحشتیں دوچند ہو گئی تھیں، اگر بدبخت سوکارو زندہ ہوتا تو میں ثامی کی گمشدگی کو اس کی خباثتوں کا نتیجہ سمجھتا لیکن وہ کار ڈوبا کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

میرے ذہن میں سانگا کا مکروہ چہرہ ابھرا، وہ انسان نہیں بلکہ دیوزاد لگتا تھا لیکن میں نے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا جینی کے حوالے سے مجھے اس بات کا یقین آ گیا کہ سانگا کا تعلق بھی طویل العمر جادوگروں کے اسی قبیلے سے ہوگا جو بھوری پہاڑی کے جنگلات میں آباد تھے اور وہ معمر شخص جو مقبرے کے اندر کامدار عبا پہنے محو خواب تھا شاید اوریگا ہی تھا جسے اس گمنام جزیرے کے وحشی لوگ اپنا ان داتا سمجھ کر اس کی پرستش کرتے تھے۔

میں چائے کا مگ ہاتھ میں لیے اپنے خیالوں میں گم تھا جیکب میرے سامنے بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا اس کے چہرے پر معصومیت کا نور پھیلا ہوا تھا۔ سادری کئی بار اس کو دزدیدہ نظروں سے دیکھ چکی تھی۔ کیلاش ایک چٹان سے ٹیک لگائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا، شاید اس کا ذہن بھی مقبرے کے اندر اس عجوبے میں الجھا ہوا تھا جو پتھر کے چبوترے پر نہ جانے کب سے محو خواب تھا۔ کیلاش کا خیال تھا کہ وہ زندہ ہے اور طویل نیند کی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس نے یہ بھی افسوس ظاہر کیا تھا کہ اگر اس وقت اس کے پاس میڈیکل ایمرجنسی بیگ ہوتا تو وہ اسے بیدار کرنے کی کوشش ضرور کرتا لیکن ثامی کے ذکر پر جیکب کی بوکھلاہٹ نے ہمارا تمام پلان چوپٹ کر دیا۔

میں نے چائے کا ایک گھونٹ لیا اور غار کے اندر پھیلتے ہوئے اندھیروں کو دیکھنے لگا پھر میرے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا، اگر کیلاش اوریگا کو نیند سے بیدار کرنے میں کامیاب ہو جائے تو وہ ثامی کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کر سکتا ہے اور کیا عجب کہ وہ درخشاں کے متعلق بھی سب کچھ جانتا ہو۔

"یقیناً ایسا ہی ہوگا۔" میرے دل نے گواہی دی۔ رفیقی نے مجھے یقین دلایا تھا کہ میں جس کی تلاش میں ہوں وہ انھی بھوری پہاڑیوں پر موجود ہے۔ ثامی نے رفیقی کی پیشگوئی کے مطابق ہمیں مقبرے تک پہنچا دیا۔ وہاں اس کا کام ختم ہو گیا اور اب مجھے میری منزل کا کھوج اوریگا سے مل سکتا تھا شاید اوریگا کی۔ پُراسرار قوتوں نے ثامی کو اسی وجہ سے ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا کہ ہم اسے بیدار کریں۔

میرا ذہن جمناسٹک کرتا رہا پھر میں نے اس خیال سے آنکھیں بند کر لیں کہ میرے دوست کہیں میری وحشتوں کا اندازہ لگا کر بیزاری کا اظہار نہ کر بیٹھیں اور تب میں نے محسوس کیا کہ جیکسن کا مانوس چہرہ میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اپیا کے مخصوص لوگوں کی طرح جیکسن نے بھی اپنے چہرے کو پُراسرار یا خوبصورت بنانے کے لیے مختلف رنگوں سے رنگ لیا تھا۔ اس کے سر پر ایک رنگین ٹوپی موجود تھی جس میں ریڈ انڈین قبائل کے انداز میں مردہ پرندوں کے بڑے بڑے پر لگے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے سیدھے کندھے پر ہنگارو کے سالخوردہ ڈھانچے کو بڑی عقیدت سے جما رکھا تھا اور میری طرف دیکھ کر عجیب معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"جیکسن ! ــــ یہ تم ہو؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے اسے مخاطب کیا۔

"ہاں میرے عزیز ! ــــ یہ خادم جیکسن ہے جو آپ کے روبرو موجود ہے۔"

"تم ــــ اتنے دنوں تک کہاں غائب رہے؟"

"آپ کے قریب قریب بھٹکتا رہا۔" اس کا جواب معنی خیز تھا۔

"کیا مطلب؟" میں نے وضاحت طلب کی۔

"ہاں میرے عزیز ! ــــ کچھ غیبی قوتوں نے آپ کے اطراف ایک دائرہ کھینچ دیا ہے۔ جب تک آپ مجھے آواز نہ دیں یا دل میں یاد نہ کریں میں اس دائرے کی لکیروں کے جال کو نہیں توڑ سکتا۔"

"اس وقت ــــ"

"آپ نے لاشعوری طور پر خادم کو یاد کیا تھا ــــ میں آ گیا۔"

"جیکسن !" میں نے جیکسن کے اندازِ تخاطب سے اپنی برتری کا اندازہ لگایا تو میرے لب و لہجے میں قدرے سختی آ گئی۔ "تم نے بحری عقاب پر ثامی کو ہمارا نجات دہندہ قرار دیا تھا لیکن وہ اچانک کہیں گم ہو گیا ہے؟"

"میں جانتا ہوں میرے عزیز ! آپ نے خادم کو اسی مقصد سے یاد کیا ہے۔"

میں نے اس بار جیکسن کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔ وہ جس دائرے اور اس کی الجھی ہوئی لکیروں کے جال کا ذکر کر رہا تھا وہ غالباً وہ حصار تھا جو رفیقی نے میرے اردگرد قائم کر رکھا ہوگا۔ میں سانگا کے مقابلے میں اپنی بے پناہ قوت کا ایک کرشمہ دیکھ چکا تھا اس لیے میں نے جیکسن کو محض وضاحت طلب نظروں سے گھورنے پر اکتفا کی۔

"ثامی گم نہیں ہوا میرے عزیز ! وہ جس کی تلاش میں بھٹک رہا تھا اس نے اسے پا لیا ہے۔"

"تم ــــ معموں میں باتیں کر رہے ہو جیکسن ــــ ! کھل کر بتاؤ۔ میرا ثامی کہاں ہے اور میری نگاہوں سے دور کیوں ہے؟"

"میرے عزیز ــــ آپ جیکسن کی باتوں کو شاید مذاق سمجھیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ کا ثامی آپ پر سبقت لے گیا۔" جیکسن نے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ اس وقت اس عزیزہ خاتون کے قریب موجود ہے جس کی تلاش میں آپ بھٹک رہے ہیں۔"

"کیا ــــ !" میں حیرت سے بولا۔ "کیا ثامی میری درخشاں کے پاس ہے ! ــــ لیکن ....."

"میں نے کہا تھا میرے عزیز ! کہ روحیں ایک خاص حد سے آگے بڑھنے کی جسارت نہیں کر سکتیں، مجھے صرف یہی بتایا گیا ہے کہ ثامی نے اپنی مالکن کا نشان پا لیا ہے۔"

"کیا ہنگارو کی مقدس روح بھی تمہاری رہنمائی نہیں کر سکتی؟"

میں نے بے چینی سے سوال کیا درخشاں کے تصور نے میرے اندر ہلچل پیدا کر دی

"ہنگارو کی روح عظیم ہے میرے عزیز ــــ !" اس نے ہڈیوں کے سالخوردہ ڈھانچے کو بڑی عقیدت سے چومتے ہوئے جواب دیا۔ "اس نے مجھے یہی بتایا ہے کہ ثامی محفوظ ہے اور آپ کو اپنی منزل کا پتا دریافت کرنے کی خاطر اس معمر شخص کو بیدار کرنا ہوگا جو مقبرے میں طویل نیند کی حالت سے دوچار ہے ــــ ممکن ہے آپ میری بات پر ہنس دیں مگر ہنگارو کی روح نے یہی بتایا ہے کہ وہ تقریباً چالیس سال سے اسی انداز میں محو خواب ہے۔"

"کیا وہ ــــ مقدس اوریگا ہے؟"

"بھوری پہاڑیوں پر جو جادوگر آباد ہیں انھوں نے اسے یہی نام دے رکھا ہے۔"

"حقیقت کیا ہے؟"

"حقیقت جاننے کے لیے آپ کو اسے بیدار کرنے کی زحمت اٹھانا پڑے گی میرے عزیز ! اور یہ کام سرجن کیلاش بہ آسانی کر سکتا ہے۔"

کیلاش کے نام پر میں نے آنکھ کھول دی۔ وہ میری نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور جیکسن ــــ شاید وہ میرے شعور کے بیدار ہوتے ہی رخصت ہو گیا تھا لیکن اس کی باتیں میرے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ میں نے مگ میں بچی ہوئی چائے کو ایک ہی گھونٹ میں حلق کے نیچے اتارا پھر کیلاش کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو؟"

"کہاں جانے کی بات کر رہے ہو؟" جیکب نے سوال کیا۔

"اسی زمین دوز مقبرے میں جہاں درخشاں میرا انتظار کر رہی ہے۔"

"جمال ! ــــ تم ــــ"

"نہیں جیکب نہیں ــــ اب تمہاری کوئی دلیل میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکتی۔" میں تیزی سے اٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا پھر میں نے اپنا ضروری سامان اٹھا لیا اور کیلاش کی طرف دیکھا۔ "تمہارا کیا فیصلہ ہے ــــ؟"

"مجھے یقین ہے کہ میں دنیا کے اس آٹھویں عجوبے کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" کیلاش مسکراتا ہوا اٹھا پھر اس نے بھی اپنا ساز و سامان اٹھا کر کاندھوں پر لادنا شروع کر دیا۔

"کیلاش ــــ تم ثامی کا انجام دیکھ چکے ہو۔" جیکب

نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔" کیا اس کے باوجود ــــــ"

"ہاں میرے دوست ــــــ" کیلاش نے بڑے پرسکون انداز میں جواب دیا۔" ہم جمال کے ساتھ ہی اس سفر پر نکلے تھے پھر اسے تنہا کیسے چھوڑ دیں؟"

"لیکن جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں ــــــ"

"تم کو اپنی زندگی عزیز ہے فادر جیکب تو میں تمہیں ساتھ چلنے پر مجبور نہیں کروں گا۔" میں نے قدرے خشک اور ناگوار لہجے میں تیزی سے کہا تو جیکب بھی تلملاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"میرے لیے ــــــ کیا حکم ہے؟" ساوری نے دریافت کیا۔ تنہا رہ جانے کے خیال نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔

"نہیں ــــــ" جیکب نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔" ہم ایک خاتون کو دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتے ــــــ تم یہیں رک کر ہمارا انتظار کرو ــــــ اگر مقدس باپ نے کرم کیا تو ہم دوبارہ ملیں گے۔"

ہم ٹارچ کی روشنی میں غار کے اندر داخل ہو گئے جیکب بیحد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں چونکہ اپنے خیالوں میں گم تھا اس لیے میں نے اسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی جیکسن مجھ سے سیکڑوں میل دور تھا لیکن اس کی پُراسرار قوتوں نے مجھے جس بات کا یقین دلایا تھا اس نے میری وحشتوں میں جہاں اس بات کی کمی کر دی کہ میں ٹامی کی طرف سے مطمئن ہو گیا وہاں میرے جنون میں اضافہ بھی کر دیا ــــــ مقبرے میں محوِ خواب معمر شخص وہ کلیدِ کامیابی تھا جس کے ذریعے میں اپنی درخشاں تک پہنچ سکتا تھا۔

"کیا بات ہے فادر جیکب ــــــ تم اس قدر چپ چاپ اور سنجیدہ کیوں ہو؟" کیلاش نے خاموشی سے اکتاتے ہوئے کہا۔

"مرنے سے پہلے اپنے عظیم رب سے اپنے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کی معافی مانگ رہا ہوں۔" جیکب نے تلملا کر جواب دیا۔

"گھبراؤ مت ــــــ مجھے یقین ہے کہ تم زندہ رہو گے۔"

"کسی خطرے کے وقت زندہ دلی کا ثبوت پیش کرنا یقیناً بہادری کی علامت ہے لیکن کیا تم کسی کی زندگی کی ضمانت دینے کا اختیار بھی رکھتے ہو؟"

"بات اگر صرف تمہارے حشر تک محدود رہتی تو شاید میں اتنے یقین سے کبھی نہ کہتا۔"

"میں سمجھا نہیں ــــــ"

"یاد کرنے کی کوشش کرو ــــــ کیا تم نے مقدس باپ کے نام پر ساوری سے دوبارہ ملنے کے امکانات کا اظہار نہیں کیا تھا؟"

"میں نے اس غریب کو محض دلاسہ دینے کی کوشش کی تھی۔"

"اور اب اسی غریب کی دعائیں تمہاری ننھی سی جان کی حفاظت کریں گی۔"

"کیلاش!" ــــــ جیکب نے احتجاج کیا تو کیلاش نے موضوع بدل دیا۔

اور دو کے مجسمے کے چبوترے پر پہنچ کر ہم نے خفیہ راستے کے لیے پھر وہی پرانا عمل دہرایا اور زمین دوز مقبرے میں اتر گئے ہمارے نیچے اترتے ہی مقبرے کا راستہ بند ہو گیا۔ اکیسویں زینے کا میکنزم مقبرے کو موثر کیے ہوئے تھا۔ کیلاش نے اپنا سامان فرش پر رکھ دیا، ایمرجنسی بیگ کھول کر ضروری دوائیں اور آلات نکالنے لگا۔ جیکب کے ہونٹ متحرک نظر آ رہے تھے شاید وہ ہم سب کے لیے دعائے خیر مانگ رہا تھا۔ میں سنجیدگی سے کیلاش کی جانب دیکھتا رہا۔ اس نے دو تین دواؤں کو ملا کر ایک بڑا انجکشن تیار کیا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔

"جمال! ــــــ تم اس شخص کی کلائی کو مضبوطی سے تھام لو تاکہ میں اسے انجکشن لگا سکوں۔"

"ایک بار پھر غور کر لو۔" جیکب نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "دیوتاؤں سے چھیڑ خانی اچھے نتائج نہیں برآمد کرے گی۔"

کیلاش نے پلٹ کر جیکب کو گھورا، غالباً وہ اس وقت سنجیدگی چاہتا تھا تاکہ پوری توجہ سے اپنا کام کر سکے میں نے جلدی سے معمر شخص کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ اس کا ہاتھ روئی کے گالے کی طرح نرم اور ملائم تھا۔ کیلاش نے نہایت چابکدستی اور مہارت سے ابھری ہوئی نس میں انجکشن کی سوئی ڈالی اور دوا کو آہستہ آہستہ شریانوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔

پانچ منٹ تک مقبرے میں موت کا سناٹا طاری رہا پھر کیلاش نے کہا۔

"اگر یہ دوا ہم اس کے دل میں براہ راست انجکٹ کرتے تو زیادہ اثر ہوتا ــــــ بہرحال، میرا خیال ہے کہ اسے بیس سے پچیس منٹ کے اندر اندر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور کرنی چاہیے۔"

"اگر یہ کوئی ناشائستہ حرکت کر بیٹھا تو ہمارا انجام کیا ہو گا؟"

ہم نے جیکب کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیلاش نے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈالی پھر کانوں سے آلہ لگا کر معمر شخص کے دل کی دھڑکنوں کا جائزہ لینے لگا۔ ایک لمحے کو اس کے چہرے پر تشویش کے اثرات نمایاں ہوئے تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ میں نے سختی سے اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔ معمر شخص میری منزل کے نشان کے لیے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ میں نے دل ہی دل میں اس کی زندگی کی دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ کیلاش نے جلدی سے جھک کر ایمرجنسی بیگ سے ایک گہرے نیلے رنگ کی شیشی نکالی پھر اس کی دوا روئی پر ڈالی اور روئی کے اس ٹکڑے کو معمر شخص کے ناک کے قریب رکھ دیا۔ جیکب حیرت سے آنکھیں پھاڑے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بدستور متحرک تھے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ اپنے سینے پر صلیب کا نشان بھی بنانے لگتا ــــــ کیلاش بار بار اپنی دستی گھڑی دیکھتا رہا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد روئی کا ٹکڑا ہٹا لیا گیا کیلاش نے دوبارہ آلہ کان سے لگا کر بوڑھے کے دل کی دھڑکنوں کا احوال معلوم کرنے کی کوشش کی پھر ایک منٹ بعد ہی میں نے کیلاش کے چہرے کو خوشی سے دمکتے دیکھا۔

"جمال" اس نے پلٹ کر مجھ سے کہا۔" بھگوان کی سوگند ــــــ اس کے دل کی دھڑکنیں بالکل کسی نارمل انسان کی طرح شروع ہو گئی ہیں اور اب یہ کسی لمحے بھی بیدار ہو سکتا ہے ــــــ"

"ربِ عظیم ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔" جیکب بلند آواز میں بولا

ہم سب کی نگاہیں معمر شخص پر مرکوز تھیں۔ گزرتے وقت کا ایک ایک پل ہماری بے چینی میں اضافہ کر رہا تھا پھر ہم چونک اٹھے۔ معمر شخص کے ہونٹوں کو جنبش ہو رہی تھی۔

"جمال ــــــ اب یہ ہوش میں آ رہا ہے۔" کیلاش نے مجھ سے سرگوشی کی پھر جیکب سے بولا۔" بھگوان کے لیے کچھ دیر کے لیے اپنی زبان پر قابو رکھنا۔"

کیلاش کی بات سن کر جیکب کے ہونٹوں کی حرکت اور تیز ہو گئی۔ میں پلکیں جھپکائے بغیر معمر شخص کو تکتا رہا پھر اس وقت اگر میں نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے نہ بھینچ لیا ہوتا تو خوشی سے میری چیخ نکل جاتی جب معمر آدمی نے آہستہ آہستہ پلکیں جھپکانے کے بعد یکدم اس طرح اپنی آنکھیں کھول دیں جیسے کوئی خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گیا ہو۔

چند لمحے وہ آنکھیں کھولے چھت کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا، یوں جیسے کوئی بھولی بسری یاد تازہ کر رہا ہو پھر اچانک وہ جوانوں کی طرح تیزی سے اٹھ کر چبوترے پر بیٹھ گیا۔ بظاہر وہ بےحد مسرور نظر آ رہا تھا لیکن ہم پر نظر پڑتے ہی اس کے لبوں سے مسکراہٹ کے نشانات مٹ گئے، وہ ہمیں حیرت اور درشتگی سے گھورنے لگا۔ شاید اسے وہاں ہماری موجودگی ناگوار گزری تھی۔

میں دروغ گوئی سے کام نہیں لوں گا۔ سانگا جیسے دیو زاد کو دیکھ کر مجھے اتنا خوف نہیں محسوس ہوا جتنا اس معمر شخص کو دیکھ کر ہوا۔ میں تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جیکب کے حلق سے بھی گھٹی گھٹی چیخ بلند ہونے لگی لیکن کیلاش نے ہماری بوکھلاہٹوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ جلدی سے تھرماس اٹھا کر اس نے گرم گرم چائے ایک پیالے میں نکالی اور بوڑھے کے آگے بڑھا دیا۔

وہ کیلاش کو کرخت نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے چائے کا پیالہ ہاتھ بڑھا کر لے لیا۔ ایک ثانیے کو اسے بغور دیکھتا رہا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں نمایاں ہو کر گہری ہوتی چلی گئیں ــــــ کچھ توقف کے بعد پیالے کو ہونٹوں سے لگا کر چکھا، چائے کا ذائقہ شاید اسے پسند آ گیا تھا۔ ایک ہی سانس میں اس نے پیالہ خالی کر کے کیلاش کو واپس

کردیا۔ نظریں گھما کر کھلے ہوئے ایمرجنسی بیگ اور دواؤں کو بغور دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس جگہ کا بغور جائزہ لیتا رہا جہاں انجکشن لگایا گیا تھا، اس کی خاموشی اور نگاہوں کا تجسس بتا رہا تھا کہ وہ حالات کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ہم خاموش کھڑے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتے رہے۔ خاصی دیر تک وہ گہری خاموشی سے دوچار رہا کبھی اپنے جسم کو دیکھتا کبھی ہمارے چہرے اور خاص طور پر لباس کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگتا اور کبھی خلا میں گھورنے لگتا پھر اس نے کیلاش کے گلے میں پڑے ہوئے آلے کو بہت غور اور دلچسپی سے دیکھا۔

" زاگورافرانکو ـــــ " وہ کسی نامعلوم زبان میں بولا۔ اس کا لب ولہجہ نہایت نرم، صاف اور شستہ تھا۔

" ہم تمہاری زبان نہیں سمجھ سکے بوڑھے دوست!" کیلاش نے اسے اشاروں کی مدد سے سمجھایا۔

" جم آگو ـــــ راسکو بیما ـــــ " اس نے غالباً کوئی دوسری زبان بولی۔

کیلاش نے دوسری بار بھی ہاتھ کے اشارے سے اپنی معذوری کا اظہار کیا، بوڑھے کو غالباً مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا، تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ مختلف زبانیں بولتا رہا پھر جب اس نے اورونینا کی مقامی زبان میں ہمیں مخاطب کیا تو ہمارے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

"میں سرجن ہوں ـــــ سرجن کیلاش "

" سرجن ـــــ ماہر فلکیات؟" اس نے وضاحت چاہی

" ڈاکٹر ـــــ ڈاکٹر سرجن " کیلاش نے سنجیدگی سے اسے اشاروں کے ذریعے بتایا۔

" اوہ ـــــ علم جراحی ـــــ " بوڑھا زیر لب مسکرایا

" یہ میرے ساتھی اور دوست ہیں " کیلاش نے باری باری ہمارا تعارف کرایا " نادر جیکب اور بیرسٹر جمال ـــــ "

" تم لوگوں سے مل کر خوشی ہوئی لیکن ـــــ " وہ ایک ثانیے کو رکا پھر کیلاش سے بولا " تم نے مجھے ہوش میں لانے کی خاطر جو طریقہ کار اختیار کیا وہ بہت دقیانوسی ہے "

" کیا میں اپنے معزز بزرگ دوست کا نام دریافت کر سکتا ہوں " کیلاش کے بجائے میں نے دریافت کیا۔

" میرا نام ـــــ " وہ مسکرا دیا۔ خلاؤں میں گھورتے ہوئے بولا " تم مجھے اوریگا کے نام سے مخاطب کر سکتے ہو "

" کیا مطلب ـــــ ؟" میں نے حیرت سے پوچھا " کیا تمہارا نام کچھ اور بھی ہے ـــــ ؟"

" ہاں۔ میرے بہت سے نام ہیں لیکن اس وقت میں جس جزیرے پر موجود ہوں وہاں کے لوگ مجھے اوریگا کے نام سے جانتے ہیں "

" میرے دوست ـــــ !" کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ " کیا میں نے تمہیں نیند سے بیدار کرنے کے لیے ـــــ غلط طریقہ اختیار کیا ہے؟" وہ تیزی سے مگر نرم آواز سے بولا " میں جانتا ہوں تمہاری سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے لیکن تمہارے ماہرین نے پرانے طریقوں کو یکسر فراموش کر کے غلطی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ عمارت جو اصل بنیاد پر کھڑی ہو زیادہ مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے لیکن تم لوگوں نے بنیاد پر غور کرنے کی زحمت نہیں اٹھائی اسی لیے قدرت کے نظام سے دور ہوتے جا رہے ہو " وہ بولتے بولتے خاموش ہوا پھر تھوڑے توقف کے بعد بڑی سنجیدگی سے کہا " تم نے ـــــ ہاں میرے دوست ـــــ سرجن ـــــ کے ـــــ لاش! تم نے مجھے جس طریقے سے بیدار کیا وہ کامیاب ضرور ثابت ہوا مگر یہ طریقہ کار چونکہ قدرتی نہیں تھا اس لیے میری زندگی کو پائیداری نہیں

بخش سکتا ـــــ ہو سکتا ہے میں دوبارہ پھر سو جاؤں یا شاید ـــــ " وہ کہتے کہتے رک گیا پھر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی نبض پڑھنے لگا۔

" مقدس بزرگ ـــــ " جیکب نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا " کیا یہ درست ہے کہ تم دیوتاؤں کے دیوتا ـــــ " اس نے تیزی سے ہاتھ بلند کر کے جیکب کو خاموش کر دیا۔ تیز نظروں سے اسے گھورتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔

" نادر جیکب ـــــ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ تم ایک ٹھوس انسان ہو اور اپنے مذہب پر ڈٹے رہنے کے عادی ہو لیکن یہ جان کر دکھ ہوا کہ اورونینا کی پُراسرار فضا نے تمہیں بھی بھٹکا دیا ہے "

ہمیں حیرت ہوئی کہ اوریگا کو جیکب کے بارے میں معلومات کہاں سے حاصل ہوئیں ابھی میں یہ سوال کرنے ہی والا تھا کہ اس نے تیز نظروں سے میری جانب دیکھا۔ مجھے ایسا لگا جیسے اس کی نگاہیں میرے وجود میں پیوست ہو رہی ہوں ایک لمحے بعد وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

" تم ـــــ بیرسس ـــــ لڑ ـــــ جم ـــــ آل! تم بھی عجیب و غریب ہو ـــــ وقت کے دھارے پر تنکے کی طرح بہے جا رہے ہو اور ـــــ "

" اور کیا ـــــ ؟" میں نے تیزی سے پوچھ لیا۔

" ایک خوبصورت تصویر اور ایک جانور کی محبت نے تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے ـــــ " وہ مجھے دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا " تم کون ہو! ـــــ تمہارے اندر کیا صلاحیتیں پوشیدہ ہیں؟ ـــــ کس قدر بے پناہ قوتیں تمہارے اندر پارے کی مانند تڑپ رہی ہیں مگر تم ان سے ناواقف ہو ـــــ نہیں، درمیان میں بولنے کی بری عادت سے پرہیز کرو ـــــ مجھے کہنے دو کہ وقت نے تمہیں اپنا غلام بنا لیا ہے ـــــ تم راستے سے بھٹک کر دور نکل آئے ہو ـــــ حالات نے فی الوقت تمہیں بہت بلند کر دیا ہے لیکن کل کیا ہو گا ـــــ ؟ نہیں ـــــ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں کل کی نہیں، آج کی فکر ہے ـــــ میں اوریگا تم کو بتا رہا ہوں کہ تم وقت کی باگ ڈور کو جس طرف چاہو موڑ سکتے ہو، پوری دنیا پر حکومت کر سکتے ہو ـــــ لیکن تمہاری قوت کے نشے کو دو آتشہ کرنے کے لیے ایک شخصیت اور بھی تمہارے ساتھ ہوگی ـــــ وہ ـــــ جسے تم نے پایا ـــــ کھو دیا ـــــ اور پھر اس کی تلاش میں بھٹک رہے ہو ـــــ تم اس حسین سائے کو کیا نام دو گے؟ ـــــ میں بتاتا ہوں ـــــ در ـــــ رخ ـــــ شاں، کیوں میرے عزیز دوست!

ـــــ کیا اوریگا کا علم غلط بول رہا ہے ـــــ ؟"

" نہیں ـــــ " میں نے جلدی سے کہا " تم ایک ایک لفظ درست کہہ رہے لیکن ـــــ "

" میں سمجھ گیا ـــــ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو " اس نے میری بات پھر کاٹ دی۔ بدستور میری نگاہوں میں نگاہیں ڈالے میرے ماضی، میرے حال اور میرے مستقبل کو کھلی کتاب کی مانند پڑھتا رہا ـــــ " وہ پہلے اس کا نام ـــــ کا.... جل.... تھا ـــــ پھر وہ درخشاں بن گئی ـــــ تمہارے دشمن تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کرتے رہے لیکن وقت ـــــ ہاں میرے دوست! وقت سے پہلے وہ تم کو زیر نہیں کر سکیں گے ـــــ تم نے بحری سفر کیا ـــــ دیوتاؤں کے روپ اختیار کیے ـــــ جیکسن نے روحوں کے ذریعے تمہارے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ـــــ اور ـــــ لیکن نہیں، میں جانتا ہوں کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو برملا نہیں کہی سکتیں ـــــ میں اکیلے میں تم کو تفصیل سے بتاؤں گا کہ اب تک تم کتنے نشیب و فراز سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہو ـــــ رازداری شرط ہے ـــــ کیوں ـــــ جم.... آل!"

جیکب اور کیلاش بھی اوریگا کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ وہ باری باری ان دونوں کے بارے میں بھی تفصیل سے بتاتا رہا اس نے غلط نہیں کہا تھا۔ اس کی نظریں اور اس کا علم ہماری پوری زندگیوں پر محیط تھا۔ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہماری زندگیوں کو کھلی کتاب کی مانند پڑھ رہا تھا۔ ہماری کرسی سے روانگی سے لے کر مقبرے تک پہنچنے کے تمام واقعات اس کے علم میں تھے، اسے یہ بھی معلوم تھا کہ میں نے کن باتوں کو ابھی تک اپنے ساتھیوں سے راز رکھا ہے۔

اسی لیے اس نے بھی ان باتوں کے سلسلے میں " رازداری شرط ہے " والا جملہ کہا تھا لیکن ایک چیز جو اسے الجھا رہی تھی لکڑی کی وہ انگشتری تھی جسے میں نے مجذوب سے حاصل کیا تھا۔

اوریگا کی نظریں بار بار میری انگوٹھی کی جانب اٹھ جاتیں پھر وہ گہری سوچ میں غرق ہو جاتا ـــــ اس کی نگاہوں کا تجسس بڑھنے لگا ـــــ یوں پیچ و تاب کھانے لگتا جیسے اس کے اور انگوٹھی کے درمیان کوئی دیوار حائل تھی جو اوریگا کے لیے بھی ناقابل عبور تھی ـــــ وہ بولتا رہا ہم سنتے رہے، وہ خاموش

ہوا تو میں نے تمہید کو بالائے طاق رکھ کر دریافت کیا۔

"اورنگا ـــــ میرے معزز دوست! کیا تم مجھے درخشاں کا پتا بتا سکتے ہو؟"

"میں جانتا ہوں ـــــ تم اسے مرتے دم تک فراموش نہیں کر سکتے ـــــ اس کی پرچھائیں کو بھی تم درخشاں کے نام سے پکارو گے اور وہی تمہاری قسمت کے ستاروں کو عروج کی بلندیوں تک پہنچا دے گی ـــــ میری رفاقت نے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے ـــــ وہ تمہارے لیے ایک خوبصورت اور انمول تحفہ ثابت ہوگی اور ـــــ"

"کیا میرا ٹامی بھی درخشاں کے پاس ہے ـــــ؟" میں نے بے چینی سے سوال کیا۔

"اوہ ـــــ سمجھا، جیکسن نے تمہیں یہاں تک بتا دیا مگر میں جانتا ہوں، وہ ابھی طفلِ مکتب ہے، ہنگارو کی روح اس مقبرے کے اندر نہیں داخل ہو سکتی ـــــ بہر حال، اس کا قیاس درست ہے ـــــ تمہارا ٹامی بھی محفوظ ہے ـــــ"

"وہ ـــــ وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"اتنی جلد بازی سے کام مت لو میرے نادان بچے!" اس نے پہلی بار مجھ سے اپنی شفقت کا اظہار کیا۔ "تمہاری امانت میرے پاس محفوظ ہے۔"

"مقدس اورنگا! کیا تمہیں علم تھا کہ ہم تمہیں طویل نیند سے بیدار کریں گے۔" کیلاش نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "میرے حساب میں ممکن ہے کہیں کوئی بھول رہ گیا ہو ـــــ سوتے وقت مجھے محض اس بات کا احساس ہوا تھا کہ ایک بار درمیان میں کوئی خلل ضرور واقع ہوگا لیکن یہ کہ تم مجھے بیدار کر دو گے، یہ بات میرے حساب میں نہیں آ سکی تھی۔"

"تمہارا کیا ارادہ تھا میرے دوست ـــــ میرا مطلب ہے کہ اگر ہم تمہیں بیدار نہ کرتے تو تم کب تک محوِ خواب رہتے؟"

"یہ باتیں مت دریافت کرو میرے عزیز! تم شاید میری بات پر اعتبار نہ کرو۔" وہ کیلاش سے مخاطب تھا۔

"تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے جو طریقہ ـــــ"

"ہاں ـــــ وہ درست نہیں تھا۔"

"کیا مرنا اور جینا تمہارے اختیار کی بات ہے؟" جیکب نے سوال کیا۔

"نہیں فادر جیکب ـــــ موت اور زندگی انسان کے اختیار کی بات نہیں البتہ ہم وقت کو ضرور قابو کر سکتے ہیں۔"

"میں ایک سوال اور دریافت کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں جانتا ہوں تم کیا پوچھو گے ـــــ" وہ مسکرا دیا۔ اس کے انداز سے بزرگی و دانشمندی جھلک رہی تھی۔ "تمہارا تعلق کس مذہب اور مکتبۂ فکر سے ہے؟"

"مذہب ـــــ" اورنگا یک لخت سنجیدہ ہو گیا، "مجھے معلوم ہے کہ تمہاری دنیا میں سیکڑوں مذہب موجود ہیں، ہزاروں انداز ہیں اس کی پرستش کے جس نے دنیا کو پیدا کیا لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہمارے سروں پہ آئے دن موت کے سائے تباہی و بربادی کی شکل میں کیوں منڈلاتے رہتے ہیں؟ ـــــ کیوں ہم ایک دوسرے کے اوپر بھوکے عقاب اور وحشی جنگلی درندوں کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں؟ ـــــ ہمارے درمیان آئے دن یہ ہنگامے اور فساد کیوں ہوتے ہیں؟ ـــــ کیا انسان کا خون جو اس کے جسم میں خدا کی امانت ہے محض آپس کی رنجش اور عداوتوں کی خاطر بہایا جاتا ہے؟ ـــــ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ـــــ صرف اس لیے کہ ہمارے اندر مذہبی جذبہ نہیں رہا ـــــ ہم جانوروں سے زیادہ بدتر ہو گئے ـــــ مذہب اور اصولوں کے نام پر ایک دوسرے کو موت سے ہمکنار کرنے کی تراکیب سوچتے رہتے ہیں ـــــ کیا تمہیں بوگا اور سمورا نہیں یاد ـــــ ان کے درمیان جو گہری دوستی تھی وہ دشمنی میں کیوں تبدیل ہو گئی؟ ـــــ صرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے

مگر ہوتا کیا ہوا ـــــ ہکالا شیطان کی صورت میں دونوں کے بیچ آ گیا اور دوسری جنگ ایک حسین دوشیزہ کے لیے لڑی گئی ـــــ ساوری کی خاطر، جو تمہارے ساتھ موجود ہے۔ ممکن ہے میں غلط کہہ رہا ہوں لیکن میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ جب تک ہمارے اندر اخوت، محبت اور بھائی چارے کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا ہماری ترقی ناممکن ہے۔ انسان کا خون ـــــ بلکہ یوں کہو کہ انسانیت کا خون اسی طرح بہتا رہے گا ـــــ کیوں فادر جیکب! کیا کوئی مذہب یہ سکھاتا ہے کہ دوسرے کے مذہب کو برا کہو؟ ـــــ نہیں نا ـــــ پھر آج جو یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے ـــــ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟"

اورنگا کسی فاضل مقرر کی طرح بولتا رہا، وہ علم اور ذہانت کا سمندر تھا، اگر کوئی اور وقت ہوتا تو میں اس سمندر سے کچھ موتی ضرور حاصل کرتا لیکن میرے ذہن پر بس ایک ہی دھن سوار تھی لہٰذا میں اس کی باتوں سے اکتا گیا، اس کی خفگی کا خیال نہ ہوتا تو شاید میں اس کی زبان پکڑنے کی جسارت بھی کر بیٹھتا اس لیے کہ وہ سب کچھ جاننے کے باوجود انجان بن رہا تھا ـــــ اگر اس کی نگاہیں دلوں کا بھید پڑھ سکتی تھیں، اس کی نگاہیں کائنات کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں اور وہ ماضی، حال، مستقبل کی باتیں جانتا تھا تو پھر اسے میری بے چینی کا اندازہ کیوں نہیں تھا؟

"مجھے تمہاری بے چینی کا اندازہ ہے۔" یک لخت اس نے مجھے مخاطب کیا تو میں حیرت سے اچھل پڑا۔ جو میں نے سوچا اس کی زبان پر آ گیا۔ میں نے شرمندگی کے اظہار کے طور پر کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے مہلت نہیں دی، میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ "یہی تو ہماری بنیادی غلطی ہے ـــــ ہم ایک دوسرے کے بارے میں برا سوچتے ہیں، برا کہتے ہیں اور جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو معافی تلافی شروع کر دیتے ہیں ـــــ کیا یہی تلافیٔ مافات ہے! ـــــ لیکن نہیں ـــــ تمہیں شاید ان باتوں سے کوئی غرض نہیں بلکہ تم اپنی درخشاں سے ملنا چاہتے ہو ـــــ"

"ہاں میرے بزرگ دوست۔" میں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ "اگر تمہارا علم اتنا ہی وسیع ہے تو تم میرے دل کا حال بھی ضرور جانتے ہو گے۔"

"میں جانتا ہوں۔" وہ شاہانہ انداز میں آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ قدم بڑھا کر چبوترے نما پتھر کی چوکی سے آگے بڑھا، میرے قریب آ کر بولا۔ "میں تمہیں، تمہاری درخشاں سے ملا دیتا ہوں لیکن دو شرائط پر۔"

"دو شرائط۔" میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"پہلی شرط یہ ہوگی کہ تم مجھے تفصیل سے اس لکڑی کی انگشتری کے بارے میں بتاؤ گے جو تمہاری انگلی میں پڑی ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ تم درخشاں سے پہلی ملاقات میں کوئی گفتگو نہیں کرو گے۔ بولو، کیا تمہیں میری شرائط منظور ہیں؟"

بوڑھے نے مجھے عجیب کشمکش و پیچ کی کیفیت سے دوچار کر دیا تھا۔ بزرگ کی انگوٹھی کے بارے میں مجھے مینی، جیکسن اور درخشاں نے بھی اشاروں کنایوں میں منع کیا تھا کہ میں اس کے بارے میں ہمیشہ اپنی زبان بند رکھوں اور اسے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی انگلی سے علیحدہ نہ کروں، ایسی حالت میں یہ کیسے ممکن تھا کہ میں اس مقدس راز کا اظہار کر دیتا اور درخشاں، یہ کیوں کر ممکن تھا کہ میں ایک مدت بعد اسے دیکھوں اور اس سے ہمکلام نہ ہوں۔ دونوں شرطیں میرے لیے ناقابل قبول تھیں۔ میں ابھی گو مگوں کی حالت سے دوچار تھا کہ اورنگا نے میرے خیالات پڑھ لیے۔ ٹھوس آواز میں بولا۔ "میں اپنی پہلی شرط واپس لیتا ہوں۔ لیکن دوسری شرط اپنی جگہ اٹل رہے گی۔"

"مقدس اورنگا،" میں نے بحث کرنا چاہی لیکن اس نے میرا جملہ کاٹ دیا۔

"نہیں۔ میں دوسری شرط کے اندر کوئی لچک کوئی رعایت نہیں کر سکتا اس لیے کہ... اگر تم نے درخشاں کے بیدار ہونے کے بعد اسے ہمکلام کرنے کی کوشش کی تو اس کے ذہن پر بوجھ پڑے گا اور ـــــ ہو سکتا ہے وہ اس ذہنی جھٹکے کی تاب نہ لا کر یا تو اپنی یادداشت کھو بیٹھے یا ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سو جائے۔ کیا تم یہ پسند کرو گے؟"

"نہیں۔" میں چیخ اٹھا۔ "مجھے تمہاری دوسری شرط منظور ہے۔"

اورنگا کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"اورنگا۔" کیلاش نے تجسس بھرے لہجے میں دریافت کیا۔ "کیا درخشاں بھی محوِ خواب ہے؟"

"کچھ دیر صبر کرو میرے عزیز! ابھی تم سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھ لو گے۔"

اورنگا نے چھت کی سمت ایک نگاہ ڈالی پھر آہستہ سے گھوم گیا، اس کا رخ دوبارہ اس چبوترے کی سمت ہو گیا جس پر کچھ دیر پیشتر وہ محوِ خواب تھا۔ چند لمحے وہ تیز نظروں سے اس پتھر کی چوکی کو دیکھتا رہا پھر ہم چونک اٹھے۔ چوکی اپنی جگہ سے ابھر کر ایک جانب سرک رہی تھی۔ ہم حیرت سے ایک اور زمین دوز راستے

کو فرش میں بیدار ہوتے دیکھتے رہے۔ جیکب نے ایک بار پھر انگلی سے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا' کیلاش بھی اس راستے کو دیکھ رہا تھا جو چوکی ہٹ جانے سے نمودار ہو گیا تھا۔ میرے دل کی دھڑکنیں شدید ہونے لگیں۔ درخشاں کا تصور مجھے بے چین کر رہا تھا۔

بوڑھے اوریگا نے ہمیں ہاتھ سے اشارہ کیا پھر آگے بڑھ کر اس خلا میں داخل ہو گیا۔ ہم اس کی پیروی کرتے رہے' نیچے جانے والی سیڑھیاں تاریک تھیں لیکن مقبرے کی روشنی ہماری رہنمائی کرنے کے لیے بہت کافی تھی۔ کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کے پیچھے سیڑھیاں طے کرتے رہے' اوریگا بڑی سست رفتاری کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"میرے خدا۔ کیا بھوری پہاڑیوں کے اندر اس قسم کے جدید تہ خانوں کا تصور باہر سے کیا جا سکتا ہے؟" جیکب نے کہا۔

"خاموش رہو۔" میں نے ہاتھ پکڑ کر سرگوشی کی۔ مجھے خدشہ تھا کہ اگر اوریگا کی توجہ پھر منذول ہو گئی تو درخشاں سے میری ملاقات کا عرصہ اور طول پکڑے گا جسے میں برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔

اوریگا آگے بڑھتا رہا۔ غالباً اس نے جیکب کی بات نہیں سنی تھی یا جان بوجھ کر اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ پھر ایک زینے پر قدم پڑتے ہی دوسرا زمین دوز مقبرہ بھی منور ہو گیا جو ہر اعتبار سے پہلے مقبرے سے ملتا جلتا تھا۔ کمرے میں روشنی ہوتے ہی مجھے یوں لگا جیسے اپنے قدموں پر زیادہ دیر نہیں کھڑا رہ سکوں گا۔ جیکب اور کیلاش کی کیا کیفیت تھی میں نے محسوس کرنے کی کوشش نہیں کی لیکن مجھے قوی یقین ہے کہ وہ منظر جو میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں اس نے میرے دونوں ساتھیوں کو انگشت بدنداں کر دیا ہو گا۔

دوسرے مقبرے کے بھی عین درمیان ایک پتھر کی چوکی موجود تھی جس پر ایک حسینہ محوِ خواب تھی۔ میں نے اسے غور سے دیکھا تو غش کھاتے کھاتے بچا' آنکھوں میں بجلیاں سی کوند اٹھیں۔ وہ ایسا ہی ملکوتی حسن تھا کہ آنکھیں خیرہ ہوئی جا رہی تھیں۔ دلکشی اور حسن و جمال کا وہ ایک ایسا مرقع تھا جس میں کائنات کا تمام تر حسن سمٹ آیا تھا۔

میں نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے مبادا کہ میرے حلق سے کوئی آواز نہ خارج ہو سکے اور مبہوت کھڑا اس پری جمال کو پرستش بھری نظروں سے گھورتا رہا۔ ساحرانہ حسن و جمال کی اس ملکہ کے بالکل سیاہ ریشمی بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے اور ان زلفوں کے درمیان اس کا چاند جیسا چہرہ دمک رہا تھا۔

اس کے حسن کو الفاظ کے سانچوں میں ڈھالنا میرے بس کی بات نہیں' یوں سمجھ لیجیے کہ دنیا جہان کی تمام رعنائیاں اس کے وجود میں سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ وہ ایسا شاہکار تھی جس کا تصور دنیا میں نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی خمدار گھنی پلکیں بند تھیں۔ گلاب پنکھڑیوں کی مانند تر و تازہ باریک لبوں پر بڑی دلآویز اور ملکوتی مسکراہٹ تھی جیسے وہ میری محویت پر لطف اندوز ہو رہی ہو۔ اس نے بھی سفید ریشمی عبا پہن رکھی تھی جس پر سونے کے تاروں سے کام کیا گیا تھا' گلے میں آبدار موتیوں کا ہار تھا جو سینے تک لٹکا ہوا تھا۔ نازک کمر کے گرد سونے' ہیرے اور جواہرات کا پٹکا... میں اس نازک اندام حسینہ کے حسن میں گم ہونے لگا۔ اس خوابیدہ حسن میں نہ جانے وہ کون سی ساحرانہ کشش تھی کہ روح کھنچی جا رہی تھی' وہ میری رگ و پے میں سمائی جا رہی تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے میں اسے ہمیشہ سے جانتا ہوں' ہمیشہ اسی سے پیار کرتا رہا ہوں' اسی کی پرستش پر ایمان رہا ہے۔ پھر میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو دل کی دھڑکنیں ایک لمحے کو تھم سی گئیں۔

وہ میری درخشاں تھی۔ ہو بہو ویسا ہی چہرہ اور سونے کا بالکل وہی انداز' جیسے ابھی ایک طویل انگڑائی لے کر آنکھیں کھول دے گی' درخشاں کے قرب کا احساس اور تہ خانے میں پھیلی ہوئی تیز مہک مجھے مدہوش کر رہی تھی' میں اسے والہانہ نظروں سے دیکھتا رہا' اس کے جسم' اس کے قد و قامت' اس کے ریشمی بالوں اور زلفوں پر میری نگاہ پھسلتی رہی اور پھر اچانک میری نظر چوکی کے سرہانے اٹھ گئی جہاں میرا ثانی موجود تھا۔ مجھے اس کی قسمت پر رشک آنے لگا' وہ درخشاں کے حصول میں مجھ پر سبقت لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"کیوں جم۔ آل!" اوریگا نے مجھے مخاطب کیا۔ "کیا تم اس حسینہ کو پہچانتے ہو؟"

"یہ میرے دل کی دھڑکن میری زندگی کا سب سے قیمتی اور انمول سرمایہ میری درخشاں ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر درخشاں کی جانب دیکھنے لگا۔ میں نے ایک طویل جدوجہد کے بعد اسے پایا تھا اس لیے ایک لمحے کو بھی اس کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"مجھے یقین تھا۔ تمہارا جواب یہی ہو گا۔"

"کیلاش!" جیکب کی سرگوشی میرے کانوں میں گونجی۔ "کہیں ہم کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہے ہیں؟"

"بھگوان کی قسم۔ میں آواگون کے عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ جو چہرہ میری نگاہوں کے سامنے موجود ہے درخشاں بھابی کے سوا کسی اور کا نہیں۔ ذرہ برابر بھی کوئی فرق نہیں سوائے لباس کے

ہر عجیب و غریب لگ رہا ہے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے لیکن کیا یہ سب کچھ ہماری نظروں ...ب نہیں ہو سکتا؟"

"مجھے بھی یہ سب کچھ خواب کی باتیں لگ رہی ہیں۔"

"یہ دنیا بھی ایک فریب ہی ہے میرے عزیز!" اوریگا ...د آواز میں جواب دیا۔ "ایک طلسم کدہ جس میں ہر بات ...د غریب لگتی ہے۔"

"یہ... یہ... میرا مطلب ہے کہ میں نے خود اپنے ...ے درخشاں بھابی کی موت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا تھا ...یب گواہ ہے کہ جمال نے اسے ہماری نظروں کے سامنے ...ک کیا تھا پھر" کیلاش ایک لمحے کو رکا' اس نے دوبارہ ...محوِ خواب نوخیز حسینہ کو ایک نظر غور سے دیکھتے ہوئے ...کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ..."

"وقت کی تیز رفتاری اور سائنس کی ترقی نے سب کچھ ...ا دیا ہے۔" اوریگا سپاٹ آواز میں بولا پھر میری انگوٹھی کو ...نے لگا۔ اس کی نگاہوں میں انگوٹھی کے سلسلے میں بار بار ...نے والا تجسس مجھے پریشان کر رہا تھا۔ چند لمحے وہ اپنے ...ں گم رہا' الجھتا رہا پھر بولا۔ "کیا تم یقین کرو گے کہ یہ خوابیدہ ...جو بظاہر زندہ نظر آتا ہے ایک طویل عرصے سے موت کی ...ں میں گم ہے۔"

"نہیں۔" میں چیخ اٹھا۔ "ایسا نہیں ہو سکتا۔ درخشاں نے ...ے دوبارہ ملنے کا عہد کیا تھا۔"

"عہد اور وعدوں کی بات اپنی جگہ ہے' میں ممکنات اور ...ں کے مسئلے پر بات کر رہا ہوں۔" اس نے سرد آواز میں جواب ...ر کیلاش سے بولا۔ "کیا تم اپنے علم کی روشنی میں اس کا معائنہ ...ند کرو گے؟"

سرجن کیلاش نے کچھ سوچ کر اثبات میں سر کو جنبش دی پھر ...ر کان میں لگا کر درخشاں کے اوپر جھک گیا' اس کے دل ...دھڑکنوں کو سننے کی کوشش کرنے لگا' میری بے چین نظریں ...ں پر جمی تھیں۔ میں اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا ...کچھ دیر تک وہ آلہ کان سے لگائے رہا پھر اس نے نبض ...اتھ رکھا اس کے بعد وہ اوریگا کی طرف پلٹا اور ٹھوس لہجے ...بولا۔

"میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔"

"کیلاش!" میں نے مٹھیاں بھینچ کر کیلاش کو وضاحت طلب ...ں سے دیکھا۔

"ہاں جمال! میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جسم جو ہمارے سامنے موجود ہے لہو کی حرارت' دل کی دھڑکن اور نبض کی رفتار سے یکسر محروم ہے۔"

میرا دل چاہا کہ کیلاش کا گریبان تھام کر اس کے لباس کو تار تار کر دوں' اس کا منہ نوچ لوں' اس کی زبان کاٹ ڈالوں جو میری درخشاں کو لاش بتا رہی تھی لیکن اسی وقت اوریگا کی ٹھوس اور گمبھیر آواز تہ خانے میں گونجی۔

"تم حبس دم کو کیا کہو گے جہاں جوگیوں اور پنڈت پجاریوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ جو خود کو کئی کئی ہفتوں کے لیے قبر میں دفن کرا لیتے ہیں اور دوبارہ زندہ باہر نکل آتے ہیں۔"

"وہ... وہ..." کیلاش ہکلا کر رہ گیا۔

"میں نے کہا تھا نا۔ یہ دنیا ایک طلسم کدہ ہے جہاں ہر سمت فریب ہی فریب ہے۔ جو چیز سمجھ سے بالاتر ہوا سے ہم شعبدہ بازی یا جادو کہتے ہیں۔"

"کیا یہ خاتون زندہ ہے؟" کیلاش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دریافت کیا۔

"تمہارے تجربے کے مطابق یہ ابدی نیند سو رہی ہے لیکن اب اسے غور سے دیکھو۔ میں اسے طویل نیند سے بیدار کرتا ہوں۔"

اوریگا قدم بڑھا کر چوکی کے قریب چلا گیا' اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اس طرح انہیں ہلانے لگا جیسے کوئی ماہر ہپناٹزم اپنے معمول کو ہدایتیں دے رہا ہو یا مسمریزم (MESMERISM) کر رہا ہو' ہم دم بخود کھڑے اوریگا کی حرکات کا جائزہ لیتے رہے۔ اس نے اپنا عمل شروع کرنے سے پیشتر ہمیں بڑی سختی سے تاکید کر دی تھی کہ ہم میں سے کوئی بھی کسی موقع پر زبان کھولنے یا منہ سے کوئی آواز نکالنے کی کوشش نہیں کرے گا ورنہ اس کے عمل میں پڑنے والا ایک معمولی سا خلل بھی درخشاں کی ہلاکت کا باعث بن سکتا تھا۔

جیکب کی حالت قابلِ دید تھی' اس کی نظریں درخشاں کے جسم پر مرکوز تھیں لیکن اس کے ہونٹ متحرک تھے۔ بار بار وہ انگلی سے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنانے لگتا۔ تاہم نے ابھی تک کوئی آواز نہیں نکالی تھی۔ مجھے اس بات پر بھی تعجب ہوا کہ ہمیں دیکھنے کے باوجود اس نے کوئی حرکت نہیں کی' اسی انداز میں چوکی کے سرہانے بیٹھا رہا۔

وقت جوں جوں گزرتا گیا ہمارے دلوں کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی رہیں پھر ہماری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ درخشاں کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا' اس کے اندر زندگی کی علامتیں پیدا

ہو رہی تھیں۔ اودریگا نے اپنا عمل جاری رکھا، اس کے ہاتھوں کی حرکت بتدریج تیز ہو رہی تھی۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ درخشاں کے سینے میں ہلکا سا تموّج پیدا ہوا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ جسم کی حرکت سے اندازہ ہونے لگا کہ وہ زندہ انسانوں کی طرح سانس لے رہی ہے۔ میرے جسم میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔

کیلاش اور جیکب کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا پھر اس وقت کیلاش حیرت سے اچھل پڑا جب درخشاں نے اچانک اپنی آنکھیں کھول دیں، میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی نگاہیں میری نگاہوں سے ٹکرائیں تو میرے جسم میں برقی رو دوڑ گئی۔ میں ان آنکھوں کے سحر میں ڈوبنے لگا۔ وہ سو فیصد درخشاں کی حسین آنکھیں تھیں جو میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں ان آنکھوں کی گہرائیوں میں کھویا جا رہا تھا کہ درخشاں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں، میرا دل دھک سے رہ گیا۔ پورا وجود لرزہ براندام ہو گیا، میں ابھی سکتے کی حالت سے دوچار تھا کہ اس نے دوبارہ آنکھیں کھول دیں، مجھے دیکھ کر اس طرح جلدی جلدی اپنی دراز پلکوں کو جھپکانے لگی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو پھر اس کے گلابی ہونٹوں پر ایک ساحرانہ تبسم پھیل گیا جیسے اس نے مجھے پہچان لیا ہو۔

مجھ پر بے خودی کا عالم طاری ہو رہا تھا، میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی لیکن کیلاش نے لپک کر میرا بازو تھام لیا، تب مجھے یاد آیا کہ اودریگا نے ہمیں سختی سے محتاط رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ میں نے کیلاش کو استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں بھی حیرت اور استعجاب موجود تھا۔ شاید اسے ابھی تک درخشاں کی زندگی پر یقین آ سکا تھا۔

"جے سیکا مقلوش، آرم با۔ باہوگاما۔"

اودریگا نے اپنی زبان میں اسے مخاطب کیا تو درخشاں چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگی، میں نے محسوس کیا کہ وہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی۔ اس کے گداز ہونٹوں پر کھیلنے والا شوخ تبسم غائب ہو چکا تھا، اس نے اودریگا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پلکیں جھپکائے بغیر دیکھتی رہی اور تب اودریگا نے اپنے ہاتھ نیچے گرا لیے اور ادروفینا کی مقامی زبان میں بولا۔

"میری معصوم بچی! کیا تم مجھے اپنا نام بتاؤ گی؟"

اس نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، حیرت سے اودریگا کو تکتی رہی، اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔

"مقدس اودریگا تم سے مخاطب ہے۔" اس بار اودریگا کا لہجہ سخت ہو گیا۔ "میں نے تمہارا نام دریافت کیا ہے۔"

"در۔۔۔ در۔۔۔ رخ۔۔۔ شاں۔"

اس کی آواز تہہ خانے میں گونجی تو جیسے جلترنگ بج اٹھے ہوں، مجھ پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہونے لگی۔ وہ واقعی درخشاں کی آواز تھی جسے میں لاکھوں میں آنکھیں بند کر کے پہچان سکتا تھا۔

"تم۔ ہاں درخشاں! تم ایک طویل عرصے سے کسی کی منتظر تھیں؟"

"ہاں۔ ہاں۔" درخشاں نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا جیسے کوئی بھولی بسری بات یاد کر رہی ہو۔

"وہ۔ جسے تم یاد کر رہی تھیں۔ اس کا نام کیا ہے؟"

"جم۔۔۔ جم۔۔۔ جما۔ آل۔" اس نے رک رک کر جواب دیا۔

اس کی زبان سے اپنا نام سن کر میری حالت غیر ہونے لگی کیلاش اور جیکب بھی دم بخود کھڑے ان دونوں کی باتیں حیرت سے سن رہے تھے۔

"تم نے اپنے جمال سے جدا ہوتے وقت کوئی فرمائش کی تھی؟" اودریگا پلکیں جھپکائے بغیر درخشاں کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ۔۔۔ ہم دوبارہ ملیں گے۔"

"اور؟"

"اور۔" وہ اپنی یادداشت کو کریدتے ہوئے بولی۔ "میں نے جمال سے کہا تھا۔ مجھے حاصل کرنے کے لیے اسے طویل سفر طے کرنا پڑے گا۔ میں آج تک اس کی راہ دیکھ رہی ہوں۔"

"کیا تم نے کبھی جمال سے ملنے کی کوشش کی تھی؟"

یاد کرو۔"

"ہاں۔ شاید میں خواب میں۔۔۔ اس سے ملتی رہی ہوں۔"

"اب تم حقیقت میں جمال سے ملو گی۔ وہ بہت جلد یہاں آنے والا ہے۔ ایک سورج غروب ہونے کی دیر باقی رہ گئی ہے پھر تم طویل عرصے تک ایک دوسرے کے ساتھ رہو گے اور اودریگا کا سایہ بھی تمہارے ہم رکاب ہوگا۔ اب تم دوبارہ سو جاؤ۔ کل تمہاری زندگی میں ایک نیا اور خوشگوار سورج طلوع ہوگا۔"

درخشاں نے کوئی جواب نہیں دیا، آہستہ سے پلکیں موند لیں، اودریگا کچھ دیر تک اسے گھورتا رہا پھر میری جانب مڑ کر مخاطب ہوا۔

"اب تم اور تمہارے ساتھی واپس جا سکتے ہیں۔ نہیں، فی الحال میں شدید تکان محسوس کر رہا ہوں اس لیے تم لوگوں کی کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔ کل دوبارہ ہماری ملاقات ہو گی۔"

ہمارے پاس سوائے تعمیل حکم کے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، اودریگا کے پیچھے پیچھے ہم اوپر والے مقبرے میں پہنچ گئے۔ ٹامی بدستور نیچے رہ گیا تھا، ہمارے اوپر آتے ہی پتھر کی چوکی دوبارہ سرک کر اس طرح اپنی جگہ آ گئی کہ اس کے نیچے کسی زمین دوز تہہ خانے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، ہم نے وہاں رکنا یا اودریگا سے مزید کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا، زینے کی طرف بڑھے تو اودریگا نے ہمیں روک کر بڑے نرم لہجے میں تاکید کی۔

"کل ہماری ملاقات غار کے دہانے پر ہو گی۔ تم اودریگا کے مجسمے کے چبوترے کے قریب آنے کی کوشش نہ کرنا۔"

ہم نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے زمین دوز مقبرے سے باہر نکل آئے، اودریگا کی پُراسرار شخصیت اور اس کی پُراسرار باتوں نے ہم پر جو کیفیت طاری کر دی تھی وہ بہت دیر تک برقرار رہی۔

*

وہ رات میرے لیے بے حد صبر آزما اور شادیٔ مرگ کی رات تھی۔

درخشاں کے حصول کے لیے میں نے جو صعوبتیں اٹھائی تھیں وہ رائیگاں نہیں گئیں، میری کوششیں بارآور ثابت ہوئیں، میں نے جو دکھ درد سہے، جو چرکے برداشت کیے وہ بہت تکلیف دہ تھے لیکن درخشاں کے مل جانے کے بعد میں نے ماضی کی تمام باتیں بھلا دیں، جو کچھ ہوا تھا اسی کی خاطر ہوا تھا اور اب میری وحشتوں نے جو نئی صورت اختیار کی وہ بھی اسی کے دم سے تھی۔

میرے جنون کی حالت قابلِ دید تھی، ہجر اور وصال کی ملی جلی کیفیتوں نے میری وحشتوں کو ایک نیا رنگ، نیا روپ بخش دیا۔ مجھے جس کی تلاش تھی میں نے اسے پا لیا تھا لیکن اودریگا نے ہمارے درمیان ایک رات کی دیوار کھڑی کر دی، وہ میرا محسن تھا، اس نے درخشاں کو نئی زندگی دی تھی۔ وہ لمحے میرے ذہن کے پردے پر ابھرے تو میں تڑپ اٹھا، کیلاش نے معائنے کے بعد اسے موت سے ہمکنار ظاہر کیا تو سینے میں میرا دم گھٹنے لگا، اودریگا کی موجودگی مانع نہ ہوتی تو شاید میں کیلاش کا منہ نوچ لیتا یا پتھر کی چوکی سے سر ٹکرا کر پاش پاش کر لیتا لیکن بوڑھے اودریگا نے کیلاش کی بات غلط ثابت کر دی، اس نے موت کو زندگی کے حسین روپ میں بدل دیا۔ وہ جس کی نگاہیں پوری کائنات پر محیط تھیں میرے دل کی بے کیف دھڑکنوں سے بھی ضرور واقف ہو گیا ہو گا، اس نے جان لیا ہو گا کہ جمال احمد کی زندگی درخشاں کے بغیر نامکمل ہے، ادھوری ہے اسی لیے اپنی پُراسرار قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے درخشاں کے سرد اور منجمد جسم میں گرمی اور حرارت کی لہر پھونک دی، اسے قوتِ بصارت اور قوتِ گویائی سے نواز دیا، یہ سب کچھ اودریگا کا کرم تھا، اس کی نوازش تھی لیکن اس نے مجھے زباں بندی کا حکم دیا تھا میں درخشاں کے سامنے کھل کر برملا اپنا سینہ فگار کرنے کا خواہشمند تھا مگر اودریگا نے مجھے سختی سے خاموش رہنے کی تاکید کر دی۔

درخشاں میری زندگی تھی، میری روح تھی، اس نے آنکھیں کھولیں تو مجھے یوں لگا جیسے کائنات کے گھپ اندھیروں میں نور کی ایک کرن نے پھوٹ کر تاریکی کا سینہ چاک کر دیا۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں تو میں تڑپ اٹھا پھر اودریگا نے ہمیں تہہ خانے سے باہر جانے کا حکم دے دیا، اس نے کہا تھا کہ ہم دوبارہ اودریگا کے مجسمے کے قریب جانے کی جسارت نہ کریں، اس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ رات گزر جانے کے بعد صبح کے اجالے میں وہ درخشاں کے ساتھ ہم سے غار کے دہانے پر ملاقات کرے گا۔

مگر ہجر کی وہ رات اتنی طویل تھی کہ گزرنے کا نام نہیں لے رہی تھی، میرے اختیار کی بات ہوتی تو میں جنون کی ان وحشتوں کو ضرور قلم بند کرتا، مختصراً اتنا کہوں گا کہ میری کیفیت ماہیٔ بے آب کے مانند تھی، مجھے درخشاں سے ایک پل کی جدائی بھی منظور نہیں تھی اودریگا کی مہربانیوں اور اس کی ہدایت کا خیال نہ ہوتا تو وہ رات میں مجسمے کی سیڑھیوں پر گزار دیتا اور اس مہک سے اپنے جنون کو تسلیاں دیتا جو زمین دوز مقبرے سے پھوٹ رہی تھیں۔

مجھے اپنے ٹامی کی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے پہلے درخشاں کا قرب حاصل کر لیا اور اس وقت بھی جب

میں سنگلاخ چٹانوں پر وحشت کے عالم میں رات بیتنے کے انتظار میں لمحہ لمحہ گن رہا تھا ثامی درخشاں کے پاس موجود تھا۔

کیلاش اور حبیب دونوں کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

سادری کی کیفیت ہم سب سے مختلف تھی اسے حالات کا علم نہیں تھا اس لیے وہ بار بار ہمارے چہروں کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگتی لیکن اتنا ہوش کسے تھا جو وہ سادری کی الجھن دور کرتا، شاید ابھی تک سب کی کیفیت یکساں تھی، سب یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ جو ہماری نظروں نے دیکھا محض ایک خواب تھا۔ خواب! جس کی کوئی تعبیر نہیں تھی۔ وقت نے ہماری پریشانیوں پر رحم کھا کر مسرت کے چند لمحے ہماری جھولیوں میں ڈال دیے تھے جسے ہم قارون کا خزانہ سمجھ رہے تھے۔

وہ جو ہم نے دیکھا، محسوس کیا، سنا۔ وہ سب کیا تھا؟ اگر خواب تھا تو اس کی تعبیر اس قدر المناک کیوں تھی کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ گم صم تھے؟ اگر وہ حقیقت تھی تو پھر اوریگا نے کن مصلحتوں کے پیش نظر ہمیں ایک رات کے لیے ان خوشیوں سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ درخشاں کا جسم اس کے پاس ایک امانت ہے، ایک طویل عرصے تک اس نے میری امانت کو اپنی تحویل میں بہت سنبھال کر رکھا، پھر اب میری امانت میرے حوالے کرنے میں اسے کیا دشواری پیش آرہی تھی؟ اس نے پس و پیش کا اظہار کیوں کیا؟ ایک سورج غروب ہونے کی قید کیوں لگا دی؟ کیا وہ اس حقیقت سے باخبر نہیں تھا کہ وہ رات میرے لیے قیامت کی رات ہوگی جس کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک پل میری روح، میرے وجود کو چھلنی کر رہا تھا۔ اسے اگر میری وحشتوں کا تماشا دیکھنا مقصود تھا، میرے جنون کی آزمائش منظور تھی تو کھل کر کہا ہوتا۔ میں دیواروں سے سر ٹکرا کر اپنا چہرہ لہولہان کر لیتا، اپنے وجود کو جھنجھوڑ ڈالتا، اوریگا کو بتاتا کہ جمال اصغر کس دیوانے کا نام ہے لیکن اس نے ہمیں گفتگو کی اجازت نہیں دی۔ ایک سورج غروب ہونے کی شرط درمیان میں رکھ کر اپنے مقبرے سے رخصت کر دیا۔ اس نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کیا مصلحت تھی جو اسے میرے اور درخشاں کے مابین حائل کر رہی تھی؟ ایک رات اسے کیوں درکار تھی؟ میری امانت تو ایک عرصے سے اس کے پاس تھی پھر محض مزید ایک رات کی مہلت کی کیا ضرورت پیش آگئی؟ وہ کیا چاہتا تھا۔ کیوں چاہتا تھا؟

میرے ذہن میں آتش فشاں کے لاوے ابل رہے تھے، میرا دماغ ماؤف ہونے لگا، وقت کی رفتار تھم گئی۔ پریشان خیالات کی یلغار نے شدت اختیار کر لی، درخشاں مجھ سے بہت دور نہیں تھی لیکن میں اس کے قریب بھی نہیں جا سکتا تھا۔ مجھ پر

بندشیں عائد کر دی گئی تھیں، پابندیاں لگا دی گئی تھیں۔ وہ کیسی قید تھی جس میں کوئی آہنی سلاخیں نہیں تھیں، کوئی پہرے دار نہیں تھا لیکن میں اس قید سے آزادی بھی نہیں حاصل کر سکتا تھا۔

کردی سے روانگی کے وقت مجھے احساس تھا کہ میں جس سفر کا آغاز کر رہا ہوں اس کی کوئی منزل نہیں۔ کیلاش اور حبیب اس امر سے واقف تھے کہ میں محض مرنے والی کی آخری خواہش کی تکمیل کے ارادے سے عازم سفر ہوا ہوں اور کچھ عرصے تک دربدر کی خاک چھاننے کے بعد تھک ہار کر واپس لوٹ آؤں گا۔ وہ میرے بہترین دوست تھے، میرے غمگسار ساتھی تھے انھوں نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا، میری وحشتوں کا ساتھ دینے کی خاطر میرے ہمسفر بن گئے۔ کس نے سوچا تھا کہ درخشاں کی معصوم خواہش ایک دن حقیقت کا روپ اختیار کر کے ہمارے سامنے آجائے گی۔ بچھڑنے والے یوں واپس بھی مل سکیں گے کسے امید تھی؟ لیکن وقت اور حالات نے ہمارے یقین کی نفی کی تو ہمارے ذہن گنگ رہ گئے، سوچنے سمجھنے کی قوتیں زنگ آلود ہو گئیں۔ ہم پھٹی پھٹی نگاہوں سے خلا میں گھور رہے تھے۔ وہ سوالات جو ہمارے ذہنوں میں ابھر رہے تھے ان کا کوئی ٹھوس جواب نہیں تھا۔ سب کچھ واہمہ تھا جس نے یکلخت حقیقت کا رنگ اختیار کر لیا۔

میں اس معمے کو حل کرتا رہا پھر معاً میرے ذہن میں بھوری پہاڑیوں پر بسنے والے معمر جادوگروں کا خیال ابھر آیا۔ مجھے سانگا یاد آیا جس نے کہا تھا کہ وہ اور اس کے سیکڑوں ساتھی برسوں سے اوریگا کی خوشنودی کی خاطر ریاضتوں میں غرق ہیں اور اپنے

ن میں کوئی خلل کوئی رخنہ اندازی برداشت نہیں کرتے۔ نے مجھے تاکید کی تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو اپنے ساتھیوں یٹ کران کے علاقے سے دفعان ہو جاؤں۔

سانگا نے مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش بن مجذوب کی انگشتری میری حیات کی ضمانت بن گئی، وہ نہ ہو جاتا تو شاید خدا کے برگزیدہ بزرگ کی بخشی ہوئی قوتیں کی موت کا سبب بن جاتیں۔ لکڑی کی وہی انگوٹھی اوریگا لیے بھی ایک معمہ ثابت ہوئی۔ اس کی نظریں بار بار انگشتری انب لپکتی تھیں لیکن شاید وہ اس کا راز نہیں پا سکا، ممکن ہے نے اسی لیے ایک رات کی مہلت حاصل کی ہو کہ میری انگوٹھی از جان سکے یا پھر وہ درخشاں کو میرے حوالے کرنے سے ز بھوری پہاڑی کے گھنے جنگلات میں بسنے والے معمر جادوگرں صلاح و مشورہ کرنا چاہتا تھا۔

جینی نے ایک بار مجھے یقین دلایا تھا کہ اوریگا کی لازوال قوتیں میرا بال بیکا نہ کر سکیں گی۔ اس حقیقت کا علم اوریگا کو بھی ہوگا۔ ... بعید از قیاس نہیں تھا کہ اوریگا نے فوری طور پر مقابلہ کرنے کے سپا ہونے کے بجائے کچھ وقت حاصل کر کے غور و خوض کرنا ہا ہو، اپنے پرستار جادوگروں کی اجتماعی قوتیں میرے خلاف ستعمال کرنے کا خواہشمند ہو... اور... یہ بھی ممکن تھا کہ وہ خشاں کو زمین دوز مقبرے سے نکال کر راتوں رات کسی سے محفوظ مقام پر لے جاتا، وہ میری سب سے بڑی کمزوری ں، اوریگا میری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر مجھ سے انگشتری کا راز لوم کر سکتا تھا۔

میں تلملا کر رہ گیا، شاید میں نے اوریگا کی شخصیت سے مرعوب ہو کر اور اس کی بات مان کر دور اندیشی کا ثبوت نہیں دیا تھا مجھے خدا کا نام لے کر اسی وقت اوریگا سے بھڑ جانا چاہیے تھا جب اس نے درخشاں کے مردہ جسم میں روح پھونک دی تھی ممکن ہے وہ میری نظر کا فریب ہو، اوریگا کی شعبدے بازی ہو لیکن دونوں صورتوں میں میں نے اسے مہلت دے کر عقل مندی کے تقاضوں کے خلاف قدم اٹھایا تھا۔ کچھ سوچ کر میں نے رفیقی کو یاد کیا، لمحوں کی دیر تھی کہ اس کا پراسرار ہیولا میری نگاہوں کے سامنے فضا میں لہرانے لگا۔ میں نے اسے اپنے خیالوں میں مخاطب کیا۔

"رفیقی! کیا تمھیں میرے ساتھ پیش آنے والے حالات کا علم ہے؟"

"سیدی جمال! میں جانتا ہوں کہ تمھاری الجھن کا سبب کیا ہے۔"

"اوریگا کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟"

"میں سمجھا نہیں سیدی!"

"کیا وہ بدبخت میرے ساتھ کوئی دھوکا تو نہیں کرے گا؟"

"سیدی!... مم... میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔"

رفیقی کی مدھم آواز میرے کانوں میں گونجی۔ اس کا لب و لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ دیدہ و دانستہ کوئی بات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"تم نے دیکھا۔ درخشاں اسی دنیا میں مجھے واپس مل رہی ہے۔" میں نے سوال کی نوعیت بدل دی۔

رفیقی نے کوئی جواب نہیں دیا اس کا ہیولا ہوا کی لہروں کے ساتھ ساتھ بنتا بگڑتا رہا۔

"رفیقی!" میں نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔ "کیا اوریگا درخشاں کو میرے حوالے کر دے گا؟"

"ہاں سیدی! تم عنقریب پرچھائیوں کو حقیقت سمجھ کر قبول کر لو گے۔" رفیقی کا جواب واضح نہیں تھا۔

"میں کسی پرچھائیں کی نہیں۔ اپنی درخشاں کی بات کر رہا ہوں۔" میں تلملا کر بولا۔

"میں نے پہلے بھی تمھیں باور کرانے کی کوشش کی تھی۔ بھوری پہاڑیوں کا طلسم تمھیں گمراہ کر دے گا۔"

"تم نے یہ بھی کہا تھا کہ میں طاقت کا وہ عظیم سرچشمہ بن جاؤں گا جو ناقابلِ شکست ہوگا۔" میں نے سختی سے کہا۔ "کیا تم نے غلط بیانی کی تھی؟"

"خود کو ٹھنڈا رکھو سیدی! جلد بازی میں اٹھائے گئے قدم انسان کو راہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔" ہیولے کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "مجھے اپنی باتیں یاد ہیں لیکن تم شاید بھول رہے ہو کہ میں نے کچھ اور بھی کہا تھا۔"

"وہ کیا؟"

"وقت کی بساط جب اپنا رخ پلٹے گی اس وقت تمھیں بھی پچھتاووں کا شکار ہونا پڑے گا۔ حالات تمھیں قانونِ قدرت کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیں گے اور تم....."

"مجھے صرف اپنے سوال کا جواب درکار ہے۔" میرا لہجہ درشت ہو گیا۔ "کیا اوریگا اپنا وعدہ پورا کرے گا؟"

"ضرور کرے گا سیدی! لیکن میرا مشورہ ہے کہ تم وقتی مسرتوں سے منہ موڑ لو۔ جو کچھ تم محسوس کر رہے ہو وہ سراب کے سوا کچھ نہیں۔"

"ایک اور سوال۔" میں نے رفیقی کے جملے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا اوریگا میری انگشتری کا راز جان

لے گا؟"

"تم پھر بہک رہے ہو سیدی! شیطانی طاقتیں رحمانی قوتوں کے آگے زیادہ عرصے تک نہیں ٹھہر سکتیں۔" رفیقی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "یہ لمحے آزمائش کے ہیں۔ خود کو ثابت قدم رکھنے کی کوشش کرو۔ ورنہ...."

"سانگا کی کیا حالت ہے؟" میں نے رفیقی کا جملہ کاٹتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔ "کیا وہ میری ضرب سے جانبر ہونے میں کامیاب ہو گیا یا موت کے انتظار میں پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہے؟"

"سیدی! اس پردے کو چاک کر دو جو تمہاری آنکھوں پر پڑا ہے۔"

"تم جا سکتے ہو۔" میں نے برہمی کا اظہار کیا تو رفیقی کا ہیولا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

میں درخشاں کے علاوہ کوئی اور بات سننے کو تیار نہیں تھا اس لیے میں نے رفیقی کو رخصت کر دیا لیکن ابھی کچھ باتیں ایسی تھیں جو مجھے الجھا رہی تھیں۔ میں نے کچھ سوچ کر جیکسن کو یاد کیا۔ اس کا تصور پل بھر میں میری نگاہوں کے سامنے موجود تھا۔ میں نے ایک نظر ہنگارو کے سالخوردہ ڈھانچے پر ڈالی جسے جیکسن نے نہایت عقیدت سے اپنے الٹے کاندھے پر جما رکھا تھا۔

"جیکسن!" میں نے اسے سنجیدگی سے مخاطب کیا۔ "جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں طلب کیا ہے؟"

"میرے عزیز! میں آپ کے چہرے پر الجھن کے اثرات دیکھ رہا ہوں۔" جیکسن نے میرے چہرے پر نظر جماتے ہوئے جواب دیا تو مجھے اوریگا کی بات یاد آ گئی۔ اس نے گفتگو کے درمیان جیکسن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہنگارو کی روح بلاشبہ بے پناہ قوتوں کی مالک ہے اور مستقبل کے بارے میں پیشگوئی کرنے کی بھرپور طاقت رکھتی ہے لیکن اوریگا کے جلال کے خوف سے وہ زمین دوز مقبروں میں داخل ہونے کی جسارت نہیں کر سکتی۔ شاید اسی لیے جیکسن واقعات سے پوری طرح باخبر نہیں تھا۔

"کیا تم اپنی پراسرار تابع روحوں سے میری پریشانی کا سبب نہیں معلوم کر سکتے؟" میرے لہجے میں حقارت بھی شامل تھی۔

جیکسن نے فوراً ہی میری بات کا جواب نہیں دیا۔ اس کی نگاہیں بدستور میرے چہرے پر مرکوز تھیں اور سیدھا ہاتھ ہنگارو کے سالخوردہ ہڈیوں کے پنجر پر رینگ رہا تھا، کچھ دیر وہ خاموش رہا پھر اس کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی اس کی ٹھوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"میرے عزیز! میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ہنگارو کی عظیم روح نے اسی بات کی پیش گوئی کی تھی کہ آپ بہت جلد اپنی

منزل کا سراغ پا لیں گے۔ مقدس روحوں کا کہا کبھی غلط ثابت نہیں ہوتا ہے۔"

"درخشاں کے بارے میں ہنگارو کی روح کیا کہتی ہے؟" میں نے سپاٹ آواز میں سوال کیا۔

"نہیں میرے عزیز! نہیں۔" جیکسن یکلخت سنجیدگی سے بولا۔ "روحوں کے بارے میں دل میں شکوک کو جگہ دینا مناسب نہیں۔ یہ درست ہے کہ زندہ انسانوں کی طرح روحوں پر بھی کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں لیکن مقدس ہنگارو کی روح ہواؤں کے ساتھ پرواز کی طاقت رکھتی ہے۔ اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ رات کی تاریکی دور ہوتے ہی آپ کا گوہر مقصود آپ کو دوبارہ مل جائے گا۔"

جیکسن کا جواب میرے لیے تسلی بخش ثابت ہوا، اس نے بھی وہی بات کہی جو اوریگا نے کہی تھی، میں نے اپنے تیور بدل لیے۔ میرے لہجے میں نرمی آ گئی۔

"جیکسن!" میں نے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "کیا تم میری ایک الجھن دور کر سکتے ہو؟"

"میں روحوں سے سب کچھ دریافت کر چکا ہوں میرے عزیز!" جیکسن نے میری نگاہوں میں جھانکتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "لکڑی کی انگشتری کا راز دنیا کی کوئی طاقت نہیں جان سکتی۔"

"اوریگا نے ایک رات کی مہلت کیوں حاصل کی ہے؟" میں

...تے ہوئے پوچھا۔

...۔ وہ آنے والے کل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔"

...مطلب ہے؟" میں چونکا۔ "آنے والے کل سے تمہاری کیا

...ہے؟"

...ے عزیز! کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو قبل از وقت نہیں

...ہیں۔" جیکسن نے قدرے تامل سے جواب دیا۔ "اوریگا

...کا مالک ہے۔ اس کی تیز نظریں بہت دور تک دیکھنے

...رکھتی ہیں۔ وہ آپ کے مستقبل کے بارے میں بہت کچھ

...لیکن لکڑی کی انگوٹھی نے اسے الجھا دیا ہے، آج رات

...کہ وہ اپنا حساب پھیلا کر انگوٹھی کے معمے کو حل کرنے کی

...ے۔ مگر میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اوریگا

...مد میں کامیابی نہیں ہو گی اور...."

...ن کچھ کہتے کہتے رک گیا پھر ایک نظر ہنگارو کے پنجر کی

...کر بولا۔

...قدس روحوں کا خیال ہے کہ اوریگا کی زندگی بھی زیادہ دن

...ہیں رہے گی۔"

...یا وہ معمر جادوگروں سے رجوع نہیں کرے گا؟"

...ہ دیوتا ہے میرے عزیز! دیوتاؤں کا دیوتا۔ اپنے پجاریوں

...ب کرنا اس کی شان اور روایت کے خلاف ہو گا۔"

...انگا کا کیا بنا؟" میں نے کچھ سوچتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا

...زندہ ہے؟"

...میرے عزیز! مقدس اوریگا نے اسے بچا لیا لیکن اب سانگا

...کے قبیلے کا کوئی فرد آپ کے راستے میں آنے کی کوشش

...گا۔"

...ریگا نے اپنے معمر پجاریوں کو یہی تاکید کی ہے۔"

...یکسن! کیا میں درخشاں کو لے کر ان گمنام علاقوں سے واپس

...کامیاب ہو جاؤں گا؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے

...قیناً ایسا ہی ہو گا میرے عزیز لیکن...."

...یکن کیا؟" میں تیزی سے بولا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئے؟"

...مینی کی پُراسرار روح اپنا انتقام پورا کر کے آسمانوں کی جانب

...سکار ٹھوربا کا انجام بھی وہی ہوا جو روحوں نے چاہا تھا۔ ایک

...ن وقت کے ہاتھوں خاک میں مل جاؤں گا۔ جو آسمانوں پر

...کا ہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا میرے عزیز! سماوی قوانین

...اور ٹھوس ہوتے ہیں۔ انسانوں کو کچھ پانے کے لیے کچھ

...پڑتا ہے۔"

...جیکسن!" میں کچھ یاد کر کے چیخ اٹھا۔ "کیا تمہارا اشارہ میرے

دوستوں کی جانب ہے؟"

"موت برحق ہے میرے عزیز! روح اور جسم کا تعلق بہرحال عارضی ہے۔"

"تم۔ تم جا سکتے ہو۔" میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے نفرت سے کہا تو جیکسن کا تصور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا، میں نے جیکب اور کیلاش کی سمت دیکھا۔ میرے عزیز دوست ابھی تک اپنے اپنے خیالوں میں گم تھے، تب میں نے خود کو بہلانے کی خاطر ساوری کو زمین دوز مقبروں کے حالات سنانے شروع کر دیے، اس طرح میں اپنے ذہن پر طاری جاں گسل احساسات بھی کم کرنا چاہتا تھا۔

ساوری حیرت سے میری زبانی حالات کی تفصیل سنتی رہی، وہ پوری طرح ہمہ تن گوش تھی، اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ وہ اس روداد سے خوفزدہ ہے، میں نے درخشاں کی بابت اسے بتایا تو وہ مجھے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگی پھر میں نے جب ایک سورج غروب ہونے والی شرط بیان کی تو ساوری کے چہرے پر گہری فکر و پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے، یوں آنکھیں پھاڑ کر مجھے گھورنے لگی جیسے اسے میرے بیان کی صحت پر یقین نہ آ رہا ہو، میں کچھ دیر تک اس کے چہرے کے بدلتے نقوش بغور محسوس کرتا رہا پھر بولا۔

"کیوں۔ کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں آیا؟ کیا اوریگا اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا کہ برسوں سے سوئی ہوئی درخشاں کو اٹھا سکے؟"

"کمال ہے۔" جیکب نے کہا۔ "تم بلاوجہ اس غریب کو کیوں پریشان کر رہے ہو؟"

"ہو سکتا ہے بوگا اس سلسلے میں ہماری کوئی بہتر رہنمائی کر سکے۔" کیلاش نے رائے پیش کی پھر خود ہی نفی کرتا ہوا بولا۔ "لیکن نہیں۔ اور وفینا کا سردار اوریگا کا پجاری ہونے کے ناتے، اپنی زبان کھولنے کی حماقت کبھی نہ کرے گا۔"

"تم بوگا سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن اوریگا کو میں نے جس انداز میں بیدار کیا ہے وہ اس طریقۂ کار سے مطمئن نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ شاید وہ دوبارہ گہری نیند سو جائے یا...."

"یا کے بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔" جیکب نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اور وہ خاموشی بے حد پُراسرار اور معنی خیز تھی۔" کیلاش بولا۔ "وہ، جس کی نگاہیں ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں سب کچھ بتا سکتی ہیں، کیا وہ خود اپنے انجام سے بے خبر ہو گا۔ نہیں جیکب!

مجھے یقین ہے کہ اور ریگا کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا ہے، شاید وہ ہمیں اپنے سلسلے میں آنے والے حالات سے لاعلم رکھنا چاہتا ہے۔"

"کیا تم اپنی دلیل کے سلسلے میں کوئی معقول جواز پیش کر سکتے ہو؟"

"اور ریگا کی اچانک خاموشی۔" کیلاش نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن ایک لمحے کو تم اپنے آپ کو اور ریگا کی حیثیت میں محسوس کرو۔ اگر تمہیں علم ہو جائے کہ تمہاری زندگی کے دن گنے چنے رہ گئے ہیں تو کیا تم اپنے پجاریوں پر برملا اس راز کا انکشاف کر سکو گے؟"

"میں ان باتوں کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا۔" جیکب بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اس قسم کی بےتو باتیں انسان کو اس کے راستے سے بھٹکا دیتی ہیں۔"

"پھر۔ جو کچھ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اسے کیا رنگ دو گے؟ کیا وہ سب کچھ محض ایک خواب تھا جسے بیک وقت ہم تینوں دوست ایک ساتھ دیکھ رہے تھے؟ نہیں میرے محترم دوست! ہم نے ابھی دنیا کے بہت سے ایسے علاقے بھی نہیں دیکھے جہاں ہر وقت ناقابلِ یقین باتیں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ مقدس اور ریگا زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہے گا؟" جیکب نے یوں ہی ایک سوال پوچھ لیا۔

"ہاں، میرا ذاتی خیال یہی ہے۔"

"تمہارا خیال قرین قیاس ہے۔ ورنہ اور ریگا کی خاموشی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔" میں نے کیلاش کے خیال کی تائید کی، میرے ذہن میں جیکسن کا جملہ گونج اٹھا، اس نے بھی مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ اور ریگا کی زندگی زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہے گی۔

"موت اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے۔" جیکب نے تیزی سے کہا۔

"ہم سب جانتے ہیں۔" کیلاش جھلا گیا۔ "تمہاری مذہبی معلومات محدود ہیں، اگر تم نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید تمہاری عقل دنگ رہ جاتی۔ کیا تم وشنو اور پاروتی کے بارے میں جانتے ہو؟"

"وشنو مہاراج اور پاروتی دیوی کی اور بات ہے، ہمارے درمیان اور ریگا کی گفتگو ہو رہی تھی۔" جیکب نے کٹ حجتی کی۔ "کیا تم کسی ایسی کتاب کا حوالہ دے سکو گے جس میں اور ریگا دیوتا کا ذکر ہو یا اور دوسا اس کے بارے میں تفصیل سے کچھ لکھا گیا ہو؟"

"تمہاری فضول باتوں کا میرے پاس صرف ایک ہی جواب ہے۔ وہ سفر نامہ جس میں کسی ایسے قبیلے کا تذکرہ موجود ہے جہاں کے وحشی اور جنگلی لوگ پادریوں کا گوشت بڑے ذوق و شوق سے کھاتے ہیں۔" کیلاش نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اگر یہ بات محض فرضی ہے تو دنیا کی کسی حکومت نے اس سفر نامے پر پابندی کیوں نہیں عائد کی؟"

"وہ سفر نامہ ذہنی اختراع بھی ہو سکتا ہے۔ تم ا[illegible] بھی کہہ سکتے ہو۔"

"اور دوسرے مقبرے میں تمہاری آنکھوں نے ج[illegible] اُسے تم کیا کہو گے؟"

"رب عظیم کی قسم میری عقل ابھی تک کام نہیں کر[illegible]" جیکب نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ ہماری درخشاں بھابی ہیں یا ان کی ہم شکل ہیں لیکن کسی مُرد[illegible] یوں زندہ ہو جانا۔ حیرت انگیز بات ہے۔"

"ہم شکل نہیں جیکب!" میں نے تڑپ کر جواب د[illegible] "میری روح، میری زندگی، میری درخشاں کے سوا کوئی اور [illegible] میں نے اس کی آنکھوں کی وہ چمک خاص طور پر محسوس ک[illegible] جو بیدار ہونے کے بعد اس کی حسین آنکھوں میں پیدا ہوئی [illegible] میرے دل کی دھڑکنیں گواہ ہیں کہ وہ درخشاں ہے جو عا[illegible] پر مجھ سے جدا ہو گئی تھی۔"

"درخشاں بھابی نے مرتے وقت جو وصیت کی [illegible] کے باوجود......"

"نہیں کیلاش! نہیں۔" میں نے بڑی شدت سے [illegible] کیا۔ "اس کے آگے ایک لفظ بھی نہ کہنا۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو جمال! میرا مطلب یہ نہیں تھا[illegible]"

"کوئی اور بات کرو میرے دوست!" میں نے تیز[illegible] کہا۔ "میں درخشاں کے سلسلے میں کوئی امکانی بات بھی گوا[illegible] کر سکتا۔ تم چاہو تو اسے میری وحشت، میری دیوانگی، م[illegible] جنون سے تعبیر کرو لیکن وہ جو میں نے محسوس کیا، وہ غلط [illegible] نہیں ہو سکتا۔"

ساوری ابھی تک گم صم بیٹھی ہماری باتیں نہایت [illegible] سن رہی تھی، مجھے جذبات کی رو میں بہتے دیکھ کر بولی۔

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ مقدس اور ریگا نے اپنی نیند [illegible] بارے میں کسی خاص مدت کا اظہار کیا تھا؟"

"نہیں۔ اور ریگا نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔" جیکب [illegible] بیزاری کا اظہار کیا۔

"تم کس نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہی ہو؟" میں [illegible] ساوری کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"میں تمہیں رمبا کے بارے میں بتا چکی ہوں۔ اور ریگا [illegible] بنانے کے بعد اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ گزشتہ چالیس سا[illegible] سے محو خواب ہے اور ابھی اتنی ہی مدت اور سوتا رہے گا [illegible] اگر درمیان میں اس کی نیند میں کوئی خلل پیدا ہوا تو وہ دنیا۔

[illegible] توڑ کر آسمانوں کی سمت واپس لوٹ جائے گا۔"

[illegible] جیکب کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ [illegible] نے چونک کر ساوری کو دیکھا، جو بات اس کی زبان [illegible] ہوئی اس کا ذکر جیکسن بھی ہنگارو کی روح کے حوالے [illegible] کا تھا۔ یہی وجہ تھی جو اور ریگا نے بیدار ہونے کے بعد [illegible] نے کہا تھا کہ اسے غلط طریقے سے بیدار کیا گیا ہے۔

"کیا رمبا کی بات کی تصدیق منا ماسنے بھی کی تھی؟" کیلاش [illegible] نت کیا۔

"نہیں۔ رمبا پر قبیلے کے سردار اور بڑے پجاریوں کا عتاب [illegible] اچانک اور بھیانک ثابت ہوا کہ کسی نے زبان کھولنے [illegible] ت نہیں کی۔" ساوری نے اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے [illegible] یا، کچھ دیر خاموش رہی پھر دبی زبان میں بولی۔ "جمال! کیا [illegible] الفاظ یاد ہیں جو اور ریگا نے درخشاں کو بیدار کرنے کے [illegible] تھے؟"

"وہ زبان ہماری سمجھ سے بالاتر تھی۔" جیکب نے کہا۔ "میرا [illegible] ہے کہ وہ زبان جزائر افریقہ کے اُن علاقوں میں بولی جاتی ہو [illegible] ابھی تک کسی انسان کا گزر نہ ہوا ہو گا۔"

"اس کے باوجود تم نے ایک یقینی بات کہہ دی۔" کیلاش [illegible] ے ٹوکا۔

"صرف اس لیے کہ وہ گفتگو اور جملے ہمارے لیے [illegible] تھے۔"

"تم وہ بات کیوں دریافت کرنا چاہتی ہو؟" میں نے ساوری [illegible] ریافت کیا۔ "کیا رمبا یا اورونینا کے کسی مذہبی رہنما نے اس [illegible] ں کوئی پیشگوئی کی تھی؟"

"ہاں۔ مجھے یاد ہے کہ وہ بات بھی بدنصیب رمبا کی زبان [illegible] ا ہوئی تھی۔" ساوری نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔ [illegible] سنے قبیلے والوں کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ مقدس [illegible] دیوتاؤں کا سردار ہے اور مختلف قوتوں کا مالک ہے [illegible] بس دن اور ریگا نے ان قوتوں کو کسی اور کو بخش دیا اس دن [illegible] اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ ان ہی باتوں نے قبیلے [illegible] لوگوں کو مشتعل کر دیا تھا۔ رمبا کا انجام بڑا ہولناک ہوا۔"

"لیکن رمبا کی بات کا اس جملے سے کیا تعلق جو اور ریگا نے [illegible] ان سے کہا تھا۔" میں نے الجھتے ہوئے کہا۔

"کاش مجھے ان لازوال قوتوں کا نام یاد ہوتا جن کا ذکر رمبا [illegible] ا تھا۔" ساوری نے الجھتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اور ریگا نے درخشاں کو بیدار کرنے کے بعد [illegible] سیکا... مقلوش... اور... اور اسی قسم کے کچھ الفاظ ادا کیے تھے۔" کیلاش نے رک رک کر کہا تو ساوری کا چہرہ دمک اٹھا۔

"ہاں۔ رمبا نے بھی یہی الفاظ کہے تھے۔ جسے سیکا، مقلوش، آرم با۔" ساوری نے تیزی سے کہا، وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی لیکن اچانک سر تا پا کانپ اٹھی، اس کے چہرے کی رنگت ہلدی کی مانند زرد پڑنے لگی، آنکھوں سے خوف جھلکنے لگا، اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے اور پوری قوت سے مٹھیاں بند کر لیں، اس کی آنکھیں ہماری جانب سے ہٹ کر غار کے اندر تاریکی میں کچھ دیکھ رہی تھیں۔

"ساوری!" کیلاش نے اس کی کیفیت کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "تم اس وقت کیا محسوس کر رہی ہو؟ اُس طرف، گھپ اندھیروں میں کیا دیکھ رہی ہو؟"

"جہاں تاریکی کا راج ہو وہاں شیطانی قوتیں......"

"جیکب! بھگوان کے لیے اپنی زبان بند رکھو۔" کیلاش نے سخت لہجے میں کہا پھر ساوری کی جانب متوجہ ہو گیا جس کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔

"مجھے بتاؤ ساوری! جسے سیکا، مقلوش اور آرم با کے کیا معنی ہیں؟" میں نے ساوری کو جھنجھوڑتے ہوئے دریافت کیا مگر شاید وہ ہماری آواز نہیں سن رہی تھی۔

وہ یقیناً کوئی نادیدہ اور پُراسرار قوت تھی جس نے ساوری کی تمام تر توجہ اپنی جانب مبذول کر لی، اسے گونگا، بہرہ اور اندھا کر دیا تھا، کیلاش کے چہرے پر بھی گہری تشویش کی علامتیں موجود تھیں، اس نے لپک کر اپنا ایمرجنسی بیگ کھولا لیکن قبل اس کے کہ ساوری کو ہوش میں لانے کی خاطر کوئی طبی امداد دینے میں کامیاب ہوتا۔ وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔

"اور ریگا کی قسم۔ میں اس سلسلے میں اپنی زبان بند رکھوں گی۔ رحم، رحم، رحم، میں تم سے رحم کی بھیک مانگتی ہوں۔ مجھے بخش دو۔ معاف کر دو۔"

وہ ہذیانی انداز میں چیخنے لگی، اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگے، آنکھوں کی پتلیاں اپنا دائرہ وسیع کرنے لگیں پھر اس نے ایک کربناک چیخ ماری اور سنگلاخ زمین پر گر کر یوں تڑپنے لگی جیسے کسی بکری کو ذبح کر کے دم توڑنے کے خاطر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔

"خدا ہمارے اوپر اپنی رحمتیں نازل کرے۔" جیکب نے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

کیلاش نے مجھے اشارہ کیا، میں نے پوری قوت سے ساوری کا ایک ہاتھ جکڑ لیا اور کیلاش کو دیکھنے لگا جو نہایت مستعدی سے کوئی انجکشن تیار کر رہا تھا، جیکب نے منہ ہی منہ میں کچھ دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیں پھر ساوری کو اسی وقت چین آیا جب کیلاش

اسے انجکشن لگانے میں کامیاب ہوگیا۔ دوا کے شریان میں داخل ہوتے ہی وہ پل بھر میں دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگئی۔

"تم ساوری کی اس کیفیت کو کیا نام دو گے؟" میں نے کیلاش سے دریافت کیا۔

"دیوتاؤں کا عتاب۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر کان میں آلہ لگا کر ساوری کے دل کی دھڑکنیں سننے لگا۔ میں کیلاش کے چہرے کے بدلتے تاثرات سے ساوری کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا۔

جے بیکا۔ مقلوش۔ آرم با۔

ان تینوں الفاظ کے معنی یقیناً بہت اہم ہوں گے، شاید ساوری نے ان کے بارے میں بھی رمبا کی زبانی کچھ سن رکھا تھا، وہ ہمیں اس راز سے آگاہ کرنے کی خواہشمند تھی لیکن شیطانی طاقتوں نے اس کی زبان بند کر دی۔ ممکن ہے رمبا کی موت کی اصل وجہ بھی وہی تین الفاظ رہے ہوں جو اوریگا نے درخشاں کو بیدار کرنے کے بعد کہے تھے۔ لیکن اوریگا نے وہ الفاظ درخشاں سے کیوں کہے؟ جب میں ان کے مطلب سے ناواقف تھا تو پھر درخشاں ان کے بارے میں کیا جان سکتی تھی؟ میرا ذہن الجھنے لگا، ساوری کی حالت نے ایک بار پھر فضا کو مکدر کر دیا۔ کیلاش نے کان سے آلہ علیحدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کسی گہری فکر سے دوچار ہے۔

"کیوں۔ کیا دل کی حرکت تسلی بخش نہیں ہے؟" میں نے آہستہ سے پوچھا۔

"جمال! شاید بھگوان کو یہی منظور ہو کہ ہمارا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔"

"تم۔ کیا کہنا چاہ رہے ہو؟" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ہم جس سفر کی طرف رواں دواں ہیں شاید ساوری اس میں ہمارا ساتھ نہ دے سکے۔" کیلاش نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا پھر ساوری کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ "یہ بدنصیب بس کچھ لمحوں کی مہمان ہے۔"

"لیکن اسے کیا ہوا؟" میں نے تعجب سے کہا۔ "کچھ دیر پیشتر تو یہ بالکل نارمل تھی۔"

"میں نے اسی لیے تم دونوں کو مقبرے سے دور رہنے کی تاکید کی تھی۔" جیکب نے ساوری کے قریب آتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "رب عظیم اس بے گناہ پر اپنی رحمتوں کا سایہ برقرار رکھے۔"

"کیلاش!"

"مجھے افسوس ہے جمال! فی الحال میرا ذہن بھی چکرا رہا ہے۔ کیا تم یقین کرو گے کہ ساوری کے دل کی حرکت بند ہو چکی ہے لیکن نبض کی رفتار صحت مند انسانوں جیسی ہے۔ یہ میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین مشاہدہ ہے۔"

میں نے ساوری کی جانب غور سے دیکھا، وہ سنگلاخ [illegible] پر بے حس و حرکت چت پڑی تھی، جیکب نے کیلاش کی بات [illegible] جلدی سے جیب سے دعاؤں کی کتاب نکال لی لیکن اسے [illegible] پڑھنے کا موقع نہیں مل سکا، ساوری کے جسم نے اچانک [illegible] جھٹکے کھانے شروع کر دیے جیسے اسے بجلی کے ننگے تاروں [illegible] جکڑ کر اس میں کرنٹ چھوڑ دیا گیا ہو، کیلاش نے اس کی نبض [illegible] کی خاطر ہاتھ بڑھایا مگر جیکب نے سختی سے کیلاش کا ہاتھ تھام [illegible] آواز میں بولا۔

"اب تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ عالم [illegible] کی شدید کیفیتوں سے دوچار ہے، اسے آرام سے ابدی نیند [illegible] میں جانے دو۔ خدا کی رحمتیں اس کی مشکل آسان کریں گی۔"

"جیکب! کیا تم ہوش میں نہیں ہو۔" کیلاش تیزی سے [illegible] "ساوری کو فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

"جہاں کالی شیطانی قوتوں کا عمل دخل ہو وہاں طبی [illegible] کارگر نہیں ہوتی۔" وہ سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے [illegible]

[illegible] میں بولا۔ "جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب تمھاری کوئی دوا کام نہیں [illegible] گی۔"

کیلاش نے جیکب کو غصے سے گھورا لیکن ٹھیک اسی وقت [illegible] ری ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی، اس کی آنکھیں کھل [illegible] لیکن انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی نادیدہ قوت اسے کنٹرول کر [illegible] ہو، اس کا جسم بدستور اکڑا ہوا تھا، جیکب خوفزدہ ہو کر پیچھے [illegible] گیا، کیلاش اور میری کیفیت بھی غیر ہونے لگی۔

"یا ہوگاما! یا ہوگاما! میں تیرا حکم سن رہی ہوں۔ مم۔ میں [illegible] ہوں۔ ہاں، دنیا کی کوئی قوت میرے قدم نہیں روک سکتی۔ تیری [illegible] تیرے چرنوں میں آ رہی ہے۔"

پھر یکلخت ساوری نے برق رفتاری سے ساحل کی جانب [illegible] نا شروع کر دیا، کیلاش ٹارچ روشن کرتا ہوا تیزی سے اٹھ کر ساوری [illegible] تعاقب میں دوڑنے لگا، میں نے بھی بوکھلا کر اس کی پیروی کی لیکن [illegible] وری کی رفتار حیرت انگیز تھی، ساحل سے ذرا ہٹ کر جو بلند چٹانیں [illegible] تھیں وہ ان کے کنارے پہنچ کر رک گئی پھر دوسرے ہی لمحے اس [illegible] "یا ہوگاما" کا نعرہ بلند کیا اور خود کو بلندی سے سمندری جھیل کی [illegible] موجوں کے حوالے کر دیا۔ کیلاش اور میں ایک دوسرے کی صورت [illegible] دیکھتے رہ گئے۔

"کیلاش۔" میں نے مضمحل آواز میں کہا۔ "کیا تم ان ناقابلِ یقین حیرت انگیز واقعات پر یقین کر سکو گے۔"

"خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو میرے دوست!" وہ مجھے [illegible] دیتے ہوئے بولا۔ "شیطانی قوتوں کے آگے انسان ہمیشہ بے بس [illegible] ہے، کیا تم سفلی کے بارے میں نہیں جانتے یا تم اپنی نگاہوں سے [illegible] گندے اور ناپاک علم کا مظاہرہ نہیں دیکھ چکے؟ بس ایسی ہی کچھ [illegible] قوتوں نے ساوری کی زندگی کو موت سے ہمکنار کر دیا۔ شاید وہ [illegible] چاہتے تھے کہ ہم اس راز سے واقف ہو سکیں جو مقدس اوریگا کی [illegible] تک محدود ہے۔"

"تو کیا اوریگا......؟"

"حالات یہی ظاہر کر رہے ہیں۔ ساوری کی حالت عین اس [illegible] بگڑنا شروع ہوئی جب وہ ہمیں تین مہمل الفاظ کے بارے میں [illegible] بتانے جا رہی تھی۔" کیلاش نے ہونٹ چباتے ہوئے سپاٹ آواز [illegible] کہا۔ "رمبا کی موت بھی مجھے اسی سلسلے کی ایک کڑی نظر آتی ہے۔"

"لیکن...."

"تمھیں آرام کی ضرورت ہے میرے دوست! جو باتیں فہم و ادراک [illegible] سے بالاتر ہوں ان کے بارے میں نہ سوچنا ہی بہتر ہے۔ کیا حاصل [illegible] ہوگا ہمیں اس سے؟"

میں نے کیلاش کو بغور دیکھا، وہ کسی ہارے ہوئے جواری یا تھکے ہوئے مسافر کی طرح دل گرفتہ نظر آ رہا تھا، میں اس کی تقلید میں غار کے دہانے کی جانب قدم اٹھانے لگا، ساوری کی اچانک موت نے ہماری عقل خبط کر دی تھی۔ اچانک میرے ذہن میں جیکسن کا جملہ گونج اٹھا۔ "میرے عزیز! انسان کو کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔"

❁

وہ رات ساوری کی موت کے سبب ہمارے لیے اور وحشتناک بن گئی، جیکب کو اس کی موت کا سب سے زیادہ صدمہ تھا، اس نے ایک بار پھر یہی کہا کہ ہم پر جو تباہیاں آ رہی ہیں یا آنے والی ہیں وہ سب اس بات کا نتیجہ ہیں کہ ہم اپنے عقیدے سے دور ہو گئے ہیں، ساوری کی موت کی اطلاع کو اس نے نہایت صبر و ضبط سے سنا پھر بولا۔

"یہ سب کچھ اوریگا کی وجہ سے ہوا۔"

ہمارے ذہن پُراسرار واقعات کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے اس لیے ہم نے اس وقت جیکب کی بات کا کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا، ساوری کی موت نے ہماری بھوک پیاس اڑا دی تھی چنانچہ اس رات ہم بھوکے پیاسے ہی لیٹ گئے اور جلد ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔

دوسری صبح خاصی خوشگوار تھی۔ ہم تقریباً ایک ساتھ ہی بیدار ہوئے، ہمارے چہروں پر ساوری کی اچانک جدائی کا احساس ابھی تک موجود تھا مجھے اس وقت ایک پیالہ گرما گرم چائے کی خواہش بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی لیکن میں نے اس کا اظہار نہیں کیا، کچھ سوچ کر اٹھا اور ساحل کی جانب لمبے لمبے قدم اٹھانے لگا۔

"ہم بھی آ رہے ہیں جمال! اتنی جلدی کس بات کی ہے؟"

جیکب کی آواز پر میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بھی کیلاش کے ساتھ تیز تیز قدم بڑھاتا میری طرف آ رہا تھا، ان کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے، مجھے ہنسی آ گئی، وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید ساوری کی موت سے دل برداشتہ ہو کر میں نے بھی خودکشی کا ارادہ کر لیا ہے، انھیں شاید یاد نہیں رہا کہ آج اوریگا نے ہم سے غار کے دہانے پر ملاقات کا وعدہ کیا تھا اور اس کی وہ پابندی بھی سورج غروب ہوتے ہی ختم ہو چکی تھی کہ میں درخشاں سے گفتگو نہ کروں، درخشاں کو پا لینے کے تصور ہی میرے لیے بے حد راحتِ جاں اور خوش کن تھا۔

میں نے کیلاش اور جیکب کو قریب آتا دیکھ کر اپنی رفتار کم کر دی۔

"اس وقت تم ساحل کی طرف کس غرض سے جا رہے ہو؟" جیکب نے میرے قریب آتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"فکر مت کرو فادر جیکب! فی الحال میرا خودکشی کرنے کا کوئی ارادہ

نہیں۔ اگر کبھی ذہن میں ایسا کوئی خلل پیدا ہوا تو تمہیں چوبیس گھنٹے قبل آگاہ کر دوں گا تاکہ تم اطمینان اور سکون سے میرے لیے دعائے خیر کر سکو۔" میں ہنس کر کہا۔

"سن رہے ہو کیلاش! جمال کی خودکشی کی اطلاع سن کر مجھے اطمینان اور سکون حاصل ہو گا۔" جیکب کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم جس وقت ساحل تک پہنچیں گے بوگا وہاں موجود ہو گا۔" میں نے موضوع بدلا تو کیلاش چونک اٹھا۔

"کیا تم بوگا سے آج کسی خاص مقصد سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہو؟"

"ہاں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس پر ساوری کی موت کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "وہ تین الفاظ جو ساوری کی موت کا سبب بن گئے۔ ممکن ہے بوگا ان کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔"

"کیا تم بوگا سے پوری تفصیل بیان کرو گے؟"

"نہیں۔ صرف ان مبہم الفاظ کے بارے میں دریافت کروں گا۔"

"جمال!" جیکب سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا تم ان منحوس الفاظوں کو بھول نہیں سکتے؟"

"کیوں؟"

"وہ چیزیں، ساعتیں اور باتیں جو ہمارے لیے نحس ثابت ہوں ہمیں انھیں یکسر فراموش کر دینا چاہیے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر بوگا کو کچھ علم ہوا بھی تو وہ اپنی زبان کھولنے کی حماقت کبھی نہیں کرے گا۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا، ہم ساحل کے قریب پہنچے تو حسبِ معمول بوگا اپنے ایک پجاری کے ساتھ کشتی میں بیٹھا ہمارے لیے نذرانے لا رہا تھا، اس نے دور سے ہاتھ بلند کر کے ہمیں وش کیا جواب میں میں نے اور کیلاش نے بھی ہاتھ بلند کر دیے، جیکب خاموش کھڑا کسی گہری سوچ میں مستغرق رہا۔

بوگا نے ساحل پر قدم رکھنے کے بعد ہم سے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا، اس کے ہمراہ جو پجاری تھا وہ کشتی پر بار سامان اتار اتار کر کنارے پر رکھنے لگا، کچھ دیر تک ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر میرے بجائے کیلاش نے اچانک کہا۔

"بوگا! میرا خیال ہے کہ ساوری کی موت کی خبر سن کر تمہیں یقیناً دکھ ہو گا۔"

"کیا؟" بوگا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اس نے کیلاش کو گھورتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔ "کیا ساوری اس دنیا میں نہیں رہی؟"

ہم نے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس نے بلند چٹانوں سے جھیل میں چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔" میرا لہجہ سپاٹ اور خشک تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ یا پھر۔۔۔" بوگا نے مجھے تیکھی نظروں سے دیکھا۔ "کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ اسے مقدس اوریگا نے اپنی خدمت کے لیے پسند کر لیا ہے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ میں نے یہی کہا تھا مگر۔۔۔"

"تم نے بوگا سے جھوٹ کہا تھا۔" وہ تلملا گیا۔ "مقدس اوریگا تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے، وہ زندگیوں کا خالق ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس نے اپنے انتخاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو۔"

"ہو سکتا ہے کہ ساوری سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو۔" کیلاش نے کہا۔

"ناممکن۔" بوگا بڑے اعتماد سے بولا۔ "تم نے یا تو پہلے دروغ گوئی سے کام لیا تھا یا اب۔"

"ہوش میں رہ کر گفتگو کرو بوگا!" کیلاش کا لہجہ سرد ہو گیا۔ "تم اپنی اوقات بھول رہے ہو۔"

"نہیں۔" بوگا کے لہجے میں احتجاج تھا۔ "میں ابھی تک اپنے عہد پر قائم ہوں لیکن تم نے بدعہدی کا ثبوت پیش کیا ہے، ساوری تمہارے پاس اوروفینا قبیلے کے سردار کی ایک مقدس امانت تھی۔ تم نے اسے مار ڈالا۔"

"اپنی حد سے تجاوز کرنے کی کوشش مت کرو بوگا!" میں گرج کر بولا۔ "کیا تمہارے بزرگوں نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ میری پُراسرار قوتیں مقدس اوریگا کے مقابلے میں بھی کہیں زیادہ ہیں۔ کیا سمورا اور اس کے بدبخت ساتھیوں کا انجام اتنی جلدی فراموش کر بیٹھے۔"

"سمورا نے غداری کی تھی اس لیے کیفرِ کردار تک پہنچ گیا لیکن بوگا کی نیت میں کوئی فتور نہیں جو وہ حالات سے خوفزدہ ہو۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"بوگا صرف حق بات جاننا پسند کرتا ہے۔" وہ ٹھوس آواز میں بولا۔ "مجھے بتاؤ میرے محترم دوست! ساوری کی موت کس طرح واقع ہوئی؟"

"میں۔ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے ساوری کے سلسلے میں مصلحتاً ایک جھوٹ بولا تھا۔" میں نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "اسے اوریگا نے اپنی خدمت کے لیے پسند نہیں کیا تھا لیکن میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ساوری کی موت میں اوریگا کے ارادے کا دخل ضرور ہے۔"

"میں۔ سمجھا نہیں۔"

"میں بھی نہیں سمجھ سکا۔" میں نے اس بار براہِ راست بوگا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کیا تم مجھے بتانے کی زحمت گوارا کرو گے کہ جے سیکا۔ مقلوش اور آرم با کے کیا معنی ہیں؟"

پجاری جو کشتی سے پھلوں کی ٹوکریاں اٹھا رہا تھا گڑبڑا گیا۔ ٹوکری اس کے ہاتھ سے گری تو پھل جھیل میں تیرنے لگے، وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوں ہماری سمت دیکھنے لگا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ بوگا کی نگاہوں میں بھی خوف و دہشت کے اثرات نمایاں ہو گئے، اس کے چہرے کی رنگت یکلخت زرد پڑ گئی جیسے وہ تین الفاظ اس کے اعصاب پر کسی بم کی طرح ایک ہولناک دھماکے سے پھٹے تھے۔

کچھ دیر تک ہم ایک دوسرے کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر بوگا نے بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے یہ الفاظ کہاں سنے تھے؟"

"یہ الفاظ دیوتاؤں کے دیوتا مقدس اوریگا کی زبان سے ادا ہوئے تھے۔"

"تو کیا۔ کیا۔ تم۔ تم وہاں تک پہنچ گئے۔" بوگا سرتاپا کانپ اٹھا۔

"ساوری مجھے ان لفظوں کا مطلب بتلانے جا رہی تھی کہ نادیدہ قوتوں نے اسے جنونی حالتوں سے دوچار کر دیا اور۔۔۔"

"اس نے اچھا کیا۔" بوگا لرزتے ہوئے بولا۔ "اگر وہ اپنی قربانی پیش نہ کرتی تو بھوری پہاڑیوں کا پورا علاقہ روئی کے گالوں مانند پھٹ کر فضا میں بکھر جاتا۔ سب۔ سب کچھ برباد ہو جاتا۔"

"مجھے یقین تھا بوگا کہ تم بحیثیت سردار کے بہت کچھ جانتے ہو گے۔ کیا تم۔۔۔"

"نہیں۔ ن۔ نہیں۔" وہ چیخ اٹھا۔ "میں کچھ نہیں جانتا۔ کچھ نہیں جانتا۔"

"آشو غوغا۔ راہو بکار۔ سی گورا۔" کشتی پر کھڑا ہوا پجاری ہذیانی انداز میں چلانے لگا۔

"ابیش۔ سی گورا۔ راگو۔ راگو۔"

جواب میں بوگا نے بھی چلا کر کچھ کہا پھر لپک کر کشتی میں چھلانگ لگا دی، تنومند پجاری نے کشتی کو تیزی سے واپس قبیلے کی جانب کھینا شروع کر دیا، بوگا زور زور سے اپنا منہ پیٹ رہا تھا، انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ نادیدہ قوتوں سے معافی مانگ رہا ہو۔ میں نے اور کیلاش نے انھیں آواز دے کر روکنا چاہا مگر پجاری کے ہاتھ چپو کو مشینی انداز میں چلا رہے تھے۔ ہمارا درمیانی فاصلہ بڑھتا گیا۔

"میں نے پہلے ہی کہا تھا۔" جیکب بڑبڑایا۔ "وہ باتیں جو منحوس ہوں انھیں بھلا دینے ہی میں عافیت ہے۔"

"میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔" میں نے جیکب کی بات نظرانداز کرتے ہوئے کیلاش کو مخاطب کیا۔ "ساوری کی طرح بوگا بھی ان لفظوں کے بارے میں واقف ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ زبان کھولنے کا انجام کیا ہو گا۔"

"کیا تم اسی مقصد سے ساحل کی طرف آئے تھے؟"

"ہاں۔"

"تم نے سخت حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔" جیکب نے تلخی کا اظہار کیا۔ "مجھے امید نہیں کہ اب بوگا اور اس کے ساتھی کل سے ہمارے لیے نذرانے یا کھانے کا سامان لائیں گے۔"

"وہ جو کچھ لاتے ہیں اپنے دیوتاؤں کے لیے لاتے ہیں۔" جیکب نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "انھیں ہماری ذات سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ تین لفظ جو ابھی تک ہمارے لیے معمہ بنے ہوئے ہیں وہی ہماری تباہی و بربادی کا سبب بن جائیں۔" جیکب نے کہا۔ "ممکن ہے نادیدہ قوتوں کی جانب سے وہ کوئی ایسا اشارہ ہو جو ہمیں مصیبتوں میں گھیرنے کی خاطر پہلے سے طے کر لیا گیا ہو۔"

جیکب نے یقیناً ایک احمقانہ بات کہی تھی، کیلاش پلٹ کر کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن اسی وقت ٹامی کے زور زور سے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ ہم تیزی سے غار کے دہانے کی جانب دوڑنے لگے اور پھر مجھ پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہونے لگی۔

اوریگا اپنے وعدے کے عین مطابق غار کے دہانے کے قریب کھلے آسمان کے نیچے کھڑا ہماری سمت دیکھ رہا تھا، اس کے جسم پر وہی لباس تھا جو ہم نے مقبرے میں دیکھا تھا لیکن درخشاں ہلکے آسمانی رنگ کے لباس میں ملبوس تھی، اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا، اس کے رخساروں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹیں رقص کر رہی تھیں اور آنکھیں میرے اوپر جمی ہوئی تھیں، میں ان آنکھوں کے سحر میں ڈوبنے لگا۔ ٹامی نے ہمیں دیکھ کر بھونکنا بند کر دیا اور تیزی سے دم ہلانے لگا۔

میں نے قریب پہنچ کر اوریگا کی جانب دیکھا، درخشاں کے حصول کے سلسلے میں، میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا لیکن اوریگا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی مجھے جھرجھری آ گئی، اس کی آنکھوں میں میرے لیے قہر و غضب تھا۔ نفرت تھی۔ حقارتیں ابل رہی تھیں۔ میں نے ان نگاہوں سے بچنے کی خاطر درخشاں کی جانب متوجہ ہونے کی کوشش کی لیکن مجھے اپنے ارادے میں مایوسی کا شکار ہونا پڑا۔

اور تب۔ کسی انجانے خوف کے احساس سے میں سرتاپا لرزنے لگا۔

اودیگا کی خونخوار نگاہوں سے قہر و غضب کی چنگاریاں اڑ رہی تھیں۔ وہ مجھے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا ان میں دنیا جہان کی نفرتیں اور حقارتیں اُبل رہی تھیں۔ اس کی نگاہوں میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں اپنی توجہ کسی اور جانب مبذول نہ کر سکا۔ کچھ دیر تک کسی معمول کی طرح اس کی آنکھوں کی گہرائیوں میں غوطے لگاتا رہا پھر ایک خیال تیزی سے میرے ذہن میں اُبھرا، میں نے اپنا سیدھا ہاتھ بلند کیا اور مجذوب کی انگشتری کو نہایت ادب و احترام سے چوم لیا۔

میرا خیال غلط نہیں ثابت ہوا۔ لکڑی کی انگوٹھی کو عقیدت سے چومتے ہی میں اودیگا کی نگاہوں کے سحر سے آزاد ہو گیا۔ اس کی نگاہوں کے تیور بھی بدلنے لگے۔ میں نے پلٹ کر درخشاں کی سمت ایک نظر ڈالی۔ وہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ میری نگاہوں کے سامنے موجود تھی۔ اس کی سحر انگیز آنکھوں کی مقناطیسی کشش مجھے اپنی طرف کھینچنے لگی۔ میں نے اپنے ارادوں کی تکمیل کی خاطر قدم بڑھایا لیکن ٹھٹک کر رک گیا۔ اودیگا کی ٹھوس اور بھاری آواز میری قوتِ سماعت سے ٹکرائی۔

"جمال اصغر! میں حسبِ وعدہ تمہاری امانت واپس لوٹانے آ گیا ہوں۔"

"میں مقدس اودیگا کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں کے زاویے تبدیل ہو چکے تھے۔ چہرے پر فطری کرختگی کے اظہار کے طور پر جو سلوٹیں نمایاں ہوئی تھیں وہ بتدریج ختم ہو رہی تھیں۔

"کیا میں یقین کر لوں کہ تم اب وسوسوں کی قید سے چھٹکارا حاصل کر چکے ہو؟" وہ شاہانہ وقار سے بولا۔

"درخشاں کا حصول میری زندگی کی سب سے نمایاں کامیابی ہے۔ میں اس وقت بے حد مسرور ہوں لیکن کچھ سوالات ایسے ہیں جو میرے ذہن میں بدستور باقی ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "کیا مقدس اودیگا میری الجھنوں کو دور کر سکتا ہے؟"

"جو آنکھیں پوری کائنات پر محیط ہوں وہ دلوں کی گہرائیوں میں بھی جھانک سکتی ہیں۔ میں جانتا ہوں تمہاری پریشانی کا سبب کیا ہے۔"

"کیا یہ پریشانیاں دور کرنے میں تمہاری عقل و دانش میری معاونت نہیں کرے گی؟"

"تمہیں جس گوہرِ نایاب کی تلاش تھی وہ مل گیا۔ قناعت کرنے والے تفکرات اور الجھنوں سے دور رہتے ہیں۔"

"میں اس کے باوجود اصرار کروں گا کہ مجھے مطمئن کیا جائے۔" میں نے ضد کی۔

"تمہیں جینی یقیناً یاد ہو گی؟" اس کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز تبسم اُبھر آیا۔ "شاید اس نے تمہیں باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ تم اودیگا کے مقابلے میں زیادہ پُراسرار قوتوں کے مالک ہو؟"

"ہاں، جینی نے یہی کہا تھا۔" میں نے اسے ٹٹولنے کی خاطر الجھانے کی کوشش کی۔ "بساط کی چالوں پر تمہاری نظر زیادہ تیز تیز گردش کرنے کی عادی دکھائی دیتی ہے۔ کیا تم جینی کی بات کی تردید کرو گے؟"

"وقت نے تمہاری زبان کو آزاد کر دیا ہے لیکن ابھی تم الفاظ کی ترتیب سے ناواقف ہو۔" اس کے لہجے میں طنز تھا۔ "بلندیوں کا مفہوم سب سمجھتے ہیں مگر وہ لاکھوں میں چند ہوتے ہیں جو اسے حاصل بھی کر لیتے ہیں۔"

"تم میرا شمار کس قطار میں کرو گے؟" میں نے تیکھے انداز میں دریافت کیا۔ "وہ جو ابھی تک تلاش میں سرگرداں ہیں یا وہ....."

"بلندیوں پر پرواز کرنے کی خاطر بڑی مشق، بڑی کٹھن ریاضتوں کی ضرورت ہوتی ہے جمال اصغر!" اس نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "تم خوش نصیب ہو جو قسمت کی دیوی تم پر مہربان ہو گئی لیکن ابھی تمہیں کندن بننے کے لیے آگ کے شعلوں سے گزرنا ہو گا۔ داؤ پیچ سیکھنے کی خاطر اکھاڑے میں اترنا ہو گا۔ جیتنے کے لیے بڑے بڑے سورماؤں کو بھی پہلے ہار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

"کچھ داؤ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا کوئی توڑ نہیں ہوتا۔" میں نے انگشتری والا ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟"

"تم جسے تریاق سمجھ رہے ہو میں اُسے اندھے کی لاٹھی کہوں گا۔" اودیگا نے بڑی حسرت بھری نگاہوں سے لکڑی کی انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "جہاں تک میری نگاہیں نہ جا سکتی ہوں وہاں تک پہنچنے کے لیے تمہیں صدیاں درکار ہوں گی۔"

"مجھے یقین تھا، تمہاری آنکھیں اتنی بلندی تک پرواز نہیں کر سکیں گی۔" میں نے اس کی بے بسی کا مذاق اڑانے کی کوشش کی تو اس کے تیور ایک لمحے کو خطرناک ہو گئے لیکن اس نے فوراً ہی خود پر قابو پا لیا۔

"میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا۔ میں نے کئی بار اُڑنے کی کوشش کی لیکن میری قوتِ پرواز جواب دے گئی۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"گویا تم اپنی شکست تسلیم کر رہے ہو؟"

"میں نے کہا نا، وقت نے تمہاری زبان کو بے لگام کر دیا ہے مگر تم الفاظ کی ترتیب سے ناواقف ہو۔" وہ مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "شکست تسلیم کرنے اور تھک کر بیٹھ جانے میں بڑا فرق ہے۔ غور سے میرے بڑھاپے پر ایک نظر ڈالو۔ مجھے بتاؤ، کیا تم میری عمر کا تخمینہ لگا سکتے ہو؟"

"زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو سال۔" میں نے یوں ہی ہوا میں تیر چھوڑا۔

"ابھی تم طفلِ مکتب ہو جمال اصغر!" وہ مسکرا دیا پھر یکلخت سنجیدگی سے بولا۔ "کیا تم یقین کرو گے کہ میری عمر ڈیڑھ ہزار سال سے بھی زیادہ ہے۔"

"شکرہ بظاہر ایک اُونگھتا ہوا پرندہ نظر آتا ہے لیکن جب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے تو اس کی عمر یا قوت کا تعین نہیں کرتا۔ پل بھر میں دبوچ کر بے بس کر دیتا ہے۔" میں نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "شکرے کی پرواز بھی بہت بلند ہوتی ہے۔ خطرے کی بُو پا کر بجلی کی مانند لپکتا ہے اور....."

"میرے پاس وقت بہت کم ہے۔" اس نے پُروقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر مجھے روکتے ہوئے کہا۔ "تم کو وقت نے بولنا ضرور سکھا دیا ہے لیکن ابھی کتر بیونت کے فن میں مہارت حاصل کرنے میں تمہیں خاصا وقت لگے گا۔"

جیکب اور کیلاش میری باتوں سے اکتانے لگے۔ شاید میری باتیں ان کی سمجھ سے بالاتر تھیں لیکن درخشاں ہماری باتیں نہایت غور اور دلچسپی سے سن رہی تھی۔ میں اودیگا کی بات کا جواب دینا چاہتا تھا، مگر جیکب درمیان میں بول اٹھا۔

"مقدس اودیگا! تم دیوتاؤں کے دیوتا ہو۔ میں تمہاری قوت کا ناقابلِ یقین کارنامہ بھی اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں لیکن تمہارا ایک عمل تمہاری شخصیت کی نفی کرتا ہے۔ تم نے....."

"میں نے نہیں فادر جیکب! ساوری کو ان عظیم قوتوں نے موت سے ہمکنار کر دیا جو اپنا راز دوسروں پر عیاں نہیں کرنا چاہتیں۔" اودیگا نے تیزی سے جواب دیا تو میں بھی ششدر رہ گیا۔

"کیا تم ان قوتوں سے واقف ہو؟" کیلاش نے دریافت کیا۔

"وہ سب اودیگا کی غلام ہیں۔" وہ شاہانہ انداز میں بولا۔ "ہر لمحہ اودیگا کی پلکوں کی جنبش پر نگاہ رکھتی ہیں۔ وہ لازوال قوتیں ہیں میرے دوست! لیکن تم..... تم ان کی بے پناہ طاقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

"گویا تم ہمیں اپنی بے پناہ قوتوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" جیکب نہایت معصومیت سے بولا۔ "کیا یہ بات تمہارے شایانِ شان تھی کہ تمہاری پلکوں کی جنبش نے مسیح کی ایک پیروکار کو موت کی ابدی نیند سلا دیا تھا۔"

"مجھے افسوس ہے میرے محترم دوست! لیکن ساوری نے اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"درخشاں! میری زندگی۔" میں نے اودیگا کو نظر انداز کر کے درخشاں کو مخاطب کیا۔ "کیا تم اپنے جمال کو نہیں بتاؤ گی کہ جے سیکا، تعلوش اور آرم با کے کیا معنی ہیں؟"

جواب میں درخشاں نے حیرت سے اودیگا کی سمت دیکھا پھر مجھے خالی خالی نظروں سے گھورنے لگی، اس کے انداز میں بے بسی محسوس کر کے میں تڑپ اٹھا۔ درخشاں کی نیلگوں آنکھوں میں حسرتیں مچل رہی تھیں۔ شاید وہ بھی مجھے جواب دینے سے گریز کر رہی تھی۔ اودیگا کی دہشت نے غالباً اسے بھی خوفزدہ کر رکھا تھا۔

"نہیں جمال اصغر! تم غلط نتیجہ اخذ کر رہے ہو۔" اودیگا نے میری سوچ کو پل بھر میں پڑھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "درخشاں کے بارے میں اتنی جلدی اپنے دل و دماغ میں شکوک اور شبہات کو کوئی جگہ مت دو۔ وہ تمہاری زندگی ہے، تمہاری کسی بات سے انکار نہیں کر سکتی اسی لیے میں نے تمہیں زمین دوز تہہ خانوں میں خاموش رہنے کی تاکید کی تھی۔ تم سے ایک رات کی مہلت طلب کی تھی۔ مجھے اپنے ارادوں میں ناکامی نہیں ہوئی، میں جو چاہتا تھا وہ پورا ہو گیا۔"

"تم..... تم کیا چاہتے تھے؟" میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"میں تمہاری درخشاں کو گونگا اور بہرہ کرنا چاہتا تھا۔"

"نہیں۔" میں چیخ اٹھا۔ میں نے درخشاں کی سمت دیکھا، وہ بے بسی کے عالم میں گم صم کھڑی پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ہماری حرکتوں، ہمارے چہروں کے تاثرات کو یوں پلکیں جھپکا جھپکا کر معصومیت سے دیکھ رہی تھی جیسے اُن کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میری رگوں میں خون کی گردش تیز ہو گئی۔ میں نے نگاہوں کا زاویہ تبدیل کیا اور اودیگا کو گھورنے لگا۔

"پریشان مت ہو میرے بچے!" اودیگا نے خلافِ توقع بزرگانہ شفقت کا اظہار کیا۔ "تمہاری درخشاں اس وقت جس کیفیت سے دوچار ہے وہ محض عارضی اور وقتی ہے۔ میرے مرنے کے بعد اس کی قوتِ گویائی اور سماعت واپس لوٹ آئے گی۔"

"اور تم....."

"کیا جیکسن نے تمہیں ہنگارو کے حوالے سے نہیں بتایا کہ میری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں میرے بچے! تمہارے ذہن ابھی کچے ہیں۔ تمہاری تہذیب نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی کہ وہ اودیگا کی بلندیوں کو چھو سکے۔ تمہاری جگہ میں ہوتا تو شاید میرے احساسات اور جذبات بھی وہی ہوتے جو اس وقت تمہارے ہیں۔ یہی جذبات تو ہیں جو انسان کو غلط راستے پر لگا دیتے ہیں۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو، اگر مجھے تمہاری امانت کی حفاظت منظور نہ ہوتی تو میں اپنے علم کے زور سے اتنے عرصے اس کے جسم اور روح کی حفاظت کیوں کرتا؟ تم ساوری کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ کیا میں تمہاری امانت کو بھی برباد نہیں کر سکتا تھا؟"

اودیگا کے لہجے میں تلوار کی کاٹ تھی، میں خجل ہو گیا۔

"مقدس اودیگا!" جیکب نے اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "کیا تم موت پر قابو پا سکتے ہو؟"

"کچھ دیر انتظار کرو فادر جیکب! میں تمہیں بتاؤں گا کہ اودیگا کس قوت کا نام ہے۔"

"کیا..... تم درخشاں کے جسم اور روح کو....."

"میں جانتا ہوں، تم میری باتوں پر یقین نہیں کرو گے اس لیے کہ تمہاری سائنس ابھی ہزاروں سال پیچھے ہے۔ وہ باتیں جو تمہاری سمجھ سے بالاتر ہوں تم انہیں شعبدہ بازی یا فریب نظر تصور کرتے ہو۔ کچھ دنوں بعد تمہیں میرا وجود بھی ایک واہمہ محسوس ہوگا لیکن اس میں تمہاری غلطی نہیں، تمہارا علم ابھی ترقی پذیر ہے۔ تم دلوں کے سربستہ راز نہیں پڑھ سکتے تو ان علوم اور لازوال قوتوں کو کیا سمجھو گے جو مجھے حاصل ہیں۔ تمہارے لاشعور اور ان کے محدود ذہن میری عقل و دانش کی ایک معمولی کرن بھی برداشت نہیں کر سکتے، اگر تم نے شعور کی بلندیوں کو تسخیر کر لیا ہوتا تو مجھ تک پہنچنے کی خاطر اتنا طویل اور پریشان کن بحری سفر کبھی نہ اختیار کرتے۔"

"کیا یہاں تک پہنچنے کا کوئی مختصر راستہ بھی ہے؟" کیلاش نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں۔" اور یگا ٹھوس آواز میں بولا۔ "بہتر ہوتا اگر ہماری طرح تم بھی اپنے جسم چھوڑ کر خلا میں سفر کرتے ہوئے یہاں آ جاتے۔"

"کیا مطلب؟" جیکب چونکا۔ "کیا جسم کے بغیر فضا میں سفر کرنا ممکن ہے؟"

"ہاں، وہ جو روحانی طور پر بہت بلند ہوں وہ جسم کے بغیر بھی ہزاروں میل کی مسافت پل بھر میں طے کر لیتے ہیں۔" اور یگا نے ہمیں گھورتے ہوئے قدرے حقارت سے کہا۔ "یہ وصف آج سے ہزار ہا سال پہلے کے انسانوں میں موجود تھا۔ اب تم ان باتوں کو کیا کہتے ہو؟"

"میں سمجھ رہا ہوں۔" جیکب نے مدبرانہ انداز میں تائید کی۔ "مذہب سے گمراہی نے ہمیں پستی کی طرف مائل کر دیا ہے۔"

میں خاموشی سے اور یگا کی فلسفیانہ باتیں سنتا رہا مگر مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میرا ذہن اس کی باتوں سے الجھ رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جب تک وہ زندہ ہے درخشاں گونگی اور بہری رہے گی۔ یہ اگر حقیقت تھی تو میری زندگی کا سب سے بڑا المیہ تھی۔ وہ جو میری زندگی تھی، میری نگاہوں کے سامنے مجسمۂ حسن بنی کھڑی تھی لیکن ہم ایک دوسرے سے گفتگو کرنے سے قاصر تھے۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات سمجھنے سے قاصر تھے۔

مجھے اور یگا کی علمی قابلیت یا روحانی برتری سے بھلا کیا لگاؤ ہو سکتا تھا۔ مجھے تو صرف اس کی موت کا انتظار تھا جس کے بعد درخشاں کی قوت گویائی اور سماعت اسے واپس مل سکتی تھی۔

"جمال اصغر! میرے بچے! تم جو کچھ سوچ رہے ہو اسے کیا نام دو گے؟ خود غرضی؟ مطلب پرستی یا کچھ اور؟"

"تم اگر دلوں کا حال پڑھ سکتے ہو تو جذبات میں اٹھنے والے طوفانوں کا اندازہ بھی لگا سکتے ہو۔" میں نے صاف گوئی سے کہا۔

"تم مجھ سے شاکی ہو، اس لیے کہ میں نے تمہاری درخشاں کو بولنے اور سننے کی قوت سے محروم کر دیا ہے۔"

"میری جگہ تم ہوتے تو تمہارا ردِعمل کیا مجھ سے مختلف ہوتا؟"

"میں یقین کے ساتھ تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا، لیکن میں تم سے اس کی وجہ ضرور دریافت کرتا اس لیے کہ ہر عمل کا ایک ردِعمل ہوتا ہے۔ کوئی عمل بلا سبب نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی محرک ضرور ہوتا ہے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرا خیال تھا کہ وہ خوبصورت الفاظ سے کھیل رہا تھا۔

"نہیں، نہیں، نہیں۔" اور یگا میری سوچ پڑھ کر تلملا اُٹھا۔ غصے کی شدت سے اپنے ہونٹ لہولہان کرنے لگا۔ کچھ دیر تک وہ جنون کی کیفیت سے دوچار رہا۔ پھر خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"جمال اصغر! مجھے تمہاری درخشاں اور تمہارا مستقبل عزیز نہ ہوتا تو جانتے ہو کیا ہوتا؟ تمہارا نصف جہاز تمہیں اور تمہارے ساز و سامان کو لے کر اور فینا کے ساحل پر کبھی نہ آتا۔ سمندر کے ہولناک طوفان تمہیں بھی روند کر جہنم رسید کر سکتے تھے۔"

"اور یگا!" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا یہ غلط ہے کہ تمہاری ان مہربانیوں کے پیچھے تمہاری اپنی بھی کوئی خواہش کارفرما ہے؟"

"ہاں، اب تم نے ایک قاعدے کی بات کہی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں مرنے سے پیشتر کسی کو اپنی تمام قوتیں سونپنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ میری نظریں کرۂ ارض پر اپنے کسی جانشین کو تلاش کر رہی تھیں کہ تم اور درخشاں میری نگاہوں میں آ گئے۔ میں نے تمہاری درخشاں کا انتخاب کر لیا اور پھر تمہارے وہ دشمن کامیاب ہو گئے جو ایک عرصے سے درپے آزار تھے۔۔۔۔"

"تو کیا۔۔۔ وہ تم تھے جس نے میرے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر دیے تھے؟" میں نے اور یگا کو حقارت سے گھورا، میری نگاہوں میں خون اتر آیا۔ میں نے درخشاں کی سمت دیکھا۔ وہ بدستور معصوم صورت بنائے خاموش کھڑی ہمارے چہروں کو دیکھ رہی تھی۔

"جو کچھ تمہاری درخشاں کے ساتھ ہوا وہ میری نظروں کا ایک اشارہ تھا۔" اور یگا نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "اس کے بعد وہ الفاظ جو مرتے وقت درخشاں کی زبان سے ادا ہوئے وہ بھی میری لامحدود قوت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔ میرے ہی ایما پر اس نے تم سے وعدہ لیا تھا کہ تم اسے پانے کے لیے ایک طویل سفر کرو گے اور اس سفر کے دوران جو واقعات اور حادثات پیش آتے رہے کیا تم ان کی تفصیل بھی سننا پسند کرو گے؟"

"ربِ عظیم کی قسم، تمہاری باتیں میری کھوپڑی میں نہیں سما رہی ہیں۔" جیکب نے مدھم آواز میں کہا۔

"کیا تم درخشاں کے جسم کو یہاں اٹھا لائے تھے؟" کیلاش نے پوچھا پھر کچھ الجھتے ہوئے بولا۔ "لیکن شرپرکو چھو منتر کر دینا۔۔۔۔"

"سب کچھ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے، تم چاہو تو اُسے ایک خواب سمجھ لو۔" اور یگا ہماری بوکھلاہٹ پر مسکرایا پھر مجھے مخاطب کر کے سنجیدگی سے بولا۔ "جمال اصغر! میں نے تمہاری درخشاں کو اپنی تمام قوتیں سونپ دی ہیں۔ میرے مرنے کے بعد وہ لازوال قوتوں کی مالک ہوگی۔ پھر تم دونوں ناقابلِ تسخیر بن جاؤ گے۔"

"کیا اس منحوس جزیرے سے ہماری زندہ واپسی بھی ممکن ہوگی؟" جیکب نے پوچھ لیا۔

"ہاں، تم بہت جلد یہاں سے واپس لوٹ جاؤ گے۔"

"اور یگا!" کیلاش نے کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ۔۔۔۔"

"نہیں میرے دوست! ابھی تم ان تین الفاظ کے معنی نہیں سمجھ سکو گے جو ساوری کی موت کا سبب بنے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی چھیکا، تعلوش اور آرم یا کے بارے میں جان جاؤ لیکن جس نے بھی تمہیں یہ راز بتانے کی کوشش کی وہ موت کے چنگل سے خود کو نہیں بچا سکے گا۔"

"کیا درخشاں کو بھی اس کا مطلب معلوم نہیں؟" میں نے جلدی سے پوچھا۔

"وہ شعوری طور پر ہر بات سے بے خبر ہے۔" اور یگا نے آسمان کی سمت دیکھا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "میری بات غور سے سنو۔ میں نے درخشاں کا ماضی اس کے ذہن سے کھرچ کر نکال دیا ہے۔ نہیں، درمیان میں مت بولو۔ میرے پاس وقت کم ہے۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے ذہن نشین کرتے جاؤ۔ درخشاں صرف تمہیں اور تمہارے ان دونوں دوستوں کو جانتی ہے لیکن وہ ماضی کے بارے میں سب کچھ بھول چکی ہے۔ تمہیں وقت اور موقع کے ساتھ ساتھ اسے ماحول اور حالات سے روشناس کرانا ہوگا۔ ایک خاص بات کا خیال رکھنا۔ درخشاں پہلے بھی تمہاری تھی اور اب بھی تمہاری ہے لیکن۔۔۔۔"

"لیکن کیا؟" اور یگا خاموش ہوا تو میں نے بے صبری سے پوچھا۔ "تم کچھ کہتے کہتے رُک کیوں گئے؟"

"مجھے افسوس ہے میرے بچے! اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہاری درخشاں موت کی ابدی نیند سو جاتی۔ میرے خواب ادھورے رہ جاتے۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا؟"

درخشاں کی رُوح پر ہمیشہ میرا تسلط رہے گا اور اسی لیے تمہاری نسل میں اضافے کے تمام امکانات ختم ہو چکے ہیں۔"

میں نے اور یگا کو گھور کر دیکھا۔ اس کی آواز میں ہلکی ہلکی لکنت پیدا ہو رہی تھی۔ بار بار وہ یوں ڈگمگانے لگتا جیسے قدموں پر اپنا بوجھ سنبھالنے میں اسے دشواری پیش آ رہی ہو۔ کیلاش بھی اس کی کیفیت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"اور یگا!" میں نے کچھ سوچ کر جلدی سے پوچھا۔ "کیا درخشاں اس زبان سے واقف ہے جس میں تم نے اسے مقبرے میں بیدار کرتے وقت مخاطب کیا تھا؟"

"وہ۔۔۔۔ دنیا کی۔۔۔۔ تت۔۔۔۔ تمام زبانوں پر۔۔۔۔ عبور رکھتی ہے۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں نے سب کچھ اس کے۔۔۔۔ لاشعور میں محفوظ۔۔۔۔ کر دیا ہے۔۔۔۔ لل لیکن۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ تم اسے کچھ بتانے کی۔۔۔۔ کوشش نہیں کرو گے۔۔۔۔ وہ اور یگا کا۔۔۔۔ خخ۔۔۔۔ خواب ہے۔۔۔۔ دنیا کی کوئی طاقت۔۔۔۔ درخشاں کو زیر نہیں کر سکتی۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں نے اسے دیوتاؤں کا وہ۔۔۔۔ خاص مشروب پلا دیا ہے۔۔۔۔ جو۔۔۔۔ اسے زندہ رکھے گا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ اُس کا حسن بھی سدا برقرار رہے گا۔"

اور یگا کا وجود اس کے قدموں پر لرزنے لگا۔ میں نے درخشاں کی سمت دیکھا۔ اس نے اپنی آنکھیں موند رکھی تھیں۔ شاید اور یگا کی قوتوں نے وقتی طور پر اُسے آنکھیں بند رکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مگر کیوں؟ میں پوچھنا چاہتا تھا لیکن اسی وقت اور یگا زمین پر چت لیٹ گیا۔ اپنے ہاتھ سمیٹتے ہوئے اس نے بڑی نقاہت سے جیکب کو مخاطب کیا۔

"فادر جیکب! اب تم۔۔۔۔ اپنی نگاہوں سے دیکھو گے۔ اور یگا کو اپنی موت پر بھی۔۔۔۔ اختیار ہے۔۔۔۔ لیکن تم۔۔۔۔ تم لوگ جو کچھ دیکھو گے۔۔۔۔ اس کا تذکرہ میرے لوگوں سے۔۔۔۔ نہیں کرو گے۔" پھر اور یگا نے ہماری جانب باری باری دیکھا اس کے بعد اس نے آسمان کی سمت نظر اٹھا کر تین بار بڑی عقیدت سے 'یاہوگاما'، 'یاہوگاما'، 'یاہوگاما' کہا پھر آنکھیں بند کر لیں۔

ہم خاموش کھڑے پلکیں جھپکائے بغیر اور یگا کو دیکھ رہے تھے۔ اُس کے آنکھیں بند کرتے ہی ہماری نگاہوں نے جو منظر دیکھا وہ عقلِ سلیم تسلیم نہیں کر سکتی۔

اور یگا کا جسم تیزی سے اکڑنے لگا پھر یوں لگا جیسے اس کے جسم کا گوشت اور ہڈیاں بھربھری مٹی میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ جگہ جگہ دراڑیں سی پیدا ہونے لگیں۔ اس کے بعد ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور اور یگا کے وجود کو مٹی کے ذرات کی شکل میں سمیٹ کر بگولوں کی طرح تیزی سے چکراتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

ہم پر سکتہ طاری ہو گیا پھر میں اسی وقت چونکا جب درخشاں جمال کہتے ہوئے بے ساختہ میری طرف لپکی۔

❋

میری اس داستانِ المناک کو پڑھنے والے ممکن ہے ان واقعات پر یقین نہ کریں جو میں پچھلے صفحات میں بیان کر چکا ہوں۔ کچھ قارئین ایسے بھی ہوں گے جو میری آپ بیتی کو محض میرے ذہن کی تخلیق تصور کریں گے لیکن میں یہی کہوں گا کہ میں نے بڑی دیانتداری سے اپنے مشاہدات قلمبند کیے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی تسلیم کروں گا کہ کہیں کہیں میں

نے حقیقت کے اظہار میں مبالغہ آرائی کی ہلکی سی چاشنی بھی شامل کر دی ہے لیکن یہ آمیزش آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو شاید میری کہانی بے انتہا خشک اور بے مزہ ہو جاتی۔

قارئین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زمین عجائبات کا ایک مجموعہ ہے۔ کائنات کے لاکھوں سربستہ راز ایسے ہوں گے جو ابھی تک انسانی دسترس سے دور اور نگاہوں سے پوشیدہ ہوں گے۔ کل تک ہمارے لیے جو باتیں ناقابلِ فہم اور لغو تھیں آج وہ باتیں حقیقت کے رُوپ میں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ خلا کی تسخیر اور انسانی تصویر کا برقی لہروں کے ذریعے ہزاروں میل دور تک سفر، کل لوگ ان باتوں کو مذاق سمجھتے تھے لیکن سائنس کی ترقی نے آج ان باتوں کو ممکن بنا دیا ہے۔ آج جو چیزیں محض کاغذات تک محدود ہیں اور عوام ان کے بارے میں سُن کر انہیں مضحکہ خیز قرار دیتے ہیں کیا عجب کہ وہ کل حقیقت بن جائیں۔

بہرحال درخشاں کو پا لینے کے بعد سادری کی موت کا غم میرے دل و دماغ سے چھٹ گیا۔ یوں بھی وہ میری کوئی عزیز یا رشتے دار نہیں تھی۔ وقت اور حالات نے اُسے ہمارا ہمسفر ضرور بنا دیا تھا۔ مجھے انکار نہیں کہ اس نے ہماری زندگی بچانے کے لیے ہماری مدد بھی کی لیکن وہ جن حالات سے دوچار ہو کر موت کے جنگل میں جا پھنسی تھی، اس سے نجات دلانا ہمارے اختیار کی بات نہیں تھی۔ میری طرح کیلاش اور جیکب کو بھی ایک ساتھی کے بچھڑ جانے کا صدمہ ضرور تھا لیکن درخشاں کے حصول نے ہمارے ذہنوں کی تکان کو بڑی حد تک دور کر دیا تھا۔

اوریگا نے جس پُراسرار اور ناقابلِ یقین انداز میں آسمان کی جانب سفر کیا اس نے ہماری عقل گنگ کر دی تھی۔ مٹی کے وہ ذرّات ابھی تک ہمارے ذہنوں میں چکرا رہے تھے لیکن درخشاں کی مانوس آواز نے ہم سب کو اس کی جانب متوجہ کر دیا۔ کیلاش جو بنیادی طور پر ایک سرجن تھا اور میڈیکل سائنس میں خاصی سوجھ بوجھ کا مالک تھا، درخشاں کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ جو ایک طویل عرصے بعد جُدائی کی شدتوں کو وصال کے رنگ سے ہم آہنگ کر رہی تھی، وہ میری درخشاں ہی تھی۔

جیکب بھی احمقوں کی طرح دیدے نچا نچا کر درخشاں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ پادری تھا، آواگون کے عقیدے پر اُسے مطلق یقین نہیں تھا۔ سفر کے دوران اُس نے اکثر مجھ سے کہا تھا کہ میں جس راستے پر آگے بڑھ رہا ہوں وہ خوابوں کی وادی کی طرف جاتا ہے۔ میری درخشاں مجھے داغِ مفارقت دے چکی ہے۔ مجھے اسے بھول جانا چاہیے۔ خود میں بھی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان باتوں کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا۔ وہ سفر میں نے محض درخشاں کی رُوح کی تسکین اور ماحول سے وقتی فرار کی خاطر اختیار کیا تھا لیکن میں اس حقیقت کو کیسے جھٹلا دیتا جو اپنے وجود کی مہک سے مجھے سرشار کر رہی تھی۔

وہ میری درخشاں تھی، میں اُسے تسلیم کرنے سے کیسے انکار کر دیتا؟

ہم ایک دوسرے کو دل کی دھڑکنوں کی زبانی جُدائی کی دردناک داستان سناتے رہے۔ وہ اس طرح مجھے جکڑے ہوئے تھی جیسے موت کے آخری لمحوں تک ایک پل کو بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوگی۔ خود میرا حال بھی یہی تھا۔ میرے اختیار میں ہوتا تو فضا کی رفتار کو اسی ایک نکتے پر روک دیتا اور وصال کی ان گھڑیوں کو ابدی سکون میں بدل دیتا لیکن جیکب کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ سرگوشی کے عالم میں کیلاش سے مخاطب تھا۔

"کیلاش! کیا تم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں، ہم جو دیکھ رہے ہیں وہ خواب نہیں حقیقت ہے لیکن....."

"لیکن کیا؟"

"کیا ہماری آنکھیں جو دیکھ رہی ہیں ہم اس پر اعتبار کر سکتے ہیں؟"

"اوریگا کا وجود بھی ہمارے لیے حیرت انگیز تھا۔" جیکب نے کہا۔ "ربِّ عظیم کی قسم، مجھے اب بھی شبہ ہے کہ ہم کھلی آنکھوں سے درخشاں بھابی کو دوبارہ زندہ دیکھ رہے ہیں۔ ممکن ہے اوریگا کی پُراسرار قوتوں نے ہمیں کسی سحر میں مبتلا کر دیا ہو۔"

"ہمیں وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ حقیقت کیا ہے یہ راز جلد ہی کھل جائے گا۔"

میرا خیال تھا کہ درخشاں، جیکب اور کیلاش کی گفتگو نہیں سُن رہی ہوگی۔ میں اس کے جذبات کی شدتوں کو اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا۔ میں نے درخشاں کے کان میں آہستہ سے کہا۔

"خود کو سنبھالو میری زندگی! کچھ آنکھیں ہمارے پیار کو نظر لگا رہی ہیں۔"

"ان آنکھوں کو پھوڑ دو جمال!" وہ نشے سے سرشار لہجے میں گنگنائی۔ "میں نے تمہیں بڑی آزمائشوں کے بعد پایا ہے۔ وقت ظالم ہوتا ہے اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔"

"درخشاں! ذرا دیکھو تو سہی، یہ دونوں....." میں جیکب اور کیلاش کا نام لیتے لیتے یکلخت سنبھل گیا، اوریگا نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں خود سے اسے بیتی ہوئی باتیں یاد دلانے کی کوشش نہ کروں۔ میں نے جلدی سے جملے کی ساخت کو بدل دیا۔ "دیکھو تو سہی، یہ کون لوگ ہیں؟"

"ہمارے دشمن ہوں گے جو ہمیں پھر ایک دوسرے سے جُدا کرنا چاہتے ہوں گے لیکن اب یہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔" اُس نے سرسراتی آواز میں کہا۔ "تمہاری درخشاں اب قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔"

"گھبراؤ نہیں میری رُوح! اب ہمارے دشمن ہمیں زیر نہیں

کرسکیں گے۔"

"پھر، وہ کون ہیں جو ہمیں اور ہماری محبت کو نظر لگا رہے ہیں؟"

"یہ ہمارے دوست ہیں۔" میں نے آہستہ سے کہا۔

دوست کے نام پر وہ چونکی۔ پلٹ کر اس نے جیکب اور کیلاش کو دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں اجنبیت کا احساس دیکھ کر میرے دل کو ایک دھچکا لگا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ میرے ساتھیوں، میرے دیرینہ دوستوں کو نہیں پہچان سکی لیکن درخشاں کی وہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہیں رہی۔ اس کے یاقوتی ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور تبسم اُبھر آیا۔ اس نے کیلاش کو بغور دیکھتے ہوئے بڑے پیار سے کہا۔

"کیلاش جی! آپ....."

"مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے پہچان لیا ورنہ مجھے اپنی شناخت کے لیے....." کیلاش نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ کر جیکب کی سمت دیکھا تو درخشاں کی نظر بھی اُدھر اُٹھ گئی۔ ایک پل کو وہ سنجیدہ ہو گئی پھر بولی۔

"جیکب بھائی! مجھے آپ سے دوبارہ مل کر بے حد خوشی ہوئی۔"

"ذرہ نوازی ہے آپ کی ورنہ....."

"یہ بقول بھلا کس کھیت کی مولی ہے۔" کیلاش نے جیکب کا جملہ مکمل کیا۔

"مجھے یاد آ گیا۔" درخشاں نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ نے ایک بار جیکب بھائی کو شترِ بے مہار کا نام بھی دیا تھا۔"

"آپ کی یادداشت قابلِ داد ہے۔" کیلاش نے معنی خیز انداز میں جواب دیا۔

"آپ اپنی سنائیے کیلاش جی! آپ نے کسی کو اپنا جیون ساتھی بنایا یا ابھی تک مریضوں ہی میں زندگی گزر رہی ہے؟"

"آپ کا کیا خیال ہے؟"

"مجھے یقین ہے کہ آپ نے ابھی تک شادی نہیں کی۔" درخشاں نے کہا۔ "بقول جیکب بھائی کے آپ ابھی تک لنڈورے سرجن بنے ہوئے ہیں۔"

"یہ ہوئی نا بات۔" جیکب بولا۔

میں حیرت سے درخشاں کو دیکھتا رہا۔ وہ ماضی کی باتوں کو اس طرح دُہرا رہی تھی جیسے ابھی کل کی بات ہو۔ اوریگا نے یہی کہا تھا کہ اس نے درخشاں کے لاشعور میں ماضی کو سمو دیا ہے اور مجھے خوشی تھی کہ اس کی یادداشت واپس لوٹ رہی تھی۔ مجھے اوریگا کی کہی ہوئی پُراسرار باتیں یاد آنے لگیں چنانچہ میں نے درخشاں کو آزمانے کے لیے اور وفینا کی زبان میں مخاطب کیا۔ پہلی بار اُس نے مجھے حیرت سے دیکھا پھر تعجب سے بولی۔

"یہ..... یہ تم کون سی زبان بول رہے ہو؟"

میں نے اسے بغور دیکھا، اوریگا نے کہا تھا کہ درخشاں دنیا کی بیشتر زبانوں پر عبور رکھتی ہے۔ اس نے اپنا تمام علم اور قوتوں کے تمام خزانے درخشاں کے سینے میں اتار دیے تھے لیکن درخشاں کے چہرے کی معصومیت بتا رہی تھی کہ اوریگا نے جو کہا تھا وہ جھوٹ تھا۔ میں بڑی سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ اوریگا نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا؟

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" درخشاں نے دوبارہ مجھے مخاطب کیا۔ "مجھے بتاؤ جمال! ابھی تم کیا کہہ رہے تھے؟"

"یہ آپ پر اپنی قابلیت کا سکّہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" جیکب نے بھونڈے انداز میں بات بنانے کی کوشش کی۔

"بھابی! کیا آپ وشواس کر سکتی ہیں کہ انسان اپنا شریر چھوڑ کر کہیں جا سکتا ہے؟" کیلاش نے سنجیدگی سے سوال کیا تو درخشاں گڑبڑا گئی۔

"کیلاش جی! یہ..... یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟" درخشاں نے حیرت سے کہا پھر چونک کر ماحول پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے بولی۔ "یہ..... یہ ہم لوگ کہاں ہیں؟ کیا یہ بھی ہماری جاگیر کا کوئی حصہ ہے؟"

میں اور کیلاش ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

"جیکب بھائی! آپ بتائیے، ہم یہاں کیسے آ گئے اور ہماری سلویا بھابی..... لل..... لیکن شاید وہ....." درخشاں کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی پھر معذرت طلب لہجے میں بولی۔ "میں معافی چاہتی ہوں، میں بھول گئی تھی کہ میری سہیلی خدا کو پیاری ہو چکی ہے۔"

"آپ ابھی اس جگہ کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں؟" کیلاش نے نہایت سنجیدگی سے درخشاں کو مخاطب کیا تو وہ چونک اٹھی۔ حیرت بھری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیتی رہی پھر میری نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر معصومیت سے بولی۔

"کیوں جمال! یہ کون سی جگہ ہے؟ ہم یہاں کب آئے؟"

"ڈاکٹروں نے تمہیں آرام کا مشورہ دیا تھا۔" میں نے درخشاں کی ذہنی حالت کو محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا۔ "تبدیلیٔ آب و ہوا تمہاری صحت کے لیے ضروری تھی اس لیے ہم یہاں آ گئے۔"

"اس مقام کا نام کیا ہے؟ کوئی پہاڑی علاقہ دکھائی دیتا ہے لیکن یہاں آبادی نظر نہیں آ رہی ہے۔" درخشاں نے اُلجھتے ہوئے کہا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی بھولی بسری یادداشت کو کریدنے کی کوشش کر رہی ہو۔ میں نے اُسے باتوں میں بہلانے کی کوشش کی لیکن کیلاش نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا پھر درخشاں کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ٹھوس آواز میں بولا۔

یہ علاقہ بھوری پہاڑیوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہاں اودیگا کے سوا کوئی نہیں رہتا۔"

"او.... ری.... گا" درخشاں نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں کیلاش کی جانب دیکھتے ہوئے خوابیدہ لہجے میں بولی "ہاں.... ہاں، مجھے یاد آرہا ہے۔ میں اسپتال میں تھی۔ نہیں.... تم نے حویلی کے اندر ہی انتظامات کر لیے تھے۔ میں.... میں ماں بننے والی تھی لیکن میرا کیس بگڑ گیا۔ تم نے ہنگامی طور پر آپریشن کر کے مجھے بچانے کی کوشش کی لیکن.... میں شاید بیہوش ہو گئی تھی۔ پھر.... مجھے ہوش آیا تو وہ.... وہ میرے قریب کھڑا تھا۔ اس نے مجھے اپنا نام اودیگا ہی بتایا تھا۔ وہ طویل القامت بوڑھا جس کے سر اور داڑھی کے بال روئی کے گالے کی طرح سفید اور نرم تھے مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے انکار کرنے کی کوشش کی، مگر اس کی آنکھوں کی کشش نے میری زبان گنگ کر دی۔ پھر وہ مجھے بچوں کی طرح ہاتھوں میں اٹھا کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔ اور.... اور اس کے بعد کیا ہوا.... کیا ہوا تھا اس کے بعد....؟ مم.... میں....."

درخشاں اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی، اگر میں نے لپک کر اسے ہاتھوں میں نہ سنبھالا ہوتا تو شاید وہ تیورا کر سنگلاخ زمین پر گر گئی ہوتی جیکب نے سہم کر اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنانا شروع کر دیا۔ کیلاش نے میرا ہاتھ بٹایا اور درخشاں کو زمین پر لٹا دیا۔ میری حالت دیوانوں جیسی ہو رہی تھی۔ میں نے کیلاش کو گھور کر شکایت آمیز نگاہوں میں دیکھا۔

"میں جانتا ہوں میرے دوست! تم مجھ سے خفا ہو" اس نے سنجیدگی سے کہا "مجھے شاید اودیگا کا نام نہیں لینا چاہیے تھا لیکن میں نے جو کچھ کیا وہ نفسیاتی طریقۂ علاج ہے۔ میں تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ وقت نے ہمیں کن حالات سے دوچار کر رکھا ہے۔"

"اب تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے نفرت سے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا "کیا تمہیں ابھی تک یقین نہیں آیا کہ قدرت نے رحم کھا کر درخشاں کو میری جھولی میں واپس ڈال دیا ہے؟"

"ہمت سے کام لو جمال! ابھی ہمیں اپنی کامیابی کے سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔"

"یہ.... شاید بیہوشی کی کیفیت سے دوچار ہیں" جیکب نے بمشکل کیلاش سے کہا "کیا تم انھیں ہوش میں لانے کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کرو گے؟"

"نہیں" کیلاش نے ٹھوس اور سرد لہجے میں جواب دیا "یہ فرض بھی اودیگا کی روح کو ادا کرنا ہوگا۔"

میں نے کیلاش کے جواب پر اسے حقارت بھری نظروں سے گھورا پھر کچھ سوچ کر اپنے ہونٹ سختی سے دانتوں تلے بھینچ لیے۔ درخشاں کے چہرے پر نگاہیں جما دیں جو کھلے آسمان کے نیچے سنگلاخ فرش پر بے سُدھ پڑی تھی۔

"جمال! کیا میں پانی لاؤں؟" جیکب نے میری دلجوئی کی خاطر کہا "منہ پر پانی کے چھینٹے دینے سے....."

"کیا تم اپنی زبان کچھ دیر کے لیے بند نہیں رکھ سکتے؟" کیلاش نے کرخت آواز میں جیکب کو مخاطب کیا۔

"تم کیسے نامعقول سرجن ہو۔ ایک مریضہ تمہاری نگاہوں کے سامنے بیہوش پڑی ہے اور تم ڈریکولا جیسے انداز میں ہمیں آنکھیں دکھا رہے ہو۔ مقدس باپ اپنا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اگر درخشاں بھابی کو...."

"کچھ نہیں ہوگا فادر جیکب!" کیلاش سپاٹ آواز میں بولا "کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ اودیگا نے آسمانوں کی سمت پرواز کرنے سے پیشتر کیا کہا تھا؟ اس نے کہا تھا کہ درخشاں نے دیوتاؤں کا وہ خاص مشروب پی لیا ہے جو اسے زندہ رکھے گا۔"

"کیلاش!" میں نے چونک کر اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا "تم.... کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

"میں اودیگا کی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ ہاں جمال!" کیلاش نے میرا شانہ تھپ تھپاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "میں نے تمہاری درخشاں کو شدید ذہنی جھٹکا پہنچانے کا ایک طریقہ آزمایا ہے، اگر اودیگا کی پُراسرار قوت نے اسے دوبارہ نارمل کر دیا تو میں اسے درخشاں بھابی کی حیثیت سے قبول کر لوں گا۔"

"خدا کی قسم، جو کچھ ہو رہا ہے وہ کم از کم میری سمجھ سے بالاتر ہے" جیکب بولا۔

"میں ایک بار پھر تمہیں خاموش رہنے کا نیک مشورہ دوں گا" کیلاش نے نرمی سے جیکب سے کہا پھر ہاتھ بڑھا کر درخشاں کی نبض دیکھنے لگا۔ میں خاموش بیٹھا سرجن کیلاش کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا۔ درخشاں کی بیہوشی اور کیلاش کی باتوں نے مجھے بُری طرح الجھا دیا تھا۔

"کیوں؟" کیلاش نبض کا معائنہ کر چکا تو میں نے قدرے خشک آواز میں دریافت کیا "بحیثیت ڈاکٹر کے تمہارا کیا خیال ہے؟"

"دل اور نبض کی رفتار بالکل نارمل ہے اور....."

"کیلاش!" میں نے اُسے بولنے کا موقع نہیں دیا "تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔"

"کیا؟"

"اگر میری درخشاں کو ہوش آگیا تو تم آئندہ اس کے بارے میں کوئی شک نہیں کرو گے۔"

"جمال! تم...."

"اگر درخشاں کی جُدائی میرا مقدر ہے تو میں وعدہ کرتا ہوں

تم سے کوئی شکوہ نہیں کروں گا" میں جذباتی ہو گیا "دوسری صورت میں تم میرے معاملے کے درمیان نہیں آؤ گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہوگا" کیلاش نے سنجیدگی سے میری بات مان لی۔

جیکب بدستور تصویرِ حیرت بنا درخشاں کو دیکھتا رہا لیکن جب تقریباً آدھے گھنٹے بعد درخشاں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو میرے علاوہ جیکب کے چہرے پر بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کیلاش بدستور سنجیدہ رہا۔

"جمال!" درخشاں نے مجھے دیکھتے ہوئے بڑی معصومیت سے پوچھا "تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟"

"کہیں بھی نہیں" میں نے تیزی سے کہا "ایک پل کے لیے بھی تمہارے قریب سے دور نہیں ہوا۔"

کیلاش نے جیکب کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا پھر چہل قدمی کے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا ساحل کی جانب چلا گیا۔ جیکب نے ہونقوں کی طرح منہ کھول کر اس کی تقلید کی تھی۔ پھر جب ہم تنہا رہ گئے تو درخشاں نے بڑی رازداری سے کہا۔

"جمال! تم آئندہ میری خاطر اپنے دوستوں سے کبھی کوئی تکرار نہ کرنا۔"

"درخشاں!" میں چونک اٹھا "کیا تم؟...."

"ہاں جمال! میں تم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ کیلاش کو قائل کرنے کی خاطر میں نے اپنی بیہوشی کا ناٹک رچایا تھا۔ اگر ایسا نہ کرتی تو تمہارے عزیز دوستوں کو میرے وجود پر کبھی یقین نہ آتا۔"

درخشاں نے مجھے ایسی سحر انگیز نگاہوں سے دیکھا کہ میں اُن کی مقناطیسی کشش میں ڈوب کر رہ گیا۔ مسرت کی ایک لہر پوری شدت سے میرے وجود سے ٹکرائی۔

❁

درخشاں کو دوبارہ حاصل کر لینے کے بعد مجھے کسی سود و زیاں کا احساس باقی نہ رہا۔ میں نے اپنے ماضی کو یکسر فراموش کر دینے کی کوشش کی۔ اپنی جاگیر کے بارے میں مجھے اطمینان تھا کہ جب تک دیوان جی کی سانس باقی ہے جاگیر کے معاملات اسی طرح چلتے رہیں گے جس طرح میں انہیں چھوڑ کر آیا تھا۔

رہے میرے عزیز و اقارب تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ کوئی میرا سگا قریبی رشتے دار ایسا نہیں تھا جو میری موت پر بیٹھ کر آنسو بہاتا یا میری خوشیوں پر کسی مسرت کا اظہار کرتا۔ البتہ میری موت پر انہیں خوشی ضرور ہوتی اس لیے کہ میرے بعد وہی میری جائداد کے وارث ہوتے۔ قبلہ والد صاحب کی موت کے بعد بھی میرے انہی سوتیلے بھائی بندوں نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تھی۔ میرے لیے کئی لڑکیوں کے رشتے آئے لیکن میں نے ان سب کو رد کر دیا۔ میں جانتا تھا کہ ان رشتوں کے پیچھے لالچ اور خود غرضی کار فرما تھی۔ وہ مجھ سے ناتا جوڑ کر میری جائداد کے حقدار بننا چاہتے تھے لیکن جب میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر کر درخشاں کو اپنایا تو اُن کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی۔

میری شادی کے بعد سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہوئے میرے سوتیلے رشتہ دار کچھ دنوں تک اپنا سر پٹکتے رہے پھر خاموش ہو گئے لیکن میں جانتا تھا کہ وہ میری موت کے خواہاں ہیں۔ ان کو میری ذات سے نہیں، میری کروڑوں کی جائداد سے پیار تھا۔ وہ مجھ سے بے خبر نہیں تھے۔ میری موت کے انتظار میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔

میرے ماضی میں دھرا ہی کیا تھا جس کی سمت میں پلٹ کر دیکھتا۔ ایک درخشاں تھی جو کچھ عرصے کے لیے مجھ سے دُور ہو کر دوبارہ مل گئی تھی میری زندگی میں اس کے سوا اور کیا باقی رہ گیا تھا۔ دولت کی مجھے کوئی کمی نہیں تھی۔ میں نے بحری سفر پر روانگی سے پیشتر کیلاش کے مفید اور نیک مشورے پر جاگیر کی دیکھ بھال اور کسی وقتی ضرورت کے پیشِ نظر آٹھ دس لاکھ روپے مقامی بینک میں چھوڑ دیے۔ باقی تمام روپیہ دنیا کے مختلف بینکوں میں منتقل کر دیا جو اب میرے کام آسکتا تھا۔ میں درخشاں کو لے کر کسی بھی ملک میں نہایت آرام و سکون سے رہ سکتا تھا۔ میں نے سوچا بھی یہی تھا کہ اب اپنی جاگیر کی طرف بھول کر بھی رُخ نہ کروں گا صرف اپنے دیرینہ اور وفادار خادم دیوان جی کو اپنی زندگی سے باخبر کر دوں گا لیکن کسی اور کو مطلق یہ اطلاع نہیں ہونے دوں گا کہ میں زندہ ہوں۔

میری جاگیر میں ابھی میری زندگی کے بہت سے دشمن موجود تھے۔ پریم ناتھ جو درخشاں (کاخیل) کا باپ تھا اور اس کے ساتھی جنہوں نے میری شادی کو اپنی مذہبی انا کا مسئلہ بنا لیا تھا وہ سب میرے دشمن تھے، ایسے بزدل مگر خطرناک دشمن جو یا تو پشت سے وار کرنے کے عادی تھے یا دوست بن کر مجھے زہر کا جام دینے کو ہر لمحہ تیار رہتے تھے۔

غرضیکہ درخشاں کے حصول نے مجھے زندگی کے تمام خساروں سے بے نیاز کر دیا۔ میری زندگی کے بہترین ساتھی میرے دوست جیکب اور کیلاش میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے دکھ درد اور پریشانیوں میں میرا ساتھ دیا تھا۔ میں نے طے کر لیا کہ انہیں بھی اپنی خوشیوں میں برابر کا حصے دار بنائے رکھوں گا۔ درخشاں بھی مجھے پا کر بے حد مسرور تھی۔ شاید اس نے بھی اپنے ماضی کو یکسر فراموش کر دیا تھا لیکن اکثر ہنستے ہنستے وہ یوں خاموش ہو کر خلاؤں میں گھورنے لگتی جیسے کسی آنے والے طوفان کا اندازہ لگا رہی ہو یا اپنے گم گشتہ ماضی کو تلاش کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو۔

لدیگا نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ اس نے درخشاں کے ماضی کو اس کے شعور سے نکال کر لاشعور میں محفوظ کردیا ہے۔ شاید وہ اکثر اپنے لاشعور کو کریدنے کی سعی میں شعوری طور پر کچھ دیر کے لیے بالکل گم صم ہوجایا کرتی تھی میرے علاوہ کیلاش نے بھی اس کی خاموشی اور کھوئے کھوئے انداز کو بڑی شدت سے محسوس کیا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر تک برقرار نہیں رہتی تھی۔ چند لمحوں کے لیے وہ اپنے خیالوں میں محو ہوجاتی مگر پھر فوراً ہی چونک کر دوبارہ ہنسنے بولنے میں یوں مصروف ہوجاتی جیسے اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہو۔

ایک مسلمان ہونے کے ناتے درخشاں کی موت کو میں نے بھی تسلیم کرلیا تھا۔ کیلاش ہندو ہونے کے باوجود آواگون کے عقیدے پر یقین نہیں رکھتا تھا جیکب خالصتاً مذہبی آدمی تھا، لیکن اس کے باوجود ہم نے درخشاں کے وجود کو قبول کرلیا تھا، اس لیے کہ وہ خود اپنے خواب کی تعبیر بن کر ہماری نگاہوں کے سامنے موجود تھی۔ اس کی صورت شکل، چال ڈھال، عادت واطوار اور طور طریقے کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا جو ہمیں کسی شبہے میں مبتلا کرنے کی خاطر ہمارے شکوک کو تقویت دیتا۔ میرا خیال تھا جیکب، درخشاں کو زندہ قبول کرنے میں سب سے زیادہ پس وپیش کرے گا لیکن میرے اندازے کے برخلاف اس نے سب سے پہلے درخشاں کے وجود کو قبول کرلیا اور بہت جلد اس سے گھل مل گیا۔ بظاہر کیلاش نے بھی اپنے انداز میں کوئی ایسی نمایاں تبدیلی نہیں پیدا کی جو میں اس کے بارے میں کچھ سوچتا لیکن میں نے یہ بات اکثر محسوس کی کہ درخشاں کی طرح کیلاش بھی کبھی کبھی نہ جانے کن خیالوں میں غرق ہوجایا کرتا تھا۔ میں اسے ہمیشہ فطری عمل سمجھ کر فراموش کرجاتا۔

درخشاں کے مل جانے کے بعد ہماری جدّ وجہد میں وقتی طور پر ایک ٹھہراؤ آگیا، ایک جمود پیدا ہوگیا۔ جیکب کا خیال تھا کہ اب ہمیں مہذب دنیا کے بارے میں سوچنا ترک کردینا چاہیے اور اسی جزیرے میں ہی بودوباش اختیار کرلینا چاہیے۔ کیلاش ایسے موقعوں پر جیکب سے الجھ پڑتا، مجھے بھی یقین تھا کہ ہم جس طرح اچانک ایک حادثے سے دوچار ہوکر اس گمنام جزیرے تک پہنچ گئے اسی طرح کوئی دوسرا اچانک حادثہ ہمیں ان علاقوں سے نجات بھی دلا دے گا۔ اودیگا نے بھی موت سے پیشتر اسی بات کی پیشگوئی کی تھی کہ ہم دوبارہ مہذب دنیا میں واپس لوٹ جائیں گے اور ہوا بھی یہی لیکن قبل اس کے میں بھوری پہاڑیوں سے اپنی واپسی کا احوال بیان کروں، ان گھنے جنگلوں کے بھی کچھ واقعات مختصراً قلم بند کرنا چاہتا ہوں جن کا ذکر سب سے پیشتر جینی نے کیا تھا۔

میں نے اپنے ساتھیوں سے جنگل کی سیر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیلاش اور درخشاں نے فوراً اپنی آمادگی کا اظہار کردیا لیکن جیکب اس بات کے خلاف تھا کہ ہم جان بوجھ کر خود کو خطرات کے حوالے کریں۔ چنانچہ الجھتے ہوئے بولا۔

”آخر تمہیں بیٹھے بٹھائے ان گھنے جنگلوں کا خیال کیوں آگیا؟“ جیکب نے الجھتے ہوئے کہا۔

”اس لیے کہ انسان ایک جگہ بے کار بیٹھے بیٹھے اُکتا جاتا ہے۔ یکسوئی کا شکار ہونے لگتا ہے۔“ میں نے دلیل پیش کی۔

”مانے لیتا ہوں، لیکن گھنے جنگل ہی کیوں؟ ہم پہاڑی کے اُوپر جاکر ان کھنڈرات کی بھی سیر کرسکتے ہیں جو آج بھی صدیوں پرانی تاریخ دہراتے نظر آتے ہیں۔“

”اور اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں تاریخ سے زیادہ جغرافیہ سے لگاؤ ہے تو؟“ کیلاش نے کہا۔ ”سمجھ میں نہیں آتا کہ جنگل کے نام پر تمہاری رُوح کیوں فنا ہونے لگتی ہے؟ ہم ایک بار پہلے بھی اس کے قریب سے ہوکر گزر چکے ہیں۔“

”اسی لیے تو اب دور دور رہنے کا مشورہ دے رہا ہوں۔“ جیکب سنجیدگی سے بولا۔ ”دشمن اگر سامنے ہو تو انسان اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کرسکتا ہے۔ اور کچھ نہیں تو مقابلے کا خیال ترک کرکے راہِ فرار ہی اختیار کرسکتا ہے لیکن گھنے جنگل کا وہ حصّہ بالکل برعکس ہوتا ہے۔ ہم چلے جارہے ہیں نظر اٹھائے آسمان پر اودے اودے بادلوں کا نظارہ کرتے ہوئے اور نیچے سے کسی حشرات الارض کے قبیلے کے کسی زہریلے باشندے نے سرسراتے ہوئے خیریت دریافت کرلی تو گئے کام سے۔ بھاگنے کا راستہ بھی نہیں ملتا اور لوگوں کو موت کا علم بھی اُس وقت ہوتا ہے جب لاش سے تعفّن پھوٹنے لگے۔“

”میں، کیلاش اور درخشاں بھی تمہارے ساتھ ہوں گے۔“ میں نے کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن....“

”تم نرے احمق اور گاؤدی ہو۔“ کیلاش بولا۔ ”کیا ضروری ہے کہ موت اُن گھنے جنگلوں میں صرف تمہارے انتظار میں بیٹھی ہوگی؟“

”نہ سہی لیکن میں دیدہ ودانستہ خطرے میں کودنے کو تیار نہیں تم کیوں نہیں چلے جاتے جمال اور درخشاں بھابی کے ساتھ؟“

”اور تم یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا مکھیاں مارو گے؟“

”مکھیاں مارنے میں اگر زندگی کی ضمانت موجود ہو تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔“

”سمجھنے کی کوشش کرو فادر جیکب!“ کیلاش نے اسے آمادہ کرنے کی خاطر کہا۔ ”اکیلا آدمی کسی شادی شدہ جوڑے کے درمیان ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے کباب میں ہڈی۔ تم ساتھ ہوگے تو یہ محاورہ مجھے شرمندہ نہیں کرے گا۔“

”تم خواہ کچھ بھی کہو لیکن میں گھنے جنگلوں کی سمت نہیں جاؤں گا۔“ جیکب اپنے فیصلے پر اڑا رہا۔

”بہت ڈھیٹ معلوم ہوتے ہو۔“

”اور بھی جو منہ میں آئے بک ڈالو، میں بُرا نہیں مانوں گا۔“

”ٹھیک ہے، تم یہیں بیٹھے رہو۔ ہم کچھ دیر تک سیر کرنے کے بعد واپس آجائیں گے۔“ میں نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ درخشاں بھی مسکراتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔ جیکب اپنی جگہ سے ٹس سے مَس نہ ہوا، کیلاش ابھی تک اسے غصیلی نظروں سے گھورے جارہا تھا۔

”کیا تم شرافت سے نہیں اٹھو گے؟“

”نہیں۔“ جیکب فیصلہ کن انداز میں بولا۔

”پھر میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔“ کیلاش نے سنجیدگی سے کہا۔ ”میں اب سمجھ گیا کہ تم یہاں سے جانا کیوں نہیں چاہتے۔“

”کوئی حماقت سوجھی ہوگی۔“

”حماقت نہیں، بہت دُور کی سوجھی ہے۔ تم شاید یہاں بیٹھ کر سمندر کی بے چین لہروں میں رُوپا کی بے تاب رُوح کو تلاش کرنے کی کوشش کرو گے یا پھر تمہارا خیال ہے کہ ہمارے جانے کے بعد ساوری کی رُوح تمہارا دل بہلانے کے لیے آجائے گی۔“

جیکب کسی طور ہمارے ساتھ چلنے کو آمادہ نہ ہوا تو کیلاش نے بھی معذرت کرلی۔ وہ شاید اخلاقی طور پر ہماری تنہائیوں میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میں نے زیادہ اصرار نہیں کیا اور درخشاں کے ساتھ قدم بڑھانے لگا۔ ٹامی چند قدم ہمارے ساتھ آیا پھر وہ بھی دُم ہلاتا ہوا واپس لوٹ گیا۔

درخشاں بے حد مسرور نظر آرہی تھی۔ ایک طویل عرصے بعد تنہائی ملی تھی۔ ہم باتیں کرتے، ایک دوسرے کو چھیڑتے جنگل میں داخل ہوگئے۔ وہاں سوائے ویرانیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ ہر سمت گہرا سکوت نظر آتا تھا۔ ہم گھنے جنگل میں دُور تک چلے گئے لیکن نہ تو ہمیں کوئی بندہ بشر ملا نہ ہی کسی حشرات الارض کا وجود نظر آیا۔ اس خیال سے کہ کہیں ہم راستہ نہ بھٹک جائیں میں نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو درخشاں نے نہایت معصومیت سے پوچھا۔ ”کیا تمہارا دل اتنی جلدی بھر گیا؟“

”تم سے؟ نہیں درخشاں ایسا نہ کہو۔“

”تم یہاں کیا دیکھنے آئے تھے؟“

”جینی نے کہا تھا کہ اس گھنے جنگل میں....“ میں نے جملہ مکمل نہیں کیا۔ مجھے فوری طور پر اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ درخشاں کی موجودگی میں مجھے ان باتوں کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ میں نے بات بنانے کی کوشش کی۔ درخشاں کی سمت دیکھا لیکن وہ دوسری طرف متوجہ تھی۔ شاید اُس نے میرا جملہ بھی نہیں سنا تھا، نہ جانے کن خیالوں میں مستغرق ہوگئی تھی۔ یہ کیفیت اس پر اکثر طاری ہوجاتی تھی۔

”درخشاں! میری زندگی! تم کن خیالوں میں گم ہو؟“

میری آواز سن کر وہ چونکی پھر سہمے ہوئے انداز میں میرے قریب آتے ہوئے بولی۔ ”جمال! مجھے ایسی آوازیں سنائی دے رہی ہیں جیسے یہاں بہت سارے لوگ رو رہے ہوں۔ یہ.... یہ کون لوگ ہیں جو نظر نہیں آرہے ہیں۔ یہ.... یہ آوازیں کس قسم کی ہیں؟“

”یہ سب تمہارا وہم ہے۔“ میں نے چاروں طرف گھنی جھاڑیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”یہاں ہمارے سوا اور کوئی نہیں۔“

”کوئی نہیں ہے تو پھر یہ رونے دھونے کی آوازیں؟“

درخشاں نہ جانے کس نادیدہ خوف سے کانپ رہی تھی۔

میں فوراً ہی واپسی کے خیال سے پلٹا لیکن اسی لمحے مجھے رفیقی کی بات کا خیال آگیا۔ اس نے کہا تھا کہ میں کبھی کبھی انگوٹھی چوم لیا کروں کسی فوری جذبے کے تحت میں نے اپنا سیدھا ہاتھ بلند کیا اور لکڑی کی انگشتری کو نہایت عقیدت سے چوم لیا اور تب میری آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنا شروع کردیا۔

ہم جہاں کھڑے تھے وہاں چاروں طرف بلند عمارتوں کے کھنڈرات نظر آرہے تھے۔ کبھی وہ جگہ یقیناً ایک خوبصورت شہر کی طرح آباد رہی ہوگی لیکن اب وہاں ہر سمت ویرانی کا راج تھا۔

منہدم دیواروں اور ستونوں کے انبار نظر آرہے تھے۔ میں نے درخشاں کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھنا شروع کیا۔ ابھی ہم نے چند قدم کا فاصلہ طے کیا تھا کہ میرے کانوں میں بھی رونے دھونے کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں۔ میں نے برق رفتاری سے پلٹ کر دیکھا۔ ہم اس وقت کسی وسیع عمارت کے شکستہ صحن میں ایک چبوترے کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے اس چبوترے کو غور سے دیکھا جس پر کسی عورت کا مجسمہ نصب تھا۔ اس مجسمے کا چہرہ حُسن و جمال کا ایک حسین مرقع تھا جس پر تمکنت اور جاہ و جلال جھلک رہا تھا۔ اس کی حسین آنکھیں آسمان کی سمت اٹھی ہوئی تھیں اور تراشیدہ ہونٹ نیم وا نظر آرہے تھے۔ اس کے خدوخال اپنے اندر یقیناً بے پناہ کشش رکھتے ہوں گے جبھی اسے ایک خوبصورت لبادے کے اندر چھپا دیا گیا تھا۔ مجسمے کے دونوں ہاتھ فضا میں اُوپر کی جانب بلند تھے۔ سیدھے ہاتھ میں سفید پتھر کا ایک نقشین پیالہ تھا اور اُلٹے ہاتھ میں بھی سیاہ رنگ کا ویسا ہی پیالہ موجود تھا۔

میں اس مجسمے کے حسن میں کھو گیا۔ ہر چند کہ وقت کے ہاتھوں نے اُسے جگہ جگہ سے میلا اور گرد آلود کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کے اندر ایسی کشش تھی جو میرے دل کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ محبت کی دیوی ہو۔

"درخشاں! کیا تم اس حسن کے خوبصورت مجسمے کو دیکھ رہی ہو؟ میرا خیال ہے کہ یہ مجسمہ اس بتِ کافر کا ہوگا جو کبھی ان ویران کھنڈرات کی ہنستی بولتی آبادی کے دلوں پر راج کرتی ہوگی ممکن ہے یہاں کی ملکہ رہی ہو۔"

"تم نے غلط نتیجہ اخذ کیا ہے جمال!" درخشاں نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "تم جسے محبت کی دیوی سمجھ رہے ہو وہ زندگی کی علامتوں کی ایک نایاب جھلک ہے۔ اسے غور سے دیکھو، سمجھنے کی کوشش کرو تو تمام حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اس کے جسم کو ڈھانپنے سے یہ مراد ہے کہ ہم ہمیشہ زندگی کا صرف چہرہ دیکھتے ہیں، بقیہ حصہ ہماری نظروں سے اوجھل اور پوشیدہ رہتا ہے۔ اس کے ہاتھ اس لیے نمایاں اور آسمان کی جانب بلند ہیں کہ زندگی حرکت اور حقیقت کا تصور پیش کرتی ہے اور انسان کو اس بات کی طرف راغب کرتی ہے کہ جو کچھ طلب کرنا ہو اپنے خدا سے ہاتھ پھیلا کر طلب کرو۔"

"اور یہ سفید و سیاہ پیالے کس بات کی ترجمانی کرتے ہیں؟"

"یہ نیکی اور بدی کے پیالے ہیں جو انسان کے اپنے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ وہ جسے چاہے بھرے اور جسے چاہے خالی رکھے۔" درخشاں نے بدستور خوابیدہ لہجے میں کہا۔ "یہ نظریں جو آسمان کی جانب مرکوز ہیں انسان کو اس حقیقت سے آگاہ کرتی ہیں کہ حقیقی منزل دنیا میں نہیں ہے۔"

میں نے درخشاں کی جانب غور سے دیکھا۔ اس کی نظریں بدستور مجسمے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ پھر کسی خیال میں گم ہوگئی تھی۔ میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن رونے دھونے کی آوازیں یکلخت تیز ہوگئیں۔ میں نے ان آوازوں کو توجہ سے سنا پھر قدم آگے بڑھا دیے۔ زندگی کے مجسمے کے عقب میں بے شمار ننگ دھڑنگ اور طویل العمر بوڑھے حلقہ بنائے بیٹھے بین کر رہے تھے۔ وہ بڑے دراز قد نظر آتے تھے اور ان کی عمروں کا اندازہ ان کے چہروں کی جھریوں سے لگایا جاسکتا تھا جس کے اندر نہ جانے کتنے اسرار پنہاں تھے۔ میں جھجکے بغیر اُن کے قریب چلا گیا۔ ان کے درمیان آگ روشن تھی۔ انہوں نے میری جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ گردن جھکائے بیٹھے بین کرنے میں مصروف رہے۔ میں نے کچھ سوچ کر انہیں اپنی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ ان سے رونے دھونے کا سبب دریافت کیا لیکن شاید وہ گونگے، بہرے اور اندھے تھے جو نہ مجھے دیکھ سکتے تھے نہ میری آواز سن رہے تھے۔ میری الجھن میں اضافہ ہونے لگا، میں نے درخشاں کی جانب دیکھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے ان بوڑھوں کی سمت دیکھ رہی تھی۔

"درخشاں! یہ کون لوگ ہیں اور اس طرح کیوں بین کر رہے ہیں؟"

"ان کے سوگ کی وجہ تم ہو جمال!"

"میں؟" میں نے حیرت سے کہا۔

"ہاں جمال! تم۔" درخشاں نے میری طرف کھوئے کھوئے انداز میں دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "یاد کرو، جیبنی نے تم سے کیا کہا تھا۔ یہ وہی طویل العمر جادوگر ہیں جو ایک طویل مدّت سے اوریگا کی پوجا کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہ اپنے علاقے میں امن اور سکون کے خواہاں تھے۔ انہوں نے اوروینا قبیلے کے لوگوں کو خوفزدہ کر کے بھوری پہاڑیوں کی طرف آنے سے روک دیا۔ یہ چاہتے تو ان کی پلکوں کی ایک جنبش قبیلے کی تمام آبادی کو نیست و نابود کر سکتی تھی لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن تم نے..... تم نے ان کے ساتھی کو پتھر مار کر اُن کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ ہاں جمال! سادکا ان کا ساتھی ہے۔ یہ چاہتے تو تمہیں بھی، مگر اوریگا کا حکم تھا کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی گزند نہ پہنچے لہٰذا یہ خاموش ہو گئے اور اب یہ رو رو کر اوریگا سے فریاد کر رہے ہیں۔"

"اوریگا۔" میں نے اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ہاں جمال! اوریگا امن اور طاقت کا سرچشمہ تھا لیکن تمہاری خاطر... صرف تمہاری خاطر....."

"میری خاطر کیا کیا اس نے؟" میں نے درخشاں کی پُراسرار خاموشی سے الجھتے ہوئے دریافت کیا لیکن اب وہ میری سمت نہیں، طویل العمر بوڑھوں کی طرف دیکھ رہی تھی پھر اس نے انہیں بلند آواز میں مخاطب کیا۔ "جے سیکا، باہوگاما، ابیش، ابیش۔"

اور تب میں نے دیکھا کہ وہ معمر لوگ یکلخت خاموش ہوگئے۔ انہوں نے چونک کر درخشاں کی جانب دیکھا پھر جلدی سے دوزانوں ہو کر اپنے سر زمین پر ٹیک دیے۔ میں نے درخشاں کی سمت غور سے دیکھا۔ مجھے اس کی نگاہوں میں موت کے بھیانک سائے منڈلاتے نظر آرہے تھے۔ ان حسین آنکھوں میں زندگی کی ایک معمولی سی جھلک بھی نہیں تھی۔

"درخشاں!" میں نے اُسے آواز دی لیکن اس نے میری آواز پر کوئی توجہ نہیں دی۔ ہاتھ بلند کیے انہیں دلاسہ دیتی رہی جو اس کے سامنے بار بار اپنے سر زمین پر پٹک رہے تھے۔

"درخشاں!" میں پوری قوت سے چلایا پھر اس کا بازو تھام کر جھنجھوڑنے لگا، میری تمام تر توجہ درخشاں کے چہرے پر مرکوز تھی۔ میں نے اُسے زور سے جھنجھوڑا تو وہ چونک کر میری طرف دیکھنے لگی۔ اب ان آنکھوں میں زندگی کی تمام علامتیں موجود تھیں۔ وہ میری درخشاں کی نیلگوں اور حسین آنکھیں تھیں جو میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"کیا بات ہے جمال! تم کس بات سے خوفزدہ ہو کر چیخ رہے ہو؟" اس نے بڑے پیار سے مجھے مخاطب کیا۔

"درخشاں! یہ سب....."

میری آواز میرے حلق میں گھٹ کر رہ گئی، وہ منظر جو میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں شاید کوئی بھیانک خواب تھا جو درخشاں کے چونکتے ہی میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ میں نے تیزی سے اطراف کا جائزہ لیا جہاں ہر سمت گھنی جھاڑیاں خاموشی سے سر اٹھائے کھڑی میری وحشت کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔

"تم کیا محسوس کر رہے ہو جمال؟" درخشاں نے میری بوکھلاہٹ کو محسوس کرتے ہوئے بڑی معصومیت اور لگاوٹ سے پوچھا۔ "کیا بقول جیکب کے کسی حشرات الارض نے تمہیں خوفزدہ کر دیا؟"

"آں.... ہاں.... ہاں شاید ایسا ہی ہوا ہے۔" میں نے جلدی سے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے کہا پھر میں نے وہاں رُکنے کی حماقت نہیں کی۔ درخشاں کا ہاتھ تھام کر گھنے جنگل سے باہر آگیا اور اس سمت قدم اٹھانے لگا جہاں غار کے دہانے پر جیکب اور کیلاش ہمارے منتظر تھے۔

آج بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ بھوری پہاڑیوں کے گھنے جنگل میں میری نگاہوں نے جو کچھ دیکھا وہ خواب تھا یا حقیقت لیکن اس کے بعد میری زندگی میں جو حیرت انگیز واقعات رُونما ہوئے جن کا ذکر میں ترتیب وار کروں گا۔ اس کی روشنی میں شاید میرے قارئین اس بات کا بہتر طور پر اندازہ لگا سکیں کہ وہ سب کچھ کیا تھا؟ اور اب میں بھوری پہاڑیوں سے اپنی واپسی کے واقعات کی طرف آتا ہوں۔

❁

بھوری پہاڑی پر چاندنی رات کا وہ منظر بے حد حسین اور دلفریب تھا۔ اگر ہم نے وہاں کے علاقوں کی سیر پہلے سے نہ کر رکھی ہوتی تو میں اس رات کو یقیناً مہیب اور پُرہول کہتا اس لیے کہ چاندنی کے باوجود پہاڑی کے اُوپری حصے کے کھنڈرات اور منہدم مینار بے حد پُراسرار اور بڑے بھیانک نظر آرہے تھے۔

اس رات کھانا کھانے کے بعد ہم نے حسبِ معمول ساحل تک چہل قدمی کی پھر واپس غار کے دہانے پر آگئے اور لیٹ کر باتوں میں مصروف ہوگئے۔ ہمارے پاس بستر نما کوئی چیز نہیں تھی۔ اس لیے کہ ہمارا وزنی سامان جہاز کے نصف حصے پر رہ گیا تھا۔ بہرحال ہم نے درخشاں کے آرام کے پیشِ نظر کچھ لباس سنگلاخ چٹان پر ترتیب دے کر اس طرح اس پر چادر ڈال دی کہ وہ بستر کی شکل میں نظر آرہا تھا۔ ہمارے بے حد اصرار پر درخشاں نے اس پر لیٹنا منظور کیا ورنہ وہ بضد تھی کہ ہماری طرح وہ بھی ننگی چٹان پر بسیرا کرے گی۔

غرضیکہ وہ رات بے حد خوشگوار تھی۔ جھیل کے دوسری سمت سمندر واقع تھا جس کی سرکش موجیں ساحل سے ٹکرا ٹکرا کر بار بار عجیب سا شور پیدا کر رہی تھیں۔ ہمارے درمیان کچھ دیر اِدھر اُدھر کی گفتگو ہوتی رہی، پھر جیکب نے درخشاں کو بے حد سنجیدگی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا بھوری پہاڑیوں سے ہماری واپسی ممکن ہو سکتی ہے؟"

"یہ سوال آپ مجھ سے کیوں کر رہے ہیں؟" درخشاں معصومیت سے بولی۔ "یہاں سے واپسی کے لیے بھلا میں کیا کر سکتی ہوں؟"

"کیوں نہیں کر سکتیں؟ مقدس اوریگا نے ہمیں بتایا تھا کہ اس نے تمام قوتیں آپ کو سونپ دی ہیں اور....."

"اور کیا؟" درخشاں نے تعجب سے پوچھا۔

"اور یہ کہ اوریگا کی طرح آپ بھی جسم کے بغیر فضا میں سفر کرنے کی طاقت رکھتی ہیں۔"

"آپ شاید اس وقت مذاق کے موڈ میں ہیں۔" درخشاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں اگر جسم کے بغیر فضا میں پرواز کرنے کی طاقت رکھتی تو سب سے پہلے آسمان کی بلندیوں پر جا کر اپنی سہیلی سلویا کو پکڑ لاتی۔"

کیلاش چونکہ جیکب کے برابر لیٹا ہوا تھا اس لیے سب سے پہلے اس نے جیکب کو تنبیہی نظروں سے گھورا۔ اوریگا نے یہی کہا تھا کہ ہم درخشاں کو کوئی بات یاد دلانے کی کوشش نہ کریں لیکن جیکب اپنی ترنگ میں کہنے لگا۔ "تو کیا اوریگا نے یہ بات غلط کہی تھی کہ اس نے آپ کو دیوتاؤں کا خاص مشروب پلا کر ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید کر دیا ہے اور....."

"جیکب!" کیلاش جھلا گیا۔ "تم نے اس وقت یہ کیا بہکی بہکی باتیں شروع کر دیں؟"

"میں بھی نہیں سمجھ سکی کہ آپ کس اوریگا کی بات کر رہے ہیں؟ میں مسلمان عورت ہوں۔ میرا بھلا دیوتاؤں یا اُن کے مشروب وغیرہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟" درخشاں نے اُلجھتے ہوئے کہا۔

اس کے معصوم چہرے پر بے پناہ سادگی تھی البتہ جیکب کی باتوں نے اس کی حسین آنکھوں میں ایک تجسّس سا پیدا کر دیا تھا۔ میں نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لیے، اگر گھنے جنگل میں میری نگاہوں نے جو دیکھا وہ خواب نہیں تھا تو پھر درخشاں کے بارے میں اوریگا نے جو کچھ کہا تھا اس میں سے ایک بات کی تصدیق ہو چکی تھی۔ معمر جادوگروں نے درخشاں کی آواز سن کر سجدے کرنا شروع کر دیے تھے۔ وہ درخشاں سے بے حد خوفزدہ اور سہمے سہمے نظر آ رہے تھے شاید اس لیے کہ درخشاں نے بھی وہی الفاظ دُہرائے تھے جو اوریگا نے کہے تھے اور جس کی ترجمانی کے جُرم میں سادرن

دیوتاؤں کے عتاب کا شکار ہو چکی تھی۔

میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ بے حد معصوم نظر آ رہی تھی۔ اوریگا نے یہی کہا تھا کہ اس نے درخشاں کے لاشعور میں آنے والے کل کو محفوظ کر دیا ہے اور اپنی تمام قوتیں سونپ کر اسے ناقابلِ تسخیر بنا دیا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ درخشاں جسمانی طور پر میری ملکیت رہے گی لیکن اس کی رُوح پر ہمیشہ اوریگا کا تسلط رہے گا۔ ایسے حالات میں درخشاں کے نازک ذہن کو چھیڑنا اس کی زندگی کے لیے خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ شاید اسی لیے اوریگا نے تاکید کی تھی کہ ہم ازخود اسے ماضی کے بارے میں کریدنے کی کوشش سے پرہیز کریں۔

کیلاش کے سرزنش کرنے پر جیکب کو بھی اپنی حماقت کا احساس ہو گیا چنانچہ اس نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چاندنی راتوں میں اکثر میں بہکی بہکی باتیں شروع کر دیتا ہوں۔"

"آپ نے کسی اوریگا کا نام بھی لیا تھا۔" درخشاں نے بدستور اُلجھتے ہوئے کہا۔ "کہیں آپ کا اشارہ اسی طویل القامت معمر اور سفید ریش بزرگ کی جانب تو نہیں جس نے مجھے آپریشن کے وقت اپنے....."

"آپ بھی کس کی باتوں میں آ رہی ہیں۔" کیلاش نے درخشاں کی بات کاٹتے ہوئے نہایت شوخی سے کہا۔ "آپ کو شاید حالات کا علم نہیں۔ سلویا کی موت کے بعد ہمارے نیک دل اور فرشتہ خصلت فادر جیکب بحری سفر کے دوران اپیا کے جزیرے پر ٹوکیلا نامی ایک حسینہ پر بُری طرح فریفتہ ہو گئے تھے لیکن اس کی سرد مہری نے ہمارے دوست کو خفقانی کیفیت سے دوچار کر دیا چنانچہ چاندنی راتوں میں اس قسم کے بے سروپا دورے....."

"مقدس باپ تم پر رحم کرے۔" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے کہا۔ "ٹوکیلا پر کون عاشق ہوا تھا۔ میں؟"

"جمال! تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا میں فادر جیکب کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر رہا ہوں۔"

"چور کا بھائی گرہ کٹ۔" جیکب نے تلملا کر کہا۔ "جھوٹ اور وہ بھی اس قدر سفید کہ اس تصدیق بھی ہو رہی ہے۔"

"دوسری شادی کر لینے میں بظاہر کوئی ہرج بھی نہیں ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے درخشاں سے پوچھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے جیکب کے بارے میں؟"

"کوئی ہرج نہیں بشرطیکہ جیکب بھائی بھی آمادہ ہوں۔" درخشاں نے معصومیت سے جواب دیا تو جیکب ہونٹ

ٹ کر چپ ہو گیا۔ پہلے بھی اس نے کبھی درخشاں کی کسی بات پر ناراض ہونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس وقت بھی وہ بات درگزر کرنے کے ارادے سے دوسری طرف کروٹ لینے کو پر تول رہا تھا کہ کیلاش نے اس کا بازو تھام لیا۔ نہایت سنجیدگی سے بولا۔ "بُری بات ہے فادر! درخشاں بھابی نے تم سے کچھ دریافت کیا تھا۔"

"بات میری اور درخشاں بھابی کی ہے۔ تمہارے پیٹ میں اس قدر مروڑ کیوں ہو رہی ہے؟" جیکب نے جھلا کر جواب دیا۔

"سمجھنے کی کوشش کرو میرے دوست! بات میرے پیٹ کے مروڑ کی نہیں، تمہارے مستقبل کی ہے اور جہاں تک میری رائے ہے میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ٹوکیلا بُری لڑکی نہیں۔" کیلاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ناریل کا پانی پلا کر کسی کا دل ٹھنڈا کرنا کوئی عیب تو نہیں۔"

"یہ ناریل کے پانی کا کیا قصّہ ہے؟" درخشاں نے دبی زبان میں پوچھا۔ مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ کیلاش کی باتوں نے اس کی پیشانی پر نمودار ہونے والی سلوٹوں کو ختم کر دیا تھا اور اب وہ جیکب کی جھلاہٹ سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ ٹوکیلا سیاحوں کو ناریل کا پانی پلا کر اپنا گزارا کرتی ہے اور اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔"

"شرم کی بات کا تم جیسے بے شرموں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔" جیکب نے کیلاش کو گھورتے ہوئے قدرے درشت لہجے میں کہا۔ "کیا تم اپنے بھگوان کی قسم کھا کر درخشاں بھابی کو بتاؤ گے کہ ٹوکیلا کو دیکھ کر کس کی رال ٹپکتی تھی؟"

"میری۔" کیلاش نے جھجکے بغیر جواب دیا پھر ایک سرد آہ بھر کر بولا۔ "دوستی ایک مقدس رشتے کا نام ہے میرے دوست! اور اسی جذبے کے تحت میں اس چاندنی رات کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ ٹوکیلا سے میں تمہارے حق میں دستبردار ہوتا ہوں۔"

"ہم..... میں لعنت بھیجتا ہوں ٹوکیلا پر۔"

"یہ تمہارا فعل ہے۔ میں اپنے قول پر قائم رہوں گا۔" کیلاش نے اس قدر بے ساختگی سے جملہ ادا کیا کہ خود جیکب بھی اپنی مسکراہٹ نہ روک سکا۔

"میں سمجھ گئی۔" درخشاں نے جیکب کی دلجوئی کی خاطر سنجیدگی سے کہا۔ "ٹوکیلا کا چور کیلاش جی کے من میں چھپا بیٹھا ہے اور بلاوجہ ہمارے جیکب بھائی کو پریشان کیا جا رہا ہے۔"

"ربِ عظیم آپ پر اپنی رحمتوں کا سایہ قائم رکھے۔ اب آپ نے سچ بات کہی ہے۔"

"چلو ٹوکیلا کے سلسلے میں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ لڑکی مجھے بے حد معصوم اور سادہ لوح لگی تھی لیکن تم رُوپا کے سلسلے میں کیا کہو گے؟"

"وہ مکروہ عورت بھی تم دونوں کے دماغ کا خلل تھی۔" جیکب پھر بتھے سے اکھڑنے لگا۔ میری طرف دیکھ کر بولا۔ "کیا یہ جھوٹ ہے کہ رُوپا کا تعلق تم دونوں کی ذات سے تھا اور تم لوگوں نے اس نجس عورت کو مجھ سے نتھی کرنے کی کوشش کی تھی؟"

"تم چاہتے تو اشنان کرا کے اس کی نجاست دور کی جا سکتی تھی۔" کیلاش نے برجستہ کہا تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی ہنسی پر قابو نہ پا سکا۔ جیکب نے مسکراتے ہوئے جلدی سے دوسری طرف کروٹ لے لی۔ کیلاش بڑی معصومیت سے آسمان پر چٹکی چاندنی دیکھنے لگا۔ میں نے درخشاں کی طرف دیکھا۔ وہ کیلاش کے جملے پر ابھی تک مُنہ دبائے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش میں مصروف تھی۔

نصف رات گئے تک ہم اسی طرح خوش گپیوں میں مصروف رہے پھر ہماری آنکھ لگ گئی، ہم کتنی دیر تک سو سکے مجھے اس کا کوئی اندازہ نہیں البتہ اتنا ضرور یاد ہے کہ دوسری بار جب میری آنکھ کھلی تو میں نے کیلاش کو کراہتے سنا، کسی فوری خطرے کے پیشِ نظر میں ہڑبڑا کر اُٹھا لیکن اسی لمحے کوئی سخت سی شے میری پشت پر جما دی گئی اور ایک سرد آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

"اگر تم نے کوئی حماقت کرنے کی کوشش کی تو تمہارا جسم بے دریغ گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔"

میں کچی نیند سے بیدار ہوا تھا اس لیے میں نے خطرے کا احساس ہوتے ہی دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا دیے پھر حالات کا جائزہ لینے لگا۔ جیکب اور درخشاں مجھے آس پاس کہیں نظر نہ آئے۔ کیلاش ایک سیاہ فام حبشی کے بازوؤں پر جھولتا نظر آیا۔ غالباً میرے دشمنوں نے اس کو قابو کرنے کے لیے اس کے سر پر کوئی کاری ضرب لگائی تھی اور وہ کراہ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ قبل اس کے کہ میں پوری طرح معاملے کی نوعیت سمجھ پاتا میری پشت پر موجود شخص نے جو لب و لہجے سے کوئی انگریز معلوم ہوتا تھا اپنے سیاہ فام ساتھی کو کرخت لہجے میں مخاطب کیا۔

"اسے بھی لے جا کر موٹر بوٹ میں ڈال دو، لیکن آنکھیں کھلی رکھنا، اگر کوئی فرار ہو گیا تو اس کا انجام خطرناک ہو گا، تمہیں شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ باس کی ڈکشنری میں معافی کا کوئی لفظ نہیں ہے۔"

سیاہ فام حبشی نے جس کی آنکھیں بے حد چمکیلی تھیں اور جو قد و قامت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے بہت زیادہ طاقتور اور بے رحم نظر آ رہا تھا اثبات میں سر کو جنبش دی۔ کیلاش کے بے ہوش جسم کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر اپنے کندھے پر

ڈالا اور پہاڑی کی اس سمت قدم اٹھانے لگا جدھر کھلا سمندر تھا۔

اپنے قارئین کی معلومات کے لیے میں یہاں یہ واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بھوری پہاڑی کا محل وقوع کچھ اس قسم کا تھا کہ اس کا دو تہائی حصہ اورو فینا قبیلے کی جانب تھا جس کے درمیان سمندری جھیل واقع تھی اور باقی حصہ کھلے سمندر سے ملتا تھا۔ ہمارے دشمن یقینی طور پر کھلے سمندر کی جانب سے آئے تھے جس کا اندازہ مجھے سیاہ فام حبشی کو ملنے والے حکم کے بعد ہوا۔ وہ کون تھے؟ اچانک بھوری پہاڑیوں تک کس طرح آ گئے؟ اور انہیں ہم سے کیا دشمنی تھی؟ میں ابھی ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ میرے نادیدہ دشمن نے جو میری پشت پر موجود تھا بڑے سفاک لہجے میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”کیا تم ہمیں اڈگر اور ابو ریاض کا پتا بتانا پسند کرو گے؟“

”مم.... میں....“

”ہم سے کسی رحم کی اُمید فضول ہو گی۔“ وہ کرخت اور سرد آواز میں بولا۔ ”اڈگر اور ابو ریاض کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو آزاد کر دیں گے۔ یہ مارٹن کا وعدہ ہے۔ دوسری صورت میں تمہاری موت بڑی عبرتناک ہو گی۔“

”میرے دوست! تمہیں یقیناً ہمارے بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”یقین کرو، ہم کسی اڈگر یا ابو ریاض سے واقف نہیں ہیں۔“

”پھر، تم لوگ اس ویران پہاڑی پر کیا کر رہے تھے؟“

”یہ ایک لمبی داستان ہے لیکن شاید....“

”مارٹن کو فرضی کہانی سُنا کر بہلانے کی کوشش فضول ہو گی۔“ اس نے پستول یا ریوالور کی نال میری پسلیوں میں چبھوتے ہوئے تیزی سے کہا۔ ”میں ہمیشہ دوٹوک فیصلہ کرنے کا عادی رہا ہوں۔ اڈگر اور ابو ریاض یا پھر اذیت ناک موت۔“

”میں بتا چکا ہوں کہ ہم کسی اڈگر.... آہ.... ہا.... ہا....“

پیچھے سے میرے سر پر جو ضرب لگائی گئی وہ اتنی شدید تھی کہ میرا جملہ حلق میں گھٹ کر کراہ میں تبدیل ہو گیا۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ اگر ایک مضبوط ہاتھ نے مجھے سہارا نہ دیا ہوتا تو میں کسی کٹے ہوئے تناور درخت کی مانند سنگلاخ چٹان پر گرا ہوتا۔

❀

میں کسی سخت اور ٹھوس شے پر پڑا تھا۔ ڈوبتے ذہن سے غنودگی کے بادل چھٹنے لگے تو کچھ عجیب سی کیفیت محسوس ہوئی۔ میرے جسم کا زیریں حصہ سرد محسوس ہو رہا تھا لیکن چہرہ اور سینہ جل رہا تھا۔ میں کچھ دگرگوں کیفیت سے دوچار رہا پھر مجھے یاد آیا۔ وہ کوئی سخت اور مضبوط چیز تھی جس کی اچانک اور بھرپور ضرب نے مجھے بیہوش کر دیا تھا۔ وہ کیلاش کو میرے سامنے لے گئے تھے لیکن جیکب اور درخشاں کا کیا بنا پتا نہیں وہ زندہ تھے یا نامعلوم دشمنوں کی بربریت کا نشانہ بن گئے تھے۔ وہ کچھ اجنبی لوگ تھے جو شاید اپنے جتھے سے ٹوٹے کسی اڈگر اور ابو ریاض نامی افراد کو تلاش کر رہے تھے اور ان کے کسی باس کی جانب سے انہیں یہی حکم ملا تھا کہ کسی کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کیا جائے لہٰذا میں بھی ان کی وحشت اور درندگی کا شکار ہو گیا۔

میری غنودگی بتدریج دور ہوتی گئی۔ کسی انجن کے چلنے کی آواز اور پانی کے شور نے مجھے باور کرایا کہ میں کسی موٹر بوٹ پر سفر کر رہا ہوں۔ مجھے یاد آیا ”مارٹن نامی شخص نے اپنے سیاہ فام حبشی ساتھی کو یہی حکم دیا تھا کہ کیلاش کو اٹھا کر موٹر بوٹ میں ڈال دیا جائے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے احوال جاننے کی خاطر خود کو پوری طرح بیدار کرنا چاہا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے مفرور ساتھیوں کا مددگار سمجھ رہے تھے تو سب کو ایک ساتھ ہی یرغمال بنایا گیا ہو گا۔ خدا جانے جیکب اور درخشاں پر کیا بیتی ہو۔

”میرا خیال ہے کہ اسے اب تک ہوش میں آ جانا چاہیے تھا۔“ مارٹن کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

”ہو سکتا ہے تمہارا ہاتھ زیادہ قوت سے پڑا ہو اور یہ....“

”حماقت کی باتیں کم کیا کرو۔“ مارٹن نے دوسرے بولنے والے کو سختی سے ڈانٹ دیا۔ ”اگر ایسا ہوتا تو اس کی نبض نہ چل رہی ہوتی۔“

”میں سرجن ہوں۔“ کیلاش کی آواز اُبھری۔ ”تم اگر میرے ہاتھ کھول دو تو میں اپنے ساتھی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر سکتا ہوں۔“

اور کیلاش کی آواز سننے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میرے ہاتھ بھی کلائی سے جکڑے ہوئے ہیں۔

”تم سرجن ہو؟“ مارٹن نے تیزی سے دریافت کیا۔ ”تمہارا نام؟“

”سرجن کیلاش۔“

”کہاں سے تعلق ہے؟“

”ہندوستان میں چتہ کوٹ کے قریب ایک بڑا قصبہ کردی کے نام سے مشہور ہے۔ میں وہاں کے سرکاری اسپتال میں سرجن رہ چکا ہوں اس کے بعد....“

”اس کے بعد ابو ریاض کی چرب زبانی نے تمہیں یقیناً سبز باغ دکھا کر شیشے میں اتار لیا ہو گا۔“ مارٹن کے لہجے میں گہرا طنز اور تلخی شامل تھی۔ ”میں جانتا ہوں کہ تم ہندوستان کے کالے لوگ عربوں کو اپنا دوست اور بھائی سمجھتے ہو۔“

”میں ایک بار پھر تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ابو ریاض کا نام میں پہلی بار تمہاری زبان سے سن رہا ہوں۔ تمہیں ہمارے سلسلے میں....“

”نہیں۔“ مارٹن گرج کر بولا۔ ”ہمیں کچھ یقین دلانے کی کوشش مت کرو۔ ہمارے پاس تفتیش اور چھان بین کے اپنے ذرائع ہوتے ہیں اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایک رات میں کروڑ پتی بننے کا خواب بڑے بڑے پارساؤں کو بھی ڈانواڈول کر دیتا ہے۔ کیوں فادر جیکب! کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟“

”ممکن ہے تمہارا تجربہ اپنی جگہ درست ہو لیکن ربِ عظیم کی قسم....“

”بکو مت۔“ مارٹن کے دوسرے ساتھی نے ڈپٹ کر سخت آواز میں کہا۔ ”ہم نے مصنوعی ڈاڑھیوں سے بھی ہیرے جواہرات برآمد ہوتے دیکھے ہیں۔“

”مقدس باپ ہمارے سروں پر اپنا سایہ قائم رکھے۔“ جیکب نے دبی زبان میں کہا۔

میں پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ موٹر بوٹ کے ہچکولے مجھے گراں گزر رہے تھے اس لیے میں نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں اور تب میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیلاش اور جیکب کے درمیان درخشاں بھی سہمی سمٹی بیٹھی نظر آ گئی پھر میں نے اپنے دشمنوں پر نظر ڈالی۔ وہ تعداد میں پانچ تھے ایک وہی سیاہ فام حبشی جس نے کیلاش کو بے بس کیا تھا، دوسرا مارٹن تھا۔ اکہرے بدن کا مالک ہونے کے باوجود اس کی عقابی نگاہیں اس کی سخت گیر طبیعت کی ترجمانی کر رہی تھیں۔ ریوالور ہاتھ میں لیے وہ درمیانی تختے پر نہایت اطمینان سے بیٹھا ہماری طرف دیکھ رہا تھا۔ سیاہ فام حبشی نے اپنے سیدھے ہاتھ میں اسٹین گن سنبھال رکھی تھی۔ وہ اپنے دوسرے ساتھی کے قریب انجن کے اوپری حصے پر بیٹھا ہوا تھا، تیسرا شخص جو موٹر بوٹ چلانے کا کام سرانجام دے رہا تھا پستہ قد اور گٹھے ہوئے جسم کا مالک تھا اور صورت شکل کے اعتبار سے پیشہ ور خلاصی نظر آ رہا تھا۔ اس کا نام لیسوزا تھا۔ چوتھی شخصیت روسیو ڈی جون کی تھی جو فرانسیسی باشندہ تھا اور پانچویں شخصیت درمیانے قد اور بھوری رنگت کے مالک پیٹر کی تھی۔ سیاہ فام کو مارٹن نے ایک بار ڈی۔ آر کے نام سے پکارا تھا، ممکن ہے وہ اس کے نام کا مخفف رہا ہو۔

مجھے ہوش میں آتا دیکھ کر سیاہ فام حبشی لپک کر میرے قریب آیا۔ چند ثانیے مجھے کسی ظالم قصاب کی طرح کینہ توز نگاہوں سے گھورتا رہا پھر اس نے ایک ہاتھ سے گھسیٹ کر مجھے کیلاش کے برابر بٹھا دیا۔ اس کے جسم میں بلا کی قوت تھی۔ میں نے اطراف کا جائزہ لیا۔ ہم کھلے سمندر میں سفر کر رہے تھے جہاں دُور دُور تک کسی دوسری موٹر بوٹ یا جہاز وغیرہ کا کوئی نام و نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔

میں نے سب سے پہلے اُن سے پانی طلب کیا، سورج کی بلندی دیکھ کر میں نے اندازہ لگا لیا کہ میری بیہوشی کی مدت آٹھ نَو گھنٹے سے کم نہیں تھی، میرا خیال تھا کہ وہ پیاس کی شدت کو میری کمزوری سمجھ کر فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ مارٹن کے اشارے پر روسیو ڈی جون نے آگے بڑھ کر تھرموس میرے مُنہ سے لگا دیا لیکن مجھے دو تین گھونٹ سے زیادہ نہیں لینے دیے۔ پھر اس نے درخشاں کو گھورتے ہوئے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔ ”سینوریتا! کیا تم پیاس نہیں محسوس کر رہیں؟“

”نہیں۔“ درخشاں نے رکھائی سے کہا۔

”انکار مت کرو۔ ہمارے پاس تمہیں پلانے کے لیے زیادہ فالتو پانی نہیں ہے اور ابھی ہمیں اپنے جہاز تک پہنچنے میں چوبیس گھنٹے اور لگیں گے۔“

”ڈی جون!“ مارٹن نے خشمگیں نظروں سے گھورا۔ ”کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ڈیوٹی پر بھٹکنے کی سزا کیا ہوتی ہے؟“

”ہم اس وقت جہاز پر نہیں ہیں موسیو!“ اس نے مارٹن کی طرف پلٹتے ہوئے بڑے ڈھیٹ انداز میں کہا۔ ”فرانس کے قمار خانے آج بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ ڈی جون نے جب چاہا کسی کے مُنہ کا نوالہ بھی جھپٹ لیا اور راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو ہمیشہ کے لیے فنش کر دیا۔ اگر یہ میری کمزوری نہ ہوتی تو شاید باس....“

”بکواس نہیں۔“ مارٹن تیزی سے بولا۔ ”میں تمہیں پہلے بھی تنبیہہ کر چکا ہوں کہ اجنبیوں کی موجودگی میں باس کا ذکر مت کیا کرو۔“

”سوری موسیو۔“ ڈی جون نے نہایت فرمانبرداری سے جواب دیا پھر جیکٹ کی اندرونی جیب سے شیشی نکال کر دو گھونٹ حلق کے نیچے اتارے اور بڑے اطمینان سے ایک

کونے میں بیٹھ کر درخشاں کو گھورنے لگا۔

"جمال!" کیلاش نے مجھے اور دفینا کی زبان میں مخاطب کرتے ہوئے سرگوشی کی۔" یہ لوگ اپنے دو ساتھیوں کی تلاش میں ہیں اور ہم پر شبہ کر رہے ہیں کہ ہم نے ان کے ساتھیوں کو چھپا رکھا ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے ان کے بارے میں؟"

"بظاہر یہ بدقماش ہی نظر آتے ہیں، ممکن ہے غیر قانونی تجارت کا کوئی چکر ہو۔"

"کیلاش! کیا انہوں نے درخشاں کے ساتھ کوئی بیہودگی تو نہیں کی؟"

"نہیں۔" مارٹن ان معاملات میں ڈیوٹی اور اصول کا پکا نظر آتا ہے لیکن ڈی جون....."

"خبردار۔" اچانک مارٹن کا لہجہ بے حد سرد اور سفاک ہو گیا۔" اگر تم نے کسی دوسری زبان میں بات کرنے کی کوشش کی تو مجھے مجبوراً تمہاری تعداد گھٹانا پڑے گی۔ اس طرح موٹر بوٹ کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔"

"تمہیں ہمارے بارے میں کیا شبہ ہے؟" میں نے مارٹن سے سوال کیا۔

سیاہ فام حبشی اپنی جگہ بیٹھا عقابی نظروں سے ہمارے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ ڈیسوزا بدستور موٹر بوٹ چلانے کا فرض انجام دے رہا تھا۔ پیٹر کی نظریں بھی ہماری جانب تھیں، وہ سب مسلح نظر آ رہے تھے۔ مارٹن نے میرا سوال نہایت خاموشی سے سنا پھر میرے ساتھیوں پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالتے ہوئے بولا۔" ہمیں اڈگر اور ابوریاض ہر قیمت پر درکار ہیں خواہ اس کے لیے ہمیں ہزاروں خون کیوں نہ کرنے پڑیں۔"

"ہماری زبان پر اعتبار کرو۔ ہم تمہارے ساتھیوں کو نہیں جانتے۔"

"مارٹن 'نہیں' سننے کا عادی نہیں۔ یا تو سیدھی طرح کھل جاؤ ورنہ......"

"نہیں موسیو! نہیں۔" ڈی جون نے شیشی نکال کر مزید دو گھونٹ لیتے ہوئے احتجاج کیا۔" اس بار تم لڑکی پر گولی نہیں چلاؤ گے۔ مادام جولیا کی موت آج بھی ڈی جون کو راتوں کو ڈسنے پر اکساتی رہتی ہے۔ وہ بے گناہ تھی۔"

مارٹن نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ کر ڈی جون کو تیز نظروں سے گھورا لیکن ڈی جون نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ اس کی نگاہیں بدستور درخشاں کے وجود پر پھسل رہی تھیں۔ میں ہونٹ چبا کر رہ گیا۔ اگر میرے ہاتھ کھلے ہوتے تو میں ربیک منہ میں رکھ کر انہیں ایسا مزہ چکھاتا کہ وہ تمام عمر یاد رکھتے۔

ربیک کے خیال کے ساتھ ہی میرے ذہن میں مجذوب کی انگشتری کا خیال بھی ابھرا۔ مجھے اوریگا کے وہ الفاظ بھی یاد آئے جو اس نے درخشاں کے بارے میں کہے تھے۔ اس نے یقین دلایا تھا کہ درخشاں لازوال قوتوں کی مالک ہے اور ہم دونوں مل کر ایک ایسی طاقت بن جائیں گے جو ناقابلِ تسخیر ہو گی۔ لیکن ابھی تک ہمیں اس کا کوئی تجربہ نہیں ہوا تھا۔

مجھے رفیقی اور جیکسن کا خیال آیا تو میری بوکھلاہٹ یکلخت کافور ہو گئی۔ مجذوب کی مقدس انگوٹھی کا کمال میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ سمورا اور اس کے سر پھرے ساتھیوں نے ہمیں سوتے میں بے بس کر دیا تھا لیکن بزرگ کی انگشتری نے میری آنند ولپوری کر دی۔ رسیوں کا جال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر میرے قدموں میں بکھر گیا تھا۔ ساگنا کی پیشانی سے ابلنے والا لہو میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ وہ طاقت یقیناً میری اپنی نہیں تھی جس نے ایک وزنی پتھر سے ساگنا کو نشانہ بنایا تھا۔

وہ جو پُراسرار قوتوں کے مالک تھے انہوں نے بھی مجھے بے پناہ قوتوں کا مالک بتایا تھا۔ اوریگا، جس کی دوربین نظریں دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتی تھیں وہ بھی لکڑی کی انگشتری کا بھید نہیں پا سکا تھا۔ میں چاہتا تو رفیقی کو بلا کر اپنے دشمنوں کی سرکوبی کا حکم دے سکتا تھا۔ جیکسن کے ذریعے معلوم کر سکتا تھا کہ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے ہمیں یرغمال بنا لیا تھا۔

ایک لمحے کو میرے دل میں یہ خیال ابھرا کہ رفیقی کو آواز دوں اور اسے حکم دوں کہ ڈی جون کو ہزاروں فٹ بلندی پر لے جا کر دور گہرے سمندر میں پھینک دے۔ وہ یقیناً مارٹن اور اس کے مجرم ساتھیوں کو میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا مگر میں نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی موت ہمارے لیے مزید دشواریاں پیدا کر سکتی تھی چنانچہ میں نے اس وقت تک کے لیے اپنا ارادہ ملتوی کرنے کا فیصلہ کر لیا جب تک ہم کسی جہاز یا جزیرے کے قریب نہ پہنچ جاتے۔ یہاں میں اپنی کوتاہی اور انسانی فطرت کا اعتراف بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے قارئین کے ذہن میں یقیناً یہ سوال پیدا ہو گا کہ جب رفیقی میرے دشمنوں کی موت کے سلسلے میں میرے احکام کی بجا آوری کر سکتا تھا تو میرے ایما پر وہ ہمیں کسی محفوظ جزیرے تک بھی پہنچا سکتا تھا۔ لیکن اس وقت اچانک حالات نے ہمیں جس انداز میں بے بس کیا تھا اس نے میری عقل بھی کسی حد تک خبط کر دی تھی بہرحال

...ب کی انگوٹھی اور رفیقی کے خیال نے مجھے بڑی حد تک
...وف اور دلیر بنا دیا تھا۔ میں نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی
...یں توڑنے کی کوشش یوں بھی نہیں کی کہ سیاہ فام حبشی مارٹن
...یٹر کے ہاتھوں میں دبے ہوئے خطرناک اسلحہ کا رخ ہماری
...ب تھا۔ ٹریگر پر انگلی کا ایک معمولی سا دباؤ بھی ہم میں سے کسی
...دناک موت کا سبب بن سکتا تھا۔ لیکن ایک بات میں نے
...لی تھی کہ ڈی جون کو اس کی گستاخی اور بیہودگی کی سزا ضرور
...گا۔

جیکب قسمت کی اس ستم ظریفی پر بری طرح پیچ و تاب کھا
...ا جس نے اسے بھوری پہاڑیوں سے نجات دلانے کے
...ب نئی آزمائش سے دوچار کر دیا تھا۔ کیلاش بنیادی طور پر
...ن تھا اس لیے موت اور زندگی کا کھیل اس کے لیے کچھ زیادہ
...ت نہیں رکھتا تھا لیکن اس وقت ہمیں جو صورتِ حال
...ن تھی اس نے کیلاش کو الجھا دیا تھا اور درخشاں۔ اس کے
...م چہرے پر خوف و دہشت کے ملے جلے تاثرات تھے۔
...ہمی ہوئی فاختہ کی مانند وہ جیکب اور کیلاش کے درمیان
...بیٹھی تھی۔

مارٹن کچھ دیر تک ڈی جون کی ڈھٹائی اور بے غیرتی پر
...ن پیستا رہا پھر مجھے گھورتے ہوئے کچھ توقف کے بعد بولا۔" تم
...بھی تک اپنا تعارف نہیں کرایا۔"

"میں بیرسٹر اور جاگیردار ہوں جمال اصغر۔" اس بار میں
...لے پروائی سے جواب دیا۔

"تمہارے دوستوں نے بھی یہی بتایا تھا۔" اس نے
...باری ہمارے چہروں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا پھر معنی خیز
...یں بولا۔" اچھی ٹیم ترتیب دی ہے تم لوگوں نے۔"

"کیا مطلب؟" میں چونکا۔

"ایک سرجن، دوسرا بیرسٹر، تیسرا مذہبی پیشوا اور چوتھی
...سین و جمیل عورت۔"

"میں مذہبی پیشوا نہیں صرف پادری ہوں۔ فادر جیکب۔"

"تم پادری ہونے کے ساتھ ساتھ اداکاری بھی خوب
...تے ہو۔" مارٹن نے بدستور معنی خیز لہجے میں کہا۔" قانون کی
...ں میں دھول جھونکنے کے سلسلے میں تمہاری اور بیرسٹر
...یثیت خاصی کارآمد ثابت ہوتی ہو گی۔ کیوں؟ میں غلط
...ں کہہ رہا؟"

"انجیل مقدس کی قسم۔ تمہاری بے سروپا باتیں میری سمجھ
...یں آ رہی ہیں۔" جیکب نے بیزاری سے جواب دیا تو
...کے تیور یکلخت خطرناک ہو گئے۔ کچھ دیر تک وہ قہر آلود

انداز میں ہمیں گھورتا رہا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔

"کیا تم شرافت سے ہمیں اڈگر اور ابوریاض کا پتا نہیں بتاؤ گے؟"

"ہم کسی اڈگر یا ابوریاض سے واقف نہیں۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"تمہیں شاید حالات کا علم نہیں ہے۔" مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔" پندرہ بیس لاکھ کا نقصان باس کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں رکھتا لیکن غداروں کو معاف کر دینا ہمارے اصول کے خلاف ہے۔ آج نہیں تو کل یا کچھ عرصے بعد وہ دونوں ہمارے رحم و کرم پر ہوں گے۔ ذرا سوچو، اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہو گی؟"

"تم ابھی تک غلط فہمی میں مبتلا ہو۔" کیلاش نے کہا۔" ہماری شخصیت سیاحوں کی ہے۔ ایک اتفاقی حادثے سے دوچار ہونے کے بعد ہمارا جہاز...."

"مختصر بات کرنے کی عادت ڈالو سرجن کیلاش!" مارٹن نے سرسراتی آواز میں کہا۔" تم ہمیں ان دونوں کا پتا بتا دو، ہم تمہارا نقصان پورا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔"

"ٹیم میں تمہاری اپنی کیا حیثیت ہے؟" میں نے اپنے ذہن میں ایک اسکیم مرتب کرتے ہوئے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مم.... میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا؟" مارٹن چونکا۔ میرے لب و لہجے کی اچانک تبدیلی نے موٹر بوٹ کے دوسرے لوگوں کو بھی چونکا کر دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہارے باس کی لغت میں معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔"

"ہاں۔ میں نے یہی کہا تھا لیکن...."

"میرا مطلب بہت واضح اور صاف ہے مسٹر مارٹن!" میں نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔" تم چونکہ اپنی پارٹی کے اہم رکن ہو اس لیے یہ بھی جانتے ہو گے کہ کسی بھی سودے بازی کے آخری فیصلے کا اختیار صرف اور صرف باس کو ہوتا ہے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن نائب ہونے کی حیثیت سے کچھ اختیارات مجھے بھی حاصل ہیں۔"

"ہو سکتا ہے تمہارا بیان درست ہو لیکن میں چھوٹے موٹے سودے کرنے کا عادی نہیں اس لیے معاملے کی گفتگو صرف تمہارے باس سے ہو گی۔"

"گویا، تم جانتے ہو کہ وہ دونوں اس وقت کہاں ہیں؟"

"اس کا جواب بھی ہم تمہارے باس کو دیں گے۔" میں نے بے پروائی کا مظاہرہ کیا پھر تیزی سے بولا۔" مسٹر مارٹن! کیا تم اب میرے ہاتھوں کی بندشیں کھولنے کی زحمت گوارا کرو گے یا

مجھے خود ہی تکلیف کرنا پڑے گی؟"
"نہیں۔" پیٹر نے سرد لہجے میں مجھے للکارا۔ "اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو میں بے دریغ گولی مار دوں گا۔"
"بہت خوب۔" میں بے پروائی سے مسکرایا پھر کنکھیوں سے مارٹن کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "اب میں کیا سمجھوں؟ اس وقت موٹر بوٹ کی کمان کس کے ہاتھ میں ہے اور اصل نائب کون ہے؟"
"پیٹر!" میرا تیر ضائع نہیں گیا۔ مارٹن نے اپنی بھوری رنگت والے ساتھی کو غصیلی نگاہوں سے دیکھا۔ "کیا تم میری اجازت کے بغیر گولی چلانے کی جسارت کر سکتے ہو؟"
"جہاز سے دور رہنے کی حالت میں ہمیں ہر لمحہ آنکھیں کھلی رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔" پیٹر نے تیزی سے جواب دیا۔
"کیا تم بھول گئے کہ میری حیثیت کیا ہے؟" مارٹن کا لہجہ سرد اور سفاک ہو گیا۔
"تم..... تم باس کے نائب ہو لیکن خطرے کی صورت میں....."
"شٹ اَپ۔" مارٹن چیخ اٹھا پھر اس نے سیاہ فام حبشی کو اشارہ کیا جو بدستور کسی آدم خور چیتے کی مانند اپنی جگہ محتاط، چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔
مارٹن کا اشارہ پا کر سیاہ فام حبشی نے اپنی اسٹین گن ڈیسوزا کے سامنے رکھ دی، اس نے انتہائی خاموشی اور سنجیدگی سے ہمارے قریب آ کر ہماری بندشیں کھولنا شروع کر دیں۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر وہ دوبارہ اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ اسٹین گن اٹھا کر وہ ایک بار پھر ہماری طرف محتاط نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کے تیور بتا رہے تھے کہ اگر ہم نے مارٹن کی دی ہوئی رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا خیال بھی کیا تو وہ پلک جھپکتے ہی ہمارے جسموں کو چھلنی کر دے گا۔
پیٹر نے حبشی کے کام میں کوئی مداخلت یا مارٹن کے اشارے پر احتجاج کرنے کی ہمت نہیں کی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اسے مارٹن کا وہ طرزِ عمل گراں گزرا ہے۔ دوسری طرف جیکب اور کیلاشں میرے طرزِ عمل پر حیران نظر آ رہے تھے البتہ درخشاں کا ردِّ عمل ان دونوں سے مختلف تھا، وہ ہاتھوں کی بندشیں کھل جانے کے بعد مطمئن نظر آ رہی تھی۔
"مجھے خوشی ہے مسٹر مارٹن! کہ تم نے مجھ پر اعتماد کیا اور ہماری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ دوسری صورت میں تمہارے فرشتے بھی اڈگر اور ابو ریاض کے سلسلے میں ہماری زبان نہیں کھلوا سکتے تھے۔"
"جمال!" جیکب نے اردو فینا کی زبان میں مجھے سرزنش کرنے کی کوشش کی۔ "اتنا بڑا اور سفید جھوٹ۔ خدا کے غض سے ڈرو۔"
مارٹن چونکا، سیاہ فام حبشی کی پیشانی بھی شکن آ ہو گئی لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے تیزی پلٹ کر جیکب کو انتہائی کرخت آواز میں تنبیہہ کی۔ "نہیں فا تم مجھے میرے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ ہمیں ا نقصان بہرحال پورا کرنا ہے اور آئندہ کے لیے اپنا فائد دیکھنا ہے۔ ایک بات اور، دوبارہ تم مجھے انگریزی کے ع کسی اور زبان میں مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کرو گ میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔"
جیکب کے علاوہ کیلاشں بھی مجھے حیرت سے گھ رنگا لیکن مارٹن اور اس کے ساتھی میرے برتاؤ سے کسی تک مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر قبل اس کے کہ مارٹن مجھ کوئی گفتگو کرتا میں نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔
"مائی ڈیئر مسٹر مارٹن! اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو دس پندرہ منٹ آرام کر لوں۔ تم نے تو شدید ضرب م سر پر لگائی تھی اس کا اثر ابھی تک برقرار ہے۔"
مارٹن میری حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لے رہا اس نے سر کی خفیف جنبش سے مجھے اجازت دی تو میر پاؤں پھیلا کر اپنا سر ہاتھوں میں ٹکا لیا اور آنکھیں بند کر مجھے وہ مہلت جیکسن سے حالات جاننے کے لیے درکار چنانچہ آنکھ بند کرتے ہی میں نے جیکسن کو یاد کیا اور اس اڈگر اور ابو ریاض کے علاوہ مارٹن اور اس کے گروہ کے با میں ضروری معلومات حاصل کرنے لگا۔
"تم نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" میں نے معلومات حاصل کرنے کے بعد جیکسن سے دریافت کیا۔
"آپ کی دعا ہے میرے عزیز! میں خیریت سے ہو
"تم نے کہا تھا کہ ہماری ملاقات جلد ہو گی لیکن تمہا پورا نہیں ہوا۔"
"میں نے امکانی بات کا اظہار کیا تھا۔ اس میں رُ کی پیشگوئی کو دخل نہیں تھا۔"
"جیکسن!" اچانک میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہیں ہنگارو کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے؟"
"کوئی اور بات کریں میرے عزیز!" جیکسن نے م جملے سے گھبرا کر بڑی عقیدت سے ہڈیوں کے اس پنجر پر پھیرتے ہوئے جواب دیا۔ "ہر وہ شے جو انسان کی سمجھ سے ہو اس کے بارے میں شبہات کا اظہار نہیں کرنا چاہیے"

ظیم قوت کا نام ہے۔ کیا جینی نے آپ کو اس کی روحانی ں کے بارے میں آگاہ نہیں کیا تھا؟"
"مجھے یاد ہے اور اسی لیے آج میں تمہاری اس عظیم قوت تحان لینا چاہتا ہوں۔"
جیکسن نے جواب نہیں دیا۔ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ ہٹ ابھر آئی۔ شاید وہ میرے جملے کی گہرائی نہیں پا سکا یں اس کی مسکراہٹ پر کبیدہ خاطر نہیں ہوا۔ ٹھوس لہجے لا۔ "پیارے جیکسن! کیا ہنگارو کی عظیم روح تمہارے ذریعے ر بتا سکتی ہے کہ سیکا، مقلوش، آرم با اور ہاہوگاما کا لب ہوتا ہے؟"
میری نگاہیں جیکسن کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ اور ریگا نے سرار الفاظ کے بارے میں غلط نہیں کہا تھا۔ میرا جملہ مکمل ی جیکسن کی ہنسی کافور ہو گئی۔ وہ یکدم پریشان ہو گیا۔ ہنگارو ھانچے پر اس نے اپنی گرفت اور مضبوط کر لی۔ خاموشی سے ی جانب پریشان اور خوفزدہ نظروں سے گھورنے لگا۔
"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا پیارے جیکسن!" نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔
"آپ کا خیال درست ہے میرے عزیز!" یکلخت اس ی آنکھوں میں جھلکتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں ں کے بارے میں کوئی تشریح نہیں کر سکوں گا۔ آپ اسے بہودی سمجھ لیں، البتہ میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ آپ کی ں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔"
"شاید اسی لیے میں اور میرے ساتھی اس وقت دشمنوں غے میں گھرے ہوئے ہیں۔" میں نے تلخ لہجہ اختیار کیا۔
"میں اسے قدرت کی ستم ظریفی کہوں گا میرے عزیز!" نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا پھر میری انگوٹھی کی دیکھتے ہوئے بولا۔ "ہتھیار پاس ہو لیکن انسان اس کے ل سے ناواقف ہو تو اسے حالات کی ستم ظریفی ہی کہیں گے۔"
"تمہارا اشارہ بزرگ کی انگشتری کی جانب ہے۔ کیوں؟" ہ ہو گیا۔
"میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"
"کیا تم اس کے استعمال سے واقف نہیں؟"
"نہیں میرے عزیز!" جیکسن نے جانے کیوں ایک سرد جواب دیا۔ "اور ریگا کی دور رس نگاہیں بھی بزرگ کے ی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکی تھیں لیکن میں اتنا ضرور ں کہ یہ انگوٹھی آپ کے لیے پارس پتھر اور کسوٹی سے ز ثابت ہو گی۔"
"کسوٹی سے تمہاری مراد کیا ہے؟"
"مقدس بزرگ کے زورِ بازو نے اس انگوٹھی کے گرد نور کا ایک ہالہ بنا دیا ہے اس لیے کوئی بھی گندی یا نجس قوت اس ہالے کے اندر نہیں داخل ہو سکے گی، اگر ایسا نہ ہوتا میرے عزیز! تو شاید....." وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تو میرا تجسس بڑھ گیا۔
"تم چپ کیوں ہو گئے؟"
"میری درخواست ہے میرے عزیز! کہ آپ اس انگوٹھی کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کریں۔ کچھ قوتیں اسے آپ کے پاس برداشت نہیں کرنا چاہتیں۔ جس دن یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے نکل گئی وقت کا بھنور آپ کو پوری طرح سمیٹ کر بے بس کر دے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت بظاہر آپ کے ہاتھ آج سے زیادہ مضبوط ہوں گے۔"
"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"
"مجھے افسوس ہے۔ اس سے زیادہ میں آپ کو بتا بھی نہیں سکتا۔"
"بتا نہیں سکتے یا گریز کر رہے ہو؟"
"میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا میرے عزیز! روحوں کی ایک حد مقرر ہوتی ہے، اس سے آگے وہ بھی پرواز سے قاصر ہوتی ہیں۔"
"آج تم الجھی الجھی باتیں کر رہے ہو، معمّوں کے اشاروں جیسی ذومعنی باتیں۔"
"میں مجبور ہوں میرے عزیز!"
"ہماری ملاقات کب ہو گی؟" میں نے موضوع بدل دیا۔
"ہم عنقریب ایک دوسرے سے ملیں گے اور پھر یہ خادم آپ کی نگاہوں کے سامنے ہو گا۔"
میں نے جیکسن کو رخصت کر دیا۔ میرا خیال تھا جیکسن ہنگارو کی روح کے ذریعے اور ریگا کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو "ڈی کوڈ" (DE-CODE) کرانے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ انگوٹھی کے بارے میں اس نے بھی اسی خدشے کا اظہار کیا کہ میرے دشمن اس کی برکتوں کے سائے سے مجھے محروم کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ سکی کہ انگوٹھی کے چلے جانے کے بعد میرے ہاتھ کس طرح زیادہ مضبوط ہو جائیں گے؟
میں اپنے خیالوں سے الجھتا رہا پھر میرے ذہن میں رفیقی کا جملہ ابھر آیا۔ اس نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ کبھی کبھی میں انگشتری کو چوم لیا کروں۔ خدا کے برگزیدہ بزرگ نے رفیقی کو

میری حفاظت اور نگرانی پر مامور کیا تھا۔ معاً میرے دل میں یہ خیال اُبھرا کہ رفیقی کو طلب کر کے اس سے حالات کے بارے میں دریافت کیا جائے۔ میں نے اسے یاد کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت پیٹر کی تلخ آواز میرے کانوں میں گونجی۔ وہ مارٹن سے کہہ رہا تھا۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ہمیں بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ یہ سب ہمارے رحم و کرم پر ہیں، اگر انہوں نے ہمیں الو بنانے کی کوشش کی تو ہم پلک جھپکتے ہی ان کے جسم چھلنی کر دیں گے اور پھر آبی جانور ان کا لذیذ گوشت کھا کر یقیناً ہمیں دعاؤں کا مستحق سمجھیں گے۔"

"میرے ساتھی نے تم سے کچھ دیر سستانے کی مہلت طلب کی تھی لیکن تم۔۔۔ کیلاش نے بولنا چاہا لیکن پیٹر جھلا گیا۔

"تم اپنی زبان بند رکھو۔" اس کے لہجے سے دشمنی اور حقارت کی بو آ رہی تھی۔ "دوبارہ ہمارے معاملے میں مداخلت سے گریز کرنا۔"

"باس کا یہ خیال درست ہے پیٹر! کہ تم ذہین بھی ہو اور گرم مزاج بھی لیکن جب حالات کی کڑیاں الجھی ہوئی ہوں تو انسان کو ٹھنڈے دل سے انہیں سلجھانے کی کوشش کرنا چاہیے۔" مارٹن نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ محض وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔" پیٹر کا لہجہ بدستور خشک تھا۔

"اگر یہ ثابت ہو جائے تو پھر تم کیا کرو گے؟"

"دور اندیشی کا تقاضہ یہی ہے کہ یا تو ہم ان کی زبانیں کھلوائیں یا پھر جہاز تک پہنچنے سے پیشتر انہیں ٹھکانے لگا دیں۔" پیٹر نے تیزی سے جواب دیا۔ "کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہمارا جہاز ان کی نظروں میں آ جائے اور ہمیں کچھ حاصل بھی نہ ہو؟"

پیٹر نے یقیناً بڑی دور اندیشی کی بات سوچی تھی۔ اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی اسی "لائن آف ایکشن (LINE OF ACTION)" پر عمل کرتا جو اس وقت پیٹر کے ذہن میں کلبلا رہا تھا۔ شاید اسی لیے مارٹن نے فوری طور پر اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے لیے اب آنکھیں کھول دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ میں نے رفیقی کو طلب کرنے کا ارادہ ترک کر کے آنکھیں کھول دیں اور پیٹر کو نفرت بھری نگاہوں سے گھورنے لگا۔ جیکسن سے گفتگو کے بعد مجھے یقین ہو گیا تھا کہ مارٹن اور اس کے ساتھی میرا اور درخشاں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔

"تم مجھے ایسی نظروں سے کیوں گھور رہے ہو؟" پیٹر غصے سے بولا۔ "اپنی نگاہیں نیچی رکھو ورنہ۔۔۔۔"

"تم ابھی طفلِ مکتب ہو پیٹر!" میں نے درشت لہجہ اختیار کیا۔ "مجھے تمہارے بچپنے پر غصہ بھی آ رہا ہے اور ہنسی بھی۔"

"مارٹن!" پیٹر آپے سے باہر ہو کر چلایا۔ "اس سے کہو اپنی گندی زبان بند کر لے ورنہ مجھے مجبوراً اسے خاموش کرنا پڑے گا۔"

"تمہارے فرشتے بھی ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔" میں نے جواباً گرج کر کہا۔ "کیا تم ہمیں مار کر اپنا کروڑوں کا نقصان برداشت کر سکو گے؟"

"کیا مطلب؟" مارٹن چونک اُٹھا۔

"تم نے صرف پندرہ بیس لاکھ کی بات کی تھی مائی ڈیئر مارٹن! لیکن میں جانتا ہوں کہ ان ہیروں اور جواہرات کی قیمت کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔" میں نے جیکسن سے حاصل کی ہوئی معلومات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "بولو! تم میری معلومات پر شبہ کر سکتے ہو؟"

"ہمیں واپس بھوری پہاڑیوں کی سمت چلنا چاہیے۔" [...] نے پھر ذہانت کا ثبوت دیا۔ "اڈگر اور ابوریاض کو پکڑنے کے بعد ہم باس کو زیادہ خوش کر سکتے ہیں۔"

"میں نے کہا تھا پیٹر! کہ تم ابھی طفلِ مکتب ہو۔" میں نے فوری طور پر دوسرا پانسہ پھینکا۔ "اگر اڈگر اور ابوریاض بھوری پہاڑیوں پر ہوتے تو میں ہیرے جواہرات اور اس کی مالیت کا اظہار کر کے حماقت کا ثبوت نہ دیتا۔ تمہیں یقین نہیں آتا تو بڑے شوق سے موٹر بوٹ کا رُخ موڑ لو۔ ہو سکتا ہے وقت برباد کرنے کے بعد تمہیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ بیرسٹر جمال اصغر تمہارے لیے کتنی اہمیت کا حامل ہے۔"

مارٹن اور سیاہ فام حبشی کی آنکھیں میرے چہرے پر گڑ گئیں۔ پیٹر کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ شاید اسے کروڑوں روپے مالیت کے ہیرے جواہرات سے زیادہ اپنی عزت پیاری تھی۔ ڈیسوزا گونگا بنا موٹر بوٹ کا اسٹیئرنگ سنبھالے رہا۔ بد ڈی جون کی گرفت ریوالور کے دستے پر مضبوط ہو گئی لیکن اس کی نگاہیں بدستور درخشاں پر جمی رہیں۔

کیلاش اور جیکب مجھے حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

"اگر وہ دونوں بھوری پہاڑیوں پر نہیں تو پھر کہاں ہیں؟" مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہیں ان کے فرار ہونے کا علم کس طرح ہوا اور یہ کہ ان کے قبضے میں کروڑوں کی مالیت کے ہیرے جواہرات ہیں؟"

"لاسلکی نظام بہت زیادہ ترقی کر گیا ہے مسٹر [...]

میں نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ہم اور تم جس کاروبار میں ملوث ہیں اس میں ہر قدم ایک سوچے سمجھے منصوبے اور طے شدہ اسکیم کے تحت اٹھایا جاتا ہے۔ ذرا اپنے ذہن پر زور دینے کی کوشش کرو۔ اڈگر اور ابوریاض نے پہلے کبھی فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔ کیوں؟ اس لیے کہ پہلے ان پر اتنا زیادہ اعتماد نہیں کیا گیا تھا۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

مارٹن میرا جواب سن کر ہونٹ چبانے لگا۔ جیکسن نے مجھے جو مختصر معلومات فراہم کی تھیں اس کے مطابق مارٹن اور اس کے گروہ کے افراد غیر قانونی تجارت میں ملوث تھے اور معقول معاوضے پر ہیرے جواہرات، افیون اور غیر ملکی راز ایک دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتے تھے۔ ان کا سرغنہ کون تھا یہ بات گروہ کے کسی فرد کو نہیں معلوم تھی۔

اڈگر اور ابوریاض کو اس گروہ میں شامل ہوئے تین سال گزر چکے تھے۔ وہ دونوں بے حد کارآمد اور وفادار تھے لیکن ایک موقع پر ساتھیوں کی موجودگی میں ایک معمولی سی غلطی پر ان کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا گیا جس نے ان دونوں کو ہم خیال اور باغی بنا دیا۔ انہوں نے طے کر لیا تھا کہ اپنے گمنام باس کو کوئی ایسا شدید نقصان پہنچائیں گے جو اسے تمام زندگی یاد رہے۔ وہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے پھر انہیں وہ موقع مل گیا۔ ایک ملک نے کروڑوں روپے کے ہیرے جواہرات طلب کیے اور یہ ذمے داری ابوریاض اور اڈگر کو سونپ دی گئی۔ جس گروہ کو مال دے کر روانہ کیا گیا وہ چار آدمیوں پر مشتمل تھا، ان کی کمان چونکہ اڈگر کے سپرد تھی اس لیے اس نے نہایت آرام سے اپنے باقی دونوں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور ابوریاض کے ہمراہ کسی جزیرے کی سمت نکل گیا۔ اس کی اطلاع گروہ کے سرغنہ کو تین روز بعد ملی چنانچہ اس نے مارٹن اور اس کے ساتھیوں کو یہ ذمے داری سونپی کہ دونوں کو ہر قیمت پر تلاش کیا جائے۔ جیکسن نے مجھے یہ بھی بتا دیا تھا کہ ان ہیرے اور جواہرات کی اسمگلنگ کے لیے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا گیا تھا کہ اگر وہ قانون کے ہاتھ لگ جاتے تو بھی مال برآمد نہیں ہو سکتا تھا۔ میں ان ہی معلومات کی بنا پر مارٹن اور اس کے ساتھیوں کو حیران کرنے میں مصروف تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم ہمارے گروہ کے بارے بہت کچھ جانتے ہو۔" پیٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔

"باس ایسے لوگوں کو برداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتا جو ہمارے کاروبار کے سلسلے میں کھوج لگانے کی کوشش کریں۔"

پیٹر نے سفاک انداز میں جواب دیا پھر مارٹن کو گھورتے ہوئے بولا۔ "اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"نہیں۔" مارٹن نے پیٹر کا اشارہ سمجھتے ہوئے تیزی سے ہاتھ اٹھایا۔ "تم کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرو گے۔ ڈی، آر! تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

آخری جملہ سیاہ فام حبشی کو مخاطب کر کے کہا گیا۔ میں نے اپنی توجہ ڈی آر کی جانب مبذول کر دی جس کی نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں اس بات کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام نہیں لوں گا کہ وہ سیاہ فام حبشی حیرت انگیز قوتِ برداشت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت زیرک اور ہوشیار بھی تھا۔ جس انداز میں مارٹن نے اس سے مشورہ طلب کیا اس سے بھی صاف ظاہر تھا کہ مارٹن کے بعد اس وقت موٹر بوٹ پر اسی کو اہمیت حاصل تھی۔

حبشی نے مارٹن کی بات کا فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ بڑی گہری نگاہوں سے مجھے گھورتا رہا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔

"میرا مشورہ ہے کہ ان کا فیصلہ باس پر چھوڑ دینا چاہیے۔"

"میں بھی تائید کرتا ہوں لیکن اتنی بھیڑ کی کیا ضرورت ہے؟" پیٹر نے مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہم اپنے ساتھ صرف ایک اہم آدمی بھی لے جا سکتے ہیں۔ باقی لوگوں کا قصہ پاک کر دینا زیادہ مناسب ہوگا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ یہ فیصلہ بھی باس پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ کسے اہم سمجھتا ہے اور۔۔۔۔"

"گروہ میں میری بھی کوئی حیثیت ہے۔" پیٹر سیاہ فام حبشی کی طرف پلٹ پڑا۔ "تم ہر معاملے میں میری بات کی۔۔۔۔"

"نہیں پیٹر! نہیں۔" حبشی نے بجلی کی طرح تڑپ کر اسٹین گن کا رُخ پیٹر کی جانب کیا پھر نہایت ٹھہرے ہوئے لیکن سفاک لہجے میں بولا۔ "تم ڈی آر سے اونچی آواز میں بولنے کی کوشش مت کرو۔ میری حیثیت کیا ہے، یہ تم بھی جانتے ہو۔ باس نے مجھے خون کی ہولی کھیلنے کی کھلی اجازت دے رکھی ہے اور میں باس کے سوا کسی اور کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔"

پیٹر کو شاید اپنی جلد بازی اور حبشی کی حیثیت کا احساس ہو گیا۔ اس نے اپنی توجہ جلدی سے مارٹن کی جانب مبذول کر لی۔

"میری ذاتی رائے بھی یہی ہے۔" مارٹن فیصلہ کن آواز میں بولا۔ "ہم انہیں باس کے سامنے پیش کرنے کے بعد ہی کوئی عمل کریں گے۔"

"تم نے عقلمندی کا فیصلہ کیا ہے مارٹن! اس لیے کہ ابھی تمہیں میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوا کہ میں کون ہوں؟ ہو

سکتا ہے کہ میں ہی....." میں نے دیدہ و دانستہ اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا۔ "مجھے مایوسی نہیں ہوئی مارٹن کے علاوہ سیاہ فام حبشی بھی چونک اٹھا۔

"بکواس مت کرو۔" پیٹر نے مارٹن اور حبشی کا غصہ مجھ پر اتارنے کی کوشش کی۔ "اب اگر تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو.... مم.... آہ.... ہا...."

پیٹر نے اپنا ریوالور بلند کرنے کی کوشش کی، ممکن ہے اس کا ارادہ محض مجھے خوفزدہ کرنے کا ہو لیکن میں نے پل بھر میں ایک فیصلہ کر لیا، کسی آدم خور چیتے کی سی پھرتی سے میں نے اپنا رُخ تبدیل کر کے جست لگائی پھر میری لات اتنی تیزی سے گھومی کہ پیٹر کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سمندر میں جا گرا اور خود پیٹر لڑکھڑاتا ہوا ڈیسوزا سے ٹکرا کر دوسری جانب الٹ گیا۔ اس کے ہونٹ پھٹ گئے تھے۔ خون کو اپنے چہرے پر محسوس کر کے وہ دیوانہ ہو گیا۔ تیزی سے قلابازی کھا کر اپنے قدموں پر دوبارہ کھڑا ہوا لیکن قبل اس کے وہ کوئی جوابی کارروائی کرتا مارٹن لپک کر درمیان میں آگیا۔

"ہٹ جاؤ میرے راستے سے۔" پیٹر خونخوار آواز میں چلایا۔ "میں اس کا خون کر دوں گا۔"

"ہوش میں آؤ پیٹر! بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"نہیں، میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

پیٹر، مارٹن سے الجھ گیا۔ اس کے سر پر خون سوار تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ڈیسوزا اور رومیوڈی جون کے لیے بھی حیرت انگیز ہی ثابت ہوا، سیاہ فام حبشی مارٹن کا اشارہ پا کر کسی تیندوے کی طرح جھپٹا پھر اس نے محض چند لمحوں میں پیٹر کو بے بس کر کے اس طرح رسیوں میں جکڑ کر نیچے تختے پر ڈھیر کر دیا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے سے بھی قاصر تھا۔

پیٹر کی زبان سے مارٹن اور سیاہ فام حبشی کی شان میں مغلظات اور انتہائی فحش گالیاں نکل رہی تھیں لیکن مارٹن نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ حبشی نہایت اطمینان سے اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ رومیوڈی جون اس وقت بھی درخشاں کو دیکھنے میں مصروف تھا، شاید اسے دوسری باتوں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

میں نے ایک نگاہ مارٹن پر ڈالی پھر پلٹ کر اپنی نشست پر براجمان ہو گیا۔ مجھے خود بھی اپنے طرزِ عمل پر تعجب ہو رہا تھا۔ میں نے پیٹر پر اچانک حملہ کرنے میں جس پھرتی کا مظاہرہ کیا گو اس میں میرے ارادے کو بھی دخل تھا لیکن اس ارادے کے پیچھے کون سی قوت کارفرما تھی میں اسے کوئی نام نہیں دے سکتا۔ بہرحال جیکسن کی معلومات سے میں نے جس انداز میں فائدہ اٹھایا اس نے میرے دشمنوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ مارٹن مجھے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا ان میں تجسس اور غصے کی ملی جلی کیفیت شامل تھی۔

"جمال!" کیلاش نے سرگوشی کی۔ "میں تمہیں آئندہ محتاط رہنے کا مشورہ دوں گا۔"

"نہیں۔" میں نے بلند آواز میں جواب دیا۔ "اب ہمارے درمیان اس وقت تک کوئی گفتگو نہیں ہوگی جب تک ہم سی ہاک (SEA HAWK) پر نہیں پہنچ جاتے۔ اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔"

سیاہ فام حبشی کی آنکھیں حیرت انگیز انداز میں چمکنے لگیں۔ اس بار مارٹن کے علاوہ ڈی جون بھی چونکا تھا۔ شاید اس لیے کہ میں نے اس جہاز کا نام لے دیا تھا جس پر ڈیسوزا کی اطلاع کے مطابق ہم چوبیس گھنٹے بعد پہنچنے والے تھے۔ میں نے مارٹن کو مزید الجھانے کی خاطر اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی پھر نہایت اطمینان سے آنکھیں بند کر لیں۔

*

شام تک ہم کھلے سمندر میں سفر کرتے رہے۔ ہمارے درمیان گفتگو کا سلسلہ بالکل ختم ہو چکا تھا۔ ایک بار جیکب نے پانی مانگا اس کو پانی دے دیا گیا۔

مارٹن اور اس کے ساتھی شاید مجھے اپنا نادیدہ باس سمجھ کر خاموش تھے لیکن وہ غافل نہیں تھے اپنی اپنی جگہ بے حد محتاط نظر آتے تھے۔ رومیوڈی جون کی بیہودگی کچھ کم ہو گئی مگر کبھی کبھی وہ دزدیدہ نظروں سے درخشاں کی جانب دیکھنے لگتا۔ وہ سب میری شخصیت کو سمجھنے اور بے نقاب کرنے کی اُدھیڑ بن میں نظر آرہے تھے لیکن سیاہ فام حبشی اس وقت بھی تمام فکروں سے بے نیاز نظر آرہا تھا شاید اسے مرنے اور مارنے کے سوا کسی اور کام سے کوئی غرض نہیں تھی۔

پیٹر کچھ دیر تک گالیاں بکتا رہا پھر تھک ہار کر خود ہی نڈھال ہو گیا۔ شام کو جب مارٹن نے کِٹ بیگ سے چائے کا تھرمس اور بسکٹ کے پیکٹ نکالے تو پیٹر کے ہاتھ پیر کھول دیے گئے۔ میرا خیال تھا کہ آزادی میسر آتے ہی وہ سب سے پہلے ڈی آر کو ختم کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اس کے چہرے سے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ تمام پُرانی باتیں فراموش کر چکا ہو۔ مارٹن نے اسے کِٹ بیگ ہی سے دوسرا ریوالور نکال کر دے دیا جسے پیٹر نے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا، اس کے راؤنڈ چیک کیے پھر نہایت بے پروائی سے انگلی میں پھنسا کر اسے تیز تیز دائرے کی صورت میں گھمانے لگا۔ میں اس کی حرکت

کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔ ممکن تھا وہ اپنی اس حرکت سے ہمیں مرعوب کرنے کا خواہشمند رہا ہو یا پھر اپنے غصے کو تسکین پہنچانے کی خاطر بلا مقصد ایک شغل میں مشغول ہو گیا ہو۔

تھرمس کھولنے کے بعد مارٹن نے بیگ سے پلاسٹک کے بیکر نما ڈونگے نکالے اور سب کو چائے تقسیم کرنے لگا۔ مجھے اس کی وہ مہمان نوازی بھی کچھ عجیب لگی۔ باس کا نائب ہونے کی حیثیت سے وہ چائے کی تقسیم کا کام اپنے کسی ساتھی سے بھی لے سکتا تھا لیکن اس نے خود ہی باری باری ہر ایک کو چائے دینا شروع کر دی۔ پہلا ڈونگا پیٹر کے حصے میں آیا۔ شاید اس طرح مارٹن اسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ وہ گزری ہوئی باتوں کو بھول چکا ہے۔ پیٹر ڈونگا لے کر مسکرایا پھر چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ مارٹن کے ساتھیوں کے علاوہ ہم نے بھی خاموشی سے چائے پینا شروع کر دی۔ تقریباً دس گیارہ گھنٹے کے اکتا دینے والے سفر نے ہمارے اعصاب کو بوجھل کر دیا تھا۔ چائے کے پہلے ہی گھونٹ سے مجھے تقویت کا احساس ہوا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا وہ ابھی تک کسی سوچ میں مبتلا تھے۔ ساتھ ساتھ چائے کا گھونٹ بھی لے رہے تھے لیکن درخشاں۔ اس نے ابھی تک ڈونگے کو منہ سے نہیں لگایا تھا۔ ایک عورت ہونے کی وجہ سے شاید گزرے ہوئے پریشان کن لمحات نے اس کے اعصاب پر گہرا اثر کیا تھا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس وقت اسے چائے سے زیادہ کچھ دیر آرام کی شدید ضرورت تھی۔

موٹر بوٹ اتنی بڑی نہیں تھی کہ ہم کھل کر بیٹھ سکتے۔ درخشاں نچلے تختوں پر بھی نہیں لیٹ سکتی تھی۔ میں کچھ دیر تک اس کے چہرے پر تھکن اور تفکرات کے ملے جُلے تاثرات دیکھتا رہا پھر آہستہ سے پوچھا۔

"درخشاں! کیا تم تکان محسوس کر رہی ہو؟"

وہ میری بات سن کر اس طرح چونکی جیسے کچی نیند سے بیدار ہوئی ہو یا میری آواز نے اس کے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا ہو۔ میری جانب اس نے جن نظروں سے دیکھا ان میں بے پناہ شگفتگی اور تازگی تھی۔ تھکن یا اعصابی دباؤ کا دُور دُور تک کوئی سراغ نہیں تھا۔ میرا دل چاہا کیلاش سے اپنی جگہ تبدیل کر لوں۔ مجھے یقین تھا کہ میرے قرب کا احساس اس پر خوشگوار اثر مرتب کرے گا۔ خود مجھے بھی اس کی دوری شاق گزر رہی تھی لیکن میں نے اپنی خواہش کا گلا گھونٹ دیا، حالات کے پیشِ نظر ہماری ایک معمولی سی لغزش بھی بنا بنایا کھیل بگاڑ سکتی تھی۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟" میں نے اپنا سوال دُہرایا۔

"تمہارا اندازہ غلط ہے۔ میں اپنے خیالوں میں گم تھی اس لیے شاید تم نے...."

درخشاں کے لب و لہجے سے پیار و محبت کی چاشنی ٹپک رہی تھی، میں نے اُسے ٹوکتے ہوئے کہا۔ "تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

"مجھے چائے کی مطلق خواہش نہیں۔" وہ بے پروائی سے مسکرائی پھر قبل اس کے کہ میں اصرار کرتا درخشاں نے اپنا ہاتھ گھمایا اور چائے کو ڈونگے سمیت سمندر کی لہروں پر اچھال دیا۔

مارٹن کی نگاہوں کے زاویے بدل گئے۔ سیاہ فام حبشی کی خوفناک نگاہوں میں بھی غصے کی شدید کیفیت نمودار ہونے لگی۔ درخشاں کی حرکت نے میرے دشمنوں کے اعصاب میں ایک بار پھر تناؤ پیدا کر دیا تھا۔ ان کے تیور بدل رہے تھے۔

"تم نے یہ کیا حرکت کی؟" میں نے درخشاں کو موقع کی نزاکت کا احساس دلانے کی خاطر قدرے خشک اور درشت لہجہ اختیار کیا۔

"مجھے افسوس ہے لیکن...." درخشاں نے کچھ کہنا چاہا لیکن پیٹر نے اس کی بات کاٹ دی۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا مادام درخشاں!" اس نے مارٹن کو جلانے کی خاطر بڑے پُراخلاق انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "باس، اگر کروڑوں کا نقصان برداشت کر سکتا ہے تو بھلا اس کی نظروں میں پلاسٹک کے ایک حقیر ڈونگے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔" پھر وہ یکدم میری طرف پلٹ کر بولا۔ "کیوں مسٹر جمال! کیا میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کہی؟"

"بات نقصان یا فائدے کی نہیں، اصول بہرحال اصول ہوتا ہے۔"

"پھر آپ مادام درخشاں کے لیے کیا سزا تجویز کرتے

ہیں؟" پیٹر کے لہجے میں خنجر کی کاٹ تھی۔ میں چونکا۔ فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال اُبھرا کہ پیٹر مارٹن پر طنز نہیں کر رہا بلکہ اس بہانے میری شخصیت بے نقاب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شاید وہ اپنے ساتھیوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہتا تھا کہ میں وہ نہیں جو وہ لوگ سمجھ رہے تھے۔

پیٹر کے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی مارٹن اور اس کے ساتھیوں کی نگاہیں بھی میرے چہرے پر مرکوز ہو گئیں۔ میرے لیے وہ لمحہ بڑی آزمائش کا تھا۔ میں ایک پل کے لیے گھبرا سا گیا لیکن دوسرے ہی لمحے میرے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ اُبھر آئی۔ ابھی میری جھولی میں جیکسن کی فراہم کردہ معلومات کا کچھ ذخیرہ باقی تھا چنانچہ میں نے پیٹر کو گھور کر دیکھا پھر سپاٹ آواز میں بولا۔ "میں تمہاری باتوں کا مقصد سمجھ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں کو کیا باور کرانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"آپ خواہ مخواہ بات کو طول دے رہے ہیں جناب! میں نے تو یوں ہی مذاق میں ایک بات کہہ دی تھی۔" پیٹر شانے اُچکاتے ہوئے بولا۔

"گروہ میں تمہاری شمولیت کو بہت زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔" میں نے پیٹر کو چھیڑ دیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" پیٹر یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ میں چاہتا بھی یہی تھا کہ اس کو غصہ دلا کر دوبارہ اس کے ساتھیوں سے اُلجھا دوں۔

"مجھے یقین تھا کہ میری بات سن کر تم پھر غیر مہذب ہو جاؤ گے۔"

"کیا تم اپنی زبان بند نہیں کرو گے....." اس کی گرفت ریوالور کے دستے پر مضبوط ہو گئی۔ تیور بتدریج خطرناک ہوتے جا رہے تھے۔

"میں نے بھی یہی مشورہ دیا تھا لیکن پہل تمہاری جانب سے ہوئی ہے۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟" مارٹن نے سوال کیا۔ اس کا لہجہ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ابھی تک میری شخصیت کے بارے میں کوئی آخری اور حتمی فیصلہ نہیں کر سکا البتہ مجھے مرعوب کرنے اور میری زبان کھلوانے کی خاطر اس نے اپنی پیشانی پر کچھ سلوٹیں ضرور پیدا کر لی تھیں۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔ "کیا تم ابھی تک ڈھلمل حالتوں اور ذہنی طور پر متضاد کیفیتوں کا شکار نہیں ہو؟"

"اپنی زبان قابو میں رکھو مسٹر!" مارٹن کے تیور بدل گئے۔ "تمہاری چرب زبانی نے مجھے اُلجھا ضرور دیا تھا لیکن....." وہ خاموش ہو کر بڑے غصے کی حالت میں اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگا۔

"لیکن کیا؟ تم چپ کیوں ہو گئے ہو؟"

"تمہارا کوڈ کیا ہے؟" مارٹن نے اس بار میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد لہجہ اختیار کیا۔

میرے پاس مارٹن کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ اس نے کمال ہوشیاری سے بساط پلٹ دی تھی۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اس کے اور گروہ کے باس کے درمیان کوئی ایسا تعارفی کوڈ یا اشارہ ضرور طے ہوگا جو غیر یقینی حالات میں ایک دوسرے کی شناخت کرا سکے۔ مجھے پہلے اس بات کا خیال ہوتا تو جیکسن سے اس ضمن میں بھی ضرور دریافت کر لیتا۔

"کس سوچ میں گم ہو؟" مارٹن گرج کر بولا۔ "اگر تم ہمارے اپنے ہو تو اپنا کوڈ بتاؤ ورنہ ہمیں مجبوراً تمہارے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا پڑے گا۔"

"سوری۔" میں نے سنبھالا لینے کی کوشش کی۔ "میں دوسروں کی موجودگی میں اپنا کوڈ نہیں بتا سکتا۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"ہاں۔" میں نے جلدی سے اپنے سوچے ہوئے منصوبے پر عمل کر ڈالا۔ "وہ کوڈ جو ہمارے درمیان طے ہے وہ کسی تیسرے کے علم میں نہیں آنا چاہیے ورنہ ہمیں اپنا سیٹ اپ نئے سرے سے ترتیب دینا ہوگا۔"

مارٹن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میری بات نے اسے ایک بار پھر اُلجھا دیا۔ کچھ دیر تک وہ اپنی جگہ خاموش بیٹھا میرے چہرے کے تاثرات پڑھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سرسراتی آواز میں بولا۔ "ٹھیک ہے۔ میں تمہارے قریب آتا ہوں۔ تم وہ کوڈ میرے کان میں کہہ دو۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" میں نے بظاہر بے پروائی کا مظاہرہ کیا لیکن جب مارٹن نے اپنے قدم آگے بڑھائے تو میری حالت دگرگوں ہونے لگی۔ آنے والا لمحہ ہمارے حق میں کیا فیصلہ کرنے والا تھا اس کا مجھے مطلق کوئی علم نہیں تھا۔

مارٹن دو قدم اور آگے بڑھ کر میرے بالکل قریب آ گیا۔ اس کی اُنگلیاں جونک کی طرح آٹومیٹک ریوالور کے دستے اور ٹریگر پر جمی ہوئی تھیں۔ میری ایک معمولی سی غلطی میرے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اُتارنے میں بہت کافی ثابت ہوتی لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ ابھی میرے جسم پر مجذوب کی انگشتری اور جینی کا دیا ہوا اربیک کا تحفہ باقی تھا۔ میں نے فوری طور پر خود کو حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کیا پھر مارٹن کو گھورتا ہوا اُٹھا۔

"میرا خیال تھا کہ میں نے جو اشارے تمہیں دیے ہیں وہی تمہارے لیے کافی ہوں گے۔"

"نہیں۔" مارٹن سنجیدگی سے بولا۔ "تم نے جو باتیں کی ہیں وہ ہمارے جیسے کاروبار میں ملوث کوئی آدمی بھی کر سکتا ہے۔"

"یہ بات تم پہلے بھی سوچ سکتے تھے۔" میں نے اسے حقارت سے گھورا۔

"اب بھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا۔"

"اگر میں کوڈ دُہرانے سے انکار کر دوں تو؟"

"تو پھر تمہارا فیصلہ میرے ساتھیوں کی مرضی سے ہوگا۔"

"تم نے کہا تھا کہ تمہیں گروہ میں نائب کی حیثیت حاصل ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا لیکن تم نے اپنی باتوں سے ہمارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے تمہاری زندگی اور موت کا انحصار اب میرے دوستوں کے مشورے پر ہوگا۔ یہ مارٹن کا آخری فیصلہ ہے۔"

"سوچ لو۔ ہماری موت کے بعد تم اڈگر اور ابو ریاض کی گرد کو بھی نہ پا سکو گے اور شاید تمہارا باس اتنا بڑا نقصان نہ برداشت کر سکے۔"

"یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے تم فکر مت کرو۔"

"ایک بار پھر غور کر لو مارٹن!" میں نے بدستور سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تم نے آج تک اپنے باس کی شکل نہیں دیکھی، تمہیں جو احکامات موصول ہوتے ہیں وہ برقی اور لاسلکی نظام کے ذریعے موصول ہوتے ہیں۔"

"تم وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" مارٹن ہونٹ چباتے ہوئے سفاک لہجے میں بولا۔ "کوڈ یا موت۔ دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لو۔"

"کوڈ۔" میں نے الفاظ چباتے ہوئے کہا۔ "کان قریب لاؤ لیکن اتنا یاد رکھنا کہ تمہیں بعد میں پچھتانا پڑے گا۔"

مارٹن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مشکوک نظروں سے گھورتا ہوا اپنا چہرہ میرے قریب لے آیا۔ ایسا کرتے ہوئے اسے اپنی نگاہوں کے زاویے بھی بدلنا پڑے۔ مجھے اسی ایک لمحے کی تلاش تھی۔ موت کو سر پر منڈلاتا دیکھ کر میں نے زندگی کا جوا کھیلنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مجھے مایوسی نہیں ہوئی۔ مارٹن کی نظر چوکتے ہی میں نے گھٹنے کی ایک شدید ضرب اس کے پیٹ میں لگائی۔ وہ کراہ کر جھکا اور میں نے پلک جھپکتے میں اس کا ریوالور اپنے قبضے میں کر لیا۔ میں نے مارٹن کو ڈھال بنا کر اس کے ساتھیوں کو اپنے حکم پر چلانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ میرے اُلٹے ہاتھ کا حلقہ برق رفتاری سے اس کی گردن پر تنگ ہونے لگا لیکن سیاہ فام حبشی جو موقع کی نزاکت بھانپ چکا تھا مجھ سے زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ مارٹن کے حلق سے نکلنے والی کراہ جیسے اس کے لیے خطرے کا سگنل تھی۔ اس نے تیزی سے خود کو نیچے گرایا پھر قلابازی کھاتے ہوئے فائر جھونک مارا۔ مجھے اپنی داہنی ران میں ایسی شدید جلن محسوس ہوئی جیسے کسی نے اس میں گہرا شگاف لگا کر سُرخ مرچیں بھر دی ہوں۔ حبشی کا نشانہ غضب کا تھا۔ پہلی گولی لگنے کے بعد

میں سنبھل بھی نہ سکا تھا کہ اس نے پینترا بدل کر دوسرا فائر کیا اور اس بار میرا بایاں شانہ اُدھڑ کر رہ گیا۔ وقت کی بساط میرے حق میں منحوس ثابت ہوئی۔ میں نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے مارٹن نے اپنا ریوالور میرے ہاتھ سے جھپٹ لیا پھر اس نے سیدھا ہاتھ بلند کر کے کہنی کا اتنا بھرپور وار میری گردن پر کیا کہ میری ہمت جواب دے گئی۔

پل بھر میں بازی پلٹ گئی۔ میں تیورا کر موٹر بوٹ کے تختوں پر گرا۔ میرے کانوں میں حبشی کا خونخوار جملہ گونجا۔ اس نے شاید میرے ساتھیوں کو کوَر کرنے کے بعد تنبیہہ کی تھی۔

"خبردار، اگر کسی نے ذرا بھی جنبش کی تو اس کا جسم چھلنی کر دوں گا۔"

مجھے اتنا یاد ہے کہ گرتے وقت میں نے درخشاں کی جانب دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہ پیش آنے والے حالات سے خوفزدہ اور نروس ہوگی لیکن ایسا نہیں تھا۔ ممکن ہے وہ میرا وہم ہو، مگر جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے درخشاں کے یاقوتی ہونٹوں پر اس وقت بھی ایک معنی خیز تبسم موجود تھا۔ میں نے اس مسکراہٹ کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کی لیکن وقت نے میرا ساتھ نہیں دیا اور میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

❁

وہ ایک نہایت پرسکون اور آرام دہ بستر تھا۔ کمرے کا ماحول خوابناک تھا، وہاں کی ہر چیز میں ایک حسن ایک سادگی موجود تھی۔ میں نے تیزی سے پلکیں جھپکانا شروع کر دیں۔ میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ میں نے اپنے بوجھل ذہن کو کریدنا شروع کیا۔ مجھ پر غنودگی کی حالت طاری تھی لیکن مجھے یاد آ گیا۔ وہ مارٹن کی شدید ضرب تھی جس نے مجھے موٹر بوٹ پر اوندھے مُنہ گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میری نگاہوں کے سامنے سیاہ فام حبشی کا چہرہ اُبھر آیا۔ اس نے فائر کر کے میری داہنی ران اور بائیں شانے کو زخمی کر دیا تھا۔

میں نے نظر گھما کر بائیں شانے کی سمت دیکھا جہاں نہایت سلیقے سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو جنبش دینے کی کوشش کی تو درد سے تڑپ اٹھا۔ میری داہنی ران بھی پھوڑے کی طرح دکھ رہی تھی۔ میں شاید دشمنوں کی قید میں تھا۔ وہ میرے زخموں کی مرہم پٹی کر کے میری زندگی بچانا چاہتے تھے اس لیے کہ انہیں مجھ سے اڈگر لو رلبو ریاض کا کھوج نکالنا تھا لیکن میرے ساتھی؟ میرے ذہن کو جھٹکا لگا۔ کہیں ان درندوں نے کیلاش اور جیکب کو مار تو نہیں ڈالا اور میری زندگی.... میری رُوح.... میری درخشاں کا کیا بنا؟ میرے دماغ میں پریشان کن سوالات ابھرنے لگے۔

"مسٹر جمال! کیا آپ خود کو پہلے سے بہتر محسوس کر رہے ہیں؟" ایک مہذب نسوانی آواز میری قوتِ سماعت سے ٹکرائی۔ میں نے فوراً گردن گھما کر دوسری سمت دیکھا۔ وہ ایک پیشہ ور نرس نظر آ رہی تھی، اس کے چہرے پر مریم کا تقدس تھا، نگاہوں میں ہمدردی تھی۔ سفید لباس میں وہ بے حد حسین معلوم ہو رہی تھی۔ میں ایک ثانیے تک اسے سرتاپا دیکھتا رہا۔ وہ مجھ سے میری خیریت دریافت کر رہی تھی۔ بحیثیت نرس وہ اپنے پیشے کے فرائض انجام دے رہی تھی لیکن شاید وہ بھی میرے دشمنوں کے جتھے کی ایک فرد تھی، ایک خوبصورت اور حسین ناگن۔ میرے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے۔ میں نے قدرے تلخ لہجے میں دریافت کیا۔

"کون ہو تم اور میں اس وقت...."

"پلیز مسٹر جمال!" نرس نے تیزی سے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر نے آپ کو فی الحال صرف آرام کا مشورہ دیا ہے۔"

"ڈاکٹر!" میں چونکا۔ "ڈاکٹر کیلاش کہاں ہے اور...."

"پریشان مت ہوں۔" وہ جلدی سے مسکراتے ہوئے بولی۔ "آپ کے ساتھی خیریت سے ہیں۔ ڈاکٹر کیلاش اور فادر جیکب بس آتے ہی ہوں گے ملاقاتیوں کی آمد کا وقت ہو چکا ہے۔"

"کیا؟" میں نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔ "میں.... اس وقت کہاں ہوں؟"

"اسپتال میں۔"

"اسپتال۔" میں نے دل ہی دل میں کہا پھر بولا۔ "نرس، کیا یہ اسپتال...."

میں اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔ کیلاش اور جیکب کے آجانے سے میری توجہ ان کی طرف مبذول ہو گئی۔ کیلاش مجھے ہوش میں دیکھ کر تیزی سے میرے قریب آیا پھر نرس سے مخاطب ہو گیا۔ "سسٹر! کیا اب میرے دوست کو دوبارہ...."

"حالات پر منحصر ہے۔" نرس نے مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھا پھر زیرِ لب مسکراتی واپس چلی گئی۔

"ربِّ عظیم کا احسان ہے کہ اس وقت تم پوری طرح ہوش و حواس میں ہو۔" جیکب نے خوشی کا اظہار کیا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں؟" میں نے کیلاش سے پوچھا۔

"امریکہ کے ایک اسپتال میں۔"

"امریکہ!" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "ہم یہاں کیسے پہنچے؟"

"میں تم سے درخواست کروں گا میرے دوست! کہ اپنے ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالو۔" کیلاش نہایت اپنائیت سے بولا۔ "دو چار روز کے مکمل آرام کے بعد تمہاری کیفیت اور زیادہ بہتر ہو جائے گی۔"

"وہ.... میری درخشاں کہاں ہے؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوال کیا۔

"وہ بھی خیریت سے ہے۔" کیلاش نے جلدی سے کہا پھر بات کا رُخ بدلتے ہوئے بولا۔ "اب تم ذاتی طور پر خود کو کیسا محسوس کر رہے ہو؟"

"ہم موٹر بوٹ میں تھے کیلاش!" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "مارٹن میرے قبضے میں آجاتا تو اس کے ساتھی ہمارے رحم و کرم پر ہوتے لیکن، وہ سیاہ فام حبشی زیادہ چالاک ثابت ہوا۔ مجھے یاد ہے، اسی کی گولیوں نے مجھے شدید زخمی کر دیا تھا۔ مجھ پر نقاہت طاری ہو گئی تھی پھر...."

"بھگوان کی کرپا ہے کہ گولی نے تمہارے صرف گوشت کی خیریت دریافت کی۔ ہڈی کا کوئی حصہ یا جوڑ متاثر نہیں ہوا ورنہ...."

"کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ مارٹن کے ساتھیوں نے ہمیں آزاد کیوں کر دیا؟"

"جمال! تمہیں فی الحال...."

"نہیں۔" میں تیزی سے بولا۔ "میری ذہنی حالت پوری طرح بحال ہے۔ تم مجھے تفصیل سے بتاؤ میرے بیہوش ہونے کے بعد کیا ہوا تھا؟"

"مارٹن اور اس کے ساتھی ہمیں اپنے جہاز پر لے گئے لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ہمیں دھوکے سے پکڑ لیا گیا ہے۔ دراصل انہیں کچھ دوسرے لوگوں کی تلاش تھی۔ پھر بھی انہوں نے ہمیں تین چار روز تک مزید اطمینان کے لیے جہاز پر ہی قید کیے رکھا۔ جب گروہ کے سرغنہ کی طرف سے ہمارے بے گناہ ہونے کی تصدیق ہو گئی تب ان کا سلوک ہمارے ساتھ قدرے بہتر ہو گیا۔ پھر انہوں نے ہمیں زبان بند رکھنے کی سختی سے تاکید کی اور...." کیلاش نے اپنا بیان مختصر کرنے کی خاطر ایک لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ "میں تمہارے بہتر علاج کے لیے تمہیں امریکہ لے آیا۔ بھگوان کا شکر ہے کہ آج تم...."

"کیا تمہارے بیان سے میں یہ سمجھوں کہ آج میں بہت دنوں بعد ہوش میں آیا ہوں۔" میں نے کیلاش کو حیرت سے تکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہارے زخموں کی حالت خراب تھی اس لیے ڈاکٹروں کے مشورے سے تمہیں زیادہ تر بیہوش ہی رکھا گیا۔"

"اور میں تمہیں مقدس مسیح کے نام پر یہی مشورہ دوں گا کہ پُرانی باتوں کو خواب سمجھ کر بھولنے کی کوشش کرو۔" جیکب نے سرد آہ بھر کر کہا۔ "یہ سمجھ لو کہ ہم نے کھلی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہ سب فریبِ نظر تھا۔ سراب تھا اور حقیقت صرف اتنی ہے کہ ربِّ عظیم نے ہمیں دوبارہ مہذب دنیا میں واپس پہنچا دیا۔ مارٹن کے گروہ کے لوگ ہمارے لیے آزادی کا وسیلہ ثابت ہوئے۔"

"درخشاں کہاں ہے؟" میں نے جیکب کے چہرے کے تاثرات سے اُلجھتے ہوئے کیلاش سے دریافت کیا۔ "تم اسے ساتھ کیوں نہیں لائے؟"

"وہ.... دراصل.... مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اتنی جلدی...."

"کیلاش!" میں اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ مجھے بتاؤ، میری زندگی کہاں ہے؟"

"تم کو آرام کی ضرورت ہے میرے دوست!"

"نہیں۔" میں تلملا اٹھا۔ "مجھے صرف درخشاں کی ضرورت ہے۔"

"خداوند تم پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔" جیکب نے آہستہ سے کہا۔ "درخشاں بھابی کے سلسلے میں بھی تمہیں اپنے دل کو سمجھانا ہوگا۔ وہ...."

"وہ کہاں ہے؟" میں نے جیکب کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔ اس کے لہجے میں مایوسی کا جو انداز تھا اس سے میری وحشتیں دوچند ہونے لگیں۔ میں نے اُٹھنے کی کوشش کی تو کیلاش نے میرے بازو تھام لیے۔ وہ مجھے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"ہوش میں آؤ جمال! یہ کیا دیوانگی ہے۔ ابھی تم اس قابل نہیں ہو کہ اپنے پیروں پر...."

"کیلاش! میں تمہیں تمہارے بھگوان کی قسم دیتا

ہوں، اپنی دوستی اور محبت کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتادو کہ میری درخشاں کہاں ہے؟ اس کے بغیر میں ایک لمحے بھی زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

کیلاش نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنکھوں سے جیکب کو اشارہ کیا تو وہ مجھے دیکھتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ مجھے کیلاش کی حرکتیں اور باتیں عجیب لگ رہی تھیں۔ میں اسے دیوانوں کی طرح گھورتا رہا۔ جیکب کے کمرے سے چلے جانے کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔ "درخشاں ہمارے ساتھ نہیں ہے لیکن وہ بہت جلد....."

"تم۔" میرے ذہن میں چنگاریاں سلگنے لگیں، میرے لہو کی گردش تیز ہوگئی۔ "تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو۔"

"میری بات کا یقین کرو جمال! مارٹن اور اس کے ساتھیوں نے درخشاں بھابی کو بطور یرغمال اپنے پاس جہاز پر روک لیا ہے۔" کیلاش نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم نے اپنی زبان بند رکھی تو وہ بہت جلد تمہاری امانت تمہیں واپس کردیں گے۔"

"گویا تم میری درخشاں کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ کر چلے آئے۔ شاید اس لیے کہ تمہیں اپنی زندگی میری درخشاں سے زیادہ پیاری تھی لیکن میں..... میں درخشاں کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کرسکتا..... مم..... میں اسے واپس لاؤں گا خواہ اس کے لیے....."

میں نے پاگلوں کے انداز میں اٹھنے کی کوشش کی تو کیلاش پوری شدت سے مجھ سے لپٹ گیا۔ وہ مجھے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میری حالت ابھی خطرے سے باہر نہیں لیکن میں اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے پوری جدوجہد کر رہا تھا۔ میں نے کیلاش کا منہ بھی نوچا اس کے بالوں کو جکڑ کر اکھاڑنے کی بھی کوشش کی، چیخا چلایا بھی مگر اس کی گرفت سے آزاد نہ ہوسکا پھر جیکب دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک امریکی ڈاکٹر اور اسپتال کا دوسرا عملہ بھی موجود تھا۔ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ کیلاش نے جیکب کو باہر جانے کا اشارہ کیوں کیا تھا۔ میں نے خود کو آزاد کرانے کی ایک آخری کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ عملے کے لوگوں نے مجھے جکڑ کے بے بس کردیا پھر مجھے زبردستی کوئی انجکشن دیا گیا جس کے بعد میری قوتِ مدافعت لمحوں میں ختم ہوگئی۔ رگوں میں دوڑتا ہوا کوئی نند آور محلول تیزی سے میرے دماغ سے ٹکرایا اور دوسرے ہی لمحے میرا ذہن ایک بار پھر تاریکیوں میں غوطے کھانے لگا۔

❁

رفیقی کا چہرہ میری نگاہوں کے سامنے فضا میں لہراتا بل کھاتا ابھرا تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے نے اسے میری نگہداشت پر مامور کیا تھا رفیقی نے مجھے یہی بتایا تھا کہ وہ مجذوب کے اشارے پر میرے کام آرہا ہے اور ایک حد تک میری رہنمائی کرتا رہے گا۔ اس وقت اسے نگاہوں کے سامنے دیکھ کر میرے بے قرار دل کو قرار آگیا۔ کیلاش نے درخشاں کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ میرے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔ مجھے جکڑ کر بیہوشی کا انجکشن لگانے کا عمل ممکن ہے ڈاکٹروں کے فیصلے کے عین مطابق رہا ہو لیکن کیلاش کی اس حرکت نے مجھے متنفر کردیا تھا چنانچہ میں نے رفیقی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین تھا کہ تم اس آڑے وقت میں ضرور میرے کام آؤ گے۔ تمہیں یقیناً حالات کی ستم ظریفی کا علم ہوگا اور یہ بھی کہ میرے سنگ دل دشمنوں نے درخشاں کو بطور یرغمال اپنے قبضے میں رکھا ہے اور....."

"میں اور بھی بہت کچھ جانتا ہوں سیّدی لیکن....."

"لیکن کیا؟" میں نے تلملا کر کہا۔ "کیا تم درخشاں کے حصول میں میری مدد نہیں کرو گے؟"

"یاد کرنے کی کوشش کرو میرے عزیز! میں نے ڈھکے چھپے لفظوں میں پہلے بھی تمہیں یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ تم ایک پرچھائیں کے تعاقب میں اپنا وقت برباد کر رہے ہو، جسے تم درخشاں سمجھ رہے ہو وہ گندی قوتوں کا ایک حسین فریب تھا جسے وقت نے تمہارے راستے سے ہٹا دیا۔ سیّدی! تمہیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ایک بزرگ کی سفارش نے تمہیں بربادی کے راستوں پر بہت دور نکل جانے سے پہلے ہی بچا لیا۔ ذہن کو کریدنے کی کوشش کرو، عقل سے سوچو کیا اوریگا نے تم سے یہ درخواست نہیں کی تھی کہ تم ایک خاص وقت تک طلسم کدے کے تہہ خانے میں سوئی ہوئی روح سے بات نہیں کرو گے؟ اسی فریبی بوڑھے نے جو شیطانی قوتوں کا مالک تھا مجذوب کی انگشتری کو اندھے کی لاٹھی کہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ وقت کے حسین گرد و پیش نے تمہاری آنکھوں میں جو چکا چوند پیدا کردی ہے وہ تمہیں بزرگ کے لازوال تحفے کی جانب سے غافل

کردے گی، تم زندگی کے پُر پیچ راستوں پر بھٹکتے رہو گے۔"

رفیقی کے لہجے میں جانے کیسا سحر تھا کہ میں چاہنے کے باوجود اسے بولنے سے نہ روک سکا۔ گم صم اس کی باتیں سنتا رہا، اس نے باور کرایا کہ درخشاں کی محبت اور اس کی جدائی نے وقتی طور پر ایمانی قوتوں کو کمزور کردیا تھا جس کے سبب گندی اور سیاہ قوتوں نے مجھے شکار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ مجھے اپنے جال میں پھانسنے کی خاطر اس طرح حسین اور پُرفریب وادیوں کے سحر انگیز ماحول میں بھٹکا دیا کہ میں ہر فریب کو حقیقت سمجھنے لگا۔ رفیقی نے کہا۔

"کیا تمہیں یاد نہیں کہ بھوری پہاڑیوں پر معمر جادوگروں نے درخشاں کو دیکھ کر اسے سجدے شروع کردیے تھے۔ غور کرو سیّدی! تم ایک کلمہ گو مسلمان ہو، کیا خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ جائز ہے؟ نہیں۔ تم نے ایک فریب کو اپنی زندگی، اپنی روح سمجھ کر وقت کے ہاتھوں سیکڑوں دھوکے کھائے ہیں۔ سوچو میرے عزیز! کیا اس فریبی عورت نے جو تمہارے سامنے درخشاں کا روپ اختیار کیے ہوئے تھی ایک موقع پر خود اقرار نہیں کیا تھا کہ وہ تمہارے دوستوں کو اپنے وجود کا یقین دلانے کی خاطر بے ہوشی کا ناٹک کھیل رہی تھی۔ اگر وہ تمہاری درخشاں ہوتی تو اسے تمہارے دوستوں کے ساتھ مکر و فریب کی کیا ضرورت تھی؟ کوئی جواب ہے تمہارے پاس؟"

"اگر وہ فریب ہے تو اسے میرے دشمنوں نے یرغمال بنانے کی حماقت کیوں کی؟" میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

"اس لیے کہ قدرت کو اب ان بدکاروں کی سرکوبی منظور ہے۔" رفیقی نے یقین سے کہا۔ "تم مجذوب کی مہربانیوں سے بچ گئے لیکن وہ جو درخشاں کو اپنے لیے مالِ غنیمت سمجھ رہے ہیں، قدرت کے ہاتھوں اذیتناک تباہیوں اور بربادیوں کا شکار ہوں گے۔ ان کا انجام عبرت ناک ہوگا۔"

"رفیقی! تم..... تم کہیں میرے ساتھ کوئی مذاق تو نہیں کر رہے ہو؟" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے ٹوٹے لہجے میں پوچھا۔

"اب بھی وقت ہے سیّدی!" اس کی آواز میں میرے لیے ہمدردیاں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ "ہوش میں آنے کی کوشش کرو۔ تمہاری درخشاں مرچکی ہے، خداوندِ کریم کو یہی منظور تھا اور یاد رکھو، وہ جو مرجاتے ہیں دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔ یہی ایک مسلمان کا عقیدہ ہے۔"

"ہاں، میں جانتا ہوں لیکن وہ..... وہ اگر فریب بھی تھی تو بھی میری درخشاں کی ہوبہو اور جیتی جاگتی تصویر تھی۔ سوچو رفیقی، اگر میری جگہ تم ہوتے تو تم پر کیا گزرتی؟"

"شاید میری حالت بھی تم سے مختلف نہ ہوتی۔" رفیقی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "کچھ فریب ایسے ہوتے ہیں جو اصل سے زیادہ پرکشش اور جاندار نظر آتے ہیں اور انسان کو راہِ راست سے گمراہ کرنے کے لیے گندی اور کالی قوتوں کی پیداوار ہوتے ہیں۔ یہی قدرت کا امتحان ہے میرے عزیز! جو ثابت قدم رہا اس نے منزل کو پالیا اور جس کے قدم ڈگمگا گئے وہ تاریکیوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے سیّدی! وہ اپنے نیک بندوں کو وقت اور حالات کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ امتحان لیتا رہتا ہے اور....."

"ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہاری باتیں دل کو لگتی ہیں لیکن میں کیا کروں؟ اسے کیسے فراموش کردوں جو دل و دماغ میں خوشبو بن کر بس گئی ہے۔"

"سچے دل سے خدا کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤ۔ وہی تمہاری مدد کرے گا، وہی تمہارے قلب کو سکون اور ایمان کی دولت سے مالا مال کرے گا۔"

"رفیقی!" میں نے دبی زبان میں درخواست کی۔ "کیا تم میری خاطر اسے دشمنوں کی قید سے رہائی دلا سکتے ہو؟"

"تم پھر بھٹک رہے ہو، سنبھلو سیّدی سنبھلو۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ میری نظروں کا فریب ہے، وقت اور حالات کی پیداوار ہے لیکن ہے تو میری درخشاں کی جیتی جاگتی تصویر۔"

رفیقی نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کا ہیولا فضا میں تیرتا رہا۔ میرا آخری جملہ سن کر اس کے تیور بدل گئے پھر وہ یکلخت فضا میں تحلیل ہوکر میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ میرا اضطراب بڑھ گیا۔ رفیقی کی باتیں میرے ذہن میں گونج رہی تھیں۔ صدائے بازگشت بن کر میرے دل و دماغ پر آہنی ضربیں لگا رہی تھیں۔

تب مجھے جیکسن یاد آیا۔ میں نے اسے دل ہی دل میں آواز دی لیکن جیکسن کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ میرے جنون اور دیوانگی کی کیفیتوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ گزری ہوئی باتیں ایک ایک کرکے مجھے یاد آرہی تھیں پھر مجھے مجذوب کی یاد آئی جس کی انگشتری اس بات کی

دلیل تھی کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔

انگشتری کا خیال آتے ہی میری نگاہیں لکڑی کی اس انگوٹھی پر جم گئیں جو میں نے مجذوب کے ہاتھ سے اتاری تھی۔ میں نے محسوس کیا جیسے خدا کے اس نیک بندے کی بخشی ہوئی انگوٹھی سے بھینی بھینی مہک اٹھ کر میرے دل و دماغ کو معطر کر رہی ہے، مجھے سکون پہنچا رہی ہے۔

اور پھر میں یکلخت چونک اٹھا۔ قہقہے کی وہ آواز اچانک ابھری تو میری توجہ انگشتری کی جانب سے ہٹ گئی۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا۔ مجذوب میرے قریب کھڑا دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا۔ میں اسے آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہا۔

"کیا دیکھ رہا ہے؟ ہاں.... کیا میں تیری محبوبہ ہوں؟" مجذوب نے یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے سرسراتی آواز میں مجھے مخاطب کیا۔

"بابا! وقت نے میرے ساتھ دغا کی ہے۔ فریب کیا ہے۔"

"میری بات مانے گا؟" مجذوب نے دیدے نچاتے ہوئے بڑی رازداری سے کہا پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر آہستہ سے بولا۔ "تو بھی دنیا کی پشت پر ایک ٹھوکر مار کر اپنے تھان کی طرف سرپٹ دوڑ لگا دے۔ آئی سمجھ میں؟"

"تم آسمان کی بلندیوں تک پہنچ گئے ہو بابا! کچھ میری رہنمائی بھی کر دو۔" میں نے التجا کی۔

"اونچی اونچی چھلانگیں مار کر۔ تو بھی اڑنا سیکھ لے گا لیکن تیری دُم.... کیا ہوئی تیری دُم؟" وہ عجیب نظروں سے مجھے گھورنے لگا۔

"میری دُم کٹ گئی ہے بابا! وقت نے اسے مجھ سے چھین لیا۔"

"مٹی میں لوٹ لگا کے کپڑے جھاڑ لے۔ سارے دلدر دور ہو جائیں گے۔"

"بابا! میری درخشاں کی حقیقت...."

"دُم کٹ گئی تو اسے ہلانا بند کر دے۔" مجذوب نے میری بات کاٹتے ہوئے بڑے جلالی انداز میں کہا۔ "ٹکٹکی باندھ کر اوپر والے نیلے گنبد کی طرف دیکھ۔ وہاں تجھے ہر چیز درخشاں نظر آئے گی۔"

"مجھے تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔" میں گڑگڑانے لگا۔ "مجھے مایوس نہ کرو بابا!"

"دُم کٹ جانے کا ملال نہ کر پگلے! تو غنی بھی ہے اور قسمت کا دھنی بھی.... جا.... واپس لوٹ جا۔"

"بابا! تم مجھے سہارا دے سکتے ہو۔"

"خبردار پلٹ کر مت دیکھنا.... جا.... دفع ہو جا.... تھان پر جا کر اوندھا ہو جا.... سر زمین پر مارنا سیکھ لے.... بیڑہ پار ہو جائے گا.... حق اللہ.... یا ہُو.... یا ہُو.... یا ہُو...."

میں نے مجذوب کو روکنے کی بہتیری کوشش کی لیکن وہ "حق اللہ" اور "یا ہُو" کے نعرے بلند کرتا ہوا میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور پھر میں ہڑبڑا کر جاگ اٹھا۔

اسپتال میں بستر کے قریب کیلاش اور جیکب کے علاوہ عملے کے دوسرے لوگ بھی موجود تھے۔ میں انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ ان کی نگاہوں میں میرے لیے تشویش کے تاثرات تھے۔

"جمال!" کیلاش نے مجھے نرم لہجے میں مخاطب کیا۔ "اب تم کیا محسوس کر رہے ہو؟ ڈاکٹروں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ تم بہت جلد روبصحت ہو جاؤ گے۔"

"اب اس کی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں ہوش میں آگیا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا پھر جیکب کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم آج ہی میری جاگیر کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ دیوان جی سے کہنا کہ وہ سارا حساب کتاب تمہیں سمجھا دیں۔ کیلاش کچھ دنوں بعد تمہارا ہاتھ بٹانے کے لیے پہنچ جائے گا۔"

"ربِ عظیم تم پر اپنا سایہ برقرار رکھے۔" جیکب پُرمسرت لہجے میں بولا۔ "مجھے یقین تھا تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

"تمہارا کیا پروگرام ہے؟" کیلاش نے میرے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے دبی زبان میں سوال کیا۔

"مجھے اپنے آپ کو پانے کے لیے ابھی ایک سفر اور کرنا پڑے گا۔" میں نے اشکِ ندامت بہاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ سفر میری زندگی کا آخری سفر ہو گا۔"

"کیا مطلب؟" کیلاش چونکا۔ "تم کس سفر کی بات کر رہے ہو؟ ابھی تو تمہاری حالت...."

"میں جس سفر کی بات کر رہا ہوں اس میں جسم کی نہیں رُوح کی قوت درکار ہوتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"تم نہیں سمجھ سکو گے کیلاش!" میں نے مسکرا کر جواب دیا پھر ایک طویل سانس لے کر آنکھیں موند لیں۔

میری نگاہوں کے سامنے مجذوب کا چہرہ ابھر آیا جو پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ میں نے اس کے تعاقب میں قدم آگے بڑھا دیے۔